UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226478

UNIVERSAL
LIBRARY

22647Y

جلد ۹

قال اللہ تعالیٰ ان علینا جمعہ وقرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ

چون راس واساس علوم حکمیہ علوم قرآن ست وازین ہمر توجہ علما امت سبب دول بخدمتش از قدیم زمان ست وازجملہ علوم خادمہ قرآن حسب آیت منزبورہ علم تفسیر وتبیان ست وباوجود تو فر وتکثر کتب این فن تجدد وضرورت ومذاق اہل عصر مقتضی تالیفی جدید در تبیان فرقان ست۔ وکتاب ہذا کہ مسمی بہ

بیان القرآن

است بعیان وبرہان کامل وحاوی آن عزیز عنوان است واین جلد از ان ست بنا علیہ کتاب مذکور احسن البیانات واکمل التراجم مشتمل صحیح متن قرآنی مع ترجمہ بین السطور واول حصہ صفوہ دکر متن مع تحریر ترجمہ وتقریر تفسیر بقدر یقیناً بین ترجمہ وتفسیر ودوئی حصہ حواشی عربیہ رسوئی حصہ سیلیے صفوہ کہ مجموعش مفید تالیان وقاریان ودرک معانی بمجالا بالتصیلا وطالبان تحقیق مزید انما میاز وجامعان باہتمام بنا محمد الاعظم الحمد

مطبع واقع ہلی در مقبولہ عان طبع شد

فہرست مضامین منصوصہ قرآنیہ جلد نہم بیان القرآن

صفحہ	مضمون
۲	تمہید گونی موجب سرور اہل اسلام
۳	توبیخ بر حُب دنیا و کفر و انکار
۴	اخبار از وقوع آخرت و جزا و سزا در آں
۵	امر بتنزیہ و تحمید
۶	استدلال بر صحت بعث ببیان دلائل قدرت
۸	اثبات توحید
۱۱	ذکر وبال از شرک و ضلال و سوء اعمال
۱۳	عود بسوئے توحید مع تسلیہ و اثبات اجمالی معاد
۱۵	اثبات امکان و وقوع بعث
۱۶	بیان بلاغت مضامین قرآنی و عناد اہل طغیانی و تسلیہ صاحب قرآن
۱۷	مدح قرآنی و مصدقین و ذم معرضین ضالین مضلین مع آل فریقین
۱۹	توحید
۲۰	حکایت لقمان و وصایائے او از توحید وغیرہ
۲۳	تاکید مضمون توحید
۲۶	تہدید بیوم وعید
۲۷	خاتمہ در اختصاص علم غیب بحق تعالیٰ
۲۸	اثبات رسالت و اثبات حقیت قرآن
〃	اثبات توحید
۲۹	اثبات بعث و جزاء
۳۲	تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و مومنین و دفع شبہات کفار متعلقہ بعض مضامین تسلیہ
۳۴	تسلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بر نوع اول ایذاء قولی از کفار
۳۵	بدہم نوع دوم ایذاء رسول متعلق متبعین و تقویت آں بعض نظائر
۳۷	نوع اول از اجلال رسول ببیان اولویت مع بعض احکام توارث
۳۸	میثاق انبیاء و عذاب اعداء
〃	حکایت غزوۂ احزاب غزوہ بنی قریظہ متضمن تذکیر نعمت آنہیرو
	مشعر نوع دوم جلالت شان رسول بنصوبت من اللہ و شوکت
	نوع سوم ایذاء بالقتال از کفار و نوع چہارم ایذاء بالاقوال
	از منافقین برسول صلی اللہ علیہ وسلم را
۴۴	خطاب بازواج مطہرات متضمن نہی از نوع پنجم ایذاء نبی صلی اللہ علیہ

صفحہ	مضمون
	وسلم کہ اخف الانواع است
۵۰	بتبشیر عام جمیع اہل اسلام بر اشتمال احکام
۵۱	نوع سوم جلالت شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان وجوب طاعت حضرت
	ایشاں بتفصیل جواب نوع دوم ایذاء کہ طعن بود بر نکاح زینب
۵۴	خطاب بمومنین بکر بعض من خطاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم
	بعض فضائل و اجلال حضرت ایشاں مع تسلیہ
۵۶	خطاب بحسنین بعض احکام طلاق قبل المس خطاب رسول صلی اللہ علیہ
	وسلم بعض احکام متعلقہ نکاح کہ نوع پنجم است از اجلال حضرت
۶۱	تمہ نوع ششم امور موجبۂ ذوی و اتمام تشریع نوع ششم امور
	مشعرہ جلالت و احترام آں رسول عالیمقام صلے اللہ علیہ وسلم از آذو
	طعام و مسائل رویت و کلام و تحریم مکان امہات اہل اسلام
۶۳	نوع ہفتم اجلال شان نبوی باخبار و انشاء صلوٰۃ و سلام
۶۴	وعید بر ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم و مومنین
۶۵	نوع ہفتم ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم مع الامنین بتعرض نساء و احزاب
۶۷	تہدید مخالفین بوقوع قیامت و عقوبت
۶۸	ترہیب از معصیت و ترغیب باطاعت
۶۹	مکلف بودن باحکام و ثمرات طاعات و آثام
۷۱	توحید
〃	اثبات بعث
۷۴	قصہ داؤد و سلیمان علیہما السلام
۷۶	قصہ کفار سبا
۷۸	بیان حال و مآل متبعین و غیر متبعین ابلیس مع حکمت تسلیط او
۷۹	اثبات توحید و ابطال شرک
۸۱	اثبات رسالت محمدیہ و عموم او
〃	ذکر بعث و بعض واقعات آں
۸۲	تسلیہ سید الاخیار و تزییف قول اشرار
۸۳	تفریع زہد بر قسمیت رزق
۸۴	عود بسوئے حشر و احوال او
۸۵	عود بسوئے تحقیق رسالت

صفحہ	مضمون
۸۸	خاتمہ در وخامت عاقبت منکرین حق
۸۹	اثبات توحید
۹۰	تسلیہ سید الانام و ابطال طغیان و تحذیر اہل طغیان و تبشیر اہل ایمان
۹۲	عود بسوئے توحید مع بعض دیگر مضامین مناسبہ مقام
۹۵	تحذیر منکرین و تسلیہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
۹۶	وحدت و نشیت و تقویت او بعلت
۹۸	بیان مثوبات و عقوبات مع تفاضل اعمال و تفاوت جزاء
۱۰۰	توحید مع تہدید
۱۰۲	تشنیع و تقریع بر کفر
۱۰۴	اثبات سنت مع تسلیہ بتفاوت استعداد عمال در ترتب جزاء و حشر
۱۰۵	قصہ اصحاب القریہ و وخامت مکذبین رسالت
۱۰۹	اثبات توحید
۱۱۲	عدم تاثر کفار از ترہیب و ترغیب
۱۱۳	احوال آخرت مع تہدید باحتمال عذاب دنیوی
۱۱۶	تحقیق رسالت و قرآن
〃	عود بسوئے توحید
۱۱۷	تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
〃	جواب استبعاد بعث
۱۱۹	اثبات توحید بدلیل و تاکید ش بقسم
۱۲۱	بحث بعث و واقعات او
۱۲۶	قصہ اول نوح علیہ السلام با قوم او
۱۲۷	قصہ دوم ابراہیم علیہ السلام با قوم او
۱۳۱	قصہ سوم موسیٰ و ہارون علیہما السلام
〃	قصہ چہارم الیاس علیہ السلام
۱۳۲	قصہ پنجم لوط علیہ السلام
〃	قصہ ششم یونس علیہ السلام
۱۳۴	ابطال شرک
۱۳۶	تشنیع تبکیت مجدد و تقریع بعذاب مجدد بر کفار مع تسلیہ سید الابرار
۱۳۷	خاتمہ در تنزیہ و تحمید رب العالمین و تحیہ شان مرسلین

سورۃ الروم مکیۃ وھی ستون | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ | ایۃ وست رکوعات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ لِلّٰهِ

الٓمّٓ اہل روم ایک قریبی موقع میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لیکر نو سال کے اندر اندر غالب آجاویں گے پہلے بھی

الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی اور اُس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہونگے وہ جس کو چاہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے

الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

رحیم ہے اللہ تعالےٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو خلاف نہیں فرماتا ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

سورۃ الروم مکیۃ الا قولہ فسبحان وھی ستون او تسع وخمسون ایۃ کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورت میں یہ مضامین ہیں۔ **اول** بعض واقعات موجبہ فرح اہل اسلام کی پیشین گوئی جس میں دلالت علی النبوۃ کے ساتھ اوپر کی سورت میں کفار کی ایذا رسانی سے جو مسلمانوں کو رنج ہوتا تھا جس پر اُس کے خاتمہ میں مجاہدہ وتحمل مشاق کی فضیلت مذکور ہوئی تھی اس رنج کا ازالہ بھی ہے اور اس سے دونوں میں ارتباط بھی ظاہر ہو گیا **ثانی** کفار کا تعنت وعناد اور اُن کو کفر وتکذیب پر توبیخ اور اُس کی تقویت کے لئے اجمالاً بعض مکذبین سابقین کی بدانجامی **ثالث** اثبات معاد اور اُس کے احوال واہوال جس سے مضمون ثانی کی بھی تقویت ہوتی ہے **رابع** اثبات توحید اور اُس کے دلائل **خامس** بعض اعمال مہمہ فرعیہ جو حقوق اعتقاد وتوحید میں سے ہیں پھر خاتمہ میں ان مضامین لبیغہ سے کفار کے متاثر نہ ہونے پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ واللہ اعلم

پیشین گوئی موجب سرور اہل اسلام

جس قصہ کے متعلق یہ پیشین گوئی ہے اُس کا ملخص یہ ہے کہ ایک بار روم اور فارس میں مقام اذرعات وبصری کے درمیان (کما فی الروح معزیا الی طرق عدیدۃ مع ترجیح ابن حجرہ) لڑائی ہوئی اور رومی مغلوب ہو گئے مشرکین مکہ مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم اور رومی اہل کتاب ہو اور ہم اور فارسی غیر اہل کتاب ہیں پس فارس کا روم پر غالب آنا فال ہے اس کی کہ ہم بھی تم پر غالب رہیں گے اُسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں جس میں پیشینگوئی ہے کہ نو سال کے اندر رومی فارسیوں پر غالب آجاوینگے چنانچہ اس سے ساتویں برس پھر دونوں کا مقابلہ ہوا اور رومی غالب آگئے جس سے وہ پیشینگوئی پوری ہوئی اور اتفاق سے جس زمانہ میں یہ روم کا غلبہ ہوا ہے یہاں مسلمان جنگ بدر میں مشرکین پر غالب آئے تھے بعض نے یفرح المومنون کی یہی تفسیر کی ہے اور اسکو دوسری پیشینگوئی قرار دیا ہے یہ سب روایات درمنثور میں باسانید مختلفہ مذکور ہیں۔

ملتقات الترجمہ

لہ قولہ فی توضیح ادنی الارض ارض روم انشاء اللہ

الے ان اللام فی الارض للعہد

آیات وتفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ الٓمّٓ (اسکے معنے اللہ کو معلوم ہیں) اہل روم ایک قریبی موقع میں (یعنی ارض روم کے ایسے مقام میں جو نسبت فارس کے عرب سے قریب تر ہے مراد اس سے اذرعات بصری ہے جو ملک شام میں دو شہر ہیں کذا فی القاموس اور حکومت روم کے تحت میں ہونے سے ارض روم میں داخل ہیں ایسے موقع میں اہل روم اہل فارس کے مقابلہ میں) مغلوب ہو گئے (جس سے مشرکین خوش ہوئے) اور وہ (رومی) اپنے (اس) مغلوب ہونے کے بعد عنقریب (اہل فارس پر دوسرے مقابلہ میں) تین سال سے لیکر نو سال کے اندر اندر غالب آجاوینگے (اور یہ مغلوب اور غالب ہونا سب خدا کی طرف سے ہے کیونکہ مغلوب ہونے سے) پہلے بھی (اللہ ہی کو اختیار ہے جس سے غالب کر دے گا) اور (مغلوب ہونے سے) پیچھے بھی (اللہ ہی کو اختیار ہے جس سے غالب کر دے گا) اور اُس روز (یعنی جب

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ قف

یہ لوگ صرف ظاہر کو جانتے ہیں دنیوی زندگانی کے اور یہ لوگ آخرت سے بے خبر ہیں کیا انھوں نے اپنے دلوں میں یہ غور نہیں کیا

مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ

کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور اُن چیزوں کو جو اُن کے درمیان میں ہیں کسی حکمت ہی سے اور ایک میعاد معین کے لئے پیدا کیا ہے اور بہت سے آدمی اپنے رب کے ملنے کے

رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ

منکر ہیں کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا انجام کیا ہوا وہ ان سے

مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

قوت میں بھی بڑھے ہوئے تھے اور انھوں نے زمین کو بھی جوتا بویا جوتا تھا اور جتنا انھوں نے اُس کو آباد کر رکھا ہے اس سے زیادہ انھوں نے اُس کو آباد کیا تھا اور اُن کے پاس بھی اُن کے پیغمبر معجزے لیکر آئے تھے

اہل روم غالب آوینگے) مسلمان اللہ تعالےٰ کی اس امداد پر خوش ہونگے (اس امداد سے یا تو یہ مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو قول میں غالب فرماوے گا کیونکہ اس پیشین گوئی کو مسلمانوں نے کفار پر ظاہر کیا اور انھوں نے تکذیب کی تو اس کے وقوع سے مسلمانوں کی حقیت ہو جاویگی اور یا یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کو مقاتلہ میں بھی غالب کر دے گا چنانچہ وہ وقت جنگ بدر میں منصور ہونے کا تھا اور ہر حال میں نصرت کا محل اہل اسلام ہی ہیں اور مسلمانوں کی حالت ظاہری مغلوبیت کی دیکھ کر اس منصوریت فی المقابلہ پر استبعاد نہ کیا جاوے یا دو آدمیوں کی حالت ظاہری مغلوبیت کی دیکھ کر مسلمانوں کی اس منصوریت فی المقابلہ پر استبعاد نہ کیا جاوے کیونکہ نصرت اللہ کے قبضے میں ہے) وہ جس کو چاہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے (کفار کو جب چاہے قولاً یا فعلاً مغلوب کرادے اور) رحیم (بھی) ہے (مسلمانوں کو جب چاہے غالب کر دے) اللہ تعالےٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے (اور) اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کو خلاف نہیں فرماتا (اس واسطے یہ پیشین گوئی ضرور واقع ہوگی خواہ ایک مراد ہو یا دو) لیکن اکثر لوگ (اللہ تعالےٰ کے تصرفات کو) نہیں جانتے (بلکہ صرف ظاہری اسباب کو دیکھ کر اُن اسباب پر حکم لگا دیتے ہیں اس لیے اس پیشین گوئی میں استبعاد کرتے ہیں حالانکہ مسبب الاسباب اور مالک اسباب حق تعالےٰ ہے اُس کو اسباب بدلنا بھی آسان اسباب کے خلاف مسبب کا واقع کرنا بھی آسان اور جس طرح وقوع کے قبل اسباب کو دیکھ کر صدق وعدہ الٰہیہ کا یقین نہیں کرتے اسی طرح بعد وقوع کے اُس کو وعدہ الٰہیہ کا ظہور نہیں جانتے جس سے اس وعدہ کے پیشگی خبر دینے والے کی نبوت پر استدلال کرنا لازم تھا پس لایعلمون میں دونوں امر آگئے) ف مسلمانوں کا کفار سے اس پیشین گوئی کا دعوے سے اظہار کرنا ترمذی میں موجود ہے ربط اوپر اخبار بالغیب کے ساتھ جو کہ دلیل نبوت بھی ہے کفار کا جہل یعلمون سے بیان فرمایا تھا جس سے ان لوگوں کا جہل عن النبوۃ مفہوم ہوا تھا آگے ان کا جہل عن الآخرۃ کہ فرع ہے جہل عن النبوۃ کی مع اس کے سبب عظیم کے کہ انہماک فی الدنیا ہے اور مع توبیخ کے بیان فرماتے ہیں۔

توبیخ بر حب دنیا و کفر و انکار

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا

اللہ تعالےٰ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا ولیکن وہ تو خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے ۔ پھر ایسے لوگوں کا انجام جنہوں نے بُرا کام کیا تھا بُرا ہی ہوا ۔ اس وجہ سے کہ اُنھوں نے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا تھا اور اُن کی ہنسی اُڑاتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ خلق کو اول بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی اُسکو پیدا کریگا پھر اُسکے پاس لائے جاؤ گے اور جس روز قیامت قائم ہوگی

السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

اس روز مجرم لوگ حیرت زدہ رہ جاویں گے ۔ اور اُن کے شریکوں میں سے ان کا کوئی سفارشی نہ ہوگا ۔ اور یہ لوگ اپنے شریکوں سے منکر ہو جاویں گے ۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی

يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝

اُس روز سب آدمی جُدا جُدا ہو جاویں گے ۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے ۔ اور اُنھوں نے اچھے کام کیے تھے وہ تو باغ میں مسرور ہونگے

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (۱) ران لوگوں کی بہل بالله و بالنبوۃ کا جو کہ اوپر معلوم ہوئے سبب یہ ہے کہ (یہ لوگ صرف دنیوی زندگانی کی ظاہر (حالت) کو جانتے ہیں اور یہ لوگ آخرت سے (بالکل) بے خبر ہیں رکہ وہاں کیا ہوگا اس لیے اُنکو نہ اسباب عقوبت سے کہ کفر و انکار ہے اندیشہ ہے نہ اسباب نجات کی کہ تصدیق و ایمان ہے فکر ہے) کیا (دلائل وقوع آخرت کو سنکر بھی ان کی نظر دُنیا ہی پر منحصور[1] رہی اور) انھوں نے اپنے دلوں[2] میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور اُن چیزوں کو جو اُن کے درمیان میں ہیں کسی حکمت ہی سے اور ایک میعاد معین (تک) کے لیے پیدا کیا ہے (جیسا اُس نے آیات میں نہ بردی ہے کہ اُن حکمتوں میں سے ایک مجازاۃ ہے اور میعاد معین قیامت ہے اگر اپنے دلوں میں غور کرتے تو ان واقعات کا امکان عقل سے اور اُن کا وقوع نقل سے اور اُس نقل کا صدق صفت اعجاز سے منکشف ہو جاتا اور آخرت کے منکر نہ ہوتے مگر غور نہ کرنے سے منکر ہو رہے ہیں) اور (یہی کیا اور) بہت سے آدمی اپنے رب کے ملنے کے منکر ہیں کیا یہ لوگ (کبھی گھر[3] سے نہیں نکلے اور) زمین میں چل پھر کے نہیں دیکھتے بھالتے کہ جو (منکر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اُنکا (آخری) انجام کیا ہوا (کیفیت اُن کی یہ تھی کہ) وہ اپنے قوت میں بھی بڑھے ہوئے تھے اور اُنھوں نے زمین کو بھی (ان سے زیادہ) بویا ہوتا تھا اور جتنا انھوں نے (سامان اور مکان سے) اُس کو آباد کر رکھا ہے اس سے زیادہ انھوں نے اُسکو آباد کیا تھا اور اُنکے پاس بھی اُن کے پیغمبر معجزے لیکر آئے تھے (جن کو اُنھوں نے نہیں مانا اور عذاب سے ہلاک[4] ہوئے جن کی ہلاکت کے آثار اُنکے دیار سے جو طریق شام میں ملتے ہیں نمودار ہیں) سو (اس ہلاکت میں) خدا تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا ولیکن وہ تو خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے (کہ انکار رسل کا کرکے مستحق ہلاک ہوئے یہ تو اُن کی حالت دنیا میں ہوئی اور) پھر (آخرت میں) ایسے لوگوں کا انجام جنہوں نے (ایسا) بُرا کام (یعنی رسل کا انکار) کیا تھا بُرا ہی ہوا (محض[5] اس وجہ سے کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو (یعنی احکام و اخبار کو) جھٹلایا تھا اور (تکذیب سے بڑھکر یہ کہ) اُن کی ہنسی اُڑاتے تھے (وہ انجام سزائے دوزخ ہی) ہے (بطور اوپر جس انکار آخرت پر توبیخ تھی آگے آخرت کا وقوع مع بیان کامل انکار و تکذیب اور ایمان و تصدیق کے مذکور ہے ۔

اخبار از وقوع آخرت و جزا و سزا دران

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝

اللغات

قولہ یحبرون فی القاموس الحبر بالفتح السرور کالحبور والحبرۃ والجبر محرکۃ واحبرہ سرہ ۱۲

البلاغۃ

قولہ ترجعون فیہ التفات قولہ یوم تقوم الساعۃ الثانی اعید للتہویل قولہ یومئذ یتفرقون بدل من یوم وفائدتہ تہویل ۱۲

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ ان لم یتفکروا تقدیرہ ہی اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ای اتقصر انظارہم علی الدنیا ولم یتفکروا ۱۲

[2] قولہ فی انفسہم ای فی دلوں اشارۃ الی ان التفکر الخ وزیادۃ للمبالغۃ والتقریر کقولہ لاعقدت بقلبی ۱۲

[3] قولہ فی الارض ای فی سیروا فی گھر سے اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ ای قعدوا فی بیوتہم ولم یسیروا ۱۲

[4] قولہ فی دیارہم ای بلاد اللہ ہلاک ہوئے اشارۃ الی ان العطف فی فکان اللہ فصیحۃ ۱۲

[5] قولہ ان کذبوا ای وجہ سے اشارۃ الی تقدیر اللام او الباء ۱۲

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ

اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا وہ لوگ عذاب میں گرفتار ہونگے سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو

تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝

شام کے وقت اور صبح کے وقت اور تمام آسمان اور زمین میں اُسی کی حمد ہوتی ہے اور بعد زوال اور ظہر کے وقت

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ خلق کو اول بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی اسکو پیدا کرے گا پھر (پیدا ہونے کے بعد) اُس کے پاس (حساب کتاب کیلئے) لائے جاؤ گے اور جس روز قیامت قائم ہوگی (جس میں اعادۂ مذکور ہونیوالا ہے) اُس روز مجرم (یعنی کافر) لوگ (بازپرس کے وقت) حیرت زدہ رہ جاوینگے (یعنی کوئی معقول بات اُن سے بن نہ پڑیگی) اور اُن کے (تراشے ہوئے) شریکوں میں سے جنکو شریک عبادت بناتے تھے) ان کا کوئی سفارشی نہ ہوگا اور (اُس وقت خود) یہ لوگ (بھی) اپنے شریکوں سے منکر ہو جاوینگے (کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین) اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز (علاوہ واقعہ مذکورہ کے ایک واقعہ یہ بھی ہوگا کہ مختلف طریقوں کے) سب آدمی جُدا جُدا ہو جاوینگے یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے اور جنھوں نے اچھے کام کئے تھے وہ تو (بہشت کے) باغ میں مسرور ہونگے اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا وہ لوگ عذاب میں گرفتار ہونگے (یہ معنے ہیں جدا جدا ہونے کے) **ربط** اوپر ایمان و عمل صالح کی فضیلت یعنی اُسپر جنت کے ترتب کا ذکر تھا آگے ایک خاص عنوان جامع سے ایمان و عمل صالح کی ترغیب ہے کیونکہ تسبیح و تحمید جو آگے مذکور و مامور بہ ہے ایک صراحۃً دوسری اشارۃً جامع[ع] ہے جمیع انواع عبادات کو جس کی فرد اعظم نماز ہے جس سے ذکر اوقات کو خاص مناسبت و تعلق ہے۔

امر بتنزیہ و تحمید

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ (سب ایمان و عمل صالح کی فضیلت تم کو معلوم ہو گئی) سو تم اللہ کی تسبیح (اعتقاداً و جناناً بھی جس میں ایمان آگیا اور قولاً و لساناً بھی جس میں اقرار و دیگر اذکار آگئے اور عملاً و ارکاناً بھی جس میں تمام عبادتیں عموماً اور نماز خصوصاً آگئیں غرض تم اللہ کی تسبیح ہر وقت) کیا کرو (اور خصوصاً) شام کے وقت اور صبح کے وقت اور صبح کے وقت اور اللہ کی تسبیح کرنے کا جو حکم ہوا ہے تو وہ واقعی اس کا مستحق ہے کیونکہ) تمام آسمان اور زمین میں اُسی کی حمد ہوتی ہے (یعنی آسمان میں فرشتے اور زمین میں بعض اختیاراً اور بعض اضطراراً اُس کی حمد و ثنا کرتے ہیں کقولہ تعالیٰ وان من شئ الا یسبح بحمدہ پس جب وہ ایسا محمود الصفات کامل الذات ہے تو تم کو بھی ضرور اُس کی تسبیح کرنا چاہیے) اور بعد زوال (بھی تسبیح کیا کرو) اور ظہر کے وقت (بھی تسبیح کیا کرو کہ یہ اوقات تجدد و نعمت و زیادت ظہور آثار قدرت کے ہیں ان میں تجدید تسبیح کی مناسب ہے بالخصوص نماز کے لیے یہی اوقات مقرر ہیں چنانچہ مسا میں مغرب و عشا آگئی اور عشی میں ظہر و عصر دونوں داخل تھے مگر ظہر صراحۃً مذکور ہے اس لیے صرف عصر مراد رہ گئی اور صبح بھی تصریحاً مذکور ہے) **ربط** سُرخی بالا سے اُوپر وقوع آخرت کا ذکر تھا چونکہ کفار مشرکین اس کے امکان ہی کا انکار کرتے تھے اس لیے آگے اُس کے امکان اور صحت کے ثابت کرنے کے لیے دلائل قدرت بیان فرماتے ہیں اور درمیان میں تسبیح و تحمید کا ذکر آگیا تھا توجیہ استدلال یہ ہے کہ وقوع ساعت فی نفسہٖ ممکن ہے کیونکہ کوئی دلیل اس کے امتناع کی نہیں اور اگر استبعاد کا شبہہ ہو تو جو امور قدرت سے واقع ہوئے ہیں یہ قیامت اُن سے زیادہ مستبعد نہیں ہے پس قبول وجود میں سب مساوی پھر قدرت ذاتی ہے جس کی نسبت سب مقدورات سے مساوی اور بعد ثبوت امکان و دفع استبعاد نقل صحیح مخبر ہے وقوع سے پس وقوع اُس کا ضروری اگلا رکوع پورا اسی مضمون میں ہے

النحو قولہ عشیاً عطف علی حین تمسون ۱۲

البلاغۃ قولہ عشیاً تقدیمہ فی الذکر علی الظہر مع رعایۃ الترتیب فی الباقی لمراعاۃ الفاصلۃ والا لان العصر بالنسبۃ الی الظہر کالمساء بالنسبۃ الی الصباح فلما قدم المساء علی الصباح للترتیب الوجودی قدم العصر علی الظہر لنکتۃ المناسبۃ وتغییر الاسلوب فی عشیاً لما انہ لا یبقی منہ الفعل بمعنی الدخول فی الشی کالمساء والصباح والظہیرۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ

ل قولہ فی خاتمۃ الذین یعنی اشار الی ان الغایۃ للتفصیل ۱۲

ع قولہ فی التحمید جامع اما التسبیح فلقولہ اذا الربہ جمیع الانواع اطلاقا للکل علی الکل والمانع محمد لو نظر لہ کونہ مامورا بہ ایضا فتدبر ۱۲ اشارۃ ۱۲

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُونَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ

وہ جاندار کو بیجان سے باہر لاتا ہے اور بیجان کو جاندار سے باہر لاتا ہے اور زمین کو اُس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ نکالے جاؤ گے اور اُسی کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ

کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تھوڑے ہی روز وں بعد تم آدمی بنکر پھیلے ہوئے پھرتے ہو اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اُس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں تاکہ تمکو اُنکی پاس آرام ملے اور تم میں

مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ

نبی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی۔ اس میں اُن لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں اور اُسی کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہارے لب و لہجہ اور رنگتوں کا

وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

الگ الگ ہونا ہے اس میں دانشمندوں کے لیے نشانیاں ہیں اور اُسی کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا رات میں اور دن میں اور اُس کی روزی کو تمہارا تلاش کرنا ہے اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ

اُن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمکو بجلی دکھلاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس سے زمین کو اُسکے مردہ ہونے کے بعد

مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ

زندہ کر دیتا ہے اس میں اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں اور اُسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اُس کے حکم سے قایم ہیں پھر جب تم کو بلکر زمین میں سے

دَعْوَةً ۡ مِّنَ الْاَرْضِ ۡ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ ۝

بُلاوے گا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے اور جتنے آسمان اور زمین میں موجود ہیں سب اُسی کے ہیں سب اُسی کے تابع ہیں

استدلال بر صحت بعث ببیان دلائل قدرت

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ
تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ
بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ
اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ
مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ
مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ
ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۡ مِّنَ الْاَرْضِ ۡ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ ۝

النحو قوله یرسلکم بتقدیر ان ۱۲
البلاغة قوله ثم اذا انتم لاستبعاد الاجتماع بین التراخی والمفاجاة بکون الاول رتبیا والثانی حقیقیا او مع کونهما حقیقیین بان تکون الانتقال وفعیا لکن بعد زمان کثیر قوله لتسکنوا غایة للتقدیر بانفسکم لان المحبانسة اصل المواساة قوله جعل بینکم فیه تغلیب قوله اختلاف السنتکم

فی الروح والمناظم اختلاف الالسنة والالوان فی سلک الآیات الآفاقیة من خلق السموٰت والارض مع کونه من الآیات الانفسیة الحقیقیة بالانتظام فی سلک ماسبق من خلق انفسهم وازواجهم للایذان باستقلاله والاحتراز عن توهم کونه من متممات خلقهم اه قوله ابتغاؤکم ای باللیل والنهار وحذف له لالة ماقبل علیه ۱۲

وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کریگا اور یہ اسکے نزدیک زیادہ آسان ہے اور آسمان اور زمین میں اسی کی شان اعلےٰ ہے

الربع ۳

وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ ع

اور وہ زبردست حکمت والا ہے

وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

(اُس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے کیونکہ اُس کی ایسی قدرت ہے کہ) وہ جاندار کو بیجان سے باہر لاتا ہے اور بیجان کو جاندار سے باہر لاتا ہے (مثلاً نطفہ اور بیضہ سے انسان اور بچہ اور انسان اور پرندہ سے نطفہ اور بیضہ) اور زمین کو اُس کے مردہ (یعنی خشک) ہونے کے بعد زندہ (یعنی تازہ وشاداب) کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ (قیامت کے روز قبروں سے) نکالے جاؤ گے اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک یہ (امر) ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا (یا تو اس طرح کہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے جو مشتمل تھے تمام ذریت پر اور یا اس طرح کہ نطفہ کی اصل غذا ہے اور اُس کی اصل عناصر ہیں جس میں جزو غالب مٹی ہے) پھر تھوڑے ہی روزوں بعد (کیا ہوا کہ) تم آدمی بنکر (زمین پر) پھیلے ہوئے پھرتے (نظر آتے) ہو اور اُسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ (امر) ہے کہ اُس نے تمہارے (فائدے کے) واسطے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں (اور وہ فائدہ یہ ہے کہ) تاکہ تم کو اُن کے پاس (جاکر بیٹھ کر) آرام ملے اور تم میاں بی بی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی اس (امر مذکور) میں (بھی) اُن لوگوں کے لئے (قدرت کی) نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں (کیونکہ استدلال کے لئے فکر کی ضرورت ہے اور نشانیاں جمع اس لیے فرمایا کہ امر مذکور کئی امر پر مشتمل ہے) اور اُسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہارے لب ولہجہ اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا ہے (لب ولہجہ سے مراد یا لغات ہوں یا آواز وطرز گفتگو) اس (امر مذکور) میں (بھی) دانشمندوں کے لیے (قدرت کی) نشانیاں ہیں (یہاں بھی جمع کی وہی توجیہ مذکور ہوسکتی ہے) اور اُسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے تمہارا سونا لیٹنا ہی رات میں اور دن میں (گو رات کو زیادہ اور دن کو کم ہو) اور اُس کی روزی کو تمہارا تلاش کرنا ہی دن کو زیادہ اور رات کو کم اسی لیے دوسری آیات میں تخصیص واقع ہوئی ہے) اس (امر مذکور) میں (بھی) اُن لوگوں کے لیے (قدرت کی) نشانیاں ہیں جو (دلیل کو توجہ سے) سنتے ہیں اور اُسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ (امر) ہے کہ وہ تم کو (بارش کے وقت) بجلی (چمکتی ہوئی) دکھلاتا ہے جس سے (اُس کے گرنے کا) ڈر بھی ہوتا ہے اور (اُس سے بارش کی) امید بھی ہوتی ہے اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اُس سے زمین کو اُس کے مردہ (یعنی خشک) ہوجانے کے بعد زندہ (یعنی تروتازہ) کردیتا ہے اس (امر مذکور) میں (بھی) اُن لوگوں کیلئے (قدرت کی) نشانیاں ہیں جو عقل (نافع) رکھتے ہیں) اور اُسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ (امر) ہے کہ آسمان اور زمین اُسکے حکم (یعنی ارادہ) سے قائم ہیں (اس میں بیان ہے اُن کے ابقاء کا اور اوپر خلق السمٰوٰت والارض میں ذکر تھا اُن کے حدوث کا اور یہ تمام نظام عالم جو مذکور ہوا یعنی تمہارا سلسلہ توالد وتناسل کا جاری ہونا اور باہم ازدواج ہونا اور آسمان اور زمین کا بہیئت کذائیہ موجود وقایم ہونا اور السنہ والوان کا اختلاف اور لیل ونہار کے انقلاب میں خاص مصلحتوں کا ہونا اور بارش کا نزول اور اُس کے مبادی وآثار کا ظہور یہ سب اسی حیوۃ اولی کے بقاء سلسلہ تک ہے اور ایک روز یہ سب ختم ہوجاوے گا) پھر (اُس وقت یہ ہوگا کہ) جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلاویگا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے (اور دوسرا نظام شروع ہوجاوے گا جو مقصود مقام ہے) اور (اوپر دلائل قدرت سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ) جتنے (فرشتے اور انسان وغیرہ) آسمان اور زمین میں موجود ہیں سب اُسی کے (مملوک) ہیں (اور) سب اُسی کے تابع (یعنی مسخر قدرت) ہیں اور (اس ثبوت واختصاص قدرت کاملہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ) وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے (چنانچہ یہ مخاطبین کے نزدیک بھی مسلّم تھا) پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا (جیسا کہ دلائل مذکورہ کے ساتھ انظام خبر صادق سے معلوم ہوا) اور یہ (دوبارہ پیدا کرنا) اُس کے نزدیک (باعتبار مخاطبین کے بادی النظر کے بہ نسبت اول بار پیدا کرنے کے) زیادہ آسان ہی (جیسا قدرت البشر یہ کے اعتبار سے عادت غالبہ یہی ہے کہ کسی چیز کو پہلی بار کے بنانے سے دوسری بار بنانا سہل ہوتا ہے)

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ قبل ثبوت اعادہ عالمہ یہ تمام نظام العوتیاہ باذکرہ ابو السعود قریباً منہ ۱۲

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

اللہ تعالیٰ تم سے ایک مضمون عجیب تمہاری ہی حالات میں سے بیان فرماتے ہیں کیا تمہارے غلاموں میں کوئی شخص تمہارا اس مال میں جو ہم نے تمکو دیا ہے شریک ہے کہ تم اور وہ اس میں برابر ہوں جیسا تم

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ

کرتے ہو جیسا اپنے آپس کا خیال کیا کرتے ہو۔ ہم اسی طرح سمجھدار لوگوں کے لیے دلائل صاف صاف بیان کرتے رہتے ہیں بلکہ ان ظالموں نے بلا دلیل اپنے خیالات کا اتباع کر رکھا ہے سو جس کو

يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ

خدا گمراہ کرے اس کو کون راہ پر لاوے اور ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا تو تم کیسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف رکھو اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہیے بس سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے تم خدا کی طرف رجوع کرو فطرت الٰہیہ کا اتباع کرو اور اس سے ڈرو اور نماز کی پابندی

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

اور شرک کرنے والوں میں سے مت رہو جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور بہت سے گروہ ہو گئے ہر گروہ اپنے اس طریقہ پر نازاں ہے جو اُنکے پاس ہے

اور آسمان اور زمین میں اُسی کی شان (سب سے) اعلیٰ ہے (یعنی بلحاظ آسمانوں میں کوئی ایسا بڑا ہے اور نہ زمین میں کقولہ تعالیٰ وہو الکبیر یا فی السموٰت والارض) اور وہ (بڑا) زبردست (یعنی قادر مطلق اور) حکمت والا ہے (چنانچہ اوپر کے تصرفات سے قدرت و حکمت دونوں ظاہر ہیں پس قدرت سے اعادہ کریگا اور حکمت اوقف ہوا ہے اُس میں حکمت و مصلحت ہے پس قدرت و حکمت کے ثبوت کے بعد فی الحال واقع نہ ہونے سے انکار کرنا جہل ہے) ف یحیی الارض بعد موتھا اس مقام میں دوبارہ لانا شاید اس لیے ہو کہ یہاں تذکرہ بعث کا ہے اور یہ اُس کا خاص نمونہ ہے اور فواصل کا اختلاف یتفکرون اور للعلمین اور یسمعون اور یعقلون سے تفنن عبارت ہے جو منجملہ وجوہ بلاغت ہے اور دوسری توجیہات خالی از تکلف نہیں ع وللناس فیما یعشقون مذاہب۔ اور اللہ یبدء الخلق اس سے اوپر کی آیات میں جو آیا ہے وہ بطور تقدیم دعوے کے ہے اور یہاں جو آیا ہے وہ بطور تفریع مطلوب کے ہے اور درمیان میں دوبار تخص جون آنا اس لیے ہے کہ تاکید مقصود کے زیادہ مناسب ہے ربط اوپر بعث کا مضمون تھا جسپر استدلال کرنے کے لیے حق تعالیٰ کے افعال و صفات کمال کا بیان کیا گیا تھا آگے توحید کا مضمون مقصود اذکور ہے اور چونکہ مسئلہ بعث و توحید خود بھی قرآن میں متلاصق ہیں پھر صفات آلہیہ و توحید اور زیادہ متناسق ہیں اس لئے سابق و لاحق دو وجہ سے مرتبط ہو گئے اور یہ مضمون پورے رکوع تک ممتد ہے صرف درمیان میں دلائل توحید میں سے زراتی کی مناسبت سے استطراداً تفریعاً بعض فروع متعلق انفاق مال اور اُسکے اغراض کا بیان آگیا ہے باقی اصل مقصود مضمون توحید ہے واللہ تعالیٰ اعلم

اثبات توحید

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

البلاغۃ

قولہ فاقم لعل الافراد مع ارادۃ الجمع للاہتمام بکون کل واحد واحد مستقلا فی کونہ مامورا بالتوجہ فافہم قولہ التی فطر الوصف لتاکید وجوب امتثال الامر قولہ لا تبدیل تعلیل للامر بلزوم فطرۃ تعالے و وجوب الامتثال بہ وفیہ اقامۃ المظہر موضع المضمر والمعنی لا تصحۃ ولا استقامۃ شرعا وعقلا لتبدیل الفطرۃ فکان الحاصل بالتقی النہی والمیل المراد لازمہ وہو مآلا ان التبدیل قد وقع وایراد بصورۃ الخبر لعلہ للمبالغۃ ۱۲

الحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی السمٰوٰت یعنی آسمانوں میں فی السمٰوٰت مخرف باعتبار المفضل علیہ کصنع صاحب الکبیر وان اختلف الصنع ۱۲

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا

اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اپنے رب کو اسی کی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کچھ رحمت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو ان میں سے بعضے لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں

بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ۝ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ

حاصل یہ ہے کہ جو انکو دیا ہوا کی ناشکری کرتے ہیں سو چند روز اور خط حاصل کر لو پھر جلدی تم معلوم کر لو گے کیا ہم نے انپر کوئی سند نازل کی ہو کہ وہ انکو خدا کے ساتھ شرک کرنے کو کہہ رہی ہے اور جب ہم لوگوں کو کچھ عنایت کا مزہ

رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن

چکھا دیتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر انکے اُن اعمال کے بدلہ میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں انپر کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو بس وہ لوگ ناامید ہو جاتے ہیں کیا ان کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتے

يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ

زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے کم دیتا ہے اسمیں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں پھر قرابت دار کو اسکا حق دیا کر اور مسکین اور مسافر کو بھی یہ اُن لوگوں کے لیے بہتر ہے

يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَا

جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور ایسے ہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں اور جو چیز تم اس غرض سے دو گے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہنچکر زیادہ ہو جاوے تو یہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو

آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ۝ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ

زکوٰۃ دو گے جس سے اللہ کی رضا طلب کرتے ہو گے تو ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے پاس بڑھاتے رہیں گے اللہ ہی وہ ہے جس نے تمکو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تمکو موت دیتا ہے

ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذَٰلِكُم مِّن شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

پھر تم کو جلائے گا کیا تمہارے شرکاء میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی انفسکم حالات

ہ اشارۃ الی تقدیر المضاف

ع ۱۳ ای مثلا من حوال انفسکم

لیکون اقرب الی افہامکم ۱۲

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ۝ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ۝ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذَٰلِكُم مِّن شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

اللہ تعالیٰ (شرک کے مذموم و باطل ثابت کرنے کے لئے) تم سے ایک مضمون عجیب تمہارے ہی حالات میں سے بیان فرماتے ہیں (وہ یہ کہ غور کرو) کیا تمہارے غلاموں میں کوئی شخص تمہارا اُس مال میں جو ہم نے تم کو دیا ہے شریک ہے کہ تم اور وہ (باعتبار اختیارات کے) اسمیں برابر ہوں جن کا تم (تصرفات کے وقت ایسا خیال کرتے ہو جیسا اپنے آپس کے شریک و سہیم آزاد خود مختار کا) خیال کیا کرتے ہو اور اُن سے اذن لیکر تصرف کیا کرتے ہو یا کم از کم اندیشہ مخالفت ہی اُن سے رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ غلام اس طرح شریک نہیں ہوتا پس جب تمہارا غلام جو نوع وغیرہ میں تمہارا شریک ہو صرف ایک امر اضافی اسمیں اور

البلاغة

قولہ بعض قولہ رحمۃ التنکیر للتقلیل للمبالغۃ قولہ ربا سماہ ربا مجازا لانہ سبب للربا اللغوی

قولہ ان تلک ہی المضعفون فیہ التفات من الخطاب الی الغیبۃ ۱۲

اختلاف القراءة

فی قراءۃ لتربوا ای لتصیبوا ذوی ربا وفی بعض من ای من اموال الناس او ہی اجنبیۃ بمعنی السبب بتقدیر المضاف ای لتصیبوا ذوی زیادۃ بسبب اجتلاب اموال الناس واجتذابہا ۱۲

تم میں موجب امتیاز ہے تمہارے خاص حق تصرف میں تمہارا شریک نہیں ہو سکتا تو تمہارے قرار دیے ہوئے معبودات باطلہ جو کہ حق تعالیٰ کے غلام ہیں اور کسی کمال ذاتی یا وصفی میں خدا تعالیٰ کے مماثل نہیں بلکہ بعضہا تو اُن میں سے خود مخلوقات الٰہیہ کے مصنوع ہیں یہ معبودین حق تعالیٰ کے خاص حق معبودیت میں کس طرح اُس کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں اور ہم نے جس طرح یہ دلیل شافی کافی بطلان شرک کی بیان فرمائی) ہم اسی طرح سمجھداروں کے لئے دلائل صاف صاف بیان کرتے رہتے ہیں (اور مقتضا تبیین وتفصیل کا یہ تھا کہ وہ لوگ حق کا اتباع اختیار کر لیتے اور شرک چھوڑ دیتے مگر وہ حق کا اتباع نہیں کرتے[۱] بلکہ ان ظالموں نے بلا (کسی صحیح) دلیل (کے محض) اپنے خیالات (فاسدہ) کا اتباع کر رکھا ہے سو جس کو (اُس کے تعنت وعناد واصرار علی الباطل کی وجہ سے) خدا ہی) گمراہ کرے اُس کو کون راہ پر لاوے (اس میں اُن کے عذر کا بیان نہیں ہے بلکہ تسلیہ ہے پیغمبر ہادی صلے اللہ علیہ وسلم کا) اور (سب ان گمراہوں کو عذاب ہونے لگے گا تو) ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا (اور جب اوپر کے مضمون سے توحید کی حقیقت واضح ہو گئی) تو (مخاطبین میں سے ہر ہر شخص سے کہا جاتا ہے کہ) تم (ادیان باطلہ سے) کترا کر ہو کر اپنا رُخ اس دین (حق) کی طرف رکھو (اور سب) اللہ کی وہی ہوئی قابلیت کا اتباع[۲] کرو جس (قابلیت) پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (مطلب فطرت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں خلقۃً یہ استعداد رکھی ہے کہ اگر حق کو سنے اور سمجھنا چاہے تو وہ سمجھ میں آجاتا ہے اور اُس کے اتباع کا مطلب یہ ہے کہ اس استعداد وقابلیت سے کام لے اور اُس کے مقتضاء پر کہ ادراک حق ہے عمل کرے غرض اس فطرت کا اتباع چاہیے اور) اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اُس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہیے بس سیدھا رستہ (دین (کا) یہی ہے لیکن اکثر لوگ (اس کو بوجہ عدم تدبر کے) نہیں جانتے (اس لیے اُس کا اتباع نہیں کرتے غرض) تم خدا کی طرف رجوع ہو کر فطرت الٰہیہ کا اتباع[۳] کرو اور اُس (کی مخالفت اور اُس مخالفت کے عذاب) سے ڈرو اور (اسلام قبول کر کے) نماز کی پابندی کرو (کہ اول علی التوحید ہے) اور شرک کرنے والوں میں سے مت رہو جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا (یعنی حق تو یہ ایک تھا اور باطل بہت ہیں انھوں نے حق کو چھوڑ دیا اور باطل کی مختلف راہیں اختیار کر لیں یہ ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے کہ ایک نے ایک لے لیا دوسرے نے دوسرا) اور بہت سے (مختلف) گروہ ہو گئے (اور اگر حق پر رہتے تو ایک گروہ ہوتے اور باوجود اس کے کہ ان حق کے چھوڑنے والوں میں سب کے طریقے باطل ہیں مگر پھر بھی غایت جہل سے ان میں) ہر گروہ اپنے اُس طریقے پر نازاں ہیں جو اُن کے پاس ہے اور (جس توحید کی طرف ہم بلاتے ہیں اضطرار کے وقت عام طور پر لوگوں کے حال وقال سے باوجود اس خلاف وانکار کے اُس کا اظہار واقرار بھی ہونے لگتا ہے جس سے اُس کے فطری ہونے کی بھی تائید ہوتی ہے چنانچہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ) جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے (اُس وقت بیقرار ہو کر) اپنے رب (حقیقی) کو اُسی کی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتے ہیں (اور سب معبودین کو چھوڑ دیتے ہیں مگر) پھر (قریب ہی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ) جب اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی طرف سے کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو بس اُن میں سے بعضے لوگ (پھر) اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو (آرام وعیش) اُن کو دیا ہے اُس کی ناشکری کرتے ہیں (جو عقلاً بھی قبیح ہے) سو (خیر) چند روز اور حظ حاصل کر لو پھر جلدی تم (حقیقت) معلوم کر لوگے (اور یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں خصوص اقرار توحید کے بعد تو ان سے کوئی پوچھے کہ اس کی کیا وجہ ہے) کیا ہم نے اُن پر کوئی سند (یعنی کوئی کتاب) نازل کی ہے کہ وہ اُنکو شرک کرنا کہہ رہی ہے یعنی اُن کے پاس اس کی کوئی دلیل نقلی بھی نہیں اور مقتضائے بداہت عقل کے خلاف ہونا خود ان کی تسلیم سے حالت اضطرار میں ظاہر ہے پس سرتاسر باطل ٹھیرا) اور (آگے مضمون بالا اذا مس الناس کی تتمہ ہے اور امانزلنا الخ درمیان میں دلیل عقلی کے انتظار کے لیے آگیا تھا وہ تتمہ یہ ہے کہ) ہم جب (ان) لوگوں کو کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اُس سے (اس طرح خوش ہوتے ہیں کہ غفلت وانہماک میں پڑ کر شرک کرنے لگتے ہیں جیسا اوپر ذکر آیا) اور اگر اُن کے اُن اعمال (بد) کے بدلے میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں اُن پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو[۴] وہ لوگ ناامید ہو جاتے ہیں (مقام میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تتمہ میں اصل مقصود پہلا جملہ اذا اذقنا الناس ہے کہ اسمیں سبب مذکور ہے شرک کا کہ فرح وغفلت ہے اور دوسرا جملہ اس مقصود کی مناسبت سے بیان کر دیا کہ دونوں میں تقابل ہے اور اس میں تشارک بھی ہے کہ دونوں حال ہیں ایسے لوگوں کے ضعف تعلق مع اللہ پر پس اصل مضمون اثبات توحید وابطال شرک ہی کا ہے آگے اسی کی دوسری دلیل ہے کہ یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں تو) کیا انکو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس[۵] کو چاہے کم دیتا ہے (اور یہ امر مشرکین کے نزدیک مسلم بھی تھا کہ روزی کا گھٹنا بڑھنا اصل میں خدا ہی کا

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ قبل بلا تتبع نہیں کرتے اشارۃ الی مقتضائی مقتضا وہو اتباع الحق الدلیل علیہ عقلا ونقلا

[۲] قولہ فی نظرۃ اتبع کرو اشارۃ الی تقدیر عامل فطرۃ یعنی علیہا اتبع الذین ۱۲

[۳] قولہ فی منیبین اتبع کرو عامل نہیں ہو سکتا لہذا عامل نے فطرۃ کو من کر ذکر فی الترجمہ تبع اشارۃ مقدرۃ للفصل المطلوب بین العامل والحال ۱۲

[۴] قولہ فی تقدیر جملہ شرطیہ اشارۃ الی تقدیر من یشاء والمقدر کالمذکور ۱۲

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالےٰ اُن کے بعضے اعمال کا مزہ اُن کو چکھاوے تاکہ وہ باز آجاویں آپ فرما دیجئے کہ ملک میں چلو

فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ۝ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ

پھرو پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا انجام کیسا ہوا اُن میں اکثر مشرک ہی تھے سو تم اپنا رخ اس دین راست کیطرف رکھو

مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ۝

قبل اسکے کہ ایسا دن آجاوے جسکے واسطے پھر خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا اس دن سب لوگ جدا جدا ہو جاویں گے

کام ہے بقولہ تعالیٰ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ (اس (امر) میں (بھی توحید کی) نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں (یعنی وہ سمجھتے ہیں اور دوسرے بھی سمجھ سکتے ہیں کیونکہ جو شخص ایسا قادر ہوگا مستحق عبادت کا وہی ہوگا) پھر (جب دلائل توحید میں معلوم ہوا کہ رزق کا بسط و قبض اللہ ہی کی طرف سے ہے تو اس سے ایک بات اور بھی ثابت ہوئی کہ بخل کرنا مذموم ہے کیونکہ اس سے تقدیر سے زیادہ نہیں مل سکتا پھر مسلک بخل سے مسلمان انفاق فی الخیر میں بخل مت کیا کرے بلکہ) قرابت دار کو اُسکا حق دیا کرے اور (اسی طرح) مسکین اور مسافر کو بھی (اُن کے حقوق دیا کرے جنکی تفصیل دلائل شرعیہ سے معلوم ہوتی ہے) یہ اُن لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور ایسے ہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں اور (اسمیں جو خیر ہو تمکو اسکے لیے یہ دو وجہ اللہ کی قید لگائی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ ہمارے نزدیک مطلق انفاق خیر اور موجب فلاح نہیں ہے بلکہ اُسکا قانون یہ ہے کہ جو چیز تم (دنیا کی غرض سے خرچ کرو گے مثلاً کوئی چیز) اس غرض سے (کسی کو) دو گے کہ وہ لوگوں کے مال میں (شامل ہو کر یعنی اُنکی ملک قبضہ میں) پہونچکر (تمہارے لئے) زیادہ ہو کر (آوے جیسا نوتہ وغیرہ رسوم دیوبند میں اکثر اسی غرض سے دیا جاتا ہے کہ شخص ہمارے موقع پر کچھ اور شامل کرکے دیگا) تو یہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا کیونکہ خدا کے نزدیک پہونچنا اور بڑھنا اُس مال کے ساتھ خاص ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لیے خرچ کیا جاوے جیسا آگے آتا ہے اور حدیث میں بھی ہے کہ ایک قرہ مقبولہ احد پہاڑ سے بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے اور اسمیں یہ نیت تھی نہیں لہٰذا نہ مقبول ہوا نہ زائد ہوا) اور جو زکوٰۃ (وغیرہ) دو گے جس سے اللہ کی رضا طلب کرتے ہو گے تو ایسے لوگ (اپنے دیے ہوئے کو) خدا تعالےٰ کے پاس بڑھاتے رہیں گے (جیسا ابھی حدیث کا مضمون گذرا اور یہ مضمون انفاق کا مضمون رزاقی و ال علی التوحید کے ساتھ تبعاً آگیا جیسا اوپر ذکر توحید کے ساتھ صلوٰۃ کا امر آگیا تھا جس سے عبادات بدنیہ و مالیہ دونوں کا ذکر ہو گیا باقی اصل مقصود مضمون توحید ہے اس لیے آگے پھر اُسی کا ذکر ہے) اللہ ہی (کی ذات) ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تمکو رزق دیا پھر تم کو موت دیتا ہے پھر (قیامت میں) تم کو جلائے گا (جس میں بعض مخاطبین کے اقرار سے ثابت ہوا اور بعض دلائل سے غرض وہ تو ایسا قادر ہے اب یہ بتلاؤ کہ) کیا تمہارے شرکاء میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے (اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی نہیں پس ثابت ہوا کہ) وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے (یعنی اُس کا کوئی شریک نہیں پس توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال ہو گیا) فَ فطرۃ الناس علیہا پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ جس لڑکے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اُس کے واسطے حدیث میں ہے کہ پیدائشی کافر تھا کیونکہ اُسکے معنے یہ ہیں کہ اُس کی قسمت میں یہ تھا کہ بڑا ہو کر کافر ہوگا نہ یہ کہ اُس میں فطرۃ بمعنے استعداد لقبول الحق نہ تھی حدیث میں طبع کافر کا یہی مدلول ہے اور فرحوا بہا میں اس فرح کی مذمت ہے جو براہ بطر ہو اور سورۂ یونس میں فلیفرحوا میں اُس فرح کا امر ہے جو بطور شکر ہو پس ان میں کچھ تعارض نہیں اور مضمون آیت واذا اذقنا الناس رحمۃ الخ کے متعلق ایک ضروری مضمون سورۂ یونس کے رکوع دوم آیت واذا مس الانسان الخ کی تفسیر کے ذیل میں لکھا گیا ہے جو قابل ملاحظہ ہو اور آیت یا ایتہا الذین من زکوٰۃ اگر لکھی ہو تو زکوٰۃ بمعنے مطلق صدقہ کے ہوگی کیونکہ فرضیت زکوٰۃ کی مدنیہ میں ہے **ربط** اوپر اثبات توحید اور شرک کا ابطال تھا آگے ذنوب و معاصی کا جن میں شرک و کفر سب سے اعظم واقع ہو دنیا و آخرت میں شامت و وبال اور تنبیہ و مقابلہ کے لیے توحید و طاعات کا نیک مآل مذکور ہے۔

ذکر وبال از شرک و ضلال و سوء اعمال

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ ۝ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ قبل ذات الصدور الخ ان اللہ علیم بالانبی اذا الی ان الملک علام الغیوب صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جو شخص کفر کر رہا ہے اُسی پر تو اُسکا کفر پڑیگا۔ اور جو نیک عمل کر رہے ہیں جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو اپنے فضل سے جزا دیگا جو ایمان لائے اور انھوں نے

مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اچھے عمل کیے واقعی اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (شرک و معصیت ایسی بُری چیز ہے کہ اشکی اور تری (یعنی تمام دنیا) میں لوگوں کے (بُرے) اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں (مثلاً قحط و وبا، وطوفان) تاکہ اللہ تعالیٰ اُنکے بعضے اعمال (کی سزا) کا مزا اُنکو چکھا دے تاکہ وہ (اپنے ان اعمال سے باز آجاویں (حبیا دوسری آیت میں ہے وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ اور بعض کا مطلب یہ ہے کہ اگر سب پر یہ عقوبتیں مرتب ہوں تو ایکدم زندہ نہ رہیں کقولہ تعالیٰ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ اسی معنی کر آیت بالا میں وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ فرمایا ہے غرض جب اعمال بد مطلقاً سبب بال ہیں تو شرک کفر تو سب سے بڑھکر موجب نکال ہوگا اور اگر ان مشرکین کو اسکے ماننے میں کچھ تردد ہو تو) آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جو (کافر و مشرک) لوگ پہلے ہو گذرے ہیں اُنکا انجام کیسا ہوا اُن میں اکثر مشرک ہی تھے (سو دیکھ لو وہ عذاب آسمانی سے کس طرح ہلاک ہوئے جس سے صاف واضح ہوا کہ شرک کا بڑا وبال ہے اور بعضے کفر کی دوسری انواع میں بھی مبتلا تھے جیسے قوم لوط اور قارون اور جو مسخ ہو کر قردہ اور خنازیر ہو گئے تھے کہ آیات کی تکذیب اور نہی کی مخالفت کر کے مبتلائے کفر و لعن ہوئے اور شاید شرک کا بالتخصیص ذکر اس لیے ہو کہ کفار مکہ کی اظہر و اشہر حالت یہی تھی اور جب شرک کا موجب وبال ہونا محقق ہو گیا) سو (اے مخاطب) تم اپنا رُخ اس دین راست (یعنی توحید اسلامی) کی طرف رکھو قبل اس کے کہ ایسا دن آجائے جس کیواسطے پھر خدا کیطرف سے ہٹنا نہ ہوگا (یعنی جیسے دنیا میں خاص عذاب کے وقت کو اللہ تعالیٰ قیامت کے وعدہ پر ہٹا تا ہے جب وہ موعود دن آجاویگا پھر اُس کو نہ ہٹاوے گا اور توقف و امہال نہ ہوگا اس جملہ میں شرک کے وبال اُخروی کا ذکر ہو گیا جیسا اوپر ظہر الفساد الخ اور کیف کان عاقبۃ الخ میں وبال دنیوی مذکور تھا اور) اُس دن (یہ ہوگا کہ سب (عمل کرنے والے) لوگ (باعتبار جزا کے) جُدا جُدا ہو جاوینگے (اس طور پر کہ) جو شخص کفر کر رہا ہے اُس پر تو اُسکا (وبال) کفر پڑیگا اور جو نیک عمل کر رہا ہے سو یہ لوگ اپنے (نفع کے) لیئے سامان کر رہے ہیں جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو اپنے فضل سے (نیک) جزا دیگا جو ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے عمل کئے (اور اس سے کفار محروم رہیں گے جیسا اوپر فعلیہ کفرہ سے معلوم ہوا جس کی وجہ یہ ہے کہ) واقعی اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا (بلکہ اُن کے کفر پر اُن سے ناخوش ہے اور کفر ہے بھی ناخوشی کی بات اس لیے اس دولت سے محروم ہیں) ف بعض نے بر و بحر دونوں سے آبادی مراد لی ہے اول سے جو دریا سے دور ہوں اور ثانی سے جو دریا کے قریب ہوں اور مصائب اور بلیات کے مسبب عن المعاصی ہونے پر اگر شبہہ ہو کہ اکثر غیر عاصین پر بھی حوادث کا وقوع ہوتا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ مطلق حوادث کی علت کا معاصی میں انحصار مقصود نہیں بلکہ جو حوادث بطور سزا کے ہوں اُن کی علت صرف معاصی ہیں اور جن حوادث میں دوسری مصلحتیں ہوں مثلاً زیادت درجات یا تحسین اخلاق اُن کی یہ علت نہیں اور مسبوقیت بالمعاصی اور عدم مسبوقیت بالمعاصی دونوں کے فرق کا قرینہ اور علامت ہے یعنی جس حادثہ سے پہلے معصیت ہوئی ہو اُس کو مسبب عن المعصیت کہیں گے اور جس سے پہلے معصیت نہ ہو جیسے انبیاء میں اُس کو مسبب عن المعصیت نہ کہیں گے اور آیت من کفر الخ میں جو دو حکم ہیں دوسری آیت میں اُن میں سے ایک حکم یعنی علیہ کفرہ کی علت بیان فرمائی انہ لا یحب الخ اور دوسرے حکم یعنی فلانفسھم یمھدون کو بعنوان حاصل جو مدلول ہے لام عاقبت کا بلا علت مکرر تاکید کے لیے ذکر فرمانا اور بجائے علت کے من فضلہ بڑھا دینا اشارہ ہے کہ سزا تو بلا علت نہیں ہوتی لیکن رحمت بلا علت محض فضل سے ہوتی ہے اور نیز اشارہ ہے اہتمام رحمت کی طرف جو مستفاد ہے تکریر و تاکید سے اور چونکہ مقام ہے ذکر وبال کفر کا اس لیے اول آیت کو اسی سے شروع کرنا اور دوسری آیت کو اُسی پر ختم کرنا مناسب ہوا اور درمیان میں ایمان اور اُس کی جزاء کا تتمیماً بیان فرما دیا واللہ اعلم۔ ربط اوپر کی سرخی سے اوپر مضمون توحید کا تھا آگے باختلاف عنوان پھر اُسی کی طرف عود ہے اور وہ اختلاف عنوان یہ ہے کہ پہلے اثبات پر بپرایۂ ذکر دلائل تھا اور

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی یمھدون سامان اشارۃ الی حل یمھد علے معنی عمل کما فی القاموس

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوشخبری دینے والی ہیں اور تاکہ تم کو اپنی رحمت کا مزہ چکھا دے اور تاکہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اس کی روزی تلاش کرو

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا

اور تاکہ تم شکر کرو اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر ان کی قوموں کے پاس بھیجے اور وہ ان کے پاس دلائل لیکر آئے سو ہم نے ان لوگوں سے انتقام لیا جو مرتکب برائی ہوئے تھے

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا

اور اہل ایمان کا غالب کرنا ہمارے ذمہ تھا اللہ ایسا ہے کہ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ اسکو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ

پھر تم مینہ کو دیکھتے ہو کہ اس کے اندر سے نکلتا ہے پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہونچا دیتا ہے تو اس وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ قبل اس کے

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ

کہ ان کے خوش ہونے سے پہلے ان پر برسے ناامید تھے سو رحمت الٰہی کے آثار دیکھو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد کس طرح زندہ کرتا ہے کچھ شک نہیں کہ

ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

یہاں اقتضاء بہ پیرایۂ ذکر بعض انعامات خاصۂ متعلقہ مبادی و آثار نزول مطر ہے جیسا کہ لعلکم تشکرون اور فانظر الی اٰثار رحمت اللہ میں ترغیب شکر و تذکیر نعمت فرمانا اور بظلمہم من بعدہ بکفرہم میں خلاف طبع حالت میں ناشکری پر شکایت فرمانا اسکا قرینہ ہی حاصل مجموعہ کا یہ ہوا کہ تصرفات آلہیہ دلیل ہونے کے اعتبار سے بھی قابل توحید ہیں اور نعمت ہونے کے اعتبار سے بھی اسلئے مقتضی توحید ہیں کہ نعمت مقتضی شکر ہوتی ہے اور شرک اعلیٰ درجہ کی ناشکری ہے اور چونکہ مشرکین ان دلائل میں تدبر اور ان نعمتوں پر تشکر سے معرض اور شرک و خلاف پر مصر تھے اور اسپر سرکار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو حزن ہوتا تھا اسلیے باثنار مضمون بالا آیت ولقد ارسلنا الخ میں اور مضمون ہذا کے ختم پر آیت فانک لا تسمع الخ میں آپ کا تسلیہ فرمایا گیا جسکا حاصل یہ ہے کہ عدم تدبر تو اس لیے ہے کہ یہ مشابہ موتی اور صم اور عمی کے ہیں پس ان سے امید نہ کیجاوے اور انکی ناشکری اور مخالفت حق کی طرف بھی التفات نہ کیا جاوے کہ عنقریب انتقام لیا جاویگا اور چونکہ مجموعہ مضمون متعلق توحید میں ضرب لکم مثلا سے اول اثبات من حیث الاستدلال کیا گیا تھا اسلیے عدم تدبر کے مضمون پر کہ متعلق استدلال کے ہے اختتام کلام بھی مناسب ہوا کہ ایک ہی شے کا مبدا اور منتہی ہونا تناسب کا ابلغ طریقہ ہے اسلیے فانک لا تسمع کو اخیر میں لائے اور لقد ارسلنا کو کہ متضمن ہے تسلیہ متعلقہ عدم تشکر کو احوال ریاح کے درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے لے آئے اسلیے ذکر میں مضمون مقدم کا تسلیہ مؤخر اور مضمون مؤخر کا تسلیہ مقدم ہو گیا اور چونکہ اولا و پر قیامت کا ذکر بضمن بیان سزائے اخروی شرک کے آیا تھا اور کفار کو اسمیں بھی کلام تھا اسلیے مضمون نعم میں بتقریب مضمون احیاء ارض کو جملہ ان ذلک لمحی الموتی میں اجمالاً قیامت کا اثبات بھی فرمایا جو بعد یعنی آیت اللہ الذی الخ کے لیے جسمیں معاد کی تفصیل ہے بطور تمہید کے بھی ہو گیا واللہ اعلم باسرار کتابہ۔

عود بسوئے توحید مع تسلیہ و اثبات اجمالی معاد

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

البلاغۃ قولہ باسرہ وانما جی بہ لان الریح قد تھب ولا تکون مواتیۃ الا باسرہ۔

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ

اور اگر ہم ان پر اور ہوا چلا دیں پھر یہ لوگ کھیتی کو زرد ہوا دیکھیں تو اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں سو آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور بہروں کو آواز نہیں سنا سکتے

الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

جبکہ پیٹھ پھیر کر چل دیں اور آپ اندھوں کو ان کی بے راہی سے راہ پر نہیں لا سکتے آپ تو بس ان کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں پھر وہ مانتے ہیں

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

اور اللہ تعالیٰ کی (قدرت و وحدت و نعمت کی) نشانیوں میں سے ایک یہ (بھی) ہے کہ وہ (بارش سے پہلے) ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ (بارش کی) خوشخبری دینے والی ہیں (پس) اُن کا بھیجنا ایک تو جی خوش کرنے کے لیے ہوتا ہے) اور (نیز اس واسطے) تاکہ (اُس کے بعد بارش ہو اور) تم کو اپنی (اس) رحمت (بارش) کا مزہ چکھا دے (یعنی بارش کے فوائد عنایت فرماوے) اور (نیز اس واسطے ہوا بھیجتا ہے) تاکہ (اُس کے ذریعہ سے ہوائی) کشتیاں اُس کے حکم سے چلیں اور تاکہ (اُس ہوا کے ذریعہ سے بواسطہ جریان کشتی کے دریا کے سفر کر کے) تم اُس کی روزی تلاش کرو (یعنی تجریان فلک اور ابتغاء فضل یہ دونوں ارسال ریاح کے مسبب ہیں اول قریب بلا واسطہ اور ثانی بعید بواسطہ اول کے) اور تاکہ (روزی حاصل کر کے اُس پر کہ مسبب بواسطہ ثانی کے ہے اور یا سب امور مذکورہ پر) تم شکر کرو اور (ان دلائل بالغہ اور نعم سابغہ پر بھی یہ مشرکین حق تعالیٰ کی جو ناشکریاں کرتے ہیں کہ وہ شرک اور مخالفت رسول اور ایذاء مؤمنین ہے تو آپ اُس پر محزون نہ ہوں کیونکہ ہم عنقریب ان سے انتقام لینے والے اور اُس میں ان کو مغلوب اور اہل حق کو غالب کرنے والے ہیں جیسا کہ پہلے بھی ہوا ہے چنانچہ) ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر اُن کی قوموں کے پاس بھیجے اور وہ اُن کے پاس دلائل (ثبوت حق کے) لے کر آئے (جس پر بعضے ایمان لائے اور بعضے نہ لائے) سو ہم نے اُن لوگوں سے انتقام لیا جو مرتکب جرائم ہوئے تھے (اور وہ جرائم تکذیب حق و مخالفت اہل حق ہیں اور اُس انتقام میں ہم نے اُن کو مغلوب اور اہل ایمان کو غالب کیا) اور اہل ایمان کا غالب کرنا (حسب وعدہ و عادت) ہمارے ذمہ تھا (وہ انتقام عذاب آلہی تھا اور اُس میں کفار کا ہلاک ہونا اُن کا مغلوب ہونا ہے اور مسلمانوں کا بچ جانا اُن کا غالب آنا ہے غرض اسی طرح ان کفار سے انتقام لیا جاوے گا خواہ دنیا میں خواہ بعد موت اور تقدیر ثانی پر بالاشتراک مطلق انتقام ہے قطع نظر موطن انتقام سے اور یہ مضمون تسلیہ کا بطور جملہ معترضہ کے تھا آگے ارسال ریاح کے بعض آثار مذکورہ بالا جمال کی تفصیل ہے کہ) اللہ ایسا (قادر و حکیم و منعم) ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو (جو کبھی ان ہواؤں سے پہلے بخارات اُٹھ کر بادل بن چکتے ہیں اور کبھی وہ بخارات ان ہی ہواؤں سے بلند ہو کر بادل بن جاتے ہیں پہلی تقدیر پر موجودہ بالفعل بادلوں کو اور دوسری تقدیر پر موجودہ بالقوہ بادلوں کو وہ ہوائیں اُن کی جگہ سے کہ تقدیر اول پر جو قریب من الارض ہے اور تقدیر ثانی پر خود ارض ہے) اُٹھاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ اُس (بادل) کو (کبھی تو) جس طرح چاہتا ہے آسمان (کی جہت یعنی جو کی بلندی) میں پھیلا دیتا ہے اور (کبھی) اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے (بسط کا مطلب یہ ہے کہ مجتمع کر کے دور تک پھیلا دیتا ہے اور کسف کا مطلب یہ کہ کبھی تھوڑی دور تک کبھی بہت دور تک اور کسفا کا مطلب یہ کہ مجتمع نہیں ہوتا متفرق رہتا ہے) پھر (دونوں حالت میں) تم مینہ کو دیکھتے ہو کہ اُس (بادل) کے اندر سے نکلتا ہے (مجتمع بادل سے برسنا تو بکثرت ہے اور بعض موسموں میں اکثر بارش متفرق بدلیوں سے بھی ہوتی ہے) پھر (بادل سے نکلنے کے بعد) جب وہ (مینہ) اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہونچا دیتا ہے تو بس وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ قبل اس کے کہ ان کے خوش ہونے سے پہلے ان پر برسے (بالکل ہی) ناامید (ہو رہے) تھے (یعنی ابھی ابھی ناامید تھے اور ابھی ابھی خوش ہو گئے جیسا ابلاس کا قبیل تنزیل اور تنزیل کا قبیل استبشار ہونا دال ہے وجود ابلاس قبیل استبشار پر اور ایسا ہی مشاہد بھی ہے کہ انسان کی کیفیت ایسی حالت میں بہت ہی جلدی بدل جاتی ہے) سو (ذرا) رحمت الٰہی (یعنی بارش) کے آثار (تو) دیکھو کہ اللہ تعالیٰ (اُس کے ذریعہ سے) زمین کو اُس کے مردہ (یعنی خشک) ہونے کے بعد کس طرح زندہ (یعنی تر و تازہ) کرتا ہے (اور یہ بات نعمت اور دلیل

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ قبل وعید یعنی حکم جی خوش کرنے کے لیے اشارہ الی توجیہ عطف علیہ بیدیکم الدال علیہ بقولہ تبشرکم بہا ویذیقکم ۱۲

۲ قولہ قبل فانتقمنا الخ ایمان اشارۃ الی ان الغرض الخ

۳ قولہ فی من قبلہ خوش اشارۃ الی ان الضمیر المجرور الی الاستبشار کما تعلقہ فی الروح ضمنا البعض فی وہ متعلقہ جنس دمن الاولی متعلقہ بمبلسین دفائدۃ التی الرأیان لبرۃ تعلقہ قلوبہم من ایاس الی الاستبشار بالاشارۃ الی غایۃ تقارب زمانہما بیان اتصال ایاس البتہ بل المتصل بالاستبشار بشہادۃ اذا الفجائیۃ

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ

اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ناتوانی کی حالت میں بنایا پھر ناتوانی کے بعد توانائی عطا کی پھر توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا کیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے

وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۝ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ۝

اور وہ جاننے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس روز قیامت قایم ہوگی مجرم لوگ قسم کھا جائیں گے کہ وہ لوگ ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے۔ اسی طرح یہ لوگ اُلٹے چلا کرتے تھے

وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ

اور جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا ہوا ہے وہ کہیں گے کہ تم تو نوشتۂ خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو سو قیامت کا دن یہی ہے ولیکن تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

یقین نہ کرتے تھے غرض اُس روز ظالموں کو اُن کا عذر کرنا نفع نہ دے گا اور نہ اُن سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاوے گا

وحدۃ ہونے کے علاوہ دلیل قدرت علی البعث بھی ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس خدا نے مردہ زمین کو زندہ کر دیا (کچھ شک نہیں کہ وہی خدا) مردوں کو زندہ کرنیوالا ہے (پس عقلاً امکان امکان میں دونوں برابر اور قدرت کی ذاتیت دونوں کے ساتھ تساوی نسبت کو مستلزم اور دونوں امر کا تشابہ سی دافع استبعاد پس جب ایک پر قدرت ثابت ہو دوسرے پر بھی ثابت ہے) اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے (یہ مضمون احیاء موتی کا بمناسبت حیوۃ ارض کے جملہ معترضہ تھا) اور (آگے پھر امطار و ریاح کے متعلق مضمون ہے جس میں اہل غفلت کی ناشکری کا جس کی قبح پر آیات نعم دال ہیں بیان ہے یعنی اہل غفلت ایسے ناحق شناس و ناسپاس ہیں کہ اتنی بڑی بڑی نعمتوں کے بعد) اگر ہم ان پر اور (قسم کی) ہوا چلا دیں پھر (اُس ہوا سے) یہ لوگ کھیتی کو (خشک اور) زرد ہوا دیکھیں (کہ اُس کی سبزی اور شادابی جاتی رہی) تو یہ اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں (اور پچھلی نعمتیں سب طاق نسیاں میں رکھدیں) سو (جب ان کی غفلت و ناشکری پر اقدام اس درجہ پر ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بالکل ہی بحیں ہیں تو انکے عدم ایمان و عدم تدبر فی الآیات پر غم بھی بیکار ہے کیونکہ) آپ مردوں کو (تو) نہیں سنا سکتے اور بہروں کو (بھی) آواز نہیں سنا سکتے (خصوصاً جب کہ پیٹھ پھیر کر چل دیں (کہ اشارہ کو بھی نہ دیکھیں) اور (اسی طرح) آپ (ایسے) اندھوں کو (جو کہ بصیر کا اتباع نکریں) اُنکی بے راہی سے) راہ پر نہیں لا سکتے (یعنی یہ تو ان مأوف الحواس داحیوۃ کے مشابہ ہیں) آپ تو بس اُنکو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں (اور) پھر وہ مانتے (بھی) ہیں اور جب یہ لوگ مُوتے اور صم اور عمی کے مشابہ ہیں پھر ان سے توقع ایمان کی نہ رکھیے اور غم نہ کیجیے) ف سورۂ قصص کے آخری رکوع سے ذرا اوپر ایسی ہی آیت آئی ہے وہاں سماع موتی کی تحقیق گذری ہے **ربط** اوپر توحید کا مضمون تھا آگے بعث کے متعلق مضمون ہے جو اوپر مضمون توحید کو شروع پر آیت اللہ یبدأ الخلق میں اور اُس کے وسط میں یوں مُدّ الیھا وعون میں بھی اور اُس کے ختم پر استطراداً ان ذلک لمحی الموتی میں بھی آچکا ہے

اثبات امکان و وقوع بعث

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۝ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

اللغات الساعۃ القیامۃ وصار علما لہا بالغلبۃ کالنجم للثریا او الکوکب للزہرۃ قولہ یستعتبون فی الزجاج الاستعتاب طلب العتبی وہی الاسم من الاعتاب بمعنی ازالۃ العتب کالعطاء والاستعطاء ای لا یطلب منہم ازالۃ عتب اللہ تعالیٰ والمراد بہ غضبہ سبحانہ علیہم والتوبۃ والطاعۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ خلقکم من ضعف ای ابتداکم ضعفاء وجعل الضعف اساس امرکم کقولہ تعالیٰ وخلق الانسان ضعیفا وفی الضعف استعارۃ مکنیۃ حیث شبہ بالاساس بالمادۃ وفی ادخال من علیہ تمثیل قولہ شیبۃ للبیان او للجنس دون تغیر قواہم نظواہرہم المراد بالضعف ابتداءہ بالشیب کما مر ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی فرادہ یکھتی اشارۃ الی ان المرجع الضمائر ۱۲ منہ لالۃ المقام ۱۲

۲ قولہ من بعدہ ای ضعف من غیر تعقیم ونبہ فائدۃ زیادۃ ۱۲

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝

اور ہم نے لوگوں کے واسطے اس قرآن میں ہر طرح کے عمدہ مضامین بیان کیے ہیں　اور اگر آپ ان کے پاس کوئی نشان لے آویں تب بھی یہ لوگ جو کافر ہیں یہی کہیں گے کہ تم سب نرے اہل باطل ہو

اللہ ایسا ہی جس نے تم کو ناتوانی کی حالت میں بنایا (مراد اس سے ابتدائی حالت بچپن کی ہے) پھر (اس) ناتوانی کے بعد توانائی (یعنی جوانی) عطا کی پھر (اس) توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا کیا (اور) وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ (ہر تصرف کو) جاننے والا (اور اس تصرف کے نافذ کرنے پر) قدرت رکھنے والا ہے (پس جو ایسا قادر ہو) اس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے یہ تو بیان تھا بعث کے امکان کا) اور (آگے اس کے وقوع کا بیان ہے یعنی) جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم (یعنی کافر) لوگ وہاں کی ہول و ہیبت و پریشانی دیکھ کر قیامت کی آمد کو غایت درجہ ناگوار سمجھ کر (قسم کھا بیٹھیں گے کہ (قیامت بہت جلدی آگئی اور) وہ لوگ (یعنی ہم لوگ عالم برزخ میں) ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے (یعنی جو میعاد قیامت کے آنے کی مقرر تھی وہ بھی پوری نہیں ہونے پائی کہ قیامت آپہونچی جیسا مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ اگر پھانسی والے کی میعاد ایک ماہ مقرر کی جاوے تو جب مہینہ گذر چکے گا اس کو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا مہینہ نہیں گذرا اور مصیبت جلدی آگئی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) اسی طرح یہ لوگ (دنیا میں) اُلٹے چلا کرتے تھے (یعنی جس طرح یہاں آخرت میں قیامت کی ایک واقعی حالت کا کہ اس کا اپنے وقت معین پر وقوع ہے غلط انکار کر دیا اور انکار بھی مؤکد بالقسم اسی طرح دنیا میں قیامت کی ایک واقعی حالت کا کہ اس کا نفس وقوع ہے غلط انکار کیا کرتے تھے اور انکار بھی مؤکد جیسے وما نحن بمبعوثین وغیرہ) اور جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا ہوا ہے (مراد اہل ایمان ہیں کہ اخبار شرعیہ کا علم ان کو حاصل ہے) وہ (ان مجرمین کے جواب میں) کہیں گے کہ (تم برزخ میں میعاد سے کم تو نہیں رہے جیسا تمہارا غلط دعویٰ ہے بلکہ) تم تو (میعاد) نوشتۂ خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو سو قیامت کا دن یہی ہے (جو میعاد تھی لبث فی البرزخ کی) لیکن (وجہ اس بات کی کہ اس کو میعاد سے جلدی آیا ہوا سمجھتے ہو یہ ہے کہ) تم (دنیا میں قیامت کے وقوع کا) یقین (اور اعتقاد) نہ کرتے تھے (بلکہ تکذیب و انکار کیا کرتے تھے اس انکار کے وبال میں آج پریشانی کا سامنا ہوا اس وجہ سے گھبرا کر خیال ہوا کہ ابھی تو میعاد بھی پوری نہیں ہوئی اور اگر تصدیق کرتے اور ایمان لے آتے تو اس کے وقوع کو جلدی نہ سمجھتے بلکہ یوں چاہتے کہ اس سے بھی جلدی آجاوے کہ عادۃ طبیعہ ہر وعدہ راحت کے وقت کا جلدی آنا چاہتا ہے اور انتظار شاق اور اس کی مدت طویل معلوم ہوا کرتی ہے جیسا حدیث میں بھی ہے کہ کافر قبر میں کہتا ہے رب لا تقم الساعۃ اور مؤمن کہتا ہے رب اقم الساعۃ اور مؤمنین کے اس جواب سے بھی جو یہاں مذکور ہے کہ کہاں رہے بہت تو رہے ترشح ہوتا ہے کہ وہ مشتاق اور مستعجل تھے) غرض اس روز ظالموں (یعنی کافروں کی پریشانی اور مصیبت کی یہ کیفیت ہوگی کہ ان) کو ان کا (کسی قسم کا جھوٹا یا سچا) عذر کرنا نفع نہ دیگا اور نہ ان سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاویگا (یعنی اس کا موقع نہ دیا جاوے گا کہ توبہ کر کے خدا کو راضی کر لیں) ف مجرمین اس قسم یعنی مالنوا غیر ساعۃ میں ایسے ہی جھوٹے ہونگے جیسے سورۂ انعام کے تیسرے رکوع میں ان کا یہ قول ہے واللہ ربنا ما کنا مشرکین جس پر ارشاد ہوا ہے انظر کیف کذبوا علی انفسھم الآیۃ اور سورۂ طٰہٰ آیت یتخافتون بینھم ان لبثتم الا عشرا میں جو انکے اس قول کی تکذیب نہیں کی گئی تو وہاں ان کے اس قول سے اور مقصود ہے جو وہاں مذکور ہے دیکھ لیا جاوے اور یہاں اور مقصود ہے اس لیے وہاں تکذیب نہیں کی گئی اور یہاں تکذیب کی گئی **ربط** اب خاتمہ میں دو مضمون ہیں جو بطور نتیجہ سورت کے ہیں یعنی مجموعہ سورت کے مضامین مفصلہ کی مدح اور بلاغت کا اجمالی بیان جس کا حاصل ان مضامین کی قوت فاعلیہ اور کمال تاثیر ہے اور باوجود اس شدت مؤثریت کے کفار کے نہ ماننے پر حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے تسلیہ کے لیے کفار کی معاندت اور جہالت کا ذکر جس کا حاصل ان کی قوت الفعالیہ کا فقدان اور عدم تاثر ہے۔

بیان بلاغت مضامین قرآن و عناد اہل طغیان و تسلیہ صاحب فرقان

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝

البلاغۃ	قولہم ان انتم فلسلا بقی بزعمہم لہ علیہ السلام شاہد من المؤمنین حیث جعلوا الکل
قولہ ان انتم فی الرد و توحید الخطاب فی جمیعہ علی ما یقتضیہ الظاہر و اما جمعہ فی	دعین اھ قلت وہو من الحسن والطافۃ بمکان ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ما لنبوا الخ شاہدہ اخذہ من الکبیر مع انضمام فتح اسہ بقی فی ہذا المقام لعدم کمل ذہنی و وفقنی اللہ علیہ بالبلغۃ۔

لہ قولہ فی کتاب اللہ موافق کما یقال حکم الواقعۃ فی الشرع ای موافقا للشرع وہو حال من المستکن اللہ بول علیہ بقولہ فتم اے لبثا کائنا فی کتاب اللہ وقضائہ ۱۲

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝

جو لوگ یقین نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر یوں ہی مہر کر دیا کرتا ہے — سو آپ صبر کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے — اور یہ بدیقین لوگ آپ کو بے برداشت نہ کرنے پاویں

سورۃ لقمٰن مکیۃ وھی اربع وثلثون اٰیۃ واربع رکوعات

عدد البصقین ۳۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

الٓمّٓ - یہ آیتیں ہیں ایک پُر حکمت کتاب کی — جو کہ ہدایت اور رحمت ہے نیک کاروں کے لیے — جو نماز کی پابندی کرتے ہیں — اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

اور وہ لوگ آخرت کا — پورا یقین رکھتے ہیں -

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اور ہم نے لوگوں (کی ہدایت) کے واسطے اس قرآن (کے مجموعہ یا اُس کے اس خاص جزو یعنی سورت) میں ہر طرح کے عمدہ (اور عجیب) مضامین (ضروریہ) بیان کئے ہیں (جو اپنی بلاغت وکمال کی وجہ سے مقتضی اس کو ہیں کہ ان کافروں کو ہدایت ہو جاتی مگر ان لوگوں نے غایت عناد سے اس کو قبول نہ کیا اور اس سے منتفع نہوئے) اور (قرآن کی کیا تخصیص ہے ان لوگوں کا عناد اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ) اگر (قرآن کے علاوہ اُن خوارق سے جن کی یہ خود فرمائش کیا کرتے ہیں) آپ انکے پاس کوئی نشان لے آویں تب بھی یہ لوگ جو کہ کافر ہیں یہی کہیں گے کہ تم سب (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور مومنین جو آیات تشریعیہ وتکوینیہ کے مصدق ہیں) ترے اہل باطل ہو (پیغمبر کو سحر کی تہمت لگا کر صاحب باطل کہیں اور مسلمانوں کو سحر کی تصدیق کرنے سے اہل باطل کہیں اور ان لوگوں کے اس عناد کے بارہ میں اصل بات یہ ہے کہ) جو لوگ (باوجود تکرر آیات ودلائل کے حق کا) یقین نہیں کرتے (اور نہ اُس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر یوں ہی مہر کر دیا کرتا ہے (جیسا ان کے دلوں پر ہو رہی ہے یعنی روزانہ استعداد قبول حق کی مضمحل وضعیف ہوتی جاتی ہے اس لیے انقیاد میں ضعف اور عناد میں قوت بڑھتی جاتی ہے) سو (جب یہ ایسے معاند ہیں تو ان کی مخالفت اور ایذا رسانی اور بدکلامی وغیرہ پر) آپ صبر کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ (کہ آخر میں یہ ناکام اور اہل حق کامیاب ہونگے) سچا ہے (وہ وعدہ ضرور واقع ہوگا پس صبر وتحمل تھوڑے ہی دن کرنا پڑتا ہے) اور یہ بدیقین لوگ کچھ بے برداشت نہ کرنے پاویں (یعنی ان کی طرف سے خواہ کیسی ہی بات پیش آوے مگر ایسا نہ ہو کہ آپ برداشت نکریں) ف مطلب یہ کہ نفسانی انتقام گو فی نفسہ جائز ہے مگر صاحب تبلیغ کے لیے اور خصوص تخاطب کے وقت کہ اسلام کی ابتدائی حالت تھی خلاف مصلحت ہے اور جہاد نفسانی انتقام نہیں ہے اس لیے دونوں میں تعارض نہیں کہ ناسخ ومنسوخ کا قائل ہونا پڑے. تم ولله الحمد تفسیر سورۃ الروم والسابع والعشرین من شہر اللہ المحرم ۱۳۳۵ من ہجرۃ خیر الانام علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام سورۃ لقمٰن مکیۃ قیل الا ثلثا من قولہ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام وابحر - اربع وثلثون وقیل ثلث وثلثون کذا فی البیضاوی ربط اس سورۃ میں یہ مضامین ہیں شروع میں مدح قرآن کی جو سورت سابقہ کے ختم پر بھی مذکور ہے اور مدح قرآن کے ساتھ مثل فاتحہ سورۂ بقرہ کے اُسکے مصدقین کی مدح اور مکذبین ومعرضین کی مذمت پھر مکذبین کی سزا اولئک لھم عذاب اور فبشرہ میں پھر مصدقین کی جزا ان الذین اٰمنوا میں پھر خلق السموٰت سے ختار کفور تک توحید اور درمیان میں تتمیم قصہ لقمان کے لیے یعنی اقم الصلوٰۃ سے بعض احکام فرعیہ اور اذا قیل لھم اتبعوا سے ضعف تمسک مشرکین اور قوت تمسک موحدین اور من کفر سے بیان وعید مشرکین کے ساتھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ اور یا یھا الناس سے وعظ کے پیرایہ میں وعید مذکور مدلول آیت نمتعھم قلیلا الخ اور اُس کے وقت وقوع یعنی قیامت کے تقریر اور ختم پر بیان اختصاص علم غیب بحق تعالےٰ واللہ اعلم -

مدح قرآن ومصدقین وذم معرضین ضالین مضلین مع مآل فریقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ

یہ لوگ اپنے رب کے سیدھے رستہ پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور بعضا آدمی ایسا ہی جو اُن باتوں کا خریدار بنتا ہے جو غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی

عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا

راہ سے بے سمجھے بُوجھے گمراہ کرے اور اسکی ہنسی اڑوے ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے اور جب اُسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے

كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ

جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ثقل ہے۔ سو اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک کام کیے اُنکے لیے عیش کی

النَّعِيمِ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ
مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ الٓمّٓ (اس کے معنے اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ (جو اس
سورت یا قرآن میں مذکور ہیں) آیتیں ہیں ایک پُرحکمت کتاب (یعنی قرآن) کی جو کہ ہدایت اور رحمت (کا سبب) ہے نیک کاروں
کے لیے جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں (سو) یہ لوگ (اس قرآن کے اعتقاد و
عمل کی بدولت) اپنے رب کے سیدھے رستہ پر ہیں اور یہی لوگ (اُس ہدایت کی بدولت) فلاح پانے والے ہیں (پس قرآن اس طرح انکے
لیے ہدایت اور رحمت کا جس کا اثر فلاح ہے سبب ہو گیا پس بعضے آدمی تو ایسے ہیں جیسا بیان کیا گیا) اور (برخلاف ان کے) بعضا آدمی ایسا
(بھی) ہے جو (قرآن سے اعراض کرکے) اُن باتوں کا خریدار بنتا ہے (یعنی ایسی باتیں اختیار کرتا ہے) جو (اللہ سے) غافل کرنیوالی
ہیں (سو اول تو لہو کا اختیار کرنا جب کہ مقرون بالاعراض عن آیات اللہ ہو خود ہی کفر اور ضلال ہے پھر خاص کر جب کہ اُس کو اس غرض
سے اختیار کیا جاوے کہ) تاکہ (اُس کے ذریعہ سے دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ (یعنی دین حق) سے بے سمجھے بُوجھے (حقیقت امر کے) گمراہ
کرے اور (اسی گمراہ کرنے کے ساتھ) اُس (راہ حق) کی ہنسی اُڑاوے (تاکہ دوسروں کے دل سے بالکل اُس کی وقعت اور تاثیر نکل جاوے
تب تو کفر پر کفر اور ضلال کے ساتھ ضلال ہے اور) ایسے لوگوں کے لیے (آخرت میں) ذلت کا عذاب (ہونے والا) ہے (جیسا کہ
ان کے اضداد کے لیے فلاح کا ہونا معلوم ہوا) اور (اس شخص مذکور کے اعراض کی یہ حالت ہے کہ) جب اُس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی
جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا (ایسی بے التفاتی سے) منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اسکے کانوں میں ثقل ہو (یعنی جیسے بہرا ہو) سو اس

المبالغة يشتري فيعلوم المجاز ولو فرد ان المعنى الحقيقي ومطلق الاختيار والاستحباب ولو سن غير شراء وذكر الحديث يعني اللهو من الحديث فيعموم المجاز ولو فرد ان الاخبار والاحاديث الملهية وما هو سبب للهو كالغيبة وكونها لهوا مبالغة كمتبة الغناء والبيتين شهوة في قوله تعالى زين للناس حب الشهوات والنكتة في هذه المبالغة الاشارة الى ان المقصود الاصلي بالغيبة هو عدها فكانه هو المشتري حقيقة ودل على اعتبار عموم المجاز في كلا المفعولين الاشتراء والله اعلم

الروايات الدالة على العموم المذكورة في فائدة من التنوير من قوله عليه السلام في شأن هذه الآية قول ابن عباس رضي الله عنهما لان العموم لا مرقى الا على اعتبار عموم المجاز في كليهما وقد تدل الروايات على العموم بصيغة كون الاشتراء على حقيقته مع التجوز في اللهو الحديث لان كتب الاعاجم والغنيات كلها اشتراء ثم رأيت في حاشية هذا الحديث في الرومي قوله ليضل زيادة اللام والواقع في سبب النزول والا فالاشتراء المذكور سيم بانفراده ايضا كونه مقرونا بالاعراض عن آيات الله قوله بغير علم قيد واقعي لا احترازي قوله كان في اذنيه وقر يعني او بيان للترتي في الذم

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بلاستون کے بنایا تم اُنکو دیکھ رہے ہو اور زمین میں پہاڑ ڈال رکھے ہیں کہ وہ تم کو لیکر ڈانواڈول نہ ہونے لگے اور اُس میں ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں۔ اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا

ع ۱۱ ۱۰ ۱۵ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

پھر اُس زمین میں ہر طرح کے عمدہ اقسام اُگائے۔ یہ تو اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں اب تم لوگ مجھ کو دکھاؤ کہ اُسکے سوا جو ہیں اُنھوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں بلکہ یہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں ہیں

(شخص کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے (یہ تو معرض کی سزا کا بیان ہوا آگے اہل ہدی کی جزا جو کہ فلاح موعود کی تفصیل ہے مذکور ہے یعنی) البتہ جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک کام کیے اُن کے لیے عیش کی جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے (پس کمال قدرت سے وعدہ اور وعید کو واقع کرسکتا ہے اور حکمت سے اُس کو حسب وعدہ واقع کرے گا) ف گو شان نزول آیت ومن الناس الخ کا خاص ہے کہ نضر بن حارث ایک رئیس کافر تھا وہ تجارت کے لیے فارس جاتا تو وہاں سے شاہان عجم کے قصص اور تواریخ مول لاتا اور قریش سے کہتا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم کو عاد وثمود کے قصے سناتے ہیں میں رستم و اسفندیار اور اکاسرہ کے قصے سناتا ہوں لوگ اُس کے قصوں کو لذیذ سمجھتے اور قرآن کو نہ سنتے اور سردہ فی الدر عن اسباب النزول للواحدی عن الکلبی ومقاتل وذکر نحوہ فی الدر بروایۃ البیہقی عنہ ابن عباس ونیز اس نے ایک گانے والی لونڈی خرید کی تھی جب کسی کو اسلام کی طرف راغب دیکھتا اُس کو اپنی اُس لونڈی کے پاس لیجاتا اور اُس سے کہتا کہ اس کو کھلا پلا اور گانا سنا اور اُس شخص سے کہتا کہ یہ اُس سے بہتر ہے جس کی طرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو روزہ رکھو اور اپنی جان و دا وسردہ فی الدر عن ابن عباس مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام ہے چنانچہ ترمذی وغیرہ میں حدیث مرفوع ہے کہ گانے والی لونڈیوں کی تجارت مت کرو اور اُس کے بعد یہ فرمایا وفی مثل ھذا انزلت ھذہ الآیۃ ومن الناس من یشتری الخ اور بخاری نے ادب مفرد میں ابن عباسؓ کا قول بیان کیا ہے لھو الحدیث ھو الغناء واشباھہ کذا فی الروح پس لفظ مثل اور اشباہ سے عموم ظاہر ہے پس اس بنا پر جو شغل دین اسلام سے غفلت یا اضلال کا موجب بن جاوے وہ حرام بلکہ کفر ہے اور آیت میں یہی مقصود ہے چنانچہ مقابلہ من یشتری کا ذکر مؤمنین کے ساتھ اور خود لفظ یشتری کہ دال ہے استبدال باطل بالحق پر اور دی سے دلالت اُس کے ضلال پر اور لیضل سے اُس کے اضلال پر اور اُسکی وعید میں عذاب مھین والیھ آنا جو مخصوص ہے کفار سے سب اسی مقصود کے قرائن ہیں اور دوسرے دلائل شرعیہ سے استقلالاً ثابت ہو کہ جو لہو اعمال فرعیہ شرعیہ سے باز رکھے یا کسی معصیت کا سبب ہو جاوے وہ صرف معصیت ہے اور جو لہو کسی امر واجب کا منافی نہ ہو اور اُس میں کوئی شرعی غرض و مصلحت بھی نہ ہو وہ مباح لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے خلاف اولیٰ ہے اور مسابقت فرس و مسابقت سہم و ملاعبت اہل میں چونکہ معتد بہ غرض تھی اس لیے حدیث میں اُس کو لہو باطل سے مستثنیٰ فرمایا اور مسئلہ غنا اور سماع کا اس آیت کا مدلول ہونا ضرور نہیں اُس کا حکم مفصل مستقلاً مثل دیگر اقسام لہو کے دوسرے دلائل حدیثیہ وفقہیہ سے اپنے محل پر ثابت ہے اور اس تفصیل سے تمام مشاغل اور تفریحات کا حکم بھی جس میں اخبار اور ناول وغیرہ بھی آگئے معلوم ہو گیا واللہ اعلم اور زکوٰۃ کی فرضیت گو مدنی ہو مگر مشروعیت کی ہو سکتی ہے اس لیے مکی سورتوں میں جیسے یہ سورت یا سورۂ مؤمنین یا سورۂ روم میں اس کا وقوع محل اشکال نہیں جس کو احقر نے اُن دو مذکورہ سورتوں کی تفسیر میں صدقہ سے تعبیر کیا ہے۔ ربط اوپر قرآن اور اُسکے مصدقین کی مدح اور معرضین کی مذمت تھی آگے دُور تک توحید کا مضمون ہے جو قرآن کی اہم تعلیم ہے۔

توحید

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں کو بلاستون بنایا

(چنانچہ تم اُن کو دیکھ رہے ہو اور زمین میں (بھاری بھاری) پہاڑ ڈال رکھے ہیں کہ وہ تم کو لیکر ڈانواڈول نہ ہونے لگے اور اُس (زمین) میں

البلاغۃ قولہ ابتدائیہ التفات من الغیبۃ الی التکلم ۱۲ | قولہ بل الظلمون فیہ وضع المظہر موضع المضمر ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ

اور ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کریگا وہ اپنے ذاتی نفع کے لیے شکر کریگا ہے اور جو ناشکری کریگا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔ اور جب لقمان نے

لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھیرانا۔ بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے اور ہم نے انسان کو اُسکے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ النصف

اُس کی ماں نے ضعف پر ضعف اُٹھا کر اُس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اُسکا دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکرگزاری کیا کر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ

بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

ایسی چیز کو شریک ٹھیرائے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو تو اُن کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں اُن کے ساتھ خوبی کے ساتھ بسر کرنا اور اُس شخص کی راہ پر جانا جو میری طرف رجوع ہو۔ پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ

پھر میں تم کو جتلا دونگا جو جو کچھ تم کرتے تھے بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمانوں کے اندر ہو

اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اُسکو اللہ تعالےٰ حاضر کر دیگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین باخبر ہے

ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس زمین میں ہر طرح کے عمدہ اقسام (نباتات کے) اُگائے (اور ان لوگوں سے جو کہ شرک کرتے ہیں کہیے کہ) یہ تو اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں (سو اگر تم دوسروں کو شریک الوہیت قرار دیتے ہو تو) اب تم لوگ مجکو دکھاؤ کہ اُسکے سوا جو (معبود بنا رکھے) ہیں انھوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں (غرض اُنکا استحقاق الوہیت ثابت ہوا اور اس دلیل کا مقتضا یہ تھا کہ وہ لوگ ہدایت پر آجاتے مگر انھوں نے ہدایت کو قبول نہیں کیا بلکہ یہ ظالم لوگ (بدستور) صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں ف اس استدلال سے یہ سمجھا جائے کہ استحقاق الوہیت کے لیے ایجاد ممکنات لازم ہے کیونکہ استحقاق الوہیت تو قدیم ہے اگر ایجاد اُسکے لوازم سے ہوگا تو وہ بھی قدیم ہو جاویگا تو اس سے عالم کا قدیم ہونا لازم آویگا وہ باطل بلکہ مطلب یہ ہے کہ ممکنات کی تقدیر وجود پر یعنی جب وہ موجود ہوں تو لازم ہے کہ اُنکا موجد وہی ہو جو مستحق الوہیت ہو اب خدشہ مذکور رفع ہو گیا خوب سمجھ لو اور تثنیٰ کی تحقیق سورۂ رعد کے پہلے رکوع میں اور الفی فی الارض رواسی کی تحقیق سورۂ نحل کے دوسرے رکوع میں گذر چکی ہے ربط آگے بھی اوپر کی طرح توحید کا مضمون ہے اور اُسکی تقریر کے لیے قصۂ لقمان علیہ السلام کا مذکور ہے جن کی وصیت میں تعلیم توحید بھی ہے جو تکمیل اعتقادی کی فرد اعظم ہے پھر تکمیل عملی کی تعلیم ہے جسکا ذکر علم و عمل کے تناسب سے کر دیا گیا اور مقصود اعظم ذکر توحید معلوم ہوتا ہے اور تاکید توحید کے لیے قصے کے درمیان بطور ضمیمہ کے آیت ووصینا الانسان آگئی ہے۔

حکایت لقمان و وصایائی از توحید وغیرہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

اللغات الوعظ التذکیر بالخیر فیما یرق لہ القلب۔

النحو قولہ ان اشکر معمول لمقدر ای تقدیرہ الکلام ہکذا آتینا لقمان الحکمۃ آمرین وقائلین لہ ان اشکر الخ قولہ وہنا علی وہن حال بتقدیر مضاف ای ذوی وہن علی وہن قولہ معہ فاصلۃ لصحبۃ محمد دنیای صحابہ رضی

اعذ الشرع قولہ انہا ای الخصلۃ الخ او لسیئۃ لدلالۃ المقام علیہ ۱۲

البلاغۃ قولہ ربی التصغیر للترحم او للتحقیر قولہ جملۃ تحصیل الخ او زیادۃ مشقتہا قولہ فالذی یقال الخ کرہ لتہویل الامر او للتعمیم ای شاۃ

لے امتناعا بایام قولہ او تمکنہ الخ فصلہ فلا یضر تحمل مشقتہا لقلۃ ایامہا مرۃ انظر ما ۲۲ سعلہ علیہ السلام قولہ ان یرق بہا الخ مرکوبہ علیہ السلام قولہ

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اُس پر صبر کیا کر یہ بہت سے کاموں میں سے ہے

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ

اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے والے کو اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝

اور اپنی آواز کو پست کر بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝ اور ہم نے لقمان کو دانشمندی (جس کی حقیقت علم مع العمل ہے) عطا فرمائی (اور ساتھ ہی یہ حکم دیا) کہ (سب نعمتوں پر عموماً اور اس نعمت حکمت پر کہ افضل النعم ہے خصوصاً) اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کریگا وہ اپنے ذاتی نفع کیلئے شکر کرتا ہے (یعنی اُسی کا نفع ہے کہ اُس کی نعمت میں ترقی ہوتی ہے کما قال لئن شکرتم لازیدنکم دنیوی نعمت میں تو باعتبار نفس نعمت کے کبھی اور باعتبار ثواب کے ہمیشہ اور دینی نعمت میں مثل علم وغیرہ کے دونوں طرح پر یعنی علم بھی بڑھتا ہے اور ثواب بھی ملتا ہے) اور جو ناشکری کرے گا تو (اپنا ہی نقصان کرے گا کیونکہ) اللہ تعالیٰ (تو) بے نیاز (اور سب) خوبیوں والا ہے (یعنی چونکہ وہ اپنی ذات میں کامل ہے جو مدلول ہے حمید کا اس لیے وہ غنی ہے اُس کو کسی کے شکر و ثنا کی احتیاج نہیں کہ اس میں استکمال بالغیر لازم آتا ہے اور چونکہ لقمان موصوف ہیں حکمت یعنی علم و عمل کے ساتھ اس سے مفہوم ہوا کہ انھوں نے تعلیم شکر پر بھی عمل کیا ہوگا پس وہ شاکر بھی تھے اور شاکر ہونے سے اُن کی حکمت میں ترقی بھی ہوئی ہوگی پس وہ اعلیٰ درجہ کے حکیم ہوئے) اور (ایسے حکیم کی تعلیمات ضرور قابل عمل ہونا چاہیے سو اُن کی تعلیمات ان لوگوں کے سامنے ذکر کی جاتی ہیں) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے (جس کی حقیقت ہے وضع الشیٔ فی غیر محلہ اور ظاہر ہے کہ یہ وضع الشیٔ فی غیر المحل شرک میں بدرجۂ اشد ہے) اور (درمیان قصہ کے تاکید امر توحید کے لیے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے انسان کو اُس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے کہ اُن کی اطاعت اور خدمت کرے کیونکہ اُنھوں نے اس کے لیے بڑی مشقتیں جھیلی ہیں (مضمون) نے چنانچہ) اُس کی ماں نے ضعف پر ضعف اُٹھا کر اسکو پیٹ میں رکھا (کیونکہ جوں جوں حمل بڑھتا جاتا ہے حاملہ کا ضعف بڑھتا جاتا ہے) اور (پھر دو برس میں اسکا دودھ چھوٹتا ہے) ان دنوں میں بھی وہ ہر طرح اپنی حالت کے موافق باپ بھی مشقت اُٹھاتا ہے اس لیے ہم نے اپنے حقوق کے ساتھ ماں باپ کے بھی حقوق ادا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ یہ ارشاد کیا) کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گذاری کیا کر (حق تعالیٰ کی شکر گذاری تو عبادت و اطاعت حقیقیہ کے ساتھ اور ماں باپ کی خدمت و ادائے حقوق شرعیہ کے ساتھ کیونکہ) میرے ہی طرف (سب کو) لوٹ کر آنا ہے (اُس وقت میں اعمال کی جزا و سزا دونگا اس لیے احکام کی بجا آوری ضروری ہے) اور (باوجودیکہ ماں باپ کا اتنا بڑا حق ہے جیسا ابھی معلوم ہوا لیکن امر توحید ایسا عظیم الشان ہے کہ) اگر تجھ پر وہ دونوں (بھی) اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرائے جس (کے شریک الوہیت ہونے) کی تیرے پاس کوئی دلیل (اور سند) نہ ہو (اور ظاہر ہے کہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ جس کے استحقاق شرکت پر کوئی دلیل قائم ہو بلکہ عدم استحقاق پر دلیلیں قائم ہیں پس مراد یہ ہوئی کہ اگر وہ کسی چیز کو بھی شریک الوہیت ٹھہرانے کا تجھ پر زور دیں) تو تو اُن کا کہنا نہ ماننا

اللغات قولہ لا تصعر من الصعر بمعنی المیل ہو داء یعتری البعیر فیلوی منہ عنقہ واللام تعلیلیۃ والمراد للتصعر لاجل الاعراض عن الناس او صلۃ والمعنی لا تمل خدک عنہم ولا تولہم صفحۃ وجہک کما یفعلہ المتکبرون ۱۲ البلاغۃ قولہ کل مختال وضع الکلام موضع الایجاب الکلی والمراد السلب الکلی ۱۲ قولہ ان انکر الجملۃ تعلیل للامر بالغض علی ابلغ وجہ واکدہ حیث فیہ الرافعون اصواتہم بالمحیر وشبہت اصواتہم بالحمیر واخرج مخرج الاستعارۃ او فرد الصوت لما ان المراد لیس بیان صوت کل واحد من احاد ہذا الجنس حتی یجمع بل بیان صوت ہذا الجنس من بین اصوات سائر الاجناس وجمع الخبر للمبالغۃ فی التنفیر فان الصوت اذا اتوافقت علیہ الحمیر کان انکر کذا فی الروح ملخصا وعلی ما اخترت لا حاجۃ الی التعلیل علی الاستعارۃ کما یظہر بالتامل فی تقریر الترجمۃ ۱۲

اور (ہاں یہ ضرور ہے کہ) دنیا کے حوائج و معاملات) میں (جیسے انفاق و خدمت وغیرہ) اُن کے ساتھ خوبی کے ساتھ بسر کرنا اور (دین کے بارے میں صرف) اُس (رہی) شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو (یعنی میرے احکام کا معتقد اور عامل ہو) پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے پھر (آنے کے وقت) میں تم کو جتلا دونگا جو جو کچھ تم کرتے تھے (اس لیے کسی امر میں میرے حکم کے خلاف مت کرو آگے پھر تکمیل ہے قصہ وصایائے لقمانیہ کی کہ اُنھوں نے اپنے بیٹے کو اور نصیحتیں بھی کیں چنانچہ توحید و عقائد کے بارے میں یہ بھی نصیحت کی کہ) بیٹا (حق تعالےٰ کا علم اور قدرت اس درجہ ہے کہ) اگر (کسی کا) کوئی عمل (کیسا ہی مخفی ہو مثلاً فرض کرو کہ وہ) رائی کے دانہ کی برابر (مقدار میں) ہو (اور) پھر (فرض کرو کہ) وہ کسی پتھر کے اندر (چھپا رکھا) ہو (جو کہ ایسا حجاب ہے کہ اُس کا رفع ہونا دشوار ہے اور بدون رفع کسی کو اُس کے اندر کا علم نہیں ہوتا) یا وہ آسمانوں کے اندر ہو (جو کہ عام خلائق سے مکاناً بہت بعید ہے) یا وہ زمین کے اندر ہو (جہاں خوب ظلمت رہتی ہے اور یہی اسباب ہیں خفاء شئ کے علم خلق سے کیونکہ کبھی غایت صغر جثہ سے ایک شے مخفی ہو جاتی ہے کبھی حجاب کے شدید ہونے سے کبھی مکان کے بعید ہونے سے کبھی ظلمت سے لیکن حق تعالےٰ کی ایسی شان ہے کہ اگر اتنے اسباب بھی اختفاء کے مجتمع ہوں) تب بھی (قیامت کے روز حساب کے وقت) اُس کو اللہ تعالےٰ حاضر کر دے گا (جس سے علم اور قدرت دونوں ثابت ہوئے) بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بیں (اور) باخبر ہے (اور اعمال کے باب میں یہ نصیحت کی کہ) بیٹا نماز پڑھا کرو (کہ بعد تصحیح عقائد کے اعلیٰ درجہ کا عمل ہے) اور (جیسا تصحیح عقائد و اعمال سے اپنی تکمیل کی ہے اسیطرح دوسروں کی تکمیل کی بھی کوشش کرنا چاہیے پس لوگوں کو) اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور (اس امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں بالخصوص اور ہر حالت میں بالعموم) تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اُس پر صبر کیا کر یہ (صبر کرنا) ہمت کے کاموں میں سے ہے اور (اخلاق و عادات کے باب میں یہ نصیحت کی کہ بیٹا) لوگوں سے اپنا رُخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بیشک اللہ تعالےٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر (نہ بہت دوڑ کر چل کہ وقار کے خلاف ہے نیز گر جانے کا بھی احتمال ہے اور نہ بہت گن گن کر قدم رکھ کہ وضع متکبرین کی ہے بلکہ بے تکلف اور متوسط رفتار تواضع و سادگی کے ساتھ اختیار کر جس کو دوسری آیت میں اس عنوان سے ذکر کیا ہے یمشون علی الارض ہونا) اور (بولنے میں) اپنی آواز کو پست کر (یعنی بہت غُل مت مچا اور یہ مطلب نہیں کہ اتنی پست کر کہ دوسرا سُنے بھی نہیں آگے غل مچانے سے نفرت دلاتے ہیں کہ) بیشک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز (ہوتی) ہے (تو آدمی ہو کر گدھے کی طرح چیخنا چلّانا کیا مناسب ہے نیز چیخ چلاؤ سے بعض اوقات دوسروں کو وحشت و اذیت بھی ہوتی ہے) ف حضرت لقمان کو عسکر مہ اور لیث نے نبی کہا ہے لیکن حکیم ترمذی نے نوادر میں حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ ان کو قبل داؤد کے خلافت دیجاتی تھی انھوں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہے تو سر آنکھوں پر اور اگر میری مرضی پر ہے تو میں معافی چاہتا ہوں پھر بعد میں داؤد علیہ السلام کو خلافت دی گئی یہ سب روایات درمنثور میں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ لقمان علیہ السلام نبی نہ تھے نیز ابن عباس رضہ وغیرہ سے بھی ان کے نبی نہ ہونے کی روایتیں درمنثور میں ہیں اور حکیم ترمذی کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا زمانہ قریب داؤد علیہ السلام کے تھا پس اُن کے نبی نہ ہونیکی بناء پر اُن کو یہ حکم ہونا ان اشکر للہ یا بطور الہام کے ہوگا یا اُس زمانہ کے کسی نبی کی تعلیم کے ذریعہ سے اور جس فرزند کو اُنھوں نے نصیحت کی ہے صحیح اور صریح طور پر کہیں نہیں دیکھا کہ ان کے فرزند کا کیا طریقہ تھا آیا پہلے سے موحد تھے یا اس نصیحت کے بعد موحد ہوئے یا کیا ہوا واللہ اعلم اور ظاہرا ان الشرک لظلم عظیم یہ بھی حضرت لقمان کا قول معلوم ہوتا ہے اور صحیحین کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ آیت والذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم کے نزول کے وقت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک تمام قول کو حضرت لقمان کی طرف منسوب فرمایا اور اس آیت میں جو دو سال میں دودھ چھڑانے کا ذکر ہے جو علماء مدت رضاع اڑھائی سال کہتے ہیں وہ اس کو عادۃ غالبہ پر محمول کریں گے اور عمل کو جو منفال جہتہ سے موصوف کیا ہے یہ بنا بر تمثیل معقول بالمحسوس ہے اور عزم یعنی واجب اس لیے نہیں لیا گیا کہ ضمیر کے بعض افراد صرف مستحب ہیں اس لیے اس کے دوسرے معنے لیے گئے کما فی القاموس عزم جدانی الامر اور اس مقام پر جو امور مذکور ہیں اُن میں بعضے منجملہ آداب مستحبات ہیں ربط اوپر سے مضمون توحید کا چلا آتا تھا اور اُسی کی مناسبت سے وصایائے لقمانیہ کا ذکر آگیا تھا آگے پھر مضمون توحید ہے

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ

کیا تم لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں اور بعضے آدمی

مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں بدون واقفیت اور بدون کسی دلیل اور بدون کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کا اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے تو کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو اسی کا اتباع کریں گے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے کیا اگر شیطان ان کے بڑوں کو عذاب دوزخ کی طرف بلاتا رہا ہو تب بھی۔ اور جو شخص اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو تو اس نے بڑا مضبوط

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ

حلقہ تھام لیا۔ اور اخیر سب کاموں کا اللہ ہی کی طرف ہو رہے گا۔ اور جو شخص کفر کرے سو آپ کے لیے اس کا کفر باعث غم نہ ہونا چاہیے ان سب کو ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے سو ہم ان کو جتلا دیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ

اللہ تعالیٰ کو دلوں کی باتیں خوب معلوم ہیں۔ ہم ان کو چند روزہ عیش دیے ہوئے ہیں پھر ان کو کشاں کشاں ایک سخت عذاب کی طرف لے آویں گے اور اگر آپ ان سے پوچھیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے آپ کہیے کہ الحمد للہ بلکہ ان میں اکثر نہیں جانتے جو کچھ آسمان و زمین میں موجود ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ

بے نیاز سب خوبیوں والا ہے اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ سات سمندر اور ہو جاویں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝

بیشک خدا تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔ تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے

تاکید مضمون توحید

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝

الروایات تولہ ظاہرۃ و باطنۃ فی الروح عن المبیقی مرفوعًا اما الظاہرۃ فما سوی من خلقک و اما الباطنۃ فما ستر من عورتک و ایضاعہ مرفوعًا اما الظاہرۃ فالاسلام و ما سوی من خلقک و اما الباطنۃ فما ستر من مساوی عملک ۱۲ قلت المراد التمثیل لا التعارض فلا یبانی ما فی تفسیرہ۔ قولہ ما نفدت فی الروح جزء آیۃ ابن

جریر عن مکرمۃ لما نزل وما اوتیتم من العلم الا قلیلا قالوا (ای الیہود) انزعم انا لم نزل من العلم الا قلیلا وقد اوتینا التوراۃ وہی الحکمۃ ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا فنزلت و ان الی تفصیل بجانب و ان کان خیرا کثیرا لکونہ حکمۃ الا انہ قلیل بالنسبۃ الی حکمۃ غیر جل الداخلۃ فی علوم قوۃ کلمات اللہ المختصوصہ بہ جیان لا تناہی لہا

الدورس سبب ظاہر ہے فاعرف

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۚ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ

اے مخاطب کیا تجھکو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اُس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا اور یہ کہ اللہ تعالےٰ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ ع ۱۱ ۱۲

تمہارے سب کاموں کی پوری خبر رکھتا ہے ۔ اس سے یہ ہے کہ اللہ ہی سچی ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کرتے ہیں باطل ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور بڑا ہے ۔ کیا تجھکو

اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ

یہ معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے فضل سے کشتی دریا میں چلتی ہے تاکہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلا دے ۔ اسمیں نشانیاں ہیں ہر ایسے شخص کے لیے جو صابر شاکر ہو ۔ اور جب ان لوگوں کو موجیں سائبانوں کیطرح گھیر لیتی ہیں

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝

تو وہ خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں ۔ پھر جب اُن کو نجات دیکر خشکی کیطرف لاتا ہے تو اُن میں اعتدال پر رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کے منکر تو وہی لوگ ہوتے ہیں جو بدعہد اور ناشکرے ہیں

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۚ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝

(کیا تم لوگوں کو (مشاہدہ و دلائل سے) یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالےٰ نے تمام چیزوں کو (بواسطہ یا بلا واسطہ) تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں (موجود) ہیں اور جو کچھ زمین میں (موجود) ہیں اور اُس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں (ظاہری وہ کہ جو اس سے مدرک ہوں اور باطنی وہ جو عقل سے مدرک ہوں اور مراد نعمتوں سے وہ نعمتیں ہیں جو تسخیر سموات و ارض پر مرتب ہوتی ہیں پس اس سے سب مخاطبین کا مشرف باسلام ہونا لازم نہیں آتا) اور (باوجودیکہ اس دلیل سے توحید ثابت ہوتی ہے مگر) بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں (یعنی اُس کی توحید میں) بدوں واقفیت (یعنی علم ضروری) اور بدوں دلیل (یعنی علم استدلالی عقلی) اور بدوں کسی روشن کتاب (یعنی علم استدلالی نقلی) کے جھگڑا کرتے ہیں اور جب اُنسے کہا جاتا ہے کہ اُس چیز کا اتباع کرو جو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائی ہے (یعنی دلیل مثبت للحق میں تدبر کر کے اُس کا اتباع کرو) تو (جواب میں) کہتے ہیں کہ (ہم اُس کا اتباع) نہیں (کرتے) ہم (تو) اُسی کا اتباع کرینگے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے (آگے اُن پر رد ہے کہ) کیا اگر شیطان ان کے بڑوں کو عذاب دوزخ کی طرف (یعنی گمراہی کی طرف جو کہ سبب ہے عذاب دوزخ کا) بلاتا رہا ہو تب بھی (اُنہیں کا اتباع کرینگے مطلب یہ کہ ایسے معاند ہیں کہ باوجود اس کے کہ اُن کو دلیل کی طرف بلایا جاتا ہے مگر پھر بھی بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل محض آباء ضالین کی راہ پر چلتے ہیں یہ حالت تو اہل ضلالت کی ہوئی) اور جو شخص (حق کا اتباع کر کے) اپنا رُخ اللہ کی طرف جھکا دے (یعنی فرمانبرداری اختیار کرے عقائد میں بھی اعمال میں بھی مراد اسلام و توحید ہے) اور (اس کے ساتھ) وہ مخلص بھی ہو (یعنی محض ظاہری اسلام نہ ہو) تو اُس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا (یعنی وہ اُس شخص کے مشابہ ہو گیا جو کسی مضبوط رسی کا حلقہ ہاتھ میں تھام کر گرنے سے مامون رہتا ہے اسی طرح یہ شخص ہلاکت و خسران سے محفوظ ہو گیا) اور اخیر سب کاموں کا اللہ ہی کی طرف پہونچے گا (پس یہ اعمال یعنی اتباع باطل و اتباع حق بھی اسی کے حضور میں پیش ہونگے پس وہ ہر ایک کو مناسب جزاو سزا دے گا) اور جو شخص (باوجود ان دلائل مثبتہ حق کے قائم ہونے کے) کفر کرے سو آپکے لیے اُس کا کفر باعث غم نہ ہونا چاہیے (یعنی آپ غم نہ کریں) اُن سب کو ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے سو ہم اُن سب کو جتلا دیں گے

الروایات قولہ کالظلل فی البدر عن قتادۃ کالسحاب وعن قولہ تعالیٰ فی ظلل من الغمام قولہ فمنھم مقتصد فی الروح عن ابی الدرداء ہکذا فی البحر الا انہ قرأ بالجر خاصا بہم یرجع عاصفۃ فقال ہل الغیبۃ اخلص فان الشکر لا ینفی عنکم

ثیابہا ہنا فقال ہکذا فی البحر الا الاخلاص فانہ یجتبی فی الجزاء والبر خیرہ اللہم ان الکلب علی عبدان اتخذنی ما انا فیہ ان آتی محمدا صلے اللہ علیہ وسلم حتی اضع یدی فی یدہ فلا جد وعفوا کریما فیہ واسلم اہ ۔

جو کچھ وہ دنیا میں) کیا کرتے تھے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (تو) دونوں کی باتیں (تک) خوب معلوم ہیں (تا بظاہر جو رسد پس ہم ہر کوئی امر مخفی نہ رہے جتلا دینگے اور مناسب سزا دینگے اس لیے آپ کچھ غم نہ کریں اور یہ لوگ اگر محض چند روزہ عیش پر بھول رہے ہیں تو ان کی بڑی غلطی ہے کیونکہ یہ دائمی نہیں بلکہ) ہم ان کو چند روزہ عیش دئے ہوئے ہیں پھر ان کو کشاں کشاں ایک سخت عذاب کی طرف لے آویں گے (پس اس پر ناز کرنا جہل محض ہے) اور (ہم جس توحید کی طرف ان کو بلا رہے ہیں اُس کے مقدمات کو خود یہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں مگر اُس سے انتاج کا کام نہیں لیتے چنانچہ) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے (اس پر) آپ کہیے کہ الحمد للہ (جو مقدمہ مہتم بالشان تھا وہ تو تمہارے اعتراف سے ثابت ہوا اور دوسرا مقدمہ نہایت ہی ظاہر ہے کہ جو خود مخلوق و مصنوع ہو وہ مستحق الوہیت نہیں پس مطلوب ثابت ہو گیا مگر یہ لوگ مطلوب کو نہیں مانتے) بلکہ ان میں اکثر (تو مجموعہ مقدمات کو بھی) نہیں جانتے (چنانچہ دوسرے مقدمہ جلیہ کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ استحقاق الوہیت خواص خالق سے ہے اور اللہ کی وہ شان ہے کہ) جو کچھ آسمان و زمین میں موجود ہے سب اللہ ہی کا (مملوک) ہے (پس سلطنت تو اُنکی ایسی) اور بے شک اللہ تعالےٰ (خود اپنی ذات میں بھی) بے نیاز (اور) سب خوبیوں والا ہے (پس سزاوار الوہیت وہی ہے) اور (اُس کی خوبیاں اس کثرت سے ہیں کہ) جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں (یعنی متعارف قلم کے برابر اُن کے اجزاء کے قلم بنا لیے جاویں اور ظاہر ہے کہ اس طرح ایک ایک درخت میں ہزاروں قلم تیار ہوں) اور یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ سات سمندر (روشنائی کی جگہ) اور ہو جاویں (اور پھر ان قلموں اور اس روشنائی سے حق تعالیٰ کے کمالات لکھنا شروع کریں) تو (سب قلم، روشنائی ختم ہو جاویں اور) اللہ کی باتیں (یعنی وہ کلمات جن سے اللہ تعالےٰ کے کمالات کی حکایت ہو) ختم نہ ہوں بے شک خدا تعالےٰ زبردست حکمت والا ہے (کہ وہ قدرت میں بھی کامل ہے اور علم میں بھی اور یہ دونوں صفتیں چونکہ تمام صفات و افعال سے تعلق رکھتی ہیں شاید اس لیے بعد عموم کے ان کو خصوصاً بیان فرمایا اور اُس کمال صفت قدرت کی ایک فرع بعث بھی ہے جس کو بدفہم دشوار سمجھ رہے ہیں حالانکہ وہ ایسا قادر ہے کہ) تم سب کا (پہلی بار) پیدا کرنا اور (دوسری بار) زندہ کرنا (اُس کے نزدیک) بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا (پیدا کرنا اور زندہ کرنا گو یہاں مقصود قرینہ مقام سے بعث کا ذکر فرمانا ہے لیکن ذکر خلق سے استدلال اور قوی ہو گیا) بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے (پس جو لوگ باوجود ان دلائل کے بعث کا انکار کر رہے ہیں اور اس جرأت پر فسق و فجور کرتے ہیں اُن سب کو سُن رہا ہے دیکھ رہا ہے اُن کو سزا دیگا آگے پھر توحید ہے کہ) اے مخاطب کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات (کے اجزاء) کو دن میں اور دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اُس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک مقررہ وقت تک (یعنی قیامت تک چلتا رہے گا اور (کیا تجھ کو) یہ (معلوم نہیں) کہ اللہ تعالےٰ تمہارے سب عملوں کی پوری خبر رکھتا ہے (پس اس کمال اتقان فی الفعل اور اس اطلاع علی العمل کا مقتضا یہ ہے کہ شرک چھوڑ دیا جاوے اور اوپر جو ان افعال متقنہ مدلولہ خلق السموات والارض اور ولوج اور تسخیر کا اختصاص حق تعالیٰ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے) یہ (اختصاص) اس سبب سے ہے کہ اللہ ہی ہستی میں کامل (اور واجب الوجود) ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں بالکل ہی بچر ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور (سب سے) بڑا ہے (اس لیے یہ سب تصرفات اُس کے ساتھ مختص ہیں البتہ اگر دوسرے موجودات باطل اور مستہلک و ممکن نہ ہوتے بلکہ نعوذ باللہ کوئی اور بھی واجب الوجود ہوتا تو پھر یہ تصرفات حق تعالےٰ کے ساتھ مختص نہ ہوتے چنانچہ عیاں ہے پس حق تعالیٰ کا اختصاص وجوب وجود اور علو اور کبریاء کے ساتھ دلیل لمی ہے اختصاص تصرفات کی اس لیے اس پر حرف باء لایا گیا اور اختصاص تصرفات دلیل انی ہے اختصاص کمالات کی جیسا کہ اوپر سے اسی استدلال کا مقصود مقام ہونا ظاہر ہے پس یہ شبہہ نہ رہا کہ اوپر تو اثبات التوحید بالافعال ہے اور اس آیت میں اثبات الافعال بالتوحید ہے اصل یہ ہے کہ پہلا اثبات فی الذہن ہے اور دوسرا فی الخارج اثبات اول دلیل انی کہلاتا ہے اور اثبات ثانی دلیل لمی اور) اے مخاطب کیا تجھ کو (توحید کی) یہ (دلیل) معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے فضل سے کشتی دریا میں چلتی ہے تاکہ تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھلا دے (چنانچہ ہر ممکن اور محدث دلیل ہے وجود واجب اور محدث کی اسی طور پر) اس میں (بھی قدرت کی) نشانیاں ہیں ہر ایسے شخص کے لیے جو صابر شاکر ہو (مراد اس سے مومن ہے کہ صبر و

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی یمدہ من بعدہ علاوہ اشارالی ما ذکرہ علی سبیل الکنایۃ الروح مضروالی آخرہم

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی ہو کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے ذرا بھی مطالبہ ادا کر دے یقیناً

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

اللہ کا وعدہ سچا ہے سو تم کو دنیوی زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالے

شکر میں کامل ہونا اسی کی صفت ہے و نیز صبر و شکر محرک ہے تذکر مدبر عالم کو اور استدلال کے لیے تذکر و تفکر ضروری ہے اس لیے یہ دونوں وصف یہاں مناسب ہوئے بالخصوص کشتی کی حالت کے اعتبار سے کہ موجوں کا اٹھنا محل صبر ہے اور سلامت کنارہ پر جا لگنا محل شکر ہے پس جو لوگ ان سب واقعات میں فکر کرتے رہتے ہیں استدلال کی توفیق ان ہی کو ہوتی ہے) اور (جیسا اوپر آیت دلائن سألتهم میں مقدمات دلیل کا اعتراف ان کفار کی طرف سے ثابت ہے بعض اوقات خود نتیجہ دلیل یعنی توحید کا بھی اعتراف کرتے ہیں جس سے توحید خوب ہی واضح ہو گئی چنانچہ) جب ان لوگوں کو موجیں سائبانوں (یعنی بادلوں) کی طرح (محیط ہو کر) گھیر لیتی ہیں تو وہ خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں پھر جب اُن کو نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے سو بعضے تو اُن میں اعتدال پر رہتے ہیں (یعنی کبھی شرک کو چھوڑ کر توحید کو جو کہ اعدل طرق ہے اختیار کر لیتے ہیں) اور (بعضے پھر ہماری آیتوں کے منکر ہو جاتے ہیں اور) ہماری آیتوں کے بس وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو بدعہد اور ناشکر ہیں (کہ کشتی میں جو عہد توحید کا کیا تھا اُس کو توڑ دیا اور خشکی میں آنے کا مقتضا تھا شکر کرنا اس کو چھوڑ دیا) **ف** سات سمندر بطور تمثیل کے فرض کئے گئے ہیں اس پر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ سمندر تو ایک ہی ہے اور یہاں مقصد کا بقابلہ اختار کفور کے آنا قرینہ ہے ارادۂ مطلق مومن کا اور سورۂ فاطر میں ظالم لنفسہ اور سابق الخیرات کے مقابلہ میں مقتصد کا آنا قرینہ ہے ارادۂ قسم خاص مومن کا جو نہ طاعات میں بڑھا ہوا ہو نہ معاصی میں پس اس مقام پر تقسیم کے حاضر نہ ہونے کا شبہ نہ کیا جاوے اور مجری الی اجل مسمی کا مدلول صرف اجل مسمی تک نفس جریان ہے اگر اجل مسمے سے پہلے یہ جریان کسی روز خلاف عادت ہو جاوے یا اجل مسمی کے بعد بھی جب تک خدا چاہے جریان رہے تو ان دونوں کا انتفاء اس سے لازم نہیں آتا۔ **ربط** اوپر شرک کا ابطال اور متعہم قلیلا میں اُس پر اجمالی وعید تھی آگے بر نہج وعظ عام اُسی پر تذکیر قیامت سے تفصیلی تہدید ہے جس کی طرف اجمالاً آیت ما خلقکم میں اشارہ بھی ہو چکا۔

تہدید بیوم وعید

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور کفر و شرک چھوڑ دو) اور اُس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر دے گا یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے سو تم کو دنیوی زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے (کہ اس میں منہمک ہو کر اُس دن سے غافل رہو) اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالے (کہ تم اُسکے اُس بہکانے میں آ جاؤ کہ اللہ تم کو عذاب نہ دیگا جیسا کہا کرتے تھے ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنٰی) **ف** تحقیق بخری کی سورۂ بقرہ کی ربع پر آیت واتقوا یوما کی تفسیر کے ذیل میں گذر چکی ہے اور اُسی سے جزاء اور شفاعت میں فرق بھی معلوم ہو جاویگا پس یہاں شفاعت سے تعرض نہیں البتہ وہاں نفی شفاعت کی جس اعتبار سے ہے اُس کا بھی وہاں ہی بیان ہوا ہے **ربط** اوپر وعید متی یوم قیامت کی اور منکرین بقصد انکار اُسکا وقت پوچھا کرتے تھے کقولہ تعالیٰ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا اس لیے آیت آیندہ میں (کہ اُس کے شان نزول میں بھی بعض لوگوں کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکے متعلق سوال کرنا روایتوں میں مذکور ہے

اللغات: فی القاموس یجزی بقضی ۱۲

النحو: قولہ وکلا من ان و مبدأ و منسوخ للابتداء بہ یجاء نکرۃ تقدم النفی وجبۃ ہو جاز خبرہ وشیئا منصوب ۱۲ مفعول بہ او منصوب علی المصدریۃ ۱۲

البلاغۃ: قولہ ولا مولود قد ذکر واد جوہا فی تاکید الجملۃ الثانیۃ دون الاولی وہی لتعین عدم تخیل ۱۲ واقول بحول اللہ وقوتہ ان الکلام اذا کان فیہ نفیان فمقتضی البلاغۃ الترقی فی الثانی علی الاول دون کان الثانی ادنی والاول ثانیا لکمن لا مرنی التاکید ۱۲

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي

بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کریگا اور کوئی شخص نہیں جانتا

نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿٣٤﴾ ع ۴

کہ وہ کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے

بطور جواب کے اپنا اختصاص علم غیب کے ساتھ (جن میں سے بعض وجوہ سے بعض کو بالتخصیص بھی ذکر فرمایا) ارشاد فرمایا حاصل جواب یہ ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وقت قیامت کو نہ جاننا مستلزم اس کے عدم وقوع کو نہیں ہے نیز اس آیت میں دوسری مخلوقات سے جس میں معبودات باطلہ بھی آگئی علم غیب کی نفی فرمانا مؤکد اثبات توحید کو بھی ہو گیا کہ ایسا ناقص العلم معبود نہیں ہو سکتا پس آیت کو سابق سے دو طور پر ارتباط ہو گیا اور خلاصہ تمام سورت کا یہی دوامر متحقق جزاونشر جس کا اصل وقت قیامت ہے اور توحید پس یہ آیت اس طرح تمام مضامین سورت کی جامع ہو گئی اس لیے اس پر ختم سورت کا عین بلاغت ہوا۔

خاتمہ در اختصاص علم غیب بحق تعالیٰ

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿٣٤﴾ بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی (اپنے علم کے موافق) مینہ برساتا ہے (پس اس کا علم اور قدرت بھی اسی کے ساتھ خاص ہے) اور وہی جانتا ہے جو کچھ (لڑکا لڑکی حاملہ کے) رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کریگا (اسکی بھی اسی کو خبر ہے) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مریگا (اسکی بھی اسی کو خبر ہے اور انہی چیزوں کی کیا تخصیص ہے جتنے عیوب ہیں) بیشک اللہ (ہی) (ان) سب باتوں کا جاننے والا (اور ان سے) باخبر ہے (کوئی دوسرا اسمیں شریک نہیں) **ف** یہاں چند امور قابل تبلانے کے ہیں **اول** جب علم غیب یعنی علم بلاواسطہ ہر شئے کا اور علم محیط محجوب عن الخلق شیئاً کا حق تعالیٰ سے مختص ہے پھر ان اشیاء خمسہ کے تخصیص ذکری کی کیا وجہ سو اس کی دو وجہ ہو سکتی ہیں اول سوال ان ہی اشیاء سے کیا گیا تھا کما فی الدر عجلہ عاصم دوسری وجہ یہ کہ اکثر نفوس ان اشیاء کے علم کے مشتاق زیادہ ہوتے ہیں کذا فی الروح **امر دوم** بعض اوقات علامات سے جنین کا حال اور نزول غیث کا وقت بھی لوگ بھی جان لیتے ہیں پھر اختصاص کے کیا معنے جواب یہ ہے کہ یہاں اختصاص مطلق علم کا نہیں بلکہ اختصاص علم غیب کا مراد ہے خواہ مطلق علم کی بھی نفی دوسری دلیل سے ہو جیسے علم ساعت کہ مطلقاً منفی ہے یا مطلق علم ثابت ہو جیسے محل مسئول عنہ میں کہ علم بواسطہ ہے جو علم غیب نہیں **امر سوم** ینزل الغیث میں صرف تنزیل غیث کی اسناد حق تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے نہ کہ اس کے علم کی جواب یہ ہے کہ قرینہ مقام سے اسی اسناد علم کا مقصود ہونا معلوم ہو گیا اور اس تعبیر میں یہ نکتہ ہے کہ تنزیل غیث کے ساتھ بہت سے منافع متعلق ہیں ینزل کی اسناد تصریحاً اسکے مہتم بالشان ہونے پر دال ہے اگر یعلم تنزیل الغیث فرمایا جاتا تو یہ اشارہ حاصل نہ ہوتا **امر چہارم** غیث یا مافی الارحام کے علم سے اختصاص علم پر کیسے دلالت ہوئی جواب یہ ہے کہ قرینہ مقام سے ہوئی **امر پنجم** علم ساعت کو جملہ اسمیہ سے اور ینزل الغیث ویعلم مافی الارحام کو جملہ فعلیہ سے تعبیر فرمانے میں کیا نکتہ ہے جواب یہ ہے کہ ساعت تو ایک امر متعین ہے اور نزول غیث اور تکون فی الارحام امور متجددہ میں کہ وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں یہ وجہ اس تفاوت تعبیر کی ہوئی **امر ششم** اثبات علم باری میں مادۂ علم لایا گیا اور نفی علم خلق میں مادہ درایت اسمیں کیا نکتہ ہے جواب یہ ہے کہ درایت کہتے ہیں اس علم کو جو حیلہ اور سعی سے حاصل ہو پس اسمیں اشارہ ہو گیا کہ علم غیب حیلہ اور سعی سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا **امر ہفتم** ماذا تکسب غداً میں تخصیص اپنے مکسوب کی کرنے میں کیا نکتہ ہے جواب یہ ہے تاکہ مکسوب غیر کی نفی بدرجۂ اولیٰ ہو جائے **امر ہشتم** بای ارض تموت میں علم مکان کی نفی کی گئی حالانکہ زمان کا بھی علم نہیں جواب یہ ہے کہ مکان بعض اوقات دیکھا ہوا بھی ہوتا ہے اور موجود فی الحال تو ضرور ہی ہے بخلاف زمان کے پس اس کی نفی بدرجۂ اولیٰ ہو گئی **امر نہم** اول جملوں میں اختصاص کو اثبات علم الباری سے تعبیر کیا اور اخیر کے جملوں میں اختصاص کو نفی علم عن الخلق سے تعبیر کیا جواب یہ ہے کہ کسب اور موت اپنا حال ہونے کی وجہ سے اقرب الی العلم ہے اور دوسرے معاملات دوسرے اشیاء کا حال ہونے کی وجہ سے ابعد میں اور اقرب میں احتمال علم کا تھا اس لیے تصریحاً نفی کی گئی اور ابعد میں انتفاء خود ہی ظاہر ہے وہاں اپنے انتفاء

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی اللام الثالث من فی منافع ومنہا احیاء الارض بن حیث دلالۃ علی احیاء الموتی المناسب للمقام اشارۃ الیہ للمقام ۱۲

سورة السجدة مكية وهي	بسم الله الرحمن الرحيم	ثلثون اية وثلث ركوعات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۝ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ

الٓمّٓ یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اس میں کچھ شبہ نہیں یہ رب العالمین کی طرف سے ہے کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ اپنے دل سے بنا لیا ہے بلکہ یہی کتاب آپ پروردگار کی طرف سے آئی ہے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جنکے

اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ راہ پر آجائیں اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو اور اُس مخلوق کو جو ان دونوں کے درمیان میں ہے چھ روز میں پیدا کیا پھر تخت پر

عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ

قائم ہوا۔ اسکے سوا تمہارا کوئی مددگار ہے اور نہ سفارش کرنے والا سو کیا تم سمجھتے نہیں ہو وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے پھر ہر امر اُسی کے

اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

حضور میں پہنچ جاوے گا ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہاری شمار کے موافق ایک ہزار برس کی ہوگی وہی ہے جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا زبردست رحمت والا

علم سے شبہ ابعدیۃ عن علم الباری کا ہو سکتا تھا اس لیے تصریحاً اثبات کیا گیا، اور دیکھ حدیث میں مفاتیح الغیب خمس آیا ہے مراد تمثیل ہے پس اول امر میں جو تحقیق کیا گیا ہے حدیث سے وہ متعارض نہیں تم تفسیر سورہ لقمان غرۃ صفر ۱۳۲۵ھ من البحرۃ و فی ذلک الیوم افتتح فی تفسیر سورۃ تالیۃ لہا۔ سورۃ السجدۃ مکیۃ وھی ثلثون ایۃ و قیل تسع وعشرون ایۃ کذا فی البیضاوی **ربط** سورت سابقہ میں توحید و معاد کے مضامین تھے اس سورۃ کے شروع میں اثبات حقیت قرآن سے اثبات رسالت ہے جس کا مناسب توحید و معاد سے ظاہر ہے پھر اللہ الذی خلق سے توحید ہے اور قالوا ائذا ضللنا سے معاد کا ذکر ہے اور پہلا مضمون دوسرے پر بھی من وجہ مشتمل ہے پھر ولقد اٰتینا موسیٰ سے تائید مسئلہ رسالت کی اور تسلیہ صاحب رسالت کا معاملہ مکذبین میں ہے اور اولم یھد سے آخر تک مکذبین کی توبیخ اور اُن کے بعض اقوال کا جواب ہے

اثبات رسالت و اثبات حقیت قرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم الٓمّٓ تنزیل الکتٰب لا ریب فیہ من رب العٰلمین ۝ ام یقولون افترٰہ ۚ بل ھو الحق من ربک لتنذر قومًا ما اتٰھم من نذیر من قبلک لعلھم یھتدون ۝ الم (اسکے معنے اللہ کو معلوم ہیں) یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے (اور) اس میں کچھ شبہ نہیں (اور) یہ رب العالمین کی طرف سے ہے (جیسا اسکا اعجاز خود اس کی دلیل ہے) کیا یہ (منکر) لوگ یوں کہتے ہیں کہ پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) نے یہ اپنے دل سے بنا لیا ہے (یعنی یہ کہنا محض لغو اور جھوٹ ہے یہ بنایا ہوا نہیں) بلکہ یہ سچی کتاب ہے آپکے رب کی طرف سے آئی ہے) تاکہ آپ (اُس کے ذریعہ سے) ایسے لوگوں کو (عذاب الٰہی سے) ڈرائیں جنکے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ راہ پر آجاویں **ف** سورۂ نحل کے رکوع پنجم آیت ولقد بعثنا میں مضمون لتنذر قومًا الخ کے متعلق کچھ لکھا گیا ہے ملاحظہ فرمالیا جاوے **ربط** اوپر اثبات رسالت تھا آگے اثبات توحید ہے اور ضمناً معاد کی طرف بھی اشارہ ہے۔

اثبات توحید

اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وما بینھما فی ستۃ ایام ثم استوٰی علی العرش ۭ ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع ۭ افلا تتذکرون ۝ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون ۝ ذٰلک عالم الغیب والشھادۃ العزیز الرحیم ۝

النحو قولہ تنزیل خبر مبتدا ای ھو ثم لا ریب خبر بعد خبر وکذا من رب العالمین لکما اشرت الی ہذا کلہ فی الترجمۃ قولہ من السماء الی الارض متعلقان بمقدر ہو حال من الامر

بمعنی الشئی والشان ای کل امر کائن من ابتداء السماء الی انتہاء الارض ای ما بینہما فی یوم تعرج سیعرج بمعنی یرجع ویصیر للحاسبۃ والمجازاۃ ۱۲

الَّذِيٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ

جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی پھر اُسکی نسل کو خلاصہ اخلاط یعنی ایک بیقدر پانی سے بنایا۔ پھر اُسکے اعضا درست کیے

وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ

اور اُس میں اپنی روح پھونکی اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم جب مٹی میں مل بودا ہو گئے

ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۭ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ

تو کیا ہم پھر نئے جنم میں آوینگے بلکہ وہ لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہی ہیں آپ فرما دیجیے کہ تمہاری جان موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے

وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

جو تم پر مقرر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف واپس لائے جاؤ گے

الَّذِيٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ للہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو اور اُس مخلوق کو جو ان دونوں کے درمیان میں (موجود) ہے چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کیا پھر تخت (شاہی) پر قائم ہوا (یعنی تصرفات نافذ کرنے لگا وہ ایسا عظیم ہے کہ) بدون اُس (کی رضا و اذن) کے نہ تمہارا کوئی مددگار ہے اور نہ سفارش کرنے والا (البتہ اذن سے شفاعت ہو جاویگی اور نصرت کیساتھ اذن ہی متعلق ہوگا) سو کیا تم سمجھتے نہیں ہو (کہ ایسی ذات کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور) وہ (ایسا ہے کہ) آسمان سے لیکر زمین تک (جتنے امور ہیں) ہر امر کی (وہی) تدبیر (اور انتظام) کرتا ہے پھر ہر امر اُسی کے حضور میں پیش ہونگے (قولہ تعالیٰ والیہ یرجع الامر کلہ) وہی ہر جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا زبردست رحمت والا جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی (یعنی جس مصلحت کے لیے اُس کو بنایا اُسکے مناسب بنایا) اور انسان (یعنی آدم علیہ السلام) کی پیدائش مٹی سے شروع کی پھر اُس (انسان یعنی آدم) کی نسل کو خلاصہ اخلاط یعنی ایک بیقدر پانی سے (یعنی نطفہ سے جو فضلہ ہضم رابع غذا کا جو مستحیل باخلاط ہو جاتی ہے) بنایا پھر (ماں کے رحم میں) اُسکے اعضاء درست کیے اور اُس میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی اور (بعد تولد) تم کو کان اور آنکھیں اور دل (یعنی ادراکات ظاہرہ و باطنہ) دیئے (اور ان سب کا کہ دال علی القدرۃ والانعام ہیں مقتضا یہ تھا کہ خدا کا شکر کرتے جس کی فرد اعظم توحید ہے مگر) تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو (یعنی نہیں کرتے) ف سورۂ مؤمنین کے پہلے رکوع میں چونکہ سلالۃ کے ساتھ من طین بھی ہے جس میں من ابتدائیہ ہے اس لیے وہاں احقر نے غذا کے ساتھ تفسیر کی اور یہاں من ماء مہین ہے جس میں من بیانیہ ہے اس لیے خلاصہ اخلاط سے تفسیر کی اور چونکہ سلالہ دونوں پر صادق آتا ہے اس لیے کچھ تدافع نہیں اور روح اگر مادی ہو تب تو مضیفہ کے معنے ظاہر ہیں اور اگر مجرد ہو تو بھی اُسکے تعلق بالبدن سے اور روحہ میں اضافت تشریفی ہے جیسے بیت اللہ میں اور یہ مطلب نہیں کہ اللہ میں کوئی روح ہے اُسکا کوئی جزو انسان میں پیدا کر دیا نعوذ باللہ منہ اور اس یوم کو ایک جگہ خمسین الف کہنا بعض کے اعتبار سے ہے کہ بعض کو زیادہ اشتداد سے زیادہ امتداد محسوس ہوگا ربط اوپر مضمون توحید کا تھا آگے بعث و جزا کا بیان ہے اور زیادت تہدید منکرین کے لیے سزائے قیامت سے پہلے ایک سزا کا بیان فرمایا جس کو عذاب ادنیٰ کہا ہے اور اُس کے ساتھ استحقاق عقوبت کی علت کی تصریح کر دی کہ اظلمیت اور مجرمیت ہے۔

اثبات بعث و جزا

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۭ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

اللغات قولہ ضللنا ان ضعنا بان مرتا بابا نحو طابتر ابا بان ضل المتاع اذا ضاع ۱۲ النحو قولہ ءانا الاستفہام لتاکید الانکار لا لانکار التاکید ۱۲

الیلاغۃ قولہ جعل لکم السمع لانہ حس موقع ما فیہ من الانتفاعات حیث ذکرہ بعد نفخ الروح وتشریف بخلقۃ الخطاب حیث صلح للخطاب ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ خلقہ بسکون اللام مصدر او ہو بدل من کل شیء وصل

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝

اور اگر آپ دیکھیں تو عجب حال دیکھیں گے جبکہ یہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہونگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا سو آپ ہم کو پھر بھیج دیجیے ہم نیک کام کیا کرینگے ہمکو یہ یقین آگیا

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ فَذُوقُوا بِمَا

اور اگر ہم کو منظور ہوتا تو ہم ہر شخص کو اُس کا رستہ عطا فرماتے ولیکن میری یہ بات محقق ہو چکی ہے کہ میں جہنم کو جنات اور انسان دونوں سے ضرور بھر دونگا تو اب اُس کا مزہ چکھو

نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا

کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھولے رہے ہم نے تم کو بھلا دیا اور اپنے اعمال کی بدولت ابدی عذاب کا مزہ چکھو بس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن کو

السجدة

بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا

وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے اُنکے پہلو خوابگاہوں سے جدا ہوتے ہیں اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو بیم و رجا سے پکارتے ہیں

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا

اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھ کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کیلئے خزانۂ غیب میں موجود ہے یہ اُنکے اعمال کا صلہ ملا ہے تو کوئی شخص مومن ہو کیا وہ اُس شخص جیسا

كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ لَّا يَسْتَوُونَ ۝ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَأَمَّا

ہو جاوے دیگا جو بے حکم ہو وہ آپس میں برابر نہیں ہو سکتے جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے کام کیے سو اُن کیلئے ہمیشہ کا ٹھکانا جنتیں ہیں جو اُن کے اعمال کے بدلہ میں بطور اُنکی مہمانی کے ہیں اور جو

الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنتُم

لوگ بے حکم تھے سو اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وہ لوگ جب اُس سے باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اُسی میں ڈھکیل دیے جاوینگے اور اُن کو کہا جاویگا کہ دوزخ کا وہ عذاب چکھو جس کو تم

بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝ وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ

جھٹلایا کرتے تھے اور ہم ان کو قریب کا عذاب بھی اُس بڑے عذاب سے پہلے چکھاویں گے تاکہ یہ لوگ باز آویں اور اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا

ع ۲ ۱۵

بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ۝

جسکو اُسکے رب کی آیتیں یاد دلائی جاویں پھر وہ اُن سے اعراض کرے ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لیں گے

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۖ إِنَّا نَسِينَاكُمْ ۖ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ لَّا يَسْتَوُونَ ۝ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝ وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ۝

النحو قولہ جنات المأوى الخ مضیف الجنان الی المأوى لانہا المسکن الحقیقی و الدنیا منزل عنہ لا محالۃ فہو من قبیل اضافۃ الموصوف الی الصفۃ ۔

البلاغۃ قولہ لا یتبادر حق القول منی جمع الاول وافرد الثانی لان ایتاء الہدی یکون بدفعات وشرعت القول وکذا املاؤہا کان دفعۃ واحدۃ قولہ الادنی مع الاکبر فی الروح والمراد بقلیل الاصغر فی مقابلۃ الاکبر او الابعد فی مقابلۃ الادنی لان المقصود ہو الاولیان والتہدید وذلک انما یحصل بالقرب لا بالصغر وبالکبر لا بالبعد اھ ۱۲

اور یہ (کافر) لوگ کہتے ہیں کہ ہم جب زمین میں (مل جُل کر) میسّ ناپود ہو جائینگے تو کیا ہم پھر (حیات میں) نئے جنم میں آ دینگے (اور یہ لوگ اس بعث و نشر پر صرف متعجب ہی نہیں ہیں جیسا کہ ظاہر اُن کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے) بلکہ (درحقیقت) وہ لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہی ہیں (اور یہ استفہام اُن کا انکاری ہے) آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ تمہاری جان موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے جو تمپر (اللہ کی طرف سے) متعین ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے (جواب میں اصل مقصود تو یہی تُرْجَعُوْنَ ہے اور تَتَوَفّٰکُمْ بیچ میں بڑھا دینا تخویف کیلیے ہے کہ موت بھی فرشتہ کے ذریعہ سے آویگی جو جان نکلنے کے وقت تم کو مارے دھاڑے گا بھی جیسا دوسری آیت میں ہے وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَاَدْبَارَھُمْ الخ پس مرنے کا انجام صرف خاک ہی میں مل جانا نہ ہوگا جیسا تمہارے قول ءَاِذَا ضَلَلْنَا الخ سے معلوم ہوتا ہے) اور (اس رجوع کے وقت جس پر ترجعون دال ہے) اگر آپ (ان لوگوں کا حال) دیکھیں تو عجب حال دیکھیں جب کہ یہ مجرم لوگ (غایت انفعال سے) اپنے رب کے سامنے سر جھکائے (کھڑے) ہونگے (اور کہتے ہونگے) کہ اے ہمارے پروردگار بس (اب) ہماری آنکھیں اور کان کھل گئے (اور معلوم ہو گیا کہ پیغمبروں نے جو کچھ کہا سب حق تھا) سو ہم کو (دنیا میں) پھر بھیج دیجیے ہم (جا کے جاکر خوب) نیک کام کیا کرینگے (اب) ہم کو پورا یقین آ گیا اور (یہ کہنا ان کا بیکار محض ہوگا کیونکہ دُنیا میں تو ان کو جب بھیجئے کہ خواہ مخواہ ان کا راہ ہی پر آنا تو یقیناً ضرور مطلوب ہوتا اور دوبارہ بھیجنے میں ان کا راہ پر آنا بھی ضرور واقع ہوتا حالانکہ دونوں باتیں منتفی ہیں اول کا انتفار تو اس لیے کہ) اگر ہم کو (یہ) منظور ہوتا (کہ ضرور ہی یہ راہ پر آویں) تو ہم ہر شخص کو اس کی نجات کا رستہ (الیصال الی المطلوب کے درجہ میں ضرور) عطا فرماتے (جیسا کہ ہدایت بمعنے ارادۂ مطلوب اُنکو عطا فرمائی ہے) ولیکن میری (تو) یہ (ازلی تقدیری) بات (بہت سی حکمتوں سے) تحقق ہو چکی ہے کہ میں جہنم کو جنات و انسان دونوں (میں جو کافر ہونگے اُن) سے ضرور بھر دونگا (اور بیان بعض حکمتوں کا سورۂ ہود کے اخیر میں ایسے ہی آیت کی تفسیر میں گذرا ہے غرض امر اول کا انتفار تو اس لیے ہے اور امر ثانی کا انتفار سورۂ انعام کے رکوع سوم آیت ولو ردوا لعادوا الخ میں مذکور ہی سو جب دونوں امر جن پر رجوع اے الدنیا موقوف ہے منتفی ہیں تو رجوع بھی منتفی ہے اور جب رجوع منتفی ہے تو اُن سے کہا جاویگا کہ) اب اُس کا مزہ چکھو کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھولے رہے ہم نے تم کو بھلا دیا (یعنی رحمت سے محروم کر دیا جسکو بھلانا مجازاً کہدیا) اور (ہم جو کہتے ہیں کہ مزہ چکھو تو ایک دو روز کا نہیں بلکہ اُس کی حقیقت یہ ہے کہ) اپنے اعمال (بد) کی بدولت ابدی عذاب کا مزہ چکھو (یہ تو کفار کا حال اور اُن کا مآل ہوا آگے مومنین کا حال اور مآل مذکور ہے یعنی) بس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن کو وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں (جس کی تحقیق سورۂ مریم کے رکوع چہارم میں ہوئی ہے) اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ (ایمان سے) تکبر نہیں کرتے (جیسا کافر کا حال آیا ہے وَلّٰی مُسْتَکْبِرًا یہ تو اُن کی تصدیق و اقرار و اخلاق کا حال تھا اور اعمال کا یہ حال ہے کہ شب کو) اُن کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں (خواہ فرض عشا کے لیے یا تہجد کے لیے بھی اور اس سے سب روایتیں جمع ہو گئیں اور خالی علیحدہ ہی نہیں ہوتیں بلکہ) اس طور پر (علیحدہ ہوتی ہیں) کہ وہ لوگ اپنے رب کو (ثواب کی) امید سے اور (عذاب کے) خوف سے پکارتے ہیں (اس میں نماز اور ذکر سب آ گیا) اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں (مطلب یہ کہ ایمان لانے والوں کی یہ صفات ہیں جن میں بعض تو نفس ایمان کا موقوف علیہ ہے اور بعض کمال ایمان کا) سو کسی شخص کو خبر نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانۂ غیب میں موجود ہے یہ اُن کو اُنکے اعمال (نیک) کا صلہ ملا ہے (اور جب فریقین کا حال اور مآل معلوم ہو گیا) تو (اب بتلاؤ) جو شخص مومن ہو کیا وہ اُس شخص جیسا ہو جاویگا جو بے حکم (یعنی کافر) ہو نہیں وہ آپس میں (نہ حالاً نہ مآلاً) برابر نہیں ہو سکتے (چنانچہ معلوم بھی ہوا ہے اور خاص مآل کی عدم تساوی کی تفصیل تاکید کے لیے پھر بھی سُن لو کہ) جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے سو اُن کے لیے ہمیشہ کا ٹھکانا جنتیں ہیں جو اُن کے اعمال (نیک) کے بدلے میں بطور اُنکی مہمانی کے ہیں (یعنی مثل مہمان کے اُن کو یہ چیزیں اکرام کے ساتھ ملیں گی نہ کہ سائل محتاج کی طرح بے قدری اور بے وقعتی کے ساتھ) اور جو لوگ بے حکم تھے سو اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے وہ لوگ جب اُس سے باہر نکلنا چاہیں گے (اور کنارہ کی طرف کو بڑھیں گے گو بوجہ تعذر اور اغلاق ابواب کے نکل نہ سکیں گے مگر ایسے وقت میں یہ حرکت طبعی ہوتی ہے) تو پھر اُسی میں دھکیل دیے جاوینگے اور اُن کو کہا جاوے گا کہ دوزخ کا وہ عذاب چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اور یہ عذاب موعود تو آخرت میں ہوگا) اور ہم اُنکو قریب کا (یعنی دنیا میں آنیوالا) عذاب بھی اُس بڑے عذاب (موعود فی الآخرۃ) سے پہلے چکھا دینگے (جیسے امراض و اسقام و مصائب گذشتہ اور

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی دن قوا بما نسیتم اس کا مزہ لی تم اپنے ترجمہ باالحاصل والا فعفول ذوقوا محذوف و الباء سببیۃ ۱۲

سہ قولہ فی جزاء الخ اشارہ الی تقدیر الکلام ہو کذا جوزوا جزاء الخ ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی سو آپ اُس کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجیے اور ہم نے اُسکو بنی اسرائیل کے لیے موجب ہدایت بنایا تھا۔ اور ہم نے اُن میں جبکہ انہوں نے صبر کیا بہت سے پیشوا بنا دئے تھے جو ہمارے

بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَوَ

حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے۔ اور وہ لوگ ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے آپ کا رب قیامت کے روز ان سب کے آپس میں فیصلہ ان امور میں کر دے گا جن میں یہ باہم اختلاف کرتے تھے کیا

لَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَاۗءَ

ان کو یہ امر موجب رہنمائی نہیں ہوا کہ ہم ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ آتے جاتے ہیں اس میں صاف نشانیاں ہیں کیا یہ لوگ سنتے نہیں ہیں کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی

اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ

الثلثۃ ع ۳ ۱۶

کہ ہم خشک افتادہ زمین کی طرف پانی بہا لاتے ہیں پھر اُس کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے اُن کے مواشی اور وہ خود بھی کھاتے ہیں تو کیا دیکھتے نہیں ہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝

اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا۔ آپ فرما دیجیے گا کہ اُس فیصلہ کے دن کافروں کو اُن کا ایمان لانا نافع نہ ہوگا اور اُن کو مہلت بھی نہ ملیگی سو ان کی باتوں کا خیال نہ کیجیے اور آپ منتظر رہیے یہ بھی منتظر

فوغاً وموقوفاً جو حسب آیت وَاَنَّ اَصْحٰبَ الْجَحِيْمِ (الخ معاصی کے سبب) ہے (تنکہ یہ لوگ (متاثر ہو کر کفر سے) باز آویں (کقولہ تعالیٰ ظَهَرَ الْفَسَادُ الخ پر جون پھر جو نہ باز آوے اُسکے لیے عذاب

اکبر ہے ہی) اور (ایسے لوگ پر عذاب ہونے سے کچھ تعجب نہ ہونا چاہیے کیونکہ) اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اُسکے رب کی آیتیں یاد دلائی جاویں پھر وہ اُنسے اعراض کرے (تو اُسکے استحقاق عذاب میں کیا شبہ ہو سکتا ہے) ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لینگے ربط اوپر فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ اور بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور مَنْ كَانَ فَاسِقًا اور فَسَقُوْا اور تُكَذِّبُوْنَ اور اَعْرِضْ اور مُجْرِمِيْنَ میں کفار کی تکذیب مخالفت کا ذکر آیا ہے چونکہ تکذیب وغیرہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن ہوتا تھا اور مخالفت کے بعض آثار مثل ایذاء وغیرہ مؤمنین کے لیے بھی موجب اذیت ہوتے تھے اسلیے آگے آپکے اور مؤمنین کے تسلیہ کی تقریر ہے اور مضامین تسلیہ کے متعلق کفار کے بعض شبہات وسوالات تھے اُن کا جواب ہوا اور اسی پر سورت ختم ہے۔

تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ومومنین ودفع شبہات کفار متعلقہ بعض مضامین تسلیہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَوَ لَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَاۗءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝

(اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو آپ ہی کیطرح (کتاب دی تھی (جس کی اشاعت میں اُن کو تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں اسیطرح آپ کو برداشت کرنا چاہیے ایک تسلی تو یہ ہوئی پھر اسیطرح آپ کو بھی کتاب دی (سو آپ (اپنی) اُس (کتاب) کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجیے (کقولہ تعالیٰ وانک لتلقی القرآن مطلب یہ کہ آپ صاحب کتاب صاحب خطاب ہیں پس جب آپ اللہ کے نزدیک ایسے مقبول ہیں تو اگر مشتے چند احمق آپ کو قبول نہ کریں کوئی غم کی بات نہیں ایک تسلی کی بات یہ ہوئی) اور ہم نے اُس (کتاب موسوی) کو بنی اسرائیل کے لیے موجب ہدایت بنایا تھا (اسی طرح آپ کی کتاب سے بہتوں کو ہدایت ہوگی آپ خوش رہیے ایک تسلی یہ ہوئی) اور ہم نے اُن (بنی اسرائیل) میں جبکہ انہوں نے (تکالیف پر) صبر کیا بہت سے (دین کے) پیشوا بنا دئے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور وہ لوگ ہماری

البلاغۃ

قولہ تاکل ذا وہ للتنبیہ علی ان ما یستدل بہ امر محسوس بالوف مناسب بالعیون۔

الروایات فی الدر اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن قتادۃ قال قال الصحابۃ ان لنا یوما یرید ان یستریح فیہ ونستریح فیہ فمتی ہذا فقال المشرکون متی ہذا الفتح ان کنتم صدقین فنزلت اھ۔

سورۃ الاحزاب مدنیۃ وھی ثلث وسبعون اٰیۃ وتسع رکوعات

آیتوں کا یقین رکھتے تھے (اس لیے اُن کی اشاعت اور خلق کی ہدایت میں مشقت گوارا کرتے تھے یہ تسلی ہے مومنین کی کہ تم لوگ صبر کرو اور جب تم صاحب یقین ہو اور یقین کا مقتضا صبر کرنا ہے تو تم کو صبر ضرور ہے اُس وقت ہم تم کو بھی ائمۂ دین بنا دینگے یہ تو تسلی دُنیا کے اعتبار سے ہے اور ایک تسلی آخرت کے اعتبار سے تم کو رکھنا چاہیے اور وہ امر موجب تسلیہ یہ ہے کہ) آپ کا رب قیامت کے روز ان سب کے آپس میں (عملی) فیصلہ اُن اُمور میں کردے گا جن میں یہ باہم اختلاف کرتے تھے (یعنی مومن کو جنت میں اور کفار کو دوزخ میں ڈال دیگا اور قیامت بھی کچھ دور نہیں اس سے بھی تسلی حاصل کرنا چاہیے اور اس مضمون کو سُن کر کفار دو شبہ کر سکتے تھے ایک یہ کہ ہم اسی کو نہیں مانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارا کفر ناپسند ہے جیسا یفصل سے مفہوم ہوتا ہے دوسرا یہ کہ ہم قیامت ہی کو ناممکن سمجھتے ہیں آگے دونوں کے دفع کے لیے دو مضمون ہیں اول یہ کہ اُن کو جو کفر کے مبغوض ہونے میں شبہ ہے تو) کیا ان کو یہ امر موجب رہنمائی نہیں ہوا کہ ہم ان سے پہلے (اُن کے کفر و شرک ہی کے سبب) کتنی اُمتیں ہلاک کر چکے ہیں (کہ اُن کے طریق ہلاکت سے و نیز نبی کی پیشین گوئی کے بعد بطور خرق عادت کے واقع ہونے سے خدا کا غضب ٹپکتا تھا جس سے مبغوض ہونا کفر کا صاف واضح ہوتا ہے) جن کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ (اثنائے سفر شام میں) آتے جاتے (گذرتے) ہیں اس (امر) میں (تو) صاف نشانیاں (مبغوضیت کفر کی موجود) ہیں کیا یہ لوگ (اُن گذشتہ امم کے قصص) سنتے نہیں ہیں (کہ مشہور اور زبانوں پر مذکور ہیں دوسرا مضمون یہ کہ ان کو جو قیامت میں شبہ عدم امکان کا ہے تو) کیا انھوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم بادلوں یا نہروں وغیرہ کے ذریعہ سے) خشک اُفتادہ زمین کی طرف پانی پہونچاتے ہیں پھر اُس کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے اُن کے مواشی اور وہ خود بھی کھاتے ہیں تو کیا (اس بات کو شب و روز) دیکھتے نہیں ہیں (یہ صاف نمونہ ہے احیاء موتیٰ کا جیسا کئی جگہ اس کی تقریر گذری ہے پس دونوں شبہے دفع ہو گئے) اور یہ لوگ (قیامت اور فیصلہ کا ذکر سُنکر بطور استعجال و استہزاء کے یوں) کہتے ہیں کہ اگر تم (اس بات میں) سچے ہو تو (بتلاؤ) یہ فیصلہ کب ہوگا آپ فرما دیجیے کہ (تم عبث اُس کا تقاضا کرتے ہو تمہارے لیے تو وہ پوری مصیبت کا دن ہے کیونکہ) اُس فیصلہ کے دن کافروں کو اُن کا ایمان لانا (بالکل) نفع نہ دے گا (اور یہی ایک صورت بچاؤ کی تھی اور وہی مفقود ہے) اور (نفع نجات تو کیا ہوتا) اُن کو مہلت بھی (تو) نہ ملے گی سو (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) ان کی باتوں کا خیال نہ کیجیے (جن کے خیال سے غم ہوتا ہے) اور آپ (فیصلہ موعود کے) منتظر رہیے یہ بھی (اپنے زعم میں آپ کے ضرر کے) منتظر ہیں (لقولہ تعالیٰ نَتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ مگر معلوم ہو جاوے گا کس کا انتظار مطابق واقع کے ہے اور کس کا نہیں کقولہ تعالیٰ فی جوابہم قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ الآیۃ) ف شاید موسےٰ علیہ السلام کی تخصیص ذکری اس لیے ہو کہ آپ میں اور موسےٰ علیہ السلام میں بہت وجوہ مشابہت کی مجتمع ہیں واللہ اعلم تم تفسیر آلم السجدۃ والحمد للہ ثانی صفر ۱۳۴۵ھ سورۃ الاحزاب مدنیۃ وھی ثلث وسبعون اٰیۃ کذا فی البیضاوی ربط مضامین سورت میں مابہ الاشتراک دلالت ہے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی منصوریت و محبوبیت و خصوصیت و اکرمیت عند اللہ بوجوہ مختلفہ اور آپ کے وجوب تعظیم بطرق متکثرہ و حرمت ایذاء بانواع متشتتہ علی الناس پر باقی مضامین یا اس کے مقدمات ہیں یا متمماتؔ چنانچہ تامل سے اجمالاً اور میرے رسالہ سبق الغایات میں دیکھنے سے اور اُس سے زیادہ تفسیر ہذا میں تمہیدات آیات سورت کے دیکھنے سے تفصیلاً معلوم ہو سکتا ہے اور سورت سابقہ کا اختتام بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تسلیہ پر تھا کہ وہ بھی دلیل ہے محبوبیت کی اور چونکہ ایذاء رسول بطور کلی منسلک کے شامل ہے چند اقسام ایذاء کو بعضہا اشد و بعضہا اخف چنانچہ اوپر اُسکی طرف اشارہ بھی ہوا ہے سو اُن میں سے ایک ایذاء کفار کی طرف سے قولی تھی کہ آپ سے درخواست کرتے تھے کہ نعوذ باللہ آپ دعوت اسلام سے باز رہیں اور ہم آپ کو اتنا مالی دینگے اور بعض نے قتل کی دھمکی دی کذا فی الدر اسپر آپکو رنج ہوا چنانچہ سورت اسی کے متعلق مضمون سے شروع کیگئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

اے نبی اللہ سے ڈرتے رہیے اور کافروں کا اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے بیشک اللہ تعالیٰ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے اور آپ کے پروردگار کیطرف سے جو حکم آپ پر وحی کیا جاتا ہے اُسپر چلیے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

بیشک تم لوگوں کے سب اعمال کی اللہ تعالیٰ پوری خبر رکھتا ہے اور آپ اللہ پر بھروسہ رکھیے اور اللہ کافی کارساز ہے

تسلیہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بر نوع اوّل ایذاء قولی از کفار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اے نبی اللہ سے ڈرتے رہیے اور کسی سے نہ ڈریئے اور انکی دھمکیوں کی ذرا پرواہ نہ کیجیے اور کافروں کا (جو کہ کھلم کھلا خلاف دین مشورے دیتے ہیں) اور منافقوں کا (جو کہ در پردہ اُن لوگوں کے ہمرائے ہیں) کہنا نہ مانیے (بلکہ اللہ ہی کا کہنا کیجیے) بیشک اللہ تعالیٰ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے (اُس کا ہر حکم فوائد و مصالح پر متضمن ہوتا ہے) اور (اللہ کا کہنا ماننا یہ ہے کہ) آپ کے پروردگار کی طرف سے جو حکم آپ پر وحی کیا جاتا ہے اُس پر چلیے (اور اسلئے لوگو) بیشک تم لوگوں کے سب اعمال کی اللہ تعالیٰ پوری خبر رکھتا ہے (تم میں جو ہمارے پیغمبر سے مخالفت و مزاحمت کر رہے ہیں ہم سب کو سمجھیں گے) اور (اے نبی) آپ (ان لوگوں کی تخویف کے باب میں) اللہ پر بھروسہ رکھیے اور اللہ کافی کارساز ہے (اُس کے مقابلہ میں ان لوگوں کی کوئی تدبیر نہیں چل سکتی اس لیے کچھ اندیشہ نہ کیجیے البتہ اگر اللہ تعالیٰ ہی کی حکمت کسی ابتلاء کو مقتضی ہو تو وہ عین منفعت ہے غرض یہ لوگ اضرار پر قادر نہیں) ف اِتَّقِ اور لَا تُطِعْ اور اِتَّبِعْ اور تَوَكَّلْ ان سب امر و نہی پر کہ پہلے ہی سے عامل ہیں یہاں زیادہ مقصود مخالفین کو سنانا ہے کہ ہمارے نبی تو اس حالت پر رہیں گے تم خائب و خاسر ہو کر بیٹھ رہو اور احقر نے منافقین کے ترجمہ کے ساتھ جس عبارت کی تصریح کر دی ہے اُس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ اگر وہ لوگ ایسے مشورے دین کے خلاف دیتے تھے تو وہ منافق کیسے رہے مجاہر ہو گئے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اُنھوں نے براہ چالاکی کسی عمل مباح کے پردہ میں یہ مشورہ علانیہ دیا ہو مثلاً یہی کہا ہو کہ چندے مختلف فیہ مضامین سے سکوت کرنا موجب تالیف قلوب اور میلان الی الاسلام کا ہو جاوے گا اور ظاہر ہے کہ بعض مواقع پر ایک خاص وقت تک سکوت جائز بھی ہے اور اس صورت میں لَا تُطِعْ کی توجیہ اور بھی سہل ہو جاوے گی کیونکہ ایسا ارادہ خلاف عصمت و منافی شان نبوت نہیں واللہ اعلم **ربط** اوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینے کے انواع میں سے ایک نوع کے متعلق مضمون مذکور ہوا ہے دوسری نوع ایذاء قولی کی یہ واقع ہوئی تھی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا تھا جنکو حضرت زید بن حارثہؓ نے طلاق دے دیا تھا اور ان زید کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت اپنا متبنّیٰ بنا لیا تھا جس کا خلاصہ قصہ یہ تھا کہ یہ زید عربی الاصل بنی کلب میں سے ہیں یہ اپنے ننہال بنی معن میں گئے ہوئے تھے کہ وہاں لوٹ مار ہوئی اور یہ گرفتار ہو کر سوق عکاظ میں بیچے گئے اور حضرت خدیجہ نے اپنے برادر زادہ حکیم بن حزام کو ایک ہوشیار غلام خرید کرنے کو کہا تھا اُنھوں نے ان کو خریدا پھر جب اُن سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تو آپ نے اُن سے ان کو بطور ہبہ کے لے لیا ایک بار یہ سفر شام میں اپنی قوم میں کو گذرے تو ان کو ان کے چچا اور باپ نے پہچان لیا اور سب حال سُن کر مکہ میں حضور میں حاضر ہو کر ان کو مانگا آپ نے اُنہیں کو

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی بما تعملون لوگو اشارۃ الی ان الخطاب لیس لہ صلی اللہ علیہ وسلم وحدہ وقولہ قرارۃ یعلمون بالیاء ۱۲

الروایات فی اللباب اخرج جویبر عن الضحاک عن ابن عباس قال ان اہل مکۃ منہم الولید بن المغیرۃ وشیبۃ بن ربیعۃ وابو الاعور السلمی اتوا النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یرجع عن قولہ علی ان لیعطوہ شطر اموالہم وخرفہ المنافقون واتبعوہ بالمدینۃ ان لم یرجع فنزل اللہ تعالے یا ایہا النبی اتق اللہ ولا تطع الکفرین والمنافقین اھ ۱۲

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ

اللہ تعالےٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے اور تمہاری اُن بیبیوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں نہیں بنا دیا اور تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا

اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ

نہیں بنا دیا یہ صرف تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے اور اللہ حق بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا رستہ بتلاتا ہے تم اُن کو اُنکے باپوں کی طرف منسوب کیا کرو یہ امر انصاف

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا

راستی کی بات ہے اور اگر تم اُن کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دین کے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور تم کو اس میں جو بھول چوک ہو جاوے تو اس کو تو تم پر کچھ گناہ نہ ہوگا لیکن ہاں جو

تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

دل سے ارادہ کر کے کرو اور اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے

کتبخانہ

اختیار دیدیا انہوں نے آپ ہی کے پاس رہنا پسند کیا ان کے عزیزوں نے کہا بھی کہ تم غلامی کو پسند کرتے ہو انھوں نے کہا جا ہی کچھ ہو میں آپ کو نہ چھوڑونگا آپنے خوش ہو کر ان کو آزاد کر دیا اور اپنا متبنیٰ بنا لیا اس سے وہ لوگ بھی خوش ہو گئے پس زمانہ بعثت سے پہلے یہ زید بن محمد کہلاتے تھے اور بعد میں بھی آیت اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ کے نازل ہونے تک پھر زید بن حارثہ پکارے جانے لگے غرض اللہ غرض جب آپنے حضرت زینب سے نکاح کیا تو مخالفین نے طعن کیا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا کما رواہ الترمذی آگے اس طعن کی بناء کا اجمالاً جواب دینا مقصود ہے مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ الخ اور تفصیلاً یہ مضمون نصف سورہ پر آویگا اور تقویت جواب کے لیے دو مضمون جو اُسکی نظیر ہیں اور بیان فرما دئے مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ الخ اور مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الخ اور ان دونوں مضمون میں بھی مثل مسئلہ تبنی کے اصلاح بعض اغلاط جاہلیت کی مقصود ہے

ہدم بناء نوع دوم ایذاء رسول متعلق تبنی و تقویت آن بہ بعض نظائر

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (متبنے کو بیٹا سمجھنا اور اس بنا پر اُس کی مطلقہ بی بی سے نکاح کرنے پر طعن کرنا ایسا ہی غلط مشہور ہو گیا ہے جیسا زوجہ کو زبان سے ماں قرار دینا اور اس بنا پر اُس کو نکاح سے

خارج سمجھنا یا کسی شخص کو زیادہ ذکاوت کے سبب یہ سمجھنا کہ اس کے دو قلب ہیں غلط مشہور ہو گیا ہے اور واقع میں) اللہ تعالےٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے اور (اسی طرح) تمہاری اُن بیبیوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں نہیں بنا دیا اور (اسیطرح سمجھ لو کہ) تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا (سچ مچ کا) بیٹا بھی) نہیں بنا دیا یہ صرف تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے (جو واقع کے مطابق نہیں اور غلط ہے اور غلط بنا پر کوئی امر واقعی مبنی نہیں ہوتا پس مطلقہ متبنیٰ سے نکاح پر طعن کرنا محض جہل ہے) اور اللہ حق بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا رستہ بتلاتا ہے (چنانچہ ان تینوں غلطیوں کی اصلاح فرمائی اور جب وہ واقع میں تمہارے بیٹے نہیں ہیں تو)

اللغات قولہ ادعیاء جمع دعی کفصیل من یدعی ابنا ۱۲

البلاغۃ قولہ لرجل ای لاحد فخصوص الرجل لیس بمقصود وتخصیصہ بالذکر لکمال لزوم الحمیۃ فیہ قولہ فی جوفہ للتاکید والتصویر کالصدر فی قولہ تعالیٰ القلوب التی فی الصدور قولہ فاخوانکم کان دماءہم بہذا التطییب قلوبہم ولذا لم یؤمروا حائہم باسمائہم فقط وان جاز فالامر لیس للوجوب ثم یذکر واحوالکم الخ مع انہ لافرق لان العادۃ کان النبی للذکور دون الاناث کما فی الروح انما لم تعف علی وقوع النبی للاناث فی الجاہلیۃ اھ ۱۲

الفقہ لو کان المدعو فاسقا وانتفی دعاءہ بالاخوۃ والولایۃ تنظیر خص عن الآیۃ ودلیل التخصیص یاتی

تنظیم الفاسق من الروح لمخصا ۱۲ قلت فالامر بالدعاء بالاخوۃ والولایۃ لیس عاما وانما اصل المقصود بالآیۃ النہی عن نسبتہم الی غیر آبائہم لا الامر بالدعاء بالاخوۃ فافہم ۱۲

الروایات فی الدر اخرج عبد الرزاق وابن جریر عن الزہری فی قولہ ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ قال بلغنا ان ذلک کان فی زید بن حارثۃ ضرب لہ مثلا یقول لیس ابن رجل آخر انبک اھ قلت وہذہ الروایۃ تؤید ما قررت بہ الآیۃ ولا یاتی ما رواہ الترمذی عن ابن عمر ولما رواہ العوفی المنافقین لما خطر علی اللہ علیہ وسلم خطرۃ فی الصلوۃ قالوا ان المقصودین لانا فی نبینا فنبہ ان یقصد بالآیۃ رد قول المنافقین فی الخطرۃ ویقصد ایضا بہا تقویۃ مسئلۃ التبنی فافہم ۱۲

تم اُن کو (متبنی بنانے والوں کا بیٹا مت کہو بلکہ) اُن کے (حقیقی) باپوں کی طرف منسوب کیا کرو یہ اللہ کے نزدیک راستی کی بات ہے اور اگر تم اُنکے باپوں کو نہ جانتے ہو تو (اُن کو اپنا بھائی اپنا دوست کہکے پکارو کیونکہ آخر) وہ تمہارے دین کے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور تم کو اس میں جو بھول چوک ہو جاوے تو اس سے تو تم پر کچھ گناہ نہ ہوگا لیکن ہاں جو دل سے ارادہ کرکے کرو (تو اُس سے گناہ ہوگا) اور (اُس سے بھی اگر استغفار کرلو تو پھر معاف ہو جاوے گا کیونکہ) اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے **ف** جاہلیت میں یہ تینوں غلط باتیں مشہور تھیں کہ ذہین وعقیل آدمی کے دو دل سمجھا کرتے اور ظہار سے حرمت مؤبدہ کا حکم کرتے اور متبنی کو تمام احکام میں مثل حقیقی بیٹے کے قرار دیتے یہاں سیاق کلام سے زیادہ مقصود تیسری غلطی کا رفع کرنا ہے مگر تقویت کے لیے دو غلطیاں اور رفع کردیں جن میں جس کا انتفاء زیادہ ظاہر تھا اُسکو مقدم فرمایا یعنی ما جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ الخ اور ظاہر ہونا اس لیے کہ اول تو یہ امر محسوسات سے ہے تشریح سے اس کی تحقیق ہوسکتی ہے بخلاف دوسرے امور کے کہ امور معنویہ سے ہیں دوسرے آثار سے بھی بسہولت اس کی حقیقت معلوم ہو جاتی تھی چنانچہ روح المعانی میں ایک شخص کی حکایت ہے جو ذو قلبین ہونے کا مدعی تھا کہ بدر کے اس حال میں بھاگا کہ ایک جوتہ پاؤں میں اور ایک ہاتھ میں ابوسفیان نے اس حال میں دیکھ کر ٹوکا تو اُس نے بیان کیا کہ میں دونوں جوتے پاؤں میں سمجھا تھا اس سے اُسکے دعوے کا کذب صاف واضح ہو گیا اُسکے بعد ظہار کے متعلق غلطی کو رفع کیا جس کی تفصیل سورۂ مجادلہ میں ہے چونکہ ظہار میں تشبیہ وتغایر کی تصریح ہوتی ہے اس لیے ضعف تاثیر اُس کا خود ظاہر ہے جس سے تحریم مؤبد کا ترتب نہ ہونا غیر مستبعد ہے اس لیے اصل مقصود سے اُس کو بھی مقدم کیا کہ فہم مقصود میں اس تدریج سے اعانت ہو اور ان سے تقویت مقصود کی یا تو بطور قیاس مثیل کے ہے اور ما بہ الاشتراک سب میں ایک امر واقعی اور ایک امر غیر واقعی کا عدم اجتماع ہے چنانچہ ایک قلب واقعی ہے اور دوسرا دعائی غیر واقعی پس دونوں مجتمع نہیں ہوئے اور زوجیۃ واقعیہ ہے اور بوجہ عدم دلیل کے حرمت مؤبدہ غیر واقعی پس دونوں جمع نہیں ہوئے اسی طرح نبوۃ اب حقیقی کے اعتبار سے واقعی اور نبوۃ غیر اب حقیقی کے اعتبار سے غیر واقعی یہ بھی مجتمع نہ ہوں گے اور اس مانعۃ الجمع میں احد الطرفین یقیناً ثابت ہے پس حسب قاعدہ منطقیہ کہ مانعۃ الجمع میں استثنار عین مقدم منتج نقیض تالی کو اور استثنار عین تالی منتج نقیض مقدم کو ہے طرف آخر یعنی غیر اب حقیقی کے اعتبار سے نبوۃ مرتفع ہوگی اور یا تقویت محض اس اعتبار سے ہے کہ متبنی کا ابن ہونا محض مبنی علی المشہور ہے اور یہ کوئی حجت نہیں چنانچہ دیکھو فلاں فلاں امر بھی مشہور ہیں حالانکہ محض غلط ہیں اور اس زمانہ میں بعض اخبارات کی نقل کہ امریکہ میں کسی شخص کے دو دل ہیں بعد تسلیم صحت نقل اس آیت کے معارض نہیں کیونکہ اول تو مَا جَعَلَ ماضی ہے اس سے مستقبل کی نفی نہیں ہوئی دوسرے کبھی کلیہ سے اکثر یہ مراد ہوتا ہے اور اکثریت میں شبہہ نہیں اور اس جملہ پر جو ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ کی توضیح میں لکھا گیا ہے کہ غلط بنار پر کوئی امر واقعی مبنی نہیں ہوتا اگر یہ شبہہ ہو کہ ظہار سے کفارہ کا واجب ہونا جو کہ قرآن میں مذکور ہے اور غلام کو بیٹا کہدینے سے اُس کا آزاد ہو جانا جیسا فقہ حنفی میں مذکور ہے کیوں مرتب ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ کفارہ سزا اس قول کی ہے اس طرح کہ یہ قول منکر جنایت ہے اور جنایت کی سزا حرمت موقتہ ہوئی اور اس کے ارتفاع کیلئے کفارہ ہوا اور قول موجود واقعی ہے اور اعتاق بنار معنی مجازی ہے اور انشار اعتاق کی صحت لفظ مجاز سے نیز امر واقعی ہے جن کی واقعیت دلیل صحیح سے محقق ہے بخلاف دعاوی جاہلیت کے کہ بنار وجود حقیقی کے اعتبار سے یقیناً غلط ہے اور وجود حکمی یعنی تاثیر کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں اور نہی مذکور میں یہ صورت داخل نہیں جو شفقۃً ومجازاً بیٹا کہہ دیا جاوے بلکہ خاص جاہلیت کے طور پر باعتقاد ترتب اُن آثار مخصوصہ کے بیٹا کہنے سے نہی ہے اور تعمد منہی عنہ کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہی جو مذکور ہوئی دوسری یہ کہ متکلم کا یہ اعتقاد نہ ہو مگر یقیناً جانتا ہے کہ اس سے ترویج امر جاہلیت کی ہوگی تب بھی قصداً کہنا منہی عنہ ہے اور اسی خوف ترویج کے وقت اگر عادت قدیمہ کے موافق سہو یا سبق لسانی کے طور پر نکل جاوے وہ اخطأ تم کا مدلول ہے **ربط** تمہید تفسیر سورت میں معلوم ہو چکا ہے کہ محصل سورت کا دلالت ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان پر مختلف عنوانوں سے اُن میں سے ایک حرمت ایذا ہے جس کے بعض انواع کا ذکر ہو چکا ہے اور بعض کا آویگا اور اُن میں سے ایک وجوب اتباع وتعظیم ہے اور اُس کے بھی متعدد انواع ہیں اُن میں ایک نوع جو من وجہ جامع جمیع انواع کی ہے آگے مذکور ہوتی ہے یعنی آپ کی اولویت مومنین کے ساتھ اور اس اولویت کے معنوی ہونے کی مناسبت سے ایک مسئلہ توارث کی تحقیق جس کو اولویت کے صوری ہونے سے تعلق ہے ارشاد فرماتے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ

نبی مؤمنین کے ساتھ خود اُن کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں اور رشتہ دار کتاب اللہ میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا چاہو تو وہ جائز ہے یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی

نوع اول اجلال رسول ببیان اولویت مع بعض احکام توارث

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) مؤمنین کے ساتھ خود اُنکے نفس (اور ذات) سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں (کیونکہ نفس اگر بُرا ہے تب تو ظاہر ہی ہے کہ وہ بدخواہ ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم خیرخواہ ہیں اور اگر نفس اچھا ہے تب بھی بعض مصالح و منافع اُس سے مخفی رہتے ہیں اُن مصالح کا مشورہ وہ نفس نہیں دے سکتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جمیع مصالح ضروریہ کا علم عطا فرمایا ہے اور آپ نے اُن کی تعلیم فرمائی ہے بہرحال آپ سے نفع ہی نفع ہے اور پھر ہر نوع کا نفع پہونچتا ہے اس لیے آپ کا اپنی جان سے بھی زیادہ حق ہے اور آپ کی اطاعت مطلقاً اور تعظیم بدرجۂ کمال واجب ہے اور اس میں تمام احکام و معاملات آگئے) اور (اس اولویت مذکورہ کی جو کہ ابوۃ معنویہ ہے فرع یہ بھی ہے کہ) آپ کی بیبیاں اُن (مؤمنین) کی مائیں ہیں (وجوب تعظیم میں) اور (یہ ابوۃ چونکہ معنوی ہے اس لیے اس کے لوازم میں سے مؤمنین کی اخوۃ صوریہ نہیں ہے کہ توارث اُس کیلئے لازم ہو بلکہ تعلق ایمان و ہجرت سے توارث بعض مصالح سے ایک وقت محدود تک جاری رکھا گیا اور اب تغیر مصالح سے اُسکو منسوخ کر کے یہ حکم دیا گیا کہ) رشتہ دار کتاب اللہ (یعنی حکم شرعی) میں ایک دوسرے سے (میراث کا) زیادہ تعلق رکھتے ہیں بہ نسبت دوسرے مؤمنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے (اُن) دوستوں سے (بطور وصیت کے) کچھ سلوک کرنا چاہو تو وہ جائز ہے یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی (کہ آخیر حکم شریعت کا توارث بالارحام ہو جاوے گا) **ف** ازواج کا امہات ہونا باعتبار تعظیم کے ہے اور تعظیم کی ایک نوع تحریم بھی ہے اس لیے تحریم بھی واقع ہوئی قال تعالیٰ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا اور بے حجابی کا تعظیم سے کوئی تعلق نہیں بلکہ احتجاب اقرب الی التعظیم ہے اسلیے ان احکام یعنی جواز خلوت و نظر و مس وامثالہا میں امومیت ثابت نہیں اور جب امومیت کی اصل حقیقت تعظیم ہے تو ازواج مطہرات ام المومنات بھی ہیں چنانچہ حضرت ام سلمہ کا ارشاد ہے اَنَا اُمُّ الرِّجَالِ مِنْكُمْ وَالنِّسَآءِ اخرجہ فی الروح عن ابن سعد و حضرت عائشہ رضی سے جو منقول ہے اَنَا اُمُّ رِجَالِكُمْ لَا اُمُّ نِسَآئِكُمْ اخرجہ فی الروح ایضاً عن ابن سعد و سنن البیہقی وہ باعتبار مجموعہ اصل و فرع کے جو استفادہ فرع یعنی حرمت نکاح سے مرتفع ہو کیونکہ حرمت نکاح موقوف ہے قابلیت نکاح پر اور وہ نساء میں نساء کے ساتھ مفقود ہے اور ابوۃ معنویہ باصلہا المذکور تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے ثابت ہے اسی لیے لوط علیہ السلام نے ارشاد فرمایا هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیْ چنانچہ روح میں ہے منقول ہے کہ اب کا نتیجہ البتہ اس اصل کی فرع یعنی تحریم نکاح ازواج انبیاء علیہم السلام سو اسپر کوئی دلیل نفیاً یا اثباتاً کافی نہیں البتہ روح میں مواہب سے اسکا خصوصیات حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ہونا نقل کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور پارہ پنجم کے رکوع اول کی ختم آیت وَكَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ جَعَلْنَا مَوَالِیَ اور سورۂ انفال کی ختم آیت وَاُولُوا الْاَرْحَامِ کی تفسیر میں توارث بالاسلام والہجرۃ کے متعلق پوری تحقیق گذ چکی ہے دیکھ لیا جاوے اور میثاق انبیاء کی تفسیر پارۂ سوم کے آخری رکوع کی شروع آیت میں بھی گذری ہے لہٰذا مشکوۃ میں بروایت احمد مرفوعاً آیا ہے خصوا بمیثاق اخر فی الرسالۃ والنبوۃ وھو قولہ تعالیٰ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم الآیۃ

ربط اوپر شروع سورت جملہ اتبع ما یوحی الیک میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اتباع وحی کا اور اوپر قریب کی آیت النبی اولی الخ میں مؤمنین کو اتباع صاحب وحی کا حکم ہوا ہے آگے ان کی تاکید کے لیے اخذ میثاق انبیاء کا اور استحقاق عذاب منکرین انبیاء کا مضمون ارشاد فرماتے ہیں

النحو

قولہ الا ان تفعلوا استثناء منقطع بناء علی ان المراد بما فیہ الاولویۃ ھو التوارث فیکون الاستثناء من قولہ یحیی المعلول علیہ بمجموعی الکلام کانہ قیل لا توارث اخیر اولی الارحام لکن خلکم بناء علی ان الصدیق معروفا جائز فیکون ذلک لہ بالوصیۃ لا بالمیراث "

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ

اور جبکہ ہم نے تمام پیغمبروں سے اُن کا اقرار لیا اور آپ سے بھی اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسے سے اور عیسے بن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے خوب پختہ

مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

عہد لیا تاکہ ان سچوں سے اُن کے سچ کی تحقیقات کرے اور کافروں کے لیے اللہ تعالے نے دردناک عذاب تیار رکھا ہے

میثاق انبیاء و عذاب اعداء

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ اور (یہ وقت قابل ذکر ہے) جبکہ ہم نے تمام پیغمبروں سے اُن کا اقرار لیا (کہ احکام کا اتباع کرنا جس تبلیغ اور تبلیغ بھی داخل ہے اور (اُن پیغمبروں میں) آپ سے بھی (اقرار لیا) اور نوح اور ابراہیم اور موسی اور عیسے ابن مریم (علیہم السلام) سے بھی اور (ایسا ویسا عہد نہیں لیا بلکہ) ہم نے (اُن سب سے) خوب پختہ عہد لیا تاکہ (قیامت کے روز) ان سچوں سے (یعنی پیغمبروں سے جو کہ اپنے اس قول (اقرار میں سچے تھے) اُن کے سچ کی تحقیقات کرے (جس سے اُن کا شرف اور نہ ماننے والوں پر احتجاج ظاہر ہو جاوے پس اس عہد اور اس غایت سے دونوں امر کا وجوب ثابت ہو گیا صاحب وحی پر اتباع وحی کا وجوب اور غیر صاحب وحی پر اتباع صاحب وحی کا وجوب) اور کافروں کے لیے (جو صاحب وحی کے اتباع کے منحرف ہیں) اللہ تعالے نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے **حرف** لفظ صادقین سے انبیاء علیہم السلام کا اپنے عہد کو پورا کرنا ظاہر فرما دیا پس اُن کا تو امر اِتِّبَاعِ مَا یُوْحٰی پر عمل ثابت ہو گیا اب دوسرے مامور بالاتباع رہ گئے جنکو ترک اتباع پر وعید سنانے کے لیے اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ فرمایا ہو اور چونکہ تاکید کے لیے تہدید مناسب تر ہے اسلیے یہاں ترک اتباع کی وعید پر اکتفا فرمایا گیا اور پارہ سوم کے آخری رکوع کی پہلی آیت میں میثاق انبیاء کی تحقیق ہو چکی ہو دیکھ لیا جاوے اور سورۂ مائدہ کی اخیر آیت قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الخ میں صدق رسل کی تغیر ملاحظہ کر لیجاوے **ربط** اوپر اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى الخ میں مومنین کو اتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا امر ہے جو کہ آپکے رسول من اللہ مبلغ وحی عن اللہ ہونے کی وجہ سے عین اطاعت اللہ تعالے کی ہے آگے اس اطاعت الٰہیہ کی تاکید کیلئے اپنی ایک نعمت غلیظہ یعنی فوج در فوج دشمنوں میں کامیابی اور بڑی پریشانی کا رفع ہونا یاد دلاتے ہیں تاکہ تذکیر نعمت سے اطاعت کی ترغیب ہو جیسا اوپر واعد للکفرین میں معصیت پر تہدید کیلئے نقمت سے ترہیب تھی اور نیز اس نعمت کی حکایت میں شناعت کفار کی اور منافقین کی کہ ایک کا قتال اور دوسروں کے اقوال جیسے ما وعدنا اللہ الخ اور لَا مُقَامَ لَكُمْ الخ اور اِنَّ بُيُوْتَنَا الخ اور زبان درازی جسپر سَلَقُوْكُمْ دال ہے موجب ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے مذکور ہے اور شناعت ایذاء رسول کی خود بھی مقاصد سورت سے ہے جیسا تمہید میں مذکور ہوا و نیز اس حکایت سے آپکی منصوریت من اللہ کہ اثر ہے محبوبیت کا نمایاں ہے اور جلالت و شرف رسول بھی مقاصد سورت سے ہے پس مجموعہ وجوہ سے اس حکایت کا ارتباط زیادہ سے زیادہ ہو گیا۔

حکایت غزوۂ احزاب و غزوۂ بنی قریظہ متضمن تذکیر نعمت الٰہیہ و مشعر نوع دوم جلالت شان رسول منصوریت من اللہ و شناعت نوع سوم ایذاء بالقتال از کفار و نوع چہارم ایذاء بالاقوال از منافقین رسول صلی اللہ علیہ وسلم را

خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی نضیر کو جن کا قصہ سورۂ حشر میں آوے گا مدینہ سے نکالدیا تھا انھوں نے سنہ چار یا پانچ ہجری میں قبائل عرب کو بہکایا اور سب دس بارہ ہزار آدمی مدینہ پر چڑھ آئے آپ نے مدینہ کے گرد (یعنی جہاں جہاں سے آنے کا موقع تھا) خندق کھدوائی اور تین ہزار آدمیوں سے مقابل ہوئے اور دُور دُور سے کچھ لڑائی بھی ہوتی رہی قریب ایک ماہ کے یہ محاصرہ رہا آخر اللہ تعالی نے ظاہرا ایک آندھی سے اور باطنا ملائکہ کے لشکر سے سب کفار کو منتشر اور منہزم کر دیا چونکہ یہود بنی قریظہ نے اپنے معاہدہ کے برخلاف ان محاصرین کو

البلاغۃ قولہ ومنک ومن نوح الخ تخصیصہم بالذکر لرجحانہم فی النبیین اذ اجانبا للاذان بمزید فضلہم وکونہم من مشاہیر ارباب الشرائع واولی العزم من ارسل صلوات اللہ تعالے وسلامہ علیہم اجمعین وتقدیم نبینا صلے اللہ علیہ وسلم مع انہ آخرہم مجیئا للاذان بمزید خطرہ اولانہ ہو المخاطب فیناسبہ تقدیمہ فی الذکر ومنہ قولہ علیہ السلام کنت اول النبیاء فی الخلق وآخرہم فی البعث وروایات کثیرۃ نحوہا اھ

واسانید مختلفۃ قولہ صلے اللہ علیہ وسلم لما قیل یا رسول اللہ متی اخذ میثاقک قال وآدم بین الروح والجسد قولہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

اے ایمان والو اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھیجی جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی اور اللہ تعالیٰ تمہارے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ

اعمال کو دیکھتے تھے جبکہ وہ لوگ تم پر آ چڑھے تھے اوپر کی طرف سے بھی اور نیچے کی طرف سے بھی اور جبکہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم لوگ اللہ کے ساتھ

الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا

طرح طرح کے گمان کر رہے تھے اس موقع پر مسلمانوں کا امتحان کیا گیا اور سخت زلزلہ میں ڈالے گئے اور جبکہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم کو تو اللہ

وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ

اور اُسکے رسول نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے اور جبکہ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ یثرب کے لوگو ٹھہرنے کا موقع نہیں سو لوٹ چلو اور بعض لوگ اُن میں سے اجازت مانگتے تھے کہتے تھے

اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا

کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں ہیں یہ محض بھاگنا ہی چاہتے ہیں اور اگر مدینہ میں اُس کے اطراف سے اُنپر کوئی آ گھسے پھر ان سے فساد کی درخواست کیجائے تو ہر آسکو منظور کر لیں

وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۝ قُلْ لَّنْ

اور اُن گھروں میں بہت ہی کم ٹھیریں حالانکہ یہی لوگ پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اُس کی باز پرس ہوگی آپ فرما دیجیے کہ

يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

تم کو بھاگنا کچھ نافع نہیں ہو سکتا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو اور اس حالت میں بجز تھوڑے دنوں کے کوئی فائدہ متمتع نہیں ہو سکتے

مدد دی تھی اُس لیے آپ بمجرد فراغ غزوۂ احزاب کے اُن کے مقابلہ کے لیے چلے وہ اول قلعہ بند ہو گئے اور بیس پچیس روز تک محصور رہے پھر آخر تنگ ہو کر نکلے اور بعضے قتل اور بعضے قید کیے گئے اور اس واقعہ میں منافقوں سے بھی بہت بے مروتی کی باتیں صادر ہوئیں اور چونکہ اس میں بہت سی گروہ پڑھ آئے تھے اور خندق بھی کھدی تھی اس لیے اس کا نام غزوۂ احزاب بھی ہے اور غزوۂ خندق بھی یہاں سے دو رکوع تک یہی مضمون چلا گیا ہے اب تفسیر آیات کی مرقوم ہوتی ہے۔

تفسیر و آیات

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۝ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اللغات قولہ زاغت فی القاموس زاغ البصر کل قولہ ھنالک ظرف مکان اشیر بہ الی ظرف الزمان قولہ ابتلی ای اختبر ای ظھر للناس ما کان مستورا قولہ زلزالا ای حرکۃ عظیمۃ قولہ المنافقون ای الذین اظھروا الاسلام واضمروا الکفر قولہ مرض ای ضعف الایمان والیقین قولہ یثرب اسم ارض المدینۃ قولہ عورۃ ای ذات خلل خالیۃ من الرجال ضائعۃ ۱۲

النحو قولہ اذ جاءوکم بدل من اذ قبلہ وکذا کل اذ بعدہ قولہ تلبثوا بھا الضمیر المجرور راجع الی البیوت ۱۲

البلاغۃ قولہ بلغت القلوب الحناجر ای فزعت فزعا عظیما لانھا تحرکت من موضعھا وتوھمت انھا تخرج من الحلق ۱۲ کذا الکلام علی المبالغۃ وقیل لتقلب ھذا الغضب یدفع وھذا الخوف یجمع فیتقلص فیلتصق بالحنجرۃ وقد یقضی الی ان لیس مخرج النفس فلا یتمکن المرء ان یتنفس ویموت خوفا وقیل ان المراد تنفس ویشتد باقی السبعۃ فی الحالین ۱۲

والغضب والغم الشدید واذا اشتخت ربت وارتفع القلب بارتفاعھا الی راس الحنجرۃ ۱۲

القراءۃ

قولہ الظنونا فی الروح کتب الظنونا وکذا اشباھہ من المنصوب المعرف بال کالسبیلا والرسولا فی المصحف بالف فی آخرہ فحذفہ ابو عمرو وقفا ووصلا وابن کثیر وقفا ای لحفص یحذفہ فیھا وصلا خاصۃ ویثبتہ باقی السبعۃ فی الحالین ۱۲

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝

یہی فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو تم کو خدا سے بچا سکے اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے یا وہ کون ہے جو خدا کے فضل کو تم سے روک سکے اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے اور وہ خدا کے سوا نہ کوئی اپنا حامی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار

قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَیْنَا ۚ وَلَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ اَشِحَّةً عَلَیْكُمْ ۚ

اللہ تعالیٰ تم میں سے اُن لوگوں کو جانتا ہے جو مانع ہوتے ہیں اور جو اپنے بھائیوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ اور لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں تمہارے حق میں بخیلی کیے ہوئے

فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ

سو جب خوف پیش آتا ہے تو اُن کو دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگتے ہیں کہ اُن کی آنکھیں پھرائی باتی ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو پھر جب وہ خوف دور ہو جاتا ہے تو تم کو

بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ۝ یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ

تیز تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں مال پر حرص سے ہوئے۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے اُنکے تمام اعمال بیکار کر رکھے ہیں اور یہ بات اللہ کو نزدیک بالکل آسان ہے ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ

یَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ یَّاْتِ الْاَحْزَابُ یَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِی الْاَعْرَابِ یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِیْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِیْلًا ۝ ع ۲ ۱۲ ۱۸

یہ لشکر گئے نہیں اور اگر یہ لشکر آجاویں تو یہ لوگ یہی پسند کریں کہ کاش ہم دیہاتوں میں باہر جا رہیں کہ تمہاری خبریں پوچھتے رہیں اور اگر تم ہی میں رہیں تب بھی کچھ یوں ہی سا لڑیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ۝ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ

تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا اور جب ایماندار لوگوں نے

الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس کی ہم کو اللہ اور رسول نے خبر دی تھی اور اللہ رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس سے اُنکے ایمان اور اطاعت میں اور ترقی ہو گئی ان مومنین میں

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۫ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۝

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اُنھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اُس میں سچے اُترے پھر بعضے تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعضے ان میں منتظر ہیں اور اُنھوں نے ذرا تغیر تبدیل نہیں کیا

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝
قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَیْنَا ۚ وَلَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ اَشِحَّةً عَلَیْكُمْ ۚ فَاِذَا
جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ
بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ۝ یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ
لَمْ یَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ یَّاْتِ الْاَحْزَابُ یَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِی الْاَعْرَابِ یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِیْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا
قَلِیْلًا ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ۝ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ
الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۫ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۝

اللغات

قولہ اشحۃ علیکم ای اشحۃ بالمال علیکم فان الشح کما فی القاموس یتعدی بالباء و یعدی قلیلا بعلی

الشح علی الشیٔ ہو ان یراد ایقاعہ ولم یسلمہ الخفاجی قلت ان ثبت فیمکن ان یقال فی معناہ اشحۃ علی بالکم قولہ مضاف احتراز عن المضاف الی القرینۃ التی بعدہ من قولہ اشحۃ علی الخیر قولہ سلقوکم

فی القاموس اذاہ وطعنہ قولہ اسوۃ قدوۃ یعنی المصدر فالمعنی ظاہر او بمعنی ما یقتدی بہ فالکلام

اما جار علی التجرید او یقال ان الخصلۃ الحسنۃ ہی عاینا سی بہ کذا یقال قضی نحبہ الخ اللہ زیقال قضی فلان نحبہ ای وفی بنذرہ وشارع قضی فلان نحبہ یعنی مات فان الموت لازم کالنذر وتمثیل الآیۃ کما یناسب الیقین وقال بعض الاجلۃ یجوز ان یکون استعارۃ لالتزام الموت شہیدا کذا فی الروح انتہی اقول او اذکروا نعمۃ فی الکلام تقدیرہ کما ذکرنا او من ینتظر منکم من وعد اللہ ان یؤدی کم مرتبۃ دلت علیہ قرینۃ المقام لان العصمۃ لیس الا من اللہ منہ

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَ

یہ واقعہ اس لیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو اُن کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا چاہے اُن کو توبہ کی توفیق دے۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے اور

رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے کافروں کو اُن کے غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ اُن کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی اور جنگ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کیلئے آپ ہی کافی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا زبردست ہے اور جن اہل کتاب

ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝

نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے نیچے اُتار دیا اور اُنکے دلوں میں تمہارا رعب بٹھلا دیا بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

اور اُنکی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مالوں کا تم کو مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی جس پر تم نے قدم نہیں رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے

ع ۱۹

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا
خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ
فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ اے ایمان والو
اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے (یعنی عیینہ کا لشکر اور ابوسفیان کا لشکر اور یہود بنی قریظہ) پھر ہم نے اُنپر ایک آندھی بھیجی (جس نے انکو
پریشان کر دیا اور اُن کے خیمے اُکھاڑ پھینکے) اور (فرشتوں کی) ایسی فوج بھیجی جو تم کو (عام طور پر) دکھائی نہ دیتی تھی (گو بعض صحابہؓ نے مثل حضرت حذیفہ کے بعض
طالکہ کو بشکل انسان دیکھا بھی اور کفار کے لشکر میں یہ جاسوسی کیلئے گئے تھے وہاں یہ آواز بھی سنی کہ بھاگو بھاگو اور یہ طالکہ لڑنے نہ تھے محض القار رعب کے لیے بھیجے گئے
تھے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے (اُسوقت کے) اعمال کو (مثل حفر خندق وثبات فی القتال واستقلال کے) دیکھتے تھے (اور خوش ہو کر تمہاری امداد فرما رہے تھے
یہ واقعہ اُسوقت ہوا تھا) جبکہ وہ (دشمن) لوگ تم پر (ہر طرف سے نرغہ کر کے) آچڑھے تھے اوپر کی طرف سے بھی اور نیچے کی طرف سے بھی (یعنی کوئی قبیلہ مدینہ
کی نشیب کی طرف سے اور کوئی قبیلہ فراز کی طرف سے) اور جبکہ آنکھیں (مارے دہشت کے) کھلی کی کھلی رہ گئیں تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم لوگ اللہ کے
ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے (جیسا مواقع شدت میں طبعی طور پر مختلف وسوسے آیا کرتے ہیں اور یہ کچھ مذموم نہیں اور نہ اسکے منافی ہے کہ آگے
اہل ایمان کا قول آوے گا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ کیونکہ اس میں مشار الیہ احزاب کا آنا ہے جیسا اُس کی تفسیر میں معلوم ہوگا
پس چونکہ اس کی خبر دیدی گئی تھی اس لیے یہ یقین تھا لیکن انجام اس واقعہ کا نہیں بتلایا گیا تھا اس لیے اُس میں احتمالات مختلفہ غالبیت ومغلوبیت کے پیدا ہوتے
تھے) اس موقع پر مسلمانوں کا (پورا) امتحان کیا گیا (جس میں وہ پورے اُترے) اور (سخت) زلزلہ میں ڈالے گئے اور (یہ واقعہ اُسوقت ہوا تھا) جبکہ منافقین
اور وہ (وہ) لوگ (ہیں) جن کے دلوں میں (نفاق اور شک کا) مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے اور اُس کے رسول نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ
کر رکھا ہے (جیسا معتب بن قشیر اور اُسکے ہمراہیوں نے یہ قول اُسوقت کہا تھا کہ خندق کھودتے وقت کدال لگنے سے کئی بار آگ کا شرارہ نکلا اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہر بار میں ارشاد فرمایا کہ مجھ کو فارس اور روم وشام کے محلات اس کی روشنی میں نظر آئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی فتح کا وعدہ فرمایا ہے
جب احزاب کے اجتماع کے وقت پریشانی ہوئی تو یہ لوگ کہنے لگے کہ یہ تو حالت ہے اور اُسپر فتح روم وفارس کی بشارتیں ہیں یہ محض دھوکہ ہے
اور گویا وہ اس کو اللہ کا وعدہ نہ سمجھتے تھے نہ آپ کو رسول جانتے تھے پھر یہ کہنا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یا تو محکی عنہ میں نہ تھا صرف حکایت میں ہے
اور یا بطور فرض واستہزاء کے ہے) اور (یہ واقعہ اُس وقت تھا) جب کہ اُن (منافقین) میں سے بعض لوگوں نے (دوسرے حاضرین معرکہ سے)
کہا کہ یثرب (یعنی مدینہ) کے لوگو (یہاں) ٹھیرنے کا موقع نہیں (کیونکہ یہاں رہنا موت کے منہ میں جانا ہے) سو (اپنے گھروں کو)

اللغات تودعیا جمع صیصیۃ وہی کل ما یمتنع بہ من قرن الثور والظباء وشوکۃ الدیک والتی فی رجلہ والمراد بہ ہہنا الحصون ۱۲

النحو تؤدہ لیجزی عامل محذوف ای وقع ما وقع لیجزی اللہ ۱۲

البلاغۃ قولہ ارضا لم تطئوھا استعارت علی احد قسمی خلافیہ من حمل الملزوم علی عموم المجاز لشمل ارضا لم تستقل

لوٹ چلو (یہ قول اوس بن قیظی نے کہا تھا اور بھی کچھ لوگ اس میں شریک تھے) اور بعضے لوگ اُن (منافقین) میں سے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) سے گھر جانے کی) اجازت مانگتے تھے کہتے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں (صرف عورتیں بچے رہ گئے ہیں دیواریں قابل اطمینان نہیں کبھی چور نہ آگھسیں یہ قول ابو عرابہ اور دوسرے بعض بنی حارثہ کا تھا) حالانکہ وہ (ان کے خیال میں) غیر محفوظ نہیں ہیں (یعنی ان کو اندیشہ چوری وغیرہ کا ہرگز نہیں اور نہ جانے سے یہ نیت ہے کہ اُن کا انتظام قابل اطمینان کر کے چلے آویں گے) یہ محض بھاگنا ہی چاہتے ہیں اور (ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر مدینہ میں اُس کے (سب) اطراف سے ان پر (جب یہ اپنے گھروں میں ہوں) کوئی (لشکر کفار کا) آگھسے پھر ان سے فساد (یعنی مسلمانوں سے لڑنے) کی درخواست کی جاوے تو یہ (فوراً) اُس (فساد) کو منظور کرلیں اور اُن گھروں میں بہت ہی کم ٹھہریں (یعنی اتنا توقف ہو کہ کوئی ان سے درخواست کرے اور یہ منظور کریں اور اس کے بعد فوراً ہی تیار ہو جاویں اور مسلمانوں کے مقابلہ میں جا پہونچیں اور کچھ بھی گھروں کا خیال نہ کریں کہ ہم تو دوسروں کو لوٹ مار کرنے جاتے ہیں کبھی کوئی ہمارے گھر کو لوٹ لے اگر گھروں کی بڑی حفاظت ہے تو اب کیوں نہیں رہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ اصل میں ان کو مسلمانوں سے عداوت اور کفار سے محبت ہے اس لیے تکثیر سواد سے بھی مسلمانوں کی نصرت پسند نہیں کرتے باقی گھروں کا تو بہانہ ہے) حالانکہ یہی لوگ (اس سے) پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے کہ (دشمن کے مقابلہ میں) پیٹھ نہ پھیریں گے (یہ عہد اُسوقت کیا تھا جبکہ بدر میں بعض شرکت سے رہ گئے تھے تو بعض منافقین بھی معذت کرم دشتن کے طور پر کہنے لگے کہ افسوس ہم نہ شریک ہوئے ایسا کرتے ویسا کرتے جب وقت آیا ساری قلعی کھل گئی) اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اس کی باز پرس ہوگی آپ (ان سے) فرما دیجیے کہ (جو تم بھاگے بھاگے پھرتے ہو کما قال تعالیٰ اِنْ یُّبَیِّتُوْنَ اِلَّا فِرَارًا تو) تم کو بھاگنا کچھ نافع نہیں ہو سکتا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو اور اس (بھاگنے کی) حالت میں بجز تھوڑے دنوں کے (کہ وہ بقیۂ عمر مقدر ہے) اور زیادہ (حیات سے) متمتع نہیں ہو سکتے (یعنی بھاگ کر عمر نہیں بڑھ سکتی کیونکہ اُس کا وقت مقدر ہے اور جب مقدر ہے تو اگر نہ بھاگتے تو بھی وقت سے پہلے مر نہیں سکتے پس نہ فرار بالقاف سے کوئی ضرر اور نہ فرار بالفاء سے کوئی نفع پھر بھاگنا محض بے عقلی اور اس مسئلہ قدر کی تحقیق کے لیے ان سے) یہ بھی فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو تم کو خدا سے بچا سکے اگر وہ تمہارے ساتھ بُرائی کرنا چاہے (مثلاً تم کو ہلاک کرنا چاہے تو کیا تم کو کوئی بچا سکتا ہے جیسا تم فرار کو نافع خیال کرتے ہو) یا وہ کون ہے جو خدا کے فضل کو تم سے روک سکے اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے (مثلاً وہ زندہ رکھنا چاہے جو کہ رحمت دنیویہ ہے تو کوئی اُس کا مانع ہو سکتا ہے جیسا تمہارا خیال ہے کہ ثبات فی المعرکہ کو قاطع حیات سمجھتے ہو) اور (وہ لوگ سُن رکھیں کہ) خدا کے سوا نہ کوئی اپنا حامی پائیں گے (جو نفع پہونچا دے) اور نہ کوئی مددگار (جو ضرر سے بچا دے اب مسئلہ قدر کے بعد پھر تشنیع منافقین کی چلی ہے یعنی) اللہ تعالیٰ تم میں سے اُن لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو (دوسروں کو لڑائی میں جانے سے) مانع ہوتے ہیں اور جو اپنے (نسبی یا دطنی) بھائیوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آ جاؤ (وہاں اپنی جان کیوں دیتے ہو یہ بات ایک شخص نے اپنے حقیقی بھائی سے کہی تھی اور اُسوقت یہ کہنے والا گوشت بریاں اور روٹی کھا رہا تھا مسلمان بھائی نے کہا افسوس تو اس چین میں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایسی تکلیف میں وہ بولا میاں تم بھی یہاں ہی چلے آؤ) اور (اُن کی بزدلی اور حرص و بخل کی یہ کیفیت ہے کہ) لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں (جس میں ذرا نام ہو جاوے یہ تو اُن کی بزدلی ہے اور آتے بھی ہیں تو) تمہارے حق میں بخیلی لیے ہوئے (یعنی آنے میں بڑی نیت یہ ہوتی ہے کہ سب غنیمت مسلمانوں کو نہ ملجاوے برائے نام شریک ہونے سے استحقاق غنیمت کا دعویٰ تو کسی درجہ میں کر سکیں گے) سو (جب ان کا جبن اور بخل دونوں امر ثابت ہو گئے تو اس مجموعہ کا اثر یہ ہے کہ) جب (اُن کو) خوف (کا موقع) پیش آتا ہے تو اُن کو دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگتے ہیں کہ اُن کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو (یہ تو جبن کا اثر ہوا) پھر جب وہ خوف دُور ہو جاتا ہے تو تم کو تیز تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں مال (غنیمت) پر حرص لیے ہوئے (یعنی مال غنیمت لینے کے لیے دلخراش باتیں کرتے ہیں کہ کیوں ہم شریک نہ تھے ہماری ہی بدولت سے تم کو یہ فتح میسر نہیں ہوئی یہ اثر بخل و حرص کا ہے یہ تو معاملہ ان کا تم سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا معاملہ یہ ہے کہ) یہ لوگ (پہلے ہی سے) ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ

ان کے تمام اعمال (نیک پہلے ہی سے) بیکار کر رکھے ہیں (آخرت میں کچھ ثواب نہ ملے گا) اور یہ بات اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے (کوئی اس سے مزاحمت نہیں کر سکتا کہ ہم ان اعمال کا صلہ لیں گے اور یہ حالت تو ان کی اجتماع احزاب کے وقت تھی مگر ان کا جبن یہاں تک بڑھا ہوا ہے کہ احزاب کے چلے جانے کے بعد بھی) ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ (ابھی تک) یہ لشکر گئے نہیں اور (غایت جبن سے ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر (بالفرض) یہ (گئے ہوئے) لشکر (پھر لوٹ کر) آجاویں تو (پھر تو) یہ لوگ (اپنے لیے ابھی پسند کریں کہ کاش ہم (کہیں) دیہاتیوں میں باہر جا رہیں کہ (وہاں ہی بیٹھے بیٹھے آنے جانے والوں سے) تمہاری خبریں پوچھتے رہیں (اور وہ جگر دوز معرکہ اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں) اور اگر (اتفاق سے کل یا بعض دیہات میں نہ جا سکیں بلکہ) تم ہی میں رہیں تب بھی (اس وقت کی لے دے سُنکر بھی کبھی غیرت نہ آوے اور محض نام کرنے کو) کچھ یوں ہی سا لڑیں (آگے ثبات فی الحرب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقتداء و اتباع کا مقتضائے ایمان ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ منافقین کی تعییر ہو کہ باوجود دعوے ایمان اُسکے مقتضا سے تخلف کیا اور مخلصین کی تبشیر ہو کہ یہ لوگ البتہ مصداق کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ الخ کے ہیں پس ارشاد فرماتے ہیں کہ) تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو (یعنی مومن کامل ہو یَرْجُوا میں مبدا و معاد کا اعتقاد آگیا اور ذکر اللہ میں سب طاعتیں آگئیں غرض ایسے شخص کے لیے) رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا کہ جب آپ ہی شریک رہے تو آپ سے زیادہ کون پیارا ہے کہ وہ اقتدا نہ کرے اور اپنی جان بچاتے پھرے) اور (آگے منافقین کے مقابلہ میں مومنین مخلصین کا ذکر ہے کہ) جب ایمانداروں نے اُن لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی (موقع) ہے جس کی ہم کو اللہ و رسول نے خبر دی تھی (چنانچہ اس آیت بقرہ میں اس کا اشارہ قریب بصراحت ہے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ الی قولہ وَزُلْزِلُوْا کیونکہ سورۂ بقرہ نزول میں سورۂ احزاب سے مقدم ہے کذا فی الاتقان) اور اللہ و رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس (احزاب کے دیکھنے) سے (جو کہ مصدق پیشین گوئی ہے) اُن کے ایمان اور اطاعت میں ترقی ہو گئی (یہ وصف تو سب مومنین میں مشترک ہے اور بعض اوصاف بعض مؤمنین میں خاص بھی ہیں جس کا بیان یہ ہے کہ) ان مؤمنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اُنھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اُس میں سچے اُترے (اس تقسیم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعضے مسلمانوں نے عہد کیا اور سچے نہیں اُترے بلکہ یہ تقسیم اس بنا پر ہے کہ بعض نے عہد ہی نہیں کیا تھا اور بلا عہد ہی ثابت قدم رہے ان معاہدین کے ذکر کی تصریح بمقابلہ آیت بالا کے ہے جو منافقین کے حق میں ہے وَلَقَدْ کَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ الخ اور مراد ان معاہدین سے حضرت انس بن النضر اور اُن کے رفقا ہیں یہ حضرات اتفاق سے غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہونے پائے تھے تو ان کو افسوس ہوا اور عہد کیا کہ اگر اب کوئی جہاد ہو تو اُس میں ہماری جان توڑ کوشش دیکھ لی جاوے گی مطلب یہ تھا کہ منہ نہ موڑیں گے گو مارے جاویں) پھر ان (معاہدین) میں (دو قسمیں ہو گئیں) بعضے تو اُن میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے (مراد وہ عہد ہے جو مثل نذر کے واجب الایفاء ہے مطلب یہ کہ شہید ہو چکے اور اخیر دم تک منہ نہیں موڑا چنانچہ حضرت انس ممدوح احد میں شہید ہو گئے تھے اسی طرح حضرت مصعب) اور بعضے اُن میں (اُس کے ایفاء کے آخری اثر یعنی شہادت کے) مشتاق ہیں (ابھی شہید نہیں ہوئے) اور (ابتک) اُنہوں نے (اُسمیں) ذرا تغیر تبدل نہیں کیا (یعنی اپنے عزم پر قائم ہیں پس مجموعہ قوم دو قسم ہیں منافق جن کا اوپر بیان ہوا اور مؤمنین پھر مؤمنین دو قسم معاہد اور غیر معاہد اور ثبات دونوں میں مشترک ہے لقولہ تعالٰی لَمَّا رَاَی الْمُؤْمِنُوْنَ الخ پھر معاہد دو قسم شہید اور منتظر شہادت کل چار قسمیں ان آیات میں مذکور ہیں آگے اس غزوہ کی ایک حکمت بیان فرماتے ہیں کہ) یہ واقعہ اس لیے ہوا تاکہ اللہ تعالٰی سچے مسلمانوں کو اُن کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا چاہے اُن کو (نفاق سے) توبہ کی توفیق دے (کیونکہ ایسے مصائب اور حوادث میں مخلص اور متصنع تمیز ہو جاتا ہے اور احیاناً ملامت سے بعض متصنعین بھی متاثر ہو کر مخلص ہو جاتے ہیں اور بعضے بحالہ بھی رہتے ہیں) بیشک اللہ غفور رحیم ہے (اس لیے توبہ کا قبول ہو جانا مستبعد نہیں اس میں ترغیب ہے توبہ کی) اور (یہانتک

ملحقات الرحمۃ

۱؎ قولہ فی تیقظ مشتاق فریق بقرینۃ المقام لان التعلق لیس اثبات فضل لاحد الفریقین المقرون بالاشتیاق وفیہ اطلاق العام علی الخاص ۱۲

۲؎ قولہ فی ما بدلوا تبدیلا ای فما غیروا تبدیل الکلمۃ الا کائنین فی التعریض مستقرۃ من المنافقین ۱۲ الثابتۃ والشاملۃ من تکرار التبدیل ۱۲

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝

اے نبی تم آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجیے کہ تم اگر دنیوی زندگی اور اسکی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ متاع دیدوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کردوں

وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ

اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اسکے رسول کو اور دار آخرت کو تو تم میں سے نیک کرداروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے اے نبی کی بیبیو جو کوئی

بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ۝

تم میں کھلی ہوئی بیہودگی کریگی اُس کو دوہری سزا دیجائے گی اور یہ بات اللہ کو آسان ہے

اس مجمع اسلام کے اقسام مختلفہ کے حالات تھے آگے کفار مخالفین کی حالت کا ذکر ہے کہ) اللہ تعالیٰ کافروں کو (یعنی مشرکین کو اطلاقاً للعام علی الخاص اُن کے غصہ میں بھرا ہوا (مدینہ سے) ہٹا دیا کہ اُن کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی (اور اسی کا غصہ بھرا ہوا تھا) اور جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے آپ ہی کافی ہو گیا (یعنی کفار کو قتال متعارف کی نوبت بھی نہ آئی کہ پہلے ہی دفع ہو گئے اور خفیف لڑائی متفرق طور پر منہی نہیں ہے) اور (اس طرح کافروں کا ہٹا دینا کچھ عجیب نہ سمجھو کیونکہ) اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا زبردست ہے (اُس کو کچھ دشوار نہیں یہ تو مشرکین کا حال ہوا) اور دوسرا گروہ مخالفین میں یہود بنی قریظہ کا تھا آگے اُن کا ذکر ہے کہ) جن اہل کتاب نے اُن (مشرکین) کی مدد کی تھی اُنکو (اللہ تعالیٰ نے) اُنکے قلعوں سے (جن میں وہ محصور تھے) نیچے اُتار دیا اور اُن کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھلا دیا (جس سے وہ اُتر آئے اور پھر) بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُنکے مالوں کا تم کو مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی (تم کو اپنے علم ازلی میں مالک بنا رکھا ہے جس پر تم نے (ابھی) قدم (تک) نہیں رکھا (اس میں بشارت ہے فتوحات مستقبلہ کی عموماً یا فتح خیبر کی خصوصاً جو اس سے کچھ بعد ہوا) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (اس لیے یہ امور کچھ بعید نہیں ہیں) **ف** قتل واسر وملک غنائم منقولہ وغیر منقولہ کے احکام کتب فقہ میں مبسوط ہیں اور ان آیات کی تقریر ترجمہ میں جتنے مضامین از قبیل روایت ہیں سب درمنثور سے ماخوذ و منقول ہیں اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہن احیاء کی نسبت جو آیا ہے هذا ممن قضی نحبہ تشبیہاً باعتبار اجر و ثواب کے ہے **ربط** ایذاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہی عنہ ہونے کا مقاصد سورت میں سے ہونا تمہید سورت میں گذر چکا اور بعض انواع ایذاء کی مذمت جدا جدا بھی آیات میں گذر چکی ہے اُس کی ایک نوع اگرچہ وہ اس لیے اخف الانواع ہے کہ وہ قصد ایذاء سے خالی تھی اور حب قلبی کے ساتھ مقرون تھی وہ ایذاء تھی جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے کچھ زائد سامان دنیوی تقاضے کے ساتھ مانگنے سے جس کو وہ غلطی سے زائد نہ سمجھی تھیں آپکے قلب مبارک کو پہونچی حتی کہ آپ ناخوش ہو کر ایک مہینے کے لیے سب سے الگ ہو گئے اگلی آیتیں اس کے متعلق حضرات امہات المؤمنین کی فہمایش کے لیے ارشاد ہوئیں حدیثوں میں یہ قصہ خوب مفصل آیا ہے اور غالباً اس مانگنے کی وجہ یہ ہوئی ہو کہ فتح خیبر وغیرہ سے کسی قدر مالی وسعت حاصل ہو گئی تھی تو اپنے خیال میں وہ اسکو موجب تکلیف نہیں سمجھیں اور یہ قصہ بعد فتح خیبر کے واقع ہوا چنانچہ اُس وقت حضرت صفیہ بھی آپکے نکاح میں تھیں جو خیبر سے حاصل ہوئی ہیں اور اس سے بعد ذکر فتح خیبر کے جو کہ اَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا کا مصداق کہا گیا ہے اس مضمون کا آنا غایت حسن رکھتا ہے۔

خطاب بازواج مطہرات متضمن نہی از نوع پنجم ایذاء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ اخف الانواع است

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ۝

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ

اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کریگی اور نیک کام کریگی تو ہم اُس کو اُس کا ثواب دوہرا دینگے اور ہم نے اُسکے لیے ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے اے بی بیو تم عمول

كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ

عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ کی موافق بات کہو اور تم

فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ

اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کا اور اُسکے رسول کا کہنا مانو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ

کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو پاک صاف رکھے اور تم اُن آیات الٰہیہ کو اور اس علم کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے۔

ع ۱

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝

بے شک اللہ تعالیٰ رازداں ہے پورا خبردار ہے

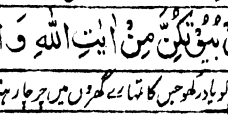

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ اے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجیے کہ (تم سے دو ٹوک بات کہی جاتی ہے تاکہ ہمیشہ کے لیے قصہ ایک طرف ہو وہ بات یہ ہے کہ) تم اگر دنیوی زندگی (کا عیش) اور اُس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ (یعنی لینے کے لیے متوجہ ہو) میں تم کو کچھ (مال و) متاع (دنیوی) اور دیدوں (یا تو مراد اس سے وہ جوڑہ ہے جو مطلقہ مدخولہ کو وقت طلاق کے دینا مستحب ہے یا مراد نان و نفقہ عدت کا ہے و یا دونوں کو شامل ہو) اور (متاع دیگر) تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کروں (یعنی موافق سنت کے طلاق دیدوں تاکہ جہاں چاہو جا کر دنیا حاصل کرو) اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور (مطلب اللہ کو چاہنے کا اس جگہ یہ ہو کہ) اُس کے رسول کو (چاہتی ہو یعنی بحالت کذائیہ قناعت علی الکفاف کر رسول کے نکاح میں رہنا چاہتی ہو) اور عالم آخرت (کے درجات عالیہ) کو چاہتی ہو جو کہ زوجیت رسول پر مرتب ہونیوالے ہیں) تو (یہ تمہاری نیک کرداری ہے اور) تم میں سے نیک کرداروں کیلیے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے (یعنی وہ ثواب جو مخصوص ہے زوجات نبی کے لیے کہ اور نیک بیبیوں کے اجر سے وہ عظیم ہے اور جس سے زوجیت نبی کو اختیار نہ کرنے کی صورت میں محرومان ہوگا گو عموم دلائل سے مطلق ایمان و اعمال صالحہ کے ثمرات اس صورت میں بھی حاصل ہونگے یہانتک تو

اللغات قولہ تبرج ظہور ۱۲

البلاغۃ قولہ فیذھب الخ فی الدارک ستعار لفظ ذھب لرجس للتقوی لتنزلہ من عرض المقترف للفجایات تعلوث بھا کما یتلوث بہ بدنہ بالاوساخ اما الحسنات فاعراض منہا تلقی کالثوب اذا قذف بعلو یجمع منہا

الروایات قولہ قرن فی الدار قرن فی الدار اخرج ابن ابی حاتم عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت جاء ابو بریرۃ فلم یجد ام ولدہ فی البیت وقالوا ذہبت الی المسجد فلما جاءت صاح بہا فقال ان اللہ تعالیٰ نہی النساء ان یخرجن ولم یامرہن ان یقرن فی بیوتہن ولا یتبعن جنازۃ ولا یاتین مسجدا ولا یشہدن جمعۃ اھ قلت فیہ نص فی ان الامر بالقرار فی البیوت لیس خاصا بامہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن وتخصیص ابن کرلان الکلام فی المقام معہن وکذا افادہ النہی للنساء عن الخروج والی المساجد اما قولہ لا تبرجن فی الدار ایضا اخرج ابن سعد وابن ابی حاتم عن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کانت المرأۃ تخرج فتمشی بین الرجال فذلک تبرج الجاہلیۃ الاولی

واخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل قال التبرج انما تلقی المخار علی راسہا ولا تشد فیواری قلائدہا وقرطہا وعنقہا وبدا وذلک کلہ منہا اھ قلت وسیاق روایات اخر فی معنی التبرج وتحلیل من المجموع ان التبرج عام فی مطلق الخروج بلا ضرورۃ ولو مع ستر العورات او مع کشف شیء منہا او لا شیء من المرئیات او مع شیء منہا ۱۲

فائدہ تتعلق بآیۃ التطہیر وایضا عدم ادخال ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان للحجاب عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لان آیۃ التطہیر متاخرۃ عن آیۃ التخییر وہی متاخرۃ عن مسئلۃ الحجاب التی ضربت اولا علی زینب اول من مرہا وقد کانت فی الخیرات والمسألۃ ام سلمۃ مع علما بالحجاب لانہ کان یمکن مع الحجاب بالتلفف فی ثوب علیحدۃ ولما لم یکن فیہ ضرورۃ لم یرخص صلے اللہ علیہ وسلم بہذا الحجاب الذی یکون فی حالۃ الضرورۃ فافہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی الجموعۃ عیش اشارۃ الی حذف المضاف ۱۲

۲؎ قولہ فی فقالین یعنی متوجہ اشارۃ الی ان اللام للتعلیل حسبما یناسب معنویا ۱۲

مضمون تخییر کا ہے جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ازواج کو خطاب ہوگا آگے حق تعالیٰ اُن کو خود خطاب کرکے وہ احکام فرماتے ہیں جن پر اختیار زوجیت واجب الاہتمام ہونگے پس ارشاد ہے کہ) اے نبی کی بیبیو جو کوئی تم میں کھلی ہوئی بیہودگی کرے گی (مراد اس سے وہ معاملہ ہے جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تنگ اور پریشان ہوں تو) اُس کو (اس پر آخرت میں) دوہری سزا دی جاویگی (یعنی دوسرے شخص کو اس عمل پر جتنی سزا ملتی اُس سے دوہری سزا ہوگی) اور یہ بات اللہ کو (بالکل) آسان ہے (یہ نہیں کہ حکام دنیوی کی طرح احیاناً سزا بڑھانے سے کسی کی عظمت اُس کو مانع ہو جاوے اور اس سزا کے بڑھنے کی علت ابھی تضعیف اجر کی تقریر میں آتی ہے) اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی (یعنی جن امور کو اللہ تعالےٰ نے واجب فرمایا ہے اُن کو ادا کرے گی اور خود رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے زوج ہونیکے جو حقوق اطاعت وغیرہ واجب ہیں وہ ادا کرے گی کیونکہ حیثیت رسالت کے حقوق حقوق اللہ میں داخل ہوگئے) اور (امور غیر واجبہ میں سے جو) نیک کام (ہیں ان کو) کرے گی تو ہم اُس کو اُس کا ثواب (بھی) دوہرا دینگے اور ہم نے اُس کے لیے (علاوہ اجر مضاعف موعود کے) ایک (خاص عمدہ روزی (جو جنت میں ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے اور جو صلۂ عمل سے زائد ہے) تیار کر رکھی ہے (علت اس تضعیف اجر اور اسی طرح تضعیف وزر کی جو اس کے قبل ارشاد ہے شرف زوجیت نبی ہے جس پر یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ دال ہے کیونکہ اہل خصوصیت کا عصیان بھی اوروں کے عصیان سے اشد ہوتا ہے اسی طرح اُن کی طاعت بھی اوروں کی طاعت سے زیادہ مقبول ہوتی ہے پس وعدہ و وعید دونوں میں وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں اور خصوصاً مقام کلام میں یہ کہنا ممکن ہے کہ حضرات امہات المومنین سے خدمت و اطاعت کا صدور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کو راحت افزا زیادہ ہوگا اور اسی طرح اس کے خلاف کا صدور آپ کے لیے کلفت افزا زیادہ ہوگا پس آپ کی راحت رسانی موجب اجر تھی زیادہ راحت رسانی موجب زیادتی اجر ہوگئی علےٰ ہذا اس کی ضد میں سمجھنا چاہیے یہاں تک ازواج سے آپ کے حقوق کے متعلق خطاب تھا آگے عام احکام کے متعلق زیادہ اہتمام کے لیے خطاب ہے کہ) اے نبی کی بیبیو (محض اس بات پر مت پھول جانا کہ ہم نبی کی بیبیاں ہیں اور اس لیے عام عورتوں سے ممتاز ہیں یہ نسبت اور شرف ہمارے لیے بعض ہے سو یہ وسوسہ مت کرنا یہ بات صحیح ہے کہ) تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو (بیشک اُن سے ممتاز ہو مگر مطلقاً نہیں بلکہ اس کے ساتھ ایک شرط بھی ہے وہ یہ کہ) اگر تم تقوےٰ اختیار کرو (تب تو واقعی اس نسبت کے سبب تم کو اوروں سے شرف ہے حتی کہ ثواب مضاعف ملیگا اور اگر یہ شرط متحقق نہیں تو یہی نسبت بالعکس تضاعف وزر کا سبب بن جاویگی جب یہ بات ہے کہ نری نسبت بلا تقوے ہیچ ہے) تو (تم کو احکام شرعیہ کی پوری پابندی کرنا چاہیے عموماً اور ان احکام مذکورۂ آیت آیندہ کی خصوصاً اور وہ احکام یہ ہیں کہ) تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جب کہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس کا یہ مطلب نہیں کہ قصداً نزاکت مت کرو کیونکہ اُس کا بُرا ہونا تو بدیہی ہے دوسرے مخاطب یعنی ازواج مطہرات میں اس کا احتمال نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسے عورتوں کے کلام کا فطری انداز ہوتا ہے کہ کلام میں نرمی ہوتی ہے سادہ مزاجی سے اُس انداز کو مت برتو) کہ (اس سے) ایسے شخص کو (طبعاً) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خود اپنی (اور بدی) ہے (بلکہ ایسے موقع پر تکلف اور اہتمام سے اُس فطری انداز کو بدل کر گفتگو کرو) اور قاعدہ (عفت) کے موافق بات کہو (یعنی ایسے انداز سے جس میں خشکی اور روکھا پن ہو کہ یہ حافظ عفت ہے اور یہ بداخلاقی نہیں ہے بداخلاقی وہ ہے جس سے کسی کے قلب کو تلم و تاذی ہو تو سد باب طمع فاسد سے ایلام لازم نہیں آتا اس میں تو بولنے کے متعلق حکم فرمایا) اور (آگے پردہ کے متعلق ارشاد ہے اور امر مشترک دونوں میں حفظ عفت ہے یعنی) تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو (مراد اس سے یہ ہے کہ محض کپڑا اوڑھ لپیٹ کر پردہ کر لینے پر کفایت مت کرو بلکہ پردہ اس طریقے سے کرو کہ بدن مع لباس نظر نہ آوے جیسا آج کل شرفاء میں پردہ کا طریقہ متعارف ہے کہ عورتیں گھروں ہی سے نہیں نکلتیں البتہ مواقع ضرورت دوسری دلیل سے مستثنےٰ ہیں) اور آگے اسی حکم کی تاکید کے لیے ارشاد ہے کہ) قدیم زمانہ جہالت کے دستور کے موافق مت پھرو (جس میں بے پردگی رائج تھی گو بلا فحش ہی کیوں نہ ہو اور قدیم جاہلیت سے مراد وہ جاہلیت ہے جو اسلام سے پہلے تھی اور اُس کے مقابلہ میں ایک مابعد کی جاہلیت ہے کہ بعد تعلیم

ملحقات الترجمہ

قولہ فی تہیج الجاھلیۃ دستور ہذا بالاصل المفہوم من تاکید الفعل بالمصدر المقصود منہ التشبیہ ۱۲

تبلیغ احکام اسلام کے اُن پر عمل نہ کیا جاوے پس حج تبرج بعد اسلام ہوگا وہ جاہلیت اخری ہے اس لیے شبہ میں تخصیص جاہلیت اولی کی ظاہر ہے کیونکہ مشبہ و مشبہ بہ کا تغایر ضروری ہے مطلب یہ کہ جاہلیت اخری حادث کر کے جاہلیت اولے کا اقتدا نہ کرو جس کے مٹانے کو اسلام آیا ہر بہانتک احکام متعلقہ عفت کے تھے) اور (آگے دوسرے شرائع کا ارشاد ہے کہ) تم نمازوں کی پابندی رکھو اور نہ کوۃ (اگر نصاب کی مالک دیا کرو (کہ دونوں اعظم شعائر سے ہیں اس لیے ان کی تخصیص کی گئی) اور (بھی جتنے احکام ہیں اور تم کو معلوم ہیں سب میں) اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو اور ہم نے جو تم کو ان احکام کے اس التزام اور اہتمام کا مکلف فرمایا ہے تو تمہارا ہی نفع ہے کیونکہ) اللہ تعالی کو (ان احکام کو بتانے سے تشریعاً) یہ منظور ہے کہ اے (پیغمبر کے) گھر والو تم سے (معصیت و نافرمانی کی) آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ظاہراً و باطناً عقیدۃً و عملاً و خلقاً بالکل) پاک صاف رکھے (کیونکہ علم بالاحکام سے مخالفت سے جو کہ موجب رجس اور دافع تطہیر ہے بچنا ممکن ہے) اور (چونکہ ان احکام پر عمل واجب ہے اور عمل موقوف ہے احکام کے جاننے اور اُن کے یاد رکھنے پر اس لیے) تم اُن آیات الٰہیہ (یعنی قرآن) کو اور اُس علم (احکام) کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے (اور یہ بھی پیش نظر رکھو کہ) بیشک اللہ تعالے رازداں ہے (کہ اعمال قلوب کو بھی جانتا ہے اور) پورا خبردار ہے (کہ پوشیدہ اعمال کو بھی جانتا ہے اس لیے ظاہراً و باطناً سراً و علانیۃً امتثال اوامر و اجتناب نواہی کا اہتمام واجب ہے) **ف فائدہ اولے** اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا کے ترجمہ میں طلاق سنت سے مراد طلاق غیر بدعی ہے خواہ طریق تعلیق سے بدعی ہو جیسے حیض میں سب کے نزدیک یا تین طلاق دفعۃً دینا حنفیہ کے نزدیک خواہ دوسرے عارض سے بدعی ہو مثلاً مطلقہ کو کسی قسم کا ضرر پہونچانا **فائدہ ثانیہ** اُمَتِّعْكُنَّ کے ترجمہ میں جو جوڑہ لکھا ہے اُس کے مسائل ضروری سورہ بقرہ آیت وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ کے ذیل میں گذر چکے ہیں **فائدہ ثالثہ** اُسَرِّحْكُنَّ کا جزاء اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الخ میں واقع ہونا ظاہراً دلیل ہے کہ ایسی عورت کو جو کہ زینت دنیا کے لیے طلاق اختیار کرتی دوسری جگہ نکاح جائز ہوتا کیونکہ حصول دُنیا اگر بلا واسطہ دوسرے نکاح کے مراد ہو تو وہ تو بقاء زوجیت نبویہ کے ساتھ بھی ممکن ہے پھر تسریح کی کیا ضرورت تھی اس سے معلوم ہوا کہ مراد اس سے وہی ہے جو بطریق دوسرے نکاح کے ہو صاحب روح نے یہ مسئلہ امام سے نقل کیا ہے **فائدہ رابعہ** اُعِدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ میں جو کلمۂ من ہے اگر تبعیض کے لیے ہو تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر تبعیض کے لیے ہو جس سے شبہ بعض کے غیر محسنہ ہونے کا واقع ہوتا ہے اُس کی دو توجیہ ممکن ہیں ایک یہ کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک عورت عامریہ حمیریہ نے اس تخییر کے بعد آپ کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہا اور وہ فی الروح عن ابن سعد اس تبعیض سے اُس کا استثناء کرنا مقصود ہے اور اگر یہ روایت ثابت نہو تو دوسری توجیہ یہ ہے کہ گو سب محسنات تھیں مگر وقت تخییر قبل اختیار اس کا ظہور تو نہ تھا پس ظاہر حال سے ہر ایک میں دونوں احتمال تھے پس یہ تبعیض بطور معنے تعلیقی کے ہے یعنی مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُنَّ اور یہی معنے ہیں اس قول کے کہ مطلق بعض کا تحقق گا ہے ضمن کل میں ہوتا ہے اور گا ہے بضمن بعض مقابل للکل کے **فائدہ خامسہ** صاحب روح نے امام رازی سے ایک اور مسئلہ بھی نقل کیا ہے کہ جو اس تخییر کے بعد اللہ و رسول کو اختیار کرلے اُس کو پھر طلاق دینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلیے جائز نہیں معلوم ہوتا و رنہ تخییر اور اختیار غیر مثمر ہے لیکن احقر کے نزدیک یہ استنباط محض ضعیف ہے عارض اختیار دنیا سے مستحق طلاق نہ ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ اور کسی عارض سے بھی اُس کو طلاق نہ دیا جاوے پس بعض روایات میں جو حضرت سودہ و حضرت حفصہ کو طلاق دینے کا ارادہ یا ایک رجعی طلاق دینا آیا ہے اگر وہ بعد اس آیت کے ہو تب بھی کچھ اشکال نہیں **فائدہ سادسہ** جب یہ آیت تخییر نازل ہوئی آپ نے اپنی بیبیوں کو پڑھ کر سُنا دی آپ کی جو نو بیبیاں مشہور ہیں حضرات عائشہؓ۔ حفصہؓ۔ ام حبیبہؓ۔ سودہؓ۔ ام سلمہؓ۔ یہ پانچوں قریش میں سے ہیں صفیہ خیبریہ۔ میمونہ ہلالیہ۔ زینب اسدیہ۔ جویریہ مصطلقیہ رضی اللہ تعالے عنہن ان سب نے آپ کی زوجیت میں رہنا قبول کیا اور دنیا کی طرف التفات نہیں فرمایا **فائدہ سابعہ** اس میں یہ کلام ہوا ہے کہ آیا ہی تخییر تفویض طلاق تھی اور اختیار کر لینا ایقاع طلاق ہو جاتا اور آپ کی تطلیق کی حاجت نہ ہوتی یا یہ تخییر راجئے کا دریافت کرنا تھا اور اختیار رائے کا اظہار تھا اور اختیار کے بعد تطلیق کی حاجت ہوتی لیکن آیت کا دونوں طرز پر انطباق ہو سکتا ہے **فائدہ ثامنہ** مسئلہ لفظ اختاری جو کہ کنایات طلاق سے ہے اگر زوجہ کو کہدے تو محض اس سے طلاق واقع نہیں ہوتا اگر وہ کچھ جواب نہ دے یا جواب میں کہدے اخترت نفسی قالت البتہ اگر اختارت نفسی کہے تو واقع ہو جاتا ہے تفصیل اسکی کتب فقہ میں

ملتقطات الترجمہ

لہ قولہ فی تبلی پر جا الشارہ الی ان الکلام ہہنا لیس تما بالآیات ۱۲

فائدہ تاسعہ ظاہر اس نص سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا کہ ازواج کو تخییر دیں اور یہ بھی ظاہر اواجب معلوم ہوتا ہے کہ مخاطبہ للدنیا کو طلاق دیدیں اس کو بھی صاحب روح نے امام سے نقل کیا ہے لیکن یہ حکم چونکہ عام نہیں اس لیے دوسروں کے لیے صرف مستحب ہے کہ بے شرع عورت سے اس طرح کہہ لیں اور اسی طرح کرلیں اور فقہاء نے تصریح کی ہے لَایَجِبُ تَطْلِیْقُ الْفَاجِرَۃِ **فائدہ عاشرہ** فاحشہ کی تفسیر بیہقی نے مقاتل سے نقل کی ہے اِنَّھَا الْعِصْیَانُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور طلب مزید جس سے ضیق قلب مبارک ہو اسی میں داخل ہے اس کے علاوہ دو دلیلیں اس کی اور ہیں اول اُس کو مُبَیِّنَۃ فرمایا اور معنی متعارف مبینہ کا مصداق نہیں الا بتجوز دوسرے مقابلہ میں وَمَنْ یَّقْنُتْ الخ فرمایا معلوم ہوا کہ اس سے مراد عدم قنوت ہے اور معنے متعارف کا ازواج انبیاء میں محتمل نہ ہونا سورۂ نور آیت اَلطَّیِّبَاتُ الخ کی تفسیر میں گذر چکا **فائدہ حادیہ عشر** عذاب کو توصرف فاحشہ مبینہ پر کہ ایک عمل ہے مرتب فرمایا اور اجر مرتین کو مجموعہ قنوت وعمل صالح پر کہ مجموعہ شرائع ہے وجہ اس کی ظاہر ہے کہ مقبولیت تامہ کے لیے اتیان بالجمیع ضروری ہے اور عقوبت کے لیے اخلال بالبعض بھی بس ہے **فائدہ ثانیہ عشر** تضاعف عذاب وتضاعف ثواب کی وجہ اثنائے تقریر ترجمہ میں مبین ہو چکی **فائدہ ثالثہ عشر** تضاعف عذاب سے شبہہ تعارض من جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَھَا کا نہ کیا جاوے کیونکہ حالت کذائیہ خصوصیت کا مقتضی شدت عقوبت ہونا عین مماثلت ہے درمیان عمل وعقوبت کے پس یہاں خود مضاعفت ہی مماثلت ہے **فائدہ رابعہ عشر** اِنِ اتَّقَیْتُنَّ سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ متقی نہ تھیں بلکہ مقصود اس سے محض تعلیق ہے افضلیت علی النساء کی اتقاء پر تاکہ مدار ہونا تقوے کا ظاہر ہو جاوے گو واقع میں مقدم وتالی دونوں متحقق ہوں دوسری توجیہ یہ بھی موافق محاورہ کے ہے کہ اِتَّقَیْتُنَّ کے معنے دُمْتُنَّ عَلَی التَّقْوٰی ہوں یعنی اگر متقی رہو جیسے اب متقی ہو تب اوروں سے افضل رہو گی **فائدہ خامسہ عشر** لَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ باعتبار مقول لہ کے گو ظاہر اطلاق ہے مگر مقصود تخصیص ہے مکالمہ اجانب کے ساتھ **فائدہ سادسہ عشر** لَا تَخْضَعْنَ اور قُلْنَ اور لَا تَبَرَّجْنَ باعتبار عبارت خطاب کے کہ مخاطب حضرات ازواج مطہرات ہیں گو ظاہراً خاص ہیں مگر دلالت خطاب کے اعتبار سے کہ مقصود صون عفت ہو جو سب کے مطلوب ہے یہ احکام عام ہیں سب عورتوں کے لیے جیسا کہ مقاتل نے لَا تَبَرَّجْنَ میں کہا ہے ثُمَّ عَمَّتْ نِسَآءَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی التَّبَرُّجِ رواہ فی الدر بلکہ تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ اور عورتوں کے لیے یہ احکام بدرجۂ اولیٰ ہیں کیونکہ علت ان احکام کی سدّ ذرائع فساد ہے جیسا یَطْمَعُ اُس پر دال ہے اور ظاہر ہے کہ دوسری عورتیں سد ذرائع کی زیادہ محتاج ہیں ونیز قُلْنَ کے مقابل یعنی عدم قرار کو تشبیہ دینا امر جاہلیت سے خود عدم قرار کی ذم کے لیے کافی ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا امر مذموم دوسری عورتوں کے لیے بھی مشروع نہیں ہو سکتا نیز حدیثوں میں اس قسم کے مضامین اَلَمْ اَقُلْ لَکُنَّ اِذَا خَرَجْتُنَّ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ وَنحو ذلک وارد ہیں جو دلالت علی المطلوب کے لیے وافی ہیں پس عام ہونا ان احکام کا ثابت ہو گیا رہی تخصیص فی الذکر اُس کی وجہ ظاہر ہے کہ یہاں وعظ امہات المومنین کو ہے اس لیے ضمائر میں وہی مخاطب ہیں مگر تخصیص فی الذکر سے تخصیص فی الحکم لازم نہیں اور اگر لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ سے شبہہ تخصیص کا پڑے تو اُس کے معنے جو لکھے گئے ہیں اُس سے اس شبہہ کی اصلاً گنجائش نہیں اور اگر بعض علماء کے اس قول سے کہ حجاب صرف ازواج مطہرات کے لیے فرض ہے شبہہ پڑے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ مراد اس سے وجوب لعینہ ہے اور سد ذرائع اُس کی حکمت ہے کیونکہ دوسری نساء کے لیے یہ حجاب واجب لغیرہ ہے کہ سد ذرائع اُس کی علت ہے اور یہی وجہ ہے کہ لَا تَخْضَعْنَ اور لَا تَبَرَّجْنَ کو کسی نے خاص نہیں کہا پس قرن کہ محذوف بین الامرین سے وہ کیوں خاص ہوگا اور تفصیل وتحقیق اس مضمون کی احقر کے رسالہ القول الصواب میں مطبع ہے **فائدہ سابعۃ عشر** قرن کی توضیح ترجمہ میں جو مواقع ضرورت کو مستثنیٰ کہا ہے اُس کی دلیل قولی یہ حدیث ہے قَدْ اُذِنَ لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِکُنَّ رواہ مسلم اور دلیل فعلی خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سفر اور حج میں ازواج کو لیجانا ہے اب بعض اہل بدعت کا اعتراض حضرت عائشہ پر جنگ جمل کے متعلق نفس خروج میں محض لاشئ ہے خصوصاً جب کہ وہ خاص اسی کام کے لیے نکلی بھی نہ تھیں بلکہ وہ مکہ حج کو گئی ہوئی تھیں **فائدہ ثامنہ عشر** بُیُوْتِکُنَّ میں اضافت ملک اور سکنی دونوں کی ہو سکتی ہے صورت اولیٰ میں یہ کہا جاوے گا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں اُن کو مالک کر دیا ہو کیونکہ میراث کا تو احتمال ہے ہی نہیں اور صورت ثانیہ میں اُس کا سکنی بعد وفات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے مالکانہ نہ ہوگا بلکہ جس طرح اہل حاجت اوقاف سے منتفع ہوتے ہیں

ہاں دونوں احتمالوں میں سے ایک کی تعیین محتاج دلیل مستقل ہے قرآن کا انطباق دونوں پر ممکن ہے **فائدہ تاسعہ عشر** اس مقام پر جو لفظ اہل بیت آیت تطہیر میں آیا ہے سیاق وسباق کے دیکھنے سے الیقین اس کا مصداق ازواج مطہرات ہیں چنانچہ ابن عباس رضؓ کا قول اسی آیت تطہیر میں ہے نزلت فی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ اور عکرمہ کا قول ہے من شاء باھلتہ انھا نزلت فی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بھی عکرمہ نے کہا لیس بالذی تذھبون الیہ انما ھو نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا کلہ فی الدر المنثور پس اس میں تو کوئی شبہ نہیں اور عنکم میں ضمیر مکر یا تو باعتبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبنی بر تغلیب ہے یا باعتبار لفظ اہل کے ہو جیسا قال کا اھلہ لمکثوا اب رہا حضرات اہل عبا اس کا مصداق ہونا جیسا حدیث میں ہے کہ آپ نے ان حضرات کو کملی میں لپیٹ کر فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا یا ازواج مطہرات کا مصداق نہ ہونا جیسا ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے بھی کملی میں آنا چاہا تو آپ نے فرمایا انک علی خیر اور ان کو داخل نہیں کیا اھ سو اس میں محقق بات یہ ہے کہ آیت اور حدیث میں اہل بیت کا مفہوم متحد نہیں بلکہ حدیث میں تو عترت مراد ہے اور آیت میں یا تو عام مراد ہے جس کی ایک نوع تو آیت ہی کی مدلول ہے اور دوسری نوع کا مدلول ہونا آپ نے اپنے اس فعل سے ظاہر فرما دیا اور حضرت ام سلمہؓ کا داخل نکرنا اس لیے ہوگا کہ تمہارا تو مدلول آیت ہونا ظاہر ہی ہے جن کا خفی ہے ان کو ظاہر کرتا ہوں پھر تم کو اس کا اہتمام کیا ضرور اور خیر سے یہی مدلولیت مراد ہوگی اور یا آیت میں صرف حضرات ازواج مراد ہیں اس صورت میں عبا میں داخل فرمانا اور آیت پڑھنا یا آیت کے مناسب الفاظ سے دعا کرنا بطور علم اعتبار کے ہوگا جیسا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں آیت فساء صباح المنذرین پڑھ دی تھی جس کا نزول حشر کین کے حق میں ہے اور جیسا شاہ ولی اللہؒ نے مسلمہ قدریں آپ کا آیت نامامن اعطی الخ کا پڑھ دینا اسی پر محمول کیا ہے کذا فی الفوز الکبیر پس مطلب یہ ہوگا کہ اے اللہ ایک نوع اہل بیت کی یہ بھی ہے انکے لیے بھی میں دعا کرتا ہوں اور دعا میں اذہاب رجس اور تطہیر سے قطہیر تکوینی مراد ہونا یہ اور زیادہ مؤید ہے اس دعوے کا کہ یہ ادخال بطور علم اعتبار کے ہے کیونکہ آیت میں تطہیر تشریعی مراد ہے اور حدیث میں وہ مراد نہیں ورنہ اس دعا کے کوئی معنے محصل نہ ہونگے اور اس صورت میں انک علی خیر سے یہ مقصود ہونا کہ تم اہل بیت سے نہیں ہو اصلا محل اشکال نہیں یعنی اس نوع سے نہیں ہو جو اس وقت مراد ہے اور یہی مطلب ہے حضرت زید بن ارقم کے ارشاد کا کہ اہل بیت وہ ہیں جنپر صدقہ حرام ہے یعنی عترت جب ان سے اہل بیت کے معنے پوچھے گئے رواہ مسلم پس قرینہ سوال سے انھوں نے یہ معنے فرمائے باقی نہ انے آیت کی تفسیر پوچھی گئی اور نہ انہوں نے آیت کے متعلق یہ ارشاد فرمایا پس ازواج کا اہل بیت نہ ہونا انکے قول سے ثابت نہیں چنانچہ اسی روایت میں یہ بھی ان ہی کا قول ہے نساء من اھل بیتہ بلکہ معالم میں تو بسند متصل حضرت ام سلمہؓ کے اس سوال پر کہ میں اہل بیت سے نہیں ہوں خود ارشاد نبوی مروی ہے بلی انشاء اللہ تعالی غرض لفظ اہل بیت کے دو مفہوم ہیں ایک ازواج دوسرے عترت اور خصوصیت قرائن سے کسی مقام پر ایک مفہوم مراد ہوتا ہے کہیں دوسرا اور کہیں عام بھی مراد ہو سکتا ہے پس آیت میں ظاہراً مفہوم اول مراد ہے اور مفہوم ثالث بھی محتمل ہے اور حدیث ثقلین و حرمت صدقہ و حدیث عبا میں دوسرا مفہوم مراد ہے پس اس تحقیق کے بعد نہ آیت میں اشکال ہے نہ کسی حدیث میں نہ باہم تعارض اور نہ اہل حق پر کسی کا کوئی شبہ وارد ہے اور نہ اہل حق کو کسی جگہ تکلف و تاویل کی حاجت ہے **فائدہ عشرین** چونکہ ارادہ اذہاب رجس و تطہیر کی تفسیر ارادہ تشریعی کے ساتھ معلوم ہو چکی ہے اسلیے اس سے عصمت اہل بیت پر استدلال اصلا گنجایش نہیں رکھتا خواہ اہل بیت سے خاص مراد ہو یا عام اور خواہ ارادہ تشریعیہ کا مراد ہونا متیقن ہو یا محتمل لانہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جیسا دوسری آیت میں مومنین کو عام ارشاد ہے ولکن یرید لیطھرکم پھر یہ کہ اہل بیت کی فضیلت کیا ثابت ہوگی کیونکہ ارادہ تشریعیہ تو تمام مکلفین کے لیے عام ہے جواب یہ ہے کہ اس سے تو اتنی ہی فضیلت ثابت ہوگی کہ ان کی تطہیر کیطرف حق تعالی کو توجہ اور اعتنا رہا اور گو یہ اعتنا سب مکلفین میں مشترک ہے لیکن کلی مشکک کے طور پر زیادہ اعتنا زیادہ فضیلت پر ضرور دال ہوگا جیسا لفظ اہل بیت جس کا حاصل یہ ہے۔ یا من ھو من اھل بیت بنینا وھبدنا المقبول المحبوب المرضی عندنا اس اختصاص بالاعتنا پر دال ہے اور اس سے زیادہ فضائل اہل بیت کے باقی معنی اعتبار اس آیت پر موقوف نہیں اور دلائل قرآن و حدیث کے اس پر دال ہیں **فائدہ حادیہ وعشرین** حدیث میں اور بھی بعض کے لیے تضعیف اجر مرتین آیا ہے وہ حدیث مع اس کے تحقیق معنے کے پارہ بستم کے نصف پر آیت او لئک یؤتون اجرھم کے ذیل میں گذر چکی ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ تین شخصوں کو دوہرا اجر ملتا ہے لیکن عدد حصر کے لیے نہیں تاکہ اس آیت کے معارضہ کا اشکال لازم آوے

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ

بیشک اسلام کے کام کرنیوالے مرد اور اسلام کے کام کرنیوالی عورتیں یا ایمان لانیوالے مرد، ایمان لانیوالی عورتیں اور فرمانبرداری کرنیوالے مرد اور فرمانبرداری کرنیوالی عورتیں اور سچ بولنیوالے مرد اور سچ بولنیوالی عورتیں اور صبر کرنیوالے مرد

وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ

اور صبر کرنیوالی عورتیں اور خشوع کرنیوالے مرد اور خشوع کرنیوالی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد

وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝

اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور کثرت خدا کے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے

چنانچہ ایک حدیث میں چار کا عدد آگیا ہے اور ازواج مطہرات کو اس میں داخل کیا ہے کما فی الدر بروایۃ الطبرانی عن ام سلمۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ یوتون اجرھم مرتین منھم ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربط اوپر اوامر و نواہی میں اصل روئے سخن حضرات ازواج مطہرات کی طرف تھا اور انکے لیے اعمال صالحہ پر بشارت اجر و ثواب و تطہیر و اذہاب رجس کی تھی آگے تعمیم رحمت و شریعت کے اظہار کے لیے عام مؤمنین و مؤمنات کو اعمال صالحہ پر اسی فضل کی بشارت دیتے ہیں چنانچہ مغفرت اور اذہاب رجس متقارب المعنی ہیں اور اجر عظیم اور اجر مرتین متناسب الالفاظ بھی ہیں چنانچہ بعض اسباب نزول اس تقریر ربط کے مؤید بھی ہیں حیاء در منثور میں قتادہ رضہ سے ہے کہ بعض بیبیاں ازواج مطہرات کے پاس جاکر کہنے لگیں کہ ہمارا تو قرآن میں ذکر آیا ہمارا نہیں آیا یعنی اس موقع پر نہیں آیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور بعض روایات میں جو ہے کہ حضرت ام سلمہ رضہ نے تمنا کی تھی کہ ہمارا بھی ذکر قرآن میں آتا اور اسپر یہ آیت نازل ہوئی کذا فی الدر ایضاً تو اس میں یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ اوپر کی آیات میں تو ان کا ذکر آچکا تھا شاید تمنا اس کی ہوگی کہ تشریع عام کے طور پر عورتوں کا بھی ذکر آوے اور مردوں کا ذکر ملا دینے میں اشارہ ہے جواب کی طرف کہ استقلالاً ذکر آنے کی اس لیے ضرورت نہیں کہ شرائع مردوں اور عورتوں میں مشترک ہیں پھر مرد متبوع ہوتے ہیں ان کا خطاب کافی ہے۔

تبشیر عام جمیع اہل اسلام بر امتثال احکام

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ بیشک اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنیوالی عورتیں اور ایمان لانیوالے مرد اور ایمان لانیوالی عورتیں (پس اس تفسیر پر اسلام سے مراد اعمال نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہا ہوئے اور ایمان سے مراد عقائد ہوئے صحیحین میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پوچھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی جواب بنا مروی ہے) اور فرمانبرداری کرنیوالے مرد اور فرمانبرداری کرنیوالی عورتیں (اسمیں اشارہ ہے کہ اعمال و عقائد کی محض برلہ افتیاد ہیں کچھ پس و پیش یا کراہت نہیں ہے) اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں (اسمیں صدق فی القول فی العمل فی النیۃ فی الایمان سب آگیا یعنی نہ وہ کاذب فی الکلام ہیں نہ عمل میں کم ہمت اور سست ہیں نہ نیت میں ریاکار ہیں اور نہ منافق ہیں) اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں (اسمیں اقسام صبر کے آگئے صبر طاعات پر اور صبر معاصی سو اور صبر مصائب پر) اور خشوع (خضوع) کرنیوالے مرد اور خشوع (خضوع) کرنیوالی عورتیں (اسمیں تواضع جو ضد تکبر کی ہے وہ بھی داخل ہے اور نماز و عبادات میں توجہ قلب اور جوارح سے بھی داخل ہے) اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں (اسمیں زکوٰۃ اور صدقات نافلہ سب داخل ہیں) اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں (اسمیں بھی روزہ فرض اور نفل سب آگیا) اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور کثرت خدا کی یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں (یعنی جو اذکار مفروضہ کے علاوہ اذکار نافلہ کو بھی ادا کرتے ہیں) ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے

البلاغۃ قد تقلیب ولعل الاکتفاء بضمیر الذکر اشارۃ الی ان الذکور ھم الاصول ومن ثم لم یصرح بذکر النساء فی الاکثر۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اُس کا رسول کسی کام کا حکم دیدیں کہ اُن کو اُن کے اُس کام میں کوئی اختیار رہے - اور جو شخص اللہ کا اور اُسکے رسول کا

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ

کہنا نہ مانیگا وہ صریح گمراہی میں پڑا اور جب آپ اس شخص سے فرماتے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور آپ نے بھی انعام کیا کہ اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور خدا سے ڈر

وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا

اور آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنیوالا تھا اور آپ لوگوں سے اندیشہ کرتے تھے اور ڈرنا تو آپ کو خدا ہی سزاوار ہے پھر جب زید کا اس سے جی بھر گیا ہے اُسے آپ سے بیاہ دیا تاکہ

يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں کے بارے میں کچھ تنگی نہ رہے جب وہ اُن سے اپنا جی بھر چکیں اور خدا کا یہ حکم تو ہونے والا تھا ہی

ربط اوپر چند جا بیان ہوا ہے کہ اعظم مقاصد سورت آپ کی تعظیم و اجلال و اطاعت کا اہتمام اور آپ کو ایذا دینے کی تحریم ہے اور دونوں کے بعض بعض انواع اوپر آچکے ہیں جن میں نوع دوم ایذاء کی تمہید میں حضرت زید رض کا قصہ بھی لکھا گیا ہے آگے اسی قصہ کے متعلق دو مضمون ہیں ایک نوع سوم آپ کی تعظیم حق کی اور ایک تفصیل نوع دوم ایذاء کی جو اوپر اجمالاً آئی تھی۔ سبب نزول مضمون اول کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرت زید کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رض سے کرنا چاہا چونکہ حضرت زید عام میں غلام مشہور ہو چکے تھے حضرت زینب نے اور اُنکے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش نے اس نکاح کی نظری سے عذر کیا اس پر مضمون اول کی آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ کذا فی اللباب اور مضمون ثانی کا سبب نزول یہ ہے کہ جب آیت اولی کے نزول پر نکاح منظور کر لیا گیا اتفاق سے باہم مزاجوں میں توافق نہ ہوا حضرت زید نے طلاق دینا چاہا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا آپ نے فہمائش کی کہ طلاق مت دو مگر جب کسی طرح موافقت نہ ہوئی آخر پھر طلاق کا عزم ظاہر کیا اُسوقت آپ کو وحی سے معلوم ہوا کہ زید ضرور طلاق دینگے اور زینب کا آپ سے نکاح ہوگا اور وہ فی الروح برِوایۃ الحکیم الترمذی وغیرہ عن الامام زین العابدین علی بن الحسین اور اُسوقت مصلحت بھی یہی تھا کیونکہ اول تو یہ نکاح خلاف مرضی ہونے سے موجب رنج طبعی ہوا تھا پھر اُسپر طلاق دینا اور زیادہ موجب کلفت و دلشکنی تھا اس دلشکنی کا تدارک جس سے حضرت زینب کی اشک شوئی ہو سکتی تھی اس سے بہتر اور کوئی نہ تھا کہ حضور اُن سے نکاح کر کے اُن کی دلجوئی اور قدر افزائی فرماویں مگر ساتھ ہی خیال تھا طعن عوام کا مگر حکم الٰہی سے نکاح ہوا جس میں علاوہ مصلحت مذکورہ خاصہ کے مصلحت شرعیہ عامہ یہ تھی کہ متبنی کی زوجہ سے نکاح کی حلت فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہو جاوے کما قال تعالیٰ لکیلا یکون الخ کو تشریع قولی کے ساتھ تشریع فعلی کا انضمام زیادہ مؤکد و مقوی حکم و رافع وسادس وشکوک ہے پس پہلی آیتیں اسکے متعلق نازل ہوئیں۔

نوع سوم جلالت شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ببیان وجوب اطاعت حضرت ایشان و تفصیل نوع دوم ایذاء کہ طعن بود در نکاح زینب رض

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

اللغات خیرۃ مصدر قولہ امسک تعدیۃ بعلی لتضمنہ معنی الحبس قولہ قضی وطرا ای طلقہا ومعنی الوطر الحاجۃ لان الطلاق یکون اذا لم یبق حاجۃ الی المرأۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم وضمیر لہم عائد الی النکرۃ باعتبار المعنی وکذا فی امرہم ولعل العائدۃ فی العدول عن الظاہر فی الضمیر الاول بان یقال لہ علی ما قال الطیبی الایذان بانہ کما لا یصح لکل فرد فرد من المؤمنین ان یکون لہم الخیرۃ کذلک لا یصح ان یجتمعوا علی کلمۃ واحدۃ للان تاثیر الجماعۃ واتفاقہم اقوی من تاثیر الواحد ولسنا بہ فائدۃ الجمع فی الضمیر الثانی کذا ویدل فراد العمر افرادہم من النظر اد من الروح قولہ للذی انعم اللہ علیہ فی الروح وایراد بالعنوان الذی ذکر کما قال الشیخ الاسلام لبیان منشأ خشیۃ حالہ ما صدر عنہ علیہ السلام من اظہار خلاف ما فی ضمیر الشریف ازجوا نا لیقع عندہ لا استبعادہ والله اعلم

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ۝ الَّذِينَ

ان پیغمبر کے لیے خدا تعالیٰ نے جو بات مقرر کر دی تھی اُس میں نبی پر کوئی الزام نہیں اللہ تعالیٰ نے اُنکے حق میں بھی معمول کر رکھا ہی جو پہلے ہو گذرے ہیں اور اللہ کا حکم تجویز کیا ہوا ہوتا ہے یہ سب ایسے تھے

يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ

کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پہونچایا کرتے تھے اور اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ حساب لینے کے لیے کافی ہے محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں

وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۗ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۗ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ۝ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اُس کا رسول کسی کام کا (گو وہ دنیا ہی کی بات کیوں نہ ہو وجوباً) حکم دیدیں کہ (پھر) اُن (مومنین) کو اُن کے اُس کام میں کوئی اختیار (باقی) رہے (یعنی اس اختیار کی گنجائش نہیں رہتی کہ خواہ کریں یا نہ کریں بلکہ عمل ہی کرنا واجب ہوتا ہے) اور جو شخص (بعد حکم وجوبی کے) اللہ کا اور اُس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا (یہاں مومن کے عموم میں حضرت عبداللہ بن جحش اور مومنہ کے عموم میں حضرت زینب بنت جحش اور اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ کے عموم میں حضرت زید رضہ سے نکاح کرنا داخل ہیں چنانچہ اس آیت کے سننے کے بعد وہ نکاح منظور کر لیا) اور (آگے اُس نکاح کے بعد کا قصہ ہے کہ اُسوقت کو یاد کیجیے) جب آپ (فہمائش ومشورہ کے طور سے) اُس شخص سے فرما رہے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا (کہ اسلام کی توفیق دی کہ انعام دینی ہی اور غلامی سے چھڑایا کہ نعمت دُنیویہ ہے) اور آپ نے بھی انعام کیا (کہ تعلیم دین فرمائی اور آزاد کیا اور پھوپھی زاد بہن سے نکاح کرایا مراد زید ہیں کہ آپ اُن کو سمجھا رہے تھے) کہ اپنی بی بی (زینب) کو اپنی زوجیت میں رہنے دے (اور اُس کی معمولی خطاؤں پر نظر نہ کر کہ گاہے اس سے ناموافقت ہو جاتی ہے) اور خدا سے ڈر (اور اُس کے حقوق میں بھی کوتاہی نہ کر کہ گاہے اس سے ناموافقت ہو جاتی ہے) اور (جب نکاہتیں حد سے متجاوز ہو گئیں اور قرائن سے اصلاح وتوافق کی امید نہ رہی تو اُس وقت فہمائش کے ساتھ) آپ اپنے دل میں وہ بات (بھی) چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالےٰ (آخر میں) ظاہر کرنے والا تھا (مراد اس سے نکاح ہے حضرت زینب سے درصورت تطلیق زید کے جس کو حق تعالےٰ نے مَزَّقْنٰكُمْ میں قولاً اور خود نکاح واقع کر دینے سے فعلاً ظاہر فرمایا) اور (اس ارادۂ معلقہ نکاح کے ساتھ ہی) آپ لوگوں (کے طعن) سے (بھی) اندیشہ کرتے تھے (کیونکہ اُس وقت تک اس نکاح میں مصلحت دینیہ ہونا ذہن مبارک میں نہ آیا ہوگا محض دنیوی مصلحت خاص حضرت زینب کی خیال میں ہوگی اور امور دنیویہ میں ایسا اندیشہ ہونا مضائقہ نہیں بلکہ بعض حیثیتوں سے مطلوب ہے جب کہ اعتراض سے دوسروں کی دین کی خرابی کا احتمال ہو اور اُن کو اس سے بچانا مقصود ہو) اور ڈرنا تو آپکو خدا ہی سے زیادہ سزاوار ہے (یعنی چونکہ واقع میں اس میں دینی مصلحت ہے جیسا کہ آگے لِكَيْلَا يَكُوْنَ الخ میں مذکور ہے اس لیے خلق سے اندیشہ نہ کیجیے چنانچہ بعد اطلاع مصلحت دنیویہ کے پھر اندیشہ آپ نے نہیں کیا اور ارادۂ نکاح میں تو کیا اندیشہ ہوتا خود نکاح کے بعد بھی اندیشہ نہیں کیا جیسا کہ آگے قصہ آگے ہے) پھر جب زید کا اُس (زینب) سے جی بھر گیا (یعنی طلاق دیدی اور عدت بھی گذر گئی تو) ہمنے آپ سے اسکا نکاح کر دیا

اللغات قولہ خاتم بکسر التاء اسم فاعل من الختم وبفتح التاء ما یختم بہ فالکلام محمول علی التشبیہ البلیغ ای کالخاتم ۱۲

فائدۃ متعلقۃ بقولہ تعالےٰ ماکان محمد الخ قد ذکروا اشکالا فی الآیۃ وہو ان سیاقہا لنفی ابوۃ علیہ السلام لزید فیرد بہ علی المعترض فان یلدیہ بالابوۃ الحقیقیۃ اللغویۃ لم تلایم السیاق ولم تحصل بہا الرد والمذکور اذلم یکن احد یزعم انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ابا لزید بالولادۃ وان ارید بہا الابوۃ المجازیۃ لم یسلما نفیہا فتعین ارادۃ عدم ابوۃ التبنی وباقورت الآیۃ انخلق الاشکال فقال فی قولی لیس ہو تحصل من کبی لیل معہ

تاکہ مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں کے (نکاح کے) بارہ میں کچھ تنگی نہ رہے جب وہ (منہ بولے بیٹے) اُن سے اپنا جی بھر چکیں (یعنی طلاق دیدیں مطلب یہ کہ اس تشریع کا اظہار ہم کو مقصود تھا) اور خدا کا یہ حکم تو ہونے والا تھا ہی (کیونکہ حکمت اس کو مقتضی تھی آگے طعن کا جواب ہے کہ) ان پیغمبر کے لیے خدا تعالےٰ نے جو بات (تکوینًا یا تشریعًا) مقرر کردی تھی اُس میں نبی پر کوئی الزام (اور طعن کی بات) نہیں اللہ تعالیٰ نے اُن (پیغمبروں) کے حق میں (بھی) یہی معمول کر رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں (کہ اُن کو جس امر کی اجازت ہوتی ہے بے تکلف وہ اس کو کرتے رہے ہیں اور محل طعن نہیں ہو سکے ایسے ہی یہ نبی بھی محل اعتراض نہیں) اور (اُن پیغمبروں کے بھی اس قسم کے جتنے کام ہوئے ہیں اُن سب کے بارے میں بھی) اللہ کا حکم تجویز کیا ہوا (پہلے سے) ہوتا ہے (اور اُسی کے موافق اُن کو حکم ہوتا ہے اور وہ عمل کرتے ہیں شاید آپ کے قصّہ میں اس مضمون کو لانا، اور پھر انبیاءؑ کے تذکرہ میں اس کو مکرر لانا اس طرف اشارہ ہو کہ ایسے امور مثل تمام امور کائنہ کے ایسے متضمن حکمت ہوتے ہیں کہ پہلے ہی سے علم الٰہی ہی میں تجویز ہو چکتے ہیں پھر نبی پر طعن کرنا اللہ پر طعن کرنا ہے بخلاف اُن اُمور کے جن پر خود حق تعالیٰ ملامت فرماویں گو وہ مقدّر ہونے کی وجہ سے متضمن حکمت ہوں مگر محل ملامت ہونا دلیل ہے اس کے تضمن مفاسد کی اس لیے اُن مفاسد کے اعتبار سے اُن پر نکیر جائز ہے آگے ایک مدح خاص ہے اُن پیغمبروں کی تاکہ آپ کو تسلی ہو یعنی) یہ سب (پیغمبران گذشتہ) ایسے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے احکام پہونچایا کرتے تھے (اگر تبلیغ قولی کے مامور ہوئے تو قولاً اور اگر تبلیغ فعلی کے مامور ہوئے تو فعلاً) اور (اس باب میں) اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے (پس آپ کو بھی جب تک معلوم نہ تھا کہ یہ نکاح تبلیغ فعلی ہے اندیشہ ہونا مضائقہ نہیں لیکن اب جب یہ بات معلوم ہو گئی تو آپ بھی اندیشہ نہ کیجیے جیسا کہ مقتضا ہے شان رسالت کا چنانچہ اس کے انکشاف کے بعد پھر آپ نے اندیشہ نہیں کیا اور باوجودیکہ خود آپ کو رسالات میں خشیت نہیں ہوئی نہ اس کا احتمال تھا پھر بھی انبیاء کا قصّہ سُنانا زیادہ تقویت قلب کے لیے ہے) اور (آپ کی اور زیادہ تسلی کے لیے فرماتے ہیں کہ) اللہ (اعمال کا) حساب لینے کے لیے کافی ہے (پھر کسی سے کاہے کا ڈر نیز آپ کے طاعنین کو بھی سزا دیگا آپ طعن سے مغموم نہ ہو جیے یہ اوپر تو اس فعل کا استحسان مذکور ہوا ہے آگے اُس کے استہجان کا جواب ہو جس کا معترضین دعویٰ کرتے تھے یعنی) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں (یعنی جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علاقۂ اَوْلاد نہیں رکھتے جیسا مِنْ رِّجَالِكُمْ کی اضافت سے قطع اضافت آپ سے مقصود ہے آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ ایسی بوت حاصل نہیں جو کسی دلیل صحیح سے موجب تحریم اُس کی زوجہ کی ہو جاوے پھر جب طعن کا مبنیٰ ہی باطل ہے تو مبنی بھی محض فاسد ہے) لیکن (ہاں ایک دوسری ابوۃ۔ روحانی بیشک حاصل ہے چنانچہ) آپ اللہ کے رسول ہیں (اور رسول روحانی مربی ہونے سے اب روحانی ہوتا ہے) اور (اس ابوۃ روحانیہ میں اس درجہ کامل ہیں کہ سب رسولوں سے اکمل و افضل ہیں چنانچہ آپ) سب نبیوں کے ختم پر ہیں (اور جو نبی ایسا ہو گا وہ ابوۃ روحانیہ میں سب سے بڑھکر ہو گا کیونکہ اوروں کی تربیت تو غیر مؤبد ہو گی اور ایسے نبی کی ابوۃ مؤبد ہو گی اور خاتم کا دورۂ نبوت اگر اور انبیاء کے زمانہ سے زیادہ بھی نہ ہوتا تب بھی ابوۃ کی تقویت کیفیہ کے لیے نفس تابید ہی کافی ہو جاتی اور جب زمانہ بھی اوروں سے زیادہ ہو گیا تو تقویت کمیہ بھی منضم ہو کر زیادہ قوت ہو گئی اور اگر کوئی بعثت پر بھی لحاظ کیا جاوے تو اور زیادہ قوت ثابت ہو گئی مطلب یہ کہ ابوۃ جسمانیہ تو ہے نہیں جو موجب اعتراض ہوتی البتہ ابوۃ روحانیہ بدرجۂ کمال ہے اور وہ خود قاطع اعتراض ہے کیونکہ نبی کا اعتقاد اور اُس کے لیے انقیاد فرض ہے) اور (اگر یہ وسوسہ ہو کہ یہ نکاح ناجائز تو نہیں لیکن اگر نہ ہوتا تو بہتر تھا کہ اعتراض کا موقع ہی نہ ہوتا تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز (کے وجود یا عدم کی مصلحت) کو خوب جانتا ہے (پس اس کے وجود ہی میں مصلحت تھی اسلیے نبی کیلیے تجویز کیا گیا ف آیت وَمَا كَانَ الخ میں مِنْ اَمْرِهٖ عام ہے امر دینی امر دنیوی کو پس امور دنیویہ میں بھی اگر آپ جزماً کوئی حکم فرماویں واجب العمل ہو گا اور حدیث تابیر میں جو ارشاد ہے اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ یہ اس صورت میں ہے جب آپ محض رائے اور مشورہ کے طور پر فرماویں اور رہا یہ کہ پھر بھی جزم فرمانے میں تو امور دنیویہ میں بھی اتباع واجب نہیں نوافل میں پھر حدیث تابیر میں ارشاد مذکور کا مقابلہ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الدِّيْنِ سے کیا معنی جواب یہ ہے کہ امر دینی میں ایک اتباع مطلقاً واجب ہے یعنی اعتقاد بخلاف امر دنیا کہ اسکی مصلحت اور نافع ہونیکا اعتقاد بھی جب نہیں اور چونکہ حضرت زید رضؓ کو قرائن سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپ بطور رائے و مشورہ کے عدم تطلیق کے لیے فرما رہے ہیں اسکو نہ مانا من یعص اللہ میں داخل نہ ہوا جیسا حضرت بریرہ رضؓ کو مغیث کے پاس رہنے کو فرمایا اور انہوں نے بتحقیق کرکے کہ محض شفاعت سے امر نہیں ہے عمل نہیں کیا اور ملامت نہیں ہوئی اور حضرت عبداللہ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ

اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اُس کی تسبیح کرتے رہو وہ ایسا ہے کہ وہ اور اُس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے ہیں تاکہ رحمتِ الٰہی تم کو

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ۝ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ

تاریکیوں سے نور کی طرف لے آئے اور اللہ تعالیٰ مؤمنین پر بہت مہربان ہے وہ دن جس روز اللہ سے ملیں گے تو اُن کو جو سلام ہوگا وہ یہ ہوگا کہ السلام علیکم اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے عمدہ صلہ تیار کر رکھا ہے اے نبی

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ

ہم نے بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہونگے اور آپ بشارت دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں اور اللہ کی طرف اُسکے حکم سے بُلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں اور مؤمنین کو بشارت دیجیے کہ انہیں اللہ کیطرف سے

فَضْلًا كَبِيرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝

بڑا فضل ملنے والا ہے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ کیجیے اور اُن کیطرف سے جو ایذا ہو پہنچے اُس کا خیال نہ کیجیے اور اللہ پر بھروسہ کیجیے اور اللہ کافی کارساز ہے

وحضرت زینبؓ سے جزماً ارشاد فرمایا ہوگا اور آیت اِذْ تَقُوْلُ میں یاد دلانا جس سے ایک معاتبہ محبت مترشح ہے یہ بات بتلاتا ہے کہ آپ کو حسب وحی سے اپنے ساتھ آئندہ تزوج ہونا معلوم تھا فمالیش مناسب نہ تھی اور فمالیش اس لیے اس کے منافی بھی نہیں کہ وقت تزوج ثانی کا معلوم نہ ہوگا آپ چاہتے ہونگے کہ جب تک وہ وقت نہ آوے ابقاء زوجیت ہی بہتر ہے اور مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ کی تفسیر محبت وغیرہ سے کرنا جیسا بعض اقوال شاذہ غیر مستندہ الی الدلیل الصحیح میں ہے صحیح نہیں کیونکہ اُن سے پوچھا جاویگا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اُس کا اظہار کہاں کیا بخلاف تفسیر النکاح کے کہ زَوَّجْنَاكَهَا میں اُس کا اظہار ہوا ہے اور زَوَّجْنَاكَهَا سے آیا یہ مراد ہے کہ ظاہری نکاح کی بھی حاجت نہیں یا یہ کہ ہم حکم کرتے ہیں کہ نکاح کر لو دونوں طرف مفسر گئے ہیں اور ہر ایک دوسری روایات میں تاویل مناسب کر لیگا اور جو تفسیر رجالکہ کی گئی ہے اُس میں نساء بھی شریک ہیں مگر کلام زید میں ہو رہا ہے اسلیے ذکر میں رجال کی تخصیص کیگئی اور نساء کی زوجات سے نکاح کے کوئی معنی بھی نہیں اور عیسےٰ علیہ السلام گو نبی ہونگے مگر اُن کی نبوت حادث نہ ہوگی اور مستقل ہو کر نہ آوینگے ربط اور پر نکاح زینبؓ کے متعلق دفع طعن تھا اور اُس کے ضمن میں آپ کی فضیلت رسالت وختم نبوت کا ذکر تھا جس کا نفع تمام عام مسلمانوں کی طرف عائد ہے آگے مسلمانوں کو اس احسان عظیم کے تشکریہ میں خصوص کے ساتھ ذکر و طاعت کا حکم اور زیادت ترغیب ذکر و طاعت کے لیے اپنے اور بھی احسانات عاجلہ و آجلہ کی حکایت اور بشارت اور دفع طعن واثبات فضیلت نبویہ کی تقویت کے لیے آپکے بعض اور فضائل مع آپ کے تسلیہ کے ارشاد فرماتے ہیں اور یہ بیان فضائل نوع چہارم ہے جلالت شان نبوی کی۔

خطاب بمؤمنین بذکر بعض منن و خطاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ببعض فضائل از اجلال حضرت الشاں مع تسلیہ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ۝ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝

اللغات قولہ یصلی علیکم ای یترحم بقرینۃ رحیما وبشرک من اللہ تعالیٰ والملئکۃ ولو احتاج بتحیتہم الخ قولہ تحیتہم المصدر مضاف الی المفعول ۱۲

البلاغۃ قولہ منیرا قید بہ لان من السرج مالا یضئ اذا قل سلیطہ ووقت فتیلتہ ۱۲

الروایات اخرج عبد بن حمید وابن المنذر قال لما نزلت ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی قال ابو بکرؓ ما انزل اللہ تعالیٰ علیک خیرا الا شرکنا فیہ فنزلت ہو الذی یصلی علیکم وملئکتہ و اخرج ابن جریر وابن عکرمۃ عن الحسن قال لما نزل لیغفر لک اللہ ما تقدم وما تاخر قالوا یا رسول اللہ

قد علمنا ایفعل بک فما ذا یفعل بنا فانزل اللہ تعالیٰ ولبشر المؤمنین بان لہم من اللہ فضلا کبیرا اللہم صل علیہ وسلم

فائدۃ

متعلقہ بقولہ فی فتاویل مناسب فاورد من روایۃ تزوجہا بکن حملہ علی معنی صار زوجہا بتزویج اللہ تعالیٰ واورد من روایۃ دخولہ علیہا بلا اذن وسوء الہا بانہ ایاہ علیہ السلام یمکن حملہ علی نفسہا ایا بتبلیغ الاذن مطلقا ولو فی دخول الزوج علی الزوجۃ واورد من تقاضرہا علی سائر الامہات بکونہا حاملۃ للسبط یمکن حملہ علی معنی نزول الآیۃ مشتملۃ علی ذکر تزوجہا وسوء حالہا یشاد کہا فیہ خیرا واللہ اعلم ۱۲

اے ایمان والو تم (احسانات الٰہیہ کو عموماً اور ایسے اکمل رسل کی بعثت کے احسان کو خصوصاً یاد کرکے اس کا یہ شکر ادا کرو کہ) اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو (اس میں سب طاعات آگئیں) اور (اُس ذکر و طاعت پر دوام رکھو پس) صبح و شام (یعنی علی الدوام) اُس کی تسبیح (و تقدیس) کرتے رہو (جناناً بھی ارکاناً بھی لساناً بھی پس جملہ اولیٰ سے عموم اعمال و طاعات کا اور جملہ ثانیہ میں عموم ازمنہ و اوقات کا حاصل ہو گیا یعنی نہ تو ایسا کرو کہ کوئی حکم بجا لائے اور کوئی نہ بجا لائے اور نہ ایسا کرو کہ کسی دن کوئی کام کر لیا کسی دن نہ کیا اور جیسا اُس نے تم پر بہت سے احسان کیے ہیں وہ آئندہ بھی کرتا رہتا ہے پس بالضرور وہ مستحق ذکر و شکر ہے چنانچہ) وہ ایسا (رحیم) ہے کہ وہ (خود بھی) اور (اُس کے حکم سے) اُس کے فرشتے بھی تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں (اُس کا رحمت بھیجنا تو رحمت کرنا ہے اور فرشتوں کا رحمت بھیجنا رحمت کی دعا کرنا ہے کما قال الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ الی قولہ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ اور یہ رحمت بھیجنا اس لیے ہے) تاکہ حق تعالیٰ (بسبب اُس رحمت کے) تم کو (جہالت و ضلالت کی) تاریکیوں سے (علم اور ہدایت کے) نور کی طرف لے آوے (یعنی خدائی رحمت اور دعائے ملئکہ کی برکت سے ہے کہ تم کو علم اور ہدایت کی توفیق اور اُس پر ثبات حاصل ہے کہ یہ نعمت ہر وقت متجدد ہوتی رہتی ہے) اور (اس سے ثابت ہوا کہ) اللہ تعالیٰ مؤمنین پر بہت مہربان ہے (اور یہ رحمت تو مؤمنین کے حال پر دنیا میں ہے اور آخرت میں بھی وہ مورد رحمت ہونگے چنانچہ) وہ جس روز اللہ سے ملیں گے تو اُن کو جو سلام ہوگا وہ یہ ہوگا کہ (اللہ تعالیٰ خود اُن سے ارشاد فرماویگا) السلام علیکم (کہ اولاً خود سلام ہی علامت اعزاز کی ہے پھر جبکہ خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو کما قال سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اہل جنت سے فرماویگا السلام علیکم رواہ ابن ماجۃ وغیرہ اور یہ سلام تو روحانی انعام ہے جس کا حاصل اکرام ہے) اور آگے جسمانی انعام سقی و اطعام کی خبر بعنوان عام ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے اُن (مؤمنین کے لیے) عمدہ صلہ (جنت میں) تیار کر رکھا ہے (کہ انکے جانے کی دیر ہی یہ گئے اور وہ ملا آگے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ) اے نبی (آپ مشتے چند معترضین کے طعن سے مغموم نہ ہوں اگر یہ سفہاء آپ کو نہ جانیں تو کیا ہوا ہمنے تو اُن بڑی بڑی نعمتوں اور رحمتوں کا جو کہ خطاب مؤمنین میں مذکور ہوئی ہیں آپ ہی کو واسطہ بنایا ہے اور آپکے مخالفین کی کے لیے خود آپ کا بیان کافی قرار دیا گیا ہے کہ اُن کے مقابلہ میں آپ سے ثبوت نہ لیا جاویگا پس اس سے ظاہر ہے کہ آپ ہمارے نزدیک کس درجہ مقبول و محبوب ہیں چنانچہ) ہم نے بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ (قیامت کے روز امت کے اعتبار سے خود سرکاری) گواہ ہونگے (کہ آپ کے بیان کے موافق اُن کا فیصلہ ہوگا کما قال اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ اور ظاہر ہے کہ خود صاحب معاملہ کو دوسرے فریق اہل معاملہ کے مقابلہ میں گواہ قرار دینا اعلیٰ درجہ کا اکرام اور علو شان ہے اس علو شان کا تو قیامت کے روز ظہور ہوگا) اور (دنیا میں جو آپ کی صفات کمال ظاہر ہیں وہ یہ ہیں کہ) آپ (مؤمنین کے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے) ڈرانے والے ہیں اور (عام طور پر سب کو) اللہ کی طرف اسکے حکم سے بلانے والے ہیں (اور یہ تبشیر و انذار و دعوت تو تبلیغاً ہے) اور (یوں خود اپنی ذات و صفات و کمالات و عبادات و عادات وغیرہا مجموعی حالات کے اعتبار سے) آپ (سرتاپا نمونہ ہدایت ہونے میں بمنزلہ) ایک روشن چراغ (کے) ہیں (کہ آپ کی ہر حالت طالبان انوار کے لیے سرمۂ ہدایت ہے پس قیامت میں ان مؤمنین پر جو کچھ رحمت ہوگی وہ آپ ہی کی ان صفات بشیر و نذیر و داعی و سراج منیر کے واسطہ سے ہے پس آپ اس غم و پریشانی کو الگ کیجیے) اور (اپنے منصبی کام میں لگیے یعنی) مؤمنین کو بشارت دیجیے کہ اُن پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے اور (اسی طرح کافروں اور منافقوں کو ڈراتے رہیے جس کو ایک خاص عنوان سے تعبیر کیا ہے وہ یہ کہ) کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ کیجیے (یعنی اُن کا طعن و اعتراض موجب ترک تبلیغ الیہم نہ ہو جاوے جو اُن کی عین مرضی ہے کہ اُن کا ایسا چاہنا گویا بدلالت حال اس کا امر ہے اور ترک تبلیغ کا وقوع گو بسبب طعن و اعتراض ہی کے کیوں نہ ہو مشابہ موافقت اس امر کے ہے اور ہر چند کہ آپ سے اسکا احتمال نہیں مگر خود رنج نفس اس کا فی نفسہ ہوتا ہے اس لیے مقتضی اہتمام کو ہوا اور تنفیر عن الترک کے لیے اس کو اطاعت سے تعبیر کیا غرض مبشر و نذیر ہونے کا حق ادا کرتے رہیے) اور اُن (کافروں اور منافقوں) کی طرف سے جو (کوئی) ایذاء پہونچے (جیسا اس نکاح میں کہ تبلیغ فعلی ہے ایذاء پہونچی) اُس کا خیال نہ کیجیے اور (فعلی ایذاء کا بھی احتمال نہ کیجیے اور اگر اس کا احتمال آوے تو) اللہ پر بھروسہ کیجیے اور اللہ کافی کارساز ہے (وہ آپ کو ہر ضرر سے بچا دے گا اور اگر تبلیغ میں کوئی ظاہری ضرر پہونچتا ہے وہ باطناً نفع ہوتا ہے وہ وعدۂ کفایت اور وکالت کے منافی نہیں) ف

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ

اے ایمان والو تم جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر تم اُن کو قبل ہاتھ لگانے کے طلاق دیدو تو تمہاری اُن پر کوئی عدت نہیں جسکو تم شمار کرنے لگو تو انکو کچھ متاع دیدو

وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ

اور خوبی کے ساتھ اُن کو رخصت کردو۔ اے نبی ہم نے آپکے لیے آپ کی یہ بیبیاں جن کو آپ نے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالے نے

عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا

آپکو غنیمت میں دلوادی ہیں اور آپکے چچا کی بیٹیاں اور آپکی پھوپیوں کی بیٹیاں اور آپکے ماموں کی بیٹیاں اور آپکے خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے آپکے ساتھ ہجرت کی ہو اور اُس مسلمان عورت کو بھی جو بلا عوض اپنے کو

لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ

پیغمبر کو دیدے بشرطیکہ پیغمبر اُس کو نکاح میں لانا چاہیں یہ سب آپکے لیے مخصوص کیے گئے ہیں نہ اور مؤمنین کے لیے ہم کو وہ احکام معلوم ہیں جو ہم نے اُنکی بیبیوں

وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کیے ہیں تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ ہو اور اللہ تعالے غفور رحیم ہے

اختر کے نزدیک چراغ سے تشبیہ دینے میں یہ نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو چراغ تک رسائی آسان ہے پھر چراغ سے ہر وقت نور حاصل کرنا ممکن ہے پھر سہل الحصول ہے پھر اس سے نور حاصل کرنے میں اکتساب اور قصد کو بھی دخل ہے پھر صحیح المزاج و صحیح البدن آدمی کو اُس سے ناگواری کسیوقت نہیں پھر اُس میں شان انیس ہونے کی بھی ہے اور ان سب صفات کو انبیاء علیہم السّلام کی شان سے زیادہ مناسبت ہے اور بعض نے سِرَاجًا مُّنِيرًا سے آفتاب مراد لیا ہے کقولہ تعالے وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا اھ ولکل وجہۃ **ربط** اور منجملہ انواع جلالت شان نبوی کے کہ منجملہ اعظم مقاصد سورت ہے جیسا تمہید میں معلوم ہوا چار نوعیں آیات میں متفرق مذکور ہوئی ہیں آگے اُس کی نوع پنجم آتی ہے جس کا حاصل آپ کا اختصاص ہے بعض احکام نکاح کے ساتھ اور اختصاص کا دلیل شرف ہونا ظاہر ہے اور اصل یہ مضمون يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا سے چلا ہے لیکن تاکید تحقیق اختصاص کے لیے جس کا جزو مفہوم ہے عدم وجوب ان فی غیر المخصص یہ اصل مضمون سے پہلے ایک حکم متعلق بہ نکاح عام مؤمنین جس کا اثر طلاق سے ظاہر ہوا ہے لایا گیا جس سے تمہید احکام امت و نبی کا خوب ظاہر ہو سکتا ہے چنانچہ ان آیات میں خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ فرمانا اور قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فرمانا تمایز مذکور کے مقصود فی المقام والکلام ہونے کا صاف قرینہ ہے۔

خطاب بمؤمنین بعض احکام طلاق قبل المس و خطاب برسول صلی اللہ علیہ وسلم بعض احکام خاصہ متعلقہ نکاح کہ نوع پنجم است از اجلال حضرت ایشاں

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَ
سَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ
عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا
خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

التمتیع ... مصدر کرفیہ عاملہ مقدر ای فمتعوهن متاعا یخص لکم بهذه الاحلالات خصوصا لانبیاء لکم فیما غیرکم ۔ السبل عند قرنا فالکر شار بالام الی ان نفع العدۃ وعائدۃ تماعائدۃ الیهم لانها لصیانۃ مایاهم والانساب الرحمۃ بهم فی بعض الصور قام فضل النکاح مقام الاولی وان لم یتحقق بل ولم یترجح اولی کما اذا توفی الزوج قبل الخلوۃ خصوصا اذا کان صغیرا قوله عدت مفرد واعتدت جمعا رکنا الحال والخلت فی افراد العم والخال وجمع الخال والخالات نکات احسنها عندی ثنیۃ الاول فیحفظ النوع من الجناس وجمع العم والخال لقلۃ کما لا یخفی والثانی من فوائد النکاح اقتاص الاولاد بالصهار والقرار لما کان الرجال دون النساء وجمع جمیل المتقدم حکم واحد فلذا افرد الذکور دون الاناث والثالث ان فی اشتمال العرب علی بنی العم ضعفا لانهم ابو بنت بالا فراد او اجمع للمعنی فراد کما فضل شد لهن فی الروح ۔ افراد الحال المنسبۃ وجمع الخلت فی الحلات علی الاصل والحلم الخلاف

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ

ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جسکو دور رکھا تھا اُن میں سے پھر کسی کو طلب کریں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں اس میں زیادہ توقع ہے کہ ان کی

اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا ۝ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ

آنکھیں ٹھنڈی رہینگی اور آزردہ خاطر نہ ہونگی اور جو کچھ بھی آپ اُن کو دیں گے اُس سب پر خوش رہینگی اور خدا تعالیٰ کو قلوب لوگوں کے دلوں کی سب باتیں معلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہر بردبار کرنے والا اور عورتیں

مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ۝ ع ۱۳

آپ کے لیے حلال نہیں ہیں اور نہ یہ درست ہے کہ آپ ان بیبیوں کی جگہ دوسری بیبیاں کرلیں اگرچہ آپ کو اُن کا حسن اچھا معلوم ہو مگر جو آپ کی مملوکہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا نگران ہے۔

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا ۝ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ۝ اے

ایمان والو (تمہارے نکاح کے احکام میں سے تو ایک حکم یہ ہے کہ) تم جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو (اور) پھر تم اُن کو قبل ہاتھ لگانے کے (کسی اتفاق سے) طلاق دیدو تو تمہاری اُن پر کوئی عدت (واجب) نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو (تاکہ اُن کو اُس عدت میں نکاح ثانی کرنے سے روک سکو جیسا کہ عدت کی صورت میں شرعًا یہ روکنا جائز بلکہ واجب ہے اور جب اس صورت میں عدت نہیں) تو اُن کو کچھ (مال) متاع دیدو اور خوبی کے ساتھ اُن کو رخصت کردو (اور مؤمنات کی مثل کتابیات کا بھی حکم ہے پس یہ قید بیان اولیٰ اُحری کیلیے ہے کہ مومن کو مومنہ سے نکاح زیادہ بہتر ہے اور ہاتھ لگانا کنایہ صحبت سے ہے حقیقۃً یا حکمًا مثل خلوت صحیحہ کے پس دونوں سے عدت واجب ہے کذا فی الہدایۃ وغیرہا اور متاع میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کا مہر مقرر نہیں ہوا تو یہ متاع ایک جوڑا ہے وقدمر فی تفسیر آیۃ البقرۃ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ الخ اور اگر مہر مقرر ہوا ہے تو یہ متاع نصف مہر ہے کما فی قولہ تعالیٰ ہنالک وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ الخ اور مراد جمیل یہ کہ اسماک بلاحق نہ کرے اُس کا متاع واجب نہ رکھے اور دیا ہوا واپس نہ لے کوئی سخت بات نہ کہے یہ حکم تو مثل دیگر احکام مذکورۂ آیات دیگر بمنزلہ احکام متعلقۂ عام مسلمین کے ہے اور) اے نبی (بعض احکام آپ کے ساتھ مخصوص ہیں جن سے آپ کا اختصاص اور شرف بھی ثابت ہوتا ہے اُن میں سے بعض یہ ہیں حکم اوّل) ہم نے آپ کے لیے آپ کی یہ بیبیاں (جو کہ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اور) جن کو آپ اُن کے مہر دے چکے ہیں (باوجود زیادت عدد کے) حلال کی ہیں (حکم دوم) اور وہ عورتیں بھی (خاص طور پر حلال کی ہیں) جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنیمت میں دلوادی ہیں (اس خاص طور کا بیان بذیل ف آویگا حکم سوم (اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپیوں کی بیٹیاں (مراد اس سے باپ کے خاندان کی بیٹیاں ہیں) اور آپکے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں (مراد اس سے ماں کے خاندان کی بیٹیاں ہیں یعنی ان سب کو بھی (اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے مگر یہ خاندان کی عورتیں مطلقًا نہیں بلکہ ان میں سے صرف وہی) جنہوں نے آپکے ساتھ ہجرت کی ہو (ساتھ کا مطلب یہ کہ اس عمل میں موافقت کی ہو اور معیت زمانیہ کی قید نہیں ہے اور اس قید سے وہ نکل گئیں جو مہاجرہ نہ ہوں حکم چہارم) اور اُس مسلمان عورت کو بھی (آپ کے لیے حلال کیا) جو بلاعوض (یعنی بلا مہر) اپنے کو پیغمبر کو دیدے (یعنی نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبر اُس کو نکاح میں لانا چاہیں (اور مسلمان کی قید سے کافرہ نکل گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس سے نکاح درست نہ تھا اور یہ حکم ہنجم ہے اور) یہ سب (احکام) آپ کے لیے مخصوص کئے گئے ہیں نہ اور مؤمنین کے لیے (کہ اُن کے لیے اور احکام ہیں چنانچہ) ہم کو وہ احکام معلوم ہیں (اور آیات و روایات میں اوروں کو بھی معلوم کرادئے ہیں) جو ہم نے اُن (عام مؤمنین) پر اُن کی بیبیوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کیے ہیں (جو ان احکام سے تمایز اور متغایر ہیں جن میں سے نمونہ کے طور پر ایک اوپر بھی مذکور ہے جس میں مہر کا لزوم نکاح کے لیے تسمیۃً یا وجوبًا حقیقۃً یا حکمًا ثابت ہوتا ہے

اللغات قولہ تبدل بحذف احدی التائین یعنی تستبدل ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی وان وهبت جو بلاعوض اخذ بأحد اصل و اشارۃ الی ان ہذا الشرط لیس لتعلیق الجواز بہ لان النکاح علی المہر لا یتوقف جوازہ کما حققہ فی الفائدۃ السادسۃ من تمرین التفسیر بل الشرط قائم مقام الوصف الذی یذکر لدفع شبہۃ توہم فی الموصوف فالقصد الاشتراط بالشرط الثانی من قولہ ان اراد النبی فانما قالوا ان الشرطین اذا اجتمعا فالثانی شرط للاول دائما ہو الکثری اذا لم یلیق التعلیق بکلا الشرطین والا فہما فی المقصود بالثانی فالاول فی قوۃ ان الوصلیۃ فالمعنی اطلقنا لک الموصوفۃ بشرطین الاول منہما ان وہبت نفسہا والثانی ان کانت ممن یصح ان یراد ان یستنکحہا النبی فافہم جاک اللہ ۱۲

اور نکاح نبوی حکم چہارم میں مہر سے خالی ہے اور یہ اختصاص اس لیے ہے) تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی (واقع) نہ ہو (پس جن احکام مخصوصہ میں اوروں سے توسیع ہے جیسے حکم اول و چہارم اُن میں تو تنگی نہ ہونا ظاہر ہے اور جن میں ظاہراً تقیید و تضییق ہے جیسے حکم سوم و پنجم وہاں تنگی نہ ہونے کے یہ معنے ہیں کہ ہم نے یہ قید آپ کے بعض مصالح کے لیے لگائی ہے اگر یہ قید نہ ہوتی تو آپ کی وہ مصلحت فوت ہوتی اور اُس وقت آپ کو تنگی ہوتی جو ہم کو معلوم ہے اس لیے رعایت اُس مصلحت کی کیگئی تاکہ وہ تنگی محتمل واقع نہ ہو اور حکم دوم کے متعلق بذیل ف تقریر آویگی) اور ارفع حرج کی رعایت کچھ احکام مختصہ ہی میں نہیں ہے بلکہ عام مؤمنین کے متعلق جو احکام ہیں اُن میں بھی یہ امر مرعی ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے (پس رحمت سے احکام میں مناسب سہولت کی رعایت فرماتے ہیں اور سہل احکام میں بھی کوتاہی ہو جانے پر احیاناً مغفرت فرماتے ہیں جو دلیل غایت رحمت کی ہے جو بناء ہے سہولت احکام و رفع حرج کی اور یہ تو بیان تھا اقسام نساء محللات کا آگے اس کا بیان ہے کہ جو اقسام حلال کی گئی ہیں اُن میں سے جتنی جس وقت آپکے پاس ہوں اُن کے کیا احکام ہیں پس حکم ششم ارشاد ہے کہ) ان میں سے آپ جس کو چاہیں (اور جبتک چاہیں) اپنے سے دور رکھیں (یعنی اُس کو باری نہ دیں) اور جس کو چاہیں (اور جبتک چاہیں) اپنے نزدیک رکھیں (یعنی اُس کو باری دیں) اور جن کو دور کر رکھا تھا اُن میں سے پھر کسی کو طلب کریں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں (مطلب یہ ہوا کہ ان کی باری وغیرہ کی رعایت آپ پر واجب نہیں اور اس میں ایک بڑی ضروری مصلحت ہو وہ یہ کہ) اس میں زیادہ توقع ہے کہ ان (بیبیوں) کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی (یعنی خوش ہینگی) اور آزردہ خاطر نہونگی اور جو کچھ بھی آپ ان کو دینگے اُسپر سب کی سب راضی رہیں گی (کیونکہ بناء رنج کی عادۃً دعوے استحقاق کا ہوتا ہے اور جب معلوم ہو جاوے کہ جو کچھ مال یا توجہ مبذول ہوگی وہ تبرع محض ہے پس کسی کو کوئی شکایت نہ رہیگی اور لونڈیوں کا حق باری میں نہ ہونا سب ہی کے لیے معلوم ہے) اور (اے مسلمانو یہ احکام مختصہ سُنکر دل میں یہ خیالات مت پکا لینا کہ یہ احکام عام کیوں نہ ہوئے اگر ایسا کروگے تو) خدا تعالیٰ کو تم لوگوں کے دلوں کی سب باتیں معلوم ہیں (ایسا خیال پکا لینے پر تم کو سزا دیگا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر حسد ہے جو موجب تعذیب ہے) اور اللہ تعالیٰ (یہی کیا) سب کچھ جاننے والا ہے (اور معترضین کو جو عاجلاً سزا نہیں ہوئی تو اس سے نفی علم لازم نہیں آتی بلکہ اُسکی وجہ یہ ہے کہ وہ) بردبار (بھی) ہے (اس لیے کبھی دیر میں سزا دیتا ہے آگے بقیہ احکام مختصہ بحضرۃ الرسالۃ ارشاد فرماتے ہیں جن میں بعضے تو بعض احکام بالا کا تتمہ ہیں اور بعضے جدید ہیں پس ارشاد ہے کہ اوپر جو حکم سوم و پنجم میں منکوحہ عورتوں میں ہجرت اور ایمان کی قید لگائی ہے سو) ان کے علاوہ اور عورتیں (جن میں یہ قید نہ ہو) آپ کے لیے حلال نہیں ہیں (یعنی اہل قرابت میں سے غیر مہاجرات حلال نہیں اور دوسری عورتوں میں سے غیر مؤمنات حلال نہیں یہ تو تتمہ ہوا حکم بالا کا) اور آگے حکم ہفتم جدید ہے کہ) نہ یہ درست ہے کہ آپ ان (موجودہ) بیبیوں کی جگہ دوسری بیبیاں کرلیں (اس طرح سے کہ ان میں سے کسی کو طلاق دیدیں اور بجائے اُن کے دوسری کرلیں اور یوں بدوں ان کے طلاق دئے ہوئے اگر کسی سے نکاح کرلیں تو اُس کی ممانعت نہیں اسی طرح اگر بلا قصد تبدل کسی کو طلاق دیں تو اس کی بھی ممانعت ثابت نہیں بلکہ لفظ تبدل اس مجموعہ کی ممانعت پر دال ہے پس یہ تبدل ممنوع ہے) اگرچہ آپ کو اُن (دوسریوں) کا حسن اچھا معلوم ہو مگر جو آپ کی مملوکہ ہو (کہ وہ حکم پنجم اور ہفتم دونوں سے مستثنیٰ ہے یعنی وہ کتابیہ ہونے پر بھی حلال ہے اور اُس میں تبدل بھی درست ہے) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز (کی حقیقت اور آثار و مصالح) کا پورا نگران ہے (اس لیے ان سب احکام میں مصلحتیں و حکمتیں ہیں گو عام مکلفین کو وہ تعیناً نہ بتلائی جاویں اس واسطے کسی کو سوال یا اعتراض کا منصب و استحقاق نہیں) ف فوائد عدیدۃ اول اٰتَیْتَ قید واقعی ہے کیونکہ مصداق اس کا ازواج موجودہ ہیں (قالہ محاہ) اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں قید احترازی نہیں ہو سکتی دوم اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ قید اتفاقی ہے جس کا اصل مقصود یہ ہے کہ سبب تملک کا مشروع ہونا متیقن ہو اور فئی اُس کی ایک مثال ہے پس استیراء بایہ سے جو مملوک ہو اُس کا غیر حلال ہونا ثابت نہیں چنانچہ اخیر آیت میں مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ میں کوئی قید نہیں (کذا فی الروح) سوم حکم دوم میں جو لفظ خاص طور سے اُس کا بیان کہیں تصریحاً تو نظر سے نہیں گذرا لیکن سیاق کلام سے کہ مقام بیان اختصاص کا ہے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مملوکات کے بارہ میں بھی کوئی حکم آپ کے لیے خاص ہے (کما فی الکبیر فی تفسیر قولہ تعالیٰ قَدْ عَلِمْنَا الخ کَانَ لَہٗ فِی النِّکَاحِ خَصَائِصُ لَیْسَتْ لِغَیْرِہٖ وَکَذٰلِکَ فِی التَّسَرِّیْ) رہا یہ کہ وہ کیا ہے سو معجب نہیں کہ

یہ ہو کہ آپ کی وہ لونڈی جو وفات تک آپ کے پاس ہو جیسے ماریہ قبطیہ دوسروں کے لیے حرام ہو مثل ازواج کے) نقلہ فی الروح فی تفسیر قولہ تعالیٰ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ) اور ممکن ہو کہ اور کچھ ہو جو اُس زمانہ والوں کو معلوم ہو اور اُن ہی کے معلوم ہونے کی ضرورت ہو کہ اثر اختصاص کے ظہور کا وہی وقت تھا یہاں تک لکھنے کے بعد ظہر کی نماز میں جو کھڑا ہوا تو منجانب اللہ قلب پر دو حکم مملوکات کے متعلق وارد ہوئے ایک یہ کہ غنیمت کی تقسیم سے پہلے آپ کو ایک چیز لے لینے کا اختیار تھا اور وہ چیز صفی کہلاتی تھی جیسا خزوۂ خیبر میں حضرت صفیہ کو لیا تھا رواہ ابو داؤد دوسرے اہل حرب کی جانب سے جو ہدیہ خاص آتا تھا وہ آپ کا ہوتا تھا جیسے مقوقس نے ماریہ کو دیا تھا اور دوسروں کے لیے صفی جائز نہیں اور ہدیہ عامہ مسلمین کا حق ہے کذا فی الدر المختار **چہارم** حکم سوم میں جو هَاجَرْنَ کی قید ہے ظاہراً احترازی ہے جیسا ام ہانی بنت ابی طالب کے قول سے معلوم ہوتا ہے (فَلَمْ اَكُنْ اَحِلُّ لَهٗ لِاَنِّیْ لَمْ اُهَاجِرْ مَعَهٗ كُنْتُ مِنَ الطُّلَقَآءِ) نیز لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ کی تفسیر سے جو احقر نے اختیار کی ہے اسی کی تائید ہوتی ہے اور ابن عباس رض اور مجاہد سے یہی تفسیر منقول ہے چنانچہ مجاہد کے یہ الفاظ ہیں (لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدِ مَا بُيِّنَتْ لَكَ مِنْ هٰذِهِ الْاَصْنَافِ بِنَاتِ عَمِّكَ اِلٰی قولہ فَاَحِلَّ لَهٗ مِنْ هٰذِهِ الْاَصْنَافِ مَا شَآءَ) **پنجم** بنات عم وعمات وبنات حال وخالات کی جو تفسیر کیگئی ہے معلوم و دیگر تفاسیر میں اسی طرح ہے پس خاص عم وخال وعمہ وخالہ مراد نہیں **ششم** حکم چہارم میں جو واہبات کا ذکر ہے اس میں ان وہبت شرط حلت نہیں بلکہ شرط تو صرف ایمان ہے اور یہ قید دفع شبہہ کے لیے اور اثبات الحکم فی النکاح بالاولیٰ کے لیے ہے کیونکہ جو محل ہبہ نہیں جب اس عقد بلا عوض سے وہ حلال ہو جاتی ہے تو نکاح بعوض ہو تو بدرجۂ اولیٰ حلال ہو جاوے گی پس حاصل یہ ہوا کہ اقارب کے لیے تو ہجرۃ شرط ہے اور اجانب کے لیے ایمان کافی ہے گو بلا عوض نکاح ہو جاوے (قالہ الشعبی) اور اس میں اختلاف ہے کہ ایسی بی بی کوئی تھیں یا نہیں قائلین قول اول نے یہ نام بتلائے ہیں خولہ بنت حکیم۔ ام شریک۔ میمونہ۔ لیلیٰ بنت حطیم ان میں ثانیہ کی نسبت قبلہا بھی آیا ہے اور ثالثہ ازواج میں معروف ہیں بقیہ کو قبول نہ کیا ہوگا۔ قائلین قول ثانی نے کہا ہے (لَمْ تَكُنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةٌ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لَهٗ) تو کلام بطور شرط وجزا کے ہوگا کہ اگر ایسا ہو تو درست ہے لیکن ایسا ہوا نہیں یعنی شرط ثانی اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ متحقق نہیں ہوئی درنہ شرط اول اِنْ وَّهَبَتْ یقیناً واقع ہوئی ہے اور یہ قائلین قول ثانی قائل اول کی روایات کو ثابت نہیں کہتے ممکن ہے کہ ان میں جس سے نکاح کیا ہو بلفظ ہبہ نہ ہوا ہو **ہفتم** اسی حکم چہارم میں جو مومنہ کی قید ہے وہ بھی مثل قید ہجرت کے احترازی ہے چنانچہ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ کی تفسیر میں بھی احقر نے اشارہ کیا ہے اور یہی تفسیر مجاہد سے منقول ہے (قال لا یحل لك النساء من بعد ھن دیات ولا نصرانیات لا ینبغی ان یکن امہات المؤمنین الا ما ملكت یمینك قال ھی الیھودیات والنصرانیات لا باس ان یشتریھا) **ہشتم** یہاں سات حکم مختص ہیں حکم اول میں اختصاص یہ ہے کہ اسوقت آپ کے پاس نو بیبیاں ہیں اور اس قدر بیبیاں جمع کرنا کسی امتی کو جائز نہیں اور وجہ شرف ہونا اس کا ظاہر ہے حکم دوم کے اختصاص کی تقریر فائدہ سوم میں گذر چکی ہے اور اُسی سے وجہ شرف ہونا بھی ظاہر ہے حکم سوم میں اختصاص یہ ہے کہ ہجرت کی قید ہے جو اور لوگوں کے لیے نہیں اس میں بھی آپ کا شرف ظاہر ہے کہ اکمل چیز آپ کے لیے تجویز کی گئی حکم چہارم میں اختصاص یہ ہے کہ مہر واجب نہیں ہوا اس میں بھی امتیاز ظاہر ہے حکم پنجم کی تقریر بھی مثل حکم سوم کے ہے حکم ششم کا اختصاص اور سبب شرف ہونا ظاہر ہے حکم ہفتم کا اختصاص تو ظاہر ہے کہ دوسرے امتیوں کے لیے یہ تبدل ممنوع نہیں باقی موجب شرف ہونا اس لیے کہ اس تبدیل سے شبہہ قید مدد کا ہوتا ہے جیسا دوسرے امتی اگرچہ چار بیبیاں رکھتے ہوں تو پانچویں بدون تبدل مذکور کے حلال نہیں پس یہ موجب شرف ہونے میں قریب قریب حکم اول کے ہے **فائدہ نہم** اول آیت میں جو خالصۃ آیا ہے زمخشری نے اُس کو چاروں کے متعلق کہا ہے **فائدہ دہم** اول کے پانچ حکموں کی جو حکمت ارشاد فرمائی ہے لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وہ تفسیر میں حکم سوم و پنجم کی حکمت مجملاً بیان کی گئی ہے اور حکم دوم کی تقریر کا وعدہ کیا گیا ہے جس کی تقریر بضمن فائدہ سوم ہو چکی ہے اور وہ حکمت اس میں بھی اجمالاً جاری ہو سکتی ہے اور تفصیل کسی کی بھی ضروری نہیں مگر تبرعاً حکم دوم میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وفات تک کسی لونڈی کو اپنے پاس رکھنا دلیل ہے محبت وخصوصیت کی اور محبت وخصوصیت کے لوازم عادیہ میں سے ہے غیرت پس اگر ایسی لونڈی بھی دوسرے کے لیے حلال ہوتی تو ممکن ہے کہ آپ کو بوجہ محبت وخصوصیت کے شدت غیرت سے یہ سوچ کر کلفت اور تنگی ہوتی کہ دوسرا اس میں شریک ہوگا بخلاف اُس کے جس کو آپ ہبۃً یا بیعاً کسی کو خود دیدیں کہ دیدینا خود ہی علامت ہوگی ضعف محبت وخصوصیت کی اور اس وجہ سے کلفت بھی نہ ہوگی

اور فائدہ سوم کے اخیر میں جو عبارت بعد میں بڑھائی گئی ہے اُس میں صفی اور ہدیہ کے اختصاص کے لیے عدم حرج کا علت ہونا محتاج بیان نہیں اور حکم سوم میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اہل قرابت بے تکلف زیادہ ہوتے ہیں اور زیادہ بے تکلفی بدون درستی اخلاق کے اکثر موجب کلفت ہوتی ہے اور ہجرت سے اکثر جو پریشانیاں پیش آتی ہیں اُن سے اخلاق درست ہو جاتے ہیں پس اس قید کے نہ ہونے سے شاید آپ کو تنگی اور کلفت پیش آتی نیز قرابت نبوی مایۂ افتخار ہے اور افتخار اکثر موجب کلفت ہوتا ہے سو ہجرت سے اس کی بھی اصلاح ہو جاوے گی بخلاف اجانب کے کہ اُن میں یہ عوارض نہیں اس لیے صرف قید مومنہ پر کفایت کی گئی اور حکم پنجم میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ زوجہ سے انبساط زیادہ ہوتا ہے پس اگر وہ کافرہ ہو تو انبساط میں اُس سے بوجہ فساد عقائد و اخلاق ضرر و تنگی و کلفت ہوگی پس اس طور پر رفع حرج ان حکموں کی علت بن گئی اور اول و چہارم کے لیے عدم حرج کا علت ہونا اظہر من الشمس ہے باقی حکم ششم کی حکمت خود قرآن میں ہے ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ الخ اور حکم ہفتم کی حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ اس طرح کے تبدل میں کم فہموں کو شبہہ غرض پرستی کا ہو سکتا ہے کہ اپنے ایک نفسانی نفع کے لیے کہ ایک جدیدہ حاصل ہو جاوے ایک قدیمہ کو ضرر پہونچایا گیا بخلاف اس کے کہ اگر قدیمہ کی طلاق اور جدیدہ سے نکاح مجتمع نہ ہو تو اس شبہہ کی گنجایش نہیں ہو سکتی

فائدہ یازدہم حکم ششم کی جو تفسیر اختیار کی گئی ہے محمد بن کعب قرظی اور قتادہ سے اسی طرح منقول ہے (قَالَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَسَّعًا عَلَيْهِ فِيْ قَسْمِ اَزْوَاجِهٖ اَنْ يُّقَسِّمَ بَيْنَهُنَّ كَيْفَ يَشَآءُ) **فائدہ دوازدہم** لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ الخ کی جو تفسیر کی گئی ہے فائدہ چہارم میں اُس کا ماخذ بیان کیا گیا ہے اس تفسیر پر حضرت عائشہؓ کے اس قول کو (لَمْ يَمُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰٓى اَحَلَّ اللّٰهُ لَهٗ اَنْ يَّتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَآءِ مَا شَآءَ اِلَّا ذَاتَ مَحْرَمٍ) اس امر پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں کہ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ منسوخ ہے اور تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ جو تلاوت میں مقدم ہے بوجہ تاخر نزول کے اُس کا ناسخ ہے کیونکہ تفسیر مذکور پر آیت لَا يَحِلُّ زائد علی التسع کی حرمت پر دال ہی نہیں

فائدہ سیزدہم وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ کی جو تفسیر کی گئی ہے عبداللہ بن شداد سے اسی طرح منقول ہے (قَالَ لَوْ طَلَّقَهُنَّ لَمْ يَحِلَّ لَهٗ اَنْ يَّسْتَبْدِلَ وَقَدْ كَانَ يَنْكِحُ بَعْدَ مَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ مَا شَآءَ) اور اسی طرح امام زین العابدین رض و انس بن مالک رض سے منقول ہے

فائدہ چہاردہم اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ کی جو تفسیر کی ہے اُس میں حکم پنجم سے مستثنیٰ ہونے کی دلیل تو ابو ذر رض کا قول ہے لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ قَالَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ اِلَّا مَا سَبَيْتَ فَمَلَكْتَهُ يَمِيْنُكَ) اور حکم پنجم کی جو حکمت فائدہ دہم میں گذر چکی ہے اُس سے نقض وارد نہیں ہوتا کیونکہ مملوکہ سے اتنا انبساط نہیں ہوتا اور حکم ہفتم سے مستثنیٰ ہونے کی دلیل اتصال کلام کافی ہے **فائدہ پانزدہم** اَعْجَبَكَ حسنهن پر کوئی وسوسہ نہ کیا جاوے کیونکہ اول تو یہ غیر اختیاری ہے دوسرے حقیقت اس کی اِدْرَاكُ الشَّيْءِ عَلٰى مَا هُوَ عَلَيْهِ سو یہ واقع میں کمال ہوا جو امر مذموم ہے کہ بلا ضرورت و اذن شرعی قصداً نظر کرنا یا اُن کے تصور سے لذت حاصل کرنا اس پر یہ لفظ کسی طرح دال نہیں اور دوسرے دلائل اس کے عدم پر دال ہیں اور ان فوائد پانزدہ گانہ میں جتنی روایتیں لکھی گئی ہیں سب دفتور میں باسانید مختلفہ صحیحہ و حسنہ و لینہ موجود ہیں **ربط** اوپر متفرق آیتوں میں تحریم بعض انواع ایذاء نبوی مذکور ہوئی ہے آگے تحریم بعض انواع کی کہ وہ بھی مثل نوع پنجم بوجہ عدم قصد ایذاء اخف انواع ہو مذکور ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ جب آپ کی شادی حضرت زینب سے ہوئی تو آپ نے لوگوں کی دعوت ولیمہ فرمائی بعض لوگ کھانا کھا کر باتیں کرنے لگے آپ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا تاکہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوں مگر اس اشارہ کو وہ لوگ نہ سمجھے آخر آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اُس وقت سب تو اُٹھ گئے مگر تین شخص پھر بھی بیٹھے رہے آپ پھر تشریف لائے تب بھی وہ بیٹھے تھے آپ لوٹ گئے تب وہ اُٹھ کر چلے گئے حضرت انس رض نے آپ کو خبر کی تب آپ تشریف لائے اُس وقت یہ آیت حجاب نازل ہوئی، رواہ الشیخان وغیرہما اور ہر چند کہ اس قصہ میں انتظام مقصود کے لیے یہاں سے ارشاد چلا ہے فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا الخ لیکن اُس کے قبل یہ بھی ارشاد فرمایا لَا تَدْخُلُوْا الخ جو کہ تکمیل انتظام و زیادۃ اہتمام کو بھی مفید ہے کہ مقدمات کا اہتمام مقصود کے مہتم بالشان ہونے پر دال ہوتا ہے اور نیز ایک دوسری عادت کے انسداد اور اصلاح کو بھی مفید ہے جس کو صاحب مدنثور و صاحب روح نے عبد بن حمید سے بروایت حضرت انس رض نقل کیا ہے کہ بعضے آدمی بن کھائے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ میں جا پہونچتے (کیونکہ اُس وقت تک آیت حجاب نازل نہ ہوئی تھی) اور وہاں کھانا پکنے کے انتظار میں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا

اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت جایا کرو مگر جبکہ وقت تم کو کھانے کے لیے اجازت دی جاوے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جاوے تب جایا کرو

فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ

پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اور جب تم اُن سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو یہ بات تمہارے دلوں اور عورتوں کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تمکو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو تکلیف پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ

وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

تم آپکے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری بات ہے اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے یا اُس کو پوشیدہ رکھو گے تو اللہ تعالےٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں

بیٹھے باتیں کرتے رہتے اور کھانا کھلانے والا تو حضور سے بڑھ کر کون تھا مگر اس طرح جا کر بیٹھ رہنا بے شک گراں گزرتا ہے سو اول کے ارشاد میں اس کا انتظام بھی ہو گیا اور وجوب حجاب سے ایسے واقعات کا ہمیشہ کے لیے انسداد فرمایا گیا نیز سد ذرائع کے ساتھ حجاب میں احترام و اجلال شان بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہوتا ہے اور اسی مقام میں ایک مسئلہ تحریم نکاح امہات المؤمنین بعد وفات نبوی کے بھی بیان فرما دیا جس کا سبب نزول یہ ہے کہ کسی شخص نے یہ کہا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی کسی بیوی سے نکاح کرونگا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کو خبر بھی پہونچ گئی تو کلفت ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے مسئلہ حجاب پر یہ کہا کہ ہم سے ہماری چچا زاد بہنوں کو چھپایا جاتا ہے اگر آپ کی وفات ہو جاویگی تو ہم آپ کی بیبیوں سے نکاح کرینگے اسپر یہ حکم نازل ہوا یہ سب روایات درمنثور میں ہیں پس اس مضمون کو کئی طور پر مقام سے مناسبت ہوئی اول اسمیں آپ کا احترام و اجلال شان ہے جیسا اوپر چند آیات میں بعض احکام مظہر آپ کی جلالت شان کے آئے ہیں دوسرے دفع ایذا بھی ہے تیسرے تتمہ مضمون حجاب کا بھی ہو گیا و نیز ایک اور طور پر بھی حجاب کا متمم ہو سکتا ہے وہ یہ کہ امہات المؤمنین کا ایسا حجاب ہے کہ جن سے ایک دفعہ حجاب اجنبی ہو گیا پھر ابداً ابداً اس میں احتمال ارتفاع کا نہیں حتی کہ ایک صورت اُس کے ارتفاع کی نکاح ثانی کا وہ بھی حرام کر دیا گیا اس کے بعد مسئلہ حجاب کے متعلق اُن کا ذکر ہے جن سے حجاب نہیں ہو اور ہر چند کہ سورۂ نور میں بھی مستثنیات کا ذکر آچکا ہے لیکن وہاں عام نساء کا حکم تھا جس میں یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ ازواج مطہرات کے متعلق بعض احکام مختص بھی ہیں تو شاید ان کو محارم وغیرہ کے سامنے آنا بھی جائز نہ ہو اس لیے ان کے احکام میں بھی اس استثناء کو مکرر فرمایا واللہ اعلم

نہی از نوع ششم امور موجبۂ تاذی و اغتمام و تشریع نوع ششم امور مشعرہ جلالت و احترام آن رسول عالیمقام صلی اللہ علیہ وسلم از آداب طعام و مسائل رویت و کلام و تحریم نکاح امہات اہل اسلام

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

اللغات انا ای نضجه و بلوغه قوله لحدیث اللام للتعلیل ای لسبب الحدیث ۔ **النحو** قوله الا ان یؤذن بتقدیر المضاف ای وقت الاذن یعنی الدعوة ومن ثم عدی بالی قوله غیر ناظرین حال من فاعل ادخلوا المقدر ای ادخلوا وقت الاذن غیر ناظرین قوله لا مستانسین حال من مقدر ای لا تمکثوا مستانسین ۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا

بیٹیوں کی بہنوں پر اپنے باپوں کے بارہ میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝

اپنی لونڈیوں کے اور خدا سے ڈرتی رہو بے شک اللہ ہر چیز پر حاضر ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ اے ایمان والو نبی ؐ کے گھروں میں (بے بلائے) مت جایا کرو مگر جس وقت تمکو کھانے کے لیے (آنے کی) اجازت دی جاوے (تو جانا مضائقہ نہیں مگر تب بھی جانا) ایسے طور پر (ہو) کہ اُس (کھانے) کی تیاری کے منتظر نہ ہو (یعنی بے دعوت تو جاؤ مت اور دعوت ہو تب بھی بہت پہلے سے مت جا بیٹھو) لیکن جب تم کو بلایا جاوے (کہ اب چلو کھانا تیار ہے) تب جایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو (کیونکہ) اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں (اور زبان سے نہیں فرماتے کہ اُٹھ کر چلے جاؤ) اور اللہ تعالےٰ صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا (اس لیے صاف صاف تم کو کہہ دیا گیا) اور (اب سے یہ حکم کیا جاتا ہے کہ حضرت ؐ کی بیبیاں تم سے پردہ کیا کریں گی تو اب سے) جب تم اُن سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر (کھڑے ہو کر وہاں) سے مانگا کرو (یعنی بے ضرورت تو پردہ کے پاس جانا اور بات کرنا بھی نہ چاہیے لیکن ضرورت میں کلام کا مضائقہ نہیں بلکہ علے الاطلاق حکم ہے کہ) تم کو (کسی امر میں) جائز نہیں کہ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو کلفت پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کر دیو خدا کے نزدیک بڑی بھاری (معصیت کی) بات ہے (اور جس طرح یہ نکاح ناجائز ہے ایسے ہی اس کا زبان سے ذکر کرنا یا دل میں ارادہ کرنا سب گناہ ہے سو) اگر تم (اس کے متعلق) کسی چیز کو (زبان سے) ظاہر کرو گے یا اُس (کے ارادہ) کو (دل میں) پوشیدہ رکھو گے تو اللہ تعالےٰ (کو دونوں کی خبر ہو گی کیونکہ وہ) ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (پس تم کو اُس پر سزا دینگے اور ہم نے جو اوپر حجاب کا حکم دیا ہے تو اُس سے بعضے مستثنےٰ بھی ہیں جن کا بیان یہ ہے کہ) پیغمبر کی بیبیوں پر اپنے باپوں کے (سامنے ہونے کے) بارہ میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے (یعنی جس کے بیٹا ہو) اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی (دینی شریک) عورتوں کے اور نہ اپنی لونڈیوں کے (یعنی ان کے سامنے آنا جائز ہے) اور (اے پیغمبر کی بیبیو ان احکام مذکورہ کے امتثال میں) خدا سے ڈرتی رہو (کسی حکم کے خلاف نہ ہونے پاوے) بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر (ناظر) ہے (یعنی اُس سے کوئی امر مخفی نہیں پس خلاف میں احتمال سزا کا ہے) ف اول آیت میں جو احکام دخول بیوت وطعام کے مذکور ہیں وہ بتصریح علماء سرکار نبوی کے ساتھ خاص نہیں یعنی اس قسم کی بات کسی کو گراں و ناگوار ہو وہ ناجائز ہے اور فیستحی منکم واللہ لا یستحی من الحق سے شبہہ نہ کیا جاوے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احیاناً اظہار حق نہ فرماتے تھے اصل یہ ہے کہ جس حق کا اظہار واجب ہے وہ حق للہ ہے اور جس سے آپ کا استحیاء واقع ہوا وہ حق للنفس تھا کہ اپنے اوپر کلفت اُٹھائی اس سے حکم شرعی کا اخفاء لازم نہیں آتا کہ منشاء وسوسہ ہو اور حجاب میں وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ کے بڑھانیکا فائدہ تقریر ترجمہ سے

ملحقات الترجمۃ

قولہ فی توضیح کلا تدخلوا یعنی بے دعوت الخ متقرر ہے جمہور کے لاجزاء الآیۃ الدفع شبہۃ التکرار فی قولہ الا ان یؤذن لکم مع قولہ اذا دعیتم فادخلوا الدعوۃ للطعام قبل الاذن کما یفہم من الاعلام بقبل وقت اولیم والثانی الدعاء الی الطعام فی حین الاذن ۱۲

قولہ فی اطہر عندہ افادہ صیغۃ التفضیل ۱۲

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو

ظاہر ہو گیا کہ مبالغہ کے لیے ہے یعنی ویسے تو حجاب کیوں نہ ضروری ہو گا ایسی حاجت شدیدہ کے وقت بھی حجاب ضروری ہے اور یہ آیت حجاب کی آیت وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ سے مقدم ہے کیونکہ اس کا نزول حضرت زینبؓ کی اوّل شادی میں ہوا ہے اور آیت تخییر کا وقت جس سے آیت وقرن الخ متعلق ہے حضرت زینب رضؓ کے نکاح کے بہت بعد ہوا ہے چنانچہ مخیرات میں وہ بھی تھیں جس سے پہلے طلب نفقات ہو چکا تھا جس کا شادی کے زمانے کے بہت بعد اتفاق ہوا کرتا ہے پس اس آیت سے حجاب فرض ہوا اور قرن سے اُس کی تاکید ہوئی اور مسائل حجاب و قرار فی البیوت کی آیت وقرن کی تفسیر میں مذکور ہوئے ہیں اور ازواج مطہرات سے نکاح کا حرام ہونا مجملاً تو منصوص اور اجماعی ہے البتہ بعض تفاصیل میں اختلاف ہے امام الحرمینؒ اور راضیؒ نے تحریم کو مدخول بہا کیساتھ خاص کہا ہے غزالیؒ نے اُس زوجہ کو حلال کہا ہے جو تخییر کے بعد دنیا کو اختیار کرے اور بعض علماء نے مملوکات میں سے صرف اُسکو حرام کہا ہے جو وقت وفات تک آپ کے پاس ہوا اور آیت لاجناح علیھن میں جو مستثنیات ہیں انہیں انحصار مقصود نہیں بلکہ جمیع محارم نسبیہ و رضاعیہ اور جو آیت نور میں مذکور ہیں سب مراد ہیں اور اس آیت کے بعض اجزاء کی تفسیر آیت نور کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ فرما لیا جاوے ربط اوپر سرکار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کا تحریم ازواج مطہرات سے اظہار فرمایا تھا اُس کے قبل بھی کئی آیتوں میں مختلف پیرایوں سے اس کا بیان کیا گیا تھا آگے صلوٰۃ وسلام کے انشاء اور انشاء سے اس کی دلالت فرماتے ہیں

نوع ہفتم اجلال شان نبوی باخبار و انشاء صلوٰۃ وسلام

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپکا حق عظمت جو تمہارے ذمہ ہے ادا ہو) ف اللہ تعالیٰ کا رحمت بھیجنا تو رحمت فرمانا ہے اور مراد اس سے رحمت مشترکہ نہیں ہے کہ اس سے اختصاص مقصود ثابت نہیں ہوتا بلکہ رحمت خاصہ ہے جو آپ کی شان عالی کے مناسب ہے اور فرشتوں کا رحمت بھیجنا اور اسی طرح جس رحمت بھیجنے کا ہم کو حکم ہے اس سے مراد اس رحمت خاصہ کی دعا کرنا ہے اور اسی کو ہمارے محاورے میں درود کہتے ہیں اور اس دعا کرنے سے حضور کے مراتب عالیہ میں بھی ترقی ہو سکتی ہے کیونکہ ترقی کی کوئی حد نہیں چنانچہ خود حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے دعاء بعد الاذان میں دعائے وسیلہ کی عام امتیوں کو تعلیم فرمائی ہے اور حضرت عمر رضؓ کو حکم فرمایا تھا اَشْرِكْنَا فِي دُعَائِكَ اور خود دعا کرنے والے کو بھی اس وجہ سے کہ امتثال امر الٰہی کیا اور آپ کا حق تعظیم ادا کیا نفع ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک درود بھیجنے سے اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور آپ پر سلام بھیجنے کے معنے مجموعہ دو امر کا ہے ایک دعا ہے سلامت عن الآفات کی دوسرے ثناء ہے جو اس دعا کے لیے لازم ہے کیونکہ عرفاً یہ صیغہ مخصوص مستحق ثناء ہی کے لیے ہے پس حالت حیات میں تو دونوں کا تحقق ہو سکتا ہے اور بعد وفات مجرد معنے ثانی رہ جاتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مقصود اس تسلیم سے دعاء ہو سلام من اللہ کی اور اس سلام سے مقصود ثبات سلامت ہو پس حاصل یہ ہو گا کہ اَللّٰهُمَّ بَشِّرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّلَامَةِ الْأَبَدِيَّةِ الْمَوْعُوْدَةِ لَهٗ اور یہ معنے بعد وفات بھی بلا تکلف صحیح ہو سکتے ہیں اور یہ صلوٰۃ وسلام دو طرح کے صیغوں سے ادا ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ مکلف اپنی طرف اُسکی اسناد کرے مثلاً یوں کہو نُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ اور دوسرے یہ کہ بطور دعا کے اللہ تعالیٰ کی طرف اسناد کرے جیسے اَللّٰهُمَّ صَلِّ یا اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ یا صلے اللہ علیہ وسلم اور تشہد میں جو وارد ہے السلام علیک اس میں دونوں احتمال ہیں سلامی جیسے اس شعر میں ؎ بلغ اللہ صلاتی وسلامی ابدا الخ یا سلام اللہ بقرینۂ رحمۃ اللہ وبرکاتہ کے اور حدیثوں کے صیغوں کو دیکھنے سے دوسرے صیغہ کی افضلیت و ازحیت ثابت ہوتی ہے اور صلاتی وسلامی بھی بعد تاویل اسیطرف راجع ہو سکتا ہے کہ اضافت بادنیٰ ملابستہ ہو اور معنے یہ ہوں صَلَاةُ اللّٰهِ مِنِّيْ وَسَلَامُ اللّٰهِ مِنِّيْ اے مُطْلِعًا بِاَمْنِيْ اور علماء محققین نے فرمایا ہے کہ صیغہ امر کا نص قطعی الثبوت وقطعی الدلالت میں فوریت کے لیے ہے اور مقتضی تکرار کو ہے نہیں اس لیے عمر بھر میں ایک بار تو فرض ہے جیسا کلمۂ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی اول ذی حجۃ بھیجنا الخ اشارۃ الی عموم المجاز فی الآیۃ فلا یتوجہ سوال ولا یحتاج لے جواب ۱۲

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ

بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کو ایذاء دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دُنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ

الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ ع

ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اسکے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو ایذاء پہونچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں

توحید کا تلفظ ایک بار فرض ہے اور جس مجلس میں آپ کا ذکر مبارک ہو وہاں نظر الی الوعید الوارد فی الاحادیث والی الدلائل النافیۃ للحرج ایک بار واجب ہے اور اس سے زیادہ نظر الی الفضائل مستحب ہے اور یہ سب خارج نماز کی تفصیل ہے اور نماز میں مختلف فیہ ہے امام صاحب کے نزدیک سنت ہے یہ سب تفصیل صیغہ صلوٰۃ میں ہے اور لفظ سلام میں ظاہر صیغۂ امر کو دیکھکر بعض نے عمر بھر میں ایک بار اُس کو بھی فرض کہا ہے لیکن نظر الی المعنی صلوٰۃ اور سلام سے چونکہ مقصود واحد ہے اس لیے صلوٰۃ سے امر بالسلام کا بھی امتثال ہو سکنے سے بالاستقلال اس کی فرضیت کا ثبوت محل کلام میں ہے اور اسی اتحاد مقصود کے اعتبار سے یُصَلُّوْنَ کے ساتھ یُسَلِّمُوْنَ نہیں فرمایا کہ وہ بھی خود مفہوم ہو جاوے گا پس مقصود گویا یہ ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یصلون ویسلمون علی النبی تاکہ آگے صلوٰۃ علیہ وسلم اُسپر تفرع ہونے میں منطبق ہو جاوے اور شاید دوسری جگہ اس لیے تصریح کردی ہو کہ مخاطبین پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حقوق اور لبس عظیم ہیں اس لیے اہتمام کے لیے دو صیغوں کی تصریح پھر دوسرے صیغہ کی تاکید مفعول مطلق سے فرمائی گئی کہ تاکد طلب کیساتھ مطلوبیت تکثیر پر بھی دال ہو اور روح میں حموی سے اُنھوں نے منیۃ المفتی سے نقل کیا ہے کہ اگر صرف صیغہ صلوٰۃ پر یا صیغہ سلام پر اکتفاء کرے تب بھی مکروہ نہیں البتہ جمع اولے ہے جیسا قعدہ اخیرہ نماز میں جمع کیا گیا ہے کہ تشہد میں سلام ہے اور آگے صلوٰۃ ہے اور قعدہ اولے میں صرف سلام کا ہونا صاف دلیل ہے عدم کراہت افراد کی چونکہ اس مقام کے مطالعہ کے وقت احتمال ہے کہ شاید ناظرین کو قصداً صلوٰۃ وسلام سے ذہول ہو جاوے اس لیے ایک مختصر صیغہ عبارت میں لکھ دینا بھی مناسب ہے کہ لکھا ہوا تو ضرور ہی پڑھیں گے اللھم صل علی سیدنا ومولٰنا محمد وعلی آلہ سیدنا ومولٰنا محمد وبارک وسلم

ربط اوپر آیات متفرقہ میں انواع مختلفہ ایذاء نبوی کی ممانعت مذکور ہوئی تھی جن میں بعض جو بلا قصد تھیں اُن میں تو صرف فہمائش اور نصیحت کردی گئی تھی جیسے طلب نفقات زائدہ ازواج اور مکث فی البیوت قبل الطعام یا بعد الطعام اور بعض جو بقصد ایذاء رہ گئیں جیسے مخالفین کی جانب سے پیش آتی تھیں اُن میں آگے وعید شدید فرماتے ہیں اور تاکید مقصود کے لیے اول آیت میں ایذاء رسول کو مثل ایذاء الٰہی کے قرار دیتے ہیں اور آیت ثانیہ میں مطلقاً اہل ایمان کی ایذاء کو بھی معصیت کبیرہ میں شمار فرماتے ہیں جس سے ایذاء رسول کے موجب وعید ہونے کی اور زیادہ تاکید ہوتی ہے کہ جب مطلق مؤمنین کی ایذاء ایسی ہے تو سید المؤمنین کی ایذاء کیسی ہوگی دوسرے مخالفین اس کے بھی قصداً مرتکب ہوتے تھے اُن کی وعید بھی مؤکد ہو گئی کہ دو امر سبب عذاب ہیں۔

وعید بر ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم ومؤمنین

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو (قصداً) ایذاء دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنپر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُنکے لیے ذلیل کرنیوالا عذاب تیار کر رکھا ہے اور (اسی طرح) جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اسکے کہ اُنھوں نے کچھ

الروایات فی الدر المنثور عن ابن عباس رض فی قولہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ الآیۃ قال نزلت فی الذین طعنوا علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم حین اخذ صفیۃ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا وھنہ ایضا قال انزلت فی عبد اللہ بن ابی وناس معہ قذفوا عائشۃ رض فخطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال من یعذرنی فی رجل یوذینی ویجمع فی بیتہ من یوذینی فنزلت ۱۲

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا

اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہدیجئے کہ نیچی کرلیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو

يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ

آزار نہ دیجائیں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے یہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں افواہیں اڑایا کرتے ہیں اگر باز نہ آئے تو ضرور ہم آپ کو انپر

بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

مسلط کرینگے پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پاوینگے۔

(ایسا کام (جس سے وہ سخت سزا ہو جاویں) ایذا پہونچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا (اپنے اوپر) بار لیتے ہیں (یعنی اگر وہ ایذا قولی ہے تو بہتان ہے اور اگر فعلی ہے تو مطلق گناہ ہی ہے) ف اللہ کے ناراض کرنے کو مجازاً ایذا کہدیا گیا اور قصداً کی قید ترجمہ بوذون میں چند دلیل سے ثابت ہے اوّل ایذا، افعال اختیاریہ میں سے ہے اور افعال اختیاریہ میں قصد شرط ہے دوم جس فعل سے بلا قصد ایذا ہو جاوے وہ (حقیقت مقدمہ ایذا ہے اُس کو ایذا، کہنا مجاز ہے اور کلام میں اصل حقیقت ہے اور وہ منتفی ہے ایذا، قصدی سے سوم شریعت میں امور غیر قصدیہ پر وعید مرفوع ہے كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رُفِعَ عَنْ اُمَّتِيَ الْخَطَاءُ اور اسپر وعید وارد ہے اور بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا کی قید سے تادیب وسیاست کا جواز جب کہ قاعدہ شرعی سے ہو ثابت ہوگیا اور ایذا، بلا قصد میں جو يُضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ آیا ہے وہ تقریر تمہید کے کہ صرف فہمائش وضیحت الزمنافی نہیں کیونکہ یہ وعید معلق ہے کہ بعد اس کے کہ علم ہو گیا کہ یہ امر موجب ایذاء ہے اس کا ارتکاب موجب وعید ہے اور اس کا وقوع نہ ہوا تھا اور جس کا وقوع ہوا تھا اُس کے سبب ایذاء ہونے کی طرف التفات اور اُس کا علم نہ ہوا تھا ربط اور پر ایذا، رسول وایذا، عام مؤمنین پر وعید فرمائی تھی آگے بعض خاص ایذاؤں کے متعلق کلام ہے جیسا بعض خاص ایذائیں اوپر متفرق آیات میں مذکور ہو چکی ہیں اور یہ ایذا، منافقین کی جانب سے دو طور پر واقع ہوئی تھی ایک یہ کہ اُن میں سے بعضے شریر طینت مسلمانوں کی کنیزوں کو رستہ میں چھیڑتے اور بعضی بیبیوں سے بھی کنیزوں کے شبہہ میں تعرض کرتے دوسرے یہ کہ ہمیشہ ایسی جھوٹی خبریں اڑاتے کہ فلاں غنیم چڑھ کر آنا چاہتا ہے ان دونوں امر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مؤمنین ومؤمنات کو کلفت ہوتی حق تعالےٰ نے پہلے امر کا انتظام حرائر کے لیے اذناء جلباب سے جس کی تحقیق آگے آتی ہے فرمایا اور غیر حرائر کے لیے وعید اغراء سے فرمایا اور امر دوم کا بھی اسی اغراء سے انسداد فرمایا چنانچہ اس وعید سے اُن کی وہ شورہ پشتی اور بیباکی بند ہوگئی اس لیے وہ وعید واقع بھی نہیں کی گئی اور ان دونوں امر کے اعتبار سے منافقین تین قسم کے تھے بعض جو رئیس اور نفاق میں اصل تھے وہ تو اپنی حفظ وجاہت کے لیے ان امور کا ارتکاب خود نہ کرتے تھے بلکہ رائیں دیتے اور تجویزیں کیا کرتے اور عوام بعضے امر اول کے مرتکب ہوتے بعضے امر دوم کے ان آیتوں میں ان سب کا ذکر ہے ماخذ اس تمامتر تقریر کا روایات مفسرین ہیں۔

نوع ہفتم ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم مع المؤمنین بتعرض نساء واجانب

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اللغات قولہ تعالیٰ یدنین الادناء التقریب وفی من معنی الاغراء والسدل ارخاء الشیء قولہ اذا ادنی ظہرہ ای نکبہ کذا فی الروح قولہ لنغرینک یقال اغراہ بکذا اذا وداہ اے تناولہ بالتحریض علیہ والمراد التسلیط ۱۲

النحو قولہ ملعونین حال من مقدر ای یجاورون ملعونین دل علیہ المذکور من قولہ تعالیٰ لا یجاورونک الا قلیلا ۱۲ منہ

الروایات قولہ تعالیٰ ذلک ادنی ان یعرفن الخ عن ابن عباس قال کان نساء المنافقین یخرجن باللیل الی البراز وکان لہن اذا خرجن فعرفن انما تفعلہ الاماء فعرضت لہن فآذتہن وان عرفن انہن حرائر لم یعرض لہن وہو قولہ ذلک ادنی ان یعرفن الخ وعن قتادۃ رضہ قال ان اناسا من المنافقین کانوا یتبعون النساء اذا خرجن باللیل فیتعرضون لہن فربما دخلوا علی بعض البیوت بالریبۃ وکان بیوت المدینۃ ضیقۃ فاذا خرجت النساء لحاجتہن خرجن لیلا فکان ذلک لہن متعرضا وکان اذا قیل لہم قالوا انما نحسبہ امۃ فنزلت الآیۃ وعن ابن عباس رضہ قال کانت المرأۃ تخرج لحاجتہا فیتبعہا الرجل فیقع بہا فان انتہرتہ ذہب عنہا وان سکتت عنہ وقعت بہا فنزلت الآیۃ وعن ابن عباس رضہ قال کانت المرأۃ تخرج لحاجتہا فیتبعہا الرجل فیقع بہا فان انتہرتہ ذہب عنہا وان سکتت عنہ وقعت بہا فنزلت الآیۃ وعن ابن عباس رضہ قال کانت المرأۃ تخرج لحاجتہا فیتبعہا الرجل فیقع بہا فان انتہرتہ ذہب عنہا وان سکتت عنہ وقعت بہا فنزلت الآیۃ وعن ابن عباس رضہ قال کانت المرأۃ تخرج لحاجتہا فیتبعہا الرجل فیقع بہا فان انتہرتہ ذہب عنہا وان سکتت عنہ وقعت بہا فنزلت الآیۃ

ملحقات الترجمہ

ف۱ قولہ فی فی ناراض کرنے کو ولایلزم الجمع بین الحقیقۃ والمجاز لان المراد عموم المجاز فافہم ۱۲

ف۲ قولہ فی التمہید روایات وہی مستنکرہ ۱۲

ف۳ قولہ فی العنوان نوع ہفتم ہذا وان اشتمل علی نوعین لکن المآل ومدار الحکم واحد وہو الاظہار لخلاف ملک العلام وایضا فیہ عاد وتماثل مدی الانواع الاجمالی المأخوذ بالانواع الایذاء المنہی عنہ ۱۲

الربع ملعونین ۚ اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا ۝ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ۚ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ۝

وہیں پھٹکارے ہوئے جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کیجاویگی اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں میں بھی اپنا یہی دستور رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں اور آپ خدا کے دستور میں ردوبدل نہ پاویں گے

ملعونین ۚ اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا ۝ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ۚ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ۝

اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہدیجیے کہ (سر سے) نیچی کر لیا کریں اپنے (چہرہ کے) اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو آزار نہ دیجایا کرینگی (یعنی کسی ضرورت سے باہر نکلنا پڑے تو چادر سے سر اور چہرہ بھی چھپا لیا جاوے جیسا سورۂ نور کی ختم کے قریب غیر متبرجات بزینہ میں اسکی تفسیر روایت سے گذر چکی ہے چونکہ غیر حرائر کے لیے سر فی نفسہٖ اصل ستر نہیں اور انکشاف وجہ میں ان کو حرائر سے زیادہ رخصت ہے جس کی وجہ بغرض خدمت مولی زیادہ ضرورت خروج و انکشاف ہے اس بنا پر اس وضع سے حرائر کو غیر حرائر سے امتیاز ہو جاویگا اور وہ لوگ حرائر کو بوجہ اُن کی وجاہت اور غلبۂ ظن اُن کی حمایت کے قصداً نہ چھیڑتے تھے پس حرائر کے لیے اس وضع سے پردہ شرعی کے امر کا امتثال بھی ہو جاویگا اور بہت سہولت کے ساتھ ان شریروں سے حفاظت ہو جاوے گی رہ گئیں غیر حرائر اُن کا انتظام آگے آویگا) اور (اس سر اور چہرہ کے ڈھانکنے میں جو بلا قصد کمی بابے احتیاطی ہو جاوے تو) اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (اسکو معاف کر دیگا اور بخشنا اس لیے فرمایا کہ غالباً اُس کوتاہی کا منشاء کسی قدر بے پروائی و بے التفاتی ہوا کرتی ہے جو فی نفسہ ایک گونہ گناہ ہے مگر ایسے صغائر کبھی حسنات سے کبھی فضل سے معاف ہوتے رہتے ہیں آگے ان تعرض کرنے والوں کو اس شرارت پر اور ایک دوسری شرارت پر بھی دھمکاتے ہیں یعنی) یہ (خاص اصل) منافقین (جو رئیس اور بانی فساد و شرارت ہیں) اور (عام منافقین میں سے) وہ لوگ جن کے دلوں میں (شہوت پرستی کی) خرابی ہے (اور اس لیے کنیزوں سے تعرض کرتے ہیں) اور (اُن ہی عام منافقین میں) وہ لوگ جو مدینہ میں (جھوٹی جھوٹی یا پر[1] فشان کرنے والی) افواہیں اُڑایا کرتے ہیں (یہ لوگ) اگر (اپنی ان حرکتوں سے) باز نہ آئے تو ضرور (ایک نہ ایک دن) ہم آپ کو ان پر مسلط کریں گے (یعنی ان کے اخراج کا حکم کر دیں گے) پھر (اس حکم کے بعد) یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پاویں گے وہ بھی (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے (یعنی مدینہ سے نکل جانے کا سامان کرنے کے لیے جو کچھ قدر قلیل مدت معین کی جاوے گی پس اُس قدر تو یہ یہاں رہ لیں گے اور اُس مدت میں بھی ہر شخص کی نظر میں ذلیل و خوار ہونگے پھر نکال دیے جاوینگے اور نکلنے کے بعد بھی کہیں امن نہ ہوگا بلکہ) جہاں ملینگے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جاویگی (وجہ یہ کہ ان منافقین کے کفر کا مقتضا تو یہی تھا لیکن نفاق کی آڑ میں انکو پناہ ملی ہوئی ہے جب علی الاعلان ایسی مخالفتیں کرنے لگیں گے تو وہ مانع بھی اُٹھ گیا اس لیے اُن کے ساتھ بھی اُسی اقتضائے اصلی کے موافق معاملہ ہوگا کہ اُن کا اخراج اور قید و قتل سب جائز ہے اور اگر خروج کے لیے کوئی مدت معین ہو جاوے تو اُس مدت کے اندر اندر بوجہ معاہدہ کے مامون ہوں گے اُس کے بعد پھر جہاں ملیں گے بوجہ عدم بقاء عہد قید و قتل کے اجازت ہوگی اس دھمکی میں تعرض غیر حرائر کا انتظام بھی ہو گیا اور ارجاف کا بھی انسداد ہو گیا یعنی مجاہرانہ و مکابرانہ کارروائی سے باز آگئے گو منافقانہ شرارتیں وہی ہوں جس پر یہ احکام کا ہے متوجہ نہیں کیے گئے اور فساد و شورش پر سزا کا شروع کرنا کچھ ان ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ) اللہ تعالیٰ نے اُن (مفسد) لوگوں میں بھی یہی دستور (جاری) رکھا ہے جو (ان سے) پہلے ہو گذرے ہیں (کہ اُن کو آسمانی سزائیں دی ہیں یا انبیاءؑ کے ہاتھ سے بمشروعیۃ جہاد و سیاست سزائیں دلوائی ہیں پس اگر پہلے ایسا نہ ہو چکتا تو ان کو اس وعید کے استبعاد کا وسوسہ بعید نہ تھا اور اب تو گنجایش ہی نہیں) اور آپ خدا کے دستور میں (کسی شخص کی طرف سے) ردوبدل نہ پاویں گے (کہ خدا تو کوئی بات جاری کرنا چاہے اور کوئی اُس کو روک سکے پس سُنَّۃَ اللّٰہِ الخ میں احتمال قبل الوقوع کا دفعیہ فرما دیا اور لَنْ تَجِدَ میں احتمال بعد الوقوع کا دفعیہ فرمایا کہ جب وہ واقع کرنے لگے تو کوئی ہٹا نہیں سکتا) ف شرعی لونڈیوں کے اعضاء کشفہ حرہ سے زائد ہیں یعنی اس میں مثل محرم عورتوں کے ہیں کذا فی الہدایہ جن کا حکم سورۂ نور آیت قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ الخ کی تفسیر میں گذر چکا ہے اور اس انتظام اوناء جلباب میں غیر حرائر کو شریک نہ کرنا

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی المرجفین یا پر بہتان اڑانا ان الوعید شامل للغیر بعمادق الذی لا ینبغی اذا عتہ ویذاع لان یتادی بالمسلمین یدل علیہ قولہ تعالیٰ واذا جاءہم امر من الامن الخ

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَ

لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ کو اس کی کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جائے بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کو رحمت سے دور کر رکھا ہے اور

اَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ

انکے لیے شعلہ زن آگ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہینگے نہ کوئی یار پائینگے اور نہ کوئی مددگار جس روز انکے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کیے جاویں گے یوں کہتے ہونگے اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی

وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ ع ۵

اور تیرے رسول کی اطاعت کی ہوتی اور یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا سو انھوں نے ہم کو سیدھے راہ سے گمراہ کیا تھا اے ہمارے رب انکو دوہری سزا دیجیو اور ان پر بڑی لعنت کیجیو

اس لیے ہے کہ اس میں اس کی منصبی خدمات خلل پذیر ہوتی تھیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کیلیے تعرض کو گوارا کیا گیا بلکہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ میں انکا انتظام کافی مذکور ہے پس حاصل انتظام اوتار جلباب کا یہ ہوا کہ بیبیوں کی بے حجابی سے لونڈیوں کی حفاظت تو ہو ہی نہ جاویگی بلکہ یک نشد دو شد کا مضمون ہو جاویگا اس لیے تم کو تو وضع اصلی کے چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس میں تمہاری حفاظت بھی سہل ہے اس لیے تم تو اس کی پابند رہو باقی کنیزوں کا دوسرا انتظام ہو سکتا ہے (کہذا فی القول الصواب لہذا الجمع) باقی ضروری مضامین اس کے متعلق اسکی تمہید میں مذکور ہو چکے ہیں حاجت اعادہ نہیں اور یہ آیت منع عن کشف اکوجہ میں صریح ہے اگر کسی وسوسہ ہو کہ یہ تو عارض دفع تعرض کے لیے تھا جواب یہ ہو کہ حاصل اس دفع تعرض کا دفع فتنہ ہے پس جہاں فتنہ ہوگا وہاں کشف وجہ ممنوع ہوگا خصوصیت کسی فتنہ کی معتبر نہیں اور چونکہ مبنی اس کا دفع فتنہ ہے اس لیے اس وجوب ستر وجہ کو لغیرہ کہتے ہیں اور عجائز کو مستثنےٰ کہتے ہیں البتہ ازواج مطہرات کے لیے دوسری دلیل سے اس وجوب کو لعینہ کہتے ہیں **ربط** اوپر آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ میں اللہ و رسول کی مخالفت پر لعنت فی الدنیا والآخرہ اور عذاب مہین کی وعید فرمائی تھی چونکہ اس میں اثبات ہے قیامت اور آخرت کا اور بعضے فرقے اللہ و رسول کی مخالفت کرنے والوں میں اس کے منکر تھے وہ اس قسم کی وعیدیں سُنکر بطور انکار کے قیامت کا وقت وغیرہ پوچھا کرتے تھے اس لیے آگے اس کا جواب مع تہدید اور لعنت مذکورہ و عذاب مذکور کی کسی قدر تفصیل اور کیفیت ارشاد فرماتے ہیں۔

تہدید مخالفین بوقوع قیامت وعقوبت

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝

سوال کرتے ہیں (کہ کب ہوگی) آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ اس (کے وقت) کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپکو اس کی کیا خبر (کہ کب) البتہ اجمالاً اُن لوگوں کو جان رکھنا چاہیے کہ (عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جاوے (کیونکہ جب وقت معین نہیں تو احتمال قرب کا بھی تو ہے تو اس احتمال کو اُن کو چاہیے تھا کہ ڈرتے اور اُس کے لیے تیاری کرتے نہ کہ منکرانہ استہجال اور استہزاء کرتے ہیں اور قرب سے مراد اگر غایت قرب ہے تو قرب کا واقع نہ ہونا اس لیے محل اشکال نہیں کہ باعتبار عباد کے لعل کے ساتھ خبر دیگئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب عباد سے مخفی ہے تو اُن کو چاہیے کہ اس کے قرب کا احتمال رکھیں خواہ وہ قرب واقع ہو یا نہ ہو اور اسی علت اخفاء سے بھی قرب ہر زمانہ میں محتمل ہے پس وجوب خوف بھی تمام ازمنہ میں عام ہوا اور اگر قرب سے مراد مطلق قرب ہے تو لعل تحقیق کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور وہ قرب واقع کے موافق بھی ہے کیونکہ اول تو یوماً فیوماً اس کا وقت قریب ہی آتا جاتا ہے یعنی جتنا بُعد مثلاً کل تھا آج اُس قدر نہیں رہا پس یہ بھی قرب ہے دوسرے یوم قیامت کے

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ماید ریک اس کی کیا خبر اشارۃ الی ان المفعول الثانی لید ریک ہو المقدر ای قولہ لعل الساعۃ بل ہو جملۃ مستانفۃ ہو وجہا المنکرین وفحوہ من تغیر المنتظم

النحو

قولہ قل یا ایہا الرسول خبر ابل ہو ظرف ای فی زمان قریب ۱۲

القراءۃ قولہ الرسولا والسبیلا انظر فی ما کتب فی قولہ تعالیٰ تظنون باللہ الظنونا قولہ کبیرا فی قراءۃ کثیرا المثلثۃ ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

اے ایمان والو تم اُن لوگوں کی طرح مت ہو جنہوں نے موسیٰ کو ایذا دی تھی سو اُن کو خدا تعالےٰ نے بری ثابت کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو

اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

اور راستی کی بات کہو اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال کو قبول کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو بڑی کامیابی کو پہنچے گا

استداد و امتداد کے سامنے دنیا کی مدت طویلہ بھی قصیر معلوم ہوگی پس اُس کے مقابلہ میں یہ مجموعی مدت قریب ہے پس ہر حال میں تہدید صحیح ہوگئی یا احتمال قرب سے یا روزانہ مہلت کم ہوتے جانے سے یا اس وقت کے ہول اور طول سے اب آگے لعنت اور عقوبت یوم قیامت کی کیفیت ارشاد ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کو رحمت سے دور رکھا ہے (جیسا اوپر بھی فرمایا ہے لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ) اور (اس لعنت ہی کا اثر یہ ہے کہ) اُن کے لیے آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے (جیسا اوپر بھی فرمایا ہے وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا) جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) نہ کوئی یار پائیں گے اور نہ کوئی مددگار (پائیں گے) جس روز اُن کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کیے جاویں گے (یعنی چہروں کے بل گھسیٹے جاویں گے کبھی چہرہ کی اس کروٹ کبھی اُس کروٹ جیسا اس طرح گھسیٹنے میں مشاہدہ ہوتا ہے کہ اس شخص کا کبھی ایک طرف منہ ہو جاتا ہے کبھی دوسری طرف اور اُس وقت غایت حسرت سے) یوں کہتے ہوں گے اے کاش ہم نے (دنیا میں) اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی (تو آج اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے) اور (حسرت سے اپنے گمراہ کرنے والوں پر غیظ و غضب پیدا ہوگا تو) یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں کا (یعنی اہل حکومت کا) اور اپنے بڑوں کا (جن میں اور کسی وجہ سے متبوعیت کی صفت پائی جاتی تھی) کہنا مانا تھا سو انھوں نے ہم کو (سیدھے) رستہ سے گمراہ کیا تھا اے ہمارے رب (اس لیے) ان کو دوہری سزا دیجیے اور ان پر بڑی لعنت کیجیے (یہ ایسا مضمون ہے جیسا سورۂ اعراف کے رکوع چہارم میں ہے رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ جس کا جواب مل جاوے گا قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ جس کی تفسیر وہاں گذری ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ اُن کفار کی درخواست سے جو غرض تھی وہ اُس میں ناکام رہے اُس تفسیر کو دیکھ لیا جاوے) ربط اوپر کی آیتوں میں اللہ و رسول کی مخالفت احکام کا جس کو ایذاء سے تعبیر فرمایا گیا تھا مہلک ہونا معلوم ہوا ہے اور اہل وعید کی اس تمنا سے کہ یٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا اللہ و رسول کی موافقت احکام کا سبب ہونا مفہوم ہوا ہے آگے بطور تفریع کے مسلمانوں کو کہ وہی منتفع ہوتے ہیں اس مخالفت سے نہی اور اس موافقت کا امر اور اُس نہی کے ساتھ اشارۃً مخالفت کا مضر ہونا اور اُس امر کے ساتھ صراحۃً موافقت کا نافع ہونا ارشاد فرماتے ہیں۔

ترہیب از معصیت و ترغیب بر اطاعت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝

اے ایمان والو تم اُن لوگوں کی طرح مت ہو جنہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ایذا دی تھی سو اُن کو خدا تعالےٰ نے بری ثابت کر دیا (یعنی اُن کا تو کچھ ضرر نہ ہوا تہمت لگانے والے ہی کذاب اور مستحق عقاب ٹھہرے) اور وہ (یعنی موسیٰ علیہ السلام) اللہ کے نزدیک بڑے معزز (پیغمبر) تھے (اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کی برأت ظاہر فرما دی) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو (یعنی ہر امر میں اُس کی اطاعت کرو) اور (بالخصوص کلام کرنے میں اس کی بہت رعایت رکھو کہ جب بات کرنا ہو) راستی کی بات کہو (جس میں عدل اور اعتدال سے تجاوز نہ ہو) اللہ تعالےٰ (اس کے صلہ میں) تمہارے اعمال کو قبول کریگا اور تمہارے گناہ معاف کر دیگا (کچھ اُن اعمال کی برکت سے کچھ توبہ کی برکت سے جو قول سدید میں داخل ہے) اور (یہ ثمرات مذکورہ اطاعت پر ہیں اور اطاعت وہ چیز ہے کہ) جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریگا تو بڑی

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی تقلب کمیتہ الخ اخذہ من المسلم وہذا مقول لقولہ تعالیٰ یوم یسحبون فی النار علی وجوہہم ذوقوا مس سقر ان کان من المسحوب طبعا و اضطرا مع سہولتہ الی الملکۃ کما یدل علیہ کون الہیئۃ متعددۃ بناء علی صدور سیاتی الخ منہ

۲ قولہ فی براءۃ بری ثابت اخذہ لان البراءۃ کانت مقدرۃ واما الامر بتبلیغ الظاہر منہ

۳ قولہ فی توضیحہ الخ فرد نہ ہوا اشارۃ الی ما فی التمہید من قولہ اشارۃ مخالفت کا الخ منہ

۴ قولہ فی وجہ شبہہما الخ انبیاء الخ اشارۃ الی ان التصغیر لیس فی الحکم بل انما ہو فی الذکر لاقتضاء المقام والتخصیص بشیء فی التشبیہ لکونہ علیہ السلام شبہ بنبینا صلے اللہ علیہ وسلم فی اکثر الصفات الجلیلۃ الجلیۃ لکونہا صاحبی شرع جدید دون کونہما صاحبی سیف وکونہما صاحبی وحی منہ

۵ قولہ فی لیصلح قبول اخذہ من الخازن وفی قال ابن عباس یتقبل حسناتکم وہکذا فی المدارک قلت وہذا ان لم یعارضہ کان صالحا یکون مقبولا فحمل ما یستلزم جملہ مقبولہ لافضح اراۃ منہ منقبل ۱۲

۶ قولہ فی یغفر لکم الخ کفاہ اشارۃ بترک ترجمۃ اللام الی کونہا للتقویۃ فحسب ۱۲

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا

ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی سو انھوں نے اُسکی ذمہ داری سے انکار کر دیا اور اُس سے ڈر گئے اور انسان نے اُس کو اپنے ذمہ لے لیا وہ ظالم ہے جاہل ہے

کامیابی کو پہونچے گا ف موسیٰ علیہ السّلام کے ایذاء دینے اور اُن کی برأت کا قصہ جس کو خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کے طور پر فرمایا ہے بخاری وغیرہ میں اس طرح مذکور ہے کہ بنی اسرائیل غلبۂ جہل سے علانیہ برہنہ نہایا کرتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام حیا کہ بدن چھپانے کا حکم شرعی ہے آڑ میں غسل فرماتے بنی اسرائیل نے چرچا کیا کہ ان کے بدن میں کوئی عیب و مرض ضرور ہے اس لیے یہ سب کے روبرو بدن نہیں کھولتے یہ بات ایذاء رسانی کی تھی اللہ تعالیٰ کو آپ کی برأت اُس عیب سے ظاہر کرنا تھی آپ نے ایکبار تنہائی میں کپڑے اُتار کر پتھر پر رکھدئے اور غسل کرنیلگے خدا کے حکم سے وہ پتھر کپڑوں سمیت ہاں سے چلا آپ کپڑے اُٹھانے کے لیے اُس کے پیچھے ہولیے آپ کا گمان یہ تھا کہ یہاں خالی میدان میں کوئی آدمی نہوگا اتفاق سے ایک مجمع بنی اسرائیل کا موجود تھا وہ پتھر وہاں جاکر ٹھیرا اور سب نے سر سے پاؤں تک دیکھ لیا کہ کسی قسم کا کوئی عیب آپ کے بدن میں نہیں پھر آپ نے کپڑے پہن لیے اور اُسوقت سرمد کا یہ قول باحسن وجوہ صادق آگیا ؎ پوشاند لباس ہر کرا عیبے دید ✦ بے عیباں را لباس عریانی داد ✦ اور اس قصہ میں موسیٰ علیہ السلام پر تو اس لیے اعتراض نہیں ہوسکتا کہ آپ کے اختیار کو اس میں کوئی دخل نہ تھا اور اللہ تعالیٰ پر اس لیے اعتراض نہیں ہوسکتا کہ وہ کسی قانون کے محکوم نہیں ہیں اور یہاں تو حکمت تبریہ موسیٰ علیہ السلام کی بھی ظاہر ہے اور خود تبریہ میں یہ حکمت ہے کہ نبی سے کسی کو تنفر نہو جو کہ طبعًا حاجب اقتداء ہو جاتا ہے یہ قصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرماکر ارشاد فرمایا فذلک قولہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى پس یہ قصہ تو بالیقین اس کی تفسیر ہے باقی دوسرے قصے بھی اگر عموم ایذاء میں داخل کر لیے جاویں اور اس کی تخصیص کو تمثیل پر محمول کیا جاوے تو گنجائش ہے لیکن اس قصہ کے تفسیر ہونے کا انکار صحیح نہیں اور شعب تقویٰ وطاعات میں سے قول سدید کی کہ طاعت لسانی ہے تخصیص شاید اسلیے ہو کہ اُسکو اکثر لوگ سہل سمجھتے ہیں یا اس لیے ہو کہ وہ ایذاء میں اصرح اور اقبح ہوتا ہے و نیز کثیر الوقوع بھی ہوتا ہے اور یصلح بمعنی یتقبل کے وجہ ترتب تقوی قول سدید پر ظاہر ہے کیونکہ عمل کا مقبول ہونا جن شرائط پر موقوف ہے وہ سب جزء تقویٰ ہیں جب کبھی مقبولیت عمل میں اختلال ہوگا ضرور تقویٰ کے کسی جزء کا فقدان ہوگا اور لا تکونوا سے یہ لازم نہیں آتا کہ کبھی مسلمانوں نے قصداً ایسا کیا ہو بلکہ ہمیشہ احتیاط رکھنے کا حکم ہے جیسا میرے ترجمہ سے ظاہر ہے اور حدیثوں میں جو بعضے لوگوں کے قصے آئے ہیں یا تو وہ منافقوں کے قصے ہیں یا بعضے مزاج ناشناس مسلمانوں کو اُن اقوال کے موذی ہونیکی طرف التفات نہ ہوا ہوگا ربط اوپر آیات میں اللہ و رسول کی اطاعت کا وجوب اور مخالفت کی حرمت مذکور ہے بلکہ تمامتر سورت اسی مضمون کی شرح ہے کیونکہ اعظم مقاصد سورت جیسا کہ تمہید میں مذکور ہوا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال واحترام کا وجوب اور ایذاء و ایلام کی تحریم ہے اور یہ بھی وجوب اطاعت اللہ و رسول اور حرمت مخالفت اللہ و رسول کا ایک تعبیری عنوان ہے آگے اسی وجوب وحرمت کی تاکید تقویت کے لیے خاتمہ سورت میں انسان کا مکلف باحکام ہونا اور اُن کو امانت کے ساتھ تشبیہ دیکر اُسکے ادائے حق کرنیوالوں کا سورد عنایت اور اُسکی اضاعت کرنیوالوں کا مستحق عذاب ہونا بیان فرماتے ہیں

مکلف بودن باحکام وثمرات طاعات وآثام

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا

البلاغۃ قولہ وحملہا الخ یذکر العرض المدلول علیہ بالروایات اکتفاء بذکر اھل الدال علیہ فغنیا ایجاز قولہ انہ کان ظلوما اعتراض بین الحمل ووفائہ ای عاقبتہ للایذان بان من اول الامر بعدم وفائہ بالحمل وکفی فی صدق الحکم علی الجنس بثبوتہ لوجودہ فی بعض افرادہ نفلا عن وجودہ فی غالبہا ۱۲

الروایات المتعلقۃ بالامانۃ فی الدر المنثور عن ابن عباس رض الامانۃ الفرائض عرضہا اللہ علی السموات والارض والجبال ان ادوہا ان اثابہم وان عاقبہم فابوا واشفقوا من غیر معصیۃ

(لکونہا مخیرۃ فی الحمل وعدمہ) ولکن تعظیما لدین اللہ ان لا یقوموا بہا ثم عرضہا علی آدم (ای مع ذریتہ) فقبلہا بانہا وعن قتادۃ وحملہا الانسان قیل لہ اتحملہا قال نعم اتدری ما تحملت وبہذا یتبین تفسیری آدم فی الروایۃ الاولی فتقول ای مع ذریتہ وتخصیص ذکر آدم کونہ اصلہم وعن مجاہد قال لما خلق اللہ تعالیٰ السموات والارض عرض علیہن الامانۃ فلم یقبلنہا فلما خلق آدم علیہ السلام عرضہا علیہ قال قبلت ما فیہن حملت السموات والارض وجبال کے بعد انسان کو پیدا کرکے الخ

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۲۴ ع ۹

انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین و منافقات اور مشرکین و مشرکات کو سزا دے گا اور مؤمنین و مؤمنات پر توجہ فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

سورۃ السبا مکیۃ وھی اربع وخمسون اٰیۃ وست رکوعات

ھذا البعض ۱۲

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۲۴

ہم نے یہ امانت (یعنی احکام جو بمنزلہ امانت کے ہیں) آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی (یعنی ان میں کچھ شعور پیدا کر کے جو کہ اب بھی ہے ان کے روبرو اپنے احکام اور بصورت ماننے کے اس پر انعام واکرام اور بصورت نہ ماننے کے اُس پر تعذیب و ایلام پیش کر کے اُن کو لینے نہ لینے کا اختیار دیا اور حاصل اس پیش کرنے کا یہ تھا کہ اگر تم ان احکام کو اپنے ذمہ رکھتے ہو تو اُن کے موافق عمل کرنے کی صورت میں تم کو ثواب ملیگا اور خلاف کرنے کی صورت میں عذاب ہوگا اور اگر نہیں لیتے تو مکلف نہ بنائے جاؤ گے اور ثواب و عذاب کے بھی مستحق نہ ہوگے تم کو دونوں اختیار ہیں کہ اس کو نہ لینے سے نافرمان نہ ہوگے جس قدر اُن میں شعور تھا وہ اجمالاً اس قدر مضمون سمجھ لینے کے لیے کافی تھا چونکہ اُن کو اختیار بھی دیا گیا تھا) سو اُنھوں نے (خوف عذاب کے سبب احتمال ثواب کو بھی دست برداری کی اور) اُس کی ذمہ داری سے انکار کر دیا اور اُس (کی ذمہ داری) سے ڈر گئے (کہ خدا جانے کیا انجام ہو اور اگر وہ اپنے ذمے رکھ لیتے تو مثل انسان کے اُن کو بھی عقل عطا کی جاتی جو تفصیل احکام و مثوبات و عقوبات کے سمجھنے کے لیے موقوف علیہ ہے چونکہ اُسکو نہیں منظور کیا اسلیے عقل کی بھی ضرورت نہ ہوئی غرض انہوں نے تو عذر کر دیا) اور (جب ان سموات وارض وجبال کے بعد انسان کو پیدا کر کے اُس سے یہی بات پوچھی گئی تو) انسان نے (بوجہ اس کے کہ علم الٰہی میں اس کا خلیفہ ہونا مقرر تھا) اُس کو اپنے ذمے لے لیا (غالباً اُس وقت تک اُس میں بھی اتنا ہی ضرورت کے قدر شعور ہوگا اور غالباً یہ پیش کرنا اخذ میثاق سے مقدم ہے اور وہ میثاق اسی حمل کی فرع ہے اور اُس میثاق کے وقت اس میں عقل عطا کی گئی ہوگی اور یہ کسی خاص انسان سے مثل آدم علیہ السلام کے نہیں پوچھا گیا بلکہ مثل اخذ میثاق کے یہ عرض بھی عام ہوگا اور التزام بھی عام تھا پس سموات وارض وجبال مکلف نہ ہوئے اور یہ مکلف بنا دیا گیا آیت میں اس کا یاد دلانا غالباً اُسی حکمت سے ہے جیسا میثاق یاد دلایا یعنی ان احکام کا تم نے ازخود التزام کیا ہے پھر نباہنا چاہیئے اور چونکہ مکلف جن بھی ہے اس لیے غالباً وہ بھی اس عرض اور حمل میں شریک ہے مگر تخصیص ذکر انسان کی صرف اس لیے ہے کہ اس مقام میں کلام اُسی سے ہو رہا ہے پھر اس التزام کے بعد انسان کی حالت باعتبار اکثر افراد کے یہ ہوئی کہ) وہ (انسان عملیات میں) ظالم ہے (اور عملیات میں) جاہل ہے (یعنی دونوں امر میں اعمال میں بھی اور عقائد میں بھی خلاف ورزی کرتا ہے یہ تو حالت باعتبار اکثر افراد کے ہے باقی مجموعہ کے اعتبار سے اُس ذمہ داری کا) انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین و منافقات اور مشرکین و مشرکات کو (کہ یہ لوگ احکام کے ضائع کرنے والے ہیں) سزا دیگا اور مؤمنین و مومنات پر توجہ (اور رحمت) فرماوے گا اور (بعد مخالفت بھی اگر کوئی باز آجاوے تو پھر اُس کو بھی مؤمنین و مؤمنات کے زمرہ میں شامل کر لیا جاوے گا کیونکہ) اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ف احکام کو امانت سے تشبیہ دینا بلحاظ وجوب ادا اُس کے حقوق کے ہیں اور تعذیب و رحمت کا انجام حمل ہونا بواسطہ اضاعت و اطاعت کے ہے اور اس آیت کی جو تفسیر اختیار کی گئی ہے اس کلام حقیقت پر محمول ہو کر بھی تمام اشکالات نقلیہ اور عقلیہ سے بفضلہ تعالےٰ محفوظ ہے وللہ الحمد علی ذلک ثم لہ الحمد علی اتمام تفسیر ہذہ السورۃ للسادس عشر من صفر یوم الاثنین ۱۳۵۳ھ من ہجرۃ سید الثقلین صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم مدۃ دوام الملوین ✤ وسمیر النیرین ✤ سورۃ السبا مکیۃ قیل الا ویری الذین اوتی العلم وایھا خمس واربعون کذا فی البیضاوی ربط اس سورت میں یہ مضامین مذکور ہیں شروع سورت میں توحید جو کہ مفہوم کلی امانت کی جزئی اعظم ہونے اور شرک کے مقابل ہونے کی وجہ سے خاتمہ سورت سابقہ سے بھی مرتبط ہے پھر قیامت کا اثبات مع بیان بعض دلائل قدرت کے جو کہ امکان قیامت کو مفید ہے ختم رکوع اول تک اور درمیان میں قرآن کی حقیت جو اجمالاً عن القیامت پر بھی مشتمل ہے پھر اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ کی مناسبت سے داؤد و سلیمان علیہما السلام کا ذکر جو اعلیٰ درجہ کے منیب تھے ترغیب فی الانابۃ کیلیے پھر ترہیب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ تمامتر حمد اسی اللہ کو سزاوار ہے جسکی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اسی کو حمد آخرت میں سزاوار ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور جو چیز اُس میں سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمان سے اُترتی ہے اور جو چیز اُس میں چڑھتی ہے اور وہ رحیم غفور ہے اور یہ کافر کہتے ہیں

لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ

کہ ہم پر قیامت نہ آوے گی آپ فرما دیجئے کہ کیوں نہیں قسم اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تمہارے اوپر آوے گی اُس سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چیز اس سے

مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے تاکہ اُن لوگوں کو صلہ دے جو ایمان لائے رہے اور اُنھوں نے نیک کام کیے تھے ایسے لوگوں کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے

عن عدم الانابۃ کے لیے بعض غیر مبنیین یعنی کفار سبا کا ذکر پھر مبنیین وغیر مبنیین میں اتباع و عدم اتباع ابلیس کا تفاوت اور اس کے تسلیط کی حکمت رکوع دوم تک پھر عود الی التوحید پھر مَآ اَرْسَلْنٰكَ سے پھر وَيَقُوْلُوْنَ سے عود الی البعث پھر وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ سے کفار کے کفر اور فخر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ اور اُن لوگوں کے مشاہدہ تفاخر کا ابطال اور ما انفقتم سے مقابلہ میں بعض مضرات کفار کا مومنین کے لیے نافع ہونا کہ مقابلہ کے ساتھ وہ بسط رزق کے مضمون پر متفرع بھی ہے پھر يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ سے عود الی البعث پھر وَاِذَا تُتْلٰى سے عود الی الرسالۃ پھر وَكَذٰلِكَ سے اصول مذکورہ کے منکرین کی دخامت عاقبت کے بیان پر سورت ختم ہے۔

توحید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ تمامتر حمد (وثنا) اُسی اللہ کو سزاوار ہے جس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور (جس طرح فی الحال اُس کا مستحق حمد ہونا بیان کیا گیا اسی طرح) اُسی کو حمد (وثنا) آخرت میں (بھی) سزاوار ہے (چنانچہ اسکا ظہور بھی اس طرح ہوگا کہ اہل جنت کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ) اور وہ حکمت والا (ہے کہ موجودات ارضیہ وسماویہ کو منافع ومصالح پر متضمن بنایا ہے اور وہ) خبردار (بھی) ہے (کہ اُن مصالح ومنافع کو پیدا کرنیکے قبل سے جانتا تھا پھر اُن کو پیدا کرکے ارضیات وسماویات میں رکھدیا اور وہ ایسا خبیر ہے کہ) وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے (مثلاً بارش) اور جو چیز اُس میں سے نکلتی ہے (مثلاً نباتات) اور جو چیز آسمان سے اُترتی ہے اور جو چیز اُس میں چڑھتی ہے (مثلاً ملائکہ کہ نزول وعروج کرتے ہیں اور مثلاً احکام جنکا نزول ہوتا ہے اور اعمال جنکا صعود ہوتا ہے) اور (چونکہ ان سب چیزوں میں جسمانی یا روحانی منافع ہیں مقتضا ان کا یہ ہے کہ پورا پورا شکر ادا کیا جاوے اور جو کوتاہی کرے وہ سخت سزا ہو لیکن) وہ (اللہ) رحیم (اور) غفور (بھی) ہے (پس اپنی رحمت سے صغیرہ کوتاہی کو حسنات سے اور کبیرہ کوتاہی کو توبہ سے اور کبھی دونوں کو فضل سے اور جو کوتاہی حد کفر وشرک تک پہونچی ہو اُس کو ایمان لانے سے معاف فرما دیتا ہے پس مبدء رحمت اور منتہی مغفرت ہی) ربط اوپر توحید کا ذکر تھا آگے قیامت کا ذکر ہے کہ منکرین توحید اُس کے بھی منکر تھے ونیز منکرین توحید کے عذاب کا وہ اصلی وقت بھی ہے اور درمیان میں سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا کے تناسب تقابل سے ونیز اس لیے کہ وقوع قیامت مدلول قرآنی ہے حقیت قرآن کا ذکر فرما دیا گیا۔

اثبات بعث

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ولہ الحمد فی الاخرۃ اور جس طرح الخ لان مدلول الحکم الشرعی مطلقا ہو الحکم باعتبار زمان التکلم او لائم ثبت العموم او الخصوص بدلیل مستقل ۱۲

النحو قولہ ولا اصغر بالرفع عطف علی مثقال فی قولہ لیجزی متعلق بقولہ لتاتینکم ۱۲	بالکلیۃ ... لاعدم خطورہ مع تحققہا فی نفس الامر وانما عبر عنہ بذلک لانہم کانوا یعدونہا بانہا ما ۱۲
البلاغۃ قولہ یعرج فیہا وضمن العروج معنی السیر فعدی بفی وقولہ الی قولہ تاتینا اراد وانتفاء اتیانہا ینفی ما یرد ما توہم ان العکس الخ ۱۲	فائدہ وبما قررت قولہ وہو الحکیم الخبیر وقولہ وہو الرحیم الغفور لا یرد ما توہم ان العکس الخ ۱۲

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق کوشش کی تھی ہرانے کے پیا یسے لوگوں کیواسطے سخت کا دردناک عذاب ہوگا اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہوہ اس قرآن کو جو کہ آپکے رب کی طرف سے آپکے پاس

مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ

بھیجا گیا ہی ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ حق ہی اور وہ خدائے غالب محمود کا رستہ بتلاتا ہی اور یہ کافر کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتائیں جو تم کو یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ

كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ

ہو جاؤ گے تو تم ضرور ایک نئے جنم میں آؤ گے معلوم نہیں اس شخص نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اس کو کسی طرح کا جنون ہو بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے عذاب

وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ

اور دور دراز گمراہی میں ہیں تو کیا انھوں نے آسمان اور زمین کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے آگے اور ان کے پیچھے موجود ہیں اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں

اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ ع ۱

یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں اس میں پوری دلیل ہے اس بندہ کے لیے جو متوجہ ہو

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا
مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ
بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ہم پر
قیامت نہ آوے گی آپ فرما دیجیے کہ کیوں نہیں (آوے گی) قسم اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آوے گی (اور وہ ایسا عالم بالعلم
المحیط ہے کہ) اُس (کے علم) سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں (بلکہ سب اُسکے علم میں حاضر ہیں) اور نہ کوئی
چیز اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑی ہے مگر یہ سب (بوجہ احاطہ علم الٰہی کے) کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ
میں (مرقوم) ہے (قیامت کے متعلق کفار کے کئی شبہے تھے ایک یہ کہ اگر آنے والی ہے تو اُسکا وقت بتلائیے کما قال تعالیٰ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا دوسرا
یہ کہ جن اجزاء کو جمع کر کے اُن میں حیات پیدا کرنا بتلایا جاتا ہے اُن کا کہیں نشان بھی نہ رہے گا پھر جمع کیسے ہونگی کما قال تعالیٰ ءَاِذَا ضَلَلْنَا
فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ اس مضمون اثبات علم غیب سے شبہ اول کا جواب ہو گیا کہ اس کا علم بوجہ حکمت کے مختص ہے باری تعالیٰ
کے ساتھ پس عدم علم نبی سے عدم وقوع لازم نہیں آتا کما قال تعالےٰ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ اور مضمون اثبات علم محیط سے دوسرے شبہ کا جواب
ہو گیا کہ باوجود اجزاء کے اختلاط فی الارض وانتشار فی الہواء کے وہ ہمارے علم سے خارج نہ ہونگے ہم جب چاہیں گے جمع کر لینگے کما قال تعالےٰ

اللغات قولہ رجز اشد العذاب وہو بیان لعذاب الیم وافاد البیان التاکید ۱۲

النحو قولہ ویھدی عطف علی الحق عطف الفعل علی الاسم لانہ فی تاویلہ کما فی قولہ تعالیٰ صافات ویقبضن ای قابضات قولہ اذا من قتم قدر جزاء ہ ای تحشرون دل علیہ قولہ انکم لفی خلق ۱۲

البلاغۃ قولہ فی العذاب والضلال وتقدیم العذاب علی مایوجبہ ویستتبعہ للمبارعۃ الی بیان مایسوء ہم والاشعار بغایۃ سرعۃ ترتبہ علیہ کما نہ لیا بقہ فیسبقہ ووصف الضلال بالبعید الذی ہو وصف الضال للمبالغۃ لان ضلالہم اذا کان لبعدہ فی نفسہ فکیف بہم انفسہم ۱۲

فائدہ قولہ افتری علی اللہ الخ یستدل بہ الحاظ علی ان صدق الخبر مطابقتہ للواقع مع الاعتقاد وکذبہ عدمہما معہ وغیرہا لیس بصدق ولا کذب وتقریر الاستدلال المشہور ان الافتراء ہو الکذب عن عمد فالمعنی انہ کذب عن عمد ام کذب عن غیر عمد فالمراد فسمان فالکذب فالثانی لیس قسما للکذب بل لما ہو اخص منہ اعنی الکذب عن عمد ۱۲

قد علمنا ما تنقص الارض منهم الخ فی جواب قولهم ائتنا بما تعدنا ان کنت من الصدقین استحالہ کا تھا اس کا جواب آگے آوے گا افلم یروا الخ اب قیامت کی غایت بتلاتے ہیں کہ وہ قیامت اس لیے آوے گی) تاکہ اُن لوگوں کو صلہ (نیک) دے جو ایمان لائے تھے اور اُنھوں نے نیک کام کیے تھے (سو) ایسے لوگوں کے لیے مغفرت اور (بہشت میں) عزت کی روزی ہے اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق (اُن کے ابطال کی) کوشش کی تھی (نبی کو) ہرانے کے لیے (گو اُس کوشش میں ناکام ہی رہے) ایسے لوگوں کے واسطے سختی کا دردناک عذاب ہوگا اور (آیات قرآنیہ کی تکذیب پر یہ سزا ہونا ہی چاہیے کیونکہ اول تو قرآن فی نفسہ امر حق منزل من اللہ ہے اور ایسے امر حق کی تکذیب خود حق تعالیٰ کی تکذیب ہے اُس پر جتنی سزا ہو بجا ہے دوسرے قرآن راہ راست مرضی عند اللہ کی تعلیم و ہدایت کرتا ہے جو شخص اُس کو نہ مانے گا وہ راہ راست سے قصداً دور رہے گا نہ اُس کو عقائد حقہ کا پتہ لگے گا نہ اعمال صالحہ کا اور یہی طریقہ تھا نجات کا پس طریق نجات سے قصداً دور رہنے پر سزا ہونا بیجا نہیں ہے اور قرآن کا حق اور ہادی ہونا ایسا واضح ہے کہ علاوہ اس کے کہ اور دلائل سے ثابت ہے ایک سہل طریق اُسکے ثبوت کا یہ ہے کہ) جن لوگوں کو (آسمانی کتابوں کا) علم دیا گیا ہے وہ اس قرآن کو جو کہ آپکے رب کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا گیا ہے ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ حق ہے اور وہ خدائے غالب محمود (کی رضا) کا رستہ بتلاتا ہے (اُس استدلال لعلم العلماء اہل الکتاب کی تقریر شروع رکوع اخیر سورۂ شعراء میں گذر چکی ہے اور شاید منجملہ جمیع امور واجبۃ الایمان کے بیان حقیت قرآن کا اہتمام اس لیے فرمایا ہو کہ یہ اُن امور واجبۃ الایمان پر مشتمل ہے بالخصوص خبر قیامت پر جس میں اس مقام میں کلام ہے پس اس بناء پر حاصل یہ ہوا کہ قیامت کے روز اسی قیامت کے تکذیب پر بھی سزا ہوگی) اور (آگے پھر قیامت کا اثبات ہے یعنی) یہ کافر (آپس میں) کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتائیں ہو تم کو یہ (عجیب) خبر دیتا ہے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو (اُس کے بعد قیامت کو) تم ضرور ایک نئے جنم میں آؤ گے معلوم نہیں اس شخص نے خدا پر قصداً جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اس کو کسی طرح کا جنون ہے (کہ بلا قصد جھوٹ کے جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ یہ امر تو محال ہے تو اُس کے وقوع کی خبر ضرور غلط ہے خواہ تعمد سے ہو یا فساد تخیل سے ہو حق تعالیٰ ان دونوں شقوں کو رد فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی تو معتبری اور مجنون کچھ بھی نہیں) بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے (وہی) عذاب اور دور دراز گمراہی میں (مبتلا) ہیں (اُس گمراہی کا حالی اثر یہ ہے کہ سچے بھی معتبری اور مجنون نظر آتے ہیں اور مآلی اثر یہ ہے کہ عذاب بھگتنا پڑیگا اور یہ جاہل جو اس جمع و احیاء اجزاء متفرقہ جماد یہ کو محال بعید از قدرت سمجھ رہے ہیں) تو کیا انہوں نے (دلائل عظمت قدرت الٰہیہ میں سے) آسمان اور زمین کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے آگے (بھی) اور انکے پیچھے (بھی) موجود ہیں (کہ جدھر دیکھیں وہ نظر آرہے ہیں پس ان اجرام عظیمہ کا ابتداءً پیدا کرنے والا کیا اجسام صغیرہ کے ثانیاً پیدا کرنے پر قادر نہیں ہو کما قال تعالیٰ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ الخ اور باوجود وضوح دلائل حق کے پھر بھی انکار و عناد کرنے سے یہ ہیں تو اس قابل کہ انکو ابھی سزا دیدی جاوے اور سزا بھی ایسی کہ ان ہی دلائل قدرت کو کہ صلاحیت للاستدلال کے اعتبار سے نعمت عظیمہ بھی ہیں ان کے لیے آلۂ تعذیب بنا دیا جاوے کہ جس نعمت کا کفران ہو اُسی نعمت کو نقمت بنانے سے سخت حسرت ہوتی ہے اور ہم اس سزا پر قادر بھی ہیں چنانچہ) اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا (اگر چاہیں تو) ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں (لیکن حکمت مقتضی ہے تاخیر کو اس لیے مہلت دے رکھی ہے غرض ان لوگوں کو دفع توہم استحالہ کے لیے آسمان و زمین پر نظر کرنا چاہیے کیونکہ) اس (دلیل مذکور) میں (قدرت الٰہیہ کی) پوری دلیل ہے (مگر) اُس بندہ کے لیے جو (خدا کی طرف) متوجہ (بھی) ہو (اور حق کی طلب ہو یعنی دلیل تو کافی ہے مگر ان کی طرف سے طلب نہیں اس لیے محروم ہیں)

تفسیر دیگر اور قولہ تعالیٰ افلم یروا الخ قولہ السماء کی ایک تفسیر اور بھی سہل اور لطیف ہے کہ اسکو استدلال نہ کہا جاوے بلکہ وعید کہا جاوے منکرین بعث کے لیے اور الارض اور السماء ثانی میں وضع مظہر موضع مضمر کہا جاوے یعنی اُنکو ڈر نہیں لگتا کہ یہ آسمان و زمین جو اُنکو نظر آرہا ہی ہم سزا کے مخالفت میں اُس زمین میں اُنکو دھنسا دیں یا اُس آسمان کو اُنپر گرا دیں اور اس امر پر قادر ہونے میں جو کہ ان نشانے مفہوم ہوتا ہو بندگان منیب کے لیے تو کافی عبرت ہے کہ اس مقدور کے وقوع ہو اندیشہ کریں اور اشکال یہ ہیں ربط اوپر اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ میں اللہ کیطرف متوجہ ہونیوالے بندوں کی فضیلت اجمالاً بیان فرمائی تھی آگے اسکی تفصیل کے لیے اُنہیں سے بعض اعلےٰ درجہ کے حضرات یعنی داؤد و سلیمان علیہما السلام کا قصہ بیان فرماتے ہیں تاکہ انابت کا سرمایۂ سعادت ہونا معلوم ہو دوسرے اپنی استعداد کی موافق اُس سے بہرہ ور ہوں اور دوسری توجیہ بھی ربط کی ہو سکتی ہے کہ اوپر کچھ

مولوی عبد الحق صاحب کا فتاویٰ ثنائیہ میں اس کا ترجمہ کرنا اور اس پر حاشیہ چڑھانا کہ ترجمہ مطابق اصل مقصود نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ترجمہ کا مطابق اصل مقصود ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ترجمہ کا مطابق اصل ہونا ضروری ہے اور ہمارا ترجمہ مطابق اصل ہے اور ہمارے ترجمہ کا مطابق اصل مقصود نہ ہونا ہمارے ذمہ نہیں ہے بلکہ مولوی صاحب کے ذمہ ہے کہ ہمارے ترجمہ کو مطابق اصل مقصود ثابت کریں ہم نے تو اپنے ترجمہ کو مطابق اصل مقصود نہیں لکھا ہے اور نہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہمارا ترجمہ مطابق اصل مقصود ہے ہم نے تو اپنے ترجمہ کو مطابق اصل لکھا ہے اور ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہمارا ترجمہ مطابق اصل ہے اور مولوی صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ ہمارا ترجمہ مطابق اصل مقصود

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

اور بخشے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی نعمت ہم نے تھی اے پہاڑو داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی حکم دیا اور نرم کیے اُن کیلئے لوہے کو زرہ کر دیا کہ تم پوری زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو میں تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اسکی صبح کی منزل ایک مہینہ بھر کی ہوتی اور شام کی منزل ایک مہینہ بھر کی ہوتی اور بہنے اُنکے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنات میں سے بعض وہ تھے جو اُن کے آگے کام کرتے تھے اُن کے رب کے حکم سے۔ اور اُن میں سے جو شخص ہمارے حکم سے سرتابی کریگا ہم اسکو دوزخ کا عذاب چکھا دینگے وہ جنات اُن کے لیے وہ وہ چیزیں بناتے جو اُن کو منظور ہوتا بڑی بڑی عمارتیں اور مورتیں اور گہن جیسے حوض اور دیگیں جو ایک ہی جگہ جمی رہیں اے داؤد کے خاندان الوالعزم شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں شکرگذار کم ہی ہوتے ہیں پھر جب ہم نے اُن پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے اُن کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے

يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

قصہ داؤد و سلیمان علیہما السلام

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

اللغات قولہ فضلا نعمۃ واحسانا اوبی التاویب من الاوب بمعنی الرجوع اے الترجیع والمعنی رجعی معہ التسبیح ورددیہ سابغات کاملات من السرد نسج الدروع السرد نسج الفقر المخاریب القصور العالیۃ سمیت باسم صاحبہا لانہ یحارب غیرہ فی حمایۃ فان المحراب اسم فاعل من صیغ المبالغۃ۔

الجواب الحیاض جمع جابیۃ من الجبایۃ ای الجمع تضیفنا ای حکمنا داو قضینا دابۃ الارض من اضافۃ الشئ الی فعلہ فالارض مصدر ارضت الدابۃ الخشب تارضہ اذا اکلتہ من باب ضرب یضرب منسأۃ العصا من نسأت البعیر اذا طردتہ لانہ یطرد بہا او من نسأۃ اذا اخرتہ۔

النحو قولہ یاجبال بتقدیر القول قولہ والطیر بتقدیر وامرنا قولہ ان اعمل بتقدیر القول قولہ لسلیمان الریح بتقدیر سخرنا قولہ غدوہا ای مسیرۃ غدوہا قولہ ومن یزغ بتقدیر القول علی ما اخترت قولہ اعملوا بتقدیر القول۔

الکلام قولہ تعالیٰ یاجبال قیل المراد بہا مجرد ایاہ علی التسبیح اذا تامل ما فیہا وفیہ ح کونہ خلاف المعجزۃ لہ وقیل کان علیہ السلام ینوح علی ذنبہ تنوح علی ونحوہ وکانت الجبال تسعد باصدائہا وفیہ ان الصدی لیس بصوت الجبال حقیقۃ وانما ہو من آثار المتکلم واللہ تعالیٰ امر الجبال ان تؤوب معہ یضاہی اختصاص لہ علیہ السلام بذلک وبصوت کل احد صدی عند الجبال کذا فی الروح۔

الحدید قولہ وقیل کان یعمل کل یوم درعا ویبیعہا بالف درہم ویتصدق بثلثہا ویعیش من ثلثیہا ویطعم عیالہ ویتصدق علی الفقراء ویعطی بیت المال

اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی (چنانچہ ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا تھا کہ) اے پہاڑو داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو (یعنی جب یہ ذکر میں مشغول ہوں تم بھی انکا ساتھ دو) اور (اسی طرح) پرندوں کو بھی حکم دیا کہ ان کے ساتھ تسبیح کرو لِمَا قَالَ تَعَالٰی اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً الخ شاید اس میں ایک حکمت یہ ہو کہ ان کو ذکر میں نشاط ہوگا اور یہ بھی حکمت ہو کہ آپکا ایک معجزہ ظاہر ہوگا اور غالباً یہ تسبیح ایسی ہوگی جو سامعین کو مفہوم ہو ورنہ غیر مفہوم تسبیح تو عام ہے اس میں معیت داؤد یہ کی کیا تخصیص ہے لِمَا قَالَ تَعَالٰی وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ) اور (ایک نعمت یہ دی کہ) ہم نے اُنکے واسطے لوہے کو (مثل موم کے) نرم کر دیا (اور یہ حکم دیا) کہ تم (اس لوہے کی اچھی) پوری زرہیں بناؤ اور (کڑیوں کے) جوڑنے میں (مناسب) اندازہ (کا خیال) رکھو اور (جیسے ہم نے تم کو نعمتیں دی ہیں ان کے شکر میں) تم سب (یعنی داؤد اور اُن کے متعلقین) نیک کام کیا کرو میں تمہارے سب کے اعمال کو دیکھ رہا ہوں (اس لیے رعایت حدود کا پورا اہتمام رکھو) اور سلیمان (علیہ السلام) کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اُس (ہوا) کی صبح کی منزل ایک مہینے بھر کی (راہ) ہوتی اور (اسی طرح) اُس کی شام کی منزل ایک مہینے بھر کی (راہ) ہوتی (یعنی وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کو اتنی اتنی دور پہونچاتی لِمَا قَالَ تَعَالٰی وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ) اور (ایک نعمت اُن کو یہ دی کہ) ہم نے اُن کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا (یعنی تانبے کو اُس کے معدن میں رقیق سیال کر دیا تاکہ اُس سے مصنوعات بنانے میں بدون آلات کے سہولت ہو پھر وہ منجمد ہو جاتا یہ بھی ایک معجزہ ہے) اور (ایک نعمت یہ تھی کہ ہم نے جنات کو اُن کے تابع کر دیا تھا چنانچہ) جنات میں بعضے وہ تھے جو اُن کے آگے (طرح طرح کا کام کرتے تھے اُن کے رب کے حکم (تسخیری) سے (یعنی چونکہ پروردگار نے مسخر کر دیا تھا) اور (حکم تسخیری کے ساتھ اُنکو حکم تشریعی بھی مع وعید یہ دیا تھا کہ) اُن میں سے جو شخص ہمارے (اس حکم سے (کہ سلیمان علیہ السلام کی اطاعت کرو) سرتابی کریگا (یعنی تسلیم وانقیاد سے کام نہ کریگا گو بوجہ تسخیر کے سلیمان علیہ السلام اُس سے جبراً کام لینے پر قادر ہونگے جیسے بیگاریوں سے کام لیا جاتا ہے تو) ہم اُس کو (آخرت میں) دوزخ کا عذاب چکھا دینگے (اس سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ جو تسلیم وانقیاد سے کام کریگا اور پورا انقیاد یہ ہے کہ ایمان بھی اختیار کرے کیونکہ ہر نبی اپنے محکومین کو اس کا امر کرتا ہے تو بدون اس کے انقیاد نہیں پس حاصل یہ کہ جو جن ایمان واطاعت اختیار کریگا وہ عذاب سعیر سے محفوظ رہے گا جیسا کہ ایمان کا مقتضا ہے آگے اُن کاموں کو بتلاتے ہیں جن پر جنات مامور تھے یعنی وہ جنات اُن کے لیے وہ وہ چیزیں بناتے جو اُن کو (بنوانا) منظور ہوتا بڑی بڑی عمارتیں اور مورتیں اور لگن (ایسے بڑے) جیسے حوض اور (بڑی بڑی) دیگیں جو ایک ہی جگہ جمی رہیں (ہلائے ہل نہ سکیں اور ہم نے اُن کو یہ حکم دیا کہ جیسے ہم نے تم کو نعمتیں دی ہیں) اے داؤد کے خاندان والو (یعنی سلیمان اور اُن کے متعلقین) تم سب (ان نعمتوں کے) شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں شکرگذار کم ہی ہوتے ہیں (اس لیے شکرگذاری کرنے جس کا طریق مقصود عمل صالح ہے تم کو خلق کثیر پر امتیاز ہو جاویگا پس اس جملہ میں تحریض ہوگئی شکر وعمل صالح پر جیسے داؤد علیہ السلام کو بھی اِعْمَلُوْا صَالِحًا حکم ہوا تھا اور اسی طرح وہاں تسخیر جبال وطیر تھی اور یہاں تسخیر ریح وجن مذکور ہوئی اور وہاں الانت حدید تھی یہاں الانت نحاس غرض زندگی بھر سلیمان علیہ السلام کے سامنے جنات کا یہ معاملہ رہا) پھر جب ہم نے اُن پر (یعنی سلیمان علیہ السلام پر) موت کا حکم جاری کر دیا (یعنی انتقال فرما گئے) تو ایسے طور پر موت واقع ہوئی کہ اُن جنات کو خبر نہیں ہوئی وہ یہ کہ سلیمان علیہ السلام موت کے قریب عصا کو دونوں ہاتھ سے پکڑ کر اسکو زیر زنخ لگا کر تخت پر بیٹھ گئے اور اسی حالت میں روح قبض ہو گئی اور اسی طرح سال بھر تک بیٹھے رہے جنات آپ کو بیٹھا دیکھ کر زندہ سمجھتے رہے یہ کسی کی مجال نہ تھی کہ پاس جا کر یا خوب گھور کر دیکھ سکتے خصوصاً جبکہ کوئی وجہ شبہ کی نہ ہو اور زندہ سمجھ کر بدستور کام کرتے رہے اور) کسی چیز نے اُنکے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان (علیہ السلام) کے عصا کو کھاتا تھا (یہانتک کہ ایک حصہ اُس کا کھا لیا تو وہ عصا گر پڑا اُسکے گرنے سے سلیمان علیہ السلام گر پڑے) سو جب وہ گر پڑے (اور گھن کے کھانے کا تخمینہ سے حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کو تو وفات پائے ہوئے ایک سال ہوا) تب جنات کو (اپنے دعوے غیب دانی کی) حقیقت معلوم ہوئی (وہ یہ) کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو (سال بھر تک) اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے (مراد اعمال شاقہ ہیں جن میں بوجہ محکومیت کے ذلت بھی اور مشقت کیوجہ سے مصیبت بھی ہے) ف

ملحقات الترجمہ

ملے قولہ فی اعمال الخ اور نیک قرینۃ التقیید قولہ فی قصۃ داؤد اھلوا صالحا ۱۲

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝

سبا کے لیے اُن کے وطن میں نشانیاں موجود تھیں دو قطاریں تھیں باغ کی داہنے اور بائیں اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اُس کا شکر کرو عمدہ شہر اور بخشنے والا پروردگار

زہ میں مناسب اندازہ یہ کہ کڑیاں نہ بہت بڑی ہوں نہ بہت چھوٹی نہ بہت پتلی ہوں نہ بہت موٹی یہ اس لیے حکم فرمایا کہ زرہ سے جو غرض ہے وہ بدون اس کے حاصل نہیں ہوتی اور تماثیل جیسے تصاویر کا بنانا اُس شریعت میں جائز تھا ہماری شریعت نے اس کو منسوخ کر دیا اور من الجن کے ترجمہ میں من تبعیضیہ اختیار کرنے کی بناء دو امر ہو سکتے ہیں یا تو تمام عالم کے جنات مسخر نہ ہونگے محض بقدر حاجت تسخیر ہوئی ہو یا مسخر سب ہوں مگر مامور بالعمل بعض ہوں بقیہ کے عمل کی احتیاج نہ ہوئی ہو اور داؤد و سلیمان علیہما السلام کے ساتھ اُن کے متعلقین کو نعم مذکورہ کے شکر کا حکم فرمانا اس لیے ہے کہ ان نعمتوں کا نفع اُن کو بھی پہونچتا تھا خواہ حسی خواہ غیر حسی اقل درجہ ایسے منعم علیہ سے انتساب ہی سہی اور سلیمان علیہ السلام کے اخفاء موت میں دُنیوی مصلحت یہ تھی کہ ضروری کام پورے ہو جاویں اور دینی مصلحت یہ تھی کہ مخلوق کے لیے علم غیب کے اعتقاد کی غلطی برای العین مشاہد ہو جاوے اور گو جنات کو پہلے سے بھی اپنے علم غیب کے انتفاء کا حال معلوم تھا مگر یہاں یہ مقصود ہے کہ پہلے تو دل ہی میں جانتے تھے مگر اوروں سے چھپاتے تھے اور اُن کو بہکاتے تھے آج وہ جاننا ایسا آشکارا ہوا کہ کسی کے سامنے دعویٰ کرنے کا منہ نہ رہا پس تبین سے مراد تبین بین ہے نہ مطلق تبین رابط اور پر انابت و توجا لے اللہ کے برکات و ثمرات ظاہر کرنے کے لیے بعض حضرات منیبین کا ذکر تھا آگے عدم انابت و اعراض عن الاحکام کی وخامت و بال ظاہر کرنے کے لیے بعض معرضین یعنی کفار سبا کا قصہ مذکور ہوتا ہے تاکہ مخالفین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عموماً اور کفار مکہ کو خصوصاً تخویف ہو اور تخصیص سبا کی شاید اس لیے ہو کہ یہ لوگ عرب ہیں انکے حال سے کفار مکہ کو کہ اقرب مخاطبین ہیں زیادہ تاثر ہو سکتا ہے و نیز بقول صاحب روح اہل مکہ میں اہل سبا اور اُنکے قصے کی شہرت بھی تھی خلاصہ قصہ کا یہ ہے کہ سبا ایک شخص کا نام ہے پھر اُس کے تمام خاندان کو سبا کہنے لگے اس خاندان کے بہت سے قبائل علاقہ یمن شہر مارب بروزن منزل میں رہتے تھے اور ان میں سلطنت بھی تھی بعضے سلاطین اچھے بھی ہوئے اور بعضے بت پرست تھے کسی بادشاہ نے برساتی پانی روکنے کے لیے ایک مستحکم بند جسکا طول کئی میل کا تھا تیار کیا تھا دور دور کا پانی وہاں جمع ہوتا اور اُس سے جو چھوٹی چھوٹی شاخیں اور نہریں نکالی گئی تھیں اُنکے ذریعہ سے سال بھر تک کھیتیاں اور باغات سیراب کیے جاتے اور یہ باغات دو رویہ سڑکوں پر منزلوں تک چلے گئے تھے اور منزلوں تک یعنی بقولے شام تک و بقولے صنعاء تک جو مارب سے تین منزل ہے پاس پاس بستیاں چلی گئی تھیں کہ مسافر جہاں چاہتا ٹھیر جاتا اور ہر جگہ کھانے پینے کا سامان مہیا کر سکتا اور اتصال آبادی کے سبب ہر طرح کا امن بھی تھا اور آب و ہوا بھی اس ملک کی نہایت پاکیزہ تھی مگر جب لوگوں نے بجائے شکر و اطاعت کے ناشکری و معصیت شروع کی تو اُنکے انتقام کا وقت آیا الکبار وہ بند ٹوٹ گیا بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موش کور یعنی چھچوندر کو اُس پر مسلط کر دیا اُس نے اُس بند میں سوراخ کر دیا پھر سیلاب سے وہ وسیع ہو گیا اور تمام آبادی اور باغات کو غرق کر دیا اور جب پانی خشک ہوا تو اُن باغات کی جگہ کچھ جھاڑ جھنکاڑ رہ گئے اور تمام اہل ملک بھی کچھ ہلاک کچھ پریشان ہو کر منتشر ہو گئے جنانچہ ازد عمان و ازد سراۃ و کندہ و مذحج و اشعریین و انمار و بجیلہ و عاملہ و غسان و لخم و جذام و قضاعہ و خزاعہ و آل جفنہ غسانیان و اوس و خزرج و آل مالک بن فہم و آل عمرو و آل بذیعہ ابرش و اہل حیرہ و آل محرق یہ سب قبائل سبا کے ہیں جو عمان و سراۃ و مدینہ و تہامہ و مکہ و شام و اجاؤ سلمیٰ عراق میں منتشر ہو گئے حتی کہ بطور تمثیل کے عرب کا محاورہ ہو گیا تفرقوا ایدی سبا یعنی افضل اہل سبا اور واقعہ سیل عرم کا بعد عیسےٰ علیہ السلام کے ہوا ہے اور بعض روایات میں ان کی طرف تیرہ نبیوں کا تشریف لانا آیا ہے سو وہ عیسےٰ علیہ السلام سے پہلے آئے تھے جن کی تعلیم بواسطہ ناقلین وقت انتقام تک چلی آ رہی ہو گی جب مہلت کی حد ہو گئی قہر نازل ہوا من فتح المنان و الروح و الدر المنثور ملخصا۔

قصہ کفار سبا

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۚ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۚ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝۱۵

اللغات قولہ مسکنہم محل سکناہم وہو کالدار یطلق علی الماوی الجمیع ؛ ان کان قطرا واسما کما تسمی الدنیا دارا قولہ جنتان جماعتان من البساتین عن یمین بلدہم وشمالہ واطلاق الجنۃ علی کل جماعۃ لانہا تستتر اشجارہا و نخلہا ما کانہا جنۃ واحدۃ ؛

النحو قولہ جنتان بدل من آیۃ قولہ کلوا بتقدیر القول قولہ بلدۃ بتقدیر المبتدا ای بلدکم بلدۃ طیبۃ و ربکم رب غفور ؛

اختلاف القراءۃ قولہ لسبا فی قراءۃ غیر منصرف للعلمیۃ والتانیث بالقبیلۃ و دونہا ؛

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝

سو انھوں نے سرتابی کی تو ہم نے اُنپر بند کا سیلاب چھوڑ دیا اور ہم نے اُن کے اُن دو روپہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دیدئے جن میں یہ چیزیں رہ گئیں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور قدرے قلیل بیری

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا

اُنکو یہ سزا ہم نے اُنکی ناسپاسی کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں اور ہم نے اُن کے اور اُن بستیوں کے درمیان میں جہاں ہم نے برکت کر رکھی ہے بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے اور ہم نے اُن

السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ

دونوں کے درمیان اُنکے چلنے کا ایک خاص اندازہ رکھا تھا کہ خوف خطر اُن میں نہ ہو کہ اُن دونوں کو چلو سو وہ کہنے لگے کہ ای ہمارے پروردگار ہمارے سفروں میں درازی کر دے اور اُنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا سو ہم نے اُنکو افسانہ بنا دیا۔

وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

اور اُن کو بالکل تتر بتر کر دیا بے شک اس میں ہر صابر شاکر کے لیے بڑی بڑی عبرتیں ہیں

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ سبا (کے لوگوں) کے لیے (خود) اُن کے وطن (کی مجموعی حالت) میں (وجوب اطاعت احکام خداوندی کی) نشانیاں موجود تھیں (اُن میں سے ایک نشانی) دو قطاریں تھیں باغ کی (اُن کی سڑک کے) داہنے اور بائیں (یعنی اُن کے تمام علاقہ میں دو طرفہ متصل باغات چلے گئے تھے کہ جس میں آمدنی بھی وافر پھل بھی اس قدر کہ ختم نہ ہوں سایہ بھی رونق بھی ہمنے انبیاء و ناصحین کی معرفت اُن کو حکم دیا کہ) اپنے رب کا (دیا ہوا) رزق کھاؤ اور (کھا کر) اُس کا شکر کرو (یعنی اطاعت کرو کہ دو قسم کی نعمتیں مقتضی اطاعت ہیں ایک دنیوی کہ رہنے کو) عمدہ شہر اور (ایک اخروی کہ درصورت ایمان و اطاعت کے اگر کچھ کوتاہی ہو جائے تو گناہ بخشنے کو) بخشنے والا پروردگار (پس ایسے مقتضی پر مقتضا کا ترتب ضرور ہونا چاہیے) سو (اسپر بھی) اُنھوں نے (اس حکم سے) سرتابی کی (شاید یہ لوگ آفتاب پرست بھی ہوں جیسے بعض کی نسبت سورۂ نمل میں ہے وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ) تو ہم نے (اُن پر اپنا قہر اس طرح نازل کیا کہ) اُنپر بند کا سیلاب چھوڑ دیا (یعنی جو سیلاب بند سے رُکا رہتا تھا بند ٹوٹ کر اس سیلاب کا پانی چڑھ آیا جس سے اُن کے وہ دو روپہ باغات سب غارت ہو گئے) اور ہمنے اُن کے اُن دو روپہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دیدئے جن میں یہ چیزیں رہ گئیں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور قدرے قلیل بیری (وہ بھی شہری نہیں بلکہ جنگلی خودرو جس میں کانٹے بہت اور پھل میں لطافت ندارد) اُنکو یہ سزا ہم نے اُن کی ناسپاسی کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں (ورنہ معمولی خطاؤں پر تو ہم درگذر ہی کرتے رہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ کفر سے بڑھ کر کیا ناسپاسی ہو گی جس میں وہ مبتلا تھے) اور (اس نعمت مذکورہ عامہ للساکن کے علاوہ ایک اور نعمت خاص متعلق سفر کے تھی وہ یہ کہ) ہم نے ان کے اور اُن بستیوں کے درمیان میں جہاں ہم نے (باعتبار پیداوار وغیرہ کے) برکت کر رکھی ہے بہت سے گانو آباد کر رکھے تھے جو (سڑک پر سے) نظر آتے تھے (کہ مسافر کو سفر میں بھی وحشت نہ ہو اور کہیں ٹھیرنا چاہے تو وہاں جانے میں تکلف و تردد بھی نہ ہو) اور ہم نے اُن دیہات کے درمیان اُنکے چلنے کا ایک خاص اندازہ رکھا تھا

اللغات

قولہ العرم المسناۃ والاضافۃ للدلالۃ علی ملابسۃ قولہ خمط الحامض او المر من کل شیء کذا فی القاموس اثل الطرفاء احادیث جمع احدوثۃ وہی ما یتحدث بہ علی سبیل الاستطراب ۱۲

النحو

قولہ سیروا بتقدیر القول لکن لا یجب ان یکون جملۃ بل یجوز ان تکون من السیر المذکور تسویۃ بما ذہب

واسبابا بمنزلۃ القول لہم وہو للاباحۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ جنتین سماہما جنتین تہکما ومشاکلۃ قولہ جزیناہم الی نجازی مثال التغابی لعدم ترتب المجازاۃ فی الکفران لان الکفران لا یوجب العقاب بخلاف الجزاء فانہ عام اذ قلت ولا لعدم التقیید فی الثانی وقیدنی الاول لتعولہما کفروا ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ اکل خمط فی قراءۃ بالاضافۃ من باب ثوب خز ۱۲

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ

اور واقعی ابلیس نے اپنا گمان ان لوگوں کے بارہ میں صحیح پایا کہ یہ سب اسی راہ پر ہو لیے مگر ایمان والوں کا گروہ اور ابلیس کا ان لوگوں پر تسلط بجز اس کے اور کسی وجہ سے نہیں کہ ہم کو ان لوگوں کو جو کہ

يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۭ وَرَبُّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝ ع

آخرت پر ایمان نہ رکھتے ہیں ان لوگوں سے معلوم کرنا ہو جو اس کیطرف سے شک میں ہیں اور آپ کا رب ہر چیز کا نگران ہے

(یعنی ایک گانوں سے دوسرے گانوں تک چال کے حساب سے ایسا مناسب فاصلہ رکھا تھا کہ استراحات معتادہ سفر کے مواقع پر کوئی نہ کوئی گانوں مل جاتا جہاں کھا پی سکے آرام کر سکے) کہ بخوف وخطر اُن میں (جاہو) راتوں کو اور (جاہو) دنوں کو چلو (یعنی نہ خطرہ رہزن کا کہ پاس پاس گانوں تھے نہ خطرہ آب ودانہ وزادراہ کے میسر نہ ہونے کا کہ ہر جگہ ہر سامان ملتا تھا) سو ان لعمتوں کی اُنھوں نے جیسے اصلی شکر گذاری کہ طاعت آلہیہ تھی نہیں کی ایسے ہی ظاہری شکر گذاری کہ نعمت آلہیہ کو غنیمت سمجھنا اور اُس کی قدر کرنا ہو وہ بھی نہیں کی چنانچہ) وہ کہنے لگے اے ہمارے پروردگار (ایسے پاس پاس دیہات ہوئے سفر کا لطف نہیں آتا لطف تو اسی میں ہے کہ کہیں زادراہ ختم ہو گیا کہیں پیاس ہے اور پانی نہیں ملتا اشتیاق ہو انتظار ہے کہیں چوروں کا اندیشہ ہو تو کر پہرہ دے رہے ہیں ہتھیار بندھے ہوئے ہیں جیسے بنی اسرائیل من وسلوٰی سے اُکتا گئے تھے اور بقل وقثاء کی درخواست کی تھی ویسے اس حالت موجودہ میں ہم کو اپنی امارت کے اظہار کا موقع بھی نہیں ملتا امیر غریب سب یکساں سفر کر سکتے ہیں اس لیے یوں جی چاہتا ہے کہ) ہمارے سفروں میں درازی (اور فاصلہ) کر دے (یعنی بیچ کے دیہات اُجاڑ دے کہ منزلوں میں خوب فاصلہ ہو جائے) اور (علاوہ اس ناشکری کے) انھوں نے (اور بھی نافرمانیاں کیں کہ) اپنی جانوں پر ظلم کیا سو ہم نے اُن کو افسانہ بنا دیا اور اُن کو بالکل تتر بتر کر دیا (یا تو اس طرح کہ بعض کو ہلاک کر دیا کہ اُنکے قصے ہی رہ گئے اور بعض کو پریشان کر دیا اور یا بحیثیت اُس حالت تنعم کے سب ہی افسانہ ہو گئے یعنی وہ سامان تنعم سب کا جاتا رہا اور یا بایں معنے کہ اُنکی حالت کو عبرت بنا دیا اسی جملہ ہم ذات حکایات یعتبر بہا غرض خود اُنکے مساکن وباغات بھی اور اُن کے وہ قری متصلہ سب ویران ہو گئے) بیشک اس (قصہ) میں ہر صابر شاکر (یعنی مومن) کیلئے بڑی بڑی ہیں ف بَارَكْنَا فِيْهَا کے ترجمہ میں جو وغیرہ کہا ہے سو اگر قری شام کے مراد ہوں تو اس سے مراد دینی برکات ہیں چونکہ شام مسکن انبیاء کا رہا ہے اور اگر قری صنعاء مراد ہوں تو انہار واز ہار مراد ہیں ربط اوپر بعض منتبین وغیر منتبین کا ذکر ہوا تھا آگے مطلق منتبین وغیر منتبین میں اتباع وعدم اتباع ابلیس کا تفاوت حالی اور مآلی اور اُس کے تسلط کی حکمت بیان فرماتے ہیں اور اس سے منتبین کی فضیلت اور غیر منتبین کی مذمت پر بھی دلالت ہو گئی کہ منتبین ایسے بڑے مغوی سے بچتے ہیں اور غیر منتبین ایسے بدخواہ کے ہاتھ میں پھنستے ہیں۔

بیان حال ومآل متبعین وغیر متبعین ابلیس مع حکمت تسلیط او

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۭ وَرَبُّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝ اور واقعی ابلیس نے اپنا گمان ان لوگوں کے بارے میں (یعنی بنی آدم کے بارے میں) صحیح پایا (یعنی اُسکا یہ گمان لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا جس کا منشاء شاید استدلال ہو خاک کے ضعف اور آتش کی قوت سے کذا فی الدر عن ابن عباس رض صحیح نکلا) کہ یہ سب اُسی راہ پر ہو لیے مگر ایمان والوں کا گروہ (کہ وہ محفوظ رہا اگر ایمان کامل تھا بالکل محفوظ رہا اور اگر ایمان ضعیف تھا تو شرک وکفر میں اُسکا اتباع نہیں کیا گو اور معاصی میں اتباع کر لیا) اور ابلیس کا ان لوگوں پر (جو) تسلط (بطور اغوا کے ہے وہ) بجز اس کے اور کسی وجہ سے نہیں کہ ہم کو (ظاہری طور پر) اُن لوگوں کو جو کہ آخرت پر ایمان نہ رکھتے ہیں اُن لوگوں سے (الگ کر کے) معلوم کرنا ہے جو اُس کیطرف سے شک میں ہیں (یعنی

اللغات قولہ صدق علیہم ای وجدظنہ صادقا کذا فی الروح وفی قراءۃ صدق بالتخفیف فنصب ظنہ علی اسقاط حرف الجر ای صدق فی ظنہ ووجد مصیبا فی الواقع فصدق ہنا بمعنی اصاب مجازا

البلاغۃ قولہ ممن ہو منہا کان الظاہر ممن لا یؤمن بہا عدل عنہ لنکتۃ وہی بالایمان ادنی مراتب الکفر ہو الشک مہلکۃ وان لم یوجد جمود ۱۲

ملحقات التسہیل

ملہ قولہ فی فریقا ایمان والوں کا گروہ اشارۃ الی ان من للبیان فی قولہ بمحیث لا یردان فریقا من المؤمنین متبوعۃ فی المعاصی ۱۲

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ

آپ فرمائیے کہ جن کو تم خدا کے سوا سمجھ رہے ہو اُن کو پکارو وہ ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ اُن کی اُن دونوں میں کوئی شرکت ہے اور

مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْ

اُن میں سے کوئی اللہ کا حمایتی ہے اور خدا کے سامنے سفارش کسی کیلئے کام نہیں آتی مگر اُسکے جسکی نسبت عبارت ماسبق دلالت کرتی ہے تو کیا جب اُن کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا حکم فرمایا وہ کہتے ہیں کہ جو بات کہی تھی

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور وہ عالیشان سب سے بڑا ہے آپ پوچھیے کہ تم کو آسمان اور زمین سے کون روزی دیتا ہے آپ کہدیجیے کہ اللہ اور بیشک ہم یا تم ضرور راہ راست پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں

قُلْ لَّا تُسْـَٔـلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔـلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ

آپ فرما دیجیے کہ تم سے ہمارے جرائم کی باز پرس نہ ہوگی اور ہمسے تمہارے اعمال کی باز پرس نہ ہوگی کہدیجیے کہ ہمارا رب ہم سب کو جمع کریگا پھر ہمارے درمیان میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیگا اور وہ بڑا فیصلہ کرنیوالا جاننے والا ہے

اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

کہ مجھ کو ذرا وہ تو دکھلا جن کو تم نے شریک بنا کر خدا کے ساتھ ملا رکھا ہے ہرگز نہیں بلکہ وہی ہے اللہ زبردست حکمت والا

ابتلاء و امتحان مقصود ہے کہ مؤمن و کافر متعین ہو جاویں کہ بعض کو ثواب اور بعض کو عذاب بنا مقتضائے حکمت ہے کہ وہ ظہور اسماء و صفات ہے یا اور کچھ جو بشر کو معلوم نہو) اور (چونکہ) آپ کا رب ہر چیز کا نگران (حال اور مطلع) ہے (اور ہر چیز میں ایمان اور عدم ایمان بھی داخل ہے اس لیے اسکی بھی اُس کو خبر ہے اور حکمت مذکورہ مقتضی جزا و سزا کو ہے اس لیے ہر ایک کو مناسب پاداش ملے گی) **ف** ظاہری طور پر جاننے کی تقریر پارہ سیقول کے شروع قول اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور ایمان میں آخرت کی تخصیص کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اسکا اعتقاد طلب حق و تصحیح دین میں زیادہ دخل رکھتا ہے **ربط** اوپر شروع سورت میں توحید کا ذکر تھا آگے پھر عود ہے توحید کی طرف و نیز اہل سبا کے ذکر میں کفران کی مذمت تھی اور شرک سے بڑھ کر کیا کفران ہوگا اس لیے اُس کا ابطال کرتے ہیں دونوں وجہ ربط کی ہو سکتی ہیں

اثبات توحید و ابطال شرک

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قُلْ لَّا تُسْـَٔـلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔـلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

النحو قولہ الا لمن اذن لہ استثناء من اعم الذوات ای لا تنفع شفاعۃ احد علی ان اللام عوض عن المضاف الیہ لاحد الا لمن ای لمشفوع لہ اذن اللہ الشفیع لشفاعتہ ۱۲

البلاغۃ قولہ ادعوا مر توبیخ قولہ فی السموٰت ای فی العالم کلہ کقولہ کاسما وناما علی التغلیب بغضا تصریحیا بتقی ما ہو مفہم من وقوعہا قولہ قل من یرزقکم صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول فی ذلک تکلما فی المکرمین بجہلہم علی الاقرار بان اللہ تعالیٰ ہو الرازق وہو اللہ عز وجل فاخذ الانکار کوہ وحیث کانوا یثبتون ما یحیانی فی الجواب مخافۃ الالزام قبل لہ علیہ السلام قل اللہ قولہ لعلی ہدی او فی ضلال مبین ای فی ضلال اوضل علی جہۃ الہدی للدلالۃ علی استغراء صاحبہ وتحکمہ واطلاعہ علی ما ہو علیہ کما ہو اعتاف علی مکان الراکب علی جواد یرکضہ حیث شاء وفی علی الضلال للدلالۃ علی انغماس صاحبہ فی ظلام حتی کانہ فی مہواۃ مظلمۃ لا یدری این یتوجہ قولہ قل لا تسئلون ہذا ابلغ فی الانصاف حیث عبر عن اعمال المؤمن بالعظائم بصیغۃ الماضی وعن عظائم الکفرۃ بالاعمال بصیغۃ المضارع قولہ قل اروانی استقبار عن شبہتہم لبعد الزام الحجۃ علیہم زیادۃ فی تبکیتہم ۱۲

الروایات فی صحیح البخاری وغیرہ عن ابی ہریرۃ رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قضی اللہ تعالیٰ الامر فی السماء ضربت الملئکۃ اجنحتہا خضعانا لقولہ تعالیٰ کانہ سلسلۃ علی صفوان فاذا فزع عن قلوبہم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق اہ قلت وہو احسن التفاسیر لموافقۃ الروایۃ الصحیحۃ

آپ (ان لوگوں سے) فرمائیے کہ جن (معبودوں) کو تم خدا کے سوا (وخیل خدائی) سمجھ رہے ہو اُن کو (اپنی حاجتوں کیلئے) پکارو (تو سہی معلوم ہو جائیگا کہ کتنی قدرت اور اختیار رکھتے ہیں اُن کی حالت واقعیہ تو یہ ہے کہ) وہ ذرہ برابر (کسی چیز کا) اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں (کی کائنات) میں اور نہ زمین (کی کائنات) میں اور نہ اُن کی اُن دونوں (کے پیدا کرنے) میں کوئی شرکت ہے اور نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا (کسی کام میں) مددگار ہے (یعنی نہ بایجاد عالم میں اُن کا کوئی دخل ہے وھذا قولہ صالحہ فیھما من شیٔ اور نہ بعد موجود ہو جانے کے اُن کا استقلالاً اختیار ہے وذلک قولہ لا یملکون مثقال ذرۃ اور نہ نیابۃً اختیار ہے وذلک قولہ وما لہ منھم من ظھیر) اور (جس طرح وہ خود کام نہیں کر سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ سے کہہ کر بھی کوئی کام نہیں کرا سکتے جس کو شفاعت کہتے ہیں جیسا کفار کا قول تھا ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ اور بھلا ان معبودین میں جو جمادات ہیں وہ تو بیچارے کیا شفاعت کرتے کہ اس کی قابلیت ہی نہیں رکھتے اسی طرح جو ذوی روح ہیں مگر خود عند اللہ مقبول نہیں جیسے شیاطین وہ بھی کیا شفاعت کرتے جو ذوی روح مقبول بھی ہیں جیسے ملائکہ کہ مشرکین اُن کو بنات اللہ اور مستحق معبودیت سمجھتے تھے خود اُن کی شفاعت اس قانون عام میں داخل ہے کہ) خدا کے سامنے (کسی کی) سفارش کسی کے لیے کام نہیں آتی (بلکہ سفارش ہی نہیں ہو سکتی) مگر اُس کے لیے جس کی نسبت (شفیع کو) وہ اجازت دیدے (اور دلائل سے ثابت ہے کہ یہ اذن صرف حق مؤمنین میں ہوگا پس اس قانون عام کے موافق وہ بھی کفار کی سفارش نہ کریں گے اور فرشتے بلا اذن سفارش کرنے کی کب جرأت کر سکتے ہیں اُن کا تو غلبۂ ہیبت وعظمت الٰہی سے یہ حال ہے کہ جب اُن کو حق تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم ہوتا ہے تو اُسی میں ہیبت کے مارے گھبرا اُٹھتے ہیں[1]) یہانتک کہ جب (اُس حکم کے ختم ہو چکنے پر) اُن کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا حکم فرمایا وہ کہتے ہیں کہ (فلانی) حق بات کا حکم فرمایا (یعنی حکم دینے کے وقت شدت ہیبت سے اُن کی از خود رفتگی کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اُن کو اُسوقت کے اپنے سمجھنے اور یاد رکھنے پر پورا بھروسہ نہیں ہوتا اس لیے طالبعلموں کی طرح کہ اُستاد کی تقریر کا اعادہ کیا کرتے ہیں باہم پوچھ پاچھ اور تحقیق کرتے ہیں اور جب وہ حکم اس طرح محقق ہو چکتا ہے پھر اُسپر عمل کرتے ہیں پس جب حق تعالیٰ کی جانب سے جو ابتدائی خطاب معمولی احکام کا ہوتا ہے اُس میں اُن کی یہ حالت ہے تو خود اُن کا ابتداءً خطاب کرنا ایک نئی بات کے متعلق اس کی تو کیا گنجایش ہے پس جب ملائکہ مقربین کی یہ حالت ہو تو اصنام وشیاطین تو کس شمار میں ہیں کہ ایک میں قابلیت نہیں دوسرے میں مقبولیت نہیں) اور (اُس کے روبرو فرشتوں کا ایسا حال ہو جانا کیا عجب ہے واقعی) وہ (ایسا ہے) عالیشان (اور) سب سے بڑا ہے (اور اُن سے) آپ (تحقیق توحید کے لیے یہ بھی) پوچھیے کہ (اچھا بتلاؤ) تم کو آسمان وزمین سے (پانی برسا کر اور نباتات نکالکر) کون روزی دیتا ہے (چونکہ جواب اس کا اُن کے نزدیک بھی متعین ہے اس لیے) آپ (ہی) کہدیجیے کہ اللہ (روزی دیتا ہے) اور (یہ بھی کہیے کہ اس مسئلہ توحید میں) بیشک ہم یا تم ضرور راہ راست پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں (یعنی یہ تو ہو نہیں سکتا کہ قائلین توحید اور منکرین توحید دونوں حق پر یا دونوں غلطی میں ہوں ضرور ہے کہ ایک فریق مہتدی ہے دوسرا ضال اب غور کرنا ضرور ہوا اور ظاہر ہے کہ دلائل توحید کے بعد غور کا نتیجہ اہل توحید ہی کا حق پر ہونا ثابت ہوگا یہ تلطیف دعوت ہے کہ باوجود تعیین مہتدی وضال کے اس طرح تردید کے طور پر فرمایا تاکہ مقابل کو اشتعال نہ ہو جاوے جو تامل وطلب سے مانع ہو جاتا ہے) آپ (ان سے اس مناظرہ میں یہ بھی) فرما دیجیے (کہ جب تم باوجود وضوح حق کے حق کو قبول نہیں کرتے تو اخیر درجہ کی بات یہی ہے) کہ (اگر ہم خطا پر اور مجرم ہیں تو) تم سے ہمارے جرائم کی باز پرس نہ ہوگی اور ہم سے تمہارے اعمال کی باز پرس نہ ہوگی (اس میں بھی غایت نرمی ہے کہ مخاطبین کے اعمال کو جرائم سے تعبیر نہیں کیا اور یہ بھی) کہدیجیے کہ (یہ احتمال نہ کیا جاوے کہ بالکل ہی باز پرس نہ ہو جیسا منکرین قیامت کہتے ہیں بلکہ ایک وقت ضرور آنے والا ہے جس میں) ہمارا رب ہم سب کو (ایک جگہ) جمع کریگا پھر ہمارے درمیان میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ (عملی) کر دے گا اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا (اور سب کا حال جاننے والا) ہے (اُس سے کسی کا حال پوشیدہ نہیں جس سے غلط فیصلہ کا شبہہ ہو سکے) آپ (یہ بھی) کہیے کہ (بعد اسکے کہ تم نے حق تعالیٰ کی شان اور دوسروں کا مرتبہ کا عجز سن لیا) مجھکو ذرا وہ تو دکھلاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر (استحقاق عبادت میں) خدا کے ساتھ ملا رکھا ہے ہرگز (اُس کا کوئی شریک) نہیں بلکہ (واقع میں

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ حتی اذا فزع عن قلوبھم الخ گھبرا اُٹھتے ہیں اشارۃ الی تقدیر المضاف کما ذکرہ ولا تنفع الشفاعۃ الا لمن حقق ولو من الملائکۃ لانھم ببادیٔ اللہ تعالیٰ بحیث یفزعون اذا اوحی الیھم حتی اذا فزع الخ ازیل الفزع الخ ۱۲

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے خوشخبری سنانیوالے اور ڈرانے والے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے ۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا

سچے ہو۔ آپ کہدیجئے کہ تمہارے واسطے ایک خاص دن کا وعدہ ہے کہ اُس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو اور یہ کفار کہتے ہیں کہ ہم ہرگز

الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ

نہ اس قرآن پر ایمان لاوینگے اور نہ اس سے پہلی کتابوں پر۔ اور اگر آپ اُس وقت کی حالت دیکھیں جبکہ یہ ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جاوینگے ایک دوسرے پر بات ڈالتا ہوگا

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا

ادنےٰ درجہ کے لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئے ہوتے یہ بڑے لوگ اُن ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ کیا ہم نے

اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝

تم کو ہدایت سے روکا تھا بعد اس کے کہ وہ تم کو پہونچ چکی تھی نہیں بلکہ تم ہی قصوروار ہو۔

وہی ہے اللہ (یعنی معبود برحق) زبردست حکمت والا **ربط** اوپر توحید کا ذکر تھا آگے رسالت محمدیہ کا اور اُس کے عموم کا مضمون ہے کہ یہ لوگ اسکے بھی منکر تھے پھر حق توحید بدون اتباع رسول کے حاصل بھی نہیں ہوتا۔

اثبات رسالت محمدیہ وعموم او

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے (خواہ جن ہوں یا انسان عرب ہوں یا عجم موجود ہوں یا آیندہ ہونیوالے ہوں سب کیلئے) پیغمبر بنا کر بھیجا ہے (ایمان لانے پر اُن کو ہماری رضا و ثواب کی) خوشخبری سنانیوالے (اور ایمان نہ لانے پر اُن کو ہمارے غضب و عذاب سے) ڈرانے والے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے (پس جہالت سے انکار کرتے ہیں گو یقین ہی آجائے یا یقین حاصل بھی کرسکیں) **ربط** اوپر توحید و رسالت کی تحقیق تھی آگے بعث کا اور اُس کے بعض واقعات کا ذکر ہے جن میں سے بعض کا ابھی بیان توحید میں ذکر بھی آیا ہے یجمع بینما رہنا ثم یفتح بینما کہ وہ لوگ اس کے بھی منکر تھے و نیز بدون احتمال بعث کے گاہے حق کی جس میں توحید و رسالت فرد اعظم ہیں طلب اور فکر نہیں ہوتی۔

ذکر بعث و بعض واقعات آں

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝

النحو قولہ کافۃ حال من الناس قدم مع الاہتمام واصلہ من الکف بمعنی المنع واریدبہ العموم لما فیہ من المنع من الخروج وشہر فی ذلک حتی قطع النظر فیہ عن معنی المنع بالکلیۃ فمعنی جاء الناس کافۃ جاؤا اجمعوا وہو الذی ذہب الیہ ابو علی وابن کیسان وابن برہان والرضی وابن مالک وابوحیان وقال ہو الصحیح واعترض بانہ یلزم علیہ عمل ما قبل الا وہو ارسل فیما بعدہا وہو للناس لیس بمستثنیٰ ولا مستثنیٰ منہ ولا تابعا ولا وقد منعوہ واجیب بان التقدیر وما ارسلناک للناس الا کافۃ فہو مقدم رتبۃ ومثلہ کاف فی العمل مع انہم یتوسعون فی الظرف مالا یتوسعون فی غیرہ کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ

قولہ قال الذین استکبروا بلا واو وقولہ وقال الذین استضعفوا بالواو لما ان قول المستضعفین عود منہم الی الکلام السابق عطف بعض اجزاء کلامہم علی بعضہا بخلاف قول المستکبرین فانہ ابتداء کلام وقع جوابا للاعتراض علیہم فلذا ترک العاطف ۱۲

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا

اور یہ کم درجہ کے لوگ ان بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ بلکہ تمہاری رات دن کی تدبیریں تھیں جو تم ہمکو فرمایش کرتے رہتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اُسکے لیے شریک قرار دیں۔ اور وہ لوگ

النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا

پشیمانی کو مخفی رکھیں گے جبکہ عذاب دیکھیں گے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے جیسا کرتے تھے ویسا ہی تو بھرا اور ہم نے کسی بستی میں

فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝

کوئی ڈر سنانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم تو اُن احکام کے منکر ہیں جو تم کو دیکر بھیجا گیا ہے اور اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال و اولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہمکو کبھی عذاب نہ ہوگا

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا

کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب (واقع) ہوگا اگر تم (یعنی نبی اور آپکے اتباع) سچے ہو (تو بتلاؤ) آپ کہدیجیے کہ تمہارے واسطے ایک خاص دن کا وعدہ (مقرر) ہے کہ اُس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو (یعنی گو ہم وقت نہ بتلاویں گے جو تم پوچھ رہے ہو مگر آویگی ضرور جس کا اس پوچھنے سے انکار کرنا تمہارا مقصود ہے) اور یہ کفار (دنیا میں تو خوب خوب باتیں بناتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ اس قرآن پر ایمان لاوینگے اور نہ اس سے پہلی کتابوں پر اور (قیامت میں یہ ساری لمبی چوڑی باتیں ختم ہو جاوینگی چنانچہ) اگر آپ (ان کی) اُس وقت کی حالت دیکھیں (تو ایک ہولناک منظر نظر آوے) جب کہ یہ ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جاوینگے ایک دوسرے پر بات ڈالتا ہوگا (جیسا کوئی کام بگڑ جانے کے وقت عادت ہوتی ہے چنانچہ) ادنیٰ درجہ کے لوگ (یعنی توابع) بڑے لوگوں سے (یعنی متبوعین سے) کہیں گے کہ (ہم تو تمہارے سبب برباد ہوئے) اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئے ہوتے (اس پر) یہ بڑے لوگ اُن ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ کیا ہم نے تم کو ہدایت (پر عمل کرنے) سے (زبردستی) روکا تھا بعد اسکے کہ وہ (ہدایت) تم کو پہونچ چکی تھی بلکہ تم ہی قصوروار ہو (کہ وضوح حق کے بعد اُس کو قبول نہ کیا اب ہمارے سر دھرتے ہو) اور (اس کے جواب میں) یہ کم درجہ کے لوگ ان بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ (ہم زبردستی کو مانع) نہیں (تھے) بلکہ تمہاری رات دن کی تدبیروں نے رٹتے تھا جب تم ہم کو فرمایش کرتے رہتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اُس کے لیے شریک قرار دیں (تدبیروں سے مراد ترغیب و ترہیب ہو پس رات دن کی ان تعلیمات اور ان تدبیرات کا ہم پر اثر ہو گیا اور تباہ و برباد ہوئے بس ہم کو تم ہی نے خراب کیا) اور (اس گفتگو میں تو ہر شخص دوسرے پر الزام دیگا مگر دل میں اپنا اپنا قصور بھی سمجھیں گے مضمل سمجھیں گے کہ واقعی ہم نے ایسا کیا تو تھا اور ضالین سمجھیں گے کہ گو انھوں نے ہم کو غلط رستہ بتلایا تھا لیکن آخر ہم بھی تو اپنا نفع نقصان سمجھ سکتے تھے ضرور ہمارا بھی بلکہ زیادہ ہمارا ہی قصور ہے لیکن) وہ لوگ (اپنی اس پشیمانی کو (ایک دوسرے سے) مخفی رکھیں گے جب کہ (اپنے اپنے عمل پر) عذاب (ہوتا ہوا) دیکھیں گے (تاکہ نقصان مایہ کے ساتھ شماتت ہمسایہ نہ ہو لیکن آخر میں سنت عذاب سے وہ تحمل جاتا رہیگا) اور (منجملہ اُس عذاب مشترک بین الکفار کے یہ ہوگا کہ) ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالینگے (اور ہاتھ پاؤں میں زنجیر پھر مشکیں کسا ہوا جہنم میں جھوکے جاویگا) جیسا کرتے تھے ویسا ہی تو بھرا **اگر** شبہہ ہو کہ بعض کفار نے تو اپنے اتباع پر زبردستی بھی کی ہے پھر اس کے کیا معنی الخ **صدر** ناکہ الخ جواب یہ ہے کہ اصل ایمان اعتقاد ہے اور اُس کا محل قلب ہے وہاں اکراہ ممکن نہیں **ربط** اوپر تعذیب کفار کا بیان تھا چونکہ منکرین عذاب دنیا کی خوش حالی سے نفی عذاب آخرت پر استدلال کیا کرتے تھے لما قال تعالیٰ وما اظن الساعۃ قائمۃ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنیٰ اور یہ طبعاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حزن کا منشا بھی تھا آگے کفار کے زعم کو رد اور آپکا تسلیہ فرماتے ہیں

تسلیہ سید الاخیار و تزییف قول اشرار

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی لا تستقدمون الخ ہم وقت نہ بتلاویں گے جو تم پوچھ رہے ہو مگر آویگی ضرور جس کا اس پوچھنے سے انکار کرنا تمہارا مقصود ہے الخ جواب عن سوء تعبیرکم ۱۲

۲ قولہ فی رجم بالغیب الخ کما فی الکبیر فالقول علی ہذا قول للمتکلم لا قول المخاطب کما یفصح عنہ ترجمۃ بعضہم حیث قال ایک کی بات ایک دوسرا کر رہا ہوگا لان الرد ہہنا لیس یتعدی لاہل الا باعتبار ان القول ہہنا توجیہ الخطاب الی الملک المطاع لیراجعہ فافہم ۱۲

۳ قولہ فی مکر اللیل الخ اشارۃ الی ان تقدیر المضاف اے مدنا کرکم باللیل والنہار ۱۲

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ

کہدیجئے کہ میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے ولیکن اکثر لوگ واقف نہیں . اور تمہارے اموال واولاد ایسی چیز نہیں جو تم کو

تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَھُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ

درجہ میں ہمارا مقرب بنادے ہاں مگر جو ایمان لاوے اور اچھے کام کرے سو ایسے لوگوں کے لیے اُن کے عمل کا دونا صلہ ہے اور وہ بالاخانوں میں چین سے ہونگے اور جو لوگ

یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ

ہماری آیتوں کے متعلق کوشش کر رہے ہیں ہرانے کے لیے ایسے لوگ عذاب میں لائے جاوینگے۔ آپ یہ فرما دیجئے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فراخ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی دیتا ہے

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ ۚ وَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝

اور جو چیز تم خرچ کرو گے سو وہ اُس کا عوض دیگا۔ اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَھُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝ اور (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے افعال ضلالت و اقوال جہالت سے آپ مغموم نہ ہوں کیونکہ یہ معاملہ انوکھا آپ ہی کیساتھ نہیں ہوا بلکہ ہمنے کسی بستی میں کوئی ڈر سنانے والا (پیغمبر) نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے (ان کفار معاصرین کی طرح) یہی کہا کہ ہم تو اُن احکام کے منکر ہیں جو تم کو دیکر بھیجا گیا ہے اور انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں (کما قال فی الکہف انا اکثر منک مالا واعز نفرا) اور (یہ دلیل ہے ہمارے مکرم ومقبول عند اللہ ہونے کی پس) ہم کو کبھی عذاب نہوگا (اور یہی بات کفار مکہ کہتے ہیں کما قال تعالیٰ قال الذین کفروا للذین امنوا ای الفریقین خیر مقاما پس غم نہ کیجیے البتہ ان کے قول کو رد کیجیے اور ان سے یوں) کہدیجیے کہ (وسعت رزق کا مدار قبول عند اللہ نہیں ہے بلکہ محض مشیت ہی چنانچہ) میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے (اور اُس میں حکمتیں ہوتی ہیں) ولیکن اکثر لوگ (اس سے) واقف نہیں (کہ مدار اس کا دوسری مصلحتوں پر ہے کرامت عند اللہ پر نہیں ہے) اور (اے کفار یہ بھی سُن رکھو کہ جس طرح تمہارے اموال و اولاد دلیل وعلامت قرب عند اللہ کے نہیں اسی طرح) تمہارے اموال واولاد ایسی چیز نہیں جو تم کو درجہ میں ہمارا مقرب بنادے (یعنی مؤثر و علت قرب کی بھی نہیں پس نہ اموال واولاد کرامت پر مرتب ہے کہ کرامت کی دلیل اِنّی ہو اور نہ اموال و اولاد پر کرامت مرتب ہے کہ کرامت کی دلیل لمی ہو) ہاں مگر جو ایمان لاوے اور اچھے کام کرے (یہ دونوں چیزیں البتہ سبب قرب ہیں) سو ایسے لوگوں کیلیے اُن کے (نیک) عمل کا دونا صلہ ہے (یعنی عمل سے زیادہ خواہ دونے سے بھی زیادہ لقولہ تعالیٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا) اور وہ (بہشت کے) بالاخانوں میں چین سے (بیٹھے) ہوں گے اور جو لوگ (ان کے خلاف محض اموال واولاد وغیرہ پر مغرور ہیں اور ایمان وعمل صالح کو اختیار نہیں کرتے بلکہ وہ) ہماری آیتوں کے متعلق (اُن کے ابطال کی) کوشش کر رہے ہیں (نبی کو) ہرانے کے لیے ایسے لوگ عذاب میں لائے جاوینگے ف مترفین کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ اکثر اول تکذیب اُنہیں سے شروع ہوتی ہے اور اُن کا ارسلتم کہنا بطور استہزاء کے ہے ورنہ وہ لوگ تو رسالت کے منکر تھے ربط اوپر بسط وقدر رزق کے تعلق بالمشیۃ پر کفار کے بطلان زعم کو متفرع فرمایا تھا آگے اسی پر مؤمنین کی ایک اصلاح کو متفرع فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جب مال کی کمی بیشی محض مشیت پر ہے تو مؤمن کو چاہیے کہ اس کے ساتھ قلب کو زیادہ متعلق نہ کرے اور کفار کی طرح اس کو مقصود نہ سمجھے بلکہ اس کو آلہ حصول رضا و قرب الٰہی کا جو کہ اصل مقصود ہے بنادے۔

تفریع زہد بر مقسومیت رزق

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ ط وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ ج وَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی قالوا یعنی شاملۃ الی عداد الغیر ای المترفین کما فی الروح ولعل حکایۃ قولہم ہذا علی قول اہل مکۃ لعنہا اللہ جمیعا منہ

۲ قولہ قبل وعد اصل الکلام اور اسے کفار کا اشارۃ الی ان خطاب من اللہ تعالیٰ بقرینۃ قولہ عندنا وآیاتنا منہ

۳ قولہ فی زلفی درجۃ اسم لقرب وہو مفعول ثان لتقربکم والمعنی ما تقربکم احد منا تقریبا فانہا بمعنی المصدر منہ

۴ قولہ فی الاستثناء منقطع اشارۃ الی ان الاستثناء منقطع ومن آمن مبتدأ وخبرہ محذوف فانہا بمعنی المقدرۃ منہ

۵ قولہ فی التمہید ایک اصلاح کو اشارۃ الی دفع توہم التکرار کما ہو ظاہر من تقریرنا

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ

اور جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع فرما دیگا پھر فرشتوں سے ارشاد فرما دیگا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے وہ عرض کرینگے کہ آپ پاک ہیں ہمارا تو آپ سے تعلق ہے نہ کہ ان سے

بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ

بلکہ یہ لوگ شیاطین کو پوجا کرتے تھے۔ ان میں اکثر لوگ انہیں کے معتقد تھے۔ سو آج تم میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہنچانے کا۔ اور ہم

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝

ظالموں سے کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے اُس کا مزہ چکھو۔

آپ (مؤمنین سے) یہ فرما دیجیے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فراخ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی سے دیتا ہے اور (اس صورت میں امساک سے رزق بڑھ نہیں سکتا اور انفاق حسب الشرع سے گھٹ نہیں سکتا پس مال سے زیادہ تعلق مت رکھو بلکہ جہاں جہاں حقوق اللہ وحقوق العیال وحقوق الفقراء وغیرہا میں خرچ کرنے کا حکم ہے بے دھڑک خرچ کرتے رہو کہ اس سے رزق مقسوم میں تو کمی کا خطرہ نہ ہوگا اور آخرت کا نفع ہوگا اس طرح سے کہ) جو چیز تم (مواقع حکم الٰہی میں) خرچ کرو گے سو وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اُسکا (آخرت میں تو ضرور اور گاہے دنیا میں بھی) عوض دیگا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے (پس اس خرچ سے دنیوی روزی تمہاری کم نہ کرے گا اور اُخروی روزی علاوہ عطا فرماوے گا **ف** رازقین جمع لانا اس اعتبار سے ہے کہ جو لوگ ظاہر میں اپنے ہاتھ سے دیتے دلاتے ہیں اُنکو مجازاً رازق قرار دے دیا گیا اور چونکہ اللہ تعالیٰ رازق حقیقی ہے اس لیے اُس کا خیر الرازقین ہونا ظاہر ہے **ربط** اوپر ویقولون متی ھذا الوعد میں بعث وحشر کا بیان تھا آگے پھر اُسی طرف عود ہے۔

عود بسوئے حشر واحوال او

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ اور (وہ دن قابل ذکر ہے) جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو (میدان قیامت میں) جمع فرما دیگا پھر فرشتوں سے ارشاد فرما دیگا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے (یہ سوال تبکیت مشرکین کے لیے ہوگا جو ملائکہ اور غیر ملائکہ کو اس خیال سے پوجتے تھے کہ یہ راضی ہو کر ہماری شفاعت کرینگے کقولہ تعالیٰ لعیسیٰ علیہ السلام ءانت قلت الخ پس یہ سوال اس لیے کیا گیا کہ جواب سے مشرکین کی غلطی ظاہر ہو جاوے مطلب سوال کا یہ ہے کہ کیا تمہاری رضا سے تمہاری عبادت کرتے تھے جیسا دوسری آیت میں ہے ءانتم اضللتم عبادی ھؤلاء الخ ونیز جواب بھی اس قید کا قرینہ ہے جیسا ترجمہ جواب سے معلوم ہوگا) وہ (اول حق تعالیٰ کے اظہار تنزیہ عن الشریک کے لیے) عرض کرینگے کہ آپ (شریک سے) پاک ہیں (یہ جواب سے پہلے اس لیے کہا گیا کہ نسبت الی الشریک کی حکایت سے گھبرا گئے اس لیے اول یہ عرض کیا) ونیز اس سے بھی مشرکین کی غلطی مطلقاً ثابت ہوئی کہ آپ تو مطلقاً شریک سے پاک ہیں خواہ وہ فرشتہ ہو یا اور کچھ پھر آگے اُس سوال کا جواب دینگے کہ) ہمارا تو (محض) آپ سے تعلق ہے نہ کہ ان سے (اس سے نفی ہوگئی رضا اور امر کی یعنی نہ ہم نے ان سے کہا نہ ہم ان کے فعل سے راضی ہم تو آپکے مطیع ہیں جو چیز آپ کو ناپسند ہے مثل شرک وغیرہ اُس سے ہم بھی ناخوش ہیں جب اس شرک میں نہ ہمارا امر ہے نہ رضا تو فی الواقع یہ ہماری عبادت نہ کرتے تھے) بلکہ یہ لوگ شیاطین کو پوجا کرتے تھے (کیونکہ وہ شیاطین اس کی ترغیب بھی دیتے تھے اور اس سے راضی بھی تھے پس فی الواقع ان کے معبود وہ ہوئے کیونکہ عبادت مستلزم ہے اطاعت مطلقہ کو کہ اُس کے سامنے پھر کسی کی اطاعت نہ کرے اسطرح ایسی اطاعت مستلزم ہے عبادت کو پس جب ہماری طرف سے امر و رضا متحقق نہیں تو اطاعت منفی ہوئی سو عبادت بھی منفی ہوئی اور جب

النحو قولہ ویوم یحشرھم معمول لاذکر المقدر او المذکور بعدہ ۱۲

البلاغۃ قولہ التی کنتم فی الروح وقع الموصول ہنا وصفا للضمائر الثلثۃ فی السجع فی قولہ تعالیٰ عذاب النار الذی کنتم بہ تکذبون وصفۃ للضمائر فقال ابوحیان ثم ذکرالوا الملبسین لعذاب النار الذی کنتم بہ تکذبون وھذہ قولہ تعالیٰ کلما دخلت امۃ لعنت اختھا بخروجہ ہنا اعید ایضا وصف امم ثمۃ الابرہ ہنا للکبرو ہنا للملابسین لہ فی الکفر اوالنار عقب الحشر فوصف ما ھنا بوصف الحشر ۱۲

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ

اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو صاف صاف ہیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ محض ایک ایسا شخص ہے جو یوں چاہتا ہے کہ تمکو ان چیزوں سے باز رکھو جنکو تمہارے بڑے پوجتے تھے اور کہتے ہیں کہ یہ محض ایک تراشا ہوا

مُّفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ

جھوٹ ہے۔ اور یہ کافر اس امر حق کی نسبت جبکہ وہ ان کے پاس پہونچا یوں کہتے ہیں کہ یہ محض ایک صریح جادو ہے اور ہم نے ان کو کتابیں نہیں دیں تھیں کہ ان کو پڑھتے پڑھاتے ہوں اور نہ ہم نے ان کے پہلے

قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا تھا اور ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے تکذیب کی تھی۔ اور یہ تو اس سامان کے جو ہم نے انکو دے رکھا تھا دسویں حصہ کو بھی نہیں پہونچے غرض انہوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی سو میرا کیا عذاب ہوا

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝

آپ یہ کہیے کہ میں تمکو صرف ایک بات سمجھاتا ہوں وہ یہ کہ تم خدا کے واسطے کھڑے ہو جاؤ دو دو اور ایک ایک پھر سوچو کہ تمہارے اس ساتھی کو جنون نہیں ہے وہ تم کو ایک سخت عذاب کے سامنے سے پہلے ڈرانے والا ہے

شیاطین کی اطاعت مطلقہ کی تو عبادت بھی انھیں کی ہوئی گو یہ لوگ اس کا نام کچھ ہی رکھیں خواہ عبادت ملائکہ یا عبادت اصنام مگر واقع میں وہ عبادت شیاطین کی ہے اور جیسا لزوماً یہ لوگ عابد شیاطین تھے اسی طرح (التزاماً بھی) ان میں اکثر لوگ (التزاماً بھی) انھیں (شیاطین) کے معتقد تھے (یعنی قصداً بھی بہت سے ان کو پوجتے تھے کما قال تعالیٰ وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن وغیرذلک من الآیات) سو (کافروں سے کہا جاوے گا کہ جن سے تم امیدیں رکھتے تھے) آج (خود) ان کی بتری سے بھی اور ان کے عجز واقعی سے بھی خلاف تمہارے زعم کے یہ حالت ظاہر ہوئی کہ تم (مجموع عابدین و معبودین) میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہونچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہونچانے کا (مطلب تو یہ ہے کہ یہ معبودین تم کو نفع نہیں پہونچا سکتے مگر مبالغہ کے لیے بعضکو بعض سے تعبیر فرمایا تاکہ اس ابہام سے دونوں کی تساوی اس امر میں ثابت ہو جاوے کہ جیسے تم عاجز ہو وہ بھی عاجز ہیں اور ضرر کا ذکر تعمیم عجز کے لیے ہے اس سے کلام اور بھی مؤکد ہو گیا) اور (اس وقت) ہم ظالموں (یعنی کافروں) سے کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو (اور تخصیص ملئکہ کی باوجودیکہ بتری اور عجز جمیع معبودین کے لیے عام ہے اس لیے ہے کہ دوسروں کا حکم بدرجہ اولےٰ ثابت ہو جاوے کہ جب افضل المعبودین کا یہ حال ہوگا تو دوسرے معبودین کا عدم نفع بدرجہ اولیٰ سمجھ لیا جاوے)

ف سورۂ فرقان کے دوسرے رکوع آیت ویوم یحشرھم وما یعبدون الخ میں بھی اسی جواب کے قریب الفاظ میں جواب آیا ہے وہاں سبحانک اور نفی اتخاذ اولیاء کی تقریر ترجمہ کی اور طرح پر ہوئی ہے اس وقت وہی سمجھ میں آئی تھی باقی یہاں کی تقریر وہاں اور وہاں کی یہاں بھی صحیح ہو سکتی ہے ربط اوپر وَمَآ اَرْسَلْنَا الخ میں رسالت کا مسئلہ مذکور تھا آگے پھر اس کی طرف عود ہے۔

عود بسوئے تحقیق رسالت

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝

اللغۃ قولہ ان تقوموا بتقدیر مبتدا ای ہی الخ ۱۲

البلاغۃ قولہ عما کان یعبد اٰباؤکم فی الروح اضافۃ الآباء الی المخاطبین لا الی انفسہم تحریک عرق العصبیۃ مبالغۃ فی تقریرہم علی الشرک وتنفیرہم عن التوحید قولہ وقال الذین کفروا فی الروح وفی ذکر قال ثانیا والتصریح بذکر الکفرۃ وما فی لما من المسارعۃ انکار عظیم لہ یعجب بلیغ نہ قولہ

کان نکیر نے الروح جعل التدمیر انکارا تسترا بالفعل منزلۃ القول کما فی قولہ وشتم بالافعال لا بالتکلم قولہ وما بلغوا جملۃ معترضۃ قولہ فکذبوا رسلی فیہ تفصیل لما اجمل اولا فلا تکرار قولہ بواحدۃ مرجع ہو ہما التسہیل الامر علی المخاطبین واشارت الیہ بقولی ممحضہ قولہ ما بصاحبکم فی الروح عبر بہ للایماء الی ان حالہ صلی اللہ علیہ وسلم مشہور منہم کما قرر فی الترجمۃ ۱۲

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ

آپ کہدیجے کہ میں نے تم سے جو صلہ وغیرہ مانگا ہو تو وہ تمہارا ہی رہا میرا معاوضہ تو بس اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی ہر چیز پر اطلاع رکھنے والا ہے۔ آپ کہدیجے کہ میرا رب حق بات کو ڈالتا ہے۔ وہ علام

الْغُيُوْبِ ۝ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَا اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ

الغیوب ہے۔ آپ کہدیجے کہ حق آگیا اور باطل نہ کسی کام میں لگنے کا نہ دھرنے کا۔ آپ کہدیجے کہ اگر میں گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی میری ہی بال ہوگی اور اگر میں راہ پر رہوں

فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝

تو یہ دولت اُس قرآن کے ہی جسکو میرا رب میرے پاس بھیج رہا ہے وہ سب کچھ سنتا بہت نزدیک ہے

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَا اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝ اور جب

ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو حق اور ہادی ہونے کی صفت میں صاف صاف ہیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ (پڑھنے والے یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت) کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ محض ایک ایسا شخص ہے جو یوں چاہتا ہے کہ تم کو اُن چیزوں (کی عبادت) سے باز رکھے جن کو (قدیم سے) تمہارے بڑے پوجتے (آرہے) تھے (اور اُن سے باز رکھکر اپنا تابع بنانا چاہتا ہے مطلب اُن کمبختوں کا یہ تھا کہ یہ نبی نہیں اور ان کی دعوت منجانب اللہ نہیں بلکہ اسمیں خود ان کی ذاتی غرض ریاست کی ہے) اور (متلو کی نسبت) کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ محض ایک تراشا ہوا جھوٹ ہے (یعنی خدا کی طرف اسکی نسبت کرنا محض تراشی ہوئی بات ہے) اور یہ کافر اس امر حق (یعنی قرآن) کی نسبت جبکہ وہ ان کے پاس پہونچا (اس دفع دخل کے لیے کہ اگر یہ تراشا ہوا جھوٹ ہے تو پھر بہت سے عاقل اس کا اتباع کیوں کرتے ہیں اور یہ ایسا مؤثر کیوں ہے) یوں کہتے ہیں کہ یہ محض ایک صریح جادو ہے (بس اس کو سنکر لوگ مغلوب العقل اور فریفتہ ہو جاتے ہیں) اور ان کو تو قرآن کی اور نبی کی بڑی قدر کرنا چاہیے تھا کیونکہ ان کے لیے تو یہ محض غیر مترقبہ نعمتیں تھیں اس سبب سے کہ ہم نے (اس قرآن سے پہلے) ان کو (کبھی آسمانی) کتابیں نہیں دیں تھیں کہ اُن کو پڑھتے پڑھاتے ہوں (جیسے بنی اسرائیل کے پاس کتابیں تھیں تو ان کو حق میں تو قرآن بالکل ایک نئی چیز تھی اس لیے اس کی قدر کرنا چاہیے تھا) اور (اسی طرح) ہم نے آپ سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈرانیوالا (یعنی پیغمبر) نہیں بھیجا تھا (تو ان کے حق میں نبی بھی ایک نئی دولت تھی اس لیے ان کی بھی قدر کرنا چاہیے تھا پھر خصوص جبکہ علاوہ نعمت جدیدہ ہونیکے خود انکی تمنا بھی تھی کما قال تعالیٰ واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءھم نذیر لیکونن اھدی من احدی الامم مگر ان لوگوں نے پھر بھی قدر نہ کی کما قال تعالیٰ فلما جاءھم نذیر ما زادھم الا نفورا الخ بلکہ تکذیب کی) اور (تکذیب کرکے بے فکر نہ ہو بیٹھیں کیونکہ تکذیب کا وبال بڑا سخت ہے چنانچہ) ان سے پہلے جو (کافر) لوگ تھے انھوں نے (بھی انبیاء اور وحی کی) تکذیب کی تھی اور یہ (مشرکین عرب) تو اُس سامان کے جو ہم نے اُن کو دے رکھا تھا دسویں حصے کو بھی نہیں پہونچے (یعنی اُنکی سی قوت اُن کی سی عمریں اُن کی سی ثروت ان کو نہیں ملی جو کہ مایۂ اعتبار اور مایہ الافتخار ہوتا ہے کما قال تعالیٰ کانوا اشد منکم قوۃ واکثر اموالا و اولادا وقال تعالیٰ ولقد مکناھم فیما ان مکناکم) غرض اُنھوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی سو (دیکھو) میرا (اُن پر) کیسا عذاب ہوا (سو یہ بیچارے تو کیا چیز ہیں کہ ان کے پاس تو اُتنا سامان بھی نہیں جب اُس قدر ثروت کام نہ آئی تو یہ کس دھوکہ میں ہیں و نیز جب ان کے پاس

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی یصدکم مطلب اُن الخ وھذا التفسیر لدفع ما یتوھم انھم صدقوا انما قالوا ان کل نبی یصد عن المعبود الباطل ۱۲

البلاغۃ قولہ قل ما سالتکم فیہ اعادۃ قل ثانیا ثم اعاد ثالثا ردا بعد خاسا للاعتناء بشان کل مقول لقول وکونہ بحیث یستقل فی المخاطبۃ بہ قولہ وما یبدئ الباطل وما یعید فی الروح ای ذہب بحیث لم یبق لہ اثر ماخوذ من الہلاک الحی فانہ اذا ہلک لم یبق لہ ابدا ای فعل امر ابتداء ولا اعادۃ ای فعلہ ثانیا کما یقال لا یاکل ولا یشرب ای میت فالکلام کنایۃ او مجازا قلت ولا یخفی ان ما ذکرتہ فی ترجمۃ الکلمتین یناسب الاول الاول لان لفظۃ ذکرنا یفہم منہ ایجاد و یناسب الثانی الثانی لان لفظۃ ذکرنا یفہم منہ ابقاء قولہ ان ضللت فیہ تعریض بالمخاطبین بالعطف کیلا یشتغلوا فی قولہ تعالیٰ ومالی لا اعبد الخ وما لکم لا تعبدون وہذا التعریض من المواہب قولہ وان اہتدیت فی الروح وکان الظاہر ان یقال وان اہتدیت فلما وان ضللت فانما اضل منفی لیظہر التقابل لکنہ عدل عن ذلک اکتفاء بالتقابل بحسب المعنی لان الکلام علیہ جمیع فان کل ضرر فموہ من النفس لبسببہا وعلیہا وبالہ وقد دل لفظ علی فی القرینۃ الاولی علی معنی اللام فی الثانیۃ والباء فی الثانیۃ علی معنی السببیۃ فی الاولی فکانہ قیل قل ان ضللت فانما اضل لسببیتی علی نفسی ان اہتدیت فانما اہتدی لنفسی بہدایۃ اللہ تعالیٰ وتوفیقہ سبحانہ وجبر عن ہذا بالوحی الی ربی لانہ اذ ۱۲

سامان کم ہے جو مایۂ اعتبار ہوتا ہے تو ان کا جرم بھی اشد ہے پھر یہ کیسے بچ جاوینگے یہانتک تکذیب نبوت پر کفار کو تہدید فرما کر آگے اُن کو تصدیق نبوت کا ایک طریقہ بتلاتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (ان سے) یہ کہیے کہ میں تم کو صرف ایک بات (مختصر سی) سمجھاتا ہوں۔ (اُس سے حق واضح ہو جاوے گا بس اُس کو کر لو) وہ یہ کہ تم (محض) خدا کے واسطے (کہ اُس میں نفسانیت و تعصب نہ ہو) کھڑے (یعنی مستعد) ہو جاؤ (کسی موقع پر) دو دو اور (کسی موقع پر) ایک ایک (یعنی چونکہ مقصود تفکر ہے جیسا آگے آتا ہے اور فکر کا قاعدہ ہے کہ بعض اوقات اور بعض طبائع کے اعتبار سے دو کے ملنے سے ہر شخص کی فکر کو دوسرے سے اعانت ملتی ہے اور بعض اوقات اور بعض طبائع کے اعتبار سے اکیلے خوب فکر میں جولانی ہوتی ہے اور بہت زیادہ مجمع میں اکثر قوۃ فکریہ مشوش ہو جاتی ہے اس لیے اسی پر اکتفا فرمایا غرض اس طرح مستعد ہو جاؤ) پھر (خوب) سوچو (کہ جیسے دعوے میں کرتا ہوں مثلاً یہ کہ قرآن کا مماثل ممکن نہیں جیسے کئی مکی سورتوں میں یہ مضمون ہے ایسے دعوے دو ہی شخص کر سکتے ہیں یا تو وہ جس کے دماغ میں خلل ہو کہ انجام کی خبر نہ ہو اور یا وہ کہ جو نبی ہو جس کو پورا اعتماد اس دعوے کے صدق و من اللہ ہونے کا ہو ورنہ اگر نبی نہ ہو اور عاقل بھی ہو تو وہ ایسے دعوے کے وقت رسوائی سے اندیشہ کرے گا کہ اگر کوئی اس کا مماثل بنا لاوے گا تو میری کیارہ جاوے گی اس تردید حاصر کے بعد میرے مجموعی احوال میں غور کر کے یہ سوچو کہ آیا مجھ کو جنون ہے یا نہیں سو یہ امر مشاہدہ سے معلوم ہو جاوے گا) کہ تمہارے اس ساتھی کو (جو ہر وقت تمہارے سامنے رہتا ہے اور جس کے تمام حالات تم مشاہدہ کیا کرتے ہو یعنی مجھ کو) جنون (تو) نہیں ہے (جب تردید حاصر میں سے ایک شق باطل ہو گئی پس دوسری شق متعین ہو گئی کہ) وہ (تمہارا ساتھی پیغمبر ہے اور بحیثیت پیغمبری) تم کو ایک سخت عذاب آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے (پس اس طریق سے نبوت کا ثبوت اور اُسکی تصدیق بہت آسان ہے اور دوسری جگہ بھی اس کے قریب قریب مضمون ہے کما قال اولم یتفکروا ما بصاحبھم الخ اور چونکہ تردید مذکور کا حاصر ہونا عادی ہے اسلیے یہ استدلال اقناعی ہے اور چونکہ نبوت پر دلائل برہانیہ بھی قایم ہیں مثلاً اعجاز قرآنی اس لیے اقناعی کی طرف محض اس مصلحت سے متوجہ کرنا مضائقہ نہیں کہ دلیل برہان محتاج نظر اصطلاحی ہے اور یہ دلیل اقناعی محض محتاج تنبیہ پھر اس سے تدریجاً ذہن نظر کا بھی معتاد ہو جاوے گا اور وصول الی المطلوب دونوں طریق سے ہو جاویگا اب آگے اثبات نبوت کے بعد کفار کے اُس شبہ طلب ریاست کا جو ماھذا الا رجل الخ سے مفہوم ہوا تھا جواب ارشاد ہے گو اثبات نبوت ہی سے وہ بھی دفع ہو گیا لیکن مستقلاً دفع کرنے سے اور زیادہ مطلوب مؤکد ہو جاتا ہے پس فرماتے ہیں کہ (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (یہ بھی) کہدیجیے کہ میں نے تم سے (اس تبلیغ پر) کچھ معاوضہ مانگا ہو تو وہ تمہارا ہی رہا (یعنی تم اپنے ہی پاس رکھو یہ مجاز و میں نفی ہے طلب اجر کی بطریق مبالغہ) میرا معاوضہ تو بس (حسب وعدہ فضل) اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی ہر چیز پر اطلاع رکھنے والا ہے (بس وہ آپ ہی میرے حال کی لائق مجھکو اجر دیدینگے معاوضہ میں مال اور جاہ یعنی ریاست سب آگیا کیونکہ اعیان و اعراض دونوں میں اجر بننے کی صلاحیت ہے مطلب یہ کہ میں تم سے کسی غرض کا طالب نہیں ہوں جو شبہہ ریاست کا کیا جاوے رہا انتظام اصلاح معاملات و انفاذ مساعات و فصل خصومات کا یہ موجب شبہہ اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اس میں آپ کی کوئی غرض نہ تھی چنانچہ آپ کے طرز معاشرت و معیشت سے صاف ظاہر ہے کہ ان چیزوں سے آپ کو کوئی نفع نہیں ہوا بلکہ خود قوم ہی کا نفع تھا کہ اُن کے انفس و اموال و اعراض محفوظ رہتے تھے باپ جو اپنے چھوٹے بچوں کی حفاظت اور اُن کی تادیب محض خیر خواہی سے کرتا ہے اُس کو خود غرضی اور طلب ریاست سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا جب نبوت بھی ثابت ہو چکی اور شبہہ مقامیہ بھی دفع ہو گیا آگے اس کی نقیض کے ابطال کو اس کے اثبات پر متفرع فرماتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ کہدیجیے کہ میرا رب حق بات کو (کہ ایمان اور ثبوت ایمانیات ہے باطل پر کہ کفر اور انکار ایمانیات ہے) غالب کرتا ہے (مجاحہ و مکالمہ سے بھی چنانچہ ابھی دیکھا اور مقاتلہ اور مصارمہ کا بھی سامان کرنے والا ہے غرض ہر طرح حق غالب ہے اور) وہ علام الغیوب ہے) اُس کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ حق غالب ہوگا اور دوں کو تو اب وقوع کے بعد معلوم ہوا اور اسی طرح اس کو معلوم ہے کہ آیندہ غلبہ بڑھے گا چنانچہ فتح مکہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اگلی آیت کو پڑھنا کما رواہ ابن کثیر عن الشیخین وغیرھما قرینہ ہے کہ اس مضمون کے اخبار میں غلبۃ بالسیف بھی داخل ہے آگے اسی مضمون کی زیادہ توضیح کے لیے ارشاد ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ کہدیجیے کہ

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ قل ما بصاحبکم معلوم ہو جاریگا اشارۃ الی ان ما فی الکلام من تفکروا فی کذا وکذا فتعلموا ما بصاحبکم ۱۲

۲ قولہ فی یتعلق غایۃ ترجمہ حاصل وحقیقۃ ہمنا ذکرت فی سورۃ الانبیاء فتبصر بل نقذف بالحق علی الباطل الخ

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۙ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۚ

اور اگر آپ وہ وقت ملاحظہ کریں جبکہ یہ کفار گھبرائے پھرینگے بھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور پاس ہی سے پکڑ لیے جاوینگے اور کہینگے کہ ہم دین حق پر ایمان لے آئے اور اتنی دور جگہ سے انکے ہاتھ آنا کہاں ممکن ہو

وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۚ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ

حالانکہ پہلے سے یہ لوگ اس حق کا انکار کرتے رہے اور بے تحقیق باتیں دور ہی دور سے ہانکا کرتے تھے اور ان میں اور ان کی آرزوؤں میں ایک آڑ کر دی جاوے گی جیسا کہ ان کے ہم مشربوں کے ساتھ بھی کیا جاوے گا

بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝ ع ۲ ۹ ۱۳

جو ان سے پہلے تھے۔ یہ سب بڑے شک میں تھے جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا تھا۔

(دین) حق آگیا اور (دین) باطل نہ کرنے کا رہا نہ دھرنے کا (یعنی محض گیا گذرا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اہل باطل کو کبھی شوکت نہ ہوگی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسے اس دین حق کے آنے سے پہلے کبھی باطل پر شبہہ حق ہونے کا ہو جایا کرتا تھا اب باطل اس صفت کی حیثیت سے بالکل نیست و نابود ہو گیا یعنی اسکا بطلان خوب ظاہر ہو گیا اور ہمیشہ قرب قیامت تک یوں ہی ظاہر رہیگا آگے ثبوت حق پر اتباع حق میں نجات کے منحصر ہونیکو متفرع فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ (یہ بھی) کہدیجیے کہ (جب اس دین کا حق ہونا ثابت ہو گیا تو اس سے یہ بھی لازم آگیا کہ) اگر (مثلاً وفرضاً) میں (اس حق کو چھوڑ کر) گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی مجھی پر وبال ہوگی (دوسروں کا کیا ضرر ہے) اور اگر میں (اس حق کا اتباع کر کے) راہ (راست) پر رہوں تو یہ بدولت اس قرآن (اور دین) کے ہے جسکو میرا رب میرے پاس بھیج رہا ہے (اصل مقصود مخاطبین کو سنانا ہے کہ باوجود وضوح حق کے اگر تم نے حق کا اتباع نہ کیا تو تم بھگتو گے میرا کیا بگڑیگا اور اگر راہ پر آگئے تو یہ راہ پر آنا اسی دین حق ثابت بالوحی کے اتباع کی بدولت ہوگا پس تم کو چاہیے کہ راہ راست پر آنے کے لیے اس دین کو اختیار کرو اور گمراہ ہونا کسی کا یا راہ پر آنا خالی نہ جائیگا کہ بیفکری کی گنجایش ہو بلکہ ہر ایک کا حال اللہ کو معلوم ہے کیونکہ) وہ سب کچھ سنتا (اور) بہت نزدیک ہے (اور وہ ہر ایک کو اسکے مناسب جزا دیگا) ف اور وما ارسلنا الیھم قبلک من نذیر کو آیت سورۂ مؤمنین ام جاءھم مالم یات اباءھم الاولین کے معارض نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ ارسال رسول بلا واسطہ کی نفی سے خبر توحید بوسائط منقول ومسموع ہونے کی نفی لازم نہیں آتی ربط مجموعہ سورت میں توحید و رسالت و بعث کا بیان تھا جس کو مع دیگر اجزاء دین کے اوپر کی آیت میں عنوان حق سے تعبیر فرمایا ہے آگے خاتمہ میں اصول مذکورہ کے منکرین کی عقوبت و تحسر غیر منقطع کا ذکر ہے۔

خاتمہ روخامت عاقبت منکرین حق

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۙ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۚ وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۚ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝ اور (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اگر آپ وہ وقت ملاحظہ کریں (تو آپ کو حیرت ہو) جب کہ یہ کفار (قیامت کے ہول وہیبت سے) گھبرائے پھرینگے پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور پاس کے پاس ہی سے (یعنی فوراً) پکڑ لیے جاوینگے اور (اُس وقت) کہیں گے کہ ہم دین حق پر ایمان لے آئے (اور جتنے امور اُس میں بتلائے گئے ہیں سب کو مان لیا سو ہماری توبہ قبول کر لیجیے خواہ بلا رجوع الی الدنیا یا مع الرجوع الی الدنیا کما قال تعالےٰ یا لیتنا نرد ولا نکذب بآیات ربنا ونکون من المؤمنین) اور اتنی دور جگہ سے (ایمان کا) اُن کے ہاتھ آنا کہاں ممکن ہے (یعنی ایمان لانے کی جگہ بوجہ دار العمل ہونے کے دنیا تھی جو بڑی دور گئی اب آخرت میں کہ دار الجزاء ہے ایمان مقبول نہیں اور

اللغات والبلاغۃ والنحو قولہ من مکان قریب ای اول وھلۃ قالہ ابن کثیر وھو تاکید لنفی الفوت لان الفوت یکون بالرحلۃ الی مکان بعید والمراد بذکر قرب المکان کما فی الروح مثل نزول العذاب بھم والاستہانۃ بھم وھلا کھم والا فلا قرب ولا بعد بالنسبۃ الی اللہ عزوجل قولہ التناوش ھو التناول وھو مستعار ھنا للحصول قولہ من مکان بعید فی الموضع الاول فی الروح المراد مثیل حالھم فی الاستخلاص بالایمان بعد ما فات عنھم وبعد بحال من یرید تناول الشیٔ بعد ان بعد عنہ فتعانی الاستحالۃ قولہ ویقذفون بالغیب الخ عن علمھم ای یرجمون بالظنون ویتکلمون بما لم یظھر لھم ولم یتبین لھم والمراد بالغیب المغیب بعید حتی الشیٔ المطلوب فھو تاکید لمعنی الغیب الذی ھنا کما فی خطاہ حق عنھم وبعد ھم عنہ قولہ ما اشیاعھم من قبل فی الترجمۃ یعنی قولہ من مکان بعید فی الموضع الثانی معناہ عندی تشبیہ فی بعد ھم عن العلم الحق بحال من ھو فی مکان بعید

سورۃ فاطر مکیۃ وھی خمس ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَاربعون اٰیۃ وخمس رکوعات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ

تمام تر حمد اللہ کو لائق ہے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر دار بازو ہیں۔ وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھولدے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کردے سو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنیوالا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے

رجوع اولاً بادلیل شرعی متمتع ہے پھر وہ ایمان بوجہ معاینہ کے مثل ایمان فی الآخرۃ ہی کے ہے ایمان بالغیب نہیں) حالانکہ پہلے سے (دنیا میں) یہ لوگ اس حق کا انکار کرتے رہے اور (انکار بھی کیسا جس کا کوئی منشا صحیح نہ تھا بلکہ) بے تحقیق باتیں (دور ہی دور سے) ہانکا کرتے تھے (دور کا مطلب یہ کہ اس کی تحقیق سے دور تھے یعنی دنیا میں تو کفر کرتے رہے اب ایمان سوجھا ہے اور اس کے مقبول ہونے کی آرزو ہے) اور (چونکہ آخرت دار العمل نہیں ہے اس لیے) ان میں اور ان کی (قبول ایمان کی) آرزو میں ایک آڑ کر دی جاوے گی (یعنی ان کی آرزو پوری نہ ہوگی) جیسا کہ ان کے ہم مشربوں کے ساتھ (بھی ابھی پرتاؤ) کیا جاوے گا جو انسے پہلے (کفر کر چکے) تھے (یعنی اُن کا ایمان بھی آخرت میں مقبول نہ ہوگا اور وجہ دونوں کے ساتھ ایک معاملہ کرنے کی یہ ہے کہ عمل بھی دونوں کا یکساں ہے کیونکہ یہ سب بڑے شک میں تھے جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا تھا ف یہاں شک مقابل یقین کے ہے کہ جحود جازم کو بھی شامل ہو اور اس تعبیر میں یہ نکتہ ہو سکتا ہے کہ اس میں اشارہ ہو گیا کہ اگر حق میں شک بھی ہو تب بھی مہلک ہو چہ جائیکہ جحود جازم ہو اور تردد سے بھی مراد یہی ہوگا کہ حق پر دل نہیں جمتا اور یہ بھی شامل ہے اُس کی ضد پر دل کے جم جانے کو یا یوں کہا جاوے کہ حق جب بار بار اہل باطل کے کانوں میں پہنچتا ہے طبعی طور پر کچھ نہ کچھ احتمال جانب مخالف کا اکثر ہو ہی جاتا ہے پس شک اور تردد دونوں اپنے معنے پر رہے مگر چونکہ حق کا جزم حاصل نہیں کیا اس لیے باطل کا اتنا اکھڑ جانا مقبول نہیں ہوا اور ما یشتھون کی تفسیر قبول توبہ کے ساتھ اور امنا بہ کی تقریر میں تعمیم رجوع و عدم رجوع کی منافی نہیں ہے آیت فادجعنا کے کیونکہ اصل مقصود اُن کا قبول ایمان اور نجاۃ ہے اور رجوع الی الدنیا اُس کا ایک طریق ہے اگر بدون اس کے مقصود حاصل ہو جاوے تو خود رجوع مطلوب بالذات نہیں تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ سبا للثالث والعشرین من صفر یوم الاثنین ۱۳۲۵ھ من ہجرۃ خیر البریۃ علیہ ما لایحصر وما لایضبط من السلام والتحیۃ وفی ہذا الیوم قد افتتح فی تفسیر سورۃ تلیہا سورۃ الفاطر وتسمی سورۃ الملٰئکۃ مکیۃ وھی خمس (اربعون) اٰیۃ کذا فی البیضاوی وغیرہ ربط اس سورت کا زیادہ حصہ اثبات توحید و ابطال شرک میں ہے اور بعض آیات میں تسلیہ ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسے رکوع اول میں ان بکوک اور رکوع سوم میں وما یستوی الاعمی الآخر رکوع تک اور بعض آیات میں بعث و جزاء کا مضمون ہے جیسے رکوع اول میں ان وعد اللہ حق اور رکوع دوم میں کذلک النشور اور رکوع چہارم میں ان الذین یتلون سے ختم رکوع تک اور بعض آیات میں اعمال کے منافع و مضار جیسے رکوع دوم میں من کان یرید العزۃ بعینہ تک اور رکوع سوم کے شروع سے مصیر تک اور بعض آیات میں کفر کی شناعت اور آپر وعید جیسے رکوع پنجم کے فاتحہ اور خاتمہ میں اور سورت سابقہ کی ختم پر انکار حق شامل للتوحید کی و خاتمت عاقبت کا ذکر تھا پس ذکر توحید کے ساتھ جس سے یہ سورت شروع ہوئی ہے اُس کا تناسب ظاہر ہے۔

اثبات توحید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(رکوب المحل ہی واللہ رحمۃ محمت للناس ثم یقول ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ الخ اللہ قلت وبہ یظہر فی ہذا العموم المرکب البری الرضائی الذی صنع وشاع فی زماننا ہذا الذی یسمی بالریل ومن الاتفاقات العجیبۃ ان تاریخ دخول الریل فی بلدنا ہذا بقرب من الجہانۃ ہو تاریخ کفایۃ تفسیر ہذہ الآیۃ وہو الثالث والعشرون من صفر ۱۳۲۵ من الہجرۃ ۱۲

المبلاغۃ قولہ ما یفتح فی الروح ای ما یطلقہا ویرسلہا فالفتح مجاز عن الارسال بعلاقۃ السببیۃ فان فتح المغلق سبب لطلاق ما فیہ ارساله ولذا قوبل بالامساک الاطلاق کنایۃ عن الاعطاء وفی اختیار لفظ الفتح رمز الی ان الرحمۃ من النفس الخزائن ولہذا یسمالاتہ وتنکیر الاشاعۃ والابہام اساسی شیء یفتحہ اللہ من خزائن رحمتہ ای رحمۃ کانت من نعمۃ وصحۃ وامن وعلم الی غیر ذلک حالا یکاد یقع حتی ان عروۃ کان یقول کما اخرج ابن المنذر عن محمد بن جعفر بن الزبیر رضی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ

اے لوگو تم پر جو اللہ کے احسانات ہیں اُن کو یاد کرو کیا اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہونچاتا ہو اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم کہاں

تُؤْفَكُونَ ۝ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ

اُلٹے جا رہے ہو۔ اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر جھٹلائے جا چکے ہیں اور سب امور اللہ ہی کے روبرو پیش کیے جاویں گے۔ اے لوگو اللہ تعالےٰ کا وعدہ ضرور سچا ہے

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ۝ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو

سو ایسا نہ ہو کہ یہ دنیوی زندگی تم کو دھوکہ میں ڈالے رکھے اور ایسا نہ ہو کہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالدے یہ شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے سو تم اُسکو دشمن سمجھتے رہو وہ تو اپنے گروہ

حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝

کو محض اسلیے بلاتا ہے تاکہ وہ لوگ دوزخیوں میں سے ہو جاویں جو لوگ کافر ہو گئے اُن کے لیے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۝ تمت

سمد (وثنا اُسی) اللہ کو لائق ہے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر دار بازو ہیں (پیغام سے مراد وحی لانا انبیاء علیہم السلام کی طرف عام اس سے کہ شرائع ہوں یا بشارات وغیرہ ہوں اور کچھ جا رہی پر منحصر نہیں بلکہ) وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے (حتی کہ بعض فرشتوں کے چھ سو بازو پیدا کیے ہیں جیسا حدیث میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی نسبت آیا ہے) بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (اور قادر بھی ایسا بلا مزاحم ہے کہ وہ) اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے (مثلاً بارش و نباتات و رزق) سو اُس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اُس[1] کے (بند کرنے کے) بعد اُس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں (البتہ وہی پھر بند اور کشادہ کر سکتا ہے) اور وہی غالب (یعنی قادر اور) حکمت والا ہے (یعنی بند اور کشادہ کرنے پر قادر ہے اور ان میں سے جس کو ترجیح دیتا ہے اُس میں حکمت ہوتی ہے) اے لوگو (علاوہ کامل القدرت ہونے کے وہ کامل النعمت بھی ہے چنانچہ تم پر بے شمار نعمتیں فائض فرمائی ہیں سو) تم پر جو اللہ کے احسانات ہیں اُن کو یاد کرو (اور اُن کا شکر کرو اور وہ شکر یہ ہے کہ توحید اختیار کرو اور شرک چھوڑو چنانچہ ہم تم کو دو بڑی نعمتوں پر کہ ایجاد و ابقاء ہے متنبہ کرتے ہیں تم غور کرو کہ) کیا کوئی اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہونچاتا ہو (یعنی نہ کوئی صاحب تخلیق ہے کہ نعمت ایجاد دے اور نہ کوئی صاحب ترزیق ہے کہ نعمت ابقاء ہے پس جب وہ ہر طرح کامل ہے تو یقیناً) اُس کے سوا کوئی لائق عبادت (بھی) نہیں (کیونکہ معبود کے لیے کمال پڑ ضرور ہے) سو (جب معبودیت اُسی کا حق ہے تو) تم (شرک کر کے) کہاں اُلٹے چلے جا رہے ہو ف شاید فرشتوں کی رسالت ذکر کرنے میں یہ حکمت ہو کہ بعض مشرکین اُن کو بھی معبود قرار دیتے تھے پس اس میں اُن کا محکوم و مامور ہونا بتلا دیا تاکہ اُن کی الوہیت کا ابطال ہو جاوے اور اُن کے معنے رسالت کی تحقیق و تفصیل آخر سورۂ حج آیت اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مثنیٰ و ثلث و ربع میں یہاں زائد کی نفی نہ ہونے کی تقریر سورۂ نساء مثنیٰ و ثلث و ربع کی تفسیر میں گذر چکی ہے **ربط** اوپر توحید کا ذکر تھا چونکہ کفار اس کا انکار کرتے تھے اور اُس انکار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حزن بھی ہوتا تھا آگے انکار پر تحذیر اور حزن پر تسلیہ کا مضمون ہے اور درمیان میں تتمیم مقابلہ کے لیے مؤمنین کے لیے بشارت مذکور ہے۔

تسلیۃ سید الانس والجان و تحذیر اہل طغیان و تبشیر اہل ایمان

وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ۝ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی من بعدہ اُس کے بند کرنے کے بعد اشارۃ الی تقدیر المضاف لان المعنی لا یظہر عند عدمہ

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۫ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ

تو کیا ایسا شخص جسکو اُسکا عمل بد اچھا کرکے دکھلایا گیا پھر وہ اُسکو اچھا سمجھنے لگا اور ایسا شخص جو قبیح کو قبیح سمجھتا ہو کہیں برابر ہو سکتے ہیں سو اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہو گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہو ہدایت کرتا ہے تو تم

عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝

آپ کی جان نہ جاتی رہے۔ اللہ تعالےٰ کو ان کے سب کاموں کی خبر ہے۔

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۫ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝ اور (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) اگر یہ لوگ (دربارۂ توحید و رسالت وغیرہ کے) آپکو جھٹلائیں تو آپ غم نہ کریں کیونکہ آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر جھٹلائے جا چکے ہیں (ایک تو اس سے تسلی حاصل کیجیے) اور (دوسری بات یہ ہو کہ) سب امور اللہ ہی کے روبرو پیش کیے جاوینگے (وہ خود سب سے سمجھ لیگا آپ کیوں فکر میں پڑے آگے عام لوگوں کو خطاب ہو کہ) اے لوگو (یہ سنکر کہ الی اللہ ترجع الامور جس میں قیامت کی خبر ہے تعجب و استبعاد مت کرنا) اللہ تعالیٰ کا (یہ) وعدہ ضرور سچا ہے سو ایسا نہ ہو کہ یہ دُنیوی زندگی تم کو دھوکہ میں ڈالے رکھے (کہ اس میں منہمک ہو کر اُس یوم موعود سے غافل رہو) اور ایسا نہ ہو کہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈال دے (کہ تم اُس کے اس بہکانے میں آجاؤ کہ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب نہ دے گا جیسا کہا کرتے تھے (ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنیٰ اور) یہ شیطان (جس کے دھوکہ کا اوپر ذکر ہے) بیشک تمہارا دشمن ہے سو تم اُس کو (اپنا) دشمن (ہی) سمجھتے رہو وہ تو اپنے گروہ کو (یعنی اپنے متبعین کو) محض اس لیے (باطل کی طرف) بُلاتا ہے تاکہ وہ لوگ دوزخیوں میں سے ہو جاویں (پس) جو لوگ کافر ہو گئے (اور اُس کی دعوت و غرور میں پھنس گئے) اُن کے لیے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے (اور اُس کی دعوت و غرور میں نہیں پھنسے) اُن کے لیے (معاصی کی) بخشش اور (ایمان و عمل صالح پر) بڑا اجر ہے (اور جب کافر کا انجام عذاب شدید اور مومن کا انجام مغفرت و اجر کبیر ہے) تو کیا (دونوں مساوی ہو سکتے ہیں یعنی) ایسا شخص جس کو اُس کا عمل بد اچھا کرکے دکھلایا گیا پھر وہ اُس کو اچھا سمجھنے لگا اور ایسا شخص جو قبیح کو قبیح سمجھتا ہے کہیں برابر ہو سکتے ہیں (پہلے شخص سے مراد کافر جو اغوا شیطانی سے باطل کو حق اور ضار کو نافع سمجھتا ہے اور دوسرے شخص سے مراد مومن جو اتباع انبیاء و مخالفت شیطان سے باطل کو باطل حق کو حق ضار کو ضار نافع کو نافع جانتا ہے یعنی یہ دونوں برابر کہاں ہوئے بلکہ ایک جہنمی اور ایک جنتی ہے پس شیطان کے دھوکہ میں آنے والے اور اُس کو دشمن سمجھنے والوں میں یہ تفاوت ہے اس لیے ہم کہتے ہیں لا یغرنکم اور ان الشیطان لکم عدو اور اگر اسپر تعجب ہو کہ عاقل آدمی بد کو نیک کیسے سمجھ لیتا ہے) سو (اُس کی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے (اُس کی عقل و اثر گوں ہو جاتی ہے) اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے (اُس کا ادراک صحیح رہتا ہے پھر جب ہدایت و اضلال کا اصل مدار مشیت ہے) تو اپنے افسوس کر کرکے کہیں آپ کی جان نہ جاتی رہے (یعنی کچھ افسوس نہ کیجیے صبر سے بیٹھے رہیے) اللہ تعالےٰ کو ان کے سب کاموں کی خبر ہے (وقت پر ان سے سمجھ لیگا) **ف** اس تفسیر میں افمن زین لہ متفرع ہے مضمون الذین کفروا الخ پر اور والذین اٰمنوا الخ پر اور فان اللہ یضل سبب ہے زین لہ الخ کا اور فلا تذہب متفرع ہے ان اللہ یضل الخ پر اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ افمن زین لہ متفرع ہو غرور شیطانی پر یعنی اس کے فریب دئے لیے بھی ہیں جو بُری باتوں کو اچھا سمجھتے ہیں تو تفریع محض رویت حسن کے اعتبار سے ہوگی نہ کہ نفی تساوی بین المستحسن والمستقبح بصیغۂ اسم الفاعل کے اعتبار سے اور مقصود اس سے بھی تسلیہ ہوگا یعنی جب نیک و بد میں تمیز نہ رہے تو بس ہادی کو مایوس ہو کر

النحو قولہ افمن زین مبتدا خبرہ محذوف اے کمن ہو لیس کذلک اونحوہ ولما کان المقدر کالملفوظ جملت ترجمۃ جزء لترجمۃ الآیۃ قولہ حسرات مفعول لہ ط جمع مع ان المحسرۃ فی الاصل مصدر صادق علی القلیل والکثیر للہ لالۃ علی تضاعف اغتمامہ صلے اللہ علیہ وسلم علی احوالہم او علی کثرۃ قبائح اعمالہم الموجبۃ للتاسف والتحسر ۱۲

وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ

اور اللہ ایسا ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ ہوائیں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم اُس بادل کو خشک قطعۂ زمین کی طرف ہانک لیجاتے ہیں پھر ہم اُس کے ذریعہ سے زمین کو زندہ کرتے ہیں اسی طرح جی اٹھنا ہے

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ وَالَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ

جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے تو تمام تر عزت خدا ہی کے لیے ہے اچھا کلام اُسی تک پہونچتا ہے اور اچھا کام اُس کو پہونچاتا ہے اور جو لوگ بُری بُری تدبیریں کرتے ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوْرُ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا وَمَا تَحْمِلُ

اُن کو سخت عذاب ہوگا اور ان لوگوں کا یہ مکر غیرت نابود ہو جاویگا اور اللہ تعالیٰ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا اور کسی عورت کو

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ وَمَا یَسْتَوِی

نہ حمل رہتا ہے اور نہ وہ بیتی ہے مگر سب اُسکی اطلاع سے ہوتا ہے اور نہ کسی کی عمر زیادہ کیجاتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم کیجاتی ہے مگر یہ سب لوح محفوظ میں ہوتا ہے یہ سب اللہ کو آسان ہے۔ اور دونوں

الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَةً

دریا برابر نہیں ہیں ایک تو شیریں پیاس بجھانے والا ہے اور ایک شور تلخ ہے اور تم ہر ایک سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو۔

تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِیْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

جس کو تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو اُس میں دیکھتا ہے پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم اُس کی روزی ڈھونڈو اور تاکہ تم شکر کرو۔

غم نہ کرنا چاہیے اور فان اللہ یضل سبب ہو اس تسلیہ کا اور فلا تذھب بدستور متفرع ہو ان اللہ یضل پر یا مضمون سابق تسلیہ پر جو مفہوم ہوتا ہے الخ زین لذا الخ سے اور احقر کے نزدیک یہ دوسری تقریر اچھی ہے مگر پہلی تقریر متن کی لکھ چکا تھا اس لیے بدلنا مناسب نہیں سمجھا واللہ اعلم **ربط** شروع سورت میں توحید کا مضمون تھا آگے پھر وہی مضمون ہے ختم رکوع تک صرف درمیان میں بمناسبت احیاء ارض کے کذلک النشور میں اشارہ بعث کی طرف کر دیا گیا اور بمناسبت مضمون بالا تغریر شیطان کے کفار کی ایک غلطی کا در باب طلب عزت کے اور اُس کی مناسبت صحیح طریقہ حصول عزت کا اور اُس کی مناسبت سے اُس طریقہ کے خلاف کرنے والوں کی خیبت اور خسارت کا بیان فرمادیا و نیز طلب عزت کا مضمون الیہ النشور سے بھی مناسبت رکھتا ہے کہ جب سب کو قیامت میں حاضر ہونا ہے تو وہاں کی عزت کا جو طریق تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے اور صحیح طریقہ یہ ہے الخ

عود بسوئے توحید مع بعض دیگر مضامین مناسبۂ مقام

وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ وَالَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوْرُ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ وَمَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِیْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

اللغات البلد القطعة من الارض النشور احیاء الکلم اسم جنس وتذکیر الصفۃ نظرا الی اللفظ الطیب سمی بہ لانہ یستطیبہ العقل والشرع والملائکۃ

النحو قولہ احییناہ راجع الی السحاب لانہ بمعنی البعید او بتقدیر المضاف ای باٰیاۃ قولہ من کان یرید العزۃ حذف جزاءہ ای فلیطلبہا من اللہ تعالیٰ قولہ العمل الصالح مبتدأ خبرہ یرفعہ برجوع المرفوع الی العمل والمنصوب الی الکلم الطیب وہو مؤید بأکثر الآثار المذکورۃ فی الدر المنثور وغیرہ قولہ الصفات صفۃ للکرات المفعول المطلق قولہ لجعلہ ای لجعلہ ملحا قولہ من عمر راجع الی المعمر کمن لا باعتبار مضاہ المتبادر ای الذی یزید عمرہ بل باعتبار تولید احد لکن سمی فی المرجح عمرا باعتبار ما یؤل الیہ او ہو الضمیر یعود باعتبار الاصل المحمول عمر فان ذلک لا ینقص من عمر احد الی لیسجل من ابتداء الامر فتأمل قولہ عذب فرات الرکیۃ البلاغۃ قولہ یصعد صعود الکلم الیہ تعالیٰ مجاز مرسل عن قبولہ لعلاقۃ اللزوم وکذا استعارۃ یبور بمعنی لا یقبل بالصعود قولہ تری فی الموضعین افرد الضمیر لان الخطاب لکل احد فتأتی منہ الرؤیۃ ویجوز ان یستعمل بالجمع نظرا

يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ

وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اُس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک وقت معیّن تک چلتے رہیں گے۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اسی کی سلطنت ہے

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ۚ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ۖ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا

اور اُس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کی برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری سنیں گے نہیں۔ اور اگر سن بھی لیں تو تمہارا کہنا نہ کریں گے

لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝١٤

ع ۲ الثلثة ۱۴

اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کرنے کی مخالفت کریں گے۔ اور تجھ کو خبر رکھنے والے کی برابر کوئی نہیں بتلاویگا

يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ۚ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ۖ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝١٤ اور اللہ ایسا (قادر) ہے جو (بارش سے پہلے) ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو اُٹھاتی ہیں (جس کی کیفیت سورۂ روم کے رکوع پنجم آیۃ اللہ الذی ارسل الریاح کی تفسیر میں گذری ہے) پھر ہم اُس بادل کو خشک قطعہ زمین کی طرف ہانک لیجاتے ہیں (کہ وہاں بارش ہوتی ہے) پھر ہم اُسکے ذریعہ سے (یعنی اُس بادل کے پانی کے ذریعہ سے) زمین کو (نباتات سے) زندہ کرتے ہیں (اور جس طرح زمین کے مناسب اُس کو حیات عطا فرمائی) اسی طرح (قیامت میں آدمیوں کا) جی اُٹھنا ہے (کہ اُن کے مناسب حیات اُن کو عطا ہوگی وجہ تشبیہ ظاہر ہے کہ دونوں میں ایک صفت زائلہ کا احداث ہے گو اعراض میں صرف ایک امر عرضی کا تعلق ہوا ہے اور اعضاء میں ایک امر جوہری یعنی روح کا یہ مضمون نشور کا اثنار دلائل توحید میں تبعًا لاحیاء الارض آگیا ہے پھر اس نشور کی مناسبت سے ایک اور مضمون ہے وہ یہ کہ جب قیامت میں زندہ ہونا ہے تو وہاں کی ذلت وخواری سے بچنے کی فکر کرنا ضرور ہے اور اس بارہ میں مشرکین نے اپنے آلہہ کو تبعًا شیطانی جس کا اوپر مذکور ہوا ہے آلہ حصول عزت قرار دے رکھا تھا چنانچہ وہ کہتے تھے ھٰؤلاء شفعاءنا عند اللہ یعنی یہ ہمارے علی الاطلاق شفیع ہیں دُنیاوی حوائج میں بھی اور اگر قیامت کوئی چیز ہے تو نجات اُخروی کے لیے بھی جیسا حق تعالےٰ نے سورۂ مریم میں ارشاد فرمایا ہے واتخذوا من دون اللہ آلھۃ لیکونوا لھم عزا اس کے متعلق ارشاد ہے کہ (جو شخص (آخرت میں) عزت حاصل کرنا چاہے (اور یہ چاہنا بوجہ تیقن وقوع آخرت کے ضرور ہے) تو (اُس کو چاہیے کہ اللہ سے عزت حاصل کرے کیونکہ) تمام تر عزت (بالذات) خدا ہی کے لیے (حاصل) ہے (اور دوسرے کے لیے جب ہوگی بالعرض ہوگی اور مابالعرض ہمیشہ مابالذات کا محتاج ہوتا ہے پس اس میں سب خدا ہی کے محتاج ہوئے اور خدا سے اُس کا حاصل کرنا اس طرح ہے کہ قولًا وعملًا اُس کی اطاعت وانقیادا اختیار کرے کہ خدا کے نزدیک یہی چیزیں پسندیدہ ہیں چنانچہ) اچھا کلام اُسی تک پہونچتا ہے (یعنی وہی اس کو قبول کرتا ہے) اور اچھا کام اُس کو پہونچاتا ہے (اچھے کلام میں کلمۂ توحید اور تمام اذکار آلہیہ اور اچھے کام میں تصدیق قلبی اور جمیع اعمال صالحہ ظاہرہ وباطنہ داخل ہیں اور رفع عام ہے نفس قبول تام کو اور اس اجمال کو دوسرے دلائل نے اس طرح مفصل کر دیا کہ تصدیق قلبی تو جمیع کلم طیب کے لیے نفس قبول کی شرط ہے اور دوسرے اعمال صالحہ جمیع کلم طیب کے لیے قبول تام کی شرط ہے نہ کہ نفس قبول کی کیونکہ فاسق سے اگر کلم طیب کا صدور ہو تو بھی قبول صحیح ہے پس جب یہ چیزیں عند اللہ پسندیدہ ہیں تو جو شخص ان کو اختیار کرے گا وہ مغفرت ہوگا) اور جو لوگ (اس کے خلاف طریقہ اختیار کر کے آپ کی مخالفت کر رہے ہیں کہ وہ اللہ ہی کی مخالفت ہے اور آپ کے ساتھ) بُری بُری تدبیریں کر رہے ہیں اُن کو سخت عذاب ہوگا (جو موجب اُن کی ذلت کا ہوگا اور ان کے آلہہ مزعومہ ان کو خاک عزت نہ دے سکیں گے بلکہ بالعکس خود وہ ان کے خلاف ہو جاویں گے کما قال تعالےٰ فی مریم سیکفرون بعبادتھم ویکونون علیھم ضدا یہ تو انکا خسران آخرت میں ہوگا

اللغات قولہ قطمیر فی الصراح پوستک تنک دانۂ خرما وما کان فی الاکثر یزول عند لطیف مع لب التمر کنی بہ عن شیٔ لا یعتد بہ الکفر الانکار وترجم بالحاصل ۱۲

اور (دنیا میں بھی ان کو یہ خسران ہوگا کہ) ان لوگوں کا یہ مکر نیست و نابود ہو جاوے گا (یعنی ان تدبیروں میں ان کو کامیابی نہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اسلام کو مٹانا چاہتے تھے خود ہی مٹ گئے یہ مضمون بطور جملہ معترضہ کے تمام ہو کر آگے پھر عود ہے مضمون توحید کیطرف یعنی حق تعالیٰ کا ایک تصرف تو وہ تھا جو اوپر اللہ الذی ارسل الخ میں بیان کیا گیا) اور (دوسرا تصرف کہ دال علی التوحید ہے یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے تم کو (ضمناً خلق آدم میں) مٹی سے پیدا کیا پھر (استقلالاً) نطفہ سے پیدا کیا پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا (یعنی کچھ مذکر کچھ مؤنث بنائے یہ تو اُس کی قدرت ہے) اور (علم اُس کا ایسا ہے کہ) کسی عورت کو نہ حمل رہتا ہے اور نہ وہ جنتی ہے مگر سب اُس کی اطلاع سے ہوتا ہے (یعنی اُس کو پہلے سے سب کی خبر ہوتی ہے) اور (اسی طرح) نہ کسی کی عمر زیادہ (مقرر) بھجاتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم (مقرر) بھجاتی ہے مگر یہ سب لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) ہوتا ہے (جس کو حق تعالیٰ نے اپنے علم قدیم کی موافق اُس میں ثبت فرما دیا ہے اور گو معلومات لاتعد ولا تحصی ہیں مگر یہ تعجب نہ کرو کہ قبل از وقوع سب واقعات کو کیسے مقدر و مقرر فرما دیا کیونکہ) یہ سب اللہ کو آسان ہے (کیونکہ اُس کا علم ذاتی ہے جس کی نسبت جمیع معلومات کے ساتھ قبل از وقوع و بعد از وقوع یکساں ہے) اور (آگے قدرت کے اور دلائل سنو کہ باوجودیکہ پانی مادۂ واحد ہے مگر باوجود وحدت قابل کے اُس میں اختلاف افعال سے دو مختلف قسمیں پیدا کر دیں چنانچہ) دونوں دریا برابر نہیں ہیں (بلکہ) ایک تو شیریں پیاس بجھانے والا ہے جس کا پینا بھی (بوجہ قبول طبیعت کے) آسان اور ایک شور تلخ ہے (تو یہ امر بھی عجائب قدرت سے ہے) اور (دوسرے دلائل قدرت بھی ہیں جو دلالت علی القدرۃ کے ساتھ دال علی النعمۃ بھی ہیں بعض تو انہیں دریاؤں کے متعلق ہیں مثلاً یہ کہ) تم ہر ایک (دریا) سے (مچھلیاں نکال کر اُن کا) تازہ گوشت کھاتے ہو اور (نیز) زیور (یعنی موتی) نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو اور (اے مخاطب) تو کشتیوں کو اُس میں دیکھتا ہے پانی ..... کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم (اُن کے ذریعہ سے سفر کر کے) اُس کی روزی ڈھونڈو اور تاکہ (روزی حاصل کر کے) تم (اللہ کا) شکر کرو (اور بعض اور نعمتیں ہیں مثلاً یہ کہ) وہ رات (کے اجزاء) کو دن (کے اجزاء) میں داخل کر دیتا ہے اور دن (کے اجزاء) کو رات (کے اجزاء) میں داخل کر دیتا ہے (جس سے دن اور رات کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق منافع حاصل ہوتے ہیں) اور (مثلاً یہ کہ) اُس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے (ان میں سے) ہر ایک وقت مقرر (یعنی یوم قیامت) تک (اسی طرح) چلتے رہیں گے یہی اللہ (جس کی یہ شان ہے) تمہارا پروردگار ہے اُسی کی سلطنت ہے اور اُس کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کی برابر بھی اختیار نہیں رکھتے (چنانچہ جمادات میں تو ظاہر ہے اور ذوات الارواح میں بایں معنی کہ بالذات اختیار نہیں رکھتے اور اُن کی یہ حالت ہے کہ) اگر تم اُن کو پکارو بھی تو وہ تمہاری (اول تو) سنیں گے نہیں (جمادات تو بوجہ عدم قوت سامعہ کے اور ذوات الارواح بایں معنی کہ جیسے سماع کے کفار معتقد تھے کہ سماع لازم و دائم ہے وہ منفی ہے) اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو تمہارا کہنا نہ کریں گے (جمادات میں تو یہ تقدیر فرض محض اور بوجہ شرطیہ ہونے قضیہ کے وقوع مقدم کا ضروری نہیں اور ذوات الارواح میں یہ تقدیر گاہے واقعی بھی ہو سکتی ہے اور ما استجابوا میں نفی استجابت کی جمادات کے حق میں تو بوجہ عدم قابلیت کے ہے اور ذوات الارواح میں سے جو مقبول ہیں مثل ملنکہ کے اُن میں بوجہ عدم رضا کے اور جو غیر مقبول ہیں جیسے شیاطین اُن میں جو امور مدعو لہا اُنکے اختیار سے خارج ہیں اُن میں بوجہ عدم قدرت کے اور جو اختیار میں ہیں اُن میں باعتبار عدم قدرت مستقلہ کے یہ حالت تو اُن معبودین کی دنیا میں ہے) اور قیامت کے روز وہ (خود) تمہارے شرک کرنے کی مخالفت کریں گے (کقولہ تعالیٰ ما کانوا ایانا یعبدون وغیر ذلک من الآیات) اور (ہم نے جو کچھ فرمایا ہے اس کے صدق میں ذرا شک و شبہ نہیں کیونکہ ہم حقائق امور کی پوری خبر رکھنے والے ہیں اور اے مخاطب) تجھ کو خبر رکھنے والے کی برابر کوئی نہیں بتلاویگا (پس ہمارا بتلانا سب سے زیادہ صحیح ہے) **ف** یہ مشہور ہے کہ موتی صرف دریائے شور سے نکلتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو وتستخرجون حلیۃ الخ صرف دریائے شور کے اعتبار سے ہوگا ای وتستخرجون من الملح حلیۃ الخ یعنی منفعت مذکورہ لحم طری کی تو مشترک تھی اور بعضے منافع خاص ہیں دریائے شور کے ساتھ کہ وہ استخراج حلیہ ہے اور اس صورت میں تری الفلک فیہ میں ضمیر مجرور کا اعادہ بھی بحر ملح کی طرف مناسب ہوگا جو استخراج حلیہ کے قرینہ سے مثل مذکور متصل کے ہے اور گو یہ منفعت مشترک ہے مگر دریائے شور میں اکثر بڑی بڑی جہاز دنکا چلنا

يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

اے لوگو تم خدا کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور ایک نئی مخلوق پیدا کر دے۔ اور یہ بات خدا کو

بِعَزِيْزٍ ۝ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ

کچھ مشکل نہیں۔ اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھاوے گا۔ اور اگر کوئی بوجھ کا لدا ہوا کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے بلاوے گا تب بھی اس میں سے کچھ بھی بوجھ نہ بٹایا جاوے گا اگرچہ وہ شخص قرابتدار ہی ہو آپ تو صرف ایسے لوگوں کو

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى

ڈرا سکتے ہیں جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے لیے پاک ہوتا ہے اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اندھا

وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۗءُ

اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ چھاؤں اور دھوپ اور زندے اور مُردے برابر نہیں ہو سکتے اور جس کو چاہتا ہے سنواتا ہے

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا

اور آپ اُن لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔ ہم ہی نے آپ کو حق دیکر خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانیوالا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی اُمت ایسی نہیں ہوئی

خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ

جس میں کوئی ڈر سنانیوالا نہ گذرا ہو۔ اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اُنھوں نے بھی جھٹلایا تھا اُنکے پاس بھی اُنکے پیغمبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں

الْمُنِيْرِ ۝ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۡ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ ع ۱۵

لے کر آئے تھے۔ پھر میں نے اُن کافروں کو پکڑ لیا سو میرا عذاب کیسا ہوا

جس میں معنے مخرا اور ابتغاء فضل کے زیادہ متحقق ہیں وجہ اختصاص کی ہو سکتی ہے اور کل بحری کا جل مسمی کے متعلق ایک ضروری مضمون سورۂ لقمان کے رکوع سوم کے اخیر اسی جملے کی مشابہ جملہ کی تفسیر میں لکھا گیا ہے جو قابل ملاحظہ ہے اور ان العزۃ للہ جمیعا کے ترجمہ میں بالذات کی قید ظاہر کر دینے سے یہ آیت اُس آیت کے منافی نہ رہی وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین جیسا کہ ظاہر ہے اور ان آیات میں قدرت کے دلائل زیادہ اور علم کے ذہانے کی شاید یہ وجہ ہو کہ آثار قدرت کے آثار علم سے اظہر ہیں اور دلائل قدرت میں دونوں طرف دلائل آفاقیہ اور درمیان میں دلائل انفسیہ شاید اس لیے لائے گئے ہوں کہ التفات آفاق کی طرف زیادہ ہوتا ہے جیسا مشاہد ہے اور تلبسون کے متعلق سورۂ نحل کے دوسرے رکوع میں ضروری مضمون لکھا گیا ہے ربط اوپر توحید کا ذکر تھا چونکہ کفار اُس کا انکار کرتے تھے اور اُس انکار سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حزن بھی ہوتا تھا آگے انکار سے حق تعالےٰ کا ضرر نہ ہونا بلکہ خود اُن کفار ہی کا ضرر ہونا اور تسلیم سے حق تعالےٰ کا کچھ نفع نہ ہونا بلکہ خود اُن ہی کا نفع ہونا اور دنیا میں اُس ضرر کا احتمال اور آخرت میں اُسکا وقوع بیان کر کے کفار کی تحذیر اور اُسکے بعد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حزن پر آپ کے تسلیہ کا مضمون ہے۔

تحذیر منکرین وتسلیہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۡ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

اللغات: یحمل الحمولۃ الحمر ۱۲

البلاغۃ: قولہ ما یستوی الاعمی الخ لم یعد فیہ الی احد فیما بعدہ لان المخاطب اول الکلام لا القسیم الثانی

فی فہم المراد: کون توجہ عربیا بخلاف ما بعدہ فاقتضی ان یکون اہتمام لما کان عدم ان سلوا بین الکافر والمومن مقصودا وفی الکلام بہ تتمیم علی ان الفعل بخلاف عدم الاستواء فی طرفیہا وذکرہا فانہ حکم بہ تبعا فلم یعد فیہ الفعل واللہ اعلم

اے لوگو تم (ہی) خدا کے محتاج ہو اور اللہ (تو) بے نیاز (اور خود تمام) خوبیوں والا ہے (پس تمہاری احتیاج دیکھ کر تمہارے نفع کے لیے توحید وغیرہ کی تعلیم کی گئی ہے اگر تم نہیں مانو گے تو تم اپنا ضرر کرو گے باقی حق تعالیٰ کو تو بوجہ غنائے ذاتی و اکمال ذاتی کے تمہاری یا تمہارے عمل کی کوئی حاجت ہی نہیں کہ اُس کے ضرر کا احتمال ہو اور کفر پر جو ضرر ہونے والا ہے خدا تعالےٰ اُس کے فی الحال ایقاع پر بھی قادر ہے چنانچہ) اگر وہ چاہے تو (تمہارے کفر کی سزا میں) تم کو فنا کر دے اور ایک نئی مخلوق پیدا کر دے (جو تمہاری طرح کفر و انکار نہ کریں) اور یہ بات خدا کو کچھ مشکل نہیں (لیکن بمصلحت مہلت دی گئی ہے غرض یہاں تو وہ ضرر محض محتمل الوقوع ہی لیکن قیامت میں وہ ضرر واقع ہو جاویگا) اور (اُس وقت یہ حالت ہوگی کہ) کوئی دوسرے کا بوجھ (گناہ کا) نہ اُٹھاویگا اور (خود تو کوئی کسی کی کیا رعایت کرتا یہ حالت ہوگی کہ) اگر کوئی بوجھ کا لدا ہوا (یعنی کوئی گنہگار) کسی کو اپنا بوجھ اُٹھانے کے لیے بلاویگا بھی تب بھی اُس میں سے کچھ بھی بوجھ نہ بٹایا جاوے گا اگرچہ وہ شخص (جس کو اس نے بلایا تھا اس کا) قرابت دار ہی (کیوں نہ) ہو (پس اُس وقت پورا ضرر اس کفر و بدعملی کا خود ہی بھگتنا پڑے گا یہ تو تحذیر منکرین کی ہو گئی آگے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ انکے انکار پر جس کی سزا یہ ایک دن ضرور بھگتیں گے اس قدر غم و افسوس کیوں کرتے ہیں) آپ تو (ایسا ڈرانا جس پر نفع مرتب ہو) صرف ایسے لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں (مراد اس الذین سے مؤمنین ہیں یعنی آپ کے انذار سے صرف مؤمنین منتفع ہوتے ہیں فی الحال ہوں یا باعتبار مآیول کے اور امر مشترک دونوں میں طلب حق ہے مطلب یہ کہ طالب حق کو نفع ہو اکرتا ہے یہ لوگ طالب حق ہی نہیں ان سے امید ہی نہ رکھیے) اور (آپ ان کے ایمان نہ لانے سے اسقدر فکر کیوں کرتے ہیں) جو شخص (ایمان لاکر شرک و کفر سے) پاک ہوتا ہے وہ اپنے (نفع کے) لیے پاک ہوتا ہے اور (جو نہیں ایمان لاتا وہاں بھگتے گا کیونکہ سب کو) اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے (پس نفع ہے تو اُن کا آپ کیوں غم کرتے ہیں) اور (ان لوگوں سے کیا توقع رکھی جاوے کہ ان کا ادراک مثل ادراک مؤمنین کے ہو اور اُس ادراک سے مؤمنین کیطرح یہ بھی طریق حق کو قبول کر لیں اور قبول حق کے ثمرات دینی میں بھی یہ لوگ شریک ہو جاویں کیونکہ مؤمنین کی مثال ادراک حق میں بصیر کی سی اور انکی مثال عدم ادراک حق میں اعمیٰ کی سی ہے اور اسی طرح مؤمن نے ادراک حق کے ذریعہ سے جس طریق ہدایت کو اختیار کیا ہے اُس طریق حق کی مثال نور کی سی ہے اور کافر نے عدم ادراک حق سے جس طریقہ کو اختیار کیا ہے اُس کی مثال ظلمت کی سی ہے کما قال تعالیٰ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منہا اور اسی طرح جو ثمرہ جنت وغیرہ اس طریق پر مرتب ہوگا اُس کی مثال ظل بارد کی سی ہے اور جو ثمرہ جہنم وغیرہ طریق باطل پر مرتب ہوگا اُس کی مثال جلتی و دھوپ کی سی ہے کما قال تعالیٰ وظل ممدود الی قولہ فی سموم اور ظاہر ہے کہ) اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ چھاؤں اور دھوپ (پس نہ ان کا اور مؤمنین کا ادراک برابر ہوا اور نہ ان کا طریقہ اور نہ اُس طریقہ کا ثمرہ) اور (مومن اور کافر میں جو تفاوت اعمی و بصیر کا سا کہا گیا تو اُس سے مقصود نفی کمی کی ہے نہ کہ زیادتی کی کیونکہ انہیں تفاوت مردہ اور زندہ کا سا ہے پس ان کی برابری کی نفی کے لیے یوں بھی کہنا صحیح ہے کہ) زندے اور مُردے برابر نہیں ہو سکتے (اور جب یہ مردے ہیں تو مردوں کو زندہ کرنا خدا کی تو قدرت میں ہے بندہ کی قدرت میں نہیں پس اگر خدا ہی انکو ہدایت کر دے تب تو اور بات ہے کیونکہ) اللہ جسکو چاہتا ہے سُنوا دیتا ہے (باقی آپ کی کوشش سے یہ لوگ حق کو قبول نہیں کرینگے کیونکہ انکی مثال تو مردوں کی سی ہے) آپ سُن لی) اور آپ اُن لوگوں کو نہیں سُنا سکتے جو قبروں میں (مدفون) ہیں (لیکن) اگر یہ نہ مانیں تو آپ غم میں نہ پڑیے کیونکہ) آپ تو (کافروں کے حق میں) صرف ڈرانے والے ہیں (آپ کے ذمہ یہ نہیں کہ وہ کافر مان بھی جاویں اور یہ ڈرانا بھی آپ کا اپنی طرف سے نہیں جیسا منکرین نبوت کہتے تھے بلکہ ہماری طرف سے ہے کیونکہ) ہم ہی نے آپکو (دین حق دیکر (مسلمانوں کو) خوشخبری سنانیوالا اور (کافروں کو) ڈر سنانیوالا بنا کر بھیجا ہے اور (یہ بھیجنا کوئی انوکھی بات نہیں جیسا کافر کہتے تھے بلکہ) کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جسمیں کوئی ڈر سنانیوالا (یعنی پیغمبر) نہ گذرا ہو اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاویں تو (آپ ان گذشتہ پیغمبروں کا جن کا ابھی اجمالاً ذکر ہوا ہے اور تفصیلاً دوسری آیات میں ذکر ہوگا کافروں کے ساتھ معاملہ یاد کر کے اپنے دل کو سمجھا لیجیے کیونکہ) جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انھوں نے بھی (اپنے وقت کے پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا (اور) اُن کے پاس بھی اُن کے پیغمبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے (یعنی بعضے صحائف اور بعضی بڑی کتابیں اور بعضے صرف معجزات مصدقہ نبوت اور احکام انبیاء سابقین لے کر آئے) پھر (جب اُنھوں نے جھٹلایا تو) میں نے اُن کافروں کو پکڑ لیا سو (دیکھو میرا کیسا عذاب

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا

کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف رنگتوں کے پھل نکالے اور پہاڑوں کے بھی مختلف حصے ہیں سفید سرخ کوئی بھی رنگتیں مختلف ہیں

وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ

اور بہت گہرے سیاہ اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ ان کی رنگتیں مختلف ہیں خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ زبردست بڑا بخشنے والا ہے

(اسی طرح ان کے وقت پر ان کو سزا دونگا) **ف** ظلمات و نور ظل و حرور کی تساوی کی نفی اس پر مبنی نہیں کہ انکے متشابہ کے تساوی کا شبہ تھا بلکہ اس لیے ہے کہ استدلال ہے اُن کی ہدایت نہ ہونے پر کہ دیکھو ان اشیاء کے مشبہات یعنی ہدایت ضلالت و جنت و نار کی عدم تساوی تو معلوم ہی ہے اور ہر فریق کے لیے ایک ایک شق مقدر ہے تو کافروں کی ہدایت کی توقع کرنا گویا ان امور کی توقع تساوی کو مستلزم ہے جو کہ محال ہے پس ملزوم بھی علی المبالغہ منفی ہے اور ان انت الا نذیر کے ترجمہ سے شبہ تنافی کا اگلی آیت انا ارسلناک بشیرا و نذیرا سے جاتا رہا پس اس حصر سے یا تو بشیر کی نفی اصلا مقصود نہو بلکہ مقصود آپ کے مسئول عنہ ہونے کی نفی ہو کما قال تعالیٰ ولا تسئل عن اصحاب الجحیم اور یا بشیر کی نفی باعتبار کفار کے ہو میرے ترجمہ سے دونوں امر ظاہر ہیں اور سورۂ نمل کے رکوع چہارم آیۃ وقد بعثنا الخ کی تفسیر میں ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کے متعلق کچھ مضمون گذر چکا ہے ملاحظہ فرمالیا جاوے اور سماع موتی کے متعلق سورۂ نمل کی آخری آیت انک لا تسمع الموتی کی تفسیر میں ضروری بحث لکھی گئی ہے اور لا یعمل منہ شیئ معارض نہیں آیت عنکبوت ولیحملن اثقالہم و اثقالا مع اثقالہم کے چنانچہ اس کی تقریر ترجمہ دیکھنے سے واضح ہو سکتی ہے **ربط** حیا اور پر کئی جگہ توحید کا مضمون آچکا ہے آگے پھر عود ہے توحید کیطرف اور توحید کے ساتھ اُس کے علم کے ایک ثمرہ علی کا کہ خشیت ہے اور اُس ثمرہ کی تعلیل کے لیے بعض صفات آلہیہ کا بیان ہے۔

وحدت و خشیت و تقویت و بعلت

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝ اے مخاطب کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالےٰ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر ہم نے اُس (پانی) کے ذریعہ سے مختلف رنگتوں کے پھل نکالے (خواہ مع اختلاف انواع اصناف کے خواہ ایک ہی نوع اور یا ایک ہی صنف میں) اور (اسی طرح) پہاڑوں کے بھی مختلف حصے ہیں (بعضے) سفید (اور بعضے) سُرخ کہ (پھر خود) اُن (سفید اور سُرخ) کی بھی رنگتیں مختلف ہیں (کہ بعضے بہت سفید اور بہت سُرخ ہیں اور بعضے ہلکے سفید اور ہلکے سُرخ) اور (بعضے نہ سفید نہ سُرخ بلکہ) بہت گہرے سیاہ اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ اُنکی رنگتیں مختلف ہیں (بعض اوقات اختلاف اصنافی

اللغات فی الروح جدد و جمع جدۃ بالضم و ہی الطریقۃ من جدہ اذا قطعہ و قال ہو الفصل بین الشیئین ما یخالف لونہ لون ما یلیہ و منہ جدۃ الحمار للخط الذی فی وسط ظہرہ یخالف لونہ لونہ اھ و نحوہ فی القاموس قلت و ما ترجمت بہ ہو اخذ بالحاصل لان طرائق الجبل لا یراد بہا الطریق بین الجبلین بل الطرائق للصعود الی الجبل و الہبوط منہ و جہۃ الطرائق ظاہر کونہا اجزاء منہ و فی الروح ان الکلام علی تقدیر مضاف ان لم تقصد المبالغۃ لان الجبال لیس نفس الطرائق ای ذو جدد و الغرابیب ہو الذی البعد فی السواد و اغرب لیس بکثیر فی کلامہم اتباعہ للاسود و علی انہ صفۃ لہ او تاکید ۱۲

النحو قولہ لونہ خبر مقدم و وجد مبتدأ مؤخر و فی قولہ مختلف الوانہا مختلف صفۃ بیض و حمر و الوانہا فاعل لہ و لیس المبتدأ و مختلف خبرہ و وجوب مختلف ہ و قولہ غرابیب معطوف علی بیض و سود بدل من غرابیب لا صفۃ لان الاتصاف الامر فیہ بالعکس و اصل الکلام ان الغرابیب صفۃ لسود مقدر قبلہ و قولہ من الناس تنقدیر المبتدأ و منہم بعض مختلف الوانہ او تبا و یل من بالبعض و اعتبارہ مبتدأ ای و بعضہم مختلف الوانہ علی ما ذکروا فی قولہ تعالیٰ و من الناس من یقول آمنا باللہ قولہ کذلک فی محل النصب صفۃ لمصدر مختلف المقدر یختلف اختلافا کائنا کذلک ای کاختلاف الثمرات و الجبال ۱۲

البلاغۃ قولہ غرابیب سود لما کان اصل الکلام و سود غرابیب سود کما یظہر لک مما سبق مالجئ فی ہذہ الآیۃ یکون فی سود المذکور و الضمیر بعدہ الابہام و مزیدہ الاعتناء بوصف السواد حیث دل علیہ من طریق الاضمار و الاظہار و لعل النکتۃ فی ہذا الاعتناء کثرۃ ہذا اللون فی جبال الحجاز بالنسبۃ الی اخواتہا و کانہ لما اقتضی امر السواد بافادۃ انہ فی غایۃ الشدۃ لم یذکر بعدہ الاختلاف بالشدۃ و الضعف کذا فی الروح و فیہ ایضا ان ایراد الجملتین اسمیتین مع مشارکتہما لما قبلہما من الجملۃ الفعلیۃ فی الاستشہاد بہما

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ

جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو عطا فرمایا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی۔ تاکہ اُنکو

أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ

اُن کی اُجرتیں پوری دیں اور اُنکو اپنے فضل سے اور زیادہ دیں۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ اور یہ کتاب جو ہم نے آپکے پاس وحی کے طور پر بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے

إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ۖ وَمِنْهُم

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا خوب دیکھنے والا ہے پھر یہ کتاب ہم نے اُن لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جنکو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا پھر بعضے تو اُنمیں اپنی جانوں پر ظلم کرنیوالے ہیں اور بعضے اُن میں

مُّقْتَصِدٌ ۖ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا

متوسط درجہ کے ہیں اور بعضے اُن میں وہ ہیں جو خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں یہ بڑا فضل ہے وہ باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جس میں یہ لوگ داخل ہونگے اُنکو

مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝

سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاویں گے اور پوشاک اُن کی وہاں ریشم کی ہوگی

سابقہ اور بعضے اوقات ایک صنف میں بھی پس جو لوگ ان دلائل قدرت میں غور کرتے ہیں ان کو خدا تعالےٰ کی عظمت کا علم ہوتا ہے اور (خدا سے اُسکے وہ بندے ڈرتے ہیں جو (اُس کی اس عظمت کا) علم رکھتے ہیں (اگر علم عظمت کا اعتقادی ہو تو خشیت بھی اعتقادی ہے اور اگر علم عظمت کا حالی ہو تو خشیت بھی حالی ہے اور) واقعی اللہ تعالیٰ (سے ڈرنا فی نفسہ بھی ضرور ہے کیونکہ وہ) زبردست (ہے کہ سب کچھ کر سکتا ہے اور ایک غایت مقصود کی وجہ سے بھی ضرور ہے کیونکہ وہ ڈرنے والوں کے گناہوں کا) بڑا بخشنے والا ہے (پس خشیت مقتضائے عزت بھی ہے اور مقتضائے غفوریت بھی) ف انما یخشی اللہ الخ کی جو تقریر لکھی ہے اُس سے اس شبہہ کی گنجائش نہ رہی کہ بعض اہل علم کو خشیت سے خالی دیکھا جاتا ہے اور ان آیتوں کے ارتباط کی ایک تقریر اور بھی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ یہ بھی داخل مضمون تسلیہ ہے جو اس کے متصل آیات میں مذکور ہے پس حاصل یہ ہوگا کہ ہم نے جو مؤمن و کافر میں تفاوت اعمی و بصیر کا سا رکھا ہے سو کچھ ان کی تخصیص نہیں ہمنے اور مخلوقات میں بھی بمقتضائے حکمت امور کثیرہ میں اختلافات رکھے ہیں چنانچہ دیکھو ثمرات اور احجار اور حیوانات کے الوان ہی میں کیا تفاوت رکھا ہے پس اس صورت میں کافروں سے کیا توقع رکھی جاوے اور ان کے ایمان نہ لانے سے کیوں افسوس کیا جاوے آپکے انذار سے تو صرف اُنہیں لوگوں نے خشیت اور خشیت سے اطاعت پیدا ہو سکتی ہے جن کو مضمون انذار میں تدبر کر کے حق تعالیٰ کی عظمت کا علم حاصل ہوتا ہے جیسا اسی مضمون سے تسلیہ شروع بھی ہوا تھا انما تنذر الذین یخشون ربھم بالغیب الخ پس چونکہ مضمون مقصود یہی تھا اُسی پر ختم بھی کیا گیا اور پہلی تقریر لکھ چکنے کے بعد جب یہ تقریر خیال میں آئی تو اُس سے احسن معلوم ہوئی فاخترناھا شئت اور امور مختلفہ میں تخصیص لون کی شاید اس لیے ہو کہ اسمیں اختلاف اظہر ہے اور مقدمہ دلیل جسقدر اظہر ہو افید للمطلوب ہے ربط اوپر تین جگہ ایک تو ان وعد اللہ حق الی قولہ کبیر اور دوسرے کذلک الفشور الی قولہ بصیر۔ تیسرے وکانوا زرعا الی قولہ المصیر اجمالاً آخرت اور اُسکی مجازات و مکافات کا ذکر آچکا ہے اور مضمون بالا کے ختم پر عزیز غفور سے بھی جزا و سزا کی طرف اشارہ ہوا ہے آگے اُس کی تفصیل اور زیادت تصریح ہے۔

بیان مثوبات و عقوبات مع تفاضل اعمال و تفاوت عمال

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ۖ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ ۖ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝

النحو قولہ لیوفیھم متعلق محذوف پر دال علیہ لذکر من قولہ ان تبور۔ کما یتضح من ترجمتی قولہ انہ اور سرنا ثم محولۃ علی ظاھرہ۔ منہ۔ من التراخی الزمانی لان الایراث متاخر عن الایحاء المأکونہ بمنزلۃ فان معنیہ ایراث باعتبار مجموع المسلمین فظاھر ان قطع النظر عن قطعۃ وعدم قطعۃ لیس لھا مدخلیۃ واما یراد علی العرف باعتبار ذات قطعۃ لدی التأمل قولہ جنت ای ھی جنت والضمیر راجع الی الاجور۔ وانفصل قولہ لؤلؤا عطف علی محل من اساور۔

الروایات اخرج الترمذی وحسنہ مرفوعا فی ھذہ الآیۃ قولہ اور ثنا الی الخبیرات ھولاء کلھم بمنزلۃ واحدۃ یکلھم فی الجنۃ ۱۲ قولہ صلے اللہ علیہ وسلم کلھم فی الجنۃ عطف تفسیری ۱۲ ۲۲ ۱۲ ۱۲ ۱

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ الَّذِیْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا

اور کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اُتارا جہاں نہ ہم کو کوئی

فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰى عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا

تکلیف پہونچے گی اور نہ ہم کو کوئی تھکن پہونچے گی اور جو لوگ کافر ہیں اُن کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضا آوے گی کہ مر ہی جاویں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ہلکا کیا جاوے گا

كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ

ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ اُس میں چلاّ دینگے۔ کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نکال لیجیے ہم اچھے کام کرینگے برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے کیا ہم نے تمکو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جو سمجھنا

فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ۝

وہ سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہونچا تھا۔ سو مزہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ الَّذِیْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰى عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ۝

(مع العمل) کرتے رہتے ہیں اور (خصوصیت واہتمام کے ساتھ) نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو عطا فرمایا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور علانیہ (جس طرح بن پڑتا ہے) خرچ کرتے ہیں وہ (بوجہ وعدہ آئندہ کے) ایسی (دائم النفع) تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی (کیونکہ اس سودے کا خریدار کوئی مخلوقات میں سے نہیں ہے جو کبھی تو سودے کی قدر کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا بلکہ اس کا خریدار خود حق تعالےٰ ہوگا جو ضرور حسب وعدہ اپنی غرض سے نہیں بلکہ محض اُن کی نفع رسانی کے لیے اُس کی قدر کرے گا) تاکہ اُن کو اُن (کے اعمال) کی اُجرتیں (بھی) پوری (پوری) دیں (جس کا آگے بیان آوے گا جنت عدن الخ) اور (علاوہ اُجرت کے) اُن کو اپنے فضل سے اور زیادہ (بھی) دیں (اور اُس میں سے تضاعف حسنات بھی ہے کما قال تعالیٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا) بے شک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے (پس اُن کے اعمال میں جو کچھ کوتاہی رہ گئی تھی اُس کو بخش کر جس قدر تھوڑی بہت اُس میں خوبی رہ گئی تھی اُس کی ایسی قدر کی کہ اجرت کے علاوہ انعام بھی دیا) اور (قرآن مجید پر عمل کرنے کی برکت سے جو ان کو اجر وفضل ملا سو واقعی قرآن مجید ایسی ہی چیز ہے کیونکہ) یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے طور پر بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی (بایں معنی) تصدیق کرتی ہے (کہ اُن کو باصلہ منزل من اللہ بتلاتی ہے گو بعد میں محرف ہوگئی ہوں غرض یہ کتاب ہر طرح کامل ہے اور چونکہ) اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی (حالت کی) پوری خبر رکھنے والا (اور اُن کی مصلحتوں کو) خوب دیکھنے والا ہے (اس لیے اوقت ایسی ہی کتاب کامل کا نازل کرنا قرین حکمت بھی تھا اور کتاب کامل کا عامل مستحق بھی جزائے کامل ہی کا ہوگا جو کہ مجموعہ ہے اجر وفضل کا پس اس اجر وفضل کے افاضہ کے لیے یہ کتاب ہم نے اول آپ پر نازل کی اور) پھر یہ کتاب ہم نے اُن لوگوں کے ہاتھوں میں پہونچائی جنکو ہم نے اپنے (تمام دنیا جہان کے) بندوں میں سے (باعتبار ایمان کے) پسند فرمایا (مراد اس سے اہل اسلام ہیں جو اس حیثیت ایمان سے تمام دنیا کو میں مقبول عند اللہ ہیں گو اُن میں کوئی دوسری وجہ مثل سوء عمل کے موجب ملامت بھی ہو مطلب یہ کہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں وہ کتاب پہنچائی) پھر اُنمیں باوجود اشتراک فی الاصطفاء کے تین قسمیں ہیں کہ) بعضے تو اُن میں (کوئی گناہ کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کرنیوالے ہیں اور بعضے اُن میں (جو نہ گناہ کرتے ہیں

اللغات

النصب بالضم التعب اللغوب کلال وفتور وہو نتیجۃ النصب اشرت الیہ الفرق فی الترجمۃ قولہ یقضی ای یحکم بالموت لا الموت لیتم ترجمۃ قولہ فیموتوا الی تبادل واشرت الی ذلک ایضا فی الترجمۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ ان ربنا لغفور شکور الی فضلہ اعادۃ ذکر غفور شکور وذکر الفضل بعد قولہ غفور شکور وقولہ یزید ھم من فضلہ کالصریح فی ان قولہ جنت عدن ہی بیان للاجر والفضل لا للفضل الکبیر المراد بہ الاصطفاء ۱۲

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ

بیشک اللہ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا۔ بیشک وہی جاننے والا ہے دل کی باتوں کا۔ وہی ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں آباد کیا۔ سو جو شخص

كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ۝

کفر کرے گا اُس کے کفر کا وبال اُسی پر پڑے گا اور کافروں کے لیے اُن کا کفر اُن کے پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے اور کافروں کے لیے اُن کا کفر خسارہ ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے

قُلْ أَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ

آپ کہیے کہ تم اپنے قرار دادہ شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کو تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو یعنی مجھکو یہ بتلاؤ کہ اُنھوں نے زمین کا کونسا جزو بنایا ہے یا اُن کا آسمان میں کچھ ساجھا ہے

أَمْ ءَاتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ

یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اُس کی دلیل پر قائم ہوں

اور نہ طاعات میں ضروریات سے تجاوز کرتے ہیں) متوسط درجہ کے ہیں اور بعضے اُن میں جو خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں (کہ گناہوں سے بھی بچتے ہیں اور فرائض کے ساتھ غیر فرائض کی بھی ہمت کرتے ہیں غرض ہم نے تینوں قسم کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں وہ کتاب پہونچائی اور) یہ (یعنی ایسی کتاب کا مل کا پہونچا دینا خدا کا) بڑا فضل ہے (کیونکہ اُس پر عمل کرنے کی بدولت کیسے اجر فضل کے مستحق ہو گئے آگے اُس اجر فضل مذکور بالا کا بیان ہے کہ) وہ (اجر و فضل) باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جس میں یہ لوگ (مذکورین آیت ان الذین یتلون الخ) داخل ہونگے (اور) اُن کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاوینگے اور پوشاک اُن کی وہاں ریشم کی ہوگی اور (وہاں داخل ہوکر) کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے (ہمیشہ کیلیے رنج و) غم دور کیا بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اُتارا جہاں نہ ہم کو کوئی کلفت پہونچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہونچیگی (یہ تو عاملان کتاب اللہ و احکام کا حال ہوا) اور جو لوگ (برخلاف ان کے) کافر ہیں اُن کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضا آویگی کہ مرہی جاویں (اور مرکر چھوٹ جاویں) اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جاویگا ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں اور وہ لوگ اُس (دوزخ) میں (پڑے ہوئے) چلاویں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو (یہاں سے) نکال لیجیے ہم (اب خوب) اچھے (اچھے) کام کرینگے برخلاف اُن کاموں کے جو (پہلے) کیا کرتے تھے (ارشاد ہوگا کہ) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا اور (صرف عمر ہی دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ) تمہارے پاس (ہماری طرف سے) ڈرانیوالا (یعنی پیغمبر) بھی پہونچا تھا (خواہ بواسطہ یا بلا واسطہ مگر تم نے ایک نہ سُنی) سو (اب اُس نہ ماننے کا) مزہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا (یہاں) کوئی مددگار نہیں (ہم بوجہ ناراضی کے اور دوسرے بوجہ عدم قدرت کے خواہ اُس کے ساتھ عدم رضا ہو یا رضا ہو) ف اور نعمرکم ما یتذکر میں جو عمر مذکور ہے مراد اس سے عمر بلوغ ہی کہ بقدر ضرورت اُس میں کمال فہم حاصل ہو جاتا ہے اسی لیے اُس میں مکلف ہو جاتا ہے قتادہ رضہ سے درمنثور میں یہی تفسیر منقول ہے قال اعلموا ان طول العمر حجۃ نزلت وان فیہم لابن ثمان عشر سنۃ اور مراد اس سے بلوغ ہے جیسا امام صاحب نے اکثر بلوغ کی یہی مدت ٹھیرائی ہے اور بعض حدیثوں میں جو اسکی تفسیر میں ساٹھ برس آئے ہیں مراد اس سے تخصیص نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس سے اور زیادہ احتجاج ہوگا اور یتلون پر ترتب دخول جنت کا دال ہے اُسکے سبب پر اور اس سے موقوف علیہ ہونا لازم نہیں آتا اور اگر دخول اولی کا موقوف علیہ ٹھیرایا جاوے تو تلاوت سے مراد عمل ہے جو کہ مقصود بالتلاوۃ ہے کیونکہ بدون عمل کے تلاوت معتد بہ نہیں ربط اوپر اکثر آیات سورت میں توحید مذکور ہوئی ہے آگے پھر اثبات توحید و ابطال شرک کا مضمون ہے اور درمیان میں بطور تعریض کے کفر کی شناعت کو بھی

توحید مع تہدید

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ۝ قُلْ أَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ أَمْ ءَاتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ

النحو قولہ ارءیتم بدل اشتمال من ارایتم لانہ بمعنی اخبرونی ۱۲

البلاغۃ قولہ کابدیل فی الروح بیان وتقریر لقولہ سبحانہ فعلیہ کفرہ وزیادۃ تفصیلہ نزل منزلۃ المتائر لہ ولذلک لعطف عنہ والتکریر لزیادۃ التقریر والتنبیہ علی ان اقتضاء الکفر لکل واحد من الامرین لطفت والخار مستقل باقتضاء قبحہ ووجوب التجنب عنہ بمعنی انہ ولم یکن الکفر مستوجبا الشی سوی مقت اللہ لکفی ذلک فی قبحہ وکذا لو لم یستوجب شیئا سوی الخسار لکفی قولہ اما اتیناھم فیہ التفات ۱۲

بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَىِٕنْ

بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکہ کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں یقینی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ نہ دیں۔ اور اگر

زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝

وہ موجودہ حالت کو چھوڑ بھی دیں تو پھر خدا کے سوا اور کوئی اُن کو تھام بھی نہیں سکتا وہ حلیم غفور ہے

بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَىِٕنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝ بیشک اللہ (ہی) جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا بیشک وہی جاننے والا ہے دل کی باتوں کا (پس کمال علمی تو اُس کا ایسا ہے اور کمال عملی جو کہ قدرت اور نعمت دونوں پر دال ہے یہ ہے کہ) وہی ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں آباد کیا (اور ان دلائل و نعم کا مقتضا یہ تھا کہ استدلالاً و شکراً توحید و اطاعت اختیار کرتے مگر بعضے اس کے خلاف کفر و خلاف پر مصر ہیں) سو (کسی دوسرے کا کیا بگڑتا ہے بلکہ) جو شخص کفر کرے گا اُس کے کفر کا وبال اسی پر پڑے گا اور (اُس وبال کی تفصیل یہ ہے کہ) کافروں کے لیے اُن کا کفر اُن کے پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے (جو دنیا ہی میں متحقق ہو جاتی ہے) اور (نیز) کافروں کے لیے اُن کا کفر (آخرت میں) خسارہ ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے (کہ وہ حرمان ہے جنت سے اور کندہ بننا ہے جہنم کا اور یہ جو کفر و شرک پر مصر ہیں) آپ (ان سے ذرا یہ تو) کہیے کہ تم اپنے قرار دادہ شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کو تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو یعنی مجھ کو یہ بتلاؤ کہ اُنھوں نے زمین کا کونسا جزو بنایا ہے یا اُن کا آسمان (بنانے) میں کچھ ساجھا ہے (تاکہ دلیل عقلی سے اُن کا استحقاق عبادت ثابت ہو) یا ہم نے اُن (کافروں) کو کوئی کتاب دی ہے (جس میں صحت اعتقاد شریک لکھا ہو) کہ یہ اُس کی کسی دلیل پر قایم ہوں (اور اُس دلیل نقلی سے اپنے دعوے کو ثابت کر دیں اصل یہ ہے کہ نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی ہے) بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نری دھوکہ کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں (کہ ان کے بڑوں نے ان کو بے سند غلط بات بتلا دی کہ ھٰؤلاء شفعاء نا عند اللہ حالانکہ واقع میں وہ محض بے اختیار ہیں پس وہ مستحق عبادت بھی نہیں البتہ مختار مطلق حق تعالیٰ ہے تو وہی قابل عبادت بھی ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ کے مختار اور دوسروں کے غیر مختار ہونے کے دلائل میں سے نمونہ کے طور پر ایک مختصر سی بات بیان کرتے ہیں کہ دیکھو یہ تو) یقینی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین کو (اپنی قدرت سے) تھامے ہوئے ہے کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ نہ دیں اور اگر (بالفرض) وہ موجودہ حالت کو چھوڑ بھی دیں تو پھر خدا کے سوا اور کوئی اُن کو تھام بھی نہیں سکتا (جب اوروں سے عالم کی حفاظت بھی نہ ہو سکتی ہو تو احداث و ایجاد جواہر یا اعراض جس میں حوائج بھی داخل ہیں اُن سے کیا صادر ہو پھر استحقاق عبادت کیسا اور باوجود بطلان شرک کے شرک کرنا مقتضی تو اس کو تھا کہ ان کو ابھی سزا دیدی جاوے مگر چونکہ) وہ حلیم (ہے اس لیے مہلت دے رکھی ہے اور اگر اس مہلت میں یہ لوگ حق کی طرف آجاویں تو چونکہ وہ) غفور (بھی) ہے (اس لیے سب گذشتہ شرارتیں ان کی معاف کر دی جاویں) ف یمسك السمٰوٰت والارض سے سکون سموات یا سکون ارض پر استدلال کرنے کا جواب احقر کے ترجمہ سے نکل آیا یعنی زوال سے مراد انتقال ہے حالت موجودہ منتظمہ سے کہ وہی برہم زن نظام عالم ہے خواہ وہ حالت بالفعل حرکت کی ہو یا سکون اور حرکت خواہ ابنیہ ہو یا وضعیہ واللہ اعلم لربط اور بضمن بیان توحید و رسالت و بعث کے کفار کی تکذیب کا متعدد جگہ بیان ہوا ہے کقولہ تعالےٰ وان یکذبوك الخ وکقولہ تعالےٰ ان وعد اللہ حق فلا تغرنکم الخ وکقولہ تعالےٰ والذین یمکرون الخ وکقولہ تعالےٰ والذین تدعون من دونہ الخ وکقولہ تعالےٰ فمن کفر الخ وکقولہ تعالےٰ ان یدعو الظالمون الخ آگے اس انکار و تکذیب پر تشنیع اور اس پر تفریع فرما کر سورت ختم کرتے ہیں

ف قولہ یمسك بمعنی یمنع فلان نزولا منصوب علی الخذف والایصال لانہ یتعدی بمن ای یمنعہما من ان تزولا اھ ترجمہ باکمل ۱۲

ملحقات الترجمہ

ل قولہ فی من بعدہ سواکذا فی الخازن ۱۲

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ

اور ان کفار نے بڑی زور دار قسم کھائی تھی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آوے تو وہ ہر ہر امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں پھر جب اُن کے پاس ایک پیغمبر آ پہنچے تو بس

اِلَّا نُفُوْرًا ۙ اِسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ

ان کی نفرت ہی کو ترقی ہوئی دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے اور ان کی بُری تدبیروں کو اور بُری تدبیروں کا وبال اُن تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کیساتھ ہوتا رہا ہے

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

سو آپ خدا کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پاویں گے اور آپ خدا کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پاویں گے۔ اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ

اُن کا انجام کیا ہوا حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے اور خدا ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اُس کو ہرا دے نہ آسمان میں اور نہ زمین میں وہ

كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰي ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ

بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر اُن کے اعمال کے سبب دار و گیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک متنفس کو نہ چھوڑتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین تک مہلت

مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝

دے رہا ہے۔ سو جب ان کی وہ میعاد آ پہنچے گی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا

تشنیع وتقریع بر کفر

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۙ اِسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰي ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ اور ان کفار (قریش) نے (قبل بعثت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) بڑی زوردار قسم کھائی تھی کہ اگر ان کے (یعنی ہمارے) پاس کوئی ڈرانے والا (یعنی پیغمبر) آوے تو وہ (یعنی ہم) ہر ہر امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں (یعنی یہود و نصاریٰ وغیرہم کی طرح ہم تکذیب نہ کریں سو پہلے سے تو یہ قسمیں کھایا کرتے تھے) پھر جب اُن کے پاس ایک پیغمبر (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) آ پہنچے تو بس ان کی نفرت ہی کو ترقی ہوئی دُنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے اور (صرف نفرت ہی پر اکتفا نہیں ہوا بلکہ) ان کی بُری تدبیروں کو (بھی ترقی ہوئی یعنی تکبّر کی وجہ سے آپ کے اتباع سے عار تو ہوئی ہی تھی گریہ بھی نہ کیا کہ نہ اتباع ہوتا اور نہ ہر ایذا ہوتے بلکہ آپ کی ایذا رسانی کی فکریں لگ گئے چنانچہ ہر وقت اُن کا اسی میں لگا رہنا معلوم و مشہور ہے) اور (یہ جو کچھ ہمارے رسول کے ضرر کے لیے بُری بُری تدبیریں کر رہے ہیں خود اپنا ہی ضرر کر رہے ہیں کیونکہ) بُری تدبیروں کا وبال (عقیبی) اُن تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے (گو ظاہر میں کبھی اُس شخص کو بھی

النحو قولہ مکر السیئ عطف علی نفوا وانظر ہ تر جیحتی قولہ فاذا جاءہ یقدر جزاءہ ای بجاذبی کلا منہما ہ البلاغۃ قولہ لئن جاءھم حکایۃ علی المعنی لانہم قالوا جاءنا وکذا لیکونن قولہ احدی ای امۃ واحدۃ وانما علامتہ وان کانت نکرۃ فی الاثبات لاقتضاء المقام العموم قولہ فھل ینظرون ہو مجاز مرسل لکونہ مستقبل لمنزل ما ینتظر ویتوقع والاقامی توقع کان لہم قولہ فلن تجد الفاء لتعلیل ما یفیدہ الحکم بانتظامہم الخ قولہ من یعجزہ نفی وجدان التبدیل والتحویل حیاتہ عن نفی وجودہا بالطریق البرہانی وتخصیص کل منہما بنفی متعلق

تاکید انتفاء رہا ۱۲

الروایات

فی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم عن ابی ہلال الدیلمی ان قریشا کانت تقول لو ان اللہ بعث فینا نبیا لکنا اہدی من الامم فانزل اللہ الخ

اجمع المفسرون علی ان ہذا الجمع لم یقع فیہ ما ذکر اللہ ولا شک ان ہذا کان یحدث انفسہم ویقولونہ فانزل اللہ ہذا الجمع ولو واخذ اللہ الناس بما کسبوا الخ

اور ہی قسم کھائی تھی اللہ جل جلالہ نے تم لوگ جب ہم تمہارے پاس نذیر کیونکر نہ ہوں ہم سے ہر امت سے زیادہ ہدایت کو قبول کرنے والے ہوں گے اور ہم ضرور اس سے فائدہ اٹھائیں گے

سورۃ یٰسٓ مکیۃ وھی ثلث وثمانون اٰیۃ وخمس رکوعات

کچھ ضرر پہونچ جاوے جس کو ضرر پہونچانا چاہا ہے لیکن وہ ضرر دنیوی ہے بخلاف ظالم ضرر رساں کے کہ اُس پر اُخروی ضرور وبال پڑے گا اور دنیوی ضرر اخروی ضرر کے سامنے لاشی ہے پس اس ضرر حقیقی کے اعتبار سے حصر بالکل واقعی ہے) سو (یہ جو مضادۃ ومضارۃ پر مصر ہیں تو) کیا یہ (اپنے ساتھ بھی حق تعالےٰ کے) اُسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے (کافر) لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے (یعنی سزا وہلاک) سو (واقعی ان کے لیے بھی یہی ہونا ہے کیونکہ) آپ خدا کے (اس) دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پاویں گے (کہ ان پر بجائے عذاب کے عنایت ہونے لگے) اور (اسی طرح) آپ خدا کے (اس) دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پاویں گے (کہ ان کی جگہ دوسروں کو جو ایسے نہ ہوں عذاب ہونے لگے مطلب یہ کہ حق تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ کافروں کو عذاب ہوگا خواہ دنیا میں بھی خواہ صرف آخرت میں اور حق تعالےٰ کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے پس نہ یہ احتمال ہے کہ ان کو عذاب نہ ہو نہ یہ احتمال ہے کہ دوسروں کو ہونے لگے مقصود اس تکریر سے تاکید ہے وقوع عذاب کی) اور (یہ جو سمجھتے ہیں کہ کفر موجب تعذیب نہیں ہے تو ان کی بڑی غلطی ہے) کیا یہ لوگ زمین میں (مثلاً سفر شام ومساکن ثمود مین ومساکن سبا وغیرہ میں) چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو (منکر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا (آخری) انجام (اسی تکذیب کے سبب) کیا ہوا (کہ معذب ہوئے حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے اور (کسی میں خواہ کیسی ہی قوت ہو لیکن) خدا ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز (قوت والی) اُس کو ہرا دے نہ آسمان میں اور نہ زمین میں (کیونکہ) وہ بڑے علم والا (اور) بڑی قدرت والا ہے (پس علم سے اپنے ہر ارادہ کے نافذ کرنے کا طریقہ جانتا ہے اور قدرت سے اُس کو نافذ کر سکتا ہے اور دوسرا کوئی ایسا ہے نہیں پھر اُس کو کون چیز ہرا سکتی ہے) اور (اگر یہ اس دھوکہ میں ہوں کہ اگر ہم کو عذاب ہونا ہوتا تو ہو چکتا اور اس سے عدم قبح کفر ونفی عذاب پر استدلال کریں تو یہ بھی ان کی غلطی ہے کیونکہ بمقتضائے حکمت ان کے لیے مواخذہ عاجلہ تجویز نہیں کیا گیا ورنہ) اگر اللہ تعالےٰ (ان) لوگوں پر اُن کے اعمال (کفریہ) کے سبب (فوراً) داروگیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک متنفس کو نہ چھوڑتا (کیونکہ کفار تو کفر سے ہلاک ہو جاتے اور اہل ایمان بوجہ قلت کے دنیا میں نہ رکھے جاتے کیونکہ نظام عالم بمقتضائے حکمت مجموعہ کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ ضرور نہیں کہ وہ اُسی عذاب سے ہلاک ہوتے اور دوسری مخلوقات اس لیے کہ غایت اُن کی تخلیق کی انتفاع بنی آدم ہے جب یہ نہ ہوتے وہ بھی نہ رہتے) لیکن اللہ تعالےٰ ان کو ایک میعاد معین (یعنی قیامت) تک مہلت دے رہا ہے سو جب ان کی وہ میعاد آ پہونچے گی (اُس وقت) اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لیگا (یعنی اُن میں جو کفار ہوں گے اُن کو سزا دے لے گا) ف لن تجد لسنۃ اللہ الخ کی تفسیر مذکور پر اہل طبعیات کے انکار خوارق پر استدلال کی گنجایش نہ رہی اور سورۂ نحل کے رکوع ہشتم کے شروع میں بھی لو یواخذ اللہ الناس الخ کی تفسیر اس سے واضح ہوئی ہے دیکھ لیا جاوے وقد تم بحمد اللہ وعونہ تفسیر سورۃ فاطر یوم الخمیس للسادس والعشرین من صفر سنہ ۱۳۴۵ من الہجرۃ وفی ذاک الیوم ابتدأتُ فی تفسیر سورۂ یٰسٓ واللہ الموفق

سورۃ یٰسٓ مکیۃ وایھا ثلث وثمانون کذا فی البیضاوی **ربط** خلاصہ اس سورت کا تین مضمون ہیں ایک اثبات رسالت جس سے سورت شروع ہوئی ہے اور خاتمہ سورت سابقہ میں اسی رسالت سے کفار کا انکار واستکبار مذکور تھا جس سے اُسکے خاتمہ اور اس کے فاتحہ میں بھی ارتباط ظاہر ہو گیا اور آیت انا جعلنا الخ میں اسی کے تعلق سے تسلیہ ارشاد ہے اور اسی مسئلہ کی تائید کے لیے دوسرے رکوع میں اصحاب القریہ کا قصہ مذکور فرمایا اور وما علمناہ الشعر الخ میں پھر اسی کا ذکر ہے دوسرا اثبات حشر اول انا نحن نحی الخ میں اجمالاً مذکور ہوا اور پھر رکوع سوم کے اخیر ویقولون سے رکوع چہارم کے قریب ختم تک بھی چلا گیا ہے اور پھر سورت کے ختم پر اسی کی طرف عود ہے تیسرا اثبات توحید جو تیسرے رکوع کے شروع سے اُس کے قریب ختم تک ہے اور آیت آیت کر کے اُس کے دلائل ارشاد فرمائے ہیں اور اُس کے ساتھ آیت واذا قیل لھم اتقوا الخ اور آیت واذا قیل لھم انفقوا الخ میں کفار کا دلائل توحید سے متاثر نہ ہونا نہ ترہیباً نہ ترغیباً مذکور ہے اور پھر پانچویں رکوع کی آیت اولم یروا الخ میں اُسی کی طرف رجوع ہے اور درمیان کی بعض آیات میں کفار کو اُن کے کفر پر عذاب کی تہدید فرمائی گئی ہے کقولہ تعالےٰ اولم یروا کم اھلکنا وکقولہ تعالےٰ ولو نشاء لطمسنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

یٰس۔ قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بے شک آپ بھیجے ہوئے پیغمبروں کے ہیں سیدھے رستے پر ہیں یہ قرآن خدائے زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو

مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى

ڈراویں جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے تھے۔ سو اسی سے یہ پیغمبر ہیں اُن میں سے اکثر لوگوں پر بات ثابت ہو چکی ہے سو یہ لوگ ایمان نہ لاویں گے ہمنے ان کی گردنوں میں طوق ڈالدیئے ہیں پھر وہ

الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَسَوَآءٌ

ٹھوڑیوں تک ہیں جس سے ان کے سر اوپر کو اُٹھ گئے اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی جس سے ہم نے اُن کو گھیر دیا سو وہ نہیں دیکھ سکتے اور اُن کے حق میں

عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ

آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں یہ ایمان نہیں لاویں گے۔ بس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور خدا سے بے دیکھے ڈرے۔ سو آپ اُس کو

بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۗ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝

مغفرت اور عمدہ عوض کی خوشخبری سنا دیجیو۔ بیشک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جنکو لوگ آگے بھیجتے جاتے ہیں اور اُنکے وہ اعمال بھی جنکو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہمنے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط

ع ۱۲ ۱۸ وقف غفران

اثبات رسالت مع تسلیہ بتفاوت استعداد عمال و ترتب جزا بر و در حشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۗ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ (قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بیشک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں (اور) سیدھے رستہ پر ہیں (کہ اُس میں جو آپ کی پیروی کرے خدا تک پہونچ جاوے نہ کہ جیسا کفار رکھتے ہیں لست مرسلا اور کہتے تھے بل انتم جس کے لیے ضلال لازم ہے اور تعمیم ہدایت کے ساتھ آپ کے اثبات رسالت کے لیے بھی جس کا اوپر دعویٰ ہوا ہے) یہ قرآن خدائے زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے (اور آپ پیغمبر اس لیے بنائے گئے ہیں) تاکہ آپ (اولاً) ایسے لوگوں کو (عذاب خداوندی سے) ڈراویں جن کے باپ دادے (قریب کے کسی رسول کے ذریعہ سے) نہیں ڈرائے گئے تھے سو اسی سے یہ پیغمبر ہیں (کیونکہ گو عرب میں بعض مضامین شرائع رسل سابقہ کے منقول بھی تھے کما قال تعالٰے امر جاءھم مالم یات اٰباءھم الاولین مگر پھر بھی نبی کے آنے سے جس قدر تنبہ ہوتا ہے محض اُسکے بعض احکام و اخبار کے منقول ہونے سے جبکہ وہ ناتمام اور متغیر بھی ہو گئے ہوں ویسا تنبہ نہیں ہوتا اور اولاً ڈرانا آپ کا قریش کو تھا اور پھر عام لوگوں کو بھی آپنے دعوت فرمائی

النحو قولہ علی صراط خبر بعد خبر قولہ تنزیل مفعول مطلق لفعل مقدر ای نزل تنزیل یعنی نزل العزیز الرحیم تنزیلا قولہ لتنذر متعلق بقولہ لمن المرسلین ۱۲

البلاغۃ قولہ تنزیل العزیز الرحیم اشار بہما الی صفات القہر للکافرین واللطف للمؤمنین فتضمن الوعید والوعد قولہ اناجعلنا الکلام علی التمثیل وقولہ وجعلنا تمثیل آخر کما فی الجلالین و لعل الاول لمن بعد جداد للشانی لمن دونہ ولم یورد کلتہ او قصد الی تمثیل المجموع بالمجموع لا تشبیہ البعض بالبعض صرح بہ کما فی البقرۃ وان کان المراد ہو ذلک قولہ من بین ایدیہم ومن خلفہم

یرادبہا الجوانب کلہا قولہ فاغشینا ہو مضاہ علی حذف المضاف ای فاغشینا ابصارہم کما قال تعالٰی وعلی ابصارہم غشاوۃ ۱۲ فائدہ مغفرت بقولہ اٰثارہم لما یعارض ما فی سنن الترمذی من نزول ما فی بنی سلمۃ البیتا ورمنہ تفسیر الاٰثار باٰثار الاقدام لان الحدیث یحمل جریہ علی ظن الراوی نزولہا فی الواقعۃ المذکورۃ واستبعدہ ابن کثیر لکون السورۃ کلہا مکیۃ ویمکن ان یکون تلاوتہ علیہ السلام لہا علیہم تستد لالا بدلالۃ النص بان الاٰثار بعد الموت اذا کانت محمودۃ تکشف باذا حوال المکتسبۃ بالاحری ان تکون کذلک ویؤیدہ ما اخرجہ ابن ابی حاتم عن جریر عن منصور عن مجاہد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن سنۃ حسنۃ فعمل بہا بعدہ من غیر ان ینقص من اجورہم شیء ومن سن سنۃ سیئۃ فعمل بہا بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارہم شیء وتلا ہذہ الآیۃ ونکتب ما قدموا الآیۃ وکتب ما قدموا من خیر او شر

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا

اور آپ ان لوگوں کے سامنے ایک قصہ یعنی ایک بستی والوں کا قصہ اُس وقت کا بیان کیجیے جبکہ اُس بستی میں کئی رسول آئے یعنی جبکہ ہم نے اُنکے پاس دو کو بھیجا سو اُن لوگوں نے اُن دونوں کو جھوٹا بتلایا پھر تیسرے سے

اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝

کہ ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں اُن لوگوں نے کہا کہ تم تو ہماری طرح معمولی آدمی ہو اور خدائے رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم نرا جھوٹ بولتے ہو

کیونکہ بعثت آپ کی عام ہے اور باوجود آپ کی صحت رسالت وصدق قرآن کے یہ لوگ جو نہیں مانتے آپ اس کا غم نہ کیجیے کیونکہ) ان میں سے اکثر لوگوں پر (تقدیری) بات ثابت ہو چکی ہے (وہ بات یہ ہے لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین) سو یہ لوگ (ہرگز) ایمان نہ لاوینگے (البتہ) بعض کی قسمت میں ایمان بھی تھا وہ ایمان لے بھی آئے اور ان کی مثال بُعد عن الایمان میں ایسی ہو گئی کہ گویا) ہم نے ان کی گردنوں میں (بھاری بھاری) اطوق ڈالدئے ہیں پھر وہ ٹھوڑیوں تک (اُڑ گئے) ہیں جس سے ان کے سر اوپر کو اُبل گئے (یعنی اُٹھے رہ گئے نیچے کو نہیں ہو سکتے خواہ اسوجہ سے کہ طوق ہیں جو مرتع تحت فی ذقن ہنر کا ہو وہاں کوئی منع وغیرہ ایسی ہو جو ذقن میں جا کر اڑ جائے اور یا طوق چوڑا چکلا ایسا ہو کہ اُس کی لگر ذقن میں نہ جاوے بہرحال دونوں طور پر وہ راہ دیکھنے سے محروم رہے) اور (نیز ان کی مثال بُعد عن الایمان میں ایسی ہو گئی کہ گویا) ہم نے ایک آڑ انکے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی جس سے ہم نے (ہر طرف سے) اُن کو (پردہ میں) گھیر دیا وہ (اس حاطہ حجابات کی وجہ سے کسی چیز کو) نہیں دیکھ سکتے اور (دونوں تمثیلوں سے حاصل یہ ہوا کہ) اُن کے حق میں آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں یہ (کسی حالت میں بھی) ایمان نہیں لاوینگے (پس یاس سے راحت حاصل کر لیجیے) بس آپ تو (ایسا ڈرانا جس پر نفع مرتب ہو) صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور خدا سے بے دیکھے ڈرے (کہ ڈر ہی سے طلب حق ہوتی ہے اور طلب سے وصول ورنہ ڈرتے ہی نہیں) سو (جو ایسا شخص ہو) آپ اُس کو (گناہوں کی) مغفرت اور (اطاعت پر) عمدہ عوض کی خوشخبری سُنا دیجیے (اور اسی سے اسپر بھی دلالت ہو گئی کہ جو ضلالت اور اعراض کا مرتکب ہو وہ مغفرت اور اجر سے محروم اور مستحق عذاب ہے) اور گو دنیا میں اس جرم و سزا کا ظہور لازم نہیں لیکن) بیشک ہم (ایک روز) مُردوں کو زندہ کرینگے (اُسوقت اس سب کا ظہور ہو جاویگا) اور (جن اعمال پر جزاء و سزا ہوگی ہم (اُن اعمال کو برابر) لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے جاتے ہیں اور اُن کے وہ اعمال بھی جنکو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں (ما قدموا سے مراد وہ کام ہیں جو ہاتھ سے کیا اور آثارھم سے مراد وہ اثر جو اُس کام کے سبب سے ہوا اور بعد مرگ بھی باقی رہا مثلاً کسی نے کوئی نیک کام کیا اور وہ سبب ہو گیا دوسروں کی بھی ہدایت کا یا کسی نے کوئی بُرا کام کیا اور وہ سبب ہو گیا دوسرے کی بھی ضلالت کا غرض یہ سب لکھے جا رہے ہیں اور وہاں ان سب پر جزا و سزا مرتب ہو جاویگی) اور (ہمارا علم تو ایسا وسیع ہے کہ ہم اُس کتابت کے بھی محتاج نہیں جو بعد الوقوع ہوئی ہے کیونکہ) ہم نے (تو ہر چیز کو (جو کچھ قیامت تک ہوگا وقوع سے پہلے ہی) ایک واضح کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں ضبط کر دیا تھا (محض بعض حکمتوں سے کتابت ہوتی ہے پس جب قبل وقوع ہم کو سب چیزوں کا علم ہے تو بعد وقوع تو کیوں نہ ہو تا پس کسی عمل سے کرنے کی یا پوشیدہ رکھنے کی گنجائش نہیں ضرور سزا ہوگی اور لوح محفوظ کو واضح باعتبار تفصیل اشیاء کے کہا گیا) ف قرآن کی قسم اگر باعتبار کلام نفسی کے ہو تب تو غیر مخلوق کی قسم ہے اور اگر کلام لفظی کے ہے تو توجیہ قسم بالمخلوق کی سورۂ حجر کے رکوع پنجم لعمرک کے ذیل میں گذر چکی ہے۔ ربط اوپر مسئلہ رسالت مع تسلیہ کے مذکور تھا آگے رسالت کی تائید اور مکذبین کی تہدید کے لیے ایک قصہ مذکور ہے جو مکذبین رسالت کی تشنیع و تقریع پر ختم کیا گیا ہے جس سے مضمون ترتب سزا کی بھی تائید ہو گئی جو اوپر مذکور تھا اور اس قصہ میں اصحاب القریہ کے بت پرست ہونے سے اور اُن پر عذاب نازل ہونے سے وجوب توحید بھی مستفاد ہوتا ہے جو کہ مقاصد سورت میں سے ہے۔

قصہ اصحاب القریہ و خامت مکذبین رسالت

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝

اللغات قولہ عززنا تو نباد شدونا ۱۲

النحو قولہ اصحاب القریۃ بدل تبدیر البعض ای مثل اصحاب القریۃ و فی ھذا البدل من التغیر بعد الابھام مالا یخفی قولہ اذ جاءھا ظرف لمقدر ای القصۃ او الواقعۃ وقت المجی قولہ اذ ارسلنا بدل من اذ قبلہ ۱۲

البلاغات قولہ اذ جاءھا لم یقل ما جاءھم اشارۃ الی ان المرسلین لو جاءھم فی مقر ھم قولہ اذ ارسلنا الیھم لم یقل ارسلنا الیھم ایضا اشارۃ الی ان ارسال حقیقۃ انما یکون الی المرسل الیھم بلا واسطۃ بخلاف المجی فانہ یصح ان یکون بواسطۃ ایضا فتنبہ قولہ فعززنا فقلنا فعززنا بالتشدید ای قوینا بالتخفیف ای غلبنا قولہ المرسلون قولہ انا الیکم مرسلون قولہ بما تعلمون الدال فی القولین الاولی لان تکذیب الاثنین تکذیب الثالث فلا فائدۃ فی الاعادۃ فافھم

ملحقات السرخمیۃ

۱ قولہ فی کل شیء فی قیمت یعنی دلیلا عرفی حاضیۃ قولہ تعالیٰ مافرطنا فی الکتب من شیء فافھم ۱۲

۲ قولہ فی التھدید تائید انہ تھدید بدلیل علی اللہ ھذا المعنی قولہ تعالیٰ واضرب لھم الخ الاول علی کون القصد واسماعھم ۱۲

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ

ان رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار علیم ہے کہ بیشک ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں۔ ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر پہونچا دینا ہے۔ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کر دینگے

لَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ

تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہونچیگی۔ ان رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے کیا اسکو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کیجائے بلکہ تم حد سے نکلجانیوالے لوگ ہو اور ایک شخص اس شہر کے کسی دور مقام سے

رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ

دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہ راست پر بھی ہیں اور میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں اسکی عبادت نہ کروں جسنے مجکو پیدا کیا

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۚ

اور تم سب کو اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے کیا میں خدا کو چھوڑ کر اور ایسے ایسے معبود قرار دے لوں کہ اگر خدائے رحمٰن مجکو کچھ تکلیف پہونچانا چاہے تو نہ ان معبودوں کی سفارش میرے کچھ کام آوے اور نہ وہ مجکو چھڑا سکیں

اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ

اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑا۔ میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا سو تم میری بات سن لو۔ ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو کہنے لگا کہ کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے مجکو بخشدیا

وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً

اور مجکو عزت داروں میں شامل کر دیا اور ہم نے اُس کی قوم پر اُس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے نہیں اُتارا اور نہ ہم کو اُتارنے کی ضرورت تھی وہ سزا بس ایک آواز

وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۝ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا

سخت تھی اور وہ سب اُسی دم بجھ کر رہ گئے افسوس بندوں کے حال پر۔ کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جسکی مخول نہ اڑائی ہو۔ کیا ان لوگوں نے اپنی نظر نہیں کی کہ ہم

قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝

ان سے پہلے بہت سی اُمتیں فارت کر چکے کہ وہ انکی طرف لوٹ کر نہیں آتے۔ اور ان سب میں کوئی ایسا نہیں جو مجموعی طور پر ہمارے روبرو حاضر نہ کیا جاوے

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ
مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ
يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَ
اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۝
اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝
بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝
اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۝ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَلَمْ
يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝

اللغات قولہ اقصے یعنی ابعد قولہ بما غفر الباء صلۃ للعلم کما فی قولہ بکل شئ سلیم قولہ جمیع بمعنی مجموع ولیس ہو للتاکید ۱۲

النحو قولہ ان ذکر تم جواب مقدر دینو تطیر تم قولہ ان کانت ای الاخذۃ والعقوبۃ قولہ اغمد بدل من کم اہلکنا علی المعنی بدل اشتمال قولہ ان کل لما ان نافیۃ ولما بمعنی الا وفی الروح وجہہا بہذا المعنی ثابت فی لسان العرب بنقل اللغات فلا یلتفت الی زعم الکسائی انہ لا یعرف ذلک ۱۲

وفی قراءۃ لما بالتخفیف علی ان ان مخففۃ من الثقیلۃ واللام فارقۃ ولما زائدۃ للتاکید والمعنی ان الشان کل ہم جمیع لدینا محضرون ۱۲ **البلاغۃ** قولہ وما لی تلطف فی ارشاد قومہ ما یرادہ فی معرض النصیحۃ لنفسہ والمراد تقریعہم علی ترک عبادۃ خالقہم کما مر فی حکایۃ قولہ تعالی والیہ ترجعون مبالغۃ فی تہدیدہم ثم نفیہم عن رجوع لہ شدید التعذیب اجتہد وصرح بہ وقال وما لی لا اعبد الذی فطرنی تہدید بطریق التعریض قولہ الی امنت لم یرد احداث الایمان بل الصدوع بالحق اظہارا للتصلب فی الدین قولہ خامدون شبہوا بالنار علی سبیل الاستعارۃ لانطفاء الحرارۃ الغریزیۃ بالموت ۱۲

اور آپ ان (کفار) کے سامنے (اس غرض سے کہ رسالت کی تائید اور اُن کو انکار توحید و رسالت پر تہدید ہو) ایک قصہ یعنی ایک بستی والوں کا قصہ کسوقت کا بیان کیجیے جب کہ اُس بستی میں کئی رسول آئے یعنی جب کہ ہم نے اُن کے پاس (اول) دو کو بھیجا سو اُن لوگوں نے اول دونوں کو جھوٹا بتلایا پھر تیسرے (رسول) سے (اُن دونوں کی) تائید کی (یعنی تائید کے لیے پھر تیسرے کو وہاں جانے کا حکم دیا) سو اُن تینوں نے (اُن بستی والوں سے) کہا کہ ہم تمہارے پاس (خدا کی طرف سے) بھیجے گئے ہیں (تاکہ تم کو ہدایت کریں کہ توحید اختیار کرو اور بُت پرستی چھوڑو کیونکہ وہ لوگ بُت پرست تھے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ وما لی لا اعبد الذی فطرنی وقولہ اتخذ من دونہ الٰھۃ الخ) اُن لوگوں نے (یعنی بستی والوں نے) کہا کہ تم تو ہماری طرح (محض) معمولی آدمی ہو (تم کو رسول ہونے کا امتیاز حاصل نہیں) اور (تمہاری کیا تخصیص ہے مسئلہ رسالت ہی خود بے اصل ہے اور) خدائے رحمٰن نے (تو) کوئی چیز (کتاب واحکام کے قبیل سے کبھی) نازل (ہی) نہیں کی تم نرا جھوٹ بولتے ہو اُن رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار علیم ہے کہ بیشک ہم تمہارے پاس (بطور رسول کے) بھیجے گئے ہیں اور (اس قسم سے یہ مقصود نہیں کہ اسی سے اثبات رسالت کرتے ہیں بلکہ بعد اقامت دلائل بھی جب اُنھوں نے نہ مانا تب آخری جواب کے طور پر مجبور ہو کر قسم کھائی جیسا آگے خود اُن کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ) ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر (حکم کا) پہونچا دینا تھا (چونکہ وضوح موقوف ہے اثبات بالدلیل پر اس سے معلوم ہوا کہ اول دلائل قائم کر چکے تھے آخر میں یہ فرمایا غرض یہ کہ ہم اپنا کام کر چکے تم نہ مانو تو ہم مجبور ہیں) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں (یہ یا تو اس لیے کہا کہ اُن پر قحط پڑا تھا کما فی المعالم اور یا اس لیے کہا کہ جب کوئی نئی بات سنی جاتی ہے گو لوگ اُس کو قبول نہ کریں مگر اُس کا چرچا ضرور ہوتا ہے اور اکثر عام لوگوں میں اُس کی وجہ سے گفتگو اور اُس گفتگو میں اختلاف اور کبھی نزاع و نا اتفاقی کی نوبت پہونچ جاتی ہے پس مطلب یہ ہوگا کہ تمام لوگوں میں ایک فتنہ ڈال دیا جس سے مضرتیں پہونچ رہی ہیں یہ نحوست ہے اور اس نحوست کے سبب تم ہو) اگر تم (اس دعوت اور دعوے سے) باز نہ آئے تو (یاد رکھو) ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کر دیں گے اور (سنگساری سے پہلے بھی) تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہونچے گی (یعنی اور طرح طرح سے ستاویں گے نہیں مانو گے تو خبر میں سنگسار کر دیں گے) اُن رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے (یعنی جس کو تم مضرت کہتے ہو اُس کا سبب تو حق کا قبول نہ کرنا ہے اگر حق قبول کرنے پر متفق ہو جاتے نہ افتتان و افتراق ہوتا نہ عقوبت قحط میں مبتلا ہوتے رہا پہلا اتفاق تو ایسا اتفاق جو باطل پر ہو خود مطلوب نہیں بلکہ واجب الازالہ ہے اسیطرح قحط نہ ہونا وہ استدراج تھا یا بوجہ عدم بلوغ حق کے تھا اور استدراج یا عدم بلوغ حق خود تمہاری سعادت کے خلاف تھا پس تم پر جو تکمیل سعادت کے مخالف ہونے سے حوادث کا ہجوم ہوا اس کا سبب وہی مخالفت ہے جو تمہارا فعل ہے پس ہر حال میں اس نحوست کا موجب تمہارا فعل ہوا) کیا اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی جاوے (جو اساس سعادت ہے تو واقع میں یہ نحوست نہیں) بلکہ تم (خود) حد (عقل و شرع) سے نکلنے والے لوگ ہو (پس مخالفت شرع سے تمہیں یہ نحوست آئی اور مخالفت عقل سے تم نے اس کا سبب غلط سمجھا) اور (اس گفتگو کی خبر جو شائع ہوئی تو) ایک شخص (جو مسلمان تھا) اُس شہر کے کسی دور مقام سے (جو یہاں سے دُور تھا یہ خبر سنکر اپنی قوم کی خیر خواہی کی غرض سے یا اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ لوگ ان رسولوں کو قتل نہ کر دیں جیسا الذین جمعوکم سے دھمکایا تھا اُنکی طرفداری کی غرض سے یا دونوں غرض سے) دوڑتا ہوا (یہاں) آیا (اور اُن لوگوں سے) کہنے لگا کہ اے میری قوم (ان رسولوں کی راہ پر چلو (ضرور) ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہ راست پر بھی ہیں (یعنی خود غرضی جو مانع اتباع ہے وہ مرتفع اور اہتداء جو مقتضی اتباع ہے وہ موجود پھر اتباع کیوں نہ کیا جاوے) اور میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں اُس (معبود) کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا (جو کہ منجملہ دلائل استحقاق عبادت کے ہے) اور (اپنے اوپر رکھ کر اس لیے کہا کہ مخاطب کو اشتعال نہ ہو جو کہ مانع تدبر ہو جاتا ہے اور اصل مطلب یہی ہے کہ تم کو کونسا عذر ہے جیسا آگے اس کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ) تم سب کو اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے (پس ایسی حالت میں اتباع حق نہایت ضرور ہے یہانتک تو معبود حق کے استحقاق عبادت کا بیان کیا آگے معبودات باطلہ کے عدم استحقاق عبادت کا مضمون ہے یعنی) کیا میں خدا کو چھوڑ کر اور ایسے ایسے معبود قرار دے لوں (جن کی کیفیت عجز کی یہ ہے) کہ اگر خدائے رحمٰن مجھکو کچھ تکلیف پہونچانا چاہے تو نہ اُن معبودوں کی سفارش میرے کچھ کام آوے اور نہ وہ مجھ کو (خود اپنی قدرت سے اُس تکلیف سے چھڑا سکیں (یعنی نہ وہ قادر

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی تطییر یا نبی بات والقرینۃ علی کون مناط التطییر بہم مقالتہم قولہ تعالیٰ لئن لم تنتھوا ۱۲

نہ واسطہ لے القادر کیونکہ اول تو جمادات میں شفاعت کی اہلیت ہی نہیں دوسرے شفاعت بلا اذن متحقق نہیں اور) اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑا (یہ بھی اپنے اوپر رکھ کر اُن لوگوں کو سنانا ہے) میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا سو تم (بھی) میری بات سُن لو (اور ایسا ان لے آؤ مگر اُن لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ اُس کو پتھروں سے یا آگ میں ڈال کر یا گلا گھونٹ کر کما فی الدر المنثور شہید کر ڈالا بمجرد شہادت اُس کو خدا کی طرف سے) ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو (اُس وقت بھی اُس کو اپنی قوم کی فکر ہوئی) کہنے لگا کہ کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے (ایمان واتباع رسل کی برکت سے) مجھ کو بخشدیا اور مجھ کو عزت داروں میں شامل کر دیا (تو اس حال کو معلوم کر کے وہ بھی ایمان لے آتے اور اسی طرح وہ بھی مغفور اور مکرم ہوتے) اور (جب اُن بستی والوں نے رسل اور متبع رسل کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو ہمنے اُن سے انتقام لیا اور انتقام لینے کے لیے) ہم نے اُس (شخص شہید) کی قوم پر اُس (کی شہادت) کے بعد کوئی لشکر (فرشتوں کا) آسمان سے نہیں اُتارا اور نہ ہم کو اُتارنے کی ضرورت تھی (کیونکہ اُن کا ہلاک کرنا موقوف نہ تھا جمعیت کثیرہ پر کذا فسرہ ابن مسعود فیما نقل ابن کثیر عن ابن اسحٰق حیث قال ما کان ثم بالجموع الامر کان الیسر علینا من ذلک بلکہ) وہ سزا بس ایک آواز سخت تھی (جو جبریل علیہ السلام نے کردی کذا فی المعالم یا اور کسی فرشتہ نے کر دی ہو یا صیحہ سے مطلق عقوبت مراد ہو جس کی تعیین نہیں کی گئی کما مر فی تفسیر فاخذتہم الصیحۃ من سورۃ المؤمنین) اور وہ سب اُسی دم (اُس سے) بجھ کر (یعنی مر کر) رہ گئے (آگے بطور تذئیل قصہ کے مکذبین کی مذمت فرماتے ہیں کہ) افسوس (ایسے) بندوں کے حال پر کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی اُنھوں نے ہنسی نہ اُڑائی ہو کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی اُمتیں (اسی تکذیب واستہزاء کے سبب) غارت کر چکے کہ وہ (پھر) ان کی طرف (دنیا میں) لوٹ کر نہیں آتے (اگر اس امر میں غور کرتے تو تکذیب واستہزاء سے بچتے اور یہ سزا تو مکذبین کو دنیا میں دی گئی) اور (پھر آخرت میں) ان سب میں کوئی ایسا نہیں جو مجموعی طور پر ہمارے روبرو حاضر نہ کیا جائے (پس وہاں پھر سزا ہوگی اور وہ سزا غیر منقطع ہوگی) ف اکثر مفسرین نے اس قریہ یعنے مدینہ کو انطاکیہ کہا ہے اور ابن کثیر نے اُس پر چند اعتراض کیے ہیں اور صاحب فتح المنان نے اُن اعتراضات کے جواب بھی دئے ہیں باقی اعتراض اور جواب کے ضعف و قوت کے تفاوت میں مذاق مختلف ہیں لیکن تفسیر آیت اس تعیین پر موقوف نہیں لہذا ابہام ہی اسلم ہے اور بنا بر اختلاف قصہ مرسلون میں دو احتمال ہیں کہ وہ مرسل من اللہ بلا واسطہ تھے جس کو پیغمبر کہتے ہیں یا مرسل من اللہ بواسطہ کسی پیغمبر کے تھے جس کو نائب پیغمبر کہنا چاہیے اور اس صورت میں ارسلنا فرمانا بواسطہ ہوگا ترجمہ میں لفظ رسول احقر نے عام معنے میں استعمال کیا ہے اور اگر وہ خود پیغمبر تھے تب تو اہل قریہ کا قول مَآ اَنتُم اِلَّا بَشَرٌ مِّثلُنَا ظاہر التوجیہ ہے کہ بشریت اور نبوت میں تنافی کے قائل تھے اور اگر نائب پیغمبر تھے تو احقر کے نزدیک محط فائدہ مثلنا ہوگا یعنی ہم سے تم کو کسی بات میں امتیاز نہیں پس اس سے تو نفی ہوگی نیابت پیغمبری کی اور ما انزل الرحمٰن سے نفی ہو گئی مطلق مسئلہ پیغمبری کی اور اگر یہ حضرات پیغمبر تھے تب تو اس قصہ سے تائید مسئلہ رسالت کی ظاہر ہے اور اگر نائب پیغمبر تھے تو نیابت پیغمبری موقوف ہے تحقیق پیغمبری پر پس بواسطہ تائید ہو جاویگی اور ترتب سزا کی تائید ہلاک قوم سے ظاہر ہے اور تذئیل سے اُسکی تصریح بھی ہو گئی ہے اور بلاغ مبین کی تفسیر میں جو لفظ دلیل آیا ہے اگر وہ حضرات پیغمبر تھے تو معجزات اُس کا مصداق ہے اور اگر وہ نائب پیغمبر تھے تو اثبات خوارق کی ضرورت نہیں کیونکہ غیر نبی میں اس کی حاجت نہیں بلکہ دلائل علیہ مراد ہوں گے جن سے اپنے منیب کی پیغمبری اور اُن احکام کا منسوب ہونا اُن منیب تک ثابت ہو پھر منیب کی پیغمبری کے لیے اُن منیب کے خوارق کا بھی اثبات کرنا ہوگا اور قیل ادخل الجنۃ میں اگر دخول فی الفور مراد ہو تو جنت سے مراد کوئی مقام ملابس جنت ہوگا کیونکہ بعد دخول جنت کے پھر خروج ہوتا نہیں اور حشر و نشر یقیناً خارج جنت ہے اور اگر مقصود اس سے محض بشارت سُنانا ہے کہ تو وقت موعود پر مستحق ہے دخول جنت کا تو خود جنت بھی مراد لینا صحیح ہے اور ما کنا منزلین پر نزول ملٰئکہ یوم بدر لقتال الکفار سے شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ اس سے مقصود نفی احتیاج کی ہے نہ یہ کہ دوسری حکمتوں سے بھی نزول نہ ہوگا پس ممکن ہے کہ قصۂ ہذا میں کوئی حکمت مقتضی نزول ملٰئکہ کو نہ ہو اور بدر میں ہو جس کی طرف اجمالاً اس ارشاد میں اشارہ بھی ہے وما جعلہ اللہ الا بشریٰ لکم ولتطمئن قلوبکم بہ الخ اور الم یروا کی ضمیر اگر صرف اہل مکہ کیطرف راجع نہ ہو جیسا کہ تفسیر میں اسی کو اختیار

ملحقات الترجمہ

لے قولہ فی العباد ایسے اشارۃ الی ان المراد العباد المکذبون بقرینۃ السیاق

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا

اور ایک نشانی اُن لوگوں کے لیے مردہ زمین ہے۔ ہم نے اُس کو زندہ کیا اور ہم نے اُس سے غلے نکالے سو اُن میں سے لوگ کھاتے ہیں۔ اور ہم نے اُس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگائے اور

فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا

اُس میں جشمے جاری کیے تاکہ لوگ باغ کے پھلوں میں سے کھائیں۔ اور اُس کو اُن کے ہاتھوں نے نہیں بنایا سو کیا شکر نہیں کرتے۔ وہ پاک ذات ہے جس نے تمام مقابل قسموں کو پیدا کیا

تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ

نباتات زمین کے قبیل سے بھی اور ان آدمیوں سے بھی اور اُن چیزوں میں بھی جنکو لوگ نہیں جانتے اور ایک نشانی اُن لوگوں کے لیے رات ہے کہ ہم اُس پر سے دن کو اُتار لیتے ہیں سو یکایک وہ لوگ اندھیرے میں رہجاتے ہیں اور سورج

تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ

اپنے ٹھکانے کی طرف چلا رہتا ہے۔ یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اُس کا جو زبردست علم والا ہے۔ اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کیں یہانتک کہ ایسا رہجاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی نہ آفتاب کی مجال ہے

اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور دونوں ایک ایک دائرہ میں تیر رہے ہیں

کیا گیا ہو تو یہ حکم باعتبار اکثر کے ہوگا کیونکہ اول مہلکین پر یہ حکم نہیں ہو سکتا کما اھلکنا قبلھم من القرون اور قرآن میں یہ مذکور نہیں کہ پھر اُن رسل ثلاثہ کا کیا قصہ ہوا واللہ اعلم ربط اوپر رسالت کے متعلق مضمون تھا جس میں توحید بھی مستفاد ہوتی ہے آگے توحید کا قصداً ایسے دلائل سے اثبات ہے جو متضمن ذکر نعم و منن کو بھی ہے جس سے شرک کا قبح دو وجہ سے مفہوم ہو گیا اور اُس کے ختم پر بمناسبت ذکر فلک کے اشارہ ایک وعید کی طرف بھی کر دیا گیا اور اُس وعید میں اشارہ نفی قدرت شرکاء کی طرف بھی کر دیا جیسا تقریر ترجمہ سے معلوم ہوگا۔

اثبات توحید

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

اللغات قولہ الازواج الانواع والاصناف قولہ نسلخ یستعمل کما صرح فی الروح بمعنیین النزع وکشط الجلد وھی الشاۃ وھنا بمعنی الاخراج یقال سلخت الاھاب عن الشاۃ وسلخت الشاۃ من الاھاب لما کان الاستعمال الاول اکثر فرقہ وبترجم ایضا بوجوہ اخر فالتخلی قولہ المستقر اللام بمعنی الی العرجون العذق واذا صار کذا فی القاموس قولہ یدنیھا تسہیل ویکون فی الروح اصلہ مطارح بنی مجتی طلب ما طارح وقبل العضن عقد تعفر وتسہل ۱۲

البلاغۃ

قولہ نسلخ ضد النہار ای نکشف ونزیل الضوء من مکان طلیل ومرضع القافلۃ ظلہ وظلۃ وجہ الہواء فالمعنی جعارۃ عن الظہور اما علی التجوز او علی حذف المضاف وقولہ تعالی منہ علی حذف مضاف ای من ضیاء اللیل وذلک لان الضیاء اللیل یجانس من ان کون الشمس فوق الافق ومختفیا عن الکشف احد جانبی کشف احد جانبی کالخزۃ فی السلخ استعارۃ لان اصلہ کشط الجلد عن الشاۃ وقولہ فی ذکر ہ السلخ علی ان اللیل بعد النہار ودلیل فیما بعدہ من قولہ والشمس الخ علی عکس ما ذہب الیہ بعض اہل السوال من ان ذکرہ بعد النہار دون الاخر قیل تعالی فاذا ھم قیل لان المفاجاۃ انما تقصد فیما لا یکون متر قبا او لا یکون مترقبا وادا اظلام مترقب بعد السلخ بالتغیر الذی اخبر وا الجواب ان نزع الضوء عن اللیل لکون ظلمۃ فی غایۃ الکمال کان المترقب فیہ ان یکون فی مدۃ مدیدۃ فحصول الظلام بعدہ فی ہزۃ قصیر تو امر غیر مترقب فلتفطنہ من الروح قولہ لا الشمس الخ الروح من کشف ان التقصیر بیان معاکسۃ کل من الشمس والقمر فی ترتب الاضاءۃ وسلطانہ وکذلک اختلاف اللیل والنہار فقبل ولا اللیل سابق النہار کنایۃ عن سبق آیۃ فصل الدلالۃ علی الاختلاف ایضا او مجازا ھ واشرت الی مقصودیۃ کلا الامرین بتقریر ترجمتی ۱۲

الکلام

قولہ تجری ظاہرہ یقتضی کون الشمس متحرکۃ دون الارض وکون ہذہ الحرکۃ ذاتیۃ لا تبعا للفلک لو لم یدل ہان ہذا الجری فی رائی العین ۱۲

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا

اور ایک نشانی اُن کے لیے یہ ہے کہ ہم نے اُنکی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔ اور ہم نے اُنکے لیے کشتی ہی جیسی اَور چیزیں پیدا کیں جنپر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو انکو غرق کردیں پھر نہ

صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝

تو کوئی ان کا فریاد رس ہو اور نہ یہ خلاصی دیے جاویں مگر یہ ہماری ہی مہربانی ہو اور ان کو ایک وقت معین تک فائدہ دینا ہے

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ اور (منجملہ نشانہائے قدرت کے کہ دلیل توحید بھی ہے اور نعمت بھی) ایک نشانی ان لوگوں کے (استدلال کے) لیے مردہ زمین ہے (اور اُس میں نشانی کی بات یہ ہے کہ) ہم نے اُس کو (بارش سے) زندہ کیا اور ہمنے اُس (زمین) سے (مختلف) غلّے نکالے سو اُن میں سے لوگ کھاتے ہیں اور (نیز) ہم نے اُس (زمین) میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگائے اور (نیز) اُس (زمین) میں (باغ کی آبپاشی کے لیے) چشمے (اور نالے) جاری کیے تاکہ (مثل باغ کے) لوگ (پھلوں میں سے بھی) کھائیں اور اس (پھل اور غلہ) کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا (کہ تخم ریزی اور آبپاشی بظاہر انہیں کے ہاتھوں ہوئی ہو مگر پھل اور غلہ کی صورت نوعیہ کا فائض کرنا خاص خدا ہی کا کام ہے) سو (ایسے دلائل دیکھ کر بھی) کیا شکر نہیں کرتے (جس کا اول زینہ توحید ہے یہ تو استدلال تھا بعض خاص آیات آفاقیہ ارضیہ سے آگے استدلال ہے عام آیات ارضیہ اور آیات انفسیہ سے یعنی) وہ پاک ذات ہے جس نے تمام مقابل قسموں کو پیدا کیا نباتات زمین کے قبیل سے بھی (خواہ مقابلہ مماثلت کا ہو جیسے ایک سے غلّے ایک سے پھل خواہ مقابلہ مضادت کا ہو جیسے گیہوں اور جَو اور شیریں پھل اور ترش پھل یا اس سے بھی زیادہ اختلاف ہو بشرطیکہ مقولات عشر میں سے کسی مقولہ کے تحت میں داخل ہو بلا واسطہ جیسے جزئیات اور اجناس سافلہ یا بواسطہ جزئیات کے جیسے اجناس عالیہ کہ اُن کی جزئیات کسی مقولہ میں ضرور داخل ہیں) اور (خود) ان آدمیوں میں سے بھی (جیسے مرد اور عورت) اور اُن چیزوں میں بھی جن کو (عام) لوگ نہیں جانتے (کہ باعتبار مفہوم عام مقابلہ کے اشیاء مخفیہ میں بھی کوئی شے مقابل سے خالی نہیں اور اسی سے حق تعالیٰ کا بے مقابل ہونا معلوم ہو گیا کیونکہ مقولات عشرہ میں سے کہ اجناس عالیہ ہیں کوئی مقولہ اُس پر صادق نہیں آتا پس کسی موجود کے ساتھ کسی ذاتی میں اُس کو شرکت نہیں پس ازواج سب مخلوق اور وہ اُن سب کا خالق یہاں سے آیت ومن کل شئ خلقنا زوجین کی بھی توضیح ہو گئی) اور (آگے بعض آیات آفاقیہ سماویہ اور اُن کے بعض آثار سے استدلال ہے یعنی) ایک نشانی اُن لوگوں کے لیے رات (کا وقت) ہے کہ (بوجہ اصل ہونے ظلمت کے گویا اصل وقت وہی تھا اور عارض نور آفتاب سے گویا اُس کو دن نے چھپا لیا تھا جیسے بکری کے گوشت کو اُس کی کھال چھپا لیتی ہے پس) ہم (اُسی عارض کو زائل کر کے گویا) اُس (رات) پر سے دن کو اُتار لیتے ہیں سو یکایک (پھر رات نمودار ہو جاتی ہے اور) وہ لوگ اندھیرے میں رہجاتے ہیں اور (ایک نشانی) آفتاب (ہے کہ وہ) اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے (یہ عام ہے اُس نقطہ کو بھی جہاں سے چل کر سالانہ دورہ کر کے پھر اُسی نقطہ پر جا پہونچتا ہے اور اُس نقطہ افقیہ کو بھی کہ حرکت یومیہ میں وہاں پہونچ کر غروب ہو جاتا ہے) یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اُس (خدا) کا جو زبردست (یعنی قادر ہے اور) علم والا ہے (کہ علم سے ان انتظامات میں مصلحت وحکمت جانتا ہے اور قدرت سے اُن انتظامات کو نافذ کرتا ہے) اور (ایک نشانی) چاند (ہے کہ اُس کی چال) کے لیے منزلیں مقرر کیں (کہ ہر روز ایک منزل قطع کرتا ہے) یہانتک کہ (اپنی آخر سیر میں پتلا ہوتا ہوتا) ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی (کہ پتلی اور خمدار ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ ضعف نور کی وجہ سے زردی میں بھی تشبیہ کا اعتبار کیا جاوے اور سورج اور چاند کی چال اور رات اور دن کی آمد و رفت ایسے انداز اور انتظام سے رکھی گئی ہے کہ) نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو (اُسکے ظہور نور کے وقت میں یعنی رات میں جب کہ وہ منور ہو) جا پکڑے (یعنی قبل از وقت خود طلوع ہو کر اُس کا اور اُسکے وقت کو کہ شب ہی محو کر دے جیسا کہ

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ قبل اجیبنا ان قالی کی بات اشارۃ ہے کون قولیہ کی طرف اجیبنا یا یانا الماضی بقلب الیاء الفا ۱۲

سہ قولہ فی حیا لغۃ اشارۃ الی المادۃ الجنس ۱۲

سہ قولہ فی فسقوا ان میں سے اشارۃ ہے کون من ابتدائیہ کی طرف

سہ قولہ فی من العیون جو من اشارۃ ہے کون من بیانیۃ ای فیہا ہو العیون ۱۲

سہ قولہ فی یاکلوا اصل علیہ السلام کے اشارۃ ہے کون قولہ تعالیٰ لیاکلوا من ثمرہ الی قولہ من عملتہ ایدیہم یاکلون ۱۲

سہ قولہ فی نزعہا ہے اشارۃ الی ان الضمیر للنخیل والاعناب تاویل بالمجموع ۱۲

سہ قولہ فی ما عملتہ پھل اور غلہ اشارۃ ہے عود الضمیر الی المجموع تاویل المذکور ۱۲

اللغات الصریح المغیث الخ ۱۲ | الکلام قولہ حملنا ذریتہم الفتح بذکر الآیات الارضیۃ وختم علیہا لانہا اکثر ۱۲

قمر بھی اسی طرح آفتاب کو اُس کے ظہور نور کے وقت نہیں پکڑ سکتا کہ شب آجاوے اور اُسکا نور ظاہر ہو جاوے) اور (اسی طرح) نہ رات دن (کے زمانہ مقررہ کے ختم ہونے) سے پہلے آسکتی ہے (جیسے دن بھی رات کے زمانہ مقررہ کے ختم ہونے سے پہلے نہیں آسکتا) اور (چاند اور سورج دونوں ایک ایک دائرہ میں (حساب سے اس طرح چل رہے ہیں جیسے گویا) تیر رہے ہیں (اور حساب سے باہر نہیں ہو سکتے کہ رات دن کے حساب میں خلل واقع ہو سکے) اور (آگے آیات آفاقیہ ارضیہ میں سے ایک آیت خاصہ متعلقہ کو ب وسفر ارشاد فرماتے ہیں یعنی) ایک نشانی ان کے لیے یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا (اپنی اولاد کو اکثر لوگ تجارت کے لیے سفر میں بھیجتے تھے پس اس تعبیر میں تین نعمتوں کی طرف اشارہ ہو گیا اول بھری ہوئی کشتی کو جو بمقتضائے ثقل مقتضی غرق ہے سطح آب پر رواں کرنا دوسرے ان لوگوں کو اولاد عطا فرمانا تیسرے رزق وسامان دنیا جس سے خود گھر بیٹھے رہیں اور اولاد کو کارندہ بنا کر بھیجیں) اور (سفر خشکی کے لیے) ہم نے ان کے لیے کشتی ہی جیسی ایسی چیزیں پیدا کیں جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں (مراد اس سے اونٹ وغیرہ ہیں اور تشبیہ کشتی کے ساتھ اس خاص وصف کے اعتبار سے ہے کہ اُس پر بھی سواری اور بار برداری اور قطع مسافت کی جاتی ہے اور اس تشبیہ کا حسن اس سے بڑھ گیا کہ عرب میں اونٹوں پر سفائن البر کا اطلاق بنائع تھا کما قیل سفائن بر والسراب بحارہا) اور (آگے ایک وعید مناسب ذکر کشتی کا جس کا ذکر اوپر بوجہ زیادہ عجیب ہونے کے زیادہ مقصود تھا گو اونٹوں وغیرہ کا ذکر بھی مناسبت سے آگیا تھا ارشاد فرماتے ہیں یعنی باوجود وضوح دلائل توحید کے جو یہ لوگ نہیں مانتے تو ہیں تو اس قابل کہ ان کو فوراً سزا دید یجائے اور ہم اسپر قادر بھی ہیں چنانچہ) اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں پھر نہ تو (اُس کارِ مزعومہ وغیر ہم میں سے) ان کا کوئی فریادرس ہو (جو غرق سے بچالے) اور نہ یہ (بعد غرق کے موت سے) خلاصی دے جاویں (یعنی نہ کوئی موت سے چھڑا سکے) مگر یہ ہماری ہی مہربانی ہے اور ان کو ایک وقت معین تک (دنیوی زندگی سے) فائدہ دینا (منظور) ہے (اس لیے مہلت دے رکھی ہے وھذا کما قال تعالی فی سورۃ سبا افلم یروا الی ما بین ایدیھم وما خلفھم من السماء والارض ان نشأ نخسف بھم الارض او نسقط علیھم کسفا من السماء حیث ذکر ادلۃ المعاد ذکر ایعید فی ذکرہ کالدلیل لبعث وکقول لہ تعالی فیغرقکم بما کفرتم تجری لمستقر لہا کی تفسیر میں ایک حدیث آئی ہے کہ مستقر اس کا تحت عرش ہے اور یہ غروب کے وقت سجدہ کر کے حکم دریافت کرتا ہے تو اس کو طلوع معتاد کا حکم ہوتا ہے یہاں تک کہ ایک روز اس کو واپس لوٹنے کا حکم ہوگا تو آفتاب مغرب سے طلوع کرے گا اس سے چند امور معلوم ہوئے جو قابل تحقیق ہیں ایک یہ کہ مستقر حرکت یومیہ کے اعتبار سے ہے لیکن احقر نے جو تفسیر کی ہے وہ چونکہ اس کو بھی شامل ہے لہٰذا اس سے تنافی نہیں دوسرا امر یہ کہ مستقر اس کا تحت العرش ہے سو جن دو نقطوں کا احقر نے تفسیر میں ذکر کیا ہے وہ دونوں تحت العرش ہیں اُس سے بھی منافاۃ نہیں رہا یہ کہ تمام افلاک اور اُن کے نقاط اس وصف میں مشترک ہیں پھر تخصیص کی کیا وجہ اس کا جواب یہ ہے کہ تخصیص مقصود ہونا ضرور نہیں ممکن ہے کہ یہ قید واقعی ہو اور اصلی مقصود اخبار عن السجدہ ہو اور اس تعبیر سے یہ فائدہ ہو کہ اس سے تحت الامر الالٰہی ہونے کی تصریح ہو گئی کیونکہ استواء علی العرش کا کنایہ ہونا نفاذ احکام وتصرفات سے آیات عدیدہ میں مذکور ہے تیسرا امر یہ کہ سجدہ کرنے کے کیا معنے سو چونکہ ظاہر آیات وروایات سے ان مخلوقات میں بھی من وجہ شعور ہونا ثابت ہے سو ممکن ہے کہ یہ اُسی قوۃ شعور یہ کے اعتبار سے حق تعالےٰ کے حضور میں خشوع وخضوع اور عرض معروض کرتا ہو پس سجدہ سے یہ مراد ہو جو تھا امر یہ کہ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت اُس کو سکون ہو جاتا ہو حالانکہ دلائل رصدیہ سے عدم انقطاع حرکت ثابت ہے جواب یہ ہے کہ سجدہ بالمعنی المذکور کے لیے اول تو انقطاع حرکت ضروری نہیں دوسرے ممکن ہے کہ یہ سکون آنی ہو اور حرکت زمانی ہو اس لیے حساب رصدی مختل نہ ہوتا ہو اور نہ وہ منضبط اور مدرک ہوتا ہو پانچواں امر یہ کہ غروب حقیقی تو کبھی ہوتا نہیں ایک جگہ غروب ہوتا ہے دوسری جگہ طلوع ہوتا ہے پھر اس کے کیا معنے جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ معظم معمورہ کا غروب مراد ہو یعنی ایسا وقت جبکہ اکثر حصہ آبادی میں آفتاب طالع نہ ہو یا خاص مدینہ کا جو مکان متکلم ہے یا خط استواء کا جو موقع اعتدال حرکت آفتاب ہے غروب مراد ہو بہر حال مخبر صادق کی خبر ہے اور عقلی کوئی اشکال نہیں اسلیے تسلیم واجب ہے اور آیت ولقد قدرناہ کے متعلق کچھ مضمون شرح سورۂ یونس میں اور کل فی فلک یسبحون کی تقریر سورۂ انبیاء کے

ملخصات الترجمہ

لہ قولہ فی مثلہ اوائل وغیرہ یحتمل ہذا التفسیر لقولہ تعالےٰ فی ازلفت وجعل لکم من الفلک والانعام ماترکبون حیث قرن بین الفلک والانعام ۱۲

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا

اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ تم لوگ اُس عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحمت کی جاوے تو وہ اصلاً پروا نہیں کرتے اور اُنکے رب کی آیتوں میں سے کوئی آیت بھی اُنکے پاس ایسی نہیں آتی جس سے

عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ

برسرِ بے نہ کرتے ہوں اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اُس میں سے خرچ کرو تو یہ کفار مسلمانوں سے یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانا دیویں جنکو

لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

اگر خدا چاہے تو کھانے کو دیدے تم نری صریح غلطی میں ہو

رکوع سوم میں لکھ چکا ہوں ملاحظہ کر لیا جاوے اور نسلخ منہ النہار کی تفسیر میں جو ظلمت کو اصل کہا گیا وجہ اُسکی ظاہر ہے کہ اجرام نیرہ حادث ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو ان کا نور بھی نہ ہوتا اور مالا یعلمون کی زیادت توضیح کے لیے شروع سورۂ نحل کی آیت ویخلق مالا تعلمون کا ترجمہ ملاحظہ کر لیا جاوے ربط اوپر دلائل توحید کا ذکر تھا جو متضمن بیان نعم کو بھی ہے اور ختم کیا تھا اُس کو وعید بالنقم پر جس کا حاصل ترغیب ہے ایمان و توحید پر اور ترہیب ہے کفر و شرک پر آگے ترغیب و ترہیب سے کفار کا متاثر نہ ہونا مذکور ہے بطور لف و نشر غیر مرتب کے یعنی نقمت مذکورہ کے امثال سے عدم تاثر پہلے مذکور ہے اور نعم مذکورہ کے امثال سے عدم تاثر بعد میں مذکور ہے

عدم تاثر کفار از ترہیب و ترغیب

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اور جب ان لوگوں سے (دلائل توحید کے ساتھ مضمون وعید مثل وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ (کہا جاتا ہے کہ تم لوگ اُس عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے (یعنی دنیا میں آسکتا) ہے (جیسے غرق مذکور قریب یا خسف مذکور سورۂ سبا اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ یا قتل وغیرہ) اور جو تمہارے (مرے) پیچھے (یعنی آخرت میں یقیناً آنے والا) ہے (یعنی انکار توحید پر جو عذاب واقع ہوگا خواہ صرف آخرت میں یا دنیا میں بھی تم اُس سے ڈرو اور ایمان لے آؤ) تاکہ تم پر رحمت کی جاوے تو وہ (اس ترہیب کی) اصلاً پروا نہیں کرتے اور (اس ہی مضمون کی کیا تخصیص ہے وہ تو ایسے سنگدل ہو گئے ہیں کہ) اُن کے رب کی آیتوں میں سے کوئی آیت بھی اُن کے پاس ایسی نہیں آتی جس سے یہ سرتابی نہ کرتے ہوں اور (اسی طرح ترغیب بھی اُن کو نافع نہیں ہوتی چنانچہ) جب (اُن کو نعم اکہیہ جیسے اوپر مذکور ہوئی ہیں بارش و حبوب و ثمرات وغیرہا یاد دلا کر کہا جاتا ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ (اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اُس میں سے (اللہ کی راہ میں فقیروں مسکینوں پر) خرچ کرو تو (باوجودیکہ انفاق والطعام کا استحسان اُن کے مسلمات میں سے بھی ہے چنانچہ اُن کا افتخار ان امور سے مشہور ہے مگر اسپر بھی شرارت سے) یہ کفار (اُن مسلمانوں سے (جنہوں نے انفاق فی سبیل اللہ کے لیے کہا تھا) یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانے کو دیں جنکو اگر خدا چاہے تو (بہتیرا کچھ) کھانے کو دیدے تم نری صریح غلطی میں پڑے ہو (پس جس امر کا استحسان مسلم ہو جب تذکیر نعم سے ترغیب اُسی میں نافع نہیں تو ایمان و قبول توحید کا استحسان تو ابھی اُنکے نزدیک مسلم بھی نہیں ہوا اسمیں تو اُسنے کیا توقع ہو کہ نعم و من مذکورہ کی تذکیر قبول ایمان میں مؤثر ہو جائے غرض نہ ترہیب سے وہ ایمان لاویں نہ ترغیب سے) ف مسلمانوں کا اُنسے انفقوا کہنا بطور نقل حکم شرعی کے نہ تھا کیونکہ کفار یا تو مکلف بالفروع نہیں یا اُن سے وقوع بلا ایمان معتبر نہیں بلکہ اگر اہل حاجت مستضعفین اس کے قائل تھے تب تو بطور سوال کے ہے جو کہ ضرورت شدیدہ میں جائز ہے اور اگر غیر اہل حاجت اسکے قائل تھے تو بطور سفارش اہل حاجت کے ہوا اور سوال اور سفارش سے کفر مانع نہیں اور اظہار الکفار یہ کہنا باوجود اعتقاد رزاقیت خداوندی کے کما دل علیہ قولہ تعالیٰ ولئن سالتھم من نزل من السماء ماءً فاحیا بہ الارض من بعد موتھا لیقولن اللہ صرف شرارت سے تھا متضمن مسلمانوں پر اعتراض کرنا تھا کہ تم تو اللہ کو رزاق مانتے ہو پھر ہم سے سوال یا سفارش کیوں کرتے ہو اللہ تو رزق دیسکتا ہے جس سے چاہیں نہیں

ملحقات الرحمٰن

ف۱ قولہ قیل لھم اتقوا الخ پروا نہیں کرتے اشارۃ الی تقریر ما ھو جواب اذا قیل لھم اتقوا الخ قولہ تعالیٰ واذا قیل لھم انفقوا الخ علیہ قولہ تعالیٰ واذا قیل لھم انفقوا الخ

ف۲ قولہ فی للذین اٰمنوا جنہوں نے ابوالعزیز علیہ جعلھم ھؤلاء المؤمنین متابعین لھواھم المظلم الخ

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ۝ فَلَا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو یہ لوگ بس ایک آواز سخت کے منتظر ہیں جو ان کو آپکڑے گی اور وہ سب ہم جھگڑ رہے ہونگے۔ سو نہ تو

يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝

وصیت کرنے کی فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے۔ اور صور پھونکا جاوے گا سو وہ سب یکایک قبروں سے اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے

قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً

کہیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہی ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے وہ بس ایک زور کی آواز ہوگی

فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ

جس سے یکایک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دئے جاوینگے پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس اُن ہی کاموں کا بدلہ ملیگا جو تم کیا کرتے تھے اہل جنت بیشک اس روز

فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ۝ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ

اپنے مشغلوں میں خوش دل ہونگے۔ وہ اور اُن کی بیبیاں سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔ اُن کے لیئے وہاں میوے ہونگے اور جو کچھ مانگیں گے اُنکو ملیگا اُنکو پروردگار مہربان کی طرف سے سلام فرمایا جاویگا

مانگتے اب یہ وسوسہ بھی جاتا رہا کہ فی نفسہ تو یہ بات صحیح ہے کہ خدا جس کو چاہے کھانے کو دیدے دفع وسوسہ یہ ہے کہ اس سے مقصود اُن کا اعتراض تھا اور اثبات تنافی درمیان امر بالانفاق و اعتقاد مشیت کے سو یہ مقصود باطل ہے اور اس اعتراض سے تذکیر نعم و ترغیب کا موثر فی الانفاق نہ ہونا اسطرح ثابت ہے کہ جو شخص راغب فی الخیر ہوتا ہے ادنیٰ محرک اُس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور وہ کہنے والے کی خصوصیت کو نہیں دیکھتا بلکہ انظر الیٰ ما قال کا متظر الیٰ من قال پر کاربند ہوتا ہے انہوں نے جب خصوصیت قائل پر نظر کی اور اُس سے عداوت مانع انفاق ہوگئی تو عدم موثریت ثابت ہوگئی اور اُن کا یہ اعتراض نرا مہمل ہے جس کا دفع اعتراض سے پہلے ہی رزقکم اللہ سے ہو چکا ہے تقریر اُس کی یہ ہے کہ کسی مخلوق کا دینا اطعام حق کے منافی نہیں کیونکہ اطعام بواسطہ بھی اطعام حق ہی ہے جیسے بادشاہ مالک خزائن کبھی خود انعام دیدیتا ہے کبھی اپنے خزانچی سے دلوا دیتا ہے دونوں عطا شاہی ہیں اگر یہ نہ دینگے اللہ تعالےٰ دوسرے طریق سے دینے پر قادر ہے پھر یہ کہ یہ اعتراض تو اُن پر بھی وارد ہوتا ہے جیسا اُن کا رزاقیۃ کو تسلیم کرنا اور پر معلوم ہوا ربط اور پر مضمون توحید اور اُسکے ساتھ اتقوا ما بین ایدیکم و ما خلفکم میں ترہیب عذاب آخرت سے اجمالاً مذکور تھا آگے احوال آخرت کسی قدر تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں اور اُسکے اخیر میں و لو نشاء لطمسنا الخ سے احتمال عذاب دنیا سے تہدید ہے جس سے ما بین ایدیکم کی ایک گونہ شرح ہوگئی اور علاوہ اس ربط مذکور کے ویسے بھی توحید اور بعث کا ذکر قرآن میں بکثرت مقرونا آتا ہے۔

احوال آخرت مع تہدید باحتمال عذاب دنیوی

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ۝ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ

اللغات قولہ یخصمون اصلہ یختصمون فسکنت التاء وادغت فی الصاد بعد قلبہا صادا ثم کسرت الخاء للالتقاء الساکنین قولہ مرقدنا موضع النوم ویراد بہ المفرد والجمع وہو استعارۃ عن منبعث الموت قولہ شغل ہو الشان الذی یصد المرء ویشغلہ حاسبا لہ من شغفہ فاکہون ای ہم عندہ من الکل الما یجابہ بکمال المسرۃ وکمال المسارۃ والمراد ہہنا ہو الاول والمراد بالنعیم فیما سیرد فی معنی الجمع قولہ فکہون فی القاموس علیہ الفکہ من المال والمعنی المطلب اصلہ یتکیون علی وزن یفتعلون سکنت الیاء لیدل الکسرۃ علیہا ثم نقلت حرکتہا علی ما قبلہا وحذفت لسکونہا وسکون الواو بعدہا نصارہ یتکون فقلبت التاء واوا وادغت فی الواو والافتعل یعنی فعل الثلاثی کثیر وجیء ان یکون من الاوعاد بمعنی الوعد فال ابو عبیدۃ العرب تقول اوعد علی ما شئت یعنی تمن علی کذا فی الروح ۱۲

النحو قولہ صدق المرسلون ای صدق قبل المرسلون قولہ سلام مبتدأ موصوف وقولا مصدر بفعل مقدر ہو صفۃ للمبتدأ ای سلام یقال قولا الخ

البلاغۃ قولہ ہذا ما وعد جاء علی اسلوب الحکیم ای الاہم انما ہو السوال عن ہذا البعث ذو الاہوال والافزاع

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝

اور اے مجرمو آج الگ ہو جاؤ اے اولاد آدم کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا صریح دشمن ہے

وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ۝ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي

اور یہ کہ میری عبادت کرنا بھی سیدھا رستہ ہے اور وہ تم میں ایک کثیر خلق کو گمراہ کر چکا سو کیا تم نہیں سمجھتے تھے یہ جہنم ہے جس کا تم سے

كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا

وعدہ کیا جایا کرتا تھا آج اپنے کفر کے بدلے اس میں داخل ہو آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دینگے اور انکے ہاتھ ہم سے کلام کرینگے اور انکے پاؤں شہادت دینگے جو کچھ یہ لوگ

يَكْسِبُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ

کیا کرتے تھے اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو مٹا میٹ کر دیتے پھر یہ رستے کی طرف دوڑتے پھر تے سو ان کو کہاں نظر آتا اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں بدل ڈالتے اس حالت سے کہ جہاں ہیں وہیں رہجاتے

فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ۝ وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ۝

جس سے یہ لوگ نہ آگے کو چل سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے۔ ہم جسکی زیادہ عمر کر دیتے ہیں تو اسکو طبعی حالت میں اُلٹا کر دیتے ہیں سو کیا وہ لوگ نہیں سمجھتے۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ۝ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ۝ وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ۝

اور یہ (کافر) لوگ (پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین سے بطور انکار) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (قیامت کا جو ما خلقکم کا مصداق ہے اور ویسے بھی اکثر اُس کی خبر دیا کرتے ہو کب ہوگا اگر تم اس دعوے میں) سچے ہو (تو بتلاؤ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ یہ جو بار بار پوچھ رہے ہیں تو گویا) یہ لوگ بس ایک آواز سخت (یعنی نفخہ اولے) کے منتظر ہیں جو ان کو (یعنی مطلق کفار کو) آپکڑے گی اور وہ سب (اُس وقت) باہم (معمولی طور پر اپنے معاملات میں) لڑ جھگڑ رہے ہونگے سو (اُس آواز کے ساتھ معاً اس طرح فنا ہو جاویں گے کہ) نہ تو وصیت کرنے کی فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے (بلکہ جس حال میں ہوگا مر کر رہ جاوے گا) اور (پھر دوبارہ) صور پھونکا جاوے گا سو وہ سب یکایک قبروں سے (نکل نکل) اپنے رب کی طرف (یعنی جہاں حساب ہوگا) جلدی جلدی چلنے لگیں گے (اور وہاں کی ہول و ہیبت دیکھ کر) کہیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی ہم کو ہماری قبروں سے کس نے اُٹھا دیا (کہ یہاں کی نسبت سے تو وہاں ہی راحت میں تھے فرشتے جواب دیں گے کہ) یہ وہی (قیامت) ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے (مگر تم نے نہ مانا تھا آگے حق تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ) وہ (نفخہ ثانیہ صور کا) بس ایک زور کی آواز ہوگی (جیسے نفخہ اولے بھی صیحہ واحدہ تھا کما قال تعالےٰ ما ینظرون الا صیحۃ واحدۃ اسی طرح یہ بھی ایک آواز ہوگی) جس سے یکایک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دئے جاوینگے (پہلے موقف کی طرف چلنا مذکور تھا اور یہاں پہونچ جانا اور یہ چلنا اور پہونچنا جبراً و قسراً ہوگا یدل علیہ قولہ تعالےٰ محضرون و قولہ تعالےٰ جاءت کل نفس معہا سائق) پھر اُس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس اُن ہی کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم (دنیا میں کفر وغیرہ) کیا کرتے تھے (یہ تو اہل نار کا حال ہوا اور) اہل جنت (کا حال یہ ہے کہ وہ) بیشک اُس روز اپنے مشغلوں میں

اللغات قولہ مضبیا اصلہ مضوی اجتمعت الواو ساکنۃ مع الیاء فقلبت یاء و ادغمت الیاء فی الیاء و قلبت فتحۃ الضاد کسرۃ لتحت و تناسب الیاء **قولہ** ننکسہ من تنکیس السہم اذا جعلت اعلاہ اسفلہ کذا فی الصراح ۱۲

النحو قولہ علی مکانتھم ھو عندی حال متعلق بفعل دل علیہ سیاق الکلام ای مسخنا ھم متمکنین علی مکانتھم ۱۲

الفقہ قولہ تکلمنا ایدیھم استدل بعضھم بہ علی ان الکافر مکلف بالفروع المکتبۃ بالایدی والارجل ولا یتم الاستدلال لانہ یحتمل کونہ خاصا بالاحوال الکفریۃ الصادرۃ من الجوارح ۱۲

خوش دل ہونگے وہ اور اُن کی بیبیاں سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے (اور) اُن کے لیے وہاں (ہر طرح کے) میوے ہونگے اور جو کچھ مانگیں گے اُن کو ملے گا (اور) اُن کو پروردگار مہربان کی طرف سے سلام فرمایا جاوے گا (یعنی حق تعالیٰ خود فرماویگے السلام علیکم یا اہل الجنۃ رواہ ابن ماجۃ) اور (آگے پھر تتمہ ہے قصۂ اصحاب نار کا کہ نیز اُن کو موقف میں حکم ہوگا کہ اے (کفر کے ارتکاب کرنے والے) مجرمو آج (اہل ایمان سے) الگ ہو جاؤ کیونکہ اُن کو جنت میں بھیجنا ہے اور تم کو دوزخ میں اور اُس وقت اُن سے ملامت کے طور پر یہ فرمایا جاوے گا کہ) اے اولاد آدم (اور اسی طرح جنات بھی) خطاب ہوگا دل علیہ قولہ تعالیٰ یمعشر الجن والانس الخ) کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور یہ کہ میری (ہی) عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے (عبادت سے مراد اطاعت مطلقہ وہذا کقولہ تعالیٰ لا تتبعوا خطوات الشیطن ولا یفتننکم الشیطن) اور (نیز تم کو شیطان کی نسبت یہ بات بھی معلوم کرائی گئی تھی کہ) وہ تم میں (یعنی تمہاری بنی نوع میں) ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا ہے جن کی گمراہی کا وبال بھی تم کو جتلا دیا تھا جیسے قصص مذکورہ اور اُن کی عقوبات کے قرآن میں مذکور ہیں) سو کیا تم (اتنا) نہیں سمجھتے تھے (کہ اگر ہم اس کے گمراہ کرنے سے گمراہ ہو جاویں گے تو ہم بھی اسی طرح مستحق عذاب ہونگے لواب) یہ جہنم ہے جس کا تم سے (کفر کی تقدیر پر) وعدہ کیا جایا کرتا تھا آج اپنے کفر کے بدلہ اس میں داخل ہو آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دینگے (جس سے یہ عذر باطل نہ کر سکیں جیسا شروع شروع میں کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین) اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دینگے جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے (یہ عذاب تو آخرت میں ہوگا) اور اگر ہم چاہتے تو (دنیا ہی میں ان کے کفر کی سزا میں) ان کی آنکھوں کو ملیا میٹ کر دیتے (خواہ بینائی کو خواہ عضو ہی کو) پھر یہ رستے کی طرف (چلنے کے لیے) دوڑتے پھرتے سو ان کو کہاں نظر آتا (جیسا قوم لوط کے لیے ہوا قال تعالیٰ فطمسنا) اور (اس سے بڑھکر) اگر ہم چاہتے تو (ان کی سزائے کفر میں) ان کی صورتیں بدل ڈالتے (جیسے پہلے بعضے لوگ قردہ وخنازیر ہو گئے) اس حالت سے کہ یہ جہاں ہیں وہیں رہ جاتے (یعنی مسخ کے ساتھ اقعاد بھی ہوتا جس کا حاصل یہ ہے کہ جانور بنا دیتے اور جانور بھی اپاہج) جس سے یہ لوگ نہ آگے کو چل سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے اور (اس کا کچھ تعجب نہ کرنا چاہیے کہ طمس و مسخ کیسے ہو جاتا دیکھو اُس کی ایک نظیر پر ہماری قدرت مشاہد ہے کہ) ہم جس کی زیادہ عمر کر دیتے ہیں (یعنی بہت بوڑھا کر دیتے ہیں) تو اُس کو طبعی حالت میں اُلٹا کر دیتے ہیں (طبعی حالت سے مراد قوی مدرکہ سامعہ باصرہ وغیرہ اور فاعلہ ہاضمہ نامیہ وغیرہا اور رنگ و روغن وحسن و جمال ہیں اور الٹا کرنے سے مراد ہے ان کا انقلاب اور تغیر حالت ادون وارذل کی طرف پس طمس و مسخ بھی ایک قسم کا تغیر ہے کامل سے ناقص کی طرف) سو کیا (اس حالت کو دیکھ کر بھی) وہ لوگ نہیں سمجھتے (کہ جب ایک تغیر پر قدرت ہے دوسری پر بھی ہے بلکہ قدرت کی نسبت تو جمیع ممکنات کے ساتھ مساوی ہے گو اُن میں تناظر و تماثل بھی نہ ہو سو اُن لوگوں کو اس پر نظر کر کے ڈرنا اور کفر کو ترک کر دینا چاہیے) ف یقولون متی ھذا الوعد میں قائل کفار مکہ تھے اور تاخذھم میں جن کا ماخوذ ہونا اثر نفخہ میں مذکور ہے وہ اور لوگ ہونگے لیکن اصل مقصود ایسے حادثہ میں ماخوذ ہونا ہے جس سے انکار قیامت کی گنجایش نہ رہے سو قیامت سے پہلے جو کفار گذرے ہیں اُن کے لیے موت جس کے ساتھ معائنۂ آخرت کا ہو جاتا ہے ایسا ہی حادثہ ہے پس تاخذ میں مرجع مطلق کفار ہیں اور چونکہ قیامت کا علم مخفی رکھا گیا ہے اسلیے یہاں ضمیر میں ابہام رکھا گیا کہ کفار قائلین متی ہذا الوعد کے لیے وقوع ساعت کا محتمل رہے اور یہاں نفخۂ ثانیہ کے وقت ینسلون فرمایا اور ایک جگہ ارشاد ہے فاذا ھم قیام ینظرون سو ممکن ہے کہ اول وہلہ میں حیرت زدہ کھڑے رہیں پھر فرشتوں کے ہانکنے سے دوڑنا شروع کریں اور ازواجھم میں حوریں اور ازواج مؤمنات دونوں مراد ہو سکتی ہیں انفراداً یا اجتماعاً اور ظلال جنت کی تحقیق سورہ رعد کی آیت اکلھا دائم وظلھا کی تفسیر میں گذری ہے اور یدعون کی جو تفسیر مانگنے سے کی گئی ہے اس سے اہل جنت کے مانگنے میں کوئی اشکال نہ کیا جاوے کیونکہ مانگنا محبوب اور عظیم سے خصوص جب کہ فوراً مل جاوے فی نفسہ ایک امر موجب لذت ہے پس اس سے وجود کلفت کا جنت میں لازم نہیں آیا اور بعض نے یدعون کو بمعنے یتمنون کے کہا ہے اس سے اور بھی سہولت ہو گئی اور یہ خطاب لقد اضل منکم جبلا کثیرا باعتبار اکثر کفار کے ہے پس سب سے اول جو کافر ہوئے ہیں جنہوں نے دوسرے کفار کا گمراہ ہونا اور اُن پر وبال نازل ہونا نہیں دیکھا سُنا اُن کو اس خطاب کا شامل نہ ہونا محل وسوسہ نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ایک منبہ کے نہ ہونے سے دوسرے دلائل وتنبیہات کی نفی لازم نہیں آتی

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ

اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور وہ آپ کے لیے شایاں بھی نہیں وہ تو محض نصیحت اور ایک آسمانی کتاب ہے جو احکام کی ظاہر کرنے والی ہے تاکہ ایسے شخص کو ڈراوے جو زندہ ہو اور تاکہ

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا

کافروں پر حجت ثابت ہو جاوے۔ کیا ان لوگوں نے اپنی نظر نہیں کی کہ ہمنے اُنکے لیے اپنے ہاتھ کی ساختہ چیزوں میں سے مواشی پیدا کیے پھر یہ لوگ اُنکے مالک بن رہے ہیں اور ہم نے اُن مواشی کو اُن کا تابع بنا دیا سو اُن میں

رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً

اُن کی سواریاں ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں اور ان میں ان لوگوں کے اور بھی نفع ہیں اور پینے کی چیزیں بھی ہیں سو کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے اور انہوں نے خدا کے سوا اور معبود قرار دے رکھے ہیں

لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝

اس امید پر کہ ان کو بڑے وہ اُن کی کچھ مدد کر ہی نہیں سکتے اور وہ اُن لوگوں کے حق میں ایک فریق ہو جاویں گے جو حاضر کیے جاویں گے۔

پس الزام اُن پر بھی قایم ہے اور مہر لگنا یا حقیقۃً ہے یا مجازاً ہے سکوت محض سے اور ایک آیت میں تشہد السنتھم بھی آیا ہے اور ایک میں بنیتھم علیھم وابصارھم وجلودھم آیا ہے یہ سب اعضاء متکلم اور شاہد ہونگے اور ختم علی الافواہ وشہادت السنہ میں وجہ تطبیق سورۂ نور کی آیت یوم تشھد علیھم السنتھم الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مقصود سلام سے جنت میں یا محض اکرام ہے یا بشارت واخبار ہے سلامت دائمی سے پس یہ شبہہ نہ رہا کہ انشاء ودعائے سلامت میں تحصیل حاصل ہے۔ **ربط** اوپر بعث وجزاء کا مضمون تھا آگے رسالت اور اُسکے اعظم دلائل یعنی قرآن کی حقیت کا مضمون ہے جو شروع سورت میں بھی تھا۔

تحقیق رسالت وقرآن

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور (یہ کفار جو نفی نبوت کے لیے آپکو شاعر

یعنی خیال بند کہتے ہیں گو نظم نہ ہو سو محض باطل ہے اس لیے کہ) ہم نے آپ کو شاعری (یعنی خیالی مضامین مرتب کرنے) کا علم نہیں دیا (اور بلا تعلیم خواہ وہ وہبی ہو یا مکتسب ہو کسی شے کا علم حاصل ہوتا نہیں پس آپ فن شاعری سے منزہ ہوئے) اور وہ (شاعری) آپ کے لیے شایاں بھی نہیں (کیونکہ آپ اعلیٰ درجہ کی محقق اور مضامین شعریہ کی بناتخیل محض پر ہوتی ہے پس دونوں میں تنافی ہوئی جس سے اجتماع بالفعل تو محال ہی ہے لیکن اجتماع بالقوۃ القریبہ یہ ہونا یعنی شاعری پر قدرت نہ ہونا تنافی کا بہت ہی اعلیٰ درجہ اور کمال نزاہت ہے حتی کہ نظم میں چونکہ غالباً مضامین متخیلہ ہوا کرتے ہیں اس لیے نظم میں بھی مہارت نہیں دی گو وہ شعر بالمعنی المنفی نہ ہو) وہ (یعنی اُن کو جو ہم نے وحی سے تعلیم کیا جس کو وہ لوگ شعر کہا کرتے تھے وہ) تو محض نصیحت (کا مضمون) اور ایک آسمانی کتاب ہے جو احکام کی ظاہر کرنے والی ہے تاکہ (اپنی اہانت احکام کے اثر سے) ایسے شخص کو (نافع ڈراتا) ڈراوے جو (جبوۃ قلبیہ کے اعتبار سے) زندہ ہو اور تاکہ کافروں پر (عذاب کی) حجت ثابت ہو جاوے (کہ اُن سے کہا جاویگا کہ باوجود سُننے احکام کے تم نے انکار کیا) **ف** سورۂ شعراء کے اخیر رکوع آیت والشعراء یتبعھم الخ کی تفسیر میں بھی نفی شعر کے معنے اور وجہ گذر چکی ہے جس کا ملاحظہ مفید ہے اور کسی شعر کا نقل کرنا کسی غرض صحیح سے یا بالقصد کوئی کلام موزوں مُنہ سے نکل جانا یہ منافی نہیں ہر مضمون آیت کے **ربط** اوپر وآیۃ لھم الارض الخ میں ایسے دلائل سے اثبات توحید تھا جو متضمن بیان نعم الٰہیہ کو بھی ہیں آگے پھر اُسی مضمون کیطرف عود ہے ایسے ہی دلائل سے اور وہاں اخیر میں شرکاء کی نفی تھی اشارۃً یہاں صراحۃً ہے۔

عود بسوئے توحید

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝

اللغات قولہ رکوب بمعنی المرکوب کفعول بمعنی المفعول ومنہ الحصود وحلوب قولہ مشارب جمع مشرب مصدر بمعنی المفعول وہو الماء الذی شرب منہ وخص بعرف فی المنابع الشرعیۃ واعتاد العرب بہ وجمع باعتبار اختلاف انواعہ

البلاغۃ قولہ حیا فیہ استعارۃ کما فی قولہ کان مناد اجیبنا فی قولہ ایدینا فی آیۃ خلقت بیدی والنہی فی آیۃ یدالخ فوق ایدیھم الا فرادوہنا عندی تفنن قولہ انعاما تخصیص بکثرۃ ما فیھا وذکر الشاہد تکمیلا قولہ لھم ہو عندی بمعنی علیھم

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ان ھو یعنی ان کو جو اشارۃ الی المرجع الدال علیہ المقام ۱۲

۲ قولہ فی لینذر تاکہ اپنی اہانت اشارۃ الی تعلق لینذر بحسبین فی قراءۃ لتنذر بالفوقانیۃ ایضا یصح تعلق اللام لسین بعد تقدیر الجار والمجرور ای ہین فیہ للاحکام لتنذر الخ ۱۲

وقف لازم

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝

تو ان لوگوں کی باتیں آپ کے لیے آزردگی کا باعث نہونا چاہیے بیشک ہم سب جانتے ہیں جو کچھ یہ دلمیں رکھتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں کیا آدمی کو یہ معلوم نہیں کہ ہم نے اسکو نطفہ سے پیدا کیا شو ہ علانیہ اعتراض کرنے لگا

کیا ان (مشرک) لوگوں نے اسپر نظر نہیں کی کہ ہم نے اُن کے (نفع کے) لیے اپنے ہاتھ کی ساختہ چیزوں میں سے مواشی پیدا کئے پھر (ہمارے مالک بنانیسے) یہ لوگ اُن کے مالک بن رہے ہیں اور (آگے اُس نفع کی کچھ تفصیل ہی کہ) ہم نے اُن مواشی کو اُن کا تابع بنا دیا سو (وہ اُن کے کام میں لانیسے کام دیتے ہیں چنانچہ) اُن میں بعضے تو اُن کی سواریاں ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں اور اُن میں ان لوگوں کے اور بھی نفع ہیں (جیسے بال کھال ہڈی وغیرہ مختلف طریقوں استعمال میں آتے ہیں) اور (اُن میں ان لوگوں کے) پینے کی چیزیں بھی ہیں (یعنی دودھ) سو کیا (اسپر بھی) یہ لوگ شکر نہیں کرتے (جس میں اقدم اور اہم قبیل توحید اور انہوں نے (بجائے شکر اور توحید کے کفر اور شرک اختیار کر رکھا ہے چنانچہ) خدا کے سوا اور معبود قرار دے رکھے ہیں اس امید پر کہ ان کو (اُن معبودین کیطرف سے) مدد ملے (لیکن) وہ اُن کی کچھ مدد کر ہی نہیں سکتے اور (مدد تو کیا کرتے اور اُلٹے) وہ (معبودین) اُن لوگوں کے حق میں ایک فریق (مخالف) ہو جاوینگے جو (موقف حساب میں بالاضطرار) حاضر کیے جاوینگے (اور وہاں حاضر ہو کر اُن کی مخالفت کا اظہار کرینگے کما قال تعالی فی سورۃ مریم ویکفرون بعبادتہم ضدا وقال تعالی فی سورۃ یونس قال شرکاءھم ما کنتم ایانا تعبدون وغیر ذلک من الآیات) ف ان آیتوں کی جو ابھی لکھی گئی ہیں تفسیر ملاحظہ کر لینا مفید ہے اور انعام سے اگر مراد خاص مواشی ہیں جو حلال ہیں تو منہا یاکلون میں من ابتدائیہ لینے پر تو کوئی اشکال نہیں اور تبعیضیہ لینا یا تو باعتبار اجزاء کے ہو کہ باعتبار اجزیات کے اور ظاہر ہے کہ کل اجزاء ماکول نہیں ہوتے اور یا اگر جزئیات کے اعتبار سے نہ ہو بلکہ نوع کے اعتبار سے ہو اور ظاہر ہی کہ واقع محض اکل البعض ہی گو جواز کُل کو شامل ہو اور ہاتھوں کے ساختہ ہونے کا مطلب یہ ہی کہ تخلیق میں کوئی اور دخیل نہیں ربط اوپر باوجود وضوح مقتضی توحید کے کہ خلق انعام ہی جسکے وضوح اقتضاء کی طرف الم یروا سے اشارہ مفہوم ہی مشرکین کا توحید کو قبول نہ کرنا اور باوجود وضوح مانع اشراک کے کہ عجز اصنام ہی جسکا وضوح مشاہدہ سے اور نیز لا یستطیعون الخ سے صراحۃً معلوم ہی اُن کا شرک کو اختیار کرنا مذکور تھا جس سے اُن کا غایت درجہ کا غبی یا نہایت درجہ کا معاند ہونا لازم آتا ہے آگے اس لازم پر تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مضمون متفرع فرماتے ہیں اور اُس کو انا نعلم الخ سے مؤکد فرماتے ہیں جو کہ مناسب ہے مضمون بعث مذکور بالا اور اس مضمون سے دربارہ مسئلہ رسالت کی اور زائد تسلی حاصل ہوتی ہی کہ جب یہ لوگ حق تعالی کے ساتھ ایسا معاملہ کرتے ہیں تو آپکے ساتھ کچھ بھی عجب نہیں پس اس مجموعی تقریر سے یہ مضمون تسلیہ کا بعث اور رسالت اور توحید جو بالترتیب اوپر مذکور ہیں سب سے مرتبط ہو گیا۔

تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ (جب یہ لوگ ایسے واضح واضح امور میں خلاف کرتے ہیں) تو ان لوگوں کی باتیں (در باب توحید و رسالت وغیرہ کے) آپکے لیے آزردگی کا باعث نہ ہونا چاہیے (کیونکہ آزردگی ہوتی ہی امید سے اور امید ہوتی ہی مخاطب کے عقل و انصاف سے اور یہاں اگر عناد ہو تو عقل نہیں اور اگر عناد ہی تو انصاف نہیں پھر کیا امید پھر غم کیوں آگے دوسرے طور پر تسلیہ کی تاکید ہی کہ) بیشک ہم سب جانتے ہیں جو کچھ یہ دل میں رکھتے ہیں اور جو کچھ زبان سے ظاہر کرتے ہیں (پس ان کو وقت پر جزائے کافی ملیگی) ربط اوپر ویقولون متی ھذا الوعد میں مضمون بعث کا تھا آگے خاتمہ میں پھر عود ہی اُسی کی طرف البتہ وہاں چونکہ سوال وقوع سے تھا کما یدل قولہ تعالی ویقولون متی ھذا الوعد اس لیے وہاں واقعات زیادہ ہیں گو دلیل نشاء الخ میں بعض اُن واقعات کی صحت بھی استدلال ہی اور یہاں چونکہ اعتراض کے امکان پر تھا جیسا لباب میں تصحیح حاکم ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ عاص بن وائل ایک بوسیدہ ہڈی لیکر حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اُس کو چُٹکی سے ملکر کہنے لگا کہ کیا یہ ایسی حالت کے بعد زندہ ہوگی آپنے فرمایا ہاں اور تو دوزخ میں جاویگا اسپر اولم یر الانسان سے آخر سورت تک آیتیں نازل ہوئیں اس لیے یہاں زیادہ استدلال ہی صحت و امکان پر گو بالکل اخیر کی آیت میں وقوع کا بھی حکم ہی واللہ اعلم۔

جواب استبعاد بعث

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ قبل فلا یحزنک جب یہ لوگ اشارۃ الخ قولہ الفاء بہا ظاہر غنی عن تقدیر

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ

اور اُسنے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا اور اپنی اصل کو بھول گیا کہتا ہے کہ ہڈیوں کو جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں کون زندہ کریگا آپ جواب دیدیجیے کہ اُنکو وہ زندہ کریگا جسنے اول بار میں اُنکو پیدا کیا ہے اور وہ سب طرح کا

خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

پیدا کرنا جانتا ہے وہ ایسا ہے کہ ہرے درخت سے تمہارے لیے آگ پیدا کر دیتا ہے پھر تم اُس سے اور آگ سلگا لیتے ہو اور جس نے آسمان اور زمین

وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰي ۙ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

پیدا کیے کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو پیدا کرے ضرور وہ قادر ہے اور وہ بڑا پیدا کرنیوالا خوب جاننے والا ہے جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اُسکا معمول تو یہ ہے کہ اُس چیز کو کہدیتا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ع ۴

تو اُس کی پاکی ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے اور تم سب کو اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝ الَّذِيْ

جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ

يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰي ۙ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ

بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ کیا (اُس) آدمی کو (جو کہ بعث کا انکار کرتا ہے یہ معلوم نہیں کہ ہم نے اُس کو (ایک حقیر) نطفہ سے پیدا کیا (جس کا مقتضا تو یہ تھا کہ اپنی اس ابتدائی حالت کو یاد کر کے اولا بوجہ اپنی حقارت اور خالق کی عظمت کے جرأت انکار و گستاخی اعتراض سے طبعاً شرماتا ثانیاً خود اس حالت سے صحت بعث پر عقلاً استدلال کرتا) سو (اُس نے ایسا نہ کیا بلکہ برخلاف اقتضائے مذکور) وہ علانیہ اعتراض کرنے لگا اور (وہ اعتراض یہ کہ) اُس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا (عجیب اس لیے کہ اُس سے انکار قدرت لازم آتا ہے) اور اپنی اصل کو بھول گیا (کہ نطفہ حقیر ہے جس سے ہم نے اُس کو انسان بنایا ہے ورنہ طبعاً اور عقلاً ایسی بات نہ کہتا اگر اپنی اصل کو نہ بھولتا) کہتا ہے کہ ہڈیوں کو (خصوص جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں کون (زندہ کریگا آپ جواب دیدیجیے کہ اُن کو وہ زندہ کریگا جس نے اول بار میں اُنکو پیدا کیا ہے (جب کہ وہ حیات سے بہت بعید تھیں اور اب تو ایسا وہ حیات کو قبول بھی کر چکی ہیں) اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے (ابدا بھی اعادہ بھی اس کو کچھ مشکل نہیں) وہ ایسا (قادر مطلق) ہے کہ (بعض) ہرے (درخت سے تمہارے لیے آگ پیدا کر دیتا ہے پھر تم اُس سے اور آگ سلگا لیتے ہو (چنانچہ عرب میں ایک درخت تھا مرخ اور ایک عفار اُن سے چقماق کا کام لیتے تھے پس جب پانی میں کہ حضرت اُسی کا اثر ہے آگ پیدا کر دیتے ہیں تو جماد میں حیات پیدا کرنا کیا مشکل ہے کیونکہ وہاں تو آگ کے ساتھ پانی بھی رہتا ہے اور یہاں تو حیات کے ساتھ جمادیت نہ رہیگی تو وہ اس احیاء سے زیادہ عجیب ہے) اور جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے ہیں کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو (دوبارہ) پیدا کر دے ضرور وہ قادر ہے (بلکہ زمین و آسمان تو اور بھی بڑے ہیں قال تعالیٰ لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس) اور وہ بڑا پیدا کرنے والا خوب جاننے والا ہے (اور اُس کی قدرت ایسی ہے کہ) جب وہ کسی چیز (کے پیدا کرنے) کا ارادہ کرتا ہے تو بس اُسکا معمول تو یہ ہے کہ اُس چیز کو کہدیتا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے (تو اُسکو کیا بات مشکل ہو سکتی ہے) تو (ان سب مقدمات سے ثابت ہو گیا کہ) اُس کی پاک ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے (یعنی وہ عجز وغیرہ کے نقص سے منزہ ہے) اور (یہ امر سب شبہات سے سالم باقی رہ گیا کہ) تم سب کو (قیامت میں) اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے ف مثلهم کے ایسے معنے ہیں جیسے محاورات میں بولتے ہیں کہ میں تم جلیسوں کو کیا سمجھتا ہوں یعنی تم کو بھی اور تمہارے امثال کو بھی اور یہاں کئی استدلال جمع ہیں اول یحییها جسکی طرف نسی من نطفه اور نسی میں بھی اشارہ ہے ثانی وهو بکل خلق علیم جو کہ وهو الخلاق العلیم سے متقارب ہے ثالث الذی جعل لکم الخ رابع اولیس الذی الخ خامس انما امره الخ اور فسبحن الخ میں اشارہ ہے مطلوب ثابت بالدلائل المذکورہ کی طرف حیا کلمۂ فا اس پر دال ہے اور تحقیق

النحو قوله ر میت لم یقل رمیة لاستواء المذکر والمؤنث فی فعیل ۱۲

ملحقات الترجمہ

ف قوله فی هو بکل خلق اُس کو کچھ مشکل نہیں قرینۂ بکلِّ الخ فائدہ ۱۲

ف قوله فی امره معمول اشارۃ الی کون اللام بمعنی الشان ۱۲

سورۃ والصافات مکیۃ وھی مائۃ واثنتان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وثمانون اٰیۃ وخمس رکوعات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

قسم ہے اُن فرشتوں کی جو صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں پھر اُن فرشتوں کی جو ہندش کرنے والے ہیں پھر اُن فرشتوں کی جو ذکر کی تلاوت کرنے والے ہیں کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى

اور پروردگار ہے طلوع کرنے کے مواقع کا ہم ہی نے رونق دی ہے اس طرف والے آسمان کو ایک عجیب آرائش یعنی ستاروں کے ساتھ اور حفاظت بھی کی ہر ہر شریر شیطان سے وہ شیاطین عالم بالا کی طرف

الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝

کان بھی نہیں لگا سکتے اور وہ ہر طرف سے مار کر دھکے دیدئے جاتے ہیں اور اُن کے لیے دائمی عذاب ہوگا مگر جو شیطان کچھ خبر لے ہی بھاگے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اُسکے پیچھے لگ لیتا ہے

کن فیکون کی اخیر پارہ الم میں گذری ہے اور تکوین اشیاء میں گو اسباب میں تدریج بھی ہوتی ہے مگر افاضہ صورت نوعیہ کا دفعی ہے یا تدریجیات من کن تدریجاً حکم ہوتا ہے اور دفعیات میں کن دفعۃ وقد تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ یس ثانی ربیع الاول یوم الثلاثاء ۱۳۴۵ من الہجرۃ والمرجو من اللہ تعالی التوفیق لاتمام البقیۃ سورۃ والصّٰفّٰت مکیۃ وایہا مائۃ واحدی واثنتان وثمانون کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورۃ کا خلاصہ یہ مضامین ہیں توحید جس سے سورت شروع بھی کیگئی اور پھر بعث جس پر شروع سورت ہی میں بعض دلائل مذکورہ توحید سے استدلال بھی کیا گیا اور رکوع دوم کے ختم تک وہی مضمون بعث کا چلا گیا اور پھر رسالت جسکا سلسلہ بضمن قصص قریب ختم سورت تک چلا گیا پھر فاستفتہم الربک الخ سے عود ہے توحید وتنزیہ کی طرف پھر وان کانوا لیقولون سے منکرین کی تقریع وتہدید اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ وعدہ سے پھر خاتمہ میں تنزیہ ذوالجلال والاکرام اور تنویہ شان رسل کرام جو کہ توحید ورسالت کے مناسب ہے اور اس سے سورت سابقہ کے مجموعہ کا اس سورت کے مجموعہ سے بھی ارتباط ظاہر ہوگیا کہ وہ بھی ان ہی مضامین پر مشتمل تھی۔

اثبات توحید بدلیل وتاکید شش بقسم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝

قسم ہے اُن فرشتوں کی جو (عبادت میں یا حق تعالی کا حکم سننے کے وقت) صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں (جیسا اسی سورت میں آگے آویگا وانا لنحن الصافون اور حدیث میں ہے الا تصفون کما تصف الملائکۃ) پھر (قسم ہے) اُن فرشتوں کی جو (شہاب ثاقب کے ذریعہ سے آسمانی خبریں لانیسے شیاطین کی) ہندش کرنے والے ہیں (جیسا اسی سورت میں عنقریب آتا ہے ویقذفون من کل جانب الخ) پھر (قسم ہے) اُن فرشتوں کی جو ذکر (الٰہی تسبیح وتقدیس کی تلاوت کرنے والے ہیں (جیسا اسی سورت میں آویگا وانا لنحن المسبحون غرض ان سب کی قسم کھا کر کہتے ہیں) کہ تمہارا معبود (برحق) ایک ہی (اور دلیل اس توحید کی یہ ہے کہ) وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا (یعنی اُن کا مالک اور متصرف) اور پروردگار ہے (سب ستاروں کے) طلوع کرنیکے مواقع کا (اور) ہم ہی نے رونق دی ہے اس طرف والے آسمان کو ایک عجیب آرائش یعنی ستاروں کے ساتھ اور (اُن ہی ستاروں کے ساتھ اس آسمان کی یعنی اُسکی خبروں کی) حفاظت بھی کی ہر ہر شریر شیطان سے (جسکا طریق آگے آتا ہے یقذفون الخ اور اسی انتظام قذف ورجم کی وجہ سے) وہ شیاطین عالم بالا (یعنی ملا اعلیٰ کی)

اللغات

قولہ واصب دائم اتبع یجیئے تبع ثاقب مضیئ ثقبہ الجر بالضوء ۱۲

النحو قولہ الکواکب بدل من زینۃ قولہ وحفظا مفعول مطلق لمقدر ای حفظناہا بہ حفظا قولہ دحورا مفعول مطلق لیقذفون باعتبار المعنی قولہ الا من خطف استثناء متصل من واو لیسمعون ومن بدل منہ باعتبار مجموع الاستماع والسمع ای لا یستمعون ولا یسمعون الا الخاطف فیسمع ویسمع لکن بحرقۃ لا یقدر علی استماع خبرہ والایصال الیہ ۱۲

(باتوں کی) طرف کان بھی نہیں لگا سکتے (یعنی اکثر تو رجم کے ڈر سے دُور ہی دُور رہتے ہیں) اور (اگر کبھی اتفاقاً اس کی کوشش کرتے بھی ہیں تو) وہ ہر طرف سے (یعنی جس طرف بھی جو شیطان جاوے) مار کر دھکے دے دیے جاتے ہیں (یہ عذاب وذلت تو اُن کو فی الحال ہے) اور (پھر آخرت میں) اُن کے لیے (جہنم کا) دائمی عذاب ہوگا (غرض قبل خبر سننے ہی کے رجم کر دیا جاتا ہے اور استماع کا قصد کر کے سمع خبر میں ناکام رہتا ہے) مگر جو شیطان کچھ خبر لے ہی بھاگے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اُس کے پیچھے لگ لیتا ہے (کہ اُس کو جلا بھُونک دیتا ہے پس سمع خبر کے بعد بھی استماع وایصال خبر میں ناکام رہتا ہے پس یہ تمامتر انتظامات وتصرفات دال علی التوحید ہیں اور گو اس استدلال کے بعض مقدمات سمعی ہیں لیکن خود اس دلیل سمعی کی صحت دلیل عقلی سے ثابت ہے لہٰذا وہ سمعی بھی مثل عقلی ہی کے ہوا اور یہ استدلال علی التوحید معنیً عقل ہی رہا اور شہاب ثاقب سے شیطان کے رجم اور استراق سمع کی تحقیق شروع سورۂ حجر میں گذر چکی ہے اور ظاہر آیت انا زینا السماء الدنیا سے کواکب کا اسی آسمان میں ہونا معلوم ہوتا ہے اور اہل ہئیت کے پاس کواکب کے جُدا جُدا آسمان پر ہونے کی کوئی دلیل کافی نہیں اور اگر کسی دلیل صحیح سے یہ ثابت ہو جاوے تو آیت کی توجیہ یہ ہوگی کہ جب بھی اس کی زمین تو اُن سے ہو سکتی ہے اور مخلوق کی قسم کھانے کی تحقیق بذیل تفصیل آیت لعمرك واقعہ سورہ حجر گذر چکی ہے اور مقصود ان قسموں سے استدلال نہیں استدلال تو آگے ہے محض تاکید کلام ہے جیسا کہ سرخی کا عنوان اس طرف مشیر ہے البتہ ان قسموں میں اشارہ استدلال باحوال مقسم علیہ کی طرف ہوتا ہے یا مقسم بہ نظیر مقسم علیہ کی ہوتا ہے کہ نظیر بھی ایک گونہ دال ہوتی ہے دوسری نظیر پر چنانچہ ان صافات کے احوال میں کہ مصنوع ہیں دلالت علی الصانع والتوحید ظاہر ہے اسی طرح ہر جگہ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے اور ظاہراً سیاق آیت لا یسمعون سے معلوم ہوتا ہے کہ اول استماع کی نفی کی باعتبار اکثر کے پھر بعد استماع شاذ ونادر کے یقذفون میں سمع کی نفی کی پھر بعد سمع اتفاقی کے اتبعہ سے اسماع کی نفی کی اور من کل جانب کا مطلب یہ نہیں کہ ہر شیطان کو ہر طرف سے رجم کرتے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرف کوئی شیطان جاوے اُدھر ہی مرجوم ہوتا ہے اور جن فرشتوں کی قسم کھائی ہے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب فرشتے مختلف جماعتیں ہیں کوئی مدبرات ارض ہیں جن کو احکام بتلائے جاتے ہیں کوئی قیام عبادت میں مشغول ہیں اور یہ دونوں صف باندھتے ہیں یا احکام سننے والوں کا اصطفاف بمعنے اصطفاف اجنحہ کے ہو اور بعض مدبرات سمار ہیں جو شیاطین کو رجم کرتے ہیں اور بعض محض تسبیح وتقدیس کے لیے مخصوص ہیں اس صورت میں تو عطف ظاہر ہے اور اگر ایک ہی جماعت یہ سب کام کرتی ہو تو عطف باعتبار تغایر صفت کے ہوگا اور تعقیب کلمہ فاء سے باعتبار فعل قسم کے ہے یعنی کئی قسمیں آگے پیچھے کھاتے ہیں اس میں اور کسی توجیہ کی ضرورت نہیں کیونکہ جب قسم متعدد ہوگی تو اُن میں مرتبہ تلفظ میں تعاقب ہو ہی گا اور عذاب دائمی شیاطین کو بوجہ اُن کے کفر کے ہوگا اور یہاں مغارب کا ذکر اس لیے نہیں ہوا کہ مشارق کا ذکر اُس پر بھی دال ہے اور شاید تخصیص مشارق کی اسلیے ہو کہ اشراق بوجہ نصب العین ہونے کے قدرت پر زیادہ دال ہے گو دوسری کئی وجہ سے غروب زیادہ دال ہو اور اس آیت میں مشارق جمع آیا ہے اور بعض میں تثنیہ کے صیغہ سے آیا ہے جیسے سورۂ رحمٰن میں سو وہ باعتبار شمس وقمر کے ہوگا اور بعض جگہ مفرد آیا ہے جیسے سورۂ مزمل میں سو یا تو اُس سے مراد جنس ہوگا یا خاص آفتاب کا مطلع ومغرب بوجہ اُس کے اشہر الکواکب ہونے کے مراد ہوگا اور اس کے سوا اور بھی توجیہات محتمل ہیں اور شیاطین کی اس حالت بیان کرنے سے علاوہ استدلال علی التوحید بالتقریر المذکور کے اشارہ ابطال شرک کی طرف ایک اور تقریر سے بھی ہو گیا یعنی شیاطین جن کو تم شرکاء قرار دیتے ہو وہ اس درجہ مدحور ومطرود ہیں کہ عالم بالا تک رسائی تو میسر نہیں اس سے زیادہ رفعت وقدرت تو اُن کو کیا ہوگی پھر الوہیت کے مستحق کب ہو سکتے ہیں نیز اشارہ صحت رسالت کی طرف بھی اس طرح حاصل ہو گیا کہ اس قرآن میں کہانت کا احتمال نہیں اور بعث پر اس سے استدلال خود آگے موجود ہے پس اس طور پر یہ مضمون جامع ہو گیا اُصول ثلثہ کو (الربط اور پر اثبات توحید تھا آگے اثبات بعث ہے جس سے امکان پر بعض اجزاء دلیل توحید مذکور سے استدلال بھی کیا گیا ہے جیسا کلمہ فاء فاستفتہم میں اس پر دال ہے اور ثبوت نبوت سے اُس کے وقوع پر استدلال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسا واذا رأوا الخ کی تقریر ترجمہ سے معلوم ہوگا اور بعث کے ساتھ کفار کا عذاب اور مؤمنین کا ثواب ذکر فرمایا گیا ہے اور انهم لغوا باءهم میں بطور تتمیم مضمون کے عذاب کفار کی ایک تعلیل ارشاد ہوئی ہے

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا

تو آپ انسے پوچھیے کہ یہ لوگ بناوٹ میں زیادہ سخت ہیں یا ہماری پیدا کی ہوئی یہ چیزیں جنہیں ان لوگوں کو کیچی مٹی سے پیدا کیا ہے بلکہ آپ تو تعجب کرتے ہیں اور یہ لوگ تسخر کرتے ہیں اور جب انکو سمجھایا جاتا ہے

يَذْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا

تو یہ سمجھتے نہیں اور جب یہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اُس کی ہنسی اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے بھلا جب ہم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم

لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ

زندہ کیے جاوینگے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی آپ کہدیجیے کہ ہاں اور تم ذلیل بھی ہوگے پس قیامت تو بس ایک للکار ہوگی سو سب یکایک دیکھنے بھالنے لگیں گے

وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ع ۱ ۱۲ ۵

اور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی یہ تو وہی روز جزا ہے یہ وہی فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے جمع کرو ظالموں کو

الربع

وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ

اور اُنکے ہم شربوں کو اور اُن معبودوں کو جنکی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے پھر ان سب کو دوزخ کا راستہ بتلاؤ اور ان کو ٹھیراؤ ان سے پوچھا جاوے گا کہ اب تم کو کیا ہوا

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ

ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے بلکہ وہ سب کے سب اُس روز سرافگندہ ہونگے اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر جواب سوال کرنے لگیں گے تابعین کہیں گے

كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝

کہ ہم پر تمہاری آمد بڑے زور کی ہوا کرتی تھی متبوعین کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے اور ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں بلکہ تم خود ہی سرکشی کیا کرتے تھے

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۚ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ۝ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝

سو ہم سب ہی پر ہمارے رب کی یہ بات محقق ہو چکی تھی کہ ہم سب کو مزہ چکھنا ہے تو ہم نے تم کو بہکایا ہم خود بھی گمراہ تھے تو وہ سب کے سب اُس روز عذاب میں شریک رہیں گے

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝

ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں

بحث بعث و واقعات او

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۚ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ۝ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝

الف) قولہ بل عجبت ویسخرون عدی ان مدخول بل المجرح باعتبار یسخرون کما بالمرمن رجعی قولہ فالحکم علیہ مشاہی ذلک البلاغۃ قولہ طین لازب صفۃ بالاستحضار صورۃ وحقارۃ قولہ یستسخرون لما کان السخریۃ اشد وانقطع بعد ما ذکر ورای آیۃ معجزۃ ہہنا بالاستغفال لانہ یعجز نسبۃ الذوق الی احد تعالی الا انہ عدل الی لفظ المتکلم لانہم متکلمون بذلک من القسم ۱۲

فان الیمین موصوفۃ بالقوۃ وہہنا تبع البطرانی تقصدوا عن السلطان الغلبۃ حتی تحملوا علی الضلال کذا فی الروح عن الفراء واخترتہ لمناسبۃ قولہ تعالی وما ان لنا علیکم من سلطان قولہ انا لذائقون اصلہ انکم لذائقون لانہ لا یجوز نسبۃ الذوق الی احد تعالی الا انہ عدل الی لفظ المتکلم لانہم متکلمون بذلک من القسم ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ بل عجبت فی قراءۃ بالتکلم وتوجیہ تقدیر قل قبل بل او بعدہ کما قیل ۱۲

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۭ بَلْ جَاۗءَ بِالْحَقِّ

وہ لوگ ایسے تھے کہ جب اُن سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو تکبر کیا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں گے بلکہ ایک پیغمبر دین لیکر آئے ہیں

وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَذَاۗىِٕقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

اور دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں تم سب کو عذاب چکھنا پڑے گا اور تم کو اُس ہی کا بدلہ ملے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہاں مگر جو اللہ کے خاص کئے ہوئے بندے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ عَلٰي سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝

اُنکے واسطے ایسی غذائیں ہیں جن کا حال معلوم ہو یعنی میوے اور وہ لوگ بڑی عزت سے آرام کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے اُنکے پاس ایسا جام شراب لایا جائیگا جو بہتی ہوئی شراب ہے بھرا جاوے گا

بَيْضَاۗءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۝ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝

سفید ہوگی پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی نہ اُسمیں درد سر ہوگا اور نہ اُس سے عقل میں فتور آویگا اور اُن کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی ہونگی گویا وہ بیضے ہیں چھپے ہوئے رکھے ہیں

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ۝ يَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا

پھر ایک دوسرے کیطرف متوجہ ہوکر بات چیت کرینگے اُن میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ملاقاتی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ تو بعث کے معتقدین میں سے ہے کیا جب ہم مرجاوینگے

وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۝ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۝ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَاۗءِ الْجَحِيْمِ ۝ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ۝

اور مٹی اور ہڈیاں ہوجاویگے تو کیا ہم جزا وسزا دیئے جاویگے ارشاد ہوگا کہ کیا تم جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو سو وہ شخص جھانکے گا تو اُسکو وسط جہنم میں دیکھیگا کہیگا کہ خدا کی قسم تو تو مجکو تباہ ہی کر چکا تھا

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ۝ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی اُنہی لوگوں میں ہوتا کیا ہم بجز پہلی بار کے مرچکنے کے اب نہیں مرینگے اور نہ ہم کو عذاب ہوگا یہ بے شک

الْعَظِيْمُ ۝ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ۝

بڑی کامیابی ہے ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے بھلا یہ دعوت بہتر ہے یا زقوم کا درخت ہم نے اُس درخت کو ظالموں کیلیے موجب امتحان بنادیا ہے

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ بَلْ جَاۗءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَذَاۗىِٕقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ عَلٰي سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ بَيْضَاۗءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۝ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ۝ يَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۝ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۝ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَاۗءِ الْجَحِيْمِ ۝ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ۝ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ۝ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ۝

اللغات قولہ کاس فی الروح عن اکثر اللغویین ان اناء الخمر لا یسمی کاسا حقیقۃ الا وفیہ خمر فان خلا سمہ فہو قدح قولہ معین ای جار کما جری الانہار عقول فی القاموس الصدرع ینزفون فی القاموس نزف کعنی ذہب عقلہ قولہ بیض معروف وہو اسم جنس والواحدۃ بیضۃ قولہ لمدینون لمجزیون ۱۲

النحو قولہ الا عباد اللہ استثناء منقطع بمعنی لکن وما لکم خبر قولہ فواکہ بدل من رزق معلوم قولہ من معین صفۃ کاس ای کائنۃ من معین ومعین صفۃ لمقدر ای من خمر معین بمعنی الجاری کالماء ۱۲

البلاغۃ قولہ لذۃ للذۃ مصدر وصف بہ مبالغۃ فصار کانہ عین اللذۃ او علی حذف مضاف ای ذات لذۃ قصرات الطرف عین کنایۃ عن العفۃ لان العفیفۃ لا تنظر الی غیر زوجہا او قصرن ابصارہن علی ازواجہن یتساءلون کنایۃ عن التحادث وان لم یکن فیہ سوال وجواب ۱۲

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝

وہ ایک درخت ہے جو قعرِ دوزخ میں سے نکلتا ہے اُس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپ کے پھن تو وہ لوگ اُس سے کھاویں گے اور اُسی سے پیٹ بھریں گے

ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ ۝ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ۝ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ۝ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ يُهْرَعُونَ ۝

پھر اُن کو کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جاوے گا اور پھر اخیر ٹھکانا اُن کا دوزخ ہی کی طرف ہوگا اُنہوں نے اپنے بڑوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا پھر یہ بھی اُن ہی کے قدم بقدم تیزی کے ساتھ چلے تھے

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝

اور ان سے پہلے بھی اگلے لوگوں میں اکثر گمراہ ہو چکے ہیں اور جن میں بھی ڈرانیوالے بھیجے تھے سو دیکھ لیجے اُن لوگوں کا کیسا انجام ہوا جنکو ڈرایا گیا تھا ہاں مگر جو اللہ کے خاص کئے ہوئے بندے تھے

إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ۝ وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ۝ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ۝

ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا اور نوح نے ہم کو پکارا تھا سو ہم کیا ہی اچھے دعا قبول کرنیوالے ہیں اور ہم نے اُن کو اور اُن کے گھر والوں کو بڑی تکلیف سے نجات دی اور اُن کی اولاد ہی کو باقی رکھا اور پچھلوں میں اُن کا ذکر خیر چھوڑا سلام ہے نوح پر سارے جہان میں ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ۝ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝ فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ۝ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ۝ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ۝ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ۝ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ۝

اور نوح کے طریقہ پر ابراہیم تھا جب وہ اپنے رب کے پاس پاک دل لیکر آیا جب اُس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ تم کیا پوجتے ہو کیا اللہ کو چھوڑ کر جھوٹ موٹ کے معبود بنانا چاہتے ہو تو سارے جہان کے پروردگار کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے پھر اُس نے ستاروں پر ایک نظر کی پھر کہا کہ میرا جی اچھا نہیں ہے پھر وہ اُس سے پیٹھ پھیر کر چلے گئے پھر وہ اُن کے معبودوں کے پاس گیا اور کہا کہ تم کھاتے کیوں نہیں ہو تمہیں کیا ہوا ہے کہ بولتے نہیں ہو پھر وہ اُن پر داہنے ہاتھ سے مارنے لگا پھر لوگ اُس کی طرف دوڑتے ہوئے آئے اُس نے کہا کہ تم اپنے ہاتھ کے تراشے ہوئے بتوں کو پوجتے ہو اور اللہ نے تم کو اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا ہے اُنہوں نے کہا کہ اُس کے لیے ایک عمارت بناؤ پھر اُس کو دہکتی آگ میں ڈال دو سو اُنہوں نے اُس کے ساتھ بدی کرنی چاہی تھی پھر ہم نے اُن کو نیچا دکھایا

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۝ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝

اور ابراہیم نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہ مجھ کو راہ دکھائے گا اے میرے رب مجھ کو نیک بیٹا دے سو ہم نے اُس کو ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دی پھر جب وہ لڑکا اُس کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو اُس نے کہا کہ اے بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں سو تو دیکھ کہ تیری کیا رائے ہے اُس نے کہا کہ اے باپ جو تجھ کو حکم ہوا ہے سو کر ڈال اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھ کو صبر کرنیوالوں میں پائے گا پھر جب دونوں نے حکم مانا اور اُس نے اُس کو ماتھے کے بل گرا دیا اور ہم نے اُس کو پکارا کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں بیشک یہ بڑی آزمائش تھی پھر ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اُس کے بدلہ دیا اور پچھلوں میں اُس کا ذکر خیر چھوڑا سلام ہے ابراہیم پر ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا

وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ ۚ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِنَفْسِهِ مُبِينٌ ۝

اور ہم نے اُس کو اسحاق کی خوشخبری دی جو نیکوکاروں میں سے نبی تھا اور ہم نے اُس پر اور اسحاق پر برکت نازل کی اور اُن دونوں کی اولاد میں سے کوئی نیکوکار ہے اور کوئی اپنا صریح نقصان کرنیوالا ہے

اللغات

قولہ طلعها المراد ههنا اول ما يبدو من الثمر وهو استعارة لان حمله في طلع النخل الشيطين الحيات كذا في القاموس الاهراع الاسراع ۱۲

۱۲ اور جب دلائل توحید میں حق تعالیٰ کا خصوصات عرش تصرفات مذکورہ پر قادر ہونا اور ان مخلوقات کا مقتدر ہونا اصلاً دعویٰ نہ ہوئے

متبوعین انسان ہوں یا شیاطین اپنے تابعین کی مدد نہیں کرتے جیسا دنیا میں اضلال واغواء کے وقت تابعین کو وعدے دیتے تھے کہ اس طریق شر کی کو اختیار کرو کچھ ضرر نہ ہوگا مگر اس سوال کے بعد بھی کچھ تناصر نہ ہوگا) بلکہ وہ سب کے سب اُس روز سرافگندہ (کھڑے) ہونگے اور (بجائے تناصر کے اور باہم تنافر اور تنازع ہوگا کہ) وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر جواب سوال (یعنی اختلاف) کرنے لگیں گے (چنانچہ) تابعین (متبوعین سے) کہیں گے کہ (ہم کو تو تم نے گمراہ کیا کیونکہ) ہم پر تمہاری آمد بڑے زور کی ہوا کرتی تھی (یعنی ہم پر خوب زور ڈال کر جبراً ہے اضلال کا اہتمام اور اُس میں سعی کیا کرتے تھے) متبوعین کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے اور (ہم پر ناحق کا الزام ہے کیونکہ) ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں بلکہ تم خود ہی سرکشی کیا کرتے تھے سو (جب مرتکب کفر کے تم بھی تھے اور ہم بھی بدل علی الاول لم تکونوا مؤمنین وعلی الثانی فما کان لنا علیکم من سلطان ای فی قسرکم علی طریقنا تو اس سے معلوم ہوا کہ) ہم سب ہی پر ہمارے رب کی یہ (ازلی) بات محقق ہو چکی تھی کہ ہم سب کو (عذاب کا) مزہ چکھنا ہوگا سو حاصل ہے کلا لملأن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین کا) تو (اس کا سامان یہ ہو گیا کہ) ہمنے تمکو بہکایا (جس سے تم بلا ہمارے اکراہ کے باختیار خود گمراہ ہوئے اور (اس پر) ہم خود بھی (اپنے اختیار سے) گمراہ تھے (پس دونوں کی گمراہی کے اسباب مجتمع ہو گئے جس میں تمہارا اختیار تمہارے اسباب غوایت کا ایک جزو ہی پھر اپنے کو بری کرنا کیسے چاہتے ہو آگے حق تعالےٰ کا ارشاد ہی کہ جب دونوں فریق کا اشتراک فی الکفر ثابت ہوا) تو وہ سب کے سب اُس روز عذاب میں (بھی) شریک رہینگے (اور ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں (آگے اُن کے کفر و جرم کا بیان ہے کہ) وہ لوگ ایسے تھے کہ (توحید کے بھی منکر تھے اور رسالت کے بھی چنانچہ) جب اُن سے (بواسطہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے) کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو (اس کے ماننے سے) تکبر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ (کے کہنے) کی وجہ سے چھوڑ دینگے (پس اس میں توحید اور رسالت دونوں کا انکار ہو گیا حق تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ پیغمبر نہ شاعر ہیں نہ مجنون) بلکہ (پیغمبر ہیں کہ) ایک سچا دین لے کر آئے ہیں اور (اصول توحید وغیرہ میں) دوسرے پیغمبروں کی تصدیق (اور موافقت) کرتے ہیں (یعنی ایسے اصول بتلاتے ہیں جس میں سب مرسلین متفق ہیں پس وہ اصول بشہادت اجتماع براہین کثیرہ حق ہیں خیال بندی نہیں اور جو بات کا کہنا جنوں نہیں اسی طرح اور امم نے اپنے انبیاء کے ساتھ اسی کے قریب قریب برتاؤ کیا یہاں بعض آیات میں صرف اس امت کے کفار کا ذکر باعتبار خصوصیت مخاطبین وقت نزول قرآن کے ہو گیا آگے بیان ہے اُن کو مشافہۃً اُس عذاب مشترک کے سنانے کا کہ) تم سب (تابع و متبوع) کو عذاب چکھنا پڑے گا اور (اس حکم میں تمہارے کوئی ظلم نہیں ہوا کیونکہ) تم کو اُس ہی کا بدلہ ملیگا جو کچھ تم (کفر وغیرہ) کیا کرتے تھے ہاں مگر جو اللہ کے خاص کیے ہوئے بندے ہیں (مراد اُس سے اہل ایمان ہیں کہ اُنہوں نے حق کا اتباع کیا اللہ تعالےٰ نے اُن کو مقبول اور مخصوص فرما لیا سو) اُن کے واسطے ایسی غذائیں ہیں جن کا حال (دوسری سورتوں میں) معلوم (ہو چکا) ہے یعنی میوے (جن کا ذکر سورۂ یٰس آیت لھم فیھا فاکھۃ میں اور جن کا وصف سورۂ واقعہ آیت وفاکھۃ کثیرۃ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ میں اس کے قبل نازل ہو چکا ہے کیونکہ سورۂ یٰس و واقعہ سورۂ صٰفّٰت سے نزول میں مقدم ہیں کذا فی الاتقان) اور وہ لوگ بڑی عزت سے آرام کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے (اور) اُن کے پاس ایسا جام شراب لایا جاویگا (یعنی غلمان لاویں گے کما فی واقعۃ یطوف علیہم ولدان الخ) جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جاویگا (کما قال تعالیٰ واٰنھار من خمر جس سے اُس کی کثرت اور لطافت معلوم ہوئی اور دیکھنے میں) سفید ہوگی (اور پینے میں) پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی (اور) نہ اُس میں دردسر ہوگا (جیسا دنیا کی شراب میں ہوتا ہے جس کو خمار کہتے ہیں) اور نہ اُس سے عقل میں فتور آوے گا اور اُن کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ہونگی (کما قال تعالےٰ وحور عین جن کی رنگت ایسی صاف ہوگی کہ) گویا بیضے ہیں جو (پروں کے نیچے) چھپے ہوئے رکھے ہیں (کہ گرد و غبار اور داغ سے بالکل محفوظ ہوتے ہیں تشبیہ محض صفائی میں ہے بوجہ عادت عرب کے کہ عورتوں کے لیے اس تشبیہ کا استعمال کیا کرتے ہیں کذا فی الروح اور خصوصیت رنگت میں تشبیہ نہیں چنانچہ سورۂ رحمٰن میں یاقوت اور مرجان سے تشبیہ دی ہے تو مختلف رنگیں کیسے جمع ہو سکتی ہیں یا یوں کہا جاوے کہ سب الوان کچھ کچھ دمکتے ہونگے) پھر (جب سب ایک جلسہ میں جمع ہونگے تو) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باتیں چیت کرینگے (اُس بات چیت کے اثناء میں) اُن (اہل جنت) میں سے ایک کہنے والا (اہل مجلس سے) کہے گا کہ (دنیا میں) میرا ایک ملاقاتی تھا

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی فحیح دفی فاغر بنیکہ اس سے معلوم ہوا الوجہ اسباب مجتمع الوجوہ اثنا قالے التقریح فی الاول باعتبار الوجہ والذہنی والثانی باعتبار الوجہ والخارجی فجمع التعریفان بلا تکلف وہذا من الاسالیب

وہ (مجھ سے بطور تعجب) کہا کرتا تھا کہ کیا تو بعث کے معتقدین میں سے ہے کیا جب ہم مرجاویں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاویں گے تو کیا ہم (دوبارہ زندہ کئے جاویں گے اور زندہ کر کے) جزا سزا دئے جاویں گے (یعنی وہ منکر بعث تھا پس ضرور وہ دوزخ میں گیا ہوگا حق تعالیٰ کا) ارشاد ہوگا کہ (اے اہل جنت کیا تم جھانک کر (اُس کو) دیکھنا چاہتے ہو (اگر چاہو تو تم کو اجازت ہے) سو وہ شخص (جس نے قصہ بیان کیا تھا) جھانکے گا (خواہ اور لوگ بھی جھانکیں یا نہ جھانکیں شق اول پر اُس کی تخصیص اس لیے ہے کہ باعث اذن اطلاع کا یہی ہوا اور اسی کو اشتیاق بھی زیادہ تھا اور دوسری شق پر تخصیص ظاہر ہے غرض جب جھانکے گا) تو اُس کو وسط جہنم میں (پڑا ہوا) دیکھے گا (وسط کے لیے تحقیقی ہونا ضروری نہیں اُس کو وہاں دیکھ کر اُس سے کہے گا کہ خدا کی قسم تو تو مجھ کو تباہ ہی کرنے کو تھا (یعنی مجھ کو بھی منکر بعث بنانے کی کوشش کیا کرتا تھا) اور اگر میرے رب کا (مجھ پر) فضل نہ ہوتا (کہ مجھ کو خدا نے اعتقاد صحیح پر قایم رکھا) تو میں بھی (تیری طرح) ماخوذ لوگوں میں ہوتا (اس کے بعد اپنے یاران جلسہ اہل جنت سے کہیگا کہ) کیا ہم بجز پہلی بار کے مرچکنے کے (کہ دنیا میں مرچکے ہیں) اب نہیں مرینگے اور نہ ہم کو عذاب ہوگا (یہ بات اہل جنت سے اور اسی طرح پہلی بات اُس کافر ملاقاتی کے متعلق اور اُس کو جھانکنا دیکھنا اُس سے باتیں کرنا یہ سب جوش خوشی میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے سب آفات اور کلفتوں سے بچا لیا اور ہمیشہ کے لیے بے فکر کر دیا آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے سامعین جو کچھ جنت کی نعیم جسمانی و روحانی سے مذکور ہوا) یہ بیشک بڑی کامیابی ہے ایسی ہی کامیابی (حاصل کرنے) کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے (یعنی ایمان لانا اور اطاعت کرنا چاہیے آگے دونوں عذاب و ثواب کا موازنہ کر کے اہل ایمان کو ترغیب اور کفار کو ترہیب فرماتے ہیں کہ اے سامعین تبلاؤ) بھلا یہ دعوت (نعیم جنت کی کہ فواکہ وغیرہا ہیں) بہتر ہے (جو اہل ایمان کے لیے ہے) یا زقوم کا درخت (جو کفار کے لیے ہے) ہم نے اُس درخت کو (علاوہ عقوبت فی الآخرۃ بنانے کے دنیا میں بھی ان) ظالموں کے لیے موجب امتحان بنایا ہے (کہ اُس کو سُن کر تصدیق کرتے ہیں یا تکذیب و استہزاء کرتے چنانچہ کفار تکذیب و استہزاء سے پیش آئے کہنے لگے کہ زقوم تو مسکہ اور خرما کو کہتے ہیں وہ تو خوب لذیذ چیز ہے اور کہنے لگے کہ زقوم اگر درخت ہے تو دوزخ میں کہ آگ ہے درخت کیسے ہو سکتا ہے اس کا جواب آگے فرماتے ہیں کہ) وہ ایک درخت ہے جو قعر دوزخ میں سے نکلتا ہے (یعنی مسکہ وغرما نہیں ہے اور چونکہ خود آگ ہی میں پیدا ہوتا ہے اس لیے وہاں رہنا بعید نہیں جیسا سمندر جانور کہ آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ میں رہتا ہے اس سے دونوں باتوں کا جواب ہو گیا آگے اُس کی ایک کیفیت مذکور ہے کہ) اُس کے پھل ایسے (کریہ المنظر) ہیں جیسے سانپ کے پھن (پس ایسے درخت سے ظالموں کی دعوت ہوگی) تو وہ لوگ (بھوک کی شدت میں جب اور کچھ نہ ملیگا تو) اُس سے کھا دینگے اور (چونکہ بھوک سے مضطر ہونگے) اُسی سے پیٹ بھرینگے پھر (جب پاس سے بیقرار ہو کر پانی مانگیں گے تو) اُن کو کھولتا ہوا پانی (عساق یعنی پیپ میں) ملا کر دیا جاویگا اور (یہ نہیں کہ اس مصیبت خانہ ہو جانے بلکہ اس کے بعد پھر اخیر ٹھکانا اُن کا دوزخ ہی کیطرف ہوگا (یعنی اس کے بعد بھی وہاں ہی ہمیشہ کے لیے رہنا ہوگا اور وجہ اُن کی اس سزا کی یہ ہوئی کہ) انہوں نے (ہدایات آلہیہ کا اتباع نہیں کیا تھا بلکہ) اپنے بڑوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا پھر یہ بھی اُن ہی کے قدم بقدم تیزی کے ساتھ چلتے تھے (یعنی شوق اور رغبت سے اُن کی راہ بے راہی پر چلتے تھے) اور ان (کفار موجودین) سے پہلے بھی اگلے لوگوں میں اکثر گمراہ ہو چکے ہیں اور ہم نے اُن میں بھی ڈرانے والے (پیغمبر) بھیجے تھے سو دیکھ لیجیے اُن لوگوں کا کیسا (بُرا) انجام ہوا جن کو ڈرایا گیا تھا (اور اُنھوں نے نہ مانا تھا کہ اُن پر دُنیا ہی میں کیا کیا عذاب نازل ہوا) ہاں مگر جو اللہ کے خاص کئے ہوئے (یعنی ایمان والے) بندے تھے (وہ اُس عذاب دُنیوی سے بھی محفوظ رہے)

ف فواکہ اور زقوم باہم اور کاس اور حمیم باہم مقابل ہیں اور دونوں یتساءلون منے مقابل ہیں اور عباد مخلصین کا استثناء ایک جگہ عذاب اخروی سے ہے ایک جگہ عذاب دنیوی سے اور انھم الفوا اٰباءھم کا حکم باعتبار اکثر کفار کے ہے اور اولین کی تعذیب کی علت خود اُنکا ضلال میں اصل ہونا اور مثل ھذا سے مراد خود ہذا ہی ہے محاورات میں اس طرح بولا کرتے ہیں اور جس جنتی کا یہاں قصہ مذکور ہے اُس کی تعیین کسی روایت صحیحہ قویہ سے ثابت نہیں اور یہ بھی ضرور نہیں کہ ساری جنت میں ایسا شخص ایک ہی ہو اور فاطلع سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جنت اعلے میں اور دوزخ اسفل میں ہے اور اُس وقت باہم ایسی نسبت ہوگی کہ جھانکنے سے نظر آجائے گا اور قال ھل انتم مطلعون کا فاعل احقر نے اللہ تعالیٰ کو قرار دیا ہے اور مثل بعض مفسرین کے اُس جنتی کو قرار نہیں دیا کیونکہ ظاہرا بلا اذن حق تعالیٰ کے اہل جنت کا

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی قرار جحیم یعنی الی ھیئۃ اشارۃ الی حمل الرجوع علی بقاء ماھو علیہ فصح الستراخی بلا کلفۃ ہذا من المواہب ۱۲

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

اور تمکو نوح نے پکارا (سو ہم خوب فریاد سننے والے ہیں اور ہم نے اُن کو اور اُنکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی اور ہم نے باقی اُن ہی کی اولاد کو رہنے دیا اور ہم نے اُن کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں

فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ

یہ بات رہنے دی کہ نوح پر سلام ہو عالم والوں میں ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں تھے پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو غرق کر دیا

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی فی درمنثور ذکرت ہذہ الروایۃ فی حواشی قولہ تعالیٰ فی بنی اسرائیل و ما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس ۱۲

سے قولہ وسورہ واقعہ والمقام نزولہا علی بنی اسرائیل و الصافات اور والشجرۃ علی فیہا نکرۃ وفیہا معرفۃ لا مفر منہ ۱۲

سے قولہ فی العلمین یعنی الخ استعانۃ من الکبیر بالصغیر معناہ الدعاء بثبوت ہذہ التحیۃ فیہا ای لا یخلوا احد منہم منہا کانہ قیل لیثبت اللہ التسلیم علی نوح وآلہ فی الملئکۃ والثقلین ۱۲ منہ تسلموا علیہم اھ ۱۲

خ اپنی رائے سے مستبعد معلوم ہوتا ہے اور رقوم کو بیضاوی نے لکھا ہے کہ ایک درخت کا نام ہے جس کے چھوٹے چھوٹے پتے ہوتے ہیں اور بدبودار اور تلخ ہوتا ہے تہامہ میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اھ ہندوستان میں اس کے قریب قریب تھوہر اور سینڈھ کا درخت ہوتا ہے اور تشبیہ رؤس حیات کے ساتھ بدنمائی میں ہے جیسے ہندوستان میں ایک درخت خاردار کو مشابہت شکل سے ناگ پھن کہتے ہیں اور سانپوں کو شیاطین بوجہ خبث و ایذاء رسانی کے کہتے ہیں اور کفار کے استہزار کو بوجہ یہ ہے کہ رقوم لغت عربی میں اس معنے میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن شجرہ کی قید جب اُسکے ساتھ مصرح ہے اصلا اس احتمال کی گنجائش نہ تھی اور یہ روایت استظہار و تکذیب کی اور اُس پر آیت انہا شجرۃ تخرج الخ کے نزول کی درمنثور میں منقول ہے اور اسی مضمون کا ذکر ہے سورہ بنی اسرائیل میں الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ اور چونکہ آیت انہا شجرۃ تخرج اس شبہہ کے بعد نازل ہوئی ہے بیضاوی روایت مذکورہ میں تصریح ہے پس اُس شجر کا نار میں ہونا کسی اور دلیل سے معلوم ہوا ہوگا یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر کے فرمایا ہوگا یا اس مضمون کو سُن کر کہ شجر زقوم دوزخیوں کا طعام ہے زقوم عادی کے طور پر اُس شجر کا نار میں ہونا سمجھے ہونگے مثلاً سورۂ واقعہ کی آیت ثم انکم ایہا الضالون المکذبون لاکلون من شجر من زقوم سے جو کہ نزول میں بنی اسرائیل اور صافات سے مقدم ہے یہ سمجھا ہو اور یہ شبہہ کیا ہو جس کو بنی اسرائیل میں کہ واقعہ سے متاخر ہے اجمالاً نقل کیا پھر صافات میں کہ بنی اسرائیل سے متاخر ہے اُسکا جواب بھی ارشاد فرما دیا اور یہ ترتیب نزول کی اتقان میں مذکور ہے واللہ اعلم اور آیت ان مرجعہم الخ کے متعلق ایک ضروری تحقیق سورہ مومن آیت قد فی النار یسحبون کے ذیل میں آوے گی ربط اوپر مبدأ و معاد یعنی توحید و یوم الوحید کا مضمون تھا اور ختم پر لقد ارسلنا الخ میں اجمالاً مسئلہ رسالت کا اثبات تھا آگے اس اجمال کی تفصیل قصص انبیاء علیہم السلام سے فرمائی جاتی ہے اور چونکہ سب انبیاء داعی الی التوحید تھے توحید کی بھی تائید ہو گئی اور مکذبین کے اہلاک سے کفر پر استخفاف وعید بھی ثابت ہو گیا جس سے کیف کان عاقبۃ المنذرین کی تفسیر اور مسئلہ معاد کی تنظیر بھی ہو گئی۔

قصہ اول نوح علیہ السلام باقوامہ

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ (ہمکو نوح (علیہ السلام) نے (نصرہ کے لیے) پکارا (یعنی دعا کی) سو (ہم نے اُنکی فریاد رسی کی اور) ہم خوب فریاد سننے والے ہیں اور ہم نے اُنکو اور اُنکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے (جو کہ تکذیب و ایذاء کفار سے پیش آیا) نجات دی (کہ طوفان سے کفار کو غرق کر دیا اور اُنکو اور اُنکے تابعین کو بچا لیا) اور ہم نے باقی اُن ہی کی اولاد کو رہنے دیا (اور کسی کی نسل نہیں چلی) اور ہم نے اُنکے لیے پیچھے آنیوالے لوگوں میں یہ بات (مدت دراز کے لیے) رہنے دی کہ نوح پر سلام ہو عالم والوں میں (یعنی خدا کرے اُنپر تمام اہل عالم جن و انس و ملائکہ سلام بھیجا کریں بایں معنے کہ اُنکی ثنا کریں یا بایں معنے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ نوح علیہ السلام کو بشارت سلامت مطلقہ کاملہ کی دے جو کہ ناجین مقربین کیلئے موعود ہے چنانچہ علیہ السلام کہنا اس اعتبار سے کہ سلام بوجہ اطلاق کے تمام افراد سلام کائنہ من الثقلین والملئکہ کو شامل ہے یا اس اعتبار سے کہ الف لام استغراق کا ہے حکم میں اسی عبارت کے ہے سلام علیہ فی العالمین) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں تھے پھر ہم نے دوسرے (طریق کے) لوگوں کو (یعنی کافروں کو) اغرق کر دیا ف جعلنا ذریتہم الباقین کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ اُن ہی کی اولاد کی نسل چلی کفار تو غرق ہو گئے اور بقیہ اہل کشتی کی نسل بھی نہیں چلی پس اب جسقدر آدمی دنیا میں ہیں سب کا نسب نوح علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے جیسا زندی نے اس آیت میں فرمایا و حدیث نقل کی ہے ان اولاد حام سام ابو العرب و حام ابو الحبش و یافث ابا الروم و ظاہر قرآن مجید سے جیسے جعلنا ذریتہ ہم الباقین اور لا تذر علی الارض من الکفرین دیار الخ قولہ سلم وارد علی الحکایۃ ای ترکنا علیہ ہذا الکلام لعینہ کذا فی الروح ۱۲

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ

وقف لازم

اور نوح کے طریقہ والوں میں سے ابراہیم بھی تھے جب کہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس چیز کی عبادت کیا کرتے ہو کیا جھوٹ موٹ

تُرِيْدُوْنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى

چاہتے ہو۔ تو تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا خیال ہے سو ابراہیم نے ستاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہدیا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں غرض وہ لوگ ان کو چھوڑ کر چلے گئے تو یہ ان کے

اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۝ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۝ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ

بتوں میں جا گھسے اور کہنے لگے کیا تم کھاتے نہیں ہو تمکو کیا ہوا تم تو بولتے بھی نہیں ہو پھر زبردست کے ساتھ جا پڑے اور مارنے لگے سو وہ لوگ انکے پاس دوڑتے ہوئے آئے ابراہیم نے فرمایا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو

مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۝

جنکو خود تراشتے ہو حالانکہ تم کو اور تمہاری خان بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہوا وہ لوگ کہنے لگے کہ ابراہیم کے لیے ایک کشتہ تعمیر کرو انکو اس کچی آگ میں ڈالدو غرض ان لوگوں نے ابراہیم کے ساتھ برائی کرنا چاہا تھا سو ہم نے انہیں

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝

اور ابراہیم کہنے لگے کہ میں تو اپنے رب کی طرف چلا جاتا ہوں وہ مجھکو ہو چکا ہی دیگا اے میرے رب مجھکو ایک نیک فرزند دے سو ہم نے انکو ایک بردبار فرزند کی بشارت دی

وقلنا احمل فیها من کل زوجین اثنین وغیرها من الآیات طوفان کا تمام روئے زمین کے لیے عام ہونا معلوم ہوتا ہی اور ترمذی کی مذکورہ روایتوں سے بھی ظاہراً اسی کی تائید ہوتی ہی اور جمہور نے اسی کو اختیار کیا ہی اور قدرے قلیل کا یہ قول ہی کہ یہ طوفان صرف ارض عرب میں تھا جہاں نوح علیہ السلام تشریف رکھتے تھے اور جعلنا ذریته هم الباقین میں حصر باعتبار خاص مغرقین ارض عرب کے کہتے ہیں گو دوسرے ممالک کے لوگوں کی نسل باقی ہو اور لا تذر علی الارض میں بھی ارض سے مراد خاص ارض لیتے ہیں اور شق اول پر جو عموم بعثت نوح علیہ السلام کا شبہہ ہوتا ہے اس کا جواب سورۂ آل عمران آیت فلما احس عیسی منهم الکفر کی تفسیر میں گذر چکا ہے اور ممکن ہے کہ اس وقت آبادی دنیا کی خاص اسی مقام تک محدود ہو جہاں نوح علیہ السلام تشریف رکھتے تھے اور عموم بعثت کے معنے یہ ہوں کہ جب اقوام معدودہ کثیرہ عامرہ للارض موجود ہوں ان سب کی طرف بعثت ہو ورنہ آدم علیہ السلام کا بھی عموم بعثت لازم آویگا اور انا کذلک نجزی سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام امور میں تشبیہ ہو بلکہ معنے یہ ہیں کہ محسنین کو بجزائے حسن دیا کرتے ہیں اب جس مرتبہ کا احسان اسی مرتبہ کی جزا پس انبیاء و غیر انبیاء کی تساوی لازم نہیں آتی اور نہ اغراض قصاص میں تشفی ذکری کے لیے ہے کیونکہ اغراق زماناً ابقاء ذریت سے متاخر نہیں

قصہ دوم ابراہیم علیہ السلام با قوم او

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۘ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۘ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۘ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ۘ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۘ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۘ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۘ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۘ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۘ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۘ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۘ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۘ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۘ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۘ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۘ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۘ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۘ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۘ

اللغات قوله فراغ فی القاموس مال واخذ فی الروغة ای الحیلة ۱۲

النحو قوله اذ قال بدل من اذ جاء قوله افکا اما مفعول له قدم للاهتمام لان الاهم کما فهم هنا هو المعنی واما مفعول به بمعنی ترید ون افکا ونکرون الآلهة بدلالته وجعلها عین الافک علی المبالغة قوله فراغ علیهم ضربا مفعول مطلق لضرب لمقدر او الدلول علیه بقوله راغ قوله من الصالحین صفة لمقدر ای ولدا قوله حلیم فی القاموس

الغلام الطار الشاب او من حین یولد الی ان ینبت ۱۲

البلاغة قوله جاء ربه فیه استعارة بتشبیه الهیئة المنتزعة من الاخلاص بالهیئة المنتزعة من المجیء بحضر شخص قوله لا تاکلون ولا تنطقون فیه تهکم واتی بغیر العقلاء لمعاملة علیه السلام معهم معاملة العقلاء قوله حلیم وصفه به للاخبار عن وصفه وای علم مثل علمه حیث رضی بالذبح ۱۲

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ

سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ اپ ہیم کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم نے فرمایا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں سو تم بھی سوچ لو تمہاری کیا رائے ہے بیٹے نے کہا ابا جان آپکو جو حکم ہوا ہے آپ کیجیے

اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ

انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجکو صبر کرنے والوں میں سے دیکھیں گے غرض جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور باپ نے بیٹے کو کروٹ پر لٹایا اور ہم نے اُن کو آواز دی کہ ابراہیم تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ

وہ وقت بھی عجیب اہتمام مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اُس کی عوض میں دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات اُنکے لیے رہنے دی کہ ابراہیم پر

عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ

سلام ہو۔ ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے اور ہم نے اُن کو اسحٰق کی بشارت دی کہ نبی اور نیک مخلصوں میں سے ہونگے اور ہم نے ابراہیم پر اور اسحٰق پر

وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝ ع ۳ ۳۹

برکتیں نازل کیں اور اُن دونوں کی نسل میں بھلے اچھے بھی ہیں اور بھلے ایسے بھی ہیں جو صریح اپنا نقصان کر رہے ہیں

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝

اور نوح (علیہ السلام) کے طریقہ والوں میں سے (یعنی متفقین فی الاصول میں سے) ابراہیم بھی تھے (اُن کا قصہ اسوقت کا قابل یاد کرنے کے ہی جب کہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے (صاف دل کا مطلب یہ کہ سو عقائد و ریا وغیرہ سے پاک تھا جس کا حاصل توحید خالص واخلاص کامل ہے اور) جب کہ اُنہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے (کہ بُت پرست تھے) فرمایا کہ تم کس (واہیات) چیز کی عبادت کیا کرتے ہو کیا جھوٹ موٹ کے معبودوں کو اللہ کے سوا (معبود بنانا) چاہتے ہو تو تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا خیال ہے یعنی تم نے جو اُس کی عبادت ترک کر رکھی ہے تو کیا اُس کے معبود ہونے میں کوئی شبہ ہے یعنی اول تو ایسا ہونا نہ چاہیے اور اگر ہے تو رفع کر لو غرض یوں ہی بحث و مباحثہ ہوتا رہتا تھا ایک بار کا واقعہ ہے کہ اُن کا کوئی تہوار آیا قوم نے ان سے بھی درخواست کی کہ ہمارے میلہ میں چلو کذا فی الدر عن زید بن اسلم) سو ابراہیم (علیہ السلام) نے ستاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہدیا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں (ایسے میلہ میں نہیں جا سکتا کہ جاتے یا آتے تکلیف ہوگی اُن لوگوں کا لیجانا شاید اس غرض سے ہو کہ ہماری شان و شوکت دیکھ کر شاید کچھ وقعت ان کے دلمیں پیدا ہو جاوے اور آپکو منظور یہ تھا کہ اکیلا رہ جاؤں

اللغات قولہ تلہ فی القاموس القاہ قولہ للجبین فی القاموس الجبہان عرفان مکتنفا الجبہۃ من جانبیہا فیما بین الحاجبین مصعدا الی قصاص الشعر او عروق الجبہۃ ما بین الصدغین تصاعدا عن الصدغین کلاہما جبین اھ قولہ صدقت ای وفیت حقا من العمل بذل وسعہ فی ایقاعہا ولا یلزم وقوعہا ۱۲

النحو قولہ معہ متعلق بقولہ السعی قدم للتوسع فی الظرف قولہ فلما اسلما مع ما عطف علیہا من تلہ وناداہ جوابہ مقدر ای کان ما کان ۱۲

البلاغۃ قولہ یبنی یا ابت الاول ترحم والثانی توقیر قولہ افعل ما تؤمر ہو جواب

حکیم لانہ فوض الامر الیہ ظاہرا حیث استشارہ فاجاب بانہ لیس مجالہا وانما الواجب مطلقا الامر قولہ من الصبرین ویفہم دون صابرا من التواضع ما فیہ ایضا فیہ حفظ لرؤس الآی قولہ سلم لیعمل فی العالمین لانہ لیس لمن الشہرۃ کنوح علیہا السلام قولہ کذلک نجزی لاتکرارہ کما ینظر من الترجمۃ وطرح انا سابقا للغۃ فی رفع توہم اتحادہ بما سبق ۱۲ ۱۲ ۱۲

تو یہاں بتوں کی مرمت کروں اس لیے ستاروں کو دیکھ کر حیلہ کر دیا ستاروں کا دیکھنا بطور ایہام و توریہ کے تھا کہ وہ تو وجہ اس کے کہ کواکب کو متصرف فی الحوادث سمجھتے تھے یوں سمجھے کہ ان کو کوئی قاعدہ نجوم کا آتا ہوگا جس سے رفتار ستارہ کی دیکھ کر ان کو معلوم ہوگیا کہ میں تھوڑی دیر میں بیمار ہو جاؤنگا اور چونکہ وہ نجوم کے معتقد تھے اس لیے اصرار نہیں کیا اور واقع میں اس نظر سے وہی غرض تھی جو شریعت میں محمود ہے یعنی صانع کی کمال و عظمت کے استحضار کے لیے کما قال تعالیٰ اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوٰت والارض وقال تعالیٰ یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض وقال تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السمٰوٰت والارض اور یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ یہ ایہام اُن کی ضلالت کا سبب ہوگیا بات یہ ہے کہ وہ پہلے ہی ضال تھے رہا بقاء علی الضلالۃ سو چونکہ آپ موقع پاکر توحید کے بارہ میں اُن سے صریح مناظرہ کرنے والے تھے نیز بہت سے مناظرات کر بھی چکے تھے اس لیے یہ ایہام اُس صریح اعلام کے ہوتے ہوئے بقاء علی الضلالۃ میں مؤثر نہیں ہو سکتا رہا یہ کہ اس تصریح کے بعد پھر ایہام کیسے ہو سکتا ہے وہ لوگ تو جانتے تھے کہ آپ معتقد نہیں سو بات یہ ہے کہ جو امر نفس کے موافق ہوتا ہے اُس کا احتمال ضعیف بھی دل خوش کن ہوتا ہے شاید وہ سمجھے ہوں کہ ان کی کچھ رائے بدل گئی ہو اور یہ ہمارے طریق پر آجاویں گے اور اگر اس میں بھی کوئی ضرر اضلال متوہم ہے تو اول تو منقریب مناظرہ صریحہ سے وہ رفع ہوگیا دوسرے اس اضرار کا قصد نہ تھا بلکہ مقصود اپنی جان چھڑانا تھا جو وسیلہ بنے گا اُن سے مناظرہ کر کے اُن کی حجت قطع کرنے کا پس ایسی ضرورت میں ایسا ضرر معتد بہ نہیں ہے رہا انی سقیم کہنا ظاہر میں خلاف واقع ہونے سے موجب وسوسہ ہو سکتا ہے لیکن واقع میں بالکل صحیح ہے یعنی یہ صیغہ بمعنی مستقبل ہے مطلب یہ کہ میں آئندہ کبھی بیمار ہونگا سو چونکہ موت یقینی ہے اور اگر آدمی قبل موت بمعنے متعارف بیمار نہ بھی ہو تب بھی جس وقت موت شروع ہوتی ہے تو اُس وقت مزاج میں اعتلال اور خروج عن الاعتدال لازم ہے یہی مرض ہے اور موت نام ہے زہوق روح کا پس ہر موت سے پہلے مرض اور سقم کا ہونا ضروری ہوا) غرض وہ لوگ (ان کا یہ عذر سن کر) ان کو چھوڑ کر چلے گئے (کہ ناحق بیماری میں ان کو اور ان کی وجہ سے اوروں کو تکلیف ہوگی) تو یہ (یعنی ابراہیم علیہ السلام) اُن کے بتوں میں جا گھسے اور (بطور تمسخر و استہزاء کے اُن سے) کہنے لگے کیا تم (یہ چڑھاوے جو تمہارے سامنے رکھے ہیں) کھاتے نہیں ہو (اور) تم کو کیا ہوا تم بولتے بھی نہیں ہو پھر اُن پر قوت کے ساتھ جا پڑے اور مارنے لگے (اور تبر وغیرہ سے اُن کو توڑ پھوڑ دیا کما قال تعالیٰ فجعلھم جذاذا) سو (اُن لوگوں کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو) وہ لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے (گھبرائے ہوئے غصہ میں) آئے (اور گفتگو شروع ہوئی) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم اُن چیزوں کو پوجتے ہو جن کو خود (اپنے ہاتھ سے) تراشتے ہو (تو جو تمہارا محتاج ہو وہ خدا کیا ہوگا) حالانکہ تم کو اور تمہاری ان بنائی ہوئی چیزوں کو (سب کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے (سو عبادت اُس کی کرنا چاہیے) وہ لوگ (جب مناظرہ میں مغلوب ہوئے تو جھلا کر باہم) کہنے لگے کہ ابراہیم کے لیے ایک آتش خانہ تعمیر کرو (اور اُس میں آگ دہکا کر) اُن کو اُس دہکتی آگ میں ڈال دو غرض اُن لوگوں نے ابراہیم کے ساتھ بُرائی کرنا چاہا تھا کہ یہ ہلاک ہو جاویں گے) سو ہم نے اُن ہی کو نیچا دکھایا (جس کا قصہ سورہ انبیاء میں گذر چکا ہے) اور ابراہیم (علیہ السلام جب اُن لوگوں کے ایمان سے مایوس ہوگئے تو) کہنے لگے کہ میں تو (تم سے ہجرت کر کے) اپنے رب کی (راہ میں کسی) طرف چلا جاتا ہوں وہ مجھ کو (اچھی جگہ) پہونچا ہی دیگا (چنانچہ ملک شام میں جا پہونچے اور یہ دعا کی کہ) اے میرے رب مجھ کو ایک نیک فرزند دے سو ہم نے اُنکو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی (اس کی تحقیق عنقریب آویگی کہ یہ فرزند اسمٰعیل علیہ السلام ہیں یا اسحٰق علیہ السلام اور وہ فرزند پیدا ہوا اور ہوشیار ہوا) سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہونچا کہ ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم (علیہ السلام) نے (ایک خواب دیکھا کہ میں اُس فرزند کو بامر الٰہی ذبح کر رہا ہوں اور یہ ثابت نہیں کہ علی وجہ کشف ہوا بھی دیکھا یا نہیں غرض آنکھ کھلی تو اوروں سے کہ خواب انبیاء کا وحی ہوتی ہے اس کو امر الٰہی سمجھے اور اُس کے امتثال کے لیے آمادہ ہوئے پھر اس خیال سے کہ یہ فعل متعلق فرزند کے بھی ہے خدا جانے اُس کی کیا رائے ہو اُس کو اطلاع کرنا ضروری سمجھا کہ شق اول میں بطیبت کیسو ہو جاوے گی اور شق ثانی میں اُس کو سمجھا دیں گے اس لیے اُس فرزند سے) فرمایا کہ برخوردار میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو (بامر الٰہی) ذبح کر رہا ہوں سو تم بھی سوچ لو

تمہاری کیا رائے ہے وہ بولے کہ ابا جان (اس میں مجھ سے پوچھنے کی کیا بات ہے جب آپ کو خدا کی طرف سے یہ حکم کیا گیا ہے تو) آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ (بلا تامل) کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجھ کو سہار کرنے والوں میں سے دیکھیں گے غرض جب دونوں نے (خدا کے حکم کو) تسلیم کر لیا اور باپ نے بیٹے کو (ذبح کرنے کے لیے) کروٹ پر لٹایا اور (چاہتے تھے کہ گلا کاٹ ڈالیں اور اُس وقت) ہم نے اُن کو آواز دی کہ ابراہیمؑ (شاباش ہے) تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا (یعنی جو خواب میں حکم ہوا تھا اپنی طرف سے اُس پر پورا عمل کیا اب ہم اُس حکم کو منسوخ کرتے ہیں بس ان کو چھوڑ دو) وہ وقت بھی عجیب تھا (غرض اُن کو چھوڑ دیا جان کی جان بچ گئی اور مراتب علیا مزید برآں عطا ہوئے) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ دونوں جہان کی راحت اُن کے لیے نقد وقت کرتے ہیں) حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان (جس کو بجز مخلص کامل کے دوسرا برداشت نہیں کر سکتا تو ایسے امتحان میں پورا اُترنے پر ہم نے صلہ بھی بڑا بھاری دیا اور اس میں جیسا امتحان ابراہیم علیہ السلام کا تھا اسی طرح اسمٰعیل علیہ السلام کا بھی تھا تو وہ صلہ میں بھی شریک ہوں گے) اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اُس کی عوض میں دیا (کہ ابراہیم علیہ السلام سے وہ ذبح کرایا گیا جس کا بیان آگے آویگا) اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات اُن کے لیے رہنے دی کہ ابراہیمؑ پر سلام ہو (چنانچہ اُن کے نام کے ساتھ اب تک علیہ السلام کہا جارہا ہے) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ اُن کو محل دعا و بشارت بالسلامۃ کا بناتے ہیں) بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے اور ہم نے (ایک انعام اُن پر یہ کیا کہ) اُن کو اسحاق کی بشارت دی کہ نبی اور نیک بختوں میں سے ہونگے اور ہم نے ابراہیمؑ پر اور اسحٰقؑ پر برکتیں نازل کیں (ایک اُن میں سے کثرت نسل اور اُس نسل میں کثرت انبیاء ہے) اور (پھر آگے) اُن دونوں کی نسل میں بعضے اچھے بھی ہیں اور بعضے ایسے بھی جو (بدیاں کر کے) صریح اپنا نقصان کر رہے ہیں (اس میں اظہار ہو گیا اس بات کا کہ اصول کا نیک ہونا ذریات کے کام نہیں آسکتا جب کہ وہ خود ایمان سے محروم ہوں اس میں علمائے یہود کے تفاخر کا قلع کر دیا) ف نظر نظرۃ فی النجوم میں ایہام کی تقریر اس لیے کی کہ علم نجوم شرعاً مذموم ہے خواہ اس وجہ سے کہ وہ باطلہ باطل ہے اور کواکب میں سعادت و نحوست منفی ہے اور ایام نحسات اور یوم نحس مستمر سے اس کا شبہہ کرنا محض غلط ہے کیونکہ یہ نحوست عذاب کی خاص باعتبار اُن معذبین کے ہے ورنہ بمقتضائے آیت اولے پورا ہفتہ منحوس ہونا چاہیے کیونکہ اُس کی تفسیر سبع لیال وثمانیۃ ایام خود قرآن میں آئی ہے اور آیت ثانی کی تفسیر یوم اربعاء سے آئی ہے حالانکہ نجومی ہر چار شنبہ کو منحوس نہیں کہتے اور مستمر یوم کی صفت نہیں ہے بلکہ نحس یعنی مصدر کی صفت ہے یعنی وہ نحوست اُن کے حق میں مستمر ہے بوجہ خلود فی النار کے جیسا قیامت کی نسبت آیا ہے فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکٰفرین غیر یسیر اور بعض واقعات کا اہل نجوم کے کہنے کی موافق ہو جانا اگر اس کے صدق کا تجربہ سمجھا جاوے تو اُن سے زیادہ واقعات کا خلاف ہونا اُس کے کذب کا بدرجہ اولے تجربہ ہوگا اور فرعون کو نجوم سے خبر دینا جو منقول ہے سو ممکن ہے کہ وہ کہانت سے خبر دی گئی ہو کہ پہلے کچھ آسمانی خبریں بذریعہ شیاطین کے معلوم ہو جاتی تھیں اور یا اس وجہ سے مذموم ہے کہ کواکب کی سعادت و نحوست میں گو ثبوت عدم نہ ہو مگر عدم ثبوت ہے اور اُس کے قواعد کسی دلیل صحیح کی طرف مستند نہیں اور پھر مفاسد کثیرہ اس پر مرتب ہوتے ہیں اعتقاد قبیح اور شرک صریح اور ضعف توکل علی اللہ اور ترک علوم نافعہ وغیر ذلک حاصل یہ کہ نجوم مذموم ہے خواہ قبح لعینہٖ کی وجہ سے مذموم ہو خواہ قبح لغیرہٖ کی وجہ سے اور خواب میں حکم ہونے کی شاید یہ حکمت ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کا انقیاد زیادہ ظاہر ہو کہ خواب کو خیال نہیں سمجھا اتنے بڑے کام پر آمادہ ہو گئے اور اس میں اختلاف ہوا ہے کہ ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام تھے یا اسحٰق علیہ السلام روایات دونوں طرف متکلم فیہ ہیں آیت کے سیاق سے ظاہراً اسمٰعیل علیہ السلام معلوم ہوتے ہیں کہ ھب لی من الصٰلحین کے بعد اول بشارت ولد کی مذکور ہے پھر قصہ ذبح کا پھر بشارت اسحٰق علیہ السلام کی جس سے متبادر ہوتا ہے کہ اول مبشر بہ اسحٰق نہیں ہیں اسی طرح ایک دوسری آیت اس کی مؤید ہے فبشرنٰھا باسحٰق ومن وراء اسحٰق یعقوب جب اسحٰق علیہ السلام کے صاحب اولاد ہونے کی بشارت ہو چکی تھی تو اس امر بالذبح سے خود معلوم ہو جاتا کہ یہ ذبیح نہ ہوں گے تو اس صورت میں یہ امتحان عظیم نہ ہوگا

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسان کیا اور ہم نے اُن دونوں کو اور اُن کی قوم کو بڑے غم سے نجات دی اور ہم نے ان سب کی مدد کی سو یہی لوگ غالب رہے اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی

وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور ہم نے اُن دونوں کو سیدھے رستہ پر قائم رکھا اور ہم نے اُن دونوں کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں

اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ

بیشک وہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے اور الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھے جبکہ اُنہوں نے اپنی قوم سے (فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کیا تم بعل کو پوجتے ہو اور اُسکو چھوڑ دیتے ہو جو بہترین

الْخَالِقِيْنَ ۝ اَللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا

بنانیوالا ہے معبود برحق جو تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے سو اُن لوگوں نے اُن کو جھٹلایا سو وہ لوگ پکڑے جاویں گے مگر جو اللہ کے خاص بندے تھے اور ہم نے الیاس کے لیے

عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ الیاسین پر سلام ہو ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے

دوسرے لوگ جواب دیتے ہیں کہ اس مقام کی آیتوں میں اول مبشر بہ ولادت اسحٰقؑ ہے اور ثانی مبشر بہ نبوۃ اسحٰقؑ ہے اور اسحٰق میں وضع مظہر موضع مضمر ہے اور من وراء اسحٰق یعقوب میں یہ کیا ضرور ہے کہ دونوں کی بشارت ایک وقت میں ہوئی ہو اور بعض قلیل کا قول ہے کہ دونوں کیلیے یہ قصہ واقع ہوا شام میں اور سنی ہیں مگر یہ نہایت بعید معلوم ہوتا ہے اور ذبح عظیم کی تعیین میں بھی کلام ہے بعض نے کہا ہے معمولی دُنبہ تھا اور عظیم بمعنے عظیم الجثہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جنت سے بھیجا گیا تھا اور عظیم بمعنے عظیم القدر ہے کونہ من الجنۃ اور جب حجر اسود وغیرہ کا جنت سے آنا ثابت ہے تو ایک حیوان کا آنا کیا بعید ہے اور یہاں آکر یہاں کی خاصیت پیدا ہو گئی اسلیے ذبح کے بعد زہوق روح میں کوئی اشکال نہیں کہ اشیاء جنت فانی کیسے ہو گئیں۔

قصہ سوم موسیٰ و ہارون علیہما السلام

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور ہم نے موسیٰ اور ہارون

(علیہما السلام) پر بھی احسان کیا کہ انکو نبوت اور دیگر کمالات سے مشرف فرمایا) اور (نیز) ہم نے اُن دونوں کو اور اُنکی قوم (یعنی بنی اسرائیل) کو بڑے غم سے (کہ وہ انکو تکلیف پہونچاتا تھا فرعون کی جانب سے) نجات دی اور ہم نے ان سب کی (فرعون کے مقابلہ میں) مدد کی سو (آخر میں) یہی لوگ غالب رہے (کہ فرعون غرق کر دیا گیا اور یہ بنی حکومت ہو گئے اور ہم نے (بعد غرق فرعون کے) اُن دونوں (صاحبوں) کو (یعنی موسیٰ علیہ السلام کو اصالۃً اور ہارون علیہ السلام کو تبعاً) واضح کتاب دی (مراد توراۃ ہے کہ اسمیں احکام واضح طور پر مذکور تھے) اور ہم نے انکو سیدھے رستہ پر قائم رکھا (جسکا اعلیٰ درجہ عصمت ہے جو نبوت کے لوازم میں سے ہے) اور ہم نے اُن دونوں کے لیے پیچھے آنے والے لوگوں میں (مدتہائے دراز تک کیلیے) یہ بات رہنے دی کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام (چنانچہ دونوں حضرات کیلیے علیہ السلام کہا جاتا ہے) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ انکو تحسین و دُعا کا بناتے ہیں) بیشک وہ دونوں ہمارے (کامل) ایماندار بندوں میں سے تھے (اسلیے صلہ بھی کامل عطا ہوا۔

قصہ چہارم الیاس علیہ السلام

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝ اَللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

البلاغۃ قولہ ونجیناھما فی الرجع والتجنیۃ والکائنت بحسب الوجود مقارنۃ لماذکرین النصر لکونہا لما کانت بحسب المفہوم عبارۃ عن التخلیص من المکروہ بما ہما طرفہ الشر للذی یتحقق مدلول بعض تجنیۃ المنصورین ولا من خیر خلقہ علیہم بالعنایۃ لمنزلۃ مقام الامتنان حقہ باظہار ان کل مرتبۃ من ہذہ المراتب الثلثۃ نعمۃ	جلیلۃ علی حیالہا اھ قولہ اللہ ربکم الخ التعریض لذکر ربوبیتہ تعالیٰ لآبائہم الاولین لتاکید انکار وتوبیخہم ایاہ تعالیٰ والاستہجار بمیلان آرائہم بانہم ایضاً قولہ فکذبوہ ای فیما تضمنہ کلام الرسل علیہم السلام فظاہر وان المذکور فی کلامہ علیہ السلام ہو للاستفہام الانکاری فما معنی التکذیب الخ تدبر ۱۲

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ

اور بے شک لوط بھی پیغمبروں میں سے تھے جبکہ ہم نے اُن کو اور اُن کے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز اُس بڑھیا کے کہ وہ رہ جانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا اور تم لوگ ان پر

عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ

صبح ہوتے اور رات میں گذرا کرتے ہو تو کیا پھر نہیں سمجھتے ہو اور بیشک یونس بھی پیغمبروں میں سے تھے جب کہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے سو یونس بھی شریک قرعہ ہوئے

فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

تو یہی ملزم ٹھہرے پھر ان کو مچھلی نے نگل لیا اور یہ اپنے کو ملامت کر رہے تھے سو اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اسی کے پیٹ میں رہتے

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ

سو ہم نے انکو ایک میدان میں ڈالدیا اور وہ بیمار تھے اور ہم نے اُنپر ایک بیلدار درخت بھی اُگا دیا تھا اور ہم نے اُنکو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدمیوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا پھر وہ لوگ ایمان لے آئے تھے تو ہم نے انکو ایک مدت تک جینے دیا

اور الیاس (علیہ السلام) بھی (بنی اسرائیل کے) پیغمبروں میں سے تھے (اُن کا قصہ اُس وقت کا ذکر کیجیے) جب کہ اُنہوں نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) سے (کہ وہ بُت پرستی کرتی تھی) فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کیا تم بعل کو (جو ایک بُت کا نام تھا) پُوجتے ہو اور اُس (کی عبادت) کو چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بہتر بنانیوالا ہے (کیونکہ) اور لوگ تو صرف بعض مشابہ کی تحلیل و ترکیب پر قدرت رکھتے ہیں وہ بھی عارضی اور وہ تمام اشیاء کے ابداع و ایجاد پر قدرت ذاتی رکھتا ہے پھر دوسرا کوئی جان نہیں ڈال سکتا اور وہ جان ڈالتا ہے اور وہ معبود برحق ہے (اور) تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے سو اُن لوگوں نے (اس دعوے توحید میں) اُنکو جھٹلایا سو (اس جھٹلانے کی سزا میں) وہ لوگ (عذاب آخرت میں) پکڑے جاوینگے مگر جو اللہ کے خاص بندے (یعنی ایمان والے) تھے (وہ ثواب و اجر میں ہونگے) اور ہم الیاس کے لیے پیچھے آنیوالے لوگوں میں (مدت ہائے دراز کے لیے) یہ بات رہنے دی کہ الیاسین پر (کہ یہ بھی الیاس علیہ السلام کا نام ہے) سلام ہو ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ انکو مورد ثناء و دعا کا بناتے ہیں) بیشک وہ ہمارے (کامل) ایماندار بندوں میں سے تھے **ف** روح میں طبری سے ان کا بنی اسرائیل سبط ہارون میں سے ہونا نقل کیا ہے اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ بعلبک جو شام میں ایک شہر مشہور ہے وہ اسی بعل بُت کے نام سے ہے اور روح میں الیاسین کو الیاس میں ایک لغت لکھا ہے اور کشاف سے نقل کیا ہے کہ شاید لغت سریانیہ میں اس یا و نون کے کچھ معنے ہونگے جیسا سیناء میں سینین اور یہاں اس لغت کے اختیار کرنے میں رعایت فواصل کی بھی ہے اور ایک قراءۃ میں آل یاسین آیا ہے اُس میں بھی یاسین کو ایک لغت الیاس میں کہا گیا ہے اور لفظ آل تفخیم کے لیے متمم ہے واللہ اعلم۔

قصہ پنجم لوط علیہ السلام

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اور بیشک لوط (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے (اُنکا اُسوقت کا قصہ قابل ذکر ہے) جب کہ ہمنے انکو اور اُنکے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز اس بڑھیا (یعنی اُنکی زوجہ) کے کہ وہ (عذاب کے اندر) رہجانیوالوں میں رہ گئی پھر ہمنے اور سب کو (جو لوط اور اُنکے اہل کے سوا تھے) ہلاک کر دیا (جسکا قصہ کئی جگہ آچکا ہے) اور (اے اہل مکہ) تم تو اُنکے (دیار و مساکن) پر (سفر شام میں کبھی) صبح ہوتے اور (کبھی) رات میں گذرا کرتے ہو (اور آثار بربادی دیکھتے ہو) تو کیا (اسکو دیکھکر) پھر بھی نہیں سمجھتے ہو (کہ کفر کا کیا انجام ہوا جو کفر کریگا اُسکو بھی اندیشہ ہے) **ف** صبح اور رات کا ذکر اسلیے کیا کہ عرب میں اکثر عادت رات کو صبح تک چلنے کی ہے اگر اُس مقام مساکن قوم لوط کے قریب منزل شروع ہوئی تو رات کے وقت وہاں گذر ہوگا اور اگر ختم ہوئی تو صبح کو وہاں گذر ہوگا۔

قصہ ششم یونس علیہ السلام

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ

اللغات قولہ سامہ وقع قولہ المدحضین المغلوبین واصلہ المزلق ہم مفعول قولہ علیہ لغۃ علی ان العرۃ	فائدہ لم یذکر جماد فی الایۃ من قصۃ یونس علیہ السلام واذکر قبلہ السلام وعدہ الکفار یاسین ان اسکن کما اذکر
البقعۃ العراء المکان الخلی قولہ یقطین فی القاموس کل	سلام علی ادریس الی الیاس وقد ذکر السلام علی موسی وھارون

اور مثلاً یونس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے (اُن کا اُس وقت کا قصہ یاد کیجیے جب کہ اُنہوں نے اپنی قوم سے بلا بیان نزلانے پر بحکم الٰہی عذاب کے آنے کا وعدہ کیا اور خود وہاں سے چلے گئے اور یوم موعود پر جب عذاب کے آثار نمودار ہونے لگے تو قوم کو بقصد ایمان لانے کے یونس علیہ السلام کی تلاش ہوئی جب وہ نہ ملے تو سب نے متفق ہو کر حق تعالےٰ کے سامنے گریہ وزاری کی اور ایمان اجمالی لے آئے اور وہ عذاب ٹل گیا یونس علیہ السلام نے کسی ذریعہ سے یہ خبر معلوم کر کے بہ خیال طبعی شرمندگی کے اپنے اجتہاد سے بلا اذن صریح حق تعالےٰ کے کہیں دُور چلے جانے کے قصد سے اپنی جگہ سے (بھاگ کر چلے راہ میں دریا تھا اُس میں مسافروں سے بھری ہوئی کشتی تھی اُس) بھری ہوئی کشتی کے پاس پہونچے (کشتی چلی تو طوفان آیا کشتی والے کہنے لگے ہم میں کوئی نہ کوئی قصوروار ہے اُس کو کشتی سے علیحدہ کرنا چاہیے تعیین کے لیے قرعہ پر اتفاق ہوا) سو یونس (علیہ السلام) بھی شریک قرعہ ہوئے تو (قرعہ میں) یہی ملزم ٹھہرے (یعنی ان ہی کا نام نکلا پس انہوں نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا شاید کنارہ قریب ہوگا شناوری کر کے کنارہ پر جا پہونچے گا ارادہ ہوگا پس شبہہ خودکشی کا لازم نہیں آتا) پھر (جب دریا میں گرے تو ہمارے حکم سے) ان کو مچھلی نے (ثابت) نگل لیا اور یہ (اُس وقت) اپنے کو (اس اجتہادی غلطی پر) ملامت کر رہے تھے (یہ تو دل سے توبہ ہوئی اور زبان سے بھی توحید و تسبیح کے ساتھ استغفار کر رہے تھے جیسا دوسری آیت میں ہے لا الٰہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین) سو اگر وہ (اُس وقت) تسبیح (و استغفار) کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اُسی کے پیٹ میں رہتے (مطلب یہ کہ پیٹ سے نکلنا میسر نہ ہوتا بلکہ اُس کی غذا بنا دئے جاتے پس اس مطلب پر اُس کا اور اُس کے بطن کا قیامت تک باقی رہنا لازم نہیں آتا یعنی اس اجتہادی غلطی پر بقاعدہ۔ نزدیکاں رابیش بود حیرانی۔ یہ جسمانی کلفت کی پاداش دیجاتی کیونکہ انبیاء علیہم السلام حقیقی گناہ اور حقیقی عقوبت سے تو پاک ہی ہوتے ہیں) سو (چونکہ اُنہوں نے تسبیح اور توبہ کی اس لیے) ہم نے (اُن کو اس سے محفوظ رکھا اور مچھلی کے پیٹ سے نکال کر) اُن کو ایک میدان میں ڈال دیا (یعنی مچھلی کو حکم دیا کہ کنارے پر اُگل دے) اور وہ اُس وقت مضمحل تھے (کیونکہ مچھلی کے پیٹ میں کافی ہوا اور غذا نہ پہونچی تھی) اور ہم نے (دھوپ سے بچانے کے لیے) اُن پر ایک بیلدار درخت بھی اُگا دیا تھا (اور کوئی بُز کوہی بحکم الٰہی اُن کو دودھ پلا جایا کرتی) اور (ہم نے جو اوپر کہا ہے ان یونس لمن المرسلین تو اُن کے مرسل علیہم بڑی کثرت سے تھے چنانچہ) ہم نے اُن کو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدمیوں کی طرف (شہر نینوے قریب موصل میں) پیغمبر بنا کر بھیجا تھا پھر وہ لوگ ایمان لے آئے تھے (معائنہ آثار عذاب کے وقت اجمالاً اور جب قصہ حوت کے بعد یونس علیہ السلام وہاں دوبارہ تشریف لے گئے ہیں اُسوقت تفصیلاً تو (ایمان کی برکت سے) ہم نے اُن کو ایک زمانہ تک (یعنی مدت عمر تک خیر و خوبی سے) عیش دیا ف یہ قرعہ کسی حق کے اثبات کے لیے نہ تھا جس میں ائمہ کا اختلاف ہے بلکہ مالکان کشتی ویسے بھی کسی عذر سے کسی راکب کو کشتی سے اُتار دینے کے مجاز تھے اور خود یونس علیہ السلام بھی اپنی خوشی سے کشتی سے علیحدہ ہو گئے تھے اور عذاب کے ٹل جانے سے خلف وعدہ لازم نہیں آتا کیونکہ انفاذ موعود معلق تھا عدم ایمان پر اور شاید اُس میدان میں کوئی تنہ دار درخت ہوگا جس کے پتے سایہ دار نہ ہونگے اُسپر ایسا بیلدار درخت جسکے پتے چوڑے ہوں پھیل گیا ہوگا جسکی تعیین بھی بعض روایات میں ہے کہ کدو کی بیل تھی اب یہ وسوسہ نہیں رہا کہ زمین پر پھیلنے والے درخت کا اوپر سایہ کیسے ہوا اور لفظ عراء اس کے منافی نہیں کیونکہ بڑے میدان میں ایک آدھ درخت ہونے سے اُسکے خالی ہونے میں قدح لازم نہیں آتا اور بعض نے کہا ہے کہ خرق عادت کے طور پر وہ تنہ دار ہو گیا تھا اور ادنیٰ درجہ شک کے لیے نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسر کا اعتبار نہ کرو تو ایک لاکھ کہو اور اگر کسر کا اعتبار کرو تو زیادہ کہو پس او تخییر کے لیے ہے اور ترمذی میں مرفوعاً آیا ہے کہ بیس ہزار زیادہ تھے اور یہ قصہ سورۂ یونس اور سورۂ انبیاء میں بھی آیا ہے وہاں بھی اسکے متعلق کچھ ضروری مضامین لکھے گئے ہیں اور یہاں جو مضامین روایت کے قبیل سے مرقوم ہوئے ہیں وہ ذمتبوع سے منقول ہیں **ربط** اوپر قصص سے ان سب انبیاء علیہم السلام کا جن کی نبوت عقلاً ثابت ہے مومن و موحد عابد و مخلص اور داعی الی التوحید والایمان ہونا ثابت ہوتا ہو اسکے قبل شروع سورت میں عقلی دلائل توحید کے مذکور ہو چکے ہیں آگے ان دلائل نقلیہ و عقلیہ پر بطور تفریع کے ابطال شرک و کفر کا فرماتے ہیں اور وجہ تفریع کی دلیل عقلی پر تو ظاہر ہے اور دلیل نقلی پر یہ ہے کہ نبوت کے لیے صدق لازم پس توحید کا حق ہونا ضروری اور بطلان شرک کا اُسکے لوازم میں سے ہونا ظاہر

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝

سو ان لوگوں سے پوچھیے کہ کیا خدا کے لیے تو بیٹیاں اور تمہارے لیے بیٹے ہاں کیا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا ہے اور وہ دیکھ رہے تھے خوب سن لو کہ وہ لوگ اپنی سخن تراشی سے کہتے ہیں

وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ

کہ اللہ صاحب اولاد ہوا اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں زیادہ پسند کیں تم کو کیا ہو گیا تم کیا حکم لگاتے ہو پھر کیا تم سوچ سے کام نہیں لیتے ہو ہاں کیا تمہارے پاس

مُّبِيْنٌ ۝ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝

کوئی واضح دلیل موجود ہے سو تم اگر سچے ہو تو اپنی وہ کتاب پیش کرو ان لوگوں نے اللہ میں اور جنات میں رشتہ داری قرار دی ہے جنات کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ گرفتار ہوں گے

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝

اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو جو یہ بیان کرتے ہیں مگر جو اللہ کے خاص بندے ہیں سو تم اور تمہارے سامنے معبود خدا سے کسی کو نہیں پھیر سکتے مگر اسی کو جو کہ جہنم رسید ہونے والا ہو اور ہم میں سے ہر ایک کا

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝

ایک معین درجہ ہے اور ہم صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور ہم پاکی بیان کرنے میں بھی لگے ہوئے ہیں

الصّٰفّٰت

ابطال شرک

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝

(توحید کے دلائل تو اوپر بیان ہو چکے) سو (اب اسکے بعد) ان لوگوں سے (جو ملئکہ اور جنات کو خدا کا شریک ٹھیراتے ہیں اسطرح پر کہ ملئکہ کو نعوذ باللہ خدا کی بیٹیاں اور سرداران جن کی بیٹیوں کو اُن فرشتوں کی مائیں قرار دیتے ہیں جس سے نعوذ باللہ فرشتوں سے علاقہ نسب اور جنات سے علاقہ زوجیت مصاہرت لازم آتا ہے سو ان سب سے بطور تبکیت کے) پوچھیے کہ کیا خدا کے لیے تو بیٹیاں (ہوں) اور تمہارے لیے بیٹے (ہوں یعنی جب اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہو تو عقیدہ مذکورہ میں خدا کے لیے بیٹیاں کیسے تجویز کرتے ہو پس ایک قبح تو اس عقیدہ میں یہ ہے اور) ہاں (دوسری بات سنو کہ) کیا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا ہے اور وہ (اُن کے بننے کے وقت) دیکھ رہے تھے (یعنی ایک دوسرا قبح یہ ہے کہ بلا دلیل فرشتوں پر انوثت کی تہمت رکھتے ہیں کیونکہ دلیل علاوہ مشاہدہ کے یا دلیل عقلی ہو یا دلیل نقلی دونوں منتفی ہیں تو مشاہدہ ہونا چاہیے) خوب سن لو کہ وہ لوگ (دلیل کچھ نہیں رکھتے بلکہ محض) اپنی سخن تراشی سے کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ صاحب اولاد ہے اور وہ یقیناً (بالکل) جھوٹے ہیں (پس ایک تیسرا قبح اس عقیدہ میں یہ ہوا کہ اولاد کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف لازم آتی ہے اور ان تینوں قبحوں میں قبح اول کا قبح عرف سے بھی اور قبح ثانی کا قبح نقل سے اور قبح ثالث کا قبح عقل سے ثابت ہے اور جہلاء پر قبح عرفی کا لزوم زیادہ حجت ہوتا ہے اسلیے قبح اول کو دوسرے عنوان سے پھر مکرر فرماتے ہیں اور زیادہ تبکیت کیلیے التفات مستقبل ہو کر) ہاں (کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں زیادہ پسند کیں تم کو کیا ہو گیا تم کیسا (بیہودہ) حکم لگاتے ہو (جس کو تم عرفاً بھی مذموم سمجھتے ہو) پھر (علاوہ عرف کے

اللغات قولہ نسبا ای نسبۃ فتقبل النسب المعنی الخاص الصہر والزوجیۃ قولہ ما لکم کیف تحکمون بعاتبتین فی المدارک علیہ علی اللہ بعاتبتین مختلفین یقال فتن فلان علی فلان امرأتہ کما تقول فی حدہ اہ ملخصاً

النحو قولہ امر خاطبنا وقولہ اہ لکم ام فیہا منقطعۃ کما یظہر ترجمتی قولہ الا عباد استثناء من ضمیر محضرون کذا فی ہامش ۱۲

البلاغۃ قولہ ہم شاہدون وتخصیص الشاہدۃ بالذکر للمبالغۃ فی المقصود کان غیرہا من ادلۃ الظہر لم تفد ہذا الغرض اہ

التصریف قولہ لا انفک واحتاجت ہی الیہ قولہ تعالیٰ وما کادوا یفعلون وما کان قولہ تعالیٰ کلما دخل علیہا زکریا المحراب اہ

الروایات فی الدر المنثور عن مجاہد فی قولہ تعالیٰ وجعلوا بینہ وبین الجنۃ نسبا قال قال کفار قریش الملائکۃ بنات اللہ فقال لہم ابو بکر الصدیق فمن امہاتہم فقالوا بنات سادات الجن اہ

کیا تم (عقل اور) سوچ سے کام نہیں لیتے ہو (کہ خود عقل کے بھی خلاف ہے کئی وجہ سے اول حق تعالیٰ کا ذی ولد ہونا دوسرے مرتبہ ذات وصفات میں امر ناقص کا اُس کی طرف منسوب ہونا کیونکہ اولاد ہونے کا اثر ذات وصفات تک پہونچے گا جیسا آخر پارہ الم آیت وقالوا اتخذ اللہ الخ میں جو تقریر ہے اُس سے یہ ظاہر ہے پس دلیل عقلی بھی اس کی مبطل ہے آگے دلیل نقلی کا انتفاء فرماتے ہیں کہ) ہاں (اگر دلیل عقلی نہیں تو) کیا تمہارے پاس (اس پر) کوئی واضح دلیل موجود ہے (مراد اس سے دلیل نقلی ہے کیونکہ اثبات مدعا میں وہ واضح تر ہوتی ہے گو خود اُس کا دلیل ہونا موقوف کسی دوسری حجت عقلیہ پر ہو اور آگے بکتابکم سے اس کو تعبیر کرنا بھی اس مراد کی دلیل ہے پس مطلب یہ ہوا کہ کیا تمہارے پاس کوئی دلیل نقلی موجود ہے) سو تم اگر (اس میں) سچے ہو تو اپنی وہ کتاب پیش کرو (حاصل مقام کا یہ ہوا کہ جس کے تم مدعی ہو اُس میں تین توقیح ہیں عرفی بھی نقلی بھی عقلی بھی اور دلیل ایک بھی نہیں نہ مشاہدہ جس کی نفی کی قبح ثانی میں تصریح ہے اور دوسروں میں بھی انتفاء ظاہر ہے اور نہ عقل جس کا عدم بلکہ دلالت علی النقیض افلا تذکرون میں مذکور ہے اور نہ نقل جس کا انتفاء امر لکم سلطٰن الخ میں مذکور ہے غرض عقیدہ مذکورہ میں علاوہ ملئکہ کو اولاد قرار دینے کے) ان لوگوں نے اللہ میں اور جنات میں (بھی) رشتہ داری قرار دی ہے (جس کا بطلان اور بھی ظاہر ہے کیونکہ بی بی جس کام کی ہوتی ہے اُس سے حق تعالےٰ منزہ ہے اور جب زوجیت محال ہے تو صہریت جو اُس کی فرع ہے بدرجہ محال ہے اور جن جن کو یہ لوگ خدا کا شریک ٹھیرا رہے ہیں اُن کی تو یہ کیفیت ہے کہ اُن میں جو) جنات (ہیں خود) اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ (اُن میں جو کافر ہیں) وہ (عذاب میں) گرفتار ہونگے (اور عذاب میں کیوں نہ گرفتار ہوں کہ حق تعالےٰ کی نسبت بُری بُری باتیں بیان کرتے ہیں حالانکہ) اللہ اُن باتوں سے پاک ہے جو جو یہ بیان کرتے ہیں (پس ان بیانات کفریہ سے وہ گرفتار عذاب ہونگے) مگر جو اللہ کے خاص (یعنی ایمان والے) بندے ہیں (وہ اُس عذاب سے بچیں گے اور مؤمنین جن کا اس اعتقاد کے ساتھ موصوف ہونا تو ظاہر ہے اور کفار عرب کے معبودین میں سے بعضے جن اسلام بھی لے آئے تھے جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل آیت قل ادعوا الذین زعمتم کی تفسیر میں گذرا ہے اور کفار جن میں سے بھی بعضے شاید ادلہ سُنکر اضطراراً اس کے معتقد ہوں پس یہ حکم باعتبار معتقدین ہی کے ہوگا اور غیر معتقدین کی نفی الوہیت دوسرے دلائل سے باطل ہو جاوے گی خلاصہ یہ کہ جنات بیچارے تو خود ہی اپنی نسبت لوازم عبدیت کے معتقد ومعترف ہیں پھر اُن کو شریک قرار دینا بڑی حماقت ہے اور ملئکہ کا ذکر آگے آوے گا اور درمیان میں بمناسبت استثناء مخلصین کے ایک مضمون بطور تعریض کے فرماتے ہیں جس سے شاید مقصود یہ ہو کہ کفار قریش اپنے ضلال کے ساتھ دوسروں کے اضلال کی فکر میں لگے رہا کرتے تھے پس اُن کی ناکامی ظاہر کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ جب اہل اخلاص احضار فی العذاب سے مستثنےٰ ہیں اور ظاہر ہے کہ اس استثناء کے ساتھ علم خداوندی کا تعلق واجب ہے اور خلاف علم خداوندی ممتنع) سو (اس سے لازم آگیا کہ) تم اور تمہارے سارے معبود (سب مل کر بھی) خدا سے کسی کو نہیں پھیر سکتے (جیسی تم کوشش کیا کرتے ہو) مگر اُسی کو جو کہ (علم الٰہی ہی میں) جہنم رسید ہونے والا ہے اور (آگے ملئکہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ اُن میں جو ملئکہ ہیں اُن کا یہ مقولہ ہے کہ ہم تو بندۂ محض ہیں چنانچہ جو خدمت ہم کو سپرد ہے اُس میں) ہم میں سے ہر ایک کا ایک معین درجہ ہے (کہ اُسی کی بجاآوری میں لگے رہتے ہیں اپنی رائے سے کچھ نہیں کر سکتے) اور ہم (خدا کے حضور میں حکم سننے کے وقت یا عبادت کے وقت ادب سے) صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور ہم (خدا کی) پاکی بیان کرنے میں بھی لگے رہتے ہیں (غرض ہر طرح محکوم اور عبد ہیں سو جب فرشتے خود اعتراف عبدیت کر رہے ہیں پھر اُن پر شبہہ معبودیت کا کرنا سفاہت محضہ ہے پس باجن وجوہ اعتقاد الوہیت کا جنات اور ملئکہ کے حق میں باطل ہو گیا) ربط اوپر کفار مشرکین کے کفریات اور اُن کے ابطال بالدلیل کا مضمون تھا آگے اُن پر ایک دوسرے طریق پر کہ وہ نقض وعدہ ہے تشنیع ہے اور اُس پر وعید سے تفریع ہے اور اُسی کے ضمن میں تسلیہ نبی شفیع ہے صلے اللہ علیہ وسلم

ملحقات الترجمہ
۵ قولہ فی نسبا اور بحثا ظاہر اشارۃ بالی وجہ عدم الذکر ۱۲

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ

اور یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت پہلے لوگوں کے طور پر آتی تو ہم اللہ کے خاص بندے ہوتے پھر یہ لوگ اسکا انکار کرنے لگے سو اب (صلی اللہ علیہ وسلم) جلد

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ

اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لیے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کیے گئے اور ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے تو آپ تھوڑے زمانہ تک

حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝

ان کا خیال نہ کیجیے اور ان کو دیکھتے رہیے سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے کیا ہمارے عذاب کا تقاضا کر رہے ہیں سو وہ جب اتر آئیگا روبرو نازل ہوگا سو وہ دن ان لوگوں کا بہت برا دن ہوگا جنکو ڈرایا جا چکا تھا

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝

اور آپ تھوڑے زمانہ تک ان کا خیال نہ کیجیے اور دیکھتے رہیے سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے کہ جو

تشنیع بنکث عہود و تقریع بعذاب معہود بر کفار مع تسلیہ سید ابرار ﷺ

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ اور یہ لوگ (یعنی کفار عرب قبل بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت (کی کتاب) پہلے لوگوں (کی کتابوں) کے طور پر آتی (یعنی جیسے یہود و نصاریٰ کے پاس رسول اور کتابیں آئیں اگر ہمارے لیے ایسا ہوتا) تو ہم اللہ کے خاص بندے (یعنی تصدیق اور عمل کرتے انکی طرح تکذیب و مخالفت نہ کرتے وہذا کقولہ تعالیٰ لئن جاءھم نذیر لیکونن احدی من ھدی الامم) پھر (جب وہ نصیحت کی کتاب پہنچ گئی سو رسول کو دیکھ کر) انکو پہونچی تو) یہ لوگ اُس کا انکار کرنے لگے (اور اپنا وعدہ عہد توڑ دیا) سو (خیر) اب انکو (اسکا انجام) معلوم ہوا جاتا ہے (چنانچہ مرنے کے ساتھ ہی انجام کو بالعیان منکشف ہو گیا اور بعض عقوبتیں قبل موت بھی نازل ہوئیں) اور (آگے مضمون تسلیہ کا ہے کہ گو اس وقت ان مخالفین کو کسی قدر شوکت ہے لیکن یہ چند روزہ ہے کیونکہ) ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لیے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے (یعنی لوح محفوظ میں) مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کیے جاویں گے (کما قال تعالیٰ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی) اور (ہمارا تو قاعدہ عامہ ہے کہ) ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے (جو کہ اتباع رسل کو بھی شامل ہے تو رسل کے لیے تو اسکا تحقق بدرجۂ اولیٰ ہوگا) سو (جب یہ بات ہے کہ آپ غالب آنے والے ہیں ہی) تو آپ (تسلی رکھیے اور) تھوڑے زمانہ تک (صبر کیجیے اور) ان (کی مخالفت اور ایذا رسانی) کا خیال نہ کیجیے اور (ذرا) ان کو دیکھتے رہیے (یعنی ان کی حالت کا قدرے انتظار کیجیے کذا قال ابن کثیر ای انظرھم واسر) (تعقب ماذا یحل بھم) سو عنقریب یہ بھی دیکھ لینگے (کہ کیونکر وہی مطلب ہے جو فسوف یعلمون کا تھا اور اس وعید پر وہ کہہ سکتے تھے کہ وعید کب واقع ہوگی اور اکثر یہ بات کہا بھی کرتے تھے کما قال تعالیٰ ویقولون متی ھذا الوعد ونحوہ اس لیے آگے اُس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ) کیا ہمارے عذاب کا تقاضا کر رہے ہیں سو وہ (عذاب) جب ان کے روبرو نازل ہوگا سو وہ (اہل سوء) لوگوں کا جن کو (پہلے سے) ڈرایا جا چکا تھا بہت ہی بُرا ہوگا (کہ وہ عذاب ٹل نہ سکے گا) اور (جب یہ بات ہے کہ ان لوگوں پر عذاب واقع ہونیوالا ہے تو) آپ (تسلی رکھیے اور) تھوڑے زمانہ تک (صبر کیجیے اور) ان (کی مخالفت اور ایذا رسانی) کا خیال نہ کیجیے اور (ذرا) ان کو (یعنی ان کی حالت کو) دیکھتے رہیے

النحو قولہ من الاولین بتقدیر المضاف ای من ذکر الاولین بعضے من جنسہ ومثلہ لا عین ذکر الاولین ۔

البلاغۃ قولہ فی الرسل لھم المنصورون وفی الجند لھم الغالبون اذ فی البناء للمفعول فی الاول زیادۃ تعلقھم وقربھم مع اللہ تعالیٰ حیث دل المنصوریۃ علی کون اللہ تعالیٰ ینصرھم ولما کان الجند مما یغلب بہ عادۃ فی الحرب لم یحتج الی ذکر الغلبۃ فیہ بخلاف الرسل فان الغلبۃ لیست مما یغلب بہ عادۃ فاحتیج الی ذکرھا فیھم ۔

الجند جماعۃ یجندون ای یجمعون ۔ قولہ لساحتھم ای محلھم الخاص بھم ۔ قولہ صباح المنذرین ای بئس صباح قوم ھم منذرون ۔ قولہ حتی حین ای الی وقت نزول العذاب بھم ۔ قولہ وابصرھم ای انتظر حالھم عند نزول العذاب بھم ۔ قولہ فسوف یبصرون ای عند نزول العذاب بھم ۔ قولہ فاذا نزل بساحتھم ای بفنائھم ۔ قولہ فساء صباح المنذرین ای بئس صباح قوم ھم منذرون ۔ قولہ وتول عنھم حتی حین ای الی وقت نزول العذاب بھم ۔ قولہ وابصر فسوف یبصرون ای عند نزول العذاب بھم ۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع ۵ ۱۰۴

آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے اُن باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تر خوبیاں اللہ ہی کیلیے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے

(یعنی منتظر رہیے) سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے (بھی کا مطلب کہ ابھی کے بعد بیضون کا آنا اُس پر دال ہے دونوں جگہ یہ ہے کہ آپ کو تو ہمارے کہنے سے یقین ہی ہے اور یہی یقین مبنی انتظار کا ہے بعد معائنہ ان کو بھی یقین ہو جاوے گا اور چونکہ اوپر یہ مضمون مرتب ہے تغلیب اہل حق پر اور یہاں مرتب ہے تعذیب اہل باطل پر اس لیے معنی اس میں تکرار نہیں) ف مطلب اہل حق کے غالب ہونے کا یہ ہے کہ اس کا مقتضائے اصلی یہی ہے پس عارضی مغلوبیت حکمت ابتلاء سے اس کے مناقض نہیں اور تفصیل اس مضمون کی پارہ لایحب اللہ کے تین پاؤ آیت ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون کی تفسیر کے بحث میں قابل ملاحظہ ہے ربط سورت میں تین مضمون اصل مقصود تھے توحید ورسالت وبعث جیسا تمہید سورت میں مذکور ہوا ہے پھر اعتقاد بعث بوجہ توقف بعث کے نقل پر واقع میں فرع ہے اعتقاد رسالت کی اور اہل عقل میں سے جو دلیل عقلی سے قائل معاد روحانی کے ہوئے ہیں اُن دلائل کے مقدمات سراسر مجروح ومقدوح ہیں پس اس فرعیت کے اعتبار سے اصل مقصود بالاثبات توحید ورسالت کے مضمون رہ گئے سورت کا اکمال ان ہی کے اجمال پر کیا جاتا ہے اور چونکہ توحید اقدم واعظم ہے اور رسالت کا قائل ہونا اسی پر موقوف ہے گو اعتقاد توحید اس کو مستلزم نہیں اس لیے کلام کا آغاز وانجام توحید سے کیا اور مرسلین کا ذکر درمیان میں لائے اور توحید میں چونکہ نفی نقائص اثبات کمالات سے اہم ہے لان النقص عیب فی نفسہ بخلاف الکمال فان انتفاءہ لم یکن عیبا فی نفسہ وان استلزم العیب بالنظر الی ذات الواجب جل مجدہ اس لیے تنزیہ کو تحمید پر مقدم فرمایا واللہ اعلم

خاتمہ در تنزیہ وتحمید رب العالمین وتنویہ شان مرسلین

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے اُن باتوں سے پاک ہے جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں (پس خدا کو منزہ سمجھو اور پیغمبروں کو واجب الاتباع سمجھو کیونکہ اُن کی ایسی شان ہے کہ ہم اُن کی شان میں یہ کہتے ہیں کہ) سلام ہو پیغمبروں پر اور (خدا کو منزہ سمجھنے کے ساتھ موصوف بکمالات بھی سمجھو کیونکہ) تمام تر خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار (اور مالک) ہے ف سبحان اللہ کیا اچھا خاتمہ ہے کہ اجمالاً تمام اصول وفروع کو حاوی ہے کیونکہ کوئی فرع اعتقاد رسالت پر مرتب ہونے سے خالی نہیں اور اس خاتمہ کی جلالت وجزالت کی وجہ سے روایات میں نماز کے بعد اور مجلس سے اُٹھنے کے وقت اس کا پڑھنا منقول ہے اخرج الاول الخطیب عن ابی سعید مرفوعا والثانی ابن ابی حاتم عن الشعبی مرفوعا کما فی الروح اس لیے تبرکاً میرا بھی جی چاہتا ہے کہ تفسیر کی اس جلد کو کہ جلد نہم ہے اسی پر ختم کروں فاقول سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون ۝ وسلام علی المرسلین ۝ والحمد للہ رب العالمین ۝ وقد تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الصفت یوم الثلثاء تاسع ربیع الاول ۱۳۳۵ھ من الھجرۃ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

ملحقات الترجمہ

ف قولہ فی رب العزۃ عظمت والا کی فی الروح عن الزمخشری ضعیف الرسالی العزۃ لاتتعاطاہ تعالی بہا کان قیل ذو العزۃ کما تقول صاحب صدق فاخصصہ بالصدق فحاصل معناہ العزیز وجوز ان یکون معناہ المعز علی ان الرب بمعنی المالک ای مالک مزاحمۃ قہرین ومعجزین واللہ اعلم

منہیات جلد نہم بیان القرآن

منہیہ اولی توضیح بعض مقامات جلد ہذا

ص ۵ س ۱۲۔ قولہ ایک مراجعۃ دوسری اشارۃ الخ یہ متعلق ہے اسبق یعنی ماموربہ کے نہ کہ ما بعد یعنی جامع کے مطلب یہ ہے کہ تسبیح تو صراحۃً ماموربہ ہے اور تحمید مراجعۃً تو مخبر عنہ ہے لیکن اشارۃً ماموربہ ہے کیونکہ مقصود خبر سے امر ترغیب ہے۔

ص ۸ س احاشیہ تحمانی لیسار۔ قولہ یتعلق بقولہ تعلیل یعنی ان الامر یلزوم الفطرۃ وجب الامتثال قد علل بقولہ لا تبدیل الخ۔

ص ۱۴ س ۱۱۔ قولہ اُس پر کہ مسبب بواسطہ ثانی کے ہے الخ یعنی حصول رزق پر کہ مسبب ارسال ریاح سے بواسطہ ثانی یعنی بواسطۂ انشاء والکتاب کے پس مقام میں ارسال ریاح کے تین مسبب ہوئے اول جریان فلک دوسرا اس کے واسطہ سے انبثار رزق تیسرا اسکے واسطہ سے حصول رزق۔

ص ۱۵ س ۳ حاشیہ تحمانی یمین۔ قولہ بالتوبۃ و العافۃ متعلق بازالۃ لا بغضہ۔

ص ۱۷ س ۲۰۔ قولہ نفسانی انتقام نہیں الخ نفسانی صلت انتقام کی ہو نہ کہ ما قبل کی۔

ص ۲۰ س ۲ حاشیہ تحمانی لیسار۔ قولہ تخصیص للام الخ ای ذکر مثالا فاخصر صہا والمقام یقتضی ذکر مثلۃ للاب ایضاً

ص ۲۰ س ۳ حاشیہ تحمانی لیسار۔ قولہ احاطۃ علمیۃ الخ ای فی اثناء التربۃ بقولی دنیا کے حوائج الخ۔

ص ۲۶ س ۱۵۔ قولہ خلاف عادت الخ کطلوع الشمس من مغربہا۔ قولہ اجل مسمی کے بعد بھی الخ کما ذہب الیہ الشیخ الاکبر انہا تجربان کالیوم فی النار۔

ص ۲۶ س ۳ حاشیہ تحمانی لیسار۔ قولہ لعکس الخ ای اتی بہا جواب اول الآن مو کدا ثم بزید ہا جوابان الآن

ص ۲۸ س ۱۱۔ قولہ شبہ العبد بحد عن علم الباری کا پہنچنا تھا بناء علی قیاس الغائب علی الشاہد۔

ص ۲۹ س ۱۲۔ قولہ نصرت کے ساتھ الخ اشارہ ہے کہ لاہم منصورون اپنے اطلاق پر باقی ہے۔

ص ۳۳ س ۲۹۔ قولہ اشارہ بھی ہوا ہے یعنی یہاں سے پانچ سطر اوپر اس لفظ میں ایذار بانواع مختلفۃ۔

ص ۳۶ س ۲۲۔ قولہ قول موجود واقعی ہے الخ یعنی امر واقعی پر دوسرا امر واقعی مبنی ہوا امر غیر واقعی پر امر واقعی مبنی نہیں ہوا۔

ص ۳۶ س ۲۴۔ قولہ بناء الخ لفظ بناء بلا اضافۃ مبتدا ہے اور لفظ وجہ بمعنی مضاف الیہ ہے لفظاً اعتباراً کما ص ۳۷ س ۱۲ و ۱۳۔ قولہ مؤمنین کی اخوۃ صوریہ یعنی باہم مؤمنین میں اخوۃ صوریہ بناء پر اشتراک فی اب واحد نہیں ہے۔

ص ۳۷ س ۲۴۔ قولہ اور میثاق انبیاء الخ یہ عبارت اس جگہ مؤلف کے قلم سے قبل از موقع سہواً زیادہ ہوگئی یہ آیت آیندہ کے متعلق ہے اور جو کہ وہاں بھی مختصراً مذکور ہے اسلیے زائد ہی لکھدی گئی مگر کچھ ضرر بھی نہیں۔

ص ۳۷ س ۲ حاشیہ تحمانی یمین۔ قولہ للاولویۃ الخ ای التی ذکرت فی قولہ تعالیٰ لبعضہم اولی للتی ذکرت فی قولہ تعالیٰ النبی اولی۔

ص ۴۱ س ۲۲۔ قولہ اور وہ وہ لوگ ہیں الخ اشارۃ لے کون العطف تفسیریا۔

ص ۴۲ س ۹۔ قولہ کیوں نہیں ہے یعنی مگر یں میں کیوں نہیں ہے۔

ص ۴۷ س ۷۔ قولہ علم بالاحکام سے الخ یعنی علم بالاحکام کے سبب۔

ص ۵۱ س ۴۔ حاشیہ تحمانی لیسار۔ قولہ لبیان مناقاۃ حالہ الخ ای حال زید من انعام الرسول علیہ یعنی کونہ منعماً علیہ الذی من لوازمہ الانبساط و عدم الاحتشام یقتضی ان لا یلفظ صلے اللہ علیہ وسلم خلاف انی ضمیرہ۔

ص ۵۳ س ۷۔ قولہ اس طرف اشارہ ہوا الخ مطلب یہ ہے کہ دوسری جگہ جس عنوان سے یہ مضمون لایا گیا ہے یعنی قدراً مقدوراً اس عنوان خاص میں یہ اشارہ ہے کہ جب یہ ہمارا تجویز کیا ہوا تھا پھر کیا ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے یہ نکتہ اول عنوان یعنی مفعولا میں نہ تھا کیونکہ وہ بداہۃً صرف وقوع پر دال ہے بالنسبت الی الامر بالتقدیر پر دال نہیں اور اسکے بعد جو یہ عبارت ہے کہ بخلاف اُن امور کے الخ۔ اسکو اُس اشارہ میں داخل نہیں مستقل جواب ہے سوال مقدر کا۔

ص ۵۵ س ۳۔ قولہ فعل ایذار کا بھی احتمال نہ کیجیے یعنی اسکا احتمال و وسوسہ نہ کیجیے کہ کفار اُس کا ایقاع کرتے۔

ص ۵۶ س ۱۷۔ قولہ جس کا جزء الخ یعنی ما وجدان فی غیر المخلص بہ اُس اختصاص کے مفہوم کا جزء ہے۔

ص ۵۶ س ۱۔ حاشیہ تحمانی لیسار۔ قولہ نوع من الجناس لان حرف العین والنیم متحللین یوجد فی العم والعمات وکذا حرف الخاء و الالف واعلام متصلۃ فی الخال والخالات مع ذکر الاعمام الاخوال زال الاتصال بین الحروف المذکورۃ وفات الجناس۔

ص ۵۷ س ۲۹۔ قولہ ایک اور بھی یعنی آیت اِذَا نُحِّیَتْ الخ میں قولہ مہرکا لزوم الخ یعنی اس قول سے کہ فمتعون ہن ثابت ہوتا ہے۔

ص ۵۷ س ۹ حاشیہ فوقانی۔ قولہ دفع شبہۃ ثبوت الحکم فی الموصوف یعنی یہی شبہہ ہوتا ہے کہ معلوم نہیں اس وصف خاص مثلاً بہبہ نفس کے ساتھ جو موصوف ہوا اُس میں بھی حکم ثابت ہی یا نہیں پس اس غرض سے اس صنف کو لایا جاوے تاکہ اسوقت بھی حکم کا ثبوت تبلا دیا جاوے جیسا اسوقت یہ ان وہبت قوت میں اس کے ہے وامراۃ مرسنۃ واہبۃ جس سے مقصود یہ ہے کہ واہبہ کے لیے بھی یہ حکم ثابت ہے۔

ص ۵۹ س ۲۴۔ قولہ شبہہ قید عدد کا الخ یعنی اگر آپ ایک بی بی کو چھوڑ کر دوسری سے نکاح فرماویں تو کسی کو یہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ شاید بدون اسکے چھوڑے ہوئے دوسری سے نکاح درست نہ تھا جیسا اب تو بکو جس کے پاس چار جوروں بدوں کسی کی طلاق کے خاسے نکاح درست نہیں اسلیے آپ کیلیے تبدیل ممنوع ہوا

ص ۶۵ س ۱۱ حاشیہ فوقانی۔ قولہ تماثل عدتی الخ یعنی لیکون انواع الاجلال سبعۃ وانواع الایذار سبعۃ۔

ص ۷۱ س ۳ و ۴ حاشیہ فوقانی۔ قولہ لان مدلول الحکم الخ دلیل التقیید فی الحال الذی لیس صریحاً فی الکلام وانما فہم من ہذا الدلیل۔

ص ۷۹ س احاشیہ تحمانی یمین۔ قولہ لاحد المتعلق بشفاعۃ لا بالمضاف ای لا تنفع شفاعۃ احد لاحد ہذا الاحد الثانی المجرور باللام مراد من اہم الفوائد المذکورۃ قبل ای لاحد الامن الخ

ص ۸۵ س ۲ حاشیہ تحمانی یمین۔ قولہ لالمالے القسم بان یقال آبا منا۔

ص ۸۹ س ۱۶۔ قولہ منافی نہیں جیسا ظاہر اضافۃ کا شبہہ ہوتا ہے اس طرح کہ فارجعنا سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رجوع ہی مقصود ہوا اور اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ رجوع مقصود نہیں تو یہ مقصود ہو خواہ رجوع بالذات ہو تقریر عدم منافاۃ خود تفسیر میں مذکور ہے۔

ص ۹۲ س ۵ حاشیہ تحمانی لیسار۔ قولہ لکل احد ہو خبر لان یعنی ان الخطاب واقع لکل احد دون المتصفین بالجوحاۃ کما کان الخطاب لہم فی تاکلون وتستخرجون وغیرہما۔

ص ۹۵ س ۲ حاشیہ تحمانی لیسار۔ قولہ طرفتہا المشار الیہا بقولہ الظلمات والنور و قولہ ثمرتہا المثار الیہا بقولہ الظل والحرور۔

ص ۱۰۹ س ۱۱۔ قولہ اول ممکنین الخ یعنی دنیا میں قرن سبب اول ہلاک ہوا۔

ص ۱۱۰ س ۱۴۔ قولہ بنیہ یکیہ مقولات عشر الخ اس شرط کا فائدہ یہاں سے چوتھی سطر کی اس عبارت پر مفہوم ہوگا اور اسی سے حق تعالیٰ کا الی پس ازدواج سب مخلوق۔

ص ۱۱۳ س ۱۷۔ قولہ جیسا اُن کا رزاقیت کو الخ یعنی اگر انفاق عہد ورزاقیۃ حق میں ثمانی ہو تو پھر انفاق واطعام کے استحسان اور اُس پر تفاخر سے نفی لازم آویگی رزاقیت حق تعالیٰ کی الخ۔

ص ۱۱۹ س ۲ حاشیہ تحمانی لیسار۔ قولہ ای لا یستعون ولا یسمعون یعنی نہ سننے کا قصد کرتے ہیں اور نہ اُن کا سُننا واقع ہوتا ہے۔

ص ۱۲۱ س ۳ حاشیہ تحمانی یمین۔ قولہ ذکر وَرَاءَ ای بصیغۃ الواحد الماضی المجہول والمعلوم۔

ص ۱۳۵ س ۳ حاشیہ فوقانی۔ قولہ لے وجہ عدم الذکر ای عدم ذکر بطلانہ صریحاً۔

ص ۱۳۵ س ۱۸۔ قولہ باعتبار معتقدین یعنی خاص معتقدین احضار کی الوہیت کی نفی کا حکم اس کلام میں مذکور ہوگا ولقد علمت الحجۃ الخ

منہیہ ثانیہ مضامین تفسیر یہ جلد ہذا

ص	مضمون
۱۹	۷ تفصیل احکام اصنام لہو
۱۰۱	۱۴ تحقیق استدلال بسکون ارض یا سمار بآیت
۱۰۳	۲۰ جواب استدلال بل سائس بآیت بدا نکار خوارق

بیع اوّل از بانۃ البیان

بعبارت غریبی محمد حسن صاحب سنبھلی سلمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ عرض پرداز ہے کہ کچھ کاتبانہ غلطیاں رہ گئی ہیں جن کا نام صحیح میں لکھا ہے

(نوٹ) چونکہ طبع ثانی کے وقت اغلاط کو کتاب میں صحیح کر دیا گیا ہے اس لیے حصہ ثالثہ صحت نامہ اس بار حذف کر دیا گیا۔ (از مصحح غفرلہ)

اس تفسیر کو دیکھتے ہیں اور کہیں کہیں کچھ فوائد ضروریہ یعنی یاد داشت کیلئے اسکے متعلق لکھتے بھی جاتے ہیں میں نے مولوی صاحب کو رائے دی کہ اگر بطور تعلیقات کے بہتر ترتیب طور پر لکھیں تو تفسیر کی مزید توضیح و تنقیح ہو جانے سے نفع تام اور عام ہو جائیگا تین جلدوں پر لکھ کر دیکھا دیکھا جسکو میں نے عرضاً خود پڑھا بھی ہوا اور کہیں کہیں ضرورت کے موافق کمی بیشی بھی کی اور کہیں کہیں بطور تعلیق کے کچھ تحقیق بھی لکھدی اور یہ بھی مولوی صاحب سے دو دفعے لیا کہ اسی طرح نفیہ جلدوں میں بھی تین تین جلدوں پر ایک ایک تعلیق لکھدیں تاکہ اُس کے چار ربع پورے ہو کر بحمدہ تعالیٰ اصل تفسیر کی تقریب چار جلدوں یعنی نہم سے دوازدہم تک کے ساتھ ایک ایک ربع اُس کا شائع ہو جائے اور میں نے ہی اس کا نام بھی رکھدیا اتمام البیان جس کا یہ ربع اول ہے اور یہ دین وجہ اُس تبیان البیان کے مناسب و مقارب ہے جو جلد ہفتم کے ساتھ شائع ہوا ہے کیونکہ اُس میں کل میرے ہی مضامین تھے اور اس میں بھی کہیں کہیں تو میرے مضامین ہیں اور تقریباً مضامین بھی میرے مرئی و منوی یعنی دیدہ و پسندیدہ ہیں گویا کہ وہ بھی میرے ہی ہیں ۔ فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد فہذہ فوائد معلقۃ علی تفسیر بیان القرآن علقتہا عین مطالعتہ علی تعجیل وانہا مفیدۃ جداً بنبغی ان لا یخلو عنہا مثل ہذا التفسیر اللطیف اصلا وانتجا واللہ تعالیٰ ہو المستعان (حاشیۃ المجلد الاول)

صفحہ ۱۔ قولہ بسم اللہ الخ قلت اخرج الامام ابن جریر الطبری عن الضحاک عن عبد اللہ بن عباس قال اول ما نزل جبریل علی محمد قال یا محمد قل استعیذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ثم قال قل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ثم قال اقرأ باسم ربک الذی خلق الخ واللہ اعلم ان المجاورۃ والمتعلقۃ الفعل المأخوذ منہ وہو اولی عندی وایضاً یبنبغی ان یکون اقرأ للامن مفہوم العامۃ قال فی النیابوری وتقدیر الفعل اولی من تقدیر الاسم لان کل فاعل یبدأ فی فعلہ باسم اللہ یکون معناہ اجعل استتیہ مبدأ فعلی ہذا فیکون المراد ان انشاء ذلک الفعل متاخرا عن اسم اللہ وفیہ ایضاً وتقدیر المحذوف متاخرا اولی علی تحو قولہ تعالیٰ بسم اللہ مجریہا ومرساہا لان تقدیم ذکر اللہ واہل فی التعظیم واللائم کما نوا یبدأون باسماء اصنامہم فیقولون باسم اللات باسم العزی فوجب ان یقصد الموحد معنی اختصاص اسم اللہ تعالیٰ بالابتداء فی ذلک بتقدیمہ وتاخیر الفعل قال الفہر فی المنتخب بالکسر سمیتگے کہ بداں چیزہ وغیرآں سامۃ و سمگے گرمشت دست را برکند اہ وعن ابن عباس ما نصہ والما قولہ خلق الارض فی یومین فان الارض خلقت قبل السماء وکانت السماء دخانا فسواہن سبع سموات فی یومین بعد خلق الارض واما قولہ والارض بعد ذلک دحیہا یقول جعل فیہا جبالا وجعل فیہا انہارا وجعل فیہا شجرا وجعل فیہا بحورا رواہ ابو حاتم بسند صحیح قال الحافظ ابن حجر وحاصل جواب ابن عباس عن السؤال الثالث انہ خلق الارض فی یومین غیر مدحوۃ ثم خلق السموات فسواہن فی یومین ثم دحا الارض بعد ذلک وجعل فیہا الرواسی وغیرہا فی یومین فتلک اربعۃ ایام للارض کذا فی الاتقان فی النوع الثامن والاربعین ملخصا بلفظہ ثم اعلم ان فی کل من ہذہ الروایۃ ودرایۃ الحسن قولا بالتفسیر فی ہذہ المسئلۃ تحاقا فی الجملۃ فان قول التفسیر یدل علی تسویۃ السموات بعد دحو الارض ودانی الروایتین یدل علی دحوہا بعد التسویۃ تامل واللہ تعالیٰ اعلم۔

صفحہ ۲۶ س ۲۵۔ قولہ ہماری شریعت الخ قلت کما رواہ البیہقی مرفوعا بسند حسن عن عائشۃ غیر خصال الصائم السواک۔

ص ۲۷ س ۱۸۔ قولہ جنہوں نے گوسالہ پرستی الخ قلت فیہ اقوال احسنہا ما اختارہ المؤلف العلام وہو قول ابن عباس کما رواہ الامام ابن جریر الطبری عنہ وہو ترجمان القرآن کما لقبہ بہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

ص ۲۸ س ۱۔ قولہ تعالیٰ السلوی قال الامام ابن جریر اسم طائر لیشبہ السمانی واحدۃ وجماعۃ بلفظ واحد کذلک السمانی (بالضم والقصر اجلالین) لفظ جماعا وواحدا سواء وقد قیل ان واحد السلوی سلواۃ اہ وتفسیر السلوی بالسمانی مروی عن ابن عباس کما قال الطبری واختارہ الامام السیوطی وقد روی عنہ الطبری ایضا بما مر آنفا (فائدۃ) قال الطبری تظاہرت الاخبار عن رسول اللہ انہ قال الکمأۃ من المن وماءہا شفاء للعین اہ۔

ص ۲۹ س ۲۱۔ قولہ حتہ فی شعیرۃ کذا فی حاشیۃ البیضاوی عن الصحیحین وکذلک فی بعض نسخ الجلالین والذی رایت فیہا ہو حتہ فی شعرۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۳۶ س ۳۔ قولہ تعالیٰ ان نسائنا الزائرات لفظہ المس دون الاحراق لان القائلین بذلک یریدون تخفیف العذاب علیہم کما یدل علیہ قولہم نحن ابناء اللہ و احباؤہ وما خذ ہذہ المبالغۃ ما قالہ السیوطی فی الاتقان

الفہر فی المنتخب بالکسر سمیتگے کہ بداں چیزہ وغیرآں سامۃ و سمگے گرمشت دست را برکند اہ وعن ابن عباس ما نصہ والما قولہ خلق الارض فی یومین فان الارض خلقت قبل السماء وکانت السماء دخانا فسواہن سبع سموات فی یومین بعد خلق الارض واما قولہ والارض بعد ذلک دحیہا یقول جعل فیہا جبالا وجعل فیہا انہارا وجعل فیہا شجرا وجعل فیہا بحورا رواہ ابو حاتم بسند صحیح قال الحافظ ابن حجر وحاصل جواب ابن عباس عن السؤال الثالث انہ خلق الارض فی یومین غیر مدحوۃ ثم خلق السموات فسواہن فی یومین ثم دحا الارض بعد ذلک وجعل فیہا الرواسی وغیرہا فی یومین فتلک اربعۃ ایام للارض کذا فی الاتقان فی النوع الثامن والاربعین ملخصا بلفظہ ثم اعلم ان فی کل من ہذہ الروایۃ ودرایۃ الحسن قولا بالتفسیر فی ہذہ المسئلۃ تحاقا فی الجملۃ فان قول التفسیر یدل علی تسویۃ السموات بعد دحو الارض ودانی الروایتین یدل علی دحوہا بعد التسویۃ تامل واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۱۹۔ حاشیہ تحتانی لیسار۔ قولہ سجدۃ التحیۃ الخ قلت یدل علی النسخ بما رواہ ابو داؤد وعن قیس بن سعد قال اتیت الحیرۃ فرأیتہم یسجدون لمرزبان لہم فقلت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احق ان یسجد لہ فاتیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتہم یسجدون لمرزبان لہم فانت احق ان یسجد لک فقال لی ارایت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا اہ کما فی نیل الاوطار واعلم ان ہذا نص قاطع علی المقصد فتہ بجواز السجدۃ التحیۃ فانہا ان کانت جائزۃ لما حدۃ فجوازہا لغیرہ تعالیٰ بمحال عقلی وشرعی فلا یجوز ان یحمل الحدیث علی سجدۃ العبادۃ فافہم حق الفہم

ص ۲۶ س ۲۲۔ قولہ گردس روزہ الخ اخرج الدیلمی عن ابن عباس مرفوعا لما اتی موسی ربہ واراد ان یکلمہ بعد ثلاثین یوما دقد صام ثلاثین وہا رہن فکرہ ان یکلم ربہ وریح فمہ یریح ذا الصائم فتداول من نبات الارض فمضغہ فقال لہ ربہ لم افطرت وہو اعلم بالذی کان قال ای رب کرہت ان اکلک الا وفی طیب الریح قال او ما علمت یا موسی ان ریح فم الصائم عندی اطیب من ریح المسک ارجع فصم عشرۃ ایام ثم ائتنی ففعل موسی الذی امرہ ربہ فوجہا الآیۃ سواء فاتفاقی فلہذا کلم اللہ موسی قال لہ ماقال الخ کذا فی الدر المنثور

ص ۲۶ س ۲۴۔ قولہ پسند ہے۔ چونکہ روزہ دار کو قیامت کے دن اس بو کے بدلے مشک سے بڑھ کر خوشبو حاصل ہوگی۔ اور یہ بو اُس خوشبو کے حاصل ہونے کا سبب ہے سو ایسے یہ بو حق تعالیٰ کو محبوب ہوئی کذا فی فتح الباری پس اس سے یہ شبہہ نہ ہو کہ اُس بدبو کو صاف نہ کرنا بہتر تو بلکہ بدبو کو مسواک سے صاف کرنا چاہیے اور اگر اس قصہ موسویہ سے شبہہ ہو تو جواب اُسکا خود تفسیر میں اسی مقام پر ہے بقولہ اُن کے واسطے یہی حکم شرعی تھا۔

صفحہ ۲۶ س ۲۵۔ قولہ ہماری شریعت الخ قلت کما رواہ البیہقی مرفوعا بسند حسن عن عائشۃ غیر خصال الصائم السواک۔

ص ۲۷ س ۱۸۔ قولہ جنہوں نے گوسالہ پرستی الخ قلت فیہ اقوال احسنہا ما اختارہ المؤلف العلام وہو قول ابن عباس کما رواہ الامام ابن جریر الطبری عنہ وہو ترجمان القرآن کما لقبہ بہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

ص ۲۸ س ۱۔ قولہ تعالیٰ السلوی قال الامام ابن جریر اسم طائر لیشبہ السمانی واحدۃ وجماعۃ بلفظ واحد کذلک السمانی (بالضم والقصر اجلالین) لفظ جماعا وواحدا سواء وقد قیل ان واحد السلوی سلواۃ اہ وتفسیر السلوی بالسمانی مروی عن ابن عباس کما قال الطبری واختارہ الامام السیوطی وقد روی عنہ الطبری ایضا بما مر آنفا (فائدۃ) قال الطبری تظاہرت الاخبار عن رسول اللہ انہ قال الکمأۃ من المن وماءہا شفاء للعین اہ۔

ص ۲۹ س ۲۱۔ قولہ حتہ فی شعیرۃ کذا فی حاشیۃ البیضاوی عن الصحیحین وکذلک فی بعض نسخ الجلالین والذی رایت فیہا ہو حتہ فی شعرۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۳۶ س ۳۔ قولہ تعالیٰ ان نسائنا الزائرات لفظہ المس دون الاحراق لان القائلین بذلک یریدون تخفیف العذاب علیہم کما یدل علیہ قولہم نحن ابناء اللہ و احباؤہ وما خذ ہذہ المبالغۃ ما قالہ السیوطی فی الاتقان

ص ۵ کون لما کان قو تعالیٰ ثم استوی الی وہی ودخان الخ قولہ سبع سموات بعد قولہ خلق الارض فی یومین تعالیٰ وجعل فیہا رواسی الآیۃ سواء فاتفاقی جب ان ذلک دحیل فی الزمان بما الکن وہذا التاویل ہو قول من قال الکن ان تقول ان قول ابن عباس ہذا ولۃ اجعل المغفر قولا لما اختارہ وہو بعید خوص دون قول ابن عباس عفی عنہ۔

ص ۵ الاسقف ہو العالم الرئیس المطران العظیم کذا فی ذیل الا

ص ۵ قالوا المراد فشہ یہ فی قولہ التعب فی وکثرۃ منافعہ وکذلک

المن ہو ترنجبین

ص ۵ وقد ذکر المفسر رویا لزمان کونہ مدینہ لکا تفوہ کرنا ہذہ واقا علی بیر والمفسر یقرر بتہ ہذہ الرؤیا بالشارۃ الی تعالیٰ بالمناسبۃ الی واللہ الحمد ۱۲ منہ

ص ۵ سارہ رع وآنو باسند کہ در دیوار ہائے ونہ منیہائے منبارک نہ ختم کردہ دامثال آن (ہندی) پھیر کچھ کذا فی الصراح وغیرہ آن۔

فی قولہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار و قصد لما کان الرکون الی الظالم ہو المیل الیہ والاعتماد علیہ دون مشارکتہ فی الظلم وجب ان یکون العقاب علیہ دون العقاب علی الظلم فالنہی للظلم انما ہو دون النہی للرکون الذی ہو دونہ بالاحراق والاصطلاء اھ۔

ص ۱۰ س ۱۔ قولہ تعالیٰ یا ایہا الناس الخ قال فی الاتقان اصل النداء بیان ان تکون المنبہ حقیقۃ او حکما فقد ینادی بہا القریب لئلا تکثر منہا اظہار الحرص فی دعوۃ علی اقبال المدعو نحو یا موسیٰ اقبل ومنہا کون الخطاب المتلو معتنی بہ نحو یا ایہا الناس اعبدوا ربکم و منہا قصد تعظیم شان المدعو نحو یارب و قد قال تعالیٰ انی قریب ومنہا قصد الحفاظ علی قول فرعون و انی لاظنک یا موسیٰ مسحورا وفیہ ایضا قال الزمخشری وغیرہ کثیر فی القرآن النداء بیا ایہا دون غیرہ لان فیہ اوجہا من التاکید والسبب ہی المبالغۃ منہا ما فی یا من التاکید والتنبیہ وما فی ہا من التنبیہ وما فی التدرج من الابہام فی ای الی التوضیح والقاعم یناسب المبالغۃ والتاکید لان کل ما دعی لہ عباد ومن ادامروہ نواہیہ وعظاتہ وزواجرہ ووعدہ ووعیدہ من اقتصاص اخبار الامم الماضیۃ وغیر ذلک مما انطق اللہ بہ کتابہ مر عظام وخطوب جسام ومعان واجب علیہم ان یتیقظوا لہا ویصیلوا بقلوبہم ولبصائرہم الیہا وہم غافلون فاقتضی الحال ان ینادوا بما ذکر اذا بلغ اھ قلت قد تقدم فی القرآن الکریم فی خطاب المؤمنین فقال مرۃ یا ایہا المؤمنون ومرۃ یا ایہا الذین اٰمنوا وکل ہذا خطاب مدح لکن فی الاول دلالۃ علی ثبات ایمانہم و فی الثانی الی الترقی فی ایمانہم باعتبار دلالۃ الفعل علی التجدد وکان شانہم الترقی من الرتبۃ الی الدرجۃ العلیا و ورد الخطاب بالثانی کثیرا دون الاول قلیلا فتنبہا علی الجہۃ المذکورۃ وترغیبا فی تکمیل المراتب الی النہایۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۳۴ س ۲۔ قولہ ذلول قلت مشتق من الذل بالکسر بمعنی نرمی ورام شدن ہذا محصل ملتقب وحاشیۃ الجلالین۔

ص ۵۲ س ۱۔ حاشیہ تحتانی لیسار۔ قولہ بل للاضراب قال فی الجمل ویکون اضراب انتقال من قصتہ الی اضراب البطال ولم تجعل ام متصلۃ لفقد شرطہا اھ۔

ص ۶۱ س ۱۔ قولہ تعالیٰ ابراہیم فی الجمل علی الکرخی

مفعول مقدم وہو واجب التقدیم عند جمہور النحاۃ لانہ متی اتصل بالفاعل ضمیر یعود علی المفعول وجب تقدیمہ لئلا یعود الضمیر علی متاخر لفظا ورتبۃ اھ۔

ص ۶۲ س ۳۔ قولہ تعالیٰ من الثمرات لم یقل من الحبوب لما فی تحصیلہا من النیل بحاصل باحرث وغیرہ فاقتصارہ علی الثمرات لتشریفہم کذا فی الجمل قلت طلب الثمرات لا ینافی الزہد فانہا قائمۃ مقام الحبوب عند الناس تفطن۔

ص ۶۷ س ۱۔ قولہ تعالیٰ وقالوا کونوا ہودا او نصاری الخ قال فی المؤلف العلام عن شیخہ العلامۃ الخطیب الشربینی قدس سرہ انہ قال ہذا الکلام علی سبیل ارخاء العنان لکل فریق منہم عن الآخر فی مقابلۃ اہل الاسلام ومرادہم ان المذہب القدیم فی دیارنا منحصر فی الیہودیۃ والنصرانیۃ والثالث فمن این احدث ہذا المذہب المسمی بالاسلام کما تقول الہنود ومن الکفار فی دیارنا من تعصر منہم ان المذہب مذہبہ ومذہب اہل اسلام ومذہب النصاری امر حادث لیس لشیٔ من ہذا العدم استنادہم مطلقا بالنصاری وان کانوا لا یرضون الاسلام ایضا لکن الجواہم البعد وحشتہم منہم ومحاورات جمیع الالسنۃ تتقارب اھ قلت الکلام حسن ان وقع کذلک ولکن یخالفہ سبب النزول الذی ذکرہ فی الحاشیۃ ویمکن الجمع بین سبب النزول و بین ہذا الکلام بتعدد المقولۃ وقال ابو جعفر الطبری والنصاری جمع واحدہم نصران کما واحد الکاری سکران وواحد النشاوی نشوان الی ان قال الا ان المستفیض من کلام العرب فی واحد النصاری نصرانی وقد حکی عنہم سماعا نصران بطرح الیاء وجمع منہم نصرانۃ فی الانثی وہذہ الابیات التی ذکرتہا تدل علی انہم سموا نصاری لنصرۃ بعضہم بعضا وتناصرہم بینہم وقد قیل انہم سموا نصاری من اجل انہم نزلوا ناصرۃ اھ ملخصا وقولہ ہودا جمع یہودی والیہود جمع یہودی کذا فی المنتخب۔

ص ۷۵ س ۳۔ قولہ فلا تکونن من الممترین قلت ورد فی القرآن ہذہ الصیغۃ ولفظ کن من المشارکین ونحو ذلک وہو ابلغ من لفظ کن شاکرا ولا تکونن ممترا فنساء التکثیر حتی تدخل فی جماعتہم وتذہب الیہم لا بصیرا ذلک الا لمن صار الشکر سجیۃ لہ وقولہ لا تکونن من الممترین ای لا تکونن منسوبا الیہم ومنطلقا بہم فضلا ان تکون نفسک ممتریۃ فافہم۔

ص ۹۳ س ۴ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ ان الشہر مفعول بہ قلت قال المحقق النیشابوری ثم قیل ان مفعولہ محذوف والشہر منصوب علی الظرف و کذلک البلد فی قولہ تعالیٰ وہذا البلد الخ وحذف الجار ونصب الظرف الثانی علی الاتساع ای علی التجویز تجویزا یجعلہ بمنزلۃ المفعول بہ والا فلا یکون الضمیر الظرف بدون فی کما بین فی محلہ کذا فی البیضاوی وحاشیتہ علیہ للعصام) و لا یکون مفعولا بہ کقولک شہدت الجمعۃ (ای ادرکتہا کان المقیم والمسافر کلا بہا شاہدا ان الشہر فالمعنی فمن شہد منکم فی الشہر المذکور المعلوم البلد والمقام فلیصم فی الشہر وصاحب ہذا القول ارتکب الاضمار (وہو تقدیر المفعول بہ) ہذا من یوم التخصیص فی حق المسافر الا انہ یلزمہ فرضہ ایۃ سلک لان الصبی و المجنون والمریض کل منہم شہد البلد فی الشہر مع انہ لا یجب علیہ الصوم اما اذا قیل الشہر مفعول بہ مثل شہدت صم فلان وہو ادرکت زمانہ فلا یلزم منہ الا حد الامرین و ہو التخصیص بقولہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر فیکون اولی من الاول لان الاضمار و التخصیص اذا تعارضا فالتخصیص اولی کثیف اذا وقع الاضمار والتخصیص فی جانب والتخصیص وحدہ فی جانب ہذا ما قالہ الامام فخر الدین الرازی ومحصلہ بناء علی صاحب الکشاف وغیرہ قلت الانصاف ان الترجیح مع صاحب الکشاف لان لزوم الاضمار فی الآیۃ ممنوع وذلک ان شہد ہہنا متروک المفعول کما ہو فی فعلان لیعطی (ای مالا) ومنع ومنعنی من شہد من کان علی حالۃ الحضر سواء کان فی البلد او فی منزل من المنازل دنوی الاقامۃ وامالتخصیص فمشترک علی التعیین الا ان عدم علی قول صاحب الکشاف اقل لعدم دخول المسافر فیہ فیکون اولی فان قیل فعلی ہذا یکون قولہ بعد ذلک او علی سفر تکرارا قلنا انما اعید لیترتب علیہ حکم القضاء کما ظہر لبیب وایضا لا یلزم من ایجاب الصوم علی الحاضر عدم ایجابہ علی المسافر فدلو سلم فہما مفہوم اولا فالمنطوق ثانیا فاین التکرار اھ قال المحشی حال الکلام فی ہذا المقام لکنہ مفید جدا فان المتبا درمن لفظ الشہر کونہ ظرفا فلا یعدل عنہ الا بعد قیام قرینۃ قویۃ ولا قرینۃ قویۃ ہہنا فقال ۶ وفاس فیا یعقلون مذاہب۔

ص ۹۵ س ۵۔ قولہ تعالیٰ حتی یتبین ای یظہر کما فی الجلالین وہو بہ کثیر الظہور والتعبیر بلفظ التبین بزیادۃ اللفظ دون بان او ظہر لدفع وہم ما یتبین

فی الوقت فیجتنب قبیل الوقت عن المفطرات وتضییق بہ وتخصیص قدر الوقت لیس بظاہر لظہور الکثیر الکل اھ فلقتضی کرم اختیاری تعالیٰ بان المکلف لا یحقیق و لا یجتنب عن المفطرات الا بعد الوقت المتیقن وان لم یکن ہذا الظہور کثیرا فہذا وجہ اختیار الصیغۃ الزائدۃ اللفظ والاحادیث دلت دلالۃ صریحۃ علی ان الصوم من طلوع الفجر لان من حین نظر کثیر الظہور فافہم۔

ص ۹۵ حاشیہ تحتانی یمین س ۴ قولہ عدی بالی فی الجمل والاظہر ان یضمن معنی الرفث تعدی بالباء کذا فی السمین اھ

ص ۱۰۱ حاشیہ تحتانی یمین س ۵۔ قولہ الغفلۃ فی الصراح غفلک حسابہ بہنایت رسانید آمرزا و فراغت کردازان مختر مقدمن قولہ اذا احل حسابہ فذلک کذا وکذا اھ قلت المراد ہہنا معنی الاجمال لا المذکور اولا۔

ص ۱۰۳ حاشیہ تحتانی لیسار س ۲۔ قولہ الروایات الوقلت الاصح بالمقصود ما فی الجلالین نزل فی اہل الیمن وکانوا یجون بلازاد فیکونون کلا علی الناس و فی الخازن ویقولون نحن متوکلون نحن نحج بیت ربنا افلا یطعمنا فاذا قدموا مکۃ سألوا الناس وربما مضی بہم الحال الی النہب والغصب اھ وان لم یذکر ہذا لکن القرینۃ تدل علی صحتہ والمراد بتہین حیث لا بأس فی عدم النفرد للخارج المتوکل حقیقۃ بل ہو مستحب لہ اذا کان قویا صابرا وتحمل الذم انما ہو اذا زاد الغیر وعدم الصبر علی المشقۃ والابتلاء فافہم۔

ص ۱۰۵ س ۱۳۔ قولہ ثواب لیکن قلت ہذا التداخل العبادات وفصلہا العلامۃ الشامی فی رد المحتار واحسن تفصیل فی باب الحیرۃ علی الاذان من کتاب الصلوٰۃ لکن صدق الغیبۃ یبقیہ بہ فانہ قلیل۔

ص ۱۰۵ س ۱ حاشیہ تحتانی لیسار۔ قولہ لعدم العموم العقلی قلت کما فی قولنا فلان یعطی وہذہ البلاغۃ تتعلق بہ بنا الخ الاولی۔

ص ۱۰۷ س ۱۰۔ قولہ کیت یا موائی قلت حروف یا للتنویع للاشک س ۱۲۔ قولہ دعونا اربد بہ الزیادۃ لا نفس التثلیث۔

ص ۱۰۷ س ۶ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ اتثل ای استخرج وقولہ کنانۃ معناہ تیروان کما فی المنتخب۔

ص ۱۰۷ س ۱ حاشیہ تحتانی لیسار۔ قولہ حتا

امی اس کے بعد لفظ کل سہو سے رہ گیا ہے کما یظہر من مطالعۃ الکتاب۔

ص ۱۱۰ س ۳۔ قولہ تعالیٰ بالحق قال فی الجمل ای انزلہ ازالا ستلبسا بالحق والمراد بالحق ہہنا الحکم والفوائد والمصالح وقرارۃ المجرور متعلق بمحذوف ای ملتبسا الخ اھ

ص ۱۱۱ س ۲۴۔ قولہ وحاجات عالیۃ الخ قلت فی الحدیث المرفوع ان اللہ یحب معالی الامور ویبغض سفسافہا اھ کما قال۔

ص ۱۲۶ س ۶ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ الفقہ الخ قلت واوضح من ذلک ما فی حاشیۃ البیضاوی ونصہ قال الجصاص ہذا غلط لان النہی للتنزیہ معا لا حتمل فیہ فکیف یستدل بہ علی اثبات الحق اھ قلت ہذا کلہ علی تقدیر ارجاع الضمیر الی الاولیاء فافہم۔

ص ۱۲۷ س ۱۔ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ کون الفاء للتعقیب قال فی حاشیۃ البیضاوی الفاء للتعقیب عن مطلق الرضاع اوعن الحولین فیکون فیہ تائید لما ذہب الیہ الامام الاعظم حیث لم یوجب الفصال بعد الحولین بل اباحہ بقولہ وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اھ۔

ص ۱۲۷ س ۵۔ قولہ تعالیٰ الخ فی الجمل لیس قید الصحۃ الاجارۃ فان تعجیل الاجرۃ لا یشترط وانما ہو قید کمال لانہ اطیب لنفوسہن اھ قلت فیہ رعایۃ الاولاد حیث امر استمالۃ بما تزید بہ شفقۃ النساء بہم والمقام یقتضی ذلک فان الصغار یحتاجون الی الشفقۃ الکثیرۃ۔

ص ۱۲۸ س ۹۔ قولہ وعلی المولود لہ الخ اعلم ان المقصود بذکر الرزق والکسوۃ تعلیل وجوب النفقۃ لا بیان نفس وجوب نفقۃ المرأۃ فانہا واجبۃ سواء کانت والدۃ اولا تامل افادہ المؤلف العلام۔

ص ۱۲۹ س ۵۔ قولہ تعالیٰ استدکرون من ای باب تفاعل کلم التعریض کذا فی الجلالین۔

ص ۱۳۰ س ۳۳ حاشیہ فوقانی۔ قولہ لم افہم قلت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال لکن اوضحہ علی ما ظہر لی فاقول ذکر فی علم البدیع العکس ان تقدم فی الکلام جزء ثم تعکس فتقدم ما اخرت وتؤخر ما قدمت اھ وہذہ الصنعۃ المذکورۃ وان لم تذکر ہہنا لفظا لکن ذکرت معنی وتفید التاکید وتقریرہ علی ما افادہ المؤلف العلام ما نصہ فان نفی الجناح فی التعریض بعد الکلام الخ وجہ ختم وکان الاکمل نفی الانفس مؤخرا اذ ول الکلام وذکر ہہنا نفی الانفس الذی ہو عین الاکمل المذکور معقد ما آخر الکلام فحصل الطرد والعکس معا بہذا التوجیہ اھ ثم اعلم ان المراد بالرفع فی قول صاحب الروح رفع الجناح ونقولہ الا ان تقولوا بمجرد الکلام تامل واللہ اعلم۔

ص ۱۳۲ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ فاعلم الخ اعلم ان القنوت لہ معان عدیدۃ لکن المراد فی القرآن کلہ ہو کما ہو المعتمد عند الامام احمد وغیرہ من المحققین کل قنوت فی القرآن ہو علی قیام کما فی حدیث زید بن ارقم وغیرہ مرفوعا وبہ قال طاؤس وداؤد وابن جریر وابن المنذر وجماعۃ من اصحاب حبان قالہ الامام السیوطی فی الاتقان وجعل صاحب الصراح ہذا المعنی اصلا من معانیہ فمعنی الترجمۃ بہ صحیح لا غیر وقولہ فامر قانوان دل بظاہرہ علی انہ اراد السکوت بالقنوت لکن ہذہ اللفظۃ لیست کلفظۃ انہ منہوج لاحتمال فہم الراوی خلاف مقصود الشارع کما بینہ علیہ العلامۃ ابن دقیق العید ونقلہ عنہ فی فتح الباری فالتطبیق بین الحدیثین انہ صلے اللہ علیہ وسلم اراد بالسکوت اوخلل السکوت فی افراد الطاعۃ فامر بہ فنقلہ الراوی ذلک عنہ صلے اللہ علیہ وسلم کذلک فلا منافاۃ بین الحدیثین ولکن لا یلزم منہ ان یترجم القنوت فی الآیۃ بالسکوت لان الحمل علی المعنی الاصلی اولی حتی الامکان ویمکن ان یرجح المرفوع علی الموقوف فیترک بہ۔

ص ۱۳۲ س ۵ حاشیہ تحتانی یسار قولہ لم ار قلت واللہ تعالیٰ اعلم ان ہذا الاحتمال بعید الظاہر جدا حیث لم یعہد فی عہد صلے اللہ علیہ وسلم خص ہذہ الصلوۃ بالذکر لہمام یہم والحزن الشدید یعتورہما وان کان حزنیا مغلوبا لجمیع ولا دلیل لتلک الغیبۃ فی الحدیث الاول لانا نقول ان الامر بہا فقط صلوۃ الظہر داخل فی امر محافظۃ جمیع الصلوات وذکر تعالیٰ لصلوۃ العصر خاصۃ للاہتمام الخاص بہا لاشتمالہا علی الضرورۃ فافہم اقتضت بصیرتہ الجمع تامل فانہ مفید جدا واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۱۳۳ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ فلم یبن الخ قلت فیہ تاسخ لقولہ سابقا علی الحنین کما فی الجمل اوہو مغفور وہو احسن عندی۔

ص ۱۳۹ س ۳۔ قولہ بضمہم قلت یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم وجاء التفضیل عموم الدعوۃ وختم النبوۃ بہ تفضیل امتہ علی سائر الامم والمعجزات المشارکۃ والخصائص العدیدۃ ولم یذکر اسمہ علیہ الصلوۃ والسلام تفخیما لشانہ۔

ص ۱۳۹ س ۳۔ قولہ منہم من کلم اللہ الخ ای موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام وقدم زمانہ علی زمانہ ہم وذکرہ صلے اللہ علیہ وسلم لشانہ بہ بنبیناء فی کثیر من الاحکام کالجہاد واستقلال الشریعۃ وغیرہا افادہ المؤلف العلام۔

ص ۱۴۲ س ۲ حاشیہ تحتانی۔ قولہ مقلدۃ بالکسر وہی من النساء التی لا یعیش لہا ولد۔

ص ۱۴۴ س ۴ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ علی الوجہ المشہور قلت وہو کما فی الجلالین لانہ نام اول النہار فقبض واحیی عند الغروب فقلن انہ یوم النوم الخ

ص ۱۴۵ س ۲۱۔ قولہ بالنسبۃ روح سکما الخ قلت لان الروح مجردۃ عن المادۃ وعلیہ اصحاب الکہف ولم نقم دلیل علی کونہا مادیۃ شاف عند اہل النظاہر فتنبہ۔

ص ۱۴۷ س ۴۔ قولہ الذرۃ بالضم والتخفیف ارزن (چینا) کذا فی الصراح والارزن بالضم حب الجاورس او اصغر منہ کذا فی المنتخب وقولہ النملۃ ای کبیرۃ النملۃ کذا فی حاشیۃ البیضاوی وہو عندی مصدر سمی من الثلاثی وتعد ایضا۔

ص ۱۴۷ س ۳ حاشیہ فوقانی۔ اخذ تقریر البیضاوی الخ قلت فی الجلالین بعد قولہ تعالیٰ بیقاء اکثرہن ذلک اھ وہذا ایضا حسن۔

ص ۱۴۹ س ۵۔ قولہ وجب بطلان الخ قلت یؤیدہ ما روی عن ابی امامۃ قال جاء رجل الی رسول اللہ فقال ارایت رجلا غزا یلتمس الاجر والذکر مالہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا شیء لہ فاعادہا ثلث مرار ویقول رسول اللہ لا شیء لہ ثم قال ان اللہ عز وجل لا یقبل من العمل الا ما کان لہ خالصا وابتغی بہ وجہہ رواہ ابوداؤد والنسائی واسنادہ جید الخ

(فائدہ) وروی الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ مرفوعا ثلثۃ لا یقبل اللہ منہم یوم القیمۃ مرفوعا لا عدل لہم ومنہم وکذب بالقدر قال المحدث الزبیدی فی شرح احیاء العلوم۔

ص ۱۴۹ س ۱۔ قولہ تعالیٰ تثبیتا قلت فی الجلالین ای تحقیقا للثواب علیہ وروی الامام ابن جریر الطبری عن الحسن انہ قال کان الرجال اذا اسلم الرجل یعلم بتثبت فان کان لہ مضی وان کان خالطہ شک مسک اھ ہذا القول حسن ایضا فلذلک زدتہ تبعا للاصل۔

ص ۱۴۹ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ برؤیۃ فی الجلالین بضم الراء وفتحہا کان مرتفع مستو۔

ص ۱۵۱ س ۶ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ الصعید بالکسر خرما کوہ اش سخت نشود وکذا فی المنتخب القنو بالکسر العذق (ای النخلۃ) بما فیہ من الرطب کذا فی النہایۃ وفی الصراح خوشۂ خرما والحشف بفتحتین خرمائے زبون وتباہ کذا فی المنتخب۔

ص ۱۵۲ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ قرأ نافع ای بکسر قولہ ما بعدہ ای الجملۃ بعد الغاء۔

ص ۱۵۴ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ قدم اللیل الخ قلت ولان اللیل افضل من النہار لاجابۃ الدعاء فی کل لیل خاصۃ ومن الایام فی الجمعۃ خاصۃ افادہ الید علی فی بعض رسائلہ۔

ص ۱۵۷ س ۷۔ قولہ لکیونکہ ایمان کا الخ قلت فالشرط للترغیب للتعلیق۔

ص ۱۶۱ س ۵ حاشیہ تحتانی یسار قولہ وحد الزنا قلت ہذا علی تقدیر المضارع ہہنا للاستقبال فیکون تفریعا للمنفوی والوحد من الانسان فلا یلزم عطف الخبر علی الانشاء او للماضی ویتضمن الترجمۃ انہ للحال فالواو للاستیناف فالاحسن عندی حال کون الجملۃ مستانفۃ انہا تعلیلیۃ اے لتقوا اللہ لان اللہ یعلمکم ومقتضی العلم ہو العمل لا غیر ہو شکر نعمۃ العلم اھ

ص ۱۶۴ س اخیر حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ فلما فعلوا ذلک الخ اعلم ان الفاء بعنی الواو والمشار الیہ الکف انما ہو قولہم سمعنا واطعنا الخ والمعنی ہذہ الفاء من اشتراط فتوبکریہ للعلۃ والحاصل ان الآیتین آمن الرسول الخ ولا یکلف اللہ الخ نزلتا لما قالوا سمعنا واطعنا واقتراحوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تامل فان عبارۃ الروایۃ لیست بواضحۃ ویؤیدہا ما رواہ مسلم عن ابن عباس قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ قال دخل قلوبہم منہا شیء لم یدخل قلوبہم من شیء فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم قولوا سمعنا واطعنا وسلمنا قال فالقی اللہ الایمان فی قلوبہم فانزل اللہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا قال قد فعلت ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا قال قد فعلت واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکافرین قال قد فعلت اھ۔

حاشیۃ المجلد الثانی من التفسیر

ص ۵ س ۴ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ اغار فی

ط۵ دار ترجمہ ہے
قولہ عاجز بنے ہو
ہو مقارب ابدا
کما ہو ظاہر ۱۲ منہ
ط۵ وتقریرہ اللہ
انہ لو قال بعض یو
لرؤیۃ ان الشمس
تغرب فتقل ہذا الفقہ
کان فی اول امنہا
یقینا کیف فالح یا
مترجم

الجمل جمع فرخ بضم الفین وسکون المیم وہو من الرجال الغافل الذی لا یدری الامور فقولہ لا یعرفون الفعال تفسیر ص ۲۴ س ۱۳- قولہ ثابت ہو جاتے فی المحل کان امتہ فی زمن الطب فاذا رأتی یوم خمسین الغابالد عادلنبط الایمان وفیہا ای دار ان الحجر الاطباء لانہ لیس فی علم الطب دواء الا وہو فی الکمہ والابرص فاعجز اہم اھ۔

ص ۲۲ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین- قولہ حواری الخ قال الطیبی حواری الرجل صفوتہ وخالصتہ الذی خلص ونقی من کل عیب فیل صاحب سر وہی بذلک خلوص نیۃ وصفاء طویۃ والحور بالتحریک وہو شدۃ البیاض کذا فی المرقاۃ۔

ص ۲۴ س ۲۹- قولہ جید عنصری الخ عنصری کی قید واقعی ہے احترازی نہیں اور استحالہ کی وجہ یہ ہے کہ ادویہ کی جانب سے چلکہ مسافۃ قلیلہ کے بعد ہوا ختم ہو جاتی ہے اور بغیر ہوا کے زندگی محال ہے افادہ المؤلف العلام۔

ص ۲۸ س ۳- قولہ الا لبید نے اجمل تفسیر الکلمۃ ہذہ الجمل لان العرب تسمی کل قصۃ او قصیدۃ قولہا اول وآخر کلمۃ

ص ۲۸ س ۹- قولہ کافی دلیل قلت والصابئ علیہ مار واہ ابو داؤد باسناد صالح عندہ وابن ماجۃ والنسائی وعبد الرزاق وسعید بن منصور واللفظ للاول عن عبد اللہ قال من شارلا عنۃ لازلت سورۃ البقرۃ عندہ القصری بعد الاربعۃ الاشہر وعشرا اھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وقولہ ہنالک زیادہ غرض اسکی نزاع لسانی کا قطع کرنا ہے یعنی ان المقصود بہ اتمام الحجۃ والفصل الاخیر لان اکثر الناس لو کان کافرا مشرکا لا یجترأ فی الاکثر علی الملاعنۃ اذا کان قد یشتی ما من التردد من اللوازم العادیۃ علی ان صاحبہ یکون متردد فیہ کما تشہد بہ المشاہدۃ افادہ المؤلف العلام۔

ص ۳۹ حاشیہ تحتانی- قولہ محول الخ توضیح فی المحل تمیز منقول عن الفاعلیۃ والاصل ثم ازداد کفرہم کذا اھ عن ابو حیان اھ۔

ص ۴۲ س ۹ حاشیہ فوقانی- قولہ ان لا تعود الخ قلت ذکرہ العلامۃ السیوطی من تلک الآیات فی الجلالین وتقریر الاشکال کما افادنی مرشدی وسیدی المؤلف العلام انہ یخالف المشاہدۃ فانہ شوہد وخلافہ قلیلا وفی المحل والینبغی ان یقطع ہوا ہ الا اذا حصل مرض فیہ خلل بہماہ قلت وادی کذا فی الخازن انتہی

ص ۵۳ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار- قولہ تقدم قلت فہو مقارنۃ والتقدیر قاصدا بنو المومنین لان وقت الغدو لیس وقتا للتوبۃ وہو بعیدی للمفعولین لہ احدہما بعدہ والی الآخر بحرف الجر وقد یحذف کہذہ الآیۃ ومن عدم الحذف قولہ تعالی واذ یرانا الله فی اعیننا ومکان طیبت کذا فی المحل محصلا۔

ص ۶۰ س آخر حاشیہ تحتانی- قولہ لاعتاب الخ قلت بل ہو مرغب فیہ کما ورد فی الحدیث۔

ص ۶۱ س ۱۹- قولہ جلدی ہی الخ قلت قال صلی اللہ علیہ وسلم کل ما ہو آت قریب۔

ص ۶۹ س ۸- قولہ یقینی عادۃ الخ قلت المراد بالیقینی الذی لا تتخلف اثرہ عادۃ وبالظنی ما یغلب وجودہ وبالوہمی ما لا تعلق بینہ وبین المسبب وان ترتب الاثر علیہ احیانا واکثرہم اعلم ان الطب اکثرہ ظنی وان کان بعض آثارہ یقینا لکن مع ہذا لا تجب مباشرۃ ہذا المتیقن ایضا لانہ ایضا لیس بموقوف علیہ للشفاء نعم اذا تعاد ی بالمتیقن یظہر اثرہ حتما ولکن لا یتوقف علیہ الشفاء بل ینشی بذلک لو ارادہ مرۃ وبغیر التعادی مرۃ فلا ترجیح لاحد علی الآخر فکل الطب ظنی فی ہذا البحث فافہم وتفصیل مسئلۃ التوکل فی کلید مثنوی والتکشف للمؤلف العلام وفی الاحیاء للامام الغزالی "وفی سبیل الیقین تعلیق الاربعین ایہا العبد الضعیف فانظر لنفسک ان کنت من اہلہ

ص ۷۱ س ۲ حاشیہ تحتانی- قولہ ہشمت ای انکسرت والبضعۃ بالفتح خود آہنی

ص ۷۲ حاشیہ فوقانی قبل س اخیر- قولہ التسبط باز ایستادن کذا فی المنتخب۔

ص ۸۴ س ۳- قولہ تستوخم استیخام گراں دناگوار شدن طعام وچزآن کما فی الصراح قولہ تعتبہ بالفتح وکسر تانی عاتبت بد انچہ در گناہ باشد کذا فی المنتخب

ص ۸۶ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین- قولہ فتشہ قلت قد فعلت فقال فی المنتخب تقلب بیا گردیدن

وقال الامام ابن جریر الطبری فی تفسیر التقلب یعنی تصرفہم فی الارض وضربہم فیہا واستدل علیہ بقول السدی فی تفسیرہ ضربہم فی البلاد وقد اصنع الامام علی ان التصرف بمعنی السیر واللہ تعالی اعلم۔

ص ۸۷ س ۲۸ حاشیہ فوقانی- قولہ جلع فی الصراح رجل جلع کمبر اللام ای شدید جلع بالکسر وجلع

وگبر کہ ہیچ دین ندارد۔

ص ۸۸ س ۱- قولہ صابر وا المصابرۃ ہنا من جانب واحد وہو معناہ اللغوی قال فی المنتخب مصابرۃ کار با صبر کردن۔

ص ۹۹ س ۲۰- قولہ من اللام الخ قلت الظاہر انہ کان قراءۃ من القراءۃ فان قراءۃ التفسیر مع الاصل بعید واللہ تعالی اعلم۔

ص ۱۰۳ س ۱۱ حاشیہ تحتانی یمین- قولہ اعتقاد ذمیۃ ای زشت رو۔

ص ۱۰۵ س اخیر حاشیہ تحتانی- قولہ لفظاعۃ بالفتح ناخوش شدن والبشاعۃ ہی القباحۃ۔

ص ۱۱۲ س ۱۳- قولہ شیخ الاسلام ہو فی الواقع یہ تقریر نہایت نفیس ہے لیکن احتقر کے نزدیک گناہ کبیرہ کے ثبوت میں یہ قید بڑہانا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ وہ دلیل قطعی سے ثابت ہو حیا کہ صاحب درمختار نے گناہ کبیرہ کی تعریف میں اس قید کو داخل کیا ہے اور اسی بنا پر علامہ شامی نے کبیرہ تحریمی کو صغیرہ فرمایا ہے۔

ص ۱۱۲ س ۱۴- قولہ تحادن یعنی سستی۔

ص ۱۱۴ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین- قولہ لکل ای یکون لفظ کل موصوفا۔

ص ۱۱۹ س ۷ حاشیہ تحتانی یمین- قولہ ثبت بالعلم اعلم ان مؤلف اللباب ہو الامام الحافظ العلامۃ السیوطی لا یظن بہ انہ نقل من ہذہ الرواۃ مالا ثبوت لہ فی باب القرآن تشبہ والضعاف ایضا کفی فی التفسیر اذا لم یعارضہا ما ہو اقوی منہا۔

ص ۱۲۰ س ۹- قولہ میل الانگریزی الخ انگریزی میل تین ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے اور شرعی میل چار ہزار ہاتھ کا فاحفظہ وازین ہیہنا لیسہل علیک الحل بالاحکام التی اعتبر فیہا المیل الشرعی۔

ص ۱۲۴ س ۱۳ حاشیہ تحتانی یمین- قولہ کانی قولہم الزای للتملیک۔

ص ۱۳۰ س ۱۳ حاشیہ تحتانی یسار- قولہ شر قلت کبر المعوۃ جمع شرۃ بمعنی سیل ماء من الحرۃ الی السہل والمراد من الحرۃ حرۃ المدینۃ وہی ارض ذات حجارۃ خارج المدینۃ ملخص حواشی کتب الحدیث۔

ص ۱۴۲ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین- قولہ جمع ثنیۃ قلت ہی بالضم۔

ص ۱۴۸ س ۱۶- قولہ نعم صبا حا قلت الظاہر

من الانعام اللازم او من نعم ینعم کسمع العین فیہما وجا بہ عم بالکسر بحذف النون علی لفظ الامر ای عم صباحا یا ہذا کما فی اللغۃ ولم اطلع فی اللغۃ مع التتبع قول انعم صباحا للتحیۃ تصور نظری ومعناہ شاد باش بوقت صبح والمراد من الصباح مطلق ازمان وتخصیصہ بالذکر لشرفہ علی غیرہ۔

ص ۱۵۸ س ۱۹- قولہ نزانستا یہ جائز ہے قلت انہ سنۃ مؤکدۃ کما فی العالمگیریۃ۔

ص ۱۶۱ س ۱- قولہ نفور انی المنتخب ناسازگاری کردن زن بشوہر وزن شوہ زنے را وشے الجلالین ترفعہا علیہا بترک مضاجعتہا والتقصیر فی نفقتہا البعضا وطوع عینہ لے اجل عنا وقولہ اعراضا فی المنتخب روئے از چیزے گردانیدن وفی الجلالین ای عنہا بوجہہ فافہم۔

ص ۱۶۱ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار- فراغتہ ای سعۃ المراۃ عن زوجہا۔

ص ۱۶۸ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین- قولہ ضنا الخ قلت الضیافۃ مستحب عند الجمہور فترکہ لیس محلا للشکایۃ الا ان تحمل الشکایۃ علی حالۃ تجب فیہ الضیافۃ لشدۃ احتیاج الضیف الیہا فافہم۔

ص ۱۷۴ س ۳۹- حاشیہ فوقانی- قولہ لا عجب فی محل علیہما مع عدم کونہ منقولا عن احد المقولۃ افادہ المؤلف العلام۔

حاشیۃ المجلد الثالث من التفسیر

ص ۹ س ۱۵- قولہ نابغہ الخ فی الصراح نابغہ از شعراء چون نابغہ جعدی ونابغہ ذبیانی وغیرہما ان والہاء فیہ للمبالغۃ وقولہ اسیر مرصوص ہر قلت بالعطف لیس للضرورۃ الشعریۃ بل لنقل الروایۃ عن الشاہد ہر ہا باعتبار العطف افادہ المؤلف العلام وقولہ تقلب معناہ چیختن والاموثق من باب الافتعال یعنی لبستہ والعقد بالفتح وتشدید الدال تسمہ وجنوب لبتہ۔

ص ۹ س ۱۳ حاشیہ فوقانی- قولہ مسمی الوادی لے مسمی الجمع فاحفظہ۔

ص ۱۱ س ۲۹- حاشیہ فوقانی قولہ الشک ای القتل۔

ص ۱۰ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار- قولہ وکذا استغفارا قلت لیل بقولہ المذکور من قبل ان الوضوء فان صیانۃ

ص۵ والحمد للہ علی موافقۃ الرسم لرو ایۃ ورش بہ متابعۃ لعلماء المحققین الملۃ جبین من قبلی ہ منہ۔

ص۵ نعم ہو العبد لو قری بحیث یتمیز من القرآن امالو میزا بتغییر الصحیحۃ او العدد وتنبہ لہ من بعید ہ منہ

الکتاب تعلل علیہ نصوص الحدیث علی ان الوضوء کان واجبا علیہم قبل نزول الآیۃ و لہذا استعظموا (ای استثقلوا) نزولہم علی غیر طہارۃ و وقع من ابی بکر فی حق عائشۃ ما وقع ۱۲ عفان ابو عذرہ لہم لکن واجبا من قبل وجارت الصلوٰۃ بلا وضوء لما استثقل علیہم فانہ کان لہم ان یصلوا لغیر وضوء

ص ۱۲ س ۲۱ حاشیہ فوقانی۔ قولہ بجمیع انواع الصغائر الکبائر۔

ص ۱۴ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ فکل صنعا لزیرہ کذا فی المنتخب۔

ص ۲۸ س ۷۔ قولہ سنین تسع او نحوہ نصرۃ الشعر افادہ المؤلف ولم تسقط بالاضافۃ لضرورۃ الشعر او بحسب معناہ دینار۔

ص ۳۶ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ المشرعۃ معناہ جائے آب درآمدن۔

ص ۴۰ س ۵ حاشیہ فوقانی۔ تعدیتہا ذلۃ الخ قلت لہل تعدیۃ باللام ولفظ التعدیۃ وکذا التفظیع قد یستعمل فیہا یقابل اللام وہو الفعل الذی تم بالفاعل وقد یستعمل بمعنی الافضاء واتیان الصلۃ لتفظ افادہ المؤلف العلام۔

ص ۴۲ س ۷ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ احیانا جمع تفلیل لحین فی قولہ لاترتب لفظ ثانی من الارتباب وہو وقوع وحلول مقدر وہو کون اہل الکتاب مشرکین وعبدۃ الطاغوت ای کیف وصفوا بصفۃ المشرکین فاجاب بکون الاتحاد الواقع فیہم شرکا۔ فالام للعہد ای اتحاذ الرہبان والاحبار ربابا واتحاذ المجوس ہبولا لعیسی بالصفۃ فاصفہا فافہم۔

ص ۴۳ س ۵ حاشیہ فوقانی۔ قولہ خبرہ محذوف قلت فی النہایۃ ہو ای ادیہ تلمع والاتحاد والخبر محذوف ای فشکرہ ثابت محقق عندکم اللہ وہذا ادضح۔

ص ۴۵ س ۲ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ تقدیم الیوم ای تقدیم لفظ الیوم علی من وہم الواقع فی القرآن وقولہ لما مر الوخبر وہو محط الفائدۃ افادہ المؤلف العلام

ص ۴۶ س ۴۔ قولہ ضعت بہا ذرعا بالکسر قال فی الصراح ضعت بالامر ذعا اذا لم تطقہ واصل الذرع ان یمد بسط الید۔

ص ۴۷ س ۵ حاشیہ فوقانی۔ قولہ بصبوہ فی المنتخب مناصبہ باکسے دشمنی وجنگ آشکارا کردن۔

ص ۴۷ س ۱۹ حاشیہ فوقانی۔ قولہ من الدرک قلت ہو الحبریان۔

ص ۴۸ س ۳۔ قولہ والمد ربنا قال الامام ابن جریر الطبری قرأ ذلک عامۃ قراء المدینۃ و بعض الکوفیین والبصریین والمد ربنا خفضا علی ان الرب لغت للہ وقراء ذلک جماعۃ من التابعین والمد ربنا بالنصب بمعنی والمد یا ربنا وہی قراءۃ عامۃ قرأ اہل الکوفۃ۔

ص ۸۰ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ کیا قوم الخ قلت ہو ای یا قوم لیتنا الخ او یا الفتا یتنا الخ واشار الیہ بقولہ مثلا۔

ص ۸۰ س ۱۲ حاشیہ فوقانی وقیل الخ قلت تلک الروایۃ اخرجہا الامام ابن جریر الطبری فی تفسیرہ واخرجہا الحاکم وصححہ کما فی الکمالین فلا ینبغی لہ قال المحقق النیسابوری وضعفت ہذہ الروایۃ بان قولہ وما یہلکون الا انفسہم یعنی بما تقدم ذکرہ ولکن النہی عن اذیۃ حسن لا یوجب الہلاک ویمکن ان یجاب بان المذم توجہ علی النیۃ الاجتماعیۃ الحاصلۃ من النہی والنای الکقولہ (تعالی) اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم او لسلم فلم لا یجوز ان یرجع الذم الی الاخیر فتفطن انتہی۔

ص ۸۱ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ لحیرتنا ای احضری ہذا وقتک قالہ النیسابوری۔

ص ۸۵ س ۱۔ قولہ تعالی ارایتکم قال ابو البقاء فی اعراب القرآن فاما مفعول ارایتکم فی ہذہ الآیۃ فقال قوم ہو محذوف دل الکلام علیہ تقدیرہ ارایتکم ہبا دتکم الاصنام ہل تنفعکم عند مجی الساعۃ ودل علیہ قولہ اغیر اللہ تدعون و قال آخرون لا یحتاج ہذا الی مفعول لان الشرط وجوابہ قد حصل معنی المفعول واما جواب الشرط انکم ہو قولہ ان اتاکم عذاب اللہ فادل علیہ الاستفہام فی قولہ اغیر اللہ تقدیرہ ان انکم الساعۃ وحوادثہا وغیر منصوب بتدعون انتہی۔

ص ۸۵ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ معلق لم یعمل فی الکاف افادہ المؤلف العلام

ص ۹۰ س ۴ حاشیہ تحتانی۔ قولہ تبلیغ الحق ای ظہر۔

ص ۹۷ س ۲۸ حاشیہ فوقانی۔ قولہ مجاراۃ معناہ باکسے رفتن کذا فی المنتخب۔

ص ۹۷ س ۳۱ حاشیہ فوقانی۔ قولہ کیر علیہ قال فی المنتخب کرباز گشتن و باز گردانیدن۔

ص ۹۸ س ۵ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ الاعتساف فی المنتخب بیراہ رفتن۔

ص ۱۰۷ س ۱۰ حاشیہ فوقانی۔ قولہ معذوق ای معلق افادہ المؤلف العلام۔

ص ۱۱۹ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ الاختلاف القراءۃ الخ قلت ہذا محل مزل الاقدام فتحقیقہ منقول عن شکرہ ہذا القراءۃ الامام العلام ابن جریر الطبری والعلامۃ الزمخشری ولکنہا صحیحۃ معدودۃ فی السبع متوازۃ ولیست ضعیفۃ باعتبار العربیۃ قال فی تفسیر النیسابوری واما قراءۃ ابن عامر فخطأ لہا الزمخشری من جہۃ الفصل بین المضاف والمضاف الیہ بغیر الظرف فان ذلک قد جوز بالظرف کقولہ تعالی وہل ہم من لا یہاد وضعف بغیر الظرف کقولہ علیہ السلام فہل انتم تارکو لی صاحبی وقد یجعل الفصل بالمفعول فی مثل ہذا التفکیک لازما کقولہ تعالی وکذلک زین لکثیر من المشرکین قتل اولادہم شرکاءہم فزین فعل ماض مبنی للمفعول وقتل نائب الفاعل ومفعولہ اولادہم وشرکاءہم مفعول بہ للمصدر الذی ہو قتل وقد فصل بینہما بالمفعول الذی ہو شرکاءہم وہو فی الفصیح کثیر ومنہم من قال ان اضافۃ الی المفعول اضافۃ لفظیۃ ویجوز فیہ الفصل لانہ بتقدیر الانفصال انتہی وکلمۃ قتل مرفوع بغیر تنوین۔ واللہ تعالی یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

ص ۱۲۳ س ۳۔ قولہ الحوایا قلت جمع حاویۃ وحاویا ای رودہا وجریہا کہ پرورد باشد کما فی المنتخب۔

ص ۱۲۶ س ۵ حاشیہ فوقانی۔ قولہ ولا یسعہ الخ توضیحہ ما فی النیسابوری ونصہ فان قیل قولہ ان لا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا کالتفصیل لما اجملہ فی قولہ ما حرم فیلزم ان یکون ترک الشرک والاحسان الی الوالدین محرما فالجواب ان

ص ۵۵ س ۱۵۔ قولہ مقدورہ سے مراد صاحب نصاب ہونا ہے احقر کہتا ہے کہ یہ مسئلہ باتو صاحب روح المعانی نے قواعد و قیاس سے لکھا ہو یا کوئی روایۃ شاذہ منقول دیکھی ہے لیکن مذہب حنفیہ کا اسکے خلاف ہے یعنی مشہور مذہب اور معمول بہ یہ ہے جو کہ القاسم بربع الاول مستثنیۃ میں حضرت مؤلف علامہ نے تحریر فرمایا ہے جب قسم ٹوٹنے کے بعد ارادہ ادا کفارہ کا کرے اُسوقت دیکھنا چاہیے کہ اُس شخص کے پاس قدر کفاف کو مستغنی کرے کے آیا اتنی گنجائش ہے یا نہیں کہ دس مسکینوں کو دو وقت شکم سیر کھانا کھلا سکے یا اُن دس مسکینوں کو فی مسکین بقدر ایک حصہ صدقہ فطر کے حسب شرائط مذکورہ کتب فقہ غلہ یا اُسکی قیمت دے سکے یا دس مسکینوں کو اوسط کپڑا دے سکے کہ فی مسکین متوسط قیمت کا کپڑا بقدر ایک جوڑے کے دے سکے جسکی تفاصیل جزئیات کتب فقہ میں مذکور ہے کذا فی الحاشیۃ الشامیۃ عن الخانیۃ والقاسم ص ۹ و ۱۰) و فی البحر الرائق فی الخانیۃ ولا یجوز التکفیر بالصوم لمن یملک مائتی درہم فاضلۃ عن حوائجہ الاصلیۃ ولا لمن یملک اقل منہا ولہ عبد او ثوب یلبسہ فوق الکفاف والکفاف منزل یسکنہ وثوب یلبسہ یستر عورتہ وقوت یومہ ومن الناس من قال قوت شہر وان کان لہ عبد وہو محتاج الی الخدمۃ لا یجوز لہ التکفیر بالصوم لانہ قادر علی الاعتاق الی ان قال وفی التہذیب ظاہر المذہب اذا فضل عن حاجتہ قدر ما یکفرہ بہ لا یجوز لہ الصوم انتہی

ص ۵۵ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ مثل القوم ای مست شد قوم۔

ص ۵۷ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ فتح جمیع فتح بالفتح وتشدید الخاء۔ والعطف تفسیری۔

ص ۶۵ س ۷ قولہ۔ الا و لین ای الاقربان کذا فی الجلالین۔

ص ۶۸ س ۱۷ حاشیہ فوقانی۔ قولہ الاغبال قلت فی المنتخب ناگاہ کشتن دارید بہ ہنا القتل لطفا

ص ۷۳ س ۳۔ قولہ تعالی جعل الظلمات والنور قال المحقق النیسابوری جمع الظلمۃ ووحد النور لان الظلمۃ من الاجرام المتکاثفۃ لکل جرم ظل والظل ظلمۃ والنور من النار وہی واحد وہو منہا انتہی لفظہ لحفظہ فحصا قلت ولہذا لو جمہ قدم الظلمۃ فان الکثیر احق بالتقدیم من القلیل۔

ص ۱۲ س ۱۰ ترجم عنہ بنصب نرج ونصب الفاء ومن جر مزاد مضافا البدل نرج فتامل

ص ۱۲ س ۱۲ جئت الرجل ای لطمتہ وفی الصحاح قلوص شتر جوانہ وہی اول ما یرکب من اناث الابل اے ان شئی فانا اشتہی فہی ناقۃ

ص ۱۲ س ۱۲ ب

المراد من التحریم البیان المضبوط او الکلام تم عند قولہ ماحرم۔ کم ثم ابتدا فقال علیکم ان لاتشرکوا او ان مفسرۃ ای ذلک التحریم ہو قولہ لاتشرکوا وہذا فی النواہی والصحیح واما الاوامر فبجعلہ بالقرینۃ ان التحریم راجع الی اضدادہا وہی الاساءۃ الی الوالدین ونحس الکیل والمیزان و

ترک العدل فی القول ونکث عہد اللہ اھ

ص ۱۲۶ س ۱۳ حاشیہ تحتانی یمین۔ قولہ جاز الخ فی الکافیۃ وانما یجوز حذف ما (ای اللام) اذا کان فعلا لفاعل الفعل المعلل بہ ومغایرا لہ فی الوجود واحدا قلت وتمام لوم یؤول لم یکن فاعلہ وفاعل ذلک الفعل متحد۔

ص ۱۲۹ س ۷ قولہ وخامست فی المنتخب بگوار شدن قلت اریدبہا ہناک الذم۔

حق تعالیٰ کا بیحد احسان ہو کہ جلد چہارم تفسیر بیان القرآن کے حواشی مفیدہ اس ناچیز کے ہاتھ پر تمام کرائے۔ حق تعالیٰ اپنے فضل اور بطفیل جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بقیہ تفسیر کے حواشی بھی جلد تمام کرادیں اور قبول فرمادیں۔ اور بیشمار قرآن وحدیث کی خدمت جس کو جن محسن سبطرح کہ آجکل مشغولی ہو۔ علیہ نوکلت ہو حسبی نعم الوکیل

الراقم سید احمد حسن سنبھلی حال مقیم تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ۱۷ محرم ۱۳۳۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فائدۃ متعلقۃ بقولہ تعالیٰ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا الواقع فی الرکوع الرابع من سورۃ الروم مقررۃ لکون التوحید فطریا غیر موقوف علی الاستدلال کما ہو المدلول للآیۃ منقولۃ من تفسیر النیسابوری نافعۃ للطلبۃ **قال** العلامۃ المحقق النیسابوری رحمہ اللہ تعالیٰ فی تفسیرہ انہ کان من عقیدتی ان العلم بوجود الواجب فی الخارج من جملۃ البدیہیات وکان یستبعد ذلک کثیر من اقرانی واصحابی لما رأوا ان الاقدمین ماذا وابہرہنون علی ذلک فی الکتب الکلامیۃ والحکمیۃ فکنت قد کتبت لاجلہم رسالۃ فی الالٰہیات مشتملۃ علی دلائل تخرج محرری المنبہات علی ذلک لیعنی خان الضروریات قد ینبہ علیہا وان لم یحتج فی الاقتناص الی البراہین والآن اری ان اذکر بعض تلک المنبہات فی ہذا المقام فاقول وباللہ التوفیق المفہوم بالتطرق لذاتہ والی الخارج اما ان یکون واجب الوجود فقط او واجب العدم فقط او ممکن الوجود والعدم فقط او واجب الوجود والعدم معًا او واجب الوجود وممکن الوجود والعدم معًا او واجب الوجود والعدم او واجب الوجود وممکن الوجود والعدم معًا او واجب العدم وممکن الوجود والعدم معًا او واجب الوجود وواجب العدم وممکن الوجود والعدم جمیعا فہذہ اقسام ستۃ والعقل الصریح لایشک فی استحالۃ ستۃ اقسام منہا فی الخارج الاول واجب العدم لذاتہ فقط والثانی واجب الوجود لذاتہ وواجب العدم فی ذاتہ معًا الثالث واجب الوجود لذاتہ وممکن الوجود والعدم لذاتہ والرابع واجب العدم لذاتہ وممکن الوجود والعدم لذاتہ الخامس واجب الوجود لذاتہ وواجب العدم لذاتہ وممکن الوجود والعدم فی ذاتہ ثم نقول ان العقل کما لایشک فی استحالۃ الوجود الخارجی لہذہ الاقسام الخمسۃ فیبغی ان لایشک فی وجود الواجب لذاتہ فقط فی الخارج لانہ لولم یکن موجودا فی الخارج کان معدوما فی الخارج فان کان عدمہ لذاتہ کان من القسم الثانی من الممتنعات وان کان لغیرہ کان من القسم الثالث منہا وکلاہما محال اذ المفروض خلاف ذلک فثبت کونہ موجودا فی الخارج بالضرورۃ وہو المطلوب فہذہ طریقۃ مختصرۃ لنا من غیر احتیاج الی دور وتسلسل یرد علیہما المنوع المشہورۃ **وجہ ثان** الموجود فی الخارج اما واجب او ممکن وہذہ قضیۃ انفصالیۃ حقیقیۃ مانعۃ الجمع والخلو معًا فالواجب مستغنیا عن المؤثر فی وجودہ الخارجی فواجب والا فممکن فنقول ان کانت القسمۃ قسمۃ تنویع حتی یکون المعنی ان الموجود فی الخارج ہذان النوعان فقد ثبت وجود الواجب فی الخارج بالضرورۃ وہو المطلوب وان کانت القسمۃ قسمۃ انفصال ولا محالۃ تکون مانعۃ الخلو فقط اما کونہا مانعۃ الخلو فلاستحالۃ العقل رفعہما معًا فی الخارج ضرورۃ ثبوت موجود ما فی الخارج بالضرورۃ واما انہا لیست بمانعۃ الجمع فلان الممکن موجود بالضرورۃ ولا منافاۃ بین وجود الواجب ووجود الممکن بالضرورۃ والالم یستدل العقلاء من وجود الممکن علی اثبات الواجب بل یستدلون منہ علی نفیہ فلذا کانا الجمع بین الواجب والممکن ممکنا فی الوجود فالممکن موجود بالضرورۃ مع انہ مفتقر فی وجودہ الی مؤثر موجود فلان یکون الواجب موجودا یکون اولی بالضرورۃ لاستغنائہ عن المؤثر دکون ذاتہ کافیۃ فی ایجاب الوجود لہ وہذہ مقدمۃ جلیۃ ممکنۃ لمن تامل فی مفہوم واجب الوجود اذ لا معنی لوجوب الوجود الا انہ وجود یوجد البتۃ من تلقاء نفسہ ومع قطع النظر عما سواہ ولہذا قال المحققون ان الوجود یقع علی الواجب وعلی الممکن بالتشکیک بمعنی انہ فی الواجب اول واولی منہ فی الممکن **وجہ ثالث** طبیعۃ الواجب وطبیعۃ الممکن من حیث ذاتہما یشترکان فی صحۃ وجودہما الخارجی بالضرورۃ ویفترقان فی ان الواجب ذاتہ کافیۃ فی ایجاب الوجود لہ والممکن لایکفی فیہ ذلک بل یحتاج فی ایجاب وجودہ الخارجی الی الغیر ولاریب ان الاول اقرب الی طبیعۃ الوجود من الثانی لان الموقوف علی مقدمات اکثر عسر وجودا والثانی واقع بالضرورۃ فالاول اولی لکونہ مرضی الوقوع **وجہ رابع** نسبۃ کل محمول الی موضوعہ لایخلو فی نفس الامر من ان یکون بالوجوب او بالامکان او بالامتناع فنسبۃ الوجود الخارجی الی الماہیات الخارجیۃ من حیث ذواتہا لاتخلو من احد امور ثلثۃ۔ لکن نسبتہ الیہا بالامتناع ظاہرۃ الاستحالۃ فہی اما بالامکان او بالوجوب

ولا شک ان نسبۃ الوجود الی ذاتہ الوجود اولی من نسبتہ الی غیرہ اذ الاصل عدم الغیر فکل ما دل البرہان علی ان وجودہ من غیرہ لتغیر فیہ او نقص یحکم علیہ بانہ ممکن الوجود وما لم یدل البرہان فیہ علی ذلک بل یدل علی وجوب وجودہ بجمیع صفاتہ الکمالیۃ فہو واجب الوجود ومن شک فی وجود ما وجودہ من تلقاء نفسہ ویکون متصفا بجمیع الکمالات بعد مشاہدۃ ما وجودہ من غیرہ وہو عرضۃ للنقائص والرذائل کان اہلا لان یہجر الحکمۃ **وجہ خامس** نفس الامکان نقص لا نقص فوقہ لاستتباعہ العجز والافتقار وصحۃ العدم علیہ الذی لا ضعف مثلہ والوجود المتصف بتحقق بالضرورۃ فالوجود الذی یجوزہ العقل الصریح متصفا بصفۃ الوجوب کیف لا یکون متحققا ومن استتبم علیہ مثل ہذا الحجی فلا یلوم الا نفسہ **وجہ سادس** مقتضی ذات الشئ اقرب ایجابا لہ عند العقل من مقتضی کل ما یغایرہ لکن الوجود الذی مقتضاہ الامکان ثابت فی الخارج مع ان ثبوتہ فی الخارج مقتضی الغیر فالوجود الذی مقتضاہ الوجوب ثابت بالطریق الاولی **وجہ سابع** الوجود الممکن ثابت بالضرورۃ ولیس ثبوت ذلک للوجود من تلقاء نفسہ والامکان وجودا واجبا لانا لا نعنی بالوجود الواجب الا ہذا فاما ان یکون من وجود واجب وہو المطلوب او من وجود ممکن مثلہ وہلم جرا ان کان ثابتا فی نفسہ لم یتصور منہ افادۃ مثلہ فاذن حصل لنا وجود ممکن موصوف بالثبوت فی نفسہ وموصوف بکونہ مفیدا الوجود مثلہ فاذا صح ہذان الوصفان للوجود الممکن المفتقر فکیف لا یصح للوجود الواجب الغنی بل نسبتہا الی الثانی اولی من نسبتہا الی الاول بحکم الفہم الصحیح **وجہ ثامن** کون الشئ موجودا فی نفسہ اقرب واقبل عند العقل من کونہ موجدا لغیرہ اذ لیس کل من لہ وجود فی نفسہ یکون موجدا لغیرہ وکل موجد لغیرہ موجود فی نفسہ واذا کان اتصاف الوجود الممکن مع ضعفہ بالامرین عن القبول واقعا فکیف لا یکون اتصاف الوجود الواجب مع قوتہ باقربہما من القبول واقعا **وجہ تاسع** انجذاب النفوس النبلیۃ وغیر النبلیۃ من الانبیاء والاولیاء والحکماء وسائر العقلاء من اخوان الصفاء واخدان الوفاء وارباب الہمم العالیۃ الی وجود واجب متی رجعوا الی انفسہم وطالعوا ملکوت السمٰوٰت والارض وتاملوا فی الاحوال الواردۃ علیہم من کشف کرب او ہجوم نعمۃ اجلی دلیل علی وجود رب جلیل منزہ عن سمات النقص الاول فی خیر الامکان مفیض للخیرات مدبر للممکنات ولہذا قال رب السمٰوٰت والارض وما بینہما عن اظلۃ المعاندین ولئن سالتہم من خلق السمٰوٰت والارض لیقولن اللہ ثم اخبرانہم یعتذرون عن اصنامہم ویقولون ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ اذ لم یکن مجدہم وعنادہم عن تحقیق وصدق انما کانوا مکابرین فی الظاہر ابتلاء من اللہ وشقاء منہم فالحاصل ان المؤمن والمشرک والمقر والجاحد سیان فی انہ تشہد فطرتہ بوجود صانع للعالم واجب فی ذاتہ وصفاتہ ولا اول من ذلک علی انہ ضروری الوجود **وجہ عاشر** وہو الاستدلال بالافاق کل موجود سوی الواجب فلہ ظہور فی الخارج لکنہ اذا اعتبر فی نفسہ لم یکن لہ ذلک من تلقاء نفسہ فکان فقیرا فی نفسہ وذلک افول لہ فی افق الامکان واذا کان ما یقتضی ذاتہ الافول طالعا فما یقتضی ذاتہ الطلوع اولی بان یکون طالعا **وجہ حادی عشر** وہو الاستدلال بالانفس من تامل فی ذاتہ وفرض شخصہ فی ہواء طلق لا یحس فیہ بمتعاد وافعل الحواس عن افعالہا وجد شیئا ہو بہ ہو وبذلک یصح انیتہ وہو نفسہ الناطقۃ التی نسبتہا الی بدنہ نسبۃ الملک الی المدینۃ یتصرف فیہا کیف یشاء ومہما انقطعت علاقتہ عن البدن مات صاحبہ وانخرط فی سلک الجمادات فکما ان البدن لضعفہ وخستہ مفتقر فی قوامہ وقیامہ الی مدبر یدیمہ ویقیمہ فجمیع العالم الجسمانی بل الممکنات باسرہا الحسنہا وقہرا لستند لا محالۃ الی ما ہو اشرف منہا وذلک ما وجودہ من تلقاء نفسہ وہو الواجب الحق تعالی شانہ ولولاہ لتبدد ونظام العالم ولم یکن من الوجود عین ولا اثر **وجہ ثانی عشر** وہو انور الوجوہ وانظہرہا وہو الاستدلال بالنور علی النور لا شک ان نورا یعنی بہ ما ہو ظاہر فی نفسہ مظہر لغیرہ فنقول ان کان ظہورہ فی نفسہ بنفسہ فہو المطلوب والا فیحتاج الی ما یظہرہ فما یظہرہ لا یمکن ان لا یکون ظاہرا فی نفسہ لان ما لا یکون ظہورا فی نفسہ لا یفید ظہورا لغیرہ فنقول الکلام الی ذلک الظاہر بان نقول ان کان ظہورہ فی نفسہ بنفسہ فہو المطلوب والا فیحتاج الی ما یظہرہ وما یظہرہ لا یمکن ان لا یکون ظاہرا فی نفسہ لان ما لا یکون ظہورا فی نفسہ لا یفید ظہورا لغیرہ فنقول الکلام الی ذلک الظاہر بان نقول ان کان ظہورہ فی نفسہ بنفسہ فذاک والا احتاج الی ما یظہرہ ولا بد ان ینتہی فی طرف الصعود الی ما یکون ظہورہ فی نفسہ بنفسہ والا لم ننتہ فی طرف النزول الی المفروض اولا فانتہاء لہ محال من ای جانب فرض ولا تنہض العودۃ الیومیۃ نقضا علینا بناء علی انہا مسبوقۃ بعدوات لا تتناہی فان لا تناہیہا فی جانب الازل محال عندنا وکنا قد کتبنا فی بعض کتبنا بیان استحالۃ ذلک فان نقلت الکلام الی فیض الواجب وقلت الفیض الواقع فی زمان الحال مسبوق باضافات غیر متناہیۃ لا محالۃ قلنا لو سلمنا ذلک لکنہ لا استحیل فی الواجب لان وجوہ واوصافہ المعتبرۃ کلہا مقتضیات ذاتہ ومقتضی ذات الشئ یدوم بدوام الشئ ویستحیل انفکاکہ عنہ فلا نہایۃ فیضانہ تابعۃ للامسبوقیۃ لغیرہ وکون وجودہ من ذاتہ ولا یلزم من کون مطلق الفیض ازلیا ان یکون الفیض المخصوص ازلیا واذا ثبت وجوب انتہاء الظاہر المفروض الی ما ہو ظاہر فی نفسہ بنفسہ ثبت المطلوب وہو وجود نور الانوار تعالی شانہ وبہوی بانہ وہو نہایۃ الممکنات فی جانب الازل وبدایتہا فی جانب الابد فہو قدیم ازلی دلان وجودہ یقتضی ذاتہ وما بالذات لا یزول فہو الباقی الدائم ثم ہذا ما سنح من النبہات لہذا الضعیف اہ

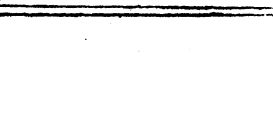

نقلہ احمد حسن السنبھلی بامر شیخہ المفسر عفی عنہما

تصحیح الاغلاط متعلق بیان القرآن
جلد نہم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی
از حضرت مفسر علام دامت برکاتہم

(ھ۱) اصل ص ۴ س ۲ حاشیہ تحتانی لیسار ردھل اصلاح بدل۔

(ھ) اصل ص ۵ س ۲۰ تسبح اصلاح تسبیح۔

(ھ۱) اصل ص ۸ س ۳ حاشیہ فوقانی فالسموات اصلاح فالسموٰت۔

(ھ۱) اصل ص ۹ س ۴ قولہ وہ ان کو شرک کرنے کو (اضافہ) اس بیکا ترجمہ چھوٹ گیا ہے اس لیے یہ عبارت ہونا چاہیے وہ ان کو خدا کے ساتھ شرک کرنے کو اھ

اصل ص ۱۲ س ۴ - اور جن سے پہلے الخ

اصلاح اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول حوادث للمعاصی مخصوص ہے غیر انبیاء کے ساتھ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس امر میں انبیاء وغیر انبیاء دونوں شریک ہیں ہاں یہ ضرور ہے انبیاء وغیر انبیاء کی معصیتوں کی نوعیت میں فرق ہوتا ہے انبیاء کے معاصی از قبیل خطا اجتہادی ہوتے ہیں اور غیر انبیاء کے معاصی از قبیل خطا منکر اور اسی فرق کی وجہ سے دونوں کے آثار میں فرق ہوتا ہے اور انبیاء پر جو لوگوں کی لغزشوں کے سبب عتاب ہوتا ہے اُس میں رحمت کا پہلو غالب ہوتا ہے اور غیر انبیاء پر جو اُنکے معاصی کے سبب عتاب ہوتا ہے اُس میں انتقام کی شان غالب ہوتی ہے اور حکم ثانی یعنی جو غیر انبیاء کے متعلق بیان کیا گیا ہے یہ کلی نہیں ہے بلکہ اغلب کا ہے ورنہ کبھی غیر انبیاء کے افعال کے ساتھ انبیاء کے افعال کا سا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ مگر تاہم دونوں معاملوں میں فرق مراتب ملحوظ ہوتا ہے اور چونکہ یہ فرق کرنا کہ کس معصیت کا سبب معصیت ہے یا اور کچھ اسوجہ سے مشکل ہے کہ ہر معصیت کا موجب معصیت ہونا لازم اور نہ ہر معصیت کا معلوم ہوتا ضرور ہے اور نہ معصیت کے لیے سبق معصیت واجب اسلیے ہر مکلف پر ضروری ہے کہ وہ ہر معصیت کے وقت معاصی سے استغفار کرے اور تضرع والحاح کرے واللہ اعلم۔

(ھ۱) اصل ص ۱۵ س ۳ حاشیہ تحتانی لیسار والمراد اصلاح اوالمراد۔ تحقیق بیان القرآن جلد ۹ صفحہ ۱۵ سطر ۱۲ میں یہ لکھا ہے ف سورۂ قصص کے آخری رکوع سے ذرا اوپر الخ حالانکہ وہ آیت سورۂ نمل میں ہے اور صحت نامہ میں دیکھا وہاں بھی تصحیح نہ تھی اسلیے اطلاعاً عرض ہے باقی میرے فہم میں عبارت نہیں۔

الجواب میرے ہی کہنے کی غلطی ہے جزاک اللہ فتفال علی هذا التنبیة انتھی۔

اصل ص ۲۳ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین والا للتعارض الخبران اصلاح لعل وجہ التعارض ذکر الاسلام فی احدھما وعدم ذکرہ فی الآخر والا فلا تعارض لان المراد من العورۃ فی الخبر الاول لیس ہو العورۃ المعروفۃ بل المراد منہ ما یستحیی الرجل من اظہارہ وفسادی العمل بھذا عورۃ کما لا یخفی فلا تعارض۔

اصل ص ۲۵ س ۱۲ قولہ سات سمندر (روشنائی کی جگہ) اور ہو جاویں تحقیق بجائے اسکے اس طرح عبارت ہونا چاہیے سات سمندر (روشنائی کی جگہ) اُس میں اور شامل ہو جاویں انتھی۔

(ھ۱) اصل ص ۲۸ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین اشترت اصلاح اشرت۔

(ھ۱) اصل ص ۳۴ س ۱۵ - توکل اصلاح توکّل

اصل ص ۴۹ س ۵ - اب رہا حضرات اہل عبا کا الخ اصلاح نسر طرق الکساء وتکلم علیھا محمد بن المثنی قال ثنا یحیی بن یمان العجلی قال ثنا مندل عن الاعمش عن عطیۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت ہذہ الآیۃ فی خمسۃ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی علی وفی الحسن وحسین رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ وفاطمۃ رضی اللہ عنہا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا اقول مندل اسم فضی خذلہ اللہ تصرف فی الروایۃ من وجہین احدھما انہ اسقط سلسلۃ من الیمین والثانی انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت ہذہ الآیۃ فی خمسۃ والروایۃ عن عطیۃ عن ابی سعید عن ام سلمۃ کما رواہ عنہ فضیل بن مرزوق ولفظ الروایۃ لما نزلت ہذہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فحال علیھم کساء خیبریا قال اللھم ہؤلاء اھل بیتی وذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا قالت ام سلمۃ الست منھم قال انت الی خیر وعطیۃ شیعی ومتھم وروی ہذا الحدیث عبد الحمید بن بہرام وغیرہ عن شہر بن حوشب عن ام سلمۃ وشہر بن حوشب لیس بشئ ورواہ ایضا سعید بن زنبر عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرۃ عن ام سلمۃ وسعید یروی الموضوعات عن الاثبات ورواہ ایضا موسی بن یعقوب عن ہاشم بن عتبۃ بن ابی وقاص عن عبد اللہ بن وہب بن ربیعۃ عن ام سلمۃ وموسی بن یعقوب منکر الحدیث ضعیف وہو الراجح عندی ورواہ ایضا محمد بن سلیمان الاصبہانی عن یحیی بن عبید المکی عن عطاء عن جریر بن عبد اللہ البجلی قال نزلت ہذہ الآیۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام سلمۃ الخ ومحمد بن سلیمان الاصبہانی قال ابو حاتم لا باس بہ کتب حدیثہ ولا یحتج بہ قال ابن عدی مضطرب الحدیث قلیل الحدیث ومقدار مالہ قد انحطائی غیر شئ منہ ورواہ النسائی فی خصائص علی عن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ وقال ہذا خطأ والاصبہانی ضعیف ورواہ فیہ عن سہیل عن ابی اسحاق عن المسیب بن رافع عن عتبۃ عن ام حبیبۃ وہذا ولے بالصواب اقول فالاحادیث التی جاءت من امثال ہؤلاء الضعفاء اعنی محمد ابن سلیمان وموسی بن یعقوب وغیرہما فی فضائل اہل البیت ولم تزد من اثبات الغالب فیھا انھم انحطائیا ھیھنا وجعلوا احدیث ہذا عن ہذا وحدیث ہذا عن ہذا واصلھا عن الشیعۃ الکذابین مثل مندل وعطیۃ وغیرہم ورواہ ایضا عبد اللہ بن عبد القدوس عن الاعمش عن حکیم بن سعد قال ذکر علی بن ابیطالب عند ام سلمۃ قالت فیہ نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا قالت ام سلمۃ جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا تاذنی لی احد فجاءت فاطمۃ۔ فلم استطع ان ازجرھا عن ابیھا ثم جاء الحسن فلم استطع ان امنعہ ان یدخل علی جدہ وامہ وجاء الحسین فلم استطع ان ازجرہ فاجتمعوا حول النبی علی الخباط فجللھم النبی عباءتہ خیبریۃ ثم رفع یدیہ فقال اللھم ان ھؤلاء اھل بیتی وخاصتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا فنزلت ہذہ الآیۃ حین اجتمعوا علی الخباط قالت فقلت یا رسول اللہ وانا قالت فوا اللہ ما انعم وقال انک الی خیر۔ اقول امارات الوضع لائحۃ علیہ وعبد اللہ ابن عبد القدوس رافضی کذاب ورواہ ایضا ابو داؤد الطیالسی عن ابی الحمراء وفیہ ارابطت الدیۃ سنۃ وشہر علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لائبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا طلع الفجر جاء الی باب علی وفاطمۃ فقال الصلاۃ الصلوٰۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا وھو موضوع ابو داؤد وکذا اورواہ ایضا علی بن زید عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یمر ببیت فاطمۃ ستۃ اشھر کلما خرج الی الصلوۃ یقول الصلوۃ اہل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیرا موضوع وعلی بن زید شیعی غال ورواہ ایضا مصعب بن شیبۃ عن شیبۃ بن نبت شیبۃ قالت قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلھا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا و مصعب بن شیبۃ قال احمد رد الی احادیث وقال ابو حاتم لا یحتج بہ ولیس بقوی وقال النسائی منکر الحدیث وقال فی موضوع اخر فی حدیثہ شئ وقال لہ ارقطنی لیس بالقوی ولا بالحافظ وقال ابو داؤد ضعیف وقال ابن عدی تکلموا فی حفظہ ورواہ ایضا الولید بن مسلم عن ابی عمرو۔ قال شنی شد اد ابو عمار قال سمعت واثلۃ بن الاسقع یحدث قال سالت عن علی بن ابیطالب فی منزلہ فقالت فاطمۃ قد ذہب باقی برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاء فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودخلت فلبس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الکساء واجلس فاطمۃ عن یمینہ وعلیا عن یسارہ وحسنا وحسینا بین یدیہ فلفع علیھم ثوبہ وقال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا اللھم ہؤلاء اہل بیتی اللھم اہلی احق قال واثلۃ قلت من ناحیۃ البیت وانا یا رسول اللہ من اہلک قال وانت من اہلی قال واثلۃ

(نوٹ) (ھ) اس علامت والی اغلاط طبع ثانی کے وقت کتاب میں بھی صحیح کر دی گئی ہیں اور یہاں دوبارہ دو وجہ سے لکھی گئیں (۱) تاکہ طبع اول کی یہ اغلاط یہاں سے صحیح کر لی جاویں (۲) حضرت مولانا مدظلہ کے قلم کی لکھی ہوئی تصحیح الاغلاط میں سے کچھ حذف نہ ہونے پائے۔

(راقم مصحح غفرلہٗ)

انہا لابی الاریجی ابو عمرو شیخ الولید محمول قال ابن حبان فی الضعفاء فی ترجمۃ عبد الرحمن بن یزید بن جابر کان الولید بن مسلم یدلسہ و یقول حدثنی ابو عمرو یعنی انہ الاوزاعی۔ ورواہ ایضا عبد السلام بن حرب عن الکلثوم المحاربی عن ابی عمار عن واثلۃ بن الاسقع و الکلثوم لم اعرف حالہ فی کتب الرجال فتلخص منہ ان حدیث الکساء لا یعتمد علیہ۔

(ف) اصل ص ۵۷ س ۱۹۔ حاشیہ فوقانی تکلیف اداء الخ اصلاح واما اذا الخ

(ف) اصل ص ۵۸ س ۱۶۔ لازم نہیں آتا اصلاح لازم نہیں آتی۔

(ف) اصل ص ۵۹ س ۷۔ اُحِلَّ اصلاح اَحِلُّ

(ف) اصل ص ۶۰ س ۶۔ فرار اصلاح ضرر

(ف) اصل ص ۶۲ س ۱۸۔ کبھی کبھی اصلاح کبھی بھی۔

(ف) اصل ص ۶۵ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین الغیراء اصلاح اعزاء۔

(ف) اصل ص ۶۵ س ۹ حاشیہ فوقانی اعدوا اصلاح او عدوا

اصل ص ۶۷ س ۱۸۔ وایدریک الخ اصلاح یحتمل ان یکون ہذہ الجملۃ داخلۃ تحت المقول ویکون المخاطب ہو السائل وہو اقرب واللہ اعلم۔

اصل ص ۷۱ س ۱۰ بہرما ارسلنک سے اصلاح پھر ما ارسلنک اثبات رسالت۔

اصل ص ۷۱ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین عطف علی منقال اصلاح اقول لا یظہر لی ان الترجمۃ والذی یظہر منہا ہو انہ عطف علی الجملۃ المنفیۃ فتدبر۔

(ف) اصل ص ۷۳ س ۱۔ اَلْاَرْضَ اصلاح اَلْاَرْضُ۔

اصل ص ۷۴ س ۳ حاشیہ تحتانی لیسآء ان تؤب اصلاح ان تؤوب۔

(ف) اصل ص ۸۶ س ۱ حاشیہ تحتانی لیسار للمخاطبین اصلاح بالمخاطبین۔

(ف) اصل ص ۹۰ س ۱۹۔ صاحب تخلیق اصلاح صاحب تخلیق ہے۔

اصل ص ۹۱ س ۱۳ (یس) الخ اصلاح (کیونکہ یہ امر مقررشدہ ہو کہ) جو لوگ کافر ہونگے اُن کے لیے (دوزخ میں) سخت عذاب ہے اور جو لوگ مومن ہونگے اور اُنھوں نے اعمال صالح کیے ہونگے اُنکے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے اور شیطان اپنے گروہ کو کفر کی دعوت دیتا ہے تو ثابت ہوا کہ وہ اپنے گروہ کو اس لیے دعوت دیتا ہے کہ وہ دوزخیوں میں سے ہو جاوے۔

اصل ص ۹۱ س ۱۵۔ اور جب کافر کا انجام عذاب شدید الخ اصلاح واضح ہو کہ حضرت مولانا نے بذیل ف الفن منہن لہ کے دو توجیہیں قرار دی ہیں۔ پس یہ تقدیر توجیہ اول کی بنا پر ہے رہی دوسری توجیہ سو اُس کی تقدیر پر بجائے اس عبارت کے دوسری عبارت ہونی چاہئے مگر چونکہ میں اس توجیہ کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکا اس لئے میں تعیین عبارت سے قاصر ہوں۔

(ف) اصل ص ۱۰۵ س ۹ محروم ہو اصلاح محروم رہے

اصل ص ۱۰۸ س ۲۷۔ بعد دخول جنت کے پھر خروج ہونا نہیں اصلاح میں کہتا ہوں کہ دخول دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو عارضی جیسے سیر و تفرج وغیرہ جیسے لوگ سلطانی قلعوں میں داخل ہوتے ہیں اور دوسرا حقیقی و اصلی جو کہ استقرار و توطن کی غرض سے ہو۔ سو بطریق تخریج بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک سیر وغیرہ کیلیے دوسرا ترک تعلق کے طور پر۔ سو یہ تو صحیح ہے کہ دخول بالمعنی الثانی کے بعد خروج بالمعنی الاول ہوگا لیکن یہ امر محتاج دلیل ہے کہ دخول بالمعنی الاول کے بعد بھی خروج ہوگا نہ بالمعنی الاول اور نہ بالمعنی الثانی۔

(ف) اصل ص ۱۰۹ س ۹۔ حاشیہ تحتانی لیسار۔ لم یأول اصلاح لم یُؤول۔

اصل ص ۱۱۲ س ۱۶۔ یا قتل اصلاح تسعلیق میں لکھنا چاہیے

(ف) اصل ص ۱۱۳ س ۱۴۔ مانع اتفاق ہو گیا اصلاح مانع اتفاق ہو گئی۔

(ف) اصل ص ۱۱۴ س ۱۶۔ تو وہ اصلاح حذف ہونا چاہیے۔

اصل ص ۱۱۴ س ۱۶۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے الخ اصلاح اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ یہ لوگ جو قیامت کو ایک امر ناممکن سمجھتے اور ناممکن سمجھکر اس کا انکار کرتے اور انکار کرکے بطور تعجیز کے کہتے ہیں متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین تو ان کو واضح رہے کہ قیامت نہ امر ناممکن ہے اور نہ امر دشوار بلکہ وہ خدا کے نزدیک ایک نہایت معمولی بات ہے اور یہ لوگ صرف ایک سخت آواز (یعنی اولے) کے منتظر ہیں (یعنی قیامت کے آنے میں صرف ایک سخت آواز کی دیر ہے جوں ہی وہ آواز ہوگی فوراً قیامت آجاوے گی اور ظاہر ہے کہ وہ آواز سخت کچھ مشکل نہیں ہے تو قیامت کا آنا کیا مشکل ہے اور اس میں انکار کی کیا بات ہے یہ تو اُنکے انکار کا جواب تھا اب ہم کہتے ہیں کہ یہ لوگ (منکرین قیامت قیامت کے بارہ میں) جھگڑتے (اور اسکا انکار کرتے) ہی ہونگے اور (قیامت آجاوے گی اور) وہ (سخت آواز) انکو پکڑ لے گی پس (اُس کے اچانک آجانے کے سبب) نہ یہ لوگ (اپنے گھر والوں کو) کچھ وصیت کر سکیں گے۔ (اگر یہ لوگ اپنے گھر موجود ہوں) اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس جا سکینگے (اگر یہ لوگ اپنے گھر موجود نہ ہوں) بلکہ اُس آواز کے ہوتے ہی جہاں کہیں ہونگے وہیں ڈھیر ہو جائیں گے۔ اور ذرا مہلت نہ ہو گی۔

اصل ص ۱۱۴ س ۲۰۔ اور وہاں کی ہول الخ اصلاح یہ لوگ زندہ ہوتے ہی تحیر کے عالم میں) کہیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی ہم کو سوتے سے کس نے جگا دیا (پھر متنبہ ہو کر کہیں گے کہ اجی) یہ تو وہی ہے جس کا وعدہ خدا نے کیا تھا۔ اور (اب معلوم ہوا کہ) پیغمبر سچ کہتے تھے (مگر ہماری بدقسمتی کہ ہم نے نہ مانا)

(ف) اصل ص ۱۲۳ س ۱۶ اور قاعدہ ہے کہ اصلاح اور ظاہر ہے کہ۔

(ف) اصل ص ۱۲۶ س ۱۶۔ قصص انبیاء کی اصلاح قصص انبیاء سے۔

(ف) اصل ص ۱۲۸ س ۱۸۔ بت پرست ہے اصلاح بت پرست تھے۔

(ف) اصل ص ۱۲۹ س ۳۰۔ یکسوئی اصلاح یکسو۔

اصل ص ۱۳۰ س ۲۵۔ حاصل یہ کہ الخ اصلاح حاصل یہ کہ نجوم مذموم ہے خواہ الخ۔

اصل ص ۱۳۲ س ۱۵۔ روح میں طبری سے الخ اصلاح اقول رواہ الطبری عن وہب بن منبہ وفی انہ اخذ ہذا من الاسرائیلیات واللہ اعلم۔

بفضلہ و منہ تعالیٰ
تم تصحیح اغلاط المجلد التاسع

واضح ہو کہ ضمیمہ تصحیح الاغلاط کتاب علیحدہ بھی ملتا ہے جو صاحب پہلی بار کی چھپی ہوئی تفسیر صحیح کرنے کے لیے لینا چاہیں وہ مطبع سے طلب کریں۔

سید عبد المتین منیجر مطبع مجتبائی دہلی۔
سنہ ۱۹۳۷ء

فیض سُبحانی ترجمہ اردو فتح الرّبانی

حمد و صلوٰۃ کے بعد ناظرین باتمکین کی خدمت اقدس میں عرض ہو کہ مخدومنا و قدوتنا امام الدنیا شیخ الاسلام سیّد السّند حضرت شیخ محیّ الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جسقدر رہنمائے اسلام میں شہرت رکھتے ہیں اور لوگونکی زبان جستہ جستہ آپکا نام مبارک جاری ہو اس سے زیادہ اور بہت زیادہ آپکی تصانیف مقبولہ روئے زمین کی اکثر شاخوں میں نہایت قدر و وقعت اور عقیدتمندانہ نظروں سے دیکھی جاتی ہیں اور نہ صرف دیکھی جاتی ہیں بلکہ دنیا بھر کے مسلمان کم و بیش ادباً و تعظیماً تعویذ بازو اور حرز جان سمجھتے ہیں اسلامی دنیا میں اسوقت تک جس قدر آپکے سلسلہ تصانیف کی فہرستیں اشاعت پا چکی ہیں انمیں فتح الرّبانی جو آپکے نصیحت خیز وعظ کا مجموعہ یا بتبدیل الفاظ اصلاح قوم کے متعلق ایک بڑا زبردست اور نہایت مفید لکچر ہو بلحاظ چند خصوصیتونکے اوّل نمبر کی کتاب ہو۔ اسمیں باسٹھ مجلسیں ہیں اور ہر مجلس سچ مچ آپکا ایک بڑا بھاری وعظ ہے جسمیں مختلف مضامین کا عالیشان سلسلہ دور تک پھیلتا چلا گیا ہے فقرے فقرے سے حقایق و معارف کا موجزن دریا اُبل کر بہ رہا ہو اور کلمہ کلمہ سے نکات و دقائق کے آبدار موتیونکا ڈھیر بکھرتا چلا جا رہا ہو ہر مجلس کے تمام مضامین من و عن الہامی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ گویا روح القدس آپکی زبان پر بول رہا ہو۔ چونکہ کتاب مذکور عربی زبان میں تھی اور اسوجہ سے ہندوستان کے عام مسلمان اس سے مستفید و متمتع ہو نہیں سکتے تھے اس لیے خاکسار نے سلیس عام فہم اُردو میں ترجمہ کرکے نہایت احتیاط سے چھاپا گو اس سے پیشتر بھی اردو زبان میں اس کا ترجمہ چھپ چکا ہو مگر نعل الامری اور واقعی بات یہ ہو کہ اسمیں اور اُسمیں آسمان و زمین کا فرق ہے خوشخطی و کاغذ کی عمدگی چھاپے کی صفائی کے علاوہ ترجمہ نہایت سلیس عام فہم با محاورہ ہو لفظوں میں مطلق کمی بیشی جائز نہیں رکھی گئی۔ زواید و مکررات کو دخل نہیں دیا گیا۔ لفظوں کا نہایت صحیح اور بعینہ وہی ترجمہ کیا گیا جو واقع میں ہونا چاہیے تھا ترتیب مضامین میں کسی طرح کا فرق نہیں کیا گیا۔ غرضکہ اسکے دلچسپ اور سلیس بنانے میں تا مقدور کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا گیا۔ جس کا اندازہ قدرشناس ناظرین خود کر سکتے ہیں۔ واللہ شہید و علی ما نقول وکیل۔

المشتہر

سید محمد عبد المتین از ابناء مولوی عبد الاحد غفرلہم الصمد مینجر مطبع مجتبائی دہلی

اعلام

طالبان دین بلکہ طالبان سیاست دان کے لئے
علوم شرعیہ کا ضروری ہونا اور ان سب علوم کے لئے قرآن سمجھنا کا
اصل ہونا اجمالاً و اتفاقاً ثابت اور منصفین کے نزدیک مسلم ہے اور اس کے
ساتھ ہی اسکے فہم کا موقوف ہونا تفسیر پر بسکے لئے عموماً اور بوجہ اختلاف لسان کے
اہل ہند کے لئے خصوصاً غیر معلوم ہو اور اسی بنا پر جمیع ممالک کے علماء نے ہر زمانہ میں تفاسیر
کی تدوین پر توجہ مبذول رکھی اور ہندوستان میں بھی مدت سے اس کا سلسلہ جاری ہے اور باستثناء اسوقت
کے بعض قدیم و نفاسیر کے جنکے مولفین کا اصل مقصود تجارت یا اپنے بدعت کی اشاعت ہی باقی اکثر تفاسیر اپنے
زمانہ کے مذاق اور ضرورت کے اعتبار سے بجائے خود کافی وافی ہیں چنانچہ اس مدت مستمرہ کے موافق اسوقت
کے اساطاحاص اہل ہند کا بھی مذاق بھی ایک خاص طرز کی جامع ضروریات و مانع مضلات متوسط الحجم ہو دی
اللغت تفسیر کو مقتضی تھا کہ تفصیل اس طرز کی فہرست وار مرعیہ تفسیر ماجدہ کو بالا سے معلوم ہو سکتی ہے اور حضرت
علماء عصر دوسرے امور مہمہ میں مشغول تھے اسلئے احقر نے چونکہ بیکار تھا بضرورت باوجود علمی عدم صلاحیت
کے بنام خدا تفسیر مذکور شروع کی جو بفضلہ تعالیٰ ختم بھی ہو گئی جسکو مسمی بجود و منت جناب مولوی **عبد الاحد** صاحب
احمر نے بصرف زر کثیر اسکو بلکہ و اکمل اپنے مطبع مجتبائی دہلی میں نہایت حسن و صفا کے ساتھ طبع فرمایا جس کی
یہ جلد دوم ہے جلد آپکے ہاتھ میں ہے اور قیمتین بھی انشاء اللہ تعالیٰ علی الترتیب عنقریب شائع
ہونیکو ہیں امید ہے کہ متوسط مناسبت سمجھنے والے حضرات اور ان سے زیادہ طلباء اس تفسیر سے بقدر استعداد
منتفع ہونگے۔ اور اس حقیر کے بوجہ مولوی صاحب ممدوح کے لئے دعائے رضا اور
حسن ختام فرماویں گے۔ والسلام علی اہل الاسلام

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

اعلان

حمایت حق پہلی راشل علیہ
مجتبائی دہلی محفوظ ہیں
محمد عبد الاحد
علی پریس پروپرائٹر مطبع
مجتبائی دہلی سنہ ۹

القول البدیع
مولد اور عیدین کے متعلق یہ رسالہ
زینت کار اور آداب حقانی و اذکار
سبحانی مجتبائی فضائل تسبیح
وتحمید و تکبیر میں ہے

کلید مثنوی شرح مثنوی
مولانا روم قدس سرہ العزیز بزبان اردو
نہایت سلیس و مطلب خیز و مختصر تقریر
میں یہ شرح لکھی گئی ہے نصف فروخت
قیمت اکبر ربیہ دو آنہ

کتبخانہ سید جامعہ مظہریہ

فہرست مضامین منصوصہ قرآنیہ تفسیر بیان القرآن جلد ہشتم

صفحہ	مضمون
۲	تشنیع مع تقریع بر کفار مکذبین و انکار رسالت سید المرسلین
	و توحید رب العالمین و وقوع یوم الدین
۴	تسلیہ و قصہ اول داود علیہ السلام
۷	استدلال اجمالی بر توحید و بعث و رسالت
۸	قصہ دوم سلیمان علیہ السلام
۹	قصہ سوم ایوب علیہ السلام
۱۰	قصہ چہارم پنجم و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم حضرت ابراہیم و اسحٰق و یعقوب و اسماعیل و الیسع و ذوالکفل علیہم السلام و اجمالاً
	تفصیل مجازاۃ
۱۲	تحقیق توحید و رسالت
۱۳	قصہ دہم آدم علیہ السلام
۱۴	اختتام بر کلام لصحت المقام در نبوت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ
	احقاق توحید و ابطال اتخاذ ندید و حقیت قرآن و تبعید
۱۶	ذم و وعید مشرکین مع وعد و مومنین
۱۷	امر بایمان و نہی از عصیان و ثمرات آنہا از خسران و خذلان
۱۹	سرعت فنا در دنیا
	تاخر بعضے وعدہا تاخر بعضے از کتاب اللہ
۲۰	عذاب ضال و ثواب مہتدی
	فضل و کمال قرآن
	تنظیر توحید و شرک
۲۱	خلاصہ و محاکمہ یوم قیامت
	ظہور آثار اختصام روز قیامت
	تسلیہ سید المرسلین در مقولات و معاملات مشرکین
۲۳	عود بسوے توحید
۲۴	تسلیہ بقصر تعلیل دعا بسید ابرار و تتمیم مضمون بیان جہاد کفار
	تجہیل و تنکیل مشرکین
۲۵	ترتب عفو و نجات مطلقہ بر اسلام و ندامت بر ماضی
۲۷	تائید ام بتوحید و تحقق وعید و تاکید دوم تندید

صفحہ	مضمون
۲۸	خاتمہ در تفصیل مجازاۃ
۳۰	تہدید مجادل عنید و تعدید مدارج اہل توحید بعد بیان حقیت
"	قرآن مجید و بعضے صفات عزیز حمید بطور تمہید
۳۱	بعضے از احوال کفار
۳۲	توحید مع التہدید
۳۴	قصہ موسیٰ علیہ السلام با فرعون و اتباع او رد و
۳۹	بعضے از احوال کفار بعد دخول نار
"	تسلیہ رسول و توبیخ اہل ضلال و رد بعض جہال
۴۱	توحید
۴۲	تہدید مجادلین و تسلیہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم
۴۴	خاتمہ در توحید رب العالمین و تہدید منکرین مشرکین
۴۶	حقیت قرآن مبین در رسالت سید المرسلین و تشنیع منکرین
	بطور توطیہ توحید رب العالمین تمہید بیان عقوبت مشرکین
	و اہل موصوفین بموصوفین
۴۷	توحید
۴۸	تہدید و وعید منکرین توحید و رسالت
۵۰	ندمت و عقوبت منکرین قرآن و رسالت
۵۱	حسن حال و مآل و تحسین اخلاق و اعمال مومنین
۵۲	عود بسوی توحید مع تاکید و تہدید و وعید عنید با ثبات خلق جدید
۵۳	زجر و وعید بر انکار توحید و رسالت
"	احقاق قرآن و تسلیہ سید الانس و الجان و رد اہل طغیان
۵۵	تحقیق قیامت و توحید و رسالت مع تضلیل اہل جہالت
۵۷	توحید و رسالت و بعث و جزا
۵۸	تاکید توحید
۵۹	تاکید دلیل توحید و تائید رسالت
۶۰	تحقیق وقوع قیامت و جزا
۶۱	نہی انکار بر اغترار بامہال و ترغیب بر آجال
۶۲	ابطال اختراع فی الدین و اکمال بیان عقاب منکرین و ثواب مومنین
۶۳	عود بتحقیق رسالت
۶۴	ابشار تائیدین و انذار مصرین
"	تفصیل بعضے از افعال و صفات دالہ علی التوحید
۶۶	خساست دنیا و نفاست مبتغی و طرق حصول آن از اعمال حسنہ

صفحہ	مضمون
۶۷	قبح حال کفار در قیامت
۶۸	ایجاب ایمان بر کفار و خطاب تسلیہ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم
۶۹	توحید
"	تحقیق رسالت مع توحید و مجازاۃ
۷۱	حقیت قرآن در رسالت مع تسلیہ رسول بتعریف انکار کفار اہل
۷۲	اثبات توحید و ابطال اتخاذ شرک
۷۴	توارث توحید از ابراہیم علیہ السلام و دعوت بہ و تعلقہ بنبوت خاتمیت
	سید الانام صلے اللہ علیہ وسلم
۷۶	افتخار بتبلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۷۷	قصہ موسیٰ بہ تتائیہ و تعضا مین سابقہ
۹۰	رد خصومت مشرکین در توحید و بیان فوت جبہ یہ از بے تائید
۹۲	تہدید کفار بساعت و جزای اہل شقاوت و سعادت
۸۳	تعلیل عذاب بنا بر تفصیل جرائم کفار
۹۵	تعظیم قرآن منزل و تفخیم رسول منزل علیہ و تبلیغ رب منزل
۹۷	وعید منکرین حق مبین
۱۰۰	تحقیق فی عمل متوہم برائے تاکید وعید مکرر
۹۰	تحقیق بعث و تحقق آن
۹۱	بنائے از تفصیل و اتحاد یوم تفصیل
۹۲	تنبیہ از تبیہ کتاب الٰہی کہ تصبیہ بشیر و نذیر
"	تنبیہ برائی تاکید مضامین سورت
"	توحید
۹۳	نبوت
"	معاد اہل عناد
۹۴	عود بسوے توحید بتقریر نعمت مزید
"	امر ترغیب علم برای سخن گویان و شاہد بعقوبت آنہا برائی تسلیہ پیغمبران
"	عود بسوی نبوت و ما یتعلق بہا
۹۵	عود بسوے معاد
۹۰	مملکت معاد
۹۲	صحت و امکان معاد مع حکمت دیگر
۹۷	شناعت منکرین معاد
"	نقل اقوال منکرین معاد مع جواب
۹۸	تائید جواب مذکور بعض واقعات بلوی حشر
۹۹	بیان صفات کمال ذی الاکرام و الجلال

سورۃ ص مکیۃ وھی	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	ثمان وثمانون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

ص وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ

ص قسم ہے قرآن کی جو نصیحت سے پُر ہے بلکہ یہ کفار تعصب اور مخالفت میں ہیں ان سے پہلے بہت سی اُمتوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں سو انہوں نے بڑی ہائے پکار کی اور

حِيْنَ مَنَاصٍ ۝ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ

وہ وقت خلاصی کا نہ تھا اور ان کفار نے اس بات پر تعجب کیا کہ اُنکے پاس اُن میں سے ایک ڈرانے والا آگیا اور کہنے لگے کہ یہ شخص ساحر کذاب ہے کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا

اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا

واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے اور ان کفار میں کے رئیس یہ کہتے ہوئے چلے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر قائم رہو یہ کوئی مطلب کی بات ہے ہمنے تو یہ بات

فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝

پچھلے مذہب میں نہیں سُنی نہیں ہو نہ ہو یہ گھڑت ہے کیا ہم سب میں سے اسی شخص پر کلام الٰہی نازل کیا گیا بلکہ یہ لوگ میری حی کبریا کے شک میں ہیں بلکہ ابھی تک ہی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝

کیا ان لوگوں کے پاس آپکے پروردگار زبردست فیاض کی رحمت کے خزانے ہیں یا کیا اُن کو آسمان اور زمین اور جو چیزیں انکے درمیان ہیں ان کا اختیار حاصل ہے تو ان کو چاہیے کہ سیڑھیاں لگا کر چڑھ جاویں

سورۃ مکیۃ وھی ستّ او ثمان وثمانون اٰیۃ کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورت میں زیادہ مضمون متعلق رسالت کے ہے بعض آیات میں اسکی تکذیب انکار پر مذمت اور وعید ہے اور بعض آیات میں اس کا اثبات اور آپکا تسلیہ اور قصص سے اثبات رسالت کی اور بعض قصص سے تسلیہ کی بھی تائید ہے اور بعض آیات میں خاص توحید ومجازاۃ کے انکار میں مخالفت رسول کی مشاعت ہے جیسا اجعل الاٰلھۃ الخ اور بعض آیات میں اس توحید وبعث کی مجمل دلیل اور بعض میں ان دونوں کے تحقق اور وقوع کی قدرے تفصیل ہے جیسا ماخلقنا السماء سے کالفجار تک مضمون مجمل اور ھذا ذکر سے العزیز الغفار تک مضمون مفصل مدلول ومعلوم ہے اور بمناسبت مسئلہ رسالت کے بعض آیات میں قرآن کی مدح ہے جیسے شروع میں اُس کو ذی الذکر فرمایا اور درمیان میں مبارک اور ختم پر ذکری للعٰلمین اور سورت سابقہ کو بھی ان ہی مضامین میں اس سے تقارب ہے اور یہی تقارب وجہ مناسبت ہے اور سبب نزول ابتدائی آیات کا یہ ہے کہ ابوطالب کی مرض میں قریش اُن کے پاس آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے تو قریش نے آپکی شکایت کی انھوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ اپنی قوم سے کیا بات چاہتے ہیں آپنے فرمایا صرف ایک کلمہ چاہتا ہوں جس سے تمام عرب انکا مطیع ہو جاوے اور عجم ان کو جزیہ دیوے لگیں انھوں نے پوچھا وہ ایک کلمہ کونسا ہے آپنے فرمایا لا الٰہ الا اللہ قریش کہنے لگے کہ اوسب معبودوں کی نفی کر کے ایک ہی معبود قرار دیدیا یہ عجیب بات ہے اسپر ص سے بل لما یذوقوا عذاب تک نازل ہوا اور وہ فی اللباب عن احمد والترمذی والنسائی والحاکم اور ایک روایت میں ہے کہ ناراض ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور وہ فی الروح عن غیر واحد اور اس سورت کے شروع میں جو قرآن کی قسم کھائی گئی ہے اگر اس سے مراد کلام نفسی ہو تب تو کوئی اشکال نہیں کہ وہ صفت غیر مخلوق ہے اور اگر کلام لفظی مراد ہو جو کہ مخلوق ہے تو توجیہ اسکی سورۂ حجر آیت نمبر ۹۱ کے تحت میں گذر چکی ہے اور شروع سورۂ طٰہٰ میں جو حکمت ایسی قسموں میں لکھی گئی ہے یہاں اسکی تقریر یہ ہے کہ قرآن سراپا دلیل ہے

تشنیع مع تقریع بر کفار مکذبین در انکار رسالت سید المرسلین وتوحید رب العالمین ووقوع یوم الدین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ص وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝

اللغات تولات حین ہی لا المشبہۃ بلیس ھنہ سیبویہ زیدت علیہا تا ما انتبٹ لتؤید معناہا وہو النفی لان زیادۃ الشیء تدل علی زیادۃ اسمی ولان التاء تکون للمبالغۃ کما فی علامۃ واسمہا محذوف ای لیس الحین حین مناص ومناص مصدر ناص ینوص اذا فاز ونجا والمراد انہم بعداوا عن النجاۃ حیث لا ینفع التوبۃ ولا تقبل الاقرار والایمان عند معاینۃ العذاب وقرئ بالرفع علی ان لا عاملۃ عمل لیس والخبر محذوف ای لہم وقیل بالفتح علی انہ اسم لا المشبہۃ بلیس وقیل ھی لا النافیۃ للجنس زیدت علیہا التاء ومن مناص اسمہا والخبر محذوف ای لہم کذا فی الروح مناص فعال من ناص ینوص اذا فاز ونجا والمراد انہم بعداوا عن النجاۃ حیث لا ینفع التوبۃ ولا تقبل الاقرار والایمان عند معاینۃ العذاب وقرئ بالرفع علی ان لا عاملۃ عمل لیس

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ

اس مقام پر ان لوگوں کی یوں ہی ایک جتھا ہے جو شکست دیئے جاویں گے۔ ان سے پہلے بھی قوم نوح نے اور عاد نے اور فرعون نے جسکے کھونٹے گڑے رہتے اور ثمود نے اور قوم لوط نے

وَاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ۙ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ۝ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً

اور اصحاب ایکہ نے تکذیب کی تھی وہ گروہ یہی لوگ ہیں ان سب نے صرف رسولوں کو جھٹلایا تھا سو میرا عذاب واقع ہو گیا۔ اور یہ لوگ بس ایک روز کی چیخ کے منتظر ہیں

ع ۱ ۱۰

مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝

جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہم کو روز حساب سے پہلے دیدے

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ۙ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ۝ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ ص (اس کے معنی تو اللہ کو معلوم ہیں قسم ہے قرآن کی جو نصیحت سے پُر ہے (کہ کفار جو کچھ نفی رسالت کے متعلق کہہ رہے ہیں وہ ٹھیک نہیں) بلکہ (خود) یہ کفار (ہی) تعصب اور (حق کی) مخالفت میں (پڑے) ہیں (اور اس تعصب مخالفت کا وبال ایک روز انپر ٹوٹنے والا ہی جیسا) ان سے پہلے بہت سی امتوں کو ہم (عذاب سے) ہلاک کر چکے ہیں سو انہوں نے (ہلاکت کے وقت) بڑی ہائے پکار کی (اور بہت شور و غل مچایا) اور (اس وقت شور و غل سے کیا ہوتا ہے کیونکہ) وہ وقت خلاصی کا نہ تھا (جیسا ارشاد ہے فلم یک ینفعھم ایمانھم لما رأوا بأسنا اور ان کفار (قریش) نے اس بات پر تعجب کیا کہ انکے پاس اُن (ہی) میں سے (یعنی جو کہ اُن کے مثل بشر ہے) ایک (نبی) ڈرانیوالا آگیا (وجہ تعجب کی) انکا جہل تھا کہ بشریت اور نبوت میں منافات ہے) اور (یہاں تک اس منافات کے متعلق ہوئی کہ دعویٰ نبوت اور اظہار معجزات میں کہ اعظم اُن کا معجزہ قرآنی ہے آپکی شان میں) کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ شخص (خوارق میں) ساحر اور (دعویٰ نبوت میں) کذاب ہے (یعنی بوجہ بشر ہونے کے نبی ہونا تو محال ہے اور اسکے معجزہ ہونے سے نبوت کا ثبوت لازم آتا ہے پس جب لازم منتفی ہے تو ملزوم یعنی اُس کا معجزہ ہونا بھی منتفی ہوا اور ہی عجیب پس لامحالہ سحر ہوگا اور) کیا (یہ) شخص سچا ہو سکتا ہے کہ (اسنے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا (اور سب کے معبود ہونے کی نفی کر دی) (واقعی) یہ بہت ہی عجیب بات ہے (جسکی وجہ عنقریب آتی ہے وما سمعنا بھذا فی الملۃ الآخرۃ اور (توحید کا مضمون سنکر) ان کفار میں کے رئیس (مجلس مکالمہ سے) اُٹھکر اور لوگوں سے) یہ کہتے ہوئے چلے کہ (یہاں سے) چلو اور اپنے معبودوں (کی عبادت) پر قائم رہو (کیونکہ اول تو) یہ (دعوت الی التوحید ان پیغمبر کی) کوئی مطلب کی بات (معلوم ہوتی) ہے (کہ اس بہانہ سے ریاست کے خواہان ہیں وھذا کقول قوم نوح یریدان یتفضل علیکم دوسری خود دعویٰ بھی باطل اور عجیب ہے کیونکہ) ہمنے تو یہ بات (اپنے) پچھلے مذہب میں سُنی نہیں ہو نہ ہو یہ (اس شخص کی) گھڑت ہے (پچھلے مذہب کا مطلب یہ کہ دنیا میں بہت سے طریقہ کے لوگ ہوئے سب سے پیچھے ہم موجود ہیں اور حق پر ہیں سو ہمنے اس طریقہ کے بزرگوں سے کبھی یہ بات نہیں سنی پس حاصل اس کا وہی ہے وما سمعنا بھذا فی ابائنا الاولین اور (یہ شخص جو مدعی نبوت ہے اور توحید کو تعلیم الٰہی بتلاتا ہے سو اول تو نبوت و بشریت میں منافات ہے دوسرے اگر اس سے قطع نظر کر لیجاوے تو) کیا ہم سب میں سے اسی شخص (کو کوئی) فوقیت و فضیلت تھی کہ اسی کو نبوت ملی اور اسی) پر کلام الٰہی نازل کیا گیا (بلکہ کسی رئیس پر ہونا تو مناسب تھا) وہذا کقولہ تعالیٰ لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم (آگے استفہامی کا ارشاد ہے کہ ان کا یہ کہنا کہ اسپر کیوں نزول ہوا کسی رئیس پر کیوں نہیں ہوا اس سبب سے نہیں ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو اُس کا اتباع کرتے) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) یہ لوگ (خود) میری وحی کیطرف سے شک (یعنی انکار) میں ہیں (یعنی نفس مسئلہ نبوت ہی کے منکر ہیں خصوص بشر کے لئے اور یہ انکار بھی کچھ اس سبب سے نہیں کہ انکے پاس اسکی کوئی دلیل ہے خواہ عموماً یا ثبوت للبشر کے لئے خصوصاً) بلکہ (اُس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ) انہوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا (ورنہ سب عقل ٹھکانے آجاتی اس تقریر سے انکے دونوں شبہوں کا یعنی تنافی بشریت و نبوت کا اور شبہہ بعد الانزل علیہ الذکر من بیننا کا جواب ہو گیا آگے دو طرز پر جواب ہے کہ) کیا ان لوگوں کے پاس آپکے پروردگار زبردست فیاض کی رحمت کے خزانے ہیں (جسمیں نبوت بھی داخل ہے

اللغات الاسباب اطرق و الحبال ہہنا المعارج و المصاعد التی یتوصل بہا الی السموات فوات ہلموا من الذی بین طبقتی الحالب و رفضتی الراضع و الکلام علی تقدیر مضافین ای انتظر ہوا و الصیحۃ واحدۃ ما لہا من توقف مقدار فواق کذا فی الروح قطنا ہو النصیب و الصک و کتاب الحوالۃ کذا فی القاموس ۱۲

النحو جند ما خبر لمبتدا محذوف ای ہم جند حقیر و ہنالک صفۃ جند و ہزوم صفۃ ثانیۃ و من الاحزاب صفۃ ثالثۃ للجند ۱۲

البلاغۃ قولہ جند ما ہزیمۃ للتحقیر قولہ ہنالک اما فی البیان اصل وضعہ الکلام بین ثبات البیت المطنب بازادۃ ثم اشتہر

لطائف الترجمہ

لہ قولہ بل الذین کفروا ضمیر کا نہیں کما فی المعالم بالاولی کما نقول الکفار

لہ قولہ فی عزۃ کو فی مطلب کما فی البیضاوی لتفعال قال ابنا ا ز لیس فرس محمد من ذا الفعول تقریر الدین و انما غرضہ ان استیلی علینا فحکمی فی اموالنا و الاولاد ما یرید فکان تقدیر الکلام کذا ان الحمیۃ للجد الشی یرادہ من آخر ۱۲

لہ قولہ فی الآخرۃ اپنے پچھلے کما فی الروح عن مجاہد (قتادۃ) و ابن زید و الحسن العرب تعاقبنا الی اور کوا علیہا آباءہم ۱۲

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ

آپ ان لوگون کے اقوال پر صبر کیجیے اور ہمارے بندۂ داؤد کو یاد کیجیے جو بڑی قوت والے تھے وہ بہت رجوع ہونیوالے تھے ہمنے پہاڑون کو حکم کر رکھا تھا کہ ان کے شام اور صبح تسبیح کیا کرین

وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۙ

وقف لازم

اور پرندون کو بھی جو جمع ہو جاتے تھے سب کی سب اسکے مشغول ذکر رہتا اور ہمنے اسکی سلطنت کو نہایت قوت دی تھی اور ہمنے ان کو حکمت اور فیصلہ کر دینوالی تقریر عطا فرمائی تھی اور بھلا آپکو ان اہل مقدمہ کی خبر بھی پہونچی ہے جبکہ وہ لوگ عبادتخانہ کی دیوار پھاند

کہ جسکو چاہین دین بس کو چاہین نہ دین یعنی نبوت ایک امر عظیم ہے اسکے عطا کے لئے معطی کا مالک الخزائن اور شدید الغلبہ اور کثیر المواہب ہونا لازم ہے سو اس طرح اگر یہ ان کے اختیار مین ہوتا تو ان کو اس کہنے کی گنجایش تھی کہ ہم نے بشر کو نبوت نہین دی تو پھر وہ نبی کیسے ہو گیا یا ہمنے فلان بشر کو دی اور فلان کو نہین دی اس صورت مین یہ کہنا ان کا زیبا تھا) یا (اگر کل خزائن قبضہ مین ہون تو کم از کم سماویات وارضیات ہی قبضہ مین ہوتے وجہ یہ کہ نبوت سے احکام آلہیہ معلوم ہوتے ہین اور احکام پر عمل کرنا موجب بقاء عالم ہے یہی وجہ ہے کہ جب کوئی رسول نہ رہیگا قیامت آجاویگی پس نبوت کو تمام عالم کے نظام اور بقاء مین دخل ہوا تو معطی نبوت ایسا شخص ہونا چاہیے جو تمام عالم کے مصالح کو جانتا ہو اسکے نافذ کرنے پر قادر ہو تاکہ ایسے مناسب احکام شروع کرے جس سے نظام و مصلحت عالم وابستہ ہو اور اگر اجزاء عالم مین سے سماویات وارضیات کے سوا اور اجزاء کے وجود مین کسی کو کلام ہو تو سماویات وارضیات کا وجود تو مسلم و مشاہد ہے تو اس کا تصور و احکام سے وابستہ ماننا ظاہر ہے تو غیر ان سماویات وارضیات ہی پر اس معطی نبوت کے علم و قدرت کو محیط ہونا چاہیے اسلئے ام عندہم خزائن کے بعد فرماتے ہین کہ کم از کم یہی قبضہ مین ہوتے تو) کیا ان کو آسمان اور زمین اور جو چیزین انکے درمیان مین ہین ان (سب) کا اختیار حاصل ہے (اور آگے بطور تعجیز و تہکم کے ارشاد ہے کہ اگر ان کو اسپر اختیار ہے) تو ان کو چاہیے کہ سیڑھیان لگا کر (آسمان پر) چڑھ جاوین (اور ظاہر ہے کہ پہر بھی وہ نہین پہنچ سکتے باوجود عدم مانع عقلی کے ان کو آسمان پر پہونچنے کی بھی قدرت نہین جو کہ ان کا حال معلوم کرنیکا سہل ذریعہ ہے اور دوسرے تصرفات سے بہت اہون ہے) او طریق علم اور تصرفات صعبہ پر تو کیا قدرت ہوگی جب علم و قدرت نہین تو ان کے نظام کی کیا رعایت کر سکتے ہین پس معطی نبوت بننے کی کیا صلاحیت ہو سکتی ہے پھر انکو ایسی بے سر و پا باتین کہنے کا کیا حق ہے مگر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کے خلاف و شقاق سے فکر نہ کرین کیونکہ) اس مقام پر (یعنی مکہ مین) ان لوگون کی یون ہی ایک بھیڑ ہے منجملہ (مخالفین مرسل کے) گروہون کے جو (عنقریب شکست دیئے جاوینگے (چنانچہ بدر مین یہ پیشینگوئی پوری ہوئی اور) انسے پہلے بھی قوم نوح نے اور عاد نے اور فرعون نے جس (کی سلطنت) کے کھونٹے گڑے تھے (یعنی اسکی سلطنت مدید اور شدید تھی اور ایک تعنیہ اس لفظ کی سورہ فجر مین آویگی) اور ثمود نے اور قوم لوط نے اور اصحاب ایکہ نے (جنکے قصے متعدد جگہ آچکے ہین ان سبنے تکذیب کی تھی (اور) وہ گروہ (جنکا اوپر من الاحزاب مین ذکر آیا ہے) یہی لوگ ہین ان سبنے صرف رسولون کو جھٹلایا تھا (جیسا یہ کفار قریش آپکو جھٹلا رہے ہین) سو میرا عذاب (انپر) واقع ہو گیا (پس جب جرم مشترک ہے تو عقوبت کے اشتراک سے یہ کیون مطمئن ہین) اور یہ لوگ (جو تکذیب پر مصر ہین تو) بس ایک زور کی چیخ (یعنی نفخۂ ثانیہ) کے منتظر ہین جسمین دم لینے کی گنجایش نہوگی (مراد اس سے قیامت ہے کما قال تعالیٰ فھل ینظرون الا الساعۃ ان تاتیھم بغتۃ فقد جاء اشراطھا فانی لھم اذا جاءتھم ذکرٰھم اور یہ لوگ (قیامت کی وعید سنکر تکذیب رسول و استہزار کے طور پر) کہتے ہین کہ اے ہمارے رب (آخرت مین جو کا ذون کو عذاب ہوگا اسمین سے) ہمارا حصہ ہم کو در حساب سے پہلے ہی دیدیجیے (مطلب یہ کہ قیامت نہین ہے اور اگر ہے تو ہم کو ابھی عذاب مطلوب ہے جب عذاب نہین ہوتا تو معلوم ہوا قیامت نہ آویگی نعوذ باللہ من الجہل) ف ان کل الا کذب الرسل سے یہ مقصود نہین کہ انکی اور صفات کی نفی کیجاوے بلکہ کفار معاصرین نزول وحی کے اس توہم کے رفع کرنے کو کہ شاید انکی ہلاکت کا سبب انکا کفر نہوا ہو اور کوئی امر ہوا ہو یہ حصر اضافی ادعائی کیا گیا یعنی بجز کفر اور تکذیب کے اصل سبب کوئی نہ تھا کیونکہ ان مہلکین کا دوسری ذائم پر اصرار بھی اسی تکذیب رسالت کی وجہ سے تھا پس معتد بہ سبب یہی تھا ربط اور کفار کی مخالفت اور ان کے بعض اقوال کفریہ کا ذکر تھا کقولہ ھذا ساحر کذاب و قولہم اجعل الآلھۃ و قولہم ان امشوا الی قولہم من بیننا و قولہم ربنا عجل لنا الخ چونکہ ان امور سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن ہوتا تھا اس لئے آگے صبر کا حکم اور بعض انبیاء علیہم السلام کے قصص کا ذکر کہ وہ بھی کمال صبر کے ساتھ موصوف تھے فرماتے ہین اور ان قصص مین علاوہ تسلیہ مذکورہ کے بمقابلہ منکرین کے تائید نبوت کی بھی ہے

تسلیہ و قصہ اول داود علیہ السلام

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ

اللغات الاید القوۃ محشورۃ مجتمعۃ الخصم فی الاصل مصدر بمعنی المخاصم وجاء بلفظ ہنا لظاہر ضمائرہ قولہ خصمان المراد بہ فوجان لا شخصان ولا یبعد کون الخصم امرا وقع بین الاثنین مجازا ان یعبب کلا منہما من یعاضدہ والعرب یطلق الخصم علی الخاصم ومعاضدہ وان لم یخاصم بالفعل وجوزان یکون المراد اثنین والضمائر الجمعۃ

مرادبہا التثنیۃ فیتوافقان وایدبقولہ ان ہذا اخی کذا فی الروح قولہ تسورا ای علوا سورہ ونزلوا الیہ

البلاغۃ قولہ محشورۃ زادہ لانہا کانت متفرقۃ من قبل فنوادل علی القدرۃ فصل للخطاب ای للحکم الفاصل المبین للمقصود عن غیرہ ۱۲

إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ

داؤد کے پاس آئے تو وہ گھبرا گئے وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ ڈریں نہیں ہم دو اہل معاملہ ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے سو آپ ہم میں انصاف سے فیصلہ کر دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور ہم کو سیدھی راہ بتلا دیجئے

إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ

یہ شخص میرا بھائی ہے اسکے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے۔ سو یہ کہتا ہے کہ وہ بھی مجھکو دیڈال اور بات چیت میں مجھکو دبا تا ہے داؤد نے کہا کہ یہ تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانیکی درخواست کرتا ہے

نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ

تو واقعی بہتیرے ساجھی ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں مگر ان جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں اور داؤد کو خیال آیا کہ ہم نے ان کا امتحان کیا ہے

ع ۱۰ ۱۰

فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ۝ يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ

سو انہوں نے اپنے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے سو ہم نے ان کو وہ معاف کر دیا اور ہمارے یہاں انکے لئے قرب اور نیک انجامی ہے۔ اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے

فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ

سو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور آیندہ نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا کہ وہ خدا کے رستے سے تم کو بھٹکا دے گی جو لوگ خدا کے رستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے

ع ۱۲ ۱۱

عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ وہ روز حساب کو بھولے رہے۔

ملحقات الترجمة

لہ قولہ فی سخا حکم کرنا ھا تھا تفسیر اللہ لان بنا الخبر من لوازم الاخبار والکتوبی وشاہدہ ایضا الی ان التحیر کان اللہ تعالیٰ لا داؤد علیہ السلام ۱۲

سے قولہ فی کل داؤد اب تسبیح کی وجہ سے مشغول اشارہ امر بہ لاول ان الکلام علی تقدیر بالانصاف ھی کل تبیجۃ اداب واقعی ترجمہ علاوہ بلفاظہ من لوازم العادیۃ الاشتغال بالذکر ۱۲

اللغات فجعۃ الانثی من الضان اکفلنیھا ای ملکنیاھا حتی اکفلھا کما اکفل بالحق یقال اکفل ای نصیبی عن فی ظھری فی فاطمۃ ایای خاتمۃ اکفلھا بمعنی واحد والاشتراک فی الاعتبار والخضوع ۱۲

النحو قلیل ما ھم ما زیدۃ وقلیل خبر مقدم للضمیر المبتدأ معہ متعلق لیسمن ۱۲

(یہ مضمون تسلی مظلوم کے لیے فرمایا) اور داود (علیہ السلام) کو خیال آیا کہ (اس فتنہ کے پیش آنے میں حکمت یہ ہو کہ ہمنے اُن کا امتحان کیا ہے (کہ دیکھیں یہ کیسے صابر و متحمل ہیں کیونکہ ایسے بیٹے جلیل القدر سلطان کے حلقۂ خانہ خاص میں کسی کا بے اجازت پھر اس بے ڈھنگے پن سے آگھسنا پھر بات چیت اس طرز سے کرنا کہ اول تو یہ کہنا کہ ڈرو مت جس سے متکلم کا بڑا اور مخاطب کا چھوٹا ہونا مترشح ہوتا ہے پھر یہ کہنا کہ انصاف سے فیصلہ کرنا اور بے انصافی سے کنارا جس سے ایہام ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ سے بے انصافی کا بھی احتمال ہے اور ان مقدمات کے اقتران کے قرینے سے اھدنا الخ کا مدلول بھی اسی کے قریب قریب مفہوم ہوتا ہے کہ ان کو احتمال اسکے خلاف کا بھی ہو جس میں ترک واجب کا اتہام لازم آتا ہے گو مناجات میں صیغہ موہم سوء ادب نہیں اول تو مناجات التضرع امر ایہام سے مانع ہے ثانیاً حق تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں جس سے محذور لازم آتا تھا غرض اُن کا مجموعہ اقوال وافعال نہایت درجہ گستاخی درگستاخی ہے پس اس میں داود علیہ السلام کے تحمل وصبر کا امتحان ہو گیا کہ آیا زور سلطنت میں ان متواتر گستاخیوں پر درگزر کرتے ہیں یا اس مقدمہ کو ملتوی کر کے اپنے دوسرا مقدمہ قائم کرتے ہیں باغلبۂ نور نبوت سے غفور فرماتے ہیں اور اس مقدمہ کو کمال عدل سے بلاشائبۂ غیظ وغضب فیصل کرتے ہیں چنانچہ امتحان میں صابر ثابت ہوئے اور مقدمہ کو نہایت ٹھنڈے دل سے سماعت وفیصل فرمایا لیکن انبیاء کی جلالت شان عدل کے جس درجہ علیا و ذروۂ قصوی کو مقتضی ہے اس سے بظاہر ایک گونہ بعید اتنا خفیف سا یہ مرتب پیش آگیا کہ بعد قیام برہان شرعی کے وہ مدعیہ ہو یا اقرار بجائے اسکے کہ صرف ظالم سے خطاب فرماتے کہ تو نے ظلم کیا اُس مظلوم سے خطاب فرمایا کہ تجھ پر ظلم کیا جس سے ایک صورت طرفداری کی متوہم ہوتی ہے اور گو مظلوم ہونے کی حیثیت سے یہ طرفداری بھی عبادت ہے خصوص مقدمہ ختم ہو چکنے بعد لیکن زمین مقدمہ ہونے کی حیثیت اور عدم تعدد مجلس اور مجلس واحد کے جامع انتشار قائم ہونے کی حیثیت سے اس متوہم طرفداری کا بھی ہونا اعدل واکمل تھا) سو داود علیہ السلام غایت تقویٰ سے اتنی بات کو بھی مخل کمال سمجھے اور انہوں نے (اس سے بھی) اپنے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدہ میں گر پڑے اور (خاص طور پر خدا کی طرف) رجوع ہوئے سو ہمنے اُن کو وہ (امر) معاف کر دیا (اور اس سے جو کمی اُنکے اجر مرتب علے کمال الصبر میں ہوتی اُس کمی کا ازالہ کر دیا) اور (وجہ ایسے خفیف امر پر توبہ اور سجدہ کرنے کی یہ ہو کہ) ہمارے یہاں اُنکے لئے (خاص) قرب اور (اعلیٰ درجہ کی) نیک انجامی (یعنی جنت کا درجہ علیا) ہے (اور مقربین اور خوش انجاموں کی یہی شان ہوتی ہے کہ قبل برا بر بات کو بھی اپنے نئے پہاڑ سمجھتے ہیں جب داؤد علیہ السلام اس امتحان میں پوری اُتری تو ہمنے اُنکا دل بڑھانے کو خاص طور پر خطاب فرمایا کہ اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے سو (جس طرح ابتک کرتے رہے ہو اسی طرح آئندہ بھی) لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور (جس طرح اب تک کبھی نفسانی خواہش کی پیروی نہیں کی اسی طرح) آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا کہ (اگر ایسا کرو گے تو) وہ خدا کے رستہ سے تم کو بھٹکا دیگی (اور) جو لوگ خدا کے رستہ سے بھٹکتے ہیں اُنکے لئے سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ وہ روز حساب کو بھولے ہے (یہ بات اوروں کو سُنادی جو بھٹک رہی ہیں) ف تسبیح جبال وطیر کی تحقیق سورۂ سبا کے شروع رکوع دوم میں گذر چکی ہے اور فتادہ کی تفسیر میں قول مشہور اور ہے جس میں ایک بی بی سے نکاح کرنے کا واقعہ ہے مگر محققین نے اس کا ابطال کیا ہے چنانچہ ابن کثیر نے کہا ہے اکثرها ماخوذ من الاسرائیلیات ولم یثبت فیها عن المعصوم حدیث یجب اتباعه لکن روی ابن ابی حاتم ههنا حدیثا لا یصح سندہ لانه من روایة یزید الرقاشی عن انس ویزید وان کان من الصالحین لکنه ضعیف الحدیث عند الائمة اھ اور تفسیر خازن میں ہے روی سعید بن المسیب والحارث الاعور عن علی بن ابی طالب انه قال من حدثکم بحدیث داؤد علی ما یرویه القصاص جلدته مائة وستین جلدة وهو حد الفریة علی الانبیاء اھ اور تفسیر حقانی میں ماخذ اس قصہ کا کتاب صموئیل کو کہا ہے اور آجتک پورا پتہ اہل کتاب کو بھی نہیں ملتا کہ اس کا مصنف کون ہے وہ ایک تاریخ کی کتاب یہود میں مروج تھی جس کو یہود و نصاریٰ نے خواہ مخواہ الحامی فرض کر لیا اھ۔ اور بعض نے داؤد علیہ السلام کا لقد ظلمك بلا تحقیق کہدینا اسکی تفسیر میں کہا ہے کہ گو مقصود تعلیق ہے یعنی ان فعل کذا مگر صورۃً غیر معلق ہے لیکن بعض نے نقل کیا ہے کہ مدعی علیہ کے اقرار کے بعد لقد ظلمك فرمایا تھا سو اتنا بدل کی گنجائش نہ رہی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اُن کی گستاخیوں پر غصہ آگیا تھا اس سے استغفار کیا مگر غصہ آنا ثابت نہیں کر سکتے بندے نے جو تفسیر کی ہے اُس کا مبنی خود منصوص قرآنی ہے اور اصبر علیٰ ما یقولون کے ساتھ اس قصہ کا یاد دلانا قرینہ ہے کہ آپ میں بھی صبر علی الاقوال تھا گو دو تین جگہ اقوال میں کفر اور سوء ادب کا اختلاف ہو البتہ یہ امر مظنون ہے کہ داؤد علیہ السلام نے اسی کو اپنی سمجھا ہو سو چونکہ اور تفسیروں کا خود دینی بھی قرآن میں نہیں اس لئے یہ تفسیر اوروں سے اقرب ہے اور خلطاء سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں شرکت ہوگی اور صورت معاملہ شاید ایسی ہو جس سے ظالم تلبیس کر سکتا تھا اور ممکن ہے کہ خلطاء یعنی اہل اختلاط وملاقات ہوں اور خصمین میں خواہ یہ قصہ واقع ہوا یا نہ ہوا ہو ویسے ہی بات بنائی ہو یا فرشتے ہوں کہ امتحان کے لئے بھیجے گئے ہوں اور مقصود سوال زجری ہو اور یہ کذب نہیں واللہ اعلم ربط اور قصہ داؤد علیہ السلام کا تھا اور عنقریب دوسرے قصص آتے ہیں لیکن قصہ داؤد علیہ السلام سے پہلے جو مضمون توحید و رسالت و بعث کے متعلق مذکور تھا اُسکے اہتمام و تاکید کے لئے قصص کے درمیان میں پھر اُسی کا دوسرے عنوان سے اعادہ ہو چنانچہ آیندہ تین آیتوں سے اول کی آیت میں استدلال علی التوحید اور ثانی میں استدلال علی البعث اور ثالث میں استدلال علی الرسالت ہے نیز ان آیتوں کو متصل کی آیتوں سے بھی ارتباط ہو کہ تسبیح جبال وطیور دال علے التوحید ہے

ملحقات الترجمہ

ا قولہ فی توضیح فقنہ پھر یہ کہنا کہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا سوء ادب ماوردنی الصحاح من قول اللہ المغیر لرسولہ صلے اللہ علیہ وسلم افقض بیننا بکتاب اللہ وقول الآخر اندن لی فی الکلم وقول الصحابی فی الحدیث وایمنا الآخر فکان افقہ منہ ۱۲

ب قولہ فی فاستغفر یکھے بدل علی ہذا المقرر للاولی قولہ تعالیٰ ظن داؤد انما فتنّٰہ ربہ تعالیٰ اللہ عن ذلک فلا اشکال فی ترتب ہذا الامر علی کون خطاب المظلوم غیر الاولی ثم الاستغفار مرتب علی ہذا الامر فترتب الاستغفار بواسطۃ ہذا الامر علی الکون الذکر فلا برد ان الظاہر ارادۃ الخلوۃ من استغفرہ ما قدرت بالترجمۃ یقتضی دخولہا فی العلم المذکور فافہم ۱۲

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝

اور بنائے آسمان اور زمین کو اور جو چیزیں ان کے درمیان موجود ہیں ان کو خالی از حکمت نہیں پیدا کیا یہ ان لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہیں سو کافروں کے لئے بڑی خرابی ہے یعنی دوزخ

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ

ہاں تو کیا ہم ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ان کی برابر کردیں گے جو دنیا میں فساد کرتے پھرتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی برابر کردینگے ۔ یہ ایک بابرکت کتاب ہے

مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

جسکو ہمنے آپ پر اسواسطے نازل کیا ہی تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل فہم نصیحت حاصل کریں

اور یوم الحساب میں اشارہ بعث کی طرف ہے اور پھر ان سب مضامین کا قرآن میں ہونا معجزہ ہے فضل قرآن کا ۔ پھر ان تینوں آیتوں میں باہم بھی خاص ربط ہی چنانچہ آیت اولی کے خاتمہ میں ذکر ہے نار کا جو اقتضاء یوم بعث سے ہوا اور آیت ثانیہ میں ایمان وعمل صالح وتقوی کا ذکر ہی جس کا تامل عمل بالقرآن ہے

استدلال اجمالی بر توحید و بعث و رسالت

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اور ہمنے آسمان اور زمین کو اور جو چیزیں انکے درمیان موجود ہیں ان کو خالی از حکمت نہیں پیدا کیا (بلکہ بہت سی حکمتیں ہیں جن میں اعظم دلالت علی التوحید ہی) یہ (یعنی انکا خالی از حکمت ہونا جو کہ انکار توحید ہے جو کہ اعظم حکم ہو لازم آتا ہی) ان لوگوں کا خیال ہی جو کافر ہیں (کیونکہ جب توحید کا انکار کیا تو بڑی حکمت کا انکار کردیا) سو کافروں کے لئے (آخرت میں) بڑی خرابی ہی یعنی[1] دوزخ (کیونکہ توحید کا باوجود دلائل قائم ہونے کے انکار کرتے تھے) ہاں (ایک غلطی ان کا فروں کی اور لوگ قیامت کے انکار سے بھی ہماری ایک حکمت عظیمہ کے منکر ہیں کیونکہ دلائل نقلیہ قطعیہ ثابت الصحۃ بالعقل سے ہم نے مصرحا بتلادیا کہ قیامت میں یہ حکمت ہے کہ نیکوں کو جزا اور مفسدوں کو سزا ہو اور یہ اسکے منکر ہیں تو اس سے لازم آتا ہی کہ اس حکمت کا وقوع متحقق نہو بلکہ سب برابر رہیں) تو کیا ہم ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے انکی برابر کردینگے جو (کفر وغیرہ کرکے) دنیا میں فساد کرتے پھرتے ہیں یا (بعبارت دیگر یوں کہا جاوی کہ کیا) ہم پرہیزگار دین کو بدکاروں کی برابر کردیں گے (یعنی ہم نے جس حکمت کے ایقاع کا قصد کیا تھا جو امر اسکی نفی کو مستلزم ہو وہ باطل ہی پس انکار بعث باطل ہوا اور جسطرح توحید و بعث بدلیل ثابت ہی اسی طرح رسالت بھی بدلیل ثابت ہی چنانچہ) یہ (قرآن) ایک بابرکت کتاب ہی جسکو ہمنے آپ پر اسواسطے نازل کیا ہی تاکہ لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں (یعنی انکے اعجاز میں بھی انکے مضامین کثیر النفع میں بھی جو حاصل ہی برکت کا) اور تاکہ (غور سے اسکی حقیقت معلوم کرکے اس سے) اہل فہم نصیحت حاصل کریں (یعنی اس پر عملکریں اس مذکر میں اعتقاد رسالت بھی آگیا اور بقیہ شرائع بھی آگئے) ف آیت ثانیہ کے مضمون سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مجازاۃ ومکافات کا وجوب عقلی ہی یہ تو معتزلہ کا مذہب ہے اور نہایت تعجب ہے کہ کشاف نے جو اس مقام کی تقریر کردی ہی تمام پچھلے مفسرین اسی کو نقل کرتے چلے گئے اور کسی نے اس سیئہ معتزلیہ میں نظر نہیں کی الحمد للہ کہ حق تعالی نے بندہ پر فضل فرمایا اور آیت کی تفسیر برطبق اصول اہل سنت بعد تعب ونصب کے قلب پر وارد فرمائی جس کا حاصل یہ ہی مجازاۃ خود واجب الوقوع نہیں بلکہ بعد انضمام شرط صادق کے واجب الوقوع ہی یعنی واجب عقلی نہیں واجب نقلی ہی ہاں اس نقل کی صحت عقلی ہو اگر کہا جاوی کہ عدم وقوع منافی حکمت ہونیکی وجہ سے محال ہی تو وقوع واجب ہوا جواب یہ ہی کہ خود یہ حکمت ہی واجب الوقوع نہیں جائز الوقوع ہی اگر قیامت کا وقوع نہو تا تو اس وقت ایسی نہیں حکمت ہوتی مگر چونکہ اس حکمت عجائزہ کا وقوع دلیل قطعی سے معلوم ہو گیا اب اس حکمت کی نفی کفر اور قبیح ہی خوب سمجھ لینا چاہیے اور اگر مثل تفسیر مشہور کے ماخلقنا السماء الخ کو بھی بیان حکمت قیامت پر محمول کیا جاوے تو اسکی یہ تقریر ہو جاویگی کہ ہمنے آسمان وزمین کو بیحکمت نہیں پیدا کیا بلکہ حکمت سے پیدا کیا اور نصوص صحیحہ ثابت الصحۃ بالعقل سے ثابت ہو گیا کہ اسمیں یہ بھی حکمت ہی کہ کوئی اس سے منتفع ہو ان انعمت انتفاع کا شکر اور اس شکر میں طاعت بجالاوے اور اس شکر وطاعت پر حسب وعدہ آخرت میں ثمرہ مابقیہ ملے اور جو کفران کرے وہ خسران میں پڑے اور ذلک ظن الذین کفروا میں اس ظن عدم مجازاۃ کو کفر اسلئے فرمایا کہ اسمیں تکذیب اثر ثابت بالشرع کی لازم آتی ہی بہر حال ضرورۃ وقوع حکمت مذکورہ کے لئے کوئی نفسہ ممکن ہو انضمام دلیل نقلی کا ماننا ضرور ہوا اور آیت ثانیہ میں ایک عنوان سے دوسرے عنوان کی طرف عدول فرمانا شاید اسوجہ سے ہو کہ متقین کا اتصاف ایمان کے ساتھ اور کفار کا افساد کے ساتھ کفار کے نزدیک اسقدر واضح نہ تھا وہ ایمان ہی نہ سمجھتے تھے اور اپنے کفر کو فساد ہی نہ جانتے تھے بخلاف دوسرے عنوان کے اسواسطے کہ جہت اتقو قبائح عقلیہ بین ہیں اور متقین کا انسے بچنا اور کفار کا ان میں مبتلا ہونا خود کفار بھی سمجھتے اور دیکھتے تھے تو ربط اور پکا مضمون قصص کے درمیان آگیا تھا آگے پھر عود ہی قصص کی طرف

[1] قولہ ذمن النار تفسیری اشارہ والی کون من بیانیہ ۱۲

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ

اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا بہت اچھے بندے تھے۔ کہ بہت رجوع ہونے والے تھے جبکہ شام کو وقت ان کے روبرو اصیل عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے تو کہنے لگے کہ میں اس مال کی محبت میں

حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّىْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَىَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا

اپنے رب کی یاد سے غافل ہوگیا یہاں تک کہ آفتاب پردہ میں چھپ گیا ان گھوڑوں کو ذرا پھیر تو میرے سامنے لاؤ سو انہوں نے اُن کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا اور ہم نے سلیمان کو امتحان میں ڈالا اور ہم نے

عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ وَهَبْ لِىْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِىْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

ان کے تخت پر ایک دھڑ لا ڈالا پھر انہوں نے رجوع کیا دعا مانگی کہ اے میرے رب میرا قصور معاف کر اور مجھکو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا کسی کو میسر نہو آپ بڑا دینے والے ہیں

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ۝

سو ہم نے ہوا کو اُنکے تابع کردیا کہ وہ اُن کے حکم سے جہاں وہ چاہتے نرمی سے چلتی اور دیو بنات کو بھی جو ہر قسم کی عمارتیں بنانے والوں کو بھی اور غوطہ خوروں کو بھی ۔ اور دوسرے شیاطین کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے

هٰذَا عَطَاۗؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ ع ۱۱ ۱۱

یہ ہمارا عطیہ ہے سو خواہ رد یا بند دو تمہیں کچھ داروگیر نہیں اور ان کے لئے ہمارے یہاں قرب اور نیک انجامی ہے

قصہ دوم سلیمان علیہ السلام متضمن دو قصہ

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّىْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَىَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ وَهَبْ لِىْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِىْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَاۗؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو سلیمان (علیہ السلام فرزند) عطا کیا بہت اچھے بندے تھے کہ (خدا کی طرف) بہت رجوع ہونے والے تھے (چنانچہ وہ قصہ انکا قابل یاد کرنیکی ہے) جبکہ شام کے وقت اُنکے روبرو اصیل (اور) عمدہ گھوڑے (جو بغرض جہاد وغیرہ رکھے جاتے تھے) پیش کئے گئے (اور انکے ملاحظہ کرنے میں اسقدر دیر ہوگئی کہ دن چھپ گیا اور کچھ معمول رقم نماز فوت ہوگیا کذا فی الدر المنثور عن علی رض اور بوجہ ہیبت وجلالت کے کسی خادم کی جرأت نہوئی کہ مطلع وستنبہ کرے کذا فی الدر عن ابن عباس رض پھر جب خود ہی متنبہ ہوا) تو کہنے لگے کہ (افسوس) میں اس مال کی محبت میں (لگ کر) اپنے رب کی یاد سے (یعنی نماز سے) غافل ہوگیا یہاں تک کہ آفتاب پردہ (مغرب) میں چھپ گیا (پھر حشم خدم کو حکم دیا کہ) ان گھوڑوں کو ذرا پھیر کر میرے سامنے لاؤ (چنانچہ لائے گئے) سو انہوں نے ان (گھوڑوں) کی پنڈلیوں اور گردنوں پر (تلوار سے) ہاتھ صاف کرنا شروع کیا (کذا فی الدر مرفوعا بسند حسن یعنی ان کو ذبح کرڈالا اس کو اصطلاح تصوف میں غیرت کہتے ہیں کہ جو چیز سبب غفلت عن اللہ کا ہو جاوے اُس کو اپنے پاس نہ رہنے دیں ایک قصہ تو اُن کا یہ ہوا) اور (دوسرا قصہ یہ ہے کہ) ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کو (ایک اور طرح سے بھی) امتحان میں ڈالا (جیسا حدیث شیخین میں ہے کہ ایکبار سلیمان علیہ السلام اپنے امراء لشکر پر اُنکی کسی کوتاہی جہاد پر خفا ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں آجکی رات اپنی ستر بیبیوں سے ہمبستر ہونگا کہ انسے ستر مجاہد پیدا ہونگے فرشتہ نے قلب میں القا کیا کہ انشاء اللہ کہہ لیجئے آپکو کچھ خیال نہ رہا چنانچہ صرف ایک عورت حاملہ ہوئی اور اس سے بھی ایک ناقص الخلقت بچہ پیدا ہوا جسکے ایک طرف کا دھڑ نہ تھا) اور (اُسی کی نسبت کہا گیا ہے کہ) ہم نے اُنکے تخت پر ایک (ادھورا) دھڑ لا ڈالا (یعنی قابلہ نے آپکے سامنے تخت پر لا رکھا کہ یہ پیدا ہوا کذا فی الروح) پھر انھوں نے (خدا کی طرف) رجوع کیا اور ترک انشاء اللہ سے توبہ کی اور توبہ کرنا ایسی خفیف امر ہے جو نکما دلیل ہی کمال ثبات فی الدین کی اسکو امتحان میں لاویں آخر نا کہینگے اور سوف یکفیکہ لیمین جنبال آیا کہ یہ دیو لعنتیں مجسمی جو جہاد کی متعلق ہوئیں ایک سلیمان کے سامان جمع کرنیمیں اور دوسری سطرح کی مہمات کرنے میں تو گذشتہ

اللغات الصٰفنٰت الذی یرفع احدی یدیہ ویقف علی مقدم حافر او ہو من الصفات الخصوصۃ فی الخیل الجیاد جمع جواد للذکر والانثی یقال جاد الفرس صار رائضا قولہ مسحا فی الروح من الکشاف یمسح اعناقہا بسیوفہا اضافۃ الفعل الی مفعولہ تقول مسح علاوۃ اذا ضرب عنقہ ومسح السفر الکتاب اذا قطع اطرافہ وبسطہ اھ اصاب اھ

النحو حب الخیر یعنی المال مفعول من اجلہ واحببت وتوارت لا یصح عود الضمیر الی الشمس الدال علیہا بالعشی مسحا حال من فاعل طفق ای ماسحا سوقہا واعناقہا بسیوفہا ۔ قولہ والشیاطین عطف علی کل بناء الاعلی انہ یلزم ان الشیاطین کلہم بنائون وغواصون وآخرین مقرنین فی الاصفاد ۔ قولہ بغیر حساب حال من المستکن فی الامر ۱۲

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ

اور آپ ہماری بندہ ایوب کو یاد کیجیے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجکو رنج اور آزار پہنچایا ہے اپنا پاؤں مارو یہ نہانے کا ٹھنڈا پانی ہے

وَّشَرَابٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ

اور پینے کا اور ہبہ ان کو ان کا کنبہ عطا فرمایا اور اُنکے ساتھ اُنکے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور اہل عقل کے لئے یاد گار رہنے کے سبب سے اور تم اپنے ہاتھ میں ایک ٹھٹھا سینکوں کا لو اور اس سے مارو

بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝

اور قسم نہ توڑو ہم بیشک ہمنے اُن کو صابر پایا اچھے بندے تھے کہ بہت رجوع ہوتے تھے

لغزشوں سے توبہ کرکے آیندہ کیلئے ایسی باز آرائی چاہیئے کہ اس مقام و سامان کی ضرورت ہی نہ پڑے جسمیں پھر اندیشہ ایسی لغزش کا ہو اسلئے خدا سے (دعا مانگی کہ ای میرے رب میرا (پچھلا) قصور معاف کر اور (آیندہ کیلئے) مجکو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا (میرے زمانہ میں) کسی کو میسر نہو (خواہ کوئی غیبی ہی سامان عطا کر دیجئے خواہ سلاطین زمانہ کو ویسے ہی دبا دیجئے) اسکا مقابلہ ہی نہ کر سکیں اور) آپ بڑی دینے والے ہیں (آپکو اس دعا کا قبول کرلینا کچھ دشوار نہیں) سو (ہم نے اُنکی دعا قبول کی اور اُن کی خطا بھی معاف کر دی اور نیز) ہمنے ہوا کو اُنکے تابع کر دیا کہ وہ اُن کے حکم سے جہاں وہ (جانا) چاہتے نرمی سے چلتی (کہ اس سے گھروندوں سے استغنا ہو گیا) اور جنات کو بھی اُنکا تابع کر دیا یعنی تعمیر بنانے والوں کو بھی اور غوطہ خوروں کو بھی اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے (غالباً جو فہ مات مفوضہ سے گریز یا اُنمیں کوتاہی کرتا ہو اُس کو قید کی سزا ہوتی ہوگی کما قالہ ابن کثیر پس ان جنات آدمیوں سے جنمیں سوار بھی آگئے استغنا ہو گیا اور سب سلاطین کو ان سے پست اور مغلوب کر دیا اور ہم نے یہ سامان (جو کرشما دفرمایا کہ) یہ ہمارا عطیہ ہے سو تو (کسی کو) دیا نہ دوسے کچھ دار و گیر نہیں (یعنی جتنا سامان ہم نے تم کو دیا ہے اُس میں تم کو خازن و حارس نہیں بنایا جاتا جیسا دوسرے ملوک خزائن ملکیہ کے مالک نہیں ہوتے ہو نظم ہوتے ہیں بلکہ تمکو مالک ہی بنا دیا ہے بالکانہ تصرفات کے مختار ہو تو اس کے حقوق واجبہ کے ترک میں تحییر لازم نہیں آتی) اور (علاوہ اس سامان کے جو دنیا میں اُن کو عطا ہوا تھا) اُسکے لئے ہمارے یہاں (خاص) قرب اور (اعلیٰ درجہ کی) نیک انجامی ہے (جس کا ٹھکانہ پورے طور سے آخرت میں ظاہر ہوگا **ف** یہ نماز جو رہ گئی تھی اگر نفل تھی تب تو کوئی اشکال نہیں مگر انبیاء کی شان اعظم ہوتی ہے اسلئے انھوں نے اس کا بھی تدارک کیا۔ اور اگر فرض بھی تو نسیان میں گناہ نہیں ہوتا۔ اور یہ قطع کر دینا سوق واعناق کا اتلاف مال نہ تھا بلکہ بطور قربانی کے تھا اور قطع سوق کو شاید خروج دم و زہوق روح میں آسانی ہونیکی وجہ سے اختیار کیا ہو کذا فی الروح مگر ہماری شریعت میں قطع سوق مشروع نہیں للنھی عن التخم کذا فی تخریج الزیلعی عن الطبرانی وھذا امثلہ اور تسخیر ریح کے متعلق سورۂ انبیا کی آیت وسلیمان الریح عاصفۃ میں کچھ ضروری مضمون قابل ملاحظہ گذر چکا ہے اور رجات گو لطیف ہوں مگر انکی تسخیر اُن ہی کے مناسب ہوگی جیسا اب علماء کے ذریعہ سے سُنا جاتا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ زبان سے نہ کہنا بھی گناہ نہ تھا دل میں ہونا کافی ہے لیکن غایت قرب اسپر بھی تبعیداً کیا گیا۔ اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ اگرچہ محض تتمیم ہے قصۂ داؤد علیہ السلام کی کما یدل علیہ قولہ وھبنا لداؤد سلیمان تب تو انکے لئے استقلالاً اثبات صبر کی حاجت نہیں اور اگر یہ قصہ مستقلاً مقصود ہو اور اس کو بھی (صبر ما یقولون کی تائید کیلئے یاد دلایا ہے تو اسمیں اثبات صبر کی ضرورت ہے سو قصۂ ہابیل و قابیل میں صبر یہ ہوا کہ اتنے مال کثیر کی کچھ پروا نہ کی یہ غایت ثبات فی الدین کی کہ حقیقت صبر کی یہی ہے دلیل ہے اور قصۂ جسد میں توبہ کرنا باوجود یکہ یہ معصیت نہ تھی نیز دلیل ہے غایت ثبات فی الدین کی واللہ اعلم

قصہ سوم ایوب علیہ السلام

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اور آپ ہماری بندہ ایوب علیہ السلام کو یاد کیجیے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجکو رنج اور آزار پہنچایا ہے (یہ رنج و آزار حسب قول بعض مفسرین وہ ہے جو احد نے کتاب الزہد میں ابن عباس سے روایت کیا ہو کہ ایکبار شیطان شکل طبیب کے ایوب علیہ السلام کی بی بی کو رستہ میں ملا انہوں نے انکو طبیب سمجھکر علاج کی درخواست کی سُنے کہا کہ اس شرط سے کہ اگر اُنکو شفا ہو جائے تو یوں کہدینا کہ تو نے اُنکو شفا دی میں کچھ نذرانہ نہیں چاہتا انہوں نے ایوب علیہ السلام سے ذکر کیا انہوں نے (یا مکہلی مانس وہ شیطان تھا) عہد کرا یا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجکو شفا دیدے تو تین تکلے سو شاخوں پر اُن کو اس سخت رنج پہنچانے کی سزا دی کہ بدولت شیطان کا بیمار تھا کہ خاص بھی

اللغات الضغث فی القاموس قبضۃ حشیش مختلط الرطب بالیابس اھ

لمحات الترجمۃ

۱ قولہ فی من بعدی یعنی سواد بنا کقولہ تعالیٰ فمن یھدیہ من بعد اللہ کذا فی الروح وقولہ بھما میرا (ما بین لفظ لا یحل لاحد من بعدی علیہ السلام الذی قد ذکرتہ دلیل علیہ انتھی

۲ قولہ فی تسخیر الریح وقد عطا بھی سحاب وظلم یتذکر فی القرآن لان المغفرۃ لعدم الاستحقاق بکونہ موجودۃ طاہرۃ وجود الاستحقاق بکونہ مسلوبۃ بالکلیۃ حیث لم یکن موجودۃ ترجع بتذکر ما فھم ۱۲

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمْ

اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو یاد کیجئے جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے ہم نے اُن کو ایک خاص بات کے ساتھ مخصوص کیا تھا کہ وہ یاد آخرت کی ہے اور وہ

عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ هٰذَا ذِكْرٌ وَاِنَّ

ہمارے یہاں منتخب اور بہتر لوگوں میں سے ہیں اور اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجئے اور یہ سب بھی بہتر لوگوں میں سے ہیں۔ ایک نصیحت کا مضمون تو یہ ہو چکا اور

لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝

پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے دروازے اُنکے واسطے کھلے ہوں گے۔

ایسے کلمات کھلوانا چاہتا ہے جو ظاہراً موجب شرک ہیں گو تاویل سے شرک نہ ہو گو انا لمرض کے لئے پہلے بھی دعا کرتے تھے کما فی سورۃ الانبیاء انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین مگر اس قصہ سے اور زیادہ ابتہال و تضرع سے دعا کی اور ابتہال ہی کی وجہ سے نصب و عذاب دو لفظ جمع کئے گئے پس ہم نے انکی دعا قبول کر لی اور حکم دیا کہ) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو (چنانچہ انہوں نے زمین پر پاؤں مارا تو وہاں سے ایک چشمہ پیدا ہو گیا) یہ (تمہارے لئے) نہانے کا ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کا (یعنی اس سے غسل کرو اور پیو بھی چنانچہ نہائے اور پیا اور بالکل اچھے ہو گئے) اور ہم نے اُن کو اُن کا کنبہ عطا فرمایا اور اُنکے ساتھ (گنتی میں) اُنکے برابر اور بھی (دیئے) اپنی رحمت خاصہ کے سبب اور اہل عقل کے لئے یادگار رہنے کے سبب (یعنی اہل عقل یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ صابروں کو کیسی جزا دیتے ہیں اور اب ایوب علیہ السلام نے اپنی قسم پورا کرنیکا ارادہ کیا مگر چونکہ انہوں نے ایوب علیہ السلام کی خدمت بہت کی تھی اور کوئی امر معصیت کا اُنسے صادر بھی نہوا تھا اسلئے حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اُنکے لئے ایک تخفیف فرمائی) اور (ارشاد فرمایا کہ ای ایوب) تم اپنے ہاتھ میں ایک ٹھاسینکوں کا لو (جسمیں سو سینکیں ہوں) اور (اپنی بی بی کو) اس سے مارلو اور (اپنی) قسم نہ توڑو (چنانچہ ایسا ہی ہوا آگے ایوب علیہ السلام کی تعریف ہے کہ) بیشک ہم نے انکو (دنیا میں) صابر پایا اچھے بندے تھے کہ (خدا کی طرف) بہت رجوع ہوتے تھے ف اس طرح سے قسم پورا ہو جانا یہ مخصوص تھا ایوب علیہ السلام کے ساتھ اگر اب کوئی ایسی قسم کھا دے تو بدون معنی مذکور کے واقع کئے ہوئے قسم پوری ہونگی البتہ جہاں سزا دینا واجب ہے وہاں قسم توڑ دینا جائز اور جہاں جائز ہے وہاں واجب ہوگا اور بار بار کی قید کی تصریح شرائط سے ہے کہ باقتضائے موسم یا بوجب مزاج اس سے تفریح ہوگی اور کچھ ضروری مضمون آیہ و مسلم کے متعلق سورہ انبیاء قصہ ایوب علیہ السلام میں گذر گیا ہے اور ایوب علیہ السلام کا قول اس قسم کے بارہ میں روایت بالا میں آیا ہے لہذا علی اسلئے لا تحنث فرمایا گیا اور اس قصہ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ احکام میں ہر چگہ حیلہ جائز ہے اسمیں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس حیلہ سے کسی حکمت شرعیہ و غرض شرعی کا ابطال مقصود ہو وہ حرام ہے اور جس میں یہ نہو بلکہ کسی امر مطلوب شرعی کی تحصیل مقصود ہو وہ جائز ہے اور جزئیات کا انطباق اس قاعدہ کلیہ پر محتاج ہے تبحر و تفقہ کا اور تائید اصبر علی ما یقولون کی اس قصہ سے ظاہر ہے۔

قصہ چہارم و پنجم و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم حضرت ابراہیم و اسحٰق و یعقوب و اسماعیل و الیسع و ذوالکفل علیہم السلام اجمالاً

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۝ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کو یاد کیجئے جو ہاتھوں (سے کام کرنے) والے اور آنکھوں (سے دیکھنے) والے تھے (یعنی ان میں یہ قوت علمیہ بھی تھی اور قوت عملیہ بھی) اور (ہم نے ان کو ایک خاص بات کے ساتھ مخصوص کیا تھا کہ وہ یاد آخرت کی ہے (چنانچہ ظاہر ہے کہ انبیاء میں یہ صفت سب سے زیادہ تام اور کامل ہوتی ہے اور شاید یہ اس لئے بڑھا دیا کہ اہل غفلت کے کان ہوں کہ جب انبیاء اس فکر سے خالی نہ تھے تو ہم کس شمار میں ہیں) اور وہ (حضرات) ہمارے یہاں منتخب اور بہتر لوگوں میں سے ہیں (یعنی منتخب لوگوں میں سے بھی سب سے بڑھکر چنانچہ ظاہر ہے کہ انبیاء دوسرے اولیاء و صلحاء سے افضل ہوتے ہیں) اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجئے اور یہ سب بھی بہتر لوگوں میں سے ہیں ف ان حضرات کے قصہ سے تائید اصبر علی ما یقولون کی انکے اخیار ہونے سے ہو سکتی ہے کیونکہ صبر موقوف علیہ ہے صفت اخیار کے ساتھ موصوف ہونے کا اور حضرت ذوالکفل کا قصہ سورۂ انبیاء میں گذر چکا ہے اور الیسع علیہ السلام کو الیاس علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر اول اپنا نائب مقرر کیا پھر ان کو نبوت عطا ہو گئی کذا فی الروح عن ابن جریر ربط اوپر ماخلقنا السماء سے اولوالالباب تک توحید و معاد کے اور رسالت کے متعلق مجمل مضمون تھا آگے کسیقدر مفصل و تفصیل مجازاۃ هٰذَا ذِكْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝

اللغات خالصۃ اسم فاعل ای خصلۃ خالصۃ جلیلۃ الشان لا شوب فیہا قولہ ذکری ای الذکر فی الروح الیسع اللام فیہ زائدۃ لازمۃ لقارنتہا الوضع ولا ینافی کونہ عربیا فی الاعلام الا تری انہا تمنع الانصراف فی بعض الاعلام الاعجمیۃ کما تمنعہ العربیۃ

النحو قولہ احجت بدل قولہ مفتحۃ صفت بنات ۱۲

ثلث ارباع

مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝

وہان باغوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے وہاں بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں منگوا دیںگے اور اُن کے پاس نیچی نگاہ والیاں ہم عمر ہونگی یہ وہ ہے جس کا تم سے روزِ حساب آنے پر وعدہ کیا جاتا ہے

هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ

بیشک یہ ہماری عطا ہے اس کا کہیں ختم ہی نہیں یہ بات تو ہو چکی اور سرکشوں کے لئے بُرا ٹھکانا ہے یعنی دوزخ اس میں وہ داخل ہونگے سو بہت ہی بُری جگہ ہے یہ کھولتا ہوا پانی

حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ۝ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۭ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۭ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا

اوپر پیپ سو یہ لوگ اس کو چکھیں اور اور بھی اسی قسم کی طرح طرح کی چیزیں ہیں یہ ایک جماعت اور آئی جو تمہارے ساتھ گھس رہے ہیں اپنے خدا کی مار۔ یہ بھی دوزخ ہی میں آ رہے ہیں وہ کہینگے بلکہ تمہارے لیے خدا کی مار تم ہی تو یہ ہمارے آگے لائے سو بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ دعا کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار جو شخص اس کو ہمارے آگے لایا ہو اس کو دوزخ میں دونا عذاب دیجو۔ اور وہ لوگ کہیں گے کہ کیا بات ہے

لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝

ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جن کو ہم بُرے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے کیا ہم نے اُن کی ہنسی کر رکھی تھی یا اُن سے نگاہ نہیں پہنچ رہی ہے یہ بات یعنی دوزخیوں کا آپس میں لڑنا جھگڑنا بالکل سچی بات ہے۔

ثلثہ ارباع ع ۱۳

مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ۝ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۭ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۭ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝ ایک نصیحت کا مضمون تو یہ ہو چکا (مراد قصص انبیاء ہے کہ مکذبین کے لئے اسمیں اثبات ہے مسئلہ نبوت کا اور مصدقین کے لئے اس میں تعلیم ہے اخلاق جمیلہ و اعمال فاضلہ کی اور (دوسرا مضمون مجازاۃ کے متعلق اب شروع ہوتا ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ) پرہیزگاروں کے لئے (آخرت میں) اچھا ٹھکانا ہے یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے دروازے انکے واسطے کھلے ہوئے ہونگے (ظاہر مراد یہ ہے کہ پہلے سے کھلے ہونگے کما قال تعالیٰ حتی اذا جاؤھا وفتحت الخ وہ ان باغوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے (اور) وہاں (جنت کے خادموں سے) بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں منگوا دیںگے اور انکے پاس نیچی نگاہ والیاں ہم عمر ہونگی (مراد حوریں ہیں اے مسلمانو) یہ (جس کا اوپر ذکر ہوا) وہ (نعمت) ہے جس کا تم سے روزِ حساب آنے پر وعدہ کیا جاتا ہے بیشک یہ ہماری عطا ہے اسکا کہیں ختم ہی نہیں (یعنی نعمت دائمہ ابدیہ ہے) یہ بات تو ہو چکی (جو متعلق اہل سعادت کے تھی) اور (آگے اہل شقاوت کے متعلق مضمون ہے) (وہ یہ کہ) سرکشوں کیلئے (یعنی جو کفر میں متبوع تھے انکے لئے) بُرا ٹھکانا ہے یعنی دوزخ (جسمیں وہ داخل ہونگے سو بہت ہی بری جگہ ہے یہ کھولتا ہوا پانی اور پیپ (موجود) ہے سو یہ لوگ اس کو چکھیں اور (اسکے علاوہ) اور بھی اسی قسم کی (ناگوار موجب آزار) طرح طرح کی چیزیں (موجود) ہیں (اس کو بھی چکھیں اور جو اتباع تھے انکے لئے بھی یہی چیزیں ہیں گو تقدم و تاخر اور اشدیت اور شدت کا تفاوت ہو باقی نفس عذاب میں سب شریک ہیں چنانچہ جب متبوعین اول داخل ہونگے تو پھر اتباع آویںگے تو متبوعین باہم کہینگے کہ لو) یہ ایک جماعت اور آئی جو تمہارے ساتھ (عذاب میں شریک ہونے کے لئے جہنم میں) گھس رہے ہیں اپنے خدا کی مار یہ بھی دوزخ ہی میں آ رہے ہیں (یعنی کوئی ایسا آتا جو متحق عذاب ہوتا تو اسکے آنے کی خوشی بھی ہوتی اور اس کی آؤ بھگت بھی کرتے یہ تو خود ہی جہنمی ہیں انسے کیا امید اور انکے آنے کی کیا خوشی اور کیا آؤ بھگت) وہ (اتباع ان متبوعین سے)

اللغات اتراب جمع ترب یعنی متساوی السن مثل بننے عاتل واصلہ المستوط علی التراب یعین الولادۃ فکان کنایۃ عن المتساویین فی العمر من شکلہ ای شلہ معتصرہ راکب الشدۃ داخل بنفاذہ وقولہ تقدیم العذاب بتاخیر الرفد فالاستناد الی السبب قولہ صھدیا بالکسر من الحر ھو الحر وحکی عن ابی عمرو قال ابکان من مثل العبودیۃ فسمی بالضم وما کان من مثل الحر فصحری بالکسر کذا فی الروح ۱۲

النحو قولہ ھذا وان للطغین خبر لمبتدا محذوف او مبتدا خبرہ محذوف ای الامر ھذا۔ قولہ ھذا فلیذوقوہ مبتدا خبرہ حمیم وغساق او ھذا مبتدا خبرہ محذوف ای ولھم عذاب آخر من شکلہ صفۃ لآخر وازواج صفۃ ثانیۃ لآخر وان کان مفردا لکنہ متعدد معنی لان العذاب انواع قولہ لا مرحبا بھم جملۃ مستانفۃ بفعل واجب الاضمار وبھم بیان للمدعو علیھم وتکون الباء للبیان قولہ ادعت ام اعتت ام متصلۃ المعادلۃ بامتنا لالزام لان وقوع الاستفھاء یدل علی عدم کونھم اتخذ ناھم سخریا ویسوغ ان ام ھم فی النار لکن زاغت عنھم الابصار قولہ تخاصم بدل من محل اسم ان او خبر لمبتدا مقدر ای ھو ۱۲

البلاغۃ قولہ شراب لم یوصف بالکثرۃ لان العادۃ ان الماکول یکون انواعا کثیرۃ من انواع المشروب قولہ لا مرحبا المراد بذلک مبتدا الدعاء بالخیر مطلقا ومنفیا الدعاء بالسوء مطلقا ۱۲

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ

آپ کہدیجئے کہ میں تو ڈرانے والا ہوں اور بجز اللہ واحد قہار کے کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو ان دونوں درمیان میں ہیں زبردست بڑا بخشنے والا ہے آپ کہدیجئے کہ یہ

نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

ایک عظیم الشان مضمون ہے جس سے تم بے پروا ہو رہے ہو مجھکو عالم بالا کی کچھ بھی خبر نہ تھی جبکہ وہ گفتگو کر رہے تھے میری پاس وحی محض اس سبب سے آتی ہے کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں

کہیئے کہ بلکہ تمہاری ہی اوپر خدا کی مار (کیونکہ) تم ہی تو یہ (مصیبت) ہمارے آگے لائے (کیونکہ تم ہی نے ہم کو بہکایا تھا) سو (جہنم) بہت ہی برا ٹھکانا ہے (جو تمہاری بدولت ہمارے آگے آگیا اسکے بعد جب ان میں ہر شخص دوسرے پر الزام رکھنے لگیگا تو اُس وقت اتباع انکا خطاب چھوڑ کر حق تعالیٰ سے) دعا کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار جو شخص اس (مصیبت) کو ہمارے آگے لایا ہو اُس کو دوزخ میں دوگنا عذاب کیجئو (کما قال تعالیٰ ربنا ھٰؤلاء اضلونا فاٰتھم عذابا ضعفا من النار اور وہ لوگ (یعنی متبوعین یا سب دوزخی آپسمیں) کہینگے کہ کیا بات ہے ہم ان لوگوں کو (دوزخ میں) نہیں دیکھتے جنکو ہم بُرے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے (یعنی مسلمانوں کو بدرہ اور حقیر سمجھا کرتے تھے وہ کیوں نہیں نظر آتے) کیا ہمنے (ناحق) انکی ہنسی کر رکھی تھی (اور وہ اس قابل نہ تھے اور جہنم میں نہیں آئے) یا (کہ جہنم میں موجود ہیں مگر) ان (کے دیکھنے) سے ہماری آنکھیں (چکا) رہی ہیں (کہ اُنپر نظر نہیں جمتی مطلب یہ کہ عذاب کے ساتھ یا یک اور حسرت ہوگی اور) یہ بات یعنی دوزخیوں کا آپس میں لڑنا جھگڑنا بالکل سچی بات ہے (کہ ضرور ہوگی) ف (حکم سے مراد بیت نیا یہ نہیں مشارکت فی العذاب ہے آور مختہ کی تقریر میں ظاہر اسلئے کہا کہ بعض نے دفعت ابو بہا میں واؤ کو زائد کہا ہو اور اسکے قائل ہوئے ہیں کہ جنت کے دروازے اہل جنت کے پہونچنے کے بعد کھلیں گے اس صورت میں مفتحۃ میں صرف تفتیح مذکور ہوگی تانیث قلیت کی ہوگی لیکن واؤ کا زائد ہونا خلاف ظاہر ہے اور ہم عمر عورتوں کا بعض طبائع کو محبوب ہونا دنیا میں اسلئے ہے کہ عمر کا محبوب ہونا دنیا میں اسلئے ہے کہ صغیر میں حسن و جمال و غنج و دلال زیادہ ہوتا ہے اور چونکہ وہاں یہ صفات حوروں میں بدرجہ اتم ہونگے اسلئے ہم عمری مانع محبوبیت نہوگی بلکہ اور زیادہ مناسب ہونیکا ذریعہ ہوگی اور یہ ہمعمری باعتبار زمان کے نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ شکل و شمائل و ظاہری ہیئت میں ہمعمروں کا سا تشابہ ہوگا واللہ اعلم ربط مضامین ثلثہ میں سے جن کا ذکر ابھی اوپر کی سُرخی میں ہوا وہ مجازاۃ کی تفصیل مذکور ہو چکی ہے آگے نبوت اور توحید کا مضمون ہے اور چونکہ رسالت سے توحید کی خوب تحقیق ہوتی ہے اسلئے مثل تمام سورت کے یہاں بھی سیاق کلام ناظر الی الرسالت زیادہ ہے

تحقیق توحید و رسالت

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ آپ کہدیجئے کہ (تم جو رسالت اور توحید کے مسئلہ میں تکذیب و انکار کرتے ہو تو تمہارا ہی نقصان ہے میرا کچھ ضرر نہیں کیونکہ) میں تو تم کو صرف عذاب خداوندی سے ڈرانے والا (پیغمبر) ہوں (چنانچہ ابھی اوپر بیان مجازاۃ میں عذاب کے انذار ہو بھی چکا ہے) اور (جیسا میرا رسول اور منذر ہونا واقعی ہے اسی طرح توحید بھی امر حق ہے یعنی) بجز اللہ واحد قہار کے کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو انکے درمیان میں ہیں (اور وہ) زبردست (اور) بڑا بخشنے والا ہے (اور چونکہ توحید کو تو کسی درجہ میں وہ لوگ مانتے بھی تھے اور رسالت کے بالکل ہی منکر تھے اسلئے رسالت کی مزید تحقیق کے لئے ارشاد ہوا کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہدیجئے کہ (یعنی اللہ تعالیٰ کا مجھکو توحید و شرائع کی تعلیم کے لئے رسول بنانا جو مفہوم ہے کلام سابق سے) ایک عظیم الشان مضمون ہے جس (کا تم کو بڑا اہتمام چاہیے تھا مگر افسوس کہ اُس سے تم (بالکل ہی) بے پروا ہو رہے ہو (اور اُسکے جا عظیم ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اصول سعادت حقیقیہ کا بدون اسکے اعتقاد کے ممتنع ہے آگے اثبات رسالت کی ایک دلیل ہے وہ یہ کہ) مجھکو عالم بالا (کی بحث و گفتگو) کی (کسی ذریعہ سے) کچھ بھی خبر نہ تھی جبکہ وہ (تخلیق آدم کے بارہ میں جسکی تفصیل آگے آتی ہے اللہ تعالیٰ سے مستفیدانہ گفتگو کر رہے تھے (کیونکہ ذریعہ اطلاع یا مشاہدہ ہے اور وہ مفقود یا نقل ہے سوال کتب سے میرا اختلاط نہیں یا تلقی عن البشر ہے پس یقین ہے سو اس سے ثابت ہو گیا کہ میرے پاس (جو) وحی (آتی ہے جس سے احوال ملاء اعلیٰ بھی معلوم ہوتے ہیں تو محض اس سبب سے آتی ہے کہ میں (بجانب اللہ) صاف صاف ڈرانیوالا (کر کے بھیجا گیا) ہوں (یعنی چونکہ مجھکو پیغمبری ملی ہے اسلئے وحی نازل ہوتی ہے پس واجب ہے کہ تم میری رسالت کی تصدیق کرو) ف اللہ تعالیٰ سے ملائکہ کی گفتگو کو مجملاً اختصام کہا گیا کذا فی مرامشا بہ اختصام کے تھے کذا فی الخازن ربط اوپر علم احوال ملاء اعلیٰ وقت الاختصام بالوحی سے استدلال تھا رسالت پر لگے قصۂ آدم علیہ السلام میں ان احوال کی حکایت ہے اور اس قصہ کو قصص سابقہ کے ساتھ تائید رسالت میں تو اشتراک ہے اور تسلیم صبر کے اعتبار سے اشتراک نہیں کیونکہ اس میں اس کا قصہ نہیں ہے اور گو اس قصہ میں اختصام مذکور کا بیان نہیں ہے

النحو قولہ الا انما بتقدیر اللام ای الا لانما ہکذا قال غیر واحد والسند الیہ فی یوحی ہو الحدث ای یوحی الوحی الیّ ۱۲

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ

جبکہ آپکے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ میں گارے سے ایک انسان کو بنانے والا ہوں سو میں جب اسکو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی جان ملوں الخ تو سب اسکے روبرو سجدہ میں گر پڑنا سو سارا کرکے سارے

الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ غرور میں آگیا اور کافروں میں سے ہوگیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھکو کون چیز مانع ہوئی

اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ

کیا تو غرور میں آگیا یا یہ کہ تو بڑے درجہ والوں میں ہو کہنے لگا کہ میں آدم سے بہتر ہوں آپنے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہو اور اس کو خاک سے پیدا کیا ہو ارشاد ہوا تو آسمان سے نکل کیونکہ تو مردود ہوگیا اور بیشک

عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ

تجھ پر میری لعنت رہیگی قیامت کے دن تک کہنے لگا تو پھر مجھکو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک ارشاد ہوا تو مجکو معین وقت کی تاریخ تک مہلت دی گئی کہنے لگا۔ تو

فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ ۣ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ لَاَمْلَــَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

تیری عزت کی قسم کہ میں ان سب کو گمراہ کرونگا بجز آپکے ان بندوں کے جو آپکے چنے ہوئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھسے اور جو انمیں تیرا ساتھ دیں سب سے دوزخ کو بھر دونگا

لیکن زمانہ اختصام کے واقعات کا بیان ہوسکا اختال بدل ہوجاویگا اذ مختصمون سے اور وہ متعلق ہوگا ایک محذوف کے جسکو مقام مقتضی ہے یعنی ما کان لی علم بحال الملأ الاعلیٰ وقت الاختصام اور قصہ تفصیل ہوگا اس حال کی پس یہ شبہہ نہ رہا کہ بیان اختصام کا تو بیان کہا نہیں گیا اور سورۂ بقرہ پر حوالہ اسلئے خلاف ظاہر ہوا کہ وہ ذنی ہوا اور نزول میں ۸۷ ص متاخر خوب سمجھ لیا جاوے

قصہ دہم آدم علیہ السلام

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ ۣ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ لَاَمْلَــَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (وہ اختصام مذکور اس وقت ہوا تھا) جبکہ آپکے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ میں گارے سے ایک انسان کو (یعنی اسکے پتلے کو) بنانے والا ہوں سو میں جب اس کو (یعنی اس کے اعضا جسمانیہ کو) پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) جان ڈالدوں تو تم سب اسکے روبرو سجدہ میں گر پڑنا سو (جب اللہ تعالیٰ نے اس کو بنالیا تو) سارے کے سارے فرشتوں نے (آدم علیہ السلام کو) سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ غرور میں آگیا اور کافروں میں سے ہوگیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں بنایا (یعنی جسکے ایجاد کی طرف خاص عنایت ربانیہ متوجہ ہوئی یہ تو اس کا شرف ذاتی ہوا اور پھر اسکے سامنے سجدہ کرنے کا... حکم بھی دیا گیا کما قال تعالیٰ اذ امرتک) اس کو سجدہ کرنے سے تجھکو کون چیز مانع ہوئی کیا تو غرور میں آگیا (اور واقع میں بڑا نہیں ہی) یا یہ کہ تو واقع میں ایسے بڑے درجہ والوں میں ہی (جس کو سجدہ کا حکم ہی کرنا زیبا نہیں) کہنے لگا کہ (شق ثانی واقع ہوئی یعنی) میں آدم سے بہتر ہوں (کیونکہ) آپنے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہی اور اس (آدم) کو خاک سے پیدا کیا ہے (پس مجھکو حکم دینا کہ اسکے سامنے سجدہ کروں خلاف حکمت ہے) ارشاد ہوا تو (اچھا پھر) آسمان سے نکل (کیونکہ) بیشک تو (اس حرکت سے) مردود ہوگیا اور بیشک تجھ پر میری لعنت رہے گی قیامت کے دن تک (اور اسکے بعد مرحوم ہونے کا احتمال ہی نہیں) کہنے لگا (کہ اگر مجکو آدم کی وجہ سے مردود کیا ہے) تو پھر مجکو (مرنے سے) مہلت دیجئے قیامت کے دن تک (تاکہ انسے اور ان کی اولاد سے خوب بدلا لوں) ارشاد ہوا جب تو مہلت مانگتا ہی) تو (جا) مجکو معین وقت کی تاریخ تک مہلت دیگئی کہنے لگا (جب مجکو مہلت ملگئی) تو (مجکو بھی) تیری (ہی) عزت کی قسم (ہی) کہ میں ان سب کو گمراہ کرونگا بجز آپکے ان بندوں کے جو انمیں منتخب کئے گئے ہیں (یعنی آپنے کہ میری اثر سے محفوظ رکھا ہی) ارشاد ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں اور میں تو (ہمیشہ) سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھسے اور جو انمیں تیرا ساتھ دے سب سے دوزخ کو بھر دونگا

اعراف اور سورہ حجر میں اس قصہ کے الفاظ قریب الفاظ ان آیات کے ہیں اسکے متعلق ضروری مضامین ان دو مقاموں میں ملاحظہ فرمالیے جاویں آدم خاکی آدم کا مادہ کہ طین

النحو: قال فالحق مبتدأ الجر محذوف وخبرہ محذوف ومعنی علی کلا التقدیرین الحق اقول مفعول بفعل وفی قراءۃ فالحق بالنصب اما منصوب بنزع الخافض ای بالحق کما قالوا الا مفعول الفعل محذوف ای اقول کما اقول ولا تکرار کما یظہر بالتدبر ۱۲

قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَآ أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَٰلَمِينَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُۥ بَعْدَ حِينٍ ۝ ع

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس قرآن پر نہ کچھ معاوضہ چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں ہوں۔ یہ قرآن تو دنیا جہان والوں کے لئے بس ایک نصیحت ہے اور تھوڑے دنوں میں تم اسکا حال معلوم کر لوگے

سورۃ الزمر مکیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ | وھی خمس وسبعون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

تَنزِيلُ الْكِتَٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتَٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ ۝ أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ

یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اللہ غالب حکمت والے کیطرف سے ہمنے ٹھیک طور پر اس کتاب کو تیری طرف نازل کیا ہے سو آپ خالص اعتقاد کرکے اسی کی عبادت کرتے رہیے یاد رکھو عبادت

الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى اللّٰهِ زُلْفَىٰٓ إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِى مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ

وقطلازم

جو کہ خالص ہو اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اور شرکا بجو بنا کر رکھے ہیں کہ ہمتوں کی پرستش صرف اسلئے کرتے ہیں کہ وہ خدا کا مقرب بنا دیں تو انکے باہمی اختلافات کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دیگا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى مَنْ هُوَ كَٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَّوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا لَّٱصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ ۖ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو راہ پر نہیں لاتا جو جھوٹا اور کافر ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اولاد بنانے کا ارادہ کرتا تو مخلوق میں سے جس کو چاہتا منتخب فرماتا وہ پاک ہے وہ ایسا اللہ ہے جو واحد اور زبردست ہے

کہیں "راب اور کہیں صلصال من حماٍ مسنون اور اینمں کچھ تعارض نہیں کہیں مادۂ قریبہ بتلا دیا کہیں مادۂ بعید۔ اور اذ قال ربک للملائکۃ کا بدل ہونا اذ یختصمون سے تمہید میں لکھا گیا ہے اسپر یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہ تو قول تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ بھی آپکا قول ہونا چاہیے تو اس صورت میں بجائے ربک کے ربی ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ یہ قول ہے آپکا بعبارت حق تعالیٰ ربط اور پر تمہید سورت میں رسالت کا حاصل سورت ہونا مذکور ہو چکا ہے جسپر مناظرانہ طرز پر کلام ہو چکا ہے اب بطرز ناصحانہ اسی پر سورت کا خاتمہ فرمایا جاتا ہے

اختتام بر کلام نصیحت التیام در نبوت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَآ أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَٰلَمِينَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُۥ بَعْدَ حِينٍ ۝ آپ (بطور قطع عذر و اتمام حجت و قول اخیر کے) کہدیجئے کہ میں تمسے اس قرآن (کی تبلیغ) پر نہ کچھ معاوضہ چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنیوالوں میں ہوں (کہ بناوٹ کی راہ سے نبوت کا دعویٰ کیا ہو اور غیر قرآن کو قرآن کہدیا ہو یعنی اگر جھوٹ بولتا تو اس کا فشا یا تو کوئی نفع عقلی ہوتا جس کو اجر کہا ہے اور یا کوئی عادت طبعی ہوتی جس کو تکلف کہا ہے سو یہ دونوں امر نہیں بلکہ فی الواقع (قرآن تو (اللہ کا کلام اور) دنیا جہان والوں کے لئے بس ایک نصیحت ہے (جسکی تبلیغ کے لئے مجکو نبوت ملی ہے اور جسمیں سراسر تمہارا ہی نفع ہے) اور (اگر دعوی حق کے بعد بھی نہیں مانتو) تھوڑی دنوں میں تمکو اس کا حال معلوم ہو جاویگا (یعنی مرنیکے ساتھ ہی حقیقت کھلجاویگی کہ یہ حق تھا اور انکار باطل تھا مگر اس وقت معلوم ہونیسے کچھ نفع نہیں) ف اس سورت میں قرآن کی تین جگہ مدح ہے اور تینوں جگہ اس کو ذکر فرمایا گیا ہے اول میں ہی الذکر درمیان لیتذکر اخیر میں ذکر للعالمین وقد تحمد اللہ تفسیر سورۃ ص لخمس عشرۃ خلون من ربیع الاول یوم الاثنین ۲۵ سنۃ والحمد للہ والسلام علی رسول اللہ وعلی جمیع انبیاء اللہ واولیاء اللہ واصفیاء اللہ ۞ سورۃ الزمر مکیۃ الا قولہ تعالیٰ قل یا عبادی الایۃ وھی خمس وسبعون اٰیۃ کذا فی البیضاوی ربط سورۂ سابقہ میں زیادہ مضامین متعلق رسالت کے تھے اس سورت میں زیادہ مضامین متعلق توحید کے ہیں اس کا اثبات اس کا وجوب۔ اسکے مصدقین کی مدح اور جزا اسکے ضد یعنی شرک کا ابطال اسکے ضد یعنی شرک سے نہی اسکے مکذبین یعنی مشرکین کی قدح اور سزا اور فریقین کا تفاوت حال و مآل منجملہ مضامین متعلقہ توحید کے خاص اہتمام سے مذکور ہوا ہے کہ کوئی رکوع اس سے خالی نہیں اجمالاً یا تفصیلاً اور کسی رکوع میں تعہد کے ساتھ اور بقیہ مضامین اسکے تابع ہیں جسسے حقیقت قرآن جس سے سورت شروع ہو کر خاتمہ سورت سابقہ سے بھی مرتبط ہو گئی کہ قرآن آمر بالتوحید ہے اسی لئے اسکے بعد فاعبد اللہ کو کلمۂ فا کے ساتھ متفرع فرمایا اور بعض دوسری آیات میں بھی قرآن کے برکات و منافع اسی مناسبت سے مذکور ہیں اور جسے مضمون تسلیہ جو الیس اللہ بکاف اور انا انزلنا علیک الکتاب الخ میں مذکور ہے کہ تکذیب توحید بھی آپکے حزن کا موجب ہوتی تھی اور جسے وعدۂ مغفرت ذنوب کہ برکات توحید میں سے ہے و نحو ذلک مما لا یخفی علی من تامل و تعقل۔

احقاق توحید و ابطال اتخاذ ندید و حقیقت قرآن در تمہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ تَنزِيلُ الْكِتَٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتَٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ ۝ أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى اللّٰهِ زُلْفَىٰٓ إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِى مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى مَنْ هُوَ كَٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَّوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا لَّٱصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ ۖ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

الخ قولہ علیہ وقولہ ان ھو وقولہ انباہ انظائر راجعۃ الی القرآن لدلالۃ المقام علیہ ۱۲

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

اسنے آسمان اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہی اور دن کو رات پر لپیٹتا ہی اور اسنے سورج اور چاند کو کام مین لگا رکھا ہی کہ ہر ایک وقت مقرر تک چلتا رہیگا

اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ

یاد رکھو کہ وہ زبردست ہی بڑا بخشنے والا ہی۔ اسنے تم لوگون کو ن واحد سے پیدا کیا پھر اُسی سے اُس کا جوڑا بنایا اور تمہارے لئے آٹھ نر و ماده چارپایون کے پیدا کئے وہ تمکو ماؤن کے پیٹون مین

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر بناتا ہے تین تاریکیون مین یہ ہے اللہ تمہارا رب اُسی کی سلطنت ہی اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہین سو تم کہان پھرے چلے جا رہے ہو

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۚ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۡ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰي نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۤ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْۗءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَاۗءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝

لحقات الترجمة

۱؎ قولہ قبل ما نعبدھم کو تین اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا والذین اتخذوا من دونہ اولیاء قالوا للمقین فالخرج ان اللہ یحکم ۱۲

۲؎ قولہ فی یختلفون اور ان کے مقابل اشارۃ الی ان الضمیر یرجع الی المشرکین المذکور للالتفات من الغیبۃ المذکورۃ للرسول علیہ السلام الی حکایۃ کلامہم ۱۲

۳؎ قولہ قل تمتع منہا وجہا وہ تن واحد پیدا ہوا اشارۃ الی تقدیر المعطوف علیہ نفیع السراحی المدلول علیہ بثم ۱۲

۴؎ قولہ فی اخر الکلام پیدا کے اشارۃ الی کون الاخر ال مجازا عن الاصناف والعلاقۃ بینہما الظہور بعد الخفاء ۱۲

البلاغۃ قولہ یکور ہو فی الاول اللف الی والدخول شیٔ احد ہما الاخر ای یدخلہ بعضہ مکانہ فیصیر سوطا مثلا بعد کان بعض منیرہ یا العکس او المنشی حقیقۃ المکان جہال حاطتہ علی محاط الاخر احاطۃ علیہ مجازا من الرفع مختصر ۱۲

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۚ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ

اگر تم کفر کروگے تو خدا تعالیٰ تمہارا محتاج نہیں اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کروگے تو اس کو تمہارے لئے پسند کرتا ہے اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھاتا پھر

اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا

اپنے پروردگار کے پاس تم کو لوٹ کر جانا ہوگا سو وہ تم کو تمہارے سب اعمال جتلاوے گا وہ دلوں تک کی باتوں کو جاننے والا ہے اور آدمی کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اسکی طرف رجوع ہو کر پکارتے لگتا ہے پھر جب

خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۡ اِنَّكَ مِنْ

اللہ تعالیٰ اسکو اپنے پاس سے نعمت عطا فرما دیتا ہے تو جسکے لئے پہلے سے پکار رہا تھا اُس کو بھول جاتا ہے اور خدا کے شریک ٹھہراتا ہے جسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے وہ مزید گمراہ ہوتا ہے آپ کہہ دیجئے کہ کفر کی بہار تھوڑے دنوں کی ہے تو

اَصْحٰبِ النَّارِ ۝ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ

دوزخیوں میں سے ہونے والا ہے بھلا جو شخص اوقات شب میں سجدہ و قیام کی حالت میں عبادت کرتا ہے آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید کر رہا ہو آپ کہئے کہ کیا علم والے اور جہل والے

وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا

برابر ہوسکتے ہیں وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہل عقل ہیں آپ کہئے کہ اے میرے ایمان والے بندو تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں

حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اُن کے لئے نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے مستقل رہنے والوں کو ان کا صلہ بے شمار ہی ملے گا۔

(کہ اول نطفہ ہوتا ہے پھر علقہ پھر مضغہ الی آخرہ اور یہ بنانا) تین تاریکیوں میں (ہوتا ہے ایک تاریکی شکم کی دوسری رحم کی تیسری اُس جھلی کی جس میں بچہ لپٹا ہوتا ہے) سو خلق علی الکیفیات المختلفہ کمال قدرت کی دلیل ہے اور ظلمات ثلثہ میں پیدا کرنا کمال علم کی دلیل ہے) یہ ہے اللہ تمہارا رب (جسکی صفات ابھی تم نے سنیں) اُسکی سلطنت ہے اُسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو (ان دلائل کے بعد) تم کہاں (حق سے) پھرے چلے جارہے ہو (بلکہ واجب ہے کہ توحید کو قبول کرو اور شرک کو چھوڑو) اُس نفس واحد سے (جس نے) زوج بنایا (اور) اُس شروع سورۂ نساء میں ہوچکا ہے ربط اوپر اتفاق توحید و ابطال شرک کا مضمون تھا آگے کفر و شرک کا قبح اور ناپسندیدہ ہونا اور اہل کفر کی مذمت اور اُسپر تہدید اور ایمان کا پسندیدہ ہونا اور اہل ایمان و اخلاص کی مدح اور اُن سے وعدہ لطف مزید ہے۔

ذم و وعید مشرکین و مدح و وعدۂ مومنین

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۚ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۡ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (اے لوگو تم نے کفر و شرک کا بطلان سن لیا اسکے بعد) اگر تم کفر کروگے (جس میں شرک بھی داخل ہی) تو خدا تعالیٰ (کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ وہ) تمہارا اور تمہاری عبادت کا (محتاج نہیں (کہ تمہاری عبادت و توحید اعتبار کرنے سے کچھ اسکو ضرر پہنچے) اور (یہ بات ضرور ہی کہ) وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا (کیونکہ کفر سے بندوں کو ضرر پہنچتا ہی) اور اگر تم شکر کروگے (جسکی (ذیل اعظم اور دوسرے افراد کی موقوف علیہ ایمان ہی) تو (اُسکی کوئی نفع نہیں مگر چونکہ تمہارا نفع ہی اسلئے وہ) اُس کو تمہاری لئے پسند کرتا ہی اور (چونکہ ہماری بیان فی عدد مقرر ہوگا) کوئی کسی کا بوجھ (گناہ کا) نہیں اُٹھاتا (اسلئے کفر کے یوں بھی یہ سمجھنا کہ ہمارا کفر دوسرے

اللغات خولہ (عطاء) النحو بغیر حساب حال سن اجرہم قرید عوا الیہ الکلام علی حذف مفعول الفعل وحذف المضاف الیہ الجرور الذی کان یہ عوب الکشف ۱۲

اختلاف القراءۃ قرید ضہ وفی قراءۃ بالاشباع والقاعدۃ ان الہاء ان سکن ماقبلہا لم تشبع نحو علیہ اللہ وان تحرک واشبعت کوجہ وغلامہ وہنا قبلہا ساکن فقد یراد عوا الیہ الکلام المحذوف للعلم فان جعلت موجودۃ علما لم تشبع وان قطع النظر عن الحذف فوجہ الاشباع توہم ان ہو وفی قراءۃ من تحقیق الہمزۃ الثانیۃ وفی قراءۃ من تسہیلہا بین بین وفی قراءۃ بالتشدید من غیر ہمزۃ بعدہا وفی کلا الحالین من مبتدأ محذوف الخبر وہو یکن کذلک ۱۲

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ

آپ کہدیجئے کہ مجکو حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اسطرح عبادت کروں کہ عبادت کو اسی کے لئے خالص رکھوں۔ اور مجکو یہ حکم ہوا ہے کہ سب مسلمانوں میں اول میں ہوں۔ آپ کہدیجئے کہ اگر میں اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے

عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۝ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا

عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔ آپ کہدیجئے کہ میں تو اللہ ہی کی عبادت اسطرح کرتا ہوں کہ اپنی عبادت کو اسی کے لئے خالص رکھتا ہوں سو خدا کو چھوڑ کر تمہارا دل میں جیکو چاہے اسکی عبادت کرو آپ کہدیجئے کہ پورے زیان کار وہی لوگ ہیں

اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ

جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے قیامت کے روز خسارہ میں پڑے۔ یاد رکھو کہ یہی خسارہ یہ ہے۔ اُنکے لئے اُنکے اوپر سے بھی آگ کے بچھونے ہونگے اور اُنکے نیچے سے بھی آگ کے بچھونے ہونگے۔

ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ

یہ وہی ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے — اے میرے بندو مجھے ڈرو

کسی درجہ میں درج ہوجاویگا اور ہم بری ہوجاویں گے خواہ اسوجہ سے کہ ہم دوسروں کے متبع ہیں معاصرین کے یا آباواقدمین کے خواہ اسوجہ سے کہ دوسرے وعدہ اس اٹھالینے کا کرتے ہیں جیسا بعض کفار کہا کرتے تھے دلفصل خطابا لکم غرض یہ نہوگا بلکہ تمہارا کفر تمہاری جرائم میں لکھا جاویگا) پھر اپنے پروردگار کے پاس لکھکر لوٹ کر جانا ہوگا سو وہ تم کو تمہارے سب اعمال جتلا دیا (اور سزا دیگا پس یہ گمان بھی غلط ہے کہ ان اعمال کی پرسش کا وقت نہ آویگا اور سارا دن رات کی باتوں کا جاننے والا ہے۔ (پس یہ گمان بھی مت کرنا کہ ہمارے کفر کی شاید اُس کو اطلاع نہو جیسا حدیثوں میں ہے کہ بعض لوگوں میں گفتگو ہوئی کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سنتا ہے یا نہیں کسی نے کچھ جواب دیا کسی نے کچھ جواب دیا جسپر یہ آیت نازل ہوئی وما کنتم تستترون ان یشھد الخ) اور (مشرک) آدمی (کی حالت یہ ہے کہ اُس) کو جب کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو اپنے رب (حقیقی) کو اُسی کی طرف رجوع ہوکر پکارنے لگتا ہے اور جب اسکو اپنے پاس سے نعمت (اور آسایش کی) عطا فرما دیتا ہے تو جس (تکلیف کے دفع کرنے) کے لئے پہلے سے (خدا کو) پکار رہا تھا اُس کو بھولجاتا ہے اور (اور غافل ہوجاتا ہے) اور خدا کے شریک بنانے لگتا ہے جسکا اثر (علاوہ اپنے ضلال کے) یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے (اور اُس مصیبت کو پیش نظر رکھنا تو اُس کا مقتضا کہ اخلاص فی التوحید ہے نیز باقی رہتا یہ شرک کی مذمت ہوگئی آگے تہدید ہے کہ) آپ (اسے شخص سے) کہدیجئے کہ اپنے کفر کی بہار تھوڑے دنوں اور لوٹ لے (پھر آخر کار) تو دوزخیوں میں سے ہونے والا ہے (آگے اہل توحید کی مدح و بشارت ہے یعنی) بھلا جو شخص (برعکس حال مشرک مذکور کے) اوقات شب میں (جو عموماً غفلت کا وقت ہوتا ہے) سجدہ و قیام (یعنی نماز) کی حالت میں عبادت کررہا ہو (یہ اس کا ظاہر ہو اور باطن یہ کہ) آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید (بھی) کررہا ہو (کیا ایسا شخص اور مشرک مذکور برابر ہوسکتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ ثابت دائم علی العبادت ساجد قائم وخائف وراجی محمود ہے اور مشرک جو مطلب نکال لینے کے بعد اخلاص کو چھوڑ دیتا ہے مذموم ہے اور چونکہ ان عبادات کے ترک کو کفار مذموم نہ سمجھتے تھے اسلئے اُس تفاوت کی بنا پر محمودیت و مذمومیت کے حکم میں ان کو خفا رد کلام ہوسکتا تھا اسلئے آگے اس سے زیادہ واضح اور مسلم عنوان سے اس حکم کا اثبات فرماتے ہیں یعنی اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (اسے بایں عنوان) کہیئے کہ کیا علم والے اور جہل والے (کہیں) برابر ہوتے ہیں (چونکہ جہل کو ہر شخص برا سمجھتا ہے اسکے جواب میں اُنکی طرف بھی یہی کہا جاسکتا ہے کہ اہل جہل مذموم ہیں آگے یہ ثابت کرنا رہیگا کہ صاحب علم صاحب علم ہے اور معرض عن العلم صاحب جہل ہے سو یہ امر ذرا تامل سے ثابت ہے اور ہرچند کہ اس بیان سے کفر و اہل کفر کا مذموم اور ایمان و اہل ایمان کا محمود ہونا ثابت ہوگیا لیکن پھر بھی) وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہل عقل (سلیم) ہیں (اور جب اہل اطاعت کا عنداللہ محمود ہونا معلوم ہوگیا تو اطاعت کی ترغیب کے لئے) آپ (مومنین کو میری طرف سے) کہدیجئے کہ اے میرے ایمان والے بندو تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو (یعنی مداوم علی الطاعات ومحترز عن المعاصی رہو کہ یہ سب فروع ہیں تقوے کی آگے اسکا ثمرہ ہے کہ) جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں اُنکے لئے نیک صلہ ہے (آخرت میں تو ضرور اور دنیا میں بھی باطناً یعنی راحت صرور اور کبھی ظاہراً بھی) اور (اگر وطن میں کوئی نیکی کرنے سے مانع ہو تو ہجرت کرکے دوسری جگہ چلے جاؤ کیونکہ) اللہ کی زمین فراخ ہے (اور اگر ترک وطن میں کچھ تکلیف پہونچے تو اسمیں استقلال رکھو کیونکہ دین میں متحمل رہنے والوں کو انکا صلہ بیشمار ہی ملیگا پس اس سے ترغیب الطاعت ہوگئی) ف بیشمار کہنا یہ ہے کثیر سے کیونکہ تناہی اشیاء کی تاہے بخلاف اوپر کفر و شرک کا غیر مرضی اور موجب وعید شدید اور ایمان و اخلاص کا مرضی و موجب وعدہ مزید ہونا مذکور تھا آگے ایمان و اخلاص کا صراحۃً مامور بہ ہونا جو مقتضا ہے اُسکے مرضی ہونیکا اور کفر و شرک کا اخافان عصیت میں اشارۃً منہی عنہ ہونا جو مقتضا ہے اُسکے نامرضی ہونیکا اور وعدہ و وعید مذکورین کی تکمیل و تفصیل کو ہے **اوامر بایمان ونہی از عصیان و ثمرات آنہا از نیران و جنان** قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۝ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ

اور جو لوگ شیطان کی عبادت سے بچتے ہیں اور اللہ کیطرف متوجہ رہتے ہیں وہ مستحق خوشخبری سنانے کے ہیں۔ سو آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی

اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝

باتوں پر چلتے ہیں یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں۔ بھلا جس شخص پر عذاب کی بات محقق ہو چکی تو کیا آپ ایسے شخص کو جو کہ دوزخ میں ہے چھڑا سکتے ہیں

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے۔ انکے لئے بالاخانے ہیں جنکے اوپر اور بالاخانے ہیں جو بنے بنائے تیار ہیں انکے نیچے نہریں چل رہی ہیں یہ اللہ نے وعدہ کیا ہے اور وعدہ میں خلاف نہیں کرتا۔

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝

لئے خالص رکھوں (یعنی آیمن شائبۂ شرک کا نہو) اور مجکو یہ (بھی حکم ہوا ہے کہ (اس امت کے لوگوں میں) سب مسلمانوں میں اول (اسلام کو حق ماننے والا) ہوں (اور ظاہر ہے کہ نبی کا قبول احکام میں اول ہونا ضرور ہے اور) آپ (یہ بھی) کہدیجئے کہ اگر (بفرض محال) میں اپنے رب کا کہنا نہ مانوں (جس کے ماننے کا اوپر حکم ہوا ہے) تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا (کہ وہ یوم قیامت ہے) اندیشہ رکھتا ہوں (مطلب یہ کہ توحید خالص کا وجوب اور اسکے ترک پر عذاب کا استحقاق ایسا عام ہے کہ معصوم جس میں احتمال معصیت کا ہی نہیں وہ بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں تو غیر معصوم تو کس شمار میں ہے اور) آپ (یہ بھی) کہدیجئے کہ (جس بات کا مجکو حکم ہوا ہے جس کا ابھی ذکر ہوا ہے میں تو اسی پر کاربند بھی ہوں چنانچہ) میں تو اللہ ہی کی عبادت اس طرح کرتا ہوں کہ اپنی عبادت کو اسی کے لئے خالص رکھتا ہوں (کہ اسمیں اصلا شائبۂ شرک نہیں ہے) سو (چاہے) تم کو بھی یہی ہی عبادت خالص عن الشرک کا اختیار کرنا (لیکن اگر تم نہیں مانتے) تو تم جانو اور) خدا کو چھوڑ کر تمہارا دل جس چیز (کی عبادت) کو چاہے اس کی عبادت کرو (قیامت کے دن اس کا زیان دیکھو گے اور) آپ (ان سے یہ بھی) کہدیجئے کہ پورے زیان کار وہی لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے قیامت کے روز خسارہ میں پڑے (یعنی نہ اپنی جان سے ان کو نفع اور نہ تم ہوا کہ راحت اور نجات نصیب ہوتی اور نہ متعلقین سے تمتع دنفع ہوا کیونکہ اگر وہ اہل ناجی ہوئے تو بعد ظاہر ہے اور اگر وہ بھی اُن کے اضلال سے محروم عن النجات رہے تب بھی دوزخ کا اجتماع موجب انتفاع نہیں ہو سکتا) یاد رکھو کہ صریح خسارہ یہ ہے (کہ قیامت کے روز کہ آخری فیصلہ کا روز ہے خسارہ میں واقع ہو) آگے اُس خسارہ کی کیفیت ہے کہ) اُن کے لئے اُن کے اوپر سے بھی آگ کے محیط شعلے ہونگے اور اُنکے نیچے سے بھی آگ کے محیط شعلے ہونگے یہ وہی (عذاب) ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے (اور اس سے بچنے کی تدبیر میں بتلاتا ہے کہ وہ دین حق پر عمل کرنا ہے سو) اے میرے بندو مجھسے (یعنی میرے عذاب سے) ڈرو (اور دین حق پر عمل کرو۔ چال تو کفار مشرکین کی ہوا) اور جو لوگ شیطان کی عبادت سے بچے ہیں (مراد غیر اللہ کی عبادت ہے جو مبنی ہے اطاعت مطلقہ شیطان پر جو حقیقت ہے عبادت کی) اور (ہمہ تن) اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ مستحق خوشخبری سنانے کے ہیں سو آپ میرے ان بندوں کو (جو مجتنب اور منیب ہیں) خوشخبری سنا دیجئے جو (اس صفت کے ساتھ بھی موصوف ہیں کہ) اس کلام (الٰہی) کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر (کہ تمام احکام ایسے ہی ہیں کما یاتی من قولہ تعالیٰ احسن الحدیث) چلتے ہیں یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں (سو ان لوگوں کو بشارت دیدیجئے اور بایں البشارت آگے آتا ہے لکن الذین اتقوا ورمیان میں بطور تسلیہ کے کفار و مشرکین مذکورین بالا کے ایمان کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار سے خارج ہونا بیان فرماتے ہیں کہ) بھلا جس شخص پر عذاب کی (ازلی تقدیری) بات محقق ہو چکی تو کیا آپ ایسے شخص کو جو کہ (علم الٰہی میں) دوزخ میں ہے (موجبات نار ہی) چھڑا سکتے ہیں (یعنی جو دوزخ میں جانیوالی ہیں وہ کوشش سے بھی ضلالت سے نہ نکلیں گے تو اسف وغم فرد ہی) لیکن جو لوگ (ایسے ہیں کہ) انکے حق میں کلمۃ العذاب محقق نہیں ہوا اور جو کہ وہ آپ سے احکام منکر) اپنے رب سے ڈرتے رہے (جسکے صفات اور آپکے میں مجتنبوا الطاغوت الخ سو) انکے لئے (جنت کے) بالاخانے ہیں جنکے اوپر اور بالاخانے ہیں جو بنے بنائے تیار ہیں (اور) انکے نیچے نہریں چل رہی ہیں یہ اللہ نے وعدہ کیا ہے (اور) اللہ وعدہ میں خلاف نہیں کرتا (پس ضرور ان کو

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی لہم البشریٰ مستحق اشارۃ الی کون اللام للاختصاص

کہ قولہ فی فبشر عبادی الذین صفت کے ساتھ بھی اشارۃ الی ان فیہ دفع الظہر موضح المفسر ایذانا بانفرادہم بالصفۃ الاستماع والاتباع ایضا ۱۲

سہ قولہ فی احسنہ ایضا اچھی اشارۃ الی کون احسن بمعنی حسن والمراد بکل القولین ۱۲

البلاغۃ

قولہ افمن حق علیہ الخ وضع الظاہر موضع المضمر ایذانا بانہ لا یفید بہذہ البشریٰ وبہ نظر وجہ تعریف الاتقاء فی ذکر البشریٰ فافہم فانہ من المہمات وکذا قولہ

الاستدراک بلکن کما ظہر بالترجمۃ قولہ مبنیۃ فائدۃ زیادۃ کما یظہر بالترجمۃ الایذان بکونہا فوق امر الماء لانہا تبنی یوم القیامۃ وفیہ مما دخل السور بالکلیۃ وہم ان وصف الغرف الاول ان وصف الغرف الثانی یستلزم وصف الاول

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا

کیا تو نے اپر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس کو زمین کے سوتوں میں داخل کر دیتا ہو پھر اس کو ذریعہ سے کھیتیاں پیدا کرتا ہو جس کی مختلف قسمیں ہیں پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہو سو اُسکی تو زرد دیکھتا ہے

ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ

پھر اُس کو چورا چورا کر دیتا ہو۔ اس میں اہل عقل کے لئے بڑی عبرت ہے۔ سو جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھولدیا اور وہ اپنی پروردگار کے نور پر ہو کیا وہ شخص اور اہل قساوت برابر ہیں

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ

سو جن لوگوں کے دل خدا کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے اُنکے لئے بڑی خرابی ہو یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہو جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہو بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کے

جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝

جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بدن کانپ اُٹھتے ہیں۔ پھر اُنکے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کیطرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جسکو وہ چاہتا ہو اُسکے ذریعہ سے ہدایت کر دیتا ہو اور خدا جسکو گمراہ کرتا ہو اُسکا کوئی ہادی نہیں

یہ سب کچھ ملیگا **ربط** اور ایمان کے مقتضی اور باعث کا اثبات تھا کہ بیان ہو آخرت کی نعمت و نقمت لازوال کا آگے ایمان کے مانع کا کہ انہماک فی الدنیا ہو رفع ہو کہ بیان ہو اُسکی سرعت فنا و اضمحلال کا و کذا کقولہ تعالےٰ فی الحدید اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب الی قولہ سابقوا الآیۃ

سرعت فنا دنیا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ (اے مخاطب) کیا تو نے اس (بات) پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اُس کو زمین کے سوتوں میں (یعنی اُن قطعات میں جہاں سے پانی اُبلکر کنوؤں اور چشموں کے ذریعہ سے نکلتا ہو) داخل کر دیتا ہو پھر جب وہ اُبلتا ہو تو) اُسکے ذریعہ سے کھیتیاں پیدا کرتا ہو جسکی مختلف قسمیں ہیں پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہو سو اُس کو تو زرد دیکھتا ہو پھر (اللہ تعالےٰ) اُس کو چورا چورا کر دیتا ہو اس (نمونہ) میں اہل عقل کے لئے بڑی عبرت ہو کہ یہی حالت بعینہٖ انسان کی دُنیوی حیات کی ہو آخر فنا آخر فنا تو اسمیں منہمک ہو کر ابدی راحت سے محروم رہنا اور ابدی مصیبت کو سر پر لینا نہایت حماقت ہو) ف چشموں اور کنوؤں میں پانی کا تکون دو سبب سے ثابت ہوا ہو بخارات کا انقلاب برودت ارض سے اوپر یوست ہو جانا آب باران ارض کا امعان ارض میں پھر اُن کا سمٹ کر جمع ہو جانا اس آیت میں ایک کا ذکر ہو اور دوسری کی نفی نہیں پس آیت کو مسئلہ فلسفیہ سے تعارض نہیں **ربط** اور پرچ کا اثبات اور ایجاب اور باطل کی نفی اور نہی نہایت شافی کافی ملیغ وجوہ سے مذکور ہو آگے ان بیانات سے بعض کا تاثر اور بعض کا عدم تاثر مذکور ہوتا ہو **تاثر بعضے وعدم تاثر بعضے از کتاب اللہ** اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ (کو ہمارا بیان نہایت بلیغ ہو مگر پھر بھی سب سُننے والے باہم متفاوت ہیں) سو جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام (کے قبول کرنے) کے لئے کھولدیا (یعنی اسلام کی محبت کا اس کو یقین آگیا) اور وہ اپنے پروردگار کے (عطا کئے ہوئے) نور (یعنی ہدایت کے مقتضا) پر (چل رہا) ہو (یعنی یقین لاکر اُسی کے موافق عمل کرنے لگا) کیا وہ شخص اور اہل قساوت برابر ہیں (جن کا ذکر آگے آتا ہو) سو جن لوگوں کو ذکر خدا (اسمیں احکام و مواعید سب آگئے) متاثر نہیں ہوتے (یعنی ایمان نہیں لاتے) اُنکے لئے (قیامت میں) بڑی خرابی ہو (اور دنیا میں) یہ لوگ کھلی گمراہی میں (گرفتار) ہیں (آگے اُس نوادر ذکر کا بیان ہو یعنی) اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام (یعنی قرآن) نازل فرمایا ہو جو ایسی کتاب ہے کہ (باعتبار اعجاز نظم و صحت معانی کے) باہم ملتی جلتی ہو (جو دلیل ہو عجز ہونے کی اور باعتبار نظم ظاہر و باطن یعنی فلما مر فی قولہ تعالیٰ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا اور جس بھجانے کے لئے بعضی بعضی بہت ضروری بات) بار بار دُہرائی گئی ہو (ہذا کقولہ تعالیٰ ولقد صرفنا فی ہذا القرآن للناس من کل مثل جس کے باوجود فائدہ تاکید و رسوخ مدعا کے قلب فاجر طبع میں ہر جگہ خاص خاص لطائف بھی مرعی ہوئے ہیں جس سے تکرار محض نہیں رہتا اور شافی ہونا دلیل ہو کما قال ہدایت پر شامل ہونے کی) جس سے اُن لوگوں کے جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بدن کانپ اُٹھتے ہیں (یہ کنایہ ہو خوف کو قلب ہی میں ہو بدن پر اثر نہ آوے اور گروہ خوف عقلی و ایمانی ہو طبعی و حالی نہو) پھر اُنکے بدن اور دل نرم (اور منقاد ہو کر

اللغات ینبوع بمعنی اصل سبلت ادخل کذا فی القاموس یعنی کذا فی القاموس الحدیث ما یحدث بالاخبار قشعریرۃ فی القاموس رعدۃ ۱۲ **التحریر** فی الاصل صفۃ یتابع من شرح اللہ بتداء احدوث الخبر کما اخبرہ بالترجمہ قولہ من ذکر اللہ علی القساوۃ بن لنا وبالعدم الاثر المعدی بمن کما عدی قولہ تعالیٰ مبصرون بعلی قاموسیہ

بعنی غیر قادرین المتعدی بعلی۔ قولہ کتابا بدل من احسن قولہ متشابہا مثانی صفتان للکتاب وجمع مثانی باعتبار تفاصیل الکتاب ای کتابا فصلا ثانیا والکثرۃ فی الجمع المبالغۃ ۱۲ **البلاغۃ** تجعلہ اسندہ الی اللہ تعالیٰ مجازا بنسبۃ الکل الی الجزء

قولہ فوقعلین فی الروح ولعلہ ذکر ہناک ای فی قولہ تقشعر علی طرز ذکر ہہنا فلا تاکید صف بالاقشعرار وتوصف بالین وسکا

أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۝ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ

بھلا جو شخص اپنے منہ کو قیامت کے روز سخت عذاب کی سپر بنائیگا اور ایسے ظالموں کو حکم ہوگا کہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے اُسکا مزہ چکھو تو کیا (وہ جو ایسا نہو برابر ہو سکتے ہیں جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا تھا سو اُنپر عذاب

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَقَدْ

ایسے طور پر آیا کہ اُن کو خیال بھی نہ تھا سو اللہ تعالےٰ نے ان کو اسی دنیوی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب اور بھی بڑا ہے کاش یہ لوگ سمجھ جاتے اور

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ ضَرَبَ اللَّهُ

ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کے عمدہ مضامین بیان کیے ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں جسکی کیفیت یہ ہے کہ وہ عربی قرآن ہے جس میں ذرا کجی نہیں تاکہ یہ لوگ ڈریں اللہ تعالیٰ نے ایک مثال

مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

بیان فرمائی کہ ایک شخص ہے جس میں کئی ساجھی ہیں جن میں باہم ضد اضدی ہے اور ایک اور شخص ہے کہ پورا ایک ہی شخص کا ہے کیا ان دونوں کی حالت یکسان ہے الحمد للہ بلکہ ان میں اکثر سمجھتے بھی نہیں ۔

اللہ کے ذکر یعنی کتاب اللہ پر عمل کرنے) کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں (یعنی ڈر کر اعمال جوارح و اعمال قلب کو انقیاد و توجہ سے بجا لاتے ہیں اور) یہ (قرآن) اللہ کی ہدایت ہے جسکو وہ چاہتا ہے اُس کے ذریعہ سے ہدایت کرتا ہے (جیسا خالقین کا حال ابھی سُنا گیا) اور خدا جس کو گمراہ کرتا ہے اُسکا کوئی ہادی نہیں (جیسا قاسمین کا حال ابھی سُنا گیا) **ف** اور سورۂ آل عمران میں جو بعض قرآن کو متشابہ فرمایا ہے وہاں اس سے اور مراد ہے جیسا وہاں ترجمہ سے ظاہر ہے **ربط** اوپر حاشیہ مہندی اور قاسمی ضال کا تفاوت حالی باعتبار تاثر و عدم تاثر عن الحق کے مذکور تھا آگے دونوں کا تفاوت مآلی باعتبار استحقاق ثواب و عقاب کے مذکور ہے آخرت میں بالیقین اور دنیا میں فی بعض الحین

عذاب ضال و ثواب مہتدی

أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۝ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ بھلا جو شخص اپنے منہ کو قیامت کے روز سخت عذاب کی سپر بنا دیگا اور ایسے ظالموں کو حکم ہوگا کہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے (اب) اُس کا مزہ چکھو تو کیا یہ (معذب) اور جو ایسا نہو برابر ہو سکتے ہیں (اور کفاران عذابوں کو سُن کر انکار کریں کیونکہ) جو لوگ انسے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی (حق کو) جھٹلایا تھا سو اُنپر (خدا کا) عذاب ایسے طور پر آیا کہ اُنکو خیال بھی نہ تھا سو (اُس عذاب کے نازل کرنے سے) اللہ تعالیٰ نے اُنکو اسی دنیوی زندگی میں بھی رسوائی کا مزہ چکھایا (کہ خسف و مسخ و قذف وغیرہ سے بدنام عالم ہوئے) اور آخرت کا عذاب اور بھی بڑا (اور سخت) ہے کاش یہ لوگ سمجھ جاتے **ف** سپر بنانیکا مطلب یہ کہ آدمی کی عادت ہے کہ جو کوئی اسپر حربہ ضربہ کرتا ہے ہاتھ پر روکتا ہے مگر دہان ہاتھ پاؤں جکڑے ہوئے کے سبب سے منہ ہی پر لیگا نعوذ باللہ من غضب اللہ **ربط** اوپر اخص شرح اللہ الخ میں قرآن سے بعض کا تاثر اور بعض کا عدم تاثر بیان فرمایا تھا آگے قرآن کا فی نفسہ مقتضی تاثر ہونا ارشاد فرماتے ہیں جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ تفاوت باعتبار قابل کے ہے ورنہ فاعل میں نقص نہیں

فضل و کمال قرآن

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ اور ہم نے لوگوں (کی ہدایت) کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کے (ضروری) عمدہ مضامین بیان کئے ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں جسکی کیفیت یہ ہے کہ وہ عربی قرآن ہے جس میں ذرا کجی نہیں (اور اسلیے یہ مضامین آسان لائے گئے) تاکہ لوگ (ان مضامین حقہ و طیبہ کو سُنکر ڈریں (پس کتاب الہدایت ہونے کے لئے جن صفات کمال کی ضرورت تھی قرآن اُن پر حاوی چنانچہ عمدہ مضامین ہونا پھر عربی ہونا فصیح کو اہل عرب جو مخاطب اول ہیں بلا واسطہ سمجھ سکتے تھے پھر اور سمجھ لینا اُنکے واسطے سے سہل ہے پھر کسی مضمون میں کوئی خلل نہیں لیکن اگر ان ہی کی استعداد فاسد ہو تو کیا کیا جاوے) **ف** کجی کے معنی سورۂ کہف کی اول آیت میں گذر چکے ہیں **ربط** اوپر بھی بعض یشاء الخ میں تفاوت مؤمن و مشرک کا ضلال و ہدایت میں معلوم ہوا تھا آگے ایک مثال سے اس تفاوت کی تنویر اور توحید کی تقریر اور شرک کی تحسیر ہے جو کہ بالتفاوت

تنظیر موحد و مشرک

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ اللہ تعالیٰ نے (موحد و مشرک کے بارہ میں) ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک شخص (غلام) ہے جسمیں کئی ساجھی ہیں جن میں باہم ضد اضدی (بھی) ہے اور ایک اور شخص ہے کہ پورا ایک ہی شخص کا (غلام) ہے (تو) کیا ان دونوں کی حالت یکساں (ہو سکتی) ہے (اور ظاہر ہے کہ دونوں برابر نہیں بلکہ پہلا شخص تکلیف میں کہ ہمیشہ متحیر رہتا ہے کہ کسکا کہنا مانوں کسکا نہ مانوں سدا آرام میں ہے کہ ایک ہی شخص سے تعلق ہے

النحو قرآنا عربیا حال من ہذا والاعتماد فیہ علی الصفۃ والاقتران فیہ للتنبیہ لعلہم یتقون علۃ لترتب علی الاولی ۱۲

البلاغۃ قولہ من حیث لا یشعرون لا یشعرون نادہ لان ذلک اشد علی النفس ۔ قولہ ضرب اللہ وجہ التمثیل التجرید وترک عطف المثل ۱۲

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ

آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے پھر قیامت کے روز تم مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کرو گے سو اس شخص سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچی بات کو جبکہ

اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ

وہ اس کے پاس پہونچی جھٹلائے کیا جہنم میں ایسے کافروں کا ٹھکانا نہ ہوگا اور جو لوگ سچی بات لیکر آئے اور اس کو سچ جانا تو یہ لوگ پرہیزگار ہیں وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے لئے

عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ان کے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے یہ صلہ ہے نیک کاروں کا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کے جو عوض ان کو ان کا ثواب دے۔ اور ان کے نیک کاموں کے بدلے ان کے بُرے عملوں کو دور کر دے

پس پہلی مثال شرک کی ہے کہ ہمیشہ ڈانوا ڈول رہتا ہے کبھی غیر اللہ کی طرف دوڑتا ہے کبھی خدا کی طرف پھر کبھی غیر اللہ میں بھی ایک پر اطمینان نہیں ہوتا کبھی کسی کی طرف رجوع کرتا ہے کبھی کسی کی طرف اور چونکہ یہ لوگ بھی سکے سوا اور کچھ جواب نہیں دے سکتے جس سے لازم ہوتا ہے کہ ان کا باطل ہونا ثابت ہو گیا اسی ارشاد ہے کہ اللھم اللہ (حق ثابت ہو گیا لیکن پھر بھی یہ لوگ قبول نہیں کرتے) بلکہ (قبول تو کیا) ان میں اکثر سمجھتے بھی نہیں (کیونکہ اس کا قصد نہیں کرتے) ربط اور پر جب ہر پہلو سے بحث کا فیصلہ ہو گیا اور معاندین نے اس فیصلہ کو قبول نہ کیا آگے فیصلہ قیامت کا جو آخری فیصلہ ہوگا اور جس سے کوئی سرتابی کر ہی نہیں سکتا بیان فرماتے ہیں اور تمہید کے لئے موت کی خبر دیتے ہیں کہ مقدمہ ہے قیامت کا۔

مخاصمہ و محاکمہ یوم قیامت

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ اس عقلی و سمعی فیصلہ کو جو دنیا میں نہیں ہوا تو آپ غم نہ کریں کیونکہ دنیا سے آپ کو بھی مر کر جانا ہے (اسی طرح آپکے اتباع اس حکم میں آگئے) اور ان کو بھی مر کر (جانا ہے پھر قیامت کے روز تم (دونوں فریق اپنے اپنے) مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کرو گے اُس وقت عملی فیصلہ ہو جاویگا جسکے ظہور کا آگے بیان آتا ہے فمن اظلم الخ) ربط اور پر وقوع اختصام کا ذکر تھا آگے اُس کا ظہور اور نتیجہ مذکور ہے۔

ظہور مآل اختصام روز قیامت

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ سو (اس اختصام کے وقت فیصلہ یہ ہوگا کہ ناحق پرستوں کو عذاب الیم نصیب ہوگا اور حق پرستوں کو اجر عظیم اور ظاہر ہے کہ (اس شخص سے زیادہ بے انصاف (اور ناحق پرست) کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے (یعنی خدا کی نسبت یوں کہے کہ وہ صاحب شریک ہے) اور سچی بات کو (یعنی قرآن کو جبکہ وہ اس کے پاس (رسول کے ذریعہ) پہنچی جھٹلائے (سو ایسے شخص کا اظلم ہونا بھی ظاہر ہے اور اظلم کا مستحق عقوبت اعظم ہونا بھی ظاہر ہے اور عقوبت اعظم جہنم ہی ہو گی کیا (قیامت کے دن) جہنم میں ایسے کافروں کا ٹھکانا نہ ہوگا (یعنی ناحق پرستوں کا تو یہ فیصلہ ہوا) اور (برخلاف انکے) جو لوگ سچی بات لیکر (خدا کی طرف سے یا رسول کی طرف سے لوگوں کے پاس آئے (اس عموم عام میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جمیع انبیاء بھی کہ خدا کی طرف سے لیکر آئے اور دوسرے داعی الی الحق بھی کہ رسول کی طرف سے حق لیکر آئے سب داخل ہیں) اور (خود بھی) اس کو سچ جانا (یعنی صادق بھی ہیں اور مصدق بھی جیسے پہلے لوگ یعنی اظلم کاذب بھی تھے اور مکذب بھی) تو یہ لوگ پرہیزگار ہیں (انکا فیصلہ یہ ہوگا کہ) وہ جو چاہینگے انکے لئے انکے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے یہ صلہ ہے نیک کاروں کا (اور یہ صلہ انکے واسطے اسلئے تجویز کیا) تاکہ اللہ تعالیٰ انکے بُرے عملوں کو دور کر دے اور ان کے نیک کاموں کے عوض ان کو ان کا ثواب دے (چونکہ یہ فیصلہ اور اعطاء اجر مقصود تھا اسلئے انکے وعدہ کیا گیا فھم ما یشاؤن تاکہ یہ لوگ اس خیر اور اجر کی خواہش کریں تو حسب وعدہ انکی یہ خواہش پوری کر دی جائے اور اسکی خواہش ہونا ظاہر ہی ہے ف بیان یہ مقصود نہیں کہ جہنم میں جانے کے لئے مجموعہ کذب علی اللہ و کذب بالصدق موقوف علیہ ہے یا اسی طرح نجات کے لئے مجموعہ دعوت الی الصدق اور تصدیق موقوف علیہ ہے بلکہ اس مقام میں جن اہل اختصام کا ذکر ہے انمیں دونوں طرف مجموعہ متحقق تھا و بنزیادت مع زیادت قبح متصف ہو سو تخصیص باعتبار قبح زیادت ہے نہ باعتبار قصر تو فک ربط اور پر کی کوئی آیتوں میں اتحاق توحید ابطال شرک ہے ایسے مضامین سُنکر کفار شرکین آپ سے کہتے کہ ہمارے معبودوں سے گستاخی نہ کیجئے ورنہ ہم اُن سے درخواست کرکے آپکو مجنون کرا دینگے چنانچہ اسپر آیت وبخوفونک الخ نازل ہوئی کذا فی اللباب اسی طرح اور بھی خلاف وعدہ کی باتیں کیا کرتے تھے آپ مغموم و مہموم ہوتے آگے آپکے تسلیہ کے مضامین ہیں جنمیں سے بعض میں آپکو مخاطب اور بعض میں مجیب بنانا مقصود ہے **تسلیہ سید المرسلین در مقاولات و معاملات مشرکین**

النحو قد یکفر متعلق بمحذوف یدل علیہ لمحی الکلام ای وعدہم ما یشاؤن من زوال المضار وحصول المسار یکفر الخ **البلاغۃ** قولہ انک میت وانہم میتون الخ صلی اللہ علیہ وسلم فی الدین ہو معنی ہذا الکلام کذا ذکرہ ابو حیان رحمہ اللہ علیہ وسلم

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں　اور یہ لوگ آپ کو اُن سے ڈراتے ہیں جو خدا کے سوا ہیں　اور جسکو خدا گمراہ کرے اُس کا کوئی ہدایت دینے والا نہیں　اور جس کو وہ ہدایت دے اُس کا

مِن مُّضِلٍّ ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا

کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا خدا تعالیٰ زبردست انتظام لینے والا نہیں ہے　اور اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے　آپ کہو کہ بھلا پھر یہ تو بتلاؤ کہ

تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ ۚ

خدا کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے ہو　اگر اللہ تعالیٰ مجھکو کوئی تکلیف پہونچانا چاہے کیا یہ معبود اُسکی دی ہوئی تکلیف کو دور کرسکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ مجھپر اپنی عنایت کرنا چاہے کیا یہ معبود اسکی عنایت کو روک سکتے ہیں

قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ

آپ کہدیجئے کہ میرے لئے خدا کافی ہے۔ توکل کرنے والے اُسی پر توکل کرتے ہیں　آپ کہدیجئے کہ تم اپنی حالت پر عمل کئے جاؤ　میں بھی عمل کر رہا ہوں　سو اب جلدی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے

عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٤٠﴾ إِنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۖ

جسپر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اُس کو رسوا کردیگا اور اُس پر دائمی عذاب نازل ہوگا　ہمنے آپ پر یہ کتاب لوگوں کے لئے اُنکی بہتری کے لئے نازل کی ہے۔ سو جو شخص راہ راست پر آویگا تو اپنے نفع کے واسطے

وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿٤١﴾

اور جو شخص بے راہ رہیگا تو اُسی کا بے راہ ہونا اُسی پر پڑیگا　اور آپ ان پر مسلط نہیں کئے گئے

ع ۱۰

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّضِلٍّ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انتِقَامٍ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ إِنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ (خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت) کے لئے کافی نہیں (یعنی وہ تو سب ہی کی حفاظت کے لئے کافی ہی خصوص اپنے محبوب خاص بندہ کے لئے کیوں نہ کافی ہوگا) اور یہ لوگ (ایسے احمق ہیں کہ حفاظت خداوندی سے تجاہل کرکے) آپکو اُن (جھوٹے معبودوں) سے ڈراتے ہیں جو خدا کے سوا (تجویز کر رکھے) ہیں (حالانکہ وہ خود ہی جماد عاجز ہیں اور قادر بھی ہوتے تو خدا کی حفاظت ہوتے ہوئے عاجز ہی ہوتے) اور (اصل بات یہ ہے کہ) جسکو خدا گمراہ کرے اُس کا کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسکو وہ ہدایت دے اُسکا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں (چونکہ یہ لوگ گمراہ ازلی ہیں ہدایت کے اتنے شعبہ سے بھی بہرہ ہیں کہ خدا کے قادر اور اصنام کے عاجز ہونے پر نظر کرکے حماقت تخویف کے درنگ ہوتے چنانچہ خدا کے کافی ہونیکا مبنی کہ قدرت کاملہ ہے آگے تصریح کا ارشاد ہے کہ) کیا (انکے نزدیک) خدا تعالیٰ زبردست (اور) انتقام لینے (پر قدرت رکھنے والا نہیں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ صفت نصرت میں کامل اور عبد خاص منصور کے قابل اور آلہ باطلہ قدرت اور نصرت کے عاطل پھر یہ تخویف عین ضلالت و محض جہالت نہیں تو کیا ہے) اور (لطف یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے نصرت میں کافی اور قدرت میں وافی ہونے کے مقدمات کو یہ بھی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ) اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے (اور ایسے اجرام عظیمہ کا عدم محض سے وجود میں لانا ظاہر ہے کہ مستلزم ہے کمال قدرت کو پس جب ملزوم کو مان لیا تو لازم کا ماننا لازم ہوا چنانچہ آگے آپکو جواب میں اسی تقریر کے پیش کرنیکا حکم ہے یعنی اسپر آپ (انسے) کہئے کہ بھلا (جب تم اللہ کو خالق متفرد مانتے ہو تو) پھر یہ تو بتلاؤ کہ خدا کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھکو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے کیا یہ معبود اُسکی دی ہوئی تکلیف کو دور کرسکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ مجھپر اپنی عنایت کرنا چاہے کیا یہ معبود اُسکی عنایت کو روک سکتے ہیں (یعنی اللہ کے متفرد فی الخالقیۃ کے تسلیم کے بعد کہ مستلزم ہے کمال قدرت کو کیا غیر اللہ کے مقاوم و مزاحم فی القدرت ہونے کے قائل ہوسکتے ہو جس سے اس لازم کا انتفاء لازم آتا ہے اور اُسکے واسطے سے ملزوم یعنی تفرد فی الخالقیۃ کا انتفاء جسکو پہلے تسلیم کرلیا ہے اغلف اور انکی تخویف کے مضمون کے جواب میں ھل ھن ممسکات رحمتہ کافی تھا کیونکہ اُس میں بتقدیر تسلیم کے ایصال ضرر سے تعرض تھا اور بتقدیر عدم تسلیم کے عدم نفع سے تعرض تھا تاکہ جواب میں ھل ھن کاشفات ضرہ کی طرح کشفت ضرہ دلیل کا ثبوت و ممسکات علی ما یصفو نہا بین الاونیۃ تنبیہا علے کمال ضعفہا ۱۲

البلاغۃ قولہ کشفت ضرہ دلیل کا ثبوت و ممسکات علی ما یصفو نہا بین الاونیۃ تنبیہا علے کمال ضعفہا ۱۲

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ

اللہ ہی قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی جن کی موت نہیں آئی اُنکے سونے کے وقت پھر ان جانوں کو تو روک لیتا ہے جنپر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک معیاد معین تک کے لیے

مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـــًٔا

رہا کر دیتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لیے جو کہ سوچنے کے عادی ہیں دلائل ہیں ۝ ہاں کیا ان لوگوں نے خدا کے سوا اور سرد کو قرار دے رکھا ہے جو سفارش کریں گے۔ آپ کہدیجئے کہ اگرچہ یہ کچھ بھی قدرت نہ رکھتے ہوں

وَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ

اور کچھ بھی علم نہ رکھتے ہوں۔ آپ کہدیجئے کہ سفارش تو تمام تر خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ تمام آسمان و زمین کی سلطنت اسی کی ہے۔ پھر تم اسی کیطرف لوٹ کر جاؤ گے۔ اور جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ

منقبض ہوتے ہیں جو کہ آخرت کا یقین نہیں رکھتے۔ اور جب اسکے سوا اوروں کا ذکر آتا ہے تو اسی وقت وہ لوگ خوشی ہو جاتے ہیں۔

وہ تخویف قرینہ سے اس کو بھی مستلزم ہے کہ اگر آپ اُن آلہہ کو کچھ نہ کہینگے تو وہ آپ کو مضرت نہ پہونچنے دینگے اسلئے ہل ہن کا شفعاء ضمیر بڑھا دیا گیا آگے ارشاد ہے کہ جب اس تقریر سے وافی فی القدرت ہونا ثابت ہو جاوے تو) آپ (کافی فی النصرت ہونے کا جو کہ بطور نتیجہ کے ہے اوپر ترتب ظاہر کر دیجئے اور) کہدیجئے کہ (اس سے ثابت ہو گیا کہ) میرے لیے خدا کافی ہے (اور یہی مدعا تھا جیسا اول میں ارشاد ہوا ہے الیس اللہ بکاف عبدہ اور چونکہ وہ ایسا قادر و ناصر ہے اسلئے) توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں (پس میں بھی اسی پر توکل رکھتا ہوں اور تمہارے خلاف دعناد کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ اور چونکہ وہ لوگ ان حجج ساطعہ و براہین قاطعہ پر بھی اپنی جہالت اور ضلالت پر مصر تھے اسلیے آگے آخری جواب کی تعلیم ہے کہ آپ (ان سے) کہدیجئے کہ (اگر اسپر بھی تم نہیں مانتے تو تم جانو مختار ہو) تم اپنی حالت پر عمل کیے جاؤ میں بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہا ہوں (یعنی جیسے تم اپنا طریقہ نہیں چھوڑتے ہیں اپنا طریقہ نہیں چھوڑتا) سو اب جلدی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر (دنیا میں) ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دیگا اور (بعد مرگ) اسپر دائمی عذاب نازل ہوگا (چنانچہ دنیا میں بدر میں مزا ہوئی اور وہاں کا بعد مرگ بھگتنا ہوگا جو دائما رہیگا۔ یہاں تک تو ازالہ یہم و خوف مخالفین سے تسلیہ ہوگئے ازالہ غم و حزن سے تسلیہ ہو کہ) ہمنے آپ پر یہ کتاب لوگوں کے (نفع کے) لیے اتاری حق کو لئے ہوئے ہے سو آپکا کام اسکا پہونچا دینا ہے پھر (جو شخص راہ راست پر آویگا تو اپنے نفع کے واسطے (راہ راست پر آویگا) اور جو شخص گمراہ رہیگا تو اس کا بار اوپر ہونا (یعنی اس کی وبال) اُسی پڑیگا اور آپ اسپر کچھ بطور ذمہ داری کے) مسلط نہیں کیے گئے (کہ انکی ہدایت ہی کی باز پرس آپسے ہونے لگے پھر انکے ضلال سے کیوں محزون ہوتے ہیں ربط اور جیسے چند جا توحید تھی آگے پھر

عود بسوی توحید

اسی طرف عود ہے

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ اللہ ہی قبض (یعنی معطل) کرتا ہے جانوں کو (جن کا وقت موت کا آگیا ہے) انکی موت کے وقت (من کل الوجوہ) اور ان جانوں کو بھی کہ جنکی موت نہیں آئی اُنکے سونے کے وقت (من بعض الوجوہ کہ حیات رہتی ہے ادراک نہیں رہتا اور موت میں دونوں چیزیں بدن میں نہیں رہتیں) پھر (اس معطل کرنے کے بعد) ان جانوں کو تو (تصرف فی الابدان کیطرف عود کرنے سے) روک لیتا ہے جنپر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو (جو کہ نوم میں معطل ہو گئیں تھیں اور ابھی انکی موت کا وقت نہیں آیا) ایک میعاد معین (یعنی مدت عمر) تک کے لیے رہا کر دیتا ہے (کہ جاگ کر پھر بیتور ابدان میں تصرف کرنے لگتی ہیں) اس (مجموعہ تصرف مذکور) میں ان لوگوں کے لیے جو کہ سوچنے کے عادی ہیں (خدا تعالیٰ کی قدرت و انفراد فی التصرف پر) دلائل ہیں (جنسے توحید پر استدلال کرتے ہیں) ہاں کیا (باوجود قیام دلائل توحید کے) ان (مشرک) لوگوں نے خدا کے سوا دوسروں کو (معبود) قرار دے رکھا ہے جو (انکی) سفارش کریں گے (جیسا وہ کہا کرتے تھے ھؤلاء شفعاءنا عند اللہ آپ کہدیجئے کہ اگرچہ یہ (شفعاء مزعومہ) کچھ بھی قدرت نہ رکھتے ہوں اور کچھ بھی علم نہ رکھتے ہوں (کیا پھر بھی انکو شفیع ہی سمجھے جاؤ گے یعنی شفاعت کے لیے کم از کم علم و قدرت تو درکار ہی ہے انمیں بوجہ جماد ہونے کے محض مفقود ہے اور چونکہ یہاں مظنہ اس امر کا ہے کہ کوئی مشرک کہے کہ یہ جمادات تو نفسہ شفیع نہیں

اللغات اشمأزت انقبضت و نفرت ۱۲

انوار الی اجل مسمی غایۃ بعض الارسال للنفوس منہ فانہ آتی لا احتمال لہ ولیس لا یرد لزوم ان لا یقع نوم بعد الیقظۃ الا لدے ۱۲

البلاغۃ قولہ مرسل و عبر بالارسال رعایۃ للتقابل۔ قولہ اشمأزت و یستبشرون و قد بولغ فی بیان عالم الفقیہ حیث بین الغایۃ فیما فان الاستبشار ان یمثلی القلب سرورا حتی ینبسط البشرۃ الوجہ والاشمئزاز ان یمثلی غیظا و یعبس عنہ الوجہ کما یشاہد فی وجہ العابس المحزون ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ قل اللہ و یتوفی اسی اشارۃ الی ان التقدیم للحصر و اعتبارہ اوفق بالمقام من التقوی ۱۲

۲ قولہ فی ذلک مجرور و نصب مذکور اشارۃ الی توجیہ افراد اسم الاشارۃ ۱۲

۳ قولہ فی اما تخذوا ام ان اشارۃ الی کون ام منقطعۃ ۱۲

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ

آپ کہئے کہ اے اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے باطن اور ظاہر کے جاننے والے آپ ہی اپنے بندوں کے درمیان اُن امور میں فیصلہ فرماویں گے جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے اور اگر

ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ

ظلم کرنے والوں کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں اور اُن چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تو وہ لوگ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹ جانے کے لئے اُنکو فدیہ میں دیدیں اور خدا کی طرف سے ان کو وہ معاملہ پیش آویگا جس کا انکو گمان بھی نہ تھا

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً

اور اُن کو تمام اپنے بُرے اعمال ظاہر ہو جاویں گے اور جس کے ساتھ وہ استہزا کیا کرتے تھے وہ اُن کو آگھیرے گا پھر جس وقت آدمی کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے پھر جب ہم اُس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا

مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

فرماتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ مجھکو ہنر سیکھنے کی وجہ سے ملی ہے بلکہ وہ ایک آزمایش ہے لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں

بلکہ یہ جنکے تماثیل ہیں اور وہ ذی ارواح ہیں جن میں علم و قدرت دونوں ہیں اسلئے آگے اُس کا جواب تعلیم فرماتے ہیں کہ آپ (یہ بھی) کہدیجئے کہ سفارش تو تمام تر خدا ہی کے اختیار میں ہے کہ بدون اُسکے اذن کے کسی کی مجال نہیں کہ سفارش کر سکے اور اذن کے لئے دو شرطیں ہیں شفیع کا مقبول ہونا اور مشفوع لہ کا قابل مغفرت ہونا پس جن ارواح کو یہ معبود قرار دیتے ہیں اگر وہ شیاطین ہیں تو دونوں شرطیں مفقود اور اگر وہ ملائکہ وغیرہم ہیں تو شرط ثانی مفقود ہے پس انکی شفاعت بھی منفی ہوا اور یہی مبنی تھا اُنکے معبود قرار دینے کا پس انکی معبودیت باطل ٹھیری اور حق تعالیٰ کی توحید ثابت ہوگئی۔ اور خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ تمام آسمان و زمین کی سلطنت اسی کی ہے پھر بعد انقضاء اس عالم کے تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (پس سب کو چھوڑ کر اسی سے ڈرو اسی کی عبادت کرو) اور (باوجود قیام دلائل توحید کے کفار و مشرکین کا یہ حال ہے کہ) جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ وہی متصرف ہے وہی معبود ہے) تو اُن لوگوں کے دل منقبض ہوتے ہیں جو کہ آخرت کا یقین نہیں رکھتے (کیونکہ اُن کو توحید سے تنفر ہے) اور جب اُسکے سوا اوروں کا ذکر آتا ہے (خواہ انفراداً خواہ اشتراکاً اللہ کے ذکر کے ساتھ) تو اُسی وقت وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں (کیونکہ شرک اُن کو محبوب ہے) اف سورۂ انعام کے رکوع ہشتم کی پہلی آیت میں اس توفی کی تفسیر گذری ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور اعتقاد و سفارش کا خوارج و نیچریہ میں تو تھا ہی اور آخرت میں بنا بر فرض آخرت کے تھا کقولہم ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنیٰ ربطاً اور پر توحید کے ضمن میں مشرکین کے مکایدہ و عناد کا بیان ہی جیسا تقریر ترجمہ اتخذ والخ و اذا ذکر اللہ الخ سے معلوم ہوا چونکہ مکایدہ و عناد موجب حزن مبلغ ہوتا ہے آگے آپکے تسلیہ کے لئے ایک دعا کی تعلیم اور بیان جزائے تسلیہ و مضمون دعا کی تتمیم فرماتے ہیں۔

تسلیہ بضمن تعلیم دعا بسید ابرار و تتمیم مضمون بیان جزائے کفار

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ آپ (انکی شدت عناد سے محزون نہ ہوئیے اور اللہ سے (دعا میں یہ) کہئے کہ اے اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے باطن اور ظاہر کے جاننے والے آپ ہی (قیامت کے روز) اپنے بندوں کے درمیان اُن امور میں فیصلہ فرماویں گے جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے (یعنی آپ ان اکابرین کی فکر میں نہ پڑیئے ملکان کا معاملہ اللہ کے سپرد کیجئے وہ خود عملی فیصلہ کر دینگے) اور (اس فیصلہ کی وقت یہ حالت ہوگی کہ) اگر ظلم (یعنی شرک و کفر) کرنے والوں کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں اور اُن چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تو وہ لوگ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹ جانے کے لئے (بے تامل) اُس کو دیدیں لیکن (گو مقبول نہ ہوگا فی المائدۃ ما تقبل منہم) اور خدا کی طرف سے اُن کو وہ معاملہ پیش آویگا جس کا اُن کو گمان بھی نہ تھا کیونکہ اول تو آخرت کے منکر تھے پھر اسمیں بھی جسکے مدعی تھے (اور اس وقت) اُن کو تمام اپنے بُرے اعمال ظاہر ہو جاویں گے اور جس (عذاب) کے ساتھ وہ استہزا کیا کرتے تھے وہ اُن کو آگھیرے گا ربطاً اور پر اما اتخذ والخ اور اذا ذکر اللہ الخ میں جیسا مشرکین کا عناد و مکایدہ مفہوم ہوتا ہے اسی کی مناسبت سے مضمون تسلیہ متمم مذکور ہوا ہے اسی طرح اُن کا ذکر غیر اللہ سے استبشار اور ذکر اللہ سے استنکار خود مدلول صریح عبارت کا ہے آگے اسکی مناسبت سے ہر بطور تعکیس تنکیس کے مشرکین کی ایک حالت کی کلمۂ فاء سے تفریع اور اُسکی تتمیم کے لئے اُسی ایک دوسری حالت کا ذکر اور پھر اُسپر تشنیع و تقریع فرماتے ہیں۔

تجہیل و تنکیل مشرک فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اللغات حاق فی لغۃ احاط ۱۲

النحو قولہ اوتیتہ ای النعمۃ الذکر باعتبار المعنی قولہ بل ھی ای النعمۃ والتانیث باعتبار اللفظ ویجوز ان یکون باعتبار الجملۃ

البلاغۃ قولہ لافتدوا دلیل المراد اثبات الشیء بما یلزمہ بل التمثیل لما لہم بحال من یحاول التخلص لفداء ما ہو فیہ بما ذکر وحاصل ان العذاب ملازم لہم لا یتخلصون منہ ولو فرض ہذا المحال ففیہ تہدید والوعید والالتفات والملائکۃ ۱۲

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۚ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ

یہ بات ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں سو اُن کی کارروائی اُن کے کچھ کام نہ آئی پھر اُن کی تمام بداعمالیاں اُنپر آپڑیں اور ان میں بھی جو ظالم ہیں

سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اُنپر بھی اُن کی بداعمالیاں ایسی ہی پڑنے والی ہیں اور یہ ہرا نہیں سکتے۔ کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیدیتا ہے اور وہی تنگی بھی کر دیتا ہے۔ بیشک ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں

ع ۵ ۱۱ ۱۲

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ یوں تو شرک غیر اللہ کے ذکر سے سرور اور صرف اللہ کے ذکر سے نفور رہتا ہی) پھر جس وقت (اس مشرک) آدمی کو کوئی تکلیف پہونچتی ہی تو (جن کے ذکر سے مسرور ہوا کرتا تھا اُن سبکو چھوڑکر صرف) ہم کو پکارنا ہے (جس سے پہلے نفور تھا اور صریح) تناقض اقوال وتعارض احوال ہی (جس سے مشرک کی صاف حماقت وجہالت ظاہر ہونیکے علاوہ اُس کا مسلک بھی باطل قرار پاتا ہی کیونکہ ان میں سے ایک نقیض تو یقیناً صحیح ہی یعنی توحید پس دوسری نقیض یعنی شرک باطل ہوگی) پھر جب ہم اُس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرماتے ہیں تو (اُس توحید پر جس کا حق ہونا خود اُس کے اقرار سے ثابت ہوچکا تھا قائم نہیں رہتا چنانچہ اُس نعمت کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کرتا بلکہ یوں) کہتا ہی کہ یہ تو مجکو (میری) تدبیر سے ملی ہی (اور چونکہ نسبت حق تعالیٰ کی نہیں کرتا بلکہ اپنی تدبیر کا نتیجہ سمجھتا ہے اسلئے توحید پر ثابت نہیں رہتا بلکہ اپنے قدیم طریقہ شرک کی طرف عود کرکے غیر اللہ کی عبادت میں لگجاتا ہی اگے حق تعالیٰ اسکے قول انما اور تعینہ کو رد فرماتے ہیں کہ وہ اُسکی تدبیر کا نتیجہ نہیں ہی) بلکہ وہ (نعمت خداہی کی دی ہوئی ہی اور اُس کی طرف سے انسان کی) ایک آزمایش ہی (کہ دیکھیں اسکے ملنے پر ہم کو بھولجاتا ہی اور کفر کرتا ہی یا یاد کرتا ہی اور شکر کرتا ہی اور اسی آزمایش کے لئے بعض نعمتوں میں اسباب کسب کا واسطہ بھی رکھدیا ہی اس سے زیادہ آزمایش ہوگئی کہ دیکھیں اس علت صوریہ پر نظر کرتا ہی یا علت حقیقیہ پر لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) سمجھتے نہیں (اسلئے اُس کو اپنی تدبیر کا نتیجہ بتلاتے ہیں اور مبتلائے شرک ہوتے ہیں آگے تفریع ہی کہ) یہ بات (بعض) ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں (جیسے قارون نے کہا تھا انما اوتیتہ علی علم عندی یا جو لوگ مسلک صالح کے ہوگذرے ہیں جیسے نمرود وفرعون ظاہر ہی کہ وہ بھی کسی نعمت کی نسبت خدا کی طرف نہ کرتے تھے بلکہ غیر کتب میں بحث واتقان اور تکسب میں ہنر اور تدبیر کی طرف نسبت کرتے تھے) سو انکی کارروائی انکے کچھ کام نہ آئی (اور مانع عن العذاب نہ ہوسکنے کے بعد مانع للعذاب بھی نہوئی بلکہ) انکی تمام بداعمالیاں اُنپر آپڑیں (اور زیانہ حال کے لوگ یہ خیال نکریں کہ جو کچھ ہونا تھا اگلوں کے ساتھ ہوچکا بلکہ) انمیں بھی جو ظالم ہیں انپر بھی انکی بداعمالیاں ابھی پڑنے والی ہیں اور یہ (خدا تعالیٰ کو) ہرا نہیں سکتے (چنانچہ بدر میں خوب سزا ہوئی اور اوپر بھی فتح مکہ وغیرہا علیہ کا مجرد اظہار بطلان تھا آگے اُس بطلان پر اشارۃً اقامت برہان ہی یعنی بعضے احمق جو نعمت ورزق کو اپنی تدبیر کا نتیجہ منسوب کرتے ہیں تو کیا ان لوگوں کو (احوال میں غور کرنے سے) یہ معلوم نہیں ہوا کہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیدیتا ہی اور وہی (جسکے لیے چاہتا ہے) تنگی بھی کر دیتا ہی اس (بسط وقدر میں غور کرنے سے) ایمان والوں کے واسطے (کہ اہل فہم ہوتے ہیں اس بات پر) نشانیاں (یعنی دلائل قائم) ہیں (کہ باسط وقابض وہی ہی تدبیر و سوء تدبیر اسمیں علت حقیقیہ نہیں پس ان دلائل کو جو شخص سمجھ لیگا وہ اپنی تدبیر کی طرف نسبت نکریگا بلکہ خدا کے منعم ہونے سے ذہول نکریگا جو سبب ہوگیا تھا بتلا رہا الشرک کا بلکہ وہ موحد رہیگا اور ضرور اسمیں اُس کا حال وقال متناقض ومتعارض نہوگا) انت اولو یردالخ میں جو استدلال کی طرف شارہ قریب بصراحت ہی اُسکی تقریر یہ ہی کہ ہم بسا اوقات دیکھتے ہیں کہ دو شخصوں کے پاس ایک سا مال ہی ایک سی تدبیر تجربہ پھر ایک پر فراخی ایک پر تنگی اگر کہا جاوے کہ ایک کی تدبیر میں آئی ایک کی نہ بن پڑی اس کا بطلان یہ ہی کہ بن پڑنا اگر اختیار میں تھا تو دوسرے نے کیوں نہ بنا لیا اگر اختیار میں نہیں ہی تو ہمارا مطلوب ثابت ہوگیا کیونکہ جب موقوف علیہ اختیاری نہیں تو موقوف بھی پورا اختیاری نہیں پس ثابت ہوا کہ موثر بسط وقدر میں کسی فاعل مختار کی مشیت ہے کہ جس طرح چاہے اُس کو متعلق کرے ربط اور پر شرک کی مذمت اور اسپر وعید ہے جس سے مقصود دعوت الی التوحید ہے ایسے مضامین سنکر بعض کو شبہ ہوا کہ جب ایسی وعید شدید کے مستحق ہیں تو اگر آیندہ کے لئے ایمان وتوحید بھی اختیار کرلیا تب بھی گذشتہ شرک کا وبال تو بھگتنا پڑے گا پھر اسلام لانے سے کیا فائدہ ہوا اس کا جواب اگلی آیتوں میں یہ دیا گیا کہ یہ سب معاف ہوجاویگا اسپر مطلق عذاب نہوگا اور امر معافی کا طریقہ بھی کہ توبہ عن الشرک رجوع الی الاسلام سے بتلایا گیا اور اُس کے ساتھ یہ بھی سُنا دیا کہ جیسے اسلام پر عفو ونجات کا وعدہ مرتب ہے اُس کی ضد یعنی اصرار علی الکفر پر وعید مرتب ہے۔

ترتب عفو ونجات مطلقہ بر اسلام وضد او بر ضد او

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ قبل فاذا مس یوثق الخ اشارہ ہے توجیہ الفاء علی طریق الاستعارۃ التبعیۃ التشکیۃ وہذا کما تقول فلان یسیء الی فلان فاذا احتاج سارع فاحسن الیہ کذا فی الروح ۱۲

لہ قولہ فی علوہ بہری اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا علی علم عندی ۱۲

لہ قولہ فی توضیح علماء اوجہ نسبت او اشارۃ الی التطبیق بین ما ہہنا وبین باقی الآیات الخ من قولہ تعالیٰ اذا خولہ نعمۃ منہ بسبب کونہ وذکرہ وقد جمع جمیعہا فی قولہ تعالیٰ فی دال الارشد، کان یدعوا الیہ قبل ثم جعل للہ اندادا لیضل عن سبیلہ الخ تجدہ فی غیر ہذا الموضع ۱۲

الخ قد قالہا) ای الکلمۃ والمقالۃ المذکورۃ من قولہ انما اوتیتہ علی علم ۱۲

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دیگا - واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنیوالا ہے

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کی فرمانبرداری کرو قبل اسکے کہ تم پر عذاب واقع ہو جائے پھر تمہاری کوئی مدد نہ کی جائے - اور تم اپنے رب کے پاس سے آئے ہوئے اچھے اچھے حکموں پر چلو

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰي مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ

قبل اسکے کہ تم پر اچانک عذاب آپڑے اور تم کو خیال بھی نہ ہو کبھی کوئی شخص کہنے لگے کہ افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی

وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ

اور میں تو ہنسنا ہی رہا یا کوئی یوں کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھکو ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہوتا یا کوئی عذاب دیکھکر یوں کہنے لگے کہ کاش میرا پھر جانا ہو جاوے پھر میں

مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَاۗءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا

نیک بندوں میں ہو جاؤں ہاں بیشک تیرے پاس میری آیتیں پہونچی تھیں سو تو نے انکو جھٹلایا اور تو نے تکبر کیا اور کافروں میں شامل رہا اور آپ قیامت کے روز ان لوگوں کے چہرے سیاہ دیکھیں گے

عَلَي اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۚ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

جنہوں نے خدا پر جھوٹ بولا تھا کیا ان متکبرین کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے اور جو لوگ بچتے تھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کامیابی کے ساتھ نجات دیگا ان کو تکلیف نہ پہونچیگی اور نہ وہ غمگین ہونگے

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰي مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَاۗءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَي اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۚ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (اے محمد ﷺ) آپ (ان سوال کرنے والوں کے جواب میں میری طرف سے) کہدیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے (کفر و شرک کرکے) اپنے اوپر زیادتیاں کیں ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو (اور یہ خیال نہ کرو کہ ایمان لانے کے بعد گذشتہ کفر و شرک پر مواخذہ ہوگا سو یہ بات نہیں بلکہ) بالیقین اللہ تعالےٰ (اسلام کی برکت سے) تمام (گذشتہ) گناہوں کو (گو کفر و شرک ہی کیوں نہ ہو) معاف فرما دیگا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے اور (چونکہ اس معافی کی شرط اور طریق کفر سے توبہ کرنا اور اسلام لانا ہے اسلئے) تم (کفر سے توبہ کرنے کے لئے) اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور (اسلام قبول کرنے میں) اس کی فرمانبرداری کرو قبل اسکے کہ (اسلام نہ لانے کی صورت میں) تم پر عذاب (الٰہی) واقع ہونے لگے (اور) پھر (اس وقت کسی کی طرف سے) تمہاری کوئی مدد نہ کیجائے (یعنی جیسا اسلام لانے کی صورت میں سب کفر و شرک معاف ہو جاویگا اسی طرح اسلام نہ لانے کی صورت میں اس کفر و شرک پر عذاب ہوگا جس کا کوئی دفعیہ نہیں) اور (جب یہ بات ہے کہ اسلام نہ لانے کا یہ انجام ہے تو) تم (کو چاہیئے کہ) اپنے رب کے پاس سے آئے ہوئے اچھے اچھے حکموں پر چلو قبل اسکے کہ تم پر اچانک عذاب آپڑے اور تم کو (اس کا) خیال بھی نہ ہو (مراد اس سے عذاب آخرت ہے بقرینہ ما بعدہ اور اچانک اسلئے کہا کہ نفخۂ اولے میں سب ارواح مدہوش ہو جاوینگے

النحو قولہ ان تقول ای لئلا تقول - قولہ بغتۃ ای ھم حال من الذین اتقوا او الباء للملابسۃ والمعنی ظاہر ۱۲

البلاغۃ قولہ عبادی الاضافۃ للتعہد - قولہ اسرفوا علی انفسھم عدی الاسراف بعلی لتضمنہ معنی الجنایۃ قولہ نفسی التنوین للتنکیر للتحسر ..... للتقلیل ویکفی ذلک فی الوعید لان کل نفس من شانھا ان تکون تلک - قولہ علی ما فرطت علی تعلیلیۃ وما مصدریۃ - قولہ فی جنب اللہ اصل الجنب الجارحۃ ثم یستعار للناحیۃ والجہۃ التی تیامنہا الراد بالجنۃ ہہنا الطاعۃ مجازا او استعارۃ کما فی تعلق بالنفی - قولہ بلی جواب لقولہ لو ان اللہ ہدانی المفہوم منہ نفی الہدایۃ ولا یشترط

فی الجواب بلی تقدم النفی صریحا وقد اخرج عن القریشۃ ان الیۃ - التناسب القرآن ثلاثۃ وثناسقہا والتناسب بین اثنتین من التناسب بین القرینۃ الثانیۃ وجوابہا ۱۲ **الروایات** فی الروح اخرج ابن جریر وابن مردویہ عن ابن عباس انہ قال ان اہل مکۃ قالوا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان من عبد الاوثان ودعا مع اللہ الٰہا آخر وقتل النفس التی حرم اللہ بغیر الحق ولم یاکل الربوا لعل اللہ لا یغفر لہ ما صنع فانزل اللہ تعالیٰ قل یا عبادی الذین اسرفوا الخ - وفی اللباب عن ابن عمر قال کنا نقول لا یقبل اللہ توبۃ ابدا ترک دینہ بعد اسلامہ او معرفۃ طائفۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ

اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے اسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمان اور زمین کی اور جو لوگ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے

ع ۴

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ

وہ بڑی خسارہ میں رہینگے۔ آپ کہدیجئے کہ اے جاہلو کیا پھر بھی تم مجھکو غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمایش کرتے ہو۔ اور آپکی طرف بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے ہو گذرے ہیں انکی طرف بھی یہی بھیجا جا چکا ہے کہ اے محمد اگر تو شرک کریگا

لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ

تو ضائع کیا کرایا کام غارت ہو جاویگا اور تو خسارہ میں پڑے گا بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرنا اور شکر گذار رہنا اور ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیئے تھا

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

حالانکہ ساری زمین اسکی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہونگے اسکے داہنے ہاتھ میں وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے

پھر نفخۂ ثانیہ کے بعد ادراک عذاب کا ہونے لگیگا۔ اور یا اس لئے کہ جیسا عذاب واقع ہوگا قبل وقوع اسکی حقیقت کا ادراک نہ تھا اور ویسا گمان نہ تھا اور یہ انابت و اسلام و اتباع کا حکم ایسے (دیا جاتا ہو کہ) کبھی (کل قیامت کے روز) کوئی شخص کہنے لگے کہ افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی (یعنی اسکی اطاعت میں جو مجھ سے تقصیر ہوئی) اور میں تو (احکام خداوندی پر) ہنستا ہی رہا یا کوئی یوں کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ (دنیا میں) مجھکو ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہوتا (مگر ہدایت ہی سے محروم رہا۔ اسلئے یہ تمام تر تقصیر کوتاہی ہوئی) یا کوئی عذاب کو دیکھ کر یوں کہنے لگے کہ کاش میرا (دنیا میں) پھر جانا ہو جاوے پھر میں نیک بندوں میں ہو جاؤں (یہاں حین ترئی العذاب کی قید لگانے سے مفہوم ہوتا ہے کہ پہلے دو قول قبل رویت عذاب ہونگے ممانعا اول ہی موقعہ میں جب اطلاع ہوگی اپنے تقصیر فی الاعمال کی اس وقت قول اول کا صدور رہوگا پھر بطور عذر و تعلل کے کہ شاید تمسک مسئلہ جبر سے جان بچ جاوے قول ثانی سے تقصیر کو عدم ہدایت حق کا مسبب بتادینگے پھر جب اس عذر کو نافع نہ پاوینگے اور عذاب ہی کا معاینہ ہو جاویگا اسوقت تمنائے رجعت کرینگے پس تینوں قول کے بعد دیگرے مرتب ہیں خواہ ہر کافر سے تینوں قول کا صدور ہو یا بعض سے بعض کا پس واو منع الخلو کے لئے ہے اور چونکہ قول ثانی ظاہر سبب تلبیس ہے اسلئے اس کا جرد فرمایا جاویگا اس کو نقل فرماتے ہیں کہ لو ان اللہ ھدانی کے جواب میں اس سے کہا جاویگا کہ ہاں بیشک تیرے پاس میری آیتیں پہونچی تھیں سو تو نے انکو جھٹلایا اور (جھٹلانا کسی شبہ سے نہ تھا بلکہ) تو نے تکبر کیا اور (یہ بھی ہو کہ دوسرے وقت دماغ درست ہو جاتا بلکہ کافر دمین (ہمیشہ) شامل رہا (حاصل جواب یہ کہ ہدایت جبریہ تو خلاف ابتلا ہے اسکی نفی تو قبل اشکال نہیں اور ہدایت غیر جبریہ کی نفی غلط ہے کیونکہ بھی آیات بھی ہدایت ہے پس ہدائی کا تو تحقق تھا لیکن تقویٰ کا تحقق تیرے سوء اختیار و سوء اکتساب سے نہیں ہوا پس یہ تیرا عذر محض باطل ہے اور (آگے مصر علی الکفر و تائب عن الکفر کی سزا و جزا کا عنقریب ذکر فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر) آپ قیامت کے روز ان لوگوں کے چہرے سیاہ دیکھینگے جنہوں نے خدا پر جھوٹ بولا تھا (اس میں دو امر آگئے جو بات خدا نے نہیں کی مثل شرک وغیرہ اس کو کہنا کہ خدا نے کہی ہے اور جو بات خدا نے کہی جیسے قرآن اسکو کہنا کہ خدا نے نہیں کہی ہے) کیا ان متکبرین کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے (جو کہ عناد و استکبار اً التکذیب کریں) اور جو لوگ (شرک و کفر سے) بچتے تھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کامیابی کے ساتھ (جہنم سے) نجات دیگا ان کو (ذرا) تکلیف نہ پہونچیگی اور نہ وہ غمگین ہونگے (کیونکہ جنت میں غم نہیں) **ربط** اوپر امر بالتوحید اور اسپر ترتب لطف مزید اور مع عن الشرک والتندید اور اسپر ترتب عید شدید مذکور تھا آگے آیات اللہ خالق الخ اور لہ مقالید الخ اور الارض جمیعا الخ میں بعض صفات الٰہیہ سے توحید و تحقق وعد و وعید کی تائید اور درمیان میں ذم شرک سے نہی عن الشرک کی تاکید و نیز والارض جمیعا الخ سے تفصیل آیندہ احوال یوم الوعید کی تمہید کے مضامین ہیں

تائید امر توحید و تحقق وعد و وعید و تاکید ذم تندید

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

اللغات قبضۃ مصدر بمعنی المقبوض ۱۲ **البلاغۃ** لہ مقالید فی المدارک ہو من باب الکنایۃ لان حافظ الخزائن و مدبر امورہا ہو الذی یملک مقالیدہا و مسندۃ الیہم ان یملک مقالید الملک و ہی المفاتیح واحدہا او اقلہا قیل لا واحد لہا من لفظہا و الکلمۃ اصلہا فارسیۃ۔ قولہ قبضتہ الخ۔ اختار فی الارض القبضۃ و فی السموات الیمین علیۃ لصغر الارض۔ و کبر السموات فان العادۃ اذا یقبض علی شیء اذا کان صغیرا و یوضع فی الید من غیر قبض اذا کان کبیرا و ان کانت الاشیاء کلہا صغیرۃ بالنسبۃ الیہ یداللہ تعالیٰ کذا اجری اللہ تعالیٰ علی لسان اہل وقت بلوغہ ہذہ الآیۃ فی ہذا ترجمۃ القرآن فلا تنظروا الی من قال و انظروا الی ما قال فاللہ تعالیٰ یقفی ما یشاء و یحکم ما یرید و اللہ اعلم و احکم

الروایات فی الدر المنثور للبیہقی فی الاسماء عن ابن مسعود قال قال المشرکون لنبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل آلہتک او ربک فعبدوہ (ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مردویہ)

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ

اور صور میں پھونک ماری جاویگی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اُڑ جاوین گے مگر جس کو خدا چاہے پھر اُس میں دوبارہ پھونک ماری جاویگی تو دفعتہً کھڑے ہو جاوینگے دیکھتے ہونگے

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جاویگی اور نامۂ اعمال رکھدیا جاویگا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کیے جاوینگے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاویگا اور اُنپر ذرا ظلم نہ ہوگا

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ

اور ہر شخص کو اُسکے اعمال کا پورا بدلا دیا جاویگا اور وہ جو کچھ کرتے ہونگے اُسکو خوب جانتا ہے اور جو کافر ہیں وہ جہنم کیطرف گروہ گروہ بنا کر ہانکے جاوینگے یہانتک کہ جب دوزخ کے پاس پہونچینگے تو اُسکے دروازے

اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ

کھول دیئے جاوینگے اور اُسکے داروغے کہینگے کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے پیغمبر نہ آئے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھکر سُنایا کرتے تھے اور تمکو تمہارے اس دن کے پیش آنیسے ڈرایا کرتے تھے کافر کہینگے کہ ہاں البتہ

حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ

عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر رہا کہا جاویگا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو ہمیشہ اس میں رہا کرو غرض تکبر کرنے والوں کا بُرا ٹھکانا ہے۔

ملحقات الرحمٰن

۱ قولہ فی ذٰلک ای ذکر اللہ او ایجاد السّماء والتفویض وما الفاء ۱۲

۲ قولہ فی یدل اللہ علیہ قولہ فی طب الخ اشار بہ الی معنی الفاء دل علیہ

قدرت ہی پیدا کرنے والا ہی ہر چیز کا اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہو (اور) اسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمان اور زمین کی (یعنی موجد بھی وہی ہو قوله خالق مبقی اور حافظ بھی وہی ہو قوله وکیل اور متصرف بھی وہی ہو قوله له مقالید الخ المقصد فی الخ ائمہ عادة هو صاحب المقالید پس ایسے اوصاف کمال رکھنے والا شریک سے بھی منزہ ہوگا اور خدا و سنرا کا بھی مالک ہوگا اس سے اوپر کے دونوں مضمون توحید و عدد وعید کی تائید ہوئی) اور (چونکہ خالق و حافظ و مالک مقالید ہونا فی الجملہ کفار کے نزدیک بھی مسلم تھا پس مقدمات کے تسلیم سے مقاصد یعنی ثبوت توحید و صحت مجازاۃ کا تسلیم کرنا زیادہ نزدیک ہو گیا پس (جو لوگ (اسپر بھی) اللہ کی آیتوں کو (جو کہ مشتمل ہیں توحید و مجازاۃ پر اور مؤید ہیں مقدمات مسلمہ سے) نہیں مانتے وہ بڑے خسارہ میں رہیں گے (اور اوپر غیر پر لوگ خود تو کفر و شرک میں مبتلا تھے ہی مگر ان کا یہاں تک حوصلہ بڑھا ہی کہ نعوذ باللہ آپکو اپنے طریقہ پر لانے کی فرمایش کرتے ہیں سو) آپ (ان کے جواب میں) کہدیجئے کہ اے جاہلو کیا (بعد اسکے کہ توحید ثابت ہو چکی اور شرک باطل ہو چکا) پھر بھی تم مجھکو غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمایش کرتے ہو اور (اے پیغمبر بھلا آپ میں نعوذ باللہ صدور شرک کا کب احتمال ہی جسپر وہ اس توقع کرتے ہیں کیونکہ) آپکی طرف بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے ہو گذرے ہیں (وحی (یہی) بھیجی جا چکی ہی (کہ اپنے ہر اسی کو پہونچا دین کہ) اے عام مخاطب اگر تو شرک کریگا تو تیرا کیا کرایا کام (سب) غارت ہو جاویگا اور تو خسارہ میں پڑیگا (تو اسکے مخاطب کبھی شرک مت کرنا) بلکہ (ہمیشہ) اللہ ہی کی عبادت کرنا اور (اسکا) شکر گذار رہنا (یہ دلیل ہی قبح شرک کی کہ وہ اسقدر درجہ کی اشکری ہی پس جب انبیاء کو قبح شرک وحی سے معلوم ہوا اور دوسروں تک اُسکے پہونچانے کا حکم ہی تو اُن سے کہ ان میں سے آپ بھی ہیں صدور شرک کب ممکن ہی تو ایسی ہوس کہنا انکا فضول (و مہمل) ہی) اور (افسوس ہی کہ) ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت ہی جیسے عظمت کرنا چاہیے تھا (حق عظمت سے مراد توحید ہی اور اُسکی نفی سے مراد شرک) حالانکہ (اسکی وہ شان ہی کہ) ساری زمین اُس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہونگے اُسکے داہنے ہاتھ میں (اور کوئی دوسرا ایسا ہے نہیں پس) وہ پاک اور برتر ہی اُنکے شرک سے (اور اس آیت میں تقریر توحید کے ساتھ آیندہ مضمون کی تمہید بھی ہو گئی) ف والذین کفروا کی تقریر ترجمہ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہاں اس کا لانا بطور تفریع علی السابق کے ہی پس یہ وسوسہ کہ یہاں سنر کے ساتھ جزا کیوں مذکور ہوئی اوّلیں وسوسہ کے دفع کے لیے اس کہنے کی ضرورت ہی کہ اس کا عطف بنحو پر ہی کہ اسمیں دوسرا وسوسہ ہوگا کہ اس کا مقابلہ تو نہ ہوا لذین کذبوا سے پورا ہو چکا تھا پھر اسکی کیا ضرورت رہی اور السمٰوٰت مطویات کی تفسیر کیلیے سورۂ انبیاء کی آیت یوم نطوی السماء الخ کی تعسیر ملاحظہ کر لیجائے۔ اور یہ تین فقرہ کا ثبوت تنازعات میں سے ہی ملائکہ ایمان (واجب) اور توحید کو بھی تعظیم باعتبار عقائد کے کہا ورنہ حق تعظیم اسمیں منحصر نہیں اور کسی شے کا حق عظیم ہونا باعتبار وسع عبد کے ہی ورنہ اسکی ذات کاملہ کا حق کون ادا کر سکتا ہی و بالجملہ اوپر عاقد اللہ الخ میں بضمن اثبات توحید ابطال شرک مضمون مجازاۃ کی تمہید تھی اور اُس سے اوپر بھی بعض آیات میں اجمالاً اس کا ذکر ہوا ہی آگے مفصلاً مضمون سورت تک یہی مضمون ہے

خاتمہ و تفصیل مجازاۃ

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا

اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے گروہ گروہ ہو کر جنت کی طرف روانہ کئے جاویں گے۔ یہاں تک کہ جب اُس کے پاس پہونچیں گے اور اُسکے دروازے کھلے ہوئے ہونگے اور وہاں کے محافظ انسے کہینگے اسلام علیکم تم خوش رہو تم ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔

خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٧٤﴾

ربع

ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔ اور کہینگے کہ اللہ کا شکر ہے جسنے ہمسے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس سرزمین کا مالک بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں۔ غرض عمل کرنے والوں کا اچھا بدلا ہے

ع ۵

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٥﴾

اور آپ فرشتوں کو دیکھینگے کہ عرش کے گرد اگرد حلقہ باندھے ہونگے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہونگے اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جاویگا اور کہا جاویگا کہ ساری خوبیاں خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٧٤﴾ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٥﴾

اور (قیامت کے روز جس کا اوپر ذکر آیا ہے) صور میں پھونک ماری جاویگی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اُڑ جاوین گے (پھر زندہ تو مر جاوین گے اور مردوں کی روحیں بیہوش ہو جاوین گی) مگر جس کو خدا چاہے (وہ اس بیہوشی اور موت سے محفوظ رہیگا) پھر اُس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جاویگی تو دفعتہً سب کے سب (ہوش میں آکر اور ارواح کا تعلق ابدان سے ہو کر قبروں سے نکل) کھڑے ہو جاوین گے (اور چاروں طرف) دیکھنے لگینگے (جیسا کہ حادثہ عظیمہ کے وقوع کے وقت عادت طبعی ہے) اور (پھر حق تعالیٰ حساب کے لئے زمین پر اپنی شان کے مناسب نزول و تجلی فرماوین گے اور) زمین اپنے رب کے نور (بے کیف) سے روشن ہو جاویگی اور (سب کا) نامۂ اعمال (ہر ایک کے سامنے) رکھدیا جاویگا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جاوینگے (گواہ عموم عام سے شامل ہے پیغمبروں کو کما قال جئنا من کل امۃ بشھید اور فرشتوں کو کما قال تعالیٰ معھا سائق وشھید جسکی تفسیر ملک کے ساتھ مرفوعاً و موقوفاً وارد ہے کذا فی سوق من الدر المنثور اور امت محمدیہ کو کما قال تعالیٰ لتکونوا شھداء علی الناس اور اعضاء و جوارح کو کما قال تعالیٰ تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم) اور سب (مکلفین) میں (حسب اعمال) ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاویگا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا (کہ کوئی نیک عمل جو بشرطیکہ واقع ہوا ہو چھپا لیا جائے یا کوئی بد عمل بڑھا دیا جائے) اور ہر شخص کو اُسکے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جاوے گا (اعمال نیک میں بدلہ کے پورا ہونے سے مقصود نفی کمی کی ہے اور اعمال بد میں بدلہ کے پورا ہونے سے مقصود زیادتی کی نفی ہے) اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے (پس اُس کو ہر ایک کے موافق جزا دینا کچھ مشکل نہیں اور بیان اُس بدلہ کا جو نتیجہ فیصلہ کا ہے یہ ہے کہ) جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر (دھکے دے کر ذلت و خواری کے ساتھ) ہانکے جاوین گے (گروہ گروہ اسلئے کہ اقسام و مراتب کفر کے جدا جدا ہیں پس ایک ایک طرح کے کفار کا ایک ایک گروہ ہوگا) یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہونچیں گے تو (اُس وقت) اُسکے دروازے کھول دیے جاویگے اور اُن سے دوزخ کے محافظ (فرشتے بطور ملامت کے) کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے (کہ اس صورت میں فیصل لینا بھی آسان تھا) پیغمبر نہ آئے تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھکر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے وہ کافر کہیں گے کہ ہاں (رسول بھی آئے تھے اور انہوں نے ڈرایا بھی) لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر (جن میں ہم بھی داخل ہیں) پورا ہو کر رہا (یا عذر نہیں بلکہ اعتراف ہے کہ باوجود ابلاغ کے ہم نے کفر کیا اور کافروں کے لئے جو عذاب موعود تھا وہ ہمارے سامنے آیا واقعی ہماری نالائقی ہے۔ پھر ان سے) کہا جاویگا (یعنی وہ فرشتے کہینگے) کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو (اور) ہمیشہ اُس میں رہا کرو غرض (خدا کے احکام سے) تکبر کرنے والوں کا بُرا ٹھکانا ہے (پھر اس حکم کے بعد وہ جہنم میں داخل کئے جاوینگے اور دروازے بند کر دیے جاوینگے کما قال تعالیٰ علیھم نار موصدۃ یہ تو کفار کا حال ہوا) اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے (جس کا ابتدائی مرتبہ ایمان ہے پھر آگے مراتب مختلفہ ہیں) وہ گروہ گروہ ہو کر (کہ ہر مرتبہ کا متقی ہوگا اس مرتبہ کے متقی ایک جگہ کر دیے جاوینگے اور) جنت کی طرف (شوق دلا کر جلدی جلدی) روانہ کئے جاوینگے یہاں تک کہ جب اُس (جنت) کے پاس پہونچینگے اور اسکے دروازے (پہلے سے) کھلے ہوئے ہونگے (تاکہ ذرا بھی دیر نہ لگے اور نیز اہل اکرام کے لئے ایسا ہی ہوتا ہے جیسا مہمان کے لئے عادت ہے کہ پہلے سے دروازہ کھول دیا جاتا ہے کما قال تعالیٰ مفتحۃ لھم الابواب) اور دربان کے محافظ (فرشتے) انسے (بطور اکرام و ثناء کے) کہینگے کہ السلام علیکم تم مزہ میں رہو سو اس (جنت) میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ اُس وقت اسمیں داخل ہوتے ہی سب کے سب (داخل ہو کر) کہینگے کہ اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جسنے ہمسے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس سرزمین کا مالک بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں (یعنی ہر شخص کو خوب فراغت کی جگہ ملیگی) سو

اللغات حافین من حول العرش فی القاموس محدقین باعتبار اے جوانبہ ۱۲ | **التحقیق** حتی اذا جاءوھا وفتحت الخ الواو الحال وجواب اذا محذوف مقدر علی نحو الآیۃ السابقۃ ای خلدوا وطاب علیہ وقالوا ۱۲

سورة المؤمن مكية	بسم الله الرحمن الرحيم	وهي خمس وثمانون اية

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہین

حٰمٓ ۝ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

حٰمٓ　یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اُسکے سوا کوئی لائق عبادت نہین

اِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ

اسی کے پاس جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان آیتون مین وہی لوگ جھگڑے نکالتے ہین جو منکر ہین سو ان لوگون کا شہرون مین چلنا پھرنا آپکو اشتباہ مین نہ ڈالے۔ اُنسے پہلے نوح کی قوم نے اور اُنکے گروہ ہوئے ہین جو کہ اُن کے بعد ہوئے

مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۡ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ

جھگڑا باطل کا۔ اور ہر امت نے اپنے پیغمبر کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا اور ناحق کے جھگڑے نکالے تاکہ اُس ناحق سے حق کو باطل کر دین سو مین نے اُنپر دار و گیر کی سو میری طرف سے کیسی سزا ہوئی۔ اور اسی طرح

حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَي الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ　وقفہ لازم

تمام کافرون پر آپکے پروردگار کا یہ قول ثابت ہو چکا ہے کہ وہ لوگ دوزخی ہونگے۔ جو فرشتے کہ عرش کو اُٹھائے ہوئے ہین اور جو فرشتے اُسکے گرداگرد ہین وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہین اور اُسپر ایمان رکھتے ہین

کر خوب کھل کھیل کر چلین پھر ہین بیٹھین اُٹھین قیام کے طور پر تو اپنی ہی جگہ مین اور سیر کے طور پر دوسرے صنعتی کے درجہ مین بھی) غرض (نیک) عمل کرنے والون کا اچھا بدلا ہی دیا تو اُن ہی کا کلام ہو یا اللہ تعالیٰ کا ہو) اور (آگے اجلاس سے اخیر فیصلہ تک کے اسی مضمون کو مختصر اور رشیو کت الفاظ مین بطور تلخیص کے فرماتے ہین کہ) آپ فرشتون کو دیکھین گے کہ (نزول اجلاس للحساب کے وقت) عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے ہونگے (اور) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہونگے اور تمام بندون مین ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جاویگا اور (اُس فیصلہ کے ٹھیک ہونے پر ہر طرف سے جوش کے ساتھ یہی خروش ہوگا اور) کہا جاوے گا کہ ساری خوبیان خدا کو زیبا ہین جو تمام عالم کا پروردگار ہے (جس نے ایسا عمدہ فیصلہ کیا پھر اس نعرۂ تحسین پر دربار برخاست ہو جاویگا) ف یہان قیام فرمایا اور یٰسین مین نیلون و جہ تطبیق سورۂ یٰسین مین مذکور ہوئی ہے۔ آور الامن شاء اللہ کی تفسیر سورۂ نمل کے اخیر رکوع مین گذر چکی ہے اور اشوقت الارض اور تری الملائکۃ حافین کی تفسیر مین جو لکھا گیا ہے در منثور کی حدیث مرفوع سے ماخوذ ہے۔ اور جنکے موضع مشی کو ارض کہنے مین حقیقت اور مجاز دونون محتمل ہین وقد تو بعونہ تعالیٰ وصونہ تفسیر سورۂ الزمر للثانی والعشرین من ربیع الاول شھر مولد المشفیع الاول یوم الاثنین سنہ ۱۳۲۵ من الہجرۃ۔ سورۃ المؤمن مکیۃ وایاتھا خمس واثمان وثمانون ربط اس تمامتر سورۃ کا حاصل تین مضمون ہین ایک توحید کہین اُسپر استدلال ہی کہین اُسکا اعراض اور اُسکے ضد سے نہی ہوا اور کہین اُس کے اعتقاد رکھنے والون کی مدح اور بشارت ہو۔ دوسرا مضمون مجادلین فی الحق کی عموم حق مین رسالت وغیرہ بھی داخل ہی تہدید ہی کہین عقوبت دنیویہ کہین عذاب اُخری سے تیسرا مضمون رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ ہی اور تہدید و تسلیہ کی تاکید و تائید کے لئے فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ کسیقدر مفصل اور انبیاء سابقین کا ارسال بعنوان اجمال بیان فرمایا ہے اور سورت سابقہ کے ختم پر مؤمنین و کفار کا تفاوت حال آخرت مین کہ ایک ناجی ایک مبتلائے نکال ہی اور اس سورت مین فریقین کا تفاوت حال دنیا مین کہ ایک مؤمن منقاد دوسرا گرفتار جدال و ضلال ہی مذکور ہونے سے دونون کے خاتمہ و فاتحہ مین بھی تناسب ظاہر ہو گیا اور اس بیان حال فی الدنیا سے پہلے جو منزل البلغ کی حقیت اور منزل بالکسر کی بعض صفات مع توحید وارد ہین وہ بطور تمہید و تعیین محل اختلاف مجادلین اور اُنکے مقابلین کے سمجھنا چاہیے پس خاتمہ و فاتحہ کے مضمون مین تخلل اجنبی کا شبہ نہ کرنا چاہیے

تہدید مجادل عنید بتعدد مدارج اہل توحید بعد بیان حقیت قرآن مجید و بعض صفات عزیز حمید بطور تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم حٰمٓ ۝ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۡ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَي الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

اللغات الطول فی القاموس القدرۃ والغنی والسعۃ والفضل قولہ لیدحضوا بہ الحق بطلت کذا فی القاموس

البلاغۃ قولہ العزیز العلیم ذی الطول فی بعض الصفات ترہیب فی بعضہا ترغیب قولہ وقابل التوب توسیط الواو بین الصفۃ والصفۃ لمغایرۃ بالجمع للذنب والتوب بین جنسین المغفرۃ وقبول التوبۃ ولا یخفی ذلک علی موجل

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ

اور ایمان والوں کے لئے استغفار کیا کرتے ہیں۔ کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت اور علم ہر چیز کو شامل ہے سو اُن لوگوں کو بخش دیجئے جنہوں نے توبہ کر لی ہے اور آپکے رستے پر چلتے ہیں اور اُن کو جہنم کے عذاب سے

الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

بچا لیجئے۔ اے ہمارے پروردگار اور اُن کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا آپنے اُنسے وعدہ کیا ہے داخل کر دیجئے اور اُنکے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو لائق ہوں اُنکو بھی داخل کر دیجئے بلاشک آپ زبردست حکمت والے ہیں

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ع

اور اُن کو تکالیف سے بچائیے اور آپ جس کو اس دن کی تکالیف سے بچا لیں تو اُسپر آپنے بڑا رحم فرمایا اور یہ بڑی کامیابی ہے

ع ۱ ۹ ۶

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ حٰمٓ (اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ کتاب اُتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنیوالا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اُسی کے پاس (سب کو) جانا ہے (پس قرآن اور توحید کی حقیت کا مقتضا یہ ہے کہ اس میں انکار جدال نہ کیا جاوے مگر پھر بھی) اللہ تعالیٰ کی ان آیتوں میں جو کہ مشتمل توحید پر بھی ہے (وہی لوگ (ناحق کے) جھگڑے نکالتے ہیں جو (اسکے) منکر ہیں (اور اس انکار کا مقتضا یہ ہے کہ ان کو سزا ہو جاتی لیکن عاجلا سزا نہ ہونا استدراج ہے) سو ان لوگوں کا شہروں میں (امن اور امان سے) حظوظ دنیویہ کے لئے چلنا پھرنا آپکو اشتباہ میں نہ ڈالے (کہ اس سے ان کا سزا سے ہمیشہ کے لئے بچا رہنا سمجھ لیا جاوے اور آپکے اس خطاب سے دوسروں کو سنانا مقصود ہے غرض اپنے کسی نہ کسی قت دار دگیر ضرور ہوگی چنانچہ) ان سے پہلے نوح (علیہ السلام) کی قوم نے اور دوسرے گروہوں نے بھی جو کہ انکے بعد ہوئے (جیسے عاد و ثمود وغیرہم دین حق کو) جھٹلایا تھا اور ہر امت (میں سے جو لوگ ایمان لائے تھے انھوں) نے اپنے پیغمبر کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا (کہ پکڑ کر قتل کر دیا جاوے) اور ناحق کے جھگڑے نکالے تاکہ اُس ناحق سے حق کو باطل کر دیں سو میں نے (آخر) اُنپر دار و گیر کی سو (دیکھو) میری طرف سے (ان کو) کیسی سزا ہوئی اور (جس طرح ان کو دنیا میں سزا ہوئی) اسی طرح تمام کافروں پر آپکے پروردگار کا یہ قول ثابت ہو چکا ہے کہ وہ لوگ (آخرت میں) دوزخی ہونگے (یعنی ایمان بھی سزا ہوئی اور وہاں بھی ہوگی اسی طرح کفر کے سبب ان کفار حاضرین کو بھی دار و گیر اور سزا ہونے والی ہے خواہ دونوں عالم میں یا آخرت میں۔ یہ تو حال منکرین کا ہوا کہ مستحق اہانت و عقوبت ہیں اور جو لوگ موحد اور مومن ہیں وہ ایسے کرم ہیں کہ ملائکہ مقربین مثل ایمان و تسبیح کے انکے لئے دعا و استغفار کرنے میں مشغول رہتے ہیں جو کہ حسب قاعدہ یفعلون ما یؤمرون علامت ہے انکے مامور بالاستغفار ہونے کی جس سے مومنین کا محبوب عند اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہوا کہ) جو فرشتے کہ عرش (الٰہی) کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اُسکے گرد (گرد) ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اُسپر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے (اسطرح دعا و) استغفار کیا کرتے ہیں کہ (اے ہمارے پروردگار آپکی رحمت (عامہ) اور علم ہر چیز کو شامل ہے (پس اہل ایمان پر بدرجہ اولے رحمت ہوگی اور اُنکے ایمان کا آپکو علم بھی ہے) سو ان لوگوں کو بخشدیجئے جنہوں نے (شرک و کفر سے) توبہ کر لی ہے اور آپکے رستہ پر چلتے ہیں اور (اگر جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے (جو کہ مقتضا ہے مغفرت کا کیونکہ سبب عذاب کا ذنوب ہیں ان کے ارتفاع سے وہ بھی مرتفع ہو جاویگا) اے ہمارے پروردگار اور (دوزخ سے بچا کر) ان کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا آپنے ان سے وعدہ کیا ہے داخل کر دیجئے اور اُنکے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو (جنت کے) لائق (یعنی مومن) ہوں (گو ان موصوفین کے درجہ کے نہ ہوں) اُن کو بھی داخل کر دیجئے بلاشک آپ زبردست حکمت والے ہیں (کہ مغفرت پر قادر ہیں اور ہر ایک کے مناسب اُس کو درجہ عطا فرماتے ہیں) اور (جیسا ان کو دوزخ سے جو کہ عذاب اعظم ہے بچانے کے لئے آپسے دعا ہے اسی طرح یہ بھی دعا ہے کہ) ان کو (قیامت کے دن ہر طرح کے) تکالیف سے بچائیے (گو جہنم سے خلاصی ہو جانے سے عیش ہوں جیسے میدان قیامت کی پریشانیاں) اور آپ جس کو اُس دن کی تکالیف سے بچا لیں تو اُس پر آپنے (بہت) مہربانی فرمائی اور یہ (جو مذکور ہوا مغفرت و حفاظت عذاب اکبر و اصغر سے اور دخول جنت) بڑی کامیابی ہے (پس اپنے مومن بندوں کو اس سے محروم نہ رکھئے) ف یہاں سے سورۂ احقاف تک متصل سات سورتیں حم سے شروع ہوئی ہیں اور عجیب لطیفہ ہے کہ ساتوں قرآن مجید کے منزل دو حی من اللہ ہونے کے مضمون سے شروع ہوئی ہیں اور ایک آیت میں جو یستغفرون لمن فی الارض آیا ہے اس میں یا تو من فی الارض سے مراد مومنین ہیں یا استغفار سے مراد دعائے ترک معاجلت عقوبت ہے ربط اور بتدیین ھذا اصحاب النار سے کفار کا دوزخ میں داخل ہونا کہ مذکور ہوا آگے دخول نار کے بعد کا حال مذکور ہوتا ہے

بعضے از احوال کفار بعد دخول نار

ملحقات الترجمہ

ل۱ قولہ فی ما یجادل الخ للقرینۃ العقلیۃ والنقلیۃ بین ظلم وجادلو بالباطل ۱۲

ل۲ قولہ فاغفر لہم لہذا اہل ایمان الی الاعلم بھی ہوا شارۃ الی توجیہ بہ علیۃ الرحمۃ والعلم فی الدعاء بالمغفرۃ کما ہو لہل الفاء ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا

جو لوگ کافر ہوئے اُن کو پکارا جاویگا کہ جیسی تم کو اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر خدا کو نفرت تھی جبکہ تم ایمان کی طرف بُلائے جاتے تھے پھر تم نہیں مانا کرتے تھے ۔ وہ لوگ کہینگے اے ہمارے پروردگار

أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ۝ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ

آپنے ہم کو دو بار مردہ رکھا اور دو بار زندگی دی سو ہم اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہیں تو کیا نکلنے کی کوئی صورت ہے وجہ اسکی یہ ہو کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا

كَفَرْتُمْ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۝ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا

تو تم انکار کیا کرتے تھے ۔ اور اگر اُسکے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے ۔ سو یہ فیصلہ اللہ کا ہے جو عالیشان بڑے رتبہ والا ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لیے روزی بھیجتا ہے

وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَن يُنِيبُ ۝ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ

اور صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو رجوع کرتا ہے سو تم لوگ خدا کو خالص معتقاد کرکے پکارو گو کافر ناگوار ہو وہ رفیع الدرجات ہے وہ عرش کا مالک ہے

يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝

وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی یعنی اپنا حکم بھیجتا ہے تاکہ اجتماع کے دن سے ڈرائے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ۝ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۝ جو لوگ کافر ہوئے (وہ جب دوزخ میں جا کر اپنے کفر و شرک کے اختیار کرنے پر حسرت و افسوس کرینگے اور خود ان کو اپنے سے سخت نفرت ہوگی حتی کہ غصہ کے مارے اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاوینگے کما فی الدر عن الحسن اس وقت) اُن کو پکارا جاویگا کہ جیسی تم کو (اس وقت) اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر خدا کو تم سے (نفرت تھی جبکہ تم (دنیا میں) ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر (بلانے کے بعد) تم نہیں مانا کرتے تھے (اس کہنے سے مقصود زیادت تحسیر و تندیم ہے) وہ لوگ کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار (ہم جو جملہ ثانیہ انکا کیا کرتے تھے اور اسی کے انکار سے کفر و شرک و جمیع معاصی پر دلیر تھے اب ہم کو اپنی غلطی معلوم ہوگئی چنانچہ ہمنے دیکھ لیا کہ آپنے ہمکو دو بار مردہ رکھا (یکبار قبل تولد جبکہ حالت جمادیت میں تھے جسمیں جان متعارف نہیں ہوتی اور دوسری بار جس کو سب موت کہتے ہیں) اور دو بار زندگی دی (ایک دنیا کی زندگی دوسری آخرت کی وہذا کقولہ تعالیٰ کنتم امواتا الآیۃ چنانچہ حالتین ہوئیں گو ان میں انکار ایک ہی کا تھا اور اسی کا اقرار اس وقت مقصود ہی لیکن بقیہ تین حالتیں اسلئے ذکر کردیں کہ وہ یقینی تھیں پس مقصود یہ ہوگا کہ یہ رابعہ بھی مثل ان ہی ثلثہ کے متیقن و متحقق ہے) سو ہم اپنی خطاؤں کا جسمیں اصل انکار بعث ہے اور باقی اسکے فروع) اقرار کرتے ہیں تو کیا (یہاں سے) نکلنے کی کوئی صورت ہے (کہ دنیا میں پھر جا کر ان خطاؤں کا تدارک کریں کقولہ تعالیٰ ھل الی مرد من سبیل قولہ فارجعنا نعمل صالحا جواب ارشاد ہوگا کہ تمہارے نکلنے کی کوئی صورت نہیں بلکہ ہمیشہ یہیں رہنا ہوگا اور) وجہ اسکی یہ ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا (یعنی توحید کا ذکر ہوتا تھا) تو تم انکار کیا کرتے تھے اور اگر اُسکے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے (کقولہ تعالیٰ اذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت (الخ) سو (اب) یہ فیصلہ اللہ کا (کیا ہوا) ہے جو عالیشان (اور) بڑی رتبہ والا ہے (یعنی چونکہ حق تعالیٰ کے علو و کبریا کے اعتبار سے یہ جرم عظیم تھا اسلئے فیصلہ میں عقوبت بھی عظیم تجویز ہوئی یعنی خلود) ربط اوپر شروع کی آیتوں میں جو توحید و تمدید کا مضمون ہے اگلے پھر اسی طرف عود ہے و نیز متصلا اوپر ہا فادعی اللہ الخ میں بسبب عطف کا شرک کے مذکور ہے اگلے مضمون سے بھی تقریر ہو گئی ۔

توحید مع التہدید هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَن يُنِيبُ ۝ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝

اللغۃ قولہ لمقت اللہ الخ اذ ظرف فیہ و ہی فی زمن المقت الاول والمعنی لمقت اللہ تعالیٰ انفسکم فی الدنیا اذ تدعون الی الایمان فتکفرون اشد من تمقتکم ایاہا الیوم واضعف فی النار فرمان المقتین فمختلف وکون زمان الاول الدنیا والثانی الآخرۃ مروی عن الحسن اخرجہ عبد بن حمید وابن المنذر عن مجاہد ۔ واعترض علیہ بانہ یفصل بین المصدر و مافی صلتہ باجنبی ہو الخبر فی المالی ابن الحاجب لانہ ظرف متسع فیہ کذا فی الروح قلت ونظیرہ التراکیب من ترجمتی بوضع اللہ تعالیٰ وکذا کما یجئ وکذا ایعلی ہی اخبار لہو المقدر او ہو فی الذی یریکم فالمقصود ہہنا الکلام لتقدیر صفات الکمال للہ تعالیٰ فلا حاجۃ الی التکلف فی ربط قولہ تعالیٰ یلقی الروح الخ بقولہ الطلیعی لکن لا فاضل یتکلم

البلاغۃ قولہ امتنا فی الروح والاماتۃ وان کانت حقیقۃ فی تصییر الحیوۃ معدومۃ لبدن کانت موجودۃ فتکون من باب المجاز کما تراہ فی ضیق فم الرکیۃ وفی الآیۃ یقال جوہم المجاز لسلامۃ المعنی بہ عن المحذور والمجاز ۱۲

الکلام قولہ امتنا الخ فیہ دلیل علی بطلان التناسخ لان القائلین بہ یقولون کون کل من الاجیاء والاموات فاستطہم فضلا من اثنتین ۱۲

لغات الترجمہ

لہ تو قبل ذلکم کو کئی جگہ نہیں لکھا رہ لے ان الجواب ہو لاسبیل لے الخروج وقولہ ذلکم الخ دال علیہ قائم مقامہ ۱۲

يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ ۚ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ

جس دن سب لوگ آموجود ہونگے اُن کی کوئی بات خدا سے مخفی نہ رہیگی آج کے روز کس کی حکومت ہوگی - بس اللہ ہی کی ہوگی جو یکتا غالب ہے آج ہر شخص کو اُسکے کئے کا بدلا دیا جائیگا

لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا

آج کچھ ظلم نہوگا اللہ تعالے بہت جلد حساب لینے والا ہے اور آپ اُن لوگوں کو ایک قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرایئے جبکہ دہشت کے مارے کلیجے منہ کو آجاویں گے گھٹ گھٹ جاویں گے ظالموں کا نہ کوئی دلی دوست ہوگا نہ کوئی

شَفِيعٍ يُطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَقْضُونَ

نہ کوئی سفارشی ہوگا جسکا کہا مانا جائے - وہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور اُنکو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں - اور اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیگا اور خدا کے سوا جنکو یہ لوگ پکارا کرتے ہیں وہ کسی طرح کا بھی فیصلہ

ع ۲ ۱۱ ۷

بِشَيْءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا

نہیں کرسکتے - اللہ ہی سب کچھ سننے دیکھنے والا ہے کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا کیسا انجام ہوا وہ لوگ

أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۖ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ

قوت اور اُن نشانوں میں جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں ان سے بہت زیادہ تھے سو اُن کے گناہوں کی وجہ سے خدا نے اُن پر مواخذہ فرمایا اور اُن کا کوئی خدا سے بچانے والا نہوا - یہ اس سبب سے ہوا

تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

کہ اُن کے پاس رسول واضح دلیلیں لے کر آتے رہے پھر اُنہوں نے نہ مانا تو اللہ تعالے نے اُن پر مواخذہ فرمایا - بیشک وہ بڑی قوت والا سخت سزا دینوالا ہے

ملحقات الترجمة

لہ تو قبل دوکرہ سلمان ہوجاوے - اشارہ بالی ان کو لکھا ولو کرہ الکافرون لیست تزیتہ تو یتہ علے ان الخطاب فی فاہوا اللہ لایتین خاصۃ بل تعم ان الخطاب للکفار وامروا بالاسلام فیتستی علیہ قولہ ولو کرہ الکافرون ۱۲

يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ ۚ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۖ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

ہی (تاکہ اُن سے توحید پر استدلال کرو) اور (وہی ایسا ہے جو) آسمان سے تمہارے لئے رزق بھیجتا ہے (یعنی بارش کرتا ہے جس سے رزق پیدا ہوتا ہے یہ بھی منجملہ مذکورہ نشانیوں کے ہے) اور (ان نشانیوں سے) صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو (خدا کی طرف) رجوع (کرنے کا ارادہ) کرتا ہے (کیونکہ قصد رجوع سے غور تامل کرتا ہے اور تامل سے حق تک پہنچ جاتا ہے) سو (جب تو توحید کے دلائل قائم ہیں تو تم لوگ (کفر و شرک کو چھوڑ کر) خدا کو خالص اعتقاد کرکے (یعنی توحید کے ساتھ) پکارو (اور مسلمان ہوجاؤ) گو کافروں کو ناگوار (ہی کیوں نہ) ہو وہ کہ (بڑے اعلیٰ درجے کا) عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسپر چاہتا ہے وحی (یعنی اپنا حکم بھیجتا) ہے تاکہ وہ (صاحب وحی لوگوں کو) اجتماع کے دن سے (یعنی قیامت کے دن سے) ڈرائے جس دن سب لوگ (خدا کے سامنے) آموجود ہونگے (اور) اُنکی بات خدا سے مخفی نہ رہیگی آج کے روز کسکی حکومت ہوگی بس اللہ ہی کی ہوگی جو یکتا (اور) غالب ہے آج ہر شخص کو اُسکے کیے (ہوئے) کا بدلا دیا جاویگا آج (کسی پر) کچھ ظلم نہوگا اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے اور (جیسا سب پیغمبروں کو اُس دن سے ڈرانیکا حکم ہوا ہے ہمارے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اسی طرح آپ بھی اُسکے مامور ہیں پس) آپ (بھی) ان لوگوں کو ایک قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرایئے جبکہ دہشت کے مارے کلیجے منہ کو آجاویں گے (گھٹ گھٹ جاویں گے) (اُس روز) ظالموں (یعنی کافروں) کا نہ کوئی دلی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جسکا کہا مانا جاوے (اور) وہ (ایسا ہے کہ) آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور اُن (باتوں) کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں (جن کو دوسرے نہیں جانتا بمقتضائے اسکی تمام اعمال عباد کا احاطہ علمیہ ہے جسپر مجازاۃ موقوف ہے) اور (چونکہ) اللہ تعالیٰ (کا علم اور جمیع صفات کامل ہیں اسلئے وہ) ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیگا اور خدا کے سوا جنکو یہ لوگ پکارا کرتے ہیں وہ کسی طرح کا بھی فیصلہ نہیں کرسکتے (کیونکہ) اللہ ہی سب کچھ سننے والا (اور) کچھ دیکھنے والا ہے (اسی طرح ہیں اور بھی صفات کمال ہیں اور دوسرے معبودان صفات کمال سے عاری ہیں اسلئے اُنکے سوا کوئی فیصلہ بھی نہیں کرسکتا اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک عجز و نادا کا نصرت سے دوسرے نفی شرکت کی

اللغات الآزفة من زف یزف القرب وصف بہ القیامۃ لانہا آتیۃ لا محالۃ - خائنۃ صفۃ للنظرۃ او جعل النظرۃ خائنۃ مجازی او ہو مصدر کالکاذبۃ والعافیۃ ای خیانۃ الاعین ۱۲

النحو کاظمین حال من اصحاب القلوب علے المعنی فان ذکر القلوب یدل علے ذکر اصحابہا ۱۲

البلاغۃ اذا القلوب الخ کنایۃ عن شدۃ الخوف او رشاتام - قولہ یطاع المراد نفی الصفۃ والموصوف ۱۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ

اور ہمنے موسے کو اپنے احکام اور کھلی دلیل کے ساتھ فرعون اور ہامان　　اور قارون کے پاس بھیجا تو ان لوگون نے کہا کہ یہ جادوگر جھوٹا ہے　　پھر جب وہ لوگون کے پاس دین حق

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

جو ہماری طرف سے تھا لیکر آئے تو انلوگون نے کہا کہ جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لے آئے ہین اُن کے بیٹون کو قتل کرڈالو۔ اور ان کی لڑکیون کو زندہ رہنے دو اور ان کا فروں کی تدبیر محض بے اثر رہی اور فرعون نے کہا

ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّىْ عُذْتُ

کہ مجھکو چھوڑو میں موسے کو قتل کرڈالون اور اس کو چاہیے کہ اپنے رب کو پکارے۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ تمہارا دین بدل ڈالے　　یا ملک مین کوئی خرابی پھیلادے　　اور موسیٰ نے کہا کہ مین

بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ

اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہون ہر خود دماغ شخص سے جو روز حساب پر یقین نہین رکھتا۔ اور ایک مؤمن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھے اپنا ایمان پوشیدہ رکھتے تھے کہا کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل

رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ

کرتے ہوکہ تمہارا پروردگار اللہ ہی حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے دلیلین لیکر آیا ہی اور اگر وہ جھوٹا ہی ہوتو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوتو وہ جو کچھ تمہین کوئی کر رہا ہی اس مین سے کچھ تو تم پر پڑے گا

اور یہ لوگ جو ایسے مضامین مجازاۃ و مکافات کے سُن کر کفر و شرک کے موجب سزا ہونے سے انکار کرتے ہین تو) کیا ان لوگون نے ملک مین چل پھر کر نہین دیکھا کہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہوگذرے ہین (اس کفر کی بدولت) اُن کیسا انجام ہوا وہ لوگ قوۃ اور اُن نشانون مین جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہین (مثل عمارات وغیرہ) ان (موجودین) سے بہت زیادہ تھے سو ایسے گناہونکی وجہ سے (کہ اشد درجہ انمین کفر تھا) خدا نے اُن پر (عذاب) گرفتاری (یعنی عذاب نازل کیا) اور اُن کا کوئی خدا کے عذاب) سے بچانیوالا نہوا۔ اگے اُن ذنوب کی تفصیل ہوکہ (یہ مؤاخذہ

اس سبب سے ہوا کہ انکے پاس اُنکے رسول واضح دلیلین (یعنی معجزات کہ دلائل نبوت ہین) لیکر آتے رہے پھر انھون نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر مؤاخذہ فرمایا بیشک وہ بڑی قوت والا سخت سزا دینے والا ہی (پس جب علت مواخذہ کی کفر و شرک ہی جو ان مین بھی مشترک ہی پھر یہ مواخذہ سے کیسے مامون ہین خواہ دارین مین خواہ دار آخرت مین ف رفیع الدرجت کے حسب قول خازن وغیرہ دو معنی ہوسکتے ہین ایک رافع الدرجت اس صورت مین رسالت اور بعثت کے مضمون سے اسکو مناسبت ہوگی کہ وہ کسی کا درجہ رسالت تک بڑھا دیتا ہی جیسا آگے ہی یلقی الروح الخ اور اسی طرح قیامت مین اہل عمل کو مختلف درجات عطا فرماویگا جیسا دوسری جگہ ارشاد ہی ھم درجات عند اللہ اور دوسرے معنی مرتفع الدرجات یعنی عظیم الصفات پس درجات کا باعتبار المجازی صفات پر اطلاق ہوگا کیونکہ معنی حقیقی اسکے مصاعد و معارج کے ہین۔ اور قیامت کو یوم الاجتماع کہنا ظاہر ہی کہ سب خلایق اسمین مجتمع ہونگے۔ اور در منثور مین لمن الملک فرمانا دو بار مروی ہوا ایک بعد نفخۂ اولیٰ کے بعد سب کے فنا کے دوسرا بعد نفخۂ ثانیہ کے قبل شروع حساب کے روی الاول فی قولہ تعالیٰ ونفخ فی الصور فصعق الخ وروی الثانی فی ھذہ الآیات لیکن قرآن مجید کی تفسیر ان روایات پر موقوف نہین ظاہر متبادر مدلول قرآنی یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہان اس منذر کی حکایت نہین بلکہ تکلم کے وقت بالفعل اُس یوم کو حاضر فرض کرکے بطور استفہام تقریری کے سوال کرکے جواب ارشاد فرماتے ہین اور اس فرض کی وجہ سے یوم سنذ کی جگہ الیوم فرمایا کافی قولہ تعالیٰ فالیوم الذین اٰمنوا من الکفار یضحکون پس آیت نہ اس روایت کو مقتضی ہی نہ اُسکی نافی ہی اسلئے دونہ ہم تلازم اثبا ہم تنافی و تزاحم۔ اور الآزفۃ مین قیامت کو قریب اسلیئے کہا کہ روزانہ قریب ہوتی جاتی ہی ربط اور پر بالجملہ منکرین حق توحید و رسالت کی تہدید کے ضمن مین کفار کا خلاف وعناد مذکور ہی جو منظنہ ہی حزن رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا آگے تسلیہ رسول کے لئے و فیہ تائید تہدید منکرین توحید و رسالت کے لئے قصہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور دونون کے اتباع کا مذکور ہوتا ہے۔

قصہ موسیٰ علیہ السلام با فرعون و اتباع ہردو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ

النحو ان یقول بتقدیر اللام ای لان یقول ۱۲	قولہ وان یک الخ فیہ مبالغۃ فی التحذیر فانہ اذا حذرہم من اصابۃ بعض الاقاویل مخوفۃ فما بال الکل واظہار للانصاف وعدم التعصب ولذا اقدم احتمال کونہ کاذبا ۱۲
البلاغۃ	

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ

اور تحقیق ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہونچاتا جو حد سے گذر جانے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔ اے میری بھائیو آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ اس سرزمین میں تم حاکم ہو۔ سو خدا کے عذاب میں ہماری کون مدد کریگا اگر

جَاءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ

وہ ہم پر آپڑا۔ فرعون نے کہا کہ میں تو تم کو وہی رائے دیتا ہوں جو خود سمجھ رہا ہوں اور میں تم کو بھی بہتر مصلحت بتلاتا ہوں۔ اور اس مومن نے کہا صاحبو مجکو تمہاری نسبت اور اوگنوں کے سے

مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۝ مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ ۝ وَيَا قَوْمِ

روز بد کا اندیشہ ہے جیسا قوم نوح اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں کا حال ہوا تھا اور خدا تعالے تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا اور صاحبو

إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ ۖ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ وَلَقَدْ

مجکو تمہاری نسبت اس دن کا اندیشہ ہے جس میں کہ ندا میں ہونگی جس روز پشت پھیر کر لوٹو گے۔ تم کو خدا سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو خدا ہی گمراہ کرے اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔ اور

جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ

اسکے قبل تم لوگوں کے پاس یوسف دلائل لیکر آچکے ہیں۔ سو تم ان امور میں بھی برابر شک ہی میں رہے جو وہ تمہارے پاس لیکر آئے تھے حتی کہ جب انکی وفات ہوگئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ اس اب اللہ تعالی کسی رسول کو نہ بھیجیگا

كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ ۝ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ

اسی طرح اللہ تعالے آپے سے باہر ہوجانے والوں شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو غلطی میں ڈالے کہتا ہو جو بلا کسی سند کے انکے پاس موجود ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے نکالا کرتے ہیں۔ اس سے خدا تعالی کو بھی بڑی نفرت ہوا

الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ

مومنین کو بھی اور اسی طرح اللہ تعالے ہر مغرور جابر کے پورے قلب پر مہر کر دیتا ہے اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ شاید میں آسمان پر چڑھنے

أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ۚ وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ

راہوں تک پہونچ جاؤں پھر موسی کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو موسی کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔ اور اسی طرح فرعون کی بد کرداریاں اس کو مستحسن معلوم ہوئی تھیں اور رستہ سے روک گیا۔

وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۝ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ ع ۱۰ ۹

اور فرعون کی تدبیر غارت ہی گئی اور اس مومن نے کہا کہ اے بھائیو تم میری راہ پر چلو میں تم کو ٹھیک رستہ بتلاتا ہوں

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۝ مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ ۝ وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ ۖ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ ۝ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ ۝ أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ۚ وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۝ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝

اللغات تباب خسارہ وہلاک ۱۲

النحو کبر راجع الی الجدال ۱۲

البلاغۃ قولہ ان جاءنا نظم نفسہ فی سلکہم دنیا بسوء رہم من مجیء باس اللہ تعالی قطعیا تعلیما لہم وایذانا بانہ مناط لہم رساع فی تحصیل مایجدیہم ودفع مایردیہم سعیہ فی حق نفسہ لیتا ثروا بنصحہ ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ علی کل قلب بتنوین قلب ودونہ وحتی کرا القلب نکر صاحبہ وبالعکس وکل علی القرائتین یعم الضلال جمیع القلب لامعہم القلب کذا فی الجلالین ۱۲

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ز وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ

اے بھائیو یہ دنیوی زندگانی محض حظ چند روزہ ہے اور ٹھیرنے کا مقام تو آخرت ہے جو شخص گناہ کرتا ہو اُس کو تو برابر سزا ہی بدلا ملتا ہو اور جو نیک کام

صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى

کرتا ہو خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو ایسے لوگ جنت مین جاوین گے وہان بے حساب اُن کو رزق ملیگا اور اے میرے بھائیو یہ کیا بات ہو کہ مین تو تم کو نجات کیطرف

النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝

بلاتا ہون اور تم مجکو دوزخ کیطرف بُلاتے ہو۔ تم مجکو اس بات کی طرف بُلاتے ہو کہ مین خدا کے ساتھ شرک کرون اور ایسی چیز کو اُسکا ساجھی بناؤن جسکی میرے پاس کوئی بھی دلیل نہین اور مین تم کو خدا ئے زبردست خطابخش کیطرف بلاتا ہون

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝

یقینی بات ہو کہ جس چیز کیطرف مجکو بُلاتے ہو وہ نہ تو دُنیا ہی مین پکارے جانے کے لائق ہے اور نہ آخرت ہی مین اور ہم سب کو خدا کے پاس جانا ہے اور جو لوگ دائرہ سے نکل رہے ہین وہ سب دوزخی ہونگے۔

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا

سو آگے چل کر تم میری بات کو یاد کروگے۔ اور مین اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہون خدا تعالیٰ سب بندون کا نگران ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اُس کو اُن لوگون کی مضرت تدبیرون سے محفوظ رکھا۔ اور

بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۡ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝

فرعون والون پر سوذی عذاب نازل ہوا۔ وہ لوگ صبح وشام آگ کے سامنے لائے جاتے ہین اور جسروز قیامت قائم ہوگی فرعون والون کو بنایت سخت آگ مین داخل کرو

ملتقطات الترجمة

لہ تورثی فلما جاءهم عام اخبار وشارہ لے ان الضمیر المفعول عام للذکورین وغیرہم توجیها للخبار لان المبنی للمال للذکورین لم یکن متعقبا لعتوہم ساحرکذاب بل کان متعقبا علیہ ۱۲

اللغات

قولہ لاجرم حقا ابن کثیر من السدی وابن جریر قولہ دعوۃ اللام للاستحقاق ای لایستحق لہ دعوۃ لانی ادعوہ فی الحوائج والانی الآخرۃ بالضرورۃ ودفع العذاب ۱۲

البلاغة

قولہ ویقوم مالی ادعوکم کرر ندا ہم ایقاظا لہم عن سنۃ الغفلۃ واہتماما بالمنادی لہ ومبالغۃ فی

قولہ بغیر حساب علی ما یقال یعطون ثوابہ دون ترک العطف فی الندا الثانی وہو یا قوم انما ہذہ الحیوۃ الدنیا الخ لانہ تفصیلا لاجمال فی الندا اوقبل من الہدایۃ الی سبیل الرشاد ولم یترک فی ہذا الندا الثانیۃ لیس ذلک الشانیۃ لان تحقیق انہ اداۃ الرشد ونحم مضلون ویمنی لک من تفسیر البلاغۃ فی شیٔ۔ قولہ العزیز الغفار فی الصفتین تخویف وترجیۃ ۱۲

شاید اسلئے قتل کی رائے نہ دی ہوگی کہ اسکو مصلحت ملکی کے خلاف سمجھا ہوگا کہ عام چرچا ہوگا کہ ایک بے سروسامان شخص سے ڈر گئے اور یا یہ کہنا بطور تمویہ کے ہے کہ عام سننے والے سمجھیں کہ ابتک توقف قتل میں مشیروں کے روکنے کے سبب سے گو واقع میں قتل پر جرأت نہ ہونے کا سبب نزول بلائے آسمانی کا خوف ہو کیونکہ دلیل و معجزات سے یقین ہو ہی گیا تھا کما قال تعالیٰ وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم اور اسیطرح دلیل عقلیہ کہنا اظہار جلادت کیلئے ہو گو دل اندر سے تھرا رہا ہو) اور موسیٰ (علیہ السلام) جو یہ بات سُنی خواہ بالمشافہہ سُنا ہو یا بواسطہ تو اُنھوں) نے کہا میں اپنے اور تمہارے (یعنی سب کے) پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر خردماغ شخص (کے شر) ہی جو روز حساب پر یقین نہیں رکھتا (اور اسلئے حق کا مقابلہ کرتا ہی پہلی صورت یعنی بالمشافہہ سننے میں (بکر کا خطاب فرعون وغیرہ کو ہوگا اور من کل متکبر میں وضع مظہر موضع مضمر ہوگا اور اسکا ایسا مضمون ہوگا جیسا دوسری آیت میں ہی (ربی وربکم من کل متکبر) اور دوسری صورت میں کم کا خطاب مبلغین خبر کو ہوگا اور ایسا مضمون ہوگا جیسا اور آیت میں ہی قال موسیٰ استعینوا باللہ واصبروا) اور (اُس مجلس مشورہ میں) ایک مومن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھے (اور ابتک) اپنا ایمان پوشیدہ رکھتے تھے (یہ مشورہ سنکر کو گونسی) کہا کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہی میرا پروردگار اللہ ہی حالانکہ وہ تمہارے رب کیطرف سے (اپنی دعویٰ پر) دلیلیں (بھی) لیکر آیا ہی (یعنی معجزات بھی دکھلاتا ہی جو دلیل ہی صدق دعویٰ نبوت اور مامور من اللہ تبلیغ التوحید ہونیکی اور دلیل موجہ دہوتے ہوئے صاحب دلیل کی مخالفت کرنا اور مخالفت بھی اس وجہ کی کہ قتل کا قصد کیا جاوے نہایت نازیبا ہی اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہی ہو تو اُسکا جھوٹ اُسی پر پڑیگا (اور آپ ہی مخذول من اللہ ہوگا قتل کرنے کی کیا ضرورت) اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشین گوئی کر رہا ہی کہ ایمان نہ لانیکی صورت میں ایسا ایسا عذاب ہوگا کما قال تعالیٰ انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی) اُسمیں کچھ تم پر (ضرور ہی) پڑیگا (تو اس صورت میں قتل کرنیسے اور زیادہ بلا اپنے تئیں لینا ہی غرض اسکے کذب کی صورت میں قتل فضول اور صدق کی صورت میں مضر پھر ایسا فعل کیوں کیا جاوے اور قاعدہ کلیہ ہی کہ) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہونچاتا جو (اپنی) حد سے گذر جانیوالا (اور) بہت جھوٹ بولنے والا ہو (یعنی برائے چندے اُسکی بات چل جاوے مگر انجام اس اسراف اور کذابیۃ کا خذلان اور سرمان ونا کامی ہی پس اس قاعدۂ کلیہ کے اعتبار سے اگر موسیٰ علیہ السلام بالفرض کاذب نکلیں تو بوجہ اسکے کہ جھوٹا دعویٰ نبوت کا حد درجہ کا اسراف اور کذب ہی ایسے کاذب کو اگر مقہور و ہلاک نہ کیا جاوے تو تلبیس علی الخلق لازم آتی ہی اور یہ عقلاً حق تعالیٰ سے منفی ہی لامحالہ یہ مغلوب و مخذول ہونگے پھر حاجت قتل کیا اور اگر صادق ہیں تو تم لوگ بیقین کاذب ہو اور کذب میں مسرف بھی ہو کہ مدعی الوہیت فرعونیہ ہو اور مسرف کذاب کو کامیابی ہوتی نہیں پس تم لوگ قتل میں کامیاب نہ ہوگے یا تو قدرت نہ ہوگی یا اُسکا اخیر نتیجہ مُرا ہوگا بہرحال دونوں مقدمہ کا مقتضا یہی ہوا کہ انکو قتل نہ کیا جاوے اور اسپر شبہہ نہ کیا جاوے کہ پھر اس تقریر سے تو کسی مفسد کو قتل نہ کیا جاسکے جواب یہ ہی کہ یہ تقریر اُس صورت میں ہی جہاں کاذب یا صادق ہونے میں شبہہ ہو اور معجزات سے اقل درجہ احتمال صدق کا ضرور تھا اور جہاں دلائل قطعیہ سے کذب متیقن ہو وہاں یہ تردید نہیں ہی اور گو اس مومن کو موسیٰ علیہ السلام کے صدق کا پورا یقین تھا مگر اس طرز سے گفتگو کرنا تلطیف فی الدعوت اور تدریج فی الہدایۃ ہی آگے بھی اسی قتل سے روکنے کے متعلق (یہ کہ) اے میرے بھائیو آج تو تمہاری سلطنت ہی کہ اس سرزمین میں تم حاکم ہو سو خدا کے عذاب میں ہماری کون مدد کریگا اگر (انکے قتل کرنے سے) وہ ہم پر آپڑا (جیسا کہ احتمال صدق میں اسکا احتمال ہی) فرعون نے (بتقریر شکر جواب میں) کہا کہ میں تو تم کو وہی رائے دونگا جو خود سمجھ رہا ہوں (کہ انکا قتل ہی مناسب ہی) اور میں تم کو عین طریق صلحت بتلاتا ہوں اور اُس مومن نے (جب دیکھا کہ نصیحت میں نرمی اور رعایت خیال مخاطب یعنی تلطیف کا کام نہیں چلتا تو تہدید و تخویف سے کام لیا اور) کہا صاحبو مجکو تمہاری نسبت اور امتوں کے سرو زبد کا اندیشہ ہی جیسا قوم نوح اور عاد و ثمود اور اُنکے بعد والوں (یعنی قوم لوط وغیرہ) کا حال ہوا تھا اور خدا تعالیٰ تو بندوں پر کبھی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا (لیکن جب تم سرکشیں ہی ایسی کروگے تو ضرور ہی اپنی سزا کو پہنچوگے اور (یہ تہدید بھی عذاب دنیا سے آگے تہدید ہی عذاب آخرت سے کہ) صاحبو مجکو تمہاری نسبت اُس دن کا اندیشہ ہی جس دن کثرت سے ندائیں ہونگی (یعنی وہ دن مشتمل ہے واقعات عظیمہ پر کیونکہ ندا ؤں کی کثرت واقعات کے عظیم ہونے میں ہوتی ہی چنانچہ سب سے اول ندا نافخ صور کی ہوگی جس سے مردے زندہ ہونگے قال تعالیٰ یوم ینادالمناد من مکان قریب یوم یسمعون الصیحۃ بالحق ایک حساب کے لیے ندا ہوگی قال تعالیٰ یوم ندعوا کل اناس بامامہم ایک تنادی باہم اہل جنت و اہل نار میں ہوگی قال تعالیٰ فی الاعراف ونادی اصحاب الجنۃ الخ ونادی اصحاب الاعراف الخ ونادی اصحاب النار الخ ایک ندا اخیر میں وقت ذبح موت کے ہوگی جیسا حدیث میں ہی یا اھل الجنۃ خلود ولا موت ویا اھل النار خلود ولا موت۔ اور آگے اُس دن کی ایک اور حالت بیان کی گئی ہے کہ) جس روز (موقف حساب سے) پیٹھ پھیر کر (دوزخ کی طرف) لوٹوگے (کذا فسر البغوی اور اُسوقت) تمکو خدا کے عذاب سے کوئی بچانیوالا نہوگا اور (یہ مضمون بدرجہ غایت مقتضی ہدایت ہی لیکن) جسکو خدا ہی گمراہ کرے اُسکا کوئی ہادی نہیں اور آگے توبیخ ہی اسپر کہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور پیغمبر بھی تکذیب کر چکے ہیں یعنی) اسکے قبل تم لوگوں کے پاس یوسف (علیہ السلام) دلائل (توحید و نبوت کے) لیکر آچکے ہیں (یعنی اسی قوم قبط میں جنمیں تم بھی ہو اور آبا و اسلاف سے تم تک بھی اُنکی خبر متواتر آپہونچی ہی) سو تم اُن امور میں بھی برابر شک (و انکار) ہی میں رہے جو وہ تمہارے پاس لیکر

آئے تھے حتی کہ جب آپکی وفات ہوگئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ بس اب اللہ تعالیٰ کسی رسول کو نہ بھیجے گا یہ قول بطور شرارت کے تھا مطلب یہ کہ اول تو یوسف بھی رسول نہ تھے اور اگر بالفرض تھے بھی تو جب ایک کو نہ مانا تو اللہ میاں کہینگے کہ دوسرے کو بھیجنا کیا ضرور تو ہیشہ کے لیے یہ جھگڑا پاک ہو گیا مقصود اصلی اس سے نفی مسئلہ رسالت کی ہے جیسا کہ اگلے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اس مسئلہ میں تم غلط کار ہو) اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ سے باہر ہو جانیوالوں (اور) شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو غلطی میں ڈالے رکھتا ہے جو بلا کسی سند کے کہ انکے پاس موجود ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں اس (کج بحثی) سے خدا تعالیٰ کو بھی بڑی نفرت ہے اور مؤمنین کو بھی اور (جسطرح تمہارے دونوں پر مہر لگا رکھی ہے) اسیطرح اللہ تعالیٰ ہر متکبر[1] جابر کے پورے قلب پر مہر کر دیتا ہے (کہ اُسمیں اصلاً گنجائش حق فہمی کی نہیں رہتی۔ یہ تقریر تھی اُن مؤمن بزرگ کی اور اس تقریر کو اُن بزرگ کا ایمان جانتا رہا خواہ اول تقریر سے خواہ بعد کی تقریر سے یا قولہ انی اخاف علیکم مثل یوم الاحزاب اور ظاہر شق اول ہے لقولہ تعالیٰ ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات الخ اور ان یک کاذبا الخ وغیرہ سو شق ثانی کا شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ مقصود اس سے تلطیف ہے نہ کہ تمان) اور فرعون نے (جو یہ تقریر لاجواب سُنی تو اُس مؤمن کو تو کچھ جواب نہ سکا اپنی جہالت قدیمہ پر بزعم خود حجت قایم کرنے کیلیے ہامان سے) کہا اے ہامان میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ (میں اُس پر چڑھکر دیکھونگا) شاید میں آسمان پر جانے کی راہوں تک پہنچ جاؤں پھر وہاں جاکر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو موسیٰ کو (اس دعویمیں کہ اور خدا ہے) جھوٹا ہی سمجھتا ہوں (پھر خدا کو معلوم محل بنایا نہیں بنا) اور آگے بطور تلخیص کے فرعون کی مجموعی حالت کی مذمت ارشاد ہے کہ اسی حماقت پر کیا منحصر ہے اسیطرح فرعون کی (اور) بدکرداریاں بھی (اُسکو مستحسن معلوم ہوئی تھیں اور (سیدھے) رستہ سے روک گیا اور (موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں) اُسکی بڑی تدبیریں کی گئیں (فرعون کی (سب) تدبیر غارت ہی گئی (اور کسی میں کامیاب نہ ہوا) اور اُس مؤمن نے (جب دیکھا کہ فرعون سے کوئی معقول جواب نہیں بن پڑتا تو پھر کر) کہا کہ اے بھائیو تم میری راہ پر چلو میں تمکو ٹھیک ٹھیک رستہ بتلاتا ہوں (یعنی سبیل ارشاد و میرا بتلایا ہوا رستہ ہے نہ کہ فرعون کا جیسا اُسنے کہا تھا ما اھدیکم الا سبیل الرشاد) اے بھائیو یہ دنیوی زندگانی محض ... چند روزہ ہے اور (اصل) ٹھیرنے کا مقام تو آخرت ہے (جہاں جزا کا یہ قانون ہے) جو شخص گناہ کرتا ہے اُسکو تو برابر سرابر ہی بدلا ملتا ہے اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو ایسے لوگ جنت میں جاوینگے (اور) وہاں بے حساب مکور رزق ملیگا اور (قوم کے حال یا قال سے اُس مؤمن کو معلوم ہوا کہ میری باتوں پر متعجب ہیں اور خود مجھ ہی کو اپنے طریقہ کفریہ کی طرف بُلانا چاہتے ہیں اسلیے یہ بھی کہا کہ) اے میرے بھائیو یہ کیا بات ہے کہ میں تو تمکو (طریق) نجات کیطرف بلاتا ہوں اور تم مجھکو (طریق) دوزخ کیطرف بلاتے ہو (افی تم مجھکو اس بات کیطرف بُلاتے ہو کہ (توبہ توبہ) میں خدا تعالیٰ کے ساتھ کفر کروں اور ایسی چیز کو اُسکا ساجھی بناؤں جس کے ساجھی ہونے) کی میرے پاس کوئی بھی دلیل نہیں (بلکہ واقع میں بھی کوئی دلیل نہیں بلکہ اُسکے خلاف پر دلیلیں قائم ہیں) اور میں تمکو خدائے زبردست غفار بخش کیطرف بلاتا ہوں یقینی بات ہے کہ تم جس چیز کی عبادت کی طرف مجھکو بلاتے ہو وہ نہ تو دنیا ہی میں کسی حاجت دنیویہ کیلیے پکارے جانیکے لائق ہے اور نہ رفع عذاب کے لیے) آخرت ہی میں (کیونکہ حق دعوت کے لیے علم و قدرت علی الکمال شرط ہے اور شرط مفقود ہے) اور (یقینی بات ہے کہ) ہم سب کو خدا کے پاس جانا ہے اور (یقینی بات ہے کہ) جو لوگ دائرہ (عبودیت) سے نکل رہے ہیں (جیسے عابدین غیر اللہ) وہ سب (وہاں جاکر) دوزخی ہونگے سو (اب میرے کہنے) تمہارے جی کو نہیں لگتا مگر (آگے چلکر تم میری بات کو یاد کروگے اور آثار یا کلمات سے قوم کی طرف سے کچھ دھمکی معلوم ہوئی ہوگی کذا فی المعالم اور کم از کم شبہہ تو ضرور ہی تھا اسلیے اُس مؤمن نے یہ بھی کہا کہ میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد (اور حوالہ کرتا ہوں خدا تعالیٰ عیبوں کا (خود) نگراں ہے (میں تم سے اصلا نہیں ڈرتا) پھر خدا تعالیٰ نے اُس (مؤمن) کو اُن لوگوں کی مضرت دہی سے محفوظ رکھا (تفصیل نظر سے نہیں گذری کہ فرعونیوں نے اُسکے واسطے کیا تدبیر سوچی ہوگی بہرحال وہ محفوظ رہا چنانچہ حسب قول قتادہ اُسکو بھی موسیٰ علیہ السلام کیساتھ غرق سے نجات ہوئی کذا فی الدر) اور فرعون والوں پر (رمع فرعون کے) موذی عذاب نازل ہوا (جسکا آگے بیان ہے کہ) وہ لوگ (برزخ میں) صبح و شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں (اور اُنکو بتلایا جاتا ہے کہ تم قیامت کے روز اسمیں داخل ہوگے) اور جسروز قیامت قایم ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو (رمع فرعون کے) نہایت سخت عذاب میں داخل کرو (چنانچہ وہ داخل ہونگے اور مراد اس سے دوزخ ہے اور پھر دوزخ کا بھی سخت طبقہ اور برزخ میں اُس آگ کا صرف معائنہ و فرق بین الوصول اثر ہے اور جس آگ سے برزخی عذاب ہے وہ برزخی آگ ہے خواہ اُسکی حقیقت کچھ جدا ہو یا وہ نار جہنم کا ہی اثر ہو) (تحقیق عمر جتنے نہ بننے کی سورۂ قصص میں گذر چکی ہے اور اخیر کی آیتوں سے عذاب برزخ ثابت ہوتا ہے اسپر ابن کثیر نے ایک سوال و جواب لکھا ہے سوال یہ کہ یہ آیت مکیہ ہے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں حضرت عائشہ رضی نے کسی یہودیہ کو کچھ دیا تو اُسنے دعا دی کہ تمکو خدا تعالیٰ عذاب قبر سے بچاوے حضرت عائشہ رضی نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپنے نفی فرمائی اسکے بعد فرمایا کہ ہاں مجھکو وحی سے معلوم ہوا کہ قبر میں عذاب ہوتا ہے پس جب یہ آیت مکیہ اسپر دال تھی تو آپنے نفی کیسے فرمائی اسکے کئی جواب دیئے ہیں سب سے اچھا جواب یہ ہے کہ آپنے مطلقاً نفی نہیں فرمائی تھی بلکہ مؤمنین سے نفی فرمائی تھی چنانچہ احمد کی روایت میں ہے انما یفتن یہود فی قبورھم بعد وحی کے بعد بعض مؤمنین کے لیے بھی ہونا معلوم ہوا چنانچہ اسی روایت میں ہے فبلغنا لیالی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا انکم تفتنون فی القبور اھا اور احقر کے نزدیک سہل جواب یہ ہے کہ آیت سے صرف آل فرعون کے لیے عذاب برزخی ثابت ہو دوسروں کے لیے نفی فرمائی تھی پھر وحی سے معلوم ہو گیا۔ (ربط) اوپر کفار کو جند جاوید سنائی گئی ہے شروع سورت میں فکیف کان عقاب اور انھم اصحاب النار و دوسرے رکوع میں انذرھم یوم الازفۃ الخ اور تصدیق اللہ

[1] قولہ فی متکبر ہر محذور لان المنکرۃ تعم فی الاثبات بقرینۃ المقام کما فی قولہ علمت نفس ۱۲

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝

اور جبکہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے　　تو ادنیٰ درجہ کے لوگ بڑے درجہ کے لوگوں سے کہیں گے　　کہ ہم تمہارے تابع تھے　　سو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی جزو ہٹا سکتے ہو

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ

وہ بڑے لوگ کہیں گے کہ ہم سب ہی دوزخ میں ہیں　　اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا۔ اور جتنے لوگ دوزخ میں ہونگے جہنم کے موکل فرشتوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے عاکرو کہ

عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ

کسی دن تو ہم سے عذاب ہلکا کردے　　فرشتے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لیکر نہیں آتے رہے تھے دوزخی کہینگے کہ ہاں آتے تو رہے تھے فرشتے کہینگے تو پھر تم ہی عاکرو اور کافروں کی دعا

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ ع ۵ ۱۳ ۱۰

محض بے اثر ہے　　ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جس میں کہ گواہی دینے والے کھڑے ہونگے۔ جس دن کہ ظالموں کو انکی معذرت

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝

کچھ نفع نہ دیگی اور اُن کے لیے لعنت ہوگی اور اُن کے لیے اس عالم میں خرابی ہوگی

ھذا اصحاب النار آگے اہل رکا بعد دخول نار کے بعض حال مذکور ہوتا ہی جیسا ان الذین کفروا بایاتنا فی النار میں یہی مضمون تھا اور ان اہل نار کے عموم میں آل فرعون بھی داخل ہیں جنکا قصہ یہی مذکور ہوتا ہی

بعضے از احوال کفار بعد دخول نار

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ اور وہ وقت بھی پیش نظر کرنیکے قابل ہی جبکہ کفار مکہ دوزخ میں ایکدوسرے سے جھگڑینگے تو ادنیٰ درجہ کے لوگ (یعنی تابعین) بڑے درجہ کے لوگوں (یعنی متبوعین) سے کہینگے کہ ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے سو کیا تم ہمسے آگ کا کوئی جزو ہٹا سکتے ہو (یعنی جب تم ہمسے اپنا اتباع کراتے تھے تو اب تمکو ہماری مدد کرنا چاہیے) وہ بڑے لوگ کہینگے کہ ہم سب ہی دوزخ میں (پڑے) ہیں (یعنی جیسے تم دوزخ میں ہو ہم بھی دوزخ میں ہیں اگر ہمکو کچھ قدرت مدد کرنیکی ہوتی تو اول اپنی ہی فکر کرتے جب اپنے ہی سے عذاب دفع نہیں کرسکتے تو تم سے کیا دفع کرینگے) اللہ تعالیٰ اپنی) بندوں میں (قطعی) فیصلہ کرچکا (اب اسکے خلاف محتمل نہیں اس فیصلہ میں ہم سب ساری ٹھیرے اب کیا ہوتا ہی) اور (اسکے بعد) جتنے لوگ دوزخ میں ہونگے (یعنی متبوعین و تابعین سب مل کر) جہنم کے موکل فرشتوں سے (درخواست کے طور پر) کہینگے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی دن تو ہم سے عذاب ہلکا کرے (یعنی اسکی تو کیا امید کریں کہ عذاب بالکل ہٹ جاوے یا ہمیشہ کیلئے ہلکا ہوجاوے مگر خیر ایک ہی دن کیلئے ہلکا ہوجاوے) فرشتے کہینگے کہ (یہ بتلاؤ) کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لیکر نہیں آتے رہے تھے (اور دوزخ سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتے رہے تھے دوزخی کہینگے کہ ہاں آتے تو رہے تھے (اگر ہمنے انکا کہنا نہ مانا کما قال تعالیٰ بلی قد جاءتکم نذیر فکذبنا) فرشتے کہینگے تو پھر (ہم تمہارے لیے دعا نہیں کرسکتے کیونکہ کفر کے لیے دعا کرنیکا حکم کو اذن نہیں ہی) تم ہی (اگر جی چاہے) دعا کرو اور (تمہاری دعا کا بھی کوئی نتیجہ نہو گا کیونکہ) کافروں کی دعا (حق تعالیٰ ہی سے ہو آخرت میں) محض بے اثر ہی (کیونکہ اس دعا کا اور اسکی شرط اجابت کا ایمان ہی موقع دنیا ہی میں تھا کہ دار العمل ہی یہاں کہ دار الجزا ہی عمل بیکار ہی) ف ما دعاء الکافرین کی تقریر میں جو کہا گیا کہ حق تعالیٰ سے ہو یا اسلیے کہ غیر حق تو دنیا میں بھی بے اثر ہی چنانچہ سورۂ رعد کے دوسرے رکوع میں ایسا ہی جملہ آیا ہی وہاں یہی معنی ہیں۔ اور یہ جو کہا کہ آخرت میں اس سے یہ فائدہ ہوا کہ دنیا میں کافر کی دعا قبول ہوسکتی ہی جیسا ابلیس نے عمر طویل مانگی اور منظور کی گئی **رابطہ** اوپر جا بجا بضمن تہدید منکرین حق انکا خلاف و جدال مذکور ہی جس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن بھی ہوتا تھا جیسا تمہید قصہ موسویہ میں تقریر کیگئی ہی آگے آپکا تسلیہ اخبار عن الصفوۃ سے کہ اسپر قصہ موسویہ مذکورہ کی استشہاد اور اسمیں وقوع عذاب کی تعلیل بھی ہی اور اخبار عن بنی اسرائیل سے جسمیں تسلیہ رسالت کی تائید بھی ہی۔ آور امر بالصبر والتسبیح والاستغفار سے اور آپ کے تسلیہ کے ساتھ مجادلین منکرین کو توبیخ اور انکے بعض مافیہ الجدال کے متعلق کچھ کلام ہی۔

تسلیہ رسول و توبیخ اہل ضلال و رد بعض جدال

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝

النجو فهل انتم نصیبا مفعول لما حول علیه الفعل من الدفع ومن النار بیان النصیب قوله یوما من العذاب یوما مفعول فیه ومفعول یخفف محذوف ای شیئا ومن العذاب بیان له ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اور ہم موسیٰ کو ہدایت نامہ دے چکے ہیں اور ہم نے وہ کتاب بنی اسرائیل کو پہنچائی تھی کہ وہ ہدایت اور نصیحت تھی اہل عقل کے لیے سو آپ صبر کیجیے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ

اور اپنے گناہ کی معافی مانگیے اور شام اور صبح اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے جو لوگ بلا کسی سند کے کہ ان کے پاس موجود ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے نکالا کرتے ہیں

اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ

ان کے دلوں میں نری بڑائی ہے کہ وہ اس تک کبھی پہنچنے والے نہیں سو آپ اللہ کی پناہ مانگتے رہیے بیشک وہی ہر شے کو سننے والا اور دیکھنے والا ہے یقیناً آسمان و زمین کا پیدا کرنا آدمیوں کے

مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے لیکن اکثر آدمی نہیں سمجھتے اور نابینا بینا اور وہ لوگ جو ایمان لاتے اور انھوں نے اچھے کام کیے

وَلَا الْمُسِيْۗءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ

اور بدکار برابر نہیں ہوتے۔ تم لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ قیامت تو ضرور ہی آکر رہے گی اس میں کسی طرح کا شک ہی نہیں مگر اکثر لوگ نہیں مانتے۔ اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھ کو پکارو

اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝

میں تمہاری درخواست قبول کرلونگا جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہونگے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ

هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْۗءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۝

کے قصہ سے معلوم ہوا) اور اُس روز بھی جبیں کہ گواہی دینے والے (فرشتے) جو کہ نامۂ اعمال لکھتے تھے اور قیامت کے روز اس بات کی گواہی دینگے کہ رسولوں نے عمل تبلیغ کیا اور کفار نے عمل تکذیب غرض وہ فرشتے گواہی کے لیے) کھڑے ہونگے (مراد اس سے قیامت کا دن ہے چنانچہ وہاں کی مدد کا حال بھی کفار کے مخاطب بالذات ہونے سے معلوم ہوا آگے اُس دن کا بیان ہے یعنی) جسدن کہ ظالموں (یعنی کافروں) کو اُنکی معذرت کچھ نفع نہ دیگی (یعنی اول تو کوئی معتد بہ معذرت نہ ہوگی اور اگر کچھ حرکت بھی ہوئی تو وہ نافع نہ ہوگی اور انکے لیے لعنت ہوگی اور انکے لیے اُس عالم میں خرابی ہوگی (پس اے پیغمبر آپ آپکا اتباع بھی منصور ہونگے اور مخالفین مخذول و مقہور ہونگے تو آپ تسلی رکھیے) اور (آپکے قبل) ہم موسیٰ (علیہ السلام) کو ہدایت نامہ (یعنی توریت) دے چکے ہیں اور (پھر) ہم نے وہ کتاب بنی اسرائیل کو پہنچائی تھی کہ وہ ہدایت اور نصیحت (کی کتاب) تھی اہل عقل (سلیم) کیلئے (بخلاف بے عقلوں کے کہ وہ اُس سے منتفع نہ ہوئے اسطرح مثل موسیٰ علیہ السلام کے آپ بھی صاحب رسالت و صاحب وحی ہیں اور اسطرح مثل بنی اسرائیل کے آپکے اتباع آپکی کتاب کی خدمت کرینگے اور جیسے اُنہیں اولوالالباب مصدق متبع تھے اور غیر اولوالالباب منکر و مخالف اسطرح آپکی امت میں بھی دونوں طرح کے لوگ ہیں) سو (اس سے بھی آپ تسلی حاصل کیجیے اور کفار کی ایذاؤں پر صبر کیجیے) بیشک اللہ کا وعدہ (جسکا اوپر لنقصص الخ میں ذکر ہوا ہے بالکل) سچا ہے اور (اگر احیاناً کمال صبر میں کچھ کمی ہوگئی ہو جو حسب قاعدہ شرعیہ واقع میں تو گناہ نہیں مگر آپکے رتبۂ عالی کے اعتبار سے وجوب تدارک میں مثل گناہ ہی کے ہے سو اس کا تدارک کیجیے وہ تدارک یہ ہے کہ) اپنے (اُس) گناہ کی (جسکو مجازاً گناہ کہدیا) معافی مانگیے اور (ایسے شغل میں رہیے کہ امور موجبہ حزن کی طرف التفات ہی نہ ہو وہ شغل یہ ہے کہ) شام اور صبح (یعنی علی الدوام) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے (یہ مضمون تو تسلیہ کے متعلق ہو گیا آگے منکرین مجادلین پر توبیخ اور دھمکی) جو لوگ بلا کسی سند کے کہ ان کے پاس موجود ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں

البلاغة

قوله ولا المسئ عدل فيه عن التقابل لظاهر كما في الاعمى والبصير اى ما في النظم الجليل اشارة الى ان المؤمنين علم في الاحسان وقدم الاعمى لمناسبة المعمى ما قبله من نفي العلم وقدم الذين آمنوا بعد المجاورة البصير وشرفهم واعيدت لا في المسئ تذكيرا لنفي السابق لما بينهما من الفصل بطول الصلة كذا في الروح

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اُس میں آرام کرو اور اُسی نے دن کو روشن بنایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا ہی فضل ہے　　لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے

وقف لازم

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِیْ

یہ اللہ ہے تمہارا رب وہ ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے اُسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے تم لوگ کہاں اُلٹے چلے جا رہے ہو۔ اسی طرح وہ لوگ بھی اُلٹے چلا کرتے تھے جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے اللہ ہی ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ

زمین کو قرارگاہ بنایا　　اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا اور تم کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں　　یہ اللہ ہے تمہارا رب

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

سو بڑا عالیشان ہے اللہ جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ وہی زندہ ہے اُسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم خالص اعتقاد کر کے اُسکو پکارا کرو۔ تمام خوبیاں اسی اللہ کیلیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہان کا

خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں (اُنکو کوئی وجہ اشتباہ کی نہیں ہے کہ وہ جدال کا سبب بنے بلکہ) اُنکے دلوں میں نری بڑائی (ہی بڑائی) ہے کہ وہ اُس تک کبھی پہونچنے والے نہیں (اور وہی بڑائی سبب جدال کا ہے کیونکہ اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں اتباع سے عار آتا ہے وہ خود اوروں کی پیروی کو اپنا تابع بنانیکی ہوس کیتے ہیں لیکن انکو یہ بڑائی نصیب نہوگی بلکہ جلد ہی ذلیل و خوار ہونگے چنانچہ مشاہدہ و وقائع میں مسلمانوں سے مغلوب ہوئے) سو (جب یہ خود بڑائی چاہتے ہیں تو آپ سے حسد و عداوت سب کچھ کرینگے لیکن) آپ (البتہ یہ کیجیے کہ) اللہ کی پناہ مانگتے رہیے بیشک وہی ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا (تو وہ اپنی صفات کمال سے اپنی پناہ میں آئے ہوئے کو محفوظ رکھیگا یہ جدال تو انکا رسوا مانی میں تمام ہوگا چنانچہ کبر کا سبب ہونا اسپر دال ہوا آگے اُنکا جدال فی البعث مع رد مذکور ہے یعنی وہ لوگ جو آدمیوں کے دوبارہ پیدا ہونیکے منکر ہیں بڑے کم عقل ہیں اسواسطے کہ) بالیقین آسمانوں اور زمین کا (ابتداءً) پیدا کرنا آدمیوں کے (دوبارہ) پیدا کرنیکی نسبت بڑا کام ہے (جب بڑے پر بدرجۂ اولیٰ ثابت ہوا اور یہ دلیل ثبوت قدرت کیلیے کافی شافی ہے) لیکن اکثر آدمی (اتنی بات) نہیں سمجھتے (وجہ اسکے کہ غور نہیں کرتے اور بعضے جو غور کرتے ہیں وہ سمجھتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں اور اس سمجھنے اور ماننے میں تفاوت کیوجہ سے دو طرح کے مختلف لوگ ہو گئے ایک موصوف بصیرت و ایمان کے ساتھ کہ اول صفت حاصل ہے سمجھنے کی دوسری صفت حاصل ہے ماننے کی دوسری قسم موصوف عمی اور جہالت کے ساتھ کہ اول صفت حاصل ہے نہ سمجھنے کی دوسری صفت حاصل ہے نہ ماننے کی اور (ان دونوں قسموں کے آدمی یعنی ایک) بینا (دوسرا) نابینا اور (ایک) وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور دوسرا بدکار باہم برابر نہیں ہوتے (اسمیں اُنکا تسلیہ بھی ہے کہ ہر قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں سب کیسے سمجھنے لگیں اور منکرین پر عذاب قیامت کی وعید بھی ہے کہ ہم سب کیساتھ برابر نہ کرینگے آگے منکرین کو جو اعمی اور مسیٔ کے مصداق ہیں بطور التفات کے توبیخاً فرماتے ہیں کہ) تم لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہو (ورنہ اعمی اور مسیٔ نہ رہتے۔ اوپر قیامت کے متعلق جدال کا جواب دیکر اُسکے ایقاع کی خبر دیتے ہیں کہ) قیامت تو ضرور ہی آکر رہیگی اُس (کے آنے) میں کسیطرح کا شک ہی نہیں مگر اکثر لوگ (بوجہ عدم تدبر فی الدلائل کے اُسکو) نہیں مانتے اور (ایک جدال انکا یہ تھا کہ خدا کے ساتھ شریک کرتے تھے آگے اسکے متعلق کلام ہے یعنی) تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ (غیروں کو) حوائج کے لیے مت پکارو (بلکہ) مجھکو پکارو میں (باشتناء نامناسب معروضہ کے) تمہاری (ہر) درخواست قبول کرونگا (اور یہی معنی ہیں اس قید کے فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء) جو لوگ (صرف) میری عبادت سے (جسمیں مجھسے دعا مانگنا بھی داخل ہے) استنکاف کرتے ہیں (اور غیروں کو) پکارتے اور اُنکی عبادت کرتے ہیں حاصل یہ ہوا کہ جو لوگ توحید سے اعراض کر کے شرک کرتے ہیں) وہ عنقریب (مرتے ہی) ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہونگے (انا لنصر رسلنا کے متعلق تحقیق سورۂ مائدہ کے رکوع ہشتم کی اخیر آیت میں گذر چکی ہے یہاں اُس سے زائد اتنی بات (تفسیر ابن کثیر میں نظر سے گذری کہ نصرت کی صورت کبھی بالاستیلا ہوتا ہے تو مطلب یہ ہوگا ہم رسولوں کا اور ایمان والوں کا بدلا کفار سے لیا کرتے ہیں چنانچہ جب کبھی کفار نے رسل اور مومنین پر غلبہ پاکر اُنکو قتل و ہلاک کیا گو اُسوقت اہل حق مغلوب ہو گئے مگر منجانب اللہ کسی وقت اُنسے بدلا ضرور لیا گیا چنانچہ قرآن و حدیث و تواریخ سب شاہد ہیں اور یہ جواب حقر کو بہت پسند آیا راقم اوپر کی آیتوں میں منجملہ مافیہ جدال کے آخر میں توحید کا ذکر تھا آگے بھی یہی مضمون ہے و نیز توحید حسب تقریر تمہید اصل مقاصد سورت ہی ہے۔

توحید

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

آپ کہدیجیے کہ مجھکو اس سے ممانعت کردی گئی ہے کہ میں اُنکی عبادت کروں جنکو خدا کے علاوہ تم پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی نشانیاں آچکیں اور مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ میں رب العالمین کے سامنے گردن جھکا دوں

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا وَمِنْكُمْ

وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا　پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ کرکے نکالتا ہے　پھر تاکہ تم اپنی جوانی کو پہونچو پھر تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ اور کوئی کوئی تم میں سے

مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝

پہلے ہی مرجاتا ہے　اور تاکہ تم سب وقت مقرر تک پہونچ جاؤ اور تاکہ تم لوگ سمجھو۔ وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی کام کا پورا کرنا چاہتا ہے سو بس اسکی نسبت فرمادیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے

ع ۸ ۱۲

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ اللہ ہی ہے جسنے تمہارے (نفع کے) لیے رات بنائی تاکہ تم اسمیں آرام کرو اور دن کو اوجھنے کیلیے (روشن) بنایا (تاکہ بے تکلف معاش حاصل کرو) بیشک اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا ہی فضل ہے کہ انکی مصلحتوں کی کیسی کیسی رعایت فرمائی) لیکن اکثر لوگ (ان نعمتوں کا) شکر نہیں کرتے (بلکہ الٹا کفر کرتے ہیں) یہ اللہ ہے تمہارا رب (جسکا ذکر ہوا نہ وہ جنکو تمنے تراش رکھا ہے) وہ ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے اُسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو (بعد اثبات توحید کے) تم لوگ کہاں (شرک کرکے) اُلٹے چلے جارہے ہو (اور مخاطبین کی کیا تخصیص ہے جسطرح قصد و عمداً وہ یہ اُلٹی چلے جارہے ہیں) اسیطرح وہ (پہلے) لوگ بھی اُلٹے چلا کرتے تھے جو اللہ کی (تکوینی و تنزیلی) نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے (اور یہ) اللہ تعالیٰ کا قول ہے تسلی کیلیے ہے کہ انکی تشابہت قلوبھا سے ایک گونہ انکی تسلی بھی ہے) اللہ ہی ہے جسنے زمین کو (مخلوق کا) قرارگاہ بنایا اور آسمان کو (اوپر سے مثل) چھت (کے) بنایا اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا (چنانچہ انسان کے اعضاء کی برابر کسی حیوان کے اعضاء میں تناسب نہیں اور یہ مشاہد و مسلم ہے) اور تمکو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں (پس) یہ اللہ ہے تمہارا رب سو بڑا عالیشان ہے اللہ جو سارے جہان کا پروردگار ہے وہی (ازلی ابدی) زندہ (رہنے والا) ہے اُسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم (سب) خالص اعتقاد کرکے اُسکو پکارا کرو (اور شرک نہ کیا کرو) تمام خوبیاں اسی اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہان کا آپ (ان مشرکین سے) کہدیجیے کہ مجھکو اس سے ممانعت کردی گئی ہے کہ میں اُن (شرکاء) کی عبادت کروں جنکو خدا کے علاوہ تم پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی نشانیاں آچکیں (امر دلائل عقلیہ و نقلیہ میں مطلب یہ کہ شرک سے مجھکو ممانعت ہوئی ہے) اور مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ میں (صرف) رب العالمین کے سامنے (عبادت میں) گردن جھکا دوں (مطلب یہ کہ مجھکو توحید کا حکم ہوا ہے) وہی ہے جسنے تمکو (یعنی تمہارے باپ کو) مٹی سے پیدا کیا پھر آگے اُنکی نسل کو) نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے (جیسا سونے میں بیان ہوا ہے) پھر تمکو بچہ کرکے (ماں کے پیٹ سے) نکالتا ہے پھر (تمکو زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہونچو پھر (تمکو اور زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور کوئی کوئی تم میں سے (ان عمروں سے یعنی جوانی اور بڑھاپے سے) پہلے ہی مرجاتا ہے (یہ تو سب کا الگ الگ حال ہوا کہ کوئی جوان ہوا کوئی بوڑھا ہوا کوئی نہ ہوا) اور (امر آیندہ سب میں مشترک ہے وہ یہ کہ تم ہر ایک کو ایک خاص عمر دیتا ہے) تاکہ تم سب (اپنے اپنے) وقت مقرر (مقدر) تک پہونچ جاؤ (پس یہ امر کلی ہے اور جزئیات مختلفہ سب اسی کلی کے جزئی ہیں) اور (یہ سب کچھ اسلیے کیا) تاکہ تم لوگ (ان امور متنوعہ کو) کرکے خدا تعالیٰ کی توحید کو سمجھو وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی کام کا (دفعۃً) پورا کرنا چاہتا ہے سو بس اس کی نسبت (اتنا) فرمادیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے ف (کن فیکون کی تحقیق اسی پارہ الم میں گذر چکی ہے اور اس سے تخلیق تدریجی کی نفی نہ سمجھی جاوے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ اگر کسی چیز کو دفعۃً پیدا کرنا چاہے تو کرسکتا ہے تو تدریجاً تو بدرجۂ اولیٰ اور تقریر ترجمہ کا اس جواب کی طرف اشارہ ہو گیا ہے اور ایک جواب اسکا آخر سورۂ یٰس میں گذر چکا ہے ربط اوپر آیات انا للنصٰری سے ہلنا الخ میں جسطرح کفار پر توبیخ اور آپکا تسلیہ تھا اسیطرح آگے بھی ہے لیکن وہاں جزائے کفر اجمالاً مذکور تھی (اعاذنا اللہ عنہ و جمیع المسلمین) یہاں کسی قدر تفصیلاً ہے اور وہاں تسلیہ میں صرف موسیٰ علیہ السلام کا جزئیاً ذکر تھا یہاں جمیع رسل کا کلیاً ذکر ہے

تہدید مجادلین و تسلیہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

النحو قوله لتبلغوا عامله مقدر اى وبقيكم وكذا قوله ولتكونوا شيوخا عامله وبقيكم بعد زائد او كذا قوله لتبلغوا اجلا عامله فضل الفضل من بلوغ بعض الاشد وكون بعض شيوخا وتوفى بعض من قبل فالخطاب فى هذا جميع من ذكر كما فى الخازن من قوله لتبلغوا اى جميعا وهو احسن افاده ابو السعود

البلاغة

قوله فاذا اقتضى الفاء الدالة على ان ما بعدها من نتائج ما قبلها من حيث انه يقتضى قدرة ذاتية غير متوقفة على العدد والمواد وجوز كونها تفصيلية وتعليلية ايضا كذا فى الروح ۱۲

مع ۱۳ عند المتاخرین ۱۲

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۚ فَ

کیا آپنے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں کہاں پھرے چلے جارہے ہیں　جن لوگوں نے اس کتاب کو جھٹلایا اور اُس چیز کو بھی جو ہم نے اپنے پیغمبروں کو دیکر بھیجا تھا

سَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ

سو انکو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے جبکہ طوق انکی گردنوں میں ہونگے اور زنجیریں۔ انکو گھسیٹتے ہوئے کھولتے پانی میں لیجائینگے۔ پھر یہ آگ میں جھونکدیے جائینگے۔ پھر انسے پوچھا جاویگا کہ وہ غیر اللہ کہاں

مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ

جنکو تم شریک ٹھیراتے تھے　وہ کہیں گے کہ وہ تو سب ہم سے غائب ہوگئے بلکہ ہم اسکے قبل کسی کو بھی نہیں پوجتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو غلطی میں پھنسائے رکھتا ہے۔ اسکا بدلہ یہ ہے کہ تم دنیا

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ فَاصْبِرْ

ناحق خوشیاں مناتے تھے　اور اسکے بدلہ میں ہے کہ تم اترائے تھے　جہنم کے دروازوں میں گھسو ہمیشہ ہمیشہ اُسمیں رہو　سو متکبرین کا وہ بُرا ٹھکانا ہے　تو آپ صبر کیجئے

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے　پھر جسکا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اُسمیں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپکو دکھلادیں یا ہم آپکو وفات دیدیں سو ہمارے ہی پاس انکو آنا ہوگا۔ اور ہم نے آپسے پہلے

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ

بہت سے پیغمبر بھیجے جن میں بعضے تو وہ ہیں کہ اُن کا قصہ ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعضے وہ ہیں جن کا ہم نے آپسے بیان نہیں کیا　اور کسی رسول سے یہ نہ ہوسکا کہ کوئی معجزہ بدون

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

اذن الٰہی کے ظاہر کرسکے۔ پھر جسوقت اللہ کا حکم آدیگا ٹھیک فیصلہ ہوجاویگا اور اسوقت اہل باطل خسارہ میں رہجائینگے

ع ۱۰ ۱۳

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ کیا آپنے اُن (لوگوں کی حالت) کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں (حق سے) کہاں پھرے چلے جارہے ہیں جن لوگوں نے اس کتاب (یعنی قرآن) کو جھٹلایا اور اُس چیز کو بھی (جھٹلایا) جو ہم نے اپنے پیغمبر دیکر بھیجا تھا (اسمیں کتب و احکام معجزات سب داخل ہوگئے کیونکہ منکرین عرب نے کسی پیغمبر کو بھی نہیں مانا تھا) سو انکو ابھی (یعنی قیامت میں کہ قریب ہے) معلوم ہوجاتا ہے جبکہ طوق انکی گردنوں میں ہونگے اور (اُن طوقوں میں) زنجیریں (پروئی ہوئی ہونگی جنکا دوسرا سرا فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگا اور ان زنجیروں سے) انکو گھسیٹتے ہوئے کھولتے پانی میں لیجائینگے پھر یہ آگ میں جھونکدیے جائینگے پھر انسے پوچھا جاویگا کہ وہ (معبود) غیر اللہ کہاں گئے جنکو تم شریک (خدائی) ٹھیراتے تھے (یعنی تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے) وہ کہینگے کہ وہ تو ہمسے غائب ہوگئے بلکہ (سچ بات تو یہ ہے کہ) ہم اسکے قبل (دنیا میں جو بتوں کو پوجتے تھے تب معلوم ہوا کہ) کسی کو بھی نہیں پوجتے تھے (یعنی معلوم ہوا کہ وہ لاشئ محض تھا پس بات غلط ظاہر ہوئی وقت کی جانچ جیسے کوئی شخص تجارت میں خسارہ اٹھاوے اور اُس سے پوچھا جاوے کہ تم فلاں مال کی تجارت کیا کرتے ہو اور وہ کہے کہ میں تو کبھی کی بھی تجارت نہیں کرتا یعنی جب اسکا فرہ حاصل نہ ہوا تو یوں سمجھنا چاہیے کہ گویا وہ عمل ہی نہیں ہوا آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) اللہ تعالیٰ اسیطرح کافروں کو غلطی میں پھنسائے رکھتا ہے (کہ جس چیز کے لاشئ وغیر واقع ہونیکا وہ خود اقرار کرینگے آج یہاں انہی عبادتوں میں مشغول ہیں ارشاد ہوگا کہ) یہ رسوائی کے بدلہ ہے کہ تم دنیا میں ناحق خوشیاں مناتے تھے اور اسکے بدلہ میں ہے کہ تم اترائے تھے (فرح متعلق قلب کے ہے اور مرح متعلق بدن کے خواہ لغۃً یا بمقابلہ یعنی متاع دنیا کو حاصل مقصود

اللغات یسحبون یجرون ظاہرہ باطنا من سحج القشر اذا املاہ ایقاد اکذا فی الروح ۱۲

النحو الذین کذبوا بدل من الموصول الاول او بیان لما وصفۃ لہ۔ قولہ من دون اللہ ہو عندی حال من مفعول یشرکون قولہ کذلک مصدر مثل ذلک الاضلال الذی ضلوا بہ واعترفوا بہ یضل اللہ الکافرین فی الدنیا

حق انہم یدعون فیہا ما یتبین لہم انہ لیس لہم شئ ۱۲

البدیع والبلاغۃ قولہ تفرحون وتمرحون فیہ تجنیس حسن۔ قولہ مثوی لم یقل مثل المتکبرین لتجانب الصدر والعجز لان الدخول المقید یا یلوح بسبب الثواء والتجاذب صح منی ۱۲

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَیْهَا

اسی نے تمہارے لیے مویشی بنائے تاکہ انہیں بعض پر سواری کرو اور انہیں بعض کو کھاتے بھی ہو۔ اور تمہارے لیے انہیں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور تاکہ تم اپنے مطلب تک پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور ان پر

وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ ۪ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اور کشتی پر لدے پھرتے ہو۔ اور تمکو اپنی اور بھی نشانیاں دکھلاتا رہتا ہے سو تم اللہ تعالیٰ کی کون کونسی نشانیوں کا انکار کروگے کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انکا کیسا انجام ہوا

سمجھ کر اُسکے حصول پر ایسی خوش ہوتے تھے کہ اُسکا آثار ظاہر پر نمودار ہوتے تھے جیسے چالاں وغیرہ میں جبکی ممانعت آئی ہے یا تمشی فی الارض مرحا اور اسکے قبل[1] انکو حکم ہوگا کہ جہنم کے دروازوں میں گھسو اور ہمیشہ ہمیشہ اسمیں رہو سو تکبرین (عن آیات اللہ) کا وہ بُرا ٹھکانا ہے (اور جب انسے اس طرح انتقام لیا جاویگا) تو آپ (چندے) صبر کیجیے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر جس (عذاب) کا (مطلقاً) ہم اسے وعدہ کر رہے ہیں (کہ کفر موجب تعذیب ہے) اسمیں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپکو دکھلادیں (یعنی آپکی حیات میں اپنے سامنے نازل ہو جائے) یا (اُسکے) نزول کے قبل ہی ہم آپکو وفات دیدیں (پھر خواہ بعد میں نزول ہو یا نہ ہو) سو دونوں احتمال ہیں کوئی شق ضروری نہیں لیکن ہر حال اور ہر احتمال پر) ہمارے ہی پاس انکو آنا ہوگا (اور اُسوقت) البتہ (ان پر عذاب واقع ہوگا (اور اس بات کو یاد کرکے بھی تسلی حاصل کیجیے کہ) ہمنے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے جنمیں بعضے تو وہ ہیں کہ اُنکا قصہ ہم نے آپ سے (اجمالاً یا تفصیلاً) بیان کیا ہے اور بعضے وہ ہیں جنکا ہمنے آپ سے بیان نہیں کیا اور (اتنا امر سب میں مشترک ہے کہ) کسی رسول کی یہ مجال نہ تھی کہ کوئی معجزہ بدون اذن الٰہی کے ظاہر کر سکے (اور امت کی ہر فرمائش پوری کر سکے سو بعضے اسلیے بھی اُنکی تکذیب کرتے رہے اسطرح یہ لوگ آپکی تکذیب کرتے ہیں تو آپ تسلی رکھیے اور صبر کیجیے) پھر جسوقت اللہ کا حکم (نزول عذاب کیلیے) آویگا (خواہ دنیا میں یا آخرت میں لقولہ تعالیٰ فاما نرینك بعض الذی نعدھم او نتوفینك بعض الخ) ٹھیک ٹھیک (عدل) فیصلہ ہو جاویگا اور اُسوقت اہل باطل خسارہ میں رہ جاوینگے (کذا فی الکشاف بالکتاب یا ارسلنا الخ سے یہ مقصود نہیں کہ مجموعہ تکذیبین مدار تعذیب ہے کیونکہ یقیناً ہر واحد بھی سبب عذاب مخلد کا ہے بلکہ مقصود بیان کرنا حال مشرکین کا ہے کہ وہ دونوں کی تکذیب کیا کرتے تھے اور یہ جو ارشاد فرمایا یسجرون فی الحمیم ثم فی النار یسجرون اس سے ظاہر تقدم حمیم کا دخول نار سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعض علماء اسکے قائل ہیں کہ حمیم خارج جہنم اور انہوں نے سورۂ صافات کی آیت ثم ان مرجعھم لالی الجحیم کو اسی پر محمول کیا ہے کہ حمیم پلانے کے وقت انکو جہنم سے باہر لاوینگے اور حمیم پلا کر پھر جہنم میں لیجاوینگے جیسا لفظ مرجع اسپر دال ہے اور بعض اسکے قائل نہیں ہوئے اور ان آیتوں پر نظر کی قولہ تعالیٰ خذوہ فاعتلوہ الی سواء الجحیم ثم صبوا فوق راسہ من عذاب الحمیم قولہ تعالیٰ وما ھم بخارجین من النار کہ آیت اول سے تقدم حمیم کا حمیم پر معلوم ہوتا ہے اور آیت ثانیہ سے جہنم سے باہر آنیکی نفی ہوتی ہے اور ہر فریق نے دوسرے کے دلائل میں مناسب تاویل کی ہے احقر کو آیات میں غور کرنے سے ظناً یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ میں انواع انواع عذاب ہونگے کبھی کچھ کبھی کچھ انمیں سے حمیم و غسلین بھی ہے پس دونوں کا سلسلہ برابر جاری رہیگا پس ہر نوع باعتبار ایک فرد کے دوسری نوع سے مقدم بھی ہوا اور باعتبار دوسری فرد کے اُس سے مؤخر بھی ہے اور دوزخ کا اطلاق کبھی حمیم کے مقابل پر آتا ہے کبھی حمیم سے عام مفہوم پر کیونکہ حمیم کا حمیم ہونا خود اُسی نار کا اثر ہے پس اُس سے بلاشبہ عین بالنار ہے پس معنی اول کے اعتبار سے حمیم کو خارج از جحیم کہہ سکتے ہیں اور معنی ثانی کے اعتبار سے عدم خروج من النار کا حکم صحیح رہتا ہے اس تقریر پر تمام آیتیں جمع ہو گئیں اور تائید اس تقریر کی اس آیت سے ہوتی ہے ھذہ جھنم التی یکذب بھا المجرمون یطوفون بینھا وبین حمیم آن اور ابن کثیر مفسر نے اس مقام پر کہا ہے یسجرون ای یعذبون ثم علی وجوھھم تارۃ الی الحمیم وتارۃ الی الجحیم دون ذلك واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ضلوا عنا پر ایک شبہ ہوتا ہے کہ دوسری آیات سے خود اصنام و شیاطین کا بھی دوزخ میں ہونا معلوم ہوتا ہے قال تعالیٰ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم وقال تعالیٰ تزیغ عنہ من یصلھا الخ پھر ضلوا کے کیا معنے۔ جواب یہ ہے کہ یا تو اُسوقت وہ اُنکی نظر سے مخفی ہوں یا سہلتر یہ معنی کہ ضلوا عن نصرتنا اور فاصبر کی علت میں وقوع عذاب کے وعدہ کا سچا ہونا جو بیان فرمایا اس سے شبہ ہوتا ہے کہ آپ باوجود ایسے حمیم و شفیق ہونیکے انکے لیے عذاب چاہتے.... جواب یہ ہے کہ اُنکے ایمان سے مایوس ہونیکے بعد اہل حق کیلیے (کہ جنکو وہ ظالم ستاتے تھے) ہمدردی کرنا سبب اس عذاب چاہنے کا ہو تو حمیت و شفقت کے خلاف نہیں کیا جب ظالم کو مظلوم کی نصرت میں سزا دیجاوے تو اُسکو کوئی حمیت و شفقت کے منافی کہہ سکتا ہے آخر اسی حکمت کیلیے جہاد بھی ہوتا تھا ربط اوپر آیات اللہ الذی جعل لکم اللیل الخ میں توحید کا مضمون تھا آگے اُسی پر سورت ختم ہے جسمیں اول توحید کی دلیل تھی اُسکے انکار پر توبیخ پھر مشرکین امم سابقہ کا حال یاد دلاکر تہدید اور اُسی سلسلہ میں معائنہ عذاب کے وقت شرک سے توبہ مقبول نہ ہونا ارشاد ہے۔

خاتمہ در توحید رب العالمین و تہدید منکرین مشرکین اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَیْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ ۪ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

النحو قولہ ولتبلغوا عطف علی لترکبوا ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ قبل ادخلوا کے قبل۔ کذا فی الروح عن ابن عطیۃ یقال لھم قبل ھذہ الحالۃ وقبل اول الامر ادخلوا ۱۲

كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا

وہ لوگ اُنسے زیادہ تھے اور قوت اور نشانوں میں جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں بڑھے ہوئے تھے سو اُن کی کمائی اُن کے کچھ بھی کام نہ آئی۔ غرض جب اُن کے پیغمبر اُن کے پاس کھلی دلیلیں لیکر آئے تو وہ لوگ

بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ

اپنے علم پر بڑے نازاں ہوئے جو اُن کو حاصل تھا اور اُن پر وہ عذاب آپڑا جس کے ساتھ مسخر کرتے تھے پھر جب اُنھوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور اُن سب چیزوں سے ہم منکر ہوئے

مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

جنکو ہم اُسکے ساتھ شریک ٹھیراتے تھے۔ سو اُنکو اُنکا یہ ایمان لانا نافع نہوا جب اُنھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی معمول مقرر کیا ہے جو اُسکے بندوں میں پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے اور اُسوقت کافر خسارہ میں رہے

سورۃ حٰمٓ السجدۃ مکیۃ وھی اربع وخمسون اٰیۃ

كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ

حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے مواشی بنائے تاکہ اُن میں بعض پر سواری لو اور اُنمیں بعض (اور) کو کھاتے بھی ہو اور تمہارے لیے اُن میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں (کہ اُنکے بال اور اُون کام آتی ہے) اور (اسلیے بنائے) تاکہ تم اُنپر (سوار ہوکر) اپنے مطلب تک پہونچو جو تمہارے دلوں میں ہے (جیسے کسی سے ملنے کے لیے جانا تجارت کیلیے جانا وغیرہ اور پر کوب غایت تھی یہاں اُس کو سب کی غایت ہے) اور (سوار ہونے میں کچھ ان ہی کی تخصیص نہیں بلکہ) اُن پر (بھی) اور کشتی پر (بھی) لدے پھرتے ہو اور (انکے علاوہ) تمکو اپنی (قدرت کی) اور بھی نشانیاں دکھلاتا رہتا ہے (چنانچہ ہر مصنوع اسکی صنعت پر ایک نشان ہے) سو تم اللہ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کروگے (اور یہ لوگ جو بعد قیام دلائل بھی توحید کے منکر ہیں تو کیا انکو شرک کرنے والوں کی خبر نہیں اور) کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (مشرک) لوگ اُنسے پہلے ہو گذرے ہیں (اس شرک کی بدولت) اُنکا کیسا انجام ہوا (حالانکہ) وہ لوگ اُنسے (عدد میں بھی) زیادہ تھے اور قوت اور ان نشانوں میں (بھی) جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں (مثل عمارات وغیرہ) بڑھے ہوئے تھے سو اُنکی (یہ تمامتر) کمائی اُنکے کچھ کام نہ آئی (اور عذاب الٰہی سے نہ بچ سکے) غرض جب اُنکے پیغمبر اُنکے پاس کھلی دلیلیں لیکر آئے تو وہ لوگ اپنے (اُس) علم (معاش) پر بڑے نازاں ہوئے جو اُنکو حاصل تھا (یعنی معاش کو مقصود سمجھ کر اور اسمیں جو اُنکو لیاقت حاصل تھی اُسپر خوش ہوکر اور معاد کا انکار کرکے اُسکی طلب سے لاپروا ہوکر) اُسکے انکار پر وعید عذابی کو (جو) یہ مسخر ٹھیرایا (کقولہ تعالیٰ یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا الخ) اور (اسکے وبال میں) اُنپر وہ عذاب آپڑا جسکے ساتھ (وہ) مسخر کرتے تھے پھر جب اُنھوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے (اب) ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور اُن سب چیزوں سے ہم منکر ہوئے جنکو ہم اُسکے ساتھ شریک ٹھیراتے تھے سو اُنکو اُنکا یہ ایمان لانا نافع نہ ہوا جب اُنھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا (کیونکہ وہ ایمان اضطراری ہوا اور عبد مکلف ہے ایمان اختیاری کا) اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی معمول مقرر کیا ہے جو اُسکے بندوں میں پہلے سے چلا آیا ہے اور اُسوقت (یعنی جبکہ ایمان نافع نہ ہوا) کافر خسارہ میں رہے گئے (پس ان مشرکین کو بھی یہ سب مضامین سمجھ کر ڈرنا چاہیے انکے لیے بھی یہی ہوگا پھر کچھ تلافی نہ ہوسکیگی اف مسئلہ جب عذاب آخرت و ملائکہ عذاب نظر آجاویں پھر اُسوقت کا ایمان مقبول نہیں اور اسکو ایمان یاس کہتے ہیں اور اسکی تحقیق سورۂ نساء کے تیسرے رکوع میں گذر چکی ہے ملاحظہ فرمائیے

تم بحمد اللہ تعالیٰ تفسیر سورۃ المؤمن للسابع والعشرین من ربیع الاول یوم السبت سنہ ۱۳۲۵ من الہجرۃ ویتلوہ انشاء اللہ تعالیٰ تفسیر حٰمٓ السجدۃ۔

سورۃ حٰمٓ السجدۃ مکیۃ وایھا ثلث اواربع وخمسون کذا فی البیضاوی۔ **ربط** اس سورۃ کا حاصل یہ مضامین ہیں۔ توحید جس سے تمہید کے بعد سورت شروع ہوئی ہے اور سورت گذشتہ اسی پر ختم ہوئی تھی جسکا صریح بیان رکوع دوم سے چلا ہے پھر ان آیات میں عود ہوا ہے ومن ایاتہ الیل والنہار الخ پھر ختم کے قریب عجب وہوا ہے وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ الخ دوسرا مضمون رسالت جو توحید سے پہلے بطور تمہید کے اولاً مذکور ہوا ہے پھر ثانیاً ان آیات میں وقال الذین کفروا لا تسمعوا اور اسی سلسلہ میں بطور تسلیہ کے آپکو ترغیب صبر عفو وصفح کی دیگئی ہے اس آیت میں ولا تستوی الحسنۃ الخ پھر ثالثاً مع تسلیہ ان آیات میں ان الذین کفروا بالذکر الخ تیسرا مضمون انکار توحید ورسالت پر جبر انکار وعید عذاب اولاً وبیان للمشرکین الخ ثانیاً فان اعرضوا الخ میں اور چونکہ اسمیں عذاب قیامت مذکور ہے اس مناسبت سے وقوع قیامت کی تحقیق ہے

البلاغۃ قولہ فما اغنی الی قولہ فحق بہ فی الروح ہہنا اربعۃ فاءات فاء فما اغنی وفاء فلما جاءتہم وفاء فلما راوا وفاء فوقعت۔ فالفاء الاولی للتعقیب والثانیۃ تفسیریۃ والثالثۃ للتعقیب والرابعۃ لہ محفظہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں　　اللہ کے نام سے　　جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ

حٰمٓ۔ یہ کلام رحمٰن رحیم کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں یعنی ایسا قرآن ہے جو عربی ہے لیے لوگوں کے لیے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ بشارت دینے والا ہے ڈرانے والا ہے مگر اکثر لوگوں نے روگردانی کی

فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ

پھر وہ سنتے ہی نہیں اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس بات کی طرف آپ ہمکو بلاتے ہیں ہمارے دل اُس سے پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے اور ہمارے اور آپکے درمیان میں ایک حجاب ہے سو آپ اپنا کام کریں ہم اپنا کام کریں گے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝

آپ فرما دیجیے کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے سو اُسی کی طرف سیدھے بندے ہو اور اُس سے معافی مانگو اور ایسے مشرکوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

زکوٰۃ نہیں دیتے　　اور وہ آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں　　جو لوگ ایمان لے آئے اور اُنہوں نے نیک کام کیے اُنکے لیے ایسا اجر ہے جو موقوف ہونیوالا نہیں

اولا ان الذی احیاھا لمی المرتی میں ثانیا الیہ یرد علم الساعۃ میں ثالثا الا نہم فی مریۃ من لقاء ربہم میں اور اسی مضمون کے مقابلہ اور تتمیم کے لیے چند جا اہل ایمان کے بشارت بھی مذکور ہیں اور بقیہ مضامین درمیان درمیان ان ہی مضامین کی تبعیت میں مذکور ہیں۔

حقیت قرآن مبین ورسالت سید المرسلین وتشنیع منکرین بطور توطیہ توحید رب العالمین وتہدید وبیان عقوبت مشرکین واجر موحدین مومنین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

اللہ کو معلوم ہیں) یہ کلام رحمٰن رحیم کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ (کلام) ایک کتاب ہے جسکی آیتیں صاف صاف بیان کی گئی ہیں یعنی ایسا قرآن ہے جو عربی (زبان میں) ہے (تاکہ جن لوگوں میں اسکا نزول ہوا ہے وہ آسانی سے سمجھ لیں اور) ایسے لوگوں کے لیے (نافع) ہے جو دانشمند ہیں (یعنی گو مکلف سب ہی ہیں مگر منتفع صرف اہل الرشد ہی ہوتے ہیں اور ماننے والوں کیلئے) بشارت دینے والا ہے اور نہ ماننے والوں کے لیے) ڈرانے والا ہے سو (مقتضیٰ ان صفاتِ کمال کا یہ تھا کہ اسپر سب ایمان لاتے مگر) اکثر لوگوں نے (اس سے) روگردانی کی پھر (بوجہ اعراض کے) وہ سنتے ہی نہیں اور (جب آپ انکو سناتے ہیں تو) وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس بات کی طرف آپ ہمکو بلاتے ہیں ہمارے دل اُس سے پردوں میں ہیں (یعنی ہماری سمجھ میں نہیں آتی) اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ (لگ رہی) ہے اور ہمارے اور آپکے (درمیان میں ایک حجاب ہے سو آپ اپنا کام کیے جائیے ہم اپنا کام کر رہے ہیں (یعنی ہمسے کچھ امید قبول کی نہ کیجیے اور پھر بھی کہنے کو جی چاہے کہے جائیے آپ جائیں اور آپ کا کام ہم اپنے طریقہ کو نہ چھوڑینگے) آپ فرما دیجیے کہ (بھائی ہمکو ایمان پر مجبور کرنے کی تو میں قدرت رکھتا نہیں جو زبردستی قبول کرا سکوں کیونکہ) میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں (لیکن خدا تعالیٰ نے مجکو یہ امتیاز دیا ہے کہ) مجھ پر (وحی نازل ہوتی ہے اور وحی بھی ایسے مضمون کی جو عقلاً قابل قبول ہے یعنی) یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے (یعنی میں صاحب وحی ونبوت ہوں جسکی تصدیق معجزات سے ہو چکی ہے جنمیں اعظم قرآن ہے جسکا اوپر بیان ہے اور نبی ہونا اسکو مقتضی ہے کہ اگر اسکی کوئی بات ثابت بالعقل منوتب بھی ماننا چاہیے جبکہ وہ بات بھی ثابت بالعقل ہو) سو (اس حالت میں تمہارے قبول نہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں ضرور قبول کرو اور) اُس (معبود برحق) کی طرف سیدھے بندے ہو (یعنی اور کسی کی عبادت کیطرف توجہ مت کرو) اور (جو ابتک غیر اللہ کی عبادت کی ہو اُس سے معافی مانگو (یعنی توحید اختیار کرو اور شرک سابق سے توبہ کرو) اور آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) ایسے مشرکوں کیلئے بڑی خرابی ہے جو (اس مضمون مثبوت نبوت وجوب اتباع کو منکر بھی بایں طریقہ کہ نہیں چھوڑتے اور) زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے

اللغو قولہ قرآنا نصب علی الاختصاص او المدح۔ قولہ لقوم الاجود ان یکون صفۃ لقرآنا ما بعدہ او متعلق بفصلت عربیا کائنا لقوم الخ کذا فی الکشاف قولہ اکثرھم المرجح ھو الناس بقرینۃ المقام ۱۲

البلاغۃ

قولہ قالوا قلوبنا جمعت الآیۃ العجب الثلاثۃ علی القلب وعلی الآذان وعلی الابصار کما یاتی ۱۲

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ

آپ فرمایئے کہ کیا تم لوگ ایسے خدا کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو روز میں پیدا کر دیا　　اور تم اُسکے شریک ٹھہراتے ہو　　یہی سارے جہان کا رب ہے　　اور اُسنے زمین میں اُسکے اوپر

مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا

پہاڑ بنا دیئے اور اُس میں فائدے کی چیزیں رکھدیں اور اُس میں اُس کی غذائیں تجویز کر دیں۔ چار دن میں پورے ہیں پوچھنے والوں کے لیے۔ پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور وہ دھواں سا تھا سو اُس سے

وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ

اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا زبردستی سے۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حاضر ہیں۔ سو دو روز میں اُس کے سات آسمان بنا دیئے۔ اور ہر آسمان میں اُسکے مناسب احکم بھیجدیئے

وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۚ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

اور ہم نے اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے زینت دی اور اُس کی حفاظت کی۔ یہ تجویز ہے زبردست واقف الکل کی۔

منکر ہی رہتے ہیں (اور برخلاف انکے) جو لوگ (حقانیت رسالت کا اعتقاد کرکے) ایمان لے آئے اور اُنہوں نے نیک کام کیے اُنکے لیے (آخرت میں) ایسا اجر ہے جو کبھی موقوف ہونیوالا نہیں ف یہاں ایک سوال ہے وہ یہ کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے کفار کا یہ قول قلوبنا فی اکنۃ الخ معرض ذم میں نقل کیا ہے جس سے اسکا کاذب و باطل ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعض آیات میں خود ان چیزوں کا اثبات فرمایا ہے جیسے وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ وفی اذانہم وقرا کما فی سورۃ الانعام وبنی اسرائیل والکہف پس انمیں وجہ جمع کیا ہے جواب یہ ہے کہ مقصود کفار کا ان اقوال سے فقدان مطلق استعداد کا تھا اور یہ باطل ہے اور مقصود حق تعالیٰ کا فقدان استعداد قریب من الفعل کا ہے اور یہ حق ہے۔ دوسری غرض انکی اس کلام سے اخبار رہتا ہے عدم اصرار علی الکفر سے اور یہ مذموم اور شنیع ہے اور رد اسی اعتبار سے ہے کیونکہ کلام کا رد کرنا گاہے مدلول کے اعتبار سے نہیں ہوتا بلکہ غرض کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اور یہاں کلا یؤتون الزکوٰۃ کے متعلق دو سوال ہیں ایک یہ کہ کفار پر ترک زکوٰۃ سے وعید کے کیا معنے۔ دوسرے زکوٰۃ مدنیہ میں فرض ہوئی تھی اور یہ سورت مکیہ ہے جواب سوال اول کا یہ ہے کہ ترک پر جو شدت الذات مذمت مقصود نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ یہ ترک کفار میں بوجہ ایمان نہ لانیکے علامت عدم ایمان کی ہے پس اصل مقصود ذم علی الکفر ہے اور منجملہ دوسری علامات کے اس کی تخصیص شاید اس لیے ہے کہ ایمان نہ لانے کے اسباب میں سے ایک حب مال بھی ہے جو سبب ہے ترک زکوٰۃ کا۔ اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ لفظ معنی انفاق فی الخیر میں اہل عرب میں پہلے سے بھی معروف تھا چنانچہ شعراء میہ الفاعلون للزکوٰۃ منقول ہے اور مطلق انفاق فی الخیر بعض مواقع میں مکہ میں بھی واجب تھا اور بالمعنی المخصوص بالشرط المخصوص فرض ہونا مختص ہے مدینہ کے ساتھ۔ ربط اوپر تمہید توحید کے طور پر رسالت کا مضمون تھا آگے توحید کا مضمون ہے۔

توحید

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا

فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۚ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

آپ (ان لوگوں سے) فرمایئے کہ کیا تم لوگ ایسے خدا کی (توحید) کا انکار کرتے ہو جسنے زمین کو (باوجود اتنی بڑی سطح کے) دو روز (کی مقدار کے وقت) میں پیدا کر دیا اور تم اُسکے شریک ٹھہراتے ہو یہی (خدا جسکی قدرت معلوم ہوئی) سارے جہان کا رب ہے (اس الٰہ کی ہی) اور اُسنے زمین میں اُسکے اوپر پہاڑ بنا دیئے اور اُس (زمین میں) فائدہ کی چیزیں رکھدیں (جیسے نباتات وحیوانات وغیرہ) اور اُس (زمین) میں اُس (کے رہنے والوں) کی غذائیں تجویز کر دیں چنانچہ مشاہد ہے کہ ہر حصہ ارض کے رہنے والوں کے مناسب الگ الگ غذائیں ہیں یعنی زمین میں ہر قسم کے فواکہ پیدا کر دیئے کہیں کچھ کہیں کچھ جنکا سلسلہ اب تک چلا آتا ہے یہ سب) چار دن میں

اللغات استوی بمعنی قصد وتوجہ الیہا دون ارادۃ تاثیر فی غیر من قولہم استوی الی مکان کذا اذا توجہ الیہ والبہی بمعنی الخالی اقواتہا بتقدیر مضاف ای اقوات اہلہا والاضافۃ لادنی ملابسۃ ای الاقوات التی ہزرعت ہزرعت فیہا قولہ فی یومین ای یومین مقابل بمجموع الیومین المذکورۃ قولہ سواء ای مستویۃ سواء قولہ للسائلین متعلق بمحذوف وقع خبرا للمبتدا ای ہذہ المقدار فی اربعۃ کائن للسائلین قولہ فقضاہن ضمیر ہن الی السماء علی المعنی لانہ یجمع السموات واسماؤہم غیر شاذ ۱۲

الروایات فی الدر المنثور اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم فی العظمۃ والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی الاسماء والصفات عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان الیہود اتت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فسالتہ عن خلق السموات والارض فقال خلق اللہ الارض یوم الاحد والاثنین وخلق الجبال وما فیہن من المنافع یوم الثلاثاء وخلق یوم الاربعاء الشجر والماء وخلق یوم الخمیس السماء وخلق یوم الجمعۃ النجوم والشمس والملئکۃ وفیہ یوم الاربعاء ابی الشیخ من وجہ آخر عن عکرمۃ عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم خلق یوم الثلاثاء دواب البحر ودواب الارض الخ اھ قلت ولا یلزم من سوال الیہود کون الآیۃ مدنیۃ وما ورد فیہ من الروایات المختلفۃ فیمکن الجمع بینہما بجعل البعض علی الاکثر والبعض علی الاقل بان وقع خلق شئ فی یومین مختلفین لبعضہ فی جزء من یوم واحد ولبعضہ فی جزء من الآخر ۱۲

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُودَ ۝ إِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ

پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو آپ کہدیجئے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی عاد و ثمود پر آفت آئی تھی۔ جبکہ اُن کے پاس اُن کے آگے سے بھی اور اُن کے پیچھے سے بھی پیغمبر آئے کہ بجز

أَلَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّا اللَّهَ قَالُوا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَأَنزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَإِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُم بِهِۦ كٰفِرُونَ ۝ فَأَمَّا عَادٌ فَٱسْتَكْبَرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ

اللہ کے اور کسی کو مت پوجو۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے پروردگار کو منظور ہوتا تو فرشتوں کو بھیجتا سو ہم اُس سے بھی منکر ہیں جس کو دیکر تم بھیجے گئے ہو۔ پھر وہ جو عاد کے لوگ تھے وہ دنیا میں ناحق کا

بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ وَقَالُوا۟ مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا۟ أَنَّ ٱللَّهَ ٱلَّذِى خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا يَجْحَدُونَ

تکبر کرنے لگے اور کہنے لگے وہ کون ہے جو قوت میں ہم سے زیادہ ہے کیا اُنکو یہ نظر نہ آیا کہ جس خدا نے اُنکو پیدا کیا وہ اُن سے قوت میں بہت زیادہ ہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِىٓ أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ ٱلْخِزْىِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ

تو ہم نے اُن پر ایک ہوائے تند ایسے دنوں میں بھیجی جو نحوس تھے تاکہ ہم اُن کو اس دنیوی حیات میں رُسوائی کے عذاب کا مزہ چکھادیں

(ہوا دو میں زمین دو میں جبال وغیرہ جو تمام میں) پوسے ہیں (کیفیت خلق کی) پوچھنے والوں کیلئے (جیسے یہود نے آپسے خلق سموات والارض کو پوچھا کذا فی الدر المنثور پھر اپنے بھی پیدا کرکے آسمان (کے بنانے) کی طرف توجہ فرمائی اور وہ (اُسوقت) دھواں سا تھا (یعنی اُسکا مادہ جو کہ مادۂ ارض کے بعد اور صورت موجودہ ارض کے قبل بن چکا تھا اُس وقت اس تھا) سو اُس سے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں (کو ہمارے حکم کی طرف آنا تو ضرور پڑیگا اب تمکو اختیار رہے خواہ) خوشی سے آؤ یا زبردستی سے آؤ مطلب یہ کہ ہمارے احکام تکوینیہ جو تم دونوں میں جاری ہوا کرینگے مثلاً آسمان میں اسکے بعد ہی تغیر ہونیوالا تھا کہ اُسکا مادہ وحدانیہ سموات متعددہ بننے والے تھے اور زمین میں بے انتہا تغیرات قیامت تک چلے جاوینگے تو انکا جاری ہونا تو تمہارے اختیار سے خارج ہے لیکن جو ادراک و شعور تمکو عطا ہوا ہے اُس سے تمہاری حالت کے مناسب رضا و عدم رضا دونوں کا تحقق ہو سکتا ہے جیسے عرض یا سوال انسان کے لیے کہ باوجود غیر اختیاری ہونے کے کوئی اُسپر راضی ہے کوئی ناراض سو تم دیکھ لو کہ ہمارے ان احکام پر راضی ہا کرو گے یا کراہت رکھو گے) دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے اُن احکام کے لیے) حاضر ہیں سو دو روز میں اُسکے سات آسمان بنا دیئے اور (چونکہ سموات ملائکہ سے معمور کر دیئے تھے اسلیے) ہر آسمان میں اُسکے مناسب اپنا حکم (فرشتوں کو) بھیجدیا (یعنی جن فرشتوں کو جو کام لینا تھا وہ اُنکو بتلا دیا جیسا کہ مدتوں بعد زمین پر وحی آتی تھی) اور ہمنے اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے زینت دی اور (استراق شیاطین سے) اُسکی حفاظت کی یہ تجویز ہے (خدا) زبردست واقف الکل کی (پس عبادت کے لائق ذات کامل الصفات ہی یا دوسری اشیاء ناقص الذات والصفات) ف زمین و آسمان کی ترتیب تخلیق کے متعلق سورۂ بقرہ رکوع سوم اخیر میں اور ادراک جمادات کے متعلق سورۂ بنی اسرائیل رکوع بنی الاسبط میں اور تزیین سماء دنیا کے متعلق سورۂ صافات کے پہلے رکوع میں اور حفظ سموات کے متعلق سورۂ حجر کے دوسرے رکوع کے شروع میں کلام ہو چکا ہے۔ البتہ حفظ سموات کے متعلق اتنی بات رہگئی تھی کہ جسطرح دنیا شیاطین سے محفوظ ہے تو دوسرے سموات بدرجۂ اولیٰ محفوظ ہیں اب چند فوائد اس مقام کے متعلق لکھتا ہوں **اول** یہ کہ فی اربعۃ ایام جو جعل و اسی تقدیر اقوات کے ساتھ فرمایا یہ صرف اُسی کا ظرف نہیں ورنہ مجموعہ آٹھ روز ہو جاوینگے حالانکہ فی ستۃ ایام چند جا مصرح ہے بلکہ اسکا مع ماقبل کے ظرف ہی جیسا محاورات میں بولا جاتا ہے کہ دو سال میں تو اس لڑکے کا دودھ چھڑایا اور چار سال میں مکتب میں بٹھلایا ظاہر ہے کہ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ان دو سال کے علاوہ چار سال **ثانی** ان جار یوم میں سواء کیوں فرمایا وجہ یہ ہے کہ جن دو یوم میں آسمان بنایا ہے وہ دو روز پوسے نہ تھے بلکہ اُسکی ساعۃ اخیرہ یعنی بعد عصر میں آدم علیہ السلام بنائے گئے وہ اسلیے وہاں سواء فرمایا تاکہ سامع مجاز پر محمول نہ کرلے جیسا محاورات میں کسر کو پورا کر لیتے ہیں **ثالث** للسائلین کی تخصیص خلق ارضیات میں کیوں کی۔ جواب یہ ہے کہ شاید یہی سوال ہو کہ عام سائلین کے ذہن ارضیات کا چار روز میں بننا اقرب ہے بہ نسبت سموات کے دو روز میں بننے کے کہ مدت کم اور مجہول اعظم پس سوال کا جواب ارضیات میں سہل الفہم ہے **رابع** احتیاطاً کا خطاب زمین سے بعد تسویہ ہونا اور آسمان سے قبل تسویہ ہونا کیا وجہ۔ جواب یہ ہے کہ زمین میں بعد تسویہ بھی تغیرات کثیرہ ہونیوالے تھے بخلاف آسمان کے اسلیے ارض کی حالت بعد تسویہ اور آسمان کی حالت قبل تسویہ گویا مساوی ہیں **ربط** اوپر منکرین توحید کے مقابلہ میں شرک پر انکار اور توحید کا اثبات تھا آگے منکرین توحید کو عذاب عاجل سے تہدید اور عذاب آجل کی وعید سناتے ہیں اور ضمن قصہ میں انکار رسالت پر بھی تقبیح فرماتے ہیں حیث قال اذ جاءتہم الرسل الخ **تہدید و وعید منکرین توحید و رسالت** فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُودَ إِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّا اللَّهَ قَالُوا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَأَنزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَإِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُم بِهِۦ كٰفِرُونَ فَأَمَّا عَادٌ فَٱسْتَكْبَرُوا فِى ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ ٱللَّهَ ٱلَّذِى خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَكَانُوا بِـَٔايَٰتِنَا يَجْحَدُونَ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِىٓ أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ ٱلْخِزْىِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا

اللغات صعقۃ بمعنے مطلق العذاب مجازاً ۱۲

البلاغۃ قولہ من بین ایدیہم کنایۃ عن غایۃ الاجتہاد کما فی الکبیر المعنی ان الرسل المبعوثین الیہم الوہم من کل جانب اجتہدوا فیہم والوجہ ما ذکرہ المصنف

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ

اور آخرت کا عذاب اور زیادہ رسوائی کا سبب ہے اور اُن کو مدد نہ پہونچیگی۔ اور وہ جو ثمود تھے تو ہم نے اُن کو رستہ بتلایا سو اُنہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا پس اُن کو عذاب سزا یاب ذلت کی آفت نے

الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ حَتّٰى

پکڑ لیا اُن کی بدکرداریوں کی وجہ سے۔ اور ہم نے اُن لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف جمع کرکے لائے جاوینگے پھر وہ روکے جائینگے یہانتک

اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا

کہ جب وہ اُسکے قریب آجاوینگے تو ان کے کان اور آنکھیں اور اُن کی کھالیں اُن پر اُن کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ اور وہ لوگ اپنے اعضا سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف میں کیوں گواہی دی

قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ

وہ جواب دینگے کہ ہمکو اُسنے گویائی دی جسنے ہر چیز کو گویائی دی اور اُس نے تمکو اول بار پیدا کیا تھا اور اُسی کے پاس پھر لائے گئے ہو۔ اور تم اس بات سے تو اپنے کو چھپا ہی نہ سکتے تھے کہ تمہارے کان اور آنکھیں

سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ

اور کھالیں تمہارے خلاف میں گواہی دیں لیکن تم اس گمان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر بھی نہیں اور تمہارے اس گمان نے جو کہ تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا

اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۝ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ

تم کو برباد کیا پھر تم خسارہ میں پڑ گئے سو اگر یہ لوگ صبر کریں تب بھی دوزخ ہی ان کا ٹھکانا ہے۔ اور اگر وہ عذر کرنا چاہیں گے تو بھی مقبول نہ ہوگا اور ہم نے ان کے لیے

قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ

کچھ ساتھ رہنے والے مقرر کر رکھے تھے سو انہوں نے انکے اگلے پچھلے اعمال انکی نظر میں مستحسن کر رکھے تھے اور انکے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول پورا ہو کر رہا جو انسے پہلے جن اور انسان ہو گذرے ہیں بیشک وہ بھی خسارہ میں رہے

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنَا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا

يَعْمَلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتُمْ

تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ

ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۝ وَقَيَّضْنَا

لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ

كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ پھر (دلائل توحید سنکر بھی) اگر یہ لوگ (توحید سے) اعراض کریں تو آپ (ان سے) کہدیجیے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی عاد و ثمود پر

(شرک و کفر کی بدولت) آفت آئی تھی (مراد عذاب اہلاک ہے چنانچہ اہل مکہ بھی بدر میں ہلاک کیے گئے اور یہ قصہ عاد و ثمود کا اسوقت واقع ہوا تھا) جبکہ اُن (عاد و ثمود) کے پاس

اُنکے آگے سے بھی اور اُنکے پیچھے سے بھی پیغمبر آئے (یعنی جو پیغمبر اُنکی طرف مبعوث ہوئے تھے اُنھوں نے بڑی کوشش سے بکثرت سمجھایا جیسے کوئی شخص کسی کو کبھی سامنے سے اگر سمجھائے اور کبھی پیچھے سے اگر سمجھاوے وہذا کقولہ تعالیٰ حکایۃً عن ابلیس لآتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم الخ اور اُن پیغمبروں نے یہی کہا) کہ بجز اللہ کے اور کسی کو مت پوجو اُنھوں نے جواب دیا کہ اگر ہم کو

ہو کہ خدا نے ہمکو پیغمبر بنا کر ایسے بھیجا ہے کہ دعوت لے التوحید کریں خود ہی غلط ہے کیونکہ) اگر ہمارے پروردگار کو (یہ) منظور ہوتا (کہ کسی کو پیغمبر بنا کر بھیجے) تو (اس کام کیلئے) فرشتوں کو بھیجتا سو (جب) نہیں (بھیجا) تو ہم اس (پیغام) کو جسکے ساتھ

اللغات قولہ لیستعتبوا انظر فی آخر سورۃ الروم ۱۲

النحو قولہ لصعقۃ العذاب الھون ھو صفۃ للعذاب ووصف بہ مصدر للمبالغۃ وکذا اضافۃ مقت الی العذاب فیفید ذلک ان عذابھم عین الھون وان لہ صاعقۃ کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ قولہ فھم یوزعون الفاء للتفصیل قولہ شھد قد صیغۃ العقلاء لوقوع ذلک وقع

السوال والجواب المختصین بالعقلاء ۱۲

الروایات فی الباب عن الشیخین والترمذی وغیرھم عن ابن مسعود قال اختصم عند البیت ثقفی وقرشیان وثقفی او ثقفیان وقرشی فقال احدھم اترون ان اللہ یسمع ما نقول فقال الآخر یسمع ان جھرنا ولا یسمع ان اخفینا وقال الآخر ان کان یسمع اذا جھرنا فھو یسمع اذا اخفینا فانزل اللہ وما کنتم تستترون الآیۃ ۱۲

بھی منکر ہیں جسکو دیگر بزرگ خود) تم (پیغمبری کے طور پر) بھیجے گئے ہو پھر (اس قال مشترک کے بعد ہر ایک کے حال خاص کی تفصیل ہے کہ) وہ جو عاد کے لوگ تھے وہ دنیا میں ناحق کا تکبر کرنے لگے اور (جب عذاب کی وعید سُنی کما قال تعالیٰ عن ھود فلا تتقون وقال قد وقع علیکم من ربکم رجس الی المنتظرین تو) کہنے لگے وہ کون ہی جو قوت میں ہمسے زیادہ ہو (جو ہمپر کوئی حادثہ واقع کرے جس کو ہم دفع نہ کرسکیں آگے جواب ہے کہ) کیا اُنکو یہ نظر نہ آیا کہ جس خدا نے اُنکو پیدا کیا وہ اُنسے قوت میں بہت زیادہ ہے (اور وہ عذاب واقع کرسکتا ہے) مگر باوجود اسکے بھی ایمان نہ لائے) اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے تو ہمنے اُنپر ایک سخت ہوا ئے تند ایسے دنوں میں بھیجی جو (باعث) نزول عذاب آہی کے اُنکی حق میں) منحوس تھے تاکہ ہم اُنکو اس دنیوی حیات میں رُسوائی کے عذاب کا مزہ چکھادیں اور آخرت کا عذاب اور زیادہ رسوائی کا سبب ہے اور (اس رسوائی کے وقت کسی طرف سے بھی اُنکو مدد نہ پہنچیگی اور وہ جو تھوڑی تو اُنکی کیفیت یہ ہوئی کہ) ہمنے اُنکو رسول (پیغمبر) کے ذریعہ سے) رستہ بتلایا سو اُنہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا پس اُنکو عذاب سراپا ذلت کی گرفت نے پکڑ لیا اُنکی بدکرداریوں کی وجہ سے اور ہمنے (اُس عذاب سے) اُن لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور ہمسے ڈرتے تھے (یہانتک عذاب دنیوی کا ذکر تھا) اور آگے عذاب آخرت کا ذکر ہے یعنی انکو وہ دن بھی یاد دلاؤ جس دن اللہ کے دشمن (یعنی کفار) دوزخ کی طرف جمع کرکے (لے جانے کے واسطے موقف حساب میں) لائے جاوینگے پھر (راہ میں غایت کثرت کی وجہ سے) مجتمع رہنے کے لیے) وہ روکے جاوینگے (تاکہ بقیہ بھی جلد کما مر فی قولہ تعالیٰ وحشرنا سلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر فھم یوزعون) یہانتک کہ جب وہ (سب جمع ہوکر) اُس (دوزخ) کے قریب آجاوینگے (مراد موقف ہے کیونکہ دوزخ قریب ہی نظر آویگا جیسا حدیث میں ہے کہ دوزخ کو موقف میں حاضر کرینگے اور آیا ہے کہ کافر اپنے چاروں طرف دیکھیگا غرض یہ کہ جب موقف میں آجاوینگے اور حساب شروع ہوگا) تو اُنکے کان اور آنکھیں اور اُنکی کھالیں اُنپر اُنکے اعمال کی گواہی دینگے اور (اُسوقت) وہ لوگ (متعجب ہوکر) اپنے اعضاء سے کہینگے کہ تمنے ہمارے خلاف میں کیوں گواہی دی ہم تو دنیا میں تمہارے ہی لیے سب کچھ کرتے تھے کما فی الحدیث عن انس مرفوعا فعنکن کنت اناضل (رواہ مسلم) وہ (اعضاء) جواب دینگے کہ ہم کو اُس (قادر مطلق) نے گویائی دی جسنے ہر گویا (چیز) کو گویائی دی (جس سے ہمنے خود اپنے اندر اُسکی قدرت کا مشاہدہ کرلیا) اور اُسی نے تمکو اول پیدا کیا تھا اور اُسی کے پاس پھر دوبارہ زندہ کرکے) لائے گئے ہو (گو تم اسکے منکر تھے پس جو خدا ایسا قادر اور عظیم الشان ہو اُسکے سامنے اُسکے پوچھنے پر ہم حق کو کیسے چھپا سکتے تھے کہ اُسکی عظمت اس سے مانع تھی اسلیے ہمنے گواہی دیدی) اولاً کے حق تعالیٰ ان منکروں کو خطاب فرماویگا کہ) تم (دنیا میں) اس بات سے تو اپنے کو (کسی طرح) چھپا (اور بچا) ہی نہ سکتے تھے کہ تمہارے کان اور آنکھیں اور کھالیں تمہارے خلاف میں گواہی دیں (کیونکہ حق تعالیٰ کی قدرت علی الاطلاق اور علم بالاعمال واقع میں ثابت ہے اور اسکا مقتضا یہ تھا کہ اعمال نامرضیہ سے بچتے) لیکن تم (اسلیے نہ بچے کہ) اس گمان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر بھی نہیں (یہاں علم وخبر بالمعنی الاعم ہے کیونکہ بعض جہلاء تو خود علم ہی کے معتقد نہ تھے جیسا اسکی شان نزول میں روایت ہے اور بعض علم بمعنی التفات کے نافی تھے یعنی خدا کے رو برو کیا فاعل سزا نہیں کیونکہ سزا ہوتی ہے قبیح پر اور وہ اُن اعمال کفریہ کو قبیح نہ سمجھتے تھے اور علم کا جو مآل ہے جزا بوجہ انکار بعثت کے اسکے سب نافی تھے پس یہاں علم بطور عموم مجاز کے اطلاع والتفات و جزا سب کو شامل ہے) اور تمہارے اسی گمان نے جو کہ تمنے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا تمکو برباد کردیا (کیونکہ اس گمان سے اعمال کفریہ کے مرتکب ہوئے اور وہ موجب بادی ہوئے پھر تم ابدی خسارہ میں پڑگئے سو (اس حالت میں) اگر یہ لوگ (اس بربادی خسارہ پر) صبر کریں (اور تن بتقدیر پر ہر عذر وغیرہ کچھ نہ کریں) تب بھی دوزخ ہی انکا ٹھکانا ہے یہ نہیں کہ انکی صبر و خموشی موجب رحم ہوجاوے جیسا احیاناً دنیا میں ایسا ہوجاتا ہے) اور اگر وہ عذر کرنا چاہینگے تو بھی مقبول نہوگا اور ہمنے (دنیا میں) ان (کفار) کے لیے کچھ ساتھ رہنے والے (شیاطین) مقرر کررکھے تھے سو اُنھوں نے انکے اگلے پچھلے اعمال کی نظر میں مستحسن کررکھے تھے (اسلیے انپر مصر تھے) اور (اصرار علی الکفر کی وجہ سے) انکے حق میں بھی اُن لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول یعنی وعدہ عذاب (پورا ہوکر رہا جو اُسنے پہلے جن اور انسان (کفار) ہو گذرے ہیں بیشک وہ (سب) بھی خسارہ میں رہے (ف عاد و ثمود کی تخصیص ذکر میں اسلیے ہے کہ سفر میں وشام میں عرب کو انکے مساکن و آثار نظر آتے تھے اور ان قوموں کو یہ جانتے بھی خوب تھے۔ اور رسل جو جمع کے صیغہ سے فرمایا حالانکہ مشہور عاد میں ہود علیہ السلام کا اور ثمود میں صالح علیہ السلام کا آنا ہی یا تو یہ وجہ ہے کہ اور کوئی رسول بھی آئے ہوں اور وہ من لم نقصص علیک میں داخل ہوں یا دو ہی کو تعظیماً یا اسلیے کہ ہر ایک نے گویا کئی کئی رسولوں کا کام کیا جمع فرمادیا یا ہود و صالح علیہما السلام کے ذریعہ سے اور رسل متقدمین کی خبر اور اتفاق فی اصل التوحید ہو پہنچا ہو پس مجیٔ رسل عام ہوگا مجیٔ ذات و مجیٔ خبر کو جیسا کذبت قوم نوح المرسلین میں کہا جاتا ہے کہ ایک کی تکذیب سے سب کی تکذیب ہوگئی۔ اور ایام نحسات کے متعلق ضروری تحقیق سورۂ صافات قصۂ ابراہیم علیہ السلام آیت فنظر نظرۃ فی النجوم کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ اور کنیدا ما تعلمون اسلیے فرمایا کہ نفی علم جس معنی کر ہو ہر عمل کے لیے اُسکا اعتقاد عام نہ تھا چنانچہ جو اعمال علانیہ کیے جاتے ہیں انمیں اطلاع کے سب معتقد تھے اور بعض اعمال کو چھپا سمجھتے تھے اور اُنپر دنیوی جزا کے قائل تھے چنانچہ قسامت میں جھوٹی قسم کھانے سے تباہ ہوجانے سے ڈرتے تھے اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے اور اچھا لکھا ہے کہ یہ مستثنیٰ اعداء اللہ الخ میں اعداء معہودین یعنی کفار مکہ مراد ہیں سب مراد نہیں کیونکہ سب کی صفت میں فی امم قد خلت من قبلہم الخ صادق نہیں آتا۔ ربط اوپر شروع سورت میں قرآن و رسالت کے متعلق مضمون تھا اُسکے منکرین پر تفریع و تشنیع ہے۔

مذمت وعقوبت منکرین قرآن و رسالت

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی الجلود وغیرھا لیصفا اشارۃ الی عموم المراد مجازاً فان الجلد محیط بجمیع الاعضاء مع ابراز السبا فی تخصیص الجلود دون غیرھا من الاعضاء ۱۲ الابصار ۱۲

۲ قولہ فی کل شیٔ فنبی کویا ناطق لیفرغ سوال ہمان کل شیٔ والا نطق

۳ قولہ ھنالک مشاراً ومناراً الخ تخصیص ذکر الاطلاق من بین سائر دلائل القدرۃ ۱۲

۴ قولہ فی توجیہ لکے کہتے ہو۔ اشار قولہ کون المضارع بمعنی الماضی بقصارا للصور مثلا بمعنی رج لیے الشکلف فی توجیہ المستقبل

۵ قولہ لا تستترون نہ کنتے تھے اشار قولہ ان الاعلام بالاستتار ھو الاطلاع المقصود بالاستشہاد عادۃ مبنی القدرۃ علی الامتناع لعلاقۃ القوۃ۔ الفعل ان القدرۃ علی الامتناع ھو الامتناع بالقوۃ ۱۲

۶ قولہ فی کلا لعلہ بالمعنی الاعم انما قدر ہ تحقیقا علی ھو المجاز لان عدم العلم بالشیٔ المستلزم لعدم کل حکم من احکامہ ولما کان الخطاب للجزاء لان بعض العلم عادۃ وجد بعین المعنی الحقیقی والجزاء علاقۃ للملزوم واللازم ولکان تقول بالجزء فی المتنازع اھی علاقۃ مطلقۃ من ان یکون ان احد الامرین الجزء من الاخر ۱۲ وعدم التخشیۃ کما یقال فی قولہ تعالیٰ لو کانوا یعلمون مع قولہ تعالیٰ وان احد علموا ۱۲

۷ قولہ فی فاصبحتم ایذان اشارۃ الی انہ فاق الانکار والمذکور فی الملحقات کلمہ موہوم نعم ذکر ان قد کل شیٔ فمفعول ۱۲

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ

اور یہ کافر یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور اسکے بیچ میں غل مچاد یا کرو شاید تم ہی غالب رہو سو ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھا دینگے اور انکو انکے

اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

بُرے کاموں کی سزا دینگے یہی سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی یعنی دوزخ اُنکے لیے وہاں ہمیشگی کا مقام ہوگا اس بات کے بدلہ میں کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور وہ کفار کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو وہ دونوں شیطان اور انسان دکھلا دیجے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ہم اُن کو اپنے پیروں کے تلے مل ڈالیں تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں جن لوگوں نے

قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

اقرار کرلیا کہ ہمارا رب ہی پھر سیدھے اُسی پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُتریں گے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت پر خوش ہو جاؤ جسکا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا ہم

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝

تمہارے رفیق تھے دُنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہینگے اور تمہارے لیے اُس میں جس چیز کو تمہارا جی چاہیگا موجود ہے اور جسکو تم مانگو گے موجود ہے یہ بطور مہمانی کے ہوگا بخشنے والے مہربان کی طرف سے

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۝ اِدْفَعْ

اور اُس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو خدا کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی آپ نیکی برتاؤ سے

بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

ٹال دیا کیجیے پھر یکایک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جاویگا جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے اور یہ بات اُن ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل ہیں اور یہ بات اُسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے

ع ۱۸

ملحقات الترجمہ

۵ قولہ فی الاخر یا متعدد فیکون المراد بالاثنین الفرقتان

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ اور یہ کافر یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور (اگر پیغمبر سنانے لگیں تو) اسکے بیچ میں غل مچادیا کرو شاید اس طرح تم ہی غالب رہو (اور پیغمبر ہار کر چپ ہو جاویں) سو (اس نالائق حرکت اور اُسکے عزم کے بدلہ میں) ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھا دیں گے اور انکو انکے (ایسے) بُرے بُرے کاموں کی سزا دینگے یہی سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی یعنی دوزخ اُنکے لیے وہاں ہمیشگی کا مقام ہوگا اس بات کے بدلہ میں کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور (جب قیامت کے روز یہ لوگ حاضر ہونگے تو) وہ کفار کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو وہ دونوں شیطان اور انسان دکھلا دیجے جنہوں نے ہمکو گمراہ کیا تھا ہم انکو اپنے پیروں کے تلے مل ڈالیں تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں (یعنی اُسوقت اُن لوگوں پر غصہ آویگا جنہوں نے بہکایا تھا آدمی بھی اور شیطان بھی خواہ ایک ایک ہو یا متعدد ہوں اور اس درخواست کا منشا یہ ہوگا کہ ضرور ہمیں یوں تو مضلین بھی نادم ہونگے مگر شاید درخواست کے وقت نظر نہ آویں) ربط اوپر کفار کی بدحالی و بدمآلی مذکور تھی آگے مؤمنین کا حسن حال و حسن مآل مذکور ہے اور ساتھ ہی انکو اخلاق و اعمال حسنہ کا امر و ترغیب بھی ہے جس سے اُنکی خوشحالی و نیک مآلی میں ترقی ہو اور جسکی ضرورت ایسے لوگوں کے مقابلہ میں واقع ہوگی جنکا اوپر قول آیا ہے کہ تسمعوا لھذا القرآن الخ

حسن حال و مآل و تحسین اخلاق و اعمال مؤمنین

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۝ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

اللغات اللغو لغط کذا فی القاموس و یرادبہ اللغط مطلقا مجازا۔ یقی یعیطی ۱۲

النحو ما یلقّٰھا ای ھذہ الخصلۃ الشریفۃ المفھومۃ من السیاق ۱۲

البلاغۃ قولہ ثم استقاموا ثم التراخی فی الرتبۃ فان الاستقامۃ فوق القول و التراخی فی ان الاول مشروط بالثانی قولہ لا السلیقۃ فائدۃ لتاکید قولہ کانہ ولی حمیم ان صیم القلب اثرت فیہ الحنی فی الغیر اثرت

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا

اور اگر آوے تجھ کو شیطان کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجیے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے اور منجملہ اُس کی نشانیوں کے رات ہے اور دن ہے اور سورج ہے اور چاند ہے۔ تم لوگ

لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ

نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو اور اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان نشانیوں کو پیدا کیا اگر تم کو خدا کی عبادت کرنا ہو۔ پھر اگر یہ لوگ تکبر کریں تو جو فرشتے آپ کے رب کے مقرب ہیں وہ شب و روز

سجدہ ۱۱ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ

اُسکی پاکی کرتے ہیں اور وہ نہیں اُکتاتے اور منجملہ اُسکی نشانیوں کے ایک یہ ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی دبائی ہے پھر جب ہم اُسپر پانی برساتے ہیں تو وہ اُبھرتی ہے اور پھولتی ہے

اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

جس نے اس زمین کو زندہ کر دیا وہی مُردوں کو زندہ کر دیگا۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ جن لوگوں نے (دل سے) اقرار کر لیا کہ ہمارا رب (حقیقی صرف) اللہ ہے (مطلب یہ کہ شرک سے تبری کر کے توحید اختیار کر لی) پھر (اُسپر مستقیم ہے (یعنی اُسکو چھوڑا نہیں) اُن (لوگوں) پر (اللہ کی طرف سے رحمت و بشارت کے) فرشتے اُتریں گے (اول مرتے وقت پھر قبر میں پھر بعث کے وقت کذا فی الدر المنثور عن زید بن اسلم اور کہینگے) کہ تم (آخرت کی آنیوالی ہولوں سے) نہ اندیشہ کرو اور نہ (دنیا کے چھوڑنے پر) رنج کرو (کیونکہ آگے تمہارے لیے امن اور نعم البدل ہے) اور تم جنت (کے ملنے) پر خوش رہو جس کا تمسے (پیغمبر کی معرفت) وعدہ کیا جایا کرتا تھا (اور) ہم تمہارے رفیق تھے دُنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہینگے (چنانچہ دُنیا میں نیکیوں کا الہام حوادث میں صبر و سکینہ ملائکہ ہی کا فیض ہے پس وہ حسب حدیث قرین رہتے ہیں اور آخرت میں تتلقاھم الملائکۃ اور یدخلون علیھم من کل باب و یخوفلک خود آیات میں وارد ہے) اور تمہارے لیے اُس (جنت) میں جس چیز کو تمہارا جی چاہیگا موجود ہے اور نیز تمہارے لیے اُسمیں جو مانگو گے موجود ہے (یعنی طلب اضطراری ہوگا اختیاری دونوں علی السواء پوری ہونگی) یہ بطور مہمانی کے ہوگا غفور رحیم کیطرف سے (یعنی نعمتیں اکرام کے ساتھ ملینگی جسطرح مہمان کو ملتی ہیں) اور (جس حال کے بعد انکا حسن اعمال تبلاتے ہیں کہ) اُس سے بہتر کسکی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور (اظہار اطاعت کے لئے) کہے کہ میں فرمانبردار (بنے ہوئے) ہوں (یعنی بندگی کو فخر سمجھے متکبرین کی طرح عار نہ کرے) اور (چونکہ دعوت الی اللہ میں جسکا اوپر ذکر ہے اکثر جہلاء کیطرف سے اضرار اور ایذاء کا سامنا ہوتا ہے اُسکے متعلق خصوصاً اور دوسرے حالات میں بھی عموماً معاملہ جمیل کی تعلیم فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصاً اور آپکے اتباع کو عموماً یعنی اول بطور مقدمہ کے سمجھنا چاہیے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (بلکہ ہر ایک کا اثر جدا ہے جب یہ بات محقق ہو گئی تو اب) آپ (مع اتباع) نیک برتاؤ سے (بدی کو) ٹال دیا کیجیے پھر یکایک (دیکھ لینا کہ) آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جاویگا جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے (یعنی بدی کی مکافات بدی سے کرنے میں تو عداوت بڑھتی ہے اور نیکی کرنے سے بشرط سلامت طبع عدو کی عداوت گھٹتی ہے حتی کہ اثر بالکل عداوت جاتی رہتی ہے اور اس امر میں مشابہ دوست کے ہو جاتا ہے گو دل سے دوست نہ ہو) اور یہ بات اُن ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو (اخلاق کے اعتبار سے) بڑے مستقل (مزاج) ہیں اور یہ بات اُسیکو نصیب ہوتی ہے جو (ثواب کے اعتبار سے) بڑا صاحب نصیب ہے اور اگر (ایسے وقت میں) آپکو شیطان کیطرف سے (غصہ کا) کچھ وسوسہ آنے لگے تو (فوراً) اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجیے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (بشرط سلامت کی قید دلیل عقل سے ہے جواب یہ خدشہ نہ رہا کہ احیاناً اسکے خلاف مشاہدہ ہوتا ہے ربط اوپر کے رکوع دوم میں توحید کا مضمون تھا آگے پھر اسی کیطرف عود ہے اور اُسکے ختم پر بمناسبت احیاء ارض کے احیاء موتی کا ذکر فرمایا جس سے عقوبت قیامت کی جو کہ منکرین کیلئے سورت میں جا بجا مذکور ہے تاکید بھی ہو گئی اور اُسکے بعد متصل ہی جو وعید کی مذکور ہے اُسکی تمہید بھی ہو گئی۔ **عود بسوئے توحید مع تاکید و تمہید وعید عنید باثبات خلق جدید**

وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اور منجملہ اُس کی (قدرت و توحید کی) نشانیوں کے رات ہے اور دن ہے اور سورج ہے اور چاند ہے (پس) تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو (سجدہ کرو جیسے صابئین وغیرہم کواکب کی عبادت کرتے تھے کذا فی الکشاف و المدارک و الخازن) اور (صرف) اُس خدا کو سجدہ کرو جس

اللغات قولہ خاشعۃ یابستہ مطامنہ مستعار من الخشوع بمعنی التذلل ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی بکلھم فیھما ھما تنتھی علی السواء اشارۃ الی فائدۃ زیادۃ قولہ عدوں مع صحۃ الاکتفاء بقولہ تنتھی لان حصول المشتھی لیتم بالاولی حصول المدعی و حاصل الفائدۃ التصدی للتسویۃ منھا تاکیداً لمفھوم قولہ لکم فیھا ما تشتھی الخ فافھم فائدۃ من المواھب ۱۲

۲ قولہ فی انی من المسلمین مذکر کرنے اشارہ الی فائدۃ زیادۃ مع الاستغناء عنہ بقولہ دعاء و قولہ عمل لان الدعوۃ لا یعمل من شرطھا عتبار ھا الاسلام فافھم فائدۃ ایضا من المواھب ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ

بلاشبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں وہ ہم پر مخفی نہیں سو بھلا جو شخص دوزخ میں ڈالا جاوے وہ اچھا ہے یا وہ شخص جو قیامت کے روز امن وامان کے ساتھ آئے۔ جو جی چاہے کرلو

إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ

وہ تمہارا سب کیا ہوا دیکھ رہا ہے۔ جو لوگ اس قرآن کا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچا ہے انکار کرتے ہیں۔ اور یہ بڑی باوقعت کتاب ہے جس میں غیر واقعی بات نہ اُس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے

وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾ مَّا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ

اور نہ اُس کے پیچھے کی طرف سے۔ یہ خدائے حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ آپ کو وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہی گئی ہیں　آپ کا رب بڑی مغفرت والا

وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى

اور دردناک سزا دینے والا ہے۔ اور اگر ہم اسکو عجمی قرآن بناتے تو یوں کہتے کہ اسکی آیتیں صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں یہ کیا بات کہ عجمی کتاب اور عربی رسول۔ آپ کہدیجئے یہ قرآن ایمان والوں کے لیے رہنما

وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ

اور شفا ہے۔ اور جو ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں ڈاٹ ہے اور وہ قرآن اُن کے حق میں نابینائی ہے

ان (سب) نشانیوں کو پیدا کیا اگر تمکو خدا کی عبادت کرنا ہے (یعنی مشرکین جو عبادت خداوندی کے بھی مدعی ہیں تو جس عبادت میں شرک ہو وہ حقیقۃً خدا کی عبادت نہیں ہے اور وہ دعویٰ غلط ہے اگر خدا کی عبادت کرنا ہے تو شرک کو چھوڑ کر عبادت کرو) پھر اگر یہ لوگ (عبادت توحیدیہ سے جس طریقہ آبائیہ کو چھوڑنا اور نبی کا اتباع کرنا پڑتا ہے اعراض کریں تو (انکی حماقت ہے کیونکہ) جو فرشتے آپکے رب کے مقرب ہیں (اور شان وعظمت میں لاکھوں ہزاروں درجے زیادہ ہیں) وہ شب وروز اُس کی پاکی کرتے ہیں اور وہ (اس سے ذرا) نہیں اُنتے (تو ان ہی کو کیا عار پڑی ہے) وھذا کقولہ تعالیٰ فی اٰخر الاعراف ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ الخ) اور منجملہ اسکی (قدرت وتوحید کی) نشانیوں کی ایک یہ ہے کہ (اے مخاطب) تو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی دبائی (پڑی) ہے پھر جب ہم اُسپر پانی برساتے ہیں تو وہ اُبھرتی ہے اور پھولتی ہے اور اس سے علاوہ دالالت علی التوحید کے دلالت علی امکان البعث بھی حاصل ہوئی اور ثابت ہوا کہ (جسنے زمین کو (اُسکے مناسب) زندہ کردیا وہی مردوں کو (اُنکے مناسب) زندہ کردیگا بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے اور دونوں امر مذکور امکان میں متساوی ہیں دونوں پر قدرت یکساں ہوگی اور ایک کا سہل عند القدرۃ ہونا مشاہدہ ہے پس دوسرا بھی سہل ہوگا پھر اسکو مستبعد جاننا جہل محض ہے) (ربط) اوپر یا للمشرکین اور فان اعرضوا الخ میں منکرین توحید ورسالت پر زجر وعید ہے آگے پھر اُسی طرف عود ہے اور اوپر کی متصل آیت میں اسکی تمہید بھی آچکی ہے کما ذکرنی وجہ الربط ھنالک

زجر ووعید بر انکار توحید ورسالت

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

آیتوں میں (جو دال علی التوحید اور نازل علی النبی الوحید ہیں) کجروی کرتے ہیں (یعنی اُسکے متعلق جو استقامت ہے کہ اُسپر ایمان لاویں اُسکو چھوڑ کر اُسکی تکذیب کرتے ہیں کما فی الآیۃ عن قتادۃ) وہ لوگ ہمپر مخفی نہیں (ہمکو اُنکا حال سب معلوم ہے اور اُنکو ہم سزائے نار دینگے) سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے (جیسا یہ مکذب ڈالا جاویگا) وہ اچھا ہے یا وہ شخص جو قیامت کے روز اس امان کے ساتھ (جنت میں آتے (اگے خطاب تہدید ہے کہ) جو (جو) جی چاہے (خوب) کرلو وہ تمہارا سب کیا ہوا دیکھ رہا ہے (ایک فعہ ہی سزا دیدیگا) (ربط) اوپر شروع سورت میں پھر وقال الذین کفروا الاٰیۃ مع الھذا القرآن کے ضمن میں رسالت وقرآن کے متعلق گفتگو ہوئی تھی آگے پھر یہی گفتگو ہے اور اسی سلسلہ میں منکرین کے بعض اقوال کا جواب بعض مضامین سے تسلیہ جناب رسالت مآب بھی ارشاد ہیں۔

احقاق قرآن وتسلیہ سید الانس والجان وذم واہل طغیان

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾ مَّا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ

النحو قولہ ان الذین کفروا اخبران محذوف وھو عندی لم یتدبروا قولہ اعجمی وعربی فی تقدیرہ الکلام عجمی ورسول عربی وزیدت الیاء فی الاعجمی للمبالغۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ یلقی فی الروح کان الظہر ین یقابل الالقاء فی النار بدخول الجنۃ لکنہ لکنہ عدل عنہ لما

فی النظم الجلیل اعتناء بشان المؤمنین لان الامن من العذاب اھم واھم ولذا عبر فی الاول بالالقاء الدال علی القسر والقہر وفیہ بالاتیان الدال علی انہ بالاختیار والرضا مع الامن اھ قولہ من بین یدیہ کنایۃ عن جمیع الجہات فیہ تمثیل لنفیہ الشخص عمن جمیع جہاتہ فلا یکون احداھا وصول الیہ کذا فی الروح ۱۲

أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٤٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ

یہ لوگ کسی بڑی دُور جگہ سے پکارے جا رہے ہیں　　اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی سو اُس میں بھی اختلاف ہوا۔ اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿٤٥﴾ مَّنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ

تو اُنکا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور یہ لوگ اُسکی طرف سے ایسے شک میں ہیں جسنے انکو تردد میں ڈال رکھا ہے۔ جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نفع کے لیے اور جو شخص بُرا عمل کرتا ہے اُسکا وبال اُسی پر پڑیگا اور آپکا رب بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں

أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٤٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿٤٥﴾ مَّنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ

(اُنمیں خود تدبر کی کمی ہے) اور (اس قرآن میں کوئی کمی نہیں کیونکہ) یہ (قرآن) بڑی باوقعت کتاب ہے جسمیں غیر واقعی بات نہ اُسکے آگے سے آسکتی ہے اور نہ اُسکے پیچھے سے (یعنی اُسمیں کسی پہلو اور کسی جہت سے اسکا احتمال نہیں کہ یہ قرآن منزل من اللہ نہ ہو اور پھر خلاف واقع اسکو منزل من اللہ کہدیا جاوے جیسا کفار آپ پر یہی شبہہ کرتے تھے حق تعالیٰ نے ایک قاعدہ کلیہ سے اس شبہہ خاص کی بھی نفی کر دی وجہ اس احتمال کے انتفار کی اسکا معجز ہونا ہر پس ثابت ہو گیا کہ) یہ خدائے حکیم محمود (الذات والصفات) کیطرف سے نازل کیا گیا ہے (اور باوجود اسکے جو یہ لوگ آپکی تکذیب کرتے ہیں تو یہ معلوم کر کے تسلی کر لیجیے کہ) آپکو وہی باتیں (تکذیب و ایذا رسانی کی) کہی جاتی ہیں جو آپسے پہلے رسولوں کو کہی گئی ہیں (اُنہوں نے بھی صبر کیا تھا آپ بھی صبر کیجیے اور اس سے بھی تسلی حاصل کیجیے کہ) آپ کا رب بڑی مغفرت والا اور دردناک سزا دینے والا ہے (پس اگر یہ مخالفین خلاف سے باز آکر مستحق مغفرت ہو گئے تو انکو سزا بھی دونگا پھر آپ کاہے کے لیے پریشان ہوں) اور (یہ لوگ ایک شبہہ یہ کرتے ہیں کہ قرآن کا کچھ حصہ عجمی بھی ہونا چاہیے تھا کذا فی الدر المنثور عن سعید بن جبیر رحمہ اللہ عن قریش جس سے اسکا اعجاز خوب ظاہر ہوتا کہ جو بنی عجمی نہیں جانتے وہ عجمی میں تکلم کریں سو بات یہ ہے کہ) اگر ہم اسکو (کلاً یا بعضاً) عجمی (زبان کا) قرآن بناتے (تو یہ ہرگز ہوتا کہ اسکو مان لیتے بلکہ اُسمیں ایک اور حجت نکالتے کیونکہ جب ماننے اور سمجھنے کا ارادہ نہیں ہوتا تو ہر تقدیر پر کچھ نہ کچھ شاخ نکال لیجاتی ہے چنانچہ اگر ایسا ہوتا) تو یوں کہتے کہ اسکی آیتیں (اس طرح) صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں (کہ ہم سمجھ لیتے یعنی عربی میں کیوں نہیں آیا اگر بعض عجمی ہوتا تو کہتے یہ بعض بھی عربی کیوں نہیں ہے اور یوں کہتے کہ) یہ کیا بات ہے کہ عجمی کتاب اور عربی رسول (خلاصہ یہ کہ اب جو قرآن عربی ہے تو کہتے ہیں عجمی کیوں نہیں اور اگر عجمی ہوتا تو کہتے عربی کیوں نہیں کسی حال پر انکو قرار نہیں پھر عجمی ہونیسے کیا فائدہ ہوتا رہا اعجاز سو عربیہ کی حالت میں بھی معجز ہے بلکہ اسوقت کا اعجاز زیادہ حجت ہے کیونکہ بوجہ اپنی مہارت فن عربی اور باوجود اسکے عجز عن الاتیان بمثلہ کے اسوقت اسکا اعجاز مفصلاً سمجھ سکتے ہیں اور اُسوقت اجمالاً سمجھتے گو اجمالاً سمجھ لینا بھی اعجاز کا حجۃ کافیہ ہے جیسا اہل عجم قرآن کے اعجاز کو اسی طرح سمجھ سکتے ہیں مگر حجۃ وافیہ اور بھی المغ حجۃ کافیہ ہے غرض یہ شبہات محض لغو ہیں اصل مدار اعجاز پر ہے جسکا اوپر ذکر آچکا ہے کالیاتیہ الباطل پس معلوم ہوا کہ اس کے حق ہونے میں تو کوئی کمی اور شبہہ نہیں اگر کوئی شخص ہے اُسی میں کچھ کمی ہے آگے اس مضمون سے جواب دینے کا حکم ہے کہ اے پیغمبر آپ کہدیجیے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے لیے تو (نیک کاموں کے بتلانے میں) رہنما ہے اور (برے کاموں سے جو روگ دلوں میں پیدا ہو جاتے ہیں جب اس قرآن کی رہنمائی پر عمل کیا جاوے تو یہ اُن روگوں سے) شفا ہے (پس چونکہ ان لوگوں میں تدبر و طلب حق کی کمی نہ تھی ان کے حق میں قرآن اپنی حقانیت سے انکو نافع ہوا) اور جو (باوجود وضوح حق کے عناداً) ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں ڈاٹ ہے (جس سے حق کو انصافاً اور تدبر سے نہیں سنتے اور وہ کمی کی وجہ ہے) اور (اسی کمی کی وجہ سے) وہ قرآن اُن کے حق میں نابینائی ہے (کیونکہ قلت تدبر و قلت انصاف سے تعصب میں قوت رہتی ہے اور تعصب مانع ہے بلکہ باعث زیادۃ ضلالت ہو جاتا ہے نابینائی کا سبب ہونیکی یہ وجہ ہے جیسے آفتاب عالم کو روشنی دیتا ہے خفاش کو کور کرتا ہے اور) یہ لوگ (بوجہ عدم انتفاع بسماع الحق کے ایسے ہیں کہ گویا) کسی بڑی دور جگہ سے پکارے جا رہے ہیں (کہ آواز سُنتے ہوں مگر سمجھتے نہیں) اور (آپ کی تسلی کے لیے جیسا اوپر محمداً رسولوں کا ذکر ہوا ہے اب خاص موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوتا ہے کہ) ہمنے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی سو اسمیں بھی اختلاف ہوا (کسی نے مانا کسی نے نہ مانا یہ کوئی نئی بات آپکے لیے نہیں ہوئی پس آپ مغموم نہ ہوں) اور (یہ منکرین البتہ مستحق عذاب ہیں کہ) اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپکے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے (کہ پورا عذاب انکو آخرت میں دونگا) تو انکا (قطعی) فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا اور یہ لوگ (باوجود قیام براہین کے ابھی تک اس (فیصلہ یعنی عذاب موعود) کی طرف سے ایسے شک میں (پڑے) ہیں جس نے انکو تردد میں ڈال رکھا ہے (کہ انکو عذاب کا یقین ہی نہیں آتا حالانکہ فیصلہ ضرور واقع ہوگا اور اس فیصلہ کا حاصل یہ ہے کہ) جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نفع کیلیے (یعنی وہاں اسکا نفع اور ثواب پاویگا) اور جو شخص بُرا عمل کرتا ہے اُسکا وبال (یعنی مرجوعذاب) اُسی پر پڑیگا اور آپکا رب بندوں پر ظلم

البلاغۃ: قولہ ینادون تمثیل لعدم فہمہم انتفاعہم بما یدعوہم الیہ من بیانہ من مسافۃ نائیۃ فہو یسمع الصوت ولا یفہم او لا یسمع ولا یفہم فقد شبہ حال اہل اللغۃ انہ بفعال اللذی لا یفہم لغۃ المتکلم موئیۃ عن علو منزلۃ وجہالۃ کذا فی الکشاف

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ

قیامت کے علم کا حوالہ خدا ہی کی طرف دیا جا سکتا ہے۔ اور کوئی پھل اپنے خول میں سے نہیں نکلتا اور نہ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب اسکی اطلاع سے ہوتا ہے اور جس روز خدا تعالیٰ انکو پکارے گا

اَيْنَ شُرَكَآءِيْ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۚ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝

کہ میرے شریک کہاں ہیں۔ کہینگے کہ ہم آپ سے یہی عرض کر چکے ہیں کہ ہم میں کوئی مدعی نہیں اور جن جن کو یہ لوگ پہلے سے پوجا کرتے تھے وہ غائب ہو جاوینگے اور یہ لوگ سمجھ لینگے کہ انکے لیے کہیں بچاؤ کی صورت نہیں

لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۖ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ

آدمی نرخی کی خواہش سے کبھی نہیں بھرتا اور اگر اسکو کچھ تکلیف پہنچتی ہے تو ناامید اور بہت اداس ہو جاتا ہے اور اگر ہم اسکو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اسپر واقع ہوئی تھی اپنی مہربانی کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو کہتا ہے

هٰذَا لِيْ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهُ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ

یہ تو میرے لیے ہونا ہی چاہیے تھا اور میں قیامت کو آنیوالا نہیں خیال کرتا اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا بھی گیا تو میرے لیے اسکے پاس بھی بہتری ہی ہے سو ہم ان منکروں کو انکی سب کردہ فردہ بتلا دینگے اور انکو سخت عذاب

مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

مزہ چکھا دیگے اور جب ہم آدمی کو نعمت عطا کرتے ہیں۔ تو منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ پھیر لیتا ہے۔ اور جب اسکو تکلیف پہنچتی ہے تو خوب لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے آپ کہیے کہ بھلا یہ بتلاؤ

اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى

کہ اگر یہ قرآن خدا کے یہاں سے آیا ہو اور پھر تم اسکا کردہ انکار کرو تو ایسے شخص سے زیادہ کون غلطی میں ہوگا جو ایسی دور دراز مخالفت میں پڑا ہو۔ ہم عنقریب انکو اپنی نشانیاں انکے گرد و نواح میں بھی دکھائینگے اور خود انکی جانوں میں بھی یہانتک

يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۗ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ۗ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝

انپر ظاہر ہو جاویگا کہ وہ قرآن حق ہے۔ کیا آپکے رب کی یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر چیز کا شاہد ہے۔ یاد رکھو کہ وہ لوگ اپنے رب کے روبرو جانے کیطرف سے شک میں پڑے ہیں یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو احاطہ میں لیے ہوئے ہے

ع ۱۰ ۱

کرنیوالا نہیں (کہ کوئی نیکی جو بشرطیکہ عمل میں لائی گئی ہو اسکو شمار نہ کرے یا کسی بدی کو زائد شمار کرلے) ف احقر نے ان ربك لذو مغفرة وذو عقاب الیم کا محل جو تسلیہ بھی ہے اس سے اگر کسی کو وسوسہ ہو کہ ذکر عقاب سے تسلی ہونا موہم ہے کہ آپ اُن کا عقاب چاہتے تھے جواب اسکا سورۂ مؤمن کے ساتویں رکوع کی تفسیر میں بذیل ف گذر چکا ہے ربط اوپر منکرین توحید و دلیل رسالت یعنی کلام مجید کو عقوبت یوم الوعید سے تہدید کی گئی ہے آگے ان تینوں کے بارہ میں محلوطاً کلام ہے۔

تحقیق قیامت و توحید و رسالت مع تضلیل اہل جہالت

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۚ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۖ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهُ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۗ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ۗ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝ (۱ راوہ جس قیامت کا ذکر ہے کہ

اُسمیں اُنکو جزا ملیگی اُس) قیامت کے علم کا حوالہ خدا ہی کی طرف دیا جا سکتا ہے (یعنی اس سوال کے جواب میں کہ قیامت کب ہوگی جیسا کہ کفار بغرض انکار اسکا سوال کیا کرتے تھے یہی کہا جاویگا کہ اسکا علم خدا ہی کو ہے مخلوق کو اسکا علم نہ ہونے سے اسکا عدم وقوع لازم نہیں آتا) اور (قیامت ہی کی کیا تخصیص ہے اسکا علم ہر شئی کو محیط ہے کہ

اللغات قوله الكمام جمع كم بالكسر في القاموس وعاء الطلع وغلاف الزهر شهيد فعيل من الشهادة محيص مصدر ميمي من حاص عنه اذا عدل وتنكيره للتحقير اوله ان يقطع رجاءه الخ والقنوط ان يظهر عليه اثر اليأس فتعدل وتكسر الخ قوله انه على كل شئ بدل من ربك والمعنى اولم يكف ربك شهادة ربك على كل شئ ۱۲

البلاغة ضمائر جمع باعتبار الافراد اذ ذاك في الروح اي اعلمناك المراد بالاعلام الاخبار لان تعالى علام فالصحيح اعلامه بها بوسيلة عالم به بخلاف الاخبار فانه يكون للعالم وستظر ابو حيان ان المراد احداث تبيان لا اخبار عن ابدان سابق على نحو طلقت وانشاله ۱۲

کوئی پھل اپنے خول میں سے نہیں نکلتا اور نہ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب اُسکی اطلاع سے ہوتا ہے (اور اس اطلاع کی وجہ اُسکی صفت علم کا ذاتی ہوتا ہے جو بوجہ اعلیٰ درجہ کے کمال ہونے کی دلیل توحید بھی ہے اور بوجہ تساوی نسبت صفت ذاتیہ کے جمیع متعلقات کے ساتھ دلیل علم قیامت کی بھی ہے پس اس سے دونوں مضمون کی تائید ہوگئی) اور آگے اُس قیامت کے ایک واقعہ کا ذکر ہے جس سے اثبات توحید و ابطال شرک بھی ہوتا ہے یعنی اجمالاً فرد اللہ تعالیٰ ان (مشرکین) کو پکاریگا (اور کہیگا) کہ (جنکو تمنے میرا شریک قرار دے رکھا تھا وہ) میرے شریک (اب) کہاں ہیں (اُنکو بلاؤ کہ تمکو اس مصیبت سے بچادیں) وہ کہینگے کہ (اب تو) ہم آپسے یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم میں کوئی (اس عقیدہ کا) مدعی نہیں (یعنی اپنی غلطی کے مقر ہیں چونکہ وہاں حقائق عقائد کے منکشف ہوجاوینگے پس یا اقرار یا اضطراری ہے یا اسکے کچھ توقع نجات کی ہو اور جن جن کو یہ لوگ پہلے سے (یعنی دنیا میں) پوجا کرتے تھے وہ سب غائب ہوجاوینگے (یا تو یہ مراد ہے کہ اُنکی شرکت کا اعتقاد وضوح حق کے سبب ذہن سے بالکل زائل ہوجاویگا یا یہ کہ وہ نصرت نہ کرسکینگے اور بعض آیات میں جو آیا ہے قیل ادعوا شرکاءکم فدعوھم وہ مامنافی نہیں کیونکہ وہ پکارنا فرط حیرت و بدحواسی سے ہوگا نہ کہ اعتقاد کی اور (جب یہ احوال دیکھیں گے تو) یہ لوگ سمجھ لیں گے کہ انکے لیے کہیں بچاؤ کی صورت نہیں (اُسوقت شرکاء کا بطلان اور الٰہ واحد کا حق ہونا معلوم ہوجاویگا آگے شرک و کفر کا ایک بڑا اثر طبیعت انسانی پر بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص توحید و ایمان سے بے بہرہ ہو اُس) آدمی (کو اخلاق و اعمال و عقائد ایسے بُرے ہوتے ہیں کہ ایک تو کسی حالت میں یعنی آسودگی تنگی دونوں میں) ترقی کی خواہش سے اسکا جی نہیں بھرتا (اور یہ کمال حرص ہے) اور (خاص حالت تنگی وغیرہ میں یہ کیفیت ہے کہ) اگر اُسکو کچھ تکلیف پہنچی ہو تو ناامید ہراساں ہوجاتا ہے (اور یہ غایت ناشکری و سوءظن باللہ و کراہت لامر اللہ ہے) اور (خاص زوال تنگی کی حالت میں یہ کیفیت ہے کہ) اگر ہم اُس کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اُسپر واقع ہوئی تھی اپنی مہربانی کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرے لیے ہونا ہی چاہیے تھا (کیونکہ میری تدبیر و لیاقت و فضیلت اسی کو مقتضی تھی اور یہ بھی غایت ناشکری و کبر ہے) اور (اُس نعمت میں یہاں تک پھولتا ہے اور بھولتا ہے کہ یوں بھی کہتا ہے کہ) میں قیامت کو آنیوالا نہیں خیال کرتا اور اگر (بالفرض محال آئی بھی اور) میں اپنے رب کے پاس پہونچایا بھی گیا (جیسا نبی کہتے ہیں) تو میرے لیے اُسکے پاس بھی بہتری ہی ہے (کیونکہ میں حق پر ہوں اور اسکا مستحق ہوں اور قیامت کا انکار غایت درجہ کا کفر اور فرض وقوع پر دعوی حسنی کا غایت درجہ کا اغترار باللہ ہے غرض کفر و شرک سے یہ مفاسد پیدا ہوئے وہ ایسی بُری چیز ہے) سو (یہ لوگ یہاں جو چاہیں دعوی احمقانہ و استحقاق کا کرلیں اب عنقریب) ہم ان منکروں کو (اُنکے (یہ) سب کردار ضرور بتلا دینگے اور انکو سخت عذاب کا مزہ چکھا دینگے اور (نیز تمہ آثار کفر و شرک میں سے حالت نعمت میں خواہ پہلے سے وہ نعمت ہو یا بعد زوال نقمت ملی ہو ایک یہ ہے کہ) جب ہم (ایسے) آدمی کو نعمت عطا کرتے ہیں تو (ہم سے اور ہمارے احکام سے) منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ پھیر لیتا ہے (اور یہ غایت درجہ کا اشر و بطر ہے اور نعمت کا اوپر جو اثر مذکور ہوا وہ متعلق عقیدہ کے تھا اور یہ متعلق اعمال کے اور مقصود مجموعہ کا اثبات ہے) اور (حالت تنگی و ضرر میں تمہ آثار کفر و شرک میں سے ایک یہ ہے کہ) جب اُسکو تکلیف پہونچتی ہے تو (فقدان نعمت پر جزع و فزع کی راہ سے نہ کہ منعم کیطرف توجہ التجا کے طور پر) خوب لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے (اور یہ غایت درجہ کی بے صبری اور حب دنیا میں انہماک ہے اور اوپر جو نقمت کا اثر مذکور ہوا وہ کیفیات اور احوال میں سے تھا اور یہ اقوال و افعال میں سے ہے غرض یہ اور جو اوپر مذکور ہوئے سب مفاسد کفر و شرک سے ہیں بخلاف ایمان کے کہ آثار میں حریص نہ ہونا حالت ضرر میں یاس و جزع و فزع نہ کرنا حالت امن و دعش میں کفر اور کفران نہ کرنا۔ اب توحید اور قیامت کی تحقیق کے ساتھ رسالت اور قرآن کی جو کہ توحید اور قیامت سے بھی مشعر اور مخبر ہے تحقیق بطور تلطیف دعوت کے فرماتے ہیں یعنی اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم آپ (ان منکرین سے) کہیے کہ (اے منکرو قرآن کے حق ہونے پر جو دلائل قائم ہیں مثل اعجاز و اخبار عن الغیوب اگر تم عدم تدبر کیوجہ سے انکو موجب یقین نہیں سمجھتے تو اقل درجہ موجب احتمال تو ضرور ہونگے کیونکہ نفی پر تمہارے پاس کوئی دلیل تو قائم نہیں سو) بھلا یہ بتلاؤ کہ اگر (بنا علی الاحتمال المذکور) یہ قرآن خدا کے یہاں سے آیا ہو اور پھر تم اسکا کرو انکار تو ایسے شخص سے زیادہ کون غلطی میں ہوگا جو (حق سے) ایسے دور دراز مخالفت میں پڑا ہو (اور اس تقدیر پر کون عند اللہ پر تم اس مفہوم کے مصداق ہوگے اور اس تالی کا ترتب اس مقدم پر ضروری ہے گو وجود تالی بوجہ محتمل ہونے مقدم کے محتمل ہو لیکن عقلاً احتمال ضلال سے بھی بچنا واجب ہے اور وہ موقوف ہے تدبر فی القرآن پر پس مقدمہ واجب ہوا پس انکار میں مبادرت مت کرو بلکہ سوچ سمجھ سے کام لو تاکہ حق واضح و متعین ہوجاوے اور ان لوگوں سے کیا امید ہے کہ یہ تدبر کریں مگر خیر ہم (خود ہی) عنقریب انکو اپنی (قدرت کی) نشانیاں (جو کہ دال ہوں صدق قرآن پر) آفاق کے گرد و نواح میں بھی دکھائینگے (کہ اطراف عرب پیشینگوئی کے موافق فتح ہوجاوینگی) اور خود انکی ذات (خاص) میں بھی (دکھائینگے کہ یہ بدر میں مارے جائینگے اور انکا مسکن مکہ بھی فتح ہوجاویگا) یہانتک (یا بالاضطرار ان پیشینگوئیوں کے وقوع سے) بالکل ظاہر (واضح) ہوجاوینگا کہ وہ قرآن حق ہے (کہ اسکی پیشینگوئیاں کسطرح صادق ہو رہی ہیں گو یہ علم اضطراری بدون تصدیق اختیاری کے معتد بہ نہیں لیکن اتمام حجت میں تو قوت پا ہی جاویگی غرض اسکی حقیت ایک نہ ایک طرح ظاہر ہوگی باقی فی الحال جو یہ لوگ اُسکی وحی رسالت کا انکار کر رہے ہیں آپ غم نہ ہوں کیونکہ اگر یہ لوگ اسپر شہادت نہ دیں تو) کیا آپکے رب کی یہ بات (آپکی حقیت کی شہادت

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی دعاء الخیر ترقی یا شاء تعالیٰ لغیر الدنیوی من الاستغنی العیش وغوہ ۱۲

۵۲ قولہ فی الآفاق الخ اشارۃ الی ان اللام العہد اللام عوض عن المضاف الیہ ہو من المواہب ۱۲

سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ ثَلٰثٌ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝١ عٓسٓقٓ ۝٢ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

حٰمٓ عٓسٓقٓ اسی طرح آپ پر اور جو آپ سے پہلے ہو چکے ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ جو زبردست حکمت والا ہے وحی بھیجتا رہا ہے اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٤ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ

اور وہی سب سے برتر اور عظیم الشان ہے۔ کچھ بعید نہیں کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اہل زمین کے لیے

فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٥ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۡ وَمَآ اَنْتَ

معافی مانگتے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ ہی معاف کرنے والا رحمت کرنیوالا ہے۔ اور جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز قرار دے رکھے ہیں اللہ انکو دیکھ بھال رہا ہے اور آپکو انہیں

عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝٦ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ

کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ اور ہم نے اسی طرح آپ پر قرآن عربی وحی کے ذریعہ سے نازل کیا ہے تاکہ آپ مکہ کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اسکے آس پاس ہیں انکو ڈرائیں اور جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں جس (دن) کے آنے میں

فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝٧ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ

ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو ان سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا لیکن وہ جسکو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کا

مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝٨ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٩

کوئی حامی مددگار نہیں کیا ان لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز قرار دے رکھے ہیں سو اللہ ہی کارساز ہے اور وہی مردوں کو زندہ کریگا اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

اور تسلی کے لیے (کافی نہیں کہ وہ ہر واقعی) چیز کا شاہد ہے اور اسنے جا بجا آپکی رسالت کی شہادت دی ہے قولاً بھی اور عملاً بھی اظہار معجزات سے بڑھ شہادت کافی ہے کقولہ تعالیٰ قل کفیٰ باللہ شہیداً بینی وبینکم آگے اصل جاہلی انکار اور نیز دوسرے امور حقہ کے انکار کی تبلاتے ہیں اور اس سے تسلی بھی زیادہ ہو سکتی ہے کہ) یاد رکھو کہ وہ لوگ اپنے رب کے روبرو جانے کی طرف سے شک میں پڑے ہیں (بس دلیلیں ڈر نہیں جس سے حق کو طلب کریں مگر یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو (اپنے علم کے) احاطہ میں لیے ہوئے ہے (پس انکے شک انکار کو بھی جانتا ہے اور اسپر سزا دیگا) ف آیت کا ایسا کام لے قولہ بعض کے متعلق سورۂ یونس کے دوسرے رکوع آیت واذا مس الانسان الضر الخ کی تفسیر میں ایک تحقیق گذر چکی ہے اُسکا ملاحظہ معین محل مقام ہذا ہوگا۔ اور بس دعا میں تعارض وہاں دو طور پر دفع کیا گیا تھا یہاں ایک تیسری بات اور زیادہ بعض تفاسیر سے معلوم ہوئی وہ یہ کہ یہ دعا التجا اے اللہ کے طور پر نہیں بلکہ جسطرح عاشقان کی نیاز اور اضعاف نالہ و آہ و ویلا مچایا کرتے ہیں کہ ہائے اللہ کیا کروں ہائے اللہ کیا ہوگا و مثل ذلک تقریر ترجمہ واذا مسہ الشر فذو دعاء عریض میں احقر نے اصل فنا شارہ کر دیا ہے قدیم بحمد اللہ تعالیٰ تفسیر سورۃ حم السجدۃ للمثلین والثلثین من ربیع الاخر یوم الخمیس سنہ ۱۳۳۵ من الہجرۃ وصلی اللہ تعالیٰ علی اخیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ سورۃ الشوریٰ مکیۃ وھی ثلث وخمسون اٰیۃ کذا فی المبیضی ربط اس سورت میں بیضمیں ایک دوسرے میں متداخل ہیں ایک توحید و ابطال شرک اور اس سلسلہ میں صفات کمال افعال حکمت و نعمت اشتمال کا بیان ہے۔ دوسرے رسالت اور اس سلسلہ میں تسلیہ کے مضامین بھی ہیں تیسرے بعث و جزاء اور اس سلسلہ میں شبہات مستحیل کا بھی جواب دیا ہے چوتھے مذمت انہماک فی الدنیا کی اور ترغیب طلب آخرت کی۔ پانچویں اہل ایمان کا حسن اعمال اور حسن مآل اور کفار کا قبح اعمال و قبح مآل چنانچہ آیات میں نظر کرنے سے سب کا انطباق واضح ہو جاویگا اور سورۃ سابقہ کا اختتام اور اسکا افتتاح توحید و رسالت و بعث میں مشترک ہے۔

توحید و رسالت و بعث و جزا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حٰمٓ ۝١ عٓسٓقٓ ۝٢ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٤ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٥ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝٦ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝٧ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝٨ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٩

النحو قولہ فریق فی الدرج سائغ الا بتداء بالنکرۃ لانہا فی سیاق التفصیل التقسیم کما فی قولہ وغیرہا البتہ قولہ تعالیٰ واللہ ہو الولی جملۃ مستانفۃ او الواو للحال الروایات فی الدر المنثور عن ابن عباس یکاد السموات یتفطرن من فوقہن قال من الثقل

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا

اور جس جس بات میں تم اختلاف کرتے ہو اُسکا فیصلا اللہ ہی کے سپرد ہے یہ اللہ میرا رب ہے میں اُسی پر توکل رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (وہ) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے اُس نے تمہارے لیے تمہاری جنس کے جوڑے

حکم عشق (اسکے معنے اللہ کو معلوم ہیں جسطرح فوائد عظیمہ اصول دینیہ کی تحقیق کے لیے یہ سورت آپ پر نازل ہو رہی ہے) اسی طرح (اصول دینیہ کی تحقیق کے لیے) آپ پر اور جو (پیغمبر) آپ سے پہلے ہو چکے ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ جو زبردست حکمت والا ہے (دوسری سورتوں اور کتابوں کی) وحی بھیجتا رہا ہے (اور اُسکی یہ شان ہے کہ) اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی سب سے برتر اور عظیم الشان ہے (اور اُسکی عظمت شان کو گو بعض اہل ارض نہ جانیں اور نہ مانیں مگر سموات میں اسکے جاننے والے یعنی فرشتے اس کثرت سے ہیں کہ) کچھ بعید نہیں کہ آسمان (اُنکے بوجھ کیوجہ سے) اپنے اوپر سے (کہ اُدھر ہی سے بوجھ پڑتا ہے) پھٹ پڑیں (حیا حدیث میں ہے اطت السماء وحق لہا ان تئط اطیطا ما موضع اربعۃ اصابع الا وملک واضع جبھتہ ساجدا للہ رواہ الترمذی وابن ماجۃ وفسرہ فی المدارک) اور (وہ) فرشتے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور (اہل) زمین (میں جو لوگ اس عظمت کا حق نہیں ادا کرتے مثلاً شرک کرتے ہیں اور اس وجہ سے وہ مستحق عقوبت ہیں وہ فرشتے اُن کے لیے (ایک وقت خاص تک کے لیے) معافی مانگتے ہیں (محدود معافی سے مراد دنیا میں عذاب استیصال سے بچا رہنا اور ویسے معمولی اتفاقات سے سزائیں ہونا یا آخرت میں عذاب اصلی ہونا اس استغفار کے مفہوم سے خارج ہیں اور اللہ تعالیٰ اُنکی اس درخواست کو منظور فرما لیتا ہے اور اس سے عذاب عاجل مشرکین پر نازل نہیں فرماتا) خوب سمجھ لو کہ اللہ ہی معاف کرنیوالا (ہے گو کفار کے لیے وہ معافی محدود سہی اور وہی) رحمت کرنیوالا ہے (گو وہ رحمت کفار پر دنیا ہی میں ہوتی ہے) اور (آپ ان مشرکین کے عدم نزول عذاب عاجل سے محزوں نہ ہوں کیونکہ) جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز قرار دے رکھے ہیں اللہ ان (کے اعمال قبیحہ) کو دیکھ بھال رہا ہے (وہ آپ ہی مناسب وقت پر سزا دیگا) اور آپ کو اُنپر کوئی اختیار نہیں دیا گیا (کہ آپ جب چاہیں اُنپر عذاب نازل کرا دیں) اور (اسطرح آپ اُنکے عدم ایمان پر بھی محزوں نہ ہوں کیونکہ آپکا کام صرف تبلیغ ہے اس سے زیادہ آپ کیوں فکر کرتے ہیں چنانچہ ہمنے اسی طرح (جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں) آپ پر (یہ) قرآن عربی وحی کے ذریعہ سے (محض اسلیے) نازل کیا ہے تاکہ آپ (اسکے پہلے) مکہ کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اُسکے آس پاس بستے ہیں) اُن کو ڈرائیں اور (ڈرائیں بھی ایک بڑی چیز سے یعنی) جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں (مراد اس سے قیامت کا دن ہے کہ اُس میں اولین و آخرین سب جمع ہو جائینگے لقولہ تعالیٰ یوم یجمعکم لیوم الجمع الخ (کے آنے) میں ذرا شک نہیں (جسمیں یہ فیصلہ ٹھیر یگا کہ) ایک گروہ جنت میں (داخل) ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں (داخل) ہوگا (بس آپکا کام محض ایسے دن سے ڈرا دینا ہے) اور (باقی اُنکے ایمان و عدم ایمان سے آپکو کیا بحث وہ مشیت الٰہی پر ہے چنانچہ) اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو ان سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا (یعنی سب کو ایمان نصیب کر دیتا کقولہ تعالیٰ ولو شئنا لاتینا کل نفس ھدٰھا الخ) لیکن (حکمت سے اُسکو یہ منظور نہیں ہوا بلکہ) وہ جسکو چاہتا ہے اپنی (خاص) رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے مبتلائے شرک و کفر رکھکر رحمت سے خارج کر دیتا ہے) اور (ان) ظالموں کا (جو کہ شرک و کفر میں مبتلا ہیں قیامت کے روز) کوئی حامی مددگار نہیں (ہوگا اور اوپر الذین اتخذوا من دونہ الخ میں جو شبہہ عموم بعشت پر واقع ہو سکتا تھا قیدا ولیت سے جو کہ ترجمہ میں لکھی گئی ہے رفع ہو گیا۔ اور یتفطرن کی تفسیر میں جو حدیث لکھی ہے اُس سے متبادراً معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ میں ثقل بھی ہے اور اسمیں کچھ استبعاد نہیں کیونکہ اجسام ہونا تو اُنکا نصوص قطعیہ سے ثابت ہے لا اثبات خواص الاجسام لہا اور اجسام میں ثقل ہونا جائز عجب نہیں اگر یہ شبہہ ہو کہ ثقل کی علت میلان الی المرکز ہے اور اجسام لطیفہ مائل الی المحیط ہوتے ہیں۔ جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو یہ دونوں قضیے مسلم نہیں خدا تعالیٰ کسی جسم کو اگر اُسکے خلاف پیدا کر دے نفی کی کیا دلیل ہے دوسرے اجسام لطیفہ کا میلان الی المحیط اسلیے ہے کہ اُس طرف اُنکا حیز ہے پس اصل میلان الی الحیز ہے چونکہ ہر آسمان کے فرشتوں کا حیز وہی آسمان ہے تو قاعدہ طبعیہ مذکورہ کے موافق اُنکا میلان اُسی آسمان کیطرف ہوگا اور چونکہ وہ فرشتے اُس آسمان کی سطح فوقانی پر رہتے ہیں پس اُن کا میلان کا وزن اور اثر اُس آسمان کے اوپر ہوگا اسی کو لغۃً ثقل کہا جا سکتا ہے گو اصطلاحاً بمعنی میلان الی المرکز اُسکو ثقل نہ کہیں خوب سمجھ لو۔ ربط اوپر مضامین ثلثہ میں جو توحید کا مضمون تھا اُسکی بھی تقویت و تاکید ہے۔

تاکید و توحید

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا

وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

اور مواشی کے جوڑے بنائے اُسکے ذریعہ سے تمہاری نسل چلاتا رہتا ہے۔ کوئی چیز اُس کی مثل نہیں۔ اور وہی ہر بات کا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اُسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ

جسکو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور کم دیتا ہے بے شک وہ ہر چیز کا پورا جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا جس کا اُس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کو

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَي الْمُشْرِكِيْنَ

ہم نے آپکے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسےٰ کو حکم دیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا مشرکین کو وہ بات بڑی گراں گذرتی ہے

مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ

جس کی طرف آپ اُنکو بلا رہے ہیں۔ اللہ اپنی طرف جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے اور جو شخص رجوع کرے اُسکو اپنے تک رسائی دیدیتا ہے اور وہ لوگ بعد اسکے کہ آپکے پاس علم پہونچ چکا ہے محض آپس کی ضد کی

بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

باہم متفرق ہو گئے۔ اور اگر آپکے پروردگار کی طرف سے ایک وقت معین تک ایک بات پہلے قرار نہ پا چکی تو اُن کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور جن لوگوں کو اُن کے بعد کتاب دی گئی ہے

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ

وہ اُسکی طرف سے ایسے شک میں پڑے ہیں جسنے تردد میں ڈال رکھا ہے۔ سو آپ اُسی طرف بلائے جائیے اور جس طرح آپکو حکم ہوا ہے مستقیم رہیے۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَي الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ

ان لوگوں سکو کہ توحید میں آپسے اختلاف کرتے ہیں کہیے کہ جس جس بات میں تم (اہل حق کے ساتھ) اختلاف کرتے ہو (مثل توحید وغیرہ) اُس (سب) کا فیصلہ اللہ ہی کی سپرد ہے (دنیا میں دلیل صحیح سے اور آخرت میں فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر سے) یہ اللہ (جسکی یہ شان ہے) میرا رب ہے میں (ان اختلافات کے آثار یعنی تمہارے قصد ضرر وغیرہ کے بارہ میں) اُسی پر توکل کرتا ہوں اور (تمام امور دنیا و دین میں) اُسکی طرف رجوع کرتا ہوں (پس نہ اُن مضروں سے ڈرتا ہوں اور نہ توحید میں جسکو کہ اُسنے حق کہدیا ہے کوئی شبہہ کرتا ہوں اس سے مضمون توحید جو بُعد کے ساتھ آگے وصف کمال کے بیان سے اُسکی تاکید کیجاتی ہے یعنی) وہ آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے (اور تمہارا بھی پیدا کرنیوالا ہے چنانچہ) اُسنے تمہارے لئے تمہاری جنس کے جوڑے بنائے اور (اسی طرح) مواشی کے جوڑے بنائے (اور) اس (جوڑے بنانے) کے ذریعہ سے تمہاری نسل چلاتا رہتا ہے (وہ ایسا کامل الذات والصفات ہے کہ) کوئی چیز اسکے مثل نہیں (اور وہی ہر بات کا سننے والا دیکھنے والا ہے (بخلاف دیوتاؤں کے کہ کسی بات کو سن دیکھ لیا اور کسی کو نہ دیکھا سنا پس اس میں بھی کوئی اُسکے مثل نہیں) اُسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی (یعنی متصرف وہی ہے جسمیں ایک تصرف یہ ہے کہ) جسکو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور (جسکو چاہے کم دیتا ہے بیشک وہ ہر چیز کا پورا جاننے والا ہے (ربط اوپر محکمات اللہ سے جو کہ حکم فی الدنیا و حکم فی الآخرۃ کو عام ہو توحید کی تاکید تھی آگے اس عام کی ایک فرد یعنی حکم فی الدنیا کی تفصیل فتاکید ہے اور اس کی تاکید مضمون سالت کی بھی ہو گئی جسکا مضامین ثلثہ میں اوپر ذکر تھا۔

تائید لیل توحید و تائید رسالت

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَي الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ

اللغات ذرأ: خلق وکثر کذا فی القاموس یجتبیہ من الجبی کما فی قولہ تعالیٰ یجبی الیہ ثمرات ۱۲

النحو قولہ من الدین الخ ای شیئا من الدین الخ اعلم ان منہا ما ذہا جاء فیہ جملۃ قد لا تزال القرینۃ او تحقق الحکم من اللہ علم اصالۃ البلاغۃ کشد الکاف المدۃ علی کید او غیرہ وقد یکون المراد من المثل الذات کنایۃ و مبالغۃ وہی ان المماثلۃ منتفیۃ عمن یشارک فرضا تکیف عن نفسہ کقولہم مثلک لا یبخل وکقول درس بن عجلان لیس کمثل الفتی زہیر خلق یوازیہ الفضائل قد تشیع التخصیص المذکور بان الذہ کر لعدہ شاعر وفلم شہر قدما سمعا تقلوب المکفرۃ الی الاتباع لا فناق کل علی نبوۃ بعضہم حتی ان المشرکین لم یکونوا ینکرون ان لہم کونوا ابنیۃ کذلک کذا یفہمون ابراہیم علیہ السلام مع ہذہ الوصیۃ علی ابراہیم علیہ السلام لا یخرج الاجماع علی قبلہ ما بعدہ من الوصیۃ لما بین من التصریح

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ قبل ما اختلفتم آپ کہیے کہ اشارۃ المقدر قل بقرینۃ نزلکم اللہ ربی ۱۲

۵۲ قولہ فی منیہ جوڑے ملا یکے ذریعہ سے۔ اشارۃ الی ان فی بمعنی الباء کما فی الخازن و اما علی بقی ایذانا بان الجعل کالمنبع للذرء والمصیر للحیوان ای جعل الازواج للمذکور لہ لالان الانثی تنبع للذکر ۱۲

برسالتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام القامع للانکار الکفرۃ والالتفات الی کون الغفلۃ لانظہار کمال الاستیاء بما جاءہ ولزوا عبیر فیہا بالذی التی ہی اصل الموصولات وذلک ہو السر فی تقدیم الذی اوحی الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علی ما بعدہ مع تقدیر علیہ لما وتقدیم توصیۃ نوح علیہ السلام لمسارعۃ الی بیان کون المشروع لہم دینا قد یا کذا فی الروح بتغییر و اختصار قولہ فلذلک فادع تکریر الامر للتاکید واللام لکونہ علۃ الامر کما فی قولہ دعوت لما ناجی سوی انی الاعداء فتعقیب الامر بالاستمرار علی الدعاء بکونہم فی شک ای فی شک عن الدعاء ۱۲

الروایات قولہ یذرؤکم فی الدر عن مجاہد نسلا من بعد نسل ۱۲

وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

اور انکی خواہشوں پر نہ چلیے۔ اور آپ کہدیجئے کہ اللہ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میں سب پر ایمان لاتا ہوں اور مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ تمہارے درمیان میں عدل کروں اللہ ہمارا بھی مالک ہے تمہارا بھی مالک ہے ہمارے عمل ہمارے لیے ہیں اور تمہارے

أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ

عمل تمہارے لیے ہماری تمہاری کچھ بحث نہیں۔ اللہ ہم سب کو جمع کریگا اور اسی کے پاس جانا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں جھگڑے نکالتے ہیں بعد اسکے کہ وہ مان لیا گیا

لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

ان لوگوں کی حجت اُن کے رب کے نزدیک باطل ہے

وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا

وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کیواسطے وہی دین مقرر کیا جسکا اُسنے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور جسکو ہمنے آپکے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جسکا ہمنے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسے (علیہم السلام) کو (مع اُن سب کے اتباع کے) حکم دیا تھا (اور اُنکی تم کو یہ کہا تھا) کہ اس دین کو قایم رکھنا اور اسمیں تفرقہ نہ ڈالنا مراد اس دین سے اصول دین ہیں جو مشترک ہیں تمام شرائع میں مثل توحید و رسالت و بعث و نحوہ اور قائم رکھنا یہ کہ اسکو ترک مت کرنا اور تفرق یہ کہ کسی بات پر ایمان لاویں کسی پر ایمان نہ لاویں یا کوئی ایمان لاوے کوئی ایمان نہ لاوے حاصل یہ کہ توحید و غیر دین قدیم ہر کہ اول سے اسوقت تک تمام شرائع انہیں متفق رہی ہیں اور اسی کے ضمن میں نبوت کی بھی تائید ہوگئی پس چاہیے تھا کہ اسکے قبول کرنیمیں لوگ کوذرا پس و پیش نہ ہوتا مگر پھر بھی مشرکین کو وہ بات (یعنی توحید) بڑی گراں گذرتی ہے جسکی طرف آپ انکو بلا رہے ہیں (اور اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ) اللہ اپنی طرف جسکو چاہے کھینچ لیتا ہے (یعنی دین حق قبول کرنیکی توفیق دیتا ہے) اور جو شخص (خدا کی طرف) رجوع کرے اسکو اپنے تک رسائی دیدیتا ہے (مشیت کے بعد اجتباء ہوتا ہے اور اجتباء یعنی توفیق ایمان کے بعد اگر انابت و اطاعت ہو تو اُسپر قرب الٰہی و ثواب غیر متناہی مرتب ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ مشرکین متصف بالبعد ہیں اور مؤمنین متصف بالاجتباء و الاہتداء ہیں) اور (یہاں جو امم سابقہ کو حکم ہوا کہ اقیموا الدین و لا تتفرقوا فیہ تو بہت لوگ اسپر قایم رہے اور متفرق ہو گئے لیکن اُسکا سبب کوئی التباس و اشتباہ نہ تھا کہ احتمال معذوری کا ہو بلکہ) وہ لوگ بعد اسکے کہ اُنکے پاس (یعنی اُنکے اسلاف و اذہان تک) علم صحیح (کا) پہنچ چکا محض آپس کی ضد اضدی سے باہم متفرق ہو گئے (اس طرح کہ اول طالب مال و دولت کے طلب جاہ و ریاست سے اغراض مختلف ہوئیں پھر فرقے بنگئے ایسے وقت میں دین کو بھی آڑ دیکر کسی کی تنقیص و تعیب کی بنا پیدا کرتے ہیں شدہ شدہ مسلک مذہب مختلف ہو جاتا ہے پھر فروع سے اصول میں جا پہنچتے ہیں) اور (یہ لوگ اس جرم عظیم میں کہ حق کو سمجھکر مختلف ہوئے ایسے عذاب شدید کے مستحق تھے کہ) اگر آپکے پروردگار کیطرف سے ایک وقت معین تک (کے لیے) مہلت دینے کی ایک بات پہلے قرار نہ پا چکتی (کہ انکا عذاب عود آخرت میں ہوگا) تو (دنیا ہی میں) اُن (کے) اختلافات کا فیصلہ ہو چکا ہوتا (یعنی عذاب سے استیصال کر دیا جاتا) اور گو امم سابقہ پر عذاب آیا لیکن غیر مؤمنین پر آیا مؤمنین میں سے جنہوں نے تفرق کیا بر کت التزام ایمان کے ہر نہیں آیا یا اگر کسی پر نازل ہوا بھی تو سب پر نہیں آیا اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے کہ جن بعض پر نہیں آیا اُسکی وجہ عدم مقتضی کا نہیں بلکہ اُسکی وجہ مانع یعنی اہمال لے بعمل مسمی کا وجود ہے یہ تو قصہ امم سابقہ کا ہوا) اور جن لوگوں کو اُن امم سابقہ کے بعد کتاب دیگئی ہے (مراد اس سے مشرکین عہد نبوی کے ہیں کہ آپکے ذریعہ سے انکو قرآن پہونچا) وہ (لوگ) اُس (کتاب) کیطرف سے ایسے (قوی) شک میں پڑے ہیں جسنے انکو (تردد میں ڈال رکھا ہے (مطلب یہ کہ جیسے امم سابقہ میں سے بعض نے جیسے انکار کیا تھا اسیطرح ابانکی نوبت آئی) سو آپ (کسی کے انکار سے دل شکستہ نہ ہوئیے بلکہ جس طرف آپ انکو پہلے سے بلا رہے ہیں جسکا ذکر اس آیت میں ہے کبر علی المشرکین ما تدعوھم الیہ یعنی توحید) اُسی طرف (انکو برابر) بلائے جائیے اور جسطرح آپکو حکم ہوا ہے (کہ فلذلک فادع اُسپر مستقیم رہیے اور انکی اہواء و خواہشوں پر نہ چلیے (یعنی وہ مخالفت کرکے یہ چاہتے ہیں کہ ہمکو کہنا چھوڑ دیں تو آپ چھوڑ دیئے نہیں) اور آپ کہدیجیے (کہ میں جس بات کیطرف تمکو بلاتا ہوں میرے دل میں بھی اُسپر عامل ہوں چنانچہ) اللہ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں (جنمیں قرآن بھی داخل ہی) میں سب پر ایمان لاتا ہوں (جنکے مضامین متفق علیہا میں سے توحید بھی ہے) اور مجھکو یہ (بھی) حکم ہوا ہے کہ (اپنے اور تمہارے درمیان میں عدل (و انصاف) رکھوں (یعنی جس چیز کو فرض و واجب و لازم کہوں اپنے اوپر بھی اُسکو لازم رکھوں یہ نہیں کہ تمکو کلفت میں ڈالوں اور خود آزاد رہوں ایسے مضامین سے معاملہ سے سلیم الطبع کو رغبت اتباع کی ہوتی ہے اور اسپر بھی اگر زعم نہ ہوں تو آخر بات یہ ہے کہ) اللہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے (یعنی وہ سب کا حاکم ہے اور) ہمارے عمل ہمارے لیے ہیں اور تمہارے عمل تمہارے لیے ہماری تمہاری کچھ بحث نہیں اللہ (جو سب کا مالک ہے قیامت میں) ہم سبکو جمع کریگا اور (اسمیں شک ہی نہیں کہ) اُسی کے پاس جانا ہے (وہ سب کا فیصلہ اعمال کے موافق کردیگا اسوقت سے بحث فصول ہے ہاں تبلیغ کیجاویگی) ارتباط اور اللہ یجمع بیننا و الیہ المصیر میں اور نیز اُس سے اوپر مضامین متفقہ میں بعث و جزا کا ذکر تھا آگے اسی کے متعلق مضمون ہے جسمیں منکرین توحید کی تعذیب کی خبر دیگئی ہے اس طرح مضمون توحید سے بھی تعلق ہوا اور جسمیں بعض انزل الکتاب بالحق کے ذکر رسالت سے بھی ارتباط ہو گیا **تحقیق وقوع قیامت و جزا** وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ لئلا یقیموا الخ اسمیں اشارۃ الی ان الخطاب لامم ہذا سیاقا و سباقا من قولہ تفرقوا و الاتیان بالی التراخی بتقدیر العامل ای بعثنا فاکمین لامرھم ان اقیموا الخ اعنی ذکر الامم لذکر الرسل المبعوثین الیھم

سلہ قولہ فی لا عدل الخ کذا فی الروح ففی الضمیر تغلیب او اکتفاء ۱۲

وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝

اور اُنپر غضب ہے اور اُن کے لیے سخت عذاب ہے اللہ ہی ہے جس نے کتاب کو اور انصاف کو نازل فرمایا اور آپ کو کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہو

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ

جو لوگ اُسکا یقین نہیں رکھتے اُس کا تقاضا کرتے ہیں اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں وہ اُس سے ڈرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ برحق ہے۔ یاد رکھو کہ جو لوگ قیامت کے بارہ میں جھگڑتے ہیں

لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ

بڑی دور کی گمراہی میں ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے جس کو چاہتا ہے روزی دیتا ہے۔ اور وہ قوت والا اور زبردست ہے جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اُس کو اُسکی کھیتی میں

فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝

ترقی دینگے۔ اور جو دُنیا کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اُس کو کچھ دنیا دیدینگے اور آخرت میں اُسکا کچھ حصّہ نہیں

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی المیزان حکم ہما یحکمہ فی المدارک

وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝

وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝

(۱) اور اللہ ہی ہے جس نے (اس) کتاب (یعنی قرآن) کو اور (اسمیں جو بالخصوص حکم ہے) انصاف (کا اُس) کو نازل فرمایا (جسکے ذریعہ کتاب اللہ کی ہو اللہ کو مانتا ہوں اسکے مانے ہوئے معتبر نہیں اور بدون اللہ کے مانے ہوئے عذاب وغضب سے نجات نہیں پس نجات موقوف ہوئی قرآن کے ماننے پر پس جیسا غیر اہل اسلام خدا کو بزعم خود مانتے تھے وہ نجات کیلئے کافی نہیں) اور (یہ لوگ جو ان واقعات قیامت کو سنکر آپسے قیامت کی تعیین وقت پوچھتے ہیں تو) آپکو (اسکی) کیا خبر (لیکن نہ دینے سے اُسکی نفی لازم نہیں آتی بلکہ اُسکا وقوع بدلائل ثابت ہے اور تعیین وقت کی نسبت اتنا اجمالاً سب کو سمجھ لینا کافی ہے کہ) عجب نہیں کہ قیامت قریب ہو (مگر) جو لوگ اُسکا یقین نہیں رکھتے (وہ باوجود یقین وقوع احتمال قرب کے بھی نہیں ڈرتے بلکہ بطور استہزاء وانکار کے اُسکا تقاضا کرتے ہیں اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں وہ اس سے (کانپتے اور) ڈرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ برحق ہے (اور ان دونوں قسم کے لوگوں میں سے قسم اول کے لوگ یعنی) جو لوگ قیامت کے (منکر ہیں اور اُسکے) بارہ میں جھگڑتے ہیں بڑی دور (دراز) کی گمراہی میں (مبتلا ہیں ف مشفقون منہا میں جس خوف کا اثبات ہے وہ خوف اعتقادی ہے کہ دو امر کے اعتقاد سے پیدا ہوا ہے ایک اعتقاد وقوع قیامت کا دوسرا اعتقاد اپنے اعمال کے محتمل المؤاخذہ ہونے کا پس اگر کسی کو بوجہ غلبہ حال کے اشتیاق موت یا قیامت کا عارض ہو جاوے تو وہ شوق طبعی واضطراری اس خوف اعتقادی اختیاری کے منافی نہیں اسیطرح قبر میں بعض وہ کا یہ کہنا رب اقم الساعۃ محل اشکال نہیں کیونکہ وہاں یقینی بشارتیں زوال خوف کی منکر احتمال اعمال کا نہیں رہتا پس یہ اشفاق دنیا میں ہے اور سبب اسکی امر عقلی ہے خوب سمجھ لو اور لعل الساعۃ قریب کی تقریر سورہ احزاب کے ختم سے ذرا پہلے آیت یسئلک الناس الخ کی تفسیر میں گذری ہے اور کتاب اللہ میں ہر چند کہ حقوق العباد معہ المیزان بھی داخل ہیں مگر حد الامکان اہتمام شان کے لیے نیز شاید اسلیے ہو کہ اسکی تصدیق کی زیادہ رغبت ہو کہ اس کتاب کے ماننے سے تو ہمارے مصالح دنیویہ کی بھی حفاظت رہیگی ربط اور پر مجادلین فی الساعۃ کے ضلال کا ذکر تھا آگے اُنکے اس جدال وانکار کی علت یعنی اختیار بالدنیا اور اس اختیار کا جواب اور رد اور اُس اختیار کی مذمت اور اُس کے مقابل یعنی طلب آخرت کی ترغیب ارشاد فرماتے ہیں ۔

نہی انکار بر اختیار بالعاجلہ وترغیب آجلہ

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝

اللغات فی القاموس اللطیف البر المحسن الی خلقہ بایصال المنافع الیہم برفق ویلطف الاعلام بخفایا الامور دقائقہا ۱۲

النحو قریب وجہ تذکیرہ تقدیر المضاف المذکر ای جانب اسم لعل ای ایمان الساعۃ او تاویل الساعۃ بالبعث او کون قریب من باب تامر لابن ای ذات قرب من الروح ۱۲

البلاغۃ المیزان العدل وفیہ استعارۃ المحرث فی الاصل القاء البذر فی الارض ویطلق علی الزرع الحاصل منہ ویستعمل فی ثمرات الاعمال بطریقۃ الاستعارۃ ۱۲

أَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ

کیا ان کے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جسکی خدا نے اجازت نہیں دی۔ اور اگر ایک قول فیصل نہ ہوتا تو ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور ان ظالموں کو ضرور دردناک

أَلِيْمٌ ۝ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۖ لَهُمْ

عذاب ہوگا آپ ان ظالموں کو دیکھیں گے کہ اپنے اعمال سے ڈر رہے ہونگے اور وہ انپر پڑ کر رہیگا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے وہ بہشتوں کے باغوں میں ہونگے۔ وہ

مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ

جس چیز کو چاہیں ان کے رب کے پاس ان کو ملیگی یہی بڑا انعام ہے یہی ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دے رہا ہے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے

قُلْ لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

آپ یوں کہیے کہ میں تم سے اور کچھ مطلب نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے۔ اور جو شخص کوئی نیکی کریگا ہم اس میں اور خوبی زیادہ کر دینگے۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا بڑا قدر ان ہے

(اور یہ منکر لوگ جو دنیا کی ناز و نعمت پر پھولے ہیں اور اسمیں منہمک ہو کر آخرت کو بھولے ہیں اور اپنی اس نازونعمت سے استدلال کرتے ہیں کہ ہمارا مسلک اگر خلاف رضاء حق ہوتا تو ہمکو یہ عیش و کامرانی کیوں ملتے سو یہ انکی حماقت ہے کیونکہ یہ دلیل رضا نہیں بلکہ اسکی وجہ تو یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ (دنیا میں) اپنے بندوں پر (عام طور سے) مہربان ہے اور اسی رحمت عامہ دنیویہ سے سب کو روزی دیتا ہے گو حسب مصلحت انمیں کسی کی بیشی بھی ہوتی ہے (جسکو (جسقدر) چاہتا ہے روزی دیتا ہے (کقولہ تعالیٰ عجلنا لہ فیہا ما نشاء لمن نرید) مگر نفس روزی سب مرد و زن میں منکر ہی) اور (اس لطف فی الدنیا سے یہ لازم نہیں آتا کہ انکا مسلک حق ہو اور آخرت میں بھی انپر لطف ہو اور عذاب نہ ہو بلکہ وہاں بوجہ متمسک بالباطل کے معذب ہونگے اور انکو عذاب دینا کوئی امر مستبعد نہیں کیونکہ) وہ قوت والا اور زبردست ہے (اسکو سب قدرت ہے وہ کیلیا ان سب کو سزا دے سکتا ہے غرض انکی تمامتر خرابی کی وجہ اغترار بالدنیا ہے سو لوگو انکو اس میں مبتلا نہ ہونا چاہیے بلکہ آخرت کو طلب کریں اور سن لیں کہ جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو (یعنی ثواب آخرت کا طالب ہو جو ثمرہ ہے اعمال کا اسی لیے اسکو کھیتی کہدیا کہ وہ ثمرہ ہوتا ہے تخم کا مطلب یہ کہ آخرت کے لیے بامید ثواب عمل کرے) ہم اسکو اسکی کھیتی میں ترقی دینگے (یعنی اعمال پر اسکو ثواب دینگے اور اس ثواب کو مضاعف کرینگے کقولہ تعالیٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا) اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو (یعنی تدبیر و سعی سے غرض اسکی متاع دنیا ہو اور آخرت کیلیے کچھ سعی نہ کرے حتی کہ ایمان بھی نہ لاوے) تو ہم اسکو کچھ دنیا (اگر چاہیں) دیدینگے (کقولہ تعالیٰ عجلنا لہ فیہا ما نشاء) اور آخرت میں اسکا کچھ حصہ نہیں (کیونکہ وہ مشروط ہے ایمان کے ساتھ اور وہ مفقود ہے پس اس حالت میں طلب کے قابل آخرت ہی ہے نہ کہ دنیا کہ حسب تمنا نصیب نہیں ہوتی اور اسمیں پڑ کر آخرت سے بے بہرہ رہجاتا ہے اور لطیف کے معنی اگر باریک بیں کے لیے جاویں تو تقریر یہ ہوگی کہ کامرانی دلیل رضا نہیں بلکہ اس کی یہ وجہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کے خفیات امور اور دقائق مصالح سے خوب آگاہ ہیں جسکو چاہتے ہیں (زیادہ) روزی دیدیتے ہیں پس اس روزی دینے سے انکا حق پر ہونا لازم نہیں آتا بلکہ یہ باطل پر ہیں اور وجہ تمسک بالباطل کے معذب ہونگے الخ (ربط اور تفہیم الخ) دین حق کا مشروع من اللہ ہونا تو حید وغیرہ امور حقہ کو شامل ہے بیان فرمایا تھا آگے دین باطل اہل شرک کفر وغیرہ کا غیر مشروع بالدلیل الصحیح ہونا بیان فرماتے ہیں فرمایا اور یرد اللذین یحاجون الخ منکرین کا مستحق غضب و عذاب ہونا اور مومنین کا صراحۃ اشفاق اور اشارۃ موعود بالرضا والثواب ہونا اور اسکے بعد من کان یرید الخ میں مومنین کا صراحۃ موعود بالثواب المعلوم ہونا اور منکرین معترفین بالدنیا کا ثواب سے محروم ہونا مذکور ہوا تھا آگے بھی اسکی کسیقدر توضیح اور تفصیل ہے اور اس مجموعی مضمون کے درمیان میں مضمون اور نیز دو سرے جمیع مضامین وحی کی حقیت کے اثبات کے لئے قل لا اسئلکم بطور جملہ معترضہ کے واقع ہے۔

ابطال اختراع فی الدین و اکمال بیان عقاب منکرین فی ثواب مؤمنین أَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۝ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۖ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ قُلْ لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ (دین حق تو خدا نے مشروع و مقرر فرمایا ہے مگر یہ لوگ جو اسکو نہیں مانتے تو) کیا انکے (تجویز کیے ہوئے کچھ شریک (خدائی) ہیں جنہوں نے انکے لیے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جسکی خدا نے اجازت نہیں دی (مقصود استفہام انکاری ہے یہ ہے کہ کوئی اس قابل نہیں کہ خدا کے خلاف اسکا مقرر کیا ہوا دین معتبر ہو سکے) اور اگر (خدا کی طرف سے) ایک قول فیصل (ٹھہرا ہوا) نہ ہوتا (اور یہ کہ اصل عذاب آخرت میں ہے) تو (بعد مرگ ہوگا) تو (دنیا ہی میں) انکا (حسی) فیصلہ ہو چکا ہوتا اور (آخرت میں) ان ظالموں کو ضرور دردناک عذاب ہوگا (اور) آپ ان ظالموں کو دیکھینگے کہ اپنے اعمال (کے وبال) سے ڈر رہے ہونگے اور (وہ وبال) انپر پڑ کر رہیگا اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے وہ بہشتوں کے باغوں میں ہونگے۔ وہ

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی مما اکسبوا وبال اشارۃ الی تقدیر المضاف ای من وبال ما اکسبوا ۱۲

الروایات۔ فی الدر عن الشیخین وغیرہما عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن بطن من قریش الا کان لہ فیہم قرابۃ فقال الا ان تصلوا ما بینی وبینکم من القرابۃ اھ ۱۲

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اُنہوں نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھ رکھا ہے۔ سو خدا اگر چاہے تو آپ کے دل پر بند لگا دے۔ اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹا یا کرتا ہے اور حق کو اپنے احکام سے ثابت کیا کرتا ہے وہ دلوں کی باتیں خوب جانتا ہے

یہ تو منکرین کا حال ہوگا) اور جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے کام کیے (ہونگے) وہ بہشتوں کے باغوں میں (داخل) ہونگے (بہشت کو جمع اس لیے لائے کہ بہشت کے مختلف طبقات اور درجات ہیں ہر طبقہ ایک بہشت ہے اور ہر طبقہ میں متعدد باغات ہیں اپنے اپنے رتبہ کے موافق کوئی کہیں ہوگا کوئی کہیں ہوگا) وہ جس چیز کو چاہیں گے اُنکے رب کے پاس اُنکو ملیگی یہی بڑا انعام ہے (نہ وہ جو دُنیا میں عیش و عشرت موجود ہے) یہی ہے جسکی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیا کرتا ہے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے (اور چونکہ کفار کو پورا مضمون سننے سے پہلے ہی تکذیب کرنے کے خوگر تھے اسلیے اس مضمون بشارت کی تتمیم سے پہلے ہی ایک جملہ معترضہ میں منکرین کی مبادرت الی التکذیب کے روکنے کے لیے اُنکو ایک دلگداز مضمون سنانے کا آپکو حکم فرماتے ہیں یعنی) آپ (انسے) یوں کہیے کہ میں (تمہارے مخاطبات میں) تم سے اور کچھ مطلب نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے (یعنی اتنا چاہتا ہوں کہ میرے تمہارے جو تعلقات رشتہ داری کے ہیں جو کہ تمام قریش میں بلکہ تمام عرب میں پھیلے ہوئے تھے دور یا نزدیک صیا برادری میں ہوا کرتا ہے اُنکے حقوق کا تو خیال رکھو کیا رشتہ داری کا یہی حق ہے کہ ع مونہ نہ کھولا تھا کہ پر باندھنے صیاد آیا۔ کیا اُسکا یہ حق نہیں کہ مجھ سے عداوت میں جلدی نکرو بلکہ سادہ دل سے سہولت و اطمینان کے ساتھ میری پوری بات سُن لو اور اُسکو منصفانہ عقل و دلیل صحیح سے جانچو اور اگر معقول ہو تو قبول کر لو اگر کچھ شبہہ ہو صاف کر لو اور بفرض محال باطل ہو تو مجھکو سمجھا دو راہ پر لے آؤ غرض جو بات ہو خیر خواہی سے ہو یہ نہیں کہ فوراً ہی بھڑک اُٹھو بلکہ سمجھ جانے پر بھی خلاف سے باز آؤ اور اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ مودۃ فی القربےٰ کے بعد ایمان مطلوب نہیں اصل یہ ہے کہ یہ ایمان ہی کا تدریج و لطافت کے ساتھ طریقہ موصلہ بتلایا ہے) اور (آگے خاتمہ آتا ہے بشارت مذکورہ کا یعنی) جو شخص کوئی نیکی کریگا ہم اُس (نیکی) میں اور خوبی زیادہ کر دینگے (یعنی اُس خوبی کا مقتضائی نفسہ جسقدر ثواب ہے ہم اُس سے زیادہ ثواب دینگے) بیشک اللہ (مطیعین کے) گناہوں کا) بڑا بخشنے والا اور (اُنکی) نیکیوں کا) بڑا قدر دان اور (ثواب) عطا کرنیوالا ہے ربط اور پر شروع سورت میں منجملہ مضامین تلثہ کے وحی و رسالت کی حقانیت مذکور ہوئی تھی پھر شمہ کفر میں توحید کے ساتھ اُسکی بھی تائید ہوئی تھی پھر نزل الکتاب میں ضمناً پھر اُس طرف تلویح تھی آگے پھر اُسکی طرف عود ہے

عود تحقیق رسالت

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

نعوذ باللہ) یوں کہتے ہیں کہ انہوں نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھ رکھا ہے (کہ نبوت اور وحی کا خلاف واقع دعویٰ کیا ہے سو (انکا یہ قول خود افترا ہے جسکی تقریر یہ ہے) **مقدمہ اول** کسی کے ہاتھ پر خارق کا صدور یا عدم صدور فی نفسہ دونوں امکان اور دخول تحت القدرۃ الالٰہیہ میں برابر تساوی ہیں **مقدمہ دوم** خلق کو التباس سے بچانیکے لئے عادت الٰہیہ اُمت ثابت بالنقل یہ ہے کہ نبوت کے مدعی صادق کے ہاتھ پر صدور خوارق کو ترجیح دیجاتی ہے اور کاذب کے ہاتھ پر عدم صدور کو ترجیح دیجاتی ہے پس کذب مستلزم عدم صدور کو ہے **مقدمہ سوم** انتفاء لازم دلیل ہے انتفاء ملزوم کی **مقدمہ چہارم** آپکی زبان فیض ترجمان سے کلام خارق معجز نظام کا صدور ہو رہا ہے تو لازم منتفی ہوا پس ملزوم یعنی کذب بھی منتفی ہوا اور اس سے آپکا صدق اور اُن لوگوں کا کذب ثابت ہو گیا وہو المطلوب چنانچہ ارشاد ہے خدا (کہ یہ قدرت حاصل ہے کہ) اگر (وہ) چاہے تو آپکے دل پر بند لگا دے (اور یہ کلام آپکے قلب میں نہ حادث ہو نہ باقی ہو بلکہ سلب ہو جائے اور آپ بالکل بھول جاویں کقولہ تعالیٰ ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ زبان سے صدور ہو ہی نہیں سکتا حاصل یہ کہ خدا کو قدرت پہلے بھی حاصل تھی اور اب بھی حاصل ہے کہ اس خارق کا صدور نہ ہونے دیں بحکم مقدمہ اول) اور اللہ تعالیٰ (کی یہ عادت ہے کہ وہ نبوت کے) باطل (دعوی) کو مٹایا کرتا ہے (چلنے نہیں دیتا یعنی اُسکے ہاتھ سے صدور خوارق نہیں ہوتا) اور (نبوت کے) حق (دعوی) کو اپنے احکام (تنزیلیہ یا تکوینیہ) سے ثابت (اور غالب) کیا کرتا ہے (بحکم مقدمہ دوم اور مقدمہ سوم بدیہی اور چہارم مشاہد ہے پس آپکا صدق اور اُن کا کذب ہے اور چونکہ) وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) دلوں (تک) کی باتیں جانتا ہے (چہ جائیکہ زبان کے اقوال اور جوارح کے افعال پس اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے عقائد و اقوال و اعمال سب کا علم ہے ان سب کو خوب سزا دیگا) ف احکام تکوینیہ سے مراد عادت ہے اور احکام تنزیلیہ سے مراد ایسے ہی مضمون کی آیتیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ باطل مٹتا ہے اور حق ثابت رہتا ہے کہ مذہ الآیۃ وکقولہ تعالیٰ ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ اور پہلی تعبیر پر جمع لانا یا باعتبار معنی جنسی کے ہے یا یہ کہ یہ عادت مجموعہ عادات متعددہ کا ہے مثلاً ایک یہ کہ صادق کے ہاتھ پر صدور خوارق کا ہو کذا کہ کاذب کے ہاتھ پر نہو پھر دونوں کا وقوع بارہا ہو چکا پس تعدد ظاہر ہو گیا ربط اوپر کئی جگہ کہیں ضمناً کہیں قصداً منکرین پر تشنیع تقریع کیگئی ہے چونکہ مقصود اس تقریع سے یہی ہے کہ کفر و شرک پر اصرار

ملحقات الترجمہ

ف قولہ فی زمرۃ اھل الجنۃ بہشتیوں کے انبوہ میں اشارۃ الی حمل الرضوان علی معنی اللغوی او اضافۃ علی معنی الحسی علی ما مر منا فی قولہ تعالیٰ ولھم رضوان من اللہ اکبر ۱۲ منہ

ف قولہ فی اجرا مطلب الخ ای ان المراد بھنا مطلق النفع اللائق المقابل للضرر وصیغۃ الاستثناء منقطعۃ ای لکن ابتغاء النفع بالمیم صورۃ ومنفصلۃ ان اردتہ حقیقۃ فافہم ۱۲

الواو للجمع مثانف للاعطاف علی یختم او اسقاط الواو من الکتابۃ اتباع للرسم کما فی قولہ تعالیٰ ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر | **الروایات** قولہ تعالیٰ فان یشا اللہ یختم الخ قال ابن کثیر عن قتادۃ قال ان یشاء اللہ فسکا ماتا حتی لا ۱۲

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اُس کو جانتا ہے۔ اور اُن لوگوں کی عبادت قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے

وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ

اور اُنکو اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے۔ اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں اُن کے لیے سخت عذاب ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کیلئے روزی فراخ کر دیتا تو وہ دنیا میں شرارت کرنے لگتے

وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ

لیکن جتنا رزق چاہتا ہے اندازے سے اُتارتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے اور وہ ایسا ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت

رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ

پھیلاتا ہے۔ اور وہ کارساز قابل حمد ہے۔ اور منجملہ اُس کی نشانیوں کے پیدا کرنا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اُن جانداروں کا جو اُس نے زمین و آسمان میں پھیلا رکھے ہیں اور وہ اُنکے جمع کر لینے پر بھی جب چاہے

قَدِيْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ

قادر ہے۔ اور تم کو جو کچھ مصیبت پہونچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں سے اور بہت سے تو درگذر ہی کر دیتا ہے۔ اور تم زمین میں ہرا نہیں سکتے اور خدا کے سوا

ع ۳ ۱۰ ۴ ربع

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ

تمہارا کوئی بھی حامی مددگار نہیں اور منجملہ اُس کی نشانیوں کے جہاز ہیں سمندر میں جیسے پہاڑ۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے تو وہ سمندر کی سطح پر

رَوَاكِدَ عَلٰي ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَّيَعْلَمَ

کھڑے کھڑے رہ جائیں۔ بیشک اسمیں نشانیاں ہیں ہر صابر شاکر کے لیے۔ یا اُن جہازوں کو اُن کے اعمال کے سبب تباہ کر دے اور بہت سے آدمیوں سے درگذر کر جاوے اور اُن لوگوں کو

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝

جو کہ ہماری آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں معلوم ہو جاوے کہ اُن کے لیے کہیں بچاؤ نہیں

اور ایمان لے آویں اسلیے آگے توبہ کی برکت اور ایمان کی فضیلت مذکور ہے اور ختم پر اُن لوگوں کے لیے وعید بھی فرما دی جو توبہ نہ کریں کفر و شرک پر مصر رہیں۔

البشارۃ للتائبین والانذار للمصرین وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ اور وہ ایسا (گذشتہ) تمام گناہ (اگر گذشتہ) معاف فرما دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس (رب) کو جانتا ہے (پس اُس کو یہی خبر ہے کہ توبہ خالص کی ہو یا غیر خالص کی ہو تو تمکو خالص توبہ کرنی چاہیے) اور (جب کفر سے توبہ کر کے مسلمان ہو گیا تو اسکی عبادتیں جو پہلے مقبول نہ ہوتی تھیں اب مقبول ہونے لگیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ) اُن لوگوں کی عبادت (بشرط عدم ریا) قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور اسلام نے نیک عمل کیے (یہ عبادتیں بھی نیک عمل ہیں قبول کرنیکا مطلب یہ ہے کہ اُنکو ثواب دیتا ہے) اور (علاوہ اُس ثواب کے جو بدلیل شرعی فی نفسہٖ مقتضا اُس عمل کا ہے) اُنکو اپنے فضل سے اور زیادہ ثواب دیتا ہے (یہ تو ایمان والوں کے لیے ہوا) اور جو لوگ کفر پر اصرار کر رہے ہیں (اور ایمان نہیں لاتے) اُنکے لیے سخت عذاب (مقرر) ہے (ربط اوپر شروع سورت میں توحید کا مضمون تھا پھر آیات متعددہ میں اسکی تاکید اور اسکی دلیل کی تائید بھی آگے اپنے صفات افعال کے بیان سے پھر اُسی کی زیادہ تفصیل ہے) **تفصیل بعض از افعال و صفات والہ علی التوحید** وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰي ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝

اللغات الضیف ہو المطر اتہا تاخ الضیف الجواری جمع جاریۃ - یوبق یہلک ۱۲

النحو قولہ اذا یشاء معلق بجمیعہم لان القدرۃ لا تتقید بالمشیۃ۔ قولہ ویعلم عطف علی المجزوم کما فی قولہ

لطائف ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا منکم ویعلم الصابرین ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ ویعلم الذین بالرفع عطف علی المضمون السابق ای یعلم المجادلون حینئذ الخ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی یستجیب عبادت کما فی الروح یجوز ان یکون المراد تشبیہہم علی طاعتہم فان الطاعۃ تکون مما تطلب ما یترتب علیہا من الثواب شابہت الدعاء وشابہت الاثابۃ علیہا الاجابۃ ومن ہذا یسمی الثناء دعاء ۱۲

اور (اللہ تعالیٰ کی صفت حکمت کے آثار میں سے یہ ہے کہ اُس نے سب آدمیوں کو زیادہ مال نہیں دیا کیونکہ) اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کے لیے (حالت موجودہ میں جیسے کہ عام طور پر اُنکے طبائع ہیں) روزی فراخ کردیتا تو وہ دنیا میں (بالعموم) شرارت کرنے لگتے (کیونکہ عام طبائع کے اعتبار سے زیادہ وجہ بے رہنے کی احتیاج ہوا غنیاء کو فقراء کی احتیاج ہی کام میں مدد لینے کی احتیاج اسی لیے جب مزدور اتفاق کرکے لیتے ہیں تو آخر بڑے بڑے کارخانہ والوں کو اُنسے مغلوب ہونا پڑتا ہے۔ اور فقراء کو اغنیاء سے پیسہ لینے کی احتیاج اور ظاہر ہے کہ اگر غنا عام ہوجائے تو مال کی احتیاج تو کسی کو کسی سے باقی نہ رہے اور کام کسی کا کوئی کرے نہیں تو جانبین سے احتیاج جاتی رہے پھر کون کسی سے دبے اور اغراض میں اشتراک پھر بھی ایسے باقی ہے کہ ہر چیز ہر ایک کے پاس نہیں ہوا کرتی اور رغبت ہر چیز میں محتمل ہے مثلاً اس حالت میں کسی کا گھوڑا کسی کو پسند آگیا کسی کی عورت کسی کو پسند آگئی اور وہ ایک ہی ہے اور طالب دو ہیں ضرور انہیں تزاحم ہوگا ایک دوسرے پر غصب پر آمادہ ہوگا اور بوجہ عدم فقر کے کوئی کسی کی اعانت و حفاظت نہ کریگا وہ خود ہی آپس میں لڑیں مریں گے سطح ہر شخص کے پاس بلزوم عادی کوئی نکوئی چیز ایسی فاضل ہوگی جسمیں دوسرے کو رغبت ہوا اور یہی قصہ ہر ہر شخص میں پیدا ہوگا تو بغی کا عام ہونا ظاہر ہے اور یہ علت بسط عام کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ اگر فقر عام ہوجاوے تو چونکہ کسی کے پاس کوئی چیز نہ ہوگی ایسے دوسرے کی رغبت کا احتمال ہی نہیں جو علت تہی بغی کی اور اگر شاذ و نادر کوئی چیز کسی کے پاس دوسرے کی رغبت کے لائق ہوئی بھی تو بہت کم ہوگی پس بغی بھی کم ہوگا بہرحال یا تو نفس بغی نہ ہوگا گو دوسری مضرتیں لاحق ہوجاویں مثلاً سب بجائے خود ہلاک ہوجاویں اور یہی حکمت ہے فقر کے عام نہ ہونے میں لیکن جس ضرر کا یہاں بیان ہے وہ مخصوص ہے بسط عام کے ساتھ اور ہر چند کہ انجام بغی عام کا بھی ہلاکت ہی معلوم ہوتا ہے لیکن مرجانا مارے جانے اسلم ہے اسلیے یہ ضرر اُس ضرر سے اشد ہے اور عجب نہیں کہ اسیواسطے یہاں بسط عام نہ ہونے کی حکمت بالخصوص بیان فرمائی گئی ہو اور فقر عام نہ ہونے کی حکمت سے تعرض نہ کیا گیا ہو غرض مضرت مذکورہ بالا کی وجہ سے غنا کو عام نہیں کیا (لیکن یہ بھی نہیں کیا کہ بالکل ہی کسی کو کچھ نہ دیا ہو بلکہ) جتنا رزق چاہتا ہے اندازہ (مناسب) سے (ہر ایک کیلیے) اُتارتا ہے (کیونکہ وہ اپنے بندوں (کے مصالح) کو جاننے والا اور اُنکا حال دیکھنے والا ہے (اس سے علاوہ حکیم ہونے کی خبیر بصیر و صفتیں اور ثابت ہوئیں) اور وہ ایسا (رحیم) ہے جو برسا اوقات (لوگوں کے نا امید ہوجانیکے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت (کے آثار عالم میں) پھیلاتا ہے (مراد آثار سے نباتات اور ثمرات ہیں) اور وہ (سچا) کارساز (اور اُس کارسازی پر) قابل حمد و ثنا ہے (پس اوپر کی تین صفات کے ساتھ تین صفتیں اور ثابت ہوئیں۔ رحیم۔ ولی۔ حمید) اور منجملہ اُسکی (قدرت کی) نشانیوں کے پیدا کرنا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اُن جانداروں کا جو اُسنے زمین و آسمان میں پھیلا رکھے ہیں (اسے اوپر کی پچھے صفات کے ساتھ خالق ہونا بھی ثابت ہوا) اور وہ (قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرکے) اُن (خلائق) کے جمع کرلینے پر بھی جب وہ (جمع کرنا) چاہے قادر ہے (اس سے اوپر کی سات صفات کے ساتھ قدیر ہونا بھی ثابت ہوا) اور (وہ منتقم اور منتقم کے ساتھ صاحب عفو بھی ہے چنانچہ) تم کو (اے گنہگارو) جو کچھ مصیبت (حقیقۃً) پہونچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے کاموں سے (پہونچتی ہے اور پھر بھی ہر گناہ پر نہیں بلکہ بعض بعض گناہوں پر) اور بہت (سے گناہوں) سے تو درگذر ہی کردیتا ہے (خواہ دونوں جہان میں یا صرف دنیا میں اور اگر وہ سب پر مواخذہ کرنے لگے تو) تم زمین (کے کسی حصہ) میں (رہ) نہیں سکتے اور (ایسے وقت میں) خدا کے سوا تمہارا کوئی حامی مددگار نہیں (پس اوپر کی آٹھ صفات کے ساتھ منتقم اور عفو اور عزیز ہونا بھی ثابت ہوا) اور منجملہ اُسکی (قدرت کی) نشانیوں کے جہاز ہیں سمندر میں (ایسے اونچے) جیسے پہاڑ (مراد یہ کہ اُنکا سمندر میں چلنا دلیل ہے حق تعالیٰ کی صنع عجیب کی ورنہ) اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھیرادے تو وہ (رہوائی جہاز) سمندر کی سطح پر کھڑے کے کھڑے رہجائیں (یہ اُسی کا کام ہے کہ ہوا کو چلاتا ہے اور اُس سے وہ جہاز چلتے ہیں) بیشک اسمیں (قدرت پر دلالت کرنیوالی) نشانیاں ہیں ہر صابر شاکر (یعنی مؤمن) کے لیے (تقریر اسکی سورۂ لقمان کے اخیر رکوع کے اس قسم کے جملہ کی تفسیر میں گئی ہے جسکی غرض اگر وہ چاہے ہوا کو ساکن کرکے جہازوں کو کھڑا کردے) یا (اگر وہ چاہے تو زور کی ہوا چلاکر) اُن جہازوں (کے سواروں) کو اُنکے اعمال (بد کفر وغیرہ) کے سبب ہلاک کردے (کقولہ تعالیٰ فی یٰسٓ وان نشأ نغرقھم) اور (اُن میں) بہت سے آدمیوں سے درگذر کرجاوے (یعنی اُس وقت غرق نہ ہوں گو آخرت میں سزایاب ہوں) اور (اُس تباہی کے وقت) اُن لوگوں کو جو کہ ہماری آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں معلوم ہوجاوے کہ (اب) ان کے لیے کہیں بچاؤ (کی صورت) نہیں (کیونکہ شرکاء مزعومہ کو ایسے وقت وہ بھی جلد جانچ لیتے ہیں اس سے اوپر کی گیارہ صفات کے ساتھ افعال و اشیاء میں متصرف مستقل ہونا بھی ثابت ہوگیا) ف آیت (یبسط اللہ الخ) کی تقریر میں حالت موجودہ کی قید اسلیے لگائی کہ اگر اللہ تعالیٰ طبائع کو بدل دیں تو پھر بغی مرتب نہ ہو جیسا جنت میں طبائع سلیم ہونگے یا زمان برکت اقتران مہدی علیہ السلام کے بارہ میں حدیث میں آیا ہے کہ کوئی کسی کا صدقہ قبول نہ کریگا اور اُسکے بعد ایک قید اور لگائی ہے یعنی عام طور پر وہ ایسے کہ عباد سے مراد عوام عباد ہیں نہ کہ خواص و مقبولین مثل انبیاء و اولیاء کے کہ وہاں بغی سے ایک امر مانع موجود ہے اور گو بسط مقتضی ہو مگر محض مقتضی کا وجود بدون رفع مانع ترتب مقتضا کے لیے کافی نہیں۔ اور ینزل الغیث میں بسا اوقات اسلیے کہا کہ بسا اوقات قبل قنوط بھی بارش ہوتی ہے اور بعض اوقات قنوط کے بعد بھی نہیں ہوتی اور کلام میں کوئی قرینہ کلیت پر دال نہیں۔ اور بث فیہما من دابۃ میں ارواح بھی داخل ہیں اگر دابہ بمعنے مطلق ذی روح لیا جاوے اور آسمان پر ملائکہ ذی روح کا ہونا ظاہر ہے اور اگر دابہ کو مراد خاص جانور لیا جاوے تو اس صورت میں دو توجیہیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ فیہما کے معنے فی مجموعہما ہوں اور اُسکے تحقق کے لیے فی الارض کافی ہے دوسری السماوات کی ضرورت نہیں

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی رحمتہ آثارہ اشارۃ الی تقدیر المضاف ۲؎ قولہ فی جمعھم خلائق اشارۃ الی ان المرجع فیمن اراد اللہ ان یکون فی الارض جمیعا ہو مطلق الخلق المتفق فی ضمن المقید الخاص فی اہل الارض فضمیر العقلاء التغلیب لان المقصود الاہم ہم العقلاء ۳؎ قولہ فی یذیقھن سوارہن اشارۃ الی تقدیر المضاف فی الموضعین ۴؎ قولہ فی دعائھم الذین اُمن لوگوں کو لانے قرینہ معلوم ہونیسے اشارۃ الی ان الوصول فاعل معلوم وہو حسن التوجیہات بحسن فارغ وغیرہا۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

سو جو کچھ تم کو دیا گیا ہے وہ محض دنیوی زندگی کے برتنے کے لیے ہے۔ اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر ہے اور پائدار ہے وہ اُن لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں

يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ

کبیرہ گناہوں سے اور بیحیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب اُن کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور اُن کا ہر کام

شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ

آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے اور ہمنے جو کچھ اُنکو دیا ہے وہ اُس سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایسے ہیں کہ جب اُن پر ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ برابر کا بدلہ لیتے ہیں۔ اور بُرائی کا بدلہ بُرائی ہے ویسی ہی۔ پھر جو شخص

عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى

معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اُس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو اپنے اوپر ظلم ہو چکنے کے بعد برابر کا بدلہ لیلے سو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔ الزام صرف

الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ ع ۴

اُن لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق دُنیا میں سرکشی کرتے ہیں ایسوں کے لیے دردناک عذاب ہے اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے یہ البتہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے

اور یا یوں کہا جاوے کہ آسمان پر بھی جانور ہیں جیسا حدیثوں سے جنت میں جو کہ سماوات کیطرف ہیں اور فی الحال موجود ہیں یاقوتی گھوڑوں کا اور پرندوں کا ہونا ثابت ہے رواہ الترمذی پس سموات مراد مطلق عالم علوی ہوگا اور دابہ کے معنی میں جو دبیب علی الارض ماخوذ ہے اُس ارض سے مراد مطلق مستقر ہوگا کما فی قولہ تعالیٰ اور ثنا الارض ننبتی من الجنۃ۔ اور ما اصابکم من مصیبۃ میں جو مخاطب میں تخصیص کی اور پھر حقیقۃً کی قید لگائی اس سے مقصود ایک سوال کے دو جواب دینا ہیں۔ سوال یہ ہے کہ لفظ ملک کے عموم سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہر مصیبت ذنوب ہی سے آتی ہے حالانکہ انبیاء علیہم السلام پر بڑی بڑی بلائیں آئی ہیں اور انکا ذنوب سے پاک ہونا معلوم ہے۔ اول جواب یہ ہے کہ یہاں خطاب عام نہیں بلکہ صرف اہل ذنوب مخاطب ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ انبیاء پر جو بلائیں آئیں وہ گو صورۃً مصیبت ہیں مگر معنیً وحقیقۃً مصیبت نہیں بلکہ وہ نعمتیں ہیں کہ وہ اُنسے پرسیاں نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے علوم واحوال ومدارج قرب میں اُس سے ترقی کا مشاہدہ کر کے اُسپر راضی رہتے ہیں۔ اور یظلل کے ترجمہ میں ہوائی کی قید اسلیے لگائی کہ یہاں فرمان ہی جہازوں کا ہے اُس زمانہ میں وہی تھے۔ اور کسی کو دخانی جہازوں کے ہوا کا محتاج نہ ہونے سے اُنکے استغناء عن الصنعۃ الآلیہ کا شبہہ نہ ہو کیونکہ وہاں اگر ہوا کے واسطے سے احتیاج نہ ہو تو دخان وبخار کے واسطے سے احتیاج ہے کیونکہ دخان وبخار بھی مسخر قدرت ہیں اور اگر ریح کے مفہوم کو عام کر لیا جاوے کیونکہ بخار میں اجزاء ہوائیہ بھی ہوتے ہیں اور اسطرح امکان کو بخارات کے صعود نہ کرنے کے لیے عام کر لیا جاوے تو دخانی جہازوں کے احتیاج کا واسطہ بھی ریح ہو جاوے گی ربط اور من کان بدیا حرث الاخرۃ الخ میں اختیار بالدنیا کی مذمت اور طلب آخرت کی ترغیب فرمائی تھی آگے مذمت مذکورہ کی تاکید کے لیے دنیا کی تحقیر اور ترغیب مذکور کی تاکید کے لیے آخرت کی خیریت اور اعمال فاضلہ کے ذکر سے اُسکی طلب کا طریق ارشاد فرماتے ہیں۔ ونیز اوپر دو بسط میں تقلیل رزق کی حکمت اور منعمت اور ما اصابکم اور یعلم الذین میں ذنوب کی شامت اور مضرت کا بیان ہوا تھا آگے دنیا کا متاع فانی ہونا کہ معادل تقلیل کے ہے اور اعمال وطاعات کی فضیلت اور برکت کہ مقابل شامت ذنوب کے ہے بیان فرمانا نہایت ہی مناسب ہوا۔

خساست دُنیا ونفاست عقبےٰ وطریق حصولش از اعمال حسنے

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ

ثم الفواحش واذا ما غضبوا هم يغفرون ۝ والذين استجابوا لربهم واقاموا الصلوٰة وامرهم شورى بينهم ومما رزقناهم ينفقون ۝ والذين اذا اصابهم البغي هم ينتصرون ۝ وجزاء سيئة سيئة مثلها فمن

عفا واصلح فاجره على الله انه لا يحب الظالمين ۝ ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئك ما عليهم من سبيل ۝ انما السبيل على

الذين يظلمون الناس ويبغون في الارض بغير الحق اولئك لهم عذاب اليم ۝ ولمن صبر وغفر ان ذلك لمن عزم الامور ۝

اور یا یوں کہا جاوے کہ آسمان پر بھی جانور ہیں جیسا حدیثوں سے جنت میں جو کہ سماوات کیطرف ہیں اور فی الحال موجود ہیں یاقوتی گھوڑوں کا اور پرندوں کا ہونا ثابت ہے رواہ الترمذی پس سموات مراد مطلق عالم علوی ہوگا اور دابہ کے معنی میں جو دبیب علی الارض ماخوذ ہے اُس ارض سے مراد مطلق مستقر ہوگا کما فی قولہ تعالیٰ اور ثنا الارض ننبتی من الجنۃ۔ اور ما اصابکم من مصیبۃ میں جو مخاطب میں تخصیص کی اور پھر حقیقۃً کی قید لگائی اس سے مقصود ایک سوال کے دو جواب دینا ہیں۔ سوال یہ ہے کہ لفظ ملک کے عموم سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہر مصیبت ذنوب ہی سے آتی ہے حالانکہ انبیاء علیہم السلام پر بڑی بڑی بلائیں آئی ہیں اور انکا ذنوب سے پاک ہونا معلوم ہے۔ اول جواب یہ ہے کہ یہاں خطاب عام نہیں بلکہ صرف اہل ذنوب مخاطب ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ انبیاء پر جو بلائیں آئیں وہ گو صورۃً مصیبت ہیں مگر معنیً وحقیقۃً مصیبت نہیں بلکہ وہ نعمتیں ہیں کہ وہ اُنسے پرسیاں نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے علوم واحوال ومدارج قرب میں اُس سے ترقی کا مشاہدہ کر کے اُسپر راضی رہتے ہیں۔ اور یظلل کے ترجمہ میں ہوائی کی قید اسلیے لگائی کہ یہاں فرمان ہی جہازوں کا ہے اُس زمانہ میں وہی تھے۔ اور کسی کو دخانی جہازوں کے ہوا کا محتاج نہ ہونے سے اُنکے استغناء عن الصنعۃ الآلیہ کا شبہہ نہ ہو کیونکہ وہاں اگر ہوا کے واسطے سے احتیاج نہ ہو تو دخان وبخار کے واسطے سے احتیاج ہے کیونکہ دخان وبخار بھی مسخر قدرت ہیں اور اگر ریح کے مفہوم کو عام کر لیا جاوے کیونکہ بخار میں اجزاء ہوائیہ بھی ہوتے ہیں اور اسطرح امکان کو بخارات کے صعود نہ کرنے کے لیے عام کر لیا جاوے تو دخانی جہازوں کے احتیاج کا واسطہ بھی ریح ہو جاوے گی ربط اور من کان بدیا حرث الاخرۃ الخ میں اختیار بالدنیا کی مذمت اور طلب آخرت کی ترغیب فرمائی تھی آگے مذمت مذکورہ کی تاکید کے لیے دنیا کی تحقیر اور ترغیب مذکور کی تاکید کے لیے آخرت کی خیریت اور اعمال فاضلہ کے ذکر سے اُسکی طلب کا طریق ارشاد فرماتے ہیں۔ ونیز اوپر دو بسط میں تقلیل رزق کی حکمت اور منعمت اور ما اصابکم اور یعلم الذین میں ذنوب کی شامت اور مضرت کا بیان ہوا تھا آگے دنیا کا متاع فانی ہونا کہ معادل تقلیل کے ہے اور اعمال وطاعات کی فضیلت اور برکت کہ مقابل شامت ذنوب کے ہے بیان فرمانا نہایت ہی مناسب ہوا۔

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ قبل فلما اوتیتم سو اس سے الخ اشارۃ الی وجہ الفاء ۱۲

النحو۔ قولہ للذین خبر ثان۔ قولہ شوریٰ بینھم بتقدیر المضاف ای ذو ۱۲

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ

اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اُسکے بعد اُس شخص کا کوئی چارہ ساز نہیں۔ اور آپ ظالموں کو دیکھینگے جبکہ وہ عذاب کو دیکھینگے تو کہینگے کیا واپس جانیکی کوئی صورت ہے اور آپ اُن کو دیکھینگے کہ وہ پیش

عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

کیے جاوینگے ذلت کے مارے جھکے ہوئے ہونگے سرسری نگاہ سے دیکھتے ہونگے۔ اور ایمان والے کہیں گے کہ پورے خسارے والے وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے قیامت کے روز خسارہ میں پڑے

اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝

یاد رکھو کہ ظالم لوگ عذاب دائمی میں رہیں گے۔ اور اُنکے کوئی مددگار نہونگے۔ جو خدا سے الگ اُن کی مدد کریں اور جس کو خدا گمراہ کردے اُسکے لیے کوئی رستہ ہی نہیں

کی چیزوں میں سے) جو کچھ تم کو دیا دلایا گیا ہے وہ محض (چند روزہ) دنیوی زندگی کے برتنے کے لیے ہے (کہ خاتمۂ عمر کے ساتھ اسکا بھی خاتمہ ہوجاویگا) اور جو (اجر و ثواب آخرت میں) اللہ کے ہاں ہے وہ بدرجہا اس سے (کیفیۃً بھی) بہتر ہے اور (کمیۃً بھی) زیادہ پائدار (یعنی ہمیشہ کا رہنے والا پس دنیا کی طلب چھوڑ کر آخرت کی طلب کرو مگر اُسکے مطلق حصول کے لیے اعظم طاعات یعنی ایمان کا اختیار کرنا اور اعظم ذنوب یعنی کفر کا ترک کرنا شرط ضروری ہے اور اسکے حصول اولی کے لیے جمیع طاعات ضروریہ کا اختیار کرنا اور تمام ذنوب کا چھوڑنا شرط غالبی ہے اور نوافل طاعات کا اختیار کرنا اور مباحات غیر اولی کا ترک کرنا اولویت کیساتھ اولویت و اقربیت کا بھی سبب ہے چنانچہ) وہ (ثواب مذکور بالتفصیل الذکر) اُن لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور جو کہ بڑے گناہوں سے اور (اُنمیں) بیحیائی کی باتوں سے (بالخصوص زیادہ) بچتے ہیں اور جب کبھی غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں اور جن لوگوں نے کہ اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور (انکا ہر (مہتم بالشان) کام (جسمیں بالتعیین نفع نہ ہو) آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ اُنکو دیا ہے وہ (اُسمیں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایسے

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی الذین اذا اصابھم منصف الخ اشارۃ الی ان المقصود المدح ہو عدم الانتصار لا عدم الصفح وانما کون الانتصار افضل فی بعض المواقع فلا ینافی ما دلوا الآیۃ لان المقصود ہھنا بیان حکم الافعال فی انفسہا من غیر نظر الی العوارض ۱۲

اللغات	النحو	البلاغۃ
ملهوف خفی فی الروح مصدر طرف اذا حرک عینہ والمراد بالخفی الضعیف وکذا نظر الناظر الی المکارہ لا یقدران یقع اجفانہ علیہا ۱۲	من بعدہ ای من بعد الاضلال او المعنی من غیر اللہ۔ قولہ علیہا الضمیر راجع الی النار او الی ما دل علیہا ۱۲	قال الذین اٰمنوا اسند الی المؤمنین دلالۃ علی الابتہاج والا فالقول والرویۃ لکل من یتاتی منہ القول والرویۃ کذا فی الروح ۱۲

قبح حال کفار در قیامت

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ

تم اپنے رب کا حکم مان لو قبل اس کے کہ ایسا دن آ پہنچے جس کے لیے خدا کی طرف سے ٹہلنا نہ ہوگا۔ نہ تم کو اُس روز کوئی پناہ ملیگی اور نہ تمہارے بارہ میں کوئی روک ٹوک کرنیوالا ہوگا۔ پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو ہمنے

اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ

آپکو انپر نگراں کرکے نہیں بھیجا۔ آپکے ذمہ تو صرف پہونچا دینا ہے اور ہم جب آدمی کو کچھ اپنی عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اُسپر خوش ہوجاتا ہے اور اگر لوگوں پر اُنکے اعمال کے بدلہ میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کرچکے ہیں

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ

کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو آدمی ناشکری کرنے لگتا ہے

(یہ حال مذکور تو مہتدین کا تھا کہ ہدایت من اللہ فی الدنیا و ثواب العقبیٰ سے مشرف ہوئے) اور آگے اہل ضلالت کا حال سنودہ یہ کہ) جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اُسکے بعد اُس شخص کا (دنیا میں بھی) کوئی چارہ ساز نہیں (کہ اُسکو راہ پر لے آوے) اور (قیامت میں بھی بُرا حال ہوگا چنانچہ اُس روز) آپ (ان) ظالموں کو دیکھینگے جبوقت کہ انکو عذاب کا معائنہ ہوگا کہ (نہایت حسرت سے) کہتے ہونگے کیا (دنیا میں) واپس جانے کی کوئی صورت ہوسکتی ہے (تاکہ پھر اچھے عمل کرکے آویں کقولہ تعالیٰ فارجعنا نعمل صالحا) اور (نیز) آپ انکو اس حالت میں دیکھینگے کہ وہ دوزخ کے روبرو لائے جاوینگے مارے ذلت کے جھکے ہوئے ہونگے (اور وہ اُسکو) سُست (سُست) نگاہ سے دیکھتے ہونگے (جیسا خوف زدہ آدمی اسی طرح دیکھا کرتا ہے) اور (اُس وقت) ایمان والے (اپنے بچنے پر شکر کرنے کے لیے اور اُن پر علامت کرنیکے لیے) کہینگے کہ پورے خسارہ والے وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے (آج) قیامت کے روز خسارہ میں پڑے (مرتفسیرہ فی الزمر الوجہ الثانی من النہر) یاد رکھو کہ ظالم (یعنی مشرک کافر) لوگ عذاب دائمی میں (گرفتار) رہینگے اور (وہاں) اُنکے کوئی مددگار نہونگے جو خدا سے الگ (ہوکر) اُنکی مدد کریں اور جس کو خدا گمراہ کردے اُس (کی نجات) کے لیے کوئی رستہ ہی نہیں (یعنی نہ معذرت نہ نصرت نہ اور کچھ) ارتباط اوپر عدم ایمان پر عذاب قیامت کی وعید سنا کر آگے بطور تفریع کے قبل تحقق اُس وعید کے کفار کو ایمان لانے کا حکم اور اُنکے ایمان نہ لانے کی صورت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کا مضمون فرماتے ہیں۔

ایجاب ایمان بر کفار و خطاب تسلیہ بسید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝ (اے لوگو جب تمنے یہ وعید سُن لی تو تم اپنے رب کا حکم (ایمان وغیرہ کا) مان لو قبل اسکے کہ ایسا دن آپہنچے جسکے لئے خدا کی طرف سے ٹہلنا نہ ہوگا (یعنی دُنیا میں جسطرح عذاب ٹہلتا جاتا ہے وہاں توقف و اہمال نہوگا اور) نہ تم کو اُس روز کوئی (اور) پناہ ملیگی اور نہ تمہارے بارہ میں کوئی (خدا سے) روک ٹوک کرنے والا ہے (کہ آناہی پوچھے کہ انکا یہ حال کیوں بنایا گیا اور اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اگر تم کو یہ سُنا دیجیے) پھر اگر یہ لوگ (یہ سنکر بھی) اعراض کریں (اور ایمان نہ لاویں) تو آپ فکر اور غم میں نہ پڑیں کیونکہ) ہمنے آپکو انپر نگران کرکے نہیں بھیجا (جس سے باز پرس کا احتمال ہو کہ آپکی نگرانی میں ان سے یہ امور کیوں صادر ہوئے بلکہ) آپ کے ذمہ تو صرف (حکم کا) پہونچا دینا ہے (جسکو آپ کر رہے ہیں پھر آپ اس سے زیادہ کیوں فکر کریں) اور (سبب ان کے اعراض عن الحق کا ضعف تعلق مع اللہ ہے جو اس حالت کے مشابہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ) ہم جب (اس قسم کے) آدمی کو کچھ اپنی عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اُس پر (بطور ربط اور اثر یعنی اترانے کے) خوش ہوجاتا ہے (منعم پر نظر کرکے شکر نہیں کرتا) اور اگر (ایسے) لوگوں پر ان کے ان اعمال (بد) کے بدلے میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کرچکے ہیں کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو (ایسا) آدمی ناشکری کرنے لگتا ہے (اور حق تعالیٰ کی طرف بطریق توبہ عن المعاصی والتجا و دعا و توکل و رضا بالقضا کے رجوع نہیں کرتا اور یہ دونوں حالتیں دلیل ہیں حظوظ نفسانیہ سے شدت تعلق اور حق تعالیٰ سے بے تعلقی کی اور اسی سے کفر ناشی ہوا ہے اور یہ حالت ان لوگوں کی طبیعت ثانیہ ہوگئی ہے پس اسے آپ ایمان کی توقع کیوں رکھیں جو موجب غم ہو پس تسلیہ دو طور پر ہوا ایک آپکی حالت کے اعتبار سے ان علیک الا البلاغ اور ایک اُن لوگوں کی حالت کے اعتبار سے انا اذا اذقنا الخ ارتباط اوپر چند جا توحید کا ذکر ہوا ہے اور متصل کی آیتوں میں بھی عذاب کے وقت غیر اللہ کا مشرکین کے کام نہ آنا جس سے شرک کا ابطال ہوتا ہے مذکور ہوا ہے گو بھی توحید کا بیان ہو ایسے عنوان سے کہ متصل کے مضمون کی علت بھی ڈال دے چنانچہ لله ملک میں تقدیم للہ کی مفید ہے اللہ تعالیٰ کے استقلال تصرف کو جو مستلزم ہے بطلان تصرف غیر کو

اللغات

نکیر ای من ینکر حالکم کذا فی الخازن وکذا فی الکبیر من قولہ ممن ینکر ذلک حتی یتغیر حالکم لسبب ذلک المنکر وقد شہد بہ ذوقی من قبل ۱۲

البلاغۃ قولہ اذا قنا الانسان للراد بالجمع الجنس لا المفرد وباعتبارہ رجع الیہ ضمیر الجمع فی قولہ تصبہم وضع المظہر موضع المضمر فی قولہ فان الانسان للاہتمام۔ واورد فی الرحمۃ اذا وفی السیئۃ ان اشارۃ الی ان الغالب ہو الرحمۃ والنعمۃ والغالب کالمتیقن واما السیئۃ والمصیبۃ فانہا قلیلۃ الوقوع ۱۲

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ

اللہ ہی کی ہر سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے یا ان کو جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور

اِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ

بیٹیاں بھی اور جسکو چاہے بے اولاد رکھتا ہے بیشک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس سے کلام فرماوے مگر یا تو الہام سے یا حجاب کے باہر سے یا کسی فرشتے کو

رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۚ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا

بھیجے کہ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچا دیتا ہے وہ بڑا عالیشان ہے بڑی حکمت والا ہے اور اسطرح ہم نے آپکے پاس وحی یعنی اپنا حکم بھیجا ہے آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ

الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ

ایمان کیا چیز ہے ولیکن ہم نے اس قرآن کو ایک نور بنایا جسکے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ ایک سیدھے رستے کی ہدایت کرتے ہیں یعنی اس سیدھے رستے کی

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝

کہ اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ یاد رکھو سب اُمور اسی کی طرف رجوع ہونگے

ع ۵

توحید لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ اللہ ہی کی ہر (سب) سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (چنانچہ) جسکو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جسکو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے یا ان کو (جسکے لیے چاہے) جمع کر دیتا ہے کہ (بیٹے بھی دیدیتا ہے) اور بیٹیاں بھی اور جسکو چاہے بے اولاد رکھتا ہے بیشک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے **لله** ملك السموٰت الخ عام ہے جمیع تصرفات کو اس میں بتخصیص اس تصرف متعلق خلق ذکور و اناث کے شاید اسلیئے ہو کہ یہ ہر وقت مشاہد ہے اور انسان کے اقرب و ألزم احوال سے ہے اس سے استدلال سہل ہے اور اولاد دینے نہ دینے کے اعتبار سے جو تقسیم کی گئی ان اقسام میں حصر عقلی ہے اور سقط سے حصر پر شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ اگر اسکو ولد نہ کہو جیسا قبل نفخ روح مناسب تب تو من یشاء حقیقتاً میں آگیا اور اگر ولد ہی جیسا بعد نفخ روح مناسب ہے تو اعضاء مصورہ کے تابع ہے اور اگر بعض اعضاء مصور نہ ہوں یا دونوں طرح کے معدوم ہو جاویں تو واقع میں وہ مذکر ہے یا مؤنث گو حساً تعیین نہ ہو سکے ربط اوپر رسالت کا چند جا ذکر ہوا ہے اور متصل کی آیتوں میں بھی ان علیك الا البلاغ ارشاد ہے چونکہ منجملہ شبہات متعلقہ بالنبوۃ کے کفار کا ایک شبہہ یہ بھی تھا کہ ہم سے اللہ تعالیٰ یا فرشتے بالمشافہہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ یہ رسول ہیں کما مر ذکرہ عن ابن جریج فی تفسیر قولہ تعالیٰ وقال الذین لا یرجون لقاءنا لولا انزل علینا الملائکۃ او نری ربنا اسکا ایک مشترک جواب اُسی آیت میں دیا گیا ہے لقد استکبروا الخ اور خاص کلام رب کے متعلق آئندہ آیات میں اُسکا جواب ہے اور اُسی سلسلہ میں آپکی نبوت اور اُسپر امتنان اور قرآن کی عظمت شان اور اُسکا حاصل اور عام ہدایت اور فیضان اور اُس فیضان و ہدایت کے وجوب اتباع کی تاکید کے لیے صراحۃً عظمت الٰہیہ اور اشارۃً مجازاۃ کا بیان ارشاد فرما کر سورت کو ختم کرتے ہیں۔ **تحقیق رسالت مع توحید و مجازاۃ**

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۚ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝ اور کسی بشر کی (حالت موجودہ میں) یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس سے کلام فرماوے مگر (تین طریق سے) یا تو الہام سے اور کلام بلا واسطہ بدرجات طبیعہ کے ڈالدے یقظہ میں یا منام میں خواہ وہ الہام قطعی ہو جیسا انبیاء کا الہام یا غیر قطعی ہو جیسا غیر انبیاء کا الہام پس ایک طریق تو یہ ہے یا حجاب کے باہر سے (جو کلام سنا جیسے موسیٰ علیہ السلام نے سنا

اللغات التزویج جعل الشیٔ زوجا ای شفعا من الفرد او الزوج ما یصیر بہ

یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تجلی صفاتی کے حجاب سے ارشاد بلا واسطہ ہوا تھا فیہ یختصم الملأ الاعلے رواہ الترمذی اور یہ حجاب کوئی جسم حائل نہیں اور نہ یہ حجاب حق تعالیٰ کی ذات و نور کو مخفی کر سکتا ہے بلکہ حقیقت اس حجاب کی بشر کا ضعف ادراک ہے جس سے باوجود کمال ظہور ذات کے ادراک سے عاجز ہے بقول شخصے ؎ صد ہفت پردہ بر چشم ایں ہفت پردہ چشم ہے پردہ ورنہ ماہے چوں آفتاب دارد۔ اور یہی حجاب تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو رویت سے مانع ہوا تھا اور یہی مانع جنت میں مرتفع ہو جاوے گا یعنی رویت کی قوت اور تحمل دید یا جاوے گا اور یہ ممنوع بھی خواہ قطعی ہو جیسا انبیا علیہم السلام کے لیے ہو یا غیر قطعی ہو جیسا اگر اولیاء کے لیے یہ ثابت ہو جاوے وقد نقل فی الروح اثباتہ لغیر عن عبادالتہ الشعرانی واللہ اعلم و لم یفد نص یہ دوسرا طریق ہوا) یا کسی فرشتہ کو بھیجے کہ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہونچا دیتا ہے (اگر غیر انبیاء کے لیے اسکا وقوع ثابت ہو جاوے کما رایتہ فی بعض الکتب منقولا عن الشیخ الاکبر اور تکلیم ملائکہ مع مریم سے اسکی تائید ہوتی ہے تو ہمیں بھی دو قسمیں قطعی نکلیں گی گو ظنی کو وحی کہنا ایہام کے سبب منہی عنہ ہے اور گو آیت میں ایک ہی قسم مراد ہو اور دوسری قسم ظنی کا وجود ناقص حصر نہ ہو گا کیونکہ مقسم میں تخصیص قطعی کی ممکن ہے اور اقسام ظنیہ مستقل دلائل سے ثابت ہو جاویں گے پس یہ تیسرا طریق کلام کا ہوا اور تینوں کو کلام کہنا عموم مجاز پر مبنی ہے غرض کلام مع البشر کے یہ تین طریق ہیں اور مشافہۃ و معائنہ کلام کرنا ایسے عادۃ اللہ کے خلاف ہے کہ خود معائنہ کا تحمل حالت موجودہ میں بشر کو حاصل نہیں پھر ان معترضین کو کیسے حوصلہ ہوتا ہے کہ معائنۃً حق تعالیٰ سے ہم کلام ہوں حالانکہ انہیں خود ان طرق ثلثہ میں سے ظنیات کی بھی قابلیت بوجہ کفر کے نہیں ہے اور اس سے یہ وسوسہ بھی دفع ہو گیا کہ وہ یوں کہہ سکتے تھے کہ اچھا جو طریق کلام کا معتاد ہے اسی طریق سے ہم سے کلام ہونا چاہیے تو جواب ظاہر ہے کہ وہ اس قابل بھی نہ تھے جیسا دوسری آیت میں ہے قالوا لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ پس دونوں آیتوں سے دونوں کا جواب ہو گیا۔ آگے مجموعہ مضمون مذکور کی علت ارشاد فرماتے ہیں کہ) وہ بڑا عالیشان ہے (اس سے جب تک وہ خود تحمل نہ دے کوئی ہمکلام نہیں ہو سکتا یہ علت مستثنیٰ منہ کی ہوئی مگر اسکے ساتھ) بڑی حکمت والا (بھی) ہے (اسلیے مصالح عباد کی رعایت سے تین طرق کلام کے مقرر فرما دیئے ہیں۔ یہ علت مستثنیٰ کی ہوئی) اور (جسطرح بشر کے ساتھ ہمارے ہم کلام ہونے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے) اسیطرح (یعنی اسی قاعدہ کے موافق) ہمنے آپ کے پاس (بھی) وحی (یعنی اپنا حکم بھیجا ہے (اور آپکو نبی بنایا ہے اور اس وحی کی وحی ہونے پر دلائل خارقہ قائم ہیں جو آپکی اثبات نبوت کے لیے کافی ہیں اور اثبات نبوت اسپر موقوف نہیں کہ ہم لوگوں سے بالمشافہۃ المعائنہ کہیں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے جب آپ کے باوجود صلاحیت رسالت کے معائنۃً و مشافہۃً کلام نہیں ہوتا بلکہ بطرق مذکورہ کلام ہوتا ہے تو یہ کس شمار میں ہیں آگے اتباع وحی مذکور کے عموم وجوب کی تاکید و نیز آپکی مسرت و امتنان کے لیے اس وحی کا ہدایت کبریٰ ہونا بیان فرماتے ہیں کہ یہ ایسا ہدایت نامہ ہے کہ آپکے ان جلیل علوم میں اسی کی بدولت ترقی ہوئی چنانچہ اسکے قبل) آپکو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب (اللہ کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان (کا کمال اقصی جو کہ اب حاصل ہے کیا چیز ہے مگر گو نفس ایمان ہر نبی کو ہر وقت قبل نبوت بھی حاصل ہوتا ہے لیکن ہمنے آپکو نبوت اور قرآن دیا اور) اس قرآن کو (آپکے لیے اولاً اور دوسرے کے لیے ثانیاً) ایک نور (یعنی ہادی الی العلوم والاعمال) بنایا (اور اسی وحی سے آپکو یہ علوم عظیمۃ الاحوال رفیعہ حاصل ہوئے جس سے اسکا ہدایت کبریٰ ہونا صاف ثابت ہوتا ہے کیونکہ بہ نسبت اس کتاب کے جسکو پڑھکر ایک دنیا ساطالبعلم بنجاوے وہ کتاب جسکو پڑھکر بڑے درجہ کا عالم بنجاوے ظاہر ہے کہ عالی اور رفیع النفع ہو گی اور (جسکے ذریعہ سے آپ سے پہونچنے کے بعد) ہم اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں (پس اسکے نور عظیم ہونے میں کوئی شبہ نہیں اب جو اندھا ہی ہو وہ اس نور کے نفع سے محروم بلکہ اسکا منکر ہے جیسے یہ معترضین) اور (بیشک بیشک) میں ہدایت کو خاص اپنا فعل بتایا ہے اور اسکے ساتھ من نشاء کہا ہے یہ ہدایت بالمعنی الخاص کے اعتبار سے ہے ورنہ ہدایت بالمعنی العام یعنی دلالت علی الطریق کے اعتبار سے وہ آپکا منصبی فعل ہے اور وہ سب کے لیے عام بھی ہے گو کسی عارض سے کسی تک خیر نہ پہونچے چنانچہ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ آپ (اس قرآن اور وحی کے ذریعہ سے عام لوگوں کو) ایک سیدھے رستہ کی ہدایت کرتے ہیں (آگے اس رستہ کا بیان ہے جس کی طرف آپ ہدایت فرماتے ہیں) یعنی اس خدا کے رستہ کی (ہدایت کرتے ہیں) جسکی کہ ہر چیز جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ توحید و تعظیم صاحب احکام کی ہو گئی آگے ان احکام کے ماننے نہ ماننے والوں کی مجازاۃ کی طرف اشارہ ہے کہ) یاد رکھو سب امور اسی کی طرف رجوع ہونگے (پس وہ سب پر جزا و سزا دیگا) ف بشر کی تخصیص یا تو اس وجہ سے ہے کہ ملائکہ سے بالمشافہہ کلام ہوتا ہو مگر یہ امر میری نظر سے نفیاً یا اثباتاً نہیں گذرا بلکہ ظاہر الخصوص سے نفی مترشح ہوتی ہے جیسے جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھا کہ میں بہت قریب ہو گیا تھا اور پھر بھی ستر حجاب رہگئے رواہ الترمذی تو اس صورت میں تخصیص محض ذکر میں ایسے ہو گی کہ کلام بشر ہی میں تھا۔ اور حالت موجودہ کی قید سے احتراز ہو گیا ان صورتوں سے جسمیں مشافہۃً و معائنۃً کلام ثابت ہے جیسا بعض اکابر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے معراج میں قائل ہیں یا ترمذی میں حضرت جابر کی حدیث ہے کہ ان سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فکلمہ کفاحا یا جنت میں معائنہ و مشافہہ ثابت ہے پس ان سب میں کہا جاوے گا کہ ضعف موجودہ تحمل کو قوت تحمل سے مبدل فرما دیا۔ رہا حدیث مذکور میں جو آیا ہے کہ اور کسی سے کفاحاً کلام نہیں فرمایا مطلب یہ کہ ایسے درجہ کے کسی شخص سے بجز ان کے کفاحاً کلام نہیں ہوا پس اس سے بڑے درجہ والوں کو نفی مشتمل نہیں اور من وراء حجاب کی تقریر میں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حق تعالیٰ کا ہمکلام ہونا لکھا گیا ہے اسپر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ قرآن میں کلم اللہ موسیٰ تکلیما اور حدیث مشکوٰۃ میں قسم اللہ لہ بینہ وکلامہ بین موسیٰ وبین محمد علیہما السلام اور نحو آیا ہے جس سے تخصیص کلام کی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معلوم ہوتی ہے کیونکہ آیت میں

سورۃ الزخرف مکیۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	وَهِيَ تِسْعٌ وَثَمَانُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

حٰمٓ۔ قسم اس کتاب واضح کی کہ ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ تم۔ سمجھ لو اور وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے رتبہ کی اور حکمت بھری کتاب ہے

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ

کیا ہم تم سے اس نصیحت کو اس بات پر ہٹا لیں گے کہ تم حد سے گذرنے والے ہو اور ہم پہلے لوگوں میں بہت سے نبی بھیجتے رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا

اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

جس کے ساتھ انہوں نے استہزا نہ کیا ہو۔ پھر ہم نے ان لوگوں کو جو کہ ان سے زیادہ زور آور تھے غارت کر ڈالا اور پہلے لوگوں کی چالت ہو چکی ہے۔

کلام سے مراد کلام بالمنہج المخصوص نمط موسی ہے جیسا کہ تکلیما کا بڑھانا اسکا قرینہ بھی ہے واللہ اعلم قدتم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الشوری ثامن ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۵ھ من الھجرۃ یوم الثلثاء وصلے اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ۱۲ سورۃ الزخرف مکیۃ وقیل الا قولہ واسئل من ارسلنا الخ وآیاتھا تسع وثمانون کذا فی البیضاوی ربط اس سورت میں یہ مضامین ہیں۔ اثبات توحید۔ ابطال شرک۔ الغاء اعتراض مشرکین بر مضمون دخول اصنام در نار۔ اثبات وحی ورسالت۔ جواب بعض شبہات متعلقہ رسالت تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وامر بصبر تحقیر دنیا وعدم تخلیت مال دنیا دلیل نبوت۔ تہدید منکرین قصص ابراہیم وموسی وعیسے علیہم السلام تائید توحید ورسالت تہدید وعید قیامت برائے مصدقین وکذبین۔ اور اس سورت کے شروع میں اور سورت گذشتہ کے ختم میں مضمون رسالت یا بالاشتراک ہر حقیت قرآن ورسالت مع تسلیہ رسول وتزییف انکار کفار جول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ حٰمٓ (اسکے معنی اللہ کو معلوم ہیں) قسم ہے اس کتاب واضح (المعنی) کی کہ ہمنے اسکو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ (اے عرب) تم (آسانی سے) سمجھ لو اور وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے رتبہ کی اور حکمت بھری کتاب ہے (اور جس وجہ سے) وہ سمجھنے میں آسان اور خاص ہماری نگہداشت اور بوجہ اعجاز کے عظیم الرتبہ اور اپنی حقیت پر دال پھر مضامین میں منافع ومصالح پر مشتمل تو ایسی کتاب کی ضرور ماننا چاہیے لیکن اگر تم نہ بھی مانو تب بھی ہم بوجہ اقتضائے حکمت کے اسکا بھیجنا اور تمکو اسکا مخاطب بنانا نہ چھوڑینگے جیسا ارشاد ہے کیا ہم تمسے اس نصیحت (نامہ) کو (محض) اس بات پر ہٹا لینگے کہ تم حد (اطاعت) سے گذرنیوالے ہو اور اسکو نہیں مانتے یعنی خواہ تم مانو یا نہ مانو مگر نصیحت تو برابر کیجاویگی اور فیض کامل ہو کر رہیگا کہ مؤمنین کو نفع ہونا اور تم پر حجت قائم ہونا وغیر ذلک اسمیں حکمتیں ہیں) اور ہم پہلے لوگوں میں (زیادہ تر انکی تکذیب کے) بہت سے نبی بھیجے ہیں (یہ نہیں ہوا کہ تکذیب کے سلسلہ بند ہو جاتا) اور (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جیسے ہم نے ان کی تکذیب کی پرواہ نہیں کی اسی طرح آپ بھی کچھ پروا اور غم نہ کیجیے کیونکہ) ان (پہلے) لوگوں (کا بھی یہی حال تھا کہ ان) کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزا نہ کیا ہو پھر ہمنے ان لوگوں کو جو کہ ان (اہل مکہ) سے زیادہ زور آور تھے (رسالت تکذیب واستہزا میں) غارت کر ڈالا اور پہلے لوگوں کی یہ حالت (اہلاک وغارت کی) ہو چکی ہے (پس اے آپ غم کریں کہ ان کا بھی ایسا ہی حال ہونا ہے چنانچہ بدر وغیرہ میں ہوا اور نہ یہ فکر کریں کہ مؤنہ موجود ہے اف واضح ہونا قرآن کا باعتبار معانی اولیہ ومضامین متعلقہ اصول عقائد دین وترغیب وترہیب کے مستلزم اس کو نہیں کہ معانی مستنبطہ اس کے ایسے سہل ہوں کہ ہر شخص کو اجازت اجتہاد کی ہو جاوے۔ اور یہاں جو قسم واقع ہوئی وہ علاوہ تاکید کلام حسب عادت عرب کے خود جواب قسم کی دلیل بھی ہے کیونکہ قرآن کی حالت میں غور کرنیسے اسکا اعجاز ظاہر ہوتا ہے اور وہ دلیل ہے منزل من اللہ ہونے کی پس ایک فی ذات کی ایک صفت اسکی دوسری صفت کی دلیل ہے ۵ آفتاب آمد دلیل آفتاب ۱۲ گر دلیلت باید از وے رو متاب ۱۲ اور عربی ہونیسے اشکال اسکے خطاب عالم ہونے پر نہ کیا جاوے کیونکہ حکمت اس تخصیص کی عرب کا مخاطب اول ہونا ہے اور دنیا باعتبار

اللغات قولہ افنضرب ہن قولھم ضرب عنہ اعرض عن الوجہ او غیرہ صفحہ واسم اعاد وجوھا ای اعراضا ونحوہ اطلق ان تنحیۃ الذکر عنھم قولہ مثل الاولین ای حالۃ الاولین من العقوبۃ وھذا کقولہ تعالی وقد خلت من قبلھم المثلات ۱۲

النحو فی اما الکتب حال من ہاء الکتب صفۃ لہ نکرۃ تقدمتہا واو الی یتبادل من الظرف الاول او صلی حکیم خبر ان البلاغۃ قولہ افنضرب الخ فیہ بیان ان ما قبلہا وہو جعل القرآن عربیا سبب لما بعدہا وہو انکار الاضراب ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ ان کنتم فی قراءۃ باکسر شرطیۃ ۱۲

الکلام استفہام تقریر اجعلناہ علی صدر الخ فائدۃ الاخبار ان الجعل لیس بمعنی الخلق بل بمعنی التصییر الخ الکلام فی تسمیۃ الکلام النفسی تاکید کونہ مخلوقا وما کان الکلام ہو مسوق لاثبات کونہ قرآنا مرہ بیانہ مفصلا ۱۲ وردا علی مالیسہم لا یعلم علیہم فہما فیہ ورد کونہ معجزا کما یؤذن بہ قولہ خالق العلم تعقلون فان مدار علی الحدوثیۃ فلا یدل علی اکثر من مخلوقیۃ الکلام المعقل فالمزاح فیہا الامن المحاذیۃ کذا فی الروح مختصرا قلت ولو فسر الکتاب بالعلم لکان الآیۃ ناطقۃ علی قدم الکلام النفسی ویفسر قولہ لدینا بکونہ فی مرتبۃ الصفات التی ہی القرب الذات ویفسر قولہ لعلی بکونہ عالیا عن

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اُن کو زبردست جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔ جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا اور اُس میں اُس نے تمہارے لیے

فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۙ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۙ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ

رستے بنائے تاکہ تم منزل مقصود تک پہونچ سکو۔ اور جس نے آسمان سے پانی ایک انداز سے برسایا۔ پھر ہم نے اُس سے مُشک زمین کو زندہ کیا اسی طرح تم نکالے جاؤ گے اور جس نے تمام اقسام

كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۙ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ

بنائیں اور تمہاری وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم اُن کی پیٹھ پر جم کر بیٹھو پھر جب اُس پر بیٹھ چکو تو اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو اور یوں کہو کہ اُسکی ذات پاک ہے

الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۙ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۙ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۚ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ

جسنے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم تو ایسے نہ تھے جو ان کو قابو میں کر لیتے۔ اور ہم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور ان لوگوں نے خدا کے بندوں میں سے خدا کا جزء ٹھیرا دیا۔ واقعی انسان بڑا

مُّبِيْنٌ ۙ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۙ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ

ناشکرا ہے۔ کیا خدا نے اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں پسند کیں اور تمکو بیٹوں کے ساتھ مخصوص کیا۔ حالانکہ جب تم میں کسی کو اُس چیز کے ہونے کی خبر دیجاتی ہے جسکو خدائے رحمان کا نمونہ بنا رکھا ہے تو سارا دن اُسکا چہرہ کالا رہتا ہے اور وہ

كَظِيْمٌ ۙ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ۙ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۚ اَشَهِدُوْا

دل ہی دل میں گھٹتا ہے۔ کیا جو کہ آرائش میں نشو و نما پائے اور وہ مباحثہ میں قوت بیان نہ رکھے۔ اور اُنھوں نے فرشتوں کو جو کہ خدا کے بندے ہیں عورت قرار دے رکھا ہے۔ کیا یہ اُن کی پیدائش کے وقت

خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ۙ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۚ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۙ

موجود تھے ان کا یہ دعوی لکھ لیا جاتا ہے اور ان سے باز پرس ہوگی۔ اور وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالی چاہتا تو ہم اُن کی عبادت نہ کرتے۔ اُنکو اسکی کچھ تحقیق نہیں محض بے تحقیق بات کرتے ہیں

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۙ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ

کیا ہم نے اُنکو اس سے پہلے کوئی کتاب دے رکھی ہے کہ یہ اُس سے استدلال کرتے ہیں۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہمنے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی اُن کے پیچھے پیچھے رستہ چل رہے ہیں۔

اختصاص و شرف کے فرمایا پس یہ قرب رتبہ ہے قرب مکان نہیں ربط اوپر رسالت کا مضمون تھا جسکی عظیم دعوت توحید ہے آگے توحید کا اثبات اسپر دلائل سی جو متضمن انعام بھی ہیں اور آخر میں حتی جاء ھم الحق سے اسپر تنبیہ کرنا دلیل نقلی ثابت بالدلیل العقلی ہے اور احیاء ارض کے مناسبت سے احیاء موتی کا بھی ذکر ایک جملہ معترضہ میں اور درمیان شرک کا ابطال ارشاد ہے

اثبات توحید و ابطال شرک

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۙ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۙ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۙ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۙ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۙ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۚ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۙ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۙ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۙ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ۙ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۚ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ۙ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۚ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۙ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۙ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۙ

اللغات مقرنین مطیقین قولہ مثلا یعنی الشبہ ویراد بالولد لکونہ شبہا للوالد ۱۲

النحو قولہ ام من ینشؤا مبتدا آخرہ محذوف ای ولد لہ تعالی او ہو مفعول عاملہ محذوف ای ام اتخذ ولد امن ینشؤا کما ہو صنیعی فی الترجمۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ انشرنا فیہ التفات قولہ من الفلک بیان مقدم قولہ لتستووا اللام للغایۃ ولا یقصد بہ المطلوبیۃ الغایات متعددۃ الانتفاع الدنیوی مما الانتفاع الاخروی المذکور فی المقام قولہ علی ظہورہ فیہ تغلیب یعنی علی الفلک بن الراجۃ علی خیری الظہر من الفلک قولہ سخر لنا ھذا بالتصریر بالمحتقر قولہ وجعلوا لہ بالجعل الاعتقادی القول قولہ ستکتب السین للتاکید ۱۲

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ

اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم بھی ان ہی کے پیچھے

مُّقْتَدُوْنَ ۝ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

چلے جا رہے ہیں۔ اُنکے پیغمبر نے کہا کہ کیا اگر میں اُس سے اچھا مقصود پر پہونچا دینے والا طریقہ تمہارے پاس لایا ہوں کہ جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہو۔ وہ بولے کہ تم جو کچھ دیکر بھیجے گئے ہو ہم اُسکو نہیں مانتے سو ہم نے اُن سے انتقام لیا

ع ۲ نصف ۱۰ ۷

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

سو دیکھیے تکذیب کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اُن کو زبردست جاننے والے (خدا) نے پیدا کیا ہے (اور انفراد فی الخلق مستلزم انفراد فی الالوہیۃ کو ہے پس توحید اُن کے اعتراف سے ثابت ہو گئی آگے اللہ تعالیٰ تقویت توحید کے لیے اپنے دوسرے افعال حالہ علی التوحید بیان فرماتے ہیں تاکہ توحید کی رغبت ہو کہ شکر نعمت ہے وہذا کقولہ تعالیٰ فی طہ فاخرجنا بہ الخ یعنی یہ زمین و آسمان اُس نے پیدا کیا ہے جس نے تمہارے (آرام کے) لیے زمین کو (مثل) فرش (کے) بنایا (کہ اُس پر آرام کرتے ہو) اور اُس (زمین) میں اُس نے تمہارے (منازل مقصود تک پہونچنے کے) لیے رستے بنائے تاکہ (اُن رستوں میں چلکر) تم منزل مقصود تک پہونچ سکو اور جسنے آسمان سے پانی ایک انداز (خاص) سے (حسب مشیت وحکمت کے) برسایا پھر ہم نے اُس (پانی) سے خشک زمین کو (اُسکی مناسب) زندہ کیا (اور اس سے علاوہ دلالت علی التوحید کے یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اسیطرح تم (بھی اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے (کہ توحید کے ساتھ اسکا بھی انکار کیا جاتا تھا) اور جس نے (مختلف اجناس و انواع میں) تمام (مختلف اقسام (یعنی اصناف) بنائیں اور تمہاری وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جنپر تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم اُن (کشتیوں اور چارپایوں) کی (سطح اور) پیٹھ پر جم کر (اطمینان سے) بیٹھو پھر جب اُسپر بیٹھ چکو تو اپنے رب کی (اس) نعمت کو (دل سے) یاد کرو اور (زبان سے استحباباً) یوں کہو کہ اُسکی ذات پاک ہے جسنے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم تو ایسے (طاقتور اور ہنرور) نہ تھے جو انکو قابو میں کر لیتے (کیونکہ جانور سے زیادہ زور نہیں اور بے الہام حق کشتی چلانے کی تدبیر سے واقف نہیں دونوں کے متعلق حق تعالیٰ نے تدبیر تعلیم فرمادی اور ہمکو اپنے رب کیطرف لوٹ کر جانا ہے (اسلیے ہم اُسپر سوار ہو کر غفلت عن الشکر یا تفاخر و تعاظم نہیں کرتے کہ شکر اور ناشکری دونوں کا بدلہ وہاں ملیگا یہ اسلیے بڑھا دیا کہ تذکر انقلاب الی الرب حامل ہوتا ہے شکر کا جس کی تقریر ابھی ہوئی جیسا کہ حامل صبر پر بھی ہوتا ہے جیسا انا للہ کے ساتھ انا الیہ راجعون بڑھایا ہے) اور (باوجود قایم ہونے دلائل توحید کے) ان لوگوں نے (اُسکے) شریک اختیار کر رکھا ہے اور وہ بھی کیسا قبیح کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اور اُنکی عبادت کرتے ہیں پس ایک خرابی تو یہ ہوئی کہ اُنہوں نے خدا کے بندوں میں سے (جو مخلوق ہوتے ہیں) خدا کا جزو ٹھیرا دیا (اور جزو ہونا عقلاً محال اور قبیح ہے) واقعی (ایسا) انسان صریح ناشکرا ہے (کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اتنا بڑا کفر کرتا ہے کہ اُسکو صاحب جزو قرار دیتا ہے جو مستلزم حدوث کو ہے غرض ایک خرابی تو یہ ہوئی اور دوسری خرابی یہ کہ یہ لوگ لڑکی کو ناقص سمجھتے ہیں اور پھر خدا کے لیے بیٹیاں مانتے ہیں تو) کیا خدا نے اپنی مخلوق میں سے (تمہارے زعم میں اپنے لیے تو) بیٹیاں پسند کیں اور تمکو بیٹوں کے ساتھ مخصوص کیا حالانکہ (تم بیٹیوں کو اتنا بُرا سمجھتے ہو کہ) جب تم میں کسی کو اُس چیز کے ہونیکی خبر دیجاتی ہے جس کو خدائے رحمان کا نمونہ (یعنی اولاد) بنا رکھا ہے (مراد بیٹی ہے) تو (اسقدر ناراض ہوتا ہے) سارے دن اُسکا چہرہ بے رونق رہتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا ہے (تو حیرت ہے کہ خدا کی طرف نسبت نقص کی کرتے ہو اور اس کی پوری تقریر سورۂ صفت کے اخیر رکوع میں گذری ہے اور یہ تقریر مذکور رد الزامی تھا اُسکے اسی کے متعلق ایک دوسری تحقیقی ہے یعنی گو لڑکی ہونا فی نفسہ موجب عار و مذلت نہیں جیسا تم سمجھ رہے ہو لیکن اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ وہ باعتبار اپنی اصل وضع کے قطع نظر عوارض سے ناقص العقل ضعیف الرائے ضرور ہے جب یہ بات ہے تو) کیا (خدا نے اولاد بنانے کے لیے لڑکی کو پسند کیا ہے) جو کہ (عادۃً آرایش (وزیبایش) میں نشو ونما پائے (جو کہ علامت اور نیز سبب ہے رغبت الی الحلیہ کا جسکے لوازم عادیہ سے ہے ضعف الرائے وعقل) اور وہ (بوجہ ضعف قوت فکریہ کے) مباحثہ میں قوت بیانیہ (بھی) نہ رکھے (چنانچہ انکی تقریر میں غور کرنے سے شاہد ہوتا ہے کہ نہ اپنے دعوے کو کافی بیان سے ثابت کر سکیں اور نہ دوسرے کے دعوے کو بدم کر سکیں ہمیشہ ادھوری بات کہینگی یا فضول باتیں اُس میں ملا دینگی جنکو مطلب میں کچھ دخل نہو کہ اس سے بھی تبیین مقصود میں خلل پڑ جاتا ہے اور مباحثہ کی تخصیص اس حیثیت سے ہے کہ اُس میں بوجہ زیادتی احتیاج بیان کے ان کا عجز زیادہ ظاہر ہو جاتا ہے

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً

اور جبکہ ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں اُن چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ مگر ہاں جس نے مجکو پیدا کیا پھر وہی مجکو رستہ بتائیگا اور وہ اُس کو اپنی اولاد میں ایک قیام رہنے والی

فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا

بات کر گئے　تاکہ لوگ باز آتے رہیں　بلکہ میں نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو خوب سا سامان دنیا کا بہم پہنچایا تک کہ انکے پاس سچا قرآن اور صاف بتلانیوالا رسول آیا اور جب انکے پاس یہ سچا قرآن پہنچا تو کہنے لگے

هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ

کہ یہ جادو ہے　ہم اسکو نہیں مانتے　اور کہنے لگے کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر　کیوں نہیں نازل کیا گیا

پس ہر کلام مطول اسی کے حکم میں ہے اور معمولی جملوں کا ادا ہو جانا قوت بیانیہ کی دلیل نہیں جیسے میں آئی تھی وہ گئی تھی یہ دو تقریریں دوسری خرابی کی ہوئیں) اور (تیسری خرابی قطع نظر لزوم شرک کے یہ ہے کہ) انہوں نے فرشتوں کو جو کہ خدا کے (مخلوق) بندے ہیں اور اسلیے اللہ تعالیٰ کو اُنکی پوری حالت اور صفت معلوم ہے اور بوجہ اُنکے غیر محسوس ہونیکے جب تک کہ کسی کو اُنکی حالت نہ بتلائے معلوم ہو نہیں سکتی اور اُنکو اُن کا عورت ہونا کہیں نہیں بتلایا باوجود اسکے انہوں نے اُنکو بلا دلیل (عورت قرار دے کر کہا ہے) اور دلیل عقلی و نقلی کا انتفاء یقینی ہے پس مشاہدہ ہونا چاہیے تو کیا یہ اُنکی پیدائش کے موجود تھے (اور دیکھ رہے تھے اور ہر چند کہ مشاہدہ کا انتفاء بھی یقینی ہے مگر اسمیں انکی تحمیق کی تصریح زیادہ ہے) ان کا یہ دعویٰ (بلا دلیل انوثت ملائکہ کے بارہ میں دفتر اعمال میں) لکھ لیا جاتا ہے اور (قیامت میں) اسنے بازپرس ہوگی (کیونکہ دعویٰ بلا دلیل کذب ہے بالخصوص عقائد میں پھر بالخصوص جبکہ اُسکے ساتھ اور مفاسد بھی منضم ہوں۔ یہ گفتگو تو انکے نبوت اور انوثت کے متعلق تھی) اور (آگے اُنکی معبودیت کے متعلق ہے کہ) وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ (اس بات کو خوشی سے) چاہتا کہ ملائکہ کی عبادت نہ ہو (یعنی اس عبادت سے وہ ناخوش ہوتا) تو ہم (کبھی) اُنکی عبادت نہ کرتے (کیونکہ وہ کرنے ہی نہ دیتا بلکہ جبراً روک دیتا جب نہیں روکا تو معلوم ہوا کہ وہ انکی عبادت کرنے سے خوش نہیں بلکہ عبادت کرنیسے خوش ہے آگے اُنکے انکار دہرکہ (اُنکو اس (بات) کی کچھ تحقیق نہیں (ہے) محض بے تحقیق بات کر رہے ہیں (کیونکہ قادر کر دینا دلیل رضا کی نہیں جیسا پارہ ہشتم کے نصف سے پہلے آیت سیقول الذین اشرکوا الخ میں اسکی تقریر ہوئی ہے پس استدلال بالمشیۃ جو کہ استدلال عقلی ہے لغو و مہمل ٹھیرا تو اب یہ بتلادیں کہ) کیا ہمنے انکو اس (قرآن) سے پہلے کوئی کتاب بھی دی ہے کہ یہ (اس دعوے میں) اُس سے استدلال کرتے ہیں (حقیقت یہ ہے کہ نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی) بلکہ (محض اتباع رسم پیشینیاں ہے چنانچہ) وہ کہتے ہیں کہ ہمنے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی اُنکے پیچھے پیچھے رستہ چل رہے ہیں اور (جس طرح یہ لوگ بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل اپنی رسم قدیم کو سند لاتے ہیں) اسطرح ہمنے آپسے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے (اولاً اور تالعین نے ثانیاً) یہی کہا کہ ہمنے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی ان ہی کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں (اسپر) انکے (اُس) پیغمبر نے (انسے) کہا کہ (رسم آبائی ہی کا اتباع کیے جاؤ گے) اگرچہ میں اُس سے اچھا (منزل) مقصود پر پہونچا دینے والا طریقہ تمہارے پاس لایا ہوں وہ (برادعناد) کہنے لگے کہ ہم تو اُس (دین) کو مانتے ہی نہیں جسکو دیکر (بزعم تمہارے) انکو بھیجا گیا ہے سو (جب عناد حد سے بڑھ گیا اُسوقت) ہمنے اُنسے انتقام لیا سو دیکھیے تکذیب کرنیوالوں کا کیسا (بُرا) انجام ہوا ف قفوا سبحان الذی الخ کے سیاق وسباق سے متبادر ہوتا ہے کہ یہ کلمات کشتی میں سوار ہو کر بھی پڑھے اور گو حدیث میں صرف دابہ کی سواری میں منقول ہے مگر فلک کے لیے نفی نہیں اور منقول ہونا شاید اسلیے ہو کہ اُسوقت ان کا لم اتفاق ہوا۔ اور اعتقاد جزئیت گو اُنسے تصریحاً کہیں منقول نہو مگر نبوت کے معتقد تھے اور وہ بالمعنی الحقیقی مستلزم جزئیت ہے۔ اور اگر فی الخصام کے جواب میں وہ کہیں کہ وہ عارض ملکیت ہے جو جابہ بقصان ہے تو اس عارض کا مؤثر ہونا اُنکو ثابت کرنا ہوگا کیونکہ مطلق عارض کافی نہیں ربط اوپر توحید کا مضمون تھا آگے اُسکی تاکید و تائید کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو کہ مسلم و معظم عند العرب تھے اُسکا منقول ہونا (جس سے اُنکے دعوے اتباع آباء پر بھی تعریض ہو گئی کہ اور آباء واجداد سے یہ جداعظم احق بالاتباع ہیں) اور اُنکے بعد پھر اُنکی اولاد میں اُسکا منقول چلا آنا اور آخر میں پیغمبراں کی معرفت اُسکی تجدید فرمانا اور اُسکے ساتھ پیغمبر زماں صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق اُن لوگوں کے ایک اعتراض کا جواب دینا

توارث توحید از ابراہیم علیہ السلام و دفع شبہہ متعلقہ نبوت حضرت سید الانام صلے اللہ علیہ وسلم

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝

اللغات

براء مصدر نعت بہ قولہ سیہدین السین لتاکید لیطابق قولہ فی الشعراء سیھدین ۱۲

البلاغۃ ھذا القرآن قالوہ قائلھم اللہ علی وجہ الاستحقار لانھم لم یقولوا لہ لیماثل الانکار ۱۲

الروایات قولہ القریتین فی الدر المنثور عن ابن عباس وغیرہ مکۃ وطائف ۱۲

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ

کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں — دنیوی زندگی میں ان کی روزی ہم نے تقسیم کر رکھی ہے — اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے تاکہ

بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٣٢﴾ وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ

ایک دوسرے سے کام لیتا رہے۔ اور آپکے رب کی رحمت بدرجہا اُس سے بہتر ہے جسکو یہ لوگ سمیٹتے پھرتے ہیں۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقہ کے ہو جاویں گے تو جو لوگ خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں ہم ان کو

لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّن فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ﴿٣٣﴾ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ۚ وَإِن كُلُّ

اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے — اور زینے بھی جنپر چڑھا کرتے — اور اُن کے گھروں کے کواڑ بھی اور تخت بھی جنپر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں۔ اور سونے کے بھی اور

ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٣٥﴾

یہ سب کچھ بھی نہیں صرف دنیوی زندگی کی چند روزہ کامرانی ہے۔ — اور آخرت آپ کے پروردگار کے ہاں خدا ترسوں کے لیے ہے۔

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ
وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٣٢﴾ وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّن فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا
يَظْهَرُونَ ﴿٣٣﴾ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ۚ وَإِن كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٣٥﴾

اور (وہ وقت قابل ذکر ہے) جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں اُن چیزوں (کی عبادت) سے بیزار (اور بے تعلق) ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو مگر ہاں (اُس خدا سے تعلق رکھتا ہوں) جس نے مجکو پیدا کیا پھر وہی مجکو (میرے دین و دنیا کی مصلحتوں تک) رہنمائی کرتا ہے (مطلب یہ کہ ان لوگوں کو ابراہیم علیہ السلام کا حال یاد کرنا چاہیے کہ وہ خود بھی توحید کے معتقد تھے) اور (بذریعہ وصیت کے) وہ اُس (عقیدہ) کو اپنی اولاد میں (بھی) ایک قائم رہنے والی بات کر گئے (یعنی اپنی اولاد کو بھی وصیت کی بقولہ تعالیٰ ووصی بھا ابراھیم بنیہ جسکا اثر کچھ کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک بھی برابر رہا یہانتک کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی عرب میں بعضے لوگ شرک سے نفور تھے کما یظھر من التواریخ اور یہ وصیت اُنہوں نے اسلیے کی تھی) تاکہ (ہر زمانہ میں مشرک) لوگ (موحدین سے توحید سُن سُنکر شرک سے) باز آتے رہیں (مگر یہ لوگ پھر بھی باز نہیں آتے اور اس طرف توجہ نہیں کرتے) بلکہ میں نے (جو) انکو اور انکے باپ دادوں کو (دنیا کا) خوب ساسامان دیا ہے (اُسمیں منہمک مشغول و غافل ہو رہے ہیں) یہانتک کہ (اسی اشتغال و انہماک خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے) انکے پاس سچا قرآن (جو بوجہ معجز ہونیکے اپنے سچا ہونے کی آپ ہی دلیل ہے) اور صاف صاف تبلانیوالا رسول (اللہ کیطرف سے) آیا اور جب انکے پاس یہ سچا قرآن ہو پہنچا (اور اُسکا اعجاز ظاہر ہوا) تو کہنے لگے کہ یہ جادو ہے اور ہم اسکو نہیں مانتے (یہ تو قرآن کی نسبت کہا) اور (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت) کہنے لگے کہ یہ قرآن (اگر کلام الٰہی ہے اور من حیث الرسالہ) آیا ہے تو) ان دونوں بستیوں (یعنی مکہ اور طائف کے رہنے والوں) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا (یعنی رسول کے لیے عظیم الشان ہونا ضروری ہے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مال اور ریاست نہیں رکھتے تو یہ پیغمبر نہیں ہو سکتے مقصود انکار رسالت پیغمبری کا اس شبہہ سے تمسک کرکے آگے اس شبہہ کا رد فرماتے ہیں کہ) کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت (خاصہ یعنی نبوت) کو (خود) تقسیم کرنا چاہتے ہیں (یعنی یہ چاہتا کہ ہماری رائے کے موافق ملیگی گویا خود تقسیم کنندہ ہونے کی ہوس کرتا ہے کہ یہ تقسیم ہمارے سپرد ہو سو یہ ہوس نری نادانی ہے کیونکہ) دنیوی زندگی میں (تو) انکی روزی ہم (ہی) نے تقسیم کر رکھی ہے اور (اُس تقسیم میں) ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے تاکہ (اُس سے یہ مصلحت حاصل ہو کہ) ایک دوسرے سے کام لیتا رہے (اور عالم کا انتظام قایم رہے) اور (ظاہر اور یقینی بات ہے کہ آپکے رب کی رحمت (خاصہ یعنی نبوت) بدرجہا اُس (دنیوی مال و متاع اور اُسکے توابع ریاست و جاہ) سے بہتر ہے جسکو یہ لوگ سمیٹتے پھرتے ہیں (پس جب دنیوی معیشت کی ادنیٰ درجہ کی چیز یعنی تقسیم انکی بھلائے پر نہیں رکھی بلکہ رعایت مصالح کے لیے کہ وہ بھی عظیم نہیں ہیں خود ہی اپنی حکمت و مشیت پر رکھی ہے تو نبوت جو خود بھی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور اُسکے مصالح بھی اعظم درجہ کے ہیں وہ کیونکر انکی رائے پر تقسیم کیجاتی رہا یہ کہ خصیصاً ہونا تو ضروری ہے اور بنا بر صلاحیت کی مال و ریاست ہے سو اُسکا جواب یہ ہے کہ امر عظیم کی صلاحیت کی بنا امر عظیم ہونا چاہیے) اور (دنیا کی دولت و جاہ

اللغات قولہ سخریا نسبتا الی السخرۃ وھی التذلیل۔ قولہ یظھرون فی المعارج یصعدون ویرتقون ۱۲ النحو قولہ معارج معطوف علی سقفا فھو شریک فی قیدہ ای من فضۃ کما ھو الشائع فی الاکثر قولہ زخرفا مفعول علی محل فضۃ ای ومن زخرف ۱۲

البلاغۃ قولہ ولبیوتھم کررا لتکریر لزیادۃ التقریر ولانہ ابتداء آیۃ کذا فی الروح قلت ویمکن ان یقال ان السقف والابواب لما کانت من اجزاء البیت عرفا صرح فیھا بالبیوت بخلاف المعارج ۱۲ السرور

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

اور جو شخص اللہ کی نصیحت سے اندھا بن جاوے ہم اُس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں سو وہ اُسکے ساتھ رہتا ہے۔ اور وہ ان کو راہ سے روکتے رہتے ہیں اور یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝

یہاں تک کہ جب ایسا شخص ہمارے پاس آوے گا تو کہیگا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان میں مشرق و مغرب کی برابر فاصلہ ہوتا کہ بُرا ساتھی تھا۔ اور جبکہ تم کفر کر چکے تھے تو آج یہ بات تمہارے کام نہ آوے گی کہ تم عذاب میں شریک ہو

ہمارے نزدیک اسقدر صغیر حقیر ہے کہ) اگر یہ بات (متوقع) نہ ہوتی کہ (قریب قریب) تمام آدمی ایک ہی طریقہ کے ہو جاویں گے (یعنی کافر ہو جاوینگے) تو جو لوگ خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں (اور اُنکے ذریعہ سخت مبغوض ہیں) ہم اُن (سب) کے لیے اُنکے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے اور (نیز) زینے بھی (چاندی کے کر دیتے) جنپر چڑھا (اُترا) کرتے اور اُنکے گھروں کے کواڑ بھی (چاندی کے کر دیتے) اور تخت بھی (چاندی کے کر دیتے) جنپر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور (یہی چیزیں) سونے کی بھی (کر دیتے یعنی کچھ چاندی کی کچھ سونے کی مگر یہ سامان سب کفار کو اسلیے نہیں دیا کہ اکثر طبائع میں حبِ مال و متاع کی غالب ہے اور اس صورت مفروضہ میں کفر بسبب یقینی ہونا حصول مال و متاع کا پس باستثنا بعض قلیل کے قریب قریب کل کے کفر اختیار کر لیتے یہ مصلحت ہے عدم تعمیم الدنیا للکفار میں اور بعض کفار کو سامان نہ دینے میں اور بعض کو کم دینے میں ورنہ اگر یہ مصلحت نہوتی تو ہم ایسا ہی کرتے اور ظاہر ہے کہ دشمن کو فقر و وسعت کی چنداں پروا کرتے اس سے معلوم ہوا کہ دنیا واقع میں امر عظیم نہیں ہے پس وہ منصب عظیم یعنی نبوت کی صلاحیت کی بناء بھی نہ ہوگی بلکہ بناء اسکی صلاحیت کی ملکات فاضلہ موہوبہ من اللہ ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجۂ اکمل مجتمع ہیں پس نبوت ان ہی کے لیے زیبا تھی نہ کہ وطائف کے رئیسوں کے لیے) اور (آگے منجملہ وجوہ حقارت دنیا کے ایک وجہ جو نہایت ظاہر ہے ارشاد فرماتے ہیں وہ یہ کہ) یہ سب (سازو سامان جو مذکور ہوا) کچھ بھی نہیں صرف دُنیوی زندگی کی چند روزہ کامرانی ہے (پھر فنا آخر فنا) اور آخرت (جو اسکے مقابلہ میں ہے) اور باقی و ابدی ہے اور اسلیے اُس سے بہتر ہے وہ آپکے پروردگار کے ہاں خدا ترسوں کے لیے ہے

(پس جو چیز فانی ہو وہ نہ قابل قدر ہے نہ قابل طلب البتہ آخرت جو کہ باقی ہے وہ اور اُسکے تحصیل کے ذرائع کہ اعمال و طاعات ہیں وہ بیشک قابل اعتبار ہیں۔ اسمیں بھی جو ایسے کو رکھے دوسرے پر وہ ملکات فاضلہ مبنی میں صلاحیت للامر العظیم کے اشارہ ہو گیا کہ وہ اسلیے قابل وقعت ہیں کہ وہ اسباب فوز بالآخرۃ ہیں سو ہیں اور سبب عظیم کا عظیم ہے پس وہ ملکات اور فواضل امر عظیم میں جو نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متصف ہیں) ف مما تعبدون سے مراد اصنام ہیں اور اگر وہ اللہ کی بھی عبادت کرتے ہوں جیسا اکثر مشرکین کا مسلک ہے تب بھی بوجہ اسکے کہ وہ عبادت کالعدم ہے فما تعبدون کا عموم اسکو شامل نہ ہوگا پس استثناء منقطع ہوگا اور اُنکا کو لان الخ پر اُنکے اس کہنے سے شبہہ کیا جاوے کہ البشر اور نبوت میں مناقات ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایک قول انکا اصل عقیدہ تھا اور ایک علی سبیل التنزل والتسلیم اور تخصیص قرینین کی اسلیے کی کہ قرب جوار میں اور کوئی شہر نہ تھا اور دیہات کے لوگوں کو خود اس قابل نہیں سمجھا کرتے علاوہ کمی سلیقہ کے اکثر مال و جاہ میں بھی اہل شہر سے کم ہوتے ہیں اور اس جواب کو رفی الآیہ سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ انبیاء میں وقعت دنیوی کا لحاظ اصلا نہیں ہوتا حدیث بخاری قصہ ہرقل میں خود ہے کذلک الرسل یبعث فی نسب قومها بلکہ مقصود یہ ہے کہ وقعت بقدر ضرورت کافی ہے کہ وہ عام نظروں میں حقیر نہ سمجھا جاوے جو سبب ہے جاوے عارعن الاتباع کا اس سے زیادہ ترفع محض بے اور چیز کی جو مذمت آئی ہے اُس سے بھی دوسرا مرتبہ مراد ہے نہ کہ مرتبہ اولی کہ ضروریات مقصودہ بالتحصیل سے ہے۔ اور یکون الناس کی تقریر ترجمہ میں جو میں نے قریب قریب بڑھا دیا اس سے ایک شبہہ کا جواب ہو گیا جو کہ اس ملازمت پر کیا گیا ہے تقریر اُسکی یہ ہے کہ اب بھی بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ کسی ذریعہ سے وہ بالیقین جانتے ہیں کہ کافر ہو جانے سے دُنیا خوب ملتی ہے لیکن اگر اُن کو کوئی قتل بھی کر دے تب بھی ہرگز کافر نہ ہوں۔ جواب کی تقریر یہ ہے کہ الناس سے مراد کل ناس نہیں ہیں بلکہ اکثر ناس ہیں اور گو کفار باعتبار عدد کے اب بھی اکثر ہیں مگر مطلق اکثر مراد نہیں بلکہ قریب قریب کل کے اسطرح کہ مسلمان فی نفسہ بھی قلیل ہوتے سو بحمد اللہ یہ بات نہیں ہے پس اسپر کوئی شبہہ نہیں رہا ربط اور پر منکرین توحید و رسالت کے کفر و ضلالت کا بیان تھا آگے اس کفر و ضلالت پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حزن کے ازالہ اور تسلیہ کے لیے اس ضلالت کی علت اور پھر قیامت میں انکی ندامت اور خسارت اور انکی ہدایت کا اپنے اختیار سے خارج ہونا اور ان کا عقوبت سے نہ بچ سکنا اور قرآن اور اسلام اور توحید کا فخامت اور حق ہونا کہ اسکو بھی تسلیہ میں دخل ہوتا ہے مذکور ہے۔

اعتناء بتسلیہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝

اللغات یعش فی المدارک اذا حصلت الآفۃ فی بصرہ قیل عشی یعشی واذا نظر نظر العشی ولا آفۃ به قیل عشا یعشو قولہ اذ ظلمتم فی الروح قال سیبویہ اذ بمعنی التعلیل حرف بمنزلۃ لام العلۃ وانکرہ الجمہور لکون اثبات سیبویہ بمجی حجۃ وقال ابوالبقاء التقدیر بعد اذ ظلمتم

البلاغۃ قولہ بعد المشرقین ای بعد کل منهما عن الآخر وفیه تغلیب المشرق علی المغرب واضیف البعد الیهما لان الاصل بعد المشرق من المغرب واختصر هذا المبسوط لعدم الالتباس اذ لا یراد بعد ما من شیٔ واحد لان البعد من احدهما اقرب من الآخر کذا فی الروح

ملحقات الترجمہ

۱؎ قولہ فی ابواب کوآہ اشارۃ الی ان المراد بابواب لیس الفضاء بین المصراعین بل نفس المصراعین وعلیہ قولہ تعالیٰ فتحت ابوابها وقولہ تعالیٰ فتحت ابواب السماء ۱۲

أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَن كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٤٠﴾ فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ ﴿٤١﴾ أَوْ نُرِيَنَّكَ

سو کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو اور اُن لوگوں کو جو کہ صریح گمراہی میں ہیں راہ پر لا سکتے ہیں پھر اگر ہم آپ کو اٹھالیں تو بھی ہم ان سے بدلا لینے والے ہیں یا اگر ان سے جو

الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُونَ ﴿٤٢﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ

ہم نے عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے وہ آپ کو دکھلا دیں تب بھی ہم کو ہر طرح کی قدرت ہے۔ تو آپ اس قرآن پر قائم رہیے جو آپ پر وحی کے ذریعہ سے نازل کیا گیا ہے۔ آپ بیشک سیدھے رستہ پر ہیں۔ اور یہ قرآن

لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴿٤٤﴾ وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ﴿٤٥﴾

آپکے لیے اور آپکی قوم کے لیے بڑے شرف کی چیز ہے اور عنقریب تم سب پوچھے جاؤ گے اور آپ اُن سب پیغمبروں سے جو کہ آپ سے پہلے ہو چکے ہیں پوچھ لیجیے کہ کیا ہم نے خدائے رحمان کے سوا دوسرے معبود ٹھہرائے تھے کہ انکی عبادت کی جائے

آپکے لیے اور آپکی قوم کے لیے بڑے شرف کی چیز ہے اور عنقریب تم سب پوچھے جاؤ گے اور آپ اُن سب پیغمبروں سے جو کہ آپ سے پہلے ہو چکے ہیں پوچھ لیجیے کہ کیا ہم نے خدائے رحمان کے سوا دوسرے معبود ٹھہرائے تھے کہ انکی عبادت کی جائے

ہیں کہ دلائل شافیہ موجبہ للعلم بالضرورۃ کے ہوتے ہوئے تجاہل و تغافل کرتے ہیں جیسا فرعونیوں کا حال آیا ہے جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم الخ) ہم اُسپر ایک شیطان

مسلط کر دیتے ہیں سو وہ (ہر وقت) اُس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ (ساتھ رہنے والے شیاطین) ان (معرضین عن القرآن) کو (برابر) راہ (حق) سے روکتے رہتے ہیں اور تسلط کا یہی اثر ہے) اور یہ لوگ (باوجود راہ حق سے دور ہونے کے) یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (یعنی ہم) راہ (راست) پر ہیں (سو جس کی گمراہی کی یہ صورت اور یہ حالت ہو اسکے راہ پر آنے کی کیا امید ہے سو غم کیوں کیا جائے اور اس سے بھی تسلی رکھیے کہ ان کا یہ تغافل جلدی ہی ختم ہوگا اور جلدی ہی ان کو اپنی غلطی ظاہر ہو جاویگی کیونکہ یہ تغافل محض دنیا ہی دنیا تک ہے) یہاں تک کہ جب ایسا شخص ہمارے پاس آویگا (اور اُسکی غلطی ظاہر ہوگی) تو (اُس شیطان قرین سے) کہیگا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان میں (دنیا میں) مشرق

و مغرب کے برابر فاصلہ ہوتا کیوں) کہ (تو) بُرا ساتھی تھا (کہ تو نے مجھکو گمراہ کیا مگر یہ حسرت اُسوقت کام نہ آویگی) اور (نیز اُسنے کہا جاویگا کہ) جبکہ تم (دنیا میں) کفر کر چکے تھے تو (جسطرح آج حسرت تمہارے کام نہیں آئی اسیطرح آج یہ بات (بھی) تمہارے کام نہ آویگی کہ تم (اور شیاطین) سب عذاب میں شریک ہو (جیسے دنیا میں بعض اوقات دوسرے کو شریک مصیبت دیکھ کر گونہ تسلی ہو جاتی ہے وہاں چونکہ عذاب بہت زیادہ شدید ہوگا ایسے دوسرے کی طرف التفات بھی نہ ہوگا ہر شخص اپنے ہی حال میں مبتلا ہوگا اور اپنے ہی کو سب سے زیادہ مبتلا سمجھے گا) سو (آپکو جب انکی یہ حالت معلوم ہو گئی کہ انکی ہدایت کی کوئی امید نہیں تو) کیا آپ (ایسے) بہروں کو سنا سکتے ہیں یا (ایسے) اندھوں کو اور اُن لوگوں کو جو کہ صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں راہ پر لا سکتے ہیں (یعنی انکی ہدایت آپکے اختیار سے خارج ہے آپ درپے نہ ہوں) پھر ان کا یہ عصیان اور یہ طغیان خالی جانیوالا

نہیں بلکہ اسپر ضرور عقوبت مرتب ہونیوالی ہے خواہ آپکی حیات میں ہو خواہ آپکی وفات کے بعد ہو پس) اگر ہم (دنیا سے) آپکو اٹھالیں تو بھی ہم ان (کافروں) سے بدلا لینے والے ہیں یا اگر ایسے جو ہمنے عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے وہ (آپکی حیات میں) آپکو (بھی) دکھلا دیں تب بھی (کچھ بعید نہیں کیونکہ) ہمکو ہر ہر طرح کی قدرت ہے (مطلب یہ کہ عذاب ضرور ہوگا خواہ کب ہی ہو اور جب یہ بات ہے) تو آپ (تسلی رکھیے اور اطمینان سے) اُس قرآن پر قائم رہیے جو آپ پر وحی کے ذریعہ سے نازل کیا گیا ہے (کیونکہ آپ بیشک سیدھے رستہ پر ہیں (اور تمسک میں تبلیغ بھی داخل ہے مطلب یہ کہ اپنا کام کیے جائیے دوسروں کے کام کا غم نہ کیجیے) اور یہ قرآن (جسکے ساتھ متمسک کرنیکو ہم کہتے ہیں) آپکے لیے اور آپکی قوم کے لیے بڑے شرف کی چیز ہے (آپکے لیے تو اسلیے کہ آپ مخاطب بلا واسطہ ہیں اور قوم کے لیے سوا اسکے کہ مخاطب بالواسطہ ہیں ملوک کا مخاطب ہونا ظاہر ہے کہ موجب شرف ہی چہ جائے ملک الملوک کا مخاطب بننا خواہ قوم سے مراد قریش ہوں یا عرب ہوں یا تمام امت ہوں کہ تدریجاً و تعاقباً قرآنی خطاب سب کو ہی شرف ہونیکی وجہ سے یہ بڑی نعمت ہے) اور عنقریب (قیامت کے روز) تم سب (اپنے اپنے ذمہ کے واجب حقوق سے) پوچھے جاؤ گے (پس آپ سے صرف تبلیغ کے متعلق سوال ہوگا جس کو آپ ادا کر چکے ہیں اور عمل کے متعلق انسے سوال ہوگا جسمیں ہونے اخلال کیا کقولہ تعالیٰ فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین پس جب آپ سے انکے اعمال کے بارہ میں باز پرس نہ ہوگی تو پھر آپ کیوں غم کرتے ہیں) اور (ہمنے جو اوپر فاستمسک بالذی اوحی الیک انک علی صراط مستقیم میں تعلیم قرآنی کو حق فرمایا ہے اسمیں اول مابہ النزاع ان کفار سے توحید ہے جسکے حق ہونیپر انکو بڑا کلام ہے سو وہ ایسا امر حق ہے کہ اسپر تمام انبیاء علیہم السلام کا جو کہ جامع بین العقل والنقل ہیں اجماع ہے اور اس حیثیت سے گویا اُسپر ہزاروں عقلی و نقلی ادلہ قائم ہیں چنانچہ اگر آپکا جی چاہے تو آپ ان سب پیغمبروں

اللغات۔ لذکر ای شرف کذا فی القاموس وغیرہ ۱۲

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَلَمَّا جَاءَهُم بِآيَاتِنَا إِذَا هُم مِّنْهَا

اور ہم نے موسیٰ کو اپنے دلائل دیکر فرعون کے اور اُسکے امرا کے پاس بھیجا تھا سو اُنہوں نے فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبر ہوں۔ پھر جب موسیٰ اُن کے پاس ہماری نشانیاں لیکر آئے تو وہ یکایک اُنپر

يَضْحَكُونَ وَمَا نُرِيهِم مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا وَأَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ وَقَالُوا يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ ادْعُ لَنَا

ہنسنے لگے۔ اور ہم اُن کو جو نشانی دکھلاتے تھے وہ دوسری نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی۔ اور ہم نے اُن لوگوں کو عذاب میں پکڑا تھا تاکہ وہ باز آجاویں۔ اور اُنہوں نے کہا کہ اے جادوگر ہمارے لیے

رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ

اپنے رب سے اُس بات کی دعا کر جسکا اُسنے آپ سے عہد کر رکھا ہے ہم ضرور راہ پر آجاوینگے۔ پھر جب ہمنے وہ عذاب اُن سے ہٹا دیا تب ہی اُنہوں نے عہد توڑ دیا۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی بات کہی کہ

يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ

اے میری قوم کیا مصر کی سلطنت میری نہیں ہے اور یہ نہریں میری پائین میں بہ رہی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو بلکہ میں افضل ہوں اُس شخص سے جو کہ کم قدر ہے

وَلَا يَكَادُ يُبِينُ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّن ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ إِنَّهُمْ

اور فوت بیانیہ بھی نہیں رکھتا۔ تو اسکے سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے یا فرشتے اسکے جلو میں پرا باندھ کر آئے ہوتے غرض اُس نے اپنی قوم کو مغلوب کر دیا اور وہ اسکے کہنے میں آگئے وہ

كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ

لوگ شرارت کے بھرے تھے۔ پھر جب ان لوگوں نے ہم کو غصہ لایا تو ہم نے اُن سے بدلا لیا اور اُن سب کو ڈبو دیا۔ اور ہم نے اُنکو آیندہ آنیوالوں کے لیے خاص طور کے متقدمین اور نمونہ بنایا۔

ہمنے آپ سے پہلے بھیجا ہو پوچھ لیجیے یعنی اُنکی کتب صحف سے جنکا کچھ یقینہ موجود ہے تحقیق کر لیجیے کہ کیا ہمنے خدائے رحمان کے سوا کبھی بھی اور دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ اُنکی عبادت کیجاوے (یہ اوروں کو سُنانا منظور ہے کہ جسکا جی چاہے تحقیق کر لے اور کتابوں میں دیکھنے کو رسولوں سے پوچھنا مجازاً کہدیا کہ انی المدارک جیسے ہمارا بھی محاورہ ہے کہ کسی مسئلہ طبیہ مختلف فیہا کو مختلف کتابوں میں دیکھا ہو پھر کہتے ہیں کہ آؤ بھئی شیخ بوعلی سینا سے پوچھیں وہ کیا کہتا ہے اور یہ کہکر قانون شیخ کو دیکھنے لگیں) ف نقیض لہ شیطانا پر اگر شبہہ ہو کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص پر ایک ایک شیطان مقرر ہے پھر من یعش کی کیا تخصیص ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہاں مطلق تقیض خاص یعنی جسپر ضلالت ضرور مرتب ہو جاوے اور حدیث میں مطلق مراد ہے و نیز قرین سے مراد ہر وقت کا قرین ہے سو یہ بھی خاص ہے کفار کے ساتھ کیونکہ مؤمن جب فنا کر اللہ کر تا ہے شیطان اُس سے ہٹ جاتا ہے اور اگر شبہہ ہو کہ یعش کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حق اور باطل کو جانتے تھے اور یحسبون الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باطل کو حق جانتے تھے جواب یہ ہے کہ اضطراراً تو حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھتے تھے مگر اختیاراً باطل کو حق سمجھتے تھے اور باطل پر جمنے میں کچھ مصلحتیں تراش رکھی تھیں اور اُن مصلحتوں کی تحصیل کو ضروری اور اُنکی ضرورت کو حق سمجھتے تھے اور حق واقعی کو ذہن سے نکالنے کی کوشش کرتے تھے جیسا اہل عناد کا طریقہ ہوتا ہے حتی اذا جاءنا میں اگر شبہہ ہو کہ یہ جملہ تو قیامت کے روز ہوگی اور ظاہر ہے کہ اُسوقت سے پہلے ہی یعنی مرنے کے بعد ہی حق و باطل منکشف ہو جاوے گا۔ جواب یہ ہے کہ قیامت مع المقدمات مراد ہے اور موت مقدمہ قیامت کا ہے پس دونوں کو کالمتحد قرار دیکر ایک کا حکم دوسرے پر جاری کیا جا سکتا ہے پس وضوح بعد الموت کو وضوح فی القیامۃ کہا جا سکتا ہے اور بالجملہ مضمون تسلیہ ہے آگے نصرۃ سے اُسکی تائید فرماتے ہیں و نیز اس سے قضایا میں تحدید سالت و تہدید منکرین کی بھی تائید ہوتی ہے جو کہ اوپر مذکور تھے۔ اور نیز اسمیں اشارہ ہے کہ کفار کا لاکر نزال الخ کہنا اقتداء لہ فرعونی ہے کہ اُسنے اُن چیزوں کو عظیم سمجھکر کہا تھا الیس لی ملک مصر الخ

قصہ موسیٰ بتائید مضامین سابقہ

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَلَمَّا جَاءَهُم بِآيَاتِنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَضْحَكُونَ وَمَا نُرِيهِم مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا وَأَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ وَقَالُوا يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّن ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ ۝ اور ہمنے موسیٰ (علیہ السلام)

اللغات مقترنین یقترن بعضهم بعضا اسفونا اغضبونا ۱۲	فی رونق الضحک۔ وصور تہا ام انت فی العین الخ ۱۲
البلاغۃ قولہ ام انا میں بل انتقال من الاستفہام الی الاخبار کقول الشاعر وہت شمل قرن الشمس	الروایات نادی فی الدرعن ابن مردویہ لیس ہو نفسہ ولکن امران ینادی ۱۲

ہو لیجئے دلائل دیکر فرعون کے اور اُسکے امرا کے پاس بھیجا تھا سو اُنہوں نے فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبر ہوں۔ پھر جب موسیٰ اُن کے پاس ہماری نشانیاں لیکر آئے تو وہ یکایک اُنپر

سو انہوں نے (اُن لوگوں کے پاس آکر) فرمایا کہ میں رب العالمین کیطرف سے (تم لوگوں کی ہدایت کے واسطے) پیغمبر (ہو کر آیا) ہوں (مگر فرعون واہل فرعون نے نہیں مانا) پھر (پہلے دوسرے دلائل برنگ عقوبت ان کے اثبات نبوت کے لیے ظاہر کیے جنکا ذکر اس آیت میں ہے ولقد اخذنا ال فرعون بالسنین ونقص الخ مگر اُن لوگوں کی پھر بھی یہ حالت رہی کہ) جب موسیٰ (علیہ السلام) انکے پاس ہماری (وہ) نشانیاں لیکر گئے (جو آیات تسعہ کہلاتی ہیں) تو وہ یکایک اُن (معجزات) پر لگے ہنسنے (کہ یہ کیا اچھے معجزے ہیں محض معمولی واقعات وحوادث ہیں کیونکہ قحط وغیرہ ویسے بھی ہو جاتا ہے مگر یہ اُنکی حماقت تھی کیونکہ انضمام قرائن مقامیہ سے ان واقعات کا عجیب اور خارق عادت ہونا معلوم تھا چنانچہ سورۂ اعراف میں ان لوگوں کا التسعین نابھا کہنا خود اسکی دلیل ہے) اور (اُن نشانیوں کی کیفیت یہ تھی کہ) ہم اُنکو جو نشانی دکھلاتے تھے وہ دوسری نشانی سے بڑھکر ہوتی تھی (مطلب یہ کہ سب نشانیاں بڑی ہی تھیں اور یہ مطلب نہیں کہ ہر نشانی ہر نشانی سے بڑی تھی یہ ایک محاورہ ہے جب کئی چیزوں کا کمال بیان کرنا چاہتے ہیں تو یوں ہی بولتے ہیں کہ ایک سے ایک بڑھکر یہ توصحت عرفیہ ہے اور تفاضل جزئی سے اس حکم کی صحت عقلی بھی ہو سکتی ہے) اور ہم نے (اُن نشانیوں کے واقع کرنے سے) اُن لوگوں کو عذاب میں پکڑا تاکہ وہ (اپنے کفر سے) باز آجاویں (یعنی وہ نشانیاں دلالات نبوت بھی تھیں اور اُنکے لیے عقوبات بھی تھیں کذا فی الخازن مگر وہ لوگ باز نہ آئے باوجودیکہ ہر نشانی کے وقوع پر اسکا چند بار عہد بھی کیا) اور اُنہوں نے (موسیٰ علیہ السلام سے ہر نشانی پر یہ) کہا کہ اے جادوگر (یہ لفظ حسب عادت سابقہ فرط بدحواسی سے اُنکے منہ سے نکلجاتا ہوگا ورنہ تضرع کے وقت ظاہری شرارت ایک گونہ مستبعد ہے مطلب یہ تھا کہ اے موسیٰ کما فی الاعراف) ہمارے لیے اپنے رب سے اُس بات کی دعا کر دیجیے جسکا اُسنے آپ سے عہد کر رکھا ہے (وہ بات ہر قسم کا دور کر دینا ہمارے بس آجانے پر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر آپ اس عذاب کو دور کرا دیں تو) ہم ضرور راہ پر آجاویں گے پھر جب (جب انہنے وہ عذاب اُنسے ہٹا دیا تب وہ) انہوں نے (اپنا) عہد توڑ دیا (ان آیات تسعہ کا بیان سورۂ اعراف میں آچکا ہے جنمیں بعض واقعات صورۃً بھی معمولی نہیں ہوسکتے جیسا کہ پر مذکور ہوا ہے بعض ہوا ہو جو ضحک نہ کیا ہو اور بعض ہوا ہو مثلاً سنین و نقص ثمرات پر جسکے بعد سورۂ اعراف میں اُن لوگوں کا لنا ھذہ الخ کہنا مذکور ہوا ہے اور مابعد کے واقعات پر محض تضرع ہوا ہو جس کے بعد اعراف میں ہے لما وقع علیھم الرجز قالوا الخ جیسا کہ ان دونوں قولوں کا تفاوت آیات مذکورۂ اعراف کے فائدہ میں مذکور ہے۔ اور یا سب پر ضحک کیا ہو تو یہ ہو سکتا ہے کہ ابتدا میں ضحک کیا ہو پھر وہ واقعہ مشتد اور ممتد ہوا ہو تب تملق شروع کیا ہو واللہ اعلم) اور فرعون نے (غالباً اس خیال سے کہ کہیں معجزات قاہرہ دیکھ کر عام لوگ مسلمان نہ ہو جاویں) اپنی قوم میں منادی کرائی (اور اُس منادی میں) یہ بات کہی (یعنی کہلوائی) کہ اے میری قوم کیا مصر (مع توابع) کی سلطنت میری نہیں ہے اور (دیکھو) یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے میں بہ رہی ہیں کیا تم (یہ چیزیں) دیکھتے نہیں ہو (اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس کچھ بھی سامان نہیں تو بتلاؤ میں افضل اور قابل اتباع ہوں یا موسیٰ علیہ السلام ہیں) بلکہ میں (ہی) افضل ہوں اس شخص سے (یعنی موسیٰ علیہ السلام سے) جو کہ (باعتبار مال و ترفع کے) کم قدر (آدمی) ہے اور قوت بیانیہ بھی نہیں رکھتا (اور اگر یہ شخص اپنے کو فرستادہ خدا بتلاتا ہے) تو اسکے (ہاتھ میں) سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے (جیسا شاہان دنیا کی عادت ہے کہ جب کسی پر خاص عنایت کرتے ہیں تو اُسکو حاضر دربار میں سونیکے کنگن پہناتے ہیں چنانچہ راجاؤں میں اب بھی دستور ہے مطلب یہ کہ اگر اس شخص کو نبوت عطا ہوتی تو خدا کی طرف سے اسکے ہاتھ میں سونے کے کنگن ہوتے) یا فرشتے اسکے جلو میں پرا باندھکر آئے ہوتے (جیسا کہ خاص امراء شاہی کا جلوس اسطرح نکلتا ہے یعنی یہ علامات اختصاص کی ظاہر ہوتیں حالانکہ یہ حماقت محضہ ہے کیونکہ نبوت جس قسم کا کمال و اختصاص ہے اُسی قسم کے علامات و دلائل اُسکے ساتھ موجود ہیں) غرض اُسنے (ایسی باتیں کر کے) اپنی قوم کو مغلوب (العقل) کر دیا اور وہ اُسکے کہنے میں آگئے (اور) وہ لوگ (کچھ پہلے سے بھی) شرارت کے بھرے تھے (اسوجہ سے انہیں اسکا انفعال زیادہ تھا) پھر جب اُن لوگوں نے (برابر کفر و عناد پر اصرار کر کے) ہمکو غصہ دلایا تو ہمنے اُنسے بدلا لیا اور اُن سب کو ڈبو دیا اور ہمنے اُنکو آئندہ آنیوالوں کے لیے خاص طور کے متقدمین کذا فی الخازن اور نمونہ (عبرت) بنا دیا (یہ بطور تفسیر کے سلفاً کے لیے یعنی خاص طور کے متقدمین بنانے کا مطلب ہے کہ لوگ اُن کا قصہ یاد کر کے عبرت لیا کرتے ہیں کہ دیکھو متقدمین میں ایسے ایسے ہوئے ہیں اور اُن کا ایسا ایسا حال ہوا) ف فرعون کا کہنا لا یکاد یبین یا تو کذب ہے یا کچھ لکنت آپ کی زبان میں رہگئی ہو یا لکنت بالکل نہ ہو مگر بہت تیزی الدعا فی بھی نہ ہو جیسا کہ خود موسیٰ علیہ السلام کا قول ہر اخی ھارون ھو افصح منی لسانا اور زیادہ تحقیق اس مضمون کی سورۂ طہٰ رکوع دوم میں گذر چکی ہے واللہ اعلم ربط اوپر آیت واسال من ارسلنا الخ میں شرک کا ابطال کیا ہے اور اُس سے پہلے بھی جابجا یہ مضمون اثبات توحید و ابطال شرک کا آیا ہے آگے اس مضمون کے متعلق کفار کے ایک معاندانہ اعتراض کا جواب ہے جسکا منشاء نصاریٰ کا جیسے علیہ السلام کو معبود بنانا تھا اور اُس کے بعد جیسے علیہ السلام کے ملاءاھا دعی الی ان یعبدوا واحد ہونے کے قصہ سے اصل مقصود توحید کی تائید ہے حکایت اس اعتراض کی یہ ہے کہ ایکبار ابطال شرک کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے فرمایا انکم وما تعبدون من دون اللہ فیہ خبیب یعنی کسی معبود غیر اللہ میں کچھ خیر نہیں بعض نے کہا کہ اس عموم میں تو جیسے علیہ السلام بھی داخل ہیں حالانکہ آپ اُن کی نسبت کہتے کہ وہ نبی تھے اور عبد صالح تھے اور ظاہر ہے کہ نصاریٰ نے ان کی عبادت کی ہے پس اگر آپ صادق ہیں تو وہ بھی مثل آلہہ مشرکین کے ہوئے اس پر یہ اگلی آیتیں نازل ہوئیں اھ راہ فی الدر المنثور بروایۃ احمد وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباسؓ مطلب یہ

ملحقات الترجمہ

۱؎ قولہ فی قال یقع مہ کہلوائی کقولھم بنی للامیر المدینۃ ویکون ان یقال ان القول الاول للذی امرو بالنداء صدر عنہ اولا حقیقۃً ۱۲

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَقَالُوا ءَأَلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ

اور جب ابن مریم کے متعلق ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا تو یکایک آپکی قوم کے لوگ اُس سے چلانے لگے۔ اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود زیادہ بہتر ہیں یا عیسے۔ ان لوگوں نے جو یہ آپسے بیان کیا ہے تو محض جھگڑا کرنیکی غرض سے

قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ

لوگ ہی جھگڑالو۔ عیسے تو محض ایک ایسے بندے ہیں جنپر ہمنے فضل کیا تھا اور اُن کو بنی اسرائیل کے لیے ہمنے ایک نمونہ بنایا تھا اور اگر ہم چاہتے تو ہم تم سے فرشتوں کو پیدا کردیتے کہ وہ زمین پر

يَخْلُفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ

پیچھے رہ جاتے۔ اور وہ قیامت کے یقین کا ذریعہ ہیں تو تم لوگ اُس میں شک مت کرو اور تم لوگ میرا اتباع کرو۔ یہ سیدہا رستہ ہے۔ اور تم کو شیطان روکنے نہ پاوے وہ بیشک تمہارا کھلا

مُّبِينٌ ۝ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

دشمن ہے۔ اور جب عیسی معجزے لیکر آئے تو اُنھوں نے کہا کہ میں تمہارے پاس سمجھ کی باتیں لیکر آیا ہوں اور تاکہ بعض باتیں جنمیں تم اختلاف کررہے ہو تم سے بیان کردوں تو تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ

بیشک اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ سو اُسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدہا رستہ ہے۔ سو مختلف گروہوں نے باہم اختلاف ڈال لیا۔ سو ان ظالموں کے لیے ایک پُر درد دن کے عذاب سے بڑی خرابی ہے۔

اس بنا پر ہمارے آلہہ میں خیر نہ ہونا مستلزم ہے عیسے علیہ السلام میں خیر نہ ہونے کو لیکن عیسے علیہ السلام میں خیر ہونے کے آپ خود قائل ہیں پس ملزوم یعنی ہمارے آلہہ سے نفی خیر کی کرنا بھی منتفی ہوا۔ اور مقصود اُن کا اس معارضہ سے جیسا کہ جواب قرآنی میں تامل کرنے سے ظاہر ہوتا ہے دو امر معلوم ہوتے ہیں۔ ایک آپ کے مضمون بطلان اشراک کا جواب دینا۔ دوسرا عیسے علیہ السلام کی معبودیت کے وقوع سے صحت اشراک کی ثابت کرنا ان آیتوں میں دونوں کا جواب ہے۔ حاصل امر اول کے جواب کا یہ ہے کہ نفی خیریت جس سے مقصود بطلان اشراک ہے مقتضا ہے معبودیت من غیر اللہ کا اور مانع کے وقت مقتضی مؤثر نہیں ہوتا اور عیسے علیہ السلام میں مانع موجود ہے۔ اور حاصل امر ثانی کے جواب کا یہ ہے کہ یہ وقوع معبودیت کا اسلیے حجت نہیں کہ اسکا کوئی منشا صحیح نہیں بلکہ یہ خود عیسی علیہ السلام کے خلاف ہے اور جو امور منشا اشتباہ عابدین تھے اُن کا بھی جواب دیدیا۔

ردخصومت مشرکین در توحید و بیان دعوت عیسویہ از پئے تائید

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَقَالُوا ءَأَلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ۝ اور رب (عیسے) ابن مریم (علیہ السلام) کے متعلق (معترض کی طرف سے) ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا (جس کی تقریر تمہید میں موجود ہے اور اس اعتراض کو عجیب اسلیے فرمایا کہ سرسری نظر سے اسکا بطلان خود اُنکو معلوم ہوسکتا تھا پس عقل رکھکر ایسا اعتراض کرنا بہت عجیب ہے غرض جب یہ اعتراض کیا گیا) تو یکایک آپکی قوم کے لوگ اس (اعتراض کے سنے) سے (مارے خوشی کے) چلانے لگے اور (اُس معترض کے سامنہ متفق ہوکر) کہنے لگے کہ (بتلایئے آپکے نزدیک) ہمارے معبود زیادہ بہتر ہیں یا عیسے (علیہ السلام بہتر ہیں مقصود اس استفہام سے اخبار ہے کہ آپ عیسی علیہ السلام کو تو یقیناً خیر سمجھتے ہیں حالانکہ آپکے اس قول کا کہ لیس احد یعبد الخ مقتضا یہ ہے کہ انمیں اصلا خیریت نہ ہو اور جب خیر ہی تو معبود من غیر اللہ میں عدم خیریت ثابت ہوئی پس عبادت غیر اللہ کا بطلان ثابت نہیں ہوا بلکہ چونکہ جن کو آپ خیر کہتے ہیں خود اُن کی بھی عبادت ہوئی ہے اس لیے اشراک کی صحت ثابت ہوگئی۔ آگے اس اعتراض کا جواب ہے اول اجمالاً پھر تفصیلاً سو اجمالاً تو یہ کہ) ان لوگوں نے جو یہ (مضمون عجیب) آپ سے بیان کیا ہے تو محض جھگڑنے کی غرض سے (نہ کہ طلب حق کے لیے ورنہ خود ان پر اس مضمون کا بطلان مخفی نہ رہتا اور ان لوگوں کا جھگڑنا کچھ مخصوص اسی مضمون کیساتھ نہیں) بلکہ یہ لوگ (اپنی عادت سے) ہیں ہی جھگڑالو (کہ اکثر امور حقہ میں جھگڑے نکالتے ہیں۔ آگے تفصیلاً جواب ہے یعنی) عیسے (علیہ السلام) تو محض ایک ایسے بندے ہیں

اللغات المثل الشیٔ العجیب من جوہر او عرض یصدون یضجون کذا فی القاموس لعلم یراد بہ ما یعلم یخلفون یخلف بعضہم بعضا کذا فی المدارک والخازن ۱۲

النحو مثلا تمیز ای ضرب وذکر المثل للمتعلق یعنی ضربہ المعترض قولہ اذا مفاجاۃ ای المثل قولہ جعلنا مفعول ثانی قولہ بین معطوف علی معلوم اقبالی حکمکم لا بین لکم الحکمۃ فی الصلات فی بعض الذی تختلفون فیہ فی الصلۃ

جو پہنچنے (مقبولیت و کمالات نبوت سے) اپنا افضل کیا اور انکو بنی اسرائیل کے لیے (اولاً اور دوسرے کیلیے بھی ثانیاً) ہم نے (اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنایا تھا (تاکہ لوگ استدلال کریں کہ خدا تعالیٰ کو اس طرح پیدا کرنا بھی کچھ مشکل نہیں اس سے دونوں امر کا جواب نکل آیا امر اول کا اس طرح کہ اُن کا ممنع علیہ ہونا مانع ہے خلو عن الخیریت کو پس اس مانع کی وجہ سے وہ مقتضی یعنی معبود من غیر اللہ ہونا مؤثر نہیں ہوا خلو عن الخیریت میں بخلاف اصنام کے وہاں مقتضی بلا مانع موجود ہے اور بخلاف شیاطین کے وہاں ایک دوسرا مقتضی بھی عدم خیریت کا یعنی اُن کا کفر موجود ہے پس نفی خیریت آلہہ مزعومہ سے مستلزم نہ ہوئی نفی خیریت کو جیسے علیہ السلام سے اور وجود خیریت کا جیسے علیہ السلام میں مستلزم نہ ہوا حکم بنفی خیریت عن الآلہہ کی عدم صحت کو۔ اور امر ثانی کا جواب اس سے اس طرح ہوا کہ مطلق خیریت مستلزم الوہیت نہیں کیونکہ اُن کی خیریت یہی تھی کہ وہ عبد منعم علیہ تھے پس باوجود خیریت کے وہ عبد تھے اور بناء اُن کی خیریت کی عبد منعم علیہ ہونا تھا رہا وقوع اُن کی معبودیت کا سو اس سے استدلال صحت اشراک پر اسلیے غلط ہے کہ اُس کا کوئی منشا صحیح نہیں جملہ اُن کو محض اُن کی ولادت من غیر الاب سے اشتباہ ہو گیا سو خود اس میں منشائیت کی صلاحیت نہیں جیسا کہ ظاہر ہے ایسی ولادت محض حکمتوں سے ہوئی تھی ایک حکمت تو یہ کہ ہماری قدرت مطلقہ پر استدلال ہو کہ خدا سب کچھ کر سکتا ہے سو اس سے اُنکی الوہیت پر استدلال کرنا نہایت عناوت ہے) اور (رہم تو اس سے زیادہ عجیب غریب امور پر قادر ہیں چنانچہ) اگر ہم چاہیے تو ہم تم سے فرشتوں کو پیدا کر دیتے (جس طرح تمسے تمہارے بچے پیدا ہوتے ہیں کقولہ تعالیٰ وجعل منہا زوجہا) کہ وہ زمین پر (مثل انسان کے) یکے بعد دیگرے رہا کرتے (یعنی پیدائش بھی مثل آدمیوں کے ہوتی اور موت بھی مثل آدمیوں کے اور یہ ولادت جیسے من غیر الاب سے زیادہ عجیب ہے کیونکہ ولادت من غیر الاب بلکہ من غیر الاب والام خود اُن سے پہلے ایک انسان کے لیے متحقق بھی ہو چکی ہے یعنی آدم علیہ السلام کے لیے پس بصفت نوع انسان سے چنداں مستبعد نہیں بخلاف اس امر کے کہ ملائکہ کی ولادت و وفات اس طرح کبھی واقع نہیں ہوئی پس یہ اُنکی نوع سے زیادہ مستبعد ہے مگر خدا اسپر بھی قادر ہے پس اس ولادت من غیر الاب سے جیسے علیہ السلام مقدوریت و مصنوعیت سے خارج نہیں ہوئے اور مصنوعیت و مقدوریت منافی ہے الوہیت کے پس یہ امر منشا صحیح معبودیت عیسویہ کا نہیں ہو سکتا بلکہ اس طرح پیدا ہونے میں بعض حکمتیں تھیں جنمیں سے ایک تو مذکور ہو چکی وجعلناہ مثلا الخ) اور (دوسری حکمت یہ تھی کہ) وہ (یعنی جیسے علیہ السلام اس طرح سے پیدا ہونیں امکان) قیامت کے یقین کا ذریعہ ہیں (اس طرح سے کہ قیامت میں دوبارہ زندہ ہونا بخوبی سمجھ سکے اور کیا استبعاد رکھتا ہے کہ خلاف عادت ہوگا سو اس واقعہ سے حق تعالیٰ کا قادر علی خلاف العادت ہونا ثابت ہو گیا پس صحت بعث کا علم ہو گیا اور چونکہ مشرکین توحید کی طرح خود قیامت میں بھی کلام رکھتے تھے اسلیے بعد جواب شبہہ مذکورہ کے بمناسبت مضمون حکمت دوم کے قیامت کی صحت کو بھی بطور تفریع کے جملہ معترضہ کے طریق پر فرماتے ہیں کہ جب تم نے جیسے علیہ السلام کی تخلیق من الاب سے صحت بعث کی سن لی) تو تم لوگ اُس (کی صحت) میں شک مت کرو اور (توحید اور بعث میں جنپر یہاں دلیلیں میں نے قائم کی ہیں اور اسی طرح دوسرے عقائد میں بھی جنپر دوسری جگہ دلائل قائم کیے ہیں تم لوگ میرا اتباع کرو یہ (بوجہ جسکی طرف میں تمکو بلاتا ہوں) سیدھا رستہ ہے اور تمکو شیطان (اس راہ پر آنے سے) روکنے نہ پاوے وہ بیشک تمہارا (صریح) دشمن ہے اور (یہانتک معبودیت عیسویہ کے صحت اشراک پر استدلال کا جواب آگیا خود جیسے علیہ السلام کے مضمون دعوت سے اثبات توحید و ابطال اشراک کی تائید ہے یعنی) جب جیسی (علیہ السلام کھلے کھلے) معجزے لیکر آئے تو انہوں نے (لوگوں سے) کہا کہ میں تمہارے پاس سمجھ کی باتیں لیکر آیا ہوں (تاکہ تمہارے عقائد کی اصلاح کروں) اور (نیز اسلیے آیا ہوں) تاکہ بعض باتیں (منجملہ عملیات و حلال و حرام کے جنمیں تم اختلاف کر رہے ہو تم سے بیان کر دوں (جس سے اختلاف و اشتباہ رفع ہو جاوے ہذا قولہ تعالیٰ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم۔ اور چونکہ بنی اسرائیل میں تعنت و عناد کا غلبہ تھا نہیں کہ کسی نے حلال کو حرام اور کسی نے حرام کو حلال کر لیا ہو بیان عیسوی سے دونوں کی تحقیق ہو گئی اور چونکہ بعض امور اپنی اصلی حالت پر بھی ہونگے اسلیے لفظ بعض فرمایا اور ابن کثیر نے یہ تفسیر کی ہے کہ امور مختلف فیہا مختلف تھے بعضے دنیوی بعضے دینی انبیاء کا کام امور دینیہ کا بیان کرنا ہے نہ کہ دنیویہ کا اسلیے لفظ بعض فرمایا آگے تفریع ہے دلائل و غایات مذکورہ کے ساتھ آنے پر یعنی جب میں اس طرح آیا ہوں) تو تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری نبوت کا انکار نہ کرو کہ خدا کی مخالفت ہے) اور میرا کہنا مانو (کہ لازم ہے تصدیق نبوت کیلیے اور جیسے علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ) بیشک اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو (صرف) اُسی کی عبادت کرو (اور) یہی (توحید) سیدھا رستہ ہے سو (باوجود علیٰ جیسے علیہ السلام کے اس واشگاف بیان توحید کے پھر بھی) مختلف گروہوں نے (اس بارہ میں) باہم اختلاف ڈال لیا (یعنی خلاف توحید طرح طرح کے مذاہب ایجاد کر لیے چنانچہ اختلاف نصاریٰ وغیر نصاریٰ کا بھی توحید میں معلوم ہے) سو ان ظالموں (یعنی مشرکین اہل کتاب و غیر اہل کتاب) کیلیے ایک پُر درد دن کے عذاب سے بڑی خرابی (ہونیوالی) ہے (پس اس دعوت عیسویہ سے خود توحید کی تائید ہو گئی پھر عابدین جیسے علیہ السلام سے صحت اشراک پر استدلال کرنا معترض کا مصداق اس مثل کا ہے مدعی سست گواہ چست) ف الحمد للہ کہ توقع سے زیادہ یہ آیتیں حل ہو گئیں اور بندہ نے اسکی شان نزول میں وہ مشہور تقریر نہیں لی کہ جب انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم نازل ہوئی تو ابن الزبعری نے اعتراض کیا کہ جیسے علیہ السلام بھی یہ حکم ثابت ہونا چاہیے اسپر یہ آیت اور وہاں کی آیت ان الذین سبقت لہم الخ نازل ہوئی وجہ اسکے نہ لینے کی یہ ہے کہ اس تقریر پر لازم آتا ہے کہ آیت انکم وما تعبدون کا نزول مقدم ہو والمعنی [illegible]

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝ يَا

یہ لوگ بس قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان پر دفعۃً آپڑے اور ان کو خبر بھی نہ ہو خاص دوست اُس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جاویں گے بجز خدا سے ڈرنیوالوں کے اے میرے بندو

عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ

تم پر آج کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہوگے یعنی وہ بندے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور فرمانبردار تھے۔ تم اور تمہاری بیبیاں خوش خوش جنت میں

تُحْبَرُونَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

داخل ہو جاؤ اور اُن کے پاس سونے کی رکابیاں اور گلاس لائے جاویں گے اور وہاں وہ چیزیں ملیں گی جن کو جی چاہے گا اور جن سے آنکھوں کو لذت ہوگی اور تم یہاں ہمیشہ رہو گے

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ

اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم مالک بنا دیئے گئے تمہارے لیے اُس میں بہت سے میوے ہیں جن میں سے کھا رہے ہو۔ بیشک نافرمان لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ۝ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ

اور اُسے ہلکا نہ کیا جاویگا اور وہ اُسی میں پڑے رہینگے اور ہم نے اُنپر ظلم نہیں کیا لیکن یہ خود ہی ظالم تھے۔ اور پکاریں گے اے مالک تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے وہ جواب دیگا کہ تم ہمیشہ اسی حال میں رہو گے

کا نزول مؤخر ہو حالانکہ اتقان میں سورۂ زخرف کو سورۂ انبیاء سے نزول میں مقدم کہا ہے اور بندہ کی تقریر پر یہ اشکال وارد نہیں ہوتا اور تقریر مشہور بھی چونکہ مبنی بر بعض روایات ہے اسلیے کہہ سکتے ہیں کہ تقدم سورۂ زخرف کا سورۂ انبیاء پر باعتبار اکثر آیات کے ہوگا۔ اور یہاں یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس اعتراض کا کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ روح المعانی تفسیر سورۂ انبیاء میں آپ کا جواب بدلفظ کہا ہے ہو قولہ عبدۃ الشیاطین التی اشرتھم بذلک اھ جسکا حاصل تامل سے اُسی تقریر کی طرف راجع ہے جو تفسیر میں لکھی گئی ہے اور اگر اس روایت سے قطع نظر کر لیجاوے تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ اعتراض بدیہی الفساد اور محض مبنی علی العناد تھا اسلیے حاجت تصریح جواب نہ تھی گو جائز تھا اور اسی بنا پر قرآن میں نازل ہوا اور اگر انکم وما تعبدون کا نزول پہلے مان لیا جاوے تو ایک جواب یہ بھی بدیہی نکلیگا کہ ما کا استعمال زیادہ متعارف غیر ذوی العقول کے لیے ہے پس مخصوص ہوگا جمادات وغیرہ کے ساتھ واللہ اعلم اور سورہ مریم میں آیات ان اللہ ھو ربی الخ کو بندہ نے باقتضائے اُس مقام کے قول محمدی پر محمول کیا ہے سو چونکہ دعوت جمیع انبیاء کی متحد ہوتی ہے اسلیے یہاں اور وہاں میں تعارض نہیں رہتا اور متصل کی آیات وقیل للذین ظلموا الخ میں مشرکین کو تہدید تھی یوم قیامت سے ونیز اُس کے اوپر دانہ لعلہ للساعۃ میں اور اس سے اوپر حتی اذا جاءنا الخ میں اُس کا ذکر تھا آگے اُس یوم سے کفار کی تہدید اور فریقین کے لیے وعدہ وعید مذکور ہے۔

تہدید کفار بساعت وجزائے اہل شقاوت وسعادت

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ۝ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ ۝ یہ لوگ (جو باوجود وضوح حق کے باطل پر اصرار کر رہے ہیں تو) بس قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ انپر دفعۃً آپڑے اور انکو خبر بھی نہ ہو (انتظار سے باوجود انکار کے مجازاً یہ مراد ہے کہ انکا استدلال کو نہ ماننا مشابہ اُس شخص کی حالت کے ہو جیسے کوئی مشاہدۂ کا منتظر ہو کہ اُسوقت مانونگا۔ اور لایشعرون کے یہ معنی ہیں کہ گو برزخ میں قیامت کا یقین ہو جاویگا لیکن زیادہ انکشاف بطور عین الیقین وحق الیقین قیامت ہی میں ہوگا جو پہلے حاصل نہ تھا اسلیے شعور کی نفی کر دی۔ اور اُس روز کے واقعات یہ ہیں کہ (تمام (دنیوی) دوست اُس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جاوینگے بجز خدا سے ڈرنیوالوں (یعنی اہل ایمان اسکے کیونکہ باطل کی دوستی کا اُس روز ضرر محسوس ہوگا تو لامحالہ اُس سے کراہت اور دوستوں سے نفرت ہوگی کہ یہ لوگ موجب ضرر ہوئے اور حق کی دوستی کا نفع وثواب محسوس ہوگا اسلیے وہ باقی رہیگی۔ اور ان مؤمنین کو حق تعالیٰ کیطرف سے ندا ہوگی کہ) اے میرے بندو تم پر آج کوئی خوف (کی بات) واقع ہونیوالی نہیں اور نہ تم غمگین ہوگے یعنی وہ بندے جو

اللغات قولہ صحاف فی الروح اعظم اوانی الاکل الجفنۃ ثم القصعۃ ثم الصحفۃ ثم الکیلجۃ اکواب فی القاموس کوز لاعروۃ لہ او لاخرطوم لہ اکواب جمع اھ ۱۲

النحو قولہ واکواب معطوف علی صحاف بتمثل المقید بالذہب وعدمہ قولہ مبلسون آیسون قولہ لیقض التقدیر لیدع ربک لیقض اھ ۲

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى

ہمنے سچا دین تمہارے پاس بھیجا تھا لیکن تم میں اکثر آدمی سچے دین سے نفرت رکھتے ہیں۔ ہاں کیا انہوں نے کوئی انتظام درست کیا ہو سو سمجھنے بھی ایک انتظام درست کیا ہے۔ ہاں کیا ان لوگوں نے خیال کیا ہے کہ ہم نہیں جانتے ہیں جو کچھ بات کرتے ہیں

رُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ

ہمارے فرشتے اُن کے پاس ہیں وہ بھی لکھتے ہیں۔ آپ کہیے کہ اگر خدائے رحمان کے اولاد ہو۔ تو سب سے اول اُس کی عبادت کرنیوالا میں ہوں آسمانوں اور زمین کا مالک جو کہ عرش کا بھی مالک ہے اُن باتوں سے منزہ ہے

عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاۗءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ

جو یہ لوگ بیان کر رہے ہیں۔ تو آپ انکو اسی مشغول اور تفریح میں ہنسے دیجیے یہانتک کہ انکو اپنے اس دن سے سابقہ واقع ہو جو کہ ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اور وہی ذات ہے جو آسمان میں بھی قابل عبادت ہے اور زمین میں بھی

اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَا

قابل عبادت ہے اور وہی بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے۔ اور وہ ذات بڑی عالیشان ہے جسکے لیے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو اُنکے درمیان میں ہے اُس کی سلطنت ثابت ہے اور اُسکو قیامت کی خبر ہے اور تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے اور جنکو یہ

يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ

جن معبودوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے ہاں جن لوگوں نے حق بات کا اقرار کیا تھا وہ تصدیق بھی کیا کرتے تھے اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

تو ضرور کہیں گے اللہ نے سو یہ لوگ کدھر اُلٹے چلے جاتے ہیں

جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور (علماً و عملاً ہمارے) فرمانبردار تھے تم اور تمہاری (ایماندار) بیبیاں خوش بخوش جنت میں داخل ہو جاؤ (اور جنت میں جانیکے بعد اُنکے لیے یہ ہوگا کہ) اُنکے پاس سونے کی رکابیاں (رکابوں) سے بھری ہوئی اور گلاس (شروبات سے) بھرے ہوئے سونے کے یا اور کسی چیز کے لائے جاوینگے (یعنی غلمان لاوینگے کقولہ تعالیٰ یطوف علیہم ولدان مخلدون) اور جان (و دل) چیز یں طلبگی جنکو جی چاہیگا اور جن سے آنکھوں کو لذت ہوگی اور (اُنسے کہا جاویگا کہ) تم یہاں ہمیشہ رہو گے اور (یہ بھی کہا جاویگا) یہ وہ جنت ہے جسکے تم مالک بنا دیئے گئے (نے کبھی نہ لیجاوگی) اپنے (نیک) اعمال کے عوض میں (اور) تمہارے لیے اُسمیں بہت سے میوے ہیں جنمیں سے کھاؤ گے (یہ تو اہل ایمان کا حال ہوا آگے کفار کا ذکر ہے کہ) بیشک مجرمان (یعنی کافر) لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہینگے وہ (عذاب) اُن (پر) سے ہلکا نہ کیا جاویگا اور وہ اُسی (عذاب) میں مایوس پڑے رہینگے اور آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) ہمنے انپر (ذرا) ظلم نہیں کیا (کہ ناحق عذاب دیا ہو) لیکن (خود ہی) ظالم تھے (کہ کفر و شرک کرکے اپنا نقصان کر لیا) اور (آگے انکا بقیہ حال مذکور ہے کہ بجہت سے بالکل مایوس ہو جاوینگے اُسوقت موت کی تمنا کرینگے اور دوزخ کے داروغہ مالک نام فرشتہ کو پکارینگے کہ اے مالک

اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاۗءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

اللغات قد ابرموا فی القاموس ابرم الامر احکمہ قولہ ام یحسبون ہم بحذف همزة الاستفهام ان الاول مع غیرہ للاخبار والثانی مع اخواتہ للتوبیخ قولہ وقرئ الساعة علم لہا (یعنی مصدر ہے) ۱۲ قولہ تزلفنا جنتا کو اسنت فرمایا کلام مخزرج قرین عادت حال الامرین قولہ ام ہو امر افی القامات قولہ ان کان فی الرحمٰن ولد ای بزعمہم بتقدیر ان یکون للرحمٰن ولد فانا اول العابدین لہ من ہذا القبیل ای ان صح ان للرحمٰن ولدا فانا اول من عبد ذلک الولد لانی اعبد الرحمٰن ولا اعبد من لا یعبد الرحمٰن ۱۲ قولہ الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ ای ہو الذی فی السماء الہ یعبد فیہا وفی الارض الہ یعبد فیہا ۱۲

الآیات فی الدر المنثور اخرج ابن جریر عن محمد بن کعب القرظی قال مناشدتہ من الکعبة وستار ہا قریشیان وثقفی او ثقفیان وختنی فقال ای شیء تعلمون من امر نبینا فقالوا نعلم انہ قد جاءنا بما لا یعرفہ احد منا ولا یقدر علیہ ولا یشبہ ما یقول الکہنة ولا السحرة ونحن نشہد انک رسول اللہ فقال فما یمنعکم ان تتبعوہ قالوا ان ربنا قضی ان لا یکون النبی الا من الملائکة او من بنی اسحٰق او من بنی اسمٰعیل ولا نری فی بنی اسمٰعیل احدا یصلح لہذا الامر غیری فقال یا معشر قریش ان اللہ قد بعث فیکم رسولا من بنی اسمٰعیل فاتبعوہ فانہ الحق من ربی ومن ربکم فقالوا ما نعلم ذلک فانزل اللہ ام یحسبون انا لا نسمع سرہم ونجوٰہم بلی ورسلنا لدیہم یکتبون ۱۲

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۭ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور اُسکو رسول کے اس کہنے کی بھی خبر ہے کہ اے میرے رب یہ ایسے لوگ ہیں کہ ایمان نہیں لاتے۔ تو آپ اُن سے بے رُخ رہیے اور یوں کہدیجئے کہ تم کو سلام کرتا ہوں سو اُنکو ابھی معلوم ہو جاویگا

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۭ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اور علت ان عقوبات مذکورہ کی یہ ہے) کہ ہم نے سچا دین جس میں رکن عظم توحید و رسالت کا اعتقاد ہے) تمہارے پاس پہونچایا لیکن تم میں اکثر آدمی سچے دین سے نفرت رکھتے ہیں (اکثر یا تو اسلیے کہا کہ بعضے لوگ علم الٰہی میں آیندہ ایمان لانے والے تھے اور یا اسلیے کہ کراہت بعض کو تھی اور بعض محض تقلید باطل تارک حق تھے پس کراہت سے مراد اس حالت میں طبعی کراہت ہوگی اور پہلی صورت میں کراہت اعتقادی اور کراہت حق میں اشراک مع اللہ اور خلاف مع الرسول دونوں آگئے۔ آگے ان کی تفصیل ہے کہ) ہاں کیا انہوں نے (اضرار بالرسول کے باوجود میں) کوئی انتظام درست کیا ہے سو ہم نے بھی ایک انتظام درست کیا ہے (اور ظاہر ہے کہ خدائی انتظام کے سامنے ان کا انتظام نہیں چل سکتا چنانچہ آپ محفوظ رہے اور وہ لوگ ناکام اور آخر کو بدر میں ہلاک ہوئے اس کا مفصل ذکر سورۂ انفال کے رکوع چہارم آیت واذ یمکر بک الذین کفروا الخ میں ہے) ہاں[1] (یہ لوگ جو آپ کے اضرار کے لیے خفیہ تدبیریں کرتے ہیں) کیا ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی چپکی چپکی (کہی ہوئی) باتوں کو اور ان کے (خفیہ) مشوروں کو نہیں سنتے (ور نہ اگر ہم کو سننے والا سمجھتے ہیں پھر ایسی جرأت کیوں کرتے ہیں پس پرسبان مجازی ہوگا اور ممکن ہے کہ بعض اضیا حقیقۃً ایسا سمجھتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نہیں سنتا جیسا بعض اسباب نزول سے معلوم ہوتا ہے اور روح المعانی نے سورۂ مجادلہ میں ابن سراقہ سے نقل کیا ہے کہ دو میں گفتگو ہونا سر سے اور دو سے زیادہ میں نجوی ہے آگے اُنکے اس خیال کو رد فرماتے ہیں کہ) ہم ضرور سنتے ہیں اور (علاوہ اس کے) ہمارے فرشتے (کاتبین اعمال) اُن کے پاس ہیں وہ بھی لکھتے ہیں (گو اس کی حاجت نہ ہو مگر مصلحت ہے کہ موافق عادات عامہ ناس کے پولیس کی رپورٹ مجرم پر خود معائنہ حاکم سے اظہر فی الحجیۃ ہے یہ تو بیان ہوا اُن کے خلاف مع الرسول کا آگے اُس اجمال کی تفصیل کا دوسرا جزو مذکور ہے یعنی اشراک مع اللہ پس اُس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم (آپ (ان مشرکین سے) کہیے کہ (ہم جو اپنے بعض اقوال شرکیہ میں حق تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہو مثلاً قولہ تعالیٰ ویجعلون للہ البنات وقولہ تعالیٰ وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا سبحٰنہ تو) اگر (بفرض محال ایسا ہو یعنی) خدائے رحمٰن کے اولاد ہو تو سب سے اول اُس کی عبادت کرنے والا میں ہوں (یعنی تم ملائکہ کو بنات اللہ سمجھ کر اُن کی عبادت کرتے ہو اسی طرح درصورت ولدیت کے میں بھی عبادت کرتا مطلب یہ کہ مجکو تمہاری طرح حق بات کے ماننے سے اباء و انکار نہیں تم اگر ثابت کردو تو سب سے اول اُس کو میں مانوں اور جب اُسکو ولد اللہ مان لوں تو چونکہ خدا کی اولاد بھی خدا ہی ہونا چاہیے اور خدا مستحق عبادت ہے اسلیے میں اُسکی عبادت بھی کروں مگر چونکہ یہ امر باطل محض ہے اسلیے میں نہ مانوں اور نہ عبادت کروں اور اسمیں ایک لطیف اشارہ ہے وجہ ابطال کی طرف تقریر اُسکی یہ ہے کہ معبودیت خواص وجوب وجود سے ہے پس اگر کوئی ولد اللہ ہوگا تو وجوب وجود اُسکے لوازم سے ہے اسلیے وہ مستحق معبودیت ہوگا اور بدون وجوب وجود نہ ولد ہو سکتا ہے کیونکہ ولد کا غیر مجانس ہونا معیب ہے اور نہ مستحق معبودیت ہو سکتا ہے پس تمہارا اعتقاد ملائکہ کی نسبت استحقاق عبودیت اور ولدیت کا بدون وجوب وجود کے جعل محض ہے اسکی پوری تقریر پارہ الم آیت وقالوا اتخذ اللہ ولدا الخ کی تفسیر میں گذری ہے آگے تنزیہ ہے شرک سے یعنی) آسمان اور زمین کا مالک جو کہ عرش کا بھی مالک ہے اُن باتوں سے منزہ ہے جو یہ (مشرک) لوگ (اُسکی جناب میں) بیان کر رہے ہیں (یہ بیان ہو گیا اُنکے دوسرے جرم عظیم کا آگے اُنکے اصرار علی الجرائم مع ہذہ البراہین العظائم پر کلمۂ فاء سے تفریع فرماتے ہیں کہ جب یہ باوجود وضوح حق کے اپنے عناد سے باز نہیں آتے) تو آپ انکو اسی شغل اور تفریح میں رہنے دیجئے یہانتک کہ انکو اپنے اُس دن سے سابقہ واقع ہو جسکا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (اُسوقت سب حقیقت معلوم ہو جاویگی اور رہنے دینے کا یہ مطلب نہیں کہ تبلیغ نہ کیجیے یعنی انکی مخالفت کی طرف التفات نہ کیجیے اور انکے ایمان نہ لانے سے محزون نہ ہوجیے اور ہر چند کہ غایت ذم ہم کی انکی موت کا وقت ہے مگر چونکہ یوم الموت مقدمہ یوم موعود کا ہے اسلیے حکماً دونوں کو ایک قرار دیکر یوم موعود کو غایت کہدیا گیا) اور آگے تاکید جرم مشرک کے لیے تاکید توحید کی ہے کہ ایسے معاند ثابت بالدلائل میں انہوں نے مخالفت کی اور تاکید جرم کیساتھ

النحو قولہ وقیلہ بالجر عطف علی الساعۃ وفی قراءۃ النصب اما عطف علی محل الساعۃ ای یعلم الساعۃ ویعلم قیلہ واما منصوب بامضمر ای قال الرسول قیلہ والضمیر المجرور عائد الی الرسول المذکور فی قولہ تعالیٰ لئن سالتہم ۔ وما ذکرہ من عطف قیلہ علی الساعۃ کما فی الروح نسبہ الی الزجاج والاخفش واعترض علیہ بانہ فصل بین المتعاطفین بالخبر وھو قولہ تعالیٰ وعندہ علم الساعۃ بالاجنبی وھو قولہ تعالیٰ ویعلم ما تکسبون وھو معترض بین المتعاطفین وبضعف المعنی والذی فی صحیح مسلم فی الکسف بعد ذکر تخریج الزجاج الخ ما نصہ فاما قولہ تعالیٰ والیہ یرد علم الساعۃ کما یرد الثمرات من اکمامہا وما تحمل من انثی ولا تضع الا بعلمہ ویوم ینادیہم فیقول این شرکائی قالوا آذناک ما منا من شہید فقولہ تعالیٰ وضل عنہم ما کانوا یدعون من قبل وظنوا ما لہم من محیص فہذا کلہ یدل علی ان علم الساعۃ لا یعلمہ الا اللہ تعالیٰ وان ما ادعی من ذلک فہو کذب وباطل وقولہ تعالیٰ وعندہ علم الساعۃ لا ینافی ما ذکرنا لان معناہ ان اللہ تعالیٰ یختص بعلمہا لا یشرکہ فیہ احد ولا یعلمہا غیرہ ابتداء الا بتعلیم منہ لبعض خلقہ اذا شاء ان یعلمہم ذلک لمصلحۃ رآہا اقتضت تعلیمہم ذلک فی وقت من الاوقات فہذا ہو الذی یعلمہ الخلق من ذلک ویجہلونہ فیما سواہ اھ قلت وقد ذہبت وجوہ الاوساط کلہا الی ان ہذا فی تقریر الترجمۃ باوضح بیان وکفاہ فتدبر ۱۲

---

[1] ام منقطعۃ ویل للانتقال من الاجمال الی التفصیل ۱۲

ملتقطات الترجمۃ

سورۃ الدخان مکیۃ | بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ | وھی تسع وخمسون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

تاکید عقوبت کو بھی مفید ہے اس طرح سے کہ حکومت و تصرف میں وہی مستقل ہے اس کے مجرم کو کوئی اوپر ہو کر نہیں چھڑا سکے گا چنانچہ مابعد میں تامل کرنے سے دونوں تاکیدیں مفہوم ہوتی ہیں غرض ارشاد ہوتا ہے کہ) وہی ذات ہے جو آسمانوں میں بھی قابل عبادت (اہل سماوات) ہے (اور) زمین میں بھی قابل عبادت (اہل ارض) ہے اور وہی بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے (اور کوئی علم و حکمت میں اُس کا شریک نہیں پس الوہیت بھی اُسی کے ساتھ خاص ہے یہ بمنزلہ دلیل ماسبق کے ہے) اور وہ ذات بڑی عالیشان ہے جس کے لیے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو (مخلوق) اُن کے درمیان میں ہے اُس کی سلطنت ثابت ہے اور (علم الساعۃ کا مل ہے کہ) اُس کو قیامت کی خبر بھی ہے (جس پر کسی مخلوق کو اطلاع نہیں) اور (مالک جزا و سزا کا بھی وہی ہے چنانچہ) تم سب اُسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے (اور اُس کو حساب دو گے) اور (اُس وقت اللہ تعالیٰ کا تفوق بالمجازاۃ ایسا ظاہر و باہر ہوگا کہ) خدا کے سوا جن معبودوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سفارش (تک) کا اختیار نہ رکھیں گے ہاں جن لوگوں نے حق بات (یعنی کلمۂ ایمان کا) اقرار کیا تھا اور وہ (دل سے) تصدیق بھی کیا کرتے تھے (وہ البتہ باذن الٰہی اہل ایمان کی سفارش کر سکیں گے مگر اُس سے کفار کو کیا فائدہ) اور (ہم نے جو اوپر توحید کا مضمون بیان کیا ہے جس میں یہ لوگ خلاف کرتے ہیں سو اُس کے مقدمات کو یہ بھی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو (یعنی تم کو) کس نے پیدا کیا ہے تو یہی کہینگے کہ اللہ نے (پیدا کیا ہے) سو (ایک مقدمہ خود ان کی تسلیم سے ثابت اور دوسرا بدیہی عقلی کہ لا یکون مستحقا للعبادۃ الا من قدر علی الخلق حقیقۃ لان العبادۃ غایۃ التعظیم فلا یستحقہا الا من کان عظیما غایۃ العظمۃ والافتقار الی الخالق ینافی غایۃ العظمۃ اور بدیہی بھی مثل مسلم کے ہوتا ہے پس) یہ لوگ (مقدمات کو مانتے ہیں مگر پھر مطلوب کے ماننے کے وقت خدا جانے) کدھر اُلٹے چلے جاتے ہیں (اور اس سے اور بھی جرم کی تاکید ہو گئی کہ ان کا یہ خلاف محض عناد سے ہے اور ظاہر ہے کہ معاند زیادہ مجرم ہوتا ہے) اور (ان مضامین مذکورہ سے توحید کی تاکید تو ظاہر ہے کہ وہ الوہیت میں بھی منفرد ہے اور علم و حکمت میں بھی اور سلطنت میں بھی اور اقامت ساعت میں بھی اور مرجع الخلق بننے میں بھی اور حاکم بلا مزاحم و بلا معارض ہونے میں بھی حتی کہ ادنیٰ درجہ کا معارضہ یعنی شفاعت بلا اذن بھی منفی ہے اور خالق ہونے میں بھی۔ اور اس سے تاکید جرم کی اس طرح ہو گئی کہ ایسی ذات کامل الصفات کی توحید کا انکار ضرور جرم عظیم ہے اور تاکید عقوبت کی اس طرح ہو گئی کہ جرم تو انکا انکار توحید اور حاکم ایسا کہ الوہیت و حکمت علم کے ساتھ سلطنت و حکومت خاص اُسی کی اور حساب کے وقت کا یعنی ساعت کا موافق اُسکے علم کے آنا اور اُسکے پاس حاضر کیا جانا ضرور اس طرح سے اُس سے بچکر کہیں چلا جانا محال اور شفعاء مفقود اور یہ سب امور اجمالاً خود ان کے اقرار تفرد فی الخالقیۃ سے ثابت کیونکہ جو وجود میں کسی کا محتاج نہیں چونکہ وجود اصل جمیع کمالات کی ہے وہ اور کمالات میں بھی کسی کا محتاج نہیں اور جو وجود میں مستقل نہیں وہ کسی کمال میں مستقل نہیں پس اس جواب لیقولن اللہ سے ان تمام امور مذکورہ کا اجمالاً اقرار لازم آگیا پس عقوبت کی تاکید اثبات سے تفصیلاً اور اقرار سے اجمالاً ہو گئی آگے تاکید عقوبت کے لیے ایک اور امر کا بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کو قیامت کی کہ وقت حساب کا ہے خبر ہے اسطرح اُس کو رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اس کہنے کی بھی خبر ہے کہ اے میرے رب یہ ایسے لوگ ہیں کہ باوجود میری اس درجہ فہمایش کے) ایمان نہیں لاتے (اور اس سے تاکید عقوبت کی اور بڑھ گئی یعنی امور مذکورہ مؤکدہ للعقوبت کے ساتھ رسول کی نالش موجود پس ایسی حالت میں سمجھ لینا چاہیے کہ کیسا سخت عذاب ہوگا آگے اس عذاب کے وقوع پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ جب آپکو معلوم ہو گیا کہ ان کا انجام یہ ہونے والا ہے) تو آپ اُن سے بے رُخ رہیے (یعنی ان کے ایمان کا اہتمام اور اُسکی امید نہ کیجیے کیونکہ جب انکا یہ انجام مقدر ہے تو یہ کیا ایمان لاوینگے) اور (اگر وہ آپ سے مخالفت اور جہالت اور شر کی بات کریں تو آپ دفع شر کے لیے) یوں کہدیجیے کہ تم کو سلام کرتا ہوں (اور کچھ نہیں کہتا اور نہ کچھ واسطہ رکھتا ہوں آگے حق تعالیٰ تسلیہ و صبر و متارکت کی تاکید کے لیے بطور علت کے فرماتے ہیں کہ آپ چند سے صبر کیجیے) سو انکو ابھی (مرتے ہی) معلوم ہو جاویگا

ف الحمد للہ کہ آج چودہویں ربیع الثانی روز دوشنبہ ۱۳۲۵ھ ہجری کو سورۂ زخرف کی تفسیر ختم ہوئی اور سورۂ دخان کی شروع ہوئی وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین آمین

سورۃ الدخان مکیۃ الا قولہ انا کاشفوا العذاب الا یۃ وھی سبع وتسع وخمسون اٰیۃ کذا فی البیضاوی **ربط** یہ سورت شروع ہوئی ہے رسالت و توحید سے اور اسی پر ختم ہوئی تھی سورت سابقہ اور بعد رسالت و توحید کے وعید ہے منکرین توحید کی اور تاکید وعید کے لئے نظیر ہے بعض اقوام سابقہ کی پھر ان ھؤلاء یقولون میں نقل ہے انکار بعث کی پھر منکرین کو اس انکار پر بعض اقوام کے اہلاک سے دھمکا کر بعث کی صحت اور حکمت اور پھر اُس کا وقوع اور پھر اُسکے واقعات ذکر کیے گئے ہیں اور مثل افتتاح کے رسالت ہی کے مضمون پر سورت ختم ہو گئی ہے۔

تعظیم قرآن منزل و تعظیم رسول منزل علیہ و تعظیم رب منزل بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا

حٰمٓ قسم ہے اس کتاب واضح کی کہ ہم نے اس کو ایک برکت والی رات میں اتارا ہم ہم آگاہ کرنے والے تھے اُس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم ہو کر طے کیا جاتا ہے

اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ

ہم ہو جہ رحمت کے جو آپ کے رب کی طرف سے ہوتی ہے کہ آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے۔ وہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے جو کہ مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو اُن دونوں کے درمیان میں ہے اگر تم یقین لانا چاہو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝

اُسکے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں وہی جان ڈالتا ہے اور وہی جان نکالتا ہے۔ وہ تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے بلکہ وہ شک میں ہیں ہیں کھیل میں مصروف ہیں

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝

حٰمٓ (اسکے معنی اللہ کو معلوم ہیں) قسم ہے اس کتاب واضح (المعنی) کی کہ ہم نے اس کو (لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر) ایک برکت والی رات (یعنی شب قدر) میں اتارا ہے (کیونکہ) ہم (بوجہ شفقت کے اپنے ارادہ میں اپنے بندوں کو) آگاہ کرنے والے تھے (یعنی ہم کو منظور ہوا کہ ان کو مصرتوں سے بچا لینے کے لیے خیر و شر کی اطلاع کر دیں یہ علت ہوئی تنزیل قرآن کی۔ آگے اُس شب کے برکات و منافع بیان فرماتے ہیں کہ) اُس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم (صادر) ہو کر طے کیا جاتا ہے (یعنی سال بھر کے معاملات میں کہ سب ہی باحکمت ہیں جس طور پر اللہ تعالیٰ کو کرنا منظور ہے اُس طور کو متعین کر کے اور اُن کی اطلاع کا کر ملائکہ کو کر کے اُن کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں چونکہ وہ رات ایسی ہے اور قرآن سب سے زیادہ امر حکیم تھا اسلیے اس کا نزول بھی اسی شب میں ہوا آگے بطور بدل کے تفسیر ہے انا کنا منذرین کی یعنی یہ قرآن اس لیے نازل کیا گیا کہ) ہم بوجہ رحمت کے جو آپ کے رب کی طرف سے (یعنی ہماری طرف سے بندوں پر) ہوتی ہے آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے (تاکہ آپ کی معرفت اپنے بندوں کو آگاہ کر دیں) بیشک وہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے (اس لیے مصالح عباد کی رعایت کرتا ہے اور وہ ایسا ہی) جو کہ مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو (مخلوق) ان دونوں کے درمیان میں ہے اگر تم یقین لانا چاہو (تو یہ دلائل توحید کے یقین لانے کے لیے کافی موجود ہیں آگے توحید کی تصریح ہے کہ) اُس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں وہی جان ڈالتا ہے اور وہی جان نکالتا ہے وہ تمہارا بھی اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے (اور اس تصریح و توضیح کا مقتضا تو یہ تھا کہ وہ لوگ مان لیتے مگر یہ لوگ پھر بھی نہیں مانتے) بلکہ وہ (توحید وغیرہ امور حقہ کی طرف سے) شک میں (پڑے) ہیں (اور دنیا کے) کھیل (کود) میں مصروف ہیں (آخرت کی فکر نہیں جو حق کو طلب کریں اُس میں غور سے کام لیں یہ مذمت شرک کی بمناسبت مضمون توحید کے آگئی اور تعظیم منزل کے لیے توحید بیان کی گئی)

ف قرآن اور منزل قرآن کی تعظیم تو آیات میں مصرح ہے اور تعظیم رسول کی انا کنا مرسلین سے مفہوم ہے اور مرسلین کا مفعول یعنی رسولا حذف کر دیا اور رحمۃ من ربک میں وضع مظہر موضع مضمر اُس تعظیم کا اور زیادہ مؤکد ہے اور قرآن کی قسم کھانے کی تحقیق شروع سورۂ زخرف میں آچکی ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ قسم محض نفس تنزیل کے اعتبار سے ہے کہ تامل فی القرآن اسی کے لیے مثبت ہے قطع نظر تقیید بالظرف سے۔ اور لیلۃ مبارکۃ کی تفسیر اکثر نے شب قدر سے کی ہے اور اس باب میں آثار بھی ہیں چنانچہ سعید بن جبیر نے فرمایا ہے کہ پورا قرآن سماء علیا سے سماء دنیا پر شب قدر میں آگیا پھر تھوڑا تھوڑا کئی سال میں نازل ہوتا رہا۔ اور ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ سال بھر میں جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے رزق و موت و حیات و بارش وغیرہ وہ سب شب قدر میں لوح محفوظ سے نقل کر لیا جاتا ہے۔ یہ دونوں روایتیں در منثور میں ہیں اور پہلی روایت سے اس شبہ کا بھی جواب ہو گیا کہ قرآن تو نجما نجما تیئیس سال میں آیا ہے پھر شب قدر میں آنے کے کیا معنی۔ جواب کی تقریر ظاہر ہے۔ اور بعض نے لیلۃ مبارکۃ کی تفسیر لیلۃ البراءت سے کی ہے اس بناء پر کہ روایات میں اُسکی نسبت بھی واقعات سالانہ کا فیصلہ ہونا آیا ہے لیکن چونکہ کسی روایت میں اُسمیں قرآن کا نزول وارد نہیں اور شب قدر میں نزول خود قرآن میں مذکور ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اس لیے یہ تفسیر صحیح نہیں معلوم ہوتی اور واقعات کا فیصل ہونا اس شب میں اسکو مستلزم نہیں کہ قرآن میں جو لیلۃ مبارکۃ آیا ہے اسی سے یہی مراد ہو غایت مافی الباب اسکا قائل ہونا پڑیگا کہ دونوں شب میں واقعات فیصل ہوتے ہیں تو یہ کچھ بعید نہیں بلکہ ممکن ہے کہ واقعات لکھ تو لیے جاتے ہوں شب برأۃ میں اور سپرد کیے جاتے ہوں شب قدر میں جیسا کہ روح المعانی میں ابن عباسؓ کا ایک قول بلا سند بعینہ یہی نقل کیا ہے اور احتمال کے لیے ثبوت کی حاجت نہیں الربط اوپر توحید اور توحید

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی احکم سب ہی باحکمت ہیں اشارۃ الی انہ قید واقعی ۱۱

اللغات یفرق یفصل ویفض حکیم ذات حکمۃ کتامرد لابن ۱۲

النحو قولہ امرا مفعول ملتن انفرق من غیر لفظہ ومعنی صفۃ امرا لکا الحکمۃ ای اظہارہ تبرعنی قولہ ربہا المنوت نعت ۱۲

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝

سو آپ اُس روز کا انتظار کیجیے کہ آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو۔ جو اُن سب لوگوں پر عام ہو جاوے۔ یہ ایک دردناک سزا ہو۔ اے ہمارے رب ہم سے اس مصیبت کو دور کر دیجیے ہم ضرور ایمان لے آئینگے

أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۝ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ۝ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا

ان کو کب نصیحت ہوتی ہو۔ حالانکہ ان کے پاس ظاہر شان کا پیغمبر آیا۔ پھر بھی یہ لوگ اُس سے سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ سکھایا ہوا دیوانہ ہو۔ ہم چندے اس عذاب کو ہٹا دینگے

إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۝ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ ۚ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ۝

تم پھر اپنی اُسی حالت پر آجاؤ گے جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑینگے ہم بدلہ لے لیں گے

ورسالت کا حق ہونا مذکور تھا آگے ان امور حقہ کے منکرین کی وعید ہے۔

وعید منکرین حق مبین

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۝ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ۝ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۝ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ ۚ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ۝ اور جب وضوح حق پر بھی یہ لوگ نہیں مانتے کما دل علیہ قولہ تعالیٰ بل ھم فی شک یلعبون (سو آپ (انکے لیے) اُس روز کا انتظار کیجیے کہ آسمان کی طرف ایک نظر آنیوالا دھواں پیدا ہو جو ان سب لوگوں پر عام ہو جاوے یہ (بھی) ایک دردناک سزا ہو (جو انکو ہوگی (مراد اس سے غلہ کا قحط ہے جسمیں اہل مکہ مبتلا ہوئے تھے جسکا حقیقی سبب بددعا تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب یہ لوگ عناد میں زیادہ بڑھ گئے اور یہ بددعا ایکبار مکہ میں ہوئی تھی ایک بار مدینہ میں کذا فی روح المعانی تفسیر سورۃ المؤمنین آیۃ حتی اذا فتحنا علیھم بابا ذا عذاب شدید عن السیرۃ الحلبیۃ اور ظاہری سبب اسکا جیسا روح میں ہے یہ تھا کہ جب ثمامہ رئیس یمامہ مدینہ میں مسلمان ہوگئے اور کفار مکہ نے انپر ملامت کی انہوں نے غلہ آنا یمامہ سے بند کر دیا اور مکہ میں غلہ کی آمد وہاں ہی سے تھی اور بارش بھی بند ہوگئی کذا فی الدر المنثور للسیوطی اہل مکہ بھوکے مرنے لگے اور قاعدہ ہے کہ شدت کی بھوک اور خشکی میں جو بین ارض و سماء کے مانند دھواں سا آنکھوں کے سامنے نظر آیا کرتا ہے اسکو دخان فرمایا غرض اہل مکہ اپنی جانوں سے تنگ آگئے اور لگے عاجزی کرنے چنانچہ پیشینگوئی کے طور پر فرماتے ہیں کہ اُسوقت جناب باری میں عرض کرینگے کہ) اے ہمارے رب ہمسے اس مصیبت کو دور کر دیجیے ہم ضرور ایمان لے آئینگے (چنانچہ یہ پیشینگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ ابوسفیان اور دیگر قریش نے آپکو لکھا بھی اور آئے بھی کہ آپ دعا کریں اور ثمامہ کو سمجھا دیں کذا فی الدر المنثور۔ اور صاحب روح نے تفسیر سورہ دخان میں ابوسفیان کا وعدہ ایمان بھی نقل کیا ہے کہ آگے اُنکے اس وعدہ کا صدق دل سے نہ ہونا ارشاد فرماتے ہیں کہ) انکو (اس سے) کب نصیحت ہوتی ہے (جسکے توقع انکے ایمان کی کیجاوے حالانکہ اسکے قبل) انکے پاس ظاہر شان کا پیغمبر آیا (یعنی جسکی شان نبوت ظاہر تھی) پھر بھی یہ لوگ اس سے سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ (کسی دوسرے بشر کا) سکھایا ہوا ہے (کما مر فی سورۃ النحل من قولہ تعالیٰ انما یعلمہ بشر اور) دیوانہ ہے (پس جبکہ اتنے بڑے رسول کے آنے پر کہ جسکے دلائل رسالت میں کوئی تاویل ہی نہیں ہو سکتی یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو قحط کے ہونے پر جسمیں بے انصاف آدمی یہ بھی احتمال نکال سکتا ہے کہ یہ ایک معمولی واقعہ بسبب طبعیہ سے ہے سزائے کفر نہیں ہے کب امید ایمان لانے کی ہے یہ ان کا کہنا محض دفع الوقتی ہے کہ کسی طرح کام نکل جائے اور مصیبت ٹلجائے مگر خیر ہم (حجت تمام کرنے کے لیے) چندے اس عذاب کو ہٹا دیں گے (مگر) تم پھر اپنی اُسی (پہلی) حالت (اصرار و استکبار و عدم استکانت و عدم تضرع) پر آجاؤ گے (چنانچہ یہ پیشین گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ آپنے دعا فرمائی بارش ہوئی اور ثمامہ کو بھی خط لکھا کہ غلہ آنے دیں اور اہل مکہ کو فارغ البالی میسر ہوئی مگر ایمان تو کیا لاتے وہ نرمی اور نسکنی بھی جاتی رہی پھر وہی زور اور وہی شور اور قلیلا اس لیے فرمایا کہ متاع الدنیا قلیل کیونکہ اس کشف عذاب کی حد محض مدت حیات دنیویہ تک ہے پھر مرنیکے بعد جو مصیبت آویگی اسکا کہیں خاتمہ نہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ) جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑینگے (اُس روز) ہم (پورا) بدلہ لے لینگے (یعنی آخرت میں پوری سزا ہوگی) ف یہ روایتیں جو تفسیر تفسیر میں لکھی گئی ہیں روح اور درمنثور اور بخاری سے لکھی ہیں اور بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک دخان قریب قیامت کے آویگا مگر ابن مسعودؓ نے اس آیت کی تفسیر اُس سے کرنا پسند نہیں کیا اور کسی سند صحیح سے یہ بھی ثابت نہیں کہ دخان قریب قیامت والے کا ذکر بطور تفسیر کے فرمایا گیا ہو۔ اور تفسیر مختار پر شبہ نہ کیا جاوے کہ یہ دخان تو خیالی ہوتا ہے اس کو مبین کیسے فرمایا اصل یہ ہے کہ وہ خیالی نہیں ہوتا واقعی ہوتا ہے کیونکہ حقیقت اُس کی بخارات ہیں گو ضعیف القوام ہو اور روح میں بعض عرب سے نقل کیا ہے تسمی اللہ الغالب دخان یعنی ہر شر غالب

النحو

قولہ یوم نبطش معمول لمادل علیہ قولہ تعالیٰ انا منتقمون ای انا ننتقم یوم نبطش لانا منتقمون ۱۲

البلاغۃ قولہ تعالیٰ السماء لم یسند الیہ عزوجل مع انہ سبحانہ الفاعل حقیقۃ لیکون الکلام مع سابقہ المتضمن لسناد ما ھو رحمۃ الیہ تعالیٰ شانہ علی وزان قولہ تعالیٰ انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ۱۲

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا

اور ہمنے ان سے پہلے قوم فرعون کو آزمایا تھا اور اُن کے پاس ایک معزز پیغمبر آئے تھے کہ ان اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کردو میں تمہاری طرف فرستادہ ہوں امانتدار ہوں لہذا یہ کہ تم خدا

عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّىْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّىْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۝ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِىْ فَاعْتَزِلُوْنِ ۝ فَدَعَا رَبَّهٗٓ

سرکشی مت کرو میں تمہارے سامنے ایک واضح دلیل پیش کرتا ہوں۔ اور میں اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ تم لوگ مجھکو پیغمبر سے قتل کرو اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو تم مجھسے الگ ہی رہو تب موسے

اَنْ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ۝ فَاَسْرِ بِعِبَادِىْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ۝ كَمْ تَرَكُوْا

کہ یہ بڑے سخت مجرم لوگ ہیں تو اب میرے بندوں کو تم رات ہی رات میں لے کر چلے جاؤ تم لوگوں کا تعاقب ہوگا۔ اور تم دریا کو سکون کی حالت میں چھوڑ دینا اُن کا سارا لشکر ڈبو یا جانیوالا ہے لوگ

مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ ۡ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ

کتنے ہی باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور عمدہ مکانات اور آرام کے سامان جنمیں وہ خوش رہا کرتے تھے چھوڑ گئے۔ اسی طرح ہوا۔ اور ہم نے ایک دوسری قوم کو انکا مالک بنا دیا سو نہ تو

عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝ مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

ان پر آسمان و زمین کو رونا آیا اور نہ ان کو مہلت دی گئی اور ہم نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت کے عذاب یعنی فرعون سے نجات دی واقعی وہ

عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ۝

بڑا سرکش حد سے نکل جانے والوں میں سے تھا اور ہم نے بنی اسرائیل کو اپنے علم کی رو سے دنیا جہان والوں پر فوقیت دی اور ہم نے اُن کو ایسی نشانیاں دیں جن میں صریح انعام تھا

ملحقات الترجمۃ

دخان کہلاتا ہے اور وجہ اسکی یہ بیان کی ہے کہ دخان سے تاذی ہوتی ہے تو ہر دھوئی کو تشبیہاً دخان کہدیتے ہیں اور مراد اس سے یہاں قحط ہوگا اور اسکا موجود واقعی ہونا ظاہر ہے اور اُس کا سماء کی طرف ہونا بایں معنی ہے کہ سماء سے مراد مطلق جہت علو اور بخارات کا ارتفاع جہت علو میں ظاہر ہے ونیز مطر بھی اول اسی جہت میں آتا ہے پھر زمین میں آتا ہے پس اطار و عدم اطار دونوں کا محل اول ہے اور بندہ نے تقریر تفسیر میں جا بجا بتعین گوئی اسلیے کہا کہ فارتقب قرینہ ہے کہ یہ آیتیں قبل وقوع ان واقعات کے آئی ہیں ہم تالی لسلسلہ الخ تو قبل وقوع دخان کے اور انا کاشفوا العذاب بعد واقعہ دخان قبل زوال دخان کے اور بعض روایات میں جو فارتقب الخ کا نزول بعد وقوع دخان کے آیا ہے غالباً اسوقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمادی ہوگی راوی کو اس وقت نزول مظنون ہوا یا فانزل اللہ میں تاویل کر لیجاوے کہ فظہر فانزل اللہ الخ واللہ اعلم۔ اور چونکہ کشف عذاب بعد ہجرت ہوا ہے اسلیے انا کاشفوا العذاب کا مدنی ہونا بھی صحیح ہو گیا جیسا کہ بیضاوی وغیرہ نے کہا ہے اور یکبت میں بھی فی نفسہ اشکال نہیں کیونکہ یہ بھی پیشگوئی ہے خواہ کتنی ہی مدت میں ہو جیسا کہ بعض نے کہا ہے لیکن درمنثور میں ایک روایت ہے کہ انا کاشفوا العذاب بعد زوال دخان کے نازل ہوئی اس سے مدت کو ترجیح ہوتی ہے واللہ اعلم لط اور منکرین کی وعید بھی آگے قصہ عقوبت فرعون سے اس وعید کی تاکید ہے۔

قصہ فرعون مثبور لط برائے تاکید وعید مذکور

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّىْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنِّىْ عُذْتُ

بِرَبِّىْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۝ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِىْ فَاعْتَزِلُوْنِ ۝ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ۝ فَاَسْرِ بِعِبَادِىْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ

جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ۝ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ ۡ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ

وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝ مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ

مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ۝ اور ہم نے ان سے پہلے قوم فرعون کو آزمایا تھا اور (وہ آزمائش یہ تھی کہ) اُن کے پاس ایک معزز پیغمبر (یعنی موسیٰ علیہ السلام) آئے تھے (پیغمبر کے آنے سے آزمایش یہ ہوتی ہے کہ کون ایمان لاتا ہے اور کون نہیں لاتا اور انہوں نے کہا کہ فرعون اور فرعون کی قوم سے فرمایا کہ ان اللہ کے بندوں (یعنی بنی اسرائیل) کو

اللغات قولہ نعمۃ بالفتح التنعم وفسر ہہنا بالشیء المنعم بہ لانہ انسب للترک وہی کثیرا ما تکون بہذا المعنی قولہ فاکہین طیبی الانفس ۱۲	النحو قولہ فاسری مقدم قبلہ قال ۱۲ البلاغۃ قولہ رسول امین وقولہ سلطان مبین فی الروح وما یخفی حسن ذکر الامین مع الامانۃ وایراد السلطان مع الہیبۃ ۱۲

(جنکو تم نے طرح طرح کی تکالیف میں پھنسا رکھا ہی) میرے حوالے کردو (اور ان سے دست بردار ہو جاؤ کہ میں جہاں اور جس طرح مناسب سمجھوں انکو آزاد کر کے رکھوں) میں تمہاری طرف (خدا کا) فرستادہ (ہو کر آیا) ہوں (اور) دیانت دار ہوں (کوئی بات دعوی سے کمی بیشی نہیں کرتا ہوں جو حکم ہوتا ہی پہونچاتا ہوں پس تم کو ماننا چاہیے) اور یہ (بھی فرمایا کہ تم خدا سے سرکشی مت کرو (اور) حق العباد کا اور تھا اور یہاں حق اللہ کا) میں تمہارے سامنے ایک واضح دلیل (اپنی نبوت کی) پیش کرتا ہوں (مراد اس سے معجزہ عصا و ید بیضا ہی) اور (جب فرعون و اہل فرعون نے نہ مانا بلکہ باہم مشورہ آپکے قتل کا ہوا لقولہ تعالی (انذ (موسی) وقومہ لیفسدوا الخ وقولہ تعالی ذرونی اقتل موسی الخ اُسوقت آپنے شکر فرمایا کہ) میں اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ تم لوگ مجکو پتھر یا غیر معتبر اسے قتل کرو اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو تم مجھ سے الگ ہی رہو (یعنی میری ایذاء و اضرار کے درپے مت ہو کیونکہ مجکو تو کوئی ضرر نہوگا مجھ سے وعدہ ہی فلا یصلون الیکما الخ لیکن تمہارا جرم اور زیادہ شدید ہو جاویگا اسلیے خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ ایسا مت کرو گروہ کب باز آتے تھے) تب موسی (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ بڑے سخت مجرم لوگ ہیں (کہ جرائم سے باز نہیں آتے اب انکا فیصلہ کر دیجیے ارشاد ہوا کہ ہم نے عاقبول کی اور انکے فیصلہ کا وقت آگیا) تو اب میرے بندوں (یعنی بنی اسرائیل) کو تم رات ہی رات میں لیکر چلے جاؤ (کیونکہ تم لوگوں کا (فرعون کی طرف سے) تعاقب (بھی) ہوگا (اسلیے رات میں نکلجانے تیں دور تو نکل جاؤ گے کہ تعاقب کر کے تمکو پا نہ سکے اور (اثنائے سفر میں جو دریا حائل ہوگا) تم اُس دریا کو (اور اپنا) عصا مارنا کہ وہ خشک ہو کر رستہ دیدیگا پھر پار ہو لینے کے بعد جب اُسکو اُسی حالت پر دیکھو تو فکر نہ کرنا کہ اسی طرح فرعون بھی شاید پار ہو جاویگا بلکہ تم اُسکو اسی (سکون کی حالت میں (یعنی اُسکی ہیئت پر جو کہ پانی کے ہٹ جانیسے اور رستہ کے خشک ہو جانیسے حاصل ہوئی ہی اُسپر اُسکو چھوڑ دینا اور بفکر رہنا کیونکہ اُسکے اس حالت میں رہنے کی یہ حکمت ہی کہ اُن (فرعونیوں) کا سارا لشکر (اُس دریا میں) ڈبویا جاویگا (اس طرح کہ وہ اسمیں گھسیں گے اور جب اُس میں آجاوینگے تو چاروطرف سے پانی آملیگا اور حالت مجموعی کو دیکھکر سکون کہنے کیوجہ ظاہر ہے کہ ہیئت حاصلہ میں بھی تغیر نہ ہوا جو کہ ایک قسم کی حرکت فی الکیف ہی اور پانی بھی جہاں کا تہاں رہ گیا وہ بھی اس رستہ کے سطح پر نہ آویگا جو کہ حرکت فی الاین ہی اسی کو روح معنی نے کہا ہی صائرا علی ھیئتہ قارا علی حالہ من انتصاب الماء وکون الطریق یبسا چنانچہ اسی طرح واقع ہوا کہ موسی علیہ السلام پار ہو گئے اور فرعونی غرق ہوئے اور) وہ لوگ کتنے ہی باغ اور (کتنے ہی) چشمے (یعنی نہریں) اور (کتنی ہی) کھیتیاں اور (کتنے ہی) عمدہ مکانات اور (کتنے ہی) آرام کے سامان جس میں وہ خوش رہا کرتے تھے چھوڑ گئے (یہ قصہ) اسی طرح ہوا (مقصود اس سے تجدید تہدید ہی) اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا مالک بنا دیا (مراد بنی اسرائیل ہیں جیسا دوسری آیت میں ہی واورثنا ھا بنی اسرائیل) سو (بوجہ انکی غایت مغلوبیت اور مقصودیت کے) نہ تو ان پر آسمان و زمین کو رونا آیا اور (یہ اثر ہی مغلوبیت کا) اور نہ انکو (عذاب سے چندے اور) مہلت دی گئی (یعنی اگر چندے جیتے تو عذاب نار سے اور بچ رہتے سو یہ اثر ہی مقصودیت کے) نہ تو ان پر آسمان و زمین کو رونا آیا اور یہ اثر ہی مغلوبیت کا) اور نہ انکو (عذاب سے چندے اور) مہلت دی گئی (یعنی اگر چندے جیتے تو عذاب نار سے اور بچ رہتے سو یہ اثر ہی مقصودیت کا) اور ہم نے (اس طور پر) بنی اسرائیل کو سخت ذلت کے عذاب (یعنی فرعون (کے ظلم و ستم) سے نجات دی واقعی وہ (فرعون) ہٹا (سرکش (اور) حد (عبودیت) سے نکل جانے والوں میں سے تھا (ایک نعمت تو بنی اسرائیل پر یہ ہوئی) اور (اسکے علاوہ) ہم نے بنی اسرائیل کو (اور بھی نعمتیں دے کر) اپنے علم (اور حکمت) کی رو سے (بعض امور میں تمام) دنیا جہان والوں پر (یا کل امور میں ایک بڑے حصہ مخلوق پر مثلاً اُس زمانہ کے لوگوں پر) فوقیت دی اور (اُن نعمتوں میں علاوہ معنی انعام ہونے کے الا یخفی القدر بھی تھی جس کا حاصل یہ ہی کہ) ہم نے اُن کو (اپنی قدرت کی) ایسی (بڑی بڑی) نشانیاں دیں جن میں صریح انعام (پایا جاتا) تھا (یعنی وہ امور جامع تھے درمیان دونوں وصف کے منعمت ہونا اور دلیل قدرت ہونا پھر بعض اُن میں حسی نعمت تھی جیسے انجاء من فرعون جس کو غایت ظہور کی وجہ سے سب سے مقدم بیان فرمایا اور بعض اُن میں معنوی نعمتیں تھیں جیسے علم و کتاب و مشاہدہ معجزات ف اورثناھا قوما الخ ین کے متعلق ضروری تحقیق سورہ اعراف رکوع ولقد اخذنا الخ میں اور سورہ شعراء رکوع واوحینا الخ میں گذر چکی ہی ہمعلم روح المعانی کا اتنا مضمون اُس تحقیق کے بعض احتمالات کی ترجیح کے لیے اور لکھتا ہوں کہ بنی اسرائیل کے مصر میں واپس آنے کے حسن قائل ہوئے ہیں اور قتادہ اس لئے منکر ہوئے ہیں کہ مشہور تواریخ اس کے خلاف ہیں اور اورثنا کے معنی تمکین من التصرف کے ہو سکتے ہیں جو واپسی پر موقوف نہیں اور بعض نے حسن کے قول کو بوجہ ظاہری موافقت کتاب اللہ کے ترجیح دی ہی اور کہا ہی کہ تواریخ کا اور کتب یہود کا کچھ اعتبار نہیں اور بکاء سماء و ارض مؤمن کے واسطے حدیث میں آیا ہی چنانچہ ترمذی میں ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن جب مرجاتا ہی تو آسمان کا ایک وہ دروازہ جس میں سے اُس کے عمل کا صعود ہوتا تھا اور ایک وہ دروازہ جس میں سے اسکے رزق کا نزول ہوتا تھا اُس پر روتے ہیں اور آپنے یہ آیت پڑھی اھ اور روح میں بیہقی سے ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ زمین مؤمن کے مرنے پر چالیس دن تک روتی ہی اور ابن المنذر سے ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب مؤمن مرتا ہی تو زمین میں اُس کے نماز پڑھنے کی جگہ اور آسمان میں اُس کے عمل صعود کرنے کی جگہ اُس پر روتی ہیں اھ پس آیت میں اسکے قائل ہونے کی ضرورت نہیں کہ یہ مجاز ہی اُن کے وجود کے غیر معتد بہ ہونے سے اور یہ کہ بکاء استعارہ تمثیلیہ ہے کہ کسی کی شدت موت و عظمت موت کو اُس شخص کے حال سے تشبیہ دیجائے جس پر آسمان و زمین کا رونا فرض کر لیا جائے وجہ یہ کہ جب حقیقی معنی بن سکیں مجاز لینا نہ چاہیے اور حقیقی معنی کے لیے کوئی امر مانع نہیں اور روایات مرجح ہیں اور شعور بقدر ضرورت ان اشیاء میں ثابت ہے جیسا سورہ بنی اسرائیل آیت وان من شیء الا یسبح الخ میں لکھا گیا ہی اور علے علہ کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ہر کام میں

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ (ترجمہ پنجوقتہ) تحریر اشارۃ الی صحۃ الاحتمالین المحققین والمجاز من قبیل اطلاق المقید علی المطلق وکذا قولہ تعالی اقتل موسی یحتمل اللعن ۱۲

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِينَ ۝ فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ أَهُمْ خَيْرٌ

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اخیر حالت بس یہی ہمارا دنیا کا مرنا ہی اور ہم دوبارہ زندہ نہ ہونگے سو اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو لا موجود کرو یہ لوگ زیادہ بڑھے ہوئے ہیں

أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ۝

یا تبع کی قوم اور جو قومیں اُن سے پہلے ہو گذری ہیں۔ ہم نے اُن کو ہلاک کر ڈالا۔ وہ نافرمان تھے۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان میں ہے اُسکو اس طرح پر نہیں بنایا کہ ہم فعل عبث کرنیوالے ہوں

مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى

ہم نے اُن دونوں کو کسی حکمت ہی سے بنایا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے بے شک فیصلہ کا دن ان سب کا وقت مقرر ہے۔ جس دن کوئی علاقہ والا کسی علاقہ والے کے ذرا کام

شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝ إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

نہ آوے گا اور نہ اُن کی کچھ حمایت کی جاویگی ہاں مگر جس پر اللہ رحم فرماوے وہ زبردست ہے مہربان ہے

ع ۲ ۱۳ ۱۵

حکمت ہونی ہر پس اُن کو فوقیت دینا چونکہ ہمارے علم میں متضمن بر مصالح وحکم تھا اسلیے ہم نے اُن کو فوقیت دیدی۔ **ربط** اوپر قصہ فرعون سے پہلے کفار مکہ کو انتقام قیامت کی وعید فرمائی تھی اور اسکی تاکید کے لیے قصہ مذکورہ آگیا تھا وہ لوگ انتقام قیامت کے مضامین سنکر قیامت کا انکار کیا کرتے تھے اسلیے آگے اولاً اُن کا انکار ثانیاً انکار حق کا جرم وموجب انتقام عذاب ہونا بنظیر قصہ قوم تبع بادشاہ کے ثالثاً قیامت کی صحت وامکان وقوع رابعاً اُسکی حکمت ورجحان وقوع خامساً خود اُسکا تحقق اور وقوع مع اجمال واقعات کے بیان فرماتے ہیں

تحقیق بعث ومتعلقات آں

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِينَ ۝ فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ۝ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝ إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ یہ لوگ (قیامت کی وعیدیں سنکر قیامت کا انکار کرتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ اخیر حالت بس یہی ہمارا دنیا کا مرنا ہی اور ہم دوبارہ زندہ نہ ہونگے (جسکو اسلیے اخیر حالت بتلایا جاتا ہی کہ پھر موت نہیں مطلب یہ کہ اخیر حالت وحیات اخروی نہیں بلکہ یہ دنیوی ہی اخیر حالت ہی) سو (اے مسلمانو) اگر تم (دعویٰ بعث میں) سچے ہو تو (انتظار کون کرے ابھی) ہمارے باپ دادوں کو (زندہ کرکے) لا موجود کرو (واھذا ھو المضمون الاول وجیء بالظاھر من ان عدم وقوع المقید لا یستلزم عدم وقوع المطلق ولا عدم امکانہ آگے ان کے ایسے کفریات پر تہدید ہی کہ) کیا (قوت وشوکت میں) یہ لوگ زیادہ بڑھے ہوئے ہیں یا تبع (بادشاہ یمن) کی قوم اور جو قومیں اُن سے پہلے ہو گذری ہیں (مثل عاد وثمود وغیرہم یعنی یہ قومیں زیادہ بڑھی ہوئی تھیں مطلب یہ کہ وہ لوگ اتنے شدید اور مدید تھے مگر ہم نے انکو بھی) ہلاک کر ڈالا (محض اسلیے کہ) وہ نافرمان تھے (سو یہ لوگ اگر نافرمانی سے باز نہ آوینگے تو یہ کیونکر اپنے کو بچا لینگے ھذا ھو المضمون الثانی وقدم ھذا الجواب الحکمی بضم الحاء علی الجواب الحکمی بکسر الحاء اقتضاء لحال المتہم العنادیۃ ذلک) اور (آگے قیامت کی صحت وحکمت کا بیان ہی کہ) ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان میں ہی اُسکو اسطرح پر نہیں بنایا کہ ہم فعل عبث کرنے والے ہوں (بلکہ) ہم نے ان دونوں کو (مع مافیہما) کسی حکمت ہی سے بنایا ہی (منجملہ اُس کے دلالت علی القدرۃ الکاملۃ عقلاً ودلالۃ علی المجازاۃ نقلاً) لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے (ھذا ھو المضمون الثالث والرابع یعنی اکثر لوگ قدرۃ علی خلق الاجرام العظام سے استدلال نہیں کرتے قدرۃ علی الاعادہ پر اور یہ قیامت کی صحت اور امکان ہی اور اسی طرح بالقضایا المہملۃ لدلائل عقلیہ مثل قولہ تعالیٰ وھو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام۔ وکان عرشہ علی الماء لیبلوکم ایکم احسن عملا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اجرام اور انکے منافع عظام اسلیے بنائے ہیں کہ ہم ان سے منتفع ہوں اور نعمت انتفاع کا شکر اور اُس شکر میں طاعت بجالاویں اور اُس شکر وطاعت پر حسب وعدہ کچھ خیر وثمرہ باقیہ ملے اور جو کفران کرے وہ وہاں خسران میں پڑے اور یہ قیامت کی حکمت اور رجحان ہی کیونکہ حکمت مقتضی رجحان وجود کو ہے گو درجہ وجوب عقلی میں نہ ہو کیونکہ اگر

اللغات مولیٰ عام فی کل من یتولیٰ من الموالاۃ ۱۲

النحو قولہ ان ھی ای العاقبۃ والحالۃ الاخیرۃ وبنایۃ الامر ۱۲

البلاغۃ

الاولیٰ مضافا عندی الدنیا مقابلا للاخریٰ بمعنی العقبیٰ ووصفت المرۃ الدنیویۃ بما لو توھما فیھا فاخبری وصف المحل علی الحال فجاز او ھو سلم من جمیع التکلفات التی ذکرہ بادیہ ھذا التوجیہ فیما یاتی فی قولہ تعالیٰ لایذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولیٰ والفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی القھا میں انتقام قیامت واما اذا اردنا بالبطشۃ البطشۃ یلقال ان قولہ انا منتقمون باطلاقہ وعمومہ دال علی انتقام اساۃ الادبی وغیرھم للانتقام ۱۲

۲ قولہ فی القھا میں ایہ تنظیر للزم کون اکفر العرب من علی نہج واحد وان کان الاغلب من کفار قوم تبع عبدۃ اصنام کہ نوع منکرین للبعث فلکفار مکۃ ۱۲

مع

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝

بیشک زقوم کا درخت بڑے مجرم کا کھانا ہوگا۔ جو تیل کی تلچھن جیسا ہوگا۔ وہ پیٹ میں ایسا کھولیگا جیسا تیز گرم پانی کھولتا ہے۔ اس کو پکڑو پھر گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ تک لیجاؤ۔

ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ

پھر اسکے سر کے اوپر تکلیف دینے والا گرم پانی چھوڑو۔ لے چکھ تو بڑا معزز مکرم ہے یہ وہی چیز ہے جسمیں تم شک کیا کرتے تھے بیشک خدا سے ڈرنے والے

فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ۝ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ

امن کی جگہ میں ہونگے یعنی باغوں میں اور نہروں میں وہ لباس پہنیں گے باریک اور دبیز ریشم کا آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔ یہ بات اسی طرح ہے۔ اور ہم انکا ان گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے

عِينٍ ۝ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ فَضْلًا

بیاہ کر دینگے۔ اور وہاں اطمینان سے ہر قسم کے میوے منگاتے ہونگے وہ وہاں بجز اُس موت کے جو دنیا میں آچکی تھی اور موت کا ذائقہ بھی نہ چکھیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کو دوزخ سے بچا لیگا یہ رتبہ

مِنْ رَبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

آپ کے رب کے فضل سے ہوگا بڑی کامیابی یہی ہے۔

مشیت الٰہی میں عدم وقوع ہوتا تو اُسی میں حکمت ہوتی پس وجوب مجازاۃ کا شبہہ ساقط ہو گیا۔ آگے اسکا وقوع مع بیان اجمالی واقعات کے مذکور ہے یعنی بیشک فیصلہ کا دن (یعنی قیامت کا دن) ان سب (کے دوبارہ زندہ ہونے اور جزا سزا ملنے) کا وقت مقرر ہے (جسکا وقوع اپنے موقع پر ضرور ہوگا یہ مضمون وقوع کا ہو گیا آگے اجمالاً واقعات ہیں یعنی اس دن کوئی علاقہ والا کسی علاقہ والے کے ذرا کام نہ آویگا اور نہ (اور ہی کسی کی طرف سے مثلاً آلہہ مزعومہ کی طرف سے) انکی کچھ حمایت کیجاویگی ہاں مگر جسپر اللہ رحم فرماوے (کہ رحمت سے اُسکے حق میں شفاعت بالاذن کام آویگی کافر پر نہیں

لا تغني شفاعتهم شيئا الا من بعد ان ياذن الله اور اللہ اسکا ناصر ہوگا کقولہ تعالیٰ انا لننصر رسلنا والذين امنوا في الحيوة الدنيا ويوم يقوم الاشهاد) وہ (اللہ) زبردست ہے (کافروں سے انتقام لیگا) مہربان ہے (مسلمانوں پر رحمت فرماویگا اسمیں سب واقعات غضب اور رحمت کے آگئے وھذا ھو المضمون الخامس جنکی آگے تفصیل ہے) ف تبع لقب ہے ہر شاہ یمن کا اور اس لقب کے بہت سے گذرے ہیں جس تبع کا یہاں ذکر ہے اسکا نام اسعد لکھا ہے اور حدیث میں ہے کہ وہ اسلام لے آیا تھا اور اسلام لانے کے بعد اپنی قوم کو بھی ایمان کیطرف بلاتا رہا وہ لوگ بت پرست تھے مگر انہوں نے نہ مانا اُنپر ایک آگ آئی جس سے بت اور اُنکے خادم جل گئے پھر بعضے مسلمان ہو گئے بعضے بطور ذمی کے مطیع ہو گئے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ تبع اول تھا بوجہ کثرت انیاع کے یہ لقب ہوا تھا پھر اسکے بعد سب ملوک یمن کا یہ لقب ہونے لگا اور اس تبع کا زمانہ عیسےٰ علیہ السلام کے قبل تھا یہ سب روح المعانی میں ہے اور اصحمی عبد بعض اخبار میں کچھ کچھ اختلاف بھی ہے مگر چونکہ قرآن نے اثباتاً یا نفیاً تفصیل سے تعرض نہیں کیا اسلیے قرآن میں کسی قول پر اشکال نہیں **ربط** اور یوم لا یغنی مولی الخ میں واقعات قیامت کا اجمالی بیان تھا آگے اُنکی کسی قدر تفصیل ہے۔

نبذے از تفصیل واقعات یوم ثقیل

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ۝ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ۝ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ فَضْلًا مِنْ رَبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ بے شک زقوم کا درخت (جس کی تحقیق سورہ صٰفّٰت کے دوسرے رکوع میں گذری) بڑے مجرم (یعنی کافر) کا کھانا ہوگا جو (کراہت صورۃ میں) تیل کی تلچھن جیسا ہوگا اور (کراہت طعم میں) وہ پیٹ میں ایسا کھولے گا جیسا تیز گرم پانی کھولتا ہے اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) اس کو پکڑو پھر گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ تک لیجاؤ پھر اس کے سر کے اوپر تکلیف دینے والا گرم پانی چھوڑو (اور اس سے

اللغات قوله فاعتلوه في القاموس عتله جره عنيفا۔ قوله امين من الامن لا من الامانة ۱۲

النحو يعني خبر ثان فضلا عامله مقدر اي اعطوا ذلك كله فضلا ۱۲

البلاغة كذلك في الروح عن جار الله انه قال والمعنى فيما لم يستوف الوصف دلنا بناء بلا بسط

به الوصف فكانه قيل الامر مخوذ ذلك وما اشبهه وارد على ما قال المدقق ان الكاف تعم للبالغة وذلك مطرد في عرفي العرب والعجم اه قوله الا الموتة استثناء منقطع او بمعنى سوى ۱۲

فائدة الوصف تذكير حال الدنيا والا فهو قد مضى لا يحتمل في المستقبل ۱۲

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ۝

سو ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ یہ نصیحت قبول کریں تو آپ منتظر رہیے یہ لوگ بھی منتظر ہیں

سورۃ الجاثیۃ مکیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ | وَهِيَ سبع وثلثون اٰية

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

حٰمٓ یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے آسمانوں اور زمین میں اہل ایمان کے لیے بہت سے دلائل ہیں

استہزا کیا جاویگا کہ) لے چکھ تو بڑا معزز مکرم ہے (یہ تیری تعظیم ہو رہی ہے جیسا تو دنیا میں اپنے کو معظم مکرم سمجھ کر ہمارے احکام سے عار کیا کرتا تھا اور دوزخیوں سے کہا جاویگا کہ یہ وہی چیز ہے جس سے تم شک (وانکار) کیا کرتے تھے (یہ تو کافر دوزخیوں کا حال ہوا آگے اہل ایمان کا ذکر ہے کہ) بیشک خدا سے ڈرنیوالے امن (چین) کی جگہ میں ہونگے یعنی باغوں میں نہروں میں (اور) وہ لباس پہننگے باریک اور دبیز ریشم کا آمنے سامنے بیٹھے ہونگے (اور) یہ بات اسیطرح ہوگی مقصود اس سے تحقیق و تقریر مضمون کی ہے اور ہم انکا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے بیاہ کر دینگے (اور) وہاں اطمینان سے ہر قسم کے میوے منگاتے ہونگے (اور) وہاں وہ چیز اس موت کے جو دنیا میں آچکی تھی اور موت کا ذائقہ بھی نہ چکھینگے (یعنی مرینگے نہیں) اور اللہ تعالیٰ انکو دوزخ سے (کبھی) بچا لیگا (اور) یہ سب کچھ آپکے رب کے فضل سے ہوگا بڑی کامیابی یہی ہے (جو کہ مذکور ہوئی جنت اور وہاں کی نعمتیں) ف یہ قوم کا کھلانا یا تو دوزخ میں داخل ہونیسے پہلے ہوگا جیسا بعض نے سورۂ واقعہ کی آیت ھذا نزلھم یوم الدین میں لفظ نزل بمعنی مایقدم للضیف قبل الضیافۃ سے سمجھا ہے اور فاعتلوہ میں کلمہ فاء سے بھی ظاہراً یہی مفہوم ہوتا ہے اور اگر بعد دخول دوزخ کے ہو تو تقدم باعتبار سواء الجحیم کے ہوگا یعنی اس قوم کے کھانے کے وقت گو جحیم میں ہو مگر سواء الجحیم میں نہ ہوگا بعد اکل کے پھر سواء الجحیم میں ڈالدیا جاویگا اور سوء صفت کی آیت میں جو شان مرجعہ کا الی الجحیم کا یا ہے اسمیں بھی جحیم کو سواء الجحیم پر محمول کر سکتے ہیں تو اسکا قائل ہونا نہ پڑیگا کہ زقوم کھلانیکے وقت جہنم سے باہر لے گئے جاوینگے اور کچھ تحقیق اسکی سورۂ مؤمن کے رکوع ہفتم میں گذر چکی ہے حکایت مفیدہ ایک مجلس میں احقر اور دو صاحب علم ہندی الاصل کی المسکن مع مجمع کثیر کے موجود تھے صاحبین موصوفین سے ایک نے کہا کہ میں نے قوم کا کھلا کھلایا جانا جسکو برشومی کہتے ہیں اور قرآن سے وہ طعام اہل نار کا معلوم ہوتا ہے سوا ایسی لذیذ چیز سے کیا وعید ہوئی۔ میں نے کہا کہ قرآن شریف میں شجرۃ الزقوم آیا ہے ثمرۃ الزقوم نہیں آیا اور شجرہ ماکول نہیں ہو دونوں صاحبوں نے اور دوسرے اہل مجلس نے بھی اسکو بہت پسند کیا فقط اور اس جواب کی اُسوقت ضرورت ہے جب برشومی اُسی زقوم کا ثمرہ ہو اور اگر کوئی دوسری نوع ہی تو سوال ہی ساقط ہے۔ اور حوض سے بیاہ ہونا کوئی بطریق متعارف ہوتا باعتبار لغت کے ہو یعنی جوڑا ملا دینا بطور ہمہ سراری کے اور تقدیر اول پر شبہہ مکلف ہونے کا نہ کیا جاوے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو رغبت طبیعت کی اُسی کی طرف ہو جاویگی پس اُسمیں معنی ابتلاء و مکلفیت کے نہ ہونگے **ربط** اور پہلی سورت میں مضامین مہمہ بیان فرما کر ختم سورت میں اجمالاً بطور فذلکہ و خلاصہ کے اُن ہی کا اعادہ اور کفار کا اُن مضامین کو نہ ماننا چونکہ موجب حزن نبوی تھا اسلیے اُسکے ساتھ تسلیہ کا بھی افادہ ہے۔

تخبیر از تیسیر کتاب التذکیر و تصبیر شیر نذیر

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ۝ (آپکا کام اتنا ہے کہ آپ انکو کہتے رہیے) سو (اسی غرض سے) ہمنے اس قرآن کو آپکی زبان (عربی) میں آسان کر دیا ہے تاکہ یہ (اسکو سمجھ کر اس سے) نصیحت قبول کریں (اگر یہ لوگ نہ مانیں تو آپ (اپنے نزول ضرر کے) منتظر رہیے یہ لوگ بھی (آپ پر نزول ضرر کے) منتظر ہیں (پس آپ تبلیغ سے زیادہ فکر میں نہ پڑیئے بس اپنا فریضہ ادا کر چکے اب انکا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کیجیے اور صبر کیجیے خود سمجھ لیگا بحمدہ تعالیٰ ۲۵ ربیع الثانی روز سہ شنبہ ۱۳۴۵ھ کو تفسیر سورۂ دخان اتمام کو پہنچی وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

سورۃ الجاثیۃ مکیۃ وھی سبع اوست وثلثون اٰیۃ کذا فی البیضاوی **ربط** اس سورت کا خلاصہ تین مضمون ہیں توحید و نبوت و معاد اور دوسرے بعض مضامین ان ہی کی مناسبت سے آگئے ہیں اور سورۂ سابقہ کے ختم میں بطور فذلکہ کے اور اس سورت کے افتتاح میں بطور تولیہ کے قرآن کا ذکر ہونے کا باہمی تناسب بھی حاصل ہے۔

تمہید برائے تاکید مضامین سورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

لوجیہ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

البلاغۃ قولہ فاما جواب شرط مقدر ای فذکرہم فانما کذا اظہر فی ترجمتی قولہ فی السموات والارض بجوز ان یکون متعلقا بمحذوف ای خلق السموات والارض ویجوز ان یکون ھو الظاہر ویؤیدہ الاظہر الابلغ من ان یقال ان فی خلقھما الخ وقیل ان کان للمؤمنین الخ

وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ

اور خود تمہارے اور اُن حیوانات کے پیدا کرنے میں جنکو پھیلا رکھا ہے دلائل ہیں اُن لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں اور اُس رزق میں جسکو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُتارا پھر اس سے

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ

زمین کو تروتازہ کیا اُسکے خشک ہونے کے پیچھے اور ہواؤں کے بدلنے میں دلائل ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم آپکو پڑھکر سناتے ہیں۔ تو پھر اللہ اور اُسکی آیتوں کے بعد اور کونسی بات پر وہ لوگ

يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

ایمان لائینگے۔ بڑی خرابی ہوگی ہر ایسے شخص کے لیے جو جھوٹا ہو نافرمان ہو جو خدا کی آیتوں کو سنتا ہو جبکہ وہ اُسکے روبرو پڑھی جاتی ہیں پھر بھی وہ تکبر کرتا ہوا اسطرح اڑا رہتا ہو جیسے اُنکو سُنا ہی نہیں جیسے اُن کے کانوں میں ڈاٹ ہو تو ایسے شخص کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے

وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ مِّنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا

اور جب وہ ہماری آیتوں میں سے کسی آیت کی خبر پاتا ہو تو اُس کی ہنسی اُڑاتا ہو ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہو۔ ان کے آگے جہنم ہے اور نہ تو ان کے وہ جو برے ذرا کام آوینگی جو کما گئے تھے

شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝

اور نہ وہ جن کو انہوں نے اللہ کے سوا کارساز بنا رکھا تھا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہوگا۔ یہ قرآن سراسر ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں کو نہیں مانتے اُن کے لیے سخت کاوڑوں کا عذاب ہوگا

ع ۱۱ ۱۷

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی رزق تازہ ہو
اشارۃ الی ردہ اطلاق الرزق علی المطر لانہ سببہ ۱۲

۲ قولہ فی تصریف الخ
ای ذا ہذا المعنی کونہ حالا ۱۲

وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ مِّنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝

ترجمہ: اور (خود) تمہارے (بدن کی ساخت) میں اور (ان) جانوروں (کے پیدا کرنے) میں جن کو (زمین پر) پھیلا رکھا ہے (نیز دلائل توحید) ہیں ان لوگوں کے (سمجھنے کے) لیے جو یقین رکھتے ہیں اور (اسطرح) یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں اور (اسطرح) اُس (مادہ) رزق میں جسکو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُتارا (مراد بارش ہے) پھر اُس (بارش) سے زمین کو تروتازہ کیا اُسکے خشک ہونے کے پیچھے اور (اسطرح) ہواؤں کے بدلنے میں (باعتبار سمت اور کیفیت کے کہ کبھی پُروا ہے کبھی پچھوا کبھی گرم ہے کبھی سرد غرض ان سب چیزوں میں) دلائل (قدرت و توحید موجود) ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سلیم رکھتے ہیں (اور تقریر استدلال کی پارہ دوم رکوع ان فی خلق السموٰت الخ میں گذر چکی ہے اور دوسرا مضمون نبوت کا ہے جسکا بیان یہ ہے کہ) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم آپکو پڑھکر سناتے ہیں (جس سے نبوت ثابت ہوتی ہے لیکن باوجود اتنی بڑی دلیل معجز کے بھی اگر یہ لوگ نہیں مانتے) تو پھر اللہ اور اُسکی (ان) آیتوں کے بعد اور کونسی بات (اس سے بڑھ کر ہوگی جس) پر یہ لوگ ایمان لاوینگے (اور تیسرا مضمون معاد کا ہے جسمیں ان مخالفین حق کو سزا بھی ہوگی جسکا بیان یہ ہے کہ) بڑی خرابی ہوگی ہر ایسے شخص کے لیے جو (اقوال متعلقہ عقائد میں) جھوٹا ہو (اور اعمال میں) نافرمان ہو جو (اور جو کہ) خدا کی آیتوں کو سنتا (بھی) ہے جبکہ وہ اُسکے روبرو پڑھی جاتی ہیں (اور) پھر بھی وہ تکبر کرتا ہوا (اپنے کفر پر اسطرح) اڑا رہتا ہے جیسے اُسنے ان (آیتوں) کو سنا ہی نہیں ایسے شخص کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے اور (اُس شخص کی شرارت کا یہ حال ہے کہ) جب وہ ہماری آیتوں میں سے کسی آیت کی خبر پاتا ہے تو اُسکی ہنسی اُڑاتا ہے ایسے لوگوں کیلیے (آخرت میں) ذلت کا عذاب (ہونیوالا) ہے (مطلب یہ کہ جن آیتوں کو تلاوت میں سنتا ہے اُنکی بھی تکذیب کرتا ہے اور جن آیتوں کی ایسے ہی خبر سُن لیتا ہے اُنکی بھی تکذیب کرتا ہے غرض تکذیب آیات میں بہت بڑھا ہوا ہے اگے اُس عذاب کی تعیین ہے یعنی) انکے آگے جہنم (آرہا) ہے اور (اُسوقت) نہ تو انکے وہ جو برے ذرا کام (دنیا میں) کما گئے تھے (اسمیں اموال اعمال سب آگئے) اور نہ وہ (اصنام) جنکو انہوں نے

النحو

واختلاف فيه العطف على معمولي عاملين مختلفين وهو جائز اجماعا نحو فتلك بيوتهم خاوية والجر عند الزجاج وابي البصريون فيه العطف على المجرور فيه العاطف. قوله ما اتخذوا العائد محذوف اي الذي اتخذوه واولياء مفعول ثان قوله من رجز بيان لعذاب والنظر تحقيقي في حواشي ادل سياحيفه وقعت فيه مثل هذا ۱۲

البلاغة

قوله بعد الله وآياته قد مر في الروح ومن باب قولهم اعجبني زيد وكرمه بريدون اعجبني كرم زيد الا انهم عدلوا عنه للمبالغة في الاعجاب اه ۱۲

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے دریا کو مسخر بنایا تاکہ اُس کے حکم سے اُس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اُس کی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو اور جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جتنی چیزیں زمین میں ہیں ان سب کو اپنی طرف سے مسخر بنایا تاکہ اُس کی درگذر کریں خدا تعالیٰ کے معاملات کا یقین نہیں رکھتے

لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ۚ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا

تاکہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کو ان کے عمل کا صلہ دے جو شخص نیک کام کرتا ہے سو اپنے ذاتی نفع کے لیے اور جو شخص بُرا کام کرتا ہے اُس کا وبال اُسی پر پڑتا ہے پھر تم کو اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور ہم نے

بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝

بنی اسرائیل کو کتاب اور حکمت اور نبوت دی تھی اور ہم نے اُن کو نفیس نفیس چیزیں کھانے کو دی تھیں اور ہم نے ان کو دنیا جہان والوں پر فوقیت دی۔

اللہ کے سوا کارساز (اور معبود) بنا رکھا تھا اور انکے لیے بڑا عذاب ہوگا اور وجہ اس عذاب کی یہ ہوگی کہ) یہ قرآن سراسر ہدایت (اور واجب التسلیم) ہے اور (اسکا مقتضا یہی ہے کہ جو لوگ اپنے رب کی (ان) آیتوں کو نہیں مانتے اُنکے لیے سختی کا دردناک عذاب ہوگا (یہ تکریر علت اور حکم کی زیادت تشنیع و تفظیع کے لیے ہے کہ تکذیب آیات اور ترتیب عقوبات مکرر لائے) ف اہل ایمان و اہل ایقان کے لیے جو ان دلائل کا ہونا فرمایا باوجودیکہ یہ دلائل عقلیہ ہیں جیسا لقوم یعقلون سے اسپر دال ہے تو ایمان و ایقان سے مراد علم ہے بالقوۃ و بالطلب یا بالفعل و بالحصول ہوا دراعقلی دلیل میں بھی نظر اور طلب ضروری ہے اور فواصل کا اختلاف مؤمنین اور یوقنون اور یعقلون سے تفنن کلام ہے ربط اوپر مضامین ثلثہ میں توحید کا بھی مضمون تھا آگے پھر اسی کیطرف تضمن ذکر نعمت عود ہے

عود بسوئے توحید متضمن نعمت مزید

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ ۝ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اللہ ہی ہے جسنے تمہارے (نفع کے) لیے دریا کو مسخر (قدرت) بنایا تاکہ اُسکے حکم سے اسمیں کشتیاں چلیں اور تاکہ اُن کشتیوں میں سفر کرکے تم اُسکی روزی تلاش کرو اور تاکہ (یہ روزی حاصل کرکے) تم شکر کرو اور (اسطرح) جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جتنی چیزیں زمین میں ہیں ان سب کو اپنی طرف سے (یعنی اپنے حکم و فضل سے) مسخر (قدرت) بنایا تاکہ تمہارے منافع کا سبب ہو بیشک ان باتوں میں اُن لوگوں کے لیے دلائل (قدرت) ہیں جو غور کرتے رہتے ہیں ربط اوپر آیت ویل لکل افاک الخ میں کفار کے افک و اثم و اصرار و استکبار و استہزاء کا ذکر تھا اور اُنکی ان شرارتوں پر مسلمانوں کو غصہ آجایا کرتا تھا آگے انکو یہ گذر کرنیکا امر ہے اور ان کے تسلیہ کے لیے یوم القیام میں اُن سے انتقام لینے کا ذکر ہے۔

امر و ترغیب حلم بر اذی مشرکین۔ و اشارہ بہ عقوبت آنہا برائے تسلیہ مؤمنین

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ۚ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ آپ ایمان والوں سے فرمادیجے کہ ان لوگوں سے درگذر کریں جو خدا تعالیٰ کے معاملات (اخرویہ نعمت علی الاولیاء و نقمت من الاعداء) کا یقین نہیں رکھتے (یعنی آخرت کے منکر ہیں) تاکہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کو (یعنی مسلمانوں کو) اُنکے (اس) عمل (نیک) کا (اچھا) صلہ دے (کیونکہ وہاں کا قاعدہ کلیہ یہ ہوگا) جو شخص نیک کام کرتا ہے سو اپنے ذاتی نفع (و ثواب) کے لیے (کرتا ہے) اور جو شخص بُرا کام کرتا ہے اُسکا وبال اُسی پر پڑتا ہے پھر (سب نیک و بد کام کرنیکے بعد) تم کو اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جانا ہے (پس وہاں تمکو اخلاق و اعمال حسنہ کا نعم البدل اور ان تمہارے مخالفین کو اُنکے کفر و معاصی پر بدل العوض دیا جاویگا سو تمکو یہاں درگذر ہی مناسب ہے) ف اور اس سے جہاد کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ یہاں اُس انتقام سے روکا ہے جس سے اصل مقصود اعلاء کلمۃ اللہ نہ ہو بلکہ محض تسکین غیظ ہو اور جہاد میں اصل مقصود اعلاء کلمہ ہے گو طبعاً تسکین غیظ بھی حاصل ہو جاوے ربط اوپر مضامین ثلثہ میں نبوت کا بھی مضمون تھا آگے پھر اسی کی طرف بتضمن ذکر اُسکے متعلقات مناسبہ کے عود ہے۔

عود بسوئے نبوت و ما یتعلق بہا

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝

اللغات ایام اللہ وقائعہ من المثوبات والعقوبات ۱۲

النحو منہ فی المدارک حال ای مسخرۃ من عندہ او خبر مبتدا محذوف ای ہذہ النعم کلہا منہ او صفۃ للمصدر ای تسخیرا منہ او قلت وعلی کل فہو مثل کل لعودہ تعالیٰ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ قولہ لیغفروا بتقدیر اللام معقول قیل ۱۲

البلاغۃ قرمانی الکشاف فان قلت قولہ فوامابہ تنکیرہ وانا راد الذین آمنوا وہم معارف قلت ہم جمع منتشر یعنی کانہ قیل لیجزی ایاما قوما وقوما مخصوصین بصبرہم او فی الرجع التنکیر للتعظیم ولفظ القوم فی نفسہ اسم مرجع یلیہ رشد الیہ الاستقاق والاستغال فی تحریر ابن العوتم وفی ہذا التنکیر کمال التعریف والتنبیہ علی انہم لا یکتفون بکروا وا وہم فوامع العلم بان للجزی لا یکون الا العامل فی عہد المغفرۃ ہہنا اعنی ورود ارادۃ الکفار او الفریقین بالقوم ونصب علیہ دلائل ۱۲

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

اور ہم نے ان کو دین کے بارہ میں کھلی کھلی دلیلیں دیں۔ سو انہوں نے علم ہی کے آنے کے بعد باہم اختلاف کیا بوجہ آپس کی ضد اضدی کے۔ آپ کا رب انکے آپس میں قیامت کے روز ان امور میں فیصلہ کر دیگا

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا

جن میں یہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقہ پر کر دیا سو آپ اسی طریقہ پر چلے جائیے اور ان جہلاء کی خواہشوں پر نہ چلیے یہ لوگ خدا کے مقابلہ میں

عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ھٰذَا بَصَاۗىِٕرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ

آپ کے ذرا کام نہیں آسکتے اور ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں اور اللہ دوست ہے اہل تقوے کا یہ قرآن عام لوگوں کے لیے دانشمندیوں کا سبب ہدایت کا ذریعہ ہے اور یقین

لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ

لانے والوں کے لیے بڑی رحمت ہے۔ یہ لوگ جو برے برے کام کرتے ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کی برابر رکھیں گے جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا کہ ان سب کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے یہ حکم لگانا برا ہے

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ھٰذَا بَصَاۗىِٕرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

اُنہوں نے علم ہی کے آنیکے بعد باہم اختلاف کیا بوجہ آپس کی ضد اضدی کے (جسکا بیان پارۂ دوم رکوع سل بنی اسرائیل میں ہوا ہے یعنی جو چیز مزیل اختلاف تھی اسکو موجب اختلاف کر لیا محض نفسانفسی سے یہ نہیں کہ دلائل یا احکام کچھ مشکوک تھے سو) آپکا رب انکے آپسمیں قیامت کے روز اُن امور میں (علی) فیصلہ کر دیگا جنمیں یہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے (اس مضمون سے دو امر مستفاد ہوگئے ایک آپکی نبوت کی تائید بنی اسرائیل کو کتاب اور احکام اور نبوت ملنے سے۔ دوسرا آپکا تسلیہ کہ بنی اسرائیل کو جو باختلاف کی پیش آئی تھی وہی آپکی قوم کو آپکے ساتھ خلاف کرنے میں پیش آئی ہے یعنی حب دنیا اور حسد نفسانیت یہ نہیں کہ آپکے دلائل یا احکام کے وضوح میں کچھ کمی ہو پس آپ غم نہ کریں یہ قصہ نہ کو یاد کر لیا کریں کہ بنی اسرائیل کے کیا کیا معاملات ہوئے) پھر (بنی اسرائیل میں دورۂ نبوت ختم ہونیکے بعد) ہمنے آپکو (نبوت دی اور آپکو) دین کے ایک خاص طریقہ پر کر دیا سو آپ اسی طریقہ پر چلے جائیے (یعنی عمل میں بھی اور تبلیغ میں بھی) اور ان جہلاء کی خواہشوں پر نہ چلیے (یعنی انکی خواہش تو یہ ہے کہ آپ تبلیغ ترک کر دیں اور اسی لیے طرح طرح سے پریشان کرتے ہیں تاکہ آپ تنگ ہو کر تبلیغ چھوڑ دیں سو آپ کو یہ احتمال نہیں مگر اہتمام و تقویت امر تبلیغ کے لیے آپکو پھر اسکا حکم ہوتا ہے آگے اسی طرز پر اس حکم کی علت فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ خدا کے مقابلہ میں آپکے ذرا کام نہیں آسکتے (پس انکا اتباع نہ ہونے پاوے) اور ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں (اور ایک دوسرے کا کہنا مانتے ہیں) اور اللہ دوست ہے اہل تقوے کا (اور اہل تقوے اسکا کہنا مانا کرتے ہیں سو جب آپ ظالم نہیں ہیں بلکہ رئیس المتقین ہیں تو آپکو انکی اتباع سے کیا نسبت البتہ متابعت حکم الٰہی سے خاص نسبت ہے غرض پس صاحب تقوے حصہ میں اور) یہ قرآن (جو آپکو ملا ہے یہ) عام لوگوں کے لیے دانشمندیوں کا سبب ہدایت کا ذریعہ ہے اور یقین (یعنی ایمان) لانے والوں کے لیے بڑی رحمت کا سبب ہے اور ظاہر ہے کہ علم و ہدایت بمعنی دلالت علی الطریق تو عام ہے اور رحمت یعنی ثمرہ عمل صرف اہل ایمان کے ساتھ خاص ہے) ربط اوپر مضامین ثلثہ میں معاد کا بھی مضمون تھا نیز اوپر من عمل صالحا فلنفسہ اور یقضی بینہم میں بھی اسکے متعلق مضمون تھا آگے پھر اسی کی طرف عود ہے عود بسوئے معاد اسمیں اول معاد کی حکمت اور حسب میں پھر اسکی صحت خلق اللہ میں مع دوسری کے پھر اسکے منکرین کی شناعت مطلق انکار حق پر جسمیں معاد بھی داخل ہے افرایت الخ میں پھر انکے قول کی نقل قالوا میں پھر اسکا جواب قل اللہ میں اور پھر اس جواب کی تائید واللہ ملک الخ میں پھر اسکے بعض واقعات یوم تقوم الساعۃ میں یستعتبون تک علی الترتیب مذکور ہیں۔

حکمت معاد

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

اللغات قولہ ام بمعنی بل فی الروح بمعنی ہمزۂ استفہام و طریقہ واصلہ ہو ضیع اور دونوں الاسلام ۱۲ **النحو** قولہ کالذین اٰمنوا مفعول ثان نجعل وقولہ سواء بمعنی مستویا لانفصال من الکاف بمعنی مثل احوال ومحیاہم ومماتہم فاعل سواء وکیون مثل قولہم مررت برجل سواء ہو والعدم وبالرفع خبر محیاہم ومماتہم حالجملۃ بدل مفعول من الکاف لبیان معنی المماثلۃ واللہ اعلم۔

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا اور تاکہ ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ دیا جاوے اور ان پر ذرا ظلم نہ کیا جاوے گا

یہ قیامت کا انکار کرنے والے لوگ جو بڑے بڑے کام (کفر و شرک و ظلم و معصیت) کرتے (رہتے) ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کی برابر رکھیں گے جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا کہ ان سب کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے (یعنی مؤمنین کا مرنا جینا بایں معنی باہم یکساں ہو جاوے کہ جس طرح حیات میں لذات سے متمتع نہ ہوتے اسی طرح تمام کے بعد بھی محروم رہیں اور اسی طرح کافروں کا مرنا جینا بھی بایں معنی باہم یکساں ہو جاوے کہ جیسے حیات میں عقوبت سے بچے رہے اسی طرح بعد ممات بھی اس سے مامون رہیں مطلب یہ کہ انکار معاد سے یہ لازم آتا ہے کہ مطیعین کو کہیں ثمرہ اطاعت کا نہ ملے اور مخالفین پر کبھی وبال مخالفت کا نہ پڑے اور گو یہ امر باعتبار اپنی ذات کے ممکن تھا مگر چونکہ دلائل صحیحہ شرعیہ سے ہر ایک کو ثمرات اعمال کے ملنے کا قرین حکمت ہونا ثابت ہے لہٰذا اس حکمت کا وقوع ضروری ہو گیا اور دنیا میں اس کا وقوع ہوا نہیں پس لامحالہ آخرت کا وجود ضروری ہو گیا پس انکار قیامت سے جو یہ لوگ تساوی مذکور کا حکم کرتے ہیں سو) یہ برا حکم لگاتے ہیں (کیونکہ دلائل صحیحہ سے اس کا بطلان ثابت ہو چکا ہے پس یہ حکمت ہوئی وجود آخرت میں کہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے ثمرات مل جاویں) ف یہ تقریر تفسیر کی مواہب سے ہے و للہ الحمد اور آیت آئندہ کی تفسیر کے فائدہ کو اس سے تعلق ہے دیکھ لیا جاوے۔

صحت و امکان معاد مع حکمت دیگر

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اور اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا (اس میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ ان کی تخلیق پر قدرت ہونے سے استدلال کیا جاوے قدرت علی البعث پر) اور (دوسری حکمت یہ ہے کہ) تاکہ ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلا دیا جاوے (جس کی تقریر سورۂ دخان کی آیت وما خلقنا السمٰوٰت الخ کے ترجمہ میں گذر چکی ہے اور دنیا میں پورا بدلہ ہی نہیں پس ضرور آخرت ہونی ہے وہاں بدلہ ملیگا) اور (اس بدلہ میں) ان پر ذرا ظلم نہ کیا جاویگا ف آیت بالا میں جو حکمت مذکور ہے اور جو اس میں مذکور ہے اصل حاصل دونوں کا متحد ہے یعنی مطیعین کو اطاعت کی جزا ملنا اور مخالفین کو مخالفت کی سزا ملنا لیکن اس دوسری آیت میں تو نفس عمل کا فی نفسہٖ مقتضی جزا ہونا اور دونوں عمل کا مساوی نہ ہونا مقصود ہے اور اس پہلی آیت میں نفس عمل کے مقتضی جزا ہونے کے علاوہ اس کا اس اعتبار خاص سے بھی مقتضی جزا ہونا مقصود ہے کہ عدم جزا میں عامل خیر اور عامل شر کی بھی تساوی لازم آتی ہے اور یہ خود بلیغاً ایک محذور مستقل ہے چنانچہ عادۃً دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی کے پاس ایک ہی نوکر ہو اور وہ ہر طرح سے اطاعت کرتا ہو مگر اس کو کوئی انعام اکرام نہ دیا جاوے تو اس کو اسقدر شکایت نہیں ہوتی جیسا اس صورت میں ہوتی ہے کہ ایک دوسرا شریر نوکر آجاوے اور وہ طرح طرح کی شرارتیں کرتا ہو اور اس کی شرارت پر بھی کوئی مزا نہ دیجاوے اسوقت اس مطیع نوکر کے دل میں یہ خیال ہوگا کہ میری اطاعت کرنے سے کیا فائدہ ہوا اور میری اطاعت کی کوئی قدر نہ ہوئی اگر اس شریر کو سزا ملتی تو میں یہ سمجھتا کہ خیر اطاعت میں اگر انعام نہیں ہے تو یہی اثر سہی کہ سزا سے حفاظت رہتی ہے اور جبکہ اس کو سزا بھی نہیں ملی تو میری اطاعت بیکار ہی گئی۔ خوب سمجھ لو۔ اور مشہور تفسیر اس آیت سابقہ کی اور ہے یعنی کیا ہم دونوں کی حیات اور دونوں کی ممات برابر کر دینگے اور مراد محجوبہ پر انکار فرمانا ہے مطلب یہ کہ جس طرح حیات میں مؤمن و کافر اکثر امور میں مثل صحت و رزق و عافیت وغیرہا باعتبار نفس امور مذکورہ کے برابر رہتے ہیں گو کمیت و کیفیت میں تفاوت ہو و نیز دونوں فریق میں امیر و غریب و مبتلا و مریض بھی ہوتے ہیں گو قلت و کثرت کا تفاوت ہو تو کیا بعد موت بھی ان کو برابر رکھیں گے اور ایک کی اطاعت اور دوسرے کی معصیت کا کوئی اثر مرتب نہ ہوگا اھ اب ناظرین اپنے مذاق کے موافق جس کو چاہیں اختیار کر لیں۔ اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ بعض کفار نے کہا تھا کہ اگر آخرت کوئی چیز ہے تب بھی ہم آخرت میں مسلمانوں سے افضل و اجمل رہیں گے یہ آیت ان کے جواب میں آئی ہے کذا فی الخازن بلا سند تو اس وقت اول تقریر اس طرح جاری ہوگی کہ کیا ہم مسلمانوں کی حیات و ممات کو برابر کر دینگے کہ یہاں بھی باعتبار اکثر کے سامان دنیوی میں کافروں سے کم رہے اور وہاں بھی کم رہیں اور اسی طرح کیا کافروں کی حیات اور موت کو برابر کر دینگے کہ یہاں بھی باعتبار اکثر کے مسلمانوں سے بڑھے رہے اور وہاں بھی بڑھے رہیں گے۔ اور دوسری تقریر اس طرح ہوگی کہ بڑھا ہوا تو کیا معنی کرامت یا عدم مواخذہ میں برابری بھی نہیں ہوگی بلکہ دونوں کی حالت بعد الممات میں عقوبت و عدم عقوبت کا تفاوت ہوگا گو دنیا میں عدم عقوبت کے اعتبار سے مساوی رہے

النحو قولہ ولتجزی عطف علی معنی بالحق ای للحق بمعنی الحکمۃ التی ہی الاستدلال علی القدرۃ علی البعث وللجزاء لان الفعل یعنی المصدر ۱۲

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُۥ هَوَىٰهُ وَأَضَلَّهُ ٱللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِۦ وَقَلْبِهِۦ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِۦ غِشَٰوَةً فَمَن يَهْدِيهِ

سو کیا آپ نے اُس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اُسکو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے اور اُسکے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اُسکی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے پس خدا کے بعد کون

مِنۢ بَعْدِ ٱللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ وَقَالُوا۟ مَا هِىَ إِلَّا حَيَاتُنَا ٱلدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ إِلَّا ٱلدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ

کوئی ہدایت کرے کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ بجز ہماری اس دنیوی حیات کے اور کوئی حیات نہیں ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو صرف زمانہ سے موت آجاتی ہے اور ان لوگوں کے پاس اس بات

مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُنَا بَيِّنَٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّآ أَن قَالُوا۟ ٱئْتُوا۟ بِـَٔابَآئِنَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ

کوئی دلیل نہیں ہے محض اٹکل سے باتیں کرتے ہیں اور جس وقت ان کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کا بجز اس کے اور کوئی جواب نہیں ہوتا کہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادوں کو سامنے لاؤ اگر تم سچے ہو

قُلِ ٱللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

آپ یوں کہدیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو زندہ رکھتا ہے پھر تم کو موت دیگا پھر قیامت کے دن جس میں ذرا شک نہیں تم کو جمع کرے گا لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے

ع ۵/۱۹

شناعت منکرین معاد

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُۥ هَوَىٰهُ وَأَضَلَّهُ ٱللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِۦ وَقَلْبِهِۦ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِۦ غِشَٰوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِنۢ بَعْدِ ٱللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ سو کیا (بعد بیانات طیبہ توحید و معاد کے) آپ نے اُس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے (کہ جو جی میں آتا ہے علماً و عملاً اُسکا اتباع کرتا ہے) اور خدا تعالیٰ نے (اُسکو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے کہ حق کو سُنا اور سمجھا بھی مگر اتباع ہوی سے گمراہ ہو گیا) اور (خدا تعالیٰ نے) اُسکے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اُسکی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے (یعنی اتباع کی بدولت استعداد قبول حق کی نہایت مضمحل ہو گئی) سو ایسے شخص کو بعد خدا کے (گمراہ کر دینے کے) کون ہدایت کرے (اسمیں تسلیہ بھی ہے آگے ان منکرین کو زجر کے طور پر خطاب ہے کہ کیا تم (ان بیانات کو سنکر) پھر بھی نہیں سمجھتے (یعنی وہ سمجھنا جو نافع ہو گو بالمعنی الاعم سمجھتے تھے) فہر چند کہ اتخاذ ہوی پر شناعت کرنا انکار معاد کے ساتھ مخصوص نہیں لیکن چونکہ اسلیے محل کیا ہے کہ سیاق و سباق میں معاد ہی کا ذکر ہے خود کلمہ فاء بھی اس سے زیادہ چسپاں ہے اور ممکن ہے کہ عام کہا جاوے اور معاد کو اُس عام کا فرد خاص اولیٰ کہا جائے اور اگر توحید کے باب میں ہو تو انکار توحید و انکار معاد میں چونکہ تلازم ہے اس واسطہ سے یہ شناعت انکار معاد پر متوجہ ہو سکتی ہے۔

نقل اقوال منکرین معاد مع جواب

وَقَالُوا۟ مَا هِىَ إِلَّا حَيَاتُنَا ٱلدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ إِلَّا ٱلدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُنَا بَيِّنَٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّآ أَن قَالُوا۟ ٱئْتُوا۟ بِـَٔابَآئِنَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝ قُلِ ٱللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ اور یہ (بعث کا انکار کرنے والے) لوگ یوں کہتے ہیں کہ بجز ہماری اس دنیوی حیات کے اور کوئی حیات (آخرت میں) نہیں ہے ہم (یہی ایک مرنا) مرتے ہیں اور (یہی ایک جینا) جیتے ہیں (مقصود تو حصر کرنا حیات کا ہے حیات دنیویہ میں اور موت کا حصر تبعاً نظیر کے طور پر بیان کر دیا کہ دیکھو موت تو بالاتفاق ایک ہی ہے اسطرح حیات بھی ایک ہی ہے) اور ہمکو صرف زمانہ (کی گردش) سے موت آجاتی ہے (مطلب یہ کہ مرد زمان سے قوی بدنیہ تحلیل ہوتے ہیں اور ان اسباب طبعیہ سے موت آجاتی ہے اور اسی طرح حیات کا سبب بھی امور طبعیہ ہیں پس جب موت و حیات مقتضا اسباب طبعیہ کا ہے اور حیات ثانیہ کو اسباب طبعیہ مقتضی ہیں نہیں تو حیات ثانیہ نہ ہوگی تو یہ قول ما یھلکنا الخ بمنزلہ دلیل کے ہے قول ہی الا حیاتنا پر اور اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ خدا کے منکر ہوں لیکن فلاسفہ یونانیہ کیطرح سے باوجود واجب الوجود کے ماننے کے صدور نوعیہ کو فاعل اور ہیولی کو قابل مانتے تھے) اور (آگے اُن کی تحمیل ہے) اُن لوگوں کے پاس اسپر کوئی دلیل محض اٹکل سے ہانک رہے ہیں (یعنی نفی حیات اخرویہ پر کوئی دلیل نہیں اور جو دلیل ذکر کی ہے خود اُسپر کوئی دلیل نہیں اور عدم ہدایت ظاہر ہے بلکہ بطلان دلیل ہے جیسا کہ علم کلام میں ثابت ہوا ہے کہ حق تعالےٰ فاعل مختار ہے اور یہ نافی ہے اسباب طبعیہ پر کسی مسبب کے موقوف ہونے کو پس نہ تو انکے پاس کوئی دلیل ہے اور (اہل) حق کی دلیل کا وہ کچھ جواب دیسکتے ہیں چنانچہ) جو وقت (اس بارہ میں) اُنکے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں (جنکی صحت و قطعیت پر خود اُنکی صنعت فی آیۃ اعجاز دلیل ہے) پڑھی جاتی ہیں (جو اثبات مطلوب کے لیے کافی ہیں) تو ان کا (اُسپر) بجز اسکے اور کوئی جواب نہیں ہوتا کہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادوں کو (زندہ کر کے) سامنے لے آؤ اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو

اللغات الدھر فی الروح ای طول الزمان فالدہر اخص من الزمان ویقال ہو لغۃ نائیۃ ویقال ہو لغۃ ہذلیۃ وہو الای نزلت بہ فلدہر ہو ہنا مصدر لان الدہر بمعنی السائن مقول من المصدر ویقال دہرہ ودہر الای غلبہ اھ مختصراً

النحو قولہ علی حد حال من المفعول الی ضمنہ حالۃ بطریق الدوی فہو کقولہ تعالیٰ فما اختلفوا الا من بعد ما جاءہم العلم

من بعد اللہ ای من بعد اضلالہ تعالےٰ ایاہ وقیل المعنی فمن یہدیہ غیر اللہ سبحانہ۔ قولہ ما ھی ای الحیوۃ مطلقاً۔

البلاغۃ افلا تذکرون فیہ التفات

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى

اور اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جس روز قیامت قائم ہوگی اُس روز اہل باطل خسارہ میں پڑینگے اور آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ زانو کے بھل گر پڑیں گے ہر فرقہ اپنے نامۂ اعمال

اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا

کی طرف بلایا جاویگا آج تم کو تمہارے کیے کا بدلہ ملیگا یہ ہمارا دفتر ہے جو تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے ہم تمہارے اعمال کو لکھواتے جاتے تھے سو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کیے تھے تو اُن کو اُن کا رب اپنی رحمت میں داخل کریگا۔ اور یہ صریح کامیابی ہے اور جو لوگ کافر تھے۔ کیا میری آیتیں تم کو پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں

فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ

سو تم نے تکبر کیا تھا اور تم بڑے مجرم تھے اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے تو تم کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے محض ایک خیال سا

اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ

تو ہم کو بھی ہوتا ہے اور ہم کو یقین نہیں۔ اور ان کو اپنے تمام بُرے اعمال ظاہر ہو جاوینگے اور جس کے ساتھ وہ مسخرا کیا کرتے تھے وہ انکو گھیر لیگا۔ اور کہا جاویگا کہ آج ہم تمکو بھلا دینگے جس طرح تم نے اپنے اس دن کے آنے

يَوْمِكُمْ هٰذَا ۠ وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

جملہ کو بھلا رکھا تھا۔ اور تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا مددگار نہیں یہ اس سبب سے ہے کہ تم نے خدا تعالیٰ کی آیتوں کی ہنسی اڑائی تھی اور تمکو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔ سو آج نہ تو یہ لوگ دوزخ سے نکالے جاوینگے اور نہ ان سے خدا کی خفگی کا عذر اٹھایا جاویگا

(اور اس جواب کے سوا کوئی اور جواب نہیں دیسکتے مثلاً کسی دلیل عقلی سے اسکا ممتنع عقلی ہونا ثابت کردیتے تاکہ معارضہ کے وقت دلیل نقلی کو بر تقدیر صحت کے مؤول اور بر تقدیر عدم صحت کے متروک کیا جاوے یا قرآن کا مثل لے آتے تاکہ اعجاز کا جواب ہو جاتا مگر انمیں سے کوئی جواب نہ بن پڑا اور جو جواب یا محض نامعقول کیونکہ احیاء خاص کی نفی سے مطلق احیاء کی نفی نہیں لازم آتی چنانچہ اسی جواب الجواب کے لیے ارشاد ہے کہ آپ یوں کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمکو (جبتک چاہتا ہے پھر (جب چاہیگا) تمکو موت دیگا پھر قیامت کے دن جس کے وقوع میں شک نہیں تمکو (زندہ کرکے) جمع کریگا پس دعوی اس روز کے احیاء کا ہے اور عدم احیاء موتی فی الدنیا سے اس احیاء کی نفی لازم نہیں آتی) لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے اور بلاد لیل خود و بلا ہم دلیل

مخالف انکار جن کا کرتے ہیں)

تائید جواب مذکور و بعض واقعات یوم النشور

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۠ وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ اور (آگے واقعات کا ذکر ہے کہ) جس روز قیامت قائم ہوگی اُس روز اہل باطل خسارہ میں پڑینگے اور آپ (اُس روز) ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ (ڈرے خوف کے) زانو کے بھل گر پڑینگے ہر فرقہ اپنے (اعمال مندرجہ) نامہ اعمال (کے حساب) کی طرف بلایا جاوے گا (یہ مطلب ہے نامۂ اعمال کی طرف بلانے کا ورنہ نامۂ اعمال تو خود اُن کے پاس ہونگے اور اُن کو مع نامۂ اعمال کے بلایا جانا ثابت ہے قال تعالیٰ یدعو کل اناس بامامھم اور اُن سے کہا جاوے گا کہ) آج تم کو تمہارے کیے کا بدلہ ملیگا (اور کہا جاوے گا کہ) یہ (نامہ اعمال) ہمارا (لکھایا ہوا) دفتر ہے جو تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے (یعنی تمہارے اعمال کو ظاہر کر رہا ہے اور) ہم (دنیا میں) تمہارے (سب) اعمال کو (فرشتوں سے) لکھواتے جاتے تھے (اور یہ اُن ہی کا مجموعہ ہے) سو (حساب کے بعد فیصلہ یہ ہوگا کہ) جو لوگ ایمان لائے تھے اور اُنہوں نے اچھے کام کیے تھے تو اُن کو اُن کا رب اپنی رحمت میں داخل کریگا اور یہ صریح کامیابی ہے

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی جاثیۃ گر پڑینگے کذا نقل فی الخازن عن ابن عباس رضی اللہ عنہ والقاموس ۱۲ ان فی المقابلۃ سائغۃ خلافا لمن منعہ فتامل ۱۲ منہ

اللغات نستنسخ ای نامر الناسخ والکتابۃ۔ قولہ الاضداد ای ضعفا فالنفی للضعیف والمستثنی منہ مطلق الظن فالکلام ہکذا ان نظن ظنا الا ظنا ضعیفا فلا اشکال ولا احتیاج لما یزال ۱۲

ع ۱۱ ۲۰

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

سو تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور پروردگار ہے زمین کا پروردگار ہے تمام عالم کا۔ اور اُسی کو بڑائی ہے آسمان و زمین میں۔ اور وہی زبردست ہے حکمت والا ہے

اور جو لوگ کافر تھے (اُن سے کہا جاویگا کہ) کیا میری آیتیں تم کو پڑھ کر نہیں سُنائی جاتی تھیں سو تم نے (اُن کے قبول کرنے سے) تکبر کیا تھا اور (اسوجہ سے) تم بڑے مجرم تھے اور (تمہارا یہ حال تھا کہ) جب (تم سے) کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ (بعث و مجازات کا) حق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے تو تم (نہایت بے پروائی سے) کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے (صرف سُننے سُنانے سے) محض ایک خیال سا تو ہم کو بھی ہوتا ہے (جیسے قضایائے کاذبہ میں بھی تصور بالاصطلاح المنطقی ہوا کرتا ہے) اور (قضایائے یقینیہ یا مظنونہ کی تصدیق بالاصطلاح المنطقی کی طرح) ہم کو (اُس کا) یقین (حاصل) نہیں (بلکہ اُن کے اور اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو احتمال بھی نہیں یا یہ قول عوام اہل تردد کا ہے اور ماذری سے بھی تیقن کی نفی ہو اور نفی کا تیقن نہ ہو) اور (اُسوقت) اُن کو اپنے تمام بُرے اعمال ظاہر ہو جاوینگے اور جس (عذاب) کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ اُن کو آگھیرے گا اور (اُن سے) کہا جاوے گا کہ آج ہم تم کو بُھلائے دیتے ہیں (یعنی رحمت سے محروم کیے دیتے ہیں جس کو بھلانا مجازاً کہدیا) جیسا تم نے اپنے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا اور (آج) تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں یہ (سزا) اس وجہ سے ہے کہ تم نے خدا تعالےٰ کی آیتوں کی ہنسی اُڑائی تھی اور تم کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا (کہ اُس میں مشغول ہو کر آخرت سے بالکل غافل بلکہ منکر ہو گئے تھے) سو آج نہ تو یہ لوگ دوزخ سے نکالے جاویں گے اور نہ ان سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاوے گا (یعنی اس کا موقع نہ دیا جاوے گا کہ توبہ کر کے خدا کو راضی کر لیں) ف توی کل امۃ جاثیۃ میں لفظ کل اگر عام ہو تو ظاہراً ہول کا ثبوت مقبولین کے لیے بھی لازم آتا ہے لیکن ممکن ہے کہ بہت تھوڑی دیر کے لیے ہونے سے وہ معتد بہ نہ ہو اس لیے نفی فزع کی نصوص سے اس کا تعارض نہ ہوگا اور اگر عام مخصوص البعض ہو تو سوال ہی متوجہ نہیں ہوتا۔ اور اگر جاثیہ کے معنی مثل دوسرے مفسرین کے یہ کیے جاویں گے کہ حساب کے وقت ادب کی وجہ سے دوزانو بیٹھے ہوں گے تو پھر کچھ اشکال ہی نہیں۔ اور ظن و استیقان کے ترجمہ میں مراد تصور و تصدیق سے معتبر عند المنطقیین ہے ربط اوپر مباحث سورت سے حق تعالےٰ کی رحمت و حکمت اور عظمت و عزت اور لطف و ہیبت پر دلالت ہوتی ہے چنانچہ مسئلہ نبوت سے رحمت اور حکمت اور مسئلہ توحید سے عزت اور عظمت اور مسئلہ معاد سے لطف اور ہیبت کا ہونا ظاہر ہے آگے خاتمہ میں بطور تفریع کے اسی مدلول لزومی کی تصریح قصدی ہے۔

بیان صفات کمال ذی الاکرام والجلال

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (جب یہ تمام مضامین سُن لیے) سو (ان سے یہ بھی سمجھ میں آگیا کہ) تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے (ثابت) ہیں جو پروردگار (یعنی موجد و مبقی) ہے آسمانوں کا اور پروردگار ہے زمین کا (اور آسمان و زمین ہی کی کیا تخصیص ہے وہ تو) پروردگار ہے تمام عالم کا (اس سے رحمت معلوم ہوئی کیونکہ ایجاد و ابقاء اصل رحمت ہے) اور اُسی کو بڑائی ہے (جس کا ظہور آثار سے) آسمان و زمین میں (ہو رہا ہے) اور وہی زبردست ہے حکمت والا ہے (اسکی دلالت بقیہ صفات مذکورہ پر ظاہر ہے) ف الحمد للہ علی تمام تفسیر سورۃ الجاثیۃ وبہ ختم الجلد العاشر من التفسیر وبہ ختم خمس واربعون من سور القرآن المنیر وایضا بالاتفاق الحسن العجیب ختم اذ فاق خمسۃ واربعون سنۃ مع زیادۃ قلیلۃ ما تبلغ نصف شھر من سن ھذا الفقیر وکان ھذا فی یوم الخمیس لسبعۃ عشر من ربیع الثانی سنۃ ۱۳۲۵ من ھجرۃ البشیر النذیر صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا فی کثیر وما بقی فی الآتی من السور ما کثرہ قصیر رایت ان احذف التمھید من اولھا والتاریخ من اٰخرھا الا لعارض ھو الجبیر وادعوہ تعالےٰ ان یوفقنی کما تمام البقیۃ وھو علی کل شیء قدیر

النحو قولہ رب العالمین بدل من ماقبلہ۔ قولہ فی السمٰوٰت فی موضع الحال او متعلق بالکبریاء ۱۲
البلاغۃ قولہ رب السمٰوٰت الخ فی تکریر لفظ الرب تاکید وایذان بان ربوبیۃ تعالےٰ کل طریق الاصالۃ

قولہ فی السمٰوٰت والتقیید بہ لکمال ظھور آثار الکبریاء۔ وامکان مضاھاتھا والاظھار فی مقام الاضمار لتفخیم شان الکبریاء فقط واللہ اعلم ۱۲

ربع ثانی ابانۃ البیان حاشیہ بیان القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاشیۃ المجلد الرابع منہ

ص ۱۵ س ۶ قولہ تعالیٰ فعلیاً فی الجلالین ومازائدۃ لتاکید التعلیۃ قلت وہی نکرۃ۔

ص ۳ س ۱۷ حاشیہ فوقانی قولہ الکمتین الخ قلت کمہ بالکسر وتشدید الدال بلد بترازد وکذا فی المنتخب الشاہین عمود ترازد وکما فی المنتخب النفائس ومنتخب اللغات واللسان مذبۃ المیزان کما فی القاموس۔

ص ۵ س ۲۲ قولہ آخرت بل الخ دوسری تطبین اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ گر وعائے کفار سے کبھی حسب امر تکوینی انکا مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن اصل مقصود وعا وہی ہے کہ اکرام داعی اور رضائے حق حاصل ہو یہ اُن کو میسر نہیں آتا پس یہ دعا الکفرین الخ کا یہ مطلب ہے فافہم اور آخرت کے باب میں اُنکی دعا سے نفس مطلوب بھی حاصل نہیں ہوتا اور اسکی دلیل مستقل ہے وہو قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ والکفر فی حکم الشرک فی ہذا الباب بالاجماع فلو حصل المغفرۃ لہم لزم خلف الوعید وہو ممتنع لغیرہ فالقبیل دعائہم فی باب الآخرۃ کالعدم۔

ص ۹ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین قولہ الحین المادۃ بضم وفتح ہیم نقرہ کذا فی المنتخب۔

ص ۱۰ س ۵ قولہ تعالیٰ مالم ینزل بہ سلطاناً قال البیضاوی لاسلطان حجی تنزل اللہ قلت حاصل المقام انہ عز وجل لم یجعل لہ دلیلاً والتعبیر لعدم السلطان لعدم التنزیل اشارۃ الی ان مقصودہم بالاصل الانتہ یلہ تعالیٰ لہ علیہم فان السلطان لولم یطلع علیہ لافید غیرہ بالمقصود تامل۔

ص ۱۲ س ۲۶ قولہ لم یدع فی القوس منزعاً وہو کسر الیم بمعنی السیہام کما فی المنتخب والحاصل انہ لم یقصر فی ایذائہ شیئاً قلت وہذا شدۃ والمقام من مزال الاقدام تامل۔

حاشیہ فوقانی ص ۱۹ قولہ نفی الاستیفاء الخ قلت معناہ لو قدر علیہ علی سبیل الفرض لانبغ فیہ المبالغۃ تامل۔

ص ۳۰ س ۱۵ قولہ معلق الخ وذکر العلم ان السحاب المستعر للمیاہ العظیمۃ انما بقی معلقاً فی الہواء لانہ تعالیٰ ورحکمتہ ان یحرک الریاح تحریکاً شدیداً وتلک فوائد منہا ان اجزاء السحاب یضم الی بعض وتیرا کم وینعقد السحاب الکثیف الماطر ثم تصیر متفرقۃ ومنہا ان تحرک الریاح بمنہ ویسرۃ فتجمع الاجزاء المائیۃ الرشیۃ علی الزرع فیبقی معلقاً فی الہواء ومنہا ان یناق السحاب

الی موضع علم اللہ احتیاجہم الی النزول الاطلاقہ کذا فی البیضاوی۔

ص ۲۴ س ۲ حاشیہ تحتانی قولہ عروق فی منتخب اللغات بالضم بے ہر دو پائے ستور کہ بنزلہ زانو ہر دو دست واسم

ص ۲۷ س ۳ قولہ لم تغنہا ای لم تمہدا الارواح جمع ریح یعنی باد دو یم دیہ بالکسر باران بیوستہ بے برق در عدد دیم جمع کما فی الصراح۔

ص ۲۹ س ۳ قولہ تعالیٰ وقدس الخ قلت ایثار المس علی الاصابۃ لاشعار العدم استمراره فافہم۔

ص ۳۲ س ۱۱ قولہ سبطیان الخ فی المنتخب سبط بالکسر طائفہ از فرزندان یعقوب علیہ السلام وقبط بالکسر اہل مصر کہ آبا و اجداد ایشان در مصر بودہ اند بخلاف سبط کہ از اولاد یعقوب در آنجا نشود نمایا فتند۔ اھ

ص ۳۳ س ۶ قولہ تعالیٰ استر بہم اے ربہو بہم قال ابو البقاء ہذا کقولہ واستغشوا ثیابہم۔

ص ۳۳ س ۱۷ قولہ انقلاب حقائق الخ قلت ہذا الکلام مبنی علی التحقیق لاعلی التوجیہ فان الفلاسفۃ لایقرون بما ذکرہ المفسر العلام بل مرادہم اعم من ذلک قال فی کشف الظنون حاصل ما ذکرہ العسقدی فی شرح لامیۃ العجم ان الناس فیہ علی طرفین فقال کثیر منہم مطلانۃ منہم الشیخ الرئیس ابن سینا بطلہ بمقدمات من کتب الشفاء والشیخ تقی الدین ابن تیمیۃ صنف رسالۃ فی الکیمیاء فی انکارہ وصنف یعقوب الکندی ایضاً رسالۃ فی ابطالہ لکنہم لم یوردوا شیئاً یفید الظن فضلاً عن القین ذہب آخرون الی امکانہ منہم الامام الرازی فانہ فی المباحث المشرقیۃ عقد فصلاً فی بیان امکانہ والشیخ نجم الدین بن ابی الدار البغدادی رد علی الشیخ ابن تیمیۃ وزیف اقالہ فی رسالتہ رد ابو بکر محمد بن ذکریا الرازی علی یعقوب الکندی واستدل الامام فی الملخص علی امکانہ فقال الامکان العقلی ثابت لان الاجسام مشترکۃ الجسمیۃ فوجب ان یصح علی کل واحد ما یصح فی الآخر دعلی ابن ماجۃ الاندلسی فی بعض تالیفہ عن الشیخ ابی نصر الفارابی انہ قال قد بین ارسطو فی کتابہ من الماوراء ان ممانعۃ لکیا داخلۃ تحت الامکان الا انہا من الممکن الذی لایصیر وجودہ بالفعل انتہی ملخصاً فی رد المحتار وا نظر ہاہنا مذہبنا ثبوت انقلاب الحقائق اھ ورجحہ ابن حجر فی تحفۃ المنہاج (محموشہ الصاوی مصححاً) قلت کلام المفسر العلام یحتمل انیق لطیف فی نفسہ لکن لاتظن انہ توجیہ لکلام جمیع الفلاسفۃ فان تصریح بعض القائلین باقتناع انقلاب الحقائق مطلقاً یابی ذلک فافہم وتامل۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۶ قولہ حاشر بن فی الطبری من یحشر السحرۃ یجمعہم الیک قلت فسرناہ جامعین وقولہ وہم الحوان الولاۃ قلت رواہا الامام العلامۃ ازاد ابن جریر الطبری عن ابن عباس۔

ص ۳۴ حاشیہ تحتانی یسار قولہ لم ارسن تعرض الخ قلت تعرض لہ ابو البقاء فی اعراب القرآن فقال قولہ اما ان تلقی فی موضع ان والفعل وجہان احدہما رفع ای امرنا اما الالقاء والثانی نصب ای امان تفعل الالقاء۔

ص ۳۷ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ تتنازعہم الی اذا وقع موقع الفعل لاصطلاحہم الذی کان بدل علیہ فاؤہ المؤلف العلام۔

ص ۳۸ س ۱ قولہ تعوہ واو رشنا قال الطبری فاقبل جل ثناؤہ واوحی الیہ ذلک بنی اسرائیل بملاک من کان فیہا من العمالقۃ وفی النیابوری فی قولہ یسقیکم فعلوف ای یفعل الاباء واو استحیاء الماء واو استحذاء ہی فی الاعمال الشاقۃ۔ حاشیہ تحتانی یسار قولہ ضعفۃ قلت لان فیہ العطف علی الموصوف قبل الصفۃ کما فی اعراب القرآن للنہایۃ وغیرہ لعلک تجد قولا من اہل السیر فافہم للنیابوری۔

ص ۴۰ س ۵ قولہ تعہ لبقاتنا قال النیابوری اللام بمعنی الاستعلاء کانہ قیل اختص محمدہ بہ قتنا الذی سدونا کما یقول الرئیۃ یعثر علیوں من شہر کذا اھ قلت وہذا فی زیادۃ اللام اشارۃ الی الاستمثال الکامل الحاصل من موسیٰ حیث لم یتقدم علیہ ولہ بتاً عرفہ فافہم وقولہ لترتبی قال فی الجلالین لتعبیرہ دون لم ارفید امکان رویۃ تعالیٰ اھ وقولہ للجبل قلت اللام للصلۃ افادہ المؤلف العلام قولہ لکا ای مدکوکا کذا فی النیابوری والمراد بالجبل ہہنا الطور کما نقلہ الطبری عن ابن اسحٰق عن بعض اہل العلم باحادیث اہل الکتاب قلت وہو الظاہر والا فاشہر من ان الجبل صار کحلا بالجبل فہو مالا اصل لہ عندی بل لہ معدن کمعادن الحدید الخ

ص ۴۲ س ۱۹ قولہ امتناع شرعی قلت دلیل علیہ ایضاً ما رواہ الترمذی عن ابن عمر مرفوعاً ان ربکم لا یحدث ربما یموت او کما قال ثم قال الترمذی حسن صحیح

س ۲۰ قولہ نوخاص قلت اریدبہ نوخ ذات الصنعۃ کما فی النیابوری ہذا القول من المؤلف العلام قصدبہ حاشیہ فوقانی

س ۸ قولہ نجاذب اے فتوافق۔

ص ۴۳ س ۵ قولہ اجلتہم قال ابو احمد ی العجلۃ التقدم بالشیٔ قبل وقتہ ولذلک صارت مذمومۃ فی الاغلب بخلاف السرعۃ فانہا محمودۃ فی اول وقتہ کذا فی النیابوری

س ۷ قولہ تعالیٰ۔ الالواح قلت اخرج ابو الشیخ فی الالواح التی انزلت علی موسیٰ علیہ السلام کانت من سدر الجنۃ کان طول اللوح اثنی عشر ذراعاً کذا فی الاتقان۔

س ۱۱ قولہ تجلی کے معنی الخ قلت الظاہر انہ کان فیہ مخلوقاً وصدرہ المؤلف العلام حاشیہ تحتانی یمین

س ۲ قولہ للمفعول بہ قلت الانظہر ان یقال للمفعول فیہ فی الموضعین کما قالوا از مخشری ونقل عنہ النیابوری

ص ۴۴ س ۵ قولہ تعالیٰ لنرہم قال النیابوری ادخل اللام فی المفعول لتقدمہ فان تاخیر الفعل یکسبہ ضعفا ونظیرہ للرؤیا تعبرون وتوکلک لزید ضربت وبجوز ان یکون المراد للذین ہم لاجل ربہم یرہبون للریاء وسمعۃ وجوز تعلیقہم ان یکون اللام صلۃ محذوف کما مر۔ س ۲۲ قولہ میرے بعد یہ بڑی الخ قال النیابوری ومن حق الخلفۃ ان یسیر والسیرۃ مستخلفیہم من بعدہم۔

ص ۴۵ س ۸ حاشیہ فوقانی بضم سکن قلت قال الطبری وکذلک کل کاف عن شیٔ ساکت عنہ وانما قیل للساکت عن الکلام سکت لکفہ عنہ وقد ذکر عن یونس الجرمی انہ قال یقال سکت عنہ الحزن وکل شیٔ فہناءہم ومنہ قول ابی النجم وسمعت الاعرابی یقال تسیحا وسکت المکان ان یصیحا

ص ۴۶ س ۱۵ قولہ کہیں آپ الخ قلت ہذا علی تقدیر کون الاستفہام للانکار واختار الزمخشری انہ للاستعطاف فافہم

(اوالنفاۃ فی الاستعطاف ذالا شکال ران ھاھنا کذا توجیہ صفحہ ۲ والاستعطاف توجیہ معنوی ۱۲ منہ)

معناہ علیہ

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ السبت قلت قال الطبری ویوم السبتون لانہ کان یوم فراغ الخالق من الخلق وذالک یوم السبتون بضم السین من السبت القوم لسبتون اذا وفدوا وفی حدیث ابی الحسن البصری ان کان یقرؤہ یوم السبتون بضم الیاء والسبت القوم لسبتون اذا وفدوا وفی حدیث ابی الحسن البصری ان کان یقرؤہ یوم السبتون بضم الیاء والسبت القوم لسبتون اذا وفدوا وفی السبت اھ و قولہ شرعاً جمع شارع کما فی النیابوری۔

ص ۵۱ حاشیہ تحتانی یمین ۳ قولہ عطف علی معنی الم یؤخذ قلت اشارۃ الی قراءۃ المعطفین س ۴ قولہ عدی الخ قلت وا صل تعدیتہ بفی۔

ص ۵۲ س ۱۰ قولہ اقاموا الصلوٰۃ قلت او وقعت فی ہذا الموضع علی تقدیر حذف اے لانضیع اجر ہم لانہم المصلحون والمضیع اجر المصلحین کما فی النیابوری

ص ۵۵ س ۳ قولہ تم کمثل الکلب الخ اعلم ان التمثیل ما رقع بجمع الکلاب اناد قع بالکلاب اللاہث وخس الحیوانات ہو الکلب الخس الکلاب بجمع اللاہث کذا فی النیسابوری حاشیہ تھانی س ۳ قولہ فیفید المضاف الخ قلت توضیحہ ما فی النیسابوری ولا بد من تقدیر مضاف لیناسب التمییز المخصوص بالذم فیصیر التقدیر ساء مثلا مثل القوم وفی سائر ہذہ التمییزات ہم لغیر المنصوب ابتداء وتضمنا

ص ۵۸ حاشیہ تھانی یمین س ۲ قولہ والاستشار قلت فی الصراح استارزیدن ای استبدہ۔

ص ۶۳ حاشیہ تھانی س ۱۔ قولہ النزع النخس قلت معناہ کما فی المنتخب سرجوب یا سر انگشت بہ کسے زدن۔

ص ۶۷ س ۹ قولہ تعم حقانی النیسابوری صفۃ مصدر محذوف ای ایمانا حقا وہو مصدر مؤکد للجملۃ قبلہ اھ س ۲۲ قولہ اگر تم ایمان والے ہو قلت التشرط للترغیب کالتعلیق حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ مضبوط قلت ہذا ہو التحقیق علی التحقیق فان الایمان من معقولہ الکیف والتشدید بالطاعۃ لا کثیر بہا والوفق بین الکثرۃ والشدۃ بدیہی والاختلاف فی المسئلۃ تلفیقی فتنبہ

ص ۷۹ س ۱۔ قولہ انہا لکم قال فی اعراب القرآن فی موضع نصب بدلا من احدی بدل الاشتمال او التقدیر انی لعدکم اللہ ملکۃ احدی الطائفتین س ۲۷ قولہ دوسری جگہ یواسطہ الخ قلت المقصود بالمجموع بیان احقاق الحق تاکیدا فی النیسابوری فان قبل الحق حق لذاتہ والباطل باطل فی ذاتہ وما ثبت للشئ لذاتہ فانہ یمتنع تحصیلہ لجعل جاعل قلنا المراد اظہار کون الحق حقا والباطل باطلا وذلک یکون تارۃ بانفسہا بالدلائل وتارۃ بالنقل وبواسطۃ الباطل فان قبل الحق الکلام انما یفید اذا المراد بالاول تثبیت ما وعدہ فی ہذہ الواقعۃ من الظفر بالاعداء والمراد بالثانی اعلاء الاسلام وحق الکفر واحاصل ان اللام جزئی لے انتم تریدون العیر واللہ یرید اہلاک الغیر والثانی کالی لتشمل ہذہ القضیۃ وغیرہا من القضایا التی حصل فی ضمنہا اعلاء کلمۃ اللہ وقمع کلمۃ الکفر اھ۔

ص ۷۲ قولہ تعم لبیلی المؤمنین الخ قلت فی الصراح الہلیۃ معروفا ای اعطیتہ وفی النیسابوری قال القاضی ان للمفسرین اجمعوا علی ان معنی البلاء ہہنا النعمۃ لکان یحمل المنحۃ ای الذی فعلہ اللہ تعالی یوم بدر کان کالسبب فی حصول تکلیف شاق علیہم فیما بعد وذلک من الغرائب اھ

ص ۷۴ س ۱۳ قولہ تعم اموالکم واولادکم قلت قدم الاموال مع کون الاولاد احب منہا الی الانسان تبعا لان المال یحتاج الیہ کثیرا لولان فی تحصیلہ شغلا کثیرا فحق لہ ان یہتم وصوبہ المؤلف العلام۔

ص ۷۷ س ۷۔ ان اولیاءہ الا المتقون قلت استدل بہ بعض الاکابر علی کون المتقی ولیا للہ تعالی باعتبار رجوع الضمیر الی اللہ تعالی مع ان ظاہر المرجع ہو المسجد الحرام وقد ارجع الضمیر الی اللہ تعالی الامام الطبری لکنہ بحمل التاویل وہو ان یقال ان متولی المسجد لا ینبغی ان یکون الا ولیا للہ تعالی والمراد بہ العادل مقبول الشہادۃ غیر الفاسق وہم لیسوا بأولیاء للہ تعالی بل اولیاءہ انما ہم المتقون فلا یکون احدہم متولیا للمسجد الحرام وانما یکون المتولی متقیا وہو المسلم ورد الدیلمی مرفوعا ما نصہ سئل رسول اللہ صلعم عن آل محمد فقال کل تقی من آل محمد ثم قرأ ان اولیاءہ الا المتقون کما فی المرقاۃ شرح المشکوۃ ففیہ استئناس لما صلے اللہ علیہ وسلم بہذہ الآیۃ علی کون المتقی ولیا للہ تعالی فلہذا تاکد التاویل الذی ذکرتہ واللہ تعالے اعلم

س ۹ قولہ تعم مکارم فی النیسابوری والمکارم افعال کالشعار والرغائر من مکارمکم اذا صغرو التصدیۃ التصفیق اھ وقولہ فذوقوا الخ قلت فیہ تہکم کما ہنا قیل ذوقوہ موضع الطعام واللذائذ وایضا النار مآلہم الی خفۃ ہذا العذاب باعتبار عذاب الآخرۃ۔

س ۱۳۔ قولہ تعم فیہ کم قلت ہذا ترکم لشدۃ الخ فی فان النظر کثیرا ما یقع علی الجماعۃ لا علی الواحد۔

ص ۷۹ س ۱۵۔ قولہ کشاف میں الخ قلت اورد الطبری نفس مضمونہ عن عکرمۃ وابن زید ولم یفرق بین المانعین لنبی س ۲۰ قولہ شرک قلت رواہ الطبری عن ابن عباس رض

ص ۸۰ س ۱۔ قولہ تعم ان کنتم الخ قلت الشرط للترغیب کالتعلیق۔

ص ۸۱ س ۵ قولہ تعالی کثیرا فی النیسابوری حال لان الارادۃ قد استوفت مفعولیہ فلن یتعدی الی ثالث اھ محصلا

ص ۸۳ س ۳ قولہ تعنکص علی عقبیہ ای یرجع مدبرا رواہ الطبری عن ابن عباس رض

ص ۸۵ حاشیہ فوقانی س ۱۱۔ قولہ من الخ قلت اشارۃ الی فائدۃ زیادۃ من فان عادت لیستعمل بغیر صفۃ افادہ المؤلف العلام۔

ص ۸۹ حاشیہ فوقانی س ۴ قولہ المشہور قال المؤلف العلام ہو الحمل علی المتبادر من قصد المخاطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ص ۹۰ س ۲ قولہ وہو یہ کہ الخ قلت وحسن منہ عندی ما فی النیسابوری ای لو لا حکم من اللہ سبق اثباتہ فی اللوح وہو انہ لا یعاقب احدا یخطی فی الاجتہاد ونقل الطبری معناہ عن مجاہد ومشی علیہ فی نور الانوار ۴ وللناس فیما یعتقون مذاہب۔

ص ۹۲ س ۳ قولہ تعم الاعلی قوم قال الطبری ای الاان لیتضرعوا الخ۔

ص ۹۵ س ۱۰۔ قولہ کہ میں اور قبائل بھی تھے حضرت مؤلف علام نے فرمایا کہ اس صلح کے زمانہ میں بعض مسلمان بھی مکہ معظمہ میں کفار کی قید میں تھے کما اخرجہ البخاری۔

ص ۱۰۰ س ۱۶ قولہ اور حج اکبر اختر از ہے قلت نقلہ الطبری عن عطاءؒ واختارہ وفی الاتقان اخرج الترمذی عن علیؓ قال سالت رسول اللہ صلعم عن یوم الحج الاکبر فقال یوم النحر ولہ شاہد عن ابن عمر عند ابن جریر اخرج ابن ابی حاتم عن المسور بن مخرمۃ ان رسول اللہ قال یوم عرفۃ یوم الحج الاکبر اھ قلت لا تعارض بینہما لاختلاف جہات الفضل فان یوم النحر فیہ انتہاء احکام الحج وہو یوم عرفۃ فیہ الوقوف بعرفات وہو معظم ارکان الحج فافہم واما ما اشتہر بین الناس من ان الحج الاکبر ہو الحج الذی یقع یوم الجمعۃ فلا اصل لہ ای من حیث ہذہ التسمیۃ والا ورد حدیث ضعیف فی فضل الحج الذی یقع یوم الجمعۃ نقلا فتدبر الشوکانی ۷ فی الفوائد المجموعۃ فتنظر فیہ۔

ص ۱۰۳ حاشیہ تھانی لیسار س ۲ قولہ ابن مردویہ قلت یقرأ بالہاء وبالتاء ایضا قالوا لو بالضم ثم السکون فہم بعدہ التقتان والسکون وکسرۃ الاخیرۃ والثانی بضم الدال ثم السکون ثم الفتح ثم التاء۔

ص ۱۰۵ حاشیہ تھانی لیسار قولہ الروایات الخ قلت فی لباب المنقول اخرج العقیلی عن ابن سیرین قال قدم علی بن ابی طالب مکۃ وقال لقوم سامہم الا تسامروا الا تحفروا بئر زمزم الا تسامروا الا تحفروا بئر زمزم الا تسامروا الا تحفروا بئر زمز

ص ۱۱۶ س ۱ قولہ تعالیٰ عفا اللہ عنک قال المحقق النیسابوری انما جاء علی عادۃ العرب فی التعظیم والتوقیر فتقدم امثال ذلک بین یدی الکلام یقولون عفا اللہ عنک ما صنعت فی امری رضی اللہ عنک جوابک عن کلامی اھ وفیہ ایضا ولا یمکن ان یکون المراد من ذلک التبین ہو المتبین بطریق الوحی والا کان ترک ذلک کبیرۃ فتعین ان یحمل التبین علی استعلام الحال بطریق الاجتہاد لیکون الخطأ فی الاجتہاد لا فی النص اھ وقولہ لم اذنت الخ قلت یعنی ما کان ینبغی لک الخ

ص ۱۱۷ س ۱ قولہ تبطیم فی المنتخب تنبیط مشغول کردن و باز داشتن از کاری ص ۳ قولہ تعالیٰ خبالا قلت یعنی فسادا و قولہ سیغوکم الفتنۃ فی اعراب القرآن حال من الضمیر فی اوضعوا۔

ص ۱۲۰ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ والمغارات قال البطربری واحدتہا مغارۃ۔

ص ۱۲۲ حاشیہ تحتانی قولہ اذن قال البطربری ہو من قولہم رجل اذنۃ مثل فعلۃ اذا کان یسرع الاصغاء الی کل ما یسمع اھ

ص ۱۲۵ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ عراتہم فی المنتخب بالفتح عیب وزشت روی اھ قلت اردیۃ ہہنا کان الکفر فظہر تہم واصلہم۔

ص ۱۲۶ س ۱ قولہ بشارت ثواب الخ قلت وغیر ذلک من القبول عند اہل اللہ تعالیٰ وحصول دعائہم والاطمینان فی المحبوۃ الدنیا۔

ص ۱۲۷ س ۵ قولہ تعجبت عدن قال البطربری حدثنا موسی بن سہل قال حدثنا آدم قال حدثنا اللیث بن سعد قال حدثنا زیاد بن محمد عن محمد بن کعب القرظی عن فضالۃ بن عبید عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدن دارہ اللہ التی لم ترہا عین ولم تخطر علی قلب بشر وہی مسکنہ ولا یسکنہا معہ من بنی آدم غیر ثلثۃ النبیین والصدیقین والشہداء یقول اللہ تبارک تعالیٰ طوبی لمن دخلک اھ وفیہ من قول العرب عدن فلان بارض کذا اذا اقام بہا وخلد بہا ومنہ المعدن وبقال ہو فی معدن صدق یعنی بر انہ فی اصل ثابت اھ وفی النیسابوری وفی ہذا الخبر دلالۃ علی ان عدنا علم لبقعۃ بعینہا قولہ جنت عدن التی وعد الرحمن عبادہ بالغیب ولو لم یکن علما لم یوصف بالمعرفۃ ولا یجب ان یصلہ صفۃ من قولک عدن بالمکان اذا اقام بہا الی ان قال وعلی ہذا فالجنات کلہا جنت عدن الا ان

فی الکشاف وانما قیل مات وماتوا بلفظ الماضی والمعنی علی الاستقبال علی تقدیر الکون والوجود لانہ کائن موجود لا محالۃ (قلت وبہذا الوجہ تاکد الحکم المتعلق بہ وہو المقصود فی الاصل وفیہ اشعار الی توقع خزیہم فی الدنیا حتما بہذا الحکم وانما وصفہم بالفسق بعد وصفہم بالکفر لان الکافر قد یکون عدلا فی دینہ والکذب والنفاق والخداع والحین والخبث مستقبح فی جمیع الادیان اھ۔

ص ۱۳۳ س ۲۰ قولہ قضیہ شرطیہ بصورت خبریہ ہے یعنی قولہ تعز وان تستغفر لہم الخ اور حکمت اسمیں کلام کی تاکید ہے۔

ص ۱۳۴ س ۱ قولہ تعالیٰ ولا تعجبک الخ وانما قال ہہنا واولادہم بدون لا الخلاف الذی مر قریبا فانہ کان بلا (لان المراد ہہنا لک التزفی من الاولی الی الاعلی وہو ان اعجاب اولئک الاقوام باولادہم فوق اعجابہم بامرالہم کقولک لا یعجبنی الرجل ولا الرجلان ولا الرجال المتوجہ فی ہہنا ارادۃ المعیۃ فقط اما الکفاء بما سبق ہہنا ک والامالان ہؤلاء اقوام آخرون لم یکن عندہم تفاوت بین الامرین کذا فی النیسابوری۔

س ۵ قولہ تعالیٰ لکن الرسول الخ فی النیسابوری نکتۃ ہی ان تخلف ہؤلاء فقد فعص الی الغرور من ہو خیر منہم واصدق نیۃ کقولہ لئن کفر بہا ہؤلاء فقد وکلنا بہا قوما لیسوا بہا بکافرین قلت فظہر وجہ الاستدراک حیث عسی ان یتوہم کیف یعلوا الاسلام ومن یجاہد سبیلہ لما قعدوا فافہم۔

ص ۱۳۵ حاشیہ فوقانی س قبل الاخیر قولہ من سیئ من قلت یحتاج الی ثبوت من آمن منہم ولم اره فان ثبت والا فمن للبیان۔

ص ۱۳۶ س ۵ قولہ الا یجدوا فی ن ای علی ان لا یجدوا اھ

ص ۱۳۸ حاشیہ تحتانی س اقولہ الجبیل فی م گرد ہے از آدمیان

ص ۱۴۰ س ۶ قولہ من سن الخ قلت لیس المراد کون الاولیۃ والدلالۃ موجبا للفضل الکلی مطلقا وانما قیل بالفضل الکلی ذلک فی الصحابۃ بدلیل آخر وہو الاجماع علی ما قالوا فافہم۔

ص ۱۴۱ س ۵ قولہ سکن فی الصراح آسائش وہر چہ بوے آرام گیرد مرد چون زن و فرزند وحرز آن و فی اعراب القرآن معنی مسکون الیہا فلذلک لم یؤنثہ کالقبض بمعنی المقبوض۔

ص ۱۴۲ س ۱۶ قولہ آلہ تطہیر قلت یمکن ان یحمل علی کمال التطہیر۔

ص ۱۴۳ حاشیہ تحتانی یمین س اقولہ الہوۃ فی الصراح بالضم مغاکے وقولہ بچہ ذای برکندا وراء

ص ۱۴۵ س ۷ قولہ والحفظون الخ فی ن کالاجمال بعد تفصیل اھ۔

ص ۱۴۹ س ۱ قولہ الا الیہ فی اعراب القرآن استثناء مثل لا آکر الا اللہ اھ۔

ص ۱۵۰ س ۱۸ قولہ افعال اختیار یہ نہیں قلت الثواب مترتب علی الصبر وہو اختیاری۔

ص ۱۵۱ س ۵ قولہ الکم فی ن مرفوع بالابتداء وخبرہ ارادۃ ہذہ ایانا حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ رقۃ ای ضعف۔

ص ۱۵۲ س ۳ قولہ ما انزلت فی المدارک بازائدۃ مؤکدۃ قلت وکذلک البار فی قولہ تعالیٰ اخبار رحمۃ من اللہ کما فی المدارک

ص ۱۵۳ س ۱ قولہ من انفسکم قلت فی قراءۃ بفتح الفاء للتفاضی عباس ای من افضلکم وشرفکم فی النیسابوری ویشہد ہذہ القراءۃ الی النبی وا وصی واہل البیت علیہم السلام روایت فی الاتقان الحاکم بسند صحیح

حاشیۃ المجلد الخامس

ص ۱ س ۶ حاشیہ تحتانی یمین قولہ من اضافۃ الموصوف الخ قال البطیوسی فی قولہ تعالیٰ روح القدس من اضافۃ الموصوف الی الصفۃ للمبالغۃ فی الاختصاص فی الصفۃ القدس منسوب الیہا فی الاضافۃ بالعکس نحو مال زید اھ محصلا۔

ص ۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۴ قولہ لا یفید الجزم الخ قال العلامۃ التفتازانی فی عقائدہ النسفی ولاہل الحساب فیہ کلام کثیر اکثیرہ خباط یقولون اما کسوف الشمس فان القمر یحول بینہا وبین النظر واما کسوف القمر فان الشمس تخلع نورہا علیہ فاذا وقع فی ظل الارض لم یکن لہ نور یجب ان یکون لہ المقابلۃ ویکون الدخول فی ظل الارض یحجبہ عن الکسوف من کل وجہ بعض قالوا وہذا امر یدل علیہ الحساب والمشاہدۃ فیہ البرہان وردعلیہم بانہم قالوا بالبرہان ان الشمس اضعاف القمر فی الجرمیۃ بالعقل فکیف یحجب الصغیر الکبیر اذا قابلہ بل یاخذ منہ عشرہ وایضا ان الشمس اذا کانت لقطیہ نورہا فکیف یحجب نورہا نورہ من نورہا خباط

والیضا قلتم ان الشمس اکبر من الارض بمئتین ضعفا او نحوہا وقلتم ان القمر اکبر منہا باقل من ذلک بکثیر فبقع الاعظم فی ظل الاصغر وکیف تحجب الارض نور الشمس اھ فی زادتہ منہا والیضا فالشمس لہا فلک مجری والقمر کذلک لہ فلک مجری ولا خلاف ان کل واحد منہا لا یعدو مجراہ کل یوم الی مثلہ من العام فیجتمعان ویتقابلان فلو کان الکسوف لوقوعہ فی ظل الارض فی وقت لکان ذلک وقت محدود معلوما لان المجری منہا محدود معلوم فلما کان تارۃ الاوقات المختلفۃ والمجری واحد والحساب واحد علم قطعا فساد قولہم اھ حاشیہ تحتانی یمین س ۸ قولہ کمد قلت ہو بفتح الاول وکسر الثانی بمعنی منظلم حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ ضیاء فی النیسابوری امان یکون جمع ضوء کحوض وحیاض او مصدر ضاء یضوء مثل قام قیاما اھ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ الرکیۃ قلت علی وزن فعیلۃ کما فی المنتخب ومعناہ کما فی القاموس البیر۔

ص ۴ حاشیہ فوقانی س ۱۹ قولہ اسعاف بمعنے حاجت روا کردن وطلبتہ بفتح طاء وکسر لام بمعنے مطلوب کما فی المنتخب وقولہ رصین اے محکم۔

ص ۵ س ۵ قولہ تعالیٰ وکاذا یوننوانی النیسابوری ان کان عطفا علی ظلوا ویکون اعتراضا والام لتاکید النفی وان لم تکن قد منہم انہم یصرون علی الکفر اھ

ص ۶ حاشیہ فوقانی س ۱ خیر قولہ حالیۃ قلت تقدیرہ وقد جاءتہم کما فی اعراب القرآن

ص ۷ س ۱۲ قولہ فاتوا السورۃ الخ قلت فی النیسابوری کما قالت المعتزلۃ ولم یکن الاتیان بمثل القرآن صحیح الوجود فی الجملۃ لم یتحد العرب بکلہم تحدوا بذلک فدل علی ان القرآن محدث اذ لو کان قدیما والاتیان بالقدیم محال لم یصح ہذا التحدی واجیب بان القرآن یقال بالاشتراک علی الصفۃ القدیمۃ القائمۃ بذات اللہ وعلی ہذہ الحروف والاصوات المحدثۃ والتحدی انما وقع بہذہ لا بذلک اھ قلت قال الکلام ان امتناع مثلہ محال شرعی ولیس بمحال عقلی فتنبہ لعلک تجد بہذا التصحیح فی غیر ہذہ الحکایۃ

ص ۸ س ۱ قولہ تعم من ربہ میں کہتا ہوں کہ اس کا ترجمہ سوار گیا ہم اور وہ یہ ہے ان کے پروردگار کیطرف سے وانما قالوا من ربہ ولم یقولوا من اللہ اشارۃ الی ان تعلق الباری تعالیٰ بالرسول لکونہ ربانیا یقتضی الخصوصیۃ فیہ بخلاف لفظ الجلالۃ فانہ یدل علی الجلالۃ لغلبۃ الغلبۃ منہم بخلاف لفظ الجلالۃ فانہ یدل علی الجلالۃ لغلبۃ الغلبۃ

س ۳ قولہ تعالیٰ واذا اومقنا الخ فی النیسابوری وفی تخصیص الاذاقۃ بجناب الرحمۃ دلیل علی ان کثیرا من الرحمۃ قلیل بالنسبۃ الی سعۃ الوسعۃ واذا الثانیۃ للمفاجاۃ حاشیہ تحتانی یمین قولہ فی زیادۃ یستہزئ الخ قلت والیضا فیہ اشارۃ الی ان عذاب الاولی اخف من عذاب الآخرۃ حاشیہ تحتانی لیسار قولہ ولا نزم قلت حقیقۃ التفضیل تقتضیہ۔

ص ۱۱ س ۳ قولہ تعم ایانا الخ فی الجلالین قدم المفعول للفاصلۃ۔

ص ۱۲ س ۵ قولہ تعم ماذا فی النیسابوری ذا مزیدۃ وما نافیۃ او استفہامیۃ او مجموع ماذا کلمۃ واحدۃ معناہا ای شئ بعد الحق الا الضلال اھ

س ۱۱ قولہ تعم کیف تکفرون فی اعراب القرآن مبتدأ وخبرہ شئ لکم فی الاشراک وکیف تکفرون مستانف۔ حاشیہ تحتانی یمین س ۶ قولہ تلتعثون فی الصراح تلتعثم الرجل فی الامر اذا تمکث وتانی وقال الخلیل نحکل عنہ وتبصرہ اھ

ص ۱۳ س ۳ قولہ مؤوف فی الصراح یقال الیف الزرع مجہولا آفت رسید شد کشت زرع مؤوف نعت فاعل

ص ۱۴ س ۱۱ قولہ ان کنتم صدقین قلت جزاؤہ محذوف بدلیل ما ذکر قبلہ قال المحقق النیسابوری فی تفسیر قولہ تعالیٰ فی البقرۃ وان کنتم فی ریب الخ ان قال ان کنتم صادقین ما نصہ وجواب الشرط الثانی محذوف لدلالۃ ما قبلہ علیہ وہو مثلہ التقدیر وان کنتم فی ریب فاتوا وان کنتم صادقین فی ان اصنامکم تنفعکم او فی ان القرآن غیر معجز فادعوا شہداءکم وانما قلنا الجواب محذوف لان الجزاء لا یتقدم علی الشرط فان الشرط صدر الکلام کالاستفہام ولہذا لم یلزم الفاء فی قولک انت مکرم ان جئتنی وانما تقدم ما یدل علیہ مثلہ فی القرآن کثیر فاعتبرہ فی کل موضع اھ وفیہ الیضا فان قیل کیف یتحقق اعجاز القرآن بحیث یعجز عنہ الثقلان فقط والزائد غیر معلوم الحال وبحیث یعجز عنہ المخلوقات باسرہا قلنا لا ریب ان الحق ہو القسم الثانی الا ان التحدی لم یقع الا بالقدر الاول اھ قلت ونحوہ فی الاتقان وفیہ زیادۃ ومحصلہ ان الملائکۃ تحاملت فی خطاب التعجیز لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یسعث الیہما۔

ص ۱۴ س ۳ قولہ تعم لاریب فیہ الخ قال العلامۃ الامام الحافظ السیوطی قدس سرہ فی الاتقان لاریب فیہ احسن من لاشک فیہ لثقل الادغام ولہذا کثر ذکر الریب اھ واما قولہ من رب العلمین ففی اعراب القرآن یجوز ان یکون حالا اخری وان یکون متعلقا بالمحذوف ای ولکن انزل من رب العلمین اھ واما الرشد المؤلف العلام ان لفظ لکن ترجم معنی بل لاتباع محاورتنا فی مثل ہذا الموضع ولم تجعل لمعنی بل باعتبار العربیۃ س ۷ قولہ کیف کان الخ کیف خبر کان وحالہ اتبعہما کما فی اعراب القرآن

ص ۱۶ س ۷ قولہ الا ماشاء اللہ الخ فی النیسابوری قال العلماء انہ استثناء منقطع ای ولکن ماشاء اللہ من ذلک تکلیف الملک لکم الضر وجلب العذاب اھ س ۱۱ قولہ ماذا الخ قلت واتمام لیقل ماذا یستعجلون منہ دلالۃ علی موجب ترک الاستعجال وہو الاجرام لان حق المجرم ان یخاف التعذیب علی اجرامہ وان ابطأ مجیئہ فضلا عن ان یستعجل کذا فی النیسابوری وفیہ الیضا دخول حرف الاستفہام علی ثم کدخولہ علی الواو والفاء الا ان علی ارادۃ القول ای قیل لہم الخ وحرف ما فی اذا ما زائدۃ مؤکدۃ کما فی المدارک۔

ص ۱۷ س ۳ قولہ تعم ای وربی فی النیسابوری ای بمعنی نعم ولکنہ یستعمل من القسم التبۃ وفائدۃ ہذا القسم فی جوابہم ان یکون قد ابرز الکلام بصورۃ علی المشاکلۃ بینہم استمالۃ لقلوبہم ومن الظاہر ان من اخبر شیئا واکدہ بالقسم فقد اخرجہ عن حد المیل وافاد فی باب الجد فقد یکون ہذا القدر مقنعا اذا لم یکن الخصم الداھ وقولہ قبل ہذا احق ہو فی اعراب القرآن مبتدأ وہو مرفوع بہ ویجوز ان یکون ہو مبتدأ واحق الخبر اھ قلت اختار الاخیر المؤلف العلام۔

ص ۱۸ س ۱۷ قولہ تعجب انکار قال النیسابوری علی جہۃ الاستہزاء والانکار قلت یمکن ان یکون کلما حاشیہ تحتانی س ۲ قولہ والاخری زائدۃ فی اعراب القرآن الفاء الاولی مرتبطۃ بما قبلہا والثانیۃ لفعل محذوف تقدیرہ فلیعجبوا بذلک فلیضحکوا کقولہم زیدا فاضربہ ای تعمد زیدا فاضربہ اھ

ص ۱۹ س ۱ قولہ تعم قل اللہ قال الزمخشری غفر اللہ تعالیٰ ورضی عنہ ویجوز ان تکون العبرۃ فی اللہ للانکار وام منقطعۃ بمعنی بل القرنون علی اللہ تقریرا للافتراء اھ

ص ۲۰ س ۵ قولہ تعم الا فی الخ فی اعراب القرآن ای الا ہو فی کتاب الاستثناء منقطع وفی النیسابوری والا فاضۃ الشروع فی العمل علی جہۃ الاغتباب والاندفاع اھ ومن فی قولہ من قرآن عندی زائدۃ مؤکدۃ کما تکون حال الحروف الزائدۃ وفیہ الیضا توافق الوزن بما قبلہ وہو لفظ فی شان وفی النیسابوری وما قال ہہنا فی الارض والفی السماء خلاف ما فی سورۃ سبا وہو المعہود فی القرآن لان الکلام سیق لشہادۃ علی شؤون اہل الارض فناسب ان یقدم ذکرہا فی الارض اھ وفیہ الیضا فی تغییر قولہ تعم اولیاء ما نصہ والترکیب یدل علی القرب فکانہم قربوا منہ تعالیٰ لاستغراقہم فی نور معرفتہ وجمالہ وجلالہ اھ قلت نقل الامام السیوطی فی الجامع الصغیر مرفوعا اولیاء اللہ تعالیٰ الذین اذا رؤا ذکر اللہ تعالیٰ اھ

ص ۲۱ س ۱۸ قولہ کس چیز کا الخ قلت فما استفہامیۃ بمعنی ای شئ متبوعون وشرکاء علی ہذا نصب بیدعون س ۲۵ قولہ تردد الخ قلت کان ذلک علی مقتضی البشریۃ والیضا کان خفیفا لا کما یطرأ علی اہل الدنیا وہو کمال لہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ علیہ الصلاۃ والسلام مع کونہ بشرا وتصفحا باثارہ بلغ اذا ما بلغ حاشیہ تحتانی یمین قولہ تعم بصراء فی النیسابوری ذا البصار باعتبار صاحبہ ای جعلہ مبصرا لتہتدوا بہ فی حوائجکم اھ

ص ۲۲ حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ بمعنے انجہ قلت بشرط ان یتعدی بعلی لکن قد یتعدی ہہنا بالباء لکونہ بمعنے التجہد وفی النیسابوری قال فی الکشاف والباء ہہنا ان تتعلق بقولہ ان عندکم علی ان یجعل القول مکانا للسلطان کانہ قیل ان عندکم فیما تقولون سلطان اقول کانہ نظر الی ان استعمال الباء بمعنی فی اکثر منہ بمعنے علی اھ وفی اعراب القرآن ان ہہنا بمعنے ما لا غیر وبہذا یتعلق بسلطان او نعت لہ

ص ۲۳ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین قولہ اے ادوا قلت او طبع منہ ما فی النیسابوری من التعلل ان فیہ تضمینا والمعنی القوا الی ما استعفر علیہ راکم محکما مغفورا عنہ اھ س ۱۹ حاشیہ فوقانی قولہ لم یظہر لی الخ فی النیسابوری قال الزجاج ای لیکن امرکم الذی اجتمعوہ ظاہرا استکشافا ای تجاہروا فی بالاعلاک اھ قلت معنی علیکم عندی واللہ تعالیٰ اعلم ان من یکرہ امرا خفیۃ لا یقدر علی ان یناظر کل احد بل یلتمس امینا لا یظہر الامر علی احد: نحو ذلک فیستر الامر علیہ ولا یظہر حق الظہور بخلاف ما اذا علن الامر وشاورمن شاء

واحکم الامر عیانا فلا یخطی بظاہر الاعتبار الا غالبا طل لا یربہ غایتہ تامل ۱۲

ص ۲۴ س ۱ قولہ تعم باکد بانی النیسابوری الا انہ زید ہہنا لفظۃ بفعیل فتناسب ماقبلہ وہو کذبوا بایاتنا وکذلک الاعراف راعی المناسبۃ لان ماقبلہ ولکن کذبوا بالخیر البیاد اھ س ۷ قولہ تعم اسحر ہذا فی اعراب القرآن سحر خبر مقدم وہذا مبتدا اھ۔

ص ۲۵ حاشیہ تحتانی لیسار س ۱ قولہ اختلاف القرأۃ الخ فی النیسابوری ومن قرأ اسحر بالاستفہام فی استفہامیتہ مبتدأ وجئتم بہ خبرہ کانہ قیل ای شیء جئتم بہ ثم قال علی وجہ التوبیخ اسحر ای ہو سحر اد السحر جئتم بہ حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ الیس بات الخ قلت توضیحہ وحاصلہ ماہو فی النیسابوری ونصہ لکن الوجہ فیہ ان یقال ان القول ہہنا بمعنی الظن والعیب کالذی فی قولہ سمعناکم یذکرہم ومنہ قولہم فلان یخاف المقالۃ ای مطاعن الناس فکانہ قال الظنون الحق وتطعنون فیہ ثم انکر علیہم قولہم اسحر ہذا اھ سطر اخیر حاشیہ فوقانی قولہ الحصر الافرادی قلت لہ وجہ آخر ایضا وہو سیاق الکلام فان موسیٰ لما تحج الی قولہ ہذا لو لم یقولوا ماقالوا من وصف المعجزۃ بالسحر فی النیسابوری وانما قال السحر بالالف واللام لانہ جواب الکلام الذی سبق کانہم قالوا لموسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ماجئت بہ سحر فقال موسیٰ بل ماجئتم بہ السحر فوجب دخول الالف واللام لان النکرۃ اذا عادت عادت معرفۃ اھ وقال الامام ابن جریر الطبری قیل لہ بلی کلام العرب اوخال الالف واللام فی خبر والذی اذا کان الخبر عن معہود قد عرفہ المخاطب المخاطب بل لایجوز اذا کان ذلک کذلک الا بالالف واللام لان الخبر ینبئہ خبر عن شیء بعینہ معروف عند المخبر بن و انما یاتی لغیر الالف اذا کان الخبر عن مجہول غیر معہود ولا مقصود قصد شیء بعینہ اھ۔

ص ۲۶ س ۱ قولہ ان یفتنہم فی اعراب القرآن ہو فی موضع جر بدلا من فرعون تقدیرہ علی خوف فتنۃ من فرعون ویجوز ان یکون فی موضع نصب بخوف ای علی خوف فتنۃ فرعون اھ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۵ قولہ ان کنتم الخ قلت اسہل واصوب من ہذا عندی ماہو فی النیسابوری قال العلماء المتاخرون فی مثل ہذہ الصورۃ مقدم فی المعنی نظیرہ ان ضربک زید فاضربہ ان کانت بک قوۃ فان ضربک زیدہ فاضربہ فکلام ان کانت بک قوۃ فان ضربک زیدہ فاضربہ فکلام قیل لہم فی حال اسلامہم ان کنتم مقتادین لتکالیف کم بالاخلاص مصدقین لہ بالتحقیق عارفین بانہ وجب لذاتہ وماسواہ محدث مخلوق مقہور تحت تدبیرہ فتوکلوا جمیع امورکم الیہ وحدہ اھ ثم اعلم ان التکرار فی معنی الشرط للتاکید فان حق التوکل لیتاکد من یودیہ وکل من ہو موصوف بہ والشرط للترغیب والتہییج علی الامتثال لا للتعلیق فافہم۔

ص ۲۷ س ۵ قولہ فاستقیما قلت تقدیر وعندی ان دعاکما مستجاب وہا طلبتما کائن لکن فی وقتہ فلا تستعجلا فاستقیما اخذتہ من النیسابوری وفی الجلالین روی انہ مکث بعدہا اربعین سنۃ اھ وکذلک نقلہ الطبری عن ابن جریج قولہ قال ابن جریج یقولون انہ مکث الخ

ص ۲۸ س ۱ قولہ تعم جاز ذا الخ الباء للسببیۃ مثل الحمزۃ لقولوک اجرت الرجال الجر کذا فی اعراب القرآن

ص ۲۹ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ جاء الخ حاصلہ ان ہذا الفعل یتعدی الی المفعولین قتارۃ بواسطۃ وبغیرہا اخری افادہ المؤلف العلام

ص ۳۰ س ۸ قولہ جہل الخ اعلم ان الجہل لیس لعذر اذا کان متقصرا فی طلب العلم ولکن الجاہل القاصر فی طلب العلم العاصی ادنی درجۃ فی استحقاق العذاب من العالم العاصی قال اللہ تعالیٰ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون وقال ایضا انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا ومن یات منکن الخ وقد روی الطبرانی فی مرفوعا الزانیۃ اسرع الی فسقۃ حملۃ القرآن منہم الی عبدۃ الاوثان فیقولون یبدأ بنا قیل عبدۃ الاوثان فیقال لہم لیس من یعلم کمن لا یعلم کذا فی شرح الاحیاء وفیہ ایضا وہ لہ شاہد صحیح۔ س ۳۴ قولہ ظاہرہیں الخ وفی النیسابوری ویمکن ان یقال الخطاب للرسول حقیقۃ ولکن ورد علی سبیل الغرض والتمثیل کانہ قیل فان وقع لک شک مثلا والقضیۃ الشرطیۃ لا اشعار لہا بسنۃ بوقوع الشرط ولا لوقوعہ بل المراد استلزام الاول للثانی علی تقدیر وقوع الاول وقد یکونان محالین وقیل الخطاب لکل سامع یاتی منہ الشک ومن السؤال عنہ قال المحققون ہم مؤمنوا اہل الکتاب کعبد اللہ بن سلام لانہم ہم الذین یوثق بخبرہم اھ ملخصا۔

ص ۳۳ قولہ ان یروک بخیر قال الواحدی وان یروک بخیر من القلب اصلہ وان یروک الخیر ولکنہ لما تعلق کل واحد منہما بالآخر جاز کل واحد منہما (قلت وفیہ من المبالغۃ مالیس فی عکسہ فافہم) وقولہ فی تخصیص الارادۃ بجانب الخیر والمس بجانب الشر ودلیل علی ان الخیر یصدر عنہ سبحانہ بالذات والشر بالعرض کذا فی النیسابوری قلت وایضا فی لفظ المس اشارۃ الی قلۃ العسر بالنسبۃ الی الیسر۔

ص ۳۳ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ تدخل الخ قلت کذلک تدخل علی النہی ایضا کما فی النیسابوری عن الزمخشری عن سیبویہ۔

ص ۳۱ س ۳ قولہ تعم الاقوم یونس قلت فی اعراب القرآن ہو منصوب علی الاستثناء المنقطع لان المستثنی منہ القریۃ ولیست من جنس القوم وقیل ہو متصل لان التقدیر فلولا کان اہل قریۃ اھ

ص ۳۲ س ۱ قولہ تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السموات والارض قلت فی اعراب القرآن ہو استفہام فی موضع رفع بالابتداء وما اذا الخبر وانظروا معلق عن العمل ویجوز ان یکون بمعنی الذی وقد تقدم اصل ذلک فلیتنبہ فی اعراب القرآن)

س ۵ قولہ کذلک حقا قلت کذلک منصوب بالفعل المتاخر عنہ کما فی اعراب القرآن فی احد الوجوہ

ص ۳۵ س ۳ قولہ تعم حکیم خبر قال النیسابوری لف ونشر ان المعنی احکمہا حکیم وفصلہا خبیر عالم بمواقع الامور احتج الجبائی (من المعتزلۃ) (مؤلف) بقولہ احکمت ثم فصلت علی کون القرآن محدثا لان الاحکام والتفصیل لا یکون بجعل جاعل وکذا بقولہ تلک من نبا الغیب نوحیہا الیک الخ قلت ارتکب حذف المضاف لیجعل الصیغۃ مضارعا للوافق ما قبلہ فان قبلہ صیغۃ الخطاب ولان ان الشرطیۃ تدخل علی المضارع اصلا۔

ص ۳۶ س ۱ قولہ کل فی کتب مبین ای کل واحد من المذکورات ولفظ کل وبعض معرفتان بلا الف ولام وفیہما معنی الاضافۃ اضیفت ولم تضف وکل لفظہ واحد ومعناہ جمیع یقال کل حضر وحضروا علی اللفظ والمعنی کذا فی الصراح مع الزیادۃ المؤخرۃ

ص ۳۶ حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ لما فی التفصیل الخ کانہ قیل ثم فصلت وقیل ان لا تعبدوا او قیل للنبی ﷺ قل لہم لا تعبدوا کذا فی النیسابوری التوجیہ الاخیر

ص ۳۶ س ۳ قولہ تعالیٰ وکان عرشہ علی الماء قلت روی الامام ابن جریر الطبری عن ابی زرین قال قلت یا رسول اللہ این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء ما فوقہ ہواء وما تحتہ ہواء ثم خلق عرشہ علی الماء وعن سعید بن جبیر قال سئل ابن عباس عن قول عز وجل وکان عرشہ علی الماء قال علی ای شیء کان الماء قال علی متن الریح اھ قال النیسابوری قال حکماء الاسلام المراد بالماء بحر کشبہ سیلان الماء وای وکان عرشہ یتحرک اھ قلت لا حاجۃ الیہ فان اللہ تعالیٰ قادر علی کل شیء فاعمل علی ظاہرہ اولی وقولہ تعالیٰ لیبلوکم فی النیسابوری دالا شاعرۃ قالوا ان احکامہ غیر معللۃ بالمصالح ومعناہ انہ فعل فعلا ولو کان یفعلہ من یجوز علیہ رعایۃ المصالح لما فعلہ الا لہذا الغرض وانما علق البلوی بفعل البلوی بما فی الاختبار من معنی العلم لانہ طریق الی العلم فہو ملابس لہ اھ قلت وانما اختیار البلوی دون العلم فہو للاشعار علی انہم خلقوا لذلک فلا ینبغی ان یتفیقوا عند المصائب والابتلاء فافہم وانما قولہم ان افعال الباری تعالیٰ غیر معللۃ بالاغراض فمعناہ الصحیح الاہل عندی ہو ان افعالہ تعالیٰ لیست معللۃ بالاغراض بحیث انہ یحتاج الیہا الممکن فتارۃ یتفضل بعدم استیفائہا ومرۃ یحرم عن طلب منفعتہا وانما غرضہ تعالیٰ ہو اظہار الحکم والکمال ولا یستکمل بہ عند وجودہ ولا یتضرر عند عدمہ ولا یحتاج الیہ احتیاجا ما ولا یجب علیہ اظہارہ وانما یظہر حکمہ وکمالہ برحمتہ واختیارہ من غیر فقر الی نفعہم ہو تعالیٰ یحمد باظہارہ ولیس مما یعاب علیہ فان اظہار الکمال والحکم احسن والخلع عند ذوی البصائر لا سیما فی حقہ عز وجل ویحب شکرہ تعالیٰ بہ ہذا التقریر من الوجوہ ولعلک لا تجد احسن منہ فی کتب القوم۔

ص ۳۶ س ۳ قولہ تعالیٰ احسن علما قال فی الکشاف الذین ہم احسن علما ہم المتقون واتما خصہم بالذکر وطرح ذکر من درائہم من النفاق فالکفار اشر قبحا لہم قلت ویجوز ان یقال ان احسن بمعنی حسن لیشمل المخاطب بجمیع المکلفین کذا فی النیسابوری۔

ص ۳۷ س ۱ قولہ تعالیٰ لئن قلت الخ قلت فی اعراب القرآن لئن اللام لتوطئۃ القسم واتم محذوف

وجوابہ یقولون ومثلہ ولئن اذقنا وجواب القسم انہ لیؤس وسد القسم وجوابہ مسد جواب الشرط۔

س ۱ حاشیہ تحتانی یمین قولہ منصوب الخ قال النیسابوری واستدل بہ من جوز تقدیم خبر لیس علی لیس لانہ اذا جاز تقدیم معمول الخبر علیہا فتقدیم الخبر علیہا اولی والازم للتوابع مزیۃ علی المتبوع۔ قلت کلام حسن والمسئلۃ مختلفۃ فیہا۔

ص ۳۸ س ۳ قولہ تعم الا الذین صبروا فی ع فی موضع نصب وہو استثناء متصل والمستثنی منہ الانسان وقیل منفصل وقیل ہو فی موضع الرفع علی الابتداء واولئک لہم مغفرۃ خبرہ اھ

ص ۳۹ س ۱ قولہ تعم ضائق فی النیسابوری ولم یقل وضیق بہ صدرک (علی صیغۃ الصفۃ المشبہۃ ۱۲ منہ) دلالۃ علی انہ ضیق حادث لانہ صلے اللہ علیہ وسلم کان فسیح الصدر اھ

س ۷ قولہ تعالیٰ فہل انتم الخ عبہم فی اصل الاسلام وبہ دہم علی ترک بعد لزوم الحجۃ بقولہ فہل انتم مسلمون کذا فی النیسابوری۔

ص ۴۰ س ۳ قولہ تعم باطل الخ قلت فی اعراب القرآن وباطل خبر مقدم وما کانوا یعبدون صلۃ ما محذوف ای یعبلونہ وقرئی باطلا بالنصب والعامل فیہ یعلمون وما زائدۃ الی آخرہ قلت قولہ باطل علی تقدیر المضاف العلام محمول علی معنی الحال وقولہ حبط الخ جئ بصیغۃ الماضی اشعارا بالتاکید الوقوع وتیقنہ۔

س ۱۷ قولہ اضدادا قلت سیاتی توضیحہ فی الفائدۃ

ص ۴۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ نہو نظیر الخ قلت فی النیسابوری المراد استفتاحہم لا استماع الحق ونفورہم عنہ کقول القائل ہذا الکلام ملا یستطیع ان اسمعہ وہذا الشخص لا یستطیع ان ابصرہ اھ

س ۶ حاشیہ فوقانی قولہ الاشہاد فی النیسابوری اما جمع شاہد کصاحب واصحاب او جمع شہید کشریف واشراف قال ابو علی وہذا ارجح لکثرۃ ورود شہید فی القرآن۔

ص ۴۶ س ۱ قولہ تعم علی اللہ رزقہا فان قیل کیف قال اللہ تعالیٰ الا علی اللہ رزقہا وعلی للوجوب واللہ تعالیٰ لا یجب علیہ شئ واجیب بانہ تفضلا منہ وکرما قلنا علی ہنا بمعنی من کما فی قولہ تعالیٰ اذا اکتالوا علی الناس یستوفون الثانی انہ ذکرہ بصیغۃ الوجوب لیحصل للعبد زیادۃ سکون وطمانیۃ فی حصولہ فان قیل قولہ تعم دابۃ فی الارض کیف لم یقل علی الارض مع انہ اشد مناسبۃ لتعبیر الدابۃ لغۃ فاجاب بانہ علی وجہ الارض قلنا فی ہنا ایضا بمعنی علی کما فی قولہ تعالیٰ لاصلبنکم فی جذوع النخل وقولہ تعم اہم لہم سلم مستعلون فیہ الثانی ان لفظۃ فی اعم واشمل للمانتشا ول کل دابۃ علی وجہ الارض وکل دابۃ فی باطن الارض بخلاف علی کذا فی الانموذج الجلیل لمحمد بن ابی بکر بن عبد الباقی الزرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ص ۴۲ س ۷ قولہ لاجرم فی النیسابوری قال الفراء انہا بمنزلۃ قولک لابد ولا محالۃ ثم کثر استعمالہم لا تحول کلمۃ حتی صارت بمنزلۃ حقا وقال النحویون لا عرفت نفی وجرم ای قطع معناہ لا تقطع قاطع انہم فی الآخرۃ ہم الاخسرون قال الزجاج لا نفی لما ظنوا انہ ینفعہم جرم معناہ کسب والمعنی لا ینفعہم ذلک وکسب لہم ذلک الفعل خسارا الدارین قال الازہری وہذا من حسن ما قیل فی ہذا اللغۃ قلت فعلی الاخیر یکون قولہ تعم انہم فی الآخرۃ الخ فی موضع نصب التقدیر یکسبہم قولہم خسرانہم فی الآخرۃ وعلی تقدیر کونہ بمعنے حقا انہم الخ فی موضع رفع بانہ فاعل لحق ای حق خسرانہم کما فی اعراب القرآن محصلا س ۱۲ قولہ تعالیٰ اعتدوا الخ قال النیسابوری معناہ اطلبوا الیہ القطعوا الی عبادتہ بالتخشع من الخبت وہی الارض المطمئنۃ وفیہ اشارۃ الی ان الاولیٰ لا بد فیہا من الاحوال القلبیۃ الموجبۃ للانقطاع عما سوی اللہ اھ وقال الامام العلامۃ ابن جریر الطبری رضی اللہ عنہ وارضاہ وقال الی ربہم ومعناہ وانیبوا الی ربہم ذلک ان العرب تضع اللام موضع الی والی موضع اللام کما یشاء قد یجوز ان یکون قیل ذلک کذلک لانہم وصفوا بانہم عمدوا بانحاب انہم الی اللہ اھ ملخصا بلفظہ قلت فیکون والاعلی کون صدق النیۃ مما یہتم بہ ویشعر بان النیۃ مما یمدح بہذا المدح فکیف الفعل بہا فافہم۔

ص ۴۳ س ۳ قولہ تعم عذاب یوم الیم فی النیسابوری ووصف الیوم بالیم لوقوع الالم فیہ فیکون مجازا وکذا لو جعل الوصف للعذاب بجز الجواز اھ قلت ان وصف الیوم بالالم للمبالغۃ تامل۔

س ۳ قولہ تعم مازلک الا بشرا الخ فی اعراب القرآن یجوز ان یکون من رؤیۃ العین وتکون الجملۃ بعد ہا فی موضع الحال وقد مرہ مرادۃ ویجوز ان یکون من رؤیۃ القلب فتکون الجملۃ فی موضع المفعول الثانی والاراذل جمع ارذال و ارذال جمع رذل وقیل الواحد ارذل والجمع الاراذل وجمع علی ہذہ الزنۃ وان کان وصفا لانہ غلب فصار کالاسماء ومعنی غلبتہ انہ لا یکاد یذکر الموصوف معہ وہو مثل الابطح والابارق وہادی ہنا ظرف وجاء علی فاعل کما جاء علی فعیل نحو قریب وبعید وہو مصدر مثل العافیۃ والعاقبۃ اھ ملخصا بلفظہ۔

ص ۴۴ س ۳ قولہ تعالیٰ افعیت علیکم الخ قال النیسابوری والبینۃ توصف بالابصار والعمی مجازا باعتبار متعلقہا کما ان دلیل العقوم ان کان بصیرا اہتدی وان کان اعمی بقوا خابطین متحیرین ثم قال انلزمکموہا ای انکرکم علی قبول البینۃ وانتم لہا کارہون والمراد انا لا نقدر علی ایصال حقیقۃ البینۃ الیکم وانما یقدر علی ذلک من ہو قادر علی الایجاد والاعدام والتغییر الاحوال وتبدیل الاخلاق وفی اعراب القرآن الماضی مما زلزمت وہو متعد الی مفعولین دخلت الواو ہنا تتمۃ للکلم وہو الاصل فی ہم الجمع وقرئے بالسکان المیم الاولی فرارا من توالی الحرکات اھ

ص ۴۴ س ۹ قولہ تعالیٰ تزدری فی اعراب القرآن الدال بدل من التاء واصلہا تزترے وہو یفتعل من زریت وابدلت الاتجانس الزائی فی الجزاء وہو مستہزۃ فلم تجمع مع الزای اھ

حاشیہ تحتانی یسار قولہ الفاء الخ قال النیسابوری قال اہل المعانی اردت جدالنا و شرعت فیہ فاکثرۃ کقولک جادل فلان فاکثر لم تروانہ اعطی علیتین اقل فاکثر بل تزید ان الوصف مقارن للموصوف۔ اھ

ص ۴۷ س ۴ قولہ تعالیٰ لن یؤتی الخ اقتناط لہ من ایمانہم الذی کان یتوقعہ بدلیل قولہ الا من قد آمن فان قد للتوقع کذا فی النیسابوری۔

س ۴ قولہ تعالیٰ باعیننا وحیناقی النیسابوری والسبب فیہ ان افراد ہ علی صیغۃ المفرد قطع بامرین احدہما انہ لا یخفیہ اعداؤہ عن ذلک العمل واشارالیہ بقولہ باعیننا والمراد بہا الحفظ لانہا آلۃ والثانی ان یکون عالما بکیفیۃ ترکیب الاشباب ومنہا وروی الطبری عن ابن عباس ذلک انہ لما علم کیف صنعۃ الفلک فاوحی اللہ الیہ ان تصنعہا علی مثل جوجو (کہد ہد بمعنی صدر) الطائر انتہی قال النیسابوری والطبری محصلا۔

ص ۴۸ س ۱ قولہ تعالیٰ نبا آمن الخ قلت زادہ علی قصد زیادۃ التشنیع ولا یحصل فی الابہام المدلول علیہ بالاستثناء قولہ تعالیٰ ارکبوا فیہا الخ اعلم ان الرکوب متعد بنفسہ یقال رکبت الدابۃ والبحر والسفینۃ اے علوتہا فالفائدۃ فی زیادہ لفظۃ فی ما قال الواحدی ان یعلم انہم ہم بان یکونوا فی جوف الفلک لا علی ظہرہ محصل النیسابوری۔ وقولہ مجریہا مرسہا قلت جعل مجریہا مصدرا من جری یجری مجرے ومرسہا من ارسی یرسی ارسا، کذا فی الطبری ثم اعلم ان الاول علی زنۃ الظرف من الثلاثی بنصب عین الکلمۃ وہو مطرد فی جمیع ابواب الثلاثی المجرد والثانی علی زنۃ مفعول ذلک الباب غیر الثلاثی فیکون علی زنۃ مفعولہ فہو ایضا علی صیغۃ ظرف ذلک الباب فاحفظہ فانہ مفید جدا وقولہ ہی تجری الخ قال العلامۃ الزمخشری وہی تجری بہم متصل بمحذوف کانہ قیل فرکبوا فیہا یقولون لبسم اللہ وہی تجری وہم فیہا فی موج کالجبال فی التراکم والارتفاع فعلل الامواج احاطت بالسفینۃ من الجوانب فصارت کالبنائی داخل تلک الامواج۔

س ۳ قولہ تعالیٰ وکان فی معزل فی النیسابوری ہو مفعل من عزلہ عنہ اذا نحاہ وابعدہ اے کان فی مکان عزل فیہ نفسہ عن ابنہ وعن الشفقۃ وعن فہما اھ

س ۴۳ قولہ تعالیٰ الا من رحم فی النیسابوری استثناء منقطع کانہ قیل ولکن من رحمہ اللہ فہو للمعصوم قلت ہذا الذی اختارہ المؤلف العلام وفیہ وجوہ اخری ذکرہا النیسابوری۔

ص ۵۰ س ۱ قولہ تعالیٰ وقیل الخ قلت الآیۃ مما انتقص لمزید البلاغۃ حتی صارت متداولۃ بین علماء المعانی تتکلموا فیہا وفی وجوہ محاسنہا وقولہ غیض الماء غاض الماء قل ونقص وغاضہ اللہ تعدی ولا تتعدی وقولہ واستوت علی الجودی ای استقرت علیہ والجودی موجبل بقرب الموصل وہو بفتح الیاء وہمزۃ واصل وقری بالتخفیف لاستثقال الیاءین وقولہ لبعد الدار یصرح بالفاعل سلوکا لسبیل الکنایۃ لانہ الامر لاستبانی الامن قدیر تہار فلا محال

لہ قولہ من الاحیاء الواو ہنا بمعنی او کما فی قولہ تعالیٰ اولی اجنحۃ مثنی وثلاث ورباع منہ ۱۲ منہ

لہ وفی النیسابوری ثم قیل معبدہ ثم من بعدہ کما مر وقیل الفتح ذلک کالتاسیس والاشعار بان المقصود من العبادۃ ذلک الامر الکلی علی الاطلاق

وان کانوا کثیرا کذلک النفی فی ردعی قبیل المغرب وقولہ من الصد لم یقبل منی ایذانا بان التہادن منی لعدمہ کالتہادن بالصد کذا فی ن محصلا۔

س ۵ قولہ تعم ظہریا فی اعراب القرآن المفعول الثانی اورایتکم ویجوز ان یکون ظرفا فالتحذیر تم وان یکون حالا من ظہریا۔

س ۶ قولہ تعم سوف تعلمون الخ فی الکشاف استیناف یعنی فی سوف تعلمون وصل خفی تقدیری وانہ اقوی من الوصل بالفاء وہو باب من ابواب علم البیان یتکاثر محاسنہ۔

س ۳ قولہ تعالیٰ بئس الورد المورود۔ قال النیسابوری شبہ فرعون بمن یتقدم الواردۃ الی الماء وضبط اتباعہ بالواردۃ ثم نعی علیہم بقولہ وبئس الورد الذی یردونہ النار لان الورد انما یراد لتسکین العطش وتبریدہ الاکباد والنار رضدہ وتذکیر بئس لتذکیر المورود او لتغلیب الذکور او لان المخصوص بالذم ہو عبارۃ عن النار کقولک نعم المنزل ودار ک وتعلق نعت جاذ نظرا الی الدار وفی تشبیہ النار بالماء لطرح تہکم بہم اھ قلت فیہ اشارۃ الی ان الورد یستعمل فی الذی ورد الماء والیم فی الاصل لکل مکان وشئ وفی اعراب القرآن المورود نعت لہ والمخصوص بالذم محذوف تقدیرہ بئس المورد النار ویجوز ان یکون المورود ہو المخصوص بالذم۔

ص ۵ قولہ تعم الرفد قلت ہو بالکسر بالفتح ایضا اسم مصدر کذلک یفہم من المنتخب وقولہ نقصہ حال کما فی اعراب القرآن وفیہ ایضا حصیدہ بمعنی محصود۔

س ۷ اقولہ وجہ تشبیہ الخ قال فان قلت ما فائدۃ التشبیہ قلت فیہ فائدتان الاولی استہانۃ وزیادۃ تقضیحہم بالتکرار الحاصل من ذکرہم فی الشبہ والمشبہ بہ والثانیۃ ترہیب السامعین بان نزول العذاب لا یختص بقوم دون قوم بل ہو عام لجمیع من احرض عن طاعۃ ربہ عز وجل۔

حاشیہ فوقانی س ۶ قولہ کانہ رابع قلت فاعلہ المؤلف العلامہ ان وجہ الترجیح ہو ان الانقلاب المذکور فی قصۃ لوط یستلزم الہلاک بخلاف الرجفۃ فانہا لا تستلزمہا تامل۔ قصۃ لوط ہ التی فیہ ذکر الصیحۃ سابقا فی سورۃ الحجر۔

ص ۶۵ س ۳ قولہ تعالیٰ یوم مجموع الخ ورد اسم المفعول علی فعلہ لاجل فادۃ الثبات فی حرف الواو حالا عن ضمۃ لہ لازمۃ نظیرہ قول المتنبی ولک الہنیٓ بمصر وب قد سلمت من مثلہ الوصف شبانۃ مالیس فی الفعل

س ۵ قولہ تعم یوم یات الخ فی اعراب القرآن ویجوز ان یکون العامل فیہ نفس نکلم وہو الوجہ۔

ص ۶۵ س ۱۱ قولہ تعالیٰ عطاء فی الاعراب القرآن اسم مصدر ای اعطاء ذلک اھ وقولہ تم فلانک فی النیسابوری حذف النون لکثرۃ الاستعمال

س ۱۳ قولہ تعم غیر منقوص فی النیسابوری حال موکدۃ او صفۃ تقوم مقام المصدر ای توفیۃ غیر منقوص ولا لتعنوا فی الارض مفسدین ای افسادا اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۴ قولہ لاجل الخ قلت وجہہ ان الطبائع مجبولۃ علی ان من جعل امرہ الی شئ یخاف انقطاعہ ومن اعطاہ شیئا یخاف استمرارہ وانقطاعہ یکون متوقعا عند اولا الاعتبار لہ وہذا مقتضی العقل السلیم علی ان ایام العسر تکون شدیدۃ وان قلت بخلاف زمان الیسر فافہم۔

ص ۶۶ حاشیہ فوقانی س ۱۸ قولہ لم اقل الخ قلت فی النیسابوری ای مشہودۃ فی الخلائق فالتبع فی الظرف باعرابہ مجری المفعول بہ الفرق بین ہذا الوصف والوصف الاول ان ہذا یدل علی حضور الناس فیہ مع اطلاع البعض منہم علی احوال الباقین من المحاسبۃ والمسارۃ لیس بحیث لا یعرف کل احد الا حاقۃ نفسہ والجمع المطلق لا یفید ہذا المعنی وانما فسر الیوم بانہ مشہود فیہ لانہ مشہود فی نفسہ لان سائر الایام تشرکہ فی کونہا مشہودات وانما تحصل التمییز بانہ مشہود فیہ دون غیرہ کما تمیز یوم الجمعۃ عن ایام الاسبوع بکونہ مشہودا فیہ دونہا اھ قلت ہذا اظہر واحسن عندی واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۶۷ س ۱ قولہ تعالیٰ الا فی شک منہ مریب قلت زیادۃ لفظ مریب بعد لفظ شک للتاکید۔

س ۳ قولہ تعم ان کلا الخ قال النیسابوری التنوین فیہ عوض عن المضاف الیہ ای من کلہم یعنی ان جمیع المختلفین فریق من قولہم امحضہ فالام ہی الداخلۃ فی خبر ان ومفرد قال (بعین لما ان ومن لما جواب القسم المقدر اھ وقولہ کما ان قال المؤلف العلامہ کما کان یعنی المثل ہو المتعین فی مثل ہذا الموضع۔

س ۵ قولہ تعالیٰ ولاتر کنوا الخ قلت تذکر ما فی البقرۃ من بلاغۃ لفظ المس فی قولہ تعالیٰ ان تمسنا النار الخ وقال النیسابوری قال المحققون الرکون المنہی عنہ ہو الرضا بالظلمۃ من الظلم وتحسین طریقتہم وتزیینہا او مجرد ذکر ہم وشارکتہم فی شئ من تلک الابواب فانما لم تفعلہم لدفع ضرر او اجتلاب منفعۃ عاجلۃ فغیر واثقۃ فی الرکون واقول ہذا من طریق العبادۃ والرخصۃ ومقتضی التقوی من استقلالہ ہو الاجتناب عنہم بالکلیۃ الیس اللہ بکاف عبدہ وفی قولہ فتمسکم النار اشارۃ الی ان الظلمۃ اہل النار بل ہم فی النار ولکنہا اولئک ما یاکلون فی بطونہم الا النار ومصاحبتہم توجب لا محالۃ مس النار وقولہ ثم لا تنصرون من الظلم اھ ملخصا۔

ص ۶۸ س ۳ قولہ تعم ما اترفوا قال النیسابوری المترف الذی البطرۃ النعمۃ اھ

ص ۷۱ س ۳ قولہ احسن القصص قلت فی النیسابوری ان کان القصص مصدرا بمعنی الاقتصاص فیکون احسن مثلہ باضافۃ الی المصدر ویکون المفعول ای المقصوص محذوف فادہ ہو الوحی للدلالۃ او ہینا علیہ اھ وفیہ ایضا ان کنت ہی المخففۃ من الثقیلۃ بدلیل اللام الفارقۃ اھ

ص ۵ قولہ راتہیم لی سجدین انما کرر الفعل لطول الکلام او علی تقدیر سؤال کانہ قیل لہ کیف راتہیما فقال الخ کذا فی النیسابوری اھ قلت ان الصیغۃ محمولۃ علی التعنیۃ ومرکبہ فی البقرۃ مدللا فی حواشینا وفی النیسابوری وانما اجریت الکواکب مجری العقلاء فی عود الضمیر الیہا کقولہ فی الاصنام ورزاہم ینظرون الیک اھ

س ۹ قولہ لک کید انی النیسابوری واللام فی لک لتاکید الصلۃ مثل نصحتک ونصحت لک وقیل متعلق بالمصدر الذی بعدہ اھ ملخصا فی اعراب القرآن صفۃ قدمت فصارت حالا۔

ص ۷۲ س ۱۹ قولہ اکثر الحلاق الخ فی النیسابوری من الرد یا التی تخفض بالمنام۔

حاشیہ تحتانی یمین قولہ لم تقلوہ وصیغۃ قال النیسابوری لانہا قطعت قطعا ولم یحصل فیہا شئ سوی القطع للاعراض اھ۔

ص ۷۳ س ۳ قولہ تعالیٰ قالوا ائن الخ قال النیسابوری کان یعقوب قد اعتذر الیہم بامرین لانہ ان قال فلم یجیبوا عن الاول الذی ہو الذی کان منہم فلم یصبروا بذلک لکلام فخصوا الجواب بالثانی اھ

س ۷ قولہ تعم عشاء یبکون قال النیسابوری عن مقاتل انما جاؤا عشاء لیکون اظہر لمبارۃ الجنی والکذب علی وجوہہم۔ **س ۹ قولہ تعالیٰ** ولو کنا صادقین فی النیسابوری ولو کنا عندک من اہل الصدق والثقۃ

س ۱۳ قولہ تعم استردہ بضاعۃ فی اعراب القرآن حال وفیہ ایضا قولہ دراہم بدل من ثمن وفی النیسابوری قال اہل اللغۃ زہدہ فیہ معناہ رغب عنہ وزہد عنہ معناہ رغب فیہ وقال النحویون قولہ فیہ لیس من متعلقات الزاہدین لان الالف واللام فیہ موصول وزاہدین صلۃ وکما لا یتقدم نفس الصلۃ فکذا ما ہو متعلق بہ نحو بیان کانہ قیل فی ای شئ زہدوا فقیل زہدوا فیہ اھ ملخصا ولم یقل زہدوا للمبالغۃ ومر تقریرہ فی البقرۃ فی قولہ تعالیٰ لا تکونوا من المشرین وقولہ سیلۃ قال البطری مدۃ الطریق من المسافرین وقولہ بخس مصدر فی موضع المفعول ای مبخوس اوذی بخس۔

ص ۷۴ س ۲۴ قولہ وبکیا تو کرتہ الخ اخرج الطبری معناہ عن ابن عباسؓ والحسنؒ وقتادۃؒ۔

س ۲۵ قولہ شکایت الخ اخرج الطبری مرفوعا صبر لا شکوی فیہ قال من بث فلم یصبر۔

ص ۷۵ س اخیر اردو عبارت کی قولہ صغیر السن الخ قلت روی الطبرانی فی الاوسط بسند ضعیف قابوس بن ابی ظبیان الذی قال فیہ ابن عدی ہو منکر الحدیث عن ابیہ عن ابن عباسؓ قال ما بعث اللہ نبیا الا ہو شاب ولا اوتی عالما علما الا ہو شاب کذا فی مجمع الزوائد فظاہرہ ان یوسف لم کان بالغا عین اعطی النبوۃ واللہ تعالیٰ اعلم وہو لا یانی کونہ صغیر السن تامل وفی المقاصد الحسنۃ حدیث بعثت یا من بنی نبی الا بعد الاربعین قلت سکت عن سندہ فہو ثابت عندہ۔

ص ۷۶ س ۱۷ قولہ تعالیٰ اشدہ قال البطری ای شدتہ وہو مجموع مثل الاصر اور الاشد والسبع لہ لواحد من لفظہ وبحسب فی القیاس ان یکون واحدہ شدۃ کما واحد الامر مرہ اھ قولہ التی ہو فی بیتہا فی النیسابوری وہو من الکلام التی لا یجوز اظہار فعلہا وقولہ سیبت لک قال البطری عن ابی عبیدۃ ان العرب تعنی بہیت لک ولا تجیء للاخبر ولا تعرف ایضا تصورہ فی کل حال وانا بینین العلۃ بما بعد لک من التانیث والتذکیر قال تقول للواحد ہیت لک وللاثنین ہیت لکما الخ قولہ انہ بلی الخ فی النیسابوری والا فیوسف کان علما بانہ حر والحر لا یصیر عبدا بالبیع

س ۷ قولہ واستبقا الباب الخ النیسابوری اے تسابقا الیہ علی حذف الجار وایصال الفعل مثل واختار موسی قومہ اوعلی تضمین استبقا ابتدرا لم یقل سیدہا لان ملک یوسف لم یکن الکافی الحقیقۃ وجمعت بین غرضین تنزیہ ساحتہا عند زوجہا من الریبۃ والغضب علی یوسف وتحذیرہ طمعا فی ان یؤاتیہا خوفا ان لم یواتہا طواعۃ اہ منہا لمہا یوسف راعی دقائق المحبۃ فذکرت السجن اولا ثم العذاب لان المحب لا یرید للمحبوب شیئا الخ ملخصا۔

لم تصرح بذکر یوسف وانما اراد بہا سواہ بل قصدت العموم لیندرج یوسف فیہ وفی قولہا الا ان السجن اشعار بان ذلک السجن غیر دائم بخلاف قول فرعون لموسی لاجعلنک من المسجونین فیہ اشعار بالتاکید وقولہ استغفری الاستغفار من اللہ لانہم کانوا یعبثون الالہۃ الاعظم ویجعلون الاصنام شفعاء ولہذا قال یوسف ءَ اَرْبَابٌ متفرقون الخ اہ ملخصا۔

ص ۷۸ س ۷ اقولہ مگر اب خیال بھی نہیں ہوا فی اعراب القرآن جواب لو المحذوف تقدیرہ لہم بہا اذ الوقف علی ہذا وقد ہمت بہ والمعنی انہ لم یہم بہا اہ قلت حذف الجواب لدلالۃ ما قبل لو علیہ وقال الطبری والبیضاوی ہی جواب لو للاقدم علیہ فلم یصلح المذکور قبل لو لاجوابا ورد قال الامام فخر الدین الرازی یجوز تقدیمہ لکن التاخیر اولی فافہم۔

ص ۷۹ س ۱ اقولہ تعالی النسوۃ فی النیسابوری ہو اسم عزیز جمع المراۃ وتاینہ غیر حقیقی ولذلک حسن حذف التاء من فعلہ اہ قلت وزعم بعضہم انہ جمع الجمع للمراۃ وجمعا نساء اہ وقولہ تعالی اعلم وفی النیسابوری الفتی الغلام الشاب والفتاۃ الجاریۃ وفی اعراب القرآن والجملۃ مستانفۃ ویجوز ان یکون حالا من الضمیر فی تراودا من الفتی۔

س ۳ قولہ نکافی النیسابوری لانہم کانوا یکرمون الاطعام والشراب والحدیث علی ہیئۃ الشہوات اہ قلت للہ در ذلک طریق المتواضعین وما نوہم فی شرعنا فی الحجۃ۔

س ۵ قولہ تعالی الاٰن حصحص الاٰن ظرف ماض کما فی قولہ تعالی ولات حین مناص وقولہ تعالی الاٰن جئت بالحق وقولہ تعالی الاٰن وقد کنتم بہ تستعجلون وقولہ تعالی ءَآلْـٰٔنَ وَقَدْ کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ وقولہ تعالی ءَآلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وقولہ تعالی ءَآلْـٰٔنَ وَقَدْ کُنْتُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ وقولہ تعالی ءَآلْـٰٔنَ وَقَدْ کُنْتُمْ بِہٖ

حیث قدم لفظا او معنی ایضا اشارۃ الی تحکمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث لم یعبہم علی العلانیۃ ولم یذرہ عجلۃ ولم یسبہا الخ

ص ۹۳ س ۲ قولہ کجہ تادیب الخ فی البطری عن معمر قال بلغنی فی قولہ ما کان الخ قال کان حکم الملک ان من سرق ضوعف علیہ الغرم۔

ص ۹۴ س ۱ قولہ فلما استایئسوا الخ فی ن ای یئسوا وازیادۃ للمبالغۃ اھ۔

ص ۹۴ س ۹ قولہ یا اسفی فی اعراب القرآن الالف مبدلۃ من یاء المتکلم والاصل اسفی ففتحت الفاء وصیرت الیاء الفا لیکون الصوت بہا اتم وھی متعلقۃ باسفی اھ وفی ن والتجانس بین لفظ الاسف ویوسف لایخفی حسنہ وہو من الفصاحۃ اللفظیۃ۔ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ مملوء المسک لحزنہ غیر مظہر ایاہ اھ محصل ن قلت الثانی احسن فان فیہ مدحہ علیہ السلام بعدم اظہار المصیبۃ بصیغۃ المبالغۃ والدال تعالی اعلم

حاشیہ تحتانی یمین س ۴ قولہ مکظوم لان المقام مقام التخویف بعروض الہلاک والمرض فکانہ قیل تکونن ہالکا وان لم تکن کذلک فلا اقل من ان تکون مرضا فلا ینبغی لک ہذا الفعل الذی یؤدی الیہ حاشیہ تحتانی لیسار س ۱ قولہ مازائدۃ قلت فی اعراب القرآن ہی مصدریۃ وہو موضعہا نصب عطفا علی معمول تعلموا تقدیرہ الم تعرفوا اخذ ابیکم علیکم المیثاق وتقریرکم فی یوسف الخ قلت وجہ حسن۔

ص ۹۷ س ۱ قولہ تقہ مزلجۃ فی اعراب القرآن الضاد منقلبۃ عن یاء واو عن واو لقولہم رجا الامر یرجو ویرجی ولقولہم رجاء الامر یرجاہ ویرجوہ والکیل ای المکیل اھ وقولہ تصدق الخ فی الطبری عن عثمان بن الاسود قال سمعت مجاہدا وسئل ہل یکرہ ان یقول الرجل فی دعائہ اللہم تصدق علی فقال لغم انما الصدقۃ لمن یبتغی الثواب اھ قلت القول لیس بمرضی وان ارتضاہ بلعتق النیابوری حیث سکت بعد نقلہ للنہیۃ الا للعلماء فان الحدیث المرفوع ورد فیہ صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقاتہ والا البخاری فی باب قصر الصلوٰۃ فتبین الصدقۃ التی یجعلہا جائزۃ لم یفترق المراد بین نسبتہ الی اللہ تعالیٰ وبینہا الی المخلوق وہو ظاہر ثم ظہرت القول المذکور فقال ہذا غلط ظاہر فحررت اللہ علیہ

ص ۳ قولہ ہل علمتم الخ فی ن استفہام تقدیرہ ینظر الواقعۃ ومعناہ ما اعظم الامر الذی ارتکبتم من یوسف وما تبع ملۃ قد منع علیہ کما یقال للمذنب ہل بلغک ما صنعت الخ

س ۵ قولہ انا یوسف قلت لم یقل نعم وصرح باسمہ لما تضاعفا ما جری علیہ من ظلم اخوتہ کانہ قال انا الذی ظلمتمونی علی اشنع الوجوہ والدہ یصلی الی اعظم المناصب لہذا قال وہذا ابی مع انہم کانوا یعیرونہ لان مقصودہ ان یقول وہذا ابی ایضا کان مظلوما کما کنت صار مسفعا علیہ من اللہ لحضا

س ۷ قولہ لاتثریب علیکم الیوم فی ن الیوم اما ان یتعلق بالتثریب او بالاستقرار المقدر فی علیکم ای لاأثرکم الیوم الذی ہو مظنۃ التثریب فانتم عندی بمنزلۃ المعصومین

س ۱۱ قولہ لبصیر فی اعراب القرآن حاذق ماہر متعود من التبصیر فی المنتجب بالفتح وبالفتح کاف وکسر الشکنبہ ستور نگہدار زمندہ چون معدۃ ودوم را اھ

ص ۹۸ س ۱ قولہ فصلت فی ن خرجت فصل من البلد فصولا انفصل منہ وجاور حیطانہ وداوا کان فصل منہ یدا کان مصدرہ انفصل اھ محصلا وقولہ ان تفندون فی ن جوابہ محذوف ای لولا تفنیدکم ایای لصدقتمونی یقال شیخ مفند ولا یقال عجوز مفندۃ لانہا لم تکن ذات رای فتفند فی الکبر اھ محصلا قلت لایقال مثل ذلک القول ای لو لاان تفندون الاعند من ہو قائل بصدق ہذا القائل فہو للتاکید لاللتعلیق وہذا وجہ حسن ایضا فلہذا زدتہ علی ما قبل فی حاشیۃ الاصل۔

ص ۹۹ س ۱ قولہ ان جاء الخ فی النیابوری فلما جاء ہ ای یعقوب فلما جاء ہ البشیر اھ وقولہ انی لاجد ریح یوسف الخ فی ن اصلہ لاجد ریح یوسف فلما جاء ہ وقولہ انی لاعلم الخ اظہارہ مفعول العلم الاقل اھ محصلا۔

ص ۱۰۰ قولہ انشاء اللہ فی ن وجواب الشرط بالحتمیۃ محذوف والتقدیر اراہ خلوا مصر امنین ان شاء اللہ وخلقم آمنین۔

س ۵ قولہ من البدو فی ن وکان یعقوب وولدہ بارض کنعان اہل مواش ینتقلون فی المیاہ والصحاری قال ابن الاثاری البدو موضع معروف ہہنا لک اھ

س ۳ قولہ من قبل فی اعراب القرآن یجوز ان یکون ظرفا للرؤیا ای تاویل رؤیای التی رأیتہا فی ذلک الوقت وحقا صفۃ مصدر ای حملہ حقا۔

س ۵ قولہ احسن بی فی اعراب القرآن قبل الباء یعنی الی وقیل ہی علی بابہا والمفعول محذوف تقدیرہ وقد احسن صنعہ بی واذ ظرف لاحسن او للمستقبل

ص ۱۰۱ س ۱ قولہ فاطر الخ فی ن منادی ثان لوصفۃ النداء الاول وفیہ ایضا ما قدم الثناء والثناء کما ہو شرط الادب لحسن ذکر المسئلۃ فقال توفنی الخ

ص ۱۰۱ س ۲۲ قولہ تو میری لاش الخ یہ حکم آپ کے ساتھ یا آپ کی امت کے ساتھ تھا امت محمدیہ کو ایسا نہ کرنا چاہیے۔

ص ۱۰۲ س ۳ قولہ دلو حرصت فی ن جواب مثل بالتقدیم ای دلو حرصت فی امرہم جہدین بالغ حرص طلب المتنبی بالقصی ما یمکن من الاجتہاد وقولہ لایکادون فی ن الاکثرون علی انہ لفظ مرکب من کاد النافیۃ لیلے التی ہی فی غایۃ الابہام اذا قطعت عن الاضافۃ لکلمۃ الی عن الجزئین معناہما الافرادی وصار المجموع کاسم مفرد یعنی کم الخبریۃ والتعبیر عن الرکاکۃ لاجل کونہ کالمثل رجلا۔ س ۷ قولہ غاشیۃ فی الطبری عن قتادۃ وقیۃ تغشاہم من عذاب اللہ وقولہ بغتۃ مصدر فی موضع الحال کذا فی الاعراب یقال بغتہ فاجاءہ

ص ۱۰۳ س ۱ قولہ ادعوا الخ فی ن تفسیر لسبیل

س ۳ قولہ من اہل القری فی اعراب القرآن فی احد الوجہین حال من الضمیر المجرور وفی النیابوری خصہم بالاستثناء لما فی اہل البادیۃ من الغلظۃ والجفاء قلت فہو صفۃ ارجالا ولاوجہ ثانیا الوجہین المذکورین للحال

ص ۱۰۶ س ۱ قولہ بغیر عمد فی الاعراب الجار والمجرور فی موضع نصب علی الحال تقدیرہ خالیۃ من عمد اھ

س ۹ قولہ فی الاکل فی الاعراب احد الوجہین ظرف للفضل وفی ن الثمر الذی یوکل قالہ الزجاج وعن غیرہ انہ عام فی جمیع المطعومات حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ مجاز قلت اوفر ہذا اللفظ اشارۃ الی استحکام الامور کانہا تشکوکۃ مثل یستحکم الامر الذی یعضعاسا اھ با امتثال امر التانی وانا ہتمام قدیر فی النیابوری بما اجمال بعد التفصیل۔

س ۲ قولہ رداسی فی الطبری جمع راسیۃ وہی الثابتۃ یقال منہ رسبت الوتد فی الارض اذا ثبتہ ای جبالا ثابتۃ اھ محصلا حاشیہ تحتانی

س ۳ قولہ صنوان جمع صنو وہو المثل من ن مدح حاشیہ تحتانی لیسار س ۴ قولہ متقلدا سیفا ورمحا ای کما یطلق ہذا اللفظ مع کون التقلد خاصا بالسیف دون الرمح وانما حکم علیہ بہ تبعا۔ فکذلک الزرع وحدہ لاطلاق علیہ بلفظ الجنۃ حقیقۃ لکن اطلق علیہ مجازا ہہنا تبعا لاعناب فافہم۔

ص ۱۰۷ قولہ وان تعجب الخ قلت زیدت الشرطیۃ لتاکید المضمون وفی اعراب القرآن قولہم مبتدأ وعجب خبر مقدم اھ

س ۳ قولہ لاغلال قلت جمع غل بالضم وتشدید اللام کذا فی الصراح۔

س ۵ قولہ علی ظلمہم فی الاعراب حال من الناس والعامل المغفرۃ۔

ص ۱۰۸ قولہ عالم الغیب الخ فی اعراب القرآن خبر مبتدأ محذوف ای ہو۔ **س ۳ قولہ** سواء منکم الخ فی الاعراب من مبتدأ وسواء خبر فاما منکم فمجموعہ ان یکون حالا من الضمیر فی سواء لانہ فی موضع مستواۃ اھ

ص ۱۹ س ۵ قولہ السحاب الثقال فی اعراب القرآن جمع سحابۃ وکذلک وصفہا بالجمع ای جمع ثقیل) حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ معقبات فی ن الاصل متعقبات فادغمت التاء او ہو علی اصلہ من عقبہ اذا تبعہ اجاء علی عقبہ اذا بعضہم یعقب بعضا والتانیث للمبالغۃ نحو نسابۃ و علامۃ اھ وفیہ ایضا قولہ لمعقبات صفۃ للمستتر والسارب اوحال منہ لکونہ نکرۃ موصوفۃ اھ وقولہ المحال مصدر متعد کما فی المنتجب بالکسر وتشدید الکاف

ص ۱۱۰ س ۲۸ قولہ تقلص کے صراح گرد آمدن باہم۔

ص ۱۱۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ الغشاء فی الصراح بفتح وضم والد آب آورد وتبدید بتشدید الشاء کذلک

حاشیہ تحتانی لیسار س ۱ قولہ حال یکونہ مصدر المبنی المفعول۔

ص ۱۱۳ قولہ الحسنی ای المثوبۃ الحسنی کذا فی ن

س ۱ قولہ عقبی الدار فی ن مصدر کالعافیۃ وفی ع جنت عدن ہو بدل من عقبی ویجوز ان یکون مبتدأ وید خلونہا الخبر۔ **س ۳ قولہ** سلام الخ ای یقولون سلام ولایجوز ان تتعلق الباء بسلام لمافیہ من الفصل بالخبر وانما یتعلق بلیلکم او بما یتعلق بہ کذا فی اعراب القرآن۔ **س ۱۵ قولہ** سوء الدار فی ن فی مقابلۃ عقبی الدار کان العافیۃ لاتطلق الا علی العاقبۃ اھ قلت او تطلق قلیلا کما سیاتی

فی بعض الآیات وھو حاصل المصدر وفعلہ تصدی کتعانی الصراح۔ ای لفظ سورہ ۱۲ منہ

ص ۱۱۴ س ۲۵ قولہ ایک ہی درجہ میں الخ احقر کہتا ہے کہ اصل و فرع کا ایک جگہ قیام کرنے سے اس میں من کل الوجوہ اتحاد لازم نہیں آتا اور آیت اور اثر ابن جبیرؓ سے فقط معیت فی الجنۃ ثابت ہے لہٰذا یہ حکم عام ہر خواہ آباء وغیرہ بواسطہ ہوں یا بلا واسطہ ہوں سب اس حکم میں داخل ہیں اور اسکی ایسی مثال ہر کہ کسی بڑے شخص کی کہیں ضیافت ہو اور اُس کے طفیل میں اور بھی چند لوگوں کی ضیافت ہو اور کھانے میں بھی سب شریک ہوں تو اس صورت میں گویا باعتبار تم سب یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر تقرب و میزبان کے ساتھ جو اصل مہمان کو حاصل ہوا اور عزت جسقدر اُس کی ہو دوسرے طفیلیوں کی نہیں پس اصل و فرع میں باوجود اشتراک طعام وغیرہ بھی فرق باقی رہا اور اہل جنت کا اکٹھے مختلفہ میں قیام اس تقریر کے منافی نہیں کیونکہ کسی دلیل سے یہ ثابت نہیں کہ ایک ہی کمرہ میں سب کا اجتماع ہوگا فقط دخول جنت بشفاعتہ ثابت ہوا ہے اور ایک مکان عرفاً چند کمروں کو بھی کہتے ہیں جو ملاصق ہوں اور اُن میں ایک دوسرے کے بہت قریب بھی رہنا ہوتا ہے اگر یہ شبہہ ہو کہ جب تقرب و مراتب میں مساوات ہوئی تو طفیلی ہونیکا کیا نتیجہ ہوا مطلق دخول جنت کیلئے تو خود ان لوگوں کا صالح ہونا ہی کافی ہے تو جواب یہ ہے کہ لغیر شفاعت اُن کو اس قدر درجہ بھی ملنا ضرور نہ تھا جواب یہ ہوا بس شفاعت سے زیادہ جنکے ہوگئے جو مساوات کو مستلزم نہیں ہاں کوئی صریح حدیث مرفوع مساوات کے باب میں ثابت ہو تو اُس کا قائل ہونا ضروری ہوگا اور جوابات مذکورہ فی التفسیر کی حاجت ہوگی ورنہ کوئی ضرورت نہیں ۵ وللناس فیما یعشقون مذاہب ۱۲ وفی شرح الاحیاء وللنسائی من حدیث ابی ہریرۃؓ یقال لہم ادخلوا الجنۃ فیقولون حتی یدخل آباءنا فقال ادخلوا انتم وآباءکم واسنادہ جید وقد روی الطبرانی فی الکبیر وجماعۃ فقد ذکرہم ولفظہ سواء ولو دخبر من حسنا ولم تلدوا فی مکانکم الامم متتابعۃ بالقسط لا یزال مبسطا علی باب الجنۃ یقال ادخل الجنۃ

نیقول یا رب وابوای فیقالہ ادخل الجنۃ انت وابواک ورواہ ابن مدی فی الکامل من طریق حسان بن ابن سیاہ عن عاصم عن وحش ابن عبد اللہ عن ابن مسعود مرفوعاً وقد بہ حسان وخالفہ ابو بکر بن عیاش فرواہ عن عاصم عن رجل لم یسم عن علی ایضا قال الدارقطنی وہو صحیح اھ مختصراً۔ قلت ظاہرہ لیس بجرح تامل ثم اعلم انہ لما کانت شفاعۃ الاطفال لہذا المکان فاطفالک بالعالمین علی الشریعۃ عین بلغوا اشدہم تامل۔

ص ۱۱۵ س ۱۱ قولہ ان لو الخ فی موضع نصب بیائس کذا فی ع قلت فی الجلالین ان محققۃ ای انہ الخ۔

ص ۱۱۴ حاشیہ فوقانی س ۱۰ قولہ الی ارادۃ الخ لما کان الصبر لشدۃ الاعمال جیء بالماضی تاکید لایقاعہ فافہم۔

ص ۱۱۵ س ۵ قولہ طوبی لہم الخ اخرج احمد وابن حبان عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال طوبی شجرۃ فی الجنۃ مسیرۃ مائۃ عام کذا فی الاتقان۔

ص ۱۱۵ حاشیہ تحتانی یمین س ۷ قولہ اخشیبہا فی الصراح اخشب کوہ درشت اخشبان دو کوہ کہ قلت ہو بدل من جبلی مکۃ۔

ص ۱۱۹ س ۳ قولہ حکما عربیا فی ن نصب علی الحال

ص ۱۲۰ س ۱ قولہ البلغ فی ن بمعنی التبلیغ کالسلام والکلام اھ۔

ص ۱۲۱ س ۱ قولہ لا معقب الخ فی ن نصب علی الحال س ۵ قولہ من عندہ علم الکتاب فی اعراب القرآن مرفوع بالظرف لانہ عند بکونہ صلۃ ویجوز ان یکون خبرا والمبتدا علم الکتاب اھ

ص ۱۲۳ س ۱ قولہ اور اللہ کے گواہ الخ فی ن ولا شہادۃ اعلی من ہذا لان الشہادۃ القولیۃ منا لا تفید الا غلبۃ الظن وہذا تفید القطع بصحۃ نبوتہ اھ

حاشیہ المجلد السادس

ص ۱ س ۳ قولہ تخرج الناس فی ن واللام فی الناس للجنس المستغرق ظاہر لفیدہ دلیل علی ان دعوتہ ﷺ عامۃ اھ وفیہ ایضا والظلمات استعارۃ لطرق الضلال ومظانہ والنور مستعار للحق اھ

س ۱ قولہ العزیز الحمید فی ن فی ذکر الوصفین تاکید لحقیقۃ الصراط واستعارتہ لان العزیز ہو القاہر الغالب الحمید ہو الکامل فی خصائص الحمد من العلم والغنی وغیر ذلک والارب ان من ہذہ صفتہ کان سبیلہ الذی یہیج لعبادہ مفضیا الی صلاح حالہم دینا ودنیا اذ لا حاجۃ بہ الی ارتکاب عبث او قبیح

س ۵ قولہ دخل الخ فی الاعراب مبتدأ قلت یجوز الابتداء بالنکرۃ فی موضع الدعاء وقد مرو اذا اریدبہ الاخبار فیاول بان المراد بہ دخل خاص واما اذا اریدبہ انہ دخل فی جنسہم کما ورد فی الحدیث مفصلا فہو معلوم لذلک الوادی فتعرفہ۔

س ۹ قولہ فیضل اللہ الخ فی اعراب القرآن بالرفع ولم یقتص علی العطف علی یبین لان العطف یجعل معنی للمعطوف کمعنی المعطوف علیہ والرسل ارسلوا للبیان لا للاضلال قال الزجاج لو قرئ بالنصب علی ان یکون اللام لام العاقبۃ جاز۔ اھ وفی ن قال الفراء اذا ذکر فعل وبعدہ فعل آخر فان لم یکن النسق مثالا کالاول فالرفع علی الاستیناف ہو الوجہ اھ

ص ۱۲۵ حاشیہ تحتانی یمین س ۴ قولہ عوجا قلت اسم مصدر وفعلہ لازم کما فی الصراح و فی الطبری والعوج بکسر العین وفتح الواو فی الکلام والارض وکل ملم یکن قائما فی کل ما کان قائما کالحائط والرمح والسن فانہ یقال بفتح العین والواو جمیعا اھ وفی اعراب القرآن یجوز ان یکون منتفیا وان یکون حالا من الضمیر فی یبصدون وعوجا حال مؤکدۃ قلت فعلی ہذا یکون عوجا بمعنی معوجا فافہم

ص ۳ س ۳ قولہ ان اخرج فی الاعراب ان بمعنی ای فلا موضع لہ ویجوز ان تکون مصدریۃ فیکون التقدیر بان اخرج اھ (لان الارسال کما یجیء بالقول یجیء بالفعل منہ)

س ۳ قولہ اذا جاءکم الخ فی ن وقولہ علیکم ان کان صلۃ للنعمۃ یعنی الانعام فقولہ اذا جاءکم ظرف للانعام یضا وان کان منتقرا یعنی اذکروا النعمۃ المستقرۃ علیکم حال جازان ینتصب اذ جاءکم بلعلکم وفی الوجہین جازان یکون اذ بدلا من النعمۃ ای اذکروا وقت المجاءکم وہو بدل الاشتمال۔

س ۳ قولہ انی اللہ تک الخ فی اعراب القرآن فاعل بالظرف لانہ اشتمل علی العزۃ وہو فاطر السموات صفۃ او بدل اھ

ص ۱۳۴ س ۷ قولہ تزیدون فی الاعراب صفۃ انثری لبشر قلت ویصح کونہ استیناف۔

ص ۱۳۵ س ۵ قولہ لتعودن فی ن فی الکشاف العود وہہنا معنی الصیرورۃ قلت توجیہ حسن داود تغلیظ العود واشارۃ الی انہم وان ایاسہم غیر راسخ لیسہل ترکہ کانہم انتقلوا من مکلم فی زمان قریب فلا یبعد عودہم الیہا تامل وہذا من المواہب

س ۳ قولہ لمن خاف الخ فی ن قال المحققون الخوف من اللہ مغایر للخوف من عبد اللہ کما ان حب اللہ مغایر لحب ثواب اللہ وہذہ فائدۃ عطف احد الخوفین علی الآخر حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ انکارا راشارۃ الخ فی ن قلنا اراد وا انکا فرون برسالتکم وان نزلنا علی ہذا المقام فلا اقل من الشک فی صحۃ نبوتکم ومع کمال الشک لا طمع فی الاعتراف بنبوتکم قلت توجیہ حسن فلہذا زید علی الاصل۔

ص ۷ س ۱ قولہ من ورائہ فی ن قال ابو عبیدۃ ہو من الاضداد لان احدا لا یحاربہ ہا یتعقب الی الآخر قلت ہی حال مقدرۃ حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ ہربا قلت مقام الصبر یشق من الذی مر قبل فاعید ترغیبا للتوکل باعتبارہ فلا تکرار۔

ص ۷ س ۱ قولہ فی یوم عاصف فی ن قال الزجاج جعل العصف للیوم وہو لما فیہ یعنی الریح مجازا کقولک یوم ماطر قلت فائدۃ المبالغۃ فی شدۃ الریح وفیہ ایضا قولہ مما کسبوا علی شیء الظاہر مما کسبوا ای لا یقدرون علی شیء مما کسبوا کما فی البقرۃ لان علی من صلۃ القدرۃ ولان مما کسبوا صفۃ لشیء ولکنہ قدم فی ہذہ السورۃ لان الکسب اعنی العمل الذی ضرب لہ المثل ہو المقصود بالذکر وہذا اشارۃ الیہ بقولہ ذلک ہو الخ س ۷ قولہ تبغونہا عوجا فی ن قال الفراء اہل اللغۃ علی ان البغی جمع تابع۔

ص ۱۱ س ۳ قولہ من قارن فی اعراب القرآن الجملۃ صفۃ للنکرۃ ویجوز ان تکون حالا من الضمیر فی مقتنیۃ

ص ۱۲ س ۱ قولہ دار البوار الخ فی ن ای الہلاک وقولہ جہنم عطف بیان وفی اعراب القرآن بدل وکفرا مفعول ثانی اھ۔

س ۵ قولہ لیضلوا الصلوۃ الخ فی ن المقول محذوف لان جواب قل یدل علیہ لتقدیر قل لہم اقیموا الصلوۃ وانفقوا یقیموا الصلوۃ وینفقوا وجاء بعضہم ان یکون المذکور ہو المقول بتاء علی ان امر غائب محذوف اللام وتاء من الحذف للالتقاء الساکنین والذی ہو قلیل عوض منہ وتسہیل یقیموا الصلوۃ و ینفقوا ابتداء بحذف اللام لم یجز اھ قلت فی الموضع

لائق بالتفصیل لکن قصد الاختصار منع عنہ فان شئت ارجع الی اصحاب القرآن۔

س قولہ نخل فی ن الخ اقول لم یقل الرابع بالنصب لیقع النفی علی المخل لان مقصود المقام نفی الحال والا التی ہی نشابہ بین نفیہا واثباتہا کان المقصود ذلک لان الجملۃ وقعت صفۃ لیوم وقد فہم نفی الجنس بقرینۃ المقام فافہم

ص ۱۳ حاشیہ تحتانی یسار قولہ ابتدائیۃ فی الاعراب زائدۃ قالہ الاخفش قلت وہو ایضا حسن

ص ۱۴ اس قولہ آسانی فی ن انما قدم طلب من علی سائر المطالب لانہ لولاہ لم یفرغ الانسان لشیء آخر من مہمات الدین والدنیا۔

حاشیہ فوقانی س ۸ قولہ اشارۃ الخ قلت فی ن قال لواحدی النعمۃ ہہنا اسم اقیم مقام المصدر کالنفقۃ بمعنی الانفاق ولہذا لم تجمع اھ

س ۱۴۔ قولہ جمیع فی الاعراب والعائد محذوف ای لہ

ص ۱۵ اس قولہ من ذریتی فی الاعراب المفعول محذوف ای ذریۃ من ذریتی ویخرج علی قول الاخفش ان تکون من زائدۃ۔

ص ۱۵ اس ۳۔ قولہ تہوی فی ن تسرع الیہم وتطیر نحو ہم شوقا ونزاعا اھ وقولہ لعلہم یشکرون فی ن یعلم ان المقصود الاصلی من منافع الدنیا وسیلۃ الرزق ہو التفرغ لادار العبادات واقامۃ الوظائف الشرعیۃ۔

س ۵ قولہ من شئ فی ن من للاستغراق۔

س ۱۰۔ قولہ یوم یقوم الحساب فی ن ای یثبت مستعارا من قیام القائم علی الرجل ونسلہ قولہم قامت الحرب علی ساقہا او استعارۃ الحساب قیام الیہ استادا مجازیا اھ قلت لم یقل یوم الحساب مع اقتضاء لان فیہ من التاکید مالیس فیہ کانہ ذو حیات فیقوم ولا یعسر القیام علیہ فان قیل لم خص ذلک الیوم بالمغفرۃ مع ان الاحیاج ثابت کما بات قلنا ذلک الیوم من اشد المنازل فخصہ والد عا لہ لذلک الیوم مشتمل علی الد عا للوقت الذی قبلہ بالقرینۃ۔

حاشیہ تحتانی س ۳ قولہ تلال بالکسر جمع تل بالکسر وتشدید لام پشتہ ریگ و تودۂ خاک کذا فی م واکام بالکسر جمع اکم مثل جبل وجبال کذا فی الصراح۔

ص ۱۶ اس ۲ قولہ یعمل الخ اس مقام کے متعلق کچھ مضمون سورۂ بقرہ کے حواشی میں لکھا ہے وہاں ملاحظہ کیا جاوے۔

ص ۱۷ اس ۱ قولہ لیوم فی الاعراب اے لاجل جزاء یوم وقیل ہی بمعنی الی اھ وقولہ تشخص رؤسہم حال ثانیۃ وفی الاعراب قولہ لا یرتد حال من الضمیر فی تقفی او بدل من تقفی وافئدتہم مبتدا جملۃ فی موضع الحال ایضا فیجوز ان یکون العامل فی الحال یرتد او قبلہ من العوامل الصالحۃ للعمل فیہا اھ وفی ن والغالب من حال من یبقی بصرہ شاخصا من شدۃ الخوف ان یبقی واقفا فبین اللہ تعالی ان حالہم بخلاف ہذا المعتاد لانہم مع شخوص ابصارہم کیونون مسرعین نحو ذلک البلاء اھ قولہ مقنعی رؤسہم فی ن ہذا ایضا بخلاف المعتاد لان الغالب من یشاہد البلاء انہ یطرق راسہ لکیلا یراہ لا یرتد الیہم طرفہم الطرف تحریک الاجفان علی الوجہ الذی خلقن وجعل علیہ وسمی العین بالطرف تسمیۃ بفعلہا ای لا یرجع الیہم ان یطرفوا الیہ نہم والہواء الخلا والذی لیشغلہ الاجرام وصف قلوب الجبان بہ لانہ لا قوۃ فیہ ویقال للاحمق ایضا قلبہ ہواء والمعنی ان قلوب الکفار خالیۃ یوم القیمۃ عن جمیع الجواہر والافکار لعظم ما نالہم وعن کل رجاء وعمل لما تحققوہ من العذاب۔

ص ۱۷ اس ۷ قولہ ان کان کذا کم الخ من نخلقۃ من النقیلۃ ای وان الشان کان معدا لذلک

س ۷۔ قولہ کیف فعلنا الخ فی الاعراب کیف فی موضع نصب بفعلنا ولا یجوز ان تکون فاعل تبین لامرین احدہما ان الاستفہام لا یعمل فیہ ما قبلہ والثانی ان کیف لا تکون الا خبرا او حالا وہما لا یصلحان ہہنا فافہم فی ذلک وتبین لکم فاعلہ مضمر ول علیہ الکلام ای تبین لکم حالہم وکیف الخ اھ ملخصا۔

س ۹۔ قولہ فلا تحسبن اللہ الخ فی الاعراب المفعول الاول محذوف ای لا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ فی ن قال جار اللہ قدم المفعول الثانی وہو لا وعد علی المفعول الاول لیعلم انہ غیر مخلف الوعد علی الاطلاق ثم قال رسلہ تنبیہا علی انہ انما لم یخلف من شانہ اخلاف الوعد تکیف بخلف رسلہ الذین ہم منہ

س ۱۱ قولہ فی الاصفاد جمع صفد بالکسر فی المصباح وفی ن یتعلق بمقرنین علی احد الوجوہ۔

ص ۱۸ اس ۱ قولہ سرابیلہم الخ الجملۃ حال من المجرمین او من الضمیر فی مقرنین وقتئذ حال لیجزی الخ متعلق بالمحذوف ای فعلنا ذلک للجزاء کذا فی الاعراب وفی ن وخص الوجہ بالذکر لانہ اشرف موضع فی ظاہر البدن واشرفہ فغیرہ بہ عن الکل۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ سرابیل قلت بالکسر کما فی م۔

حاشیہ تحتانی یسار قولہ الاہبل فی المنتخب بضم ہمزہ وہا وتخم سرخ وصاحب قاموس گوید اہبل الخ بارد رختے ست بزرگ کہ برگ آن بہ برگ درخت کشر ماند وبارش بیار کنار وآن درخت سرخ رنگ است چنانکہ چوبہری توہم کردہ است اھ۔

حاشیہ تحتانی یسار قولہ تہنأنی المنتخب والصراح ہنار بالکسر المدقطران والمیدان بر برشتر ونوشتن بضم المیم وکسرہا علی الاتباع زنۃ اسم الفاعل من انئن اللازم کما فی الصراح۔

ص ۱۹ اس ۱۔ قولہ ولینذروا فی الاعراب یجوز ان یتعلق بمحذوف تقدیرہ ولینذروا بہ انزل الیہ وانزل الیہ ولینذروا بہ اھ۔

ص ۲۰ س ۱۔ قولہ ربمانی اعراب القرآن فی احد الوجہین ما کافۃ لرب حتی یقع الفعل بعدہا وہی معرفۃ جراہ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ حال فی ن قال جار اللہ جملۃ واقعۃ صفۃ لقریۃ والواو لتاکید لصوق الصفۃ بالموصوف وذکر السکاکی فی المفتاح ان ہذا سہو لان الفصل بین الموصوف والصفۃ لا یجوز ولکن الجملۃ حال من قریۃ ومثل ہذا جاز ولو کان ذو الحال نکرۃ محضۃ کقولک جاءنی رجل علی کتفہ سیف لعدم التباس الحال بالوصف لکان الفا بالواو کیف وقد زادت الفاصلۃ فی الآیۃ بکلمۃ الا واو ذو الحال قریب من المعرفۃ اذ التقدیر ما اہلکنا قریۃ من القری من قبل افادۃ من الاستغراق اھ وفی الاعراب الجملۃ نعت لقریۃ کقولک ما لقیت رجلا الا عالما وقد ذکرنا حال الواو فی مثل ہذا فی البقرۃ اھ قال المحشی طول المقام للافادۃ وفتح الاستثناء والحق ان کلا منہما یجوز ونسبۃ السہو الی الزمخشری بعید لاسیما اذا وافقہ ابو البقاء فی الاعراب نعم الترجیح امر آخر۔

ص ۲۱ قولہ وفی ن عرف تخصیص مرکب من اللام المفیدۃ للتمنی ومن ما المزیدۃ فافاد المجموع الحث علی الفعل الدال ہو علیہ والمعنی ہلا تاتینا بالملئکۃ الخ

س ۳۔ قولہ اذا منظرین فی ن قال صاحب النظم لفظ اذن مرکبۃ من اذ بمعنی حین ومن ان الدال علی مجئ فعل بعدہ فحذف الہمزۃ بعد نقلہا بعد نقل حرکتہا الی ان قال وقال غیرہ اذن جواب وجزاء ولو نزلنا الملئکۃ ما کانوا منظرین اھ قلت فتقدیر الجزاء ما کانوا منظرین حین ان ینزل الملک۔

س ۳ قولہ انا نحن الخ فی الاعراب نحن مبتدا ونزلنا خبرہ وانا لہ لحافظون اعتراض بین المبتدا والخبر وکذا انا نحن نزلنا الذکر اعتراض بین اسم ان وخبرہا فصلا لانہا لم تقع بین متنافیین بل ہو انا مبتدا او تاکید لاسم ان۔

س ۵ قولہ شیع الاولین فی ن قال الفراء اضافۃ الشیع الی الاولین من اضافۃ الموصوف الی الصفۃ

س ۵ قولہ الا کانوا یستہزؤن فی اعراب الجملۃ حال من ضمیر المفعول فی یاتیہم وہی حال مقدرۃ ویجوز ان تکون صفۃ لرسول علی اللفظ او الموضع اھ۔

س ۵ قولہ کذلک الخ قلت متعلق بنسلکہ فی ن لا یؤمنون او ہو بیان لقولہ کذلک نسلکہ۔

ص ۲۳ س ۶۔ قولہ بقدر معلوم فی الاعراب بقدر فی موضع الحال وقولہ لواقح انہ علی حقیقتہ یقال لقحت الریح اذا حملت الماء وانتصابہ علی الحال المقدرۃ اھ ملخصا قلت ہو جمع لاقح یقال ریح لاقح کما فی الطبری والراجح جمع الریح۔

حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ معین مقدار فی ن وذلک ان الوزن بسبب معرفۃ المقدار فاطلق اسم السبب علی المسبب وقیل وزن وقدر فی ابواب النعۃ والمنعۃ وقیل ای تناسب اے محکوم علیہ عند العقول السلیمۃ بالحسن واللطافۃ یقال کلام موزون ای مناسب وفلان موزون الحرکات اھ ملخصا قلت یحتمل عموم المجاز ایضا۔

ص ۲۴ س ۱۴ قولہ خلق الخطفۃ الخ احتراز عن زدیک فقط یہی تاویل کافی ہے سحاب کی قید کی بھی حاجت نہیں حاصل یہ ہے کہ استراق سمع ہو جو معہود ہے کیا خبار غیوب پر کافی طور پر جاری ہو جاتا

اس کی بندش کردی گئی ہو اور تا تمام سماع جو مفید کسی کلام تام کو نہ ہو مومن بھاگتے ہیں جس پر نتیجہ مقصودہ مرتب نہیں ہوتا وقد روی الطبری باسناجم عن ابن عباس قال ارادوان یخطف السبع ومعہ تقولہ الامن خطف الخطفۃ وکذلک، روی ایضا عن الضحاک وابن جریج وقتادۃ وفیہ عن ابن عباس بسندہ ان الشہب لاتقتل ولکن تحرق وتخرج من جوانبہا تقتل اھ وفی ان الشیاطین مخلوقون من نار تکلیف تحرق النار والجواب ان الاقوی قد یبطل الاضعف وان کان من جنسہ وفیہ ایضا ولو کان یلہمہم نقل اخبار الملئکۃ الی الکہنۃ تکلیف لم یقدروا علی نقل اسرار الملوسنین الی الکفار وقد اجاب بانہ تعالی اقدر ہم علی شئی واعجزہم عن شئی ولاستبل تمانعفل واقول لعل السبب فیہ ان تسبہم الی الرجانیات اکثر اھ۔

ص ۲۵ س ۱۳ قولہ صراط علی فی الاعراب قیل علی بمعنے الی فیتعلق بمستقیم او یکون وصفا للصراط وقیل ہو محمول علی المعنی والمعنی استقامۃ علی اھ قلت فاختیار المستقیم علی الاستقامۃ لرعایۃ الفاصلۃ والحمل علی الحقیقۃ اھ ای فی الاعراب کما فی ص ۱۵ قولہ لہا سبعۃ ابواب فی الاعراب یجوز ان یکون خبرا ثانیا وان یکون مستانفا وقد یجوز ان یکون حالا من ہم لان ان لاتعمل فی الحال وقولہ لکل باب الخ فی الاعراب منہم یجوز ان یکون حالا من جزء ہو (ای منہم) صفۃ لہ ثانیۃ قدمت علیہ (فتحمل حالا لاصفۃ) ولا یجوز ان یکون حالا من الضمیر فی مقسوم لان الصفۃ لاتعمل فی الموصوف ولا فیما قبلہ اھ۔

س ۳ قولہ نفخت فی ان النفخ اجراء الریح فی تجاویف جسم آخر اھ۔

س ۷ قولہ لاسجدن فی ان اللام ان کید النفی۔

حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ یصلصل فی ان ای یصوت وہو غیر مطبوخ فاذا طبخ فہو فخار۔

ص ۲۸ س ۳ قولہ فہم منہ ردن فی ان و احسن ما قیل فیہ ان لا یکون قولہ بما صلۃ للتبشیر بل یکون بمعنی الاعن الوجہ والطریقۃ یعنی اذا کان الطریق المعتاد ممتنعا فبای طریق تبشرونی بالولد فذلک

قالوا فی جوابہ لبشرناک بالحق ای بالیقین الذی لالبس فیہ او لبشرناک بالولد بطریق ہو حق و ذلک قول اللہ تعالی وعدہ وانہ قادر علی خلق الولد من غیر ابوین فضلا من شیخ فان و عجوز عاقر اھ وفیہ ایضا قولہ فلاتکن من القانطین لایدل علی انہ کان قانطا فقد ینہی عن الشئ ابتداء لقولہ ولا تطع الکفرین ولذلک انکر ابراہیم منہم بقولہ ومن یقنط الخ

ص ۷ قولہ انا لمنجوہم فی ان جار مجری خبر لکن کانہ قیل لکن قوم لوط مجنون ویکون قولہ الا امراتہ استثناء من الاستثناء۔

ص ۲۹ س ۴ قولہ واصدع حیث الخ فی ان قال الجوہری مضی الشئ مضیا وذہب مضی فی الامر مضیا انفذہ وقال فی الکشاف معنی فاصدع فاصدع قولا حیث تعدیتہ الی الظرف المبہم لان حیث مبہم فی الاماکنۃ وکذلک المضمر تقول ومروہ وجوز ان یکون النہی عن الالتفات کنایۃ عن مواصلۃ السیر وترک التوانی لان من یلتفت لابد ان یقع لہ اوفی وقفۃ اھ ملخصا وقولہ ادبار قلت جمع دبر بضمتین بمعنے پس کذا فی المنتخب

حاشیہ تحتانی یمین ولذا عدی تعدیۃ قلت والاقبل قضینا علیہ فافہم۔

ص ۳۱ س ۵ قولہ آسفین قلت حال مقدرۃ والفاء فی قولہ فانا فی للتعقیب الذکری او بمعنے الواو۔

ص ۳۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ مثنی قلت فی الدر النثیر فی الفائق الواحد مثنی ویجوز ان یکون مثناۃ وقولہ ازواجا قلت جمع زوج

س ۲ حاشیہ تحتانی یمین قولہ فرخ قلت فرخ بالفتح جوزۃ مرغ وبچہ حیوان وشاخ نورستہ درختان وگیاہ اخراج وفروخ جمع کذا فی م وقولہ والجناحان قلت فی ان جناحا الانسان یداہ اھ وہو توضیح جاء بہ وفی البطری بسندہ عن عبد اللہ بن عبیدۃ قال بلغنا ان النبی ﷺ متخفیا متی نزلت فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین فخرج ہو واصحابہ اھ واعلم ان النہی والعیاذ باللہ لم یکن ناقص التوکل حتی یکمل توکلہ بالآیات المتسلیۃ بل کان کاملا فی التوکل انما

سلی بہا بعروض البشریۃ لیرتفع الخوف مطلقا عنہ ودلالتہ علی حد الضعف ایضا فان الاسباب لہا دخل قوی فی التسلیۃ ولہذا تری الکمل عند عروض المہمات یحصل لہم التسلی بقبول من ہو ادنی منہم وقصۃ عذیر بحیث مع النبی ﷺ شاہدۃ لہ وقد جرب ایضا ولکن لایلزم من نقص الکامل وکمال الناقص بل الوجدان الکامل عند المصائب تنشق قلوبہم مہما فی الجملۃ وتنقبط عند وعظ فیہ لہ وان کان الواعظ ادنی منہ واما استعمال الاسباب لہ صلے اللہ علیہ وسلم فی لعول الامر وترکہا کثیرا فی آخرہ کان بامر اللہ عز وجل لئلا یحزن الضعفاء عند رویۃ کمال الاقویاء من ترک الاسباب ولان یظہران الکل ایضا یختارون الادنی مع قدرتہم علی الاعلی عند امر اللہ تعالی وہم تابعون لہ عز وجل ولا یعتمدون بقوتہ اذا کان امرہ تعالی خلافہا وقد کیف یکون صلے اللہ علیہ وسلم لایقدر علی ترک الاسباب فی ادنی الامر فضلا عن آخر الامر مع ان اولیاءہ یقدرون علیہ اعلی الاوجہ کما یاتی وہم لیسوا بکمل منہ بکثیر یقدرون علیہ اعلی الاوجہ لاکما یاتی وادنی النبوۃ فافہم حق الفہم والحمد للہ علی ہذا التحقیق الانیق۔

ص ۳۵ حاشیہ تحتانی۔ قولہ الحجن قلت اختیار لفظ الجمع تنعظیما لجبریل ولانہ رئیس قومہ قولہ والتسییر الخ قلت فان خالفک علی ہذا التفسیر فی الآیۃ الاولی الدالۃ بالتوحید للاہل التوحید فحصیل الحاصل فارجع بان المقصد الاستمرار علیہ۔

ص ۳۶ س ۱۔ قولہ خمیم قلت ہو بمعنے مختوم کذا فی ان فی احدا وجہین وقولہ الانعام قلت جمع نعم بالتحریک جمار پایہ واکثر ما یقع ہذا الاسم علی الابل کالقوم للرجال ہو ذکرہ ابو منصور والانعام مذکرۃ وتؤنث اھ ملخصا وقولہ منافع قلت فی العبارات جمع منفعۃ وہی اسم للمصدر کما فی القاموس۔

س ۳۔ قولہ انفاقکم قلت جمع نفل بالکسر بمعنے بار کذا فی م وقولہ الالتفات فی الاعراب فی موضع الحال من الضمیر المرفوع فی بالغیہ ای متسوقا مثلکم والجمہور علی کسر الشین وقرئ بفتحہا وہی لغۃ۔

س ۳ قولہ الخیل والبغال والحمیر قلت الثانی جمع بغل بالفتح الثالث جمع حمار بالکسر کذا فی م واللاطائی جمع ولاواحد لہ کما یفہم من کتب اللغات۔

حاشیہ تحتانی یمین۔ س ۳ قولہ خضرا

لے مسار حاقلت خطیرۃ فضیلۃ بمعنے مفوتہ جائے شتر گوسپند کہ از شاخ درخت وچوب سازند کمافی الصراح فظائر جمع خظیرۃ ومسارح جمع مسرح وہو مرعی اسم مکان۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۶ قولہ الافیئۃ قلت ہو جمع فناء کذا فی ص وفی م فناء با الکسر خانہ کہ فراخ وکشادہ باشد وگرداگرد خانہ اھ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۷ قولہ تجاوب تغنا نہارا وغنا قلت تجاوب بمعنی تغنی باہم کذا فی الصراح وتغنا قلت باشارۃ مہا والبین للعجمۃ والمودۃ والضم الاول بانگ گوسفند ونرد وگاؤ وخر آن کما فی ص ورغار بالضم آواز کردن وآواز شتر وشتر مرغ وتغنار کذا فی المنتخب۔

ص ۳۶ حاشیہ تحتانی نیسار س ۲ قولہ حاقلۃ فی الصراح ضرع حامل پستان پرشیر۔

ص ۳۶ حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ بالازواج الخ قلت وہی التی ذکرت فی الانعام۔

ص ۳۷ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ مواخر فی ان ای جواری قلت فہو جمع اخرۃ مثل جواری جمع جاریۃ۔

س ۶۔ قولہ شراب فی ان الشرب کالطعام للطعم وقولہ شجر درخت شجرہ یکے کذا فی ص والنخیل کالنخل وتخلہ واحد کذا فی م وقال الاخفش قلت واحد کالاعناب قلت جمع الکثرۃ لعبنۃ بالکسر کما فی الصراح۔

س ۸ حاشیہ تحتانی یمین قولہ طریا قلت لفظ صفۃ وفی ان مصدرہ وطراوۃ وفی الکشاف وصفہ بالطراوۃ لان الفاء ولیسرع الیہ فیدل علی کمال خیفۃ الفساد علیہ اھ وفیہ ایضا واعلم ان قولہ مواخر فیہ جاء علی القیاس لان موضع الظرف المتعلق بواخر بعد مضی معمولی تری وانما سورۃ الملئکۃ فقدم الظرف لیکون موافقا لقولہ ومن کل تاکلون ولتقدم الجار فی قولہ ومن کل تاکلون حذف لفظۃ منہ ہناک اھ وفیہ ایضا واعلم انہ قدم الغذاء الحیوانی علی الغذاء النباتی لان الغنۃ فیہ اعظم لانہ السریع تشبہا بعبدہ الانسان وفی ذکر الغذاء النباتی قدم قلیلا لحیوان الشجیہ علی غذاء الانسان وہو الزرع وحیوہ

بناء علی مکارم الاخلاق وہو ان یکون اہتمام الانسان بحال من تحت یدہ اکمل من اہتمامہ بحال نفسہ وانما عکس الترتیب فی قولہ کلوا وارعوا انعامکم بناء علی ما ہو الواجب فی نفس الامر اھ۔

حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ اشارۃ الخ قولہ ابن عطیۃ الخ قلت فعلی ہذا یحتمل ان یکون السبیل مصدرا بمعنی الفاعل ای قال سبیل قصد وقاصد ای مستقیم کنایۃ یقصد الوجہ الذی یؤمہ السالک للابعد عنہ والجور السبیل عن الاستقامۃ وفی اعراب القرآن قولہ تعالٰی ومنہا جائر الضمیر یرجع علی السبیل وہی تذکر وتؤنث وقیل السبیل بمعنی السبل فانث علی المعنی وقصد مصدر بمعنی اقامۃ السبیل او تعدیل السبیل ولیس مصدر قصدتہ بمعنی اتیتہ اھ

ص ۳ حاشیہ تحتانی قولہ وانہارا فی ان معطوف علی رواسی ای جعل فیہا رواسی ان انہارا ای الانقاء ہہنا بمعنی الجعل والخلق کقولہ والقیت علیک محبۃ منی وکذا قولہ وسبلا ای اظہرہا وبینہا لاجل ان تہتدوا بہا فی اسفارکم ولما ذکر انہ اظہر فی الارض سبلا معینۃ ذکر انہ اظہر فی تلک السبل علامات مخصوصۃ وہی کل ما یستدل بہ السالک من جبل وسہل قال الملتقش عند قولہ وعلامات وبالنجم ہم یہتدون کلام منفصل عن الاول قال فی الکشاف کانہ اراد وقریشا فقد کان لہم اہتداء بالنجوم فی مسائرہم وکان لہم بذلک علم لم یکن مثلہ لغیرہم فکان الشکر اوجب علیہم والاعتبار ألزم لہم فخصصوا بتقدیم النجم واقحام لفظہم کانہ قیل وبالنجم خصوصا ہؤلاء یہتدون اھ ملخصا قلت فائدۃ الاقحام تاکید لکون الجملۃ اسمیۃ فی ہذہ الصورۃ فافہم وفی اللکنوی وبالنجم یقرأ علی لفظ الواحد وہو جنس ویقرأ بضم النون والجیم وفیہ وجہان احدہما ہو جمع نجم مثل سقف وسقف والثانی ان اراد النجم فحذف الواو کما قالوا فی اسد اسود واسداھ وفیہ ایضا ان نبید اسے مخافۃ ان نمید اھ قلت او نقدر لا وفی ان الساء للتعدیۃ او للمصاحبۃ اھ۔

ص ۹ س ۴ قولہ ایان فی الاعراب منصوب بیبعثون قلت قدم لرعایۃ الفاصلۃ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ کان حق الکلام الخ قلت ہذا بناء علی ما قال ہل الیمن ان المشبہ یجب ان یکون اقوی وارجح فی وجہ الشبہ من المشبہ لیلتحق الاضعف بالاقوی فی وجہ الشبہ فان خالجک علیہ ان المشبہ بہ قد لا یکون کذلک بل یکون اشہر من المشبہ فقط فکیف یصح ما قیل بناء علیہ فارجہ بان الاصل ما قالوہ لکن اذا دل دلیل علی خلافہ فہو امر آخر نادر فالبناء علی اعتبار الاصل فافہم۔

ص ۴۰ س ۱ قولہ ماذا انزل الخ فی ان قال النحویون ماذا منصوب بانزل یعنی ای شیء انزلہ ربکم او ما مبتدأ وذا موصولۃ (یعنی الذی) اھ والجملۃ صلتہا (والعائد محذوف) اھ والصحیح خبر المبتدأ قال فی الکشاف معناہ المنزل اساطیر الاولین علی النحریۃ اھ ملخصا۔

ص ۴۰ س ۳ قولہ اقی العذاب الخ فی ان امر ابہ کذا رواہ الطبری عن قتادۃ واختارہ النیسابوری

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ الاسد قلت ہو ابلغ للمبالغۃ۔

ص ۴۱ س ۱ قولہ فخر علیہم الخ قال الطبری وادلی القولین بتاویل الآیۃ قول من قال معنی ذلک فسقطت علیہم سقوف بیوتہم اذا تی اصولہا من قواعدہا امر اللہ فانہدمت فتہافتت بہم منازلہم لان ذلک ہو الکلام المعروف من قواعد البنیان وخر السقف اھ وفی ان وفائدۃ زیادۃ قولہ من فوقہم التنصیص علی ان الایۃ ہدمت وہم ماتوا انتہتا اھ

س ۳ قولہ ان الخزی الیوم فی الاعراب فی احد الوجہین عامل الظرف المصدر المعرف باللام وہو الخزی اھ بجاصلہ۔

س ۸ قولہ فلبئس الخ والفاء للعطف علی فاء التعقیب فی فادخلوا واللام للتاکید یجری مجری القسم موافقۃ لقولہ ولبعد ذلک ولنعم دار المتقین ولا نظیر لہا فی کل القرآن کذا فی ان

ص ۴۲ س ۱ قولہ للذین فی ان یتعلق باحسنوا اھ بجاصلہ۔

حاشیہ فوقانی س ۱۳ قولہ لوأب الخ قلت عندی المراد بحسن الحال وہو اعم للتوفین وغیرہ من الطیبین القلب والراحۃ المحمودۃ وغیرہ ولا یخفی ان المؤمن الکامل حسن الاحوال فی کل حین والراحۃ الدنیویۃ من حیث انہا تتعلق بالدنیا من غیر اعتبار موصلۃ الی الآخرۃ حاصلۃ لہ کما ہو حقہ لا لغیرہ مدبر لکل وجہۃ۔

ص ۴۳ س ۳ قولہ سیئات الخ فی ان ای جزاء سیئات اعمالہم او ہو من باب الطباق والمشاکلۃ۔

س ۷ قولہ ان اعبدوا الخ فی اللاعراب یجوز ان تکون ان بمعنی ای وان تکون مصدریۃ۔

ص ۴۴ قولہ فمنہم من ہدی اللہ الاعراب من نکرۃ موصوفۃ مبتدأ وما قبلہا الخبر۔

س ۷ قولہ فیکون فی الاعراب یقرأ بالرفع الخ فہو فی ان فی الکشاف قری فیکون بالنصب عطفا علی فیقول قلت والمانع من کونہ منصوبا باضمار ان لزوجہ فی جواب الامر بعد الفاء اھ

حاشیہ تحتانی قولہ مبارۃ فی الصراح جائے باش قلت فہو ظرف۔

ص ۴۶ س ۷ قولہ علی تخوف فی الاعراب القرآن فی موضع الحال من الفاعل والمفعول فی قولہ او یأخذہم اھ

حاشیہ تحتانی س ۲ قولہ المقدر الخ قلت فیہ وجوہ اذکر منہا اثنین فالاول منہا مافی ان من ان یتعلق برجالا صفۃ لہ ای رجالا متلبسین بالبینات اھ محصلا والثانی منہا مافی الاعراب من ان یتعلق بارسلنا ای ارسلناہم بالبینات وفیہ لان ما قبل الا لا یعمل فیما بعدہا اذا تم الکلام علی الا وما ہہنا الا انہ قد جاء فی الشعر ما ینہم عذبوا بالنار جارتہم ولا یعذب الا اللہ بالنار قلت شاہد قوی۔

حاشیہ تحتانی لیسار قولہ ان کنتم الخ قلت قال صاحب ان بعد نقل ہذا الکلام عن الکشاف وسلم جار اللہ ان مثل قولہ فاما تولوا جواب الشرط علی ہذا الوجہ۔

ص ۴۷ س ۱ قولہ تتفیؤ الخ فی ان تمثل الزمخشری تفیؤ الظلال برجوعہا بعد انتصاف النہار فالتفیؤ لا یکون الا بالعشی وما انصرف عنہ الشمس والتفیؤ الذی یکون بالغداۃ ظل وقال ثعلب اخبرت عن ابی عبیدۃ ان رؤبۃ قال کل ما کانت علیہ الشمس فزالت عنہ فہو تفیؤ وظل وما لم تکن علیہ الشمس فہو ظل وقولہ ظلالہ ای الجبل اضاف الظلال الی مفرد ومعناہ الاتم الی ذوی الظلال ووجہہ حسنہ کون المرجوع الیہ واحدا فی اللفظ وان کان کثیرا فی المعنی وہو قولہ الی ما خلق وقولہ عن الیمین والشمائل قال اہل النظر ومنہم الفراء انہ واحد الیمین لانہ اراد احد امن ذوات الاظلال وجمع الشمائل لانہ اراد کلہا لان قولہ ما خلق اللہ لفظہ مفرد ومعناہ جمع وانما عبر عن المشرق بالیمین لان اقوی جانبی الانسان یمینہ ومنہ تنظر الحرکۃ القویۃ وکذا جانب الشرق اقوی جوانب الفلک ومنہ تظہر الحرکۃ الیومیۃ التی ہی اسرع الحرکات واقواہا اھ ملخصا۔

س ۳ قولہ ومن اٰیاتہ فی ان قال الاخفش ای من الدواب واخبر بالواحد کما تقول ما اتانی من رجل مثلہ وما اتانی من الرجال والوجہ فی تخصیص الدابۃ بالذکر انہ علم من آیۃ الظلال ان الجمادات باسرہا منقادۃ لہ فبین فی ہذہ الآیۃ ان الحیوانات باسرہا ایضا کذلک اھ وفیہ ایضا رد علی بعض الطاعنین فی عصمۃ الملائکۃ انہ تعالٰی وصفہم بالخوف وحصول الخوف نتیجۃ تجویز الاقدام علی الذنوب والجواب عنہ ان ہذا الخوف خوف الاجلال اھ ملخصا قلت لطیف واجوبۃ اخری لم نذکرہا لانہ لا یلائم شیئا منہا۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۴ قولہ البلاغۃ الخ قلت قد فصلہ بما فی اعراب القرآن قیل اول ما یبدو الظل عن الیمین ثم یستقبل ویتقشر عن الشمال فانتشارہ یقتضی الجمع اھ۔

حاشیہ فوقانی س ۱۱ قولہ سجدا الخ قلت جمع ساجد کرکع وراکع وفی ان ذکر بعضہم فی تفسیر ہذا السجود ان ہذہ الاظلال واقعۃ علی الارض ملصقۃ بہا علی ہیئۃ الساجد اھ۔

ص ۴۸ س ۳ قولہ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ فی ان لما بمعنی الذی وبکم صلۃ ومن نعمۃ حال من الضمیر فی الجار واو بیان لما وقولہ فمن اللہ الخبر وقیل ما شرطیۃ وفعل الشرط محذوف

ص ۴۸ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ قلت مجرا

جار وجوار ہر دو آمدہ کما فی الصراح۔

دفی س ۳ قولہ من ضمیر الدین الخ قلت فتقدیرہ نحو الدین استحق لہ واصباد فی الاعراب حال من الدین اھ قلت تقدیرہ استحق لہ الدین واصباد ہو الاسہل۔

ص ۴۸ س ۵ قولہ اذا فریق الخ قلت اذا اقامۃ مقام الفاء وہی لما مفاجاۃ وفریق مبتدء وشکم لغت والمجموع مبتدء وسارع لکونہ مخصصا بالوصف وبرہم لیشکرون خبر والجملۃ جزاء الشرط۔

س ۷ قولہ۔ لہم یالیشتہون فی ان الما الرفع علی الابتداء او النصب ای وجعلوا لہم الخ قلت سبحنہ جملۃ معترضۃ للتعجب او للتنزیہ والاستعباد وفی ان ایضا قال الامام فخر الدین الرازی الظن ان ذلک لان الملئکۃ لیستروں عن العیون کالنہار ومنہ اطلاق التاثیث علی الشمس لاستتارہا عن ان تدرک بالابصار وضوئہا انما یدرک بالقلب اھ وفیہ ایضا ویحتمل ان یستعمل ظل لان وضع الجمل یتبع بالدلیل غالبا فیظل نہارہ مسود الوجہ قال اہل المعانی جعل اسود الوجہ وہو کظیم کنایۃ عن الغم والکآبۃ لان الانسان اذا قوی فرحہ انبسط الروح من قلبہ ووصل الی الاطراف ولا سیما الی الوجہ لما بین القلب والرئۃ من التعلق الشدید فاستنار الوجہ واشرق واذا قوی غمہ انکصر الروح فی داخل القلب ولم یبق منہ اثر قوی علی الوجہ فیتربد الوجہ لذلک ویصفر او یسود اھ ملخصا۔

س ۹۔ قولہ تیواری الخ فی الاعراب حال من الضمیر فی کظیم اھ قلت اختیار لفظ البشر مع ان البشارۃ مختصۃ بالخبر السار وہنا لیس کذلک باعتبار ہم لاعتبار الحقیقۃ فان ذلک الخبر فی نفس الامر حقیق ان یبشر بہ ولاظہار تہکمہم حیث یخوض بما یبشر بہ فافہم۔

ص ۴۹ حاشیہ فوقانی س اخیر قولہ لدلالۃ الخ ان واعلم ایہ سبحانہ قال فی ہذہ السورۃ ما ترک علیہا من دابۃ وفی سورۃ الملئکۃ ما ترک علی ظہرہا فالضمار کنایۃ عن الارض ولم یتقدم ذکرہا ہہنا والعرب تجوز ذلک فی کلمات لحصولہا بین یدی کل متکلم وسامع منہا الارض والسماء فلان افضل من علیہا واکرم من تحتہا ومنہا الغدیۃ انہم الیوم المبارۃ ومنہا الاصابع بقول والذی نفسی بیدہ لتشعن عشا من واحدۃ یعنی الاصابع من الیدوانما لم یذکر ہنا نظیر فی ہذہ السورۃ بنظیر الدابۃ فلکثیر ما یستعمل النظیر بمعنی الدابۃ بخلاف سورۃ الملئکۃ فانہ قد تقدم ذکر الارض فی قولہ اولم یسیروا فی الارض و فی قولہ و فی الارض فلم یکن ملتبسا اھ قلت تحقیق لغوی حسن وحدیثہ مفید احد ابحاثی مواضع من القرآن وغیرہ

ص ۵۰ س ۳۔ قولہ فزین الخ قلت تقدیر العبارۃ عندی کانہ قیل لقد ارسلنا الی امم من قبلک فلم یتبعوہم لان الشیطان زین لہم اعمالہم ثم کان عاقبۃ انہ کان ولیہم ونبی لہم ان یجعلوا ولایۃ اللہ لہم لینجوا من عذاب الآخرۃ فلما لم یعبأوا بہا کان لہم عذاب الیم فالفاء فی فزین تعلیلیۃ للمحذوف۔

ص ۵۱ س ۵۔ قولہ ان اتخذی الخ فی ان وجہان من فی قولہ من الجبال بیوتا ومن الشجر وما یعرشون البعیضۃ لانہا لاتبنی بیوتا فی کل جبل وکل شجر وکل ما یعرش ولکنہا تبنی فی مساکن توافقہا وتلیق بہا وکثیرا ما یتعہدہا الناس فتصلح احوالہا اھ وفیہ ذلا لجمع ذلیل وہو حال من سبل

حاشیہ تحتانی لیمار س ۱ قولہ من الثانیۃ وفی ان وجہ ان یکون حالا من قولہ لبسا مقدما علیہ فیتعلق بمحذوف ای کائنا من مین کذا وکذا وانما قدم لانہ موضع العبرۃ اھ۔

ص ۵۳ س ۲ قولہ فبنعمۃ الخ فی ان والجود فی معنی الکفران فلذلک حداہ بالبلہ۔

س ۷۔ قولہ شیئا فی ان بدل من قولہ رزقا بمعنی قلیلا۔

س ۷۔ قولہ۔ لایستطیعون قلت الضمیر عائد الی ما لانہ فی معنی الجمع وقولہ ضرب اللہ الخ فی ان ثم علمہم کیف یضرب فقال ضرب اللہ مثلا ثم ابدل من المثل قولہ عبدا مملوکا اھ وفی الاعراب الرزق کالرکب والراء اسم المرزوق وقیل ہو اسم للمصدر والمصدر بفتح الراء اھ

حاشیہ تحتانی یمین س اقولہ حفدۃ فی ان جمع حافد۔

ص ۵۴ س ۱ قولہ کل فی ان اصلہ من الغلظ الذی ہو نقیض الحدۃ یقال کل السکین اذا فلظت شفرتہ وکل اللسان اذا غلظ فلم یقدر علی الکلام وکل فلان عن الکلام اذا ثقل علیہ ولم ینبعث فیہ وفلان کل علی مولاہ ای ثقیل وعیال علی من یلی امرہ اھ۔

ص ۵۵ س ۳ قولہ الافئدۃ فی ان جمع فؤاد وہو من جموع القلۃ التی تستعمل فی مقام الکثرۃ ایضا لعدم ورود غیرہا۔

ص ۵۶ س ۱ قولہ اثانا فی ان قال الفراء لاواحد لہ وقال ابوزید الواحد اثاثۃ۔

س ۳۔ قولہ اکنانا فی ان ہی جمع کن وہو ما یکنکن بہ ویتوقی بسببہ الامطار کالبیوت المنحوتۃ فی الجبال الخ

س ۷۔ قولہ فہم یکفرون فہا فی ان استعادیۃ۔

ص ۵۷ س ۱ قولہ ثم یأذن فی ان وضع ثم ان المنع من الکلام اصعب من شہادۃ الانبیاء اھ

ص ۵۸ س ۳ قولہ بالعدل قلت وہو وضع الشیء علی محلہ فاحفظہ۔

س ۱۰ قولہ لعینی اسیں پڑینگے قلت ذلک ان تقدر تقول اذا راؤا الذین ظلموا العذاب فالقوافیہ الخ وفیہ بیان شدۃ بعد شدۃ فان روئیۃ ایضا شدیدۃ علی الرائی۔

س ۱۲۔ قولہ بطور اقرار جرم کے وفی ان قال ابوسلم الاصبہانی مقصود المشرکین احالۃ ہذا الذنب علی تلک الاصنام فلما سمہم ان ذلک بتجہیم من عذاب اللہ او بنقص منہ اھ قلت وجہ حسن فان قلت یوم تبلی السرائر فہم یعلمون انہ لا ینفعہم فلم یقولون ذلک قلت یحتمل ان القول کان قبل ذلک او ہم مبہوتون فلا یمیزون النفع من عدم النفع۔

حاشیہ تحتانی قولہ تبیان قلت ہو الابلغ من البیان۔

ص ۵۹ س ۲۱۔ قولہ بواسطہ قلت لورود ما فی الاتقان اخرج البخاری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ تعالی افسلغ ذلک امرأۃ من بنی اسد فقالت لہ انہ بلغنی انک لعنت کیت وکیت فقال مالی لا العن من لعن رسول اللہ وہو فی کتاب اللہ فقالت لقد قرأت ما بین اللوحین فما وجدت فیہ کما تقول قال لئن کنت قرأتیہ لقد وجدتیہ اما قرأت وما اتکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا قالت بلی قال فانہ قد نہی عنہ اھ فلا تضیقت لی من یتکلف لاخراج کل امر من القرآن فالعیم بعضے بیتا نا لکل شیء وعندی انہ لا یکون اشراح کل شیء جزائیۃ مع التکلف ایضا فافہم وقول المفسر فی س ۲۰۔ ونیاکی باتیں الخ قلت فان القرآن لم ینزل لہذا الغرض بل نزل للمقصود الاصلی وہو التوجہ الی الخالق تعالی ذکرہ فہو جامع لہ وملوہ منہ فکمال القرآن ان یحلو مما کان خارجا عن مقتضاہ وہو الظاہر لمن لہ عقل سلیم۔

حاشیہ تحتانی س ۲۔ قولہ تبرہ قلت من الابراہ قال فی م وص ابراہم جامہ را یعنی ہمان دوتا بافتن۔

س ۳۔ قولہ غزلہا فی ص رشتن ورشتہ بعضے المغزول ایضا وقولہ انکاثا فی الاعراب حال من غزلہا وقولہ تتخذون حال من الضمیر فی نکثوا او من الضمیر فی حرف الجر للتقدیر لا تکونوا متشبہین وقولہ ہی ازدی جملۃ فی موضع نصب خبر کان اھ۔

ص ۶۲ س ۱۔ قولہ واللہ اعلم الخ فی الاعراب الجملۃ فاصلۃ بین اذا واجوبہا فیجوز ان تکون حالا او ان لا یکون لہا موضع اھ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ من ربک فی ان صلۃ نزلہ ای ابتداء تنزیلہ من عندہ وما ذکرنا فیہ من البلاغۃ فی التفسیر بناء علی انہ تعالی لم ینقل من ربی وانما قال من ربک۔

ص ۶۳ س ۱ قولہ الا من اکرہ الخ فی الاعراب قیل من شرط وجوابہا محذوف ودل علیہ قولہ غضب علیہم الا من اکرہ استثناء متصل لان الکفر یطلق علی القول والاعتقاد وقیل ہو منقطع لان الکفر اعتقاد والاکراہ علی القول دون الاعتقاد ومن شرح صدرا فعلیہم غضب خبرہ اھ وفی ان وانما صح استثناء المکرہ من الکافر مع انہ لیس بکافر لانہ ظہر منہ بعد الایمان ما مثل ظہر من الکافر طوعا وانتصاب صدرا علی التمییز او حذف اللام وکون من شرح بالکفر صدرہ فعدل الی النصب للمبالغۃ وبناء الکلام علی الابہام اھ وفی الجلالین ومن ای فی قولہ من کفر مبتدأ وشرطیۃ والخبر لہ الجواب لہم وعید شدید دل علیہ ہذا ولکن من شرح الخ فان قلت

قد حصل حکم من ارتد اختیارا ومن ارتد اضطرارا من قولہ من کفر الخ قولہ بالایمان فلم یزدت جملۃ یستتاب قلت الوجہ عندی والعلم عند اللہ ہو ان التاکید باعادۃ حکم المرتد لاطمینان قلب المکرہ۔

ص ۶۴ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ ثم الخ فی ن قال جار اللہ سمعنی ثم ان ربک تباعد حال ہؤلاء من حال عمار واصحابہ اھ ولما قابل المفسرین الروح ہو الآتی یرید بہ الغفور رحیم وہو قولہ الجار والمجرور الذین الخ وقولہ احدی المفروغین ای غفور رحیم وفی عبارۃ الروح المذکورۃ فی التفسیر اخلاق وتخلیط ولیست ہذہ العبارۃ عبارۃ ابی البقاء ففی العبارۃ بعضہا من ابی البقاء وبعضہا من الزمخشری ثم خلطہ صاحب الروح بالتغییر وانا اذکر عبارتہا فقال ابو البقاء فی الاعراب ان ربک خبر ان للغفور رحیم وان الثانیۃ واسمہا تکریر للتوکید ومثلہ فی ہذہ السورۃ ثم ان ربک للذین عملوا السوء بجہالۃ وقیل للاخبر لان الاولی فی اللفظ للان خبر الثانیۃ انتہی عندہ فی تعلیق الاعراب وعند الزمخشری للذین خبر ان الاولی اھ وفی ن یحتمل ان یکون الجار متعلقا بالخبر علی نیۃ التاخیر وذکر بیان لطول الکلام اھ۔

ص ۶۵ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ البلاغۃ الخ قلت اوضح منہ وافید مافی ن ان ہذا من نحو الاستعارۃ وذلک انہ استعار اللباس لما غشی الانسان من بعض الحوادث کالجوع والخوف لاشتمالہ علیہ اشتمال اللباس علی اللابس ثم ذکر اوصافا ملائما للمستعار لہ وہو الجوع والخوف لان اطلاق الذوق علی ادراک الجوع والخوف جری عندہم مجری الحقیقۃ فیقولون ذاق فلان البؤس والضر واذا قد غیرہ فکانت الاستعارۃ مجردۃ ولو قال فکساہا لکانت مرشحۃ وترشیح الاستعارۃ وان کان مستحسنا من جہۃ المبالغۃ الا ان التجرید ترجیحا من حیث انہ ردعی جانب المستعار لہ فانزادا الکلام وضوحا اھ

ص ۶۶ س ۵ قولہ ولا تقولوا الخ فی ن قال الکسائی والزجاج ما مصدریۃ وانتصاب الکذب بلا تقولوا ای ولا تقولوا الکذب لاجل وصف السنتکم قولہ ہذا حلال وہذا حرام بدل من الکذب وقولہ لتصف السنتکم الکذب من فصیح الکلام ولبلیغہ کان ماہیۃ الکذب مجہولۃ وکلامہم کیشف عن حقیقتہ نظیرہ قولہم وجہہ یصف الجمال وعینہ تصف السحر اھ ملخصا۔

ص ۶۷ س ۳ قولہ ولم یک من المشرکین قلت تاکید لقولہ حنیفا وفی الاعراب قولہ لانعتہ یجوز ان یتعلق اللام بشاکرا وقولہ اجتباہ یجوز ان یکون حالا وقد معہ مرادۃ وان یکون خبرا ثانیا للان اھ ملخصا۔

س ۵ قولہ ثم اوحینا الخ فی ن فی الکشاف معنی ثم فی قولہ ثم اوحینا الیک بعید ہذا النعت من بین سائر النعوت التی اثنی اللہ بہا علی ابراہیم لیعلم ان اجل ما اوتی خلیل اللہ اتباع نبینا ملۃ فی الاصول من التوحید والمعاد وغیرہما اھ

ص ۶۸ س ۳ قولہ ولئن صبرتم الخ فی ن ای صبرکم خیر لکم فوضع المظہر موضع المضمر تنبیہا من اللہ علیہم او وصفا لہم بالصفۃ التی تحصل لہم اھ قلت فکانہ تعلیل لمحصول ہذہ الصفۃ وقد حصلت وقد روی الطبری عن داود بن العامر قالوا ای المسلمون ہل نصبر س ۵ قولہ فی ضیق فی ن من قرأ بکسر الضاد فضاہر وہو من الکلام المقلوب الذی یشیع علیہ امن اللباس لان الضیق وصف فہو یکون فی الانسان ولا یکون الانسان فیہ وفیہ لطیفۃ اخری ان الضیق اذا عظم وقوی صار کالشیء المحیط بہ من جمیع الجوانب ومن قرأ بفتحہا فاما علی انہ مصدر ایضا او علی انہ مخفف ضیق فمعناہ فی امر ضیق اھ وقولہ مما یمکرون من سبیتہ کما فی ع۔

حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ کالراحلۃ والنجیبۃ قلت الاول بالضم یقال انتم رحلتی ای الذین ارتحل الیہم والثانی کذلک بالضم بمعنی المنتخب علی زنۃ المفعول بمعنی گزیدہ کما فی ص۔

ص ۷۳ حاشیہ تحتانی قولہ بالغیبۃ فی ن من قرأ علی الغیبۃ فان ناصبۃ ولام العاقبۃ محذوفۃ ای لئلا یتخذ ومن قرأ علی الخطاب فعلی صفتان للکتاب۔

س ۷ قولہ حسیبا فی ن تمییز بمعنی حاسبک وعلی متعلق بحسیب من قولک حسب علیہ کذا والنفس مؤول بالشخص او دخل فعیل بمعنی فاعل علی فعیل بمعنی مفعول کقتیل اھ ملخصا۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ کنایۃ عن العمل فی ن بعد نقل ہذا القول وقال ابو حیان الطائر عند العرب الخط ویقال لہ النحت اھ۔

ص ۷۷ س ۳ قولہ وکم الخ کنان من المغرورین فی ن فکم مفعول اہلکنا ومن القرون بیان لکم وتمییز لہ اھ۔

ص ۷۷ حاشیہ فوقانی س ۱۲ قولہ عین المذکور قلت یرید موافقا للمذکور۔

ص ۷۸ قولہ من کان یرید الخ فی ن قولہ لمن یرید وہو بدل من لہ بدل البعض (قلت وہو متعلق ببعجلنا) وفی قولہ من کان یرید العاجلۃ دون ان یقول من اراد العاجلۃ کما قال ومن اراد الآخرۃ اشارۃ الی ان مرید نفع الدنیا لا یکون مذموما الا اذا کان غالبا فی ذلک ثابت القدم فسیح الامل ومرید الآخرۃ یکون مجدودا باذن اللہ فی التعاکس بعد وجود الشرط اھ قولہ یصلہا فی الاعراب حال من جہنم او من الہاء فی لہ مذموما حال من الفاعل فی یصلی اھ قلت کذلک مدحورا حال منہ۔

حاشیہ تحتانی۔ قولہ بدل فی الاعراب ہؤلاء وہؤلاء بدل من کلا ومن متعلقۃ بنمد العطاء اسم للعطاء اھ ملخصا۔

ص ۷۹ س ۱ قولہ لا تقعد الخ فی ن ای بان لا تقعد وافان ناصبۃ ویجوز ان تکون مفسرۃ والفعل نہی معناہ ای لا تقعد اھ۔

س ۳ قولہ ایاہ یبلغن فی ن ہی ان الشرطیۃ زیدت علیہا ما الابہامیۃ لتاکید معنی الشرط ثم ادغمت النون المشددۃ لزیادۃ التقریر والتاکید کانہ قیل ان ہذا الشرط حما سبیع البتۃ عادۃ فلئن ہذا الخبر او مرتبا علیہ والا فالتقریر والتاکید لیس یلیق بالشرط الذی مبناہ علی تردد الحکم وقال النحویون ان الشرط النفیہ النہی من حیث الجزم وعدم النون فلعدم صحۃ دخول النون المؤکدۃ فیہ فان مقترنۃ معناہا ای لا تتخذوا کقولک کنت الیہ ان افعل کذا وفی الاعراب لیتخذ تفسیر الکتاب من الامر والنہی اھ قلت خص التوحید مع ان فیہ کانت احکام اخری لانہ اصل کل عمل وملاک نجاۃ کل احد فافہم۔

ص ۸۴ س ۱ قولہ مرتین فی الاعراب مصدر والعامل فیہ من غیر لفظہ۔

س ۳ قولہ خلل الدیار جمع خلل مثل حبل وحبال کما فی الاعراب وقولہ جاسوا قال ابن عباس مشوا کذا فی البطری۔

حاشیہ تحتانی قولہ عدی بالی قلت والا لعدی بعلی۔

حاشیہ فوقانی س ۱ قولہ فغیرانی الاعراب تمییز وہو فعیل بمعنی فاعل وہو اسم للجماعۃ وقیل ہو جمع نفر مثل عبد وعبید وقولہ حصیرا فی الاعراب ولم یؤنثہ لان فعیلا بمعنی فاعل یستوی فیہ المذکر والمؤنث اھ

حاشیہ فوقانی س ۲ قولہ ان احسنتم فی ن قال اہل الاشارۃ انہ اعاد الاحسان ولم یذکر الاساءۃ الامرۃ فغیہ دلیل علی ان جانب الرحمۃ اغلب اھ اعلم انہ ذکرت ہذہ الجملۃ بین التقریرین لقولہ مرتین استغناق علیہم وتنبیہا لہم ولکن ما قدروا اللہ حق قدرہ نعوذ باللہ من الکفر والکفران۔

ص ۷۵ س ۱ قولہ للتی فی ن ای للحالۃ او الشریعۃ او الطریقۃ التی ہی اقوم وفی حذف الموصوف فخامۃ یعرفہا اہل البلاغۃ لعموم الاعتبار وذہاب اوہم کل مذہب اھ وقولہ ان لہم ای بان لہم کما فی الاعراب۔

حاشیہ فوقانی س ۲۶ قولہ ذکر الثالث الخ قلت غیر العنوان فی الثالث تفننا مخالفۃ رسول اللہ فان مخالفتہ لاتساوی مخالفۃ احد للخلوق

ص ۷۶ س ۱۱ قولہ بالشر والخیر فی الاعراب علی احد الوجہین الہاء بینہما۔

س ۳۳ قولہ کتبۃ اللیل فی ن ہی من اضافۃ الشیء الی نفسہ للبیان کقولک نفس الشیء اوذاتہ او فحوی الآیۃ التی ہی اللیل اھ۔

س ۵ قولہ وکل شیء فی الاعراب منصوب بفعل محذوف لانہ معطوف علی اسم قد عمل فیہ الفعل ولولا ذلک لکان الاولی رفعہ ومثلہ وکل انسان اھ وقولہ بلقاہ منورا فی ن

حاشیہ تحتانی یمین قولہ القعود الخ فی ان فیہ وجوہ منہا ان من شان المذموم المحذول ان یقعد نادما منفکرا علی ما فرط منہ فالقعود علی ہذا حقیقۃ اھ وقولہ مذموما محذولا حالان من فاعل تقعد

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ ہو بضجر قلت فتکون العبارۃ کما فی ان ای لاتقتل تضجرت او تضجر اھ

س طولانی الجانب حاشیہ فوقانی قولہ اذا ضم الخ توضیحہ بما فی ان ان الطائر اذا ضم فرخہ الیہ للتربیۃ تخفض لہ جناحیہ فلہذا صار خفض الجناح کنایۃ عن حسن التدبیر فلکانہ قال الکفل والد یکب بان تضمہما الی نفسک کما فعلا ذلک فی حال صغرک اھ وفیہ ایضا اضافۃ الجناح الی الذال کاضافۃ حاتم الی الجود فی قولک حاتم الجود فالاصل فیہ الجناح الذلیل او الذلول اھ ملخصا۔

ص ۸۰ س ۱۰ قولہ ولا تنہر رتنہرہ را قلت زید المفعول المطلق شفقۃ علیہم فان الانسان لایخلو عن خفیف التنہیر فنہاہ کانہ قال حرم علیکم التنہیر بالکامل وعفی خفیف التنہیر الذی لایمکن عنہ الاجتناب ثم اکد النہی بقولہ ان المبذرین الخ لئلا یتساہل احد بہذہ الشفقۃ فی ہذا الامر فافہم۔

س ۳۰ - قولہ ترجوہا صفۃ لرحمۃ و قولہ من ربک متعلق بترجو کما فی الاعراب۔

س ۵ - قولہ کل البسط فی الاعراب منصوبۃ علی المصدر لانہا مضافۃ الیہ و قولہ ملوما محسورا فی الجلالین ما محصلہ ان الاول راجع الی الاول والثانی الی الثانی۔

س ۸ - قولہ ان کی خدمت کرنا الخ یہ راز ہے اس قید کا پس یہ قید اہتمام کے لیے ہے کہ اس حالت میں خدمت بہت زیادہ مؤکد اور قابل لحاظ ہے کیونکہ ادھر تو نفس کو ناگواری خاص ہوتی ہے اور ادھر والدین کی احتیاج زیادہ ہے اور یوں تو ہر حالت میں والدین کی اطاعت وتعظیم لازم ہے اور کبھی ہوں کسا اور جھڑکنا جائز نہیں خوب سمجھ لو۔

بقیہ حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ فی تفسیر الآیۃ قلت اراد بہا قولہ تعالی و آت ذا القربی حقہ کما فی اللباب وفیہ ایضا قال ابن کثیر ہذا مشکل فانہ بشعر بان الآیۃ مدنیۃ والمشہور خلافہ اھ وفیہ ایضا اخرج سعید بن منصور عن سیار ابی الحکم قال اتی رسول اللہ ﷺ بزد وکان معطیا کریما فقسمہ بین الناس فاتاہ قوم فوجدوہ قد فرغ منہ فانزل اللہ ولا تجعل یدک مغلولۃ ولا تبسطہا الآیۃ واخرج ابن مردویہ وغیرہ عن ابن مسعود قال جاء غلام الی النبی ﷺ فقال ان امی تسألک کذا وکذا قال ما عندنا شیء الیوم قال فتقول لک اکسنی قمیصک فخلع قمیصہ فدفعہ الیہ فجلس فی البیت حاسرا فانزل اللہ ولا تجعل یدک الخ واخرج ایضا عن ابی امامۃ ان النبی ﷺ قال لعائشۃ اتفق ما علی ظہر کفی قالت اذن لایبقی شیء فانزل اللہ ولا تجعل یدک الخ اھ قلت لایخفی علی من طالع الاحادیث فی سخاء النبی ﷺ و اختیار فقرہ انہ کان لا یدخر شیئا لغد وکان اذا تعشی لم یتغد واذا تغدی لم یتعش فانہ کان باعلی مکان من القوۃ القلبیۃ فلا تظنن ان من بذل جمیع مالہ ولم یبق لغد ولا لعشاء شیئا وکان قوی القلب کان مخالفا للآیۃ حاشاہ کلا فان الآیۃ مخصوصۃ بمن لم یقو علی الصبر او یتلف حق الغیر بہذا العمل والتطبیق بین احادیث السخاء وبین احادیث سبب النزول طویلنا الکلام لئلا یتوہم متوہم ما بیناہ فلعل الجامع بین العلم الکامل والعمل التام ولو لم اکن ایضا سنہم لکنی من حذاہم فلما یوجد ولا بد التوفیق۔ فاقول ان الحدیث الاول من الاحادیث الواردۃ فی اسباب النزول المذکورۃ ہنا یدل علی انہ تعالی نہاہ عن ذلک الفعل لان الامام ینبغی لہ ان یدخر شیئا لبعد دفع الاحتیاج الواقع فی الحال للہ بالآیۃ ولعلہ لم یکونوا موجودین الآن ویرجی ایتانہم فانہ یقتضیہ انتظام المملکۃ لان کل احد لا یقدر علی الصبر لیس کل احد متوکلا کمال التوکل وہذہ الدلالۃ ظاہرۃ ولا تعلق لہذا الحدیث بنفسہ صلی اللہ علیہ وسلم واما الثانی منہا فیتعلق بنفسہ الشریف لکن ظاہرہ انہ ینبغی ان لا یخل فی حاجۃ الموجودۃ الآن فانہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لہ قمیص آخر والخروج لہ من البیت کان کثیرا للصلوۃ وغیرہا کما یکون للرجال ولا دلالۃ فیہ لامر الا وخار لنفسہ لوقت آخر واما الثالث منہا فظاہر فی مبالغۃ البذل لعد ولنفسہ فانہ صلی اللہ علیہ وسلم بالغ فیہ بقولہ انفق ما علی تظہر کفی وقالت عائشۃ رضی اللہ عنہا فانزل اللہ تعالی مطابقا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم وبوافقہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انفق بلال ولا تخش من مالک العرش اقلالا وکما ورد فافہم حق الفہم۔

حاشیہ فوقانی س ۳۰ قولہ لے تقدیر الخ فی ان ولا یجوز ان یتعلق الباء فی بالوالدین بالاحسان علی ما ذہب الیہ الواحدی لان المصدر لا یتقدم علیہ صلتہ ونکر احسانا ای احسنوا الیہما احسانا عظیما کالجزاء علی وفور احسانہما الیک۔

س ا حاشیہ فوقانی قولہ ابتغاء الخ فی ان فالطلق السبب علی المسبب فان فاقد الرزق متبع لہ اھ ملخصا

ص ۷۳ س ۳۰ - قولہ حرم اللہ فی ان و فی التصریح بالتحریم بعد النہی تاکید للحظر۔

س ۵ - قولہ سلطانا فی ان ای تسلطا علی استیفاء القصاص اھ قلت العام فی فلا یسرف لقد جعلنا لولیہ سلطانا والواجب علیہ فیہ العدل فلا یسرف الخ وفیہ تنبیہ علی انہ لا ینبغی بحصول التسلط فیعدل عن الحق فافہم۔

س ۲۸ - قولہ وجوب و بانہ الخ قلت المسألۃ مختلفۃ فیہ وہذا بناء علی قول بالوجوب واما من ذہب الی استحبابہ فحمل الآیۃ علی العہود الواجبۃ والحق ان الایفاء الوعد مستحب مؤکد وانہ من مکارم الاخلاق وخلافہ مذموم شدید۔

ص ۸۲ س ۵ - قولہ فتلقی الخ فی ان فی القعود ہناک والالقاء ہہنا اشارۃ الی ان للانسان فی الدنیا صورۃ اختیار بخلاف الآخرۃ وقولہ ملوما مدحورا حالان من فاعل تلقی۔

ص ۸۳ س ا - قولہ صرفنا فی ان متعلق التصریف متروک ای ادقعنا التصریف فی ہذا القرآن او محذوف للعلم بہ والمراد صرفنا فیہ ضروبا من کل مثل۔

س ۳۰ قولہ علوا فی ان فوضع التبالی موضع التشبث اھ وہو المعالی کقولہ انتم من الارض نباتا اھ

س ۵ قولہ ان من شیء الخ قلت ان نافیۃ بمعنی ما ولعلی عن العلم من شیء مبتدأ والاسبح خبرہ والاستثناء منقطع۔

ص ۸۴ س ۵ قولہ اذ بقول فی الاعراب بدل من اذ الاولی۔

س ۸ - قولہ انہ کان الخ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لا تقفون خطاب عام ہو باعتبار اکثر لوگوں کے کہ وہ لوگ جمادات وغیرہ کی تسبیح نہیں سن سکتے اور متبادر کلام سے تسبیح قالی ہی مراد ہوتی ہے اور انہ کان حلیما الخ باعتبار قابل لا تفقہون الخ کے ہو۔

ص ۸۵ س ۱۰ قولہ رفاتا فی ان الرفات الفتتہ من کل شیء تکسر وہو اسم دیقال منہ رفت عظام الخ در رفاتا ذا کسر ہا اھ ملخصا و قولہ عطاما ای عظاما خالیۃ عن اللحم۔

س ۵ - قولہ یوم یدعوکم فی ان فی احد الوجہین وہو الاظہر بدل من فریبا و قولہ تستجیبون فی ان ہی مثل الاجابۃ بزیادۃ تاکید لما فی السین من طلب الموافقۃ اھ و قولہ تظنون فی الاعراب ای وانتم تظنون فالجملۃ حال۔

س ۲۶ - قولہ بالاضطرار الخ فی ان وہی مبالغۃ فی انقیاد ہم للبعث کقولک لمن تامرہ بالرشد علیہ ستأتی یہ وانت حامد شاکر وہذا یذکرنی معرض التہدید اھ ملخصا۔

تتمہ حاشیہ تحتانی آخر سطر قولہ مفعول مطلق الخ فی الاعراب حال وہو بمعنی مخلوق ویجوز ان یکون مصدر ای ابتدعتا بعثا جدیدا اھ قلت فسر قولہ تعالی المبعوثون بقولہ بعثنا لیتطابق ما قبلہ فی الصورۃ فقولہ لمبعوثون لکونی للعلم فی المفعول المطلق۔

ص ۸۶ س ۴۰ - قولہ زبورا فی الاعراب فی احد الوجہین سلم یقال زبور والزبور کما یقال عباس والعباس اھ

ص ۸۷ س ۱۰ - قولہ محذورا فی ان ای عقابا بان یحذرہ کل احد قلت کانہ قال محذورا منہ

س ۳ قولہ ان نرسل ای من ان نرسل کذا فی الاعراب۔

ص ۸۷ حاشیہ تحتانی سطر طولانی ۱۔ قولہ استانی بہمزۃ ای انتظرہم۔

س طولانی ۲۔ قولہ بالزبد بفتحتین مسکہ زقم خوردن زقوم وزقوم طعام کہ در وے خرما و مسکہ باشد۔

ص ۸۸ حاشیہ تحتانی قولہ حال الخ لکنت معناہ ان جزاء اسم مصدر و جاہد لا یصلح ان یقع حالا لان الحال لا تکون الا مشتقۃ فوقع حالا لکون صفۃ حالا وہو موفورا کما وقع القرآن حالا لکون صفۃ عربیا حالا افادہ المعرب واسہل منہ مانی ان واتعب جزاء موفورا علی المصدر والعامل فیہ منتہ تجاوزن المنعم والمدلول علیہ بقولہ فان جہنم جزاؤکم وفی الاعراب وقیل ہو تمییز اھ ملخصا وتقل الطبری عن مجاہد موفورا کما وافرا۔

ص ۸۹ س ۱۔ قولہ اجلب فی ن قال الزجاج ای اجمع علیہ فالاجلاب الجمع اھ ملخصا وفیہ والخیل یقع علی الفرسان اھ قلت ہو اسم جمع وفی ن رجل بکسر الجیم صفتہ۔

س ۵۔ قولہ ان یخسف بکم الخ ن اصلہ دخول الشیٔ فی الشیٔ منہ عین خاسفۃ التی غارت حدقتہا فی الرأس اھ قلت فالباء للتعدیۃ۔

حاشیہ فوقانی س ۴ ۳۔ قولہ وہی الصیاح قلت یوہم ان ہذا کلہ کلام الزجاج و لیس کذلک وانما کلامہ ما ذکرناہ وفی ن قال الفراء وابو عبیدۃ اجلب من الجلبۃ والصیاح ای صیح علیہم اھ فخلط صاحب الروح کلامہم۔

ص ۹۰ س ۳ قولہ قتیلا فی المنتخب رشتہ

ص ۹۱ س ۳۔ قولہ ضعف الحیات و ضعف الممات الخ ن فکان اصل الکلام ہذا ہا ضعفا فی الحیاۃ الدنیا وہذا ہا ضعفا فی الممات فحذف الموصوف واقیمت الصفۃ مقامہ ثم اضیفت الصفۃ کاضافۃ الموصوف فقیل ضعف الحیات وضعف الممات کما قیل لاذقناک الیم الحیاۃ والیم الممات۔

ص ۹۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ غش فی ن قال الکسائی غش اللیل غشوقا ای اظلم والاسم الغشق بفتح السین والتکسیب بدور کلے السیلان ومنہ یقال عغفت العین اذا اہملت۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۴ قولہ مدخل فی ن مخرج ومدخل مصدران بمعنی الاخراج والادخال اھ

حاشیہ فوقانی س ۱۱۔ قولہ لطول اجتماع الخ قلت ہذا من قول عائشۃ قالتہ لہ توفات اخیہ رضی اللہ عنہما کما کنت فی حدیثہ حقبۃ من الدہر قبل ان یتصدعاہ فلما تفرقنا کانی ومالکا۔ لطول اجتماع لم تبت لیلۃ معا رواہ الترمذی۔

ص ۹۳ س ۱ قولہ اہدی سبیلا فی اعراب یجوز ان یکون افعل من ہدی غیرہ و ان یکون من اہتدے علی حذف الزوائد او اہتدے فیکون لازما اھ قلت ہو الاخیر ویقتضیہ السیاق بعدہ قولہ یؤسفانی ن

ن س ۱ قولہ نارا قلت

س ۱۴ حاشیہ فوقانی قولہ لاصبح الخ قلت لان فی القیام معنی القراء فلا یصح ان یعمل فیہ ما لیس فیہ ہذا المعنی۔

ص ۹۳ س ۱۲۔ قولہ قرآن مبین قلت کشیر لے ان من یعنی فی وہو احسن۔

ص ۹۴ س ۱۔ قولہ قل الروح الخ فی ن والصحیح من المذاہب عند اکثر علماء الاسلام کالشیخ ابی القاسم الراغب الاصفہانی والشیخ ابی حامد الغزالی ومن قدماء المعتزلۃ معمر بن عباد السلمی ومن الشیعۃ الشیخ المفید ومن الکرامیۃ جماعۃ ومن الفلاسفۃ الامامیین کلہم ان الروح الانسانی جوہر مجرد لیس داخل العالم الجسمانی ولا خارجہ ولا متصل بہ ولا منفصل عنہ ولکنہ متعلق بالبدن تعلق التدبیر والتصرف کما ان اللہ العالم لا تعلق لہ بالعالم الا علی سبیل التصرف والتدبیر وبہا انقطعت علاقتہ عن البدن بقی البدن معطلا میتا اھ قلت وفی قراءۃ الاعمش عن روایۃ ابن مسعود وما اوتوا من العلم الخ کما فی تحفۃ اللہ البالغۃ فالخطاب للیہود او للمشرکین السائلین ایہاما مع فی سبب النزول فلہ الخطاب

ص ۹۵ حاشیہ تحتانی یسار۔ قولہ کفا فی الاعراب جمع کسفۃ مثل قربۃ وقرب

حاشیہ فوقانی س ۱۳۔ قولہ وجہہ الخ قلت ہو التنکیر کما فی الاعراب۔

ص ۹۵ س ۵۔ قولہ من زخرف قلت اخرج الطبری بسندہ عن ابن عباس یقول بیت من ذہب واخرج بسندہ عن مجاہد قال لم اوار الزخرف حتی سمعانی قراءۃ عبد اللہ بن مسعود بیت من ذہب وبسند آخر کذلک الا فیہ او یکون لک بیت من ذہب وفی ہذا السند رجل لم یسم

ص ۹۶ س ۵۔ قولہ ملے وجوہہم فی الاعراب حال وعلیہا حال اخری اما بدل من الاولی واما حال من الضمیر فی الجار وبہا تعلق بجزاء وذلک مبتداء وخبرا ہم خبرہ اھ ملخصا وفی ن فی الکشاف لانہم لما کذبوا بالایات عوقبوا بالاعراض عنہا فجعل اللہ جزاءہم ان سلط النار علی اجراہم الخ قلت وتعقبہم بعید اوفیہ زیادۃ فی تحسرہم وفی التشفی منہم وما یدل علی ہذا التفسیر قولہ ذلک جزاءہم الآیۃ

ص ۹۷ س ۱۔ قولہ لو انتم الخ فی ن قال النحویون کلمۃ لو حقہا ان تدخل علی الافعال دون الاسماء لانہا حین تکون علی معناہا الا اصلی تفید انتفاء الشیٔ لانتفاء غیرہ والاسم یدل علی الذوات والفعل ہو الذی یدل علی الاقتران الا حوال وایضا انہا ہہنا بمعنی ان الشرطیۃ وہی مختصۃ بالفعل فلا بد من تقدیر فعل بعدہا فاصل الکلام لو تملکون تملکون مرتین فاضمر لتملک اضمارا علی شریطۃ التفسیر فصار الضمیر المتصل منفصلا لسقوط ما کان یتصل ہو بہ فانتم فاعل الفعل المضمر وتملکون تفسیرہ وقال علماء البیان فائدۃ ہذا التقدیر الدال علی الاختصاص انہم ہم المخصوصون باشیع التابع وذلک لان الفعل الاول لما سقط لاجل المفسر برز الکلام فی صورۃ المبتدأ والخبر من حیث انہ لا یقصد الفعل بل الفاعل کما فی قول حاتم ولو ذات سوار لطمتنی لا یقصد اللطمۃ بل اللاطمۃ ای لو حرۃ لطمتنی اھ وقولہ لامسکتم فی الاعراب بمعنی لہ محذوف

ای لامسکتم الاموال وقیل ہو لازم بمعنی بخلتم وقولہ تقتیرا فی ن التقتیر والاقتار والتقدیر فی الانفاق واللام للجنس ای ہذا الجنس من شانہ الخ اذا کان باقیا علی طبعہ او المراد بہذا الانسان المعہود والسابق اھ محصلا۔

ص ۹۸ س ۱۔ قولہ فسئل قلت تقدیرہ ان شئت فاسئل او الفاء للربط فقط

س ۳۔ قولہ بصائر حال من ہؤلاء وجازت بعد الاداۃ حال عما قبلہا فان قیل ما قبل الا اذا تم لا یعمل فیما بعدہا کقولک ما اعطیت احدا الا زیدا او بناء الان الا تعدی الفعل ولا تعدیہ الا الی واحد کالواو فی باب المفعول منہ قلت ہی کالظرف مثل جہد رائی انک ذاہب ای فی جہد رای والظروف یتسع فیہا اھ محصل الاعراب من الموضعین منہ۔

حاشیہ تحتانی یسار قولہ عاملۃ الخ فی ن یفسرہ فرقناہ اھ

ص ۱۰۰ س ۹۔ قولہ وینذر الخ فی ن کرر الانذار وذکر المنذر بخصوصہ وحذف للمنذر بہ وہو الباس الشدید لتقدم ذکرہ وقد یذکر تقویۃ کلیۃ ثم یعطف علیہا البعض جزئیاتہا تنبیہا علی کونہ اعظم جزئیات ذلک الکلی ففی عطف الانذار المخصوص علی الانذار المطلق دلیل علی ان اقبح انواع الکفر والمعصیۃ اثبات الولد للہ تعالی اھ وقولہ من لدنہ ای صادرا من لدنہ وقولہ باسا شدیدا منصوب علی کونہ مفعولا ثانیا۔

س ۱۲۔ قولہ اسمار متعددہ وہی اقوال تعدد الاسمار للمسمی الواحد یدل علی شرف المسمی والعلم نہایۃ الباقیۃ اسمار صفیۃ وکثرۃ الصفات المحمودۃ لا یخفی فیہ شرف من لہ تلک الصفات۔

حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ ایا ما تدعوا الخ ای لاے ہذین الاسمین تجتمع وذکرتم فالتنوین عوض عن المضاف الیہ وما صلۃ زیدت لتاکید الابہام والضمیر فی فلہ یرجع الی احد الاسمین ولکن الی مسماہما وکان اصل الکلام ان یقال ایا ما تدعوا فلہ ذلک الاسم حسن فوضع موضعہ قولہ فلہ الاسماء الحسنی لانہ اذا حسنت اسماؤہ کلہا حسن ہذان الاسمان

اھ قلت فائدۃ العموم ظاہرۃ۔

حاشیہ تحتانی س ۱۔ قولہ فبانی الاعراب فی احد وجوہہ وہو حال ایضا من الھاء فی لم یجعل لہ والحال مؤکدۃ وقیل منتقلۃ۔

حاشیہ تحتانی س ۲۔ قولہ البسر بالفتح آزمودن کمافی م وقولہ تصفح درکارے نظر کردن۔

ص ۱۰۱ س ۱۔ قولہ کلۃ فی ان قال الواحدی انتصب کلۃ علی التمییز وذلک انک لو قلت کبرت للقالۃ والکلۃ جاز ان تجعلہم انہا کبرت کذا او جملا او فنرا رفلما قلت کلۃ فقد میزتہا من مجملا تہا وقری بالرفع علی الفاعلیۃ کما یقال عظم قولک قال اہل البیان النصب اقوی وابلغ لافادتہ التعجب من جہتین من جہۃ الصیغۃ ومن جہۃ التمییز کانہ قیل ما اکبرہا کلمۃ اھ۔

س ۲۔ قولہ زینۃ لہا فی الاعراب مفعول ثان علی ان جعل بمعنی صیرا و مفعول لہ او حال علی ان جعل بمعنی خلق وقولہ علی آثارہم و آثارہم جمع اثر بالکسر بمعنی بے وجمع اثر بالفتحتین بمعنی نشان ایضا کما فی الکمالین اے اد بارہم واعراضہم عنک اھ وقولہ اسفا نصبہ علی المفعول لہ کما فی الاعراب۔

س ۵۔ قولہ ایہم الخ قلت بدل اشتمال من ضمیر ہم۔

ص ۱۰۲ س ۱۔ قولہ اذ فی الاعراب ظرف لعبادوا فی ان والتنوین فی رحمۃ اما للتعظیم او للنوع وتقدیم من لذلک للاختصاص ای رحمۃ مخصوصۃ بہا نہا من خزائن رحمتک اھ قلت الرحمۃ کلہا من عندہ تعالی سواء کانت بواسطۃ او بغیر ہا فالمراد بہا امار حمۃ خاصۃ ممتازۃ عظیمۃ واما ہی التی تکون من عندہ تعالی بحیث یقل فیہ استعمال الاسباب الظاہریۃ والاعمال فیہا من احد فافہم وفی ان من (فی من امرنا) للابتداء والتقدیر یدکما فی قولک رایت منک اسدا ای اجعل امرنا رشدا کلہ وفی الاعراب حالا ای معدودۃ او ذوات عدد وقیل مصدر ای تعد عدا۔

س ۳۔ قولہ لما لغوا الخ فی ان ما مصدریۃ ای احصی اہل اللہجم فلیکون الجار والمجرور صفۃ للامد فلما قدم صار حالا منہ اھ وتفسیر ای الخبر بین الخ ما نقلہ المفسر عن الرازی عن مجاہد فاخرجہ الطبری لسند بن عن مجاہد ولفظہ ای الخبرین من قوم الفتیۃ۔

ص ۱۰۳ س ۷۔ قولہ ناداہ الی الکہف فی ان قال الفراء ۱۲ جواب اذ۔

ص ۱۰۴ س ۱۔ قولہ تعود فی ان جمع لقد کتعودی قاعد

س ۳۔ قولہ فرارا فی الاعراب مصدر لان ولیت بمعنی فررت ویجوز ان یکون مصدرا فی موضع الحال وان یکون مفعولا لہ ۱۲ منہ

س ۱۱۔ قولہ فقالوا الخ قلت عندی الفاء مع ما عطف علی مدخولہا و ہو قولہ قال الذین الخ بحذف حرف عطف وہو الواو لتفصیل لقولہ یتنازعون الخ در بہم اعلم بہم جملۃ معترضۃ۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲۔ قولہ طعاما فی رع تمییز۔

حاشیہ فوقانی س ۳۔ قولہ عطف بیان فی ان او بدل وفیہ ایضا اتخذوا خبر و ہو اخبار فی معنی الانکار وفی اسم الاشارۃ تحقیر لہم اھ

ص ۱۰۵ س ۴۔ قولہ عزیمت کے ثواب سے الخ اگر یہ شبہ ہو کہ عزیمت کا ثواب تو جب حاصل ہوتا ہے جبکہ اس پر عمل کرے رخصت کو ترک کرے اور حالت موجودہ میں تو نہ رخصت پر عمل ہوا اور نہ عزیمت پر اس لیے کہ وہ واقعہ ہی پیش نہ آیا جس میں ان امور میں سے کسی کا ظہور ہوتا دفع اس کا یہ ہے کہ اس عبارت کا یہ مقصود نہیں ہے کہ اس وقت انہوں نے عزیمت پر عمل کیا بلکہ مطلب تو یہ ہے کہ اگر ایسا واقعہ پیش آیا تو عزیمت پر عمل کرنا وشوار ہے ہم اس قابل نہیں ہیں اور رخصت پر عمل کرنے سے فلاح کامل نہ ہوگی پس ایسا کام کیوں کیا جاوے جبکا یہ نتیجہ ہو تامل اور بزرگوں کا یہی قاعدہ ہے کہ اپنے کو ایسے بڑے ہمت کے کاموں کے لائق نہیں سمجھا کرتے اور فی الواقع ہے بھی بڑا سخت کام

ص ۱۰۶ قولہ حلال قلت فسرازکی باجل سعید بن جبیر کما نقلہ الطبری ورجحہ۔

ص ۱۰۷ س ۳۔ قولہ ثلثمائۃ الخ فی ان قال الخویون سنین عطف بیان لثلثمائۃ لان تمییز مائۃ واحدا تہا عجز ور مفرد وقیل فیہ تقدیم وتاخیر ای لبثوا سنین ثلثمائۃ ومن قرأ بالاضافۃ فعلی وضع الجمع موضع الواحد فی التمییز وفی الاعراب لان مائۃ تضاف الی العشرات والمفرد اھ

س ۱۔ قولہ لشامی ای لاجل شئ کذا فی ان

س ۱۱۔ قولہ ردنہیں فرمایا قلت ولا نہ ذکر بزیادۃ الواو بین الصفۃ والموصوف فدل علی الاہتمام

ص ۱۰۹ س ۳۔ قولہ ولا تعدعینک الخ فی ان قال جار اللہ انما لم یقل ولا تتعد ہم عیناک من عداہ اذا جاوزہ لانہ ضمن معنی نہا فیہ مبالغۃ من تحصیل المعنیین جمیعا کانہ قیل ولا تنصرف عیناک عنہم تبتغی الی غیرہم اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ وما فی ص کالسے کہ دروے از حد گذرانیدہ باشد وکار گذاشتہ ومانندہ ومنہ قولہ تعالی ولکان الخ افرط جمع اہ فحصحا مبالغۃ مضرب من التفعیل ای محیط وحیار بالکسر وخیمہ کذا فی م وحکر بفتحتین وردی زیب کذا فی م۔

س ۴ حاشیہ تحتانی یمین قولہ سندس واستبرق فی الاعراب جمع سندسۃ واستبرقۃ وقیل ہما جنسان اھ ومارق ای منہ ولفظ مصدر بمعنی الصفۃ ای دیباج خلیظ

س ۱۱۔ قولہ علی الارائک جمع اریکۃ کما فی ن

ص ۱۱۱ س ۳۔ قولہ آتت فی ان حملا علی لفظ کلتا لان لفظہ مفرد وقیل آتتا علی المعنی بجاز

س ۷۔ قولہ ودت فی ان قال بعض العلماء الرد تضمن کراہۃ المرد والیہ فلمذا قال ولن ہ ودت ای عن جنتی ہذہ التی اظن ان لا تبید ابدا الی ربی ولا اظم السیئ مثل ہذا المظنی فی ہم قال ہمناک ولئن رجعت الی ربی اھ وفیہ منقلبا منصوب علی التمییز

س ۹۔ قولہ لکنا ہو اللہ ربی فی الاعراب الاصل لکن انا فالقیت حرکۃ الہمزۃ علی النون وقیل حذفت ہمزۃ انا واد غمت النون فی النون والجید حذف الالف فی الوصل واثباتہا فی الوقف لان اناکذلک الالف فیہ زائدۃ لبیان الحرکۃ ویقرأ انا بثبوتہا فی الحالین انا مبتدأ وہو مبتدأ ثان واللہ مبتدأ ثالث وربی الخبر والہاء عائدۃ علی المبتدأ الاول والجملۃ الثانیۃ خبر الاول والثانی وخبرہ الاول والجملۃ العائدۃ نصبا اذ لو کان کذلک لم یتصل بہ ہو لانہ ضمیر مرفوع ویجوز ان یکون اسم اللہ بدلا من ہو اللہ وقولہ ماشاء اللہ فی ان جملۃ شرطیۃ محذوفۃ الجزاء تقدیرہ الکلام ای شئ شاء اللہ کان وقولہ لا قوۃ الا باللہ فی رع فی موضع رفع خبرہ وقولہ ان ترن الخ ان ما شرطیۃ فی رع انا فاصلۃ وفی ن رز لقاء عوز الکلا ہما وصف بالمصدر کقولہم فلان زور وصوم۔

ص ۱۱۲ س ۳ قولہ ہنالک فتح حرف دالعیال فیہ معنی لا یستعمل فی غیرہ ص ۱۱۳ س ۱۔ قولہ ہنا لک فی ان ہاہنا ثم وتحلم۔

ص ۱۱۴ س ۱۔ قولہ صفا فی رع حال بمعنی مصطفین ای مصفوفین۔

ص ۱۱۵ س ۱۔ قولہ کان من الجن قال جار اللہ قولہ کان من الجن کلام مستانف جاری مجری التعلیل بعد استثناء ابلیس من الساجدین کان قائلا قال مالہ لم یسجد فقیل کان من الجن ففسق والفاء للسبب ای کونہ من الجن سبب فسقہ ولو کان ملکا لم یفسق لثبوت عصمۃ الملائکۃ انتہی کلامہ ومعنی ففسق عن امر ربہ خرج عن طاعتہ ومنہ الخلیل وسیبویہ انہ لما امر فعصی کان سبب فسقہ ہو ذلک الامر وقال قطرب ہو علی حذف المضاف ای ففسق عن ترک امر ربہ اھ وفی ان محصا قلت فی حال عدم تقدیر المضاف تشنیع شدید فان الامر کان سبب الطلاح وصار فی حقہ حکما فافہم۔

س ۵۔ قولہ عضدا فی الاعراب لم یجمع لان الجمع فی حکم الواحد اذ کان المعنی ان جمیع المضلین لا یصلح ان یتخذوا فی الاعتضاد بہم منزلۃ الواحد ویجوز ان یکون اکتفی بالواحد عن الجمع۔

س ۷۔ قولہ من کل مثل فی الاعراب ای ضربنا لہم مثلا من کل جنس من الامثال والفصول محذوف او یخرج علی قول الاخفش ان تکون من زائدۃ

س ۱۳۔ قولہ اکثر جمع کنان بالکسر کما فی الصراح

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ الغنی

ہذا ان لم یتحقق فوقہ اہ مصححہ عفی عنہ

المجاول فی الاعراب لان افعل یضاف الے ما ہو بعض لہ وہذا من وضع العام موضع الخاص اھ ملخصا۔

حاشیہ تحتانی لیسار س ۱ قولہ مبتدا، فی ن وفیہ تعظیم لشانہم او تبعید لزمانہم اھ وقولہ فائدہ الخ قلت الظاہر عندی ان المراد بقولہ تعالے کان الانسان الخ ہو جنس الانسان فکل انسان من حیث ہو انسان ہذا شانہ الا اذا ہذب بفضل اللہ تعالے بواسطۃ او بغیر واسطۃ ومراتب الجدل مختلفۃ مہنا من باب ترک الاولے و لایخفی ما ورد عن سیدنا وجدنا علی رضہ من قولہ کان من ہذا الباب فان الادب کان یقتضی ان لا یقولہ رضہ ویسب التقصیر الے نفسہ فبقی الحدیث مفسرا بالاہم و قال الشاہ ولی اللہ قدس سرہ فی شرح ضرب البحر ما تعریبہ انہ کان منہ رضہ فی ابتداء السلوک اھ قلت لکن لا باس بہ علی ای جہۃ حمل وقولہ جدلا اسم من المجادلۃ والجدال کما فی ص۔

ص ۱۷ س ۱ قولہ او اعنی فی الاعراب والثانی انہا بمعنے الان ای الان اعنی زمانا یتبین معہ فوات مجمع البحرین۔

س ۳۔ قولہ نصبا قلت مصدر واسم مصدر والمراد ہنا ہو الثانی۔

س ۵۔ قولہ عجبا ای عجیبا وہما بمعنے۔

س ۱۱۔ قولہ خبرانی ص بالضم والسنن وکذلک الاسم منہ اھ مصححا وقولہ ولا اعصی لک امرا فی ن ای ستجدنی خیر عاص لک امرا قالت الاصولیون فی قولہ ولا اعصی لک امرا دلیل علے ان ظاہر الامر للوجوب لان تارک الامر عاص بہذہ الآیۃ والعاصی یستحق العقاب لقولہ ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۴۔ قولہ علی الاشراع قلت بناء علی ان المقام یقتضی ان یضاف الجمع الے الضمیر الراجع الے البحرین کما قال قبلہ مجمع البحرین فلا اضیف الے البینین کسب الے المجاز افادہ المفسر العلام وفی ن وعلی المراد

بکا وبلتقی وسط ما امتد من البحرین طولا والاضافۃ بمعنے فی ای مجمعانی وسط البحر فیکون کالتفصیل لمجمع البحرین او البینین بمعنے الافتراق ای البحران المفترقان یجتمعان ہہنا ک والبینین بمعنے الوصل لانہ من الاضداد فیفید مزید التاکید اھ ملخصا۔

حاشیہ فوقانی س ۴۔ قولہ الفتوۃ بفتحتین وتشدید واو کذا فی م ومعناہ جوانمردی کما فی م وص وہو اسم مصدر ولم ارہ مع التتبع بمعنے جوانی و مصدر فتی لربمعنے جوان مرد) ہو الفتاء بفتح الفاء کما فی کتب اللغۃ من الصراح وغیرہ فالفتوۃ اریدبہ الفتاء ہہنا مجازا تامل۔

حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ الے مذف الخ قلت ہذا بناء علی کون الفعل ناقصۃ۔

ص ۱۸ س ۳۔ قولہ عسر قلت مصدر واسم مصدر والمراد ہنا الثانی۔

س ۱۸۔ قولہ ولایت اور نبوت الخ قلت الصحیح عند اہل التحقیق ہو القول بولایۃ ولا یزید القرآن والحدیث شیئا علیہ واما ما ورد منہ رضہ من الامور التی تخالف ظاہر الشریعۃ فالجواب المحقق علی اصولہم انہ یحمل ان الالہام کان مخصصا للنص فی شرعہم والاحتمال کان للنسخ وقد ذکرت شریعتنا حجیۃ الالہام فلا یکون العمل افادہ المفسر علے شرع من قبلنا۔

حاشیہ تحتانی قولہ الشاعر قلت فی الطبری ہکذا القد لقی الاقران منک نکرا۔ داہیۃ دہیا ودواہی امرا اھ

س ۶۔ قولہ احتیاطا الخ قلت کذلک ما قال صلی اللہ علیہ وسلم لیقل احدکم فتائی و فتاتی ولا یقل عبدی وامتی اھ

س ۳۔ قولہ زکیۃ قال الکسائی الزاکیۃ والزکیۃ لغتان ومعناہما الطاہرۃ کذا فی ن وقولہ لا وہنی عسرا فی الاعراب ہو مفعول کان لترہق لان المعنے لا تغشنی اھ ملخصا۔

حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ اسکن اللہ الخ بعد جریہ ای اجری الماء وہو فی البخاری مرفوعا وامسک اللہ عن الجوت جریۃ الماء فصار علیہ مثل الطاق اھ

ص ۱۹ س ۳۔ قولہ عذرا مفعول بہ کقولہ تعالے لئلا یکون للناس علیکم حجۃ الا الذین ظلموا منہم فلا تخشوہم واخشون وارید بہ الاسم۔

س ۵ قولہ فراق ای المفارقۃ وہما مصدران کما فی ص واضافۃ المصدر الے الظرف علی الاتساع کذا فی القسطلانی وقد مر تقریرہ قولہ مجمع مبہما وفی ج فیہ اضافۃ بین الے غیر متعدد سوہنا نکرہ بالعطف بالواو اھ۔

س ۲۴۔ قولہ نسیان الخ قلت اخرج البخاری عن ابی بن کعب حدیثا مرفوعا طویلا وفیہ کانت الاولی نسیانا والوسطی شرعا والثالثۃ عمدا اھ واخرج الطبری مرفوعا فی قولہ تعالی قد بلغت من لدنی عذرا استحیانی اللہ موسیٰ موسیٰ عندہا اھ پس اول بار میں تو شبہہ کی گنجائش ہی نہیں دوسری بار اور تیسری بار میں جو قصہ پیش آیا یہ بیشک محل اشتباہ ہے کہ بلا عذر حضرت موسیٰ نے ان دونوں بار کیوں وعدہ خلافی کی خصوصا معلم سے تو احقر کے نزدیک بے تکلف توجیہ یہ ہے کہ یہ تو حضرت موسیٰ کو یقین تہا کہ حق تعالیٰ نے مجھے تحصیل علم کے لیے خلاف شرع شخص کے پاس نہیں بھیجا۔ لیکن باقتضائے تنظام نبوت قلب پر بظاہر شریعت کے خلاف امر دیکھ کر حالت غالب ہوئی اور مزاج مبارک بھی جلالی تھا لہذا امرا بالمعروف کیا اور یہ خیال کیا کہ امر بالمعروف ایفاء وعدہ سے اہم ہے فانہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق اور یہ خیال خلہ حال حدیث صحیح ہے جس میں ہوا اور آئندہ کے لیے قصد کیا کہ اگر اس بار یہ بزرگ مواخذہ کریں گے تو ہم ان سے شرط کر لینگے کہ اس بار اور درگذر کیجیے اور اگر پھر ایسا ہو تو مفارقت اختیار کی جاوے گی کیونکہ یہاں تو عجیب وحشت ہوتی ہے نباہ اور تاب رہنا نظر نہیں آتا اگر خیر ایک بار اور دیکھ لیں کیا ہوتا ہے چنانچہ خیر دوسری بار بھی تاب نہ ہوئی اور پھر وہی قصہ پیش آیا اس بار میں یہ خیال غالب ہوا کہ امر بالمعروف تو ضرور ہے پس اس کے ساتھ مفارقت خود ہی ہو جاوے گی یہاں تو صبر نہیں ہو سکتا اور وہ معلم اپنے اختیار و خواہش سے تعاشر مع آپ کے ذمہ اس کی تحصیل واجب نہ تہی پس عدم ایفاء اضطرار امعا ہو غیر بعید ہے اور ایفاء وعدہ ہر صورت میں واجب نہیں بلکہ کبھی نقض واجب ہو جاتا ہے خوب سمجھ لو۔ اور بخاری اور طبری کی احادیث مذکورہ سے یہ مضمون مستنبط ہو قدرے تفصیل زیادہ کر دیا ہے واللہ علم عند اللہ تعالیٰ۔ اور اگر شبہہ ہو کہ استطعام انبیاء کی شان سے بعید ہے تو اس کا دفع یہ ہے کہ جب مہمانوں کو طعام کی حاجت ہو تو بقدر ضرورت انکی خدمت کرنا اہل وسعت و قدرت پر فرض کفایہ ہے اور اپنا حق طلب کرنا خصوصا حاجت کے وقت مذموم نہیں بہ خصوصا جبکہ کسی قوم کا حال معلوم کرنے کو تعلیم کا قصد بھی ہو تو اور زیادہ محمود ہے۔

س ۳۔ قولہ استطعما اہلہا فی ن کان حق الایجاز ان یقال استطعماہم فوضع الظاہر موضع المضمر للتاکید والایضاح لعلہ کرہ اجتماع الضمیرین المتصلین فی مثل ہذا اللفظ لما فیہ من الکلفۃ والبشاعۃ والاستعانۃ اھ

ص ۲۰ س ۱ قولہ غضبا فی الاعراب مفعول لہ او مصدر فی موضع الحال او مصدا خذ من معناہ اھ

س ۳ قولہ طغیانا قلت مصدر کما فی م۔

س ۵ قولہ کفرا قلت مصدر وہم المصدر وہو المراد وروی الترمذی مرفوعا بسند لم یتکلم علیہ یجرح لا تعد کفرا فی باب التفسیر من جامعہ فی قولہ تعالی وکان کافرا قال رجل یا رسول اللہ علیہ وسلم) ذہب وفضۃ۔

حاشیہ فوقانی س ۹۔ قولہ ہما مہم قلت ہو القراءۃ اخرجہا البخاری وقال القسطلانی قرأ شاذا لکنہا مفسرۃ لہ قلت لان القراءۃ الشاذۃ فی حکم خبر الواحد کما قالہ فی حاشیۃ الہدایۃ۔

ص ۲۰ س ۷ قولہ تطع قلت فی الجلالین ما حاصلہ ہما لنہان یقال استطاع واستطاع اھ فقال بعضہم حذفت التاء تخفیفا۔

ص ۲۱ س ۲۳۔ قولہ عار کی وجہ سمی الرجل بعینہ اپنی حماقت سے یہ خیال کیا ہوگا کہ اس کے اظہار میں ہتک ہے کیونکہ حضرت موسیٰ کا شاگرد ہونا لازم آتا ہے حالانکہ فی الواقع یہ ہتک کی بات نہیں جیسا کہ ظاہر ہے افادہ المفسر۔

حاشیہ تحتانی لیسار س ۱۔ قولہ عارا بالنفس فی ن ولا شک ان البحار الغربیۃ قریۃ السخونۃ فی حالۃ ایضا حمئۃ لکنرۃ ما فی البحار من طین الاسود اھ م قولہ جزاء حال الخ فی الاعراب او مصدر فی موضع الحال ای مجزیا بما دفی ن فلا فعلۃ الحسنی جزاء۔

سلہ فقیر خادم العلم عفی عنہ

ص ۱۲۲ س ۱۰ - قولہ سمندر ہی میں الخ فی ان قال علماء الاسلام قد ثبت بالدلائل الیقینیۃ ان الارض کرویۃ فی وسط العالم و ان السماء محیطۃ بہا من جمیع الجوانب و ان الشمس فی فلکہا تدور بدوران الفلک و ایضا قد وضح ان حرم الشمس اکبر من حرم الارض بمائۃ و ست و ستین مرۃ تقریبا فکیف یعقل دخولہا فی عین من عیون الارض فتاویل الآیۃ ان الشمس تشاہد بمناک اعنی فی طرف العمارۃ کانہا تغیب وراء البحر الغربی فی اللیلۃ کما ان راکب البحری الشمس تغیب فی الماء لانہ لا یری الساحل و لہذا قال وجدہا تغرب ولم یخبر انہا تغرب فی عین اھ۔

س ۳ قولہ حسن سے الخ ای اذا حسن کما فی الاعراب توضیح اسکی یہ ہے وہ لوگ مستحق قتل تو ہو چکے تھے لیکن دوسری شق کا اسلئے اختیار دیا گیا کہ اگر ذوالقرنین کو ان لوگوں کے ہدایت پر آنے کی کچھ امید ہو تو ابھی قتل میں تاخیر کریں مثلاً اس مہلت دینے سے باوجود قدرت کے حسن اخلاق کا اُن پر اثر پڑے وغیرہ اور حسن فرمانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عدم قتال صورت مذکورہ میں امر محمود عند الکل ہے فی الدنیا والآخرۃ بخلاف ضد اور یہ حکم ہماری شریعت کے بھی خلاف نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

س ۱۳ ۲ - قولہ خبر اور نسترن کذا فی م۔

س ۱۶ قولہ مقبول الخ فی ان من الکبر ما ثبت بالقرآن ان ذا القرنین کان رجلا ملک الارض بالکلیۃ او ما یقرب منہا و ثبت من علم التاریخ ان من ہذا شانہ ما کان الا الاسکندر حیث وجب القطع بان ذا القرنین ہو الاسکندر قال و فیہ اشکال لانہ کان تلمیذ ارسطاطالیس الحکمی و کان علی مذہبہ فتعظیم اللہ ایاہ یوجب الحکم بان مذہب ارسطو حق و صدق و ذلک مما لا سبیل الیہ قلت لیس کل ما ذہب الیہ الفلاسفۃ باطلا فلعلہ اخذ منہم اصفا و ترک ما کذا اہ قلت لا قطع فیہ لکن ما یغلب علی الظن ہو ہو فان الاسکندر لو کان غیرہ مثل ہذہ الصفۃ لاشتہر واللہ تعالیٰ اعلم۔

ص ۱۲۳ س ۵ قولہ لقولہ فی الاعراب متعدی بہ الخ و قولہ اتونی فی ان من قرأ ایتونی من الایتان فعلی حذف الباء المتعدیۃ و النصب بنزع الخافض اھ قلت قولہ آتونی لے قولہ قطراً ستانفۃ مشتملۃ علی تفسیر قوۃ و ایغار و عدہ۔

س ۷ قولہ اذا جعلہ ناراً فی ان قال العلماء ہذا یعرف ذی القرنین لان تلک الزبر الکثیرۃ اذا صارت کالنار لم یقدر الآدمی علی القرب منہ و کانہ تعالیٰ صرف تأثیر تلک الحرارۃ العظیمۃ عن ابدان اولئک المنافقین اھ و قولہ قطراً فی ان و التقدیر آتونی قطراً افرغ علیہ قطراً فحذف الاول لدلالۃ الثانی علیہ و ہذا محل ما یستدل بہ البصریون فی ان الاضمار عند تنازع الفعلین ہو اعمال الثانی او ہو اعمال الاول لقال افرغہ علیہ

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ - قولہ جعلا بالضم یعنی الاجر۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۳ - قولہ یصادفہ ای یقابلہ۔

س ۴ حاشیہ تحتانی یسار - قولہ ذکار فی ان و من قرأ ذکار بالمد فعلی الوصف ای جعلہ ارضا منسوبۃ اھ فظہر ان ما فی التفسیر حاصل معناہا و ذکار لیست اسما للارض المنسوبۃ بل ہی صفۃ و موصوفہا محذوف و ہو الارض

ص ۱۲۵ س ۵ - قولہ عبادی من دونی ای اولیاء قلت عبادی مفعول اول و من دونی حال مقدم او اولیاء ذو الحال و کلہ مفعول ثان و فی الاعراب ان تتخذ و اسد مسد المفعولین۔

س ۷ - قولہ صفحانی م آنچہ ساختہ شود۔

س ۹ - قولہ وزنا فی الاعراب تمییز او حال لکن ان یقال انہ المفعول بہ بمعنی المیزان۔

س ۱۱ قولہ نزلا خبر لکانت و لہم متعلق بکانت او بالخبر کما فی الاعراب علی بعض الوجوہ و قولہ لا یبغون حال من الضمیر فی خالدین۔

ص ۱۲۶ س ۳ - قولہ انا المکوخی الخ بالجر لانہ ان المکنونۃ با باقیۃ علی مصدریتہا و المعنی بری للی و حدانیۃ الآکہ اھ و قولہ لعبادۃ ربہ الخ قلت الباء بمعنی فی او علی معناہ السببیۃ کما فی الاعراب و فی اللباب اخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب الاخلاص عن طاؤس قال قال رجل یا رسول اللہ انی اقف اریدبہ وجہ اللہ و احب ان یری موطنی فلم یرد علیہ شیئا حتی نزلت ہذہ الآیۃ فمن کان الخ مرسل و اخرجہ الحاکم فی المستدرک موصولا عن ابن عباس و صححہ علی شرط الشیخین (فائدہ) فی ان بعیدا عن سوال الانصاف ان نفاد شیء اعتراض علی نفاد الشیء الآخر و لا علی عدم نفادہ فلا یستفاد من الآیۃ الا کثرۃ کلمات اللہ بحیث لا یضبطہا عقول البشر اما انہا متناہیۃ او غیر متناہیۃ فلا دلیل فی الآیۃ علی احد النقیضین و لکن الحق فی نفس الامر ان کلمات لا تتناہی لانہا تابعۃ للمعلومات و ہی غیر متناہیۃ بالبرہان اھ۔

س ۲۵ - قولہ تخصیص بعد تعمیم الخ اور اس تخصیص کا فائدہ اہتمام ہے اس امر کے زیادہ قابل لحاظ ہونے کا کہ اجتناب از شرک اکبر تو تمام اعمال کی درستی کی جڑ ہے اور شرک اصغری ثواب فوت ہو جاتا ہے لہذا اس کا لحاظ نہایت قابل اہتمام ہے۔ حق تعالیٰ کا بیحد احسان ہو کہ ربیع ثانی ۱۳۳۲ھ ابانۃ البیان کو اس ناچیز کے ہاتھ پر آج شب سہ شنبہ ۷ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ میں ختم کرایا حق تعالیٰ اپنے فضل اور بطفیل نبی الامیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبول در مفید فرماویں آمین

منہیات متعلقہ جلد دہم از تفسیر بیان القرآن

منہیہ اولیٰ توضیح بعض مقامات تفسیر ہذا

ص ۶ س ۲۶ - قولہ - المبتدیہ امر مظنون ہی الخ یہ متصل ہے اوپر کے اس جملہ کے ساتھ بندہ نے جو تغیر کی ہے اُس کا مبنی خود منصوص قرآنی ہے الخ مطلب یہ کہ اس کے مبنی کا قرآن میں منصوص ہونا تو متیقن ہے مگر یہ امر مظنون ہے کہ داؤد علیہ السلام نے اسی کو مبنی سمجھا ہو اور وہ مبنی یہ قول ہے لقد ظلمک

ص ۲۲ س ۲۸ - قولہ کیونکہ اس میں الخ یعنی اُس تخویف عن الاصنام کے مضمون میں صرف اس دعوے سے تعرض نہ تھا کہ اگر آپ ستم کرینگے تو اصنام ایصال ضرر کرینگے اور اس کے جواب کے لیے بل من مکذات رحمتہ کافی تھا اور اُن کی تخویف میں اس دعوے سے تعرض نہ تھا کہ اگر آپ ستم نہ کریں گے تو وہ آپکو ضرر سے محفوظ رکھیں گے اگر اس میں اس سے بھی تعرض ہوتا تو ان من کاشفات ضرہ کا مناسب ہونا ظاہر ہوتا۔

ص ۴۳ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار قولہ یتعلق الخ ہ لیتعلق للام قولہ لان الدخول الخ ہ لعلہ تعلیل لمقدر

ص ۵۱ س ۲ حاشیہ فوقانی - قولہ فی الاعراف الخ یعنی آیات مقام میں نظم من الجن الانس و جگہ آیا ہے سو آخری مقام میں جو آیا ہے یہ حاشیہ یا ستدرکا کے متعلق ہے

ص ۵۶ س ۱۲ - قولہ حالت ضرر میں الخ یہ حریص نہ ہونیکے منافی نہیں ہے بلکہ ما بعد کے متعلق ہے یعنی یاس و جزع و فزع نہ کرنا و اما بعدہ

ص ۶۵ س ۲ - قولہ افتیاء کو الخ یہ مع اپنے ما بعد یعنی قولہ اور فقراء کو الخ کی تفصیل ہے لفظ احتیاج کی جو اوپر اس قول میں مذکور ہے وجہ دیے رہنے کی اعتبار سے

ص ۷۱ س ۱۲ - قولہ و تشدید الخ یہ معطوف ہے توحید و رسالت پر یعنی بتائید تہدید۔

ص ۷۴ س ۹ - قولہ اور دلیل عقلی الخ معطوف ہے جملہ سابقہ اُن کو اُن کا عورت ہونا نہیں بتلایا اہ یعنی نہ تو اللہ تعالیٰ نے بتلایا اور نہ دلیل عقلی بتلاتی ہے پس اس صورت میں بنا دعوی شاہد ہونا چاہیے الخ

ص ۷۴ س ۲۲ - قولہ اور اگر نے الخصام کے جواب میں الخ مطلب یہ کہ وہ فی الخصام غیر مبین سے استدلال کرنے کی تقریر میں جو کہا گیا تھا کہ وہ اس کی باعتبار اپنی اصل وضع کے قطع نظر عوارض سے ناقص العقل ہے جو آیت و من ینشؤ کے ترجمہ کی تمہید میں لکھا گیا ہے وہ اس کے جواب میں اگر یہ کہیں کہ قبل از قطع عوارض بھی تو ہم اس کے مقر ہو کہ عارض کے سبب یہ نقصان مرتفع ہو سکتا ہے سو یہاں وہ عارض طبیعت ہو پس جب نقصان زنانہا استدلال بھی نہ رہا۔

ص ۷۶ س ۱۶ - قولہ ان کے اس کہنے سے الخ اُس کہنے کا بیان آگے ہر کہ اشہر اور نبوۃ میں منافات ہے مطلب یہ کہ اُن کا تو یہ قول تہا منافاۃ کا تو اس قول ہی یہاں کے قول موجود یعنی ولا تزال الخ پر شہتانی کا ہوتا ہو مقصود یہ ہے کہ اس تنافی کا شبہ نہ کیا جاوے الخ

ص ۸۱ س ۹ - قولہ لکقولہ تعالیٰ وجعل منہا الخ یعنی جو معنے کلمہ من کے اس آیت میں ہیں وہی معنے من کے یہاں ہیں تو نشاء لجعلنا منکم۔

ص ۸۳ س ۱۱ قولہ بنی بعین الخ یعنی بعین کی باء کا ہمزہ سے بدل ہونا بنی بعین کی بنا پر ہے

ص ۸۱ س ۱۴ قولہ اس بنا پر الخ یعنی جائز ہو بھی بنا پر

ص ۸۵ س ۲۰ قولہ اثبات یعنی ثابت البدیہی استدلال کی منہیہ ثانیہ) اسمیں مضامین تفسیر کی فہرست ہوا کرتی تھی سو کسی اگلی بالاتفاق ہی مستقلاً حاجت نہیں ہوئی ہے

ملے ہیں جن کو فوٹو لی گئی ہیں ان مخطوطات کی تاریخ کتابت اٹھارویں صدی ہجری کے اواخر سے لے کر چودھویں صدی ہجری کے اوائل تک ہے

(نوٹ) چونکہ طبع ثانی کے وقت اغلاط کو کتاب میں صحیح کر دیا گیا ہے اس لیے منہیہ ثالثہ صحت نامہ اس بار حذف کر دیا گیا۔ (از مصحح مغفرلہ)

تصحیح الاغلاط متعلق بیان القرآن جلد دہم از حضرت مفسر علام دامت برکاتہم

اصل ص ۳ س ۷ اسبب نزول الخ اصلاح قول نظر علی ہذہ الروایۃ آثار النکارۃ وان قال الترمذی حسن صحیح۔ ویحیی بن عمارۃ الذی بروا عن سعید بن جبیر وان ذکرہ ابن حبان فی الثقات لکنہ مجہول عندی واللہ اعلم۔

(ھ) اصل ص ۳ س ۴ حاشیہ تحتانی یمین خبر بعد خبر الخ اصلاح صفحہ ثانیہ لہ دون ملاحظ صفحہ ثالثہ۔

(ھ) اصل ص ۳ س ۴ حاشیہ فوقانی دارم اصلاح ۱۱ دارم۔

(ھ) اصل ص ۴ س ۵ چاہیے اصلاح لازم ہے۔

(ھ) اصل ص ۴ س ۱۰ اقدرت کا اصلاح قدرت کو

اصل ص ۴ س ۱۶۔ جس کی سلطنت کے کھونٹے گڑے گئے تھے الخ اصلاح ذوالاوتاد کے یہ معنی جی کو نہیں لگتے اور یہ ہی وجہ ہے کہ اہل زبان میں سے کسی نے یہ معنی بطور احتمال کے بھی نہیں لئے گو امام رازی اور قاضی نے اس معنی کو اختیار کیا ہے مگر وہ اہل زبان نہیں اور جس شعر سے انھوں نے استشہاد کیا ہے یعنی ولقد عزانیہا یا نعم عیشہ + فی ظل ملک ثابت الاوتاد سے استحکام ملک ہر عام و خاص سمجھتے ہیں برخلاف فرعون ذوالاوتاد کے کہ اس سے معنی صاحب ملک ثابت الاوتاد وخواص نے بھی نہیں سمجھے اور محاورات میں استعمال و تفاہم اہل عرف ضروری ہے نہ کہ محض احتمال رہی یہ بات کہ یہاں تفخیم امر ملک فرعون کی ضرورت ہے سو اسکا جواب اولاً تو یہ ہے کہ جس طرح قوم نوح وغیرہ کے لیے کسی تفخیم کی ضرورت نہیں ہے۔ یوں ہی فرعون کے لیے بھی ضرورت نہیں اور ثانیاً یہ کہ ذوالاوتاد بالمعنی المعروف بھی تفخیم مذکور پر دلالت کرتا ہے کیونکہ بکثرت میخوں سے باندھ کر سزا دینا بدون استحکام ملک و غلبہ تام کے نہیں ہو سکتا پس استحکام پر دلالت اسطرح پر ہو جاوے گی پس کوئی ضرورت نہیں ہر کہ معنی معروف و مشہور کو چھوڑ کر دوسرے معنی غیر معروف مراد لیے جائیں۔

(ھ) اصل ص ۴ س ۱۹ روز کی اصلاح زور کی۔

اصل ص ۴ س ۱۹ اور یہ لوگ جو تکذیب الخ اصلاح اور یہ لوگ جو تکذیب پر مصر ہیں تو یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ انکی تباہی کچھ مشکل نہیں ہے بلکہ نہایت آسان ہے۔ اور وہ صرف ایک زور کی چیخ کے منتظر ہیں جسمیں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی۔ یعنی انکی بربادی میں صرف اتنی دیر ہے کہ ایک زور کی چیخ ہو جہاں وہ چیخ ہوئی اور یہ لوگ تباہ ہوئے اور یہ ظاہر ہے کہ ایک چیخ کچھ مشکل نہیں ہے یہ امر آخر ہے کہ بوجہ حکمت کے اسمیں تاخیر ہو۔ پس انکی بربادی میں کچھ مشکل نہیں۔

(ھ) اصل ص ۴ س ۱۹ حاشیہ تحتانی القوۃ اصلاح تعلیق ہونا چاہیے۔

(ھ) اصل ص ۴ س ۱۹ حاشیہ تحتانی یمین مجتمعۃ اصلاح تعلیق ہونا چاہیے

اصل ص ۷ س ۱۹ آیت ثانیہ الخ اصلاح تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ مجازات کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مطیع کو اطاعت کا بدلہ دیا جاوے دوسری یہ کہ عاصی کو عصیان کی سزا دیجاوے۔ پہلی صورت اس لیے واجب نہیں کہ اطاعت عبد کا فرض منصبی ہے کیونکہ خود عبدیت مقتضی ہے طاعت کو اور جبکہ طاعت مقتضی عبدیت کا اور عبد کے ذمہ بحکم عبدیت لازم تو مطیع اپنی اطاعت پر کسی اجر کا مستحق نہیں ہو سکتا کیونکہ فرض منصبی کے انجام دینے پر استحقاق اجر بحکم عقل بے معنی ہے رہی دوسری صورت سو وہ اس لیے واجب نہیں کہ عقل جس طرح تعذیب عاصی کو جائز رکھتی ہے یوں ہی عفو کو بھی جائز بلکہ مستحسن سمجھتی ہے پس جبکہ بحکم عقل تعذیب بھی جائز ہے اور عفو بھی تو تعذیب واجب نہوئی پس نہ تتمیم مطلع واجب ہوئی لعدم الاستحقاق اور نہ تعذیب عاصی لاحتمال العفو پس مجازات و مکافات واجب نہوئی در بوجہ المدعی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ عقل جس طرح عدم وجوب جزائے مطیع و سزائے عاصی کا قرعی دیتی ہے یوں ہی یہ بھی حکم کرتی ہے کہ مطیع کی اطاعت کی قدردانی اور اسپر انعام ایک مستحسن اور پسندیدہ فعل ہے اور تعذیب کفار بھی انعام نعمت علی المؤمنین کی وجہ سے ایک حد تک ضروری ہے لان الاشیاء تعرف باضدادہا جب یہ مقدمہ ممہد ہو چکا تو اب سمجھو کہ حق سبحانہ نے فرمایا تاویل للکافرین من انشأ جس میں کفار کو دوزخ کی دھمکی دی تھی اسپر کفار کیطرف سے یہ کہا جا سکتا تھا کہ اول تو قیامت ہی نہوگی پھر عذاب نار کیسا۔ اور اگر قیامت ہوئی بھی تو ہمکو جنت ملیگی نہ کہ دوزخ کما قال لئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی اسکی حق سبحانہ یوں تردید فرماتے ہیں کہ کیا تمہاری عقل اس بات کو تجویز کرتی ہے کہ قیامت نہو اور مؤمنین کے اعمال بھی کفار کے اعمال کیطرح بے نتیجہ ہو جاویں اور اس طرح کفر و ایمان نتیجہ کے لحاظ سے دونوں یکساں ہو جاویں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گو طاعت و معصیت فی نفسہ مستلزم جزاء و سزا نہیں مگر حق سبحانہ کی صفت قدردانی ضرور اسکو مقتضی ہے کہ مطیعین کے افعال کی قدر کیجاوے اور انکو جزا دیجاوے اسلیے قیامت کا وجود ضروری ہے اور جب قیامت ہوگی تو یہ بھی ضروری ہے کہ کفار کو سزا ہو کیونکہ اگر انکو سزا نہوئی بلکہ انعام ہوا جیسا کہ انکا خیال ہے تو یہ مطیعین کی خدمات کی تنقید ہی ہے کیونکہ اسوقت مؤمنین کی اطاعت کا کمال ظاہر نہیں ہو سکتا۔ پس قدردانی خدمات مؤمنین مقتضی ہے کہ قیامت ہو اور کفار کو سزا دیجاوے اور مؤمنین کو کفار کی مثل فی نفسہ الافعال لا فی ترتب الانعام نہ کیا جاوے پس نہ انکا انکار قیامت صحیح ہے اور نہ برتقدیر وقوع قیامت انکا جنت میں جانا معقول ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ادخلوا الخ ردہوان لوگوں کا جو مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تمہاری طرح ہم بھی جنت میں جاویں گے کما فی الخازن وغیرہ سو اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو آیت کے معنے بے تکلف ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس جگہ سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ کفار کے مقولہ مذکورہ کا رد ہوتا ہے تو آیت کو یوں ہونا چاہیے تھا ام نجعل المتقین فی الکافرین کالذین اٰمنوا الخ مگر جواب اسکا یہ ہے کہ کفار کے گناہ معاف کر کے ان پر انعام فرمانا یہ شان کرم ہی جو منافی نہیں ہے حق سبحانہ کی شان کے اور مؤمنین صلحاء کی ہتک و توہین حق تعالیٰ کی شان کے خلاف ہی کیونکہ یہ منافی ہے صفت قدردانی کے جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ عنوان متروک اولاً و بالذات صفت کرم فرمانا ہے و بالواسطہ صفت ناقدرشناسی بر دلالت کرتا تھا برخلاف عنوان مختار کے کہ وہ اولاً و بالذات صفت ناقدردانی پر دلالت کرتا ہے۔ اس لیے اس عنوان کو اختیار کیا گیا تا کہ کفار پر ہابلغ وجہ رد ہو جاوے واللہ اعلم۔

(ھ) اصل ص ۸ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین جار اصلاح جاو

اصل ص ۹ س ۱۵ حاشیہ فوقانی دیتفرع علی تفسیری الخ اصلاح اقول لم یقید قولہ لاینبغی لاحد من بعدی بزمانہ علیہ السلام ولم یقید قولہ من بعدی بغیری کما فعل فی التفسیر المبنی علی الآیۃ علی ظاہرہا بل انما قضیہا استحذام الجن لانہ علیہ السلام لم یدع انہ تعالیٰ بان لا یسخر الجن لاحد من بعدی بل قال ہب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی فلو استحذم احد الجن لا یصیر بہ مخرجا عن ملکہ مثل سلیمان کما لا یخفی وتبین من ہذا انہ لا حاجۃ الی التقیید بزمان والتفسیر بغیری وتبقی الآیۃ علی ظاہرہا فتدبر۔

(ھ) اصل ص ۹ س ۲۶ احمد نے ابن عباس سے

(نوٹ) (ھ) اس علامت والی اغلاط طبع ثانی کے وقت کتاب میں بھی صحیح کر دی گئی ہیں اور یہاں دوبارہ دو وجہ سے لکھی گئیں ۱ تا کہ طبع اول کی یہ اغلاط بھانسے صحیح کر لی جاویں ۲ حضرت مولانا مدظلہ کے علم کی لکھ ہوئی تصحیح الاغلاط میں سے کچھ حذف نہ ہونے پائے (راصح غفرلہ)

اصلاح احمد نے کتاب الزہد میں ابن عباس سے۔

(ر) اصل ص ۱۰ س ۹ رواہ احمد اصلاح رواہ احمد فی الزہد۔

اصل ص ۳۰ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین والاستاد الخ اصلاح الخ اقول ہذا توجیہ لصحۃ حالیۃ قرآناً وتوضیحہ ان قرآنا للصلح ان یکون حالا من ہذا لانہ من ذی الحال ولکن لما کان موصوفا جعلہ ردیئا صح کونہ حالا لانہ حصل التقابل بینہما باعتبار الصفۃ ای قولہ ربیا فی الجملۃ ہو الصفۃ وذکر القرآن علی وجہ التمہید فندبر۔

(ر) اصل ص ۳۴ س ۱۱ ابنا اصلاح مبنی۔

اصل ص ۲۶ س ۳ حاشیہ تحتانی یسار اخرج ابن جریر اصلاح قال ابن جریر حدثنی محمد بن سعد قال ثنی ابی قال ثنی عمی قال ثنی ابی عن ابیہ عن ابن عباس ثم ساق الحدیث ولم اقف علی حال ہذہ الاسناد واللہ الہادی الا محمد بن سعد۔

اصل ص ۲۶ س ۵ حاشیہ تحتانی یسار فی اللباب عن ابن عمر الخ اصلاح اخرجہ ابن جریر من طریق محمد بن اسحق عن نافع عن ابن عمر رواہ عن محمد بن اسحق من طریقین احدہما ابراہیم بن سعید الجوہری قال ثنا یحیی بن سعید الاموی عن ابن اسحق وثانیہما ابن حمید قال ثنا سلمۃ قال ثنی محمد بن اسحق

اصل ص ۲۸ س ۱۷ - اپنے ہر امتی کو الخ اصلاح اقول الخاطب ہذا الوحی الیہ ولا حاجۃ الی صرف الکلام عن الظاہر لان العصمۃ غیر منافیۃ للتکلیف والتکلیف یقتضی الاختیار والاختیار یصحح الوعد علی الاطاعۃ والوعید علی العصیان ولا از رار فی ہذا الخطاب بانہ علیہ السلام لان المخاطب ہو مولی الموالی والمخاطب عبدہ صلی اللہ علیہ وسلم والمولی ان یخاطب عبدہ بما یقتضی حکمۃ ولیس فیہ بأنہ للعبد کما لا یخفی قال الطبری فی معناہ یقول لئن اشرکت یا محمد لیحبطن عملک الصالح بہ فتوبا دا لا تدرک بہ جزاء الاحبار من اشرک باللہ

(ر) اصل ص ۳۶ س ۳ مگر حبب اصلاح ترحب

اصل ص ۴۶ س ۵ حاشیہ تحتانی یمین اخرج ابن جریر اصلاح قال ابن جریر حدثنا ہناد بن السری قال ثنا ابو بکر بن عیاش عن ابی سعید یعنی الکوفی عن حکیم عن ابن عباس ثم ساق الحدیث والبقال لم یعدلہ۔

(ر) اصل ص ۵۱ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین

یعطی اصلاح استعلیق لکھنا چاہیے۔

(ر) اصل ص ۵۲ س ۲۳ پھر طرف اصلاح پھر اسی کی طرف۔

اصل ص ۵۳ س ۲۱ کمانی الدر المنثور عن ہناد قال ثنا ابو بکر بن عیاش الخ اصلاح قال ابن جریر حدثنا ہناد قال ثنا ابو بکر بن عیاش عن سعید بن ابی بردۃ عن ابیہ قال ان الذین یلحدون فی آیاتنا قال کانوا یلحدون فی آیاتنا قال ابن جریر یلحدون ویلحدون لغتان بمعنی واحد کما یقال عکف یعکف ویعکف وقد یکون المیل عن الاستواء بالانحراف الی الجور والمیل قد یکون بالاستواء مکاء وتصدیۃ ویکون مفارقۃ لما وعادوا ویکون تحریفا لما وتغییرا لمعانیہا فالاول ان یلحدوا الخبر عنہم بانہم یلحدون فی آیات اللہ کما وصف ذلک ربنا تبارک وتعالیٰ ولا یخفص بالحد المحاول۔ فجملہ ومعناہ وہو الحق عندی

اصل ص ۵۴ س ۱۲ کمانی الدر عن سعید بن جبیر اصلاح اخرج ابن جریر عن یونس قال ثنا ابن وہب قال قال ابن زید الخ اصلاح الخ اقول ہذا القرآن اعجمیا وعربیا فانزل اللہ تعالیٰ ولو انزلنا ہذا القرآن اعجمیا وعربیا فانزل اللہ قولوا لو انزل ہذا القرآن اعجمیا وعربیا فانزل اللہ فیہ مجاوزۃ من سجل قال قاموسہ السجل بالتحریک دلو کبیر ملآن ماء او لا یکون الا فیہ ماء او لا یکون الا فارغا او ہو من الاضداد او ہو الصحیفۃ او الکتاب او الکتاب للدین خاصۃ او للشر خاصۃ او للصک او للکتاب مطلقا او ہو الکتاب للمیت خاصۃ او ہو الکتاب الذی یکتب فیہ الشیء ثم یلف

فہرست مضامین منصوصۂ قرآنیہ تفسیر بیان القرآن جلد یازدہم

صفحہ	مضمون
۲	توحید مفصل ومعاد مجمل
۳	تحقیق رسالت
۵	تکریر وتاکید مضمون بالا باختلاف عنوان
۶	نبذے از احوال وکمال متعلق اہل رشد واہل ضلال
۸	قصۂ عاد
۹	قضا اجالیہ بعض دیگر امم مہلکہ
۱۰	قصہ ایمان آوردن جن ووعظ شان بقوم خود
۱۱	تقریر معاد وعقوبت اہل عناد وتسلیہ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم اے یوم التناد۔
۱۲	تہجین کافرین وتحسین مؤمنین
۱۳	بعض احکام متعلقہ جہاد
۱۴	تقریر وحکمت وفضیلت وترغیب جہاد وذم ووعید اہل عناد مع بیان
	علت ودفع استبعاد
۱۵	تفصیل وتکمیل ثواب وعقاب ابرار واشرار ودر اثنا بیش ذکر فخر ابرار
	کفار وتسلیہ رسول مختار
۱۶	تقبیح وتقبیح منافقین
۱۷	امر بہ ثبات علی الایمان باستغفار من العصیان مع تضاعف وعد
	وعید حضرت دیان
۱۸	تفصیل وتکمیل شنائع منافقین
۲۱	تحذیر مؤمنین وترغیبشان باطاعت احکام خصوص
	در جہاد بالنفس والمال باکفار لئام
۲۴	تہنیت سید المرسلین بفتح مبین مع غایات ملابسہ بقوت دین
۲۵	ذکر نعم بر مؤمنین ونعم بر کافرین۔
۲۷	بیان حقوق اللہ ورسول مع وعد ووعید اہل امتثال واہل ضلال
۲۸	فضائح متخلفین منافقین
۲۹	امر بخطاب مع المتخلفین متعلق ببعض واقعات دیگر
۳۰	بشارت حسنیہ ومعنویہ مخلصین
۳۱	بیان بعضے مقتضیات وبعضے موانع قتال مفضی الی الفتح
۳۳	تصدیق رؤیا نبویہ

صفحہ	مضمون
۳۴	اثبات رسالت سید المرسلین واشارت فتوحات ودخول مسجد حرام بامن
۳۶	احکام موجبہ اجلال وتعظیم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
۳۷	نہی از عمل بالظنیہ بلا تحقیق
۳۸	ایجاب اطاعت مطلقہ رسول برامت ودوخامت عکس
۳۹	حکم اول اصلاح بین المسلمین ودفع شر مفسدین
۴۰	حکم دوم نہی از تمسخر وطعن وتقامی بالقاب مکروہہ
۴۱	حکم سوم وچہارم وپنجم نہی از ظن سوء وتجسس وغیبت
۴۲	حکم ششم نہی از تفاخر بالانساب
۴۳	نہی عن الامتنان بالایمان
۴۶	تتمہ سابق
۴۹	تتمہ سابق
۵۰	اثبات سبوضیت کفر بذکر اہلاک کفار
″	امکان بعث مکرر
″	تسلیہ
″	وقوع قیامت مکرر
۵۱	تحقیق معاد وذم منکرین وجزاء فریقین
۵۳	قصہ ابراہیم علیہ السلام شفیعہ مؤخرہ مصدقین ذکر تفصیل مخیبہ عقوبت کفار
۵۵	تحقیق توحید ورسالت مع تسلیہ
۵۷	مطلوبیت عبادت وتاکید آن بترغیب وترہیب
۵۸	خبر معاد ووعید اہل عناد ووعدہ اہل انقیاد
۶۱	رشحہ عوات کذبین قبیح رسالت وبعث مع امر بالتذکیر واول التسلیہ
۶۴	تحقیق نبوت
۶۸	توحید
۶۹	تسلیہ سید الابرار مجازاۃ اشرار واخیار
۷۱	تقبیح اہل ساوۃ
۷۳	تلخیص مضامین ثلثہ توحید ورسالت وبعث
″	وعید غیر منزجرین باعظم اسباب انزجار
۷۵	قصہ قوم نوح علیہ السلام
″	قصہ عاد

صفحہ	مضمون
۷۶	قصہ ثمود
۷۷	قصہ قوم لوط علیہ السلام
۷۸	قصہ فرعون وقوم او
″	تہدید کفار بعقوبت وتبشیر ابرار بمثوبت
۸۰	نعم جسیمہ وروحیہ فائضہ فی الدنیا
۸۲	انذار باہوال قیامت
۸۴	ابشار مؤمنین بالا آجنت
۸۶	قیامت وتفصیل ثواب وعقاب
۹۰	تزییف انکار توحید وبعث ببیان بعض تصرفات آلہیہ
۹۲	حقیت قرآن کریم وتحقیق وقوع یوم عظیم
۹۴	اثبات توحید
۹۵	ایجاب باللہ والرسول وانفاق فی سبیل اللہ
۹۶	بشارت مؤمنین ومصدقین وعذار مذمت منافقین وکافرین ومذمت غیر خاشعین
۹۹	ترہید فی الدنیا وترغیب فی العقبیٰ
۱۰۰	ذم جمع بر نقم وفرح بر نعم ودیگر ذمائم ناشئہ عن الآخرۃ
۱۰۱	مقصودیت اصلاح آخرت بالذات واصلاح دنیا بالعرض
″	احوال بعض از رسل واُمم سابقین وایجاب ایمان برلاحقین
۱۰۴	تحقیق حکم ظہار ووعید کفار بعذاب نار
۱۰۷	احکام تناجی ودیگر بعض احکام متعلقہ مجالس مشتملہ ذم ووعید یہود ومنافقین
۱۱۰	تتمہ ذم ووعید منافقین واتمامش بمدح ووعد مؤمنین
۱۱۳	افتتاح تسبیح رب قدیر وقصہ اخراج بنی النضیر
۱۱۵	احکام فئی
۱۱۷	خلاف کردن منافقین بایہود ودر عدم نصرت مع تشجیع مؤمنین
۱۱۹	ترغیب تحصیل جنان وترہیب از موجبات نیران وتاکیدش بذکر علو شان قرآن وصفات کمال حضرت رحمان
۱۲۱	نہی از موالاۃ باکفار
۱۲۵	قطع تعلق مناکحت بین المؤمنین والمشرکین وامتحان ایمان
۱۲۶	خاتمہ مناسب مفاتحہ در نہی از موالاۃ یہود

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ خَمْسٌ وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ

حٰمٓ یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے بھیجی گئی ہے ہم نے آسمان اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان کے درمیان میں ہیں حکمت کے ساتھ اور ایک میعاد معین کے لیے پیدا کیا ہے اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ

جو لوگ کافر ہیں ان کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے وہ اس سے بے رخی کرتے ہیں آپ کہیے کہ یہ تو بتلاؤ جن چیزوں کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو مجھ کو یہ دکھلاؤ کہ انھوں نے کونسی زمین پیدا کی ہے یا انکا آسمانوں میں

فِي السَّمٰوٰتِ ۭ ائْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کچھ ساجھا ہے میرے پاس کوئی کتاب جو اس سے پہلے کی ہو یا کوئی مضمون منقول لاؤ اگر تم سچے ہو اور اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے

مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝

جو قیامت تک بھی اس کا کہنا نہ کرے اور ان کو ان کے پکارنے کی بھی خبر نہ ہو اور جب سب آدمی جمع کیے جاویں تو وہ انکے دشمن ہو جاویں اور ان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں

سورۃ الاحقاف مکیۃ وھی اربع او خمس وثلثون کذا فی البیضاوی۔ ربط طرفین سورتیں یعنی آخر سابق و اول لاحق میں ارتباط توحید و معاد میں دونوں کا اشتراک ہے مگر سابق میں معاد مفصل اور توحید مجمل ہے اور لاحق میں بالعکس تمہید بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

توحید مفصل و معاد مجمل

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ ائْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ حٰمٓ (اسکے معنے اللہ تعالےٰ کو معلوم ہیں) یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے بھیجی گئی ہے (پس اس کے مضامین قابل غور کے ہیں۔ آگے توحید اور معاد کا بیان ہے کہ) ہم نے آسمان اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان کے درمیان میں ہیں حکمت کے ساتھ اور ایک میعاد معین (تک) کے لیے پیدا کیا ہے (یہ حکمت دلالت علی التوحید اور مجازاۃ ہے کما مر تقریرہ غیر مرۃ اور وہ میعاد قیامت ہے) اور جو لوگ کافر ہیں ان کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے (مثلاً یہ کہ توحید کے انکار پر تم کو قیامت میں عذاب ہوگا) وہ اس سے بے رخی (اور بے التفاتی) کرتے ہیں (اور توحید کو قبول نہیں کرتے) آپ (ان سے توحید کے بارہ میں احتجاجاً) کہیے کہ یہ تو بتلاؤ جن چیزوں کی تم خدا کی (توحید) کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو (انکے مستحق الوہیت ہونیکی کیا دلیل ہے اگر دلیل عقلی ہے تو) مجھ کو یہ دکھلاؤ کہ انھوں نے کونسی زمین پیدا کی ہے یا ان کا آسمانوں (کے پیدا کرنے) میں کچھ ساجھا ہے اور ظاہر ہے کہ تم بھی ان کو خالق نہیں مانتے جو کہ دلیل ہو سکتی ہے استحقاق الوہیت کی بلکہ مخلوق کہتے ہو جو کہ مسانی ہے استحقاق الوہیت کی پس دلیل عقلی تو منتفی ہوئی بلکہ خود نفی پر دلیل عقلی قائم ہو گئی اور اگر تمہارے پاس دلیل نقلی ہے تو (میرے پاس کوئی (صحیح) کتاب (الٰہی جس میں شرک کا امر ہو اور) جو اس (قرآن) سے پہلے کی ہو (کیونکہ قرآن میں نفی شرک کی تم بھی جانتے ہو پس اور ہی کتاب کی ضرورت ہوگی) یا (اگر کتاب نہ ہو تو) کوئی اور (معتبر مضمون الوحی زبانی (منقول (ہوتا چلا آتا ہو اور کتاب میں مدون نہ ہو) لاؤ اگر تم (دعوے شرک میں) سچے ہو (مطلب یہ کہ دلیل نقلی کے لیے یہ ضرور ہے کہ اصل منقول عنہ کا قابل تصدیق ہونا ثابت ہو اور سند اس تک متواتر یا متصل موجود ہو خواہ وہ منقول عنہ کسی نبی کی کتاب ہے یا ان کا زبانی قول ہو) اور (ظاہر ہے کہ ایسی دلیل کوئی پیش نہیں کر سکتا مگر اپنے باطل سے بھرپور بھی بازنہ آئے ایسے شخص کی نسبت فرماتے ہیں کہ) اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو (باوجود عجز عن الدلیل اور باوجود قیام دلیل علی النقیض پھر بھی وہ) خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کا کہنا نہ کرے (بوجہ عدم سماع اصنام میں اور بوجہ عدم قدرت مستقلہ ذوات الارواح میں اور نیز بوجہ عدم رضا ملائکہ وغیرہم میں) اور (اگر بالفرض کسی کی عبادت کی جاوے تو) وہ ان کی عبادت سے (بلکہ عابدین سے) بیزار ہو جاویں

التحو قولہ تعالیٰ اوہ یتم الخ فیہ التفات الخبر الی الموصول ای ما تدعون مفعول اول لارایتم وقولہ تعالیٰ ائتونی تاکید والمفعول الثانی محذوف ای ائتونی بکتاب الخ

البلاغۃ

قولہ امر بصدد الخ فی الروح وتخصیص الشرکۃ فی علم الجلیل بقولہ سبحانہ فی السموات مع انہ لا شرکۃ منہا فی الارض ایضا لقصد از مہما بحکم ظاہر لکل احد والشرکۃ فی المحاورات الشفہیۃ لیست کذلک فتکلم ایجاز بحسب المقام

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ

اور جب ہماری کھلی کھلی آیتیں لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو منکر لوگ اس سچی بات کی نسبت جبکہ وہ ان تک پہنچتی ہے یوں کہتے ہیں کہ یہ صریح جادو ہے کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اسکو اپنی طرف سے بنا لیا ہے آپ کہدیجئے کہ اگر میں نے اسکو اپنی طرف سے بنا لیا ہے

فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

تو پھر تم لوگ مجکو خدا سے ذرا بھی نہیں بچا سکتے وہ خوب جانتا ہے قرآن میں جو جو باتیں بنا رہے ہو میرے اور تمہارے درمیان میں وہ کافی گواہ ہے اور وہ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ

آپ کہدیجئے کہ میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاویگا اور نہ تمہارے ساتھ میں صرف اسی کا اتباع کرتا ہوں جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے آتا ہے اور میں تو صرف صاف صاف ڈرا دینے والا ہوں آپ کہدیجئے کہ تم مجکو

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

منجانب اللہ ہو اور تم اسکے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان لے آئے اور تم تکبر ہی میں رہو بے شک اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا

ع ۱۰ ۱

خبر نہو چکا تھا تو بوجہ عدم قوت سامعہ کے وہ ذوات لاشرح میں یا بمعنی کہ جیسی خبر کے کفار معتقد تھے کہ سامع لازم و دائم اور مفید ہو (منفی ہو) اور (پھر) جب (قیامت میں) سب آدمی (حساب کے لیے) جمع کیے جاویں تو وہ (معبود) اُن (عابدین) کے دشمن ہو جاویں (کقولہ تعالیٰ ویکفرون بعبادتھم) اور ان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں (کقولہ تعالیٰ فی یونس فکفی بالله شہیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغافلین) اور (کقولہ تعالیٰ فی یونس قال شرکاؤھم ما کنتم ایانا تعبدون) پس ایسے معبودین کی عبادت کرنے سے برحکر کیا غلطی ہے کہ مقتضی عبادت ایک نہیں اور عدم عبادت کے مقتضی کثرت متحقق (ربط اوپر توحید و معاد کا اثبات تھا آگے نبوت کا مضمون ہے۔

تحقیق رسالت

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اور جب ہماری کھلی کھلی آیتیں (جو کہ اپنی صفت اعجاز سے رسالت کی دلیل ہیں) ان (منکرین رسالت) لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو یہ منکر لوگ اس سچی بات کی نسبت جبکہ وہ ان تک پہنچتی ہے یوں کہتے ہیں کہ یہ صریح جادو ہے (حالانکہ جادو کے معارضہ کا ممکن ہونا اور اسکے معارضہ کا متنع ہونا صریح دلیل ہے اس قول کے بطلان کی حیسا کہ لفظ مبینات میں اسی جواب کی طرف اشارہ بھی ہے) اور (اللہ سے بڑھکر اور سنو) کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے (یعنی آپ نے نعوذ باللہ) اس (قرآن) کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے (اور خدا کی طرف منسوب کر دیا اور افتراء کا سحر سے بڑھکر ہونا اس سے ظاہر ہو کہ سحر کا قبیح متفق علیہ نہیں ہے چنانچہ معتزلہ اسکو کمال سمجھتے ہیں اور کذب کا خصوص کذب علی اللہ کا قبیح متفق علیہ ہو۔ آگے اس قول کا جواب ہے کہ) آپ کہدیجئے کہ اگر میں نے اسکو اپنی طرف سے بنا لیا ہوگا اور خدا کے ذمہ لگا دیا ہوگا) تو (خدا تعالیٰ موافق اپنی عادت کے کہ اپنے بندوں کو مظنۂ تلبیس میں تلبیس سے بالکل وجہ بچاتا ہے مجکو نبوت کے دعوے کا ذبہ پر جلدی ہلاک کر دیگا کقولہ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین) پھر (جب مجکو ہلاک کرنے لگیگا تو) تم (یا اور) لوگ مجکو خدا (کے عقاب) سے ذرا بھی نہیں بچا سکتے (مطلب یہ کہ عقاب کا ترتب دعوی کاذبہ نبوت پر ایسا لازم ہے کہ کوئی میرا حامی مددگار بھی اسکے تخلف پر قادر نہیں مگر لازم متفی ہے اور ان افتریتہ میں کلمہ ان سے خصوصیت استقبال کی مقصود نہیں بلکہ مطلق اتصال کا مقدم و تالی میں بیان کرنا ہے چنانچہ آیت دو تقول میں (ماضی کے لیے آیا ہے پس یہ شبہ نہ رہا کہ تکلم کے وقت تو انتفاء لازم کا حکم نہیں ہو سکتا اور اگر مستقبل ہی کے لیے لیا جاوے تب بھی تھوڑا انتظار ظاہر نہیں بعد چندے انتفاء لازم کا مشاہدہ ہو جاوے گا اور اگر اتنے روز تک عقاب نازل نہ ہونے سے لزوم پر شبہ ہو تو اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ حدوث دعوی کو ملزوم نہ کہا جاوے بلکہ بقاء علی الدعوی کو ملزوم کہا جاوے اور اگر مدت تحقق بقاء کے اعتبار سے تلبیس کا شبہ ہو تو اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ دعوی نبوت کے وقت معجزہ کا ظاہر کرنا یا نہ کرنا رفع تلبیس کے لیے کافی ہے اور وصول کتب مدام ظہور معجزہ کے پھر عقاب کا اس رفع تلبیس کے تاکید کیلئے ہے پس ہو کہ عدم رفع کا عدم جو کہ موجب محذور ہے لازم نہیں آیا اور شروع تقریر میں اکمل وجوہ سے یہی تاکید مراد ہے تلمحا تقریر تو بر تقدیر افتراء کے تھی آگے عدم افتراء کی تقدیر کے متعلق ارشاد ہے کہ اگر میں مفتری ہوتا تو یہ سمجھ رکھو کہ) وہ خوب جانتا ہے تم قرآن میں جو جو باتیں بنا رہے ہو پس تم کو سزا ہو گی

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ (بل اہ یقولون اس سے بڑھکر اشارۃ الی ان ام منقطعۃ ومعنی بل فیہا الترقی کما قررنی الترجمۃ ۱۲

النحو قولہ ان افتریتہ جوابہ مقدر ای عاجلنی بالعقوبۃ والمذکور سببہ ۔ قولہ ان کان من عند اللہ جملۃ مقدرای فمن اظلم منکم والدلیل علیہ قولہ ان اللہ لا یہدی القوم الظلمین وہو قریب من قولہ تعالیٰ قل ارایتم ان کان من عند اللہ ثم کفرتم بہ من اضل ممن ہو فی شقاق بعید ۱۲

البلاغۃ قولہ وشہد شاہد الخ فی روح المعانی الذکورات بعد الواو لیست متعاطفۃ علی فعل معین بل ہی مستقلۃ فاٰمن واستکبرتم معطوف علی مجموع کان وجملۃ مثلہ فی المفردات ہذا الاول والآخر الظاہر والباطن ای لیعنی ان اجتمع کونہ من عند اللہ مع کفرکم واجتمع شہادۃ الشاہد فایمانہ مع استکبارکم عن الایمان اہ

غرض یہ کہ میرے اور تمہارے درمیان میں (بطریق مذکور فیصلہ کرنے کیلئے) وہ (صدق وصادق و کذب کا ذب کا) کافی گواہ (یعنی اُسپر مطلع) ہے (پس اگر میں کاذب ہونگا محکوم عقاب دے گا عاجلاً اور اگر تم کاذب ہوگے تو تمکو عقاب دیگا عاجلاً یا آجلاً اور یہ نہ سمجھا جاوے کہ مدار اثبات مسئلہ کا یہی مضمون ہے بلکہ اصل مدار تو اظہار معجزہ ہے جو کہ ہو چکا تھا یہ تو صرف انکی ہٹ دھرمی کے آخری جواب کے طور پر ہے) اور (اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور پھر بھی ہم پر عذاب نہیں آیا تو جیسے مدعی نبوت پر عقاب نہ آنا دلیل اُسکے صدق کی ہے اسی طرح ہم منکروں پر عذاب نہ آنا دلیل ہمارے صدق کی ہوسکتی ہے اور حاصل اس شبہہ کا معارضہ ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ) وہ بڑی مغفرت والا ہے (اسلیے بعض اقسام مغفرت کے یعنی عدم نزول عذاب فی الدنیا کفار کے لئے بھی واقع کردیتا ہے اور) بڑی رحمت والا ہے (اسلیے بعض اقسام رحمت بھی جسکو رحمت عامہ کہتے ہیں کفار کے لیے واقع کردیتا ہے پس انکار پر عذاب کے الدنیا نہ ہونا دلیل نہیں ہے اُنکے صدق کی اور ایسا احتمال مدعی نبوت میں نہیں ہوسکتا کیونکہ وہاں دعویٰ کا کاذب نزول عقاب ثابت ہے اور یہاں انکار حق ونزول عقاب میں لزوم ثابت نہیں پس وہاں عدم عقاب کو انتفاء لازم کہا جاویگا اور یہاں عدم عقاب کو انتفاء لازم نہ کہیں گے اور وہاں لزوم کا راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرجع اخیر تحقیق حق و باطل کا نبوت ہے اور مرجع اخیر فکر و نظر کا بدہی ہونا چاہیے اور مقصود جسقدر مہتم بالشان ہو اُسی قدر اُس بداہت کا اجلی ہونا چاہیے اور ابہام تلبیس بداہت یا جلاء بداہت کا منوط تھا اسلیے نبوت میں یہ ابہام تلبیس بھی گوارا نہیں کیا گیا بخلاف مادہ معارضہ کے کہ بعد رفع تلبیس عن النبوۃ کے پھر اُسمیں احتمال تلبیس کا نہیں ہوسکتا کیونکہ صدق احد النقیضین خود مستلزم ہے کذب نقیض آخر کو اور جب صدق میں التباس نہ ہوگا تو کذب میں بھی التباس نہ ہوگا اسلیے وہاں انکار حق ونزول عقاب میں لزوم نہیں ہوا بلکہ اکثر استدراجاً عدم عقاب تحقیق پر کیا گیا آگے اثبات نبوت بالدلیل المذکور کی تاکید ہے کہ آپ کہدیجیے کہ میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں (کہ تمہارے لیے موجب تعجب ہو گو انوکھا ہونا بھی فی نفسہ منافی رسالت کے نہیں ہے چنانچہ جو سب سے پہلے پیغمبر تھے باوجود انوکھے ہونے کے بھی پیغمبر تھے مگر انوکھا ہونا موجب تعجب ہوسکتا ہے گو وہ تعجب زائل کردیا جاوے لیکن یہاں تو تعجب بھی نہ ہونا چاہیے کیونکہ مجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر آچکے ہیں جنکی خبر تواتر سے تمنے بھی سنی ہے) اور (اسی طرح کسی اور عجیب بات کا بھی میں دعویٰ نہیں کرتا جیسا مثلاً علم غیب ہے چنانچہ میں خود کہتا ہوں کہ مجکو غیبیات میں سے بجز معلومات بطریق الوحی کے اور کسی بات کی خبر نہیں حتی کہ) میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاویگا اور نہ (یہ معلوم کہ) تمہارے ساتھ (کیا کیا جاویگا پس جبکہ اپنے اور تمہارے احوال آئندہ کے علم کا باوجود خدمت نبوت ان احوال کے میں مدعی نہیں ہوں تو اور غیبیات بعیدہ کی نسبت تو میں کیا دعویٰ کرتا پس اس باب میں بھی کسی عجیب کا مدعی نہیں ہوں بذا کقولہ تعالیٰ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب الخ فافہم فانہ من المواھب الجلیۃ جن احوال امور کا دحی ہو علم ہو گیا ہو خواہ وہ اپنے متعلق ہوں یا غیر کے اور خواہ دنیوی احوال ہوں یا اخروی اُنکا علم بیشک کامل ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے کہ میں تو (علم میں بھی) صرف اُسی کا اتباع کرتا ہوں جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے آتا ہے اور اُسی کی تبلیغ بھی کرتا ہوں اور اگر تم اُسکو نہیں مانتے تو میرا کوئی قصور نہیں کیونکہ میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں (جس کو میں اقامت دلائل وجواب شبہات سے ثابت کرچکا ہوں اور اوپر جو عدم اقتراح کی تقدیر پر تقریر اجمالی تھی اسکو علیٰ ما قیضون فیہ الخ آگے اُسکی تفصیل کے واسطے ارشاد ہے کہ) آپ کہدیجے کہ تم مجکو یہ بتلاؤ کہ اگر یہ قرآن منجانب اللہ ہو (جیسا کہ عدم اقتراح کی تقدیر پر لازم ہے) اور (پھر) تم اُسکے منکر ہو اور (کسی دلیل سے اس احتمال عدم اقتراح بحمد اللہ ہونے کی ترجیح اور تعیین بھی ہو جاوے مثلاً ایک اسی دلیل سے کہ) بنی اسرائیل (کے علماء) میں سے کوئی (معتبر) گواہ (جو باعتبار علم دینی مسئلہ کے معتبر ہو اور واحد ہو یا متعدد ماضی میں یا حال میں یا مستقبل میں) اس جیسی کتاب (یعنی اس کتاب کے منجانب اللہ ہونے) پر گواہی دیکر ایمان لے آوے اور تم (باوجود بے علم ہونے کے اس کتاب پر ایمان لانیسے) تکبر ہی میں ہو (تو اس صورت میں تم سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا اور بے انصافوں کی یہ حالت ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو (انکی عناد کے سبب) ہدایت نہیں کیا کرتا (بلکہ ہمیشہ ضلالت میں رہتے ہیں اور ضلالت کا انجام نار ہے) ف یہ ارشاد وشہد شاھد الخ ایسا ہے جیسا سورۂ شعراء کے اخیر رکوع میں ارشاد ہوا ہے او لم یکن لھم ایۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل جسکی تقریر وہاں قابل ملاحظہ ہے اور مقصود حصر کرنا مرجع احتمال نبوت کا اس شہادت میں نہیں ہے اسلیے احقر نے لفظ مثلاً لکھدیا ہے۔ اور شاہد تنوین جنس وتعظیم سے شامل ہے بنی اسرائیل کے تمام علماء معتبرین مؤمنین کو خواہ قبل اس آیت کے ایمان لائے ہوں یا بعد میں اور ان علماء میں عبد اللہ بن سلام بھی داخل ہیں پس اُنکے بارہ میں اس آیت کا منزل ہونا بایں معنی ہے کہ جو کلی اس آیت کا مورد ہے وہ بھی اُسکی ایک جزئی ہیں چنانچہ درمنثور میں سعید بن جبیر کے قول سے میمون بن یامین رئیس علماء یہود کے بارہ میں اس آیت کا نزول مروی ہے اس سے عدم تخصیص کی تائید ہوتی ہے اب خواہ یہ آیت عبد اللہ بن سلام کے اسلام کے بعد آئی ہو جیسا بعض مفسرین نے اس کو مدنی کہا ہے اور خواہ قبل نازل ہوئی ہو جیسا بعض نے مثل تمام سورت کے اس کو بھی مکی کہا ہے۔ اور مثلہ کو قرآن میں مثل القرآن سے تعبیر کرنے میں علاوہ مبالغہ کے یہ نکتہ ہو سکتا ہے کہ علماء بنی اسرائیل کو کتب سابقہ سے قرآن کا علم جو کہ سبب ایمان لانے کا درجہ اجمال میں تھا اور قرآن منزل مفصل ہے اور اجمال وتفصیل میں من وجہ اتحاد اور من وجہ تغایر ہوتا ہے تو اُس کو مثل سے تعبیر کرنا نہایت لطیف ومبالغہ رکھتا ہے واستکبرتم میں تکرار نہیں کیونکہ کفرتم کا تحقق قبل شہادت کے مقصود ہے اور استکبرتم کا تحقق بعد شہادت کے۔ اور ھذا اعلم بما تفیضون مع اپنی تفصیل قل ارءیتم الخ کے ایک شق ہے اور دوسری شق ان افترتہ ہے حاصل مقام کا یہ ہوا کہ تم جو مفتری کہتے ہو دو حال سے خالی نہیں یا تو میں مفتری ہوں یا مفتری نہیں شق اول منتفی ہے کیونکہ اُس کے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝ وَمِنْ

اور یہ کافر ایمان والوں کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن کوئی اچھی چیز ہوتا تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے سبقت نہ کرتے۔ اور جب ان لوگوں کو قرآن سے ہدایت نصیب نہ ہوئی تو ہی کہینگے کہ یہ قدیمی جھوٹ ہے اور اس سے

قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۠ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝

پہلے موسیٰ کی کتاب ہے جو رہنما اور رحمت تھی اور یہ ایک کتاب ہے جو اس کو سچا کرتی ہے عربی زبان میں ظالموں کے ڈرانے کے لیے اور نیک لوگوں کو بشارت دینے کے لیے

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقیم رہے سو ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ لوگ اہل جنت ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے

جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ

بعوض ان کاموں کے جو وہ کرتے تھے اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانا

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

تیس مہینے ہیں یہانتک کہ جب اپنی جوانی کو پہونچ جاتا ہے اور چالیس برس کو پہنچتا ہے

لوازم میں سے ہلاک عاجل ہے اور وہ منتفی ہے اور شق ثانی میں جو کہ واقع ہے تم کو اپنی فکر کرنا چاہیے **ربط** اور پر تحقیق نبوت میں جو مضامین مذکور تھے ان میں سے بعض مفصل کا اجمال اور بعض مجمل کی تفصیل ہے جس سے تاکید مضامین سابقہ کی مستفاد ہوگئی۔

تحریر و تاکید مضمون بالا باختلاف عنوان

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۠ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور یہ کافر ایمان والوں کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن کوئی اچھی (یعنی سچی) چیز ہوتا تو یہ (کم درجہ کے) لوگ اسکی طرف ہم سے سبقت نہ کرتے (یعنی ہم لوگ بڑے عاقل ہیں اور یہ لوگ کم عقل ہیں اور جو حق بات کو عاقل پہلے قبول کرتا ہے تو اگر یہ حق ہوتا تو ہم سے پہلے مانتے جب ہمنے نہیں مانا تو یہ حق نہیں یہ لوگ بے عقلی سے اُدھر دوڑنے لگے ہیں۔ اور یہ قول نکالا ہے غایت تکبر پر جو کہ مستلزم ہے مذکور ہونا حالانکہ اگر عقل سے مراد عقل معاش لیجائے تو یہ مقدمہ کہ حق بات کو لازم علی الاطلاق غلط ہے اور اگر عقل سے مراد عقل معاد لیجائے تو پہلا مقدمہ کہ ہم لوگ عاقل ہیں غلط ہے پس یہ کہنا کہ اگر حق ہوتا الخ بنا الفاسد علی الفاسد ہے) اور جب (غایت استکبار و عناد کے سبب) ان لوگوں کو قرآن سے ہدایت نصیب نہ ہوئی تو بقاعدہ الناس اعداء ما جھلوا (یہی کہینگے کہ) یہ (بھی مثل ۴ قدیمی (جھوٹے) مضامین کے ایک) جھوٹ مضمون ہے کقولہ تعالیٰ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اس سے انکے اس قول مذکور کا بناء الفاسد علی الفاسد ہونا کی وجہ پر دلالت ہوگئی کہ عناد و تعصب سے بیجا کہ اوپر اس قول کا (اور جو اب اس) اور اس (قرآن) سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب (نازل ہو چکی) ہے جو (امت موسویہ کیلئے بالعموم) رہنما تھی اور (اہل ایمان کے لیے بالخصوص) رحمت تھی (اس سے اوپر کے دو مضمون کی تقویت ہوگئی ایک تو اسکی کہ ماکنت بدعا من الرسل دوسرے اسکی دشہد شاھد کیونکہ شہادت مذکور بنا علی التوراۃ تھی پس حاصل یہ ہوا کہ اس شاہد کا قول من حیث ہو ہو حجت نہیں ہے کہ اثبات النبوۃ بقول غیر صاحب النبوۃ کا شبہ کیا جاوے اور کہا جاوے کہ جو نبی کو نہ مانے گا وہ غیر نبی کو کیوں مانے گا بلکہ اس کا قول من حیث انہ حکایۃ للتوراۃ حجت ہے پس اصل میں توریت سے احتجاج ہے اور توریت کی حقیت پہلے سے ثابت ہے پس احتجاج میں کوئی اشکال نہیں ہا اور جس طرح توریت میں اسکی پیشین گوئی ہوئی ہے) یہ (اسی طرح کی) ایک کتاب ہے جو اس (کی پیشین گوئی) کو سچا کرتی ہے اور (عربی زبان میں ہے) ظالموں کو ڈرانے کیلئے اور نیک لوگوں کو بشارت دینے کے لیے (نازل ہوئی ہے اس سے توضیح ہوگئی ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین کی کیونکہ اس سے اشارۃ وعید مفہوم ہوتی ہے اس عید مصرح ہوگئی گو کیفیت اب بھی مجمل ہے اور چونکہ موقع وعید میں مفہوم مخالف بالاتفاق معتبر ہے اسلیے اس عید سے اسکے مقابلہ میں غیر ظالمین کے لیے وعدہ بھی اشارۃً مفہوم ہوگیا تہا بشریٰ للمحسنین سے اسکی بھی تصریح ہوگئی) **ربط** اور متصلا ظالمین کے حق میں وعید اور محسنین کے حق میں وعدہ مذکور ہوا ہے آگے اس ظلم و احسان کی اور اس وعدہ و وعید کی بسط سے تفصیل ہے۔

نبذ سے از اعمال و مآل متعلق اہل رشد و اہل ضلال اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی افکٌ مثل فی المدارک قولھم افکٌ قدیمٌ ای کذبٌ متقادم کقولھم اساطیر الاولین

اللغات کرھا مشقۃ و تقلا ۱۲ — **النحو** قولہ اذا مرجع قیل اذ تعلقت بمحذوف تقدیرہ حصل کذا حین اذا وقت کذا اذا تعلقت بفعل ماض ۱۲ منہ

ذکھا ہتاری و معہ قولہ اذا بلغ العامل فیہ قال ابو حیان ۱۲ منہ — البیضاوی ۱۲ منہ — ۱۲ منہ — ۱۲ منہ —

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ

تو کہتا ہو کہ اے میرے پروردگار مجھکو پہلا دست دیجو کہ میں آپکی اُن نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپنے مجھکو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور میری اولاد میں بھی میرے لیے صلاحیت پیدا کر دیجیے

اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ

میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبردار ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم اُن کے نیک کاموں کو قبول کر لیں گے اور اُن کے گناہوں سے درگذر کرینگے اس طور پر کہ یہ اہل جنت میں سے ہونگے

وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ

اُس وعدۂ صادق کی وجہ سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا تف ہو تم پر کیا تم مجھکو یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤنگا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی امتیں گذر گئیں اور وہ دونوں

وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ

اللہ سے فریاد کر رہے ہیں کہ ارے تیرا ناس ہو ایمان لا۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو یہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آ رہی ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ

فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ

اللہ کا قول پورا ہو کر رہا جو ان سے پہلے جن اور انسان ہو گذرے ہیں بیشک یہ خسارہ میں رہے۔ اور ہر ایک کے لیے اُن کے اعمال کے موجب درجے لگے ہوئے ہیں اور تاکہ اللہ تعالیٰ سبکو اُنکے اعمال پورے پورے دے دے اور

لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَی النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ

ظلم نہ ہوگا اور جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جاوینگے کہ تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور اُن کو خوب برت چکے۔ سو آج تم کو

عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝ ع ۲ ۱۰ ۲

ذلت کی سزا دیجائے گی اس وجہ سے کہ تم دنیا میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَی النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝

(یعنی توحید کو حسب تعلیم رسول کے قبول کیا) پھر (اُسپر) سیدھا مستقیم رہے (یعنی اُسکو چھوڑا نہیں) سو (اُسکا مقتضا یہ ہوا کہ) اُن لوگوں پر (آخرت میں) کوئی خوف (کی بات واقع ہونے والی) نہیں اور نہ وہ (وہاں) غمگین ہونگے (یہ تو اُنکے مضرت سے بچنے کا بیان تھا اور آگے اُنکے حصول منفعت کا ذکر ہے کہ) یہ لوگ اہل جنت ہیں جو ہمیشہ رہینگے (بعوض اُن (نیک) کاموں کے جو کہ وہ کرتے تھے (جنمیں سے ایمان استقامت علی الایمان کا اوپر ذکر ہوا) اور (جسطرح ہمنے حقوق اللہ کو واجب کیا ہے جسکا ذکر ہو چکا اسیطرح حقوق العباد کو بھی واجب کیا ہے چنانچہ) اُنمیں سے ایک بہت بڑا حق والدین کا ہے اسلیے) ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنیکا حکم دیا ہے اور (بالخصوص ماں کے ساتھ اور زیادہ کیونکہ) اُس کی ماں نے اُس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا

اللغات قولہ اوزعنی النظر فی سورۃ النمل قولہ مما عملوا من للتعلیل ۱۲

النحو قولہ وعد الصدق مفعول بہ للمقدر ای انجز او مفعول لمتقبل ونتجاوز۔ قولہ والذی قال مبتدا خبرہ اولئک الذین الخ قولہ یوم یعرض فاعلہ یقال المقدر والمذکور من قولہ اذہبتم مقول لہذا القول المقدر ۱۲

البلاغۃ قولہ اصلح لی فی ذریتی ای مع انہ یعدی بلا واسطہ حرف لتنزیل المتعدی منزلۃ اللازم ای اجعل الصلاح سار یا فی ذریتی راسخا فیہم۔ قولہ اف لکما اللام للتبیین قولہ یستغیثان ای یغیثان الغیاث باللہ تعالیٰ منکما لمراد انکار قولہ واستعطافہ کانہ نہاہما الی اللہ سبحانہ فی دفعہ کما یقال الغیث باللہ تعالیٰ من کذا۔ قولہ ویلک اصلہ دعاء بالویل یقام مقام الحث علی الفعل او ترکہ استعیر ہاہنا لہ مرکب لہ حقیق بان یہلک بترکہ ان یطلب لہ الہلاک کذا فی الروح۔ قولہ اذہبتم کنایۃ عن عدم الایمان المسبب عنہ عدم طیبات الآخرۃ والاقتطاف الاستمتاع بالطیبات لا یترتب علیہ عذاب الہون المشعر بترتبہ الفاء ۱۲

(اگر وہ مشقت زیادہ بعد چندے ہوتی ہے) اور (پھر ہاڑی مشقت کے ساتھ اُس کو پیٹ میں رکھنا اور اُسکا دودھ چھڑانا (اکثر تیس مہینہ (میں پورا ہوتا ہے (اتنے دنوں طرح طرح کی مصیبت اُٹھاتی ہے اور کم وبیش ان مصیبتوں میں باپ کی بھی شرکت ہوتی ہے بلکہ اکثر امور کا انتظام عادۃً باپ ہی کو کرنا پڑتا ہے اور اپنے آرام میں خلل آجانا یہ تو دونوں میں اکثر بدرجۂ مساوی ہوتا ہے اسلیے بھی ماں باپ کا حق انسان پر زیادہ واجب کیا گیا ہے۔ غرض اسکے بعد نشو ونما پاتا ہے یہانتک کہ جب (نشو ونما پاتے پاتے (اپنی جوانی کو (یعنی بلوغ کو پہونچ جاتا ہے اور (پھر بلوغ کے بعد ایکنے مانہ میں) چالیس برس (کی عمر) کو پہونچتا ہے تو (جو سعید ہوتا ہے وہ) کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجکو اسپر مداومت دیجیے کہ میں آپکی اُن نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجکو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں (اگر ماں باپ مسلمان ہیں تب تو نعمت دینیہ بھی ورنہ نعمت دنیویہ تو ظاہر ہی ہے اور ماں باپ کی نعمت کا چونکہ ولد پر بھی اثر پہونچتا ہے چنانچہ اُن کی نعمت دنیویہ وجود وبقاء وغیرہ کی بدولت تو خود اولاد کا وجود ہی ہوتا ہے اور نعمت دینیہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اُن کی تعلیم قولی وفعلی اس کے لیے واسطہ علم وعمل ہوتا ہے) اور (وہ یہ بھی کہتا ہے کہ مجکو اسپر بھی مداومت نصیب کیجیے کہ) میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور میری اولاد میں بھی میرے (نفع کے) لیے صلاحیت پیدا کردیجئے (نفع دنیوی یہ کہ دیکھ دیکھ کر راحت ہو اور نفع دینی یہ کہ اجر وثواب ہو اور) میں آپکی جناب میں (گناہوں سے بھی) توبہ کرتا ہوں اور میں (آپ کا) فرمانبردار ہوں (مقصود اس سے غلامی کا اقرار ہو نہ کہ دعوی فافہم۔ حاصل مقام کا یہ ہوا کہ جو شخص سعید ہوتا ہے وہ اللہ کا حق بھی ادا کرتا ہے جیسا کہ ان عروضات کا مضمون صریح اسپر دلالت کر رہا ہے اور حقوق والدین کے بھی جو کہ حقوق العباد میں سے ہیں ادا کرتا ہے جیسا (نہ یعنی ان اشکالات سے مفہوم ہو رہا ہے کیونکہ منجملہ نعم آلمیہ کے وہ نعمت بھی ہے جو والدین کے واسطہ سے اسپر ہوئی جیسا کہ علی والدی میں اُس کا استحضار بھی ہو گیا اور اُس کا شکر تام موقوف ہے بر (والدین پر کما قال تعالی ان اشکر لی ولوالدیك اور اُس پر مداومت کی دُعا کرنا دال ہے اس پر کہ اس شخص کو اُس کی رغبت ہے اور اُس کا عزم ہے اور رغبت وعزم عادۃً مقتضی ہو جاتے ہیں فعل کیطرف پس ان وسائط سے اس شخص سے صدور ادائے حقوق والدین کا مفہوم ہو گیا آگے ان اعمال کا مآل فرماتے ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم ان کے نیک کاموں کو قبول کرلیں گے اور ان کے گناہوں سے درگذر کردینگے اس طور پر کہ یہ اہل جنت میں سے ہونگے (یہاں تو یہ جو کہ تبت علیہ میں مذکور ہے تجاوز کے مرتب فرمانے سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ بدون توبہ کے گناہ معاف نہیں ہوتے کیونکہ فضل محض سے بھی معاف ہو جاتی ہیں اصل یہ ہے کہ یہاں تو یہ بر تجاوز کا توقف مقصود نہیں بلکہ وعدۂ تجاوز کا توقف مقصود ہے سو عنایت مافی الباب بدون توبہ کے وعدہ تجاوز نہ ہوگا لیکن تجاوز خود وعدہ ہی پر موقوف نہیں ہے بدون وعدہ کے بھی تجاوز ہو سکتا ہے۔ اور یہ سب (اُس وعدۂ صادقہ کی وجہ سے (ہوا) جس کا ان سے (دنیا میں) وعدہ کیا جاتا تھا (یہاں تک تو اہل سعادت ومحسنین کا بیان ہوا آگے اہل شقاوت وظالمین کا ذکر ہے یعنی اور جس نے (حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو ضائع کیا جیسا اُس کے اس حال سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے) اپنے ماں باپ سے کہا (جن کا حق حقوق العباد میں نہایت مؤکد ہے خصوص جبکہ وہ مسلمان بھی ہوں اور خصوص جبکہ وہ اس کو بھی اسلام کی تعلیم کرتے ہوں مگر اس شقی نے باوجود اتنے دواعی ادا حقوق کے اُن سے جبکہ وہ اس کو دعوت الی الدین کر رہے تھے یوں کہا) کہ تف ہے تم پر کیا تم مجکو یہ وعدہ (یعنی خبر) دیتے ہو کہ میں (قیامت میں دوبارہ زندہ ہو کر) قبر سے نکالا جاؤنگا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی امتیں گذر گئیں (جن کو ہر زمانہ میں اُن کے پیغمبروں ہی وعدے دیتے چلے آئے مگر آج تک کسی وعدہ کا ظہور نہ ہوا اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب باتیں ہی باتیں ہیں) اور وہ دونوں (غریب ماں باپ اسکی اس انکار سے کہ کفر عظیم ہے گھبرا کر) اللہ سے فریاد کر رہے ہیں (اور نہایت دردمندی سے اُس سے کہہ رہے ہیں) کہ (اے تیرا ناس ہو ایمان لا (اور قیامت کو بھی برحق سمجھ) بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو یہ (اسپر بھی) کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آرہی ہیں (مطلب یہ کہ یہ الیسا شقی ہے کہ کفر اور عقوق دونوں کا مرتکب ہوا اور عقوق بھی اس درجہ کا ماں باپ کی رقت کے ساتھ اُسے کلام میں بھی بدتمیزی اور درشتی کرتا ہے۔ آگے اُن اعمال کا مآل فرماتے ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول (یعنی وعدۂ عذاب اپورا ہو کر (جو ان سے پہلے جن اور انسان (کفار) ہو گذرے ہیں بیشک (سب) خسارہ میں رہے اور (آگے تفصیل مذکور کو بطور خلاصۂ اعمال کے فرماتے ہیں کہ فریقین مذکورین میں سے) ہر ایک (فریق کے لیے اُن کے اعمال (مختلفہ) کی وجہ سے الگ الگ درجے (کسی کو جنت کے کسی کو دوزخ کے) ملیں گے اور (مختلف درجے اسلیے ملیں گے) تاکہ اللہ تعالی سب کو اُن (اعمال (کی جزا) پوری کرے اور اُن پر کسی طرح کا ظلم نہ ہو گا اور (اوپر ان ظالمین کے عذاب کی تعیین نہ آئی تھی ہم) فرما دیا تھا حق علیہم القول اور کانوا خاسرین اور محسنین کی جزا جنت علی التعیین فرما دی تھی اسلیے آگے تعیین عذاب کی فرماتے ہیں کہ وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے (جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جاوینگے (اور اُن سے کہا جاویگا) کہ تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے (یہاں کوئی لذت تمکو نصیب ہو گی) اور اُنکو خوب برت چکو (حتی کہ اُمیں پڑکر ہمکو بھی بھول گئے) سو آج تمکو ذلت کی سزا دیجاویگی (چنانچہ سزا کے لیے ناہ ہونا اور ذلت میں سے یہ علامت اور پھٹکار ہے) اسوجہ سے کہ تم دنیا میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے (ناحق کی قید اس اشارہ کے لیے ہے کہ ارض پر کبر کرنا اور بھی زیادہ مذموم ہے اور بغیر الحق قید واقعی ہے کیونکہ مخلوق سے صدور تکبر کا ہمیشہ بغیر الحق ہی ہو گا اور استکبار سے مراد استکبار عن الایمان ہے کہ عذاب خلود اُسی کے خواص سے ہے) اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے (اور اُن تمام کفریات وفسقیات ودجوہ ظلم داخل ہو گئے) ف ان الذین قالوا ربنا اللہ الخ کی تقریر میں بندہ نے جو کہا ہے کہ اس کا مقتضا یہ ہوا اس سے مقصود ایک شبہہ کا رفع کرنا ہے شبہہ یہ ہے کہ مؤمن

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ قبل حتی نشو ونما الخ اشارہ الی الغایۃ التی یعنی عامل حتی الخ ۱۲

سہ قولہ قبل وہو فیہم مختلف درجے الخ اشارۃ الی متعلق للہ کے ۱۲

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ

اور آپ قوم عاد کے بھائی کا ذکر کیجیے جبکہ انھوں نے اپنی قوم کو خبر کی جو کہ ایسے مقام پر رہتے تھے کہ وہاں بکثرت ریگ کے مستطیل خمدار تودے تھے اور یہ کہ ڈرایا کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور اُن سے پہلے اور اُن سے پیچھے بہت سے ڈرانے والے گذر چکے ہیں

اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ

مجکو تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس ارادہ سے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دو سو اگر تم سچے ہو تو جسکا تم ہمسے وعدہ کرتے ہو

الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۡ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝

اسکو ہم پر واقع کردو۔ انھوں نے فرمایا کہ پورا علم تو خدا ہی کو ہے اور مجکو تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا ہے میں تم کو وہ پہونچا دیتا ہوں لیکن میں تمکو دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نری جہالت کی باتیں کرتے ہو

مستقیم بالمعنی المذکور کا بھی احیاناً بوجہ دوسرے معاصی کے مبتلائے خوف وحزن ہونا ثابت ہے جواب یہ ہے کہ اس سے ایمان واستقامت کے اقتضاء میں کوئی نقص نہیں ہوتا کیونکہ اگر مقتضی یا مقتضا کا ترتب بوجہ کسی مانع کے نہ ہو تب بھی وہ مقتضی ہے اور جملہ امہ کو ھا کے ترجمہ میں جو بالخصوص کہا ہے اُس سے وجہ مکارہ اُمّ کی تخصیص ذکری کی معلوم ہو گئی اور اُن کا حق زیادہ ہونا اشارۂ حدیث سے بھی مفہوم ہوتا ہے چنانچہ صحاح میں ہے کہ ایک شخص نے خدمتِ پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں کس کی خدمت زیادہ کروں فرمایا ماں کی اُس نے پوچھا پھر کس کی آپ نے پھر فرمایا ماں کی اُس نے پوچھا پھر کس کی اُسوقت آپنے فرمایا کہ پھر باپ کی اور حق اقارب سے پہلے ذکر حقوق والدین میں جو احقر نے کہا ہے اسلیے بھی یہ ایسلے کہ اگر اں اتنی مشقتیں نہ اُٹھائے یا باپ بالکل نہ اُٹھاوے تب بھی والدین کا حق اولاد کے ذمہ ہے۔ اور حمل وفصال کی مدت جو تیس مہینے یعنی اڑھائی برس فرمائی سو جمہور کے نزدیک اس حساب پر مبنی ہے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ اور اکثر مدت رضاع دو سال مجموعہ اڑھائی سال ہو گیا اب یہ بات کہ ایک چیز کی اقل مدت فرمائی اور دوسری کی اکثر مدت سو اسکی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ منضبط یہی مدتیں ہیں بخلاف اکثر مدت حمل کے کہ کسی دلیل قطعی سے منضبط نہیں اور اسیطرح اقل مدت رضاع کی کہ وہ بھی منضبط نہیں۔ اور اقل مدت حمل چھ مہینے ہونیکے متعلق روح المعانی میں جالینوس اور ابن سینا کا مشاہدہ لکھا ہے صرف جالینوس کے مشاہدہ کی ہوئی حکایت میں چھ ماہ سے چار دن زائد ہو گئے تھے۔ اور سہل تر یہ ہے کہ مجموعہ کو عادۃً غالبہ پر محمول کیا جائے کہ حمل نو ماہ اور مدت رضاع پونے دو سال کا اکثر عورتیں دو سال کے قبل دودھ چھڑا دیتی ہیں۔ اور مدارک میں امام ابوحنیفہ رحمہ سے اسکی تفسیر میں نقل کیا ہے حملہ بالکلف یعنی گود میں اور ہاتھوں پر لیے لیے پھرنا جو کہ ایام شیرخوارگی میں غالباً وقوع ہے پس اس تفسیر میں یہ آیت دال ہوگی مدت رضاع کے اڑھائی سال ہونے پر جیسا امام صاحب کا مذہب ہے اور اس مذکورہ فی المقام میں اس طرح ترتب ہوگی اول حمل نے لیا پھر رضیع پھر حمل یا لاکف اور فصال۔ اور حولین کاملین کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ یہ مدت مطلق رضاع کی نہیں بلکہ رضاع بالاجرت کی ہے یعنی کتب باب اجرت میں دودھ پلانیکی اُجرت اسیجا دیگی جتنا کہتا ہے کہ گو فتوی جمہور ہی کے قول پر ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ دودھ پلانے میں تو دو سال سے زائد نہ پلاویں اور اگر کسی نے دو سال کے بعد پلایا ہو تو نکاح میں احتیاط کریں واللہ اعلم۔ اور بلوغ اشد کا ذکر تو ظیر ذکر الاربعین کا ہے اور بلغ اربعین سنۃ سے تقیید حکم کی مقصود نہیں کہ اس سے کم میں ایسا نہ ہونا چاہیے بلکہ مقصود یہ ہے کہ چالیس برس کے بعد پھر غفلت نہ ہونی چاہیے کیونکہ جوانی میں قوۃ عقلیہ مغلوب رہتی ہے اور چالیس سال پر قوۃ عقلیہ کامل وغالب ہوتی ہے تو اُسوقت توجہ الی اللہ بہت میسر ہوتا ہے اور اگر آیت کا مورد کوئی خاص قصہ ہے جیسا درمنثور میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے اور انھوں نے یہ بات چالیس سال کی عمر میں کہی تھی چنانچہ وہ اس طرح پوری ہوئی کہ یہ خود تو مع اپنی اولاد کے پہلے ہی اسلام لائے ہوئے تھے فتح مکہ کے بعد انکے والد ابوقحافہ بھی مسلمان ہو گئے تھے اور انکی والدہ ام الخیر بھی مسلمان تھیں کذا فی الروح والخازن تو تخصیص ان بعین کی وجہ ظاہر ہے مگر محققین عموم پر محمول کرتے ہیں اور روایات خصوص مذکورہ کو اسپر محمول کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ بھی اسکے اول مصداق ہیں اور دوسری آیت والذی قال لوالدیہ الخ کو جو مروان نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کی شان میں تبلایا ہے صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے اسکی تکذیب منقول ہے مروان نے محض عداوت سے کہدیا تھا وتؤیدہ قولہ تعالیٰ حق علیہم القول کان ایمانہ لیستلزم عدم دخولہ فی الذین حق علیہم القول فافہم۔ اور جتنے قیود دونوں مضمونوں میں ہیں سب متمثل ہے تخصیص نہیں چنانچہ جزاء سزا مجموعہ قیود پر موقوف نہیں۔ اور استمتاع سے مراد مطلق استمتاع نہیں کہ وہ غیر مذموم ہو بلکہ استمتاع مودی الی الکفر جیسا تقریر ترجمہ میں اس طرف اشارہ ہے لہذا یہ آیات متصلہ میں اہل مکہ کو سنانے کے لیے کفر اور انہماک فی الدنیا کی قباحت اور مذمت مذکور ہے آگے قصہ عاد کی کہ وہ بھی عرب تھے مذکور ہے جس سے مقصود مضمون بالا کی تاکید تقریر ہے۔

قصہ عاد

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۡ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝

اللغات الاحقاف جمع حقف ہو المعوج من الرمل کذا فی القاموس وفی الروح رمل مستطیل فیہ عوج اھ العارض السحاب ۱۲

النحو وقد خلت الخ جملہ معترضہ کذا فی المدارک ۱۲

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

سو اُن لوگوں نے جب اُس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا نہیں بلکہ یہ وہی ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ

وہ ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے ہلاک کر دیگی چنانچہ وہ ایسے ہو گئے کہ بجز اُنکے مکانات کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا ہم مجرموں کو یوں ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ اور ہم نے اُن لوگوں کو اُن باتوں میں قدرت دی تھی کہ تم کو اُن باتوں میں قدرت نہیں دی

وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ

اور ہم نے اُن کو کان اور آنکھ اور دل دیئے تھے سو چونکہ وہ لوگ آیات الٰہیہ کا انکار کرتے تھے اس لیے نہ اُن کے کان اُن کے کام آئے اور نہ اُن کی آنکھیں

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اور نہ اُن کے دل اور جس کی وہ ہنسی کیا کرتے تھے اُسی نے اُن کو آگھیرا اور ہم نے تمہارے آس پاس کی بستیاں بھی غارت کی ہیں اور ہم نے بار بار اپنی نشانیاں طرح طرح کی بتلائی تھیں تاکہ وہ باز آئیں

ع ۳ ۲

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور آپ قوم عاد کے بھائی (یعنی ہود علیہ السلام کا (سا) ذکر کیجیے جبکہ انھوں نے اپنی قوم کو جو کہ ایسے مقام پر رہتے تھے کہ وہاں ریگ کے تودے تھے تبلیغ (توحید) کی (یہ تقیید استحضار فی ذہن المناظرین کے لیے ہے) اس (بات) پر (عذاب الٰہی سے) ڈرایا کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت مت کرو (ورنہ) تم پر عذاب نازل ہوگا) اور (یہ ایسی ضروری اور صحیح بات ہے کہ) اُن (ہود علیہ السلام) سے پہلے اور اُن سے پیچھے (اسی مضمون کے متعلق) بہت سے ڈرانے والے (پیغمبر) گذر چکے ہیں (اور عجیب نہیں کہ ہود علیہ السلام نے اُن سب کا متفق ہو کر دعوت الی التوحید میں اُن کے سامنے بیان کیا ہو پس جملہ وقد خلت النذر کا بیچ میں بڑھا دینا ان فوائد کے لیے ہے کہ مضمون دعوت کی تاکید ہو جاوے اور ہود علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ) مجھکو تم پر ایک بڑے (سخت) دن کے عذاب کا اندیشہ ہے (ورنہ توحید قبول کر لو) وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس ارادہ سے آئے ہو کہ ہمکو ہمارے معبودوں سے پھیر دو سو (ہم تو پھر تمہارے ہیں نہیں مانتی) اگر تم سچے ہو تو جس (عذاب) کا تم ہمسے وعدہ کرتے ہو اُسکو ہم پر واقع کر دو انہوں نے فرمایا علم تو خدا ہی کو ہے (کہ عذاب کب تک آویگا) اور مجکو تو جو پیغام دیکر بھیجا گیا ہے میں تم کو وہ پہونچا دیتا ہوں (چنانچہ اُسمیں مجھ سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ تم پر عذاب آویگا میں نے تمکو اطلاع کر دی اس سے زیادہ نہ مجکو علم ہے اور نہ قدرت) لیکن میں تمکو دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نری جہالت کی باتیں کرتے ہو (کہ ایک تو توحید کو نہیں قبول کرتے پھر اپنے منہ سے بلا مانگتے ہو پھر مجھ پر اُس کی فرمایش کرتے ہو البتہ اپنے صدق کا میں مدعی ہوں جسپر دلیل قائم کر چکا ہوں اور جس واقعہ میں تمکو شبہہ ہے اُس کا وقت وقوع مجکو نہیں بتلایا گیا ہاں نفس وقوع کو جب اللہ چاہے دیکھ لینا غرض جب کسی طرح انھوں نے حق کو قبول نکیا اب عذاب کا اسطرح سامان شروع ہوا کہ اول ایک بادل اُٹھا) سو اُن لوگوں نے جب اُس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسیگا (ارشاد ہوا کہ) نہیں (برسنے والا بادل) نہیں بلکہ یہ وہی (عذاب) ہے جسکی تم جلدی مچاتے تھے (کہ وہ عذاب جلدی لاؤ اور اس بادل میں) ایک آندھی ہے جسمیں دردناک عذاب ہے وہ (آندھی) ہر چیز کو (جسکے ہلاک کرنیکا حکم ہوگا) اپنے رب کے حکم سے ہلاک کر دیگی چنانچہ (وہ آندھی چھٹی اور آدمیوں کو اور مواشی کو اُٹھا اُٹھا کر پٹک دیتی تھی جس سے) وہ ایسے (تباہ) ہو گئے کہ بجز اُنکے مکانات کے اور کچھ (آدمی اور حیوان) نہ دکھلائی دیتا تھا ہم مجرموں کو یوں ہی سزا دیا کرتے ہیں اور ہم نے اُن (قوم عاد کے) لوگوں کو اُن باتوں میں قدرت دی تھی کہ تمکو اُن باتوں میں قدرت نہیں دی (مراد ان باتوں سے وہ تصرفات ہیں جو قوت جسمی و مالی پر موقوف ہیں) اور ہم نے اُنکو کان اور آنکھ اور دل (سب ہی کچھ) دیئے تھے سو چونکہ وہ لوگ آیات الٰہیہ کا انکار کرتے تھے اسلیے (جب پیغمبر عذاب کا یا ہو تو) نہ اُنکے کان اُنکے کام آئے اور نہ اُنکی آنکھیں اور نہ اُن کے دل اور جس (عذاب) کی ہنسی کیا کرتے تھے اُسی نے اُن کو آگھیرا (یعنی نہ اُنکے حواس اُنکو عذاب سے بچا سکے اور نہ اُن کی تدبیر جس کا ادراک قلب ہوتا ہے اور نہ اُن کی قوت پس تمہاری تو کیا حقیقت ہے) اف ان لوگوں کا مسکن بقول اکثر بلاد یمن میں تھا اور وہاں ریگ کے تودے تھے عرب کے لوگ تجارت کے لیے اکثر سفر کیا کرتے تو اُن مقامات پر گذرتے تھے۔ اور آدمیوں کا اور مواشی کا اُس ہوا میں اُڑے اُڑے پھرنا مفسرین میں ابن عباس سے مروی ہے۔ اور وادی کہتے ہیں نشیب زمین کو جہاں پانی جمع ہو جاتا ہے اسی وجہ سے کبھی اُس کا ترجمہ میدان سے کیا جاتا ہے اور کبھی ندی نالہ سے۔ ربط اوپر عاد کا قصہ تفصیلاً مذکور ہوا آگے اور امم مہلکہ کا قصہ کہ اہل مکہ انکے مساکن پر بھی گذرتے تھے اجمالاً مذکور ہے۔ قصہ اجمالیہ بعض دیگر امم مہلکہ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ

سو خدا کے سوا جن چیزوں کو انھوں نے خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کو اپنا معبود بنا رکھا ہے سو انھوں نے انکی مدد کیوں نہ کی بلکہ وہ انسے غائب ہو گئے اور یہ انکی جھوٹی بات ہے اور جو کچھ یہ جھوٹ باتیں بنایا کرتے تھے اسکا یہ نتیجہ ہوا اور جب ہم جنات کی ایک جماعت کو

نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا

آپکی طرف لے آئے جو قرآن سننے لگے تھے۔ غرض جب یہ لوگ قرآن کے پاس پہونچے تو کہنے لگے کہ خاموش رہو پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ لوگ اپنی قوم کے پاس خبر پہنچانے کے واسطے واپس گئے کہنے لگے کہ اے بھائیو ہم ایک کتاب سنکر آئے ہیں جو

اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ

موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے حق اور راہ راست کیطرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے بھائیو تم اللہ کیطرف بلانے والے کا کہنا مانو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا

وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

اور ہم کو عذاب دردناک سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا نہ مانے گا تو وہ زمین میں ہرا نہیں سکتا۔ اور خدا کے سوا اور کوئی اسکا حامی بھی نہ ہوگا۔ ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اور ہم نے تمہارے اس پاس کی اور بستیاں بھی (اس کفر و شرک کے سبب) غارت کی ہیں (جیسے ثمود و قوم لوط کہ شام کو جاتے ہوئے ان کے مساکن پر گذرتے تھے اور چونکہ مکہ سے ایک طرف یمن ہے دوسری جہت میں شام ہے اسلیے فرمایا اور ہم نے ہلاک کرنے سے پہلے (ان کی فہمائش کے لیے) بار بار اپنی نشانیاں (انکو) بتلا دی تھیں تاکہ وہ (کفر و شرک سے) باز آئیں (مگر باز نہ آئے اور ہلاک ہوئے) سو خدا کے سوا جن جن چیزوں کو انھوں نے خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کو اپنا معبود بنا رکھا تھا (کہ یہ مصیبت میں ہمارے کام آوینگے ہلاک و عذاب کے وقت) انھوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی بلکہ وہ سب

اُن سے غائب ہو گئے اور وہ (معبود اور شفیع سمجھنا) محض ان کی تراشی ہوئی اور گھڑی ہوئی بات ہوا اور کہیں (الخ) میں وہ شفیع یا معبود تھوڑا ہی تھے) ربط اور پر تستکبرون فالاولیٰ ان یقال ان من یتکبر عن قبول الحق وہا کنتم تفسقون میں کفار مکہ کو سنانے کے لیے کفر و استکبار کی مذمت مذکور ہوئی آگے اسی کی تاکید کے لیے بطور تعمیم کے بعض جنات کے اسلام لانے کا قصہ بیان فرمایا جاتا ہے جسکا حاصل مقصود باعتبار مقام کے یہ ہے کہ جنات جو کہ تکبر میں انسان سے زیادہ ہوتے ہیں وہ تو تکبر چھوڑ کر کفر سے دست بردار ہو گئے مگر تم کہ انسان ہو تکبر اور کفر سے باز نہیں آتے اور جن جنات کے ایمان لانیکا اس آیت میں ذکر ہے اُن کا قصہ حدیثوں میں اسطرح آیا ہے کہ جب بعثت نبویہ کے وقت جنات کو آسمانی خبریں سننے سے بذریعہ شہب کے روکا گیا تو جنات میں مذکور ہوا کہ اسکا سبب تحقیق کرنا چاہیے کہ کونسا نیا واقعہ دنیا میں ہوا ہے جسکے سبب یہ امر ہو گیا جنات مختلف اقطار میں تحقیق کیواسطے روانہ ہوئے بعضے جنات حجاز کیطرف بھی چلے اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے چند اصحاب کے بطن نخلہ میں کہ ایک مقام کا نام ہے تشریف رکھتے تھے اور سوق عکاظ کو تشریف لیجانیکا قصد تھا غالباً بغرض دعوت اسلام و تبلیغ دین تشریف لیجاتے تھے اغرض آپ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے جو وہ جنات یہاں پہونچے قرآن سنکر کہنے لگے کہ بس وہ نئی بات جو ہمارے اور خبر آسمانی کے درمیان حائل ہو گئی یہی ہے رواہ احمد و عبد بن حمید والشیخان والترمذی والنسائی وجماعۃ عن ابن عباسؓ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جنات جب یہاں آئے باہم کہنے لگے کہ خاموش ہو کر قرآن سنو جب آپ نماز صبح سے فارغ ہوئے معتقد اور مؤمن ہو کر اپنی قوم کے پاس واپس گئے اور انکو خبر اور ایمان کی ترغیب دی اور آکر اُن کے آنے جانے کی خبر نہیں ہوئی یہانتک کہ سورۂ جن کے نزول سے آپکو خبر دی گئی رواہ ابن المنذر عن عبد الملک۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ جن اہل نصیبین سے تھے اور نو شخص تھے جب انھوں نے اپنی قوم کو خبر پہونچائی تو انمیں سے پھر تین سو آدمی اسلام لاکے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے رواہ ابو نعیم والواقدی عن کعب الاحبار والروایات کلہا فی الروح اور دوسری حدیثوں میں جنات کے آنے کی اور طور پر بھی روایتیں آئی ہیں مگر چونکہ یہ سب واقعات متعددہ ہیں اسلیے تعارض کا شبہہ نہ کیا جاوے کذا قالوا ویؤیدہ ما اخرجہ الطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ عن الحبر انہ قال صرف الجن الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرتین اھ ای مرۃ بعد مرۃ لما قال الخفاجی انہ قد دلت الاحادیث علی ان افادۃ الجن کانت مرات کذا فی الروح۔

قصہ ایمان آوردن جن و وعظ شان بقوم خود

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ۳۲

النحو قولہ بالذین اتخذوا الخ فی المدارک احد مفعولی اتخذ محذوف ای اتخذوہم الٰہۃ الخ اھ وفیہ ما فیہ حال ۱۲ البلاغۃ	قولہ بل ضلوا عنہم جیسا ہم نے تنبیہا علی خطائہم قولہ وذلک افکہم وما کانوا یفترون کرنیکی کا قصہ الخ التاکید فوائد جمع الاولیاء باعتبار معنی من فیکون من باب مقابلۃ الجمع بالجمع لانقسام الآحاد علی الآحاد ۱۲

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے میں (ذرا) نہیں تھکا وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے کیوں نہ ہو بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰي وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

اور جس روز کافر لوگ دوزخ کے سامنے لائے جاویں گے کیا یہ دوزخ امر واقعی نہیں ہے۔ وہ کہیں گے کہ ہم کو اپنے پروردگار کی قسم ضرور امر واقعی ہے۔ ارشاد ہوگا تو اپنے کفر کے بدلے اس کا عذاب چکھو

اور (ان سے اسوقت کا قصہ ذکر کیجیے) جبکہ ہم جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف لے آئے جو (آخیر میں یہاں ہو کر) قرآن سننے لگے تھے غرض جب وہ لوگ قرآن (کے پڑھنے) کے پاس آ پہونچے تو (آپس میں) کہنے لگے کہ خاموش رہو (اور اس کلام کو سنو) پھر جب قرآن پڑھا جا چکا (یعنی جتنا اسوقت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز میں پڑھنا ختم ہو چکا) تو وہ لوگ (اسپر ایمان لے آئے اور) اپنی قوم کے پاس (اسکی) خبر پہونچانے کے واسطے واپس گئے (اور جا کر ان سے) کہنے لگے کہ اے بھائیو ہم ایک (عجیب) کتاب سنکر آئے ہیں جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنی سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (اور دین) حق اور راہ راست کیطرف رہنمائی کرتی ہے (یہ تو اثبات و اخبار اظہار ہے حقیقت دین اسلام کا آگے امر ہے اسکے قبول کرنے کا اول ترغیباً پھر ترہیباً یعنی) اے بھائیو تم اللہ کیطرف بلانیوالے کا کہنا مانو (مراد داعی سے قرآن یا نبی ذی شان ہیں) اور (کہنا ماننا یہ ہے کہ) اسپر ایمان لے آؤ (اسمیں اشارہ ہو گیا کہ وہ ایمان لانیکی طرف داعی ہے نہ کہ دنیوی غرض کی طرف پس اگر تم ایسا کرو گے تو) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دیگا اور تمکو عذاب دردناک سے محفوظ رکھیگا اور جو شخص اللہ کیطرف بلانیوالے کا کہنا نہ مانے گا تو وہ زمین (کے کسی حصہ) میں (بھاگ کر خدا کو) اسے انہیں سکتا (یعنی اس طرح کہ ہاتھ نہ آئے) اور نہ اسے خود نہیں بچ سکتا اسکے خدا کے سوا اور کوئی اسکا حامی بھی نہ ہوگا کہ وہ اسکو بچا سکے اور) ایسے لوگ صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں (کہ باوجود قیام دلائل کے داعی کے حق ہونے پر پھر اسکی اجابت نہ کریں) ف من بعد موسیٰ کہنے سے بعض علماء نے یہ سمجھا ہے کہ وہ جن یہودی تھے لیکن اسکی کوئی دلیل نقلی نہیں اور استنباط مذکور ناکافی ہے اور یہ کہنے کیوجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انجیل اکثر شرائع میں توراۃ کی تابع ہے اور قرآن مثل توراۃ کے مستقل ہے پس ممکن ہے کہ مقصود بیان کرنا تشابہ کا ہو کہ جیسی کتاب مستقل موسیٰ علیہ السلام پر آئی تھی اس شان کی کتاب موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ آئی ہے۔ رہا یہ کہ انہوں نے تھوڑا سا قرآن سنکر یہ کیسے پہچان لیا جواب یہ ہے کہ کسی قرینہ مضمون یا طرز بیان و جلالت شان سے غالباً معلوم ہوا ہوگا اور وہ مطلع واقعی کو موافق نکلا۔ اور من ذنوبکم میں بعض نے من تبعیضیہ اسلیے لیا ہے کہ اسلام سے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے اور بعض نے زائدہ لیا ہے اور اسلام سے کل ذنوب کے معاف ہونے میں حقوق العباد کا اشکال لازم نہیں آتا کیونکہ جو حقوق ذنوب ہیں مثل قتل وغیرہ ان کا معاف ہونا تو متفق علیہ ہے اور جو حقوق غیر ذنوب ہیں مثل قرض وغیرہ وہ ذنوب میں داخل ہی نہیں پھر تبعیض کی کوئی حاجت نہیں اور جنات کو عقاب ہونا کفر و معصیت پر متفق علیہ ہے اور ثواب و جنت ملنا ایمان و طاعت پر متکلم فیہ ہے جمہور تو اسکے قائل ہیں للعمومات الشرعیۃ و بخصوص قولہ تعالیٰ لویطمثھن انس قبلھم ولا جان و قولہ تعالیٰ فی سورۃ الانعام بعد ذکر الانس والجن ولکل درجات مما عملوا اور امام ابو حنیفہ نے غایت احتیاط سے بوجہ کسی خاص نص قطعی الثبوت و قطعی الدلالۃ کے نہ پائے جانیکے اسمیں توقف فرمایا ہے کما فی الروح وقال النسفی فی التیسیر توقف ابو حنیفۃ فی ثواب الجن ونعیمھم لانہ لا استحقاق للعبد علی اللہ تعالیٰ ولم یقل بطریق الوعد فی حقھم الا المغفرۃ والاجارۃ من العذاب اما نعیم الجنۃ فموقوف علی الدلیل اھ اور یہ جو امام صاحب کا قول مشہور ہو گیا ہے کہ وہ انکے عدم دخول فی الجنۃ کے قائل ہیں غالباً توقف کی تقریر میں ناقلین کو غلطی ہوئی ہے واللہ اعلم۔ اور حق اور طریق مستقیم میں یا تو اصول فروع کا تغائر مانا جائے یا عطف صفۃ علی اخری کے قبیل سے ہو ربط اور آیت یوم یعرض الذین کفروا میں مجازاً قیامت کا ذکر تھا اور متصل کی آیتوں میں بھی یحیکم من عذاب الیم کے بعد لیس لہ من دونہ اولیاء کا آنا مشیر تھا عذاب قیامت کیطرف چونکہ بعضے خود امکان قیامت ہی کے منکر تھے اسلیے آگے لاً اسکا امکان پھر اسکا اور اسمیں عذاب کا وقوع اور پھر اسپر امر تسلیہ رسول و تعلیم صبر کی تفریع اور اسکی تاکید کیلیے بعض ان کلی کفار کی تفریع ارشاد فرماتے ہیں

تقریر معاد و عقوبت اہل عناد و تسلیہ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم التناد

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰي وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

البلاغۃ قولہ بقادر فی الکشاف محل الرفع لانہ خبر ان بدل علیہ قراءۃ عبد اللہ قادر اما دخلت الباء لتاکید النفی فی اول الآیۃ علی ان مجیٔ خبرہ قال الزجاج ولو قلت ما ظننت ان زیدا بقائم جاز کما یقال ما ظننت ان زیدا یقوم اھ

وفرع بلی مقررۃ للقدرۃ علی کل شیٔ من البعث وغیرہ الا تری انہم یقولون فی الخامس بالاعتراف بحقیقۃ ذلک کما فی الدنیا فافھم ۱۲

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ فی یستمعون جو خبر میں یہاں الخ اشارۃ الی کون الحال مقدرۃ ۱۲

۵۲ قولہ فی مندرین غیر اطلاقا للمقید علی المطلق ۱۲

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً

تو آپ صبر کیجیے جیسا اور ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور ان لوگوں کے لیے جلدی نہ کیجیے جس روز یہ لوگ اُس چیز کو دیکھیں گے جس کا ڈرایا جاتا ہے تو گویا یہ لوگ دن بھر میں ایک گھڑی

مِّن نَّهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۝

رہے ہیں یہ پہنچا دینا ہے سو وہی برباد ہوں گے جو نافرمانی کریں گے

سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدنیۃ | بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ | وھی ثمان وثلثون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا

جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے رستہ سے روکا خدا نے اُن کے عمل کالعدم کر دیئے اور جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے کام کیے اور وہ اُس سب پر ایمان لائے

بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ

جو محمد پر نازل کیا گیا ہے اور وہ اُن کے رب کے پاس سے واقعی ہے

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۝ کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور اُن کے پیدا کرنے میں ذرا نہیں تھکا وہ اسپر (بدرجہ اولیٰ) قدرت رکھتا ہے کہ مُردوں کو (قیامت میں) زندہ کر دے (اور وہ اسپر قادر) کیوں نہ ہو بیشک وہ (تو) ہر چیز پر قادر ہے (یہ تو امکان ثابت ہوا) اور جس روز (اُس کا وقوع ہو گا اور) کافر لوگ دوزخ کے سامنے لائے جاویں گے اور ان سے پوچھا جاوے گا کہ) کیا یہ دوزخ امر واقعی نہیں ہے (جیسا دُنیا میں اس کی واقعیت کی نفی کیا کرتے تھے قال تعالیٰ عنھم وما نحن بمعذبین) وہ کہیں گے کہ ہم کو اپنے پروردگار کی قسم ضرور امر واقعی ہے ارشاد ہو گا (اچھا) تو اپنے کفر کے بدلہ میں (جسمیں انکا دوزخ بھی آگیا) اس (دوزخ) کا عذاب چکھو (آگے تسلیہ کی تفریع ہے کہ جیسا انتقام کفر کا لیا جانا معلوم ہو گیا) تو آپ (ویسا ہی) صبر کیجیے جیسا اور ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور ان لوگوں کیلیے (انتقام آلہی کی) جلدی نہ کیجیے (جسکو آپ انتصار للمسلمین کی حیثیت سے چاہتے تھے اور عجب تر یہ ہے کہ وہ مستحقین عذاب استعجال کرتے ہیں اور عجب تر ہونا ظاہر ہے کہ مدعی اگر مدعیٰ علیہ کی سزا جلدی چاہے تو بعید نہیں لیکن مدعیٰ علیہ اگر اپنی سزا جلدی چاہے نہایت امر عجیب ہے سو گو حکمت آلہیہ سے عذاب مستعجل نہیں ہو گا لیکن مشاہدہ کے وقت انپر اُس کا وہی اثر ہو گا جو عذاب مستعجل کا ہوتا ہے کیونکہ جس روز یہ لوگ اُس چیز کو (یعنی عذاب کو) دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو (اُس وقت غایت شدت عذاب سے ایسا معلوم ہو گا کہ گویا یہ لوگ (دُنیا میں) دن بھر میں ایک گھڑی رہے ہیں (یعنی دنیا کی مدت طویلہ قصیرہ معلوم ہو گی) سو (اسکے بعد) وہی معلوم ہو گا کہ استعجالاً عذاب آگیا آگے کفار کو تفریع ہے کہ یہ (خدا کی طرف سے اتمام حجت کے لیے) پہونچا دینا ہے (جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہو چکا) سو (اسکے بعد) وہی برباد ہونگے جو نافرمانی کرینگے (کیونکہ بعد تبلیغ کے کوئی عذر نہیں رہا اور رسول کا اسمیں کوئی ضرر نہیں اس سے تاکید تسلیہ کی بھی ہو گئی) ف اولوا العزم کی تحقیق نے سب پیغمبر مراد لیے ہیں کیونکہ یہ سب کامل العزم واہل ہمت ہونا ظاہر ہے اور من الرسل میں کلمہ من بیانیہ ہے اور چونکہ حسب ارشاد فضلنا بعضھم علی بعض اس صفت میں بعض رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اوروں سے بڑھے ہوئے ہیں اس بناء پر یہ لقب بعض خاص رسل کا بھی مشہور ہو گیا ہے جیسا اعلام خالبہ میں ہوتا ہے اور اُسکی تعیین میں بھی اختلاف ہے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ اولوالعزم بالمعنے الثانی وہ ہیں جنکا ذکر جزیا سورۃ احزاب کی اس آیت میں ہے واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنك ومن نوح وابراھیم وموسی وعیسی بن مریم الخ واللہ اعلم سورہ احقاف ختم ہوئی آگے سورہ محمد آتی ہے۔

سورۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم مدنیۃ وقیل مکیۃ وھی اثنتان وثلثون کذا فی البیضاوی والاکثر علی الاول وضعف الثانی ربط سورت سابقہ کے ختم پر منافقین یعنی کفار کی مذمت مذکور تھی اور اس سے اوپر وعظ جن میں مؤمنین کی فضیلت اور کفار کی مذمت کا ذکر تھا اس سورت کے شروع میں بھی یہی مدح اور ذم مذکور ہے۔

تبجیل کافرین وتحسین مؤمنین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ

النحو

بلغ ای فما تبلیغ من اللہ او من الرسول ۱۲

البلاغۃ قولہ صدوا فی تعمیم الکافر فی الصد وعدم تقیید المؤمن بھدایۃ غیرہ اشارۃ الی ان المنصب یتوجہ اذا اجتمع انواع من المعصیۃ بخلاف الردۃ فانہا توجہ الی من جزء عمل واحد ۱۲

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ

اللہ تعالیٰ ان کے گناہ ان پر سے اُتار دیگا اور اُن کی حالت درست کر دیگا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ کافر تو غلط رستہ پر چلے اور اہل ایمان صحیح رستہ پر چلے جو اُن کے رب کی طرف سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسی طرح

ربع يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ

لوگوں کیلئے اُن کے حالات بیان فرماتا ہے۔ سو تمہارا جب کفار سے مقابلہ ہو جاوے تو اُن کی گردنیں مارو۔ یہانتک کہ جب تم اُن کی خوب خونریزی کر چکو تو خوب مضبوط باندھ لو پھر اس کے بعد یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دینا

مع ۱۳ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ

اور یا معاوضہ لیکر چھوڑ دینا جب تک کہ لڑنے والے اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں۔

کتب خانہ

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ جو لوگ (خود بھی) کافر ہوئے اور (دوسروں کو بھی) اللہ کے رستہ سے روکا (جیسا روٴسا۔ کفار کی عادت تھی کہ جان اور مال ہر طرح سے اسمیں کوشش کرتے تھے سو) خدا نے اُن کے عمل کالعدم کر دیئے (یعنی جن کاموں کو وہ نیک سمجھ رہے ہیں بوجہ عدم ایمان کے وہ مقبول نہیں بلکہ انہیں سے بعضے کام اور اُلٹے موجب عقاب ہیں جیسے انفاق لغرض صد عن سبیل اللہ کما قال تعالیٰ فسینفقونھا ثم تکون علیھم حسرۃ الخ) اور (برخلاف ان کے) جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور (اُن کے ایمان کی کیفیت تعجبا بیان کرتے ہیں کہ) وہ اس سب پر ایمان لائے جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا گیا ہے اور وہ (جو نازل کیا گیا ہے وہ) اُنکے رب کے پاس سے (آیا ہے) امر واقعی (بھی ہے جسکا ماننا ہی بھی ضروری سو) اللہ تعالیٰ انکے گناہ اُن پر سے اُتار دیگا (یعنی معاف کر دیگا) اور (دونوں جہان میں) اُنکی حالت درست کیے گا (دنیا میں تو اس طرح کہ اُنکو اعمال صالحہ کی توفیق بڑھتی جاویگی اور آخرت میں اس طرح کہ اُنکو نجات ہوگی اور) یہ (جو مومنین کی خوش حالی اور کفار کی بدحالی بیان کی گئی) اسوجہ سے ہے کہ کافر تو غلط رستہ پر چلے اور اہل ایمان صحیح رستہ پر چلے جو اُن کے رب کی طرف سے (آیا) ہے (اور غلط رستہ کا موجب ناکامی ہونا اور صحیح رستہ کا سبب کامیابی ہونا ظاہر ہے اسلیے وہ ناکام ہوتے اور یہ کامیاب ہوئے اور اگر اسلام کے صحیح رستہ ہونے میں کوئی شبہہ ہو تو من ربھم سے اسکا جواب ہو گیا کہ دلیل اسکے صحیح ہونے کی یہ ہے کہ وہ منجانب اللہ ہے اور منجانب اللہ ہونا معجزات نبویہ بالخصوص اعجاز قرآنی سے ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ اسی طرح (جیسے یہ حالت بیان فرمائی) لوگوں کے (نفع وہدایت کے) لیے اُن (مذکورین) کے حالات بیان فرماتا ہے (تاکہ ترغیب وتہیب مقتضی لے ہدایت ہو) ف اضلال اعمال کے ترتب کیلئے مجموعہ کفر وصد شرط نہیں صرف کفر پر بھی حبط اعمال مرتب ہوتا ہے لیکن اُن لوگوں کی واقعی حالت بیان فرمادی اور اضل اعمالہم میں آیت ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ کے تعارض کا شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ اس حکم میں عمل مقرون بالایمان شرط ہے۔ لہ ط اور پر سے اہل ایمان کا مصلح ہونا اور کفار کا مفسد ہونا بھی مفہوم ہوتا ہے کما دل علیہ قولہ تعالیٰ صد واو قولہ تعالیٰ عملوا الصلحت آگے بطور تفریع کے بعض احکام متعلق جہاد کے جس کا مبنی مصلحین کے ہاتھ سے مفسدین کا فساد دبانا ہے ارشاد فرماتے ہیں

بعض احکام متعلقہ جہاد

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ (جب کفار ایسے مفسد ہیں جو ہمکو انکے فساد دفع کرنے کے لیے حکم دیتے ہیں) سو تمہارا جب کفار سے مقابلہ ہو جاوے تو اُنکی گردنیں مارو (یعنی قتل کرو) یہانتک کہ جب تم اُنکی خوب خونریزی کر چکو (جسکی حد یہ ہے کہ اب اگر قتل موقوف کرکے بجائے اُسکے قید پر اکتفا کیا جاوے تو محتمل مضرت مسلمین وغلبہ کفار نہ ہو) تو (اُسوقت کفار کو قید کرکے) خوب مضبوط باندھ لو پھر اسکے بعد (علی سبیل منع الخلو تمکو دو باتوں کا اختیار ہے) یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دینا اور یا معاوضہ لیکر چھوڑ دینا (اور یہ فیدا وقتل جسکے بعد من وفدار جائز ہے اسوقت تک ہے) جبتک کہ لڑنے والے (دشمن) اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں (مراد اس سے اسلام اور استسلام میں سے کسی امر کا قبول کرنا ہے پس اگر قتل اور قید سے پہلے اسلام لے آویں یا ذمی ہونا قبول کریں تو اب نہ قتل جائز ہے اور نہ قید جائز ہے ف حنیفہ کے نزدیک یہ آیت سورہ برارت سے منسوخ ہے کہ وہ اس سے نزول میں متاخر ہے تو اگر اما منا واما فداء منع الخلو پر بھی محمول ہو تو بھی مضر نہیں کیونکہ منسوخ ہے اور جمہور ائمہ

اللغات البال الحال کذا فی القاموس ۱۲

فوائد مختلطۃ من کل فن من المدارک وغیرہ قولہ لعقیم من اللقاء سیأتی الحرب قصلہ خصوصا وقد اجملہ فامر بدا بالرقاب هنا وهنا بالرقاب عاما وعن القتل الان اوجب ان تضرب الرقاب لانہ اکثر ایلاما فان القتل لا یکون کثیرا بضرب رقبۃ۔ قولہ اثخنتموھم اکثرتم فیھم القتل قولہ فشدوا الوثاق فاسروھم والوثاق بالفتح والکسر اسم ما یوثق بہ وقد یطلق فشدوا الوثاق الاسار حتی لا یفلتوا منکم قولہ فاما منا واما فداء منصوبان بفعلیھما مضمرین ای فامنوھم منا او تفدون فداء قولہ بعد ای بعد ان تاسروھم قولہ حتی تضع الحرب اوزارھا اثقالھا واحملھا الاثقال الاسلحۃ کالسلاح والدراع وقولہ حتی تضع عن اضرب الرقاب فاقتلوھم بوسر حتی تضع الحرب اثقالھا فاقتلوا منھا فی الدرک قولہ حتی تضع الحرب اسند مجازی للسنادہ الحقیقی ھو اھل الحرب فحذف المضاف وھو اھل المضاف الیہ وھو الحرب وقیل ھو علی تقدیر حتی تضع الحرب اوزارھا فحذف المضاف الیہ وھو الحرب واقیم المضاف مقامہ وھو الاوزار فاسند الوضع الیہ وھو اسناد مجازی للسنادہ الحقیقی ھو اھل الحرب فحذف المضاف وھو اھل

ذٰلِكَ ۚ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ

یہ حکم بجالاتا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے انتقام لے لیتا لیکن تاکہ تم میں ایک کا دوسرے کے ذریعہ سے امتحان کرے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنکے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کریگا اللہ تعالیٰ انکو منزل مقصود تک

وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ان کی حالت درست رکھیگا۔ اور اُن کو جنت میں داخل کریگا جس کی اُن کو پہچان کرا دے گا اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم جما دے گا۔ اور جو لوگ کافر ہیں

فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

اُنکے لیے تباہی ہے اور ان کے اعمال کا خدا تعالیٰ کا اعدم کر دیگا۔ یہ اس سبب سے ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اُتارے ہوئے حکام کو ناپسند کیا سو اللہ نے اُنکے اعمال کو اکارت کر دیا۔ کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور انہوں نے دیکھا نہیں

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ ع ۱۱/۵

کہ جو لوگ اُنسے پہلے ہو گذرے ہیں اُنکا انجام کیا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اُنپر کیسی تباہی ڈالی اور ان کافروں کے لیے بھی اسی قسم کے معاملات ہونے کو ہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں

منسوخ نہیں کہتے وہ منع الجمع پر محمول رکھیں گے بہرحال اس آیت سے بعض ہوا پرستوں کا استدلال کرنا نفی استرقاق پر محض باطل ہے۔ اور حکم قتل سے نساء و اطفال مستثنیٰ ہیں اور تحقیق اس مقام کی سورۂ انفال آیت ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ کے تحت میں ملاحظہ فرمایا جاوے ربط اور تعلق میں مسلمانوں کو کفار سے قتال کرنیکا حکم تھا آگے ذلک سے اُس حکم کی تقریر اور لو نشاء سے اُس حکم کی حکمت اور والذین قتلوا الخ سے قتال میں مسلمانوں کے مقتول ہونے کے متعلق بشارت اور ان تنصروا الخ میں قتال کی ترغیب اور والذین کفروا الخ میں کفار کی مذمت اور وعید اور ذلک بانہم الخ میں اُس مذمت اور وعید کی علت اور افلم یسیروا الخ میں اُس وعید کے وقوع کا دفع استبعاد اور ذلک بان اللہ الخ میں احکام متعلقہ فریقین کی

علت مذکور ہے۔

تقریر حکمت و فضیلت و ترغیب جہاد۔ و ذم و وعید اہل عناد مع بیان علت و دفع استبعاد

ذٰلِكَ ۚ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝

اور (رہنے جو بعض صورتوں میں کفار سے انتقام لینے کے لیے طریقہ جہاد کا مقرر کیا ہے اسمیں حکمت ہے ورنہ) اگر اللہ چاہتا تو اُن (کفار) سے (خود ہی دوسرے حوادث خسف و غرق و رجفہ وغیرہ کے واسطہ سے) انتقام لے لیتا (جیسے امم سابقہ سے بسیط انتقام لیا گیا اور تکو جہاد وغیرہ نہ کرنا پڑتا) لیکن (تکو جہاد کرنے کا حکم اسلیے دیا) تاکہ تم میں ایک کا دوسرے کے ذریعہ سے امتحان کرے (مسلمانوں کا امتحان یہ کہ کون حکم الٰہی کو جان پر ترجیح دیتا ہے اور کفار کا امتحان یہ کہ اس عقوبت سے متنبہ ہو کر کون حق کو قبول کرتا ہے پس اس حکمت کے لیے بھی جہاد مشروع کیا گیا) اور (جہاد میں جو قتل ہونا کامیابی ہے بسطِ مقبول ہونا ناکامی نہیں سمجھنا چاہیے) جو لوگ اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں مارے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنکے اعمال کو (جنمیں وہ عمل بھی آگیا جسکی بدولت وہ مارے گئے) ہرگز ضائع نہ کریگا۔ جیسا کہ ظاہر متوہم ہو سکتا ہے کہ جب وہ آگیا تو اُسکے قتال پر کوئی نتیجہ مطلوبہ مرتب نہیں ہوا اور وہ ضائع گیا سو واقع میں ضائع نہیں ہوا کیونکہ اُسپر دوسرا نتیجہ جو ظہری نتیجہ ہے یہ جہاد فائق ہے مرتب ہوا وہ یہ کہ) اللہ تعالیٰ اُن کو (منزل) مقصود تک (جسکا بیان آگے آتا ہے) پہونچا دیگا اور اُنکی حالت (قبر میں اور حشر میں اور صراط پر اور تمام مواقع آخرت میں) درست رکھیگا کسیکی خرابی مضرت اُنکو نہ پہونچیگی اور (اُس منزل مقصود تک پہنچنے کا بیان یہ ہے کہ) اُن کو جنت میں داخل کریگا جسکی اُنکو پہچان کرا دیگا خواہ علم ضروری کے طور پر یا کسی نوشتہ غیبی کیواسطہ سے جسکے باوجود پہلے سے نہ دیکھنے بھالنے کے جنتی اپنے اپنے درجہ و مکان میں بے تکلف جا پہنچیگا پس جہاد میں حالت میں کامیابی ہی ہوتی ہے آگے جہاد کی نیوی کامیابی کو جو کہ مجموعہ مؤمنین کے متعلق ہے بیان کرکے جہاد کی ترغیب دیتے ہیں کہ (اے ایمان والو اگر تم اللہ کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کریگا جس کا نتیجہ دنیا میں بھی مجموعہ مؤمنین کا مجموعہ کافرین پر غالب آنا ہے خواہ ابتداءً خواہ انتہاءً اور بعض مؤمنین کا مقتول ہو جانا یا جماعت مؤمنین کا کسی معرکہ میں مغلوب ہو جانا اس کے منافی نہیں) اور (اسی طرح دشمنوں کے مقابلہ میں) تمہارے قدم جما دے گا (اسی طرح کا

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ذلک بجالانا اشارۃ الی تقدیر العامل ای اعملوا ذلک ۱۲

۲ قولہ ان تنصروا اللہ دین اشارۃ الی تقدیر المضاف ۱۲

اللغات تعسا فی القاموس الھلاک۔ والعثار۔ والسقوط۔ والشر والبعد والانحطاط والتصاب علی المصدر بفعل من لفظہ یجب اضمارہ لانہ للدعاء قولہ دمر اللہ علیہم فی الخازن یقال دمرہ اللہ علیہ ای اھلکہ ودمر علیہ اذا اھلک الشخص بہ اھ قلت فانشانی بلغ من الاول ۱۲

النحو قولہ امثالہا (ای العاقبۃ المذکورۃ فی قولہ عاقبۃ الذین ۱۲

البلاغۃ قولہ تعسا لہم فی الروح عن الکشاف الراد من قال تعسا لہم اھلکہم اللہ للان ثم دعاء وذلک لا یدعی علی شخص الا وہو مستحق لہ فاذا خبر تعالی بذلک علیہ دل علی تحقق الھلاک لا سیما وظاہر اللفظ ان الدعاء من عزوجل اھ ۱۲

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ

بے شک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے کام کیے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی اور جو لوگ کافر ہیں وہ عیش کر رہے ہیں

وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي

اور اس طرح کھاتے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور جہنم ان لوگوں کا ٹھکانا ہے اور بہت سی بستیاں ایسی ہیں جو قوت میں آپکی اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں جس کے رہنے والوں نے آپ کو

أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝

گھر سے بے گھر کر دیا۔ کہ ہمنے انکو ہلاک کر دیا سو اُن کا کوئی مددگار نہ ہوا۔ تو جو لوگ اپنے پروردگار کے واضح برہان پر ہوں کیا وہ اُن شخصوں کی طرح ہو سکتے ہیں جن کی بدعملی اُنکو مستحسن معلوم ہوتی ہو اور جو اپنی نفسانی خواہشوں پر چل رہے ہوں

مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ ۖ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ ۚ

جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اسکی کیفیت یہ ہے کہ اُس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جس میں ذرا تغیر نہ ہوگا اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جس کا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا

مطلب یہ ہے کہ مجموع بمقابلہ مجموع کے خواہ ابتدا ہی سے خواہ انتہا میں ثابت قدم رہکر کفار پر غالب آجاویگا چنانچہ مشاہدہ ہے یہ تو مسلمانوں کا حال بیان کیا گیا) اور جو لوگ کافر ہیں اُنکے لیے (دنیا میں جبکہ مؤمنین سے مقابلہ کریں) تباہی (اور مغلوبیت) ہے (اُسی تفصیل مذکور نے غلبۃ المؤمنین سے) اور (آخرت میں) اُنکے اعمال کو خدا تعالیٰ کالعدم کر دیگا (جیسا شروع سورت میں بیان ہوا غرض کفار دارین میں خاسر رہے اور اول مقام پر اضلال اعمال کا بیان مقصود بالذات ہے اور یہاں اس حیثیت سے بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ خسران دارین کا ایک جزو ہے اور) یہ (تعس واضلال مذکور اُن کے لیے) اس سبب سے ہوا کہ اُنہوں نے اللہ کے اُتارے ہوئے احکام کو ناپسند کیا (عقیدۃً بھی اور عملاً بھی حاصل یہ کہ کفر کیا) سو اللہ نے ان کے اعمال کو (اول ہی سے) اکارت کر دیا (کیونکہ کفر کا جو اعلیٰ درجہ کی بغاوت ہے یہی اثر ہے اور یہ لوگ جو ان وعیدوں کے وقوع کو اسلیے مستبعد سمجھتے ہیں کہ ہمیں ان سب کا کفر کا مبغوض عند اللہ ہونا ہی اور یہ کفر کو مبغوض عند اللہ سمجھتے نہیں تو یا تو انکا امر بدیہی سے انکار ہے ورنہ) کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور انہوں نے یہ کیا نہیں کہ جو کافر لوگ انسے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا انجام کیسا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ان پر کیسی تباہی ڈالی (جو کہ اُنکے آثار دیارے نمایاں ہیں پس یہ صاف دلیل ہے مبغوضیت کفر پر) اور (جب مبغوضیت ثابت ہو گئی تو انکو بھی بفکر رہنا اور وقوع وعید کو مستبعد نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ) ان کافروں کے لیے بھی اسی قسم کے معاملات ہونیکو ہیں (کیونکہ اشتراک فی العلۃ (یعنی الکفر مقتضی ہے اشتراک فی المعلول (یعنی العقوبت کو خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں چنانچہ کفار مکہ کو مسلمانوں کے ہاتھوں دنیا میں بھی سزا ہوئی کما قال تعالیٰ قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم اور آخرت میں تو ظاہر ہی ہے یہ بیان ہوا کفار کے حال کا آگے اجمالاً اس مجموعہ حال فریقین کی تعلیل فرماتے ہیں کہ) یہ (مجموعہ مدد وعید متعلق فریقین واقع فی الدارین) اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز ہے (اسلیے دارین میں اُنکو کامیاب فرماتا ہے) اور کافروں کا کوئی (ایسا) کارساز نہیں (کہ خدا کے مقابلہ میں اُنکے کام بنا سکے اسلیے وہ دارین میں ناکام رہتے ہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ بعض مسلمانوں کو ظاہراً ناکامی ہو جاوے اور کفار کو ظاہراً کامیابی لیکن اعتبار حقیقت کا ہے سو اُسکے اعتبار سے مسلمان ہمیشہ کامیاب اور کافر ہمیشہ ناکام رہتا ہے) ف کفار متاخرین کیلیے مثالہا فرمایا سوا بہر جو عقوبات نازل ہوں اگر وہ متعدد ہوں تب تو جمع لانا امثال کا ظاہر ہے اور اگر غیر متعدد ہوں تو جمع لانا باعتبار تعدد محل نزول عقوبات کے ہے اور تثلیث سے مراد تثلیث باعتبار جنس العقوبت ہے نہ باعتبار نوع العقوبت اور یہاں کفار کے لیے فرمایا لامثالہا اور ایک جگہ فرمایا یہ رجعوا الی اللہ مولاھم الحق سو ہاں مولیٰ بمعنے مالک ہے اور مالکیۃ حق تعالیٰ کی سب کو شامل ہے اور احبط اعمالہم کی تفسیر میں اول ہی سے اسلیے کہا کہ یہاں حبط سے مراد حبط بعد الصحۃ نہیں ہے کیونکہ حبط اول ہی ہو کا فروں تو اُنکے اعمال تو کبھی وقت صحیح ہوئے ہی نہیں ۱۲ ط اور پر مؤمنین کی کامیابی اور کفار کی ناکامی آخرت کے متعلق مجملاً مذکور تھی آگے اسکی تفصیل اور ہمکو ھو میں بیان تفاوت باعتبار مراتب ہے اور اس تفصیل کی تکمیل ہے اور درمیان میں بمناسبت ذکر کفار کے دنیوی تمتع کے اُنکا دفع اغترار اور تسلیہ سید الابرار آیت وکاین من قریۃ الخ میں مذکور ہے۔

تفصیل وتکمیل ثواب وعقاب ابرار واشرار ودفع اغترار کفار وتسلیہ رسول مختار

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ

النحو قولہ قریتک المراد اہل القریۃ قولہ مثل الجنۃ مبتدأ وخبرہ قولہ فیہا الخ ۱۲

الروایات فی الدر المنثور اخرج عبد بن حمید وابو یعلی وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لما خرج من مکۃ الی الغار التفت الی مکۃ فقال انت احب بلاد اللہ الی واحب الخلق الی ولولا ان اہلک اخرجونی منک لم اخرج فنزلت وکاین من قریۃ الآیۃ ۱۲

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ

اور بہت سی نہریں ہیں شراب کی جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوگی۔ اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی جو بالکل صاف ہوگا۔ اور اُن کے لیے وہاں ہر قسم کے پھل ہونگے اور اُن کے رب کیطرف سے بخشش ہوگی کیا ایسے لوگ

هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ

اُن جیسے ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور کھولتا ہوا پانی اُنکو پینے کو دیا جائے گا سو وہ اُن کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیگا۔ اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ وہ آپکی طرف کان لگائے ہیں یہانتک کہ جب لوگ آپکے پاس سے باہر جاتے ہیں

قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۭ

تو دوسرے اہل علم سے کہتے ہیں کہ حضرت نے ابھی کیا بات فرمائی تھی

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ

بیشک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی اور جو لوگ کافر ہیں (دنیا میں) عیش کر رہے ہیں اور اس طرح (آخرت سے بیفکر ہو کر) کھاتے پیتے ہیں جس طرح چوپائے کھا کرتے ہیں (کہ وہ یہ نہیں سوچتے کہ ہم کو کیوں کھلایا پلایا جاتا ہے اور ہمارے ذمہ اسکا کیا حق واجب ہے) اور جہنم اُن لوگوں کا ٹھکانا ہے (جس) متمتع کا ذکر ہوا ہے اسپر آپکے ان مخالفین کو مغرور نہ ہونا چاہیے اور نہ آپکو انکی اس غفلت پر کچھ افسوس حزن ہونا چاہیے جو کہ سبب انکی مخالفت کا ہے حتیٰ کہ آپکو ننگ کر کے مکہ میں بھی نہیں رہنے دیا کیونکہ) بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو قوت (جسمی و مالی تھی) میں آپکی اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں جسکے رہنے والوں نے آپکو گھر سے بے گھر کر دیا کہ رہنے انکو (عذاب سے) ہلاک کر دیا سو انکا کوئی مددگار نہ ہوا (تو بیچارے کیا چیز ہیں ایسی حالت میں انکو مغرور ہونا چاہیے کیونکہ ہم جب چاہیں انکی بھی صفائی کر سکتے ہیں اور نہ آپ محزوں ہوں کیونکہ ہم انکو بھی اشراک علت کفر و مخالفت کی وجہ سے کہ اخراج اسکا ایک شعبہ ہے وقت پر سزا دینے والے ہیں اور یہ لوگ (اہل باطل ہیں بمقابلہ آپکے اور جمیع اہل حق کے کیونکر قابل سزا نہ ہوں جبکہ اہل باطل محض نفس کی راہ پر ہیں اور اہل حق خدا کی راہ پر ہیں جب یہ تفاوت ہے) تو جو لوگ اپنے پروردگار کی واضح (ثابت بالدلیل) راستہ پر ہوں کیا وہ ان جیسوں کی طرح ہو سکتے ہیں جنکی بدعملی اُن کو مستحسن معلوم ہوتی ہے اور جو اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہوں (یعنی جب اعمال میں تفاوت ہے تو مآل میں بھی تفاوت ہوگا پس جسطرح اہل حق مستحق ثواب ہیں اہل باطل مستحق عقاب ہیں چنانچہ اُس ثواب عقاب کا کچھ بیان کیا جاتا ہے کہ) جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اُسکی کیفیت یہ ہے کہ اُسمیں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جسمیں تغیر نہیں ہوگا (نہ بو میں نہ رنگ میں نہ مزہ میں) اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جنکا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا اور بہت سی نہریں شراب کی جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوگی اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی جو بالکل (میل کچیل سے پاک) صاف ہوگا اور اُن کے لیے وہاں ہر قسم کے پھل ہونگے اور (اُسمیں داخل ہونے سے پہلے) اُنکے رب کیطرف سے (گناہوں کی) بخشش ہوگی کیا ایسے لوگ اُن جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور کھولتا ہوا پانی اُنکو پینے کو دیا جاویگا سو پینے کے بعد جسکا سبب شدت تشنگی ہوگی) وہ انکی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیگا (غرض یہ کہ جب انکے اعمال میں تفاوت ہے کما ذکرہ فی قولہ تعالیٰ افمن کان علی بینۃ من ربہ الخ تو اُنکے مآل میں یہ تفاوت ہوگا جسکا بیان اب کیا گیا) ف چونکہ دنیا کا پانی کبھی رنگ میں کبھی بو میں متغیر ہو جاتا ہے اسیطرح دودھ بگڑ جاتا ہے اسیطرح دنیا کی شراب اکثر بدمزہ و تلخ ہوتی ہے صرف بعض منافع مخصوصہ کے خیال سے پی جاتی ہے پھر عادت پڑ جاتی ہے اور دوسری مضرات خمر کی نفی خمر جنت سے سورہ صافات کی آیت لا فیہا غول (کما ھنا) میں ذکر ہوئی ہے اور اسی طرح دنیا کی شہد میں میل کچیل موم وغیرہ مخلوط ہوتا ہے اسلیے وہاں کے انہار میں ان امور کی نفی کے لیے قید بڑھائی گئیں۔ اور ایک آیت میں حمیم کی نسبت فرمایا گیا ہے (لشوی الوجوہ سو خارج میں وہ اثر ہوگا پھر جب شدت عطش کیوجہ سے اضطراراً اُسکو پئیں گے داخل جوف میں یہ اثر ہوگا۔ اور چونکہ ماء اور لبن اور خمر اور عسل اپنے معانی حقیقیہ پر محمول ہو سکتے ہیں لہٰذا مجاز لینے کی کوئی ضرورت نہیں باقی یہ ضرور نہیں کہ وہ یہاں کی اشیاء ارباب کے بالکل مماثل ہوں۔ اور لبن میں طعم کے بدلنے کی نفی کی اور لائحہ کے تغیر کی نفی نہیں کیا وجہ یہ کہ تغیر لائحہ مستلزم ہے تغیر طعم کو جسکے لازم کی نفی کر دی لازم کی بھی نفی ہوگئی **ربط** اوپر کفار و مؤمنین کے احوال اعمال اور وعدے اور وعید کو ذکر کیا آگے منافقین کی حالت اور مذمت اور انکی وعید اور درمیان میں ہدایت مؤمنین کے لیے بطور مقابلہ کے اہل ایمان کی حالت جو مضاد ہے انکی حالت کے بیان کیجاتی ہے **تفضح و تقبیح منافقین** وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا

اللغات انفا اسم فاعل علی غیر قیاس اور بعید یہ فعدس از انف اذا لامہ لم یسمع لہ فعل ثلاثی بل ستانف وائتنف ثم غلب علیہ معنی الظرفیۃ فی الاستعمال (معنی زمان الحال) ۱۲

النحو قولہ لکن ھو خالد خبر مبتدا محذوف ای ھن ذکر کمن ھو خالد ۱۲

البلاغۃ لذۃ مصدر وصف بہ مبالغۃ ۱۲

الروایات فی الدر المنثور عن ابن جریج رض قال کان المؤمنون والمنافقون یجتمعون الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیستمع المؤمنون ثم یخرجون فیقول المنافقون فلا یعونہ فذا خرجوا سالوا المؤمنین ماذا قال آنفا تعنتا منہم من یستمع الیک الخ یعنی ہمارا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل ان دو شخصوں کے ہے جنکا ذکر قولہ تعالیٰ والذین اہتدوا زادہم ہدی الخ میں ہے اور جس طرح وہاں ان ہی کی قوم میں سے اخیر دو شخص ذکر المؤمنین فی الشدۃ ذکر المنافقین وسوء العاقبۃ ۱۲

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ۝ فَهَلْ

یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مُہر کر دی ہے اور اپنی نفسانی خواہشوں پر چلنے ہیں۔ اور جو لوگ راہ پر ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو زیادہ ہدایت دیتا ہے اور اُنکو اُنکے تقویٰ کی توفیق دیتا ہے سو کیا

يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ۝ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ

بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ ان پر دفعتہً آپڑے سو اُس کی علامتیں تو آچکی ہیں۔ تو جب قیامت انکے سامنے آکھڑی ہوئی اُسوقت انکو سمجھنا کہاں میسر ہوگا تو آپ اسکا یقین کیجیے کہ بجز اللہ کے کوئی قابل عبادت نہیں

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ ۝

اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی خبر رکھتا ہے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ۝ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَاءَ

أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ۝ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بعضے آدمی ایسے ہیں (مراد اس سے منافقین ہیں) کہ وہ (آپکی تبلیغ کے وقت ظاہر میں) آپکی طرف کان لگاتے ہیں (لیکن دل سے اصلا متوجہ نہیں ہوتے) یہاں تک کہ جب وہ لوگ آپکے پاس سے (اُٹھ کر مجلس سے) باہر جاتے ہیں تو دوسرے اہل علم (صحابہ) سے کہتے ہیں کہ حضرت نے ابھی (جب ہم مجلس میں تھے) کیا بات فرمائی تھی (جسکی وجہ یہ ہے) کہ اُن کی حالت خبثیہ کے معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس سے تعریض کرتے تھے کہ ہم آپکی بات کو قابل توجہ کے نہیں جانتے اور بظاہر استعلام ظاہر کرتے تھے اور یہ بھی اُن کے نفاق کا ایک شعبہ ہے) یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے اُنکے دلوں پر مہر کر دی ہے (پس ہدایت سے بعید ہوگئے) اور اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں اور (ان ہی کی قوم میں سے) جو لوگ راہ پر ہیں (یعنی مسلمان ہو چکے ہیں) اللہ تعالیٰ اُنکو احکام سننے کے وقت (اور زیادہ ہدایت دیتا ہے (کہ وہ اُن احکام جدیدہ پر بھی ایمان لاتے ہیں اور پہلے سے بھی اُسوقت تک کے احکام پر ایمان لائے ہوئے تھے پس تصدیق کے افراد باعتبار متعلقات کے بڑھ گئے اور یہ مقابل ہے طبع اللہ الخ کے) اور اُن کو اُنکے تقوے کی توفیق دیتا ہے (یعنی ایمان لانے کے بعد ان احکام پر عمل بھی کرتے ہیں اور یہ مقابل ہے اتبعوا اھواءھم کا آگے ان منافقین کی بعید ہے کہ یہ جو قرآن واحکام و دلائل سُنکر بھی تذکر نہیں حاصل کرتے) سو (معلوم ہوتا ہے) کہ یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ اپنے دفعتہً آپڑے (یہ مجاز ہے تو بیخ سے یعنی کیا قیامت میں تذکر حاصل کرینگے) سو (یاد رکھو کہ قیامت بھی نزدیک ہے چنانچہ) اُسکی (متعدد) علامتیں تو آچکی ہیں (چنانچہ بڑے حدیث خود بعثت نبویہ علامات قیامت سے ہے شق القمر علامت معجزہ نبویہ ہونے کے علامات قیامت سے بھی ہے کما یشیر الیہ اقترابہ بافتراب الساعۃ اور لوگوں کا جھوٹا دعویٰ کرنا نبوت کا نیز علامات قیامت ہے کما فی الدلائل عن ابن ابی شیبۃ و احمد عن جابر مرفوعا وفیہ ھم صاحب الیمامۃ وصاحب صنعاء العنسی اور یہ سب علامات خود زمانہ نزول قرآن میں موجود ہو چکی تھیں خواہ نزول آیت کے وقت علامات بدیہ کو رہ سب واقع ہو چکی ہوں یا بعض کا نزول عنقریب ہونے والا ہو جیسے مسیلمہ کہ آخر زمان نبوت میں ہوا اور اگر انمیں سے بعض ابھی باقی ہوں تب بھی اشراط کی جمعیت کو جنسیت پر محمول کرنیسے کلام صحیح ہو سکتا ہے اور یہاں اشراط سے مراد اشراط غیر مضیقہ ہیں یعنی جو قیامت سے بہت پہلے واقع ہوئیں اور علامات مضیقہ مثل نزول مسیح و خروج دجال و طلوع الشمس من المغرب یہاں مراد لینا اسلیے مناسب نہیں کہ اُس سے تحذیر زمانہ نزول آیت کے لوگوں کی خالی از تکلف نہیں اور فقد جاء اشراطھا سے مقصود وعید ہے آگے تو قف تذکر میں انکی رائے کا فاسد ہونا اور قیامت میں تذکر کا نافع نہ ہونا جو اظہر من الشمس اور اسی سے اشارۃً معلوم ہو چکا تھا صراحۃً فرماتے ہیں کہ جب اب کہ وقت سمجھنے کا ہے نہیں سمجھتے) تو جب قیامت انکے سامنے آکھڑی ہوئی اُسوقت انکو سمجھنا کہاں میسر ہوگا (یعنی مفید نہ ہوگا) ربط اوپر شروع سورت سے یہاں تک مؤمنین کافرین و منافقین کے احوال مع مآل مذکور ہوئے آگے وقت کسنانے کیلیے آپکو بطور تفریع کے مقامات علی الدین و تدارک امور منقصہ للدین کا خطاب مع اشارہ الی الجزاء وعدا و وعیدا فرماتے ہیں۔ قرینہ اور وں کو سنانے کا ضمیر جمع کی ہے۔ متقلبکم و مثواکم میں اوعلمت آپکو بظاہر مخاطب بنانے کی مبالغہ ہے حکم کے مہتم بالشان ہونے میں کہ جب معصوم بھی اسکا مامور ہے تو غیر معصوم کس شمار میں ہیں اور توجیہ تفریع کی یہ ہے کہ جب سامع نے دین و ایمان کی جزا اور کفر و عصیان کی سزا سُن لی تو سامع کو چاہیے کہ دین و ایمان پر قایم رہے اور جو چیز دین کی منقص بھی ہو گو مزیل نہ ہو جیسے ذنوب تو اُن سے بچے اور احیانا اگر اُنکا صدور ہو جائے تو استغفار سے فی الفور اُس کا تدارک کرے اور حقتعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کے استحضار کے ذریعہ سے جزا و سزا کو پیش نظر رکھے کہ امور مذکورہ کے بجالانے میں معین ہو۔

امر بہ ثبات علی الایمان و باستغفار من العصیان مع استحضار مدلول وعید حضرت دیان

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

النحو فانی لھم انی خبر مقدم وذکرھم مبتدا واذ اجاءتھم اعتراض کذا فی الروح ۱۲	مضاف بقرینۃ ما قبل ای لذنوب المؤمنین والمجاہدین ذنوبھم من آخر قبل فی حذف المضاف وتعلیق الاستغفار بہ وامرھم باستغفار بعد وقوعھا اشعار بفرط احتیاجھم الیہ فکان ذواتھم من الذنوب وکذا فیہ استعارۃ مکنیۃ تخییلیۃ کذا فی الروح ۱۲
البلاغۃ قولہ فقد جاء دلیل علی ما یفھم من الکلام السابق ھو ایتان الساعۃ فاھم قولہ للمؤمنین علی حذف	

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۚ فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ کہتے رہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نہ نازل ہوئی۔ سو جس وقت کوئی صاف صاف سورت نازل ہوتی ہے اور اس میں جہاد کا بھی ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں

يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ ۚ فَلَوْ صَدَقُوا

کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو۔ سو غفریب ان کی کمبختی آنے والی ہے۔ ان کی اطاعت اور بات چیت معلوم ہے پھر جب سارا کام تیار ہی ہو جاتا ہے تو اگر یہ لوگ اللہ سے

اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝

سچے رہتے تو ان کے لیے بہت ہی بہتر ہوتا سو اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع قرابت کر دو

(جب آپ پہلے عین و عاصین کا حال اور مآل سن چکے تو آپ (مثل ماضی کے مستقبل میں بھی اس کا (بالکل وجوہ) یقین رکھیے کہ بجز اللہ کے اور کوئی قابل عبادت نہیں اس میں دین کے تمام اصول و فروع آگئے کیونکہ علم سے مراد علم کامل ہے اور علم کامل مستلزم ہے عمل جمیع ما یتعبد کو فھو کقولہ تعالیٰ فاستمسک بالذی اوحی الیک اور اس عنوان سے اس لیے تعبیر کر دیا گیا کہ یہ اساس ہے جمیع شرایع کا حاصل یہ کہ جمیع اوامر و نواہی کے امتثال پر مداومت رکھو) اور (اگر احیاناً کوئی خطا سرزد ہو جائے جو کمال دین میں مخل ہے سو گو وہ آپ سے صادر ہونے کے وقت میں بوجہ آپ کے معصوم ہونے کے واقع میں خطا نہ ہوگی بلکہ مباح ہوگی بلکہ بعض اوقات من وجہ عبادت ہوگی و نیز بوجہ اس کے کہ اجتہاد سے اس کا صدور ہوا ہے وہ عبادت اور موجب اجر ہے لیکن چونکہ اس اعتبار سے کہ اس فعل کا اشتغال مخل ہو گیا اس سے افضل عمل میں اور عمل افضل کا ترک آپ کی شان ارفع کے اعتبار سے صورۃً خطا ہے اس لیے) آپ اپنی (اس اخطار صوری) کی معافی مانگتے رہیے اور (چونکہ ایسا امر مخل بکمال دین آپ کی امت کے کسی مسلمان مرد یا عورت سے صادر ہو سکتا ہے اور وہ واقع میں بھی گناہ ہو سکتا ہے اس لیے آپ) سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی (بخشش کی) دعا مانگتے رہیے (کہ آپ کی شان کے مناسب جو کمال دین ہے اور اسی طرح آپ کی امت کی شان کے مناسب جو کمال دین ہے اس کی مخل چیزوں کا تدارک ہوتا رہے اور وہ محفوظ رہے) اور (یہ بھی یاد رہے کہ) اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی (یعنی سب حال و اعمال کی) خبر رکھتا ہے (پس اس کے وعدہ کے امیدوار اور اس کی وعید سے خائف رہنا چاہیے) ف اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ذنب سے مراد ذنب مجازی ہے اور ایسے ذنب کی مثال یہ ہے کہ مثلاً آپ کی خدمت میں ایکبار ابن ام مکتوم صحابی نابینا آئے آپ اس وقت کسی کافر کو سمجھا رہے تھے انہوں نے بیچ میں ٹوک دیا اور خود کچھ پوچھنے لگے اس وقت آپ کو ناگوار ہوا جس کا ذکر سورۂ عبس کے اول میں ہے اب ظاہر ہے کہ اگر ایک طرف ایک مسلمان ہو اور ایک طرف ایک کافر تو اس وقت مسلمان کے فرعی سوال کو ملتوی کر کے اس کافر کو اصل دین کی طرف مدعو کرنا کون نہیں جانتا کہ عبادت ہے اور آپ نے اجتہاد سے اس کو مقدم رکھا کہ تعلیم اصل کی اہم ہے تعلیم فرع سے لیکن چونکہ مورد آیت میں مسلمان کو نفع ہونا متیقن تھا اور کافر کو متوہم اور متیقن مقدم ہے متوہم سے اس لیے آیات جو ظاہری عنوان سے عتاب پر مشتمل ہیں نازل ہوئیں اور وہ تقدیم تعلیم اصل کی وہاں ہے جہاں تیقن و توہم میں دونوں ایک مرتبہ پر ہوں پس آپ کا فعل بھی عبادت تھا مگر جو فعل متروک ہو گیا وہ اس سے زیادہ عبادت تھی پس ایسے امور میں استغفار کا حکم ہے اور ایسے ہی امور شروع سورۂ انا فتحنا میں مراد ہیں جن کو ذنب کہکر بشارت مغفرت و گیتی خوب سمجھ لو اور فاعلم میں مراد ثبات علی العلم ہے اور گو احتمال عدم ثبات کا آپ میں بوجہ معصوم ہونے کے نہیں ہے لیکن معصوم ہونا مامور اور منہی ہونے کے منافی نہیں جس سے مقصود کو بھی اعلام ہوتا ہے اور اگر مامور بہ و منہی عنہ اس کو معلوم ہو تو مقصود اوروں کو اس حکم کا سنانا بالغرض اہتمام ہوتا ہے ربط اور پر مؤمنین و کفار کے ذکر کے بعد منافقین کا ذکر تھا آگے بھی ان کے حال کی زیادہ تفصیل ہے جیسا شروع سورۂ بقرہ میں مؤمنین و کافرین کا حال کم ہے اور منافقین کا زیادہ کیونکہ ان کا کوشش کرنا اخفاء حال میں بالغرض تلبیس کے مقتضی ہے اس کے زیادہ کشف کو بمصلحت رفع تلبیس کے اور اول میں مؤمنین کا قول تمہید کے لیے بیان کیا گیا ہے۔

تفصیل و تکمیل شنایع منافقین

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۚ فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ ۚ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝

اللغات

قولہ لولا للتحضیض۔ قولہ اولی الھدی الرمح عن الصحاح عن الاصمعی اولی لہ قاربہ ما یھلکہ ای نزل بہ

فھو فعل مستتر فیہ ضمیر الھلاک بقرینۃ السیاق واللام زائدۃ ۱۲

النحو طاعۃ وقول معروف الظرفی حواشی آیۃ واقسموا باللہ جھد ایمانھم من سورۃ النور ۱۲

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ۝ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا

یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دور کر دیا پھر اُن کو بہرا کر دیا اور اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں جو لوگ پشت

عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا

پھیر کر ہٹ گئے بعد اس کے کہ سیدھا رستہ اُن کو صاف معلوم ہو گیا شیطان نے اُن کو چقہ دیا ہے اور اُن کو دور دور کی سوجھائی ہے یہ اس سبب سے ہوا کہ ان لوگوں نے ایسے لوگوں

مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ

چونکہ خدا کے اُتارے ہوئے حکام کو ناپسند کرتے ہیں یہ کہا کہ بعضی باتوں میں ہم تمہارا کہنا مان لینگے واللہ تعالیٰ انکی خفیہ باتیں کرنے کو جانتا ہے سو انکا کیا حال ہوگا جبکہ فرشتے انکی جان قبض کرتے ہونگے اور ان کے منہ اور پشت پر مارتے جاتے ہونگے

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ ع ۹ ۷

یہ اس سبب سے کہ جو طریقہ خدا کی ناراضی کا موجب ہوا اُسی پر چلے اور اس کی رضا سے نفرت کیا کیے اسلیے اللہ تعالیٰ نے ان کے سب اعمال کا لعدم کر دیئے جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی

اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۝

ان کی دلی عداوتوں کو ظاہر نہ کریگا۔ اور ہم اگر چاہتے تو آپ کو اُن کا پورا پتہ بتلا دیتے سو آپ اُن کو اُن کے حلیہ سے پہچان لیتے اور آپ انکو طرز کلام سے ضرور پہچان لیں گے اور اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال کو جانتا ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ۝

اور ہم ضرور تمہاری سب کی آزمائش کرینگے تاکہ ہم اُن لوگوں کو معلوم کر لیں جو تم میں جہاد کرنیوالے ہیں اور جو ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تاکہ تمہاری حالت کی جانچ کر لیں

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ۝ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ
مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۝
فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝
أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ۝ وَجو لوگ ایمان والے ہیں وہ (تو ہمیشہ اس بات کے مشتاق رہتے ہیں کہ کلام الٰہی اور نازل ہوتا کہ ایمان تازہ ہو اور احکام جدید آویں تو اُن کا ثواب بھی حاصل کریں اور اگر احکام سابقہ کی تاکید ہو تو اور زیادہ ثبات حاصل ہو اور اس اشتیاق میں) کہتے رہتے ہیں کہ کوئی نئی) سورت کیوں نہ نازل ہوئی (اگر نازل ہوتی تو مثلاً پوری ہو) سو جس وقت کوئی صاف صاف (مضمون کی) سورت نازل ہوتی ہے اور (اتفاق سے اُس میں جہاد کا بھی (صاف صاف) ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپکی طرف اس طرح (بھیانک نگاہوں سے) دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو (اس طرح دیکھنے کا سبب خوف اور جن ہے کہ اب حفظ وضع کے لیے جہاد میں جانا پڑا اور مصیبت آئی اور وہ جو اس طرح خدا کے حکم سے جی چراتے ہیں) سو (اصل یہ ہے کہ) عنقریب بے بنی کمبختی آنیوالی ہے (خواہ دنیا میں بھی کسی وبال میں گرفتار ہوں ورنہ بعد موت کے تو ضروری ہی ہے اور گو فرصت میں بہت باتیں اطاعت اور تملق کی بنایا کرتے ہیں لیکن) ان کی اطاعت اور بات چیت (کی حقیقت) معلوم ہے (جس کا اب نزول حکم قتال کے وقت انکی حالت ہی سب ہی پر ظہور ہو گیا پھر (بعد نزول حکم جہاد کے جب سارا کام (اور سامان لڑائی کا) تیار ہی ہو جاتا ہے تو (اُس وقت بھی) اگر یہ لوگ (دعوے ایمان باللہ میں) اللہ سے سچے رہتے (یعنی دعوے ایمان کے مقتضا پر کہ عمل بالاحکام عموماً و بحکم الجہاد خصوصاً سے عمل کرتے اور صدق دل سے جہاد کرتے) تو ان کے لیے بہت ہی بہتر ہوتا (یعنی ابتدا میں اگر منافق تھے تو اخیر ہی میں نفاق سے تائب ہو جاتے تب بھی ایمان مقبول ہو جاتا اور انتہاء کو اس میں منحصر نہ سمجھا جاوے کیونکہ وقت موت تک صدق مقبول ہے۔ آگے تقویت امر جہاد و

اللغات سول فی القاموس سول الشیطان اغواہ۔ قولہ املی لہم الشیطان فی الامانی قولہ اضغان، جمع ضغن حقد و عداوۃ۔ قولہ لحن القول فی المرح اسلوب من اسالیبہا والمائلۃ عن الطریق المستقیم۔ الاولی ان یرید بہ ہہنا الاول۔ قولہ اخبارکم ای احوالکم التی تخبر عنہا۔

البلاغۃ قولہ فاصمہم فیہ ترشیح جاء الترکیب فاصمہم وعمی بصائرہم کما جاء واعمی ابصارہم واعماہم کما جاء فاصمہم قیل للاذن الواصبۃ بالقطع او قلع لسمع الکلام فلم یحج الی ذکر الاذن والبصر ہہنا لعین لو صیب بالقلع الابصار فالعین لما دخل فی الرویۃ والاذن لما دخل لمانی السمع اھ قولہ اعلی قلوب تنکیرہ لتہویل الامانی المتناوۃ

تخلفین عن الجہاد کے لیے جہاد کے ترک پر ایک ظاہری عذر بھی منافقین کو بطور التفات کے خطاب کر کے بیان فرماتے ہیں کہ تم لوگ جو جہاد سے کراہت کرتے ہو) سو (اس میں دنیوی مضرت بھی ہو چنانچہ) اگر تم (اور اسی طرح سب نفیہ تغلیب جہاد سے) کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے (یعنی ہونا چاہیے فالاستفہام للتقریر) کہ تم (یعنی مجموعہ خاص دنیا میں فساد مچاؤ اور آپس میں قطع قرابت کرو (یعنی جہاد سے بڑا فائدہ اقامت عدل واصلاح وامن کا ہے اگر اس کو چھوڑ دیا جاوے تو مفسدین کا غلبہ ہو جاوے اور کوئی انتظام جس میں جمیع مصالح مرعی ہوں نہ رہے اور ایسے انتظام نہ ہونے کے لیے فساد اور اضافہ متحقق لازم ہے گو جہل بالاحکام الصحیحہ سے کوئی شخص اسکو ظاہری لڑائی بھڑائی نہ ہونے سے امن اور عدل سمجھ جائے جیسا قوانین مخالفہ شرع کے یہی آثار مشاہد ہیں کہ ظاہراً ائتلاف اور حقیقۃً حقوق کا اتلاف ہے جن جہاد میں دنیوی منفعت بھی ہو اس سے تقاعد کرنا اور بھی عجیب ہے آگے بطور التفات الی الغیبۃ کے ان منافقین مذکورین کی تقبیح ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دور کر دیا (اس لیے احکام پر عمل کی توفیق نہ رہی) پھر (رحمت سے بعید کرنے پر یہ امر مرتب ہوا کہ) اُن کو (نگوش قبول احکام کو بہ سُننے سے) بہرا کر دیا اور (راہ حق کے دیکھنے سے) ان کی (بطنی) آنکھوں کو اندھا کر دیا (آگے اپنر توبیخ ہے کہ باوجود یکہ قرآن میں جہاد اور دیگر احکام کا وجوب مع دلائل حقانیت قرآن کے اور ان احکام کے مصالح ومنافع اخرویہ دائما اور دنیویہ بھی لحیاناً اور ان احکام کی مخالفت پر وعیدیں مذکور ہیں پھر جو یہ لوگ اس طرف التفات نہیں کرتے) تو کیا یہ لوگ قرآن (کے اعجاز اور مضامین) میں غور نہیں کرتے (اس لیے انکو انکشاف نہیں ہوتا) یا (غور کرتے ہیں مگر) دلوں پر (غیبی) قفل لگے ہیں (یہ منع الخلو ہو اور واقع میں دونوں امر مجتمع ہیں اول ان کا فعل ہو لیعنے عدم تدبر بوجہ انکار کے پھر اُس کے وبال میں قفل لگ گیا جس کو طبع اور ختم بھی کہا گیا ہے اور دلیل اس ترتیب کی یہ آیت ہے ذلک بانھم اٰمنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبھم اور اس مجموعہ پر فہم کا یفقھون مرتب ہے آگے اس عدم تدبر کی وجہ فرماتے ہیں کہ) جو لوگ (حق سے) پشت پھیر کر ہٹ گئے بعد اس کے کہ سیدھا رستہ انکو (دلائل عقلیہ مثل اعجاز قرآن اور دلائل نقلیہ مثل پیشگوئی کتب سابقہ کہ ان اکثر المنافقین کاذا اھل الکتاب) صاف معلوم ہو گیا شیطان نے انکو جھٹکا دیا ہے اور انکو دُور دُور کی سوجھائی ہے (کہ ایمان لانے سے فلاں فلاں مصالح موجود اور جو آیندہ متوقع ہیں فوت ہو جاویں گے املاء ہے اس لیے ایمان نہ لانا ہی بہتر ہے یہ تسویل ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ اس عدم تدبر کی وجہ عناد ہے کہ بعد تبین ہدی کے ارتداد علی الادبار سرزد ہوا اور اس عناد کے بعد تسویل شیطانی ہوئی اور اُس تسویل سے عدم تدبر اور عدم تدبر سے ختم اور طبع پھر (یہ ارتداد علی الادبار بعد تبین الہدی) اس سبب سے ہوا کہ ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے جو کہ خدا کے اُتارے ہوئے احکام کو (حسداً) ناپسند کرتے ہیں (مراد اس سے رؤساء یہود ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حسد کرتے تھے اور باوجود معرفت حق کے اتباع سے عار کرتے تھے حاصل یہ کہ ان منافقین نے رؤساء یہود سے) کہا کہ بعضی باتوں میں ہم تمہارا کہنا مان لیں گے (یعنی تم جو ہم کو اتباع محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے منع کرتے ہو اس کے دو جزو ہیں ایک عدم اتباع ظاہراً۔ دوسرا عدم اتباع باطناً سو جزو اول میں تو ہم بمصلحت تمہارا کہنا نہیں مان سکتے لیکن جزو ثانی میں مان لیں گے کیونکہ عقائد میں ہم تمہارے ساتھ ہیں کما فال انا معکم مطلب یہ ہوا کہ حق سے پھرنے کا سبب قومی تصلب اور کورانہ تقلید ہے۔ غرض ابتداء سلسلہ کی اس سے ہے اور انتہاء ختم وطبع پر) اور (گو اس قسم کی باتیں یہ منافقین خفیہ کرتے ہیں مگر) اللہ تعالیٰ ان کی خفیہ باتیں کرنے کو (خوب) جانتا ہے (اور بعض امور پر وحی سے آگاہ کر دیتا ہے آگے عید ہے جو کہ اولی (لہم) کی تفسیر کے طور پر ہو سکتی ہے یعنی یہ جو ایسی حرکتیں کر رہے ہیں) سو ان کا کیا حال ہوگا جبکہ فرشتے ان کی جان قبض کرتے ہونگے اور ان کے مونہوں پر اور پشتوں پر مارتے جاتے ہونگے (اور یہ (عقوبت) اس سبب سے (ہوگی) کہ جو طریقہ خدا کی ناراضی کا موجب تھا یہ اُسی پر چلے اور اُس کی رضا (یعنی اعمال موجبہ رضا) سے نفرت کیا کیے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے سب اعمال (نیک ابتدا ہی سے) اکارت کر دیئے (پس اس عقوبت کے مستحق ہو گئے اور اگر کسی کے پاس کوئی عمل مقبول ہو تو اُس کی برکت سے عقوبت میں کچھ تو کمی ہو ہی جاتی ہوگی واللہ یعلم اسرارھم کے مضمون کی شرح کے طور پر ہے کہ) جن لوگوں کے دلوں میں مرض (نفاق) ہے (اور وہ اُس کے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں) کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی ان کی دلی عداوتوں کو ظاہر نہ کرے گا (یعنی یہ ان کو کیسے اطمینان ہو گیا جبکہ حق تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت اور مسلم ہے) اور ہم (تو) اگر چاہتے تو آپ کو اُن کا پورا پتہ بتلا دیتے سو آپ اُن کو اُن کے حلیہ سے پہچان لیتے (پورے پتہ کا مطلب یہی ہے کہ ہر ایک کا پورا اصلیۃ یتا وذوہ حلیۃ کو مفہوم کلی تا ہو مگر کلی منحصر فی فرد واحد ہو اُس کا انطباق اُسی جزئی معین پر ہوتا ہے اس لیے اس کلی کا بتلا دینا بمنزلہ اشارہ جزئیہ کے ہے اس جزئی کی طرف) اور (گو بمصلحت ہم نے اس طرح نہیں بتلایا لیکن) آپ اُن کو (اُن کے) کلام سے (اب بھی) ضرور پہچان لیں گے (کیونکہ اُن کا کلام صدق سے ناشی نہیں اور آپ کو نور فراست سے اللہ تعالیٰ نے صدق وکذب کی پہچان دی تھی کہ صدق کا اثر قلب پر اور ہوتا تھا اور کذب کا اور کما فی الحدیث الصدق طمانینۃ والکذب ریبۃ) اور (آگے مؤمنین ومنافقین سب کو خطاب میں جمع کر کے بطور ترغیب وترہیب کے فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال کو جانتا ہے (پس مسلمانوں کو ان کے اخلاص پر جزا اور منافقین کو ان کے نفاق وخداع پر سزا دے گا) اور (آگے احکام شاقہ مثل جہاد وغیرہ کے ایک حاکمانہ حکمت ارشاد ہے جیسا اوپر فعل عسیتم الخ میں ایک حکیمانہ حکمت ارشاد فرمائی تھی یعنی) ہم (ایسے امور شاقہ کا حکم دیکر) ضرور تمہاری سب کی آزمائش

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰی لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ وَسَیُحْبِطُ

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اسکے کہ اُن کو رستہ نظر آچکا تھا یہ لوگ اللہ کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکیں گے ۔ اور اللہ تعالیٰ

اَعْمَالَهُمْ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ

اُن کی کوششوں کو مٹا دیگا ۔ اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور اُنہوں نے

سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۚ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ

اللہ کے رستہ سے روکا پھر وہ کافر ہی رہ کر مر گئے سو خدا تعالےٰ اُن کو کبھی نہ بخشے گا تو تم ہمت مت ہارو اور صلح کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب ہوگے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے

وَلَنْ یَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝ اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا یُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا یَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝

اور تمہارے اعمال میں ہرگز کمی نہ کریگا یہ دنیوی زندگانی تو محض ایک لہو و لعب ہے اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو تو تم کو تمہارے اجر عطا کریگا اور تم سے تمہارے اموال طلب نہیں کریگا

کرینگے تاکہ ہم (ظاہری طور پر بھی) اُن لوگوں کو معلوم (اور متمیز) کرلیں جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں اور جو (جہاد میں) ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تاکہ تمہاری حالتوں کی جانچ کرلیں (یہ اس لیے بڑھا دیا کہ علاوہ حکم جہاد کے اور احکام بھی داخل ہو جاویں اور علاوہ حالت مجاہدہ و صبر کے دوسرے حالات بھی داخل ہو جاویں) ف درمنثور میں ابن مبارک سے روایت ہے قولہ دل اللہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم یدل علی المنافقین فکان یدعو باسم الرجل من اھل النفاق ۔ اور روح المعانی میں حضرت انس رضی سے بلا اسناد ایک روایت ہے کان علیہ الصلوٰۃ والسلام یعرفھم بسیماھم ۔ سو پہلی روایت میں آیت سے کوئی منافات ظاہری بھی نہیں کیونکہ یہ دلالت معرفت بالعین سے بھی ہو سکتی ہے اور روایت ثانیہ اگر ثابت ہو تو ظاہراً منافی ہے لیکن لو نشاء الخ میں ماضی کیلیے ہے اور استقبال للزم نہیں آتا سو ممکن ہے کہ بعد نزول اس آیت کے معرفت بالسیما بھی عطا ہو گئی ہو اور حضرت حذیفہ رض کو منافقین کا بتلا دینا جو بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے اُس میں آپ کی معرفت کے متعلق دونوں احتمال ہیں اور نعلم المجاھدین میں ظاہری طور کہا گیا ہے اس کی شرح پارہ دوم کی شرح لنعلم من یتبع الرسول کی تفسیر میں گذری ہے ۔ اور سورۃ میں جو محکمۃ کی قید ہے یہ محکم مقابل متشابہ کے ہے جیسا شروع آل عمران میں ہے اور فائدہ اس قید کا یہ ہے کہ اگر کوئی آیت خفی المعنی در بارہ جہاد کے نازل ہوتی تو اُن کو بہانہ مل سکتا تھا کہ ہم اس کے معنی نہیں سمجھے اور محکم میں چونکہ اس کی گنجائش نہ تھی اس لیے سخت شاق ہوتا تھا ۔ اور اگر شبہہ ہو کہ جہاد کا حکم اگر بالفعل نازل ہونا بھی اُن کی ناگواری کے لیے کافی تھا تعدد نزول کو اس میں کیا دخل ۔ جواب یہ ہے کہ اکثر آیتیں جہاد کی ایسی ہیں کہ جب کوئی نیا قصہ پیش آیا اور خاص کسی قوم سے جہاد کی ضرورت ہوئی خاص اسکے متعلق آیتیں آگئیں پس اگر نئی آیتیں نہ آتیں تو وہ اس سے بفکر رہتے کہ آیات سابقہ کا مؤدا تو ختم ہو چکا اب نئے قصہ میں تو جہاد کا حکم نہیں ہوا ہے مگر جب اُس میں بھی نزول آیات جہاد کا ہوتا تو پھر اُن کی جان کو بنی ۔ ربط اوپر شروع سورت سے یہاں تک مسلمانوں کی تحسین اور کفار کی تہجین اور درمیان میں کفار سے جہاد کا حکم مذکور ہے آگے خاتمہ میں ان مضامین کی کچھ تلخیص کچھ تفریع کچھ تتمیم کچھ تاکید ہے چنانچہ کفار کی مذمت تہجین ہے ۔ اور اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم تحسین ہے مومنین کو تفریع ہے اس طور پر کہ جب اہل ایمان کے لیے ایسی ایسی خوبیاں ثابت ہیں تو تم ان خوبیوں کی حلت یعنی اطاعت کو مت چھوڑنا اور ان خوبیوں کے منافی یعنی ابطال عمل سے بچنا ۔ پھر اس تحسین و تہجین کے مجموعہ پر یہ تفریع ہے کہ جب دونوں فریق میں یہ تفاوت ہے تو مقبولین کو مخذولین سے دبنا نہ چاہیے اور یہ مضمون تاکید ہے فضرب الرقاب کی اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب کا مضمون حکم جہاد کی تتمیم ہے اور بالکل ختم پر مضمون ترہیب کا ان مذکورہ و غیر مذکورہ جمیع اوامر و نواہی کی تاکید ہے ۔

تحذیر مومنین در طرفین کلام و ترغیب شان در اطاعت احکام خصوص در جہاد بالنفس و بالمال با کفار لئام

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰی لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۚ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ یَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝ اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا یُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا یَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝

اللغات قولہ لن یترکم من الوتر والترۃ النقص ۱۲

الفقہ

قولہ تعالیٰ لا تبطلوا الخ استدل بہا الحنفیۃ فی ایجاب قضاء النفل بعد الافساد وھو الدلالۃ ظاہر من تقریری لان اجزاء العبادۃ الواحدۃ بعضہا شرط لصحۃ بعضہا او بقاءہ ولشافعیۃ ان یقولوا انا نسلم انہ ابطال لکن نمنع ان یکون کل ابطال منہیا عنہ لحدیث ان المتطوع امیر نفسہ ونحوہ وبالجملۃ فالمسئلۃ ظنیۃ و الآیۃ ثابتۃ قطعاً والدالۃ علیہا ظنا فافہم ۱۲

اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ

اگر تم سے تمہارے مال طلب کرتا ہو تو تم بخل کرنے لگو اور اللہ تعالیٰ تمہاری ناگواری ظاہر کر دے۔ ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے سو بعضے تم میں وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں

وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝

اور جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ اپنے سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ تو کسی کا محتاج نہیں اور تم سب محتاج ہو۔ اور اگر تم روگردانی کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دیگا پھر وہ تم جیسے نہ ہونگے

ع ۱۰

اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝۳۸ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے (اوروں کو بھی) اللہ کے رستہ (یعنی دین) سے روکا اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان کو (دین کا) رستہ (دلائل عقلیہ سے مشرکین کے لیے اور نقلیہ سے بھی اہل کتاب کے لیے) نظر آچکا تھا یہ لوگ اللہ (اور) کے دین (کو) کچھ نقصان نہ پہونچا سکیں گے (بلکہ یہ دین ہر حال میں پورا ہو کر رہیگا چنانچہ ہوا) اور اللہ تعالیٰ انکی کوششوں کو (جو دین حق کے مٹانے کے لیے عمل میں لا رہے ہیں) مٹا دیگا (یہ تمہید تھی مسلمانوں کے تحذیر کی آگے ترغیب اطاعت کے ساتھ اس تحذیر کی تصریح ہے کہ) اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور (چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ہی کا حکم بتلاتے ہیں خواہ خاص جزئی کی وحی ہو یا کلی وحی متلو میں کسی جزئی کو داخل کرنے سے اسلیے) رسول (صلے اللہ علیہ وسلم کی) اطاعت کرو اور (کفار کیطرح اللہ و رسول کی مخالفت کر کے) اپنے اعمال کو برباد مت کرو (اگر یہ مخالفت نفس ایمان میں ہو تب تو برباد ہونا اسلیے ہے کہ کفر اگر سابق ہو جیسے کافر اصلی کا کفر تو وہ مبنائے صحت عمل ہی اور اگر لاحق ہو جیسے مرتد کا کفر تو وہ حابط عمل ہو اور اگر مخالفت نفس ایمان میں نہیں بلکہ کسی عمل میں ہو جیسے عصاۃ مؤمنین کا عصیان تب برباد ہونے کی یہ صورت ہو کہ جو ایک عمل کسی دوسرے عمل کی صحت یا بقا کی شرط ہو اس میں خلل ڈالا جائے جسکی تفصیل پارہ سوم آیت یا ایہا الذین اٰمنوا لا تبطلوا صدقاتکم الخ کی تفسیر میں گذری ہو اور یہ جنکہ کفار جو مخالفت کرتے تھے وہ نفس ایمان ہی میں تھی جو کہ مرتبہ بنبوحانتی میں ہو لیکن چونکہ اس میں کا بنسبت حانتی کا مرتبہ بھی پایا جاتا ہو جو کہ تمام مراتب میں مشترک ہو اس لیے تحذیر میں اس مخالفت کو از قبیل مخالفت کفار قرار دینا جیسا مترجم نے بقرینہ مقام اس لفظ سے کہ کفار کیطرح اس کا اعتبار کیا ہو مضائقہ نہیں اور اور یہ تو الذین کفروا (صدوا کا خسران فی الدنیا مذکور تھا آگے اس کا خسران فی الاخری کا ذکر فرماتے ہیں کہ) بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستہ سے روکا پھر وہ کافر ہی رہ کر مرے بھی) گئے سو خدا تعالیٰ انکو کبھی نہ بخشے گا (عدم مغفرت کے لیے کفر کے ساتھ صد عن سبیل اللہ شرط نہیں بلکہ صرف کفر و الی الموت تک کا بھی اثر ہے لیکن زیادت تشنیع کے لیے یہ قید واقعی فرمادی کہ اس قرقت کے رؤسا کفار میں ایسے بھی متحقق تھا آگے مؤمنین کے مدایح اور کفار کے قبایح پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ جب معلوم ہو گیا کہ مسلمان خدا کے محبوب اور کفار مبغوض ہیں) تو (اے مسلمانو) تم (کفار کے مقابلہ میں) ہمت مت ہارو اور (ہمت ہار کر) انکو صلح کیطرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب ہو گے (اور وہ مغلوب ہونگے کہ تم محبوب ہو اور وہ مبغوض ہیں) اور اللہ تمہارے ساتھ ہو (یہ تو تم کو دنیا کی کامیابی ہوئی) اور (آخرت میں یہ کامیابی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ) تمہارے اعمال (کے ثواب) میں ہرگز کمی نہ کرے گا (یہ تو تشجیع سے جہاد کی ترغیب تھی آگے تزہید سے جہاد کی ترغیب دیتے ہیں کہ) یہ دنیوی زندگانی تو محض ایک لہو و لعب ہے (اگر اس میں جان اور مال کو تمتع کے لیے بچانا چاہے تو وہ تمتع ہی کتنے دن کا ہو اور کیا اس کا حاصل) اور اگر تم ایمان اور تقوی اختیار کرو (جس میں جہاد بالنفس و المال بھی آگیا تو) تم کو تو اپنے پاس سے نفع پہونچا دیگا اس طرح سے کہ) تم کو تمہارے اجر عطا کریگا اور (اسکے سوا تمہارے مال (تک بھی جو کہ جان سے ہون ہے اپنے نفع کیلیے) طلب نہیں کریگا (جب تمسے ایسی چیز نہیں طلب کرتا جسکا دینا آسان ہے تو جان جسکا دینا مشکل ہو وہ تو کیوں طلب کریگا چنانچہ ظاہر ہے کہ ہمارے جان و مال کے خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں اور نہ یہ ممکن ہے نہ واقعۃً نہ عادۃً بطریق لا یطاع اور لا یسئل کا مرتب ان تؤمنوا جیسا کہ اسکے خلاف ہونیکا مقتضا ہے بایں معنی نہیں ہے کہ اگر ایمان نہ لاؤ تو تمہارا مال لے لیگا بلکہ بایں معنی ہے کہ ایمان نہ لانیوالے سے تو ہماری کوئی خصوصیت ہی نہیں کہ سوال اموال کا احتمال ہی نہیں البتہ شاید ایمان لانیکی صورت میں ذرا تاکہ کہیں دستی میں فرمانبرداری نہ ہونے لگیں جیسا اکثر اہل دنیا میں مشاہدہ کیا جاتا ہو اسلیے بطور مبالغہ کے اسکو اسپر مرتب فرمایا کہ اگر تم ایمان بھی لاؤ تب بھی ہم تمسے اپنے لیے مال طلب کریں اور اپنے نفع کے لیے سوال کرنا تو سوال کی ایک فرد محال ہو اسکا تو احتمال ہی نہیں ہماری حرارت تو سوال کی بعض فرد ممکن بھی کہ وہ سوال ہر جمیع مال کا واقع نہیں ہوتی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اکثر لوگوں کو تمام مال کا خرچ کرنا ناگوار ہو چنانچہ اگر (امتحاناً) تم سے تمہارے مال طلب کرے پھر انتہا درجہ تک تم سے طلب کرتا رہے (یعنی سب مال طلب کرنے لگے) تو تم (یعنی تم میں سے اکثر) بخل کرنے لگو (یعنی دینا گوارا نہ کرو) اور (اسوقت اللہ تعالیٰ انتہا

اللغات

قولہ فیحفکم الاحفاء المبالغۃ فی المسئلۃ والاستیصال کا صحی شاربہ اخذ منہا واحفاہا الاضغان

العداوۃ والمراد بہا ہہنا مطلق الکراہۃ ولو لم تبلغ درجۃ العداوۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ یبخل عن نفسہ البخل فیہ معنی المنع فناسب ان یعدی بعن ۱۲

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

تا گواری ظاہر کردے (یعنی نہ دینے سے کہ فعل ظاہری ہے باطنی ناگواری کھل جاوے اس لیے یہ فرد ممکن بھی واقع نہیں کی گئی اور) ہاں (اس فرد ممکن پر ترتب بخل اور اخراج اضغان کی دلیل صاف ہے کہ) تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں (جس کا نفع تمہاری طرف عائد ہونا یقینی ہے تھوڑا سا حصہ مال کا) خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے (اور بقیہ اکثر تمہارے قبضہ میں چھوڑ دیا جاتا ہے) سو (اس پر بھی) بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں (گو ایسے لوگ قلیل سہی مگر یہ تو معلوم ہو گیا کہ اگر وہ فرد مذکور کہ اس سے بدرجہا اشق و اشد ہے واقع ہو تو جیسے اب بعض قلیل بخل کرتے ہیں اُس وقت بعض کثیر بلکہ اکثر بخل کرتے جیسا طبائع کے انداز سے صاف ظاہر ہے) اور (آگے اس فرد واقع پر بخل کی مذمت ہے کہ) جو شخص (ایسی جگہ خرچ کرنے سے) بخل کرتا ہے تو وہ (درحقیقت) خود اپنے سے بخل کرتا ہے (یعنی اپنے ہی کو اُس کے نفع دائمی سے محروم رکھتا ہے) اور (نہیں تو) اللہ تو کسی کا محتاج نہیں (نہ کہ تمہارا) اُس کے ضرر کا ہو) اور (بلکہ) تم سب (اُسکے) محتاج ہو اور (تمہاری اسی احتیاج کی رعایت سے تم کو انفاق کا حکم کیا گیا کیونکہ آخرت میں تم کو ثواب کی حاجت ہوگی اور طریق اس کا یہی اعمال ہیں اب تم اپنا نفع نقصان دیکھ لو اور اول تو ہم کو کسی عامل کے نفس عمل کی حاجت نہیں) اور اگر (بعض حکمتوں کی وجہ سے دنیا میں ایسے لوگوں کا ہونا ہی ہو تو ایسے لوگوں کا جو کہ اعمال صالحہ کریں رکھنا ہی ہوگا اور) تم (ہمارے احکام سے) روگردانی کروگے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کردیگا (اور) پھر وہ تم جیسے (روگردانی کرنیوالے) نہ ہونگے (بلکہ نہایت فرمانبردار ہونگے اور یہ کام اُن سے لے لیا جاویگا اور اس طرح وہ حکمت پوری ہو جاویگی) ف فلا تھنوا وتدعوا میں جو صلح کی ممانعت ہے تو اس سے مراد مطلق صلح نہیں بلکہ صرف وہ صلح جو کہ محض ضعف ہمت ہو جو کہ معصیت ہے اور ظاہر ہے کہ جب معصیت ناجائز ہے اُس پر کسی عمل کا مرتب کرنا بھی جائز نہ ہوگا اور جو صلح کسی مصلحت ہی پر ہو گو وہ مصلحت ضعف قوت جسمانی یا قلت عدد یا قلت سامان ہو وہ نحو ذلک جائز ہے اور انتم الاعلون میں جو غلبہ کی بشارت دی ہے اگر یہ خاص مخاطب کے اعتبار سے ہے تب تو کچھ اشکال ہی نہیں کیونکہ اسی طرح واقع ہوا اور اگر عام مؤمنین کے اعتبار سے ہے تو دوسری جگہ (انتم الاعلون کو ان کنتم مؤمنین بمعنی کاملی الایمان کے ساتھ مقید فرمایا ہے اور اسکی پوری تحقیق پارہ ثم آیت ومن یتولہ اللہ ورسولہ الخ کی تغسیر کے ذیل میں گذری ہے اور ان یسئلکموھا کی تقریر میں سوال کی جس فرد کو ممکن کہا گیا ہے اگر یہ شبہہ ہو کہ سوال تو خود ہی محال ہے کیونکہ وہ موقوف ہے احتیاج پر جواب یہ ہے کہ سوال سے مراد مطلق طلب ہے گو بطور امر سہی چنانچہ آیت من ذا الذی یقرض اللہ میں حق تعالیٰ کی طرف استقراض یعنی سوال قرض کی اسناد اسی معنی کے اعتبار سے خود ثابت ہے اور بخلوا کے ترجمہ میں جو اکثر کہا گیا وجہ اسکی یہ ہے کہ اللہ کے بعضے بندے ایسے ہیں کہ وہ خوشی سے سب ہی دیدیتے اور اگر یہ شبہہ ہو کہ پھر بخلوا میں سب کی طرف کیوں اسناد کردی جواب یہ ہے کہ اسناد کالکل الی الاکثر مجازاً جائز و شائع فی الکلام ہے۔ اور اس فرد ممکن کا عدم وقوع ظاہر ہے کیونکہ جس قدر نفقات واجبہ ابتداءً ہیں انہیں سے کسی میں تمام مال دنیا واجب نہیں اور یوں خود کوئی جمع مال کی نذر کرتے یہ اُس نے خود التزام کیا ہے اور اس کے التزام کے بعد شرع کا ایجاب ہوا ہے۔ اور اگر شبہہ ہو کہ جان تو جمع مال سے اعز ہے اُس کے بذل کا کیوں حکم ہوا۔ جواب یہ ہے کہ اسکی ضرورت اصلاح میں انسان کو زیادہ ہے اور بذل جمیع مال کی اسقدر ضرورت نہیں اور چونکہ وہ منافع نہایت عظیمہ ہیں اس لیے مشقت عظیمہ کو گوارا کیا گیا اور چونکہ تھوڑی جانوں کے بچانے کے بعد شیوع فساد و لازم ترک جہاد ہے بہت سی جانیں جاتیں اس لیے تھوڑی جانیں خرچ ہونا گوارا ہوا اور نفع آخرت علاوہ ہے۔ اور تنفقوا کے ترجمہ میں جو تھوڑا سا کہا ہے دلیل اس کی وقوع ہے اور کلام میں قرینہ اس کا حذف کرنا ہے مفعول تنفقوا کا جس سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ نفس انفاق کا تحقق ہونا چاہیے اور وہ تقلیل سے بھی ہو جاتا ہے البتہ تعیین و عدم تعیین اس قلیل کی مفوض الی الشرع ہے۔ اور منکم من یبخل کو بعض نے منافقین کی شان میں کہا ہے اس خیال سے کہ مؤمنین سے بخل کا صدور مستبعد ہے لیکن آگے جان تتولوا آیا ہے اُس کے متعلق ترمذی کی ایک حدیث میں صحابہ رضہ کا یہ سوال مروی ہے من ھؤلاء الذین اذا نحن تولینا استبدلوا بنا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تتولوا کا خطاب مؤمنین کو ہے اور ظاہر ہے کہ سب ضمائر کا مخاطب واحد ہی ہونا مناسب ہے پس ضمیر اول کے مخاطب بھی مؤمنین ہی کو کہنا مناسب ہے۔ رہا یہ کہ اُنسے صدور بخل مستبعد ہے سو اول تو بخل انبیاء و ملائکہ کے ہم کسی کو معصوم نہیں کہتے دوسرے یہ کیا ضرور ہے کہ بخل مذموم واقع ہوا ہو یعنی محض انقباض عن الانفاق مذموم نہیں ہے جبکہ اُسکے مقتضاء پر عمل نہ کیا جاوے (یا عتاب یہ اسلیے ہو سکتا ہے کہ احیاناً یفضی ہو جاتا ہے عمل کیطرف بھی اسلیے اسکا ازالہ ضرور ہے) اور ان تتولوا میں عدم تولی صحابہ کی یقینی ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرر غیر بھی پیدا نہ کی گئی ہو البتہ استبدال کی نفی متیقن ہے پس حدیث میں جو اس قوم کی تفسیر مؤمنین اہل فارس سے آئی ہے جو کہ پیدا کیے گئے اسمیں کوئی اشکال نہیں الحمد للہ کہ سورہ محمد کی تفسیر ختم ہوئی آگے سورہ فتح آتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ

سورۃ الفتح مدنیۃ وآیاتہا تسع وعشرون کذا فی البیضاوی

ربط سورہ سابقہ کے ختم میں بذل انفس و اموال فی سبیل اللہ کی ترغیب تھی اور اس تمامی سورت میں اس بذل کے چند مواقع مذکور ہیں افادہ اس سورت کی مختلف آیتوں میں متعدد واقعات کی طرف اشارہ ہے سہولت فہم آیات کے لیے اُن واقعات کو لکھدینا مناسب معلوم ہوتا ہے واقعہ اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں خواب دیکھا کہ ہم مکہ میں امن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ

بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے اور آپ پر اپنے احسانات کی تکمیل کردے اور آپ کو سیدھے رستہ پر لے چلے

وامان کے ساتھ گئے اور عمرہ کرکے حلق وقصر کیا آپ نے یہ خواب صحابہ سے بیان فرمایا گو آپنے تعیین مدت کی نہ فرمائی تھی مگر شدت اشتیاق سے اکثروں کا خیال اس طرف گیا کہ امسال عمرہ میسر ہوگا اور اتفاقاً آپ کا قصد بھی عمرہ کا ہوگیا۔ **واقعہ دوم** آپ بقصد عمرہ بھراہی تخمیناً ڈیڑھ ہزار آدمیوں کے مکہ کو چلے اور ہدی بھی آپکے ساتھ تھی جب یہ خبر مکہ میں پہنچی قریش نے بہت سا مجمع کرکے اتفاق کرلیا کہ آپکو مکہ میں نہ آنے دینگے چنانچہ آپنے حدیبیہ میں جو مکہ سے قریب ہے قیام فرمایا **واقعہ سوم** آپنے مکہ میں ایک قاصد بھیجا کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں ہمکو آنے دو عمرہ کرکے چلے جائینگے مگر اُس کو کچھ جواب نہ ملا یہاں تک کہ آپ نے انس کام کے لیے حضرت عثمان رضؓ کو بھیجا اور اُن کی زبانی بھی قریش کو یہی پیغام کہلا بھیجا اور بعضے مسلمان مرد اور عورت جو مکہ میں مغلوب ومظلوم تھے اُن کو بشارت کہلا بھیجی کہ اب عنقریب مکہ میں اسلام غالب ہوجاوے گا حضرت عثمانؓ کو قریش نے روک لیا اُن کی واپسی میں جو دیر لگی یہاں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمانؓ قتل کردیئے گئے اُس وقت آپ نے اس خیال سے کہ شاید لڑائی کا موقع ہوجاوے سب صحابہ سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر جہاد کی بیعت لی جب قریش نے بیعت کی خبر سُنی ڈر گئے اور حضرت عثمانؓ کو واپس بھیجدیا **واقعہ چہارم** پھر مکہ کے چند رؤسا بغرض صلح آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صلحنامہ لکھنا قرار پایا جو اول سنہ ۶ھ ہی میں قریش نے جھک جھک کی کہ ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھنے دینگے ہاں پرانا کلمہ لکھوائیے باسمک اللھم اور پھر آپکے نام کے ساتھ رسول اللہ لکھنے پر تکرار کی کہ صرف ابن عبداللہ لکھنا چاہیئے پھر گفتگو ہوتی رہی اور مسلمانوں کو غصہ بھی آیا اور جوش ہوا کہ تلوار سے معاملہ ایک طرف کردیا جاوے لیکن آخر آپنے ان دونوں باتوں کو منظور فرمایا اور مسلمانوں نے بھی ضبط کیا اور صلحنامہ لکھا گیا جسمیں ایک شرط یہ بھی تھی کہ آپ اس سال واپس چلے جائیں اور سال آئندہ آکر عمرہ کرلیجیے اور ایک یہ مضمون تھا کہ دس سال تک لڑائی نہو گی چنانچہ آپنے حدیبیہ ہی میں ہدی کو ذبح کیا اور حلق وقصر کرکے احرام کھول دیا اور مدینہ کو تشریف لیچلے **واقعہ پنجم** حدیبیہ میں قبل صلح ایک واقعہ یہ ہوا کہ ایک جماعت مسلح اہل مکہ میں سے یہاں خفیہ اس ارادہ سے آئی کہ موقع پاکر بغفلۃ باللہ آپکا کام تمام کردیں صحابہ نے اُنکو دیکھ لیا اور پکڑ لیا مگر آپ نے اُن کو رہا کردیا **واقعہ ششم** جب آپ مکہ کو چلے تھے تو آپ کو بھی قریش کی طرف سے لڑائی کا شبہہ تھا اس لیے آپ نے زیادہ مجمع کے ساتھ جانا مصلحت سمجھا چنانچہ آپنے اعراب یعنی اہل دیہات میں بھی اسکا اعلان کرادیا کہ ہم کو بھی چلنا چاہیے مگر یہ لوگ بوجہ نفاق کے نہیں گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ مکہ میں بڑا مجمع ہوا ہے ہم تو اُن کے مقابلہ میں نہیں جاتے اور آپ کی اور مؤمنین کی نسبت کہا کہ یہ لوگ بھکر نہیں آوینگے اور جب آپ واپس تشریف لائے تو حاضر ہوکر جھوٹے جھوٹے عذر کردیئے۔ **واقعہ ہفتم** آپ حدیبیہ سے مدینہ کو واپس تشریف لاتے تھے کہ راہ میں یہ سورت نازل ہوئی کل یا اکثر علی اختلاف القولین اور سب واقعات ذی قعدہ سنہ ۶ھ میں ہوئے **واقعہ ہشتم** آپ حدیبیہ سے واپس تشریف لاکر محرم سنہ ۷ھ میں اہل حدیبیہ کو لیکر فتح خیبر کے لیے جو کہ مدینہ سے شمال میں چار منزل پر شام کی سمت میں یہود کا ایک شہر تھا تشریف لیچلے اور وہ فتح ہوگیا اُس میں کوئی شخص متخلفین حدیبیہ سے شریک نہ تھا **واقعہ نہم** سال آیندہ ذیقعدہ سنہ ۷ھ میں آپ حسب معاہدہ بجائے عمرہ فوت شدہ کے پھر عمرہ کے لیے تشریف لیچلے چنانچہ آپنے مکہ پہونچ کر امن وامان سے عمرہ ادا فرمایا **واقعہ دہم** صلحنامہ میں جو دس سال لڑائی موقوف رہنے کا معاہدہ لکھا تھا قریش نے نقض عہد کیا آپ نے مکہ پر چڑھائی کی اور رمضان سنہ ۸ھ میں اُس کو فتح کرلیا جس کی تفصیل شروع تفسیر سورہ برادۃ فائدہ سوم میں گذری ہے یہ سب واقعات روح المعانی میں مع تصریح ماخذ موجود ہیں۔ بعض آیات میں دوسرے واقعات کیطرف بھی اشارہ ہے مگر اولاً اُن کی تفسیر مختلف فیہ ہے ثانیاً اُن کی تفصیل پر تفسیر موقوف نہیں ہے اس لیے وہ اُن ہی آیات کے ساتھ لکھدیئے جاوینگے۔ اب تفسیر شروع ہوتی ہے اول فتح مبین کے ساتھ امتنان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جسکی غایات علیہ الشان کے ذکر فرمانے

تہنیت سید المرسلین بفتح مبین مع غایات ملابسہ تقویت دین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ

اللغات الفتح ازالۃ الاغلاق وفتح البلد الظفر بہ بحرب اوغیرہ لانہ منغلق ملہم یطیقہ فاذا افتح حصل فیہ فقد فتح کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ قولہ انا انا تاکید للاہتمام لانہ فتح الانکار۔ قولہ فتحنا الاسناد الی ضمیر المتکلم لاظہار عظمۃ الصنع وفائدۃ التعبیر بالماضی۔ قولہ لیغفر لک اللہ فیہ التفات الی الغیبۃ ۱۲

وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۗ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

اور اللہ آپ کو ایسا غلبہ دے جس میں عزت ہی عزت ہو۔ وہ خدا ایسا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا تاکہ اُن کے پہلے ایمان کے ساتھ اُن کا ایمان اور زیادہ ہو۔ اور آسمانی زمین کا سب لشکر

وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ

اللہ ہی کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسی بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی جن میں ہمیشہ کو رہیں گے اور تاکہ اُن کے گناہ

سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ

دور کردے۔ اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہو اور تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے جو اللہ کے ساتھ بُرے بُرے گمان رکھتے ہیں

وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا (یعنی بیشک ہم نے اس صلح حدیبیہ سے) آپکو ایک کھلم کھلا فتح دی (یعنی اس صلح حدیبیہ سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ سبب ہوگئی ایک فتح مطلوب یعنی فتح مکہ کا کما سیاتی پس گویا یہ صلح ہی فتح ہوگئی اور فتح مکہ کو فتح مبین اس لیے کہا گیا کہ غایت فتح کی غلبہ ہوتا ہی اسلام کا لوگوں کے اسلام سے یا استسلام سے اور یہی اُس کا اثر مطلوب ہے اور فتح مکہ سے اسلام کو اس لیے نہایت غلبہ ہوا کہ تمام قبائل عرب ان بات کے منتظر تھے کہ اگر آپ اپنی قوم پر غالب ہوگئے تو ہم بھی اطاعت کرلیں گے چنانچہ جب مکہ فتح ہوا تو چاروں طرف سے قبائل اُمڈ پڑے اور خود یا بواسطہ وفد کے حاضر ہوکر اسلام لانا شروع کیا کذا رواہ البخاری عن عمرو بن سلمۃ پس چونکہ آثار غلبہ اسلام کے اس فتح پر زیادہ نمایاں ہوئے اسلیے اسکو فتح مبین فرمایا گیا اور صلح حدیبیہ کا سبب اسطرح ہوگئی کہ اہل مکہ سے آئے دن لڑائی رہا کرتی تھی اور اس وجہ سے مسلمانوں کو اپنی قوت اور سامان بڑھانے کی فرصت اور مہلت نہ ملتی تھی جب صلح ہوگئی تو فراغ خاطر سے مسلمانوں نے کوشش کی جس سے بہت سے نئے آدمی مسلمان ہوگئے اور مجمع بڑھ گیا اور فتح خیبر وغیرہ سے سامان بھی درست ہوگیا اور ایسے ہوگئے کہ دوسروں پر یلغار کرسکے پھر قریش کیطرف سے بدعہدی ہوئی تو آپ دس ہزار آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے چلے اہل مکہ اسقدر دبے کہ بہت زیادہ لڑائی بھی نہیں ہوئی اور اطاعت قبول کی اور لڑائی اسقدر معمولی اور خفیف ہوئی کہ اہل علم اسمیں مختلف ہوگئے کہ مکہ صلحاً فتح ہوا یا عنوۃً غرض اسطور پر یہ صلح سبب فتح ہوگئی اسلیے مجازاً و اطلاقاً للمسبب علی السبب اس صلح کو فتح فرمادیا جسمیں پیشینگوئی بھی ہے فتح کی کہ اسکے ثمرات دنیویہ و اخرویہ فرماتے ہیں کہ یہ فتح اسلیے میسر ہوئی (تاکہ اسکے بعد تبلیغ دین کے باب میں جو آپکے مساعی جمیلہ ابتداء سے مبذول ہو رہے ہیں انکا نتیجہ ظاہر ہو یعنی لوگ بکثرت مسلمان ہوں اور اس سبب سے کہ کسی کی کوشش کسی کا ایمان لانا موجب اجر مساعی ہوتا ہے گو نفس سعی سے بھی اجر ہوتا ہی لیکن مطابق حدیث من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا مسلمان ہونیسے اور زیادہ ثواب ملتا ہے اسلیے اس قبول اسلام خلق کثیر کے صلہ میں آپکا اجر بہت بڑھ جاوے اور کثرت اجر و قرب کی برکت سے) اللہ تعالیٰ آپکے سب اگلے پچھلے (صوری) خطائیں معاف فرمادے اور آپ پر (جو اللہ تعالیٰ اپنے احسانات کرتا آتا ہی مثلاً آپکو نبوت دی قرآن دیا بہت سے علوم دیئے بہت سے اعمال کا ثواب دیا اُن احسانات) کی (اور زیادہ) تکمیل کرے (یعنی ایک نعمت دے کر آپکے ہاتھ پر بہت سے آدمی مسلمان ہو جسے آپکا اجر اور قرب بڑھے یہ دو نعمتیں تو اُخروی ہیں جنکا حاصل دفع مضرت اخروی و حصول منفعت اُخروی ہو اور دفع مضرت کے اہم ہونے سے اسکو بعض الوجوہ میں مقدم فرمایا) اور (دو نعمتیں دنیوی ہیں ایک یہ کہ) آپکو (بے کسی کے روک ٹوک کے دین کے) سیدھے رستہ پر لیچلے (اور پہلے سے بھی صراط مستقیم پر چلنا یعنی ہی ممکن ہمیں کفار مزاحم و مصادم ہوتے تھے) اور (دوسری دنیوی نعمت یہ کہ) اللہ آپکو ایسا غلبہ دے جسمیں عزت ہی عزت ہو (یعنی جسکے بعد پھر آپکو کبھی دبنا ہی نہ پڑے جیسا اسکے قبل کبھی کبھی مسلمانوں کو بمصلحت دبنا پڑا ہی بعض بایں کا حاصل نفی ہر مغلوبیت کی جو دفع مضرت ہو اور ینصرک کا حاصل اثبات ہی غالبیت کا جو حصول منفعت ہو اور یہ مفہوم زائد ہی مفہوم اول سے چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اور سنہ ۸ ہجری تمام جزیرہ عرب پر آپکا تسلط ہوگیا)

ف لیغفرلک اللہ الخ میں لام کے کئی یہ توجیہ سب سے اسہل ہی جسکا حاصل یہ ہو کہ فتح سبب ہے اسلام خلق کا اور اسلام خلق سبب ہے کثرت اجر و قبول عند اللہ کا اور کثرت اجر و قبول عند اللہ سبب ہے غفران کا اور سبب کا سبب بھی سبب ہے پس فتح سبب مغفرت ہوگیا اور بقیہ میں بسببیت اور زیادہ ظاہر ہے۔ اور اس مغفرت ذنوب کی حقیقت سورۂ محمد کے شروع اول کے ختم پر گذر چکی ربط اور اُن نعمتوں کا ذکر تھا جو اس واقعہ میں آپکے متعلق عطیہ آگے اُن نعمتوں کا ذکر ہے جو اس واقعہ میں آپکے ہمراہی مؤمنین کے متعلق ہیں اور تتمیم و مقابلہ کے لیے کفار کی نقمت کا بھی اس کے ساتھ ذکر فرمادیا

ذکر نعم بر مؤمنین و نقم بر کافرین

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۗ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ

النحو قولہ لیدخل بدل اشتمال من قولہ لیزدادوا الخ۔ قولہ فان السوء الخ مصدر بمعنی اسم الفاعل اضیف الیہ الموصوف منہ

البلاغۃ قولہ ینصرک اللہ اظہارا للاسم الجلیل کما فی نصر خاتمۃ الغلبات منہ

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

اُن پر بُرا وقت پڑنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوگا اور ان کو رحمت سے دور کر دیگا اور ان کے لیے اس نے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ اور آسمان اور زمین کے

وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وہ خدا ایسا ہو جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا (جس کے دو اثر ہیں ایک یہ جب جہاد کے وقت جہاد کی ہمت و عزم رکھنا جس کا ذکر آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یقولہ فانزل السکینۃ الخ میں ہوا اور دوسرا اثر کفار کی ضد بیجا کے وقت جوش کو ٹھنڈا کرنا جس کا ذکر واقعہ چہارم میں ہوا ہے اور جس کا ذکر آگے فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ میں آتا ہے پس سکینہ اس آیت میں عام ہے اور آگے دو موقعہ پر اس کی ایک ایک فرد خاص مذکور ہے۔ اور یہ تحمل اس لیے پیدا کیا) تاکہ اُن کے پہلے ایمان کے ساتھ اُن کا ایمان زیادہ ہو (اس طرح سے کہ سکینۂ اول سے عزم علی القتال ہوا اور سکینۂ ثانیہ سے کف عن القتال ہوا اور یہ دونوں امر چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے امر اور رضا کے موافق تھے پس دونوں میں اطاعت ہوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی ہر اطاعت سے نور ایمان بڑھتا ہے) اور (تم عزم علی القتال میں کبھی کثرت جنود کفار پر نظر کر کے پس و پیش نہ کرنا اور اسی طرح کف عن القتال میں جبکہ وہی مامور بہ ہو جیسا حدیبیہ میں اسکا وقوع ہوا یہ مت خیال کرنا کہ افسوس صلح ہو گئی اور کفار بچ گئے انکو سزا نہ ہوئی پس نہ اس میں تردد کرنا نہ اسمیں خیال لانا کیونکہ) آسمان و زمین کا سب لشکر (جیسے ملائکہ و دیگر مخلوقات یہ سب) اللہ ہی کا لشکر ہے (پس امر بالقتال میں تمہاری قلت کا تدارک اپنے خود سے کر سکتا ہے اور گو اسکی بھی ضرورت نہیں لیکن یہ بھی ایک طریقہ تائید کا ہے چنانچہ اسکا وقوع بھی بارہا ہوا۔ ہجرت میں ایدہ بجنود لم تروھا بدر میں بدد کم بالف من الملئکۃ مردفین پانچ ہزار فرشتے احزاب میں وجنودا لم تروھا حنین میں وانزل جنودا لم تروھا اور اسی طرح امر بالکف میں یہ نہ خیال کرو کہ اگر ہمکو امر بالقتال ہو جاتا تو انکو ہلاک کر دیتے کیونکہ انکا ہلاک ہونا کچھ تمہیر موقوف نہیں اگر ہم چاہیں اپنے لشکر دوسرے جنود سے ہلاک کر سکتے ہیں لیکن چونکہ اسوقت صلح میں حکمت تھی جسمیں سے بعض کا بیان انا فتحنا لک الخ کی تقریر میں ہو چکا ہے) اور اللہ تعالیٰ (مصلحتوں کا) بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (جب قتال میں مصلحت ہوتی ہے اسکا حکم دیتا ہے اسوقت اسمیں پس و پیش نہ کرنا چاہیے اور جب کف قتال میں مصلحت ہوتی ہے اسکا حکم دیتا ہے اسوقت اسمیں کوئی رنج و افسوس نہ کرنا چاہیے آگے اُسی غایت ازدیاد ایمان کو دوسرے عنوان سے جو کہ ثمرہ ہے ازدیاد ایمان کا بیان فرماتے ہیں یعنی) تاکہ اللہ تعالیٰ (اس اطاعت کی بدولت) مسلمان مردوں مسلمان عورتوں کو ایسی بہشتوں میں داخل کرے جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی جنمیں ہمیشہ کو رہینگے اور تاکہ (اس اطاعت کی بدولت) اُنکے گناہ دور کر دے (ان الاطاعۃ یعم التوبۃ وسائر الحسنات ومجموعھا مکفرۃ لمجموع السیئات) اور یہ (جو کچھ مذکور ہوا) اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے (اور لیدخل الخ بھی مثل لیزدادوا متعلق انزال السکینۃ کے ہے اور انزال السکینۃ بواسطہ ازدیاد ایمان کے سبب لیدخل الخ کا ہے اس طرح پر کہ انزال السکینۃ سبب ہے اطاعت کا اور اطاعت سبب ہے یدخل الخ کا۔ اور اس بشارت میں عورتوں کے شامل ہونے کی نسبت یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وہ تو حدیبیہ میں شریک نہ تھیں بات یہ ہے کہ مدار فضیلت کا اطاعت ہے خواہ اس امر خاص میں ہو جیسا اہل حدیبیہ سے صدر ہوا یا دوسرے امور میں ہو اور اسمیں مؤمنات بھی شریک ہیں نیز اسکے بڑا ہونے سے ایک گونہ عورتوں کی تسلی بھی ہے جو فضائل اہل حدیبیہ کو سنکر ممکن تھا کہ شکستہ دل ہوتیں کہ ہم محروم ہیں اسلیے تبلا دیا کہ مدار اطاعت ہے تو جو احکام تمہارے لیے ہیں تم انمیں اطاعت کرو تم بھی ان بشارات کی مستحق ہو گی) اور (چونکہ آیت انزال السکینۃ الخ مقام مدح مؤمنین کا ہے اور مقام مدح اغلب محاورات میں مقتضی ہوتا ہے اختصاص ممدوح کو ممدوح بہ کے ساتھ اسلیے وہ آیت اسپر بھی دال ہے کہ یہ سکینہ غیر مؤمنین کے قلب میں نازل نہیں کیا گیا پس گویا مجموعہ کلام اس طرح ہوا کہ ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین ولم ینزل السکینۃ فی قلوب غیر المؤمنین اور اول جزو کی علت غائیہ لیزدادوا الخ قولہ لیدخل میں مذکور ہوئی اور جزو ثانی کی علت غائیہ آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ کفار کو مطلق سکینہ سے کہ اسکا اول ثمرہ ایمان ہے اسلیے محروم رکھا کہ انکو ایمان کی بھی توفیق نہ ہوئی) تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو (بوجہ انکے کفر کے) عذاب دے جو کہ اللہ کے ساتھ برے گمان رکھتے ہیں (اس برے گمان میں عقائد شرکیہ و کفریہ بھی سب داخل ہیں اور انہیں رسول کی تکذیب امر نبوت و وعدہ غلبہ اسلام وغیرہ میں بھی داخل ہے اور اسمیں تعریض ہے کفار مکہ کیطرف بھی جنہوں نے اس واقعہ میں آپ سے مزاحمت کی اور ضد باندھی اور منافقین مدینہ کے ساتھ بھی کہ اس واقعہ میں بوجہ عداوت کے اس کے متمنی تھے کہ مسلمان بچ کر نہ آویں اور غلبہ اسلام کی نسبت جو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں جنکے منجانب اللہ ہونے پر دلائل قطعیہ قائم ہیں انکو غلط سمجھتے تھے وھو المراد فیما سیاتی من قولہ بل ظننتم ان لن ینقلب الرسول الخ اور چونکہ اس

النحو قولہ علیھم دائرۃ السوء انظر ما علقت علی مثل ھذہ الجملۃ فی مفتتح الجزء الحادی عشر اعنی یعتذرون ۱۲

الصف

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۚ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا ۝ إِنَّ

ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے۔ تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کی مدد کرو اور اُس کی تعظیم کرو۔ اور صبح و شام اُسکی تسبیح میں لگے رہو

الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ ۚ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهٖ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ

جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو شخص عہد توڑے گا سو اُسکے عہد توڑنے کا وبال اُسی پر پڑے گا۔ اور جو شخص اُس بات کو پورا کریگا

ع ۱۰ ۹

عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

جس پر خدا سے عہد کیا ہو تو عنقریب خدا اُس کو بڑا اجر دیگا۔

تعذیب کا کفر ہے اسلیے منافقات و مشرکات کو بھی شامل کر لیا و نیز اس واقعہ میں بالخصوص بھی آپ کے ساتھ مخالفت ہونے میں کافر عورتیں بھی شریک ہیں دل ہی سے سہی جیسا کہ استحسان قتال یا استحسان صلح میں مسلمان عورتیں بھی شریک تھیں گو دل ہی سے سہی پس دونوں جگہ عورتوں کے ذکر کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ آگے ان کفار کے لیے وعید ہے کہ دنیا میں (اُنپر بُرا وقت پڑیگا اُنہیں جہاد مشرکین چندہی روز بعد مقتول و مأخوذ ہوئے اور منافقین کی تمام عمر حسرت اور پریشانی میں کٹی کہ اسلام بڑھتا تھا اور وہ گھٹتے جاتے تھے۔ یہ تو دنیا میں ہوگا) اور (آخرت میں) اللہ تعالیٰ اُنپر غضبناک ہوگا اور انکو رحمت سے دور کر دیگا اور انکے لیے اُسنے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے اور آگے اس وعید کی تاکید ہے کہ) آسمان و زمین کا سب لشکر اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست (یعنی پوری قدرت والا ہے اگر چاہتا کسی لشکر سے ان سب کی اکیدم ہی صفائی کر دیتا کہ یہ اُسکے مستحق ہیں لیکن چونکہ وہ) حکمت والا ہے (اسلیے مصلحت عقوبت میں توقف فرماتا ہے) ف اور (یہ بھی اللہ جو اللہ ہمیشہ آیا ہے گو وہاں اس سے مقصد تھا مومنین کے غالب کرنے پر قادر ہونا جسکا حاصل تسلیہ ہے اور یہاں مقصود ہے کفار کے مقہور کرنے پر قادر ہونا جسکا حاصل تہدید ہے جیسا ترجمہ کی تقریر سے وہ دونوں جگہ ظاہر ہے اور اسی لیے یہاں حکیما کے ساتھ عزیزا فرمایا جو دال علی القہر ہے بخلاف وہاں کے پس تکرار لازم نہیں آیا۔ ربط اوپر جن نعمتوں کا مسلمانوں پر ذکر تھا چونکہ معطی حقیقی اُن کا حق تعالیٰ ہے اور واسطہ عطا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسلئے آگے اللہ و رسول کے حقوق کا اور اُن حقوق کے بجالانے والوں کی فضیلت کا اور نہ بجالانیوالوں کی مذمت کا بیان ہے۔

بیان حقوق اللہ و رسول مع وعد و وعید اہل امتثال و اہل اخلال

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهٖ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپکو (اعمال اُمت کی) گواہی دینے والا (عموماً) اور (دنیا میں خصوصاً مسلمانوں کے لیے) بشارت دینے والا اور (کافروں کے لیے) ڈرانیوالا کر کے بھیجا ہے اور (اے مسلمانو ہم نے آپکو اسلیے رسول بنا کر بھیجا ہے) تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس (کے دین) کی مدد کرو اور (عقیدۃً بھی کہ اللہ تعالیٰ کو موصوف بالکمالات منزہ عن النقائص سمجھو اور عملاً بھی کہ اطاعت کرو) اور صبح و شام اُسکی تسبیح (و تقدیس) میں لگے رہو (اگر نماز سے تفسیر کیجائے تو صبح و شام کی فرض نمازیں مراد ہونگی ورنہ مطلق ذکر گو مندوب ہو مراد ہوگا۔ آگے بعض حقوق خاصہ کے متعلق ارشاد ہے کہ) جو لوگ آپ سے (حدیبیہ کے روز اس بات پر) بیعت کر رہے ہیں (یعنی بیعت کر چکے ہیں کہ جہاد سے بھاگیں گے نہیں) تو وہ (واقع میں) اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں (کیونکہ مقصود آپ سے اسپر بیعت کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام بجالاویگے اور جب یہ بات ہی تو گویا) خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے (یہ تاکید ہے ما قبل کی کیونکہ یہ بھی کنایہ ہے بیعت سے) پھر (بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑے گا (یعنی بجائے طاعت کے مخالفت کرے گا) سو اُس کے عہد توڑنے کا وبال اُسی پر پڑیگا اور جو شخص اُس بات کو پورا کریگا جس پر (بیعت میں) خدا سے عہد کیا ہے تو عنقریب خدا اُس کو بڑا اجر دیگا ف

اس بیعت کا ذکر واقعہ سوم میں گذر چکا ہے اور چونکہ لفظ عام ہے اسلیے جس عہد اجب الایفاء کو توڑے گا اُس کے لیے یہی وعید ہے اور بیعت متعارف کے ساتھ یہ مخصوص نہیں بلکہ مراد مطلق عہد ہے خواہ صراحۃً یا التزاماً مثلاً ایمان لانا تمام احکام کا التزام کر لینا ہے لازماً جیسا ایمان لانا بنا بر عہد الست کے سب پر واجب ہے اور بیعت متعارف کے توڑنے کو یہ وعید شامل بھی نہیں کیونکہ اگر ایک پیر سے جو قطع تعلق کر دیا لیکن احکام آلیہ ضروریہ میں اخلال اعتقادی یا عملی نہیں واقع کیا ذرہ برابر گناہ نہیں البتہ بلا ضرورت شرعیہ یہ امر موجب بے برکتی ہے اور ممکن ہے کہ بواسطہ مفضی الی المعصیت ہو جاوے اور شرعی ضرورت سے واجب ہے جیسے کسی غیر متشرع شخص سے بیعت ہو جاوے تو اُس سے

اللغات التعزیر النصر بما یعون معاقدۃ من البیع یقال بایع السلطان بمبایعۃ اذا ضمن قبل الطاعۃ بما وقع علیہ البیعۃ المعروفۃ للسلاطین ونحوہم وان لم یکن بیع ۱۲

النحو قولہ لفق ومنوا مستقبلون بمقدر قول علیہا ارسلناک ای ارسلناہ الیکم ایہا الناس لفٹ ونشر ۱۲

البلاغۃ قولہ یبایعونک البیعۃ وصف قیل نزول الآیۃ فالتعبیر بالمضارع لاستحضار الحال الماضیۃ ۱۲

اختلاف القراءۃ

فی قراءۃ الاکثرین اوفی بما عاہد علیہ کسر الہاء وہو التابع واضمہا فقیل جبلتہا علیہ وہو حی مضویۃ قاستحسب ذلک کما فی لہ وضربہ وحسن الضم فی الآیۃ التوصل الی تفخیم لفظ الجلالۃ اللام تفخیم المرصد الشعر بالکلام والیاء ابقاء ما کان علی ما کان علیہ فاکو فاہ بالہمز وابقائہ وحدہ نقضہ کذا فی الروح ۱۲

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ قُلْ فَمَنْ

جو دیہاتی پیچھے رہ گئے وہ عنقریب آپ سے کہیں گے کہ ہمکو ہمارے مال اور عیال نے فرصت نہ لینے دی سو ہمارے لیے معافی کی دعا کر دیجیے۔ یہ لوگ اپنی زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ سو وہ کون ہے

يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ

جو خدا کے سامنے تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہو اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی نقصان یا کوئی نفع پہونچانا چاہے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال پر مطلع ہے بلکہ تم نے یہ سمجھا کہ رسول اور مؤمنین

الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

اپنے گھر والوں میں کبھی لوٹ کر نہ آویں گے اور یہ بات تمہارے دلوں میں اچھی بھی معلوم ہوئی تھی اور تم نے بُرے بُرے گمان کئے۔ اور تم برباد ہونے والے لوگ ہو گئے۔ اور جو شخص اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان نہ لائے

فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

سو ہم نے کافروں کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور تمام آسمان و زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے وہ جس کو چاہے بخشدے اور جس کو چاہے سزا دے اور اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے

قطع تعلق واجب ہو اور ید اللہ فوق ایدیھم سے یہ نہ سمجھا جائے کہ بیعت وقت ہاتھ میں ہاتھ لینا ضرور ہے یا یہ کہ شیخ بیعت لینے والے کا ہاتھ اوپر ہی ہونا ضرور ہے اصل یہ ہے کہ یہ عبارت ہے مطلق بیعت معنی ضمان طاعت سے اور ید اللہ میں حقیقی معنی متشابہات میں سے ہیں ہمیں زیادہ تفتیش نہ کریں ربط اور پس منظر، حدیبیہ کے مدایح تھے آگے تخلفین کے فضائح ہیں جن کا قصہ واقعہ ششم میں ذکر ہو چکا ہے۔

فضائح متخلفین منافقین

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

(سو) عنقریب (اس سفر سے) پیچھے رہ جانے والے (اور شریک نہیں ہوئے) وہ دیہاتی (جبکہ آپ مدینہ پہونچینگے کیونکہ یہ سورت رستہ میں نازل ہوئی ہے جیسا واقعہ ہفتم میں مذکور ہوا) آپ سے سخن تراشی کے طور پر کہینگے کہ (ہم چونکہ آپکے ساتھ شریک نہیں ہوئے اسکی وجہ یہ ہوئی کہ) ہمکو ہمارے مال اور عیال نے فرصت نہ لینے دی (یعنی انکی مشغولیات میں مشغول رہے اور نہ ضرور شریک ہوتے) سو ہمارے لئے (اس کوتاہی کی) معافی کی دعا کیجیے (باوجود عذر صحیح کے استغفار کی درخواست اگر غیر مخلص کیطرف سے ہو ریا فی الاخلاص پر محمول ہو سکتا ہے اور اگر مخلص کی طرف سے ہو تو اسکی بناء یہ ہے کہ عذر کا عذر ہونا اکثر امر اجتہادی ہوتا ہے اور اجتہاد کا مدار تحری پر ہوتا ہے اسمیں بعض اوقات تسویل نفسانی و شیطانی سے تامل اعمل بمقتضائے تامل میں کوتاہی ہو جاتی ہے لہذا استغفار کی حاجت ہوتی ہے آگے حق تعالیٰ انکی تکذیب فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ اپنی زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو انکے دلمیں نہیں ہیں (مطلب یہ کہ انکا یہ عذر متضمن کئی مضمونوں کو ہے ایک یہ کہ ہمکو فرصت نہ ملنی دوسرے یہ کہ ہمارا ارادہ شریک ہونیکا تھا تیسرے یہ کہ ہم آپکے استغفار کے مفید ہونیکا عقیدہ رکھتے ہیں حالانکہ خود اپنے دلمیں ان امور کو صحیح نہیں سمجھتے امر اول میں بوجہ عدم وقوع کے اور امر ثالث میں بوجہ عدم اعتقاد نبوت کے آگے آپکو تلقین ہو رہی کہ جب لوگ ایسے یہ عذر پیش کریں تو آپ (انسے جواب میں یہ) کہدیجیے کہ (اول تو اگر یہ عذر مطابق واقع کے بھی ہوتا تب بھی حکم قطعی کے ہوتے ہوئے محض لغو ہے کیونکہ وہ علۃ واقع میں قضا و قدر سے بچا نہیں سکتا چنانچہ جو عذر تم نے بیان کیا ہے) سو (ہم اسکے متعلق پوچھتے ہیں کہ) وہ کون ہے جو خدا کے سامنے تمہارے لیے (از قبیل نفع و ضرر کے) کسی چیز کا (کچھ بھی) اختیار رکھتا ہو اگر اللہ تعالیٰ تمکو کوئی نقصان یا کوئی نفع پہنچانا چاہے (تمہارے نفس میں یا مال میں یا اہل میں) اور ظاہر ہے کہ کوئی ایسا نہیں پس ثابت ہوا کہ واقع میں کوئی عذر دافع قضا و قدر نہیں مگر چونکہ شریعت نے مصلحت سمجھا حکمت تسلیہ نفس وغیرہ کے لیے بہت سے واقع پر عذر واقعی کو رخصت کا مدار قرار بھی دیدیا ہے جو شریعت نے اسکا اعتبار نہیں کیا اور حکم قطعی کر دیا جیسا محل بحث ہے وہاں عذر واقعی بھی نافذ رہا ہو گا دوسرے یہ عذر واقعی بھی نہیں جیسا آگے آتا ہے اور تم یوں سمجھتے ہو گے کہ ہمکو اسکی خبر نہیں ہوئی سو واقع میں ایسا نہیں ہے) بلکہ اللہ تعالیٰ نے (جو کہ) تمہارے اعمال پر مطلع ہے (بمحکومیۃ ذریعۃ وحی کے) اطلاع کر دی ہے کہ تمہارے تخلف کیوجہ وہ نہیں ہے جو تم نے بیان کی ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ) تمنے یہ سمجھا کہ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اور (ہمراہی) مؤمنین اپنے گھر والوں میں کبھی لوٹ کر نہ آویں گے (بلکہ مشرکین سب کی صفائی کر دینگے) اور یہ بات تمہارے دل میں اچھی بھی معلوم ہوئی تھی

متعلقات الترجمہ

لہ قولہ فی بل کان اللہ بمکو بذریعۃ الوحی او الالہام او الاسناد الی الحس بالاضراب اطلاعہ صلے اللہ علیہ وسلم علیہ واقیم الذکر مقامہ لکونہ مسببا لہ فافہم۔

اللغات

فمن یملک لکم فی الاصل الملک الامساک بقوۃ ثم یعبر بہ عن الضبط وہو حفظ الشیء علی حزم وحاصل الآیۃ لا احد یدفع ضرہ ولا لغفہ احد تلک فالملک ہہنا عام للنفع والضر واکثر ما یستعمل فی الضر والشر کما ورد فی الآیات الکثیرۃ۔ قولہ بورا اما مصدر بمعنی اسم الفاعل او جمع بائر بمعنی ہالک ۱۲

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا

جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ عنقریب جب تم غنیمتیں لینے چلو گے کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دو کہ ہم تمہارے ساتھ چلیں وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ خدا کے حکم کو بدل ڈالیں۔ آپ کہدیجے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے

كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ

خدا تعالیٰ نے پہلے سے یوں ہی فرمایا ہے تو وہ لوگ کہیں گے بلکہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ خود یہ لوگ بہت کم بات سمجھتے ہیں آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے کہدیجے کہ عنقریب تم لوگ

اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ

ایسے لوگوں کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہونگے کہ یا تو ان سے لڑتے رہو یا وہ مطیع ہو جاویں۔ سو اگر تم اطاعت کرو گے تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک عوض دے گا۔ اور اگر تم روگردانی کرو گے جیسا اس کے قبل روگردانی

مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لَيْسَ عَلَي الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَي الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَي الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

کر چکے ہو تو وہ دردناک عذاب کی سزا دیگا نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کا

وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

کہنا مانے گا اُسکو ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور جو شخص روگردانی کرے گا اُس کو دردناک عذاب کی سزا دیگا۔

(یعنی بوجہ عداوت رسول و مؤمنین کے اسی خیال کے موافق تمنا بھی تھی) اور تم نے بُرے بُرے گمان کیے (جسکا بیان اوپر بالظانین باللہ الخ میں ہو چکا ہے) اور تم (ان بُرے گمانوں کی وجہ سے جو کہ خیالات کفریہ ہیں) برباد (یعنی مستحق عذاب) ہونے والے لوگ ہو گئے اور (اگر ان وعیدوں کو سن کر تم ایمان لے آؤ فبہا ورنہ) جو شخص اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان نہ لاویگا سو ہم نے کافروں کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور (مؤمن و غیر مؤمن کے لیے قانون مذکور مقرر کرنے سے تعجب نہ کیا جاوے کیونکہ) تمام آسمان و زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے وہ جسکو چاہے بخشدے اور جسکو چاہے سزا دے (چنانچہ مؤمن کے لیے مغفرت اور کافر کے لیے عذاب چاہا اور اسی طرح ٹھہرا دیا) اور (گو کافر مستحق سزا ہو تا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ایسا) بڑا غفور رحیم ہے کہ وہ بھی اگر ایمان لے آوے اُس کو بھی بخشدیتا ہے) ف بعض تفاسیر میں ہے کہ ان میں سے بہت سے تائب مخلص ہو گئے تھے ربط اوپر فرمایا تھا من یملک الخ میں متخلفین سے واقعہ حدیبیہ کے متعلق گفتگو کا حکم تھا آگے اور دو واقعوں کے متعلق ان سے گفتگو کا حکم ہے۔

امر بخطاب مع المتخلفین متعلق ببعض واقعات دیگر

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لَيْسَ عَلَي الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَي الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَي الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(خیبر کی) غنیمتیں لینے چلو گے (مطلب یہ کہ جب خیبر فتح کرنے چلو گے جہاں غنیمت ملنے والی ہے پس انطلاق الی خیبر گویا انطلاق الی مغانم ہے۔ حاصل یہ کہ جب خیبر کو جانے لگو گے تو یہ لوگ تم سے) کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دو کہ ہم تمہارے ساتھ (خیبر کو) چلیں (اور وجہ اس درخواست کی طمع تھی غنیمت کی جسکا حصول قرائن سے انکو متوقع تھا بخلاف سفر حدیبیہ کے اسمیں نہ تھی بلکہ ہلاکت زیادہ متوقع تھی۔ آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ خدا کے حکم کو (جو کہ اس واقعہ کے متعلق ہوا ہے کہ بجز اہل حدیبیہ کے خیبر اور کوئی نہ جاوے بالخصوص متخلفین یہ لوگ اُس حکم کو) بدل ڈالیں (یعنی مسلمانوں سے اسکی درخواست کرنا گویا یہ درخواست ہے کہ مسلمان خدا کے حکم کے خلاف کریں جو انکے لیے شرعاً ممتنع ہے اور بایں معنی تبدیل کا فاعل مسلمان ہونگے لیکن چونکہ وہ لوگ بوجہ اس درخواست کے اس تبدیل کا سبب ہیں لہٰذا انکی طرف بھی نسبت کیگئی اور تبدیل بالمعنی المذکور کے وقوع سے افعال و صفات آلہیہ میں کوئی نقص نہیں آتا کیونکہ وہ حکم تشریعی تھا لیکن مؤمنین کا آثم ہونا لازم آتا ہے حاصل مطلب یہ ہوا کہ وہ اسکی درخواست کرنے میں کہ تم گناہ کے مرتکب ہو) آپ کہدیجے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے (یعنی ہم اس درخواست کو منظور نہ کرینگے اور تم کو ساتھ لیجا کر گناہ گار نہ ہونگے کیونکہ حکم) خدا تعالیٰ نے پہلے سے یونہی فرما دیا ہے (یعنی یہی حکم دیدیا ہے کہ اوروں کو مت لیجانا اور پہلے سے اسلیے کہا کہ حدیبیہ سے واپسی میں یہ حکم ہو گیا تھا یا تو وحی غیر متلو سے یا اس آیت ہی والنا بہم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ یاخذونھا کہ ہنی کا صیغہ

النحو قولہ تقاتلونھم فی الروح الجملۃ مستانفۃ للتعلیل کما فی قولک سیدخل علیک الامیر یکرمک او کمیت عدوک (اھ ۱۲

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا

بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اُن کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُن میں اطمینان پیدا کر دیا اور اُن کو ایک آئندہ فتح

قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ

دیدی۔ اور بہت سی غنیمتیں بھی جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیموں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے سو سردست تم کو

هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا

یہ دیدی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ اور تاکہ یہ اہل ایمان کے لیے ایک نمونہ ہو جاوے۔ اور تاکہ تم کو ایک سیدھی سڑک پر ڈال دے۔ اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں

عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

نہیں آئی خدا تعالیٰ اُس کو احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

تیقن وعدہ کے وجہ سے ہے اور ضمیر ھم کا مرجع خاص اہل حدیبیہ ہیں جیسا اوپر اُن ہی کا ذکر ہے اور حضور کو اس کا مطلب یہی سمجھایا گیا ہو آگے اُن کے جواب کی اطلاع پیشین گوئی کے طور پر فرماتے ہیں کہ جب آپ اُن کو یہ جواب دینگے) تو وہ لوگ کہیں گے (اور ظاہر یہ ہے کہ آپ کے سامنے کہنا مراد نہیں بلکہ اوروں سے کہیں گے کہ ہمارے نہ لے چلنے کو جو خدا کا حکم بتلایا جاتا ہے یہ بات نہیں ہے) بلکہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو اس لئے ہمارا غنیمت میں شریک ہونا گوارا نہیں حالانکہ ان مسلمانوں میں حسد کا نام و نشان نہیں) بلکہ خود یہ لوگ بہت کم بات سمجھتے ہیں (اس لیے مسلمانوں کے جواب کو جنسِ محمول کرتے ہیں اگر سمجھدار ہوتے تو وحی کی تو ضرور ہی تصدیق کرتے اور عجب نہیں کہ تخصیص خیبر باہل حدیبیہ کو جو اوپر اپنے عرفان کی وجہ یہ بھی سمجھ لیتے چنانچہ اہل حدیبیہ کا ایک خطرہ عظیمہ میں اپنے کو رافع کر دینے اور پھر ظاہراً ناکامی کے ساتھ لوٹ آنے کا اس تخصیص کے لیے مقتضی ہونا اور منافقین کی خود غرضی کا اس امر کے لیے مقتضی ہونا کچھ زیادہ خفی نہیں ہے اور غزوہ خیبر میں اسی حکم پر عمل بھی ہوا جیسا کہ واقعہ ہشتم میں مذکور ہوا۔ یہ مضمون خیبر کے متعلق ہو آگے ایک دوسرے واقعہ کے متعلق گفتگو کے لیے ارشاد ہے کہ) آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے (یہ بھی) کہدیجئے کہ (اگر ایک خیبر میں نہ گئے تو سہی ثواب حاصل کرنیکے اور بھی موقع آنے والے ہیں چنانچہ) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہونگے (مراد اس سے فارس و روم کے غزوات ہیں کذا فی الدر عن ابن عباس رضؓ کہ ان کی فوجیں قواعد ڈیا سامان تہیں کہ) یا تو اُن سے لڑتے رہو یا وہ مطیع (اسلام) ہو جاویں (خواہ اسلام سے یا جزیہ سے مطلب یہ کہ اس کام کے لیے بُلائے جاؤ گے) سو اُس وقت (اگر تم اطاعت کروگے (اور اُن سے جہاد کروگے تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک عوض دیگا (یعنی جنت) اور اگر تم (اُس وقت بھی) روگردانی کروگے جیسا اس کے قبل (حدیبیہ وغیرہ میں) روگردانی کر چکے ہو تو وہ دردناک عذاب کی سزا دیگا (مراد دوزخ ہے۔ البتہ دعوت الی الجہاد سے بعضے معذور مستثنیٰ بھی ہیں چنانچہ) نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے اور (اور فان تطیعوا الخ میں جو خاص مجاہد و تخلف کے لیئے عدد وعید مذکور ہے کچھ اُن کی تخصیص نہیں بلکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ) جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مانے گا اُس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور جو شخص (حکم سے) روگردانی کریگا اُس کو دردناک عذاب کی سزا دیگا ف قل لن تتبعونا میں جو کلمہ لن ہے مطلق تابید کے لیے نہیں بلکہ خاص غزوہ خیبر کے اعتبار سے ہے اور اسکے ختم تک تابید ہے پس صاحب روح نے صاحب بحر سے جو نقل کیا ہے کہ اُن مخلفین میں سے فزینہ اور جہینہ قبائل بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں شریک ہوئے اُس سے معارضہ نہ رہا اور فارس وغیرہ کے غزوات میں ان اعراب مذکورین کو حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں بلایا کذا فی الدر المنثور اور بعض تفاسیر میں ہے کہ یہ لوگ کل سے شریک بھی ہوئے اور مغانم خیبر کی تخصیص اہل حدیبیہ کے ساتھ جو مذکور ہوئی اس پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مہاجرین حبشہ کو جو اصحاب سفینہ کہلاتے ہیں اس سے دیا ہو کیونکہ یہ دینا یا تو برضاء اہل حقوق تھا یا آپ نے خمس میں سے دیا جو خاص فاتحین کا حق نہیں ہے علی اختلاف القولین۔ ربط اوپر مخلفین کی شناعات تھیں آگے مخلصین کی بشارات ہیں

بشارات حسیہ و معنویہ مخلصین

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

النحو

والتکون عطف علی مقدر ای لتغنموا ولتکون کما اشیر الیہ فی الدر المنثور۔ قولہ واخری صفۃ لغنیمۃ مقدرۃ مرفوعۃ بالابتداء والخبر محذوف ای لہ ولم تقدروا صفۃ لاخری وکذا قد احاط اللہ بہا ۱۲

البلاغۃ

وعد کم فیہ التفات ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ ائل ومن یطع قاعدہ کلیہ وعلیہ فلا تکرار فی قولہ ومن یتول کما لا یخفی ۱۲

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ

اور اگر تم سے یہ کافر لڑتے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ اُن کو کوئی یار رفاقت نہ مددگار اللہ تعالیٰ نے یہی دستور کر رکھا ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے اور آپ

لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ

خدا کے دستور میں رد و بدل نہ پاؤ گے۔ اور وہ ایسا ہے کہ اُس نے اُن کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ اُن سے بیچ مکہ میں روک دیئے بعد اسکے کہ تم کو اُن پر قابو دیدیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ

تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور کو جو رُکا ہوا رہ گیا اُسکے موقع میں پہنچنے سے روکا

تحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے (جو آپ کے ہم سفر ہیں) خوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت (سمرہ) کے نیچے (جہاد میں ثابت قدم رہنے پر) بیعت کر رہے تھے اور اُنکے دلوں میں جو کچھ (اخلاص و عزم علی الوفاء) تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا اور (اُس وقت) اللہ تعالیٰ نے اُن (کے قلب) میں اطمینان پیدا کر دیا (جس سے اُن کو خدا کا حکم ماننے میں ذرا پس و پیش نہیں ہوا۔ یہ تو معنوی نعمتیں ہوئیں) اور (اس کے ساتھ اُن کو حسی نعمتیں بھی دیں جو کہ معنوی نعمتوں کو بھی متضمن تھیں چنانچہ) اُن کو ایک لگتے ہاتھ فتح (یعنی دینی (مراد اس سے فتح خیبر ہے) اور (اُس فتح میں) بہت سی غنیمتیں بھی (دیں) جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست (یعنی قادر اور) بڑا حکمت والا ہے (کہ اپنی قدرت اور حکمت سے جس کو چاہے اور جب مناسب سمجھے فتح دیدیتا ہے اور کچھ اسی خیبر پر بس نہیں بلکہ) اللہ تعالیٰ نے تم سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے سو (اُن میں سے) سر دست تم کو یہ دیدی ہے اور (اس کے دینے کے لیے خیبر اور حلفاء خیبر کے) لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے (یعنی سب کے قلب میں رعب پیدا کر دیا کہ اُن کو زیادہ دراز دستی کی ہمت نہ ہوئی اور اس سے تمہارا نفع دنیوی ہی مقصود تھا تاکہ آرام و فراغت ہو) اور (نیز دینی نفع بھی مقصود تھا) تاکہ یہ (واقعہ) اہل ایمان کے لیے (دوسرے وعدوں کے سچے ہونے کا) ایک نمونہ ہو جائے (یعنی خدا کے وعدوں کے سچا ہونے پر اور زیادہ ایمان مؤکد ہو جاوے) اور تاکہ (اس نمونہ کے ذریعہ سے) تم کو آئندہ کے لیے ہر امر میں ایک سیدھی سڑک پر ڈال دے (مراد اس سڑک سے توکل و وثوق باللہ ہے یعنی ہمیشہ کے لیے اس واقعہ کو سوچ کر اللہ پر اعتماد سے کام لیا کرو پس دینی نفع دو ہوئے ایک علمی و اعتقادی (ولتکون الخ) اور دوسرا عملی و اخلاقی (ویھدیکما الخ) اور ایک فتح اور بھی (موعود) ہے جو (اس وقت تک) تمہارے قابو میں نہیں آئی (مراد اس سے فتح مکہ ہے جو اب تک واقع نہیں ہوا تھا مگر) خدا تعالیٰ کو اُس کو احاطہ (قدرت) میں لیے ہوئے ہے اور جب چاہے گا قائم کر عطا فرمائے گا) اور (اسی کی کیا تخصیص ہے) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (چنانچہ جب مصلحت ہوئی مکہ بھی فتح ہو گیا جس کا ذکر واقعہ ہم میں لکھا گیا) اف غزوہ خیبر بعد واپسی حدیبیہ کے ہوا پس اگر یہ آیتیں بھی رستہ میں نازل ہوئی ہیں تو اتنا بھی صیغہ ماضی مجاز ہے اور اگر بعد میں نازل ہوئی ہیں تو اس سورت کا واپسی میں نازل ہونا باعتبار اکثر اجزاء کے ہے واقعہ مفتتم میں علی اختلاف القولین ان ہی دو قول کی طرف اشارہ ہے اور وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ میں جتنے غنائم بعد نزول اس آیت کے حاصل ہوئیں سب داخل ہیں۔ اور یہاں جو انزال السکینۃ آیا ہے چونکہ یہ بیعت کے وقت کا مضمون ہے اس لیے اس کی تفسیر تحمل و ضبط نفس وقت الصلح سے نہیں کی گئی جیسا اس صورت میں آئندہ موقع پر ہے اور وعدکم اللہ مغانم الخ میں گو فتح مکہ بھی داخل ہے مگر اُس کی تخصیص ذکری اخری لتقدم واعلیھا الخ سے اعتبار شان فتح مکہ کے لیے ہے چونکہ وہ صحابہ کو خصوصیت کے ساتھ مطلوب تھی۔ لربط اور براخری لسم تقدم واعلیھا میں فتح مکہ کا فی الحال عدم وقوع اور استقبال میں وعدہ وقوع مذکور ہے آگے فی الحال وقوع کی بعض مقتضیات اور بتقدیر قتال ان مقتضیات پر لزوماً اُس کا ترتب اور باوجود ان مقتضیات کے عدم وقوع کی بعض حکمتیں مذکور ہیں جیسا ابتداء سورت میں بھی اس صلح کو کہ مرادف عدم وقوع فتح ہے فتح سے تعبیر کرنے میں اشارہ کیا گیا ہے اُس کی بعض حکمتوں کی طرف جس کو مؤلف احقر نے وہاں بیان کیا ہے۔

بیان بعضے مقتضیات و بعضے موانع قتال مفضی الی الفتح

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ

النحو قولہ والھدی معطوف علی الضمیر المنصوب فی صدوکم قولہ ان یبلغ منصوب بنزع الخافض ای عن ان ۱۲

البلاغۃ قولہ بطن مکۃ لعل التقیید للاستحضار ۱۲

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ

اور اگر بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی یعنی اُن کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر اُن کی وجہ سے تمکو بھی بے خبری میں ضرر پہونچتا تو شکو بھی بے خبری میں ضرر پہونچتا تو شکو بھی بے خبری میں ضرر پہونچتا تو ش

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا ہے جو مطابق واقع کے ہے تم لوگ مسجد حرام میں انشاء اللہ ضرور جاؤ گے امن وامان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈا ہوگا کوئی بال کترا ہوگا

لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں پھر اس سے پہلے ایک لگتے ہاتھ فتح دیدی

تقویٰ واطاعت کو اور اُس پر جمائے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ مقتضا اعتقاد توحید ورسالت کا اطاعت ہے اللہ ورسول کی جیسا ابھی بیان ہوا اور مسلمانوں کا یہ ضبط صرف اسوجہ سے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضبط کا حکم فرمایا تھا پس یہ اطاعت کلمۂ تقویٰ پر جمنا ہی (اور وہ (مسلمان) اُس (کلمۂ تقویٰ) کے (دنیا میں بھی) زیادہ مستحق ہیں (کیونکہ انکے قلوب میں طلبِ حق ہی اور طلب حق ہی مقتضی الی الایمان ہوتی ہے) اور (آخرت میں بھی) اس (کے ثواب) کے اہل ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہی (اسلیے اُس نے اُن کو وہ حکمتیں) اُن کے قلوب میں تحمل پیدا کر دیا اور باوجو مقتضیات کے ان موانع کو مؤثر بنا دیا) ف ظاہر الہ تعلمو ھا اور بغیر علم میں اوپر تو لاعلمی اور لو نزیلوا میں تکرار معلوم ہوتا ہی لیکن اگر اولین کو تفصیل اور اخیرین کو اجمال اور تلخیص سے تفصیل کی کہا جاوے تو اس اجمال بعد التفصیل کو تکرار محترز منہ میں کوئی داخل نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر یہ شبہہ ہو کہ بخبری میں گناہ کیوں ہوگا جواب یہ ہو کہ جہاں بخبری کا رفع قدرت میں ہو اور رفع میں کوشش نہ کیجاوے اسکا گناہ ہوگا۔ اگر کہا جاوے کہ صحابہ میں یہ احتمال کب ہو کہ وہ کوشش میں کوتاہی کرتے جواب یہ ہو کہ بعض اوقات اس طرف التفات نہیں ہوتا کہ ہم سے کوتاہی ہوئی اور صحابہ سے بے التفاتی کا صدور محل اشکال نہیں۔ اور حدیبیہ کو بطن کہ جو بمعنی عین کہ ہو مبالغہ بوجہ مجاورت قرب کے فرمایا جس سے ظاہراً تائید ہو سکتی ہی اُس قول کی کہ حدیبیہ کا ایک حصّہ حرم میں ہی جیسا حنفیہ قائل ہیں۔ اور ان پر یہ شبہہ ہوگا کہ معکوفا ان یبلغ محلہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ہدی حرم میں نہیں پہونچی کیونکہ محل اصلی اُس کا حالت عدم احصار میں بالاتفاق حرم ہی اور حدیبیہ میں ہدی کا بلوغ متیقن ہی اس سے معلوم ہوا کہ حدیبیہ خارج از حرم ہی۔ اُس کا جواب یہ ہو سکتا ہی کہ محل سے مراد مطلق حرم نہیں بلکہ حرم کا موقع معہود والی مراد ہی جہاں قربانی کرنا غالباً معتاد ہی یعنی ایام نحر میں منیٰ اور غیر ایام نحر میں مکہ کہ شامی نے شرح اللباب سے اسکی اولویت نقل کی ہی اور روایت کا اطلاق حج اور عمرہ دونوں کی قربانی کو شامل ہی اور بندہ نے ترجمہ میں اس طرف اشارہ کر دیا ہے اور جمہور حدیبیہ کو خارج حرم کہتے ہیں اُن کے نزدیک اسکو بطن کہنا غایت قرب کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ مطلق قرب کی وجہ سے ہوگا اور اسپر یہ شبہہ ہوگا کہ تمہارے نزدیک محصر کے لیے محل ہدی خود محل احصار ہی تو ہدی یہاں تک پہنچ چکی پھر معکوفا ان یبلغ محلہ کے کیا معنی وہ بھی وہی جواب دینگے کہ محل معہود مراد ہے۔ اور حق کو صیغۂ تفضیل سے لانا اور اہل کو بلا تفضیل لانا شاید اس نکتہ کی وجہ سے ہو کہ دنیا میں مکلف بالایمان سب ہیں تو تھوڑی بہوڑی قابلیت ایمان کی سب میں پائی جاتی ہی اور مسلمانوں میں زیادہ اور آخرت میں کفار کے لیے ثواب کی ذرا بھی قابلیت نہ ہوگی پس نفس اہلیت بھی مسلمانوں ہی میں منحصر ہوگی ربط اور جس واقعہ کا ذکر ہوا اُسکے قبل مدینہ میں آپنے ایک خواب دیکھا تھا جسکا ذکر واقعہ اول میں ہوا جب حدیبیہ میں رُک گئے تو بعض صحابہ نے بغیر واقعہ نہ ہونے پر استکشافاً آپسے سوال کیا اور آپنے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ اسی سال اسکی تعبیر پوری ہوگی رواہ البخاری عن عمرؓ قال قلت او لیس کنت تحدثنا انا نسائی البیت ونطوف صلے اللہ علیہ وسلم بلی افاخبرتك انك تاتیه العام قلت لا قال فانك اٰتیه ومطوف بہ اور خازن ومدارک میں بلا سند یہ بھی ہی کہ منافقین نے طعن واعتراض کیا کہ خواب غلط نکلا۔ اگلی آیتوں میں اُس خواب کی تحقیق اور اس جواب کی تصدیق ارشاد ہی کما فی الدر المنثور عن مجاھد قال لہ اصحابہ این رویاك یا رسول اللہ فانزل اللہ لقد صدق اللہ رسولہ الرءیا الخ

تصدیق رؤیا نبویہ

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا ہے جو بالکل مطابق واقع کے ہوگا تم لوگ مسجد حرام (یعنی مکہ) میں انشاء اللہ ضرور جاؤ گے امن وامان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈا ہوگا کوئی بال کترا ہوگا (اس سے مراد عمرہ ہے کہ اسمیں حلق وقصر ہوتا ہی اور اول سے آخر تک تم کو کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا مطلب یہ کہ خواب کی تعبیر ضرور واقع ہوگی چنانچہ سال آئندہ اسکا وقوع ہوا جسکا ذکر واقعہ نہم میں ہو چکا ہی بایں طور کہ جس سال خواب دیکھا تھا اُسی سال تعبیر ہو جاتی (سو بایں حکمتیں) اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں (اور حکمتیں) معلوم ہیں جو تمکو معلوم نہیں (چونکہ اس تاخیر میں حکمت تھی اسلیے مؤخر فرما دیا) پھر (اس تاخیر سے جو بیچ میں ہوا تھا اسکی اشکشافی کیواسطے) اس (وقوع تعبیر) سے پہلے ایک لگتے ہاتھ فتح دیدی (اور فتح خیبر ہی) ف بالحق بتاویل متلبسا بالحق تاکید اہتمام کیلئے کہ جسکو فتح وہ سمجھا

اللغات	قولہ لقد صدق فی الروح ان المعنی لقد صدق اللہ رسولہ فی رؤیاہ علی انہ من باب الحذف والایصال کما فی
قولہم صدقنی سن بکرہ وکذبنی انہ تعالیٰ اراہ الرؤیا بالصادقۃ وقال الراغب الصدق یکون بالقول وبالفعل وما فی الآیۃ صدق بالفعل وھو التحقیق ای حقق سبحانہ رؤیاہ ۱۲	

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ

وہ اللہ ایسا ہے کہ اُس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اُس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اور اللہ کافی گواہ ہے محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کی صحبت یافتہ ہیں

اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ

وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں آپس میں مہربان ہیں اے مخاطب تُو اُنکو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں اُنکے آثار بوجہ نیرمبہ

مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی

اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ اُن کے اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں اُن کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی کہ اُس نے اپنی سوئی نکالی پھر اُسنے اُسکو قوی کیا پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنہ پر

سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝

سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ اُن سے کافروں کو جلا دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے

ع ۱۶

ع ۳ ۱۲

یا دفع طعن مخالفین کا مقتضی ہو۔ اور امنین میں امن وقت الدخول ہو اور کہ تخافون میں من بعد الدخول الی الخروج پس اسمیں تکرار نہیں اور فجعل من دون ذلک الخ میں یہ بھی احتمال ہو کہ بیان ہو ایک حکمت کا تقریر یہ ہوگی کہ اگر اسی سال عمرہ ہوتا تو قتل و قتال ضرور ہوتا اور صلح نہ ہوتی اور اسمیں بہت سی مصلحتیں فوت ہوتیں جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہو ایک اُنمیں سے یہ بھی تھی کہ خیبر کے مغانم ہاتھ نہ آتے کیونکہ اول تو قتال اہل مکہ سے تعجب ہو چکتا تو وہی مہینہ بعد دوسری معرکہ آرائی مشکل تھی دوسرے سفر کرنے میں اندیشہ اہل مکہ کی طرف لگا رہتا کہ کہیں وہ مدینہ پر نہ آجڑھیں تو سفر واقع ہونا دشوار ہوتا پس اس تاخیر تعبیر و تکمیل صلح کے منافع میں سے ایک منفعت یہ فتح قریب بھی ہو واللہ اعلم۔ اور یہاں انشاء اللہ تعلیق کے لیے نہیں بلکہ تحقیق و تاکید کے لیے کذا فی تفسیر ابن کثیر ربط اوپر جو وعدے فتوحات کے اور بشارتیں اور فضائل اہل حدیبیہ کو خصوصاً اور صحابہ کو عموماً سنائے ہیں آگے خاتمہ میں ان مضامین کی تاکید اور تلخیص ہو اور چونکہ یہ سب نعمتیں بدولت اطاعت و تصدیق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے عطا ہوئی ہیں تاکید استمرار علی التصدیق والاطاعت کے لیے و نیز صلحنامہ میں لفظ رسول اللہ لکھنے پر کفار کے صد کرنے سے جو اُن کا انکار رسالت کرنا معلوم ہوتا ہو اُسکے رد کے لیے رسالت محمدیہ کی تحقیق اور تنصیص سے اور عدد کا عام ہونا اس سے ظاہر ہو کہ اوپر وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ الخ فرمایا ہو اور ظاہر ہے کہ یہ مغانم جن غزوات میں ہاتھ آئے ہیں اُس میں غیر اہل حدیبیہ بھی شریک تھے اسی طرح فتح مکہ میں لقولہ علیہا فرمایا ہو اس میں بھی اہل حدیبیہ و غیر اہل حدیبیہ شریک تھے اور بشارت میں لیدخل المؤمنین عام عنوان سے فرمایا ہو اسی طرح آیندہ آیات میں والذین معہ عام عنوان سے جس میں اہل حدیبیہ بھی داخل ہیں اور بوجہ مورد نزول ہونے کے اس میں احق و اسبق ہیں باقی عموم الفاظ سے داخل سب صحابہ ہیں کہ معہ سب پر صادق آتا ہو۔

اثبات رسالت سید المرسلین و بشارت فتوحات دنیا و دین لصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝

وہ اللہ ایسا ہے کہ اُس نے اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دیکر (دنیا میں) بھیجا ہو تاکہ اُس (دین) کو تمام دینوں پر غالب کر دے (باعتبار حجت و دلیل کے تو ہمیشہ اور باعتبار شوکت و سلطنت اہل دین اسلام کے بشرط صلاح اہل دین کے اور چونکہ یہ شرط صحابہ میں پائی جاتی تھی کما یدل علیہ قولہ والذین معہ الخ اس لیے یہ آیت اثبات رسالت کے ساتھ بشارت بھی ہوگئی صحابہ کے لیے فتوحات عامہ کی چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا کما یظھر بالتاریخ) اور کافی ہو اللہ حمیت جاہلیت جو آپ کی رسالت کے منکر ہیں آپ مغموم نہ ہوں کیونکہ آپ کی رسالت پر) اللہ کافی گواہ ہو (اور وہ آپ کی رسالت کی تصدیق کرتا ہو اور کافی کا یہ مطلب نہیں کہ دلائل کی حاجت نہیں بلکہ یہ مطلب ہو کہ اُن کا انکار مضر نہیں اور گواہی اللہ تعالیٰ کی یہی ہو کہ اُس نے رسالت پر دلائل قائم کیے من المعجزات و اعجاز القرآن پس دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں (اس میں اثبات رسالت کے ساتھ آپ کا تسلیہ بھی ہو کہ اگر یہ لوگ صلحنامہ میں آپ کے نام کیساتھ لفظ رسول اللہ

اللغات

شطأہ کذا فی القاموس فراخ الفعل وازرع اودہ قوہ ومن الشجر اخرج حول اصلہ اھ ۱۲

النحو

قولہ فاستغلظ راجع للزرع کذا فی الخازن ۱۲

البلاغۃ

قولہ فاٰزرہ من الاسناد مجازی ۱۲

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ ثَمَانِيْ عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

نہیں لگائے دیتے تو ہم اپنے قرآن میں آپ کے نام کے ساتھ یہ لفظ قیامت تک کے لیے مقرون کیئے دیتے ہیں) اور (آگے آپ کے متبعین صحابہ کے فضائل و بشارات ہیں کہ) جو لوگ آپکی صحبت یافتہ ہیں (عموماً اور جو اس سفر حدیبیہ میں ہمراہ ہیں خصوصاً اور صحبت عام ہو قلیل و کثیر کو پس سب صحابہ اس میں آگئے غرض وہ حضرات ان صفات و کمالات کے ساتھ موصوف ہیں کہ) وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں (اور) آپس میں (یعنی مسلمانوں کے ساتھ) مہربان ہیں (اور) اے مخاطب! اُن کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں (اور) اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی ثواب) اور رضامندی (یعنی قرب الٰہی) کی جستجو میں لگے ہیں اُن (کی عبدیت) کے آثار بوجہ تاثیر (اُن کے) سجود (اور عبادت) کے اُنکے چہروں پر نمایاں ہیں (وہ آثار خشوع و خضوع کے انوار ہیں جو مؤمن متقی کے چہرہ میں مشاہدہ کیے جاتے ہیں) یہ (جو) اُن کے اوصاف (مذکور ہوئے) توریت میں (موجود ہیں) اور انجیل میں اُن کا یہ وصف (مذکور) ہے کہ جیسے کھیتی کہ اُس نے (اول زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے (غلہ سے متغذی ہو کر اپنی) اُس (سوئی) کو قوی کیا (علیٰ) کہ وہ کھیتی موٹی ہو گئی پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہو گئی کہ (اپنے نشو و نما سے) کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی (اسی طرح صحابہ میں اول ضعف تھا پھر روز افزوں قوت بڑھتی گئی اس میں بھی بشارت ہے فتوحات اسلامیہ کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو اس لیے نشو و نما دیا) تاکہ اُن (کی اس حالت) سے کافروں کو (حسد میں) جلائے (اور آخرت میں) اللہ تعالیٰ نے اُن صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں (گناہوں کی) مغفرت اور (طاعات پر) اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے (انشاء اللہ میں اُن کے اخروی اعمال کو ترجیح میں اُن کے دُنیوی احوال اور وعدہ الخ میں اُن کا حسن مآل مذکور ہے **ف** زراع کی تخصیص ایسے کی کہ وہ مبصر ہوتے ہیں جب انکو وہ کھیتی خوش معلوم ہوتی ہے تو واقع ہی میں اچھی ہے اور اس میں صحابہ کی نہایت بلیغ مدح ہے۔ آمنوا منہم میں من بیانیہ ہے پس سب صحابہ اس میں داخل ہیں البتہ یہ مسلم ہے کہ ختم علے الایمان شرط ہے ہے صحابیت اور برکات و فضائل صحابیت کی لیکن اس سے شائبین صحابہ کی کار برآری نہیں ہو سکتی اس لیے کہ اگر علم الٰہی میں حقیقی صحابی معدود سے چند ہوتے جیسا کہ اُس فرقہ کا زعم فاسد ہے تو اس عنوان سے جس سے محاورات فصیحہ کی رُو سے کلیت اور بتقدیر تسلیم من کے تبعیضیہ ہونے کے اکثریت مفہوم ہوتی ہے تعبیر نہ فرماتے کہ مومنہم سخت غلطی کو ہے اس سے کھان معلوم ہوا کہ کل یا قریب کل کے صحبت یافتہ ایسے ہی تھے اگر احیاناً کوئی فرد جس نے صحبت کم پائی ہو خارج ہو جائے تب بھی فرقہ مذکورہ کو یہ آیت مضر ہے اور بعض نے اس آیت سے اُس فرقہ کی تکفیر پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ بھی غیظ رکھتے ہیں لیکن یہ استدلال مشکل ہے کیونکہ آیت سے کافر کا ذی غیظ ہونا ثابت ہوتا ہے کفر یا اکثر یا اور ذی غیظ کا کافر ہونا ثابت نہیں ہوتا اور ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل الخ میں چند احتمال ہیں **اول** ذلک مثلھم فی التوراۃ پر کلام ختم ہو جاوے اور ذلک سے اشارہ ہو اوپر کے اوصاف کی طرف اور مثلھم فی الانجیل سے دوسرا کلام شروع ہو اور خبر اس کی کزرع الخ ہو اس بناء پر اوصاف بالا توریت میں مذکور ہوں گے اور تمثیل اخیر انجیل میں ہوگی **دوسرا احتمال** فی الانجیل پر کلام ختم ہو اور ذلک کا اشارہ اوصاف بالا کی طرف ہو تو اس بناء پر اوصاف سابقہ کا توریت و انجیل میں ہونا چاہیے۔ اور کزرع یہ مستقل جملہ ہو جس کا مضمون کسی سے منقول نہ ہو **تیسرا احتمال** نہ توریت پر کلام ختم ہو نہ انجیل پر اور ذلک سے اشارہ تمثیل آئندہ کی طرف ہو تو اس بناء پر مضمون تمثیل توریت و انجیل دونوں میں ہونا چاہیے اگر توریت و انجیل اصلی ہوتیں تو ایک احتمال متعین اور متیقن ہو جاتا مگر جس حالت میں وہ پائی جاتی ہیں اُنکے اعتبار سے احتمال اول راجح ہے چنانچہ تفسیر حقانی میں توریت سفر استثنا تینتیسویں باب کے شروع سے نقل کیا ہے۔ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ پھر اسی باب سے آگے چل کر نقل کیا ہے۔ ہاں وہ اُس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے اُس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو پکو مانینگے الخ۔ فاران پہاڑ مکہ کے پاس ہے اور شعیر مدینہ کے پاس اور یہ مضمون اشداء علی الکفار الخ سے ملتا ہوا ہے کیونکہ یہ سب اطاعت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اوپر مذکور ہوئی کہ تیری باتوں کو مانیں گے اور انجیل متی کے تیرہویں باب کے آٹھویں جملہ اور پھر ۳۱ و ۳۲ جملہ سے نقل کیا ہے اور کچھ تخم اچھی زمین میں گرا اور پھل لایا کچھ سو گنا کچھ ساٹھ گنا کچھ تیس گنا الخ۔ بندہ کتب سابقہ سے بالکل واقف نہیں اس لیے زیادہ تحقیق نہ کر سکا۔ اور اشداء الخ رحماء سے مقصود بغض فی اللہ وحب فی اللہ ہے پس احیاناً حسب حکم شرعی مؤمن کے ساتھ عنف اور کافر کے ساتھ ترحم اس کے منافی نہیں۔ الحمد للہ کہ سورۂ فتح کی تفسیر ختم ہوئی اب سورۂ حجرات کی آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ✱

سورۃ الحجرات مدنیۃ وایہا ثمان عشر کذا فی البیضاوی

ربط اوپر کی سورت میں اصلاح آفاق بالجہاد ہے اس میں اصلاح انفس بالارشاد ہے اور حاصل مجموعہ الخ۔ سورت کا بیان حقوق حضرت سید المرسلین حقوق اخوان الدین ہے

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی اللہ الخ۔ خصوصاً وعدیل فی الرجح عن ابن عباس من شہد الحدیبیۃ اھ ۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا

اے ایمان والو اللہ اور رسول سے پہلے تم سبقت مت کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے اے ایمان والو

اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ اُن سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جاویں اور تمکو خبر بھی نہ ہو بیشک جو لوگ

يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

اپنی آوازوں کو رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقوے کے لیے خالص کر دیا ہے ان لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے جو لوگ

يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں اُن میں اکثروں کو عقل نہیں ہے اور اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر ان کے پاس آ جاتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ غفور رحیم ہے

احکام موجبہ اجلال و تعظیم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (قصہ ان آیتوں کے نزول کا یہ ہے کہ ایک بار بنی تمیم کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما میں باہم آپکی مجلس میں اس امر میں گفتگو ہو گئی کہ ان لوگوں پر حاکم کس کو بنایا جاوے حضرت ابوبکر نے قعقاع بن معبد کی نسبت مشورہ دی اور حضرت عمر نے اقرع بن حابس کی نسبت رائے دی اور گفتگو بڑھ کر دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں اس پر یہ حکم نازل ہوا رواہ البخاری کہ اے ایمان والو اللہ اور رسول (کی اجازت) سے پہلے تم کسی قول یا فعل میں) سبقت مت کیا کرو (یعنی بیشک قرائن قویہ یا تصریح سے اذن گفتگو کا نہ ہو گفتگو مت کرو جیسا مورد آیت میں انتظار کرنا چاہیے تھا کہ یا تو آپ خود کچھ فرماتے یا آپ پوچھتے بدون انتظار کے مبادرت میں احتمال تھا کہ شاید مبادرت آپ کی مرضی کے خلاف ہو تو جائز نہ ہو گا کیونکہ جواز موقوف ہے اذن شرعی پر خواہ قطعی ہو یا ظنی اور جیسے غیبت رسول میں اول نص پھر تامل و فکر نص میں ضروری ہے اسی طرح حضور میں اول انتظار نص پھر تامل قرائن میں ضروری تھا پس غلطی یہ ہوئی کہ انتظار نہیں کیا اسی طرح ہر فعل میں یہی حکم ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ (تمہارے سب اقوال کو) سننے والا (اور تمہارے سب افعال کو) جاننے والا ہے (اور) اے ایمان والو (اپنی آوازیں پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ اُن سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو (یعنی نہ بلند آواز سے بولو جبکہ آپ کے سامنے بات کرنا ہو گو باہم ہی مخاطبت ہو اور نہ برابر کی آواز سے بولو جبکہ خود آپ سے مخاطبت کرو) کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جاویں اور تم کو خبر بھی نہ ہو (اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات رفع صوت کہ صورۃً بیباکی ہے اور جہر کجہر ما بینہما کہ گستاخی ہے طبعًا بوجہ اسکے کہ تابع قالًا و حالًا مدعی التزام ادب متبوع ہوتا ہے اور اس میں اس التزام کا ترک ہے ناگوار اور موجب تاذی ہو سکتا ہے اور تاذی رسول کی موجب حبط عمل ہو اور گو اور معاصی موجب حبط نہیں ہوتے لیکن یہ اُس عام میں سے مخصوص ہے البتہ بعض اوقات جبکہ طبیعت زیادہ منبسط ہو یہ امور ناگوار نہیں ہوتے اُس وقت بوجہ عدم تحقق ایذاء موجب حبط نہیں ہوتے اور چونکہ تاذی سامع کا تحقق باعدم تحقق بعض اوقات متکلم کو معلوم نہیں ہوتا اور اس بنا پر ممکن ہے کہ تاذی ہو جاوے اور اُس سے حبط بھی ہو جاوے اور متکلم اسی گمان میں رہے کہ تاذی نہیں ہوئی پس حبط کی بھی خبر نہ ہو لا تشعرون کے یہی معنی ہیں اور اسیوجہ سے مطلق رفع صوت و جہر بالقول کو منہی عنہ ٹھیرایا گو کسکے بعض افراد موجب تاذی نہ ہونگے لیکن اسکی تعیین کیسے ہو گی لہٰذا مطلقًا تمام افراد کو ترک کر دینا چاہیے یہ تو ترہیب ہے نہی رفع صوت پر آگے ترغیب ہے خفض صوت کی کہ) بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے سامنے پست رکھتے ہیں وہ لوگ ہیں جنکے قلوب

اللغات

قولہ امتحن مجاز عن الاخلاص لان الذہب یمتحن ویذاب لیخلص ابریزہ من خبثہ ونحوہ۔ وفی الروح ان تفسیر الامتحن باخلص رواہ ابن جریر وجماعۃ عن مجاہد۔ قولہ من وراء ای بمعنی خارج اعم من قدام وخلف ومن ابتدائیۃ لان ابتداء النداء من الی وہو خارج من الحجرات ۱۲

البلاغۃ

قولہ لا تقدموا مفعول محذوف لافادۃ التعمیم ای لشیء من القول والفعل وقولہ بین یدی اللہ ای قبل امر اللہ ورسولہ ولما کان الاذنان متلازمین لا حاجۃ الی ان یقال ان ذکر اللہ لاینادی بخلافہ محمد علیہ السلام قولہ یا ایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اعادۃ النداء مع قرب العہد بہ للمبالغۃ فی الایقاظ والتنبیہ والاشعار بمستقبل کل من الکلامین باستقلالہ الا عتناء بشانہ۔ قولہ ینادونک عبر عن الماضی بالمضارع للاستحضار ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝

اے ایمان والو اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاوے تو خوب تحقیق کر لیا کرو کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے

اللہ تعالیٰ نے تقوے کے لیے خالص کر دیا ہو (یعنی اُن کے قلوب میں غیر تقویٰ نہیں ہے مطلب یہ کہ متقی کامل ہیں) مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس باب خاص میں وہ کمال تقویٰ کے ساتھ موصوف ہیں کیونکہ کمال تقویٰ حسب حدیث مرفوع ترمذی یہ ہو کہ لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع مالا بأس بہ حذرا لما بہ بأس اور رفع صوت کی ایک قسم فی نفسہ غیر ذی بأس ہو جو بعینہٖ تادی نہ ہو اور ایک فرد ذی بأس ہو جس میں تادی ہو جب انہوں نے مطلقاً رفع صوت کو ترک کر دیا تو ذی بأس کے جذر سے غیر ذی بأس کو ترک کر دیا پس کمال تقوے متحقق ہو گیا اور فی نفسہ کی قید اس لیے لگائی کہ بعد نہی کے پھر تو دونوں فرد ہیں ذی بأس ہیں۔ آگے ان کے اس عمل کا ثمرۂ اُخروی مذکور ہے کہ (ان لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے (اور اگلی آیتوں کا قصہ یہ ہے کہ وہی بنی تمیم جب آپ کے حضور میں آنے کے لیے آئے تو اُس وقت آپ حجرۂ انور میں تشریف رکھتے تھے اُن لوگوں نے باہر سے بوجہ قلت تہذیب کے آپ کے نام لے لے کر پکارنا شروع کیا یا محمد اخرج الینا اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی الدر المنثور برواية ابن اسحٰق عن ابن عباس کہ) جو لوگ حجروں کے باہر سے آپکو پکارتے ہیں اُن میں اکثروں کو عقل نہیں ہے (ورنہ آپ کا ادب کرتے اور ایسی جرأت نہ کرتے۔ اور اکثر ھم فرمانے کی وجہ یا تو یہ ہے کہ بعض پکارنے والے نفسہ جہری نہ تھے لیکن دیکھا دیکھی اُنسے بھی غلطی ہو گئی اور یا سب ایک ہی طرح کے ہوں لیکن اس لفظ کے کہنے سے کسی کو اشتعال نہ ہو گا کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ شاید مجھکو کہنا مقصود نہ ہو اور یہ طریقہ آداب وعظ سے ہوا اور اگر یہ لوگ (ذرا صبر (و انتظار) کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر ان کے پاس آجاتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا کیونکہ یہ ادب کی بات تھی) اور (یہ لوگ اگر اب بھی توبہ کر لیں تو معاف ہو جاوے کیونکہ) اللہ غفور رحیم ہے ف بعد نزول آیات سابقہ کے صحابہ رضؓ کی یہ کیفیت ہو گئی کہ حضرت ابو بکر رضؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قسم ہے کتاب منزل تک آپ سے اس طرح بولونگا جیسا کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہو کذا فی الدر عن البیہقی۔ اور حضرت عمر رضؓ اس قدر آہستہ بولنے لگے کہ بعض اوقات دوبارہ پوچھنا پڑتا کذا فی الصحاح اور حضرت ثابت بن قیس کی باوجود یکہ خلقۃً آواز بلند تھی مگر یہ سنکر وہ بہت ڈرے اور روئے اور نہایت تکلف کر کے اپنی آواز کو گھٹایا کذا فی الدر۔ اور علماء نے تصریح کی ہے کہ جو حضرات دین کی بزرگی رکھتے ہوں اُنکے ساتھ بھی یہی آداب برتنا چاہیے گو سوء ادب کا وہاں اُس وجہ کا نہ ہو گا لیکن تادی بلا ضرورت میں مضرت ضرور ہے آوجط اعمال کی تقریر میں جو کہا گیا ہے کہ یہ اُس علم میں سے مخصوص ہے احقر کے نزدیک سہل محمل یہی ہے۔ اور اس سے معتزلہ خوارج کے استدلال کی بھی گنجایش نہ رہی کہ گناہ کرنے سے خارج عن الایمان یا داخل فی الکفر ہو جاتا ہے اور نہ اہل حق کی طرف سے جواب دینے کے لیے اس لم کی ضرورت رہی کہ رفع صوت کا کفر ہونا بواسطہ تادی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بتکلف ثابت کیا جاوے کیونکہ کفر وہی رفع صوت وغیرہ ہو سکتا ہے جس سے خاص مقصود آپ کو ایذا ہی ہو پہنچانا ہو بخلاف معصیت کے کہ امر اس کا اہون ہے فعل محتمل ایذاء کا بھی معصیت قرار دینا بعید نہیں خوب سمجھ لو غایت مافی الباب ایسی معصیت کو بھی حابط اعمال کہنا پڑیگا سو اس موجبہ جزئیہ کی نقیض کوئی سالبہ کلیہ منصوص نہیں ہے اس لیے اس کا قائل ہونا مضائقہ نہیں اور اسمیں اجلال نبوی کی خاص رعایت ہے اسلیے قائل ہونا ارجح ہے۔ اور الیہم اس لیے بڑھایا کہ اگر خروج ہو مگر قرائن سے معلوم ہو کہ ان سے ملنے کو نہیں تشریف لائے مثلاً باہر آکر اور کسی کام کی طرف متوجہ ہو گئے تو اُن کو اُس وقت ایذ صبر کرنا چاہیے یہانتک کہ آپ اُن کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ یہ خروج الیہم نہیں ہے جو کہ غایت تھی صبر کی بلکہ توجہ الیہم جو کہ حاصل ہے خروج الیہم کا صبر کی غایت ہو گی ربط اوپر آداب نبویہ میں ارشاد ہوتا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ یعنی اذن شرعی کے قبل کسی امر میں سبقت مت کرو آگے اس امر عام میں سے ایک خاص امر کا ذکر فرما کر اُس میں حکم شرعی سے سبقت کرنے کی ممانعت فرماتے ہیں اور وہ امر خاص کسی شخص یا مجمع کی شکایت ہو پہنچانے اور سبقت قبل اذن الشرعی بلا التحقیق اُس شکایت کے مقتضاء پر عمل کرنا ہو۔

نہی از عمل بالنمیمہ بلا تحقیق

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ (اس کا قصہ نزول کا اس طرح ہوا اور پھر حکم عام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا اور ایک روایت میں بنی دکسیعہ آیا ہو ولید میں ان میں زمانہ جاہلیت میں کچھ عداوت تھی ولید کو وہاں جاتے ہوئے اندیشہ ہوا اُن لوگوں نے سُن کر استقبال کیا ولید کو گمان ہوا کہ یہ لوگ بارادۂ قتل آئے ہیں پس جا کر اپنے خیال کے موافق کہدیا کہ وہ تو مخالف اسلام ہو گئے آپ نے حضرت خالد رضؓ کو تحقیق حال کے لیے بھیجا اور فرمادیا کہ خوب تحقیق کرنا اور جلدی مت کرنا چنانچہ اُنہوں نے وہاں بخبر اطاعت اور خیر کے کچھ نہ دیکھا آکر آپکا اطمینان کر دیا اسپر یہ حکم نازل ہوا اخذتہ من عدۃ روایات فی الدر یعنی) اے ایمان والو (جس طرح ولید بن عقبہ کی خبر باوجود یکہ ولید محکوم علیہ بالفسق نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

النحو ان تصیبوا ای لئلا تصیبوا او کراہۃ ان تصیبوا ۱۲

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ

اور جان رکھو کہ تم میں رسول ہیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ اس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تم کو بڑی مشقت ہو پہنچے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور

اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اور فسق اور عصیان سے تم کو نفرت دیدی ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے

عمل کرنے میں جلدی نہیں کی بلکہ اس کی تحقیق فرمائی جس سے ایک حکم شرعی ثابت ہو گیا کہ بدون تحقیق کے ایسی خبر پر عمل نہ کرنا چاہیے اور اوپر تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ حکم شرعی سے سبقت کرنا منہی عنہ ہے پس لامحالہ اس حکم شرعی سے بھی سبقت منہی عنہ ہوگی اور جب غیر محکوم علیہ با لفعل میں یہ حکم ہے تو فاسق کے باب میں تو بدرجہ اولے ایسے ہم تم کو اہتمام کے لیے مکرر حکم دیتے ہیں کہ) اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاوے (جس میں کسی کی شکایت ہو) تو اوّل بدون تحقیق کے اس پر عمل مت کیا کرو بلکہ اگر عمل کرنا ہو تو) خوب تحقیق کر لیا کرو کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔ ف مطلب یہ کہ جیسا اس واقعہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ایسا ہی تم کو کرنا چاہیے کہ اس کے خلاف وہمی تقدیم بین یدی اللہ و رسولہ ہو چکی ہے پس یا ایھا الذین اٰمنوا میں مخاطب عام مؤمنین ہیں اور فاسق ہو مراد عام فاسقین ہیں اور فاسق کا ذکر افادہ مبالغہ فی الحکم کے لیے ہے یہ نہیں کہ جس قصہ میں اس کا نزول ہوا ہے اُس کو فاسق کہا گیا ہو پس اس آیت سے نہ ولید کا فاسق ہونا لازم آیا اور نہ اس کا شبہہ رہا کہ یہ موہم ہے کہ آپ نے بے تحقیق کچھ کارروائی کرنا چاہا ہوگا وجہ دفع شبہہ ظاہر ہے کہ آپ اس میں مخاطب نہیں بلکہ عام مؤمنین کو حکم ہے کہ اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اقتدا کرو۔ اور اس خبر سے مراد مطلق خبر نہیں ہے بلکہ جس پر عمل کرنے سے کسی کا ضرر لازم آتا ہو بقرینۃ ان تصیبوا الخ تو اس محتمل الفسق و مقطوع الفسق دونوں کی خبر غیر مقبول ہے پس اس مقام پر مطلقاً خبر واحد کے مقبول یا غیر مقبول ہونے کی تفصیل سے بحث کرنا امر زائد ہے اسی طرح صحابہ کے عدول و غیر عدول ہونے کی بحث کرنا امر زائد ہے کیونکہ ولید کا فاسق ہونا آیت سے لازم ہی نہیں آتا بلکہ نہ حدیث سے اس لیے کہ ممکن ہے کہ ولید کو خود گمان میں غلطی ہوئی ہو۔ اور فتبینوا سے یہ مقصود نہیں کہ ضرور اُس خبر کی تحقیق کی جاوے کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ اگر ہم کسی شخص کی برائی سن کر بالکل التفات نہ کریں جائز ہے بلکہ بعض جگہ تو تجسس حرام ہے بلکہ مقصود اس سے یہی ہے عمل بلا تحقیق سے جیسا کہ تقریر ترجمہ میں ظاہر کر دیا ہے اور یہ مسئلہ مستقل ہے کہ تحقیق کہاں واجب ہے کہاں جائز ہے کہاں ممنوع ہے سو اس میں قول مجمل ہے کہ جہاں تحقیق نہ کرنے سے کوئی واجب شرعی فوت ہوتا ہو وہاں واجب ہے مثلاً سلطان کسی کے ارتداد کی خبر سنے تو چونکہ ارتداد کی صورت میں اس پر واجب ہے کہ اُس کو توبہ کرادے ورنہ قتل کرے اس لیے تحقیق واجب ہوگی۔ یا سلطان سنے کہ فلاں شخص فلاں کو قتل کرنا چاہتا ہے تو چونکہ بوجہ سلطان ہونے کے حفاظت رعایا کی اُس کے ذمہ واجب ہے اس لیے اس کی تحقیق اور انتظام واجب ہے اور جہاں تحقیق نہ کرنے سے کوئی واجب فوت نہیں ہوتا اور تحقیق کرنے سے اُس مبلغ عنہ کا بھی کوئی ضرر پہنچتا ہو تو وہاں تحقیق جائز ہے جیسے سنا کہ فلاں شخص مجھکو مارے گا اور اگر تحقیق کرنے سے اپنی کوئی دفع مضرت نہیں اور اُس دوسرے کو ناگواری ہے تو تحقیق حرام ہے جیسے کسی نے سنا کہ فلاں شخص خفیہ طور پر میرا بیٹا ہے تو تحقیق نہ کرنے سے اپنا کوئی ضرر نہیں اور تحقیق کرنے سے وہ فضیحت ہوتا ہے خوب سمجھ لیا جاوے ربط اوپر لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ میں ایک ادب نبوی یہ بتلایا گیا ہے کہ کسی امر میں آپ کے حکم سے سبقت نہ کیجائے اور اس امر کے بعض افراد وہ ہیں کہ وہ امور دینیہ نہیں بلکہ امور دنیویہ ہیں جیسے آپ نے حضرت زینب اور اُن کے بھائی کو فرمایا تھا کہ زید میں حارثہ سے زینب کا نکاح کر دیا جاوے تو ایسے امور میں بوجہ دنیوی ہونے کے جواز سبقت اور عدم وجوب اطاعت کا شبہہ ہو سکتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ایسے امور میں بعض اوقات یہ بھی متخیل ہو سکتا ہے کہ یہ امور متعلق رائے اور تدبیر کے ہیں خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہماری رائے کی موافقت مناسب اور مصلحت ہے اگے اس کے متعلق ارشاد ہے اور چونکہ ایسے امور حضور کی حیات ہی تک پیش آسکتے ہیں اسلیے واعلموا ان فیکم رسول اللہ فرما کر اس تخصیص کی تنصیص کر دی۔

ایجاب اطاعت مطلقہ رسول برامت و خاصت عکس

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں (جو خدا کی بڑی نعمت ہیں کما قال تعالیٰ لقد من اللہ الخ پس اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ کسی بات میں تم آپ کے خلاف مت کرو گو نبوی ہی کیوں نہ ہو اور اس فکر میں مت پڑو کہ امور نبوی

النحو فضلا تعلیل للراشدین ۱۲

البلاغۃ فی قولہ کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان فی مقابلۃ الایمان المحبب والمزین اشارۃ الی ان الایمان المحبب للمزین ای الکامل ما لا یکون فیہ کفر ولا فسق ولا عصیان ای ما یکون فیہ التصدیق بالجنان والعمل بالارکان والاقرار باللسان ۱۲

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ

اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُنکے درمیان اصلاح کردو پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اُس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہانتک کہ وہ

اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جاوے۔ پھر اگر رجوع ہو جاوے تو اُن دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کردو اور انصاف کا خیال رکھو۔ بیشک اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے مسلمان تو بھائی بھائی ہیں

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ع

سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کیجاوے

ع ۱۳ ثلثہ رابع

خود حضورؐ ہماری رائے کی موافقت فرمایا کریں کیونکہ) بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ اُس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تم کو بڑی مضرت ہو پھر (کیونکہ وہ مصلحت کے خلاف ہو تو ضرور اسکے موافق عمل کرنے میں مضرت ہو بخلاف اسکے کہ آپ کی رائے پر عمل کیا جائے کیونکہ گو بر تقدیر اُس کے دنیوی امر ہونے کے اُس میں خلاف مصلحت ہونیکا احتمال فی نفسہ مستبعد اور خلاف شان نبوت نہیں لیکن اول تو ایسے امور جن میں ایسا احتمال ہو شاذ و نادر ہونگے پھر علی سبیل التنزل اگر ہوں بھی تو اُن میں مصلحت بھی فوت ہو جاوے لیکن یہ کتنی بڑی بات ہے کہ اُس مصلحت کا نعم البدل یعنی اجر و ثواب اطاعت رسول کا ضرور ہی میسر ہوگا بخلاف اس کے کہ تمہاری رائے پر عمل ہو کہ گو شاذ و نادر ایسے امور بھی نکلیں گے جن میں مصلحت ہو لیکن متعین تو ہیں نہیں اور پھر بہت ہی کم ہونگے زیادہ احتمال مضرت ہی کا ہے پھر اُس مضرت کا کوئی تدارک نہیں اور اس تقریر سے فائدہ کثیر کی قید کا بھی معلوم ہو گیا بہرحال اگر آپ اُن کی موافقت کرتے تو تم بڑی مصیبت میں پڑتے) لیکن اللہ تعالیٰ نے (تمکو مصیبت سے بچا لیا اس طرح سے کہ) تم کو ایمان (کامل) کی محبت دی اور اُس (کی تحصیل) کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر اور فسق (یعنی گناہ کبیرہ) اور (مطلق) عصیان (یعنی گناہ صغیرہ) سے تم کو نفرت دیدی (جس سے تم کو ہر وقت رضائے رسول کی جستجو رہتی ہے اور جس سے تم احکام متضمنہ اعمال موجبہ رضائے رسول کو مان لیتے ہو چنانچہ جب تم کو یہ معلوم ہو گیا کہ امور دنیویہ میں بھی اطاعت رسول کی واجب ہے اور بدون اطاعت مطلقہ کے ایمان کامل نہیں ہوتا اور ایمان کامل کی تحصیل کی رغبت پہلے سے موجود ہے پس تم نے فوراً اُس حکم کو بھی قبول کر لیا اور قبول کر کے ایمان کی اور تکمیل کر لی) ایسے لوگ (جو کہ تکمیل ایمان کے محب ہیں) اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں اور اللہ تعالیٰ (نے جو یہ احکام فرمائے ہیں تو وہ اُن کی مصلحتوں کو) جاننے والا (ہے اور چونکہ) حکمت والا ہے (اسلیے ان احکام کو واجب کر دیا ہے) ف واعلموا ان فیکم رسول اللہ کے ظاہر الفاظ قرینہ ہے کہ اس میں کسی ایسے امر کا بیان ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے ساتھ مخصوص تھا اور وہ اسکے نزدیک یہی ہے کہ دنیوی امور میں اطاعت کرنا اور فی کثیر کہنا بھی قرینہ ہے کہ ایسے ہی امور مراد ہیں دینیہ میں سے تو کسی ایک امر میں بھی اطاعت کی گنجایش نہیں اور وجہ تخصیص کی یہ نہیں کہ اگر آپ اپنے بعد کے لیے ایسے احکام فرما جاتے تو اطاعت واجب ہوتی بلکہ وجہ تخصیص کی یہ ہے کہ آپنے ایسے احکام فرمائے نہیں کیونکہ یہ احکام جزئی تھے اور حضورؐ نے شریعت موبدہ جو چھوڑی ہے وہ احکام کلیہ ہیں اور تحقیق اس مسئلہ کی کہ دنیوی امور میں وجوب اطاعت کس شرط سے ہے شروع پارہ دمن یقنت آیت ما کان لمؤمن الخ میں گذر چکی ہے اور ربط اور حقوق نہ ہونیکا ذکر تھا آگے بعضے باہمی حقوق و آداب معاشرت کا بیان ہے جس میں کئی حکم مذکور ہیں اور مابہ الاشتراک سب میں نہی عن الایذاء ہے۔

حکم اول اصلاح بین المسلمین و دفع شر مفسدین

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُنکے درمیان اصلاح کردو (یعنی مابہ النزاع رفع کر کے لڑائی موقوف کرا دو) پھر اگر (بعد کوشش اصلاح کے بھی) اُن میں کا ایک گروہ

البلاغۃ اقتتلوا وکان الظاہر اقتتلتا والعدل الی الطریق الجمع لرجاء المتعاطفین کل طائفۃ من الطائفتین جماعۃ فقد روعی فی الطائفتین معنا ہما اولا ولفظہا ثانیا علی العکس المشروح فی الاستعمال النکتہ فی ذلک فاصل انہم لو لاقی الحال القتال مخلطون فلذا جمع اولا ضمیرہم وفی حال الصلح یتمیزون یستارون فلذا اتی فی الضمیر قولہ فاصلحوا بین اخویکم الغاء للایذان بان الاخوۃ الدینیۃ موجبۃ للاصلاح ووضع الظاہر موضع الضمیر معللا فالامور بین الطائفتان من المؤمنین اخوۃ تاکید لوجوب الاصلاح وتحضیض علیہ وتخصیص الاثنین بالذکر لاثبات وجوب الاصلاح فیما فوق ذلک بطریق الدلالۃ لتفاحش الفتنۃ والعناد ۱۲

الروایات فی الدعن عبد الحمید عن ابیہ عن انس قال قیل للنبی صلے اللہ علیہ وسلم لو اتیت عبد اللہ بن ابی فانطلق وکب حمارا وانطلق المسلمون یمشون وہی ارض سبخۃ فلما انطلق الیہم قال الیک عنی فواللہ لقد آذانی ریح حمارک فقال رجل من الانصار واللہ لحمار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اطیب ریحا منک فغضب لکل منہما اصحابہ فکان بینہم ضرب بالجرید والایدی والنعال فانزل فیہم وان طائفتان من المؤمنین الخ قلت المراد بالمؤمنین ہنا قوم عبد اللہ وان کفرہم لیس بحیث یخرجہم عن تعمیم للقوم ولیس المراد ہولاء انما ہن ظاہر البعد ہذہ الواقعۃ ولم تؤمن حقیقۃ فقط ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ

اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بُرا ہے اور جو باز نہ آوے سچے تو وہ ظلم کرنے والے ہیں

دوسرے پر زیادتی کرے (اور لڑنا موقوف نہ کرے) تو اُس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کیطرف رجوع ہو جاوے (حکم خدا سے مراد ترک قتال ہے) پھر اگر وہ زیادتی کرنیوالا فرقہ حکم خدا کی طرف) رجوع ہو جاوے (یعنی قتال ترک کردے) تو اُن دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کردو (یعنی حدود شرعیہ کے موافق اس معاملہ کو طے کردو محض ترک قتال پر اکتفا مت کرو ورنہ دوسرے وقت قتال ممتنع رہے گا) اور انصاف کا خیال رکھو (یعنی غرض نفسانی کو غالب نہ ہونے دو) بے شک اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے اور ہم نے جو اصلاح کا حکم کیا ہے تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان تو سب (اشتراک فی الدین کی وجہ سے جو کہ نسب معنوی ہے ایک دوسرے کے) بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کرادیا کرو (تاکہ اخوت قائم رہے) اور (اصلاح کے وقت) اللہ سے ڈرتے رہا کرو (یعنی حدود شرعیہ کی رعایت رکھا کرو) تاکہ تم پر رحمت کی جاوے ف مقتتلین بالقوہ یا بالفعل جو کہ مسلمان ہوں خواہ اخلاصاً یا نفاقاً خواہ واحد واحد خواہ متعدد اُن کے احکام کی تفصیل یہ ہے کہ یا تو دونوں جماعتیں امام المسلمین کی تحت ولایت ہیں یا دونوں نہیں یا ایک ہو ایک نہیں۔ پہلی صورت میں اگر عام لوگوں کی فہمایش سے اُن میں قتال موقوف نہ ہوا تو امام پر اصلاح واجب ہے پھر تین حالتیں ہیں یا تو کوئی اطاعت سے خارج نہ ہو یا دونوں خارج ہو جاویں یا ایک خارج ہو جاوے دوسرا خارج نہ ہو پہلی حالت میں قصاص و دیت کے احکام جاری ہونگے اور یہ سب اصلحوا بینہما کے افراد میں داخل ہیں۔ اور دوسری حالت ملحق ہے صورت دوم کے ساتھ جس کا حکم آگے آتا ہے۔ اور تیسری حالت ملحق ہے صورت سوم کے ساتھ کہ اُس کا حکم بھی ابھی آتا ہے۔ اور دوسری صورت میں دونوں باغی ہیں جن کا حکم ابھی آتا ہے۔ اور تیسری صورت میں جو تحت الولایت ہے عادل کہلاتا ہے اور جو خارج ہے باغی کہلاتا ہے کہ خود امام ہی سے مقاتلہ کرنے پر آمادہ ہے ان بغت احدھما الخ میں اسی کا حکم بیان فرماتے ہیں اُس کی تفصیل یہ ہے کہ اول اُن کا شبہہ رفع کیا جاوے گا اصلاح کی یہ بھی ایک فرد ہے پھر اگر وہ بغاوت چھوڑ دیں تو اُس صورت میں اُنسے قتال نہیں ہے اور اگر باز نہ آویں تو اُن سے قتال کیا جاوے گا پھر اگر اُن کو قوت و شوکت حاصل ہو تو قتال کے وقت تو اُن کے متعلق یہ احکام ہیں کہ اُن کے مجروح کو قتل کیا جاوے گا اور بھاگنے والے کا تعاقب کیا جاوے گا اور بعد قتال کے یہ احکام ہیں کہ اُن کے ہاتھ سے جو عادل مقتول ہوں اُن کا قصاص نہ لیا جاوے گا جو مال تلف کیا اُس کا ضمان نہ لیا جاویگا عدل و قسط میں یہ سب احکام داخل ہیں اور اگر اُن کو قوت و شوکت نہیں ہے تو قتال کے وقت اُنکے متعلق یہ احکام ہیں کہ اُن کے مجروح کو قتل نہ کیا جاویگا اور بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جاویگا۔ اور بعد قتال کے یہ احکام ہیں کہ اُن کے ہاتھ سے عادل کا مال یا نفس جو تلف ہوا ہے اُس کا ضمان و قصاص لیا جاوے گا یہ سب بھی عدل و قسط میں داخل ہیں اور احکام مشترکہ یعنی حالت قوت و عدم قوت دونوں میں یہ ہیں کہ قبل قتال اُنکے ہتھیار چھین لیے جاوینگے اور اگر گرفتار کرکے توبہ کرنے کے وقت تک قید رکھیں گے اور وقت قتال یا بعد قتال اگر وہ لونڈی غلام نہ بنا دینگے ان کا مال غنیمت نہ ہوگا البتہ توبہ کرنے تک اموال کو محبوس رکھا جاوے گا بعد توبہ کے پھر واپس دیدینگے یہ سب بھی عدل و قسط میں داخل ہیں اور یہ سب احکام جب ہیں کہ مسلمانوں کا کوئی امام موجود ہو ورنہ لزوم بیت کا حکم اسی طرح عدم قدرت نصرت یا التباس حق و باطل کی صورت میں بھی لزوم بیت کا حکم ہے ان میں اکثر مسائل ہدایہ سے ہیں اور بعضے شاذ و نادر دوسرے دلائل سے پس اصلحوا میں امام کو انتظام کا اور اردد و منکو نصرت امام کا بھی حکم داخل ہے۔

حکم دوم نہی از تمسخر و طعن و تداعی بالقاب مکروہہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے کہ (جن پر

اللغات

القوم جماعۃ رجال خاصۃ اللعن التبعید علی المعائب سواء کان بحضرۃ ام لا التنابز التعاير والتداعی من النبز بمعنی اللقب وخص عرفا بما کرہ الشخص من الالقاب ۱۲

البلاغۃ قولہ لا تلمزوا ولا تنابزوا اور فرمانا تفاعل فی النبزو دون الغمز فان اللمز واللغز فی الحال یعنی کہ لامزہ فیصیح الی تتبع احوالہ حتی یظفر ببعض عیوبہ بخلاف النبز فان من یلقب بما کرہ قادر علی تلقیب الآخر فیظہر ذلک حالا فرفع التفاعل کذا فی الروح عن الزواجر ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ

اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے

اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

ہنستے ہیں) وہ اُن (ہنسنے والوں) سے (خدا کے نزدیک) بہتر ہوں (پھر وہ تحقیر کیسے کرتے ہیں) اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب ہے کہ جن پر ہنستی ہیں) وہ اُن (ہنسنے والیوں سے (خدا کے نزدیک) بہتر ہوں (پھر وہ تحقیر کیسے کرتی ہیں) اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو (کیونکہ یہ سب باتیں گناہ کی ہیں اور) ایمان لانے کے بعد (مسلمان پر) گناہ کا نام لگنا (بھی) بُرا ہے (یعنی یہ گناہ کر کے ہمارے شان میں یہ کہا جانا کہ فلاں مسلمان جس سے تم مراد ہو گناہ یعنی خدا کی نافرمانی کرتا ہے نفرت کی بات ہے تو اس سے بچو) اور جو (ان حرکتوں سے) باز نہ آویں گے تو وہ ظلم کرنے والے (اور حقوق العباد کو تلف کرنے والے) ہیں (جو سزا ظالموں کو ملیگی وہی انکو ملیگی ف تسخر وہ ہنسی ہے جو سر سے دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری ہو اور جس سے دوسرے کا دل خوش ہو وہ مزاح کہلاتا ہے یعنی خوش طبعی اور وہ جائز ہے۔ اور قوم اور نساء فرمانے سے یہ تصور نہیں کہ کئی مرد کئی مردوں سے اور کئی عورتیں کئی عورتوں سے تمسخر کریں بلکہ مراد اس سے جنس رجال و جنس نساء ہے خواہ واحد ہو یا متعدد۔ اور اگر مرد عورت سے یا عورت مرد سے تمسخر کرے اسکا بھی یہی حکم ہے اور شاید اسکی تخصیص اسلیے ہو کہ اکثر تمسخر ہم جنسوں ہی میں واقع ہوتا ہے اور یا اسلیے کہ جنس کے ساتھ تمسخر کرنے کی ممانعت خلاف جنس سے تمسخر کرنے کی ممانعت پر بدرجۂ اولیٰ دال ہے کیونکہ اُس میں تمسخر کے علاوہ ایک قسم غیر اور بیحیائی بھی ہے اور گو دوسرا شخص بالفعل کیسا ہی حقیر ہو مگر چونکہ خاتمہ بالخیر کا محتمل ہے اس لیے عسےٰ ان یکونوا خیرا منہم کا ہر حال میں مصداق ہوگا اور بُرے لقب سے ذکر کرنا اگر بلا غرض صحیح ہو تو حرام ہے اور اگر کوئی غرض صحیح ہو جیسے کوئی شخص لنگڑا ہے اور اسی پتہ سے پہچانا جاتا ہے تو اس لقب کے ذکر میں حرمت نہیں۔

حکم سوم و چہارم و پنجم نہی از ظن سوء و تجسس و غیبت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں (اس لیے سب اقسام ظن کے حکم کی تحقیق کر کے کہ کونسا ظن جائز ہے حد جواز تک ہو) اور (کسی کے عیب کا) سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے آگے غیبت کی مذمت ہے کہ (کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھالے اسکو تو تم (ضرور) ناگوار سمجھتے ہو (پس غیبت بھی اسی کے مشابہ ہے اُس سے بھی نفرت ہونا چاہیے مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح انسان کو اُس کا گوشت جسمانی نوچ کر کھانے سے تالم جسمانی ہوتا ہے اسی طرح اُس کی آبرو کہ گوشت سے زیادہ اعزو اشرف ہے بخبر ہونے سے تالم قلبی ہوتا ہے گو بالفعل لوجہ اسکے کہ اُس کو اس آبروریزی کی اطلاع نہیں عدم حس میں مشابہ مردہ کے ہے لیکن فی نفسہ تو مظنہ تالم ہے کذا فی الخازن) اور اللہ سے ڈرتے رہو (اور غیبت چھوڑ دو اور توبہ کرو) بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) مہربان ہے ف ظن میں کثیر اور بعض جو کہ مقابل جمیع کا اور شامل کثیر کو ہے اسلیے فرمایا کہ ظن کی کئی قسم ہیں ایک واجب جیسے ظن فقہی غیر منصوص میں اور حسن ظن مع اللہ اور دوسرا مباح جیسے ظن امور معاش میں اور ایسے شخص کے ساتھ بدگمانی کرنا جسمیں علانیہ علامات فسق کے پائے جاتے ہیں جیسے شراب خانوں میں اور فاحشہ عورتوں کی دوکانوں مکانوں میں کسی کی آمد و رفت ہو اور اُسپر فسق کا گمان ہو جائے جائز ہے مگر یقین نہ کرے اسی طرح جو سوء ظن غیر اختیاری ہو مگر اُس کے مقتضاء پر عمل نہ ہو اس میں بھی گناہ نہیں بشرطیکہ حتی الامکان اُس کو دفع کرے آور تیسرا حرام جیسے آلہیات و نبوات میں بلا دلیل قاطع یا کلامیات و فقہیات میں خلاف دلیل قاطع ظن کرنا جس میں علامات فسق کے قوی نہ ہوں بلکہ ظاہراً صلاح کے آثار نمودار ہوں اُسکے ساتھ سوء ظن کرنا یہ حرام ہے چونکہ سب افراد ظن کے حرام نہ تھے اسلیے کثیراً فرما دیا گیا اور یہ کثرت فی نفسہ ضروری نہیں کہ اس کی فردیں دوسری قسموں کی فردوں سے زیادہ ہوں اور اگر باعتبار حادث عامہ ناس کے دیکھا جاوے تو قسمین ماقبلین کا عتبار سے بھی کثرت صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ یہ زیادہ ابتلا

البلاغۃ فی الخروج وما احسن ما جاء ترتیب فی ہذہ الآیۃ جاء الامر اولا باجتناب الظن الذی ہو الداعی الی المعاصی ثم بالنہی عن التجسس الذی ہو من افعال القلوب ثم نہی ثالثا عن طلب التحقیق ذلک الظن بصیغۃ علی المفعول ایسا نہ ورد النہی ثالثا عن افعال الجوارح فہذہ ثلثۃ امور مرتبۃ علی فاء فصیحۃ بالتجسس فی غیاب ۔ وقال ابن حجر علیہ الرحمۃ تعالیٰ الختم کالامر بالتوبۃ رحمۃ لعبادہ وقطعا علیہم لئن لم یتوبوا ۱۲

الاولی بالنہی خشیۃ بالتقی فی من لم تب لتقارنہا ولما بدئت الثانیۃ بالامر فی ابتدئ الثانیۃ بالنہی فاقتضی ان کان حکمۃ ذکر التعدید الشدید فی الاولی فقط بقولہ تعالیٰ ومن لم تب ان ما فیہا اشد فی الحظرۃ بالحرمۃ او الضرر لو الضرر بخلافہ فی الآیۃ الثانیۃ فانہ امر خفی اذ الاکل من الظن والتجسس والغیبۃ یقتضی الاتحاد وعدم العلم غالبا ۱۲

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ

اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے

لوگوں کا ظن حرام ہی میں ہے یہی تفصیل اُن اقسام کی جن کیطرف ان بعض الظن اثم کے ترجمہ میں اشارہ ہوا اور سوء ظن کے بارہ میں جو مشہور ہے الحزم سوء الظن اس کا مطلب یہ ہے کہ مشتبہ شخص سے اپنی احتیاط رکھے پس سوء ظن کے مقتضاء پر عمل کرنا مظنون بہ کے حق میں تو حرام ہے جیسے اُس کی تحقیر و تنقیص کرنا اُس کو ضرر پہونچانا اور خود ظان کو اپنے حق میں جائز ہے پاس معنی کہ اُس کی مضرت سے خود بچے اور تجسس کے احکام اور آیت ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا کی تفسیر میں بیان کیے گئے ہیں اور چھپ کر باتیں سُننا یا اپنے کو سوتا ہوا بنا کر باتیں سُن لینا یہ تجسس میں داخل ہے البتہ اگر کسی سے مضرت پہونچنے کا احتمال ہو اور اپنی یا کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے اُس مضرت رساں کی تدبیروں اور ارادوں کا تجسس کرے تو جائز ہے، اور غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیچھے اُس کی ایسی بُرائی کرنا کہ اُسکے سامنے کی جاوے تو اُسکو رنج ہو گو وہ سچی ہی بات ہو اور نہ بہتان ہو اور پیٹھ پیچھے کی قید سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ سامنے جائز ہے کیونکہ وہ لمز میں داخل ہے جس کی ممانعت اوپر آئی ہے لا تلمزوا انفسکم اور محقق یہ ہے کہ غیبت گناہ کبیرہ ہے البتہ جس سے بہت کم تاذی ہو سکتا ہے جیسے کسی کے مکان یا سواری کی مذمت کرنا اور جو سامع دفع پر قادر ہو اُس کا سننا بھی حکم تکلم میں ہے اور اس میں حق اللہ و حق العبد دونوں ہیں ایسے تو بچنا واجب ہے اور معاف کرانا بھی ضروری ہے البتہ بعض علماء نے کہا ہے کہ جب تک اُس شخص کو اس غیبت کی خبر نہ پہونچے تو حق العبد نہیں ہوتا نقلہ فی الروح عن الحسن و الخیاطی و ابن الصباغ و النووی و ابن الصلاح و الزرکشی و ابن عبد البر عن ابن المبارک لیکن اس صورت میں بھی جس شخص کے سامنے غیبت کی تھی اُسکے سامنے اپنی تکذیب کرنا ضرور ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو مجبوری، اور بعد موت وارثوں سے معاف کرانا کافی نہیں بلکہ غائب اور میت میں اپنے اور اُن کے لیے کثرت استغفار کرتا رہے۔ اور صبی اور مجنون اور کافر ذمی کی غیبت بھی حرام ہے کیونکہ اُسکی ایذاء حرام ہے اور کافر حربی مباح الایذاء ہے مگر غیبت بعلت تضییع وقت کے مکروہ ہے۔ اور غیبت کبھی فعل سے بھی ہوتی ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل بنا کر چلنے لگے جس سے اُس کی حقارت ہو اور جس سے معاف کرایا جاوے اُسکے لیے مندوب ہے کہ معاف کرے ولا یلزمہ لان ذلک تبرع منہ اور بعض روایات سے ثابت ہے کہ یہ آیت محرم غیبت عام مخصوص البعض ہے یعنی اگر برائی ذکر کرنیکی کوئی ضرورت یا مصلحت ہو جو شرعاً معتبر ہو تو وہ غیبت حرام میں داخل نہیں جیسے ظالم کی شکایت ایسے شخص کے سامنے جو ظالم کو دفع کرسکے یا مستفتی صورت واقعہ بیان کرنے کی غرض سے کسی کا ذکر کرے یا مسلمانوں کو کسی کے شر دنیوی یا دینی سے بچانے کے لیے کسی کا حال بتلا دے یا کسی معاملہ کے متعلق اس سے مشورہ لینے کے وقت کسی کا حال ظاہر کردے وعلی ذلک یا جو شخص اپنے فسق کو خود آشکارا کرتا ہو اور بلا اضطرار غیبت سُننا مثل غیبت کرنے کے ہے ھذا کلہ من الروح اور احیاء العلوم میں صرف غیبت کی مذمت شاید کثرت ابتلاء کی وجہ سے ہو۔

حکم ششم نہی از تفاخر بالانساب

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ اے لوگو ہم نے تم (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدم و حوا) سے پیدا کیا ہے پس (اس میں تو سب برابر ہیں) اور (پھر جس بات میں فرق رکھا ہے کہ) تم کو مختلف قومیں اور (پھر اُن قوموں میں) مختلف خاندان بنایا (سو محض اسلیے) تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو (جسمیں بہت سی مصلحتیں ہیں نہ اسلیے کہ ایک دوسرے پر تفاخر کرو کیونکہ) اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے پرہیزگار ہو (اور پرہیزگاری ایسی چیز ہے کہ اُسکا حال کسی کو معلوم نہیں بلکہ اسکے حال کو محض) اللہ خوب جاننے والا (اور وہی اُس سے) پورا خبردار ہے (پس سب کو یہی سبق مت کرنا کما قال تعالیٰ فلا تزکوا انفسکم ف شعب خاندان کی جڑ کو کہتے ہیں اور قبیلہ اسکی شاخ کو مثلاً سید ایک شعب ہے اور حسنی و حسینی قبائل ہیں علی ہذا۔ اور تعارف کی مصلحتیں متعدد ہیں مثلاً ایک نام کے دو شخص ہیں خاندان کے تفاوت سے دونوں میں تمیز ہو سکتا ہے اور مثلاً یہ کہ اس سے دور کے اور نزدیک کے رشتوں کی پہچان ہوتی ہے اور بقدر قرب و بعد کے اُنکے حقوق شرعیہ ادا کیے جاتے ہیں اور مثلاً اس سے نصب کا قرب و بعد معلوم ہوتا ہے تو صاحب محجوب متعین ہوتا ہے اور مثلاً یہ کہ اپنا خاندان معلوم ہوگا تو اپنے کو دوسرے خاندان کی طرف منسوب نہ کریگا جسکی ممانعت حدیث میں آئی ہے اور شرف ذاتی معتبر ہونیکی علت

اللغات

قولہ شعوبا فی المدارک الشعب الطبقۃ الاولی من الطبقات الست التی علیہا العرب فالشعب یجمع القبائل اھ

تجمع العمائر وہی تجمع البطون وہی تجمع الافخاذ وہی تجمع الفصائل فخزیمۃ شعب وکنانۃ قبیلۃ وقریش عمارۃ وقصی بطن وہاشم فخذ وعباس فصیلۃ وبہت الشعوب لان القبائل تشعبت منہا اھ مختصرا ۱۲۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

یہ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ آپ فرما دیجیے کہ تم ایمان تو نہیں لائے لیکن یوں کہو کہ ہم مطیع ہو گئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اُسکے رسول کا کہنا مان لو

لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا

تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے ذرا بھی کم نہ کرے گا بے شک اللہ غفور رحیم ہے پورے مومن وہ ہیں جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر شک نہیں کیا

وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اور اپنے مال اور جان سے خدا کے رستہ میں محنت اور کوشش کی یہ لوگ ہیں سچے آپ فرما دیجیے کہ کیا خدا تعالیٰ کو اپنے دین کی خبر دیتے ہو۔ حالانکہ اللہ کو تو سب

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ

آسمان و زمین کی سب چیزوں کی خبر ہے۔ اور اللہ سب چیزوں کو جانتا ہے یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں۔ آپ کہدیجیے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانیکا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ

عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع ۱۴

احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کی ہدایت دی بشرطیکہ تم سچے ہو اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی سب مخفی باتوں کو جانتا ہے اور تمہارے سب اعمال کو بھی جانتا ہے۔

اور درجہ پارہ الم کے ختم آیت تلک امۃ قد خلت واقعہ موقع اول کی تفسیر میں لکھ چکا ہوں ملاحظہ کر لیجیے ربط اور پر تفاخر بالانساب کے بعد ان اکرمکم الخ میں دعوی تقدس سے منع کی طرف بھی اشارہ ہے جیسا اوپر تفسیر کی تقریر سے معلوم ہو چکا ہے آگے ایک ایسی ہی خاص جماعت کی تقبیح ہے جنہوں نے بطور ریا کے اسکا اظہار اور دعوی کیا تھا اور چونکہ وہ کاذب تھے اسلیے تقبیح اور زیادہ ہے اور شروع سورت میں جو مضمون تھا آداب نبویہ کا اُن کا یہ دعوی جو نکہ بطور احسان جتلانے کے تھا تو قطع نظر کذب اور ریا سے آپکے ساتھ بھی گستاخی ہے پس یہ مضمون جیسا اپنے قبل متصل سوم مرتبط ہے اسی طرح شروع سورت کے مضمون سے بھی مرتبط ہے اور سورت کا آداب نبویہ سے شروع اور اسی پر ختم ہونا مشیر ہے آپکی عظمت شان کیطرف اور نیز اس طرف کہ اصل حقوق میں آپ ہی ہیں اور دوسرے اہل حق جن کا ذکر درمیان میں آگیا وہ حقوق میں اس حیثیت سے تابع ہیں کہ اکثر حقوق مخصوص باہل اسلام یہاں مذکور ہیں اور شرکت فی الاسلام ان سب کو آپ ہی کی بدولت ہوئی اور ان آداب کو بندہ نے ایک ہی حکم قرار دے کر تمام مضامین کو اُس کی تفصیل قرار دی ہے ورنہ اگر انکو جدا کیا جاوے تو وہ بھی متعدد ہیں اول لا تقدموا ثانی لا ترفعوا ثالث لا تجهروا رابع ان الذین یغضون خامس ان الذین ینادونک سادس اعلموا الخ سابع یہ جو آگے آتا ہے نهی عن الریاء والامتنان بحضرۃ الرسول اور چھ متعلق مؤمنین کے تھے۔ یہ کل تیرہ ہوئے اور اگر تسخر اور طعن و تنابز کو تین قرار دیئے جاویں تو یہ سورت پندرہ حکموں پر مشتمل ہوگی۔

نهی عن الامتنان بالایمان

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ یہ گنوار (رسمی مسلمان جو منافق نہ تھے مگر ابھی اسلام کے مدعی ہوتے ہیں یہ اسمیں اسی قبیح کو مرتکب ہوتے ہیں ایک تو کذب کہ بلا تصدیق قلب محض زبان سے) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ فرما دیجیے کہ تم ایمان تو نہیں لائے (کیونکہ وہ موقوف ہے تصدیق قلبی پر اور وہ مفہی ہے جیسا عنقریب آتا ہے الایمان لیکن (ہاں) یوں کہو کہ (ہم مخالفت چھوڑ کر) مطیع ہو گئے (اور اطاعت یعنی ترک مخالفت محض ظاہری موافقت سے بھی متحقق ہو جاتی ہے) اور (باقی) ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا (اس لیے ایمان کا دعوے مت کرو) اور (گو اب تک تم ایمان نہیں لائے لیکن اب بھی) اگر تم اللہ اور اُس کے رسول کا (سب باتوں میں) کہنا مان لو (جس میں یہ بھی داخل ہے کہ دل سے ایمان لے آؤ) تو اللہ تمہارے اعمال میں سے (جو کہ بعد ایمان کے ہونگے محض اس وقت کے کفر و کذب کی وجہ سے جو کہ اُس وقت کے اعتبار سے

اللغات فلا یلتکم لات یلیت اجوف یجیء النقص ۱۲ | النحو ان اسلموا بتقدیر الباء ۱۲

سورۃ قٓ مکیۃ وھی خمس واربعون ایۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۚ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۚ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

ق۔ قسم ہے قرآن مجید کی۔ بلکہ ان کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا آگیا سو کافر لوگ کہنے لگے کہ یہ عجیب بات ہے جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے تو کیا دوبارہ زندہ ہونگے

گذشتہ ہوگا) ذرا بھی کم نہ کرے گا بلکہ سب کا پورا پورا ثواب دیگا کیونکہ) بیشک اللہ غفور رحیم ہے (اب ہم سے سنو کہ کامل مؤمن کون ہیں تاکہ اگر تم کو مؤمن بننا ہو تو ویسے بنو سو) پورے مؤمن وہ ہیں جو اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لائے پھر ایمان پر مستمر بھی رہے یعنی عمر بھر کبھی) شک نہیں کیا اور اپنے مال اور جان سے خدا کے رستہ میں (یعنی دین کیلیے) محنت اٹھائی (جسمیں جہاد وغیرہ سب آگیا سو) یہ لوگ ہیں سچے (یعنی پورے سچے اور یوں اگر نفس تصدیق ہو تب بھی نفس صدق ہو جاویگا بخلاف تمہارے کہ ادنیٰ درجہ کا ایمان کہ تصدیق ہو وہ تک حاصل نہیں اور دعوے کرتے ہیں ایمان کامل کا پس ایک امر قبیح تو ان سے یہ صادر ہوا یعنی کذب کما قال تعالیٰ ومن الناس من یقول اٰمنا الی قولہ ماھم بمؤمنین اور دوسرا امر قبیح یہ ہے کہ یہ دھوکہ دیتے ہیں کما قال تعالیٰ یخادعون اللہ سو) آپ (انسے) فرما دیجیے کہ کیا خدا تعالیٰ کو اپنے دین (قبول کرنے) کی خبر دیتے ہو (یعنی اللہ تعالیٰ تو جانتے ہیں کہ تمنے ایمان نہیں قبول کیا باوجود اسکے جو تم دعویٰ قبول کا کرتے ہو تو لازم آتا ہے کہ خلاف علم خداوندی خدا تعالیٰ کو ایک بات بتلاتے ہو) حالانکہ (یہ محال ہے کیونکہ) اللہ کو تو سب آسمان اور زمین کی سب چیزوں کی (پوری) خبر ہے اور (علاوہ معلومات والا (ص کے) اللہ (اور بھی) سب چیزوں کو جانتا ہے (تو اُس کو کوئی کیا تبلا دیگا اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو جو تمہارے متعلق علم ہے کہ تم ایمان نہیں لائے وہی صحیح ہے والا لاستلزام المحال وھذا کما قال تعالیٰ قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السمٰوٰت ولا فی الارض اور تیسرا امر قبیح جسکے یہ مرتکب ہوتے ہیں یہ ہے کہ) یہ لوگ اپنے اسلام لانیکا آپ پر احسان کرتے ہیں (جو نہایت درجہ گستاخی ہے کہ دیکھیے ہم نہ لڑے نہ بھڑے مسلمان ہو گئے اور لوگ بہت پریشان کر کے مسلمان ہوئے ہیں سو) آپ کہہ دیجیے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو (ایسے کہ قطع نظر گستاخی کے تمہارے اسلام سے میرا کیا نفع ہو گیا اور اسلام نہ لانے سے میرا کیا ضرر ہو گیا اگر تم سچے ہوتے تو تمہارا ہی آخرت کا نفع تھا اور جھوٹے ہونے میں بھی تمہارا ہی دنیا کا نفع ہے کہ قتل وقید سے بچ گئے سو مجھ پر احسان رکھنا محض جہل ہے) بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کی ہدایت دی (بشرطیکہ تم (اس دعوے ایمان میں) سچے ہو (کیونکہ ایمان بڑی نعمت ہے اور بدون تعلیم و توفیق حق تعالیٰ کے نصیب نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ ایسی بڑی نعمت عطا فرما دی۔ پس کذب۔ وخداع۔ وامتنان سے باز آؤ اور یہ یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی سب مخفی باتوں کو جانتا ہے اور (اسی علم محیط کیوجہ سے) تمہارے سب اعمال کو بھی جانتا ہے (اور اُن ہی کے موافق تمکو جزا دیگا پھر اُسکے سامنے باتیں بنانے سے کیا فائدہ) ق ان آیات کی تفسیر میں روایت کے متعلق جس قدر مضمون ہے وہ سب دُر منثور سے ہے۔ اور بعض مضامین میں جو بظاہر تکرار معلوم ہوتا ہے وہ اختلاف غرض سے مندفع ہو گیا جیسا احقر نے بیان کیا ہے کہ تین چیزوں کا بیان مقصود ہے کذب وخداع ومنت وھذا من المواھب واللہ الحمد۔ اور یمنون علیک ان اسلموا میں یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ انہوں نے تو امنا کہا تھا اسلمنا نہیں کہا تھا۔ جواب یہ ہے کہ اگر ان اسلمنا ہوتا تو اس کا شبہ ہو سکتا تھا اور صیغہ غائب تو اُن کا کلام ہو ہی نہیں سکتا بلکہ اُن کے ایمان کو چونکہ اوپر اسلام فرمایا ہے اور وہ اس کے مدعی تھے اسلیے اسلموا سے یہ مقصود ہے کہ وہ اپنی ظاہری اطاعت کا جس کو واقع میں اسلام کہنا زیادہ زیبا ہے اور وہ اُس کو ایمان کہتے ہیں آپ پر احسان رکھتے ہیں اور آگے اسلام مکہ میں تو کوئی شبہ ہی نہیں اور ھدٰکم للایمان میں لفظ ایمان فرمانے سے شبہ نہ کیا جاوے کہ اُسکا ایمان ہونا تسلیم کر لیا گیا بات یہ ہے کہ یہاں بطور فرض کے گفتگو ہے جس میں اُن کی طرف سے حکایت کی گئی ہے جیسا ان کنتم صٰدقین اس کا قرینہ ہے یعنی اگر بالفرض تمہارے دعوے کے موافق اس کو ایمان مان لیا جاوے تو بھی خدا ہی کا احسان ہے فتبصر وتذکر واللہ اعلم۔ اور یہاں اسلام سے مراد اسلام لغوی ہے شرعی نہیں پس اس آیت سے ایمان واسلام کے تغایر پر استدلال کرنا غیر صحیح ہے تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الحجرات للثلاثین من شھر ربیع الثانی وقت اذان الظھر یوم الاربعاء وتیلوہ المتمم السابع المفتتح بسورۃ قٓ ان شاء اللہ تعالیٰ

سورۃ قٓ مکیۃ وھی خمس واربعون ایۃ

ارتباط سورت گذشتہ کے ختم پر واللہ بصیر بما تعملون میں اشارہ ہے وقوع مجازاۃ کی طرف اور اس سورت میں تمامتر یہی بعث وجزا کا مضمون ہے اسکا امکان اسکا وقوع اور اسکے احوال جو مضامین ہیں سب اسی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۚ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۚ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

النحو قولہ بل عجبوا اضراب عن محذوف قدر مع جواب القسم ای اقسم بالقرآن انا ارسلناک نذیرا لتکونن امر قوا بل الخ۔ قولہ اذا متنا ای بہ مقدرا دل علیہ المذکور ۱۲

ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْ

یہ دوبارہ زندہ ہونا بہت ہی بعید ہے۔ ہم اُن کے اُن اجزاء کو جانتے ہیں جن کو مٹی کم کرتی ہے۔ اور ہمارے پاس کتاب محفوظ ہے۔ بلکہ بھی بات کو جبکہ وہ ان کو پہونچتی ہے جھٹلاتے ہیں غرض یہ کہ وہ

اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا

ایک مترلزل حالت میں ہیں۔ کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر کی طرف آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اُسکو کیسا بنایا اور اُس کو آراستہ کیا اور اُس میں کوئی رخنہ تک نہیں اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اُس میں

فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا

پہاڑوں کو جما دیا اور اُس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اُگائیں جو ذریعہ ہر بینائی اور دانائی کا ہر رجوع ہونے والے بندے کے لیے۔ اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا

فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ

پھر اُس سے بہت سے باغ اُگائے اور کھیتی کا غلہ اور لمبی لمبی کھجور کے درخت جنکے گچھے خوب گوندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ بندوں کے رزق دینے کے لیے اور ہم نے اُسکے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کیا

كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ

اسی طرح زمین سے نکلنا ہوگا ان سے پہلے قوم نوح اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ

وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ ع ۱ ۱۵ ۱۵

اور قوم تبع تکذیب کر چکے ہیں۔ سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا سو میری وعید محقق ہو گئی۔ کیا ہم پہلی بار کے پیدا کرنے میں تھک گئے۔ بلکہ یہ لوگ از سر نو پیدا کرنے کی طرف سے شبہ میں ہیں

ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ ق (راس کے معنے اللہ کو معلوم ہیں) قسم ہے قرآن مجید کی (یعنی جس کو دوسری کتابوں پر مجد و شرف ہے کہ ہم نے آپ کو عذاب قیامت سے ڈرانے کو بھیجا ہے مگر ان لوگوں نے نہ مانا بلکہ ان کو اس بات پر تعجب ہوا کہ انکی پاس ان ہی (کی جنس) میں سے (کہ بشر ہیں) ایک ڈرانے والا (پیغمبر) آگیا (جس نے انکو قیامت کے دن سے ڈرایا) سو (اسپر) کافر لوگ کہنے لگے کہ (اول تو خود) یہ (ایک) عجیب بات ہے (کہ بشر پیغمبر ہو دوسرے پھر دعوی بھی عجیب بات کا کرے کہ دوبارہ زندہ ہونگے بھلا) جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے تو کیا دوبارہ زندہ ہونگے یہ دوبارہ زندہ ہونا (تو) امکان سے بہت ہی بعید ہے (اس دعوی محال سے اور بھی نفی پیغمبری کی ہوتی ہے۔ حق تعالی آگے امکان ثابت فرماتے ہیں کہ امکان سے بعید ہونا یا تو باعتبار قابل کے ہو کہ محل میں قابلیت حیوۃ کی نہ ہو یہ تو بالبداہہ باطل ہے کیونکہ محل بالفعل خود حیوۃ سے متصف ہے اور یا باعتبار فاعل کے ہو کہ اُس کو علم اُن اجزاء مستحیلہ کا نہ ہو یا ان میں تصرف کرنیکی قدرت نہ ہو تو ہمارے علم کی تو یہ شان ہے کہ) ہم کو اُن اجزاء کو جانتے ہیں جن کو مٹی (کھاتی اور) کم کرتی ہے اور (یہ نہیں کہ آج سے جانتے ہیں بلکہ ہمارا علم قدیم ہے حتی کہ ہم نے قبل وقوع ہی سب باتیں اپنے علم قدیم سے ایک کتاب میں کہ لوح محفوظ کہلاتی ہے لکھ دیئے تھے اور اب تک) ہمارے پاس (وہ) کتاب (یعنی لوح) محفوظ (موجود) ہے (جس میں ان اجزاء مستحیلہ کا مکان اور وضع اور

اللغات هو بيج مضطرب من مرج الخاتم في اصبعه اذا قلق من المزال والاسناد مجازي مبالغة كان المضطرب صاحبه فوبيج شقوق وفتوق وزوج صنف۔ بهيج حسن يبهج وليس من نظر البهجة الحصيد حب الزرع الذي من شانه ان يحصد من البر والشعير وامثالها۔ باسقات طوالا۔ قوله طلع نظر في حواشي آخر الجزء السابع

النحو قوله بل كذبوا ترق عن التعجب لان التكذيب اشد منه قوله بل هم اضراب عن مقدر اي ليس الامر على ما ذكر

البلاغة

قوله رزقا علة لقوله فانبتنا في تعليله بذلك بعد تعليل انبتنا الاول بالتبصير والتذكير تنبيه على ان اللائق بالعبد ان يكون انتفاعه بذلك من حيث التذكر والاستبصار اقدم واهم من نفعه به من حيث الرزق كذا في الروح۔ قوله احيينا كذلك الخروج في التعبير عن اخراج النبات من الارض بالاحياء ومن احياء الموتى بالخروج تفخيم لشان الانبات وتهوين امر البعث وتحقيق للمماثلة بين اخراج النبات واحياء الموتى لتوضيح منهاج القياس وتقريبه الى افهام الناس ۱۲

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝

اور ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اُس کے جی میں جو خیالات آتے ہیں ہم اُن کو جانتے ہیں۔ اور ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اُس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ

مقدار اور وصف سب کچھ ہے سوا گر علم قدیم کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو یوں ہی سمجھ لے کہ وہ دفتر جس میں سب کچھ ہے حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے مگر یہ لوگ پھر بھی بلا وجہ تعجب ہی میں ہیں) بلکہ (تعجب سے بڑھ کر یہ کہ) سچی بات کو (جس میں مسئلہ نبوت و بعثت بھی ہے) جبکہ وہ ان کو پہونچتی ہے جھٹلاتے ہیں غرض یہ کہ وہ ایک متزلزل حالت میں ہیں (کہ کبھی تعجب سے کبھی تکذیب سے۔ یہ درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے تہا اُن کی شناعت حال کے مؤکد کرنے کے لیے اور آگے بیان ہے قدرت کا یعنی) کیا ان لوگوں (کو ہماری قدرت کا علم نہیں ہے اور کیا انہوں) نے اپنے اوپر کی طرف آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اُسکو کیسا (اونچا اور بڑا) بنایا اور (ستاروں سے) اُس کو آراستہ کیا اور اُس میں (بوجہ تمام استحکام کے) کوئی رخنہ تک نہیں (جیسا اکثر تعمیرات میں زمانہ دراز کے بعد رخنہ پڑ جاتا ہے اور دوسری آیت میں جو دروازے آسمان کے آئے ہیں وہ شقوق و فروج کے مغایر ہیں۔ یہ تو آسمان میں ہماری قدرت نمایاں ہے) اور زمین (میں یہ قدرت ظاہر ہے کہ اُس) کو ہم نے پھیلایا اور اُس میں پہاڑوں کو جمادیا اور اُس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں جو ذریعہ ہر بینائی اور دانائی کا (یعنی ہماری قدرت کی معرفت کا) ہر رجوع ہونے والے بندے کے لیے (یعنی ایسے شخص کے لیے جو اسی غرض سے مصنوعات میں فکر کرنے کی طرف متوجہ ہو کہ وہ عین توجہ الی الصانع ہے) اور (ہماری قدرت اس سے ظاہر ہے کہ) ہم نے آسمان سے برکت (یعنی نفع) والا پانی برسایا پھر اُس سے بہت سے باغ اگائے اور کھیتی کا غلہ اور لمبی لمبی کھجور کے درخت جنکے گچھے خوب گوندھے ہوئے ہوتے ہیں بندوں کے رزق دینے کے لیے اور دوسری نباتات مثل گیاہ وغیرہ کے جانیکے لیے بھی) ہم نے اُس (بارش) کے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کیا (پس) اسی طرح (سمجھ لو کہ مردوں کا) زمین سے نکلنا ہوگا (کیونکہ قدرت ذاتیہ کے اعتبار سے تمام مقدورات مساوی ہیں اور قدرت علی الاکبر کا قدرت علی الاصغر پر دال ہونا زیادہ اظہر ہے اس لیے آسمان و زمین کا ذکر اور زیادہ مناسب ہوا کما قال لخلق السمٰوٰت والارض اکبر جب ان امور پر قدرت ہماری ثابت ہوگئی تو احیاء موتیٰ پر کیوں نہ ہوگی پس مقدور ممکن اور فاعل علم و قدرت سے متصف پھر تعجب یا تکذیب کیا معنے۔ آگے وعید ہے مکذبین کی ان کی تخویف کیلئے یعنی جس طرح یہ لوگ انکار قیامت سے رسول کی تکذیب کرتے ہیں اسی طرح) ان سے پہلے قوم نوح اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ اور قوم تبع تکذیب کر چکے ہیں یعنی) سب نے پیغمبروں کو (یعنی اپنے اپنے پیغمبر کو توحید اور رسالت اور بعث میں) جھٹلایا سو میری وعید (اُن پر) محقق ہوگئی (کہ اُن سب پر عذاب نازل ہوا اسی طرح ان مکذبین پر عذاب آوے گا خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں۔ وعید کے بعد پھر مضمون اول کی طرف دوسرے طور پر عود ہے کہ) کیا ہم پہلی بار کے پیدا کرنے میں تھک گئے (کہ دوبارہ زندہ نہ کرسکیں یعنی ایک مانع یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فی نفسہ محل بھی مقدور اور فاعل بھی عالم اور قادر مگر عارض تعب کی وجہ سے قدرت کی تنفیذ نہیں ہوتی اس لیے اس کی نفی بھی فرمادی یعنی اسکا بھی احتمال نہیں کیونکہ تعب بوجہ نقص قدرت کے ہوتا ہے اور صفات غیر متفاوت من الغیر میں نقص محال ہے پس صحت بعث کے دلائل سے ثابت ہوگئی اور یہ جو انکار کر رہے ہیں سو ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ از سر نو پیدا کرنے کی طرف سے (محض بے دلیل) شبہ میں (پڑے ہوئے) ہیں (وجود دلائل کے سامنے کسی طرح قابل التفات نہیں) ف افلم ینظروا الی السماء سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ آسمان نظر آتا ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ یہ نیلگوں جو نظر آتا ہے کرۂ بخار ہے سو اس کی تطبیق دو طور سے ہو سکتی ہے ایک یہ کہ نظر آنا عام ہے بلا حجاب ہو یا وراء حجاب سے ہو پھر خواہ اُس حجاب کا لون بھی اُس کے لون میں ملجائے یا نہ ملے پس یہ لون جو نظر آتا ہے اگر مسلم ہو کہ کرۂ بخار کا ہے تو ممکن ہے کہ اس میں لون آسمان کا بھی ممزوج ہو۔ اور دوسرے یہ کہ یہ نظر والے سے مراد نظر فکری لیجاوے اور اُس کو مجازاً نظر کہدیا جاوے اور چونکہ سمٰوٰت کا وجود مع اسکے اوصاف خاصہ کے دلائل صحیحہ سے ثابت ہے اسلیے وہ محل فکر ہو سکتا ہے اور اول صورت میں اُس کی تزئین کے دونوں طرفیں یعنی مزین و مزین بہ منظور بمعنے محسوس ہیں اور دوسری صورت میں مزین محل فکر اور مزین بہ محسوس ہے اور الی السماء کو بمعنی الی اقطار السماء بھی کہہ سکتے ہیں مثل نجوم کے۔ اور قوم نوح اور عاد اور ثمود اور فرعون اور قوم لوط کے قصے تو متعدد جگہ آچکے ہیں اور اصحاب الرس کا قصہ پارہ نوزدہم کے رکوع دوم میں اور اصحاب ایکہ کا اس پارہ کے رکوع چہاردہم میں اور قوم تبع کا سورۂ دخان کے پہلے رکوع میں گذر چکا ہے اور اخوان لوط کی ایک ضروری تحقیق سورۂ شعراء قصۂ لوط کے ختم پر گذری ہے تتمہ سابق وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝

اللغات حبل الورید فی الطرح رگ گردن جمع اوردۃ یردان و اضافۃ الحبل الیہ بیانیۃ (الحبل العرق کذا فی شہباء) والمراد بہ قال فخصصنی العنق و ہما الوجان بغلظہما فی الذبح والاوردۃ طرق غیر ضوارب کالشرایین اضیفت الیہا لقربہا منہا (کذا فی الصراح) النحو قولہ توسوس بہ الباء للصلۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ اقرب الیہ فی الرتبۃ ای تعلقہ بالمعلوم بواسطۃ الاحاطۃ بالمعلوم (کذا فی شرح المقاصد) قولہ من حبل الورید ہو المعروف والمراد بہ ہہنا العرق لشبہہ بہ واضافتہ الی الورید بیانیۃ کشجر الاراک ۱۲

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ

جب دو اخذ کرنے والے فرشتے اخذ کرتے رہتے ہیں جو کہ داہنی اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اُس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہو۔ اور موت کی سختی آ ہو بھی

بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝

یہ وہ چیز ہے جس سے تو بہ کتا تھا اور صور پھونکا جاویگا یہی دن ہوگا وعید کا اور ہر شخص اس طرح سے دے گا کہ اُس کے ساتھ ایک اسکو اپنے ہمراہ لیجانے والا اور ایک گواہ ہوگا

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝

تو اس دن سے بیخبر تھا سو اب ہم نے تجھ پر سے تیرا پردہ ہٹا دیا سو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے اور فرشتہ جو اس کے ساتھ رہتا تھا عرض کریگا کہ یہ وہ ہے جو میرے پاس تیار ہو

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ

ہر ایسے شخص کو جہنم میں ڈالدو جو کفر کرنے والا ہو اور ضد کرتا ہو اور نیک کام سے روکتا ہو اور حد سے باہر ہو جانیوالا ہو۔ اور شبہ پیدا کرنیوالا ہو جس نے خدا کے ساتھ دوسرا معبود تجویز کیا ہو سو اسی شخص کو سخت عذاب میں ڈالدو

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝

وہ شیطان جو اُسکے ساتھ رہتا تھا کہیگا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اسکو گمراہ نہیں کیا تھا لیکن یہ خود ہی دور دراز کی گمراہی میں تھا۔ ارشاد ہوگا کہ میرے سامنے جھگڑے کی باتیں مت کرو اور میں تو پہلے ہی تمہارے پاس وعید بھیج چکا تھا

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ ع ۲

میرے ہاں بات نہیں بدلی جاویگی اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

(اوپر امکان بعث ثابت ہو چکا) اور (آگے اُس کے وقوع کا بیان کرنا ہے اور چونکہ وقوع کی غایت مجازاۃ موقوف ہے اس پر کہ جزا دینے والے کو اعمال کا علم اور عامل پر قدرت بھی ہو اسلیے اول اُس کو بتلاتے ہیں کہ) ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے (جو اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے قدرت پر) اور اُس کے جی میں جو خیالات آتے ہیں ہم اُن (تک) کو بھی جانتے ہیں (اور اُسکی لسان اور جوارح سے جو صادر ہوا اُس کو تو بدرجہ اولیٰ جانتے ہیں) اور (بلکہ ہمکو اسکے احوال کا ایسا علم ہے کہ اسکو خود بھی اپنے احوال کا ویسا علم نہیں پس باعتبار علم کے) ہم انسان کے اسقدر قریب ہیں کہ اُس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ (جس کے قطع ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور چونکہ عادۃً ناس میں طریق ازہاق روح کا غالباً قطع گردن ہے اسلیے یہ تعبیر اختیار کی گئی اور یہ گردن کی رگیں ورید اور شریان دونوں کو محتمل ہیں مگر شریان مراد لینا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اُن میں روح غالب خون مغلوب رہتا ہے اور ورید میں بالعکس اور یہاں جس کو روح میں زیادہ دخل ہو اُس کا مراد لینا مناسب ہے اور سوء خاتمہ میں وتین بمعنے رگِ دل سے تعبیر کرنا اس کا مؤید ہے کیونکہ جو رگیں قلب سے ثابت ہیں وہ شریانیں ہیں اور گو قرآن میں لفظ ورید ہے مگر معنی لغوی اُس کے عام ہیں پس مطلب یہ ہوا کہ ہم باعتبار علم کے اُس کی روح اور نفس سے بھی نزدیک تر ہیں یعنی جیسا علم انسان کو اپنے احوال کا ہے ہم کو اُس کا علم خود اُس سے بھی زیادہ ہے چنانچہ علم حصولی میں انسان کو اپنی بہت سی حالتوں کا علم نہیں ہوتا اور جن کا علم ہوتا ہے بعض اوقات نکالنے یا اُن سے ذہول ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ میں یہ احتمالات گنجائش ہی نہیں رکھتے۔ اور علم حضوری میں گو حضور معلوم کا لازم ہے مگر بوجہ حادث ہونے کے خود وہ وجود معلوم سے متاخر ہے اور حق تعالیٰ کا علم جو اس سے متعلق ہے وہ اس کے وجود سے مقدم ہے اور ظاہر ہے کہ جو علم ہر حالت میں ہو اُسکا تعلق بہ نسبت اُس کے کہ ایک حالت میں ہو زیادہ ہوگا غرض علم باری کا جمیع احوال انسانیہ کے ساتھ متعلق ہونا بھی ثابت ہو گیا اور علاوہ اس کے کہ وہ اعمال ہمارے علم میں محفوظ اور منضبط ہیں اُس حفاظت و انضباط کی ایک ظاہری صورت بھی تجویز فرما دی ہے جو بوجہ موافقت عادۃ کے اوضح و ازلم فی الحجیۃ ہر انسان کو اُس وقت کی بھی حالت بتلا دیجے کہ) جب دو اخذ کرنیوالے

اللغات قولہ یتلقی من التلقی یعنی الاخذ عنید معدّ متہیأ۔ سکرۃ شدۃ تحید تمیل۔ ال لیل ۱۲

النحو قعید ای عن الیمین ضید وعن الشمال قعید فحذف من الاول لدلالۃ الثانی علیہ ۱۲

فرشتے (انسان کے اعمال کو جب وہ اُس سے صادر ہوتے ہیں) اخذ کرتے رہتے ہیں جو داہنی اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں (اور برابر عمل کو لکھتے رہتے ہیں لقولہ تعالےٰ ان رسلنا یکتبون ما تمکرون وقولہ تعالیٰ انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون یہاں تک کہ سب اعمال میں اچھے و اخف عرقا تکلم ہے مگر اُنکی یہ کیفیت ہے کہ) وہ کوئی لفظ مُنہ سے نہیں نکلنے پاتا مگر اُس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار (موجود رہتا) ہے (اگر وہ نیکی کا کلام ہوا تو داہنے والا اُسکو ضبط اور تحریر میں لاتا ہے اور اگر بدی کا کلام ہوا تو بائیں والا پس اور اعمال معتدبہ تو کیوں نہیں ضبط کیے جاویں گے پس علم الٰہی کے ساتھ اعمال کا دفتر ملائکہ میں منضبط ہونا ثابت ہو گیا) اور (آگے اصل مقصود تو قیامت و جزا کے وقوع کو تبلانا ہے مگر اول اُس کے مقدمہ کو کہ موت ہے تبلاتے ہیں اور گو اُس کا کسی کو انکار نہیں مگر اکثر قیامت کا انکار موت ہی کے ذہول سے ہے پس موت کا نصب العین کر دینا انسان کو فکر اور طلب حق میں واقع کر سکتا ہے جس کے بعد دلائل صحیحہ میں غور کر کے اس کے وقوع کا قائل ہو سکتا ہے پس ارشاد ہے کہ لو ہوشیار رہو جاؤ) موت کی سختی (قریب) آ پہونچی (یعنی ہر شخص کی موت قریب ہے چنانچہ ظاہر ہے آگے بطور صنعت التفات کے انسان کو جس کا ذکر بقد خلقنا (الانسان میں تھا خطاب ہے کہ) یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا (اور بھاگتا) تھا (تو تو جو دنیا کے اور غیر فاجر اقتضای طبعی سے اور اس امر طبعی پر لگا ہے شوق کا غالب ہو جانا معارض اس کے نہیں کیونکہ مقصود بیان کرنا اثر فی نفسہ کا ہے نہ بالنظر الی العوارض) اور (بعد بیان مقدمہ کے باب وقوع کا بیان ہے جو کہ مقصود تھا یعنی قیامت کے دن دوبارہ) صور پھونکا جائے گا (جس سے سب زندہ ہو جاوینگے) یہی دن ہوگا وعید کا (جس سے لوگوں کو ڈرایا جاتا تھا) اور (وقوع یوم کے بعد باقعات کا بیان ہے یعنی اُس روز) ہر شخص اس طرح (میدان قیامت میں) آوے گا کہ اُس کے ساتھ (دو فرشتے ہونگے جن میں) ایک (تو میدان قیامت کیطرف) اُس کو اپنے ہمراہ لاوے گا اور ایک (اس کے اعمال کا) گواہ ہوگا (حدیث مرفوع میں ہے کہ یہ سائق اور شہید ہی دو فرشتے کاتب حسنات و سیئات ہیں رواہ فی الدر اور اگر حدیث موافق شرائط محدثین کے قوی نہ ہو تو احتمال ہے کہ اور دو فرشتے ہوں جیسا بعض قائل ہوئے ہیں اور جب وہ میدان قیامت میں حاضر ہونگے تو اُن میں جو کافر ہونگے اُن سے خطاب ہوگا کہ) تو اس دن سے بیخبر تھا (یعنی اس کا قائل نہ تھا) سو اب ہم نے تجھ پر سے تیرا پردہ (غفلت اور انکار کا ہٹا دیا (اور قیامت کا معائنہ کرا دیا) سو آج (تو) تیری نگاہ بڑی تیز ہے (کہ کوئی امر مانع ادراک نہیں کاش دُنیا میں بھی اس مانع غفلت کو رفع کر دیتا تو تیرے بھلے دن ہوتے) اور (اس کے بعد) فرشتہ (کاتب اعمال) جو اس کے ساتھ رہتا تھا (اور اب بھی ایک قول پر سائق یا شاہد بنکر آیا ہے نامۂ اعمال حاضر کر کے) عرض کریگا کہ یہ وہ (روزنامچہ) ہے جو میرے پاس تیار ہے کذا فسرھذا القرین بالملک ابن جریج والقرین الذی یلیہ بالشیطان (رواہ فی الدر) چنانچہ اُس روزنامچہ کیموافق کافروں کے بارہ میں دو فرشتوں کو خواہ وہ سائق و شہید مذکور ہوں کما قیل یا اور دو فرشتے ہوں حکم ہوگا کہ) ہر ایسے شخص کو جہنم میں ڈال دو جو کفر کرنے والا ہو اور (حق سے) ضد رکھتا ہو اور نیک کام سے روکتا ہو اور حد (عبدیت) سے باہر ہو جانے والا ہو اور (دین میں) شبہہ پیدا کرنے والا ہو جسنے خدا کے ساتھ دوسرا معبود تجویز کیا ہو سو ایسے شخص کو سخت عذاب میں ڈال دو (جب کفار کو معلوم ہوگا کہ اب خسارہ ابد میں پڑنے والے ہیں اُس وقت اپنے بچاؤ کے واسطے گمراہ کرنے والوں کے ذمہ الزام رکھیں گے کما قال تعالیٰ ویوم یعض الظالم علی یدیہ الخ موفوق عندی یرجع بعضھم الی بعض القول چونکہ ان مضلین میں شیاطین بھی ہونگے اس لیے) وہ شیطان جو اُس کے ساتھ رہتا تھا کہیگا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اسکو (جبراً) گمراہ نہیں کیا تھا (جیسا اس کے الزام رکھنے سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس کے فعل کو اصلا دخل نہ ہو) لیکن (بات یہ ہے کہ) یہ خود ہی دور دراز کی گمراہی میں (بااختیار خود) تھا (گو اغوا غیر جبری مجھ سے بھی صادر ہوا اس لیے اس کی گمراہی کا اثر مجھ پر نہ ہونا چاہیے) ارشاد ہوگا کہ میرے سامنے جھگڑے کی باتیں مت کرو (کہ بے سود ہیں) اور میں تو پہلے ہی تمہارے پاس وعید (دیں) بھیج چکا تھا (کہ جو کفر کرے گا از خود یا کسی کے اغوا سے اور جو امر بالکفر کرے گا خواہ قسراً یا ملا قسر سب کو جہنم کی سزا علی تفاوت المراتب دونگا سو ہمیشہ ہی (وہ) بات (وعید مذکور کی) نہیں بدلی جاوے گی (بلکہ تم سب دوزخ میں جھونکے جاؤ گے) اور میں (اس تجویز میں) بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں (بلکہ بندوں نے خود ایسے ناشائستہ کام کیے جس کی سزا آج بھگت رہے ہیں) ف کاتبین اعمال کو قعید جو فرمایا تو ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے حالات کے اعتبار سے فرمایا کیونکہ اُس روایت میں یہ ہے کہ جب یہ شخص بیٹھتا ہے تو وہ فرشتے بیٹھ جاتے ہیں اور جب چلتا ہے تو ایک فرشتہ آگے اور ایک پیچھے ہو جاتا ہے اور جب لیٹتا ہے تو ایک سرہانے ایک پیروں کی طرف ہوتا ہے کذا فی الدر عن ابن جریج اور پائخانہ وغیرہ کے وقت وہ جدا ہو جاتے ہیں مگر اللہ تعالےٰ نے اُن کو کوئی ایسی پہچان دی ہے جس سے وہ ایسے اعمال کو پہچان لیتے ہیں جو ایسے وقت میں آدمی نے کیے ہوں۔ اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کے ارادہ کو بھی لکھتے ہیں اور کاتب حسنات و سیئات کا سائق و شہید ہونا جس روایت میں آیا ہے اس میں یہ تفصیل نہیں کہ سائق کون ہوگا اور شہید کون ہوگا عجب نہیں کہ اگر حسنات غالب ہوں تو کاتب حسنات کی شہادت چونکہ زیادہ مناسب ہے اس لیے وہ شہید ہو اور کاتب سیئات سائق اور عکس میں عکس واللہ اعلم۔ اور فرشتہ اور شیطان دونوں کو قرین کہنا بایں معنی ہے کہ حدیث مسلم مصرح ہے کہ ہر شخص کے ساتھ دو قرین ہیں ایک فرشتہ دوسرا شیطان اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ فرشتہ نیک باتیں بتلاتا ہے اور شیطان بُری باتیں اور آیات مذکورہ میں اول کی آیتیں مشترک ہیں مؤمن و کافر کے درمیان میں اور

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ

جسدن کہ ہم دوزخ سے کہیں گے کہ تو بھر بھی گئی اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہو اور جنت متقیوں کے قریب لائی جائیگی کہ کچھ دور نہ رہے گی یہ وہ چیز ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ۝ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝ لَهُمْ

کہ وہ ہر ایسے شخص کے لیے ہو جو رجوع ہونے والا پابندی کرنیوالا ہو جو شخص خدا سے بے دیکھے ڈرتا ہوگا اور رجوع ہونے والا دل لے کر آویگا اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ دن ہمیشہ رہنے کا ہوگا

مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝

سب کچھ ملیگا جو جو چاہیں گے اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہو

اخیر کی خاص ہر کافر کے ساتھ اس کے بعد بقیہ حال جہنم کا بیان کرکے ازلفت سے خاص ہیں مؤمن کے ساتھ پس مجموعہ مضمون تفصیل بعد الاجمال ہو گیا **تتمہ سابق** يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ۝ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝ یہاں سے بقیہ واقعات کا بیان ہے کہ وہ دن ان لوگوں کو یاد دلائیے) جس دن کہ ہم دوزخ سے (بعد اس کے کہ کفار کو اُس میں داخل کرچکیں گے) کہیں گے کہ تو بھر بھی گئی اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے (یہ پوچھنا شاید تہویل کفار کے لیے ہو کہ جواب سُنکر اُن کے دلمیں دوزخ کی اور ہول پیدا ہو جاوے کہ ہم کیسے غضب کے ٹھکانے پہونچے ہیں اور اس جواب کے بعد حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ اُس پر اپنا قدم رکھدینگے اور وہ دب جائیگی اور سمٹ جاویگی اور عرض کریگی کہ بس بس بھر گئی رواہ الشیخان وغیرہما اور یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اور یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پر نہ ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ لاملئن عام ہے ابتداء اور انتہاء کو پس انتہاءً بھر جانے پر بھی لاملئن صادق ہے اگر کہا جاوے کہ یہ پُر ہونا تو من الجنۃ والناس نہ ہوا۔ جواب یہ ہے کہ قدم کا محض تصرف ہو جاویگا باقی پُر ہونا جن اور انس ہی سے ہوگا محسوسات میں اسکی یہ مثال ہو سکتی ہے جیسے مثلاً کوئی ظرف گیلی مٹی کا بنایا جاوے اور اُسمیں کنکر وغیرہ اسطرح بھر دیے جاویں کہ وہ اوچھار ہے پھر کوئی شخص اسکو ہاتھ سے یا پانو سے باویں طرف سے دب بابرابر سے اتار دیجاوے کہ وہ کنکر اُسکے منہ تک آجاویں تو قدم کے متشابہات میں سے ہیں آور اس سوال و جواب سے میرے کوئی استبعاد نہیں یہ تو جہنم کا بیان ہوا) اور (جنت کا بیان یہ ہے کہ وہ) جنت متقیوں کے قریب لائی جاویگی کہ کچھ دور نہ رہیگی (اور متقیوں سے کہا جاویگا کہ) یہ وہ چیز ہے جسکا تم سے (بایں عنوان) وعدہ کیا جاتا تھا کہ وہ ہر ایسے شخص کے لیے ہے جو (خدا کی طرف دل سے) رجوع ہونے والا (اور رجوع ہو کر اعمال وطاعات کی) پابندی کرنیوالا ہو (غرض یہ کہ) جو شخص خدا سے بے دیکھے ڈرتا ہوگا اور (اللہ کے پاس) رجوع ہونے والا دل لے کر آویگا (اُنکو حکم ہوگا کہ) اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ دن ہے ہمیشہ رہنے (کے لیے حکم ہونے) کا اُنکو بہشت میں سب کچھ ملے گا جو جو چاہیں گے اور ہمارے پاس (اُن کی چاہی ہوئی چیزوں سے) اور بھی زیادہ (نعمت) ہے (کہ وہاں تک جنتی کا ذہن بھی نہ پہونچے گا کما قال تعالیٰ فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین وقال علیہ السلام مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر اُنمیں سے ایک تجلی بار تعالیٰ ہے کذا فی الدر عن انس اور بعض حوریں ہونگی کہ وہ کہیں گی انا من المزید رواہ فی الدر مرفوعا اور گو اجمالاً تجلی اور حور کا علم مؤمنین کو ہے مگر جو مشیت علم تفصیلی پر موقوف ہے علم تفصیلی نہ ہونے کی وجہ سے وہ مشیت بھی منفی ہوگی لہذا اسکا مزید علی ما یشاؤن ہونا صحیح ہو) **ف** ازلاف جنت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو اُس کی جگہ سے منتقل کرکے میدان قیامت میں لے آویں اور اللہ کو سب قدرت ہے تو اس صورت میں ادخلوہا فرمانا بایں معنے نہیں کہ ابھی چلے جاؤ بلکہ بشارت اور وعدہ ہے کہ تم بعد حساب وکتاب وغیرہ کے اسمیں جانا اور دوسری یہ صورت ہو سکتی ہے کہ بعد فراغ حساب وغیرہ کے ان لوگوں کو جنت کے قریب پہونچا کر باہر ہی سے کہا جاویگا کہ ہذا ما توعدون پھر اور قریب کرکے کہا جاویگا ادخلوہا الخ **ربط** اوپر قیامت کے وقوع اور واقعات کا ذکر تھا جسمیں کفار کی عقوبت بھی مذکور تھی اور وقوع قیامت کا موقوف ہے اُس کے امکان پر اور واقعہ عقوبت کو ہم بمشیت بعض کفر پر کفار دونوں کے منکر تھے اس لیے آگے اثبات بمشیت کے لیے کفار سابقین کا مہلک بالعذاب ہونا آیت وکم اہلکنا الخ میں اور قیامت کا امکان اور داخل کنت القدرت ہونا آیت افعیینا الخ میں اور باوجود اسکے اُن لوگوں کا انکار چونکہ موجب حزن تھا اس لیے آیت فاصبر الخ میں آپکا تسلیہ ارشاد ہے اور ہم چند کہ امکان اور بھی فلم ینظروا الخ میں مذکور ہے مگر چونکہ اسمیں شغب زیادہ تھا اس لیے اُسکا متروک کرنا مناسب مقام ہوا

النحو قولہ هذا فی الروح اشارۃ الی الجنۃ والتذکیر فلاجل المسمی هو المسمی من غیر قصد لفظ دلیل علیہ فضلا عن تذکیرہ وتانیثہ فانہا من احکام اللفظ العربی کما فی قولہ تعالیٰ فلما رای الشمس بازغۃ قال ہذا ربی۔ قولہ غیر بعید حال من الجنۃ قصد بہ التاکید کما تقول عزیز غیر ذلیل لان العزۃ تنافی الذل الذی مضادہ الذی تاکید بثابۃ ودنیۃ وضع موضع ان یقال لیقال القدر وہو خبر لزلفت حتی البلاغۃ قولہ تولوعدون صیغۃ المضارع لاستحضار الصورۃ الماضیۃ ۱۲

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ

اور ہم نے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو قوت میں اس سے زیادہ تھے اور تمام شہروں کو چھانتے پھرتے تھے کہیں بھاگنے کی جگہ بھی نہ ملی۔ اس میں اس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جس کے پاس

قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝

دل ہو یا وہ متوجہ ہو کر کان ہی لگا دیتا ہو اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان میں ہے اس سب کو چھ دن میں پیدا کیا اور ہم کو تکان نے چھو تک نہیں

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝

سو ان کی باتوں پر صبر کیجیے اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے آفتاب نکلنے سے پہلے اور چھپنے سے پہلے اور رات میں بھی اُسکی تسبیح کیا کیجیے اور نمازوں کے بعد بھی

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ

اور سُن رکھ کہ عجب نہیں ایک پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا جس روز اس چیخنے کو بالیقین سب سُن لیں گے یہ دن ہوگا نکلنے کا ہم ہی جلاتے ہیں

وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝

اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف پھر لوٹ کر آنا ہے

اثبات مبغوضیت کفر بذکر اہلاک کفار

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝

امکان بعث مکرر

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ **تسلیہ** فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ اور ہم ان (اہل مکہ) سے پہلے بہت سی امتوں کو (اُنکی کفر کی شامت سے) ہلاک کر چکے ہیں جو قوت میں ان سے (کہیں) زیادہ تھے اور (دنیا کا سامان بڑھانے کے لیے) تمام شہروں کو چھانتے پھرتے تھے (یعنی قوت کے ساتھ اسباب معیشت میں بھی بڑی ترقی کی تھی لیکن جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو اُنکو) کہیں بھاگنے کی جگہ بھی نہ ملی (یعنی کسی طرح بچ نہ سکے) اس (واقعہ اہلاک) میں اُس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جسکے پاس (فہم) دل ہو یا (اگر فہم زیادہ نہ ہو تو کم از کم یہی ہو کہ) وہ (دل سے) متوجہ ہو کر (بات کی طرف) کان ہی لگا دیتا ہو (اور سنکر اجمالاً حقانیت کا معتقد ہو کر اتباعاً لاہل الفہم اسبات کو قبول کر لیتا ہو اور حاصل اُس عبرت کا یہ ہے کہ اہلاک سے کفر کی مبغوضیت عند اللہ معلوم ہو گئی پس انکار مجازاۃ بنا بر عدم مبغوضیت کفر تو باطل ٹھیرا) اور اگر انکار مجازاۃ بنا بر عدم مقدوریت بعث ہی تو وہ اس لیے باطل ہے کہ ہماری ایسی قدرت ہے کہ) ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ اُنکے درمیان میں ہے اس سب کو چھ دن (کے مقدار کے موافق زمانہ) میں پیدا کیا اور ہمکو تکان نے چھو تک نہیں (پھر آدمی کا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے ونحن نقول تعالیٰ فی الاحقاف اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموٰت والارض ولم یعی بخلقھن بقادر علی ان یحیی الموتی اور باوجود ان قاطع شبہات جوابوں کے یہ لوگ جو پھر انکار ہی پر اڑے ہیں) سو انکی باتوں پر تو صبر کیجیے (یعنی رنج نہ کیجیے) اور (چونکہ بدون اس کے کہ کسی طرف دل کو مشغول کیا جاوے وہ غم کی بات دل سے نہیں نکلتی اور بار بار یاد آکر دل کو محزون کرتی ہے اس لیے ارشاد فرماتے ہیں کہ) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے (اسمیں نماز بھی داخل ہے) آفتاب نکلنے سے پہلے (مثلاً صبح کی نماز) اور (اُسکے چھپنے سے پہلے (مثلاً ظہر و عصر) اور رات میں بھی اُسکی تسبیح (و تحمید) کیا کیجیے (اس میں مغرب اور عشا آگئی) اور (فرض) نمازوں کے بعد بھی (اسمیں نوافل و اوراد آگئے حاصل یہ ہوا کہ ذکر اللہ میں اور اُسکی فکر میں لگے رہیے تاکہ انکے قول کفر کی طرف توجہ نہ ہو

ربط اوپر امکان کا مکرر بیان تھا آگے قیامت کے وقوع کا تاکید کے لیے مکرر ذکر ہے کیونکہ اس سے پہلے دفع میں بیان ہو چکا تھا اور اُسکے بعد پھر مکرر تسلیہ ہے اور تسلیہ پر سورت ختم ہے۔

وقوع قیامت مکرر

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝

اللغات بطشا ای قوۃ او اخذا شدیدا قولہ فنقبوا التنقیب والبحث عن احوال الشیٔ والمراد التصرف السجود الصلاۃ اطلاقا للجزء علی الکل ادبار جمع دبر بمعنے عقب ۱۲ النخوۃ من الیل مفعول لفعل محذوف یفسرہ وجہ باعتبار الاتحاد والعطف لتغایر النحو تحقی قولہ واستمع معطوف لمحذوف ای بلا سامع تھرک عند ومن ذلک بقولہ تعالیٰ یوم ینادی المنادی قولہ یوم ینادی منصوب بما دل علیہ لذکر المحذوف ای یخرجون من القبور یوم ینادی۔ یوم یسمعون بدل من یوم ینادی الروایات فی المراد بقولہ تعالیٰ وما مسنا من لغوب الراد علی الیہود۔ اقول والاجد فی قصد الرد بواحد والمعنی ایما المفترکون ما مسنا من لغوب فکیف نعذہ بجہلۃ اہل الکتاب ۱۲

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ

جس روز زمین اُن پر سے کھل جاویگی جبکہ وہ دوڑتے ہونگے یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کرنا ہے جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور آپ اُن پر جبر کرنے والے نہیں ہیں تو آپ

بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ ع

قرآن کے ذریعہ سے ایسے شخص کو نصیحت کرتے رہیے جو میری وعید سے ڈرتا ہو

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝

قسم ہے اُن ہواؤں کی جو غبار وغیرہ کو اُڑاتی ہیں پھر اُن بدلیوں کی جو بوجھ کو اُٹھاتی ہیں پھر اُن کشتیوں کی جو نرمی سے چلتی ہیں پھر اُن فرشتوں کی جو چیزوں کو تقسیم کرتے ہیں تم سے جس کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور جزا ضرور ہونیوالی ہے

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝

قسم ہے آسمان کی جس میں رستے ہیں کہ تم لوگ مختلف گفتگو میں ہو اس سے وہی پھرتا ہے جسکو پھیرنا ہوتا ہے غارت ہو جائیں بے سند باتیں کرنے والے جو کہ جہالت میں بھولے ہوئے ہیں

يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۝ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝

پوچھتے ہیں کہ روز جزا کب ہوگا جس دن وہ لوگ آگ پر رکھے جائیں گے اپنی اس سزا کا مزہ چکھو یہی ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۝ قف فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ (اے مخاطب اس اگلی بات کو توجہ سے) سُن رکھ کہ جس دن ایک پکارنے والا (فرشتہ یعنی اسرافیل علیہ السلام بذریعہ نفخ صور مردوں کو قبروں سے نکلنے کے لئے) پاس ہی سے پکاریگا (پاس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آواز سب کو بے تکلف پہونچے گی اور جیسے اکثر دور کی آواز کسی کو پہونچتی ہے کسی کو نہیں پہنچتی ایسا نہ ہوگا) جس روز اس چیخنے کو بالیقین سب سُن لینگے یہ دن ہوگا (قبروں سے) نکلنے کا ہم ہی (اب بھی) جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف پھر لوٹ کر آنا ہوگا (اسمیں بھی اشارہ کر دیا قدرت علی الاحیاء کی طرف) جس روز زمین اُن (مردوں) پر سے کھل جاویگی جبکہ وہ (نکل کر میدان قیامت کی طرف) دوڑتے ہونگے یہ (جمع کرنا) ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کرلینا ہے (غرض مکرر مکرر تکرار قیامت کا امکان اور وقوع سب ثابت ہو چکا مگر اسپر بھی جو لوگ نہ مانیں تو آپ غم نہ کیجیے کیونکہ) جو کچھ یہ لوگ (قیامت وغیرہ کے بارہ میں) کہہ رہے ہیں ہم خوب جانتے ہیں (ہم خود سمجھ لیں گے) اور آپ اُن پر (منجانب اللہ) جبر کرنے والے (کر کے) نہیں (بھیجے گئے) ہیں (بلکہ صرف منذر اور مبلغ ہیں جب یہ بات ہے) تو آپ قرآن کے ذریعہ سے (عام تذکیر سے سبکو اور خاص تذکیر نافع سے صرف) ایسے شخص کو نصیحت کرتے رہیے جو میری وعید سے ڈرتا ہو (اس مفعول کی تقیید سے اشارہ ہو گیا کہ آپ کو تذکیر عام کرنے میں جیسا مشاہدہ ہے لیکن پھر بھی من یخاف وعید کوئی کوئی ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ آپکے اختیار میں نہیں جب آپ کے اختیار میں نہیں پھر بے اختیار بات کی فکر کیا) ف الحمد للہ کہ سورہ ق کی تفسیر ختم ہوئی آگے انشاء اللہ تعالےٰ سورہ ذاریات آتی ہے۔

سُوْرَةُ وَالذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَاٰيُهَا سِتُّوْنَ كَذَا فِي الْبَيْضَاوِيِّ

ربط اوپر کی سورت میں معاد کا ذکر تھا اس سورت کا زیادہ حصہ بھی اسی مضمون میں ہے چنانچہ شروع بھی اسی سے ہوئی ہے تحقیق معاد و ذم منکرین و **جزا رفیقین** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۝ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝

اللغات الحبک جمع حبیکۃ کالطریقۃ والطرق فدانا بمعنی قولہ یفتنون اصلہ الفتح فاذا اوقعہ علی النار قیل احرقہ ثم استعمل فی الاحراق والتعذیب وکذٰلک یوم نیلہ ونصب علی الظرفیۃ لمحذوف دل علیہ قولہ الکلام حتما کالسؤال الذی یقع جوابہ الموعود وقولہ تعالےٰ فاصبر صبرا جمیلا وقولہ تعالےٰ ذرنی ومن خلقت وحیدا منصوبان بفعل محذوف دل علیہ ما قبلہ بل یوم ینادی المنادی مکان یوم یدع الداع ویوم یخرجون بدل من یوم ینادی ویوم ھم علی النار ظرف لمحذوف دل علیہ قولہ یوم الدین ای یجزون یوم ھم علی النار یفتنون۔ **اعراب** یوم تشقق الارض ظرف لقولہ یسیر او لقولہ لواقع ویجوز ان یکون البدل من الیوم الحدث کما ھو معروف فی ایان ولا ضیر فی جعل الزمان زمانیا فان الیوم لما جعل موعودا ومنتظرا اتی بحرف الغایۃ وقد ارتفع الغایۃ فارتفع یوم لانہ فی یوم ینادی المنادی ویجوز ان یکون بدلا من یوم الدین او من یوم تشقق الارض ویوم ھم علی النار ظرف لمحذوف دل علیہ قولہ یوم الدین ای یجزون یوم ھم علی النار یفتنون۔ **البلاغۃ** قولہ ایان یوم الدین ای متی فیہ تفخیم الجزاء وقدر الوقوع لیکون السؤال عن الحدث کما مر وقولہ ذوقوا فتنتکم ای عذابکم الذی کنتم بہ تستعجلون فیہ تھکم وتوبیخ وقولہ ھذا

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ۝ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ۝ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ

بے شک متقی لوگ بہشتوں میں اور چشموں میں ہونگے ان کے رب نے انکو جو عطا کیا ہوگا وہ لیکر لے رہے ہونگے وہ لوگ اس کے قبل نیکوکار تھے وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے

الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ۝

اور اخیر شب میں استغفار کیا کرتے تھے اور اُن کے مال میں سوالی اور غیر سوالی کا حق تھا اور یقین لانے والوں کے لیے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں

وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَاۤ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝ ع ۱ ۲۳ ۱۸

اور خود تمہاری ذات میں بھی تو کیا تمکو دکھلائی نہیں دیتا اور تمہارا رزق اور جو جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان میں ہے تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ وہ برحق ہے جیسا تم باتیں کر رہے ہو

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ۝ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ۝ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ۝ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ۝ وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَاۤ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝

کی جو بوجھ (یعنی بارش کو) اُٹھاتے ہیں پھر اُن کشتیوں کی جو نرمی سے چلتی ہیں پھر اُن فرشتوں کی جو (حکم کے موافق اہل ارض میں) چیزیں تقسیم کرتے ہیں (مثلاً جہاں جسقدر بارش کا حکم ہوتا ہے جو مادہ ہے رزق کا وہاں بادلوں کے ذریعہ سے اسیقدر پہونچاتے ہیں اسی طرح حسب حدیث رحم میں جنین کی صورت مذکر و مؤنث پہونچکر بناتے ہیں اور سکینہ اور رعب بھی تقسیم کرتے ہیں۔ آگے قسموں کا جواب ہے کہ) تم سے جس (قیامت) کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور (اعمال کی) جزا (وسزا) ضرور ہونے والی ہے (ان قسموں میں اشارہ ہے استدلال کی طرف یعنی یہ سب تصرفات عجیبہ قدرت الٰہیہ سے ہوتا دلیل ہے عظمت قدرت کی پھر ایسے عظیم القدرت کو قیامت کا واقع کرنا کیا مشکل ہے اور تفسیر ان کلمات مقسم بہا کی دمنثور میں حدیث مرفوع ہے اسطرح نقل کی ہے اور تخصیص انکی شاید اس لیے ہو کہ اسمیں اشارہ ہو گیا مخلوق کی اصناف مختلفہ کی طرف چنانچہ ملائکہ سماویات میں سے ہیں اور ریاح وسفن ارضیات میں سے اور سحاب کائنات جو بین سے اور ارضیات میں دو چیزیں کہ ایک بصر سے ایک غیر مبصر شاید اس لیے آئی ہوں کہ ارضیات سے زیادہ تلبس رہتا ہے۔ اور توجیہ قسم بالمخلوق کی شروع سورۂ صافات میں گذری ہے۔ آگے اسی قیامت کے متعلق ایک مضمون پر خود سماء کی قسم ہے جیسے اور پر سماویات کی تھی یعنی) قسم ہے آسمان کی جسمیں (فرشتوں کے چلنے کے) رستے ہیں (کقولہ تعالےٰ ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق۔ آگے جواب قسم ہے کہ تم (یعنی سب) لوگ (قیامت کے بارہ میں) مختلف گفتگو میں ہو (کوئی تصدیق کرتا ہے کوئی تکذیب کرتا ہے وہذا کقولہ تعالیٰ عن النبأ العظیم الذی ہم فیہ مختلفون الذی فسرہ قتادۃ کما فی الدر بقولہ مصدق بہ ومکذب۔ اور آسمان کی قسم سے شاید اسطرف اشارہ ہو کہ جنت آسمان میں ہے اور آسمان میں رہنے بھی ہے مگر جو جن میں اختلاف کریگا اُسکے لیے راہ بند ہو جاویگی۔ اور ان اختلاف والوں میں) اُس (وقوع قیامت وجزا کے اعتقاد) سے وہی پھرتا ہے جسکو (بالکلیہ خیر وسعادت ہی سے) پھرنا ہوتا ہے (ہذا کما فی الحدیث من حرم فقد حرم الخیر کلہ رواہ ابن ماجۃ اور اختلاف والوں کے دوسرے فریق کا حال اسی کے مقابلہ سے معلوم ہو گیا کہ وہ خیر وسعادت سے پھرے ہوئے نہیں اب آگے ان پھرنے والوں کی مذمت ہے کہ) غارت ہو جائیں بے سند باتیں کرنے والے (یعنی جو قیامت کا انکار کرتے ہیں بلا اس کے کہ اُنکے پاس کوئی اُسکی دلیل ہو) جو کہ جہالت میں بھولے ہوئے ہیں (بھولنے سے مراد اختیاری غفلت ہے اور وہ لوگ بطور استہزاء واستہجال کے) پوچھتے ہیں کہ روز جزا کب ہوگا (آگے جواب ہے کہ وہ اُس دن ہوگا) جس دن (کہ) وہ لوگ آگ پر رکھے جائیں گے (اور کہا جاویگا کہ) اپنی اس سزا کا مزہ چکھو یہی ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے (یہ جواب یوم ہم علی النار یفتنون اس طرز کا ہے جیسے کسی مجرم کے لیے پھانسی کا حکم ہو جاوے مگر وہ احمق باوجود قیام براہین کے محض اسوجہ سے کہ اُسکو تاریخ نہیں بتلائی گئی تکذیب ہی کیے جاوے اور کہے کہ اچھا وہ دن کب آویگا چونکہ یہ سوال محض تعنت کی راہ سے ہے اس لیے جواب میں بجائے تاریخ بتلانے کے یہ کہنا نہایت مناسب ہوگا کہ وہ دن اُسوقت آئیگا جب تم پھانسی میں لٹکا دیے جاؤ گے آگے دوسرے فریق یعنی غیر مانوں کے ثواب کا ذکر ہے کہ) بیشک متقی لوگ بہشتوں میں اور چشموں میں ہونگے (اور وہاں کے رہنے) انکو جو (ثواب) عطا کیا ہوگا وہ اسکو (خوشی خوشی) لے رہے ہونگے (اور کیوں نہ ہو) وہ لوگ اسکے قبل (یعنی دنیا میں) نیکوکار تھے (اس حسب وعدہ الٰہی جزا الاحسان الا الاحسان)

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی یونکنہ بالکلیۃ الخ دل علیہ حذف المتعلق وہذا من المواہب

۲ قولہ فی آخذین خوشی خوشی فی الروح واعتبار الرضا لان الاقصد قبول عن اخذہ

اللغات المحروم المتعفف الذی یحسب الجاہل غنیا فیحرم الصدقۃ من اکثر الناس۔

النحو قولہ کانوا قلیلا ما نافیۃ وقلیلا ظرف منصب بیہجعون ای کانوا یہجعون فی طائفۃ قلیلۃ من اللیل او فی اللیل ای مقدر فحذف المضاف وقام المضاف الیہ مقامہ او المستکن فی الجار وہو لا یتعرف بالاضافۃ لنوعی غلبی فی التنکیر

او علی الوصف لمصدر محذوف ای انہ حق حقا مثل نطقکم۔

البلاغۃ قولہ مثل ما انکم تنطقون فی الروح وہذا کقول الناس ان ہذا لحق کما انک ترمی وتسمع اھ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ

کیا ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت آپ تک پہونچی ہے جبکہ وہ اُنکے پاس آئے پھر انکو سلام کیا ابراہیم نے بھی کہا سلام انجان لوگ ہیں پھر اپنے گھر کی طرف چلے

فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝

اور ایک فربہ بچھڑا لائے اور اُسکو اُن کے پاس لاکر رکھا کہنے لگے کہ آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں تو اُن سے دل میں خوف زدہ ہوئے اُنہوں نے کہا کہ تم ڈرو مت اور اُنکو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم ہوگا

اُن کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا آگے ان کی نیکوکاری کی قدرے تفصیل ہے کہ) وہ لوگ (فرائض وواجبات سے ترقی کرکے نوافل وتطوعات کے ایسے التزام کرنے والے تھے کہ) رات کو بہت کم سوتے تھے (یعنی زیادہ حصہ رات کا عبادت میں صرف کرتے تھے) اور (پھر باوجود اس کے اپنی عبادت پر نظر نہ کرتے تھے بلکہ) اخیر شب میں (اپنے کو عبادت میں کوتاہی کرنے والا سمجھکر) استغفار کیا کرتے تھے (یہ تو عبادت بدنیہ میں اُنکی حالت تھی) اور (عبادت مالیہ کی یہ کیفیت تھی کہ) ان کے مال میں سوالی اور غیر سوالی (سب کا حق تھا یعنی ایسے التزام سے دیتے تھے جیسے ان کے ذمہ اُنکا کچھ آتا ہو مراد اُس سے غیر زکوۃ ہے ہکذا فی الدر عن ابن عباس ومجاہد وابراہیم اور یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ نوافل جنات وعیون کا موقوف علیہ ہیں بلکہ یہاں اہل درجات عالیہ کا ذکر فرمایا گیا ہے) اور (چونکہ کفار قیامت کی صحت کا انکار کرتے تھے اس لیے آگے اس کی دلیل کیطرف اشارہ ہے کہ) یقین لانے (کی کوشش اور طلب کرنے) والوں کے لیے (قیامت کی مقدوریت پر) زمین (کے کائنات) میں بہت نشانیاں (اور دلیلیں) ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی (یعنی تمہارے ظاہری وباطنی احوال مختلفہ بھی دلائل امکان ہیں کیونکہ امور آفاقیہ وانفسیہ بالیقین داخل تحت القدرت ہیں اور قدرت ذاتیہ کی نسبت تمام ممکنات کے ساتھ یکساں ہے اور بوجہ انتفاء دلیل امتناع کے قیامت بھی ممکنات سے ہے پس وہ بھی مقدور ہے اور چونکہ ان دلائل کی دلالت بہت واضح تھی اس لیے تو یہ فرماتے ہیں کہ جب ایسے دلائل موجود ہیں) تو کیا تم کو (مطلوب پھر بھی) دکھلائی نہیں دیتا اور (رہا تعین وقت وقوع جسکے عدم سے استدلال عدم وقوع پر کرتے تھے سو اُسکی نسبت یہ ہے کہ) تمہارا رزق اور جو تم سے (قیامت کے متعلق) وعدہ کیا جاتا ہے (ان) سب (کا معین وقت) آسمان میں (جو لوح محفوظ ہے اُسمیں درج ہے (زمین پر اُسکا یقینی علم کسی مصلحت سے نازل نہیں کیا گیا چنانچہ دینزل الغیث میں بھی بتلایا گیا ہے اور مشاہدہ بھی ہے کہ یقینی تعیین کسی کو نہیں معلوم لیکن جب باوجود تعیین وقت کا علم نہ ہونے کے رزق کا وجود یقینی ہے پھر اس عدم تعیین سے قیامت کا عدم کیسے لازم آگیا اور اسی استدلال کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ماتوعدون کے ساتھ کہ مقصود مقام ہے رزقکم کو کہ غیر مقصود ہے بڑھا دیا آگے اسپر تفریع فرماتے ہیں کہ جب نفی کی کوئی دلیل نہیں اور اثبات کی دلیل ہے) تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ وہ (روز جزاء) برحق ہے اور (اسپر یقین جیسا تم باتیں کر رہے ہو (اور کبھی اسمیں شک نہیں ہوتا اسیطرح اُسکو یقینی سمجھو) ف بعض روایات مذکورہ درمنثور میں کانوا قلیلا الخ کی تفسیر آئی ہے لایناموں حتے یصلوا العتمۃ اور کانوا لا ینامون اللیل کلہ پس قلیل مقابل کثیر کے نہوگا بلکہ بعض کے مقابل جمیع کا ہوگا یعنی ساری رات نہیں سوتے جیسے اکثر کفار سوتے تھے بلکہ عشا بھی پڑھتے ہیں پس اس تفسیر پر تہجد مراد نہ ہوگا واللہ اعلم۔ اور قیامت کے وقوع کو جو انکم تنطقون کے ساتھ تشبیہ دی گئی اسمیں علاوہ محاورہ کے ایک نکتہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسمیں اشارہ ہو قیامت کی ایک نظیر کی طرف کہ زبان مشابہ زمین کے ہے اُس سے ایک حرف کا پیدا ہونا مشابہ آدمی کی خلقۃ ابتدائیہ کے ہے اور اس حرف کا منقضی ہونا مشابہ موت انسان کے ہے اور پھر اُس حرف کا دوبارہ پیدا ہوجانا مشابہ اعادہ قیامت کے ہے ربط اوپر کئی جگہ مکذبین کی مذمت اور عقوبت فرمائی ہے۔ قولہ تعالیٰ یوفکعنہ من افک قولہ تعالیٰ قتل الخراصون قولہ تعالیٰ یوم ہم علی النار یفتنون قولہ تعالیٰ افلا تبصرون۔ آگے اسکی تاکید کے لیے چند قصے مکذبین کی عقوبت فی الدنیا کے مذکور ہیں جیسے قصہ ثانیہ قوم لوط علیہ السلام کا کہ بافتضائے مقام حسب تقریر مذکور کہا جاوے گا کہ مقصود اعظم یہی ہے اور اُسکے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کا قصہ جسمیں کسی کی عقوبت مذکور نہیں بوجہ خاصہ سے آگیا ہے جنکا بیان سورۂ ہود تمہید آیات ولقد جاءت رسلنا ابراہیم الخ میں گذر چکا ہے باایں کہا جاوے کہ اوپر مکذبین کی مذمت کے ساتھ مصدقین کی مدح بھی تھی ابراہیم علیہ السلام کے قصہ سے کہ اول قصہ ہے اسطرف اشارہ ہو کہ مصدقین کو فلاح آخرت کے ساتھ فلاح دنیوی بھی عطا ہوتی ہے خواہ حسًا خواہ معنے جیسا سورۂ حجر میں قصہ ابراہیم یبدیٰ عبادی انی انا الغفور کے اسی بناء پر آیا ہے اور پھر تقریر عقوبت کے متعلق قصہ ثالثہ فرعون کا پھر قصہ ثانیہ عاد کا پھر قصہ خامسہ ثمود کا پھر قصہ سادسہ قوم نوح علیہ السلام کا مذکور ہے

قصہ ابراہیم علیہ السلام متضمنہ مثوبۃ مصدقین و دیگر قصص مخبرہ عقوبت مکذبین

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝

اللغات: راغ مال اوجس ضمر

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ ۝ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ۝

اتنے میں ان کی بی بی بولتی پکارتی آئیں پھر ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگیں کہ بڑھیا بانجھ (سننے کہنے لگے کہ تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا حکمت والا جاننے والا ہے

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ۝ لِنُرْسِلَ عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِیْنٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ

الجزء السابع والعشرون

ابراہیم کہنے لگے اچھا تو تم کو بڑی مہم کیا درپیش ہے (فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم ان پر کھنڈ کے پتھر برسائیں (جو) آپ کے رب کے پاس خاص نشان بھی ہے

لِلْمُسْرِفِیْنَ ۝ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِیْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِیْهَا غَیْرَ بَیْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَتَرَكْنَا فِیْهَاۤ اٰیَةً

حد سے گذرنے والوں کے لیے تو ہم نے جتنے ایماندار تھے سب کو وہاں سے علیحدہ کر دیا سوا بجز مسلمانوں کے ایک گھر کے اور کوئی گھر ہم نے نہیں پایا اور ہم نے اس واقعہ میں ایسے

لِّلَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝ وَفِیْ مُوْسٰۤى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ

لوگوں کے لیے عبرت رکھ دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں اور موسیٰ کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے انکو فرعون کے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل دیکر بھیجا سو انہوں نے مع اپنے ارکان سلطنت کے سرتابی کی اور کہنے لگے

سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ وَهُوَ مُلِیْمٌ ۝ وَفِیْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ۝

کہ یہ ساحر یا مجنون ہیں سو ہم نے انکو اور انکے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینکدیا اور وہ ملامت کا کام کیا تھا اور عاد کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے ان پر بانجھ ہوا بھیجی

مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ۝ وَفِیْ ثَمُوْدَ اِذْ قِیْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِیْنٍ ۝ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ

جس چیز پر یہ گذری تھی اسکو ایسا کر چھوڑتی تھی جیسے کوئی چیز گل کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور ثمود کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ان سے کہا گیا اور تھوڑے دنوں تک (دنیا) سے فائدہ اٹھا لو سو ان لوگوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی

ع ۲۲ ۱

فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ یَنْظُرُوْنَ ۝ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِیْنَ ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝

سو ان کو عذاب نے آلیا اور وہ دیکھ رہے تھے سو نہ تو کھڑے ہی ہو سکے اور نہ بدلہ لے سکے اور ان سے پہلے قوم نوح کا یہی حال ہو چکا تھا وہ بڑے نافرمان لوگ تھے

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ ۝ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ۝ لِنُرْسِلَ عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِیْنٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِیْنَ ۝ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِیْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِیْهَا غَیْرَ بَیْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَتَرَكْنَا فِیْهَاۤ اٰیَةً لِّلَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝ وَفِیْ مُوْسٰۤى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ وَهُوَ مُلِیْمٌ ۝ وَفِیْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ۝ وَفِیْ ثَمُوْدَ اِذْ قِیْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِیْنٍ ۝ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ یَنْظُرُوْنَ ۝ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِیْنَ ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝

کیا ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی حکایت آپ تک پہنچی ہے (معزز یا تو اس لیے کہا کہ وہ ملائکہ تھے جنکی شان میں ہر بل عباد مکرمون اور یا اسلیے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی عادت کے موافق انکا اکرام کیا تھا اور مہمان کہنا بنا بر ظاہری حالت کے ہے کہ بشکل انسان آئے تھے اور یہ قصہ اسوقت ہوا تھا) جبکہ وہ (مہمان) ان کے پاس آئے پھر انکو سلام کیا ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی (جواب میں) کہا سلام (اور کہنے لگے کہ) انجان لوگ (معلوم ہوتے) ہیں (ظاہر تو یہی ہے کہ دل میں فرمایا قرینہ اسکا یہ ہے کہ آگے جواب فرشتوں کا مذکور نہیں اور احتمال بعید یہ بھی ہے کہ بطور پوچھنے کے ان ہی سے

اللغات صرة صیحة من الصریر صکت وجهها قال مجاهد ضربت جبهتها طین اے حجرة هوا السجیل وفی تقبیده ودفع توهم کونها برد اخان بعض الناس یسمی البرد حجارة ترکنا یقیناً بابقاء الذکر قوله برکنه کمافی قوله تعالی اوآوی الی رکن شدید ای عشیرة مسلمین آت بایلام علیه من الکفر والطغیان وهو الکلی المشکک یختلف باعتبار من وصف به فلا یتوهم انه کیف ورد فی قصة ذی النون علیه السلام العقیم مالا منفعة فیه الرمیم الشئ البالی من عظم او نبات او غیر ذلک الصاعقة کل عذاب مهلک کذا فی المدارک والخازن۔

النحو قوله ترکنا فیها ای فی الواقعة المذکورة فی المقام۔ قوله وفی موسی عطف علی فیها ای ترکنا وجعلنا فی قصة موسی آیة۔ قوله وفی عاد نوح عطف علی محل وفی عاد بقرینة قراءة حمزة وکم اور معمول لمقدر ای اهلکنا۔

البلاغة نبذناهم طرحناهم غیر معتدین به۔

کہدیا ہو کہ آپ لوگوں کو پہچانا نہیں اور اُنہوں نے جواب نہ دیا ہو اور ابراہیم علیہ السلام نے جواب کا انتظار نہ کیا ہو غرض یہ سلام و کلام ہو کر) پھر اپنے گھر کی طرف چلے اور ایک فربہ بچھڑا (تلا ہوا لقولہ تعالیٰ بعجل حنیذ) لائے اور اُسکو ان کے پاس (یعنی سامنے) لاکر رکھا (چونکہ وہ فرشتے تھے کیوں کھاتے اُسوقت ابراہیم علیہ السلام کو شبہہ ہوا اور) کہنے لگے کہ آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں (جب پھر بھی نہ کھایا) تو اُن سے دل میں خوف زدہ ہوئے (کہ یہ لوگ کہیں مخالفین اور اعداء میں سے نہ ہوں و مرفی سورۃ ہود) اُنہوں نے کہا کہ تم ڈرو مت (ہم آدمی نہیں ہیں فرشتے ہیں) اور (یہ کہکر) اُنکو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم (یعنی نبی) ہوگا (کیونکہ مخلوق میں سب سے زیادہ علم انبیا کو ہوتا ہے اور مراد اس سے اسحٰق علیہ السلام ہیں۔ یہ گفتگو اُن سے ہو ہی رہی تھی) اتنے میں اُن کی بی بی (حضرت سارہ جو کہیں کھڑی سن رہی تھیں لقولہ تعالیٰ وامرأتہ قائمۃ اولاد کی خبر سنکر) بولتی پکارتی آئیں پھر (جب فرشتوں نے اُنکو بھی یہی خبر سنائی لقولہ تعالیٰ فبشرناہا باسحٰق تو تعجب سے) ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگیں کہ (اول تو) بڑھیا (پھر) بانجھ (اسوقت بچہ پیدا ہونا بھی عجیب بات ہے) فرشتے کہنے لگے کہ (تعجب مت کرو لقولہ تعالیٰ اتعجبین) تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے (اور) کچھ تنگ نہیں کہ وہ بڑا حکمت والا بڑا جاننے والا ہے (یعنی گو فی نفسہ یہ بات تعجب کی ہو مگر تم کہ خاندان نبوت میں رہتی ہو اور علم و فہم سے مشرف ہو یہ معلوم کر کے کہ خدا کا ارشاد ہے، اور اُسکا علم و حکمت بمعنی اتقان صنعت کہ اسمیں قدرت بھی آگئی مسلم ہی ہے تعجب نہ رہنا چاہیے اور ہر چند کہ اُن کے فرشتہ ہونے ہی یہ بات معلوم تھی کہ خدا کی طرف سے کہہ رہے ہیں مگر نکتہ تنبیہ کے لیے عالم کو بمنزلہ غیر عالم کے ٹھہرا کر پھر کہا کذلک قال ربک اور) ابراہیم (علیہ السلام کو فراست نبوت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علاوہ بشارت کے کچھ اور بھی مقصود ہے تو اُن سے) کہنے لگے (کہ) اچھا تو (یہ بتلاؤ کہ) تمکو بڑی مہم کیا درپیش ہے (اسی فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم (یعنی قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم اُنپر کھنگر کے پتھر برسائیں جنپر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشان بھی ہو (جسکا بیان سورہ ہود میں ہوا ہے اور وہ) حد سے گذرنے والوں کے لیے (ہیں آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب اُن بستیوں پر عذاب کا وقت قریب آیا) تو ہمنے جتنے ایماندار تھے سب کو وہاں سے علیحدہ کر دیا سو بجز مسلمانوں کے ایک گھر کے اور کوئی گھر (مسلمانوں کا) ہم نے نہیں پایا (یہ کنایہ ہو کہ وہاں تھا ہی نہیں کیونکہ وجود کو وجدان بمعنے علم الٰہی لازم ہو اور انتفاء لازم دلیل ہے انتفاء ملزوم کی) اور ہم نے اس واقعہ میں (ہمیشہ کے واسطے) ایسے لوگوں کے لیے ایک عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں اور (آگے موسےٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ سنو کہ) موسیٰ (علیہ السلام) کے قصہ میں بھی عبرت ہو جبکہ ہم نے اُنکو فرعون کے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل (یعنی معجزہ) دیکر بھیجا سو اُسنے مع اپنے ارکان سلطنت کے سرتابی کی اور کہنے لگا کہ یہ ساحر یا مجنون ہیں سو ہم نے اُسکو اور اُس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینکدیا (یعنی غرق کر دیا) اور اُس نے کام ہی ملامت (یعنی نکوہش) کا کیا تھا اور (آگے عاد کا قصہ سنو کہ) عاد کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اُن پر نامبارک آندھی بھیجی جس چیز پر گذرتی تھی (یعنی اُن اشیاء میں سے کہ جن کے ہلاک کا حکم تھا جسپر گذرتی تھی) اسکو ایسا کر چھوڑتی تھی جیسے کوئی چیز گل کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہو اور (آگے ثمود کا قصہ سنو) ثمود کے قصہ میں بھی عبرت ہو جبکہ ان سے کہا گیا (یعنی صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ) اور تھوڑے دنوں چین کر لو (یعنی کفر سے باز نہیں آؤ گے تو بعد چندے ہلاک ہوگے) سو اس ڈرانے پر بھی) اُن لوگوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی سو اُنکو عذاب نے آلیا اور وہ (اُس عذاب کے آثار کو) دیکھ رہے تھے (یعنی مجاہرۃً ومعاینۃً آیا) سو نہ تو کھڑے ہی ہو سکے (بلکہ اوندھے منہ گر کر مر گئے لقولہ تعالیٰ جاثمین) اور نہ (ہم سے) بدلہ لے سکے اور اُن سے پہلے قوم نوح کا بھی حال ہو چکا تھا (یعنی اس سبب سے کہ) وہ بڑے نافرمان لوگ تھے (اُنکو بھی ہلاک کیا تھا) ف قصہ ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بعض مضامین سورہ ہود میں گذرے ہیں اور سورۂ ہود میں فرشتوں کا یہ کہنا کہ ہم قوم لوط علیہ السلام کی طرف آئے ہیں قبل مکالمہ حضرت سارہ کے مذکور ہے اور یہاں بعد مکالمہ مذکورہ کے مذکور ہے سو ظاہر یہ ہے کہ یہ قبل مکالمہ سارہ کے واقع ہوا ہے اور یہاں چونکہ کوئی حرف ترتیب کا نہیں ہے اس لیے ترتیب ذکری کو ترتیب وقوعی کی دلیل نہ کہا جاویگا اب کچھ تعارض نہ رہا اور قصہ ثمود میں جو یہاں تمتعوا آیا ہے یہ وہ تمتع نہیں ہے جس کو دوسری آیت میں ثلثۃ ایام سے مقید کیا ہے کیونکہ اس کے بعد فعتوا پر کلمہ فا آیا ہے حالانکہ عتو اُن کا اُس تمتع سے یقیناً مقدم تھا۔ یہاں جو مقصود ہے وہ تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے۔

ربط اوپر آغاز سورت میں معاد کی تحقیق مع جزاء مصدقین و مکذبین کے ارشاد فرمائی تھی اور مطلق تکذیب کی مناسبت سے امم سابقہ کا ذکر آگیا تھا آگے توحید و رسالت کی تحقیق ہے اور رسالت کے ساتھ تسلیہ کا مضمون ہے۔

تحقیق توحید و رسالت مع تسلیہ

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ

اور ہم نے آسمان کو قدرت سے بنایا اور ہم وسیع القدرت ہیں اور ہم نے زمین کو فرش بنایا سو ہم اچھے بچھانے والے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو دو دو قسم کا بنایا تاکہ تم

تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

سمجھو تو تم اللہ ہی کی طرف دوڑ دیں تمہارے واسطے اللہ کیطرف سے کھلا ڈرانیوالا ہوں اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود مت قرار دیں تمہارے واسطے اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانیوالا ہوں

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ ج

اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جسکو انہوں نے ساحر یا مجنون نہ کہا ہو۔ کیا اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے تھے بلکہ یہ سب کے سب سرکش لوگ ہیں

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

سو آپ انکی طرف التفات نہ کیجیے کیونکہ آپ پر کسی طرح کا الزام نہیں اور سمجھاتے رہیے کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو نفع دے گا۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور ہم نے آسمان کو (اپنی) قدرت سے بنایا اور ہم وسیع القدرت ہیں اور ہم نے زمین کو فرش (کے طور پر) بنایا سو ہم (کیسے) اچھے بچھانے والے ہیں (یعنی اسمیں کیسے کیسے منافع رکھے ہیں) اور ہم نے ہر چیز کو دو دو قسم کا بنایا (اس قسم سے مراد مقابل ہے سو ظاہر ہے کہ ہر شے میں کوئی نہ کوئی صفت ذاتیہ یا عرضیہ ایسی معتبر ہوتی ہے جس سے دوسری چیز جسمیں اس صفت کی نقیض یا ضد ملحوظ ہو اُس کے مقابل شمار کیجاتی ہے جیسے آسمان وزمین۔ جوہر وعرض۔ گرمی سردی۔ شیریں تلخ۔ چھوٹی بڑی۔ خوشنما بےنما۔ سفیدی سیاہی۔ روشنی۔ تاریکی۔ وعلی ہذا) تاکہ تم (ان مصنوعات سے توحید کو) سمجھو (اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرما دیجیے کہ جب یہ مصنوعات وحدۃ صانع پر دلالت کر رہے ہیں) تو تم (کو چاہیے کہ انسے استدلال کرکے) اللہ ہی کی (توحید کی) طرف دوڑو (اور اول تو بوجہ دلائل مذکورہ کے خود عقل ہی اعتقاد توحید کو ضروری بتلا رہی ہے پھر اوپر سے) میں (بھی) تمہارے (سمجھانے کے) واسطے اللہ کیطرف سے کھلا ڈرانیوالا (ہو کر آیا) ہوں (کہ منکر توحید کو عذاب ہوگا پس خوف لحوق ضرر کے اعتبار سے اعتقاد توحید اور بھی ضروری ہوگیا) اور (کچھ اور زیادہ توضیح سے کہتا ہوں کہ) خدا کے ساتھ کوئی اور معبود مت قرار دو (اسمیں زیادہ توضیح اس لیے ہوئی کہ فروا الی اللہ جو کہ امر بالتوحید ہے مستلزم ہے نہی عن الشرک کا اور لاتجعلوا عین نہی عن الشرک ہے اور عین کی دلالت کا بہ نسبت ملزوم کے اوضح ہونا ظاہر ہے آگے بغیر عنوان مضمون توحید کی وجہ سے انذار کی پھر تاکید ہے کہ) میں تمہارے (سمجھانے کے) واسطے اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانیوالا (ہو کر آیا) ہوں (آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ واقع میں بلاشبہہ نذیر مبین ہیں جیسا ابھی مذکور ہوا لیکن یہ آپکے مخالفین ایسے جاہل ہیں کہ نعوذ باللہ آپ کو کبھی ساحر کبھی مجنون بتلاتے ہیں سو آپ صبر کیجیے کیونکہ جسطرح یہ آپکو کہہ رہے ہیں اسیطرح جو (کافر) لوگ آپ سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کے پاس کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جسکو اُنہوں نے (یعنی کل نے یا بعض نے) ساحر یا مجنون نہ کہا ہو (آگے کفار کے اس قول ساحر اور مجنون پر تعجب کے طور پر تنبیہ ہے یعنی کیا اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے تھے (یعنی یہ اجماع تو ایسا ہو گیا جیسے ایک دوسرے کو کہتے چلے آئے ہوں کہ دیکھو جو رسول آوے تم بھی ہماری طرح کہنا آگے اسے اضراب فرماتے ہیں کہ تو ہی واقع میں تو ایسی وصیت تھی کیونکہ بعضی قوموں میں بعض قوموں سے ملیں بھی نہیں) بلکہ (وجہ اس اجماع کی یہ ہوئی کہ) یہ سب کے سب سرکش لوگ ہیں (یعنی سبب اس قول کا طغیان ہے چونکہ وہ مشترک ہے اسلیے قول بھی مشترک ہو گیا) سو (جب پہلے لوگ بھی ایسے گذرے ہیں اور سبب اسکا معلوم ہو گیا کہ ان ہی کا طغیان ہے تو) آپ ان کی طرف التفات نہ کیجیے (یعنی انکی تکذیب کی پروا اور غم نہ کیجیے) کیونکہ آپ پر کسی طرح کا الزام نہیں (کقولہ تعالیٰ ولا تسئل عن اصحاب الجحیم) اور (اطمینان کے ساتھ اپنے منصبی کام میں لگے رہیے یعنی فقط) سمجھاتے رہیے کیونکہ سمجھانا (جنکی قسمت میں ایمان نہیں اُنپر تو اتمام حجت ہوگا اور جنکی قسمت میں ایمان ہے ان) ایمان (لانے) والوں کو (بھی)

اللغات الایدی القوۃ

النحو قولہ فنعم الماھدون بقدر قبلہ محل کما اشرت قولہ کذلک یقدر قبلہ کما کذب من قبلک وقالوا ساحر او مجنون کما فی الخازن واشرت الیہ ایضا

البلاغۃ قولہ او مجنون اورد الکنایۃ ای الا قالوا ساحر او قالوا مجنون وہی ابلغ واحکم ولیست من الحکی لیکون مقول کل مجموع ساحر او مجنون۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ

اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں میں اُن سے رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھکو کھلایا کریں اللہ خود ہی سب کو رزق پہونچانے والا ہے

الْمَتِينُ ۝ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ۝ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ع ۲

قوت والا نہایت قوت والا ہے تو ان ظالموں کی بھی باری ہے جیسے ان کے ہم مشربوں کی باری تھی سو مجھ سے جلدی طلب نکریں۔ غرض ان کافروں کے لیے اُس دن کے آنے سے بڑی خرابی ہوگی جسکا انسے وعدہ کیا جاتا ہے

اور جو پہلے سے مؤمن ہیں اُنکو بھی) نفع دیگا (بہرحال تذکیر میں عام فوائد اور حکمتیں سب کے اعتبار سے ہیں اسکو کیے جائیے اور کسی کے ایمان نہ لانے کا غم نہ کیجیے۔

ف آیت کذلک ما اتی الذین من قبلہم الخ کے ظاہر ترجمہ پر دو اشکال ہیں۔ ایک یہ کہ بعض انبیاء ورسل کی کسی نے تکذیب نہیں کی جیسے آدم علیہ السلام یا جو رسل محض تقریر شرائع سابقہ کے لیے آئے تھے جیسے یوشع علیہ السلام کہ جن بنی اسرائیل کے لیے وہ مقرر کیے گئے وہ پہلے سے مؤمن تھے اور مؤمن رہے۔ دوسرا اشکال یہ کہ جن رسل کی تکذیب لوگوں نے کی ہے بعض نے اُن کی تصدیق بھی کی ہے پھر قالوا میں سب کی طرف نسبت کیسے کی گئی۔ جواب دونوں اشکالوں کا احقر کی تقریر ترجمہ سے ظاہر ہوگیا کہ الذین میں کافر کی قید لگادی گئی اور قالوا میں کل یا بعض کی۔ تامل کرنے سے اندفاع ظاہر ہوجاویگا اور اس آیت میں قالوا کے ترجمہ میں جو کل اور بعض کی تعمیم کی ہے وجہ اُس کی یہ ہے کہ حسب حدیث بخاری یمر النبی لیس معہ احد الخ بعض انبیاء پر ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا بلکہ کل نے تکذیب کی ربط اوپر معظم سورت میں اصول ثلثہ یعنی اعتقاد بحث و توحید و رسالت کا اور آیت ان المتقین الی والمحروم میں بعض فروع کا بیان تھا اور یہ عبادات ہیں اعتقادیہ واصلیہ یا عملیہ وفرعیہ آگے خاتمہ میں بعنوان جامع عبادت کا مطلوب ہونا اور ترغیب وترہیب سے اُسکی مطلوبیت کی تاکید فرماتے ہیں پھر جو عبادت فرض ہے اُسکا تاکد تو ظاہر ہے اور جو تطوع ہے اُسکا تاکد باعتبار اعتقاد کے ہے یعنی اسکی مشروعیت کی تصدیق واجب ہے۔

مطلوبیت عبادت وتاکید آن بہ ترغیب وترہیب

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ۝ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝ اور میں نے جن اور انسان کو (دراصل) اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں (اور تبعاً وتکمیلاً للعبادۃ خلقت جن وانس پر دوسرے منافع کا مرتب ہونا اس کے منافی نہیں اور اسیطرح بعض جن وانس سے عبادت کا صادر نہ ہونا بھی اس مضمون کے منافی نہیں کیونکہ حاصل اس لیعبدون کا ارادہ تشریعیہ ہے نہ کہ ارادۂ تکوینیہ اور تخصیص جن و انس کی اس لیے کہ عبادت سے مراد عبادت بالاختیار واتیان ہے اور ملائکہ میں ابتلاء نہیں اور دوسری مخلوقات میں اختیار نہیں۔ حاصل ارشاد کا یہ ہے کہ مجکو مطلوب شرعی ان سے عبادت ہے باقی) میں اُن سے (مخلوق کی) رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجکو کھلایا کریں اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا ہے (تو ہم کو اسکی ضرورت ہی کیا تھی کہ ہم مخلوقات کی روزی رسانی ان کے متعلق کرتے اور وہ) قوت والا نہایت قوت والا ہے (کہ اُسمیں عجز وضعف اور کسی قسم کی احتیاج کا عقلی احتمال بھی نہیں تو درخواست اطعام خود کا امکان ہی منفی ہے حاصل یہ کہ جب اس عبادت کے مشروع کرنے سے ہماری کوئی غرض نہیں نہ بواسطہ جسیے تزیق خلق خود نہ بلا واسطہ جیسے اطعام خود بلکہ صرف بندوں ہی کا نفع ہے تو اُنکو اسمیں بس وپیش نہ چاہیے۔ یہ ترغیب ہوگئی آگے ترہیب ہے کہ جب عبادت کا کہ اعظم واہم اُسکا ایمان ہے وجوب ثابت ہوگیا تو اگر یہ لوگ اب بھی شرک کفر پر مصر رہیں گے) تو (سن رکھیں کہ) ان ظالموں کی (سزا کی) بھی باری (علم الٰہی میں مقرر ہے جیسے ان کے گذشتہ ہم مشربوں کی باری (مقرر) تھی (یعنی وقت مقرر پر ان پر بھی عقوبت آنے والی ہے خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں) سو مجھ سے (عذاب) جلدی طلب نکریں (جیسا اُن کی عادت ہے کہ وعیدیں سنکر تکذیب کے طور پر استہجال کرنے لگتے ہیں) غرض (جب وہ باری کے دن آویں گے جنمیں سب سے اشد یوم موعود یعنی قیامت ہے تو) ان کافروں کیلیے اُس دن کے آنے سے بڑی خرابی ہوگی جسکا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (چنانچہ خود سورت بھی اُسی وعدہ سے شروع ہوئی ہے انا لصادق وان الدین لواقع اور اسی سے سورت کے آغاز وانجام کا حسن ظاہر ہے) ف مالہ منہم من رزق پر اگر یہ شبہہ ہو کہ اہل وعیال کو رزق پہونچانا تو واجب کیا گیا ہے پھر نفی ارادہ کے کیا معنے اُس کا دفع یہ ہے

اللغات المتین شدید القوۃ قولہ ذنوبا نصیبا من العذاب واصلہ الدلو العظیمۃ المستقاۃ بالید او القریبۃ من الامتلاء ولا یقال لہا ذنوب وہی فارغۃ وہی تذکر وتؤنث وجمعہا اذنبۃ وذنائب فاستعیر للنصیب مطلقا شرا کان او نصیب من العذاب او خیرا کالعطاء۔ وفی الکشاف ہذا تمثیل اصلہ فی السقاۃ

یقتسمون الماء فیکون لہذا ذنوب ولہذا ذنوب کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ قولہ ان اللہ التفت الی الغیبۃ مع التعبیر بالاسم الجلیل لتخرج الآیۃ مخرج المثل وللایذان باستناد الحکم باسناده الی الجلیل ۱۲

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	تِسْعٌ وَاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

وَالطُّوْرِ ۝١ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝٢ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝٣ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝٤ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝٥ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝٦ اِنَّ عَذَابَ

قسم ہے طور کی اور اُس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی ہو اور بیت المعمور کی اور اونچی چھت کی اور دریائے شور کی جو پُر ہے کہ بیشک آپ کے

رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝٧ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝٨ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝٩ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝١٠ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١١

رب کا عذاب ضرور ہو کر رہیگا کوئی اسکو ٹال نہیں سکتا جسروز آسمان تھرتھرانے لگے گا اور پہاڑ ہٹ جاوینگے تو جھٹلانے والے ہی جو شغل میں ہیں ہو گی کیا خاک لگ رہی ہے

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝١٢ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝١٣ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝١٤ اَفَسِحْرٌ

اُنکی اُس روز بڑی کمبختی آوے گی جسروز کہ اُنکو آتش دوزخ کی طرف دھکے دے دے کر لاوینگے یہ وہی دوزخ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے تو کیا یہ سحر ہے

هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝١٥ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝١٦

یا یہ کہ تم کو نظر نہیں آتا اسمیں داخل ہو پھر خواہ صبر کرنا یا بیصبر نہ کرنا تمہارے حق میں دونوں برابر ہیں بیصبر کرنے سے تمہارا نہ نکلے گا بدلا ہی پاؤ گے

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝١٧ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝١٨ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا

متقی لوگ بلاشبہ باغوں اور سامان عیش میں ہوں گے اُنکو جو چیزیں اُن کے پروردگار نے دی ہونگی اُس سے خوش دل ہونگے اور اُنکا پروردگار اُنکو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھیگا خوب کھاؤ اوپیو

هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝١٩

اپنے عملوں کے بدلہ میں

کہ وہ انفاق پر ترزیق نہیں پھر اس کا نفع عائد الی اللہ نہیں یعنی نعوذ باللہ اس سے خدا کو سہارا نہیں لگتا کہ اس نے اپنے ذمہ جو مخلوق کو رزق پہونچانا رکھا ہے اس انفاق سے کچھ مدد ملگئی ہو سبکدوشی ہو گئی ہو ما ارید منھم من رزق میں اسی عود نفع الی اللہ کی نفی ہے بلکہ اسکا نفع خود منفق کی طرف عائد ہے کہ اجر ملتا ہے اور رازق پھر بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ اگر اکتساب پر حصول رزق نہ ہو تو کیا کر سکتا ہے یا حصول کے بعد اگر ایصال پر قادر نہ ہو تو کیا کر سکتا ہے یا ایصال کے بعد غذا کا حق سے اُترنا پھر اس سے تغذی ہونا کہ اصل ترزیق ہے یہ کسی کی قدرت میں نہیں ہے پس حقیقۃً بندہ کسی طرح رازق نہیں ہو واللہ اعلم اور ما ارید منھم من رزق کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم اُن سے ایسا رزق کھوانا نہیں چاہتے جو مانع عبادت ہو جیسا سورہ طٰہٰ کے اخیر میں لانسألک رزقا کی بندہ نے یہی تفسیر کی ہے تو اب کوئی شبہ ہی متوجہ نہیں ہوتا۔ الحمد للہ کہ سورۂ والذاریات کی تفسیر ختم ہوئی آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورہ والطور کی تفسیر آتی ہے واللہ الحمد

سورۃ الطور مکیۃ وایھا ثمان اوتسع واربعون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ یوم موعود کی وعید پر ختم ہوئی ہے اور یہ سورت یوم موعود کی وعید سے شروع ہوئی ہے پھر وعید کے بعد حسب عادۃ قرآنیہ مؤمنین کے لیے وعدہ مذکور ہے

خبر معاد و وعید اہل عناد و وعدہ اہل انقیاد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَالطُّوْرِ ۝١ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝٢ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝٣ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝٤ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝٥ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝٦ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝٧ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝٨ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝٩ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝١٠ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝١٢ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝١٣ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝١٤ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝١٥ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝١٦ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝١٧ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝١٨ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝١٩

اللغات قولہ رق ہو الجلد الرقیق ورباہ یطلق ویکتب فیہ مجازا اعم وبالکون عادۃ اکثر العرب بالکتابۃ علی الجلد الرقیق سو ہو مما الخصوص نوع منصوب بواقع البلاغۃ قولہ کرکتب مصطلحۃ فی التشکیل التعریف والتنبیہ علی ان ذلک الکتاب لایکفی عوف او ذکر انی الرق وصف الکتاب بسطور لیذانا بکونہ مستغنیا عن الظرفیۃ کقولہ تعالیٰ ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس قولہ مرفوعا وسیدانی الرجح الایتان المصدرتین بالفاء ان غیر امتناع وخرجا عن الحدود المعہودۃ ای اعجبا بحیث لایکاد یصدق

ترجمہ علی وجہ الانتظام قولہ ان عذاب ربک لواقع فی الرجح ای الکائن علی شدۃ کائنا ای مکان مرتفع فیقع علی من یحل بہ من الاعداء وفی اضافۃ الی الرب مع اضافۃ الرب الی ضمیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لہ شان عجیب وشرف اشارۃ الی ان العذاب الواقع بمن کذبہ

مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

تکیہ لگائے ہوئے تختوں پر جو برابر بچھائے ہوئے ہیں اور ہم انکا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے بیاہ کر دینگے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد نے بھی ایمان میں انکا ساتھ دیا ہم اُن کی اولاد کو بھی اُن کے ساتھ ملا

وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ يَتَنَازَعُوْنَ

کر دینگے اور یہاں کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کرینگے ہر شخص اپنے اعمال میں محبوس رہیگا اور ہم انکو میوے اور گوشت جس قسم کا انکو مرغوب ہو روز افزوں دیتے رہیں گے وہاں آپس میں

فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۝ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ

جام شراب میں بھی بھٹی بھی کریں گے کہ اس سے بک بک لگیگی اور نہ اسکو کوئی بیہودہ بات ہوگی اور اُن کے پاس ایسے لڑکے آویں جائینگے جو خاص اُن ہی کے لیے ہونگے گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کیطرف متوجہ ہو کر بات چیت کرینگے

ع ۱ ۳ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۝

یہ بھی کہیں گے کہ ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر میں ڈرا کرتے تھے۔ سو خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا۔ ہم اس سے پہلے اُس سے دعائیں مانگا کرتے تھے واقعی وہ بڑا محسن مہربان ہے

مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۝ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۝ قسم ہے طور (پہاڑ) کی اور اُس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی ہے (مراد اس سے نامۂ اعمال ہے جس کی نسبت دوسری آیت میں آیا ہے کتابا یلقاہ منشورا اور جس چیز میں وہ لکھا ہوا ہے اُسکو تشبیہًا کاغذ کہدیا) اور (قسم ہے) بیت المعمور کی (کہ ساتویں آسمان میں عبادتخانہ ہے فرشتوں کا کما فی الدر مرفوعا) اور (قسم ہے) اونچی چھت کی (مراد آسمان ہے قال تعالیٰ وجعلنا السماء سقفا محفوظا وقال تعالیٰ اللہ الذی رفع السموٰت) اور (قسم ہے) دریائے شور کی جو (پانی سے) پُر ہے (آگے جواب قسم ہے) کہ بیشک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا کوئی اُسکو ٹال نہیں سکتا (اور یہ اُس روز واقع ہوگا) جس روز آسمان تھرتھرانے لگیگا اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹ جاویں گے (مراد قیامت کا دن ہے اور تھرانا یا تو باعتبار رعشے متبادر کے ہو یا مراد اس سے انشقاق ہو جو دوسری آیت میں مذکور ہے فاذا انشقت السماء جیسا روح المعانی میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے اور یہاں پہاڑوں کا ہٹنا نہ کور ہے اور دوسری آیتوں میں ریزہ ریزہ ہونا پھر اڑ جانا مذکور ہے قولہ فیسفہا ربی۔ قولہ بست الجبال بسًا فکانت ہباءً۔ اور ان قسموں میں تقریب ہے مطلوب کی اس طور پر کہ قیامت کے وقوع کی اصل وجہ مجازاۃ ہے اور مجازاۃ میں اصل ہیں احکام شرعیہ پس طور کی قسم کھانے میں اشارہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ صاحب کلام و احکام ہے پھر ان احکام کی مخالفت یا موافقت مبنی ہے مجازاۃ کا نامۂ اعمال کی قسم کھانے میں اشارہ ہو گیا اُس مخالفت یا موافقت کے محفوظ و منضبط ہونے کی طرف پس مجازاۃ اسپر بھی موقوف ہے کہ عبادت و اطاعت احکام ضروری ہو بیت المعمور کی قسم میں اشارہ ہو گیا کہ عبادت ایسا امر ضروری ہے کہ فرشتوں کو بھی باوجود اس کے کہ اُن کے لیے مجازاۃ نہیں اُس سے نہیں چھوڑا گیا پھر تتمہ مجازاۃ دو چیزیں ہیں جنت اور دوزخ سماء کی قسم میں اشارہ ہو گیا کہ جنت ایسی ہی رفعت کا مکان ہے جیسے آسمان اور بحر مسجور کی قسم میں اشارہ ہو گیا کہ دوزخ بھی ایسی ہی خوفناک چیز ہے جیسے سمندر یہ وجہ تخصیص اقسام کی ہو سکتی ہے اور نفس قسم کی توجیہ سورہ حجر آیت لعمرک کے ذیل میں اور غایت و غرض قسم کی شروع سورہ صافات میں گذر چکی ہے آگے اُس یوم کے بعض واقعات ارشاد فرماتے ہیں کہ جب یہ ثابت ہوا کہ مستحقین عذاب کے لیے عذاب ضرور واقع ہوگا) تو جو لوگ (قیامت کے اور دیگر امور حقہ توحید و رسالت کے) جھٹلانے والے ہیں (اور) جو (تکذیب کے) مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگ رہے ہیں (جس سے وہ مستحق عذاب ہو گئے ہیں) اُن کی اُس روز بڑی شامت آویگی جس روز کہ انکو آتش دوزخ کی طرف دھکے دے دے کر لاویں گے (کیونکہ خوشی سے ایسی جگہ کون آتا ہے پھر جب اُن کے ڈالنے کا وقت ہوگا تو اس حالت سے کر کے ڈالدیئے جاوینگے فیوخذ بالنواصی والاقدام اور انکو دوزخ دکھلا کر تو یہ کہا جاویگا کہ) یہ وہی دوزخ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (یعنی جن آیتوں میں اسکی خبر تھی انکو جھٹلاتے تھے اور نیز اُن آیات کو سحر کہا کرتے تھے خیر وہ تو تمہارے نزدیک سحر تھا) تو کیا یہ (بھی) سحر ہے (دیکھ کر بتلاؤ) یا یہ کہ تمکو (اب بھی) نظر نہیں آتا (جیسا دنیا میں نظر نہ آنیکی وجہ سے

اللغات قولہ لنفتنہم نفضحہم او نخلیہ بنفسہ او نعذبہم فی الدنیا کان مؤتا قولہ سموم عذاب النار کذا فی الجمل و ہی الریح الحارۃ التی تدخل المسام فتسمیت بہا نار جہنم لانہا سببہ الصفۃ کذا فی المدارک ۱۲

البلاغۃ قولہ ظلمان (لام اللام للاختصاص ای ممالیک مختصۃ بہم ولم یقل غلمانہم بالاضافۃ لئلا یتوہم انہم انہم الذین کانوا یخدمونہم فی الدنیا فیتفق کل من خدم احدا فی الدنیا ان یکون لہ خادم فی الجنۃ فیحزن بکونہ لا یزال تابعا ۱۲

منکر ہوگئے تھے اچھا تو اب) اسمیں داخل ہو پھر خواہ (اسکی) سہار کرو یا سہار نہ کرو تمہارے حق میں دونوں برابر ہیں (نہ یہی ہوگا کہ تمہاری ہائے واویلا سے نجات ہو جاوے اور نہ یہی ہوگا کہ تمہاری تسلیم وانقیاد وسکوت پر ترحم کرکے نکالدیا جاوے بلکہ ہمیشہ اسی میں رہنا ہوگا اور) جیسا تم کرتے تھے ویسا ہی بدلہ تمکو دیا جاویگا (پس تم کفر کیا کرتے تھے جو کہ اشد معصیان اور عقوق وکمالات غیر متناہیہ الیہ کا کفران ہے پس بدلہ میں دوزخ کا خلود نصیب ہوگا جو کہ عذاب اشد وغیر متناہی ہے۔ آگے ان کے اضداد کا بیان ہے یعنی) متقی لوگ بلاشبہہ (بہشت کے) باغوں اور سامان عیش میں ہوں گے (اور) انکو جو چیزیں (عیش وآرام کی) اُن کے پروردگار نے دی ہونگی اس سے خوشدل ہوں گے اور اُنکا پروردگار انکو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھیگا (اور جنت میں داخل کرکے فرماویگا) خوب کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ اپنے (اُن نیک اعملوں کے بدلہ میں (جو دنیا میں کیا کرتے تھے) تکیہ لگائے ہوئے تختوں پر جو برابر برابر بچھائے ہوئے ہیں اور ہم اُنکا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے (یعنی حوروں سے) بیاہ کردینگے (یہ حال تو سب اہل ایمان کا ہوا) اور آگے اُن خاص مومنین کا ذکر ہے جنکی اولاد بھی موصوف بالایمان تھی پس ارشاد ہے کہ) جو لوگ ایمان لائے اور اُنکی اولاد نے بھی ایمان میں اُنکا ساتھ دیا (یعنی وہ بھی ایمان لائے گو اعمال میں وہ اپنے آباء کے رتبہ کو نہیں پہونچے جیسا کہ عدم ذکر اعمال اسکا قرینہ ہے ونیز احادیث میں مصرح ہے کالنوادونہ فی العمل وکم بینہ وبینہم اور جنتک وعملک وکانت منازل آبائہم ارفع رواہ فی الدر المنثور تو گو مقتضا اُنکے انحطاط عمل کا انحطاط درجہ تھا لیکن ان آباء مومنین کے اکرام وسرور کے لیے) ہم اُنکی اولاد کو بھی (درجہ میں) ان کے ساتھ شامل کردینگے اور (اس شامل کرنے کے لیے) ہم اُن (اہل جنت متبوعین) کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کرینگے (یعنی یہ نہ کریں گے کہ ان متبوعین کے بعض اعمال لیکر اُن ذریت کو دیکر دونوں کو برابر کردیں جیسے مثلاً ایک شخص کے پاس چھ سو روپے ہوں اور ایک کے پاس چار سو اور دونوں کا برابر کرنا مقصود ہو تو اُسکی ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ چھ سو والے سے سو روپے لیکر چار سو والے کو دیدیے جاویں کہ دونوں کے پاس پانچ پانچ سو ہو گئے اور دوسری صورت جو کریموں کی شان کے لائق ہے یہ ہے کہ چھ سو والے سے کچھ نہ لیا جاوے بلکہ اُس چار سو والے کو دو سو روپیہ اپنے پاس سے دیدیں اور دونوں کو برابر کردیں پس مطلب یہ ہے کہ وہاں پہلی صورت واقع نہ ہوگی کہ اُسکا اثر یہ ہوتا کہ متبوع کو بوجہ کم ہو جانے اعمال کے اُسکے درجہ سے کچھ نیچے لاتے اور تابع کو کچھ اوپر لیجاتے اور دونوں ایک متوسط درجہ میں رہتے یہ نہ ہوگا بلکہ دوسری صورت واقع ہوگی اور متبوع اپنے درجہ عالیہ میں بدستور رہیگا اور تابع کو وہاں پہونچا دیا جاویگا۔ اور متبوع اور ذریت میں ایمان کی شرط اس لیے ہے کہ اگر وہ ذریت مؤمن نہیں تو آباء مؤمنین کے ساتھ الحاق نہیں ہو سکتا کیونکہ کافروں میں سے) ہر شخص اپنے اعمال (کفریہ) میں محبوس (فی النار وماخوذ) رہیگا (کقولہ تعالیٰ کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب الیمین فسرہ بہ ابن عباس کما فی الدر یعنی کفر سے نجات کی کوئی صورت نہیں لہذا الحاق آباء مؤمنین متصور نہیں اسلیے الحاق میں ایمان ذریت شرط ہی) اور آگے پھر مطلق اہل ایمان واہل جنت کا بیان ہے کہ) ہم اُنکو میوے اور گوشت جس قسم کا اُنکو مرغوب ہو روز افزوں دیتے رہیں گے (اور) وہاں آپس میں (بطور خوش طبعی کے) جام شراب میں چھینا جھپٹی بھی کرینگے کہ اُس (شراب) میں نہ بک بک لگیگی (کیونکہ نشہ نہ ہوگا) اور نہ اور کوئی بیہودہ بات (عقل ومتانت کے خلاف) ہوگی اور اُنکے پاس (فواکہ غیرہ لانے کے لیے) ایسے لڑکے آویں جاویں گے (اور بتحقیق ان کی ماہیت کی تفسیر سورۂ واقعہ میں آویگی) جو خاص اُن ہی (کی خدمت) کے لیے ہوں گے (اور غایت حسن وجمال کی ایسے ہونگے کہ) گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں (کہ اُن پر ذرا گرد وغبار نہیں ہوتا اور آب تاب اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے) اور (اُنکو روحانی مسرت بھی ہوگی چنانچہ اُسمیں سے ایک کا بیان یہ ہے کہ) وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر بات چیت کرینگے (اور ثنائے گفتگو میں) یہ بھی کہیں گے کہ (بھائی) ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر (یعنی دنیا میں انجام کار سے) بہت ڈرا کرتے تھے سو خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچا لیا (اور) ہم اس سے پہلے (یعنی دنیا میں) اُس سے دعائیں مانگا کرتے تھے (کہ ہم کو دوزخ سے بچا کر جنت میں لیجاوے سو اللہ نے دعا قبول کرلی) واقعی وہ بڑا محسن مہربان ہے (اور اس مضمون سے مسرت ہونا ظاہر ہے اور چونکہ یہ امر دو حیثیت سے نعمت تھا ایک فی نفسہ مضرت سے بچانا دوسرے ہم ناکاروں کی ناچیز عرض قبول کرلینا اس لیے دو عنوان سے تعبیر کیا گیا) ف ذریت کے بارہ میں جس عنوان سے فرمایا گیا ہے ظاہر اُدہ اولاد کبار کے حق میں ہے چنانچہ بایمان کی قید خود اسکا کافی قرینہ ہے اور صغار کا حکم احادیث میں ہے جسمیں کلام طویل ہے اور اس آیت میں ذریات کا بیان ہے اور حدیث میں اسی آیت کی تفسیر میں آباء کا حکم بھی یہی آیا ہے کذا فی الدر اور اس حدیث میں ذریت پر لفظ ولد معطوف ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذریت سے مراد مطلق توابع ہیں زوجات واحباب وتلامذہ ومریدین ومحبین تو اس صورت میں آیت کا مفہوم بہت وسیع ہو جاویگا۔ اور اگر شبہہ ہو کہ جب مؤمن کے ساتھ اُس کے ابناء وآباء ملحق ہوں گے تو وہ آباء وابناء بھی مؤمن ہیں اُن کے ابناء وآباء اُنکے ساتھ ملحق ہوں گے وعلی ہذا تو لازم آتا ہے کہ سب جنتی ایک ہی درجہ میں ہو جاویں۔ جواب یہ ہے کہ الحاق بوجہ اصالت اعمال متبوع کے ہو اور تابع میں یہ اصالت نہیں ہے پس اس کے ساتھ دوسرے کا ملحق ہونا لازم نہیں آتا

ملحقات الترجمہ

۵ قولہ فی رھین محبوس تنبیہ بانی الخازن کل امرء مما کسب رھین ای مرتھن بعبدہ الناس والمؤمن لا یکون مرتھنا لعمل الغیر کقولہ تعالیٰ بما کسبت رھینۃ الا اصحاب الیمین اھ قلت فالباء فی بما کسبت لیست صلۃ للرھن بل للسبب ای لاجلہ فی وجہ ارتباط الآیۃ بما قبلھا ۱۲ من الواھب رحمہ اللہ

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ

تو آپ سمجھاتے رہیے کیونکہ آپ بفضلہ تعالیٰ نہ تو کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں ہاں کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں ہم ان کے بارہ میں حادثہ موت کا انتظار کر رہے ہیں آپ فرما دیجیے کہ تم منتظر ہو میں بھی

مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۝ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

تمہارے ساتھ منتظر ہوں کیا انکی عقلیں انکو ان باتوں کی تعلیم کرتی ہیں یا یہ ہے کہ یہ سرکش لوگ ہیں ہاں کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسکو خود گڑھ لیا بلکہ یہ لوگ تصدیق نہیں کرتے

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

تو یہ لوگ اس طرح کا کوئی کلام لے آئیں اگر یہ سچے ہیں کیا یہ لوگ بدون کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں یا انہوں نے آسمان زمین کو پیدا کیا ہے

بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ

بلکہ یہ لوگ یقین نہیں لاتے کیا ان لوگوں کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ اسپر چڑھ کر سن لیا کرتے ہیں تو انمیں جو باتیں سن آتا ہے

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ

وہ کوئی صاف دلیل پیش کرے کیا خدا کے لیے بیٹیاں اور تمہارے لیے بیٹے کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں کہ وہ تاوان انکو گراں معلوم ہوتا ہے کیا ان کے پاس غیب

فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۭ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

کو یہ لکھ لیا کرتے ہیں کیا یہ لوگ کچھ برائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں سو یہ کافر خود ہی برائی میں گرفتار ہوں گے کیا انکا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ ان کے شرک

يُشْرِكُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۝

سے پاک ہے اور اگر وہ آسمان کے ٹکڑے کو دیکھ لیں کہ گر رہا ہے آ رہا ہے تو یوں کہدیں کہ یہ تو تہ بتہ جما ہوا بادل ہے تو انکو رہنے دیجیے یہانتک کہ انکو اپنے اس دن سے سابقہ پیش آجاوے جس میں

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

جسدن انکی تدبیریں ان کے کچھ بھی کام نہ دیں گی اور نہ انکو مدد ملے گی اور ان ظالموں کے لیے قبل اس کے بھی عذاب ہونے والا ہے لیکن انمیں اکثر کو معلوم نہیں

ربط اوپر فویل یومئذ للمکذبین الخ میں تکذیب کی عقوبت مذکور تھی آگے انکی تکذیب کا رد ہے اور جن اُمور کی وہ تکذیب کرتے تھے انمیں اصل چیزیں تین تھیں۔ توحید و رسالت و بعث ان آیات میں تینوں باب میں اُن کے مزعومات مقالات و خیالات کا مخلوط طور پر رد ہے اور شاید مخلوط لانے میں یہ نکتہ ہو کہ تینوں عقیدے کے تلازم کی طرف اشارہ ہو کہ ایک کی تکذیب بمنزلہ دوسرے کی تکذیب کے ہے اور ختم سورت میں ان تکذیبات پر آپکا تسلیہ از الہ حزن ہے اور ان آیات میں لفظ ام پندرہ جگہ ہے کہیں متصلہ ہے کہیں منقطعہ کہیں بمعنے ہمزہ استفہام علی حسب اقتضاء المقام اور چونکہ اوپر جو کچھ ذکر ہوا وہ بھی مثل دیگر مضامین قرآنیہ کے موجب تذکیر ہے اس لیے امر بالتذکیر کی تفریع کلمہ فاء سے فذکر میں فرمائی گئی واللہ اعلم۔

رد مزعومات مکذبین توحید و رسالت و بعث مع امر بالتذکیر در اول تسلیہ در آخر

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۝ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۭ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

اللغات ریب المنون فی الخازن یعنی حوادث الدہر والمنون اسم للموت وللدہر واصلہ القطع سمیا بذلک لانہما یقطعان الاجل اھ

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿۴۹﴾

اور آپ اپنے رب کی تجویز پر صبر سے بیٹھے رہیے کہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں اور اُٹھتے وقت اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیا کیجیے اور رات میں بھی اُسکی تسبیح کیا کیجیے اور ستاروں کے پیچھے بھی

ع ۲۱ ۴

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿۴۹﴾

جب آپ پر مضامین واجب التبلیغ وحی کیے جاتے ہیں جیسے اوپر ہی جنت دوزخ کے مستحقین کی تفصیل کی گئی ہے) تو آپ (ان مضامین سے لوگوں کو) سمجھاتے رہیے کیونکہ آپ بفضلہ تعالیٰ نہ تو کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں (جیسا یہ مشرکین کہتے ہیں چنانچہ والضحیٰ کی شان نزول میں یہ قول منقول ہے قدترگ شیطانک رواہ البخاری جسکا حاصل نسبت الی الکہانت ہے اور ایک آیت میں ہے ویقولون انہ لمجنون مطلب یہ کہ آپ نبی ہیں اور نبی کا کام دوام علی التذکیر ہے گو لوگ کچھ ہی کہیں) ہاں کیا یہ لوگ (علاوہ کاہن اور مجنون کہنے کے آپکی نسبت) یوں (بھی) کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں (اور) ہم ان کے بارہ میں حادثہ موت کا انتظار کر رہے ہیں (جیسا دُرِّ منثور میں ہے کہ قریش دارالندوہ میں مجتمع ہوئے اور آپ کے بارہ میں یہ مشورہ قرار پایا کہ جیسے اور شعراء مرگئے آپ بھی اُن ہی میں کے ایک ہیں اسیطرح آپ بھی ہلاک ہو جاوینگے آپ فرمادیجیے کہ (بہتر) تم منتظر ہو سو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں (یعنی تم میرا انجام دیکھو میں تمہارا انجام دیکھتا ہوں اسمیں اشارۃً پیشین گوئی ہے کہ میرا انجام فلاح و کامیابی ہے اور تمہارا انجام خسارا و ناکامی ہے اور یہ مقصود نہیں کہ تم مروگے میں نہ مرونگا بلکہ اُن لوگوں کا جو اس سے مقصود تھا کہ انکا دین چلے گا نہیں یہ مرجاویں گے اور دین مٹ جاویگا جواب میں اسکا رد مقصود ہے چنانچہ یوں ہی ہوا۔ اور یہ لوگ جو ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں تو) کیا ان کی عقلیں (جسکے یہ بڑے مدعی ہیں) انکو ان باتوں کی تعلیم کرتی ہیں یا یہ ہے کہ یہ شریر لوگ ہیں (اُن کے مدعی عقل ہونے پر اُنکا یہ قول دال ہے لو کان خیرا ما سبقونا الیہ کما مر تفسیرہ فی سورۃ الاحقاف فی الرکوع الثانی اور معالم کی نقل سے اور تائید ہوتی ہے کہ عظماء قریش لوگوں میں احلام وعقول کے ساتھ موصوف و مشہور تھے پس اس آیت میں انکی عقل کی حالت کہلائی گئی ہے کہ کیوں صاحب بس یہی عقل ہے جو ایسی تعلیم دے رہی ہے اور اگر یہ عقل کی تعلیم نہیں ہے تو نری شرارت اور ضد ہے یہ مضمون ام تامرہم احلامہم بظاہر یہ ہے کہ انکے تینوں قول یعنی کاہن اور مجنون اور شاعر کہنے کے متعلق ہے پس ہر قول کا دو دو طور پر رد ہو گیا ایک خاص خاص ایک مشترک) ہاں کیا وہ یہ (بھی) کہتے ہیں کہ انہوں نے اس (قرآن) کو خود گڑھ لیا ہے (سو تحقیقی جواب تو اس کا یہ ہے کہ یہ بات نہیں ہے) بلکہ (یہ بات صرف اسوجہ سے کہتے ہیں کہ) یہ لوگ (بوجہ عناد کے اسکی) تصدیق نہیں کرتے (اور قاعدہ ہے کہ جس چیز کی آدمی تصدیق نہیں کرتا ضرور وہ حق ہو مگر اُس کی ہمیشہ نفی ہی کیا کرتا ہے۔ اور دوسرا الزامی جواب یہ ہے کہ اچھا اگر یہ انکا بنایا ہوا ہی تو یہ لوگ (بھی عربی اور بڑے فصیح و بلیغ قادر الکلام ہیں) اسطرح کا کوئی کلام (بنا کر) لے آئیں اگر یہ (اس دعوی تقول میں) سچے ہیں (اور اس زعم تقول کے بھی مثل مزعومات سابقہ دو جواب ہو گئے ایک تحقیقی ایک الزامی اور یہ سب مضامین رسالت کے متعلق ہیں آگے توحید کے متعلق گفتگو ہے کہ یہ لوگ جو توحید کے منکر ہیں تو) کیا یہ لوگ بدون کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں (یہ کہ نہ اپنے خالق ہیں اور نہ بلا خالق مخلوق ہوئے ہیں لیکن) انہوں نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے (اور صفت خالقیت مختصہ باللہ ہونے میں شریک ہیں حاصل یہ کہ خدا تعالیٰ کو متفرد بالخالقیۃ اور اپنے کو محتاج الی الخالق اعتقاد کرنے کے لوازم میں سے ہے جو جب اعتقاد توحید فی الالوہیۃ اور توحید فی الالوہیۃ کا انکار وہ شخص کر سکتا ہے جو حق تعالیٰ کے تفرد بالخالقیۃ یا اپنی مخلوقیت کا منکر ہو اور اسمیں تین شقیں نکلیں گی۔ ایک یہ کہ اپنے کو کسی خالق کا محتاج نہ جانے وہو المذکور فی قولہ تعالیٰ ام خلقوا من غیر شیء دوم یہ کہ اپنے کو محتاج الی الخالق سمجھے مگر خالق اپنے ہی کو مانے وہو المدلول بقولہ تعالیٰ ام ہم الخالقون سوم یہ کہ اپنے کو محتاج الی الخالق سمجھے مگر حق تعالیٰ کو متفرد فی الخالقیۃ نہ سمجھے بلکہ کسی دوسرے کو بھی شریک فی الخالقیۃ جانے خواہ اپنے کو وہو المعنی بقولہ تعالیٰ ام خلقوا السمٰوٰت یا کسی دوسرے کو اور وہ دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں کہ ہر ایک ان خلقوا من لا شیء ام ہم الخالقون ام خلقوا السمٰوٰت والارض بل لا یوقنون ام لہم شرک فی السمٰوٰت چونکہ دونوں کی نفی کی دلیل احد تھی اس لیے ایک کا رد دوسرے کے اوپر دال ہے اور شاید تخصیص ذکر کی نفی خالقیۃ کی ان کی ذات سے باس وجہ ہو کہ اس کے بطلان کو وہ جلدی مان لیں گے پھر آگے اشتراک دلیل سے دوسرے شرکاء سے نفی خالقیت کا تعدیہ کر لیا جاویگا غرض اصل تین شقیں ہوئیں اور تینوں کا بطلان چونکہ ظاہر تھا اس لیے رد میں صرف استفہام انکاری پر اکتفا کیا چنانچہ شق اول تو اسطرح باطل ہے کہ ممکن ترجیح وجود میں محتاج مرجح کا ضرور ہوگا۔ شق ثانی اس لیے کہ شیء واحد علۃ اور معلول ایک ہی جہت سے نہیں ہو سکتی۔ شق ثالث اس لیے کہ دلائل عقلیہ سے تعدد صانع عالم کا استحالہ ثابت ہے کما اشیر الیہ فی قولہ ان فی خلق السمٰوٰت الی قولہ لقوم یعقلون پارہ سیقول۔ اور علاوہ ان دلائل کے اہل عرب تفرد فی الخالقیۃ یا احتیاج فی المخلوقیۃ کے معترف بھی تھے اس لیے بھی بطلان مفصل کی ضرورت نہ ہوئی لیکن اس اعتقاد کا مستلزم اعتقاد توحید ہونا بوجہ عدم تدبر کے نہ جانتے تھے اسی لیے آگے انکے اس جہل کی طرف اشارہ ہے کہ واقع میں ایسا نہیں کہ مزعوم کو ملزوم کی

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی من غیر شیء بدون کسی خالق کے کافی قولہ تعالیٰ قل ای شیء اکبر شہادۃ قل اللہ ۱۲

یا ملزوم واقع نہ ہو تاکہ وجود ملزوم سے وجود لازم پر استدلال کرنے میں شبہ کی گنجایش ہو بلکہ (ملزوم واقع بھی ہے اور ملزوم بھی ہے لیکن) یہ لوگ (بوجہ جہل کے توحید کا) یقین نہیں لاتے (وہ جہل یہی ہے کہ ملزومیت اور لازمیت میں غور نہیں کرتے پس علاقہ ملازمت ان کے ذہن سے مخفی ہے یہ گفتگو توحید کے متعلق ہوئی آگے رسالت کے متعلق اُن کے دوسرے مزعومات کا رد ہے چنانچہ وہ یہ بھی کہا کرتے کہ اگر نبوت ہی ملنا تھا تو فلاں فلاں رؤسا مکہ وطائف کو ملتی حق تعالیٰ اسکا جواب دیتے ہیں کہ) کیا ان لوگوں کے پاس تمہارے رب کی نعمتوں اور رحمتوں (کے خزانے) ہیں (جنمیں نبوت بھی داخل ہے) خزانے ہیں (کہ جسکو چاہیں نبوت دیدیں کقولہ تعالیٰ اہم یقسمون رحمۃ ربک) یا یہ لوگ (اس مملکہ نبوت کے) حاکم ہیں (کہ جسے چاہیں نبوت دلوادیں یعنی دینے دلانے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ مثلاً خزانہ اپنے قبضہ میں ہو دوسرے یہ کہ قبضہ میں نہ ہو مگر قابضان خزانہ اس کے محکوم ہوں کہ اس کے دستخط دیکھ کر دیدیتے ہیں یہاں دونوں کی نفی فرمادی اور اس نفی کا حاصل تو یہ ہے کہ انکی ادعاء نفی رسالت محمدیہ و استحقاق دیگر رؤساء پر کوئی دلیل عقلی تو ہے نہیں بلکہ خود اس کے عکس پر دلائل عقلیہ قایم ہیں چنانچہ بدیہی ہے اور اسی لیے محض استفہام انکاری پر اکتفا فرمایا اب آگے دلیل نقلی کی نفی فرماتے ہیں یعنی) کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ (اسپر چڑھ کر آسمان کی) باتیں سُن لیا کرتے ہیں (یعنی دلیل نقلی وحی آسمانی ہے اور اُس کے علم کے دو طریقے ہیں یا تو وحی نزول کرے یا صاحب وحی صعود کرے اور دونوں کا منتفی ہونا ان لوگوں سے ظاہر ہے ایک کو تو یہاں بیان بھی فرمادیا دوسرے کی نفی دوسری آیت میں ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال وحی الی ولم یوح الیہ شئی ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ اور یہاں نزول کی نفی کا شاید اس لیے ذکر نہ کیا ہو کہ نزول کے دعوے کی تو اس لیے گنجایش ہی نہیں کہ نزول علی الرسول اور نزول علیہم میں کوئی معتد بہ تفاوت نہیں اور جس تفاوت پر اُنکی نظر تھی اور اُس کی بناء پر کہا کرتے تھے لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم اسکا جواب اُن ہی آیات میں مذکور ہے جسکی تقریر آیات مذکورہ کی تفسیر میں ہو چکی ہے غرض جب یہ تفاوت معتبر نہیں تو نزول علی الرسول کے انکار کے بعد نزول علیہم کا احتمال ہی نہ رہا اس لیے اُسکا ذکر کلام میں متروک کر دیا گیا اور صرف شق صعود سے استفہام کیا گیا یہ کیا وہاں سے علم وحی جو کہ دلیل نقلی ہے لایا کرتے ہیں جس سے یہ بات ثابت ہو جاوے کہ نعوذ باللہ آپ مستحق نبوت نہیں آگے اسکے متعلق ایک احتمال عقلی کا ابطال فرماتے ہیں کہ اگر فرضاً یہ لوگ اس صعود و استماع کے مدعی ہوں) تو ان میں جو (وہاں کی) باتیں سُن آتا ہو وہ (اس دعوے پر) کوئی صاف دلیل (یعنی جو تواعد استدلال کو جامع ہو) پیش کرے (جس سے ثابت ہو کہ یہ شخص مشرف بہ وحی ہوا ہے جیسا ہمارے نبی اپنی وحی پر دلائل خارقہ رکھتے ہیں۔ آگے پھر توحید کے بارہ میں ایک خاص مضمون کے متعلق کلام ہے یعنی یہ منکرین توحید جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیکر شرک کرتے ہیں تو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ) کیا خدا کے لیے بیٹیاں (تجویز کی جاویں) اور تمہارے لیے بیٹے (تجویز ہوں یعنی اپنے لیے تو وہ چیز پسند کرتے ہو جسکو اعلیٰ درجہ کا سمجھتے ہو اور خدا کے لیے وہ چیز تجویز کرتے ہو جسکو ادنی درجہ کا سمجھتے ہو جسکا بیان سورہ صافات کے اخیر میں مفصل گذرا ہے۔ آگے پھر رسالت کے متعلق کلام ہے کہ انکو جو باوجود آپکی حقانیت ثابت ہو جانے کے آپ کا اتباع اسقدر ناگوار ہے تو) کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ (تبلیغ احکام کا) مانگتے ہیں کہ وہ تاوان انکو گراں معلوم ہوتا ہے (وہذا کقولہ تعالیٰ ام تسألہم خرجا الخ آگے بعث و مجازاۃ کے متعلق کلام ہے کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اول تو قیامت نہیں اور اگر بالفرض ہوگی تو ہم وہاں بھی اچھے رہیں گے کما فی قولہ تعالیٰ وما اظن الساعۃ قائمۃ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی تو ہم اس کے متعلق انسے پوچھتے ہیں کہ آیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے کہ یہ (اسکو محفوظ رکھنے کے واسطے) لکھ لیا کرتے ہیں (یہ احقر کے نزدیک کنایہ ہے یحفظون سے کیونکہ کتابت طریقہ ہے حفظ کا پس حاصل یہ ہوا کہ جس امر پر اثباتاً یا نفیاً کوئی دلیل عقلی قائم نہ ہو وہ غیب محض ہے اُسکا دعویٰ اثباتاً یا نفیاً وہ کرے جسکو کسی کا فی واسطہ سے اُس غیب پر مطلع کیا جاوے اور پھر مطلع ہونیکے بعد وہ اُسکو محفوظ بھی رکھے اس لیے کہ اگر مدرک ہونے کے بعد مخزون نہ ہو تب بھی حکم اور دعوی بلا علم ہوگا پس تم جو قیامت کی نفی اور اپنے لیے حسنی کے قائل ہو تو کیا تم کو غیب کسی واسطہ سے اطلاع دی گئی ہے جیسا ہمارے نبی کو اثبات قیامت اور تم سے نفی حسنی کی خبر غیبی بواسطہ وحی کے دی گئی ہے اور وہ اُسکو محفوظ رکھکر اوروں کو پہونچا رہے ہیں آگے رسالت کے متعلق ایک اور کلام ہے وہ یہ کہ) کیا یہ لوگ (صاحب رسالت کے ساتھ) کچھ بُرائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں (جسکا بیان دوسری آیت میں ہے واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک) سو یہ کافر خود ہی (اس) بُرائی (کے وبال) میں گرفتار ہوں گے (چنانچہ اس قصد میں ناکام ہوئے اور بدر میں مقتول ہوئے۔ آگے پھر توحید کے متعلق کلام ہے کہ) کیا انکا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ انکے شرک سے پاک ہے اور (آگے پھر رسالت کے متعلق ایک کلام ہے وہ یہ کہ یہ لوگ نفی رسالت کے لیے ایک بات یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ ہم تو آپکو اسوقت رسول جانیں جب ہم پر ایک آسمان کا ٹکڑا گرادو کما قال تعالیٰ وقالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا سو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو دعوئ رسالت ہو یا اور کچھ ہو مطلق دلیل کا بشرطیکہ صحیح ہو قائم کر دینا کافی ہے جو کہ دعوی رسالت ہی کے وقت سے بلا کسی قدح و جرح کے قائم ہے اور کسی خاص دلیل کا قائم ہونا ضروری نہیں اور نہ اس سے دعوے نبوت میں قدح لازم آتا ہے اور اگر بتبرعاً کوئی فرمائشی دلیل قایم کی جاوے

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ہم المکیدون ناکام ومقہور اشار الی معنیین لہ کما فی المدارک ہم الذین یعود علیہم وبال کیدہم ویحیق بہم کرہم وذلک انہم قتلوا یوم بدر او المغلوبون فی الکیدین کما یقتہ فکلہ ۱۲

سورۃ النجم مکیۃ وھی ۶۲ اثنتان وستون ایۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝۲ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ

قسم ہے ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے نہ راہ سے بھٹکے اور نہ غلط رستے ہو لیے اور نہ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو انکو بھیجی جاتی ہے انکو ایک فرشتہ تعلیم

الْقُوٰى ۝۵ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۝۶ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝۷

کرتا ہے جو بڑا طاقتور ہے پیدائشی طاقتور ہے پھر وہ فرشتہ اصلی صورت پر نمودار ہوا ایسی حالت میں کہ وہ بلند کنارہ پر تھا

تو یہ اسوقت ہے جب اُسمیں کوئی مصلحت ہو مثلاً درخواست کنندہ طالب حق ہو تو یہی سمجھا جاوے کہ خیر اسی ذریعہ سے اسکو ہدایت ہو جاوے گی یا اور کوئی معتد بہ حکمت ہو اور یہاں یہ مصلحت بھی نہیں کیونکہ انکی یہ فرمائش طلب حق کے لیے نہیں بلکہ محض تعنت و عناد کی راہ سے ہے اور وہ ایسے ضدی ہیں کہ) اگر (انکا یہ فرمائشی معجزہ واقع بھی ہو جاوے اور) وہ آسمان کے ٹکڑے کو دیکھ بھی لیں کہ گرتا ہوا آرہا ہے تو (اسکو بھی) یوں کہدیں کہ یہ تو تہ بہ جما ہوا بادل ہے (کقولہ تعالیٰ ولو انا فتحنا علیہم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون الخ) پس جب مصلحت بھی اسمیں نہیں ہے اور دوسری مصلحتوں کی نفی کا بھی ہمکو علم ہے بلکہ ان مقترحات کا وقوع خلاف حکمت ہے پس جب ضرورت نہیں مصلحت نہیں بلکہ خلاف مصلحت ہے پھر کیوں واقع کیا جاوے اور نہ اس کے عدم وقوع سے نبوت کا انتفاء ہوتا ہے آگے ان کے غلو فی الکفر پر جو اوپر کی آیتوں سے اور شدت عناد پر جو کہ آخر کی آیت سے معلوم ہوتا ہے بطور تفریع کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ لوگ ایسے طاغی اور باغی اور غالی ہیں) تو (انسے توقع ایمان کرکے رنج میں نہ پڑیئے بلکہ) انکو (ان ہی کی حالت پر) رہنے دیجیے یہانتک کہ انکو اپنے اُسدن سے سابقہ (واقع) ہو جسمیں انکے ہوش اڑ جاویں گے (مراد قیامت کا دن ہے اور اس صعق کی تفصیل سورۂ زمر کی آخر آیت ونفخ الخ کی تفسیر میں گذری ہے اور معنے حتی کی تحقیق سورۂ زخرف کے اخیر میں جہاں حتی یلاقوا آیا ہے گذری ہے۔ آگے اُس دن کا بیان ہے یعنی اجسدن انکی تدبیریں اور جدوجہد میں اسلام کی مخالفت اور اپنی کامیابی کے بارہ میں کیا کرتے تھے) انکے کچھ بھی کام نہ آویں گی اور نہ (کہیں سے) انکو مدد ملیگی (نہ تو مخلوق کی طرف سے کہ اسکا امکان ہی نہیں اور نہ خالق کی طرف سے کہ اسکا وقوع نہیں یعنی اسروز انکو حقیقت معلوم ہو جاویگی باقی اُس سے ادھر ایمان لانے والے نہیں) اور (آخرت میں تو یہ مصیبت اپنے آگے ہی ہے لیکن ان ظالموں کے لیے قبل اس (عذاب) کے (جسپر بلاقوا یومہم الخ دال ہے یعنی دنیا میں) بھی عذاب ہونے والا ہے (جیسے قحط و قتل بدر) لیکن انمیں اکثر کو معلوم نہیں (اکثر شاید اسلیے فرمایا ہو کہ بعضوں کے لیے ایمان مقدر تھا اور اُنکا عدم علم بوجہ اس کے کہ علم سے مبدل ہونے والا تھا اس لیے وہ عدم علم نہیں قرار دیا گیا) اور (جب آپکو معلوم ہو گیا کہ ہم انکی سزا کے لیے ایک وقت معین کر چکے ہیں تو آپ اپنے رب کی (اس) تجویز پر صبر سے بیٹھے رہیے (اور ان لوگوں کیلیے انتقام الٰہی کی جلدی نہ کیجیے جیسے آپ انتقام للمسلمین کی حیثیت سے چاہتے تھے اور نہ اس خیال سے انتقام کا استعجال کیجیے کہ یہ لوگ مدت امہال میں آپکو کوئی ضرر پہونچا سکیں گے سو اسکا بھی اندیشہ نہ کیجیے کیوں) کہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں (پھر کاہے کا ڈر چنانچہ یوں ہی واقع ہوا) اور (اگر ان کے کفر کا غم دلپر آوے تو اُسکا علاج یہ ہے کہ توجہ الی اللہ رکھا کیجیے مثلاً یہ کہ اُٹھتے وقت (یعنی مجلس سے یا سونے سے اُٹھتے وقت مثلاً تہجد) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیا کیجیے اور رات (کے کسی حصہ) میں بھی اُسکی تسبیح کیا کیجیے (مثلاً عشا) اور ستاروں (کے غروب ہونے) سے پیچھے بھی (مثلاً نماز صبح اور مطلق ذکر بھی اسمیں آگیا اور تخصیص ان اوقات کی بوجوہ خاصہ اہتمام کیلیے ہے حاصل یہ کہ اپنے دل کو اُدھر مشغول رکھیے پھر فکر و غم کا غلبہ نہ ہوگا

ف) غیا تو احد بحدیث مسئلہ میں اگر مطلق کلام مراد ہو تو اُسکی تفسیر بسورۃ من مسئلہ میں ہو گئی اور اگر ایک مضمون مراد ہو تو کہا جاویگا کہ جیسے دوسری آیات میں یہ دعوی تحدی ہوتا ہے یہاں اقل سے ہوئی ہے۔ اور فلیات مستمعہم الخ میں استماع پر دلیل کا مطالبہ من حیث کونہ طریق الوحی ہونہ بخصوصیت استماع مع الصعود کیونکہ اس خصوصیت کو صحت مقصود میں دخل نہیں واللہ اعلم۔ بحمد اللہ تفسیر سورۂ طور کی ختم ہوئی آگے والنجم کی تفسیر آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ فقط وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَاٰيُهَا اِحْدٰى اَوِ اثْنَتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً كَذَا فِي الْبَيْضَاوِيِّ

ربط اوپر کی سورت میں توحید و رسالت و بعث و مجازاۃ کا مضمون تھا اس سورت میں بھی یہی مضامین ہیں **تحقیق نبوت** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝۲ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝۵ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۝۶ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝۷

اللغات هوی سقط وقاب قوسین او ادنی فی القاموس قوۃ الحبل وشدتہ فاستوی فاستقام علی صورۃ نفسہ الحقیقیۃ کذا فی المدارک الافق الطرف وفی اصطلاح اہل الہیئۃ دائرۃ خیالیۃ ۱۲

النجم قولہ ان ہوای منطوق الرسول علیہ بقولہ تعالیٰ وما ینطق۔ قولہ شدید القوی مفوض الی من فوضہ البلاغۃ قولہ لصاحبکم ایاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہذا العنوان لایخفی ما فیہ من الایذان بوجوہ شتی علی تفاصیل احوالہ الشریفۃ

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ
پھر وہ فرشتہ نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا سو وہ کمانوں کی برابر فاصلہ رہگیا بلکہ اور بھی کم پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمانا تھی طے کے دیکھی ہوئی چیز میں دل نے غلطی نہیں کی جو آنکھ سے دیکھا

عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝
دیکھی ہوئی چیز میں نزاع کرتے ہو اور انہوں نے اس فرشتہ کو ایک اور دفعہ بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اسکے قریب جنت الماویٰ ہے جب اس سدرۃ المنتہیٰ کو لپٹ رہی تھیں جو چیز یں لپٹ رہی تھیں

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝
نگاہ نہ چوندھی اور نہ بڑھی انہوں نے اپنے پروردگار کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝۸ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝۹ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝۱۰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝۱۱ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝۱۲
وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝۱۳ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝۱۴ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝۱۵ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝۱۶ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝۱۷ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ
الْكُبْرٰى ۝۱۸ قسم ہے (مطلق) ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے (یعنی کوئی ستارہ ہو اور اس قسم میں نظیر ہے مضمون جواب قسم ضلل و ماغوی کی یعنی جسطرح ستارہ طلوع سے غروب تک اس تمام مسافت میں اپنی باقاعدہ رفتار سے ادھر اُدھر نہیں ہوا اسی طرح آپ اپنی عمر بھر ضلال و غوایت سے محفوظ ہیں اور اس سے اذا ہوی کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی اور گو غروب سے طلوع تک بھی نجم کے لیے یہی حکم ثابت ہو لیکن وہ مرئی نہیں اور طلوع سے غروب تک محسوس ہے اور نیز ستارہ اسطرف کہ جیسے نجم سے اہتداء ہوتا ہے اسیطرح آپ سے بھی بوجہ عدم ضلال و عدم غوایت کے اہتداء ہوتا ہی اور چونکہ وسط سماء میں ہوتے وقت سمت کا اندازہ نہیں ہوتا اور اس وجہ سے اس سے اہتداء نہیں ہوتا اس لیے اُسمیں قید لگائی قرب من الافق طلوع کے وقت کی اور گو قرب من الافق طلوع کے وقت بھی ہوتا ہی لیکن غروب میں یہ بات زیادہ ہی کہ اسوقت طالبان اہتداء اُسکو غنیمت سمجھتے ہیں اس خیال سے کہ اگر استدلال میں ذرا توقف کیا پھر غائب ہو جاویگا بخلاف طلوع کے کہ وہیں ٹھکری رہتی ہی پس اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت حاصل کرینے کو غنیمت سمجھو اور شوق سے دوڑو آگے جواب قسم ہو کہ (یہ تمہارے (یعنی قت) ساتھ (اور سامنے) کے رہنے والے (پیغمبر جن کے تمام احوال و افعال تمکو معلوم ہیں جن سے بشرط انصاف تمکی راستی پر استدلال کر سکتے ہو یہ پیغمبر) نہ راہ (حق) سے بھٹکے اور نہ غلط رستے ہو لیے (ضلال یہ بالکل رستہ بھول کر بھٹکا رہ جانے سے اور غوایت یہ کہ غیر راہ کو راہ سمجھ کر چلتا رہے کذا فی الخازن یعنی جیسے تم انکو دعوی نبوت و دعوت الی الاسلام میں بے راہ سمجھتے ہو یہ بات نہیں ہے بلکہ آپ نبی برحق ہیں) اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں (جیسا تم لوگ کہتے ہو کہ افتراء بلکہ) انکا ارشاد نری وحی ہی جو ان پر بھیجی جاتی ہی خواہ الفاظ کی بھی وحی ہو جو قرآن کہلاتا ہی خواہ صرف معانی کی ہو جو سنت کہلاتی ہی اور خواہ وحی جزئی ہو یا کسی قاعدہ کلیہ کی وحی ہو جس سے اجتہاد فرماتے ہوں پس اس سے نفی اجتہاد کی نہیں ہوتی اور اصل مقصود مقام کا نفی ہی یعنی کفار کی یعنی خدا کی طرف غلط بات کی نسبت نہیں فرماتے۔ آگے وحی آنے کا واسطہ بتلاتے ہیں کہ) ان کو ایک فرشتہ اُس وحی کی منجانب اللہ) تعلیم کرتا ہی جو بڑا طاقتور ہے (اور کتاب سے طاقتور نہیں بلکہ) پیدائشی طاقتور ہی (جیسا ایک روایت میں خود جبریل علیہ السلام نے اپنی طاقت کا بیان فرمایا کہ میں نے قوم لوط علیہ السلام کی بستیوں کو چھ سے اُٹھا کر آسمان کے قریب اسکو لیجا کر چھوڑ دیا روح المعانی فی تفسیر سورۃ التکویر من الدر المنثور مطلب یہ کہ یہ کلام کسی شیطان کے ذریعہ سے آپ تک نہیں پہونچا کہ کاہن ہونے کا احتمال ہو بلکہ فرشتہ کے ذریعہ سے آیا ہے اور شدید القویٰ کے ساتھ موصوف فرمانے میں یہ مقصود ہو کہ اسکا احتمال بھی نہ کیا جاوے کہ شاید اصل میں فرشتہ ہی نے کر چلا ہو مگر درمیان میں کوئی شیطانی تصرف ہوگیا ہو پس اسمیں اشارہ ہوگیا جواب کیطرف کہ وہ نہایت شدید القویٰ ہیں شیطان کی مجال نہیں کہ ان کے پاس بھٹک سکے پھر ختم وحی کے بعد خود حق تعالیٰ نے اُسکے بعینہٖ ادا کرا دینے کا وعدہ فرمایا ہی ان علینا جمعہ و قرآنہ۔ آگے اس شبہ کا جواب ہی کہ اس وحی لانے والے کا فرشتہ اور جبریل ہونا تو اسوقت معلوم ہو سکتا ہے جب آپ اُنکو پہچانتے ہوں اور پوری صحیح پہچان موقوف ہی اصلی صورت دیکھنے پر تو کیا آپ نے جبریل علیہ السلام کو اُنکی اصلی صورت پر کبھی دیکھا ہی اسکی نسبت فرماتے ہیں کہ ہاں یہ بھی ہوا ہی جسکی کیفیت یہ ہی کہ چند بار تو دوسری صورت میں دیکھا گو یہ دوسری صورت بھی ایسی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اُس صورت میں چھ مخصوص اصلیہ تھے اور جو عارضہ تھے علم ضروری سے

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی دانی المجمع مطلق اشارۃ الی ان المراد الجنس ۱۲

اللغات فتدلی فزاد فی القرب التدلی ہبوط الشیء بقرب الشیء کتدلی الملارک قولہ قاب قوسین فی الملارک مقدار قوسین فی الانتصاف قال البعضہم انہ کنایۃ لان الحلیفین فی عرف العرب اذا تحالفا علی الوفاء والصفا ما لصقا در تری توسیہما خولہ نزلۃ مرۃ کذا فی الروح ۱۲

النحو قولہ فکان قاب الخ اسم کان الضمیر الراجع بقرینۃ المقام الی العبد الذی مہما قولہ الکبری صفۃ للآیات المقدرۃ ای لقد رای من آیات ربہ الآیات الکبری ۱۲ اہ ہتم ۱۲ قولہ قاب قوسین قال البعضہم فیہ قلب ای قابی قوس واحدۃ فالقاب کما فی القاموس من البعض الشیء وبالکسر نصفہ

اُن میں آپکو تمایز عنایت فرمادیا جسپر یہ دلیل عقلی دال ہو کہ اللہ تعالیٰ مکلفین کو تلبیس سے محفوظ رکھتا ہے اور اس تمایز نہ ہونے پر یہ تلبیس جماہیر امت کی مرتب ہوتی اس لیے تمایز عطا فرمادیا گو صورت اصلی نہ تھی) پھر (ایکبار ایسا بھی ہوا کہ) وہ فرشتہ (اپنی) اصلی صورت پر آپکے روبرو) نمودار ہوا ایسی حالت میں کہ وہ (آسمان کے) بلند کنارہ پر تھا (ایک روایت میں افق شرقی سے تعبیر کی ہے کما فی الدر المنثور۔ اور افق میں دکھلائی دینے کی غالباً یہ حکمت ہو کہ وسط سماء میں دیکھنا غالبی نہ مشقت و تکلف نہیں اور اعلیٰ میں غالباً یہ حکمت تھی کہ بالکل افق پر بھی پوری چیز نظر نہیں آتی اسلیے ذرا اونچے پر نظر آئے اور اس دیکھنے کا قصہ یہ ہوا تھا کہ ایکبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے درخواست کی کہ مجکو اپنی اصلی صورت دکھلا دو انھوں نے حراء کے پاس حسب روایت ترمذی جیاد میں وعدہ ٹھیرایا آپ وہاں تشریف لیگئے تو ایکبار افق شرقی میں دیکھا کہ انکے چھ سو بازو ہیں اور اسقدر پھیلے ہوئے ہیں کہ افق غربی تک گھیر رکھا ہے آپ بیہوش ہو کر گر پڑے اسوقت جبریل علیہ السلام بصورت بشریہ ہو کر آپکے پاس گئے کے لیے اُتر آئے جسکا آگے ذکر ہے کذا فی الجلالین حاصل یہ کہ وہ فرشتہ اول صورت اصلیہ میں افق اعلیٰ پر نمودار ہوا پھر (جب آپ بیہوش ہو گئے تو) وہ فرشتہ (آپکے) نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا سو (قرب کی وجہ سے کہ مدلول فنی کا ہے) دو کمانوں کی برابر فاصلہ رہگیا بلکہ (غایت قرب کی وجہ سے کہ مدلول مدلی کا ہے) اور بھی کم (فاصلہ رہگیا) مطلب دو کمانوں کا یہ ہے کہ عرب کی عادت تھی کہ جب دو شخص باہم غایت درجہ کا تفاق و اتحاد کرنا چاہتے تھے تو دونوں اپنی اپنی کمانیں لیکر اُن کے چلے یعنی تانت کو باہم ملا صق کر دیتے اور ملاصقت میں بھی بعض اجزاء کے اعتبار سے کچھ فصل ضرور ہی رہتا ہے پس اس محاورہ کی وجہ سے یہ کہنا ہو گیا قرب و اتحاد سے اور چونکہ یہ محض اتفاق ہونیکی علامت تھی تو اگر روحانی و قلبی اتفاق بھی ہو تو وہاں اولادنی بھی صادق آسکتا ہے پس اولادنی کے بڑھا دینے میں اشارہ ہو گیا کہ مجاورت صوریہ کے علاوہ آپ میں اور جبریل علیہ السلام میں روحانی مناسبت بھی تھی جو مدار اعظم ہے معرفت تامہ اور حفظ صورت مدرکہ اور تمایز بین المشخصات الاصلیۃ والعارضیۃ کا غرض یہ کہ اُنکی تسکین سے آپکو تسکین ہوئی اور افاقہ ہوا) پھر (افاقہ کے بعد) اللہ تعالیٰ نے (اُس فرشتہ کے ذریعہ سے) اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمانا تھی (جسکی تعیین بالتخصیص معلوم نہیں اور نہ معلوم ہونیکی حاجت اور کیا عجب ہے کہ معرفت جبریلیہ کے متعلق کچھ وحی ہو یا اور کچھ ہو۔ اور شاید اسوقت بھی وحی نازل فرمانا باوجود یکہ اصل مقصود اس وقت زیادہ معرفت کے لیے صورت اصلیہ جبریلیہ کا دکھانا ہی اس سے ہو کہ یہ معرفت میں اور زیادہ معین ہو کیونکہ جب حضور اسوقت کی وحی کو جو بوجہ ظہور بصورت اصلیہ کے بالقطع بتوسط جبریل علیہ السلام ہے اور دوسرے اوقات کی وحی کو جو بواسطہ صورت بشریہ ہے ایک سنان پر دیکھیں گے تو مزید علی مزید یقین میں قوت ہوگی کہ دونوں حالتوں میں واسطہ وحی حقیقۃً واحد ہی جیسا کہ کسی شخص کے تغایر طرز کلام سے خوب گاہ ہوں تو اگر کبھی وہ بہ تبدل صوت بھی بولتا ہو تو صاف پہچانا جاتا ہو آگے اس دیکھنے کے متعلق ایک شبہ کا جواب ہے وہ شبہہ یہ ہے کہ رویت صورت اصلیہ جو مدار ہی معرفت تامہ کا اور جسکا اوپر اثبات کیا گیا ہی وہ مطلق رویت نہیں بلکہ رویت صحیحہ ہے اور اُس کا مدار ہی اصل مدرک یعنی قلب کے خطا فی الادراک سے محفوظ ہونے پر ورنہ اگر اُسی کے ادراک میں خطا ہی تو حواس جو کہ جو اسیں قلب ہیں اُن میں بھی خطا ہوگی چنانچہ اسی بنا پر احساسات میں غلطی ہونا مشاہد کیا جاتا ہی بعجود باوجود سلامت حس کے بعض اوقات پہچانے ہوئے لوگوں کو دوسرا شخص بتلانے لگتا ہے پس آیا یہ رویت رویت صحیحہ تھی یا نہیں آگے اس شبہہ کا جواب ہے یعنی وہ رویت صحیحہ تھی کہ اس دیکھنے کے وقت) قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں غلطی نہیں کی (رہا یہ کہ اسکی کیا دلیل ہی کہ قلب نے غلطی نہیں کی سو بات یہ ہی کہ اگر مطلقاً ایسے احتمالات قابل التفات ہوا کریں تو حس سے بالکل امان ہی مرتفع ہو جاوے وہو باطل بلکہ ان احتمالات کے لیے کوئی منشأ معتد بہ ہونا ضرور ہی چنانچہ احتمال خطائے قلبی کا منشاء یہ ہونا چاہیے کہ خواہ کرنیوالا اکمل العقل ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح العقل فطین ذکی صاحب فراستہ ہونا مشاہد اور ظاہر تھا چونکہ باوجود اس اثبات بلیغ کے پھر بھی معاندین جدال و خلاف سے باز نہ آتے تھے اس لیے آگے بطور توبیخ و تعجیب کے ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم نے ایسے شافی کافی بیان سے معرفت رویت کا ثبوت سن لیا) تو کیا ان (پیغمبر) سے انکی دیکھی بھالی ہوئی چیز میں نزاع کرتے ہو (یعنی مدرکات میں اسلم عن الخطا حسیات ہیں تو غضب کی بات ہی کہ حسیات میں اختلاف کرتے ہو کہ جنمیں احتمالات خطا بھی مرتفع ہو گئے پھر بھی تو تمہارے حسیات میں بھی ہزاروں خدشے نکل سکتے ہیں) اور (اگر یہ مہمل خدشہ ہو کہ جس چیز کو ایک ہی بار دیکھا ہو تو اسکی پہچان کیسے ہو سکتی ہی البتہ مکرر دیکھنے میں جب ہر ایک ہی سی چیز دیکھی جاوے اُسوقت شناخت ہو سکتی ہے کہ یہ وہی چیز ہے جو پہلی بار دیکھی ہے تو اسکا جواب یہ ہو کہ اول تو یہ بات غلط ہو کیونکہ بعض اوقات کسی چیز کا ایسا پورا پتہ معلوم ہوتا ہو کہ دیکھتے ہی فوراً پہچان ہو جاتی ہے دوسرے اول بار میں بایں معنے پہچاننا ضروری نہیں کہ کسی کے علام یا کسی امارات و اعلام کی اعتبار سے ہو جیسا دوسری تیسری بار میں ہوتا ہی بلکہ بایں معنے معرفت حاصل ہو جاتی ہو کہ کسی صادق کے تبلانے سے یا قرائن و علامات کے مجتمع ہونے سے اُسکا علم ہو جائے اور پھر اُس کی صورت ذہن میں محفوظ و مخزون رہے کہ بار دگر محض انطباق صورت سے پہچان لیں پس ممکن ہو کہ آپکو علم ضروری یا استدلالی کے طور پر جب کے مقدمات کی تعیین ہم نہیں کر سکتے یا اسوجہ سے کہ کئی بار آپکو معاینہ صورت غیر اصلیہ کا ہو چکا تھا اور مشخصات اصلیہ کا آپکے ذہن نے اخذ کر لیا تھا غرض کسی طرح سے جبریل علیہ السلام کا پورا پتہ معلوم ہوا اور

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی ما کان ہب العقل وما زای چیز میں کہ انکی عقل نہ جاتی تھی

اُس سے پہچان ہوگئی ہو یا اُسوقت اعلام الٰہی سے آپکو یقین ہو گیا ہو پس دو وجہ سے یہ خدشہ باطل ہے تیسرے علی سبیل التنزل اگر شناخت کے لیے تکرار مشاہدہ ہی کی ضرورت ہو تو اُنھوں نے (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے) اُس فرشتہ کو ایک اور دفعہ بھی (صورت اصلیہ میں) دیکھا ہی (پس اب تو وہ توہم بھی مدفوع ہو گیا کیونکہ تطابق صورتین سے پوری تعیین ہو گئی کہ ہاں جبریل یہی ہیں۔ آگے اس دیکھنے کی جگہ بتلاتے ہیں کہ کہاں دیکھا یعنی شب معراج میں دیکھا ہی) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس (سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں بیری کے درخت کو اور منتہیٰ کے معنے ہیں انتہیٰ کی جگہ حدیثوں میں آیا ہو کہ یہ ایک درخت ہی بیری کا ساتویں آسمان میں عالم بالا سے جو احکام وارزاق وغیرہ آتے ہیں وہ اول سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچتے ہیں پھر وہاں سے ملائکہ زمین پر لاتے ہیں۔ اسیطرح یہاں سے جو اعمال صعود کرتے ہیں وہ بھی سدۃ المنتہیٰ تک پہونچتے ہیں پھر وہاں سے اوپر اُٹھا لئے جاتے ہیں دنیا میں اسکی مثال ڈاکخانہ کی سی سمجھیے کہ آمد و برآمد خطوط کی وہاں سے ہوتی ہی۔ اور شاید اس تقیید میں اشارہ ہو تقویت اصالت صورت مرئیہ کی طرف کیونکہ فرشتوں کا اصل مسکن آسمان ہے اور عادۃ متعارفہ ہے کہ مسکن سے دور ہو کر تو کبھی اصلی صورت تبدیل وضع وغیرہ سے قلب بدل بھی جاتی ہی لیکن اپنے اصل مسکن میں بالکل اصلی ہیئت پر استقرار ہوتا ہی پس اصالت صورت کی زیادہ تقویت ہو گئی اور عند سدرۃ المنتہیٰ میں تو مکان رویت بتلایا تھا آگے اس مکان کا شرف بتلاتے ہیں کہ) اس (سدرۃ المنتہیٰ) کے قریب جنت الماوی ہی (ماوی کے معنے رہنے کی جگہ چونکہ جنت نیک بندوں کے رہنے کی جگہ ہی اس لیے جنت الماوی کہتے ہیں۔ حاصل یہ کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ ایسے ممتاز موقع پر ہی اسمیں اشارہ ہو سکتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے بلند مقام پر پہونچنا دلیل ہی آپ کے معزز و مکرم ہونے پر اور قاعدہ ہے کہ ایسے مہمان عزیز سے سامان اکرام کا اخفاء نہیں کیا جاتا اور جبریل علیہ السلام کی معیت آپکے ساتھ اکرام کے لیے تھی پس اُنکی صورت اصلیہ میں احتجاب کا اصلا احتمال نہیں پس اس سے بھی تاکید ہو گئی مرئی کے انکشاف وانجلاء تام کی طرف جس سے رویت کا تعلق زیادہ تام ہوگا۔ اب بعد تعیین مکان رویت کے رویت کا زمانہ بتلاتے ہیں کہ رویت کب ہوئی پس فرماتے ہیں کہ جب اس سدرۃ المنتہیٰ کو لپٹ رہی تھیں جو چیزیں لپٹ رہی تھیں (ایک روایت میں ہی کہ سونے کے پروانے تھے یعنی صورت ایسی تھی اور ایک روایت میں ہی کہ وہ فرشتے تھے یعنی حقیقت اُنکی یہ تھی اور ایک روایت میں ہی کہ ملائکہ نے حق تعالیٰ سے اجازت چاہی تھی کہ ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں اُنکو اجازت ہو گئی وہ اس سدرہ پر جمع ہو گئے تھے الروایات کلہا فی الدر المنثور اسمیں بھی اشارہ ہو سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز و مکرم ہونے کی طرف اور باقی وہی تقریر ہے جو تقیید سابق میں بیان کی گئی ایک احتمال یہ ہو سکتا ہی کہ ایسی حیرت انگیز چیزیں دیکھ کر نگاہ چکرا جاتی ہی پورے ادراک پر قدرت نہیں رہتی پس ایسی حالت میں جبریل علیہ السلام کی صورت کا کیا ادراک ہوا ہوگا جب یہ ادراک ثانی معتبر نہ ہوا تو پھر اُس خدشہ مذکورہ کا جو جواب لقد رآہ نزلۃ اخری سے دیا گیا ہی وہ کافی نہوا اس احتمال کے دفع کے لیے فرماتے ہیں کہ آپ ان عجائب کو بچشم ذا نہیں چکرائے اور اصلا متحیر نہیں ہوئے چنانچہ جن چیزوں کی رویت کا حکم تھا اُن کی طرف نظر کرنے سے آپ کی) نگاہ نہ تو ہٹی (بلکہ ان چیزوں کو خوب دیکھا) اور (جن چیزوں کے دیکھنے کا حکم جب تک نہ ہوا) نہ (اُنکی طرف دیکھنے کو آپ کی نگاہ) بڑھی (یعنی قبل اذن نہیں دیکھا کذا فی المدارک فی الفرق بین زاغ وطغی دلیل ہی آپکے غایت استقلال کی کیونکہ عجیب چیزوں سے حیرت میں آکر آدمی یہی دو حرکتیں کیا کرتا ہی جن چیزوں کے دیکھنے کو کہا جاتا ہی انکو تو دیکھتا نہیں اور جنکے لیے نہیں کہا گیا اُنکو دیکھتا ہی غرض آپمیں انضباط نہیں ہوتا۔ آگے آپ کے استقلال کی قوت بیان کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ) انھوں نے (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے) اپنے پروردگار کی قدرت کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے (مگر ہر چیز کے دیکھنے میں آپ کی یہی شان رہی مازاغ البصر وما طغی وہ عجائبات احادیث معراج میں آئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا ارواح کو دیکھنا جنت وغیرہ کو دیکھنا پس ثابت ہوا کہ آپ میں غایت استقلال ہے پس حیرت کا احتمال نہیں پس خدشہ کا ہو جواب لقد رآہ نزلۃ اخری میں مذکور تھا وہ سالم رہا غرض تمام تر تقریر سے رویت و معرفت جبرئیلیہ کے متعلق شبہات مندفع ہو کر امر رسالت مقرر و محقق ہو گیا جو کہ مقصود مقام تھا۔ رہا یہ کہ یہ سب اسوقت کافی ہے کہ جب کوئی شخص دعوے رویت کو مان لے پس اسکی کیا دلیل ہی جواب یہ ہی کہ اسکی دلیل آپ کے خوارق ہیں جنمیں اعظم قرآن ہے جن سے آپ کا صدق متبین ہے ورنہ ایسا خدشہ تو ہر مدعی رویت شئے من الاشیاء پر ہو سکتا ہے۔ رہا یہ کہ جب جبریل علیہ السلام غیر اصلی صورت میں آتے تھے اُسوقت کیسے پہچان لیتے تھے تو جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو قبل رویت صورت اصلیہ کے بھی آپکو خاص طریقہ سے اس کی معرفت حاصل تھی جس کی تقریر فاستوی کی تفسیر سے پہلے گذر چکی ہے اور بعد صورت اصلیہ دیکھنے کے تو اور زیادہ معرفت ہو گئی اور راز اس کا یہ ہے کہ فرشتے کا صورت بدل لینا ایسا ہے جیسا انسان لباس بدل لیتا ہے تو جو شخص حقیقت کا ادراک کر لیتا ہے تبدل لباس اُسکے لیے مانع ادراک و معرفت نہیں ہوتا

أَفَرَءَيْتُمُ اللَّٰتَ وَالْعُزَّىٰ ﴿١٩﴾ وَمَنَوٰةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿٢٠﴾ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ ﴿٢١﴾ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ﴿٢٢﴾

بھلا تم نے لات اور عزیٰ اور ایک تیسرے منات کے حال میں غور بھی کیا ہے کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہوں اور خدا کے لیے بیٹیاں ایسی حالت میں تو یہ بہت بے ڈھنگی تقسیم ہوئی یہ نرے تم ہی

إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَءَابَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَٰنٍ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ ۖ وَلَقَدْ

نام ہیں جنکو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھہرا لیا ہے خدا تعالیٰ نے تو انکی کوئی دلیل بھی نہیں یہ لوگ صرف بے اصل خیالات پر اور اپنے نفس کی خواہش پر چل رہے ہیں حالانکہ

ع ۱ ۱۵ ۵ جَآءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾ أَمْ لِلْإِنسَٰنِ مَا تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾ فَلِلَّهِ الْءَاخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِى السَّمَٰوَٰتِ لَا تُغْنِى

ان کے پاس ان کے رب کی جانب سے ہدایت آچکی ہے کیا انسان کو اسکی ہر تمنا ملجاتی ہے سو خدا ہی کے اختیار میں ہے آخرت اور دنیا اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں انکی سفارش

ربع شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا إِلَّا مِنۢ بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَآءُ وَيَرْضَىٰٓ ﴿٢٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْءَاخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَٰٓئِكَةَ

ذرا بھی کام نہیں آسکتی مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ جسکے لیے چاہیں اجازت دیدیں اور راضی ہوں جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو بیٹیوں کے نام سے نامزد

تَسْمِيَةَ الْأُنثَىٰ ﴿٢٧﴾ وَمَا لَهُم بِهِۦ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِى مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿٢٨﴾

کرتے ہیں حالانکہ اُن کے پاس اسپر کوئی دلیل نہیں صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں اور یقیناً بے اصل خیالات حق میں کچھ بھی مفید نہیں ہوتے

رہا یہ کہ جب اول بار آپ بیہوش ہو گئے تھے تو اُسوقت تو حیرت ہو گئی اور جس شبہہ کے جواب میں مانع فرمایا ہے وہ شبہہ اس رویت اولیٰ میں ہو جاویگا جواب یہ ہے کہ مطلق مغلوبیت مانع ادراک نہیں بلکہ جو مغلوبیت قبل ادراک ہو وہ مانع ہے اور جو مغلوبیت بعد الادراک ہو وہ مانع نہیں چنانچہ کوئی قوی البصر آفتاب پر خوب نظر جما کر دیر تک دیکھے تو گو اخیر میں اُسکی آنکھیں کام نہ دیں گی لیکن اس کام نہ دینے سے پہلے وہ اس کے قرص اور اشعہ کا خوب ادراک کر چکا ہے پس ممکن ہے کہ آپکی بیہوشی ادراک سے زمانا متاخر ہو پس ادراک کا وقوع ہو جاویگا بخلاف تجلی ربانی سے موسیٰ علیہ السلام کا بیہوش ہو جانا کہ وہاں غشی موسوی تجلی ربانی سے صرف ذاتاً متاخر تھی اور زماناً دونوں مقترن تھے پس ادراک تجلی کا لازم نہیں آتا یہ شبہہ تجلی موسوی کا ایک فاضل نے کلمہ لما کی وجہ سے مجھ پر کیا تھا کہ وہ موضوع ہے ترتب کے لیے کہ مستلزم ہے تاخر کو۔ اور یہ تفاوت بیہوشی و بیہوشی کا بوجہ اس کے ہے کہ بشر ناسوت میں تحمل کم رکھتا ہے اور ملکوت میں زیادہ) ف اور ان آیات کی تفسیر بعض مفسرین نے رویت آلیہ کیساتھ کی ہے مگر مسلم میں حضرت عائشہ کی روایت سے رویت جبرئیلیہ کے ساتھ تفسیر ان آیات کی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے واذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل اور حدیث مشترک مروی بخاری سے جو شبہہ پڑتا ہے کہ یہ آیات محمول ہوں قرب تدلی حق تعالیٰ پر سو نووی نے نقل کیا ہے کہ شریک حافظ نہیں ہے ربط اور تحقیق رسالت کا مضمون تھا آگے توحید کا مضمون ہے **توحید** أَفَرَءَيْتُمُ اللَّٰتَ وَالْعُزَّىٰ ﴿١٩﴾ وَمَنَوٰةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿٢٠﴾ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ ﴿٢١﴾ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ﴿٢٢﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَءَابَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَٰنٍ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾ أَمْ لِلْإِنسَٰنِ مَا تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾ فَلِلَّهِ الْءَاخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِى السَّمَٰوَٰتِ لَا تُغْنِى شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا إِلَّا مِنۢ بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَآءُ وَيَرْضَىٰٓ ﴿٢٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْءَاخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنثَىٰ ﴿٢٧﴾ وَمَا لَهُم بِهِۦ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِى مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿٢٨﴾ (ای مشرکو بعد اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ملک بالحق و متبع للوحی ہونا ثابت ہو گیا اور آپ اُس وحی سے توحید کا حکم فرماتے ہیں جو کہ دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہے اور تم پھر بھی بتوں کی پرستش کرتے ہو تو) بھلا تم نے (کبھی ان بتوں کے مثلاً) لات اور عزیٰ اور ایک تیسرے منات کی حال میں غور بھی کیا ہے تاکہ تم کو معلوم ہوتا کہ وہ قابل پرستش ہیں یا نہیں پس کلمہ فاسے فائدہ ہوا کہ آپکی تنبیہ کے بعد تو متنبہ ہونا چاہیے تھا۔ اور توحید کے متعلق ایک اور بات قابل غور کے ہے کہ تم جو ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں قرار دیکر معبود کہتے ہو تو (کیا تمہارے لیے تو بیٹے (تجویز) ہوں اور خدا کے لیے بیٹیاں (تجویز) ہوں یعنی جن لڑکیوں کو مکروہ و قابل

اللغات ضیزی جائرۃ۔

النحو تلک افراد یتہ حذف لہ لالۃ المقام مفعولا ثانی ای ہل لماشئ مما یوجب الالوہیۃ قولہ تسمیۃ مفعول مطلق لیسمون۔

البلاغۃ الثالثۃ الاخری صفتان لمناۃ وصفت بالثالثۃ للتصریح بالمقصود والتکریر لیل علی فخامۃ عقولہم وصفت بالاخری لان کون الشئ ثالثا قد یکون باعتبار الترتیب فی الشئ الخاص کالدرجات بالنسبۃ الی المتساویۃ وقد یکون باعتبار محض التعدد بلا مکان المقصود ہہنا المعنی الثانی فسرہا بالاخری ومع ذالک النکتۃ المعنویۃ رعی فیہا النکتۃ اللفظیۃ من مراعاۃ رؤس الآی۔

فَاَعْرِضْ عَمَّنْ تَوَلّٰی ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝

تو آپ ایسے شخص سے اپنا خیال ہٹا لیجیے جو ہماری نصیحت کا خیال نہ کرے اور بجز دنیوی زندگی کے اسکو کوئی مقصود نہ ہو

نفرت سمجھتے ہو وہ خدا کی طرف نسبت کی جاویں) اس حالت میں تو یہ بہت بے ڈھنگی تقسیم ہوئی (کہ اچھی چیز تمہارے حصے میں اور بری چیز خدا تعالیٰ کے حصہ میں نعوذ باللہ منہ یہ بناءً علی العرف فرمایا ورنہ خدا تعالیٰ کے لیے بٹیا تجویز کرنا بے ڈھنگی بات ہی) یہ معبودات مذکورہ (اصنام و ملائکہ بعقیدہ مذکورہ) نرے نام ہی نام ہیں (یعنی یہ مسمیات بحیثیت مزعومہ موجودات واقعیہ میں سے نہ ہونے میں بمنزلہ اُن اسماء کے ہیں جنکا کہیں مصداق نہ ہو) جنکو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے (آپ ہی) ٹھہرا لیا ہے خدا تعالیٰ نے تو اُن (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل (عقلی یا نقلی) کبھی نہیں (بلکہ) یہ لوگ (اس اعتقاد الوہیت غیر اللہ میں) صرف بے اصل خیالات پر اور اپنے نفس کی خواہش پر (جو کہ اُن بے اصل خیالات سے پیدا ہوتی ہی) چل رہے ہیں (دونوں میں فرق یہ ہوا کہ ہر عمل سے پہلے ایک عقیدہ ہوتا ہی اور ایک عزم محرکہ پس دونوں سے دونوں کی طرف اشارہ ہی) حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی جانب سے (بواسطہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناطق بالحق و متبع للوحی کی) ہدایت (اثر قرنی کی) آچکی ہی (یعنی خود اپنے دعوے پر تو کوئی دلیل نہیں رکھتے اور اس دعوے کی نقیض پر رسول کے ذریعہ سے دلیل سنتے ہیں اور پھر نہیں مانتے تو گفتگو تھی بطلان الوہیت غیر اللہ میں آگے کلام اسکی غایت کے بطلان میں ہی یعنی یہ لوگ جو باسید شفاعت ان کی عبادت کرتے ہیں تو) کیا انسان کو اُس کی ہر تمنا ملجاتی ہی سو ایسا نہیں ہی کیونکہ ہر تمنا) خدا ہی کے اختیار میں ہی آخرت (کی بھی) اور دنیا (کی بھی پس وہ جسکو چاہیں پورا فرما دیں اور نص قطعی میں یہ بتلا دیا گیا ہی کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اس تمنائے باطل کو پورا کرنا نہیں چاہیں گے نہ دنیا میں کہ حاجات میں شفاعت کریں نہ آخرت میں کہ نجات میں شفاعت کریں پس بقیناً وہ پوری نہ ہوگی) اور (بیچارے بت تو کیا شفاعت کرتے کہ اُن میں خود اہلیت ہی شفاعت کی نہیں اُس دربار میں تو جو لوگ اہل ہیں اُن کی بھی بے اذن کچھ نہیں چلتی چنانچہ) بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں (شاید اسمیں اشارہ ہو علو شان کی طرف مگر باوجود اس علو شان کے) ان کی سفارش ذرا بھی کام نہیں آسکتی (بلکہ خود شفاعت ہی نہیں پائی جاسکتی فعلی المقید نفی المطلق) مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ جسکے لیے چاہیں اجازت دیدیں اور (اُس کے لیے شفاعت کرنے سے) راضی ہوں (یرضی اسلیے بڑھا دیا کہ کبھی مخلوق کا اذن بلا رضا بھی کسی دباؤ یا مصلحت سے ہو جاتا ہی۔ آگے اس عقیدہ و لدیت ملائکہ للہ تعالیٰ کے کفر ہونیکی تصریح ہی کہ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے (بلکہ اُسکے انکار کی وجہ سے کافر ہیں) وہ فرشتوں کو (خدا کی) بیٹی کے نام سے نامزد کرتے ہیں (اُن کی تعبیر بالکفر میں آخرت کی تخصیص میں شاید اسطرف اشارہ ہو کہ یہ سب ضلالتیں آخرت کی بیفکری سے پیدا ہوئی ہیں ورنہ معتقد آخرت کو اپنی نجات کی ضرور فکر ہوتی ہی۔ اور یہاں انثیٰ بمعنے بنت کے ہی کما فی قولہ تعالیٰ واذا بشر احدہم بالانثیٰ اور جب ملائکہ کو خدا کے ساتھ شریک ٹھیرانے کے کفر ہونے کی تصریح فرمادی تو اصنام کے شریک ٹھیرانے کا کفر ہونا بدرجہ اولےٰ ثابت ہو گیا اسلیے صرف اسی پر اکتفا کیا گیا آگے اس عقیدہ کا بے دلیل ہونا بیان فرماتے ہیں یعنی ملائکہ کے بنات اللہ ہونے کے مدعی ہیں) حالانکہ اُن کے پاس اسپر کوئی دلیل نہیں صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں اور یقیناً بے اصل خیالات امر حق (کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں ہوتے (نفی علم اور اثبات ظن اوپر بھی آچکا ہی پھر یہاں بھی آیا ہی مگر دونوں جگہ میں دو فرق ہیں ایک یہ کہ اوپر دلیل نقلی کی نفی ہی کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ما انزل اللہ بہا من سلطان اور یہاں یا تو عام ہی بالقرینہ مقابلہ خاص ہی دلیل عقلی کے ساتھ دوسرا فرق یہ کہ وہاں اصنام و ملائکہ دونوں کے بارہ میں نفی دلیل کی تھی کما یظہر من ترجمۃ قولہ تعالیٰ ان ہی الا اسماء اور یہاں خاص ملائکہ کے بارہ میں ہی کما ہو ظاہر فانہ رفع لانکارہ۔ اور شاید ملائکہ کا مکرر ذکر کرنا بطور تخصیص بعد تعمیم کے اس لیے ہو کہ بوجہ مقبول ہونے کے انہیں شریک مع اللہ اور شفیع ہو سکنے کا احتمال زیادہ گنجائش رکھتا ہی۔ ف ان الظن الخ کے ترجمہ کی جو تقریر کیگئی ہی اُس سے مبطلین قیاس و اجتہاد کے استدلال کو اصلاً اس نہ رہا۔ اور عرب میں بت تو بہت تھی مگر تخصیص ان تین کی بوجہ اشہر و اکبر ہونیکے ہی تو اوروں کی الوہیت کا بطلان بدرجہ اولیٰ ہو گیا۔ اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہی کہ لات ایک منقش پتھر تھا اور اُسپر ایک عمارت بنا رکھی تھی اور طائف میں تھا اور عزیٰ ایک درخت تھا اُسپر بھی ایک عمارت بنا رکھی تھی یہ نخلہ میں درمیان مکہ و طائف کے تھا۔ اور منات کو دمشق میں مجر لکھا ہے اور مقام اسکا ابن کثیر نے مشلل جو قدید کے پاس مکہ مدینہ کے درمیان ہی بتلایا ہے اور بعض نے اور اور مقامات بھی بتلائے ہیں لیکن ممکن ہے کہ ہندوؤں کی طرح کہ ہر جگہ دیوی درمہادیو کی مثلیں بنا لیتے ہیں اُنھوں نے بھی کئی کئی جگہ بنا رکھے ہوں واللہ اعلم ربط اوپر توحید و رسالت کا مع عدم قبول کفار کے ذکر تھا آگے اس عدم قبول پر اور اُس کے مقابلہ میں قبول پر بشارت و انذار کا ذکر ہوا۔ چونکہ اس عدم قبول سے آپکو حزن بھی ہوتا تھا اس لیے اس مضمون کو تسلیہ سے شروع فرمایا ہی تسلیہ ابرار و مجازاۃ اشرار و اخیار ۔ فَاَعْرِضْ عَمَّنْ تَوَلّٰی ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ ۲۹

البلاغۃ قولہ تعالیٰ عمن تولی فیہ وضع الظاہر موضع المضمر ۱۲

ربع

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۚ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

ان لوگوں کی فہم کی رسائی کی حد بس یہی ہے تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اُس کے رستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی اُسکو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب

فِي الْاَرْضِ ۭ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۝ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ

اللہ ہی کے اختیار میں ہے انجام کار یہ ہے کہ برا کام کرنے والوں کو اُنکے کام کے عوض میں جزا دیگا اور نیک کام کرنیوالوں کو اُنکے نیک کاموں کے عوض میں جزا دیگا وہ لوگ ایسے ہیں کہ بڑے بڑے گناہوں سے اور بےحیائی کی باتوں سے بچتے ہیں

اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا

مگر چھوٹے چھوٹے گناہ بلاشبہ آپ کے رب کی مغفرت بڑی وسیع ہے وہ تمکو خوب جانتا ہے جب اُس نے تمکو زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے تو تم اپنے کو مقدس

ع ۲

اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝

مت سمجھا کرو تقوے والوں کو وہی خوب جانتا ہے

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۚ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۝ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ (جب ان تیبون الا الظن اور جاءہم من ربہم الھدی سے انکا معاند ہونا معلوم ہو گیا کہ باوجود آنے قرآن اور ہدیٰ کے یہ اپنے گمان اور ہوے پر چلتے ہیں اور معاند سے قبول حق کی امید نہیں ہوتی) تو آپ ایسے شخص سے اپنا خیال ہٹا لیجیے جو ہماری نصیحت کا خیال نہ کرے اور بجز دنیوی زندگی کے اُسکو کوئی (اخروی مطلب) مقصود نہ ہو (جس کی وجہ عدم ایمان بالآخرۃ ہے جو لایؤمنون بالآخرۃ سے اوپر مفہوم ہوا ہے اور) ان لوگوں کی فہم کی رسائی کی حد بس یہی (دنیوی زندگی) ہے (جب انکی بدفہمی اور بےفکری کی نوبت یہانتک پہنچی ہے تو انکی فکر نہ کیجیے انکا معاملہ اللہ کے حوالہ کیجیے بس) تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اُس کے رستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی اسکو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہے (اس سے تو اسکا علم ثابت ہوا) اور (اس سے قدرت ثابت ہو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے (جب وہ علم اور قدرت دونوں میں کامل ہے اور اُس کے سبیل مامور بہ کے اعتبار سے مکلفین دو قسم کے ہیں ضال اور مہتدی تو) انجام کار یہ ہے کہ بُرا کام کرنے والوں کو اُن کے (بُرے) کام کے عوض میں (خاص طور کی) جزا دیگا اور نیک کام کرنے والوں کو اُنکے نیک کاموں کے عوض میں (خاص طور کی) جزا دیگا (پس اسکا مقتضا یہ ہے کہ اُسی کے حوالہ کیجیے آگے نیک کاروں کی تفسیر ہے یعنی) وہ لوگ ایسے ہیں کہ کبیرہ گناہوں سے اور (انمیں) بےحیائی کی باتوں سے (بالخصوص زیادہ) بچتے ہیں مگر ہلکے ہلکے گناہ (کبھی کبھار ہو جائیں تو جس نیکوکاری کا یہاں ذکر ہے اُسمیں اُن سے خلل نہیں آتا مطلب استثنار کا یہ ہے کہ الذین احسنوا کی جو محبوبیت یہاں بلقرینہ مقام مدح مذکور ہے اسکا مصداق بننے کے لئے کبائر سے بچنا تو شرط ہے لیکن صغائر کا احیاناً صدور اسکے لیے موقوف علیہ نہیں البتہ عدم اصرار شرط ہے اور استثنار کا یہ مطلب نہیں کہ صغائر کی اجازت ہے اور نہ استثنا کا یہ مطلب ہے کہ الذین احسنوا کا مجزی بالحسنیٰ ہونا موقوف ہے اجتناب عن الکبائر پر کیونکہ مرتکب کبائر بھی جو حسنہ کرے گا اُس کی جزا پاویگا لقولہ تعالیٰ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ پس اشتراط متنی بجزی کا اعتبار سے نہیں بلکہ تلقب بالمحسن اور محبوبیت خاصہ کے اعتبار سے ہے جسپر عنوان احسنوا دال ہے خوب سمجھ لو اور اوپر یجزی الذین اساؤا بما عملوا سے مسیئین کو ایہام یاس ہو سکتا ہے جس سے ایمان و توبہ سے ہمت ہار دیں اور یجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ سے محسنین کو ایہام عجب ہو سکتا ہے آگے دونوں ایہاموں کا رفع ہے یعنی) بلاشبہ آپکے رب کی مغفرت بڑی وسیع ہے (مسیئین کو تدارک اساءت سے ہمت نہ ہارنا چاہیے وہ اگر چاہے تو بجز کفر و شرک کے اور سیئات کو محض فضل سے معاف کر دیتا ہے تو نہ اراک سے تو کیوں نہ معاف کریگا۔ اور اسی طرح محسنین کو عجب نہ چاہیے کیونکہ حسنات میں بعض اوقات ایسے شوائب خفیہ ملجاتے ہیں کہ قابل قبول نہیں رہتے اور عامل کو اسطرف التفات نہ ہونے سے اُنکی اطلاع بھی نہیں ہوتی اور حق تعالیٰ کو تو علم ہوتا ہے جب وہ حسنہ مقبول نہیں تو مدار مجنیہ کا نہیں ہو سکتی پھر عجب کیسا اور یہ بات کہ تمہاری کسی حالت کی خود تمکو اطلاع نہو اور اللہ تعالیٰ کو اطلاع ہو کچھ امر غریب نہیں ہے بلکہ ابتدا ہی سے اسکا وقوع ہو رہا ہے چنانچہ) وہ تمکو (اور تمہارے احوال کو اُسوقت سے) خوب جانتا ہے جب تمکو (یعنی تمہارے جد امجد آدم علیہ السلام کو

اللغات اللمم فی القاموس صغار الذنوب اھ واصلہ القرب فکان نفی صغار الذنوب قربا من کبار الذنوب ۱۲

النحو قولہ الحسنیٰ صفۃ للاعمال المقدر قولہ الذین یجتنبون خبر لمبتدا محذوف ای ہم قولہ الا اللمم استثناء منقطع ۱۲

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ۝ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْدَىٰ ۝ أَعِندَهُۥ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ ۝ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ۝

تو بھلا آپنے ایسے شخص کو بھی دیکھا جسنے روگردانی کی اور تھوڑا مال دیا اور بند کر دیا کیا اس شخص کے پاس علم غیب ہے کہ اسکو دیکھ رہا ہے کیا اسکو اس مضمون کی خبر نہیں پہنچی جو موسے کے صحیفوں میں ہے

وَإِبْرَٰهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰٓ ۝ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۝ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ وَأَنَّ سَعْيَهُۥ سَوْفَ

اور ابراہیم کے جنہوں نے احکام کی پوری بجا آوری کی یہ کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر نہیں لے سکتا اور یہ کہ انسان کو صرف اپنی ہی کمائی ملے گی اور یہ کہ انسان کی سعی بہت جلد

يُرَىٰ ۝ ثُمَّ يُجْزَىٰهُ الْجَزَآءَ الْأَوْفَىٰ ۝ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ۝ وَأَنَّهُۥ

دیکھی جاوے گی پھر اسکو پورا بدلہ دیا جاوے گا اور یہ کہ آپ کے پروردگار ہی کے پاس پہونچنا ہے اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رولاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے اور یہ کہ

خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝ مِن نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ۝ وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥ

وہی دونوں قسم یعنی نر اور مادہ کو نطفہ سے بناتا ہے جب ڈالا جاتا ہے اور یہ کہ دوبارہ پیدا کرنا اس کے ذمہ ہے اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہے اور سرمایہ باقی رکھتا ہے اور یہ کہ

هُوَ رَبُّ الشِّعْرَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥٓ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ۝ وَثَمُودَ فَمَآ أَبْقَىٰ ۝

وہی مالک ہے ستارہ شعری کا بھی اور یہ کہ اسنے قدیم قوم عاد کو ہلاک کیا اور ثمود کو بھی کسی کو باقی نہ چھوڑا

زمین (کی خاک) سے پیدا کیا تھا (جسکے ضمن میں بواسطہ تم بھی طین سے مخلوق ہوئے) اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے (اور ان دونوں حالتوں میں تم کو اپنا اصلا علم نہ تھا اور ہم کو تھا پس اسطرح پر بھی تمہارا عدم علم اور ہمارا علم تمہاری کسی حالت کے متعلق امر مستغرب نہیں جب یہ بات ہے) تو تم اپنے کو مقدس مت سمجھا کرو (بس) تقوے والوں کو وہی خوب جانتا ہے (کہ فلاں متقی ہے فلاں نہیں گو صورۃً افعال تقوے کے دونوں سے صادر ہوتے ہوں) ف اور اگر ہوا علم کم الخ کے مضمون پر یہ شبہ ہو کہ اس حالت پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اسوقت تو ہم میں شعور نہ تھا اور اب شعور ہے جواب یہ ہے کہ محض انکشاف کے لیے قوۃ شعور کافی نہیں بلکہ اسکا تعلق معلومات کے ساتھ انکشاف کی شرط ہے اور عدم تعلق ممکن ہے چنانچہ بہت احوال میں مشاہد ہے پس عدم انکشاف بھی ممکن ہے اور یہ قیاس مدار اثبات نہیں بلکہ اسمیں تنبیہ ہے اسپر کہ حق تعالیٰ کا علم بوجہ ذاتی ہونے کے کامل اور سب احوال میں برابر ہے اور تمہارا علم بوجہ حادث ہونے کے کہ مسبوق بالعدم ہے چنانچہ انشاء من الارض و استقرار فی البطن میں معدوم تھا ناقص اور متحقق فی حال دون حال ہے پس شوائب خفیہ کا مخفی رہجانا جائے تعجب نہیں۔ و ہذا الوجہ من ارتباط قولہ تعالیٰ ہوا علم الخ بالسیاق والسیاق ہو من المواہب و للہ الحمد۔ اور ایک تقریر اس مقام کی اور ہو سکتی ہے یعنی محسنین کو عجب نہ چاہیے کیونکہ مدار محسنیت کا خاتمہ پر ہے اور اپنے خاتمہ کا حال تمکو معلوم نہیں صرف اللہ کو معلوم ہے جسطرح اپنی ابتدا کی حالت تمکو معلوم نہیں اور اللہ کو معلوم ہے پھر عجب کیوں کیا جاوے لباب میں ایک شان نزول نقل کیا ہے اس سے اس تقریر کی تائید بھی ہوتی ہے وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو ماں کے پیٹ ہی میں شقی و سعید کر دیا ہے اسوقت یہ آیت نازل ہوئی ہوا علم بکم الخ رابط اوپر الذین اساءوا اور الذین احسنوا مجملاً فرمایا تھا پھر الذین احسنوا کی احسان کی کچھ توضیح تھی آگے الذین اساءوا کی اساءت کی کچھ توضیح اور توضیح کے ساتھ اس طریقہ کی تقبیح اور اس تقبیح کے مبنی کی تصریح ارشاد ہے۔ اور سبب نزول اسکا دُرِّ منثور میں بروایت ابن جریر کے ابن زید سے یہ نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اسلام لے آیا تھا کسی نے اسکو ملامت کی اس نے کہا کہ میں عذاب سے ڈرتا ہوں وہ بولا تو مجکو کچھ دے میں تیری طرف سے عذاب اپنے سر رکھونگا چنانچہ کچھ دیا اسنے اور مانگا نہایت کشاکشی سے اس نے اور بھی کچھ دیا اور بقیہ کی دستاویز مرتب کر گواہوں کے لکھدی اھ اور روح المعانی وغیرہ میں اس شخص کی تعیین بھی کی ہے کہ یہ ولید بن مغیرہ تھا کہ کچھ میلان اسلام کی طرف ہو چلا تھا الخ اور ظاہر ہے کہ جس شخص کی ایسی حالت ہو آیت سب کو شامل ہے

تصحیح اہل اساءۃ

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ۝ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْدَىٰ ۝ أَعِندَهُۥ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ ۝ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ۝ وَإِبْرَٰهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰٓ ۝ أَلَّا تَزِرُ

وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۝ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَٰنِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ وَأَنَّ سَعْيَهُۥ سَوْفَ يُرَىٰ ۝ ثُمَّ يُجْزَىٰهُ الْجَزَآءَ الْأَوْفَىٰ ۝ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ ۝

وَأَنَّهُۥ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ۝ وَأَنَّهُۥ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝ مِن نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ۝ وَأَنَّ عَلَيْهِ

النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَىٰ ۝ وَأَنَّهُۥٓ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ۝ وَثَمُودَ فَمَآ أَبْقَىٰ ۝

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۝ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ۝

اور ان سے پہلے قوم نوح کو بیشک وہ سب سے بڑھ کر ظالم اور شریر تھے اور الٹی ہوئی بستیوں کو بھی پھینک مارا تھا پھر ان بستیوں کو گھیر لیا جس چیز نے کہ گھیر لیا سو تو اپنے رب کی کون کون سی نعمت میں شک کرتا رہیگا

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۝ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ۝ آپ نے نیکوں کی صفت تو سن لی) تو بھلا آپ نے ایسے شخص کو بھی دیکھا جس نے (دین حق سے) روگردانی کی (یعنی اسلام سے ہٹ گیا) اور تھوڑا مال دیا اور (پھر بند کر دیا یعنی جس شخص سے مال دینے کا وعدہ اپنے مطلب کے واسطے کیا تھا وہ بھی پورا نہ دیا اور اسی سے مفہوم ہوا کہ ایسا شخص دوسروں کی نفع رسانی کے لیے کیا خرچ کریگا جب اپنے ہی مطلب کے لیے پورا خرچ نہ کر سکا پس ذم علی البخل اسکا مدلول ہوا) کیا اس شخص کے پاس (کسی صحیح ذریعہ سے) علم غیب ہے کہ اسکو دیکھ رہا ہے (جس کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا کہ فلاں شخص میرے طرف سے عذاب کا متحمل ہو جاویگا) کیا اسکو اس مضمون کی خبر نہیں پہونچی جو موسےٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں ہے (اور حسب روایت درمنثور مذکور سورہ اعلی یہ دس صحیفے علاوہ توریت کے ہیں) اور نیز ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفوں میں ہے (وہ یہ) وفی سورۃ الاعلی (جنہوں نے احکام کی پوری بجا آوری کی (اور وہ مضمون) یہ (ہے) کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر (ایسے طور سے) نہیں لے سکتا (کہ گناہ کرنے والا بری ہو جاوے پھر یہ شخص کیسے سمجھ گیا کہ میرا سارا گناہ یہ ملامت گر اپنے سر رکھ لیگا) اور یہ (مضمون ہے) کہ انسان کو (ایمان کے بارہ میں) صرف اپنی ہی کمائی ملیگی (یعنی کسی دوسرے کا ایمان اسکے کام نہ آویگا پس اگر اس ملامتگر کے پاس ایمان ہوتا بھی تب بھی اس شخص کے کام نہ آتا چہ جائیکہ وہاں بھی ندارد) اور یہ (مضمون ہے) کہ انسان کی سعی بہت جلد دیکھی جاویگی پھر اس کو پورا بدلہ دیا جاویگا (باوجود اس کے یہ شخص اپنی فلاح کی سعی سے کیسے غافل ہو گیا) اور یہ (مضمون ہے) کہ (سبکو آپ کے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے (پھر وہ شخص کیسے نڈر ہو گیا) اور یہ (مضمون ہے) کہ وہی ہنساتا اور رولاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے اور یہ کہ وہی دونوں قسم یعنی نر اور مادہ کو نطفہ سے بناتا ہے جب (رحم میں) ڈالا جاتا ہے (یعنی مالک جمیع تصرفات کا خدا ہی ہے دوسرا نہیں پھر وہ شخص کیسے سمجھ گیا کہ قیامت کے روز یہ تصرف کہ مجھکو عذاب سے بچا لے کسی دوسرے کے قبضہ میں ہو جاویگا) اور یہ (مضمون ہے) کہ دوبارہ پیدا کرنا (حسب وعدہ) اس کے ذمہ ہے (یعنی ایسا ضروری ہونے والا ہے جیسے کسی کے ذمہ ہو تو اس شخص کے نڈر ہونے کی وجہ یہ بھی نہ ہونا چاہیے کہ قیامت نہ آویگی) اور یہ (مضمون ہے) کہ وہی غنی کرتا ہے (یعنی سرمایہ دیتا ہے) اور سرمایہ (یکجا محفوظ اور) باقی رکھتا ہے اور یہ کہ وہی مالک ہے ستارہ شعرے کا بھی (جس کی عبادت جاہلیت میں بعض لوگ کرتے تھے یعنی ان تصرفات و اشیاء کا مالک بھی وہی ہے جیسے پہلے تصرفات کا مالک وہی ہے اور اوپر کے تصرفات خود انسان میں ہیں اور بعد کے تصرفات متعلقات انسان میں ہیں چنانچہ مال اور ستارہ دونوں خارج ہیں اور شاید ان دو کے ذکر میں اشارہ ہو کہ جسکو اپنا معین سمجھتے ہو خواہ بواسطہ انفاق کے خواہ بواسطہ عبادت کے اس کے رب بھی ہم ہی ہیں پھر دوسرے کو قیامت میں اس شخص کے زعم کے موافق کیا تصرف ہو پہنچ سکتا ہے) اور یہ (مضمون ہے) کہ اس نے قدیم قوم عاد کو (اس کے کفر کی وجہ سے) ہلاک کیا اور ثمود کو بھی کہ (انمیں سے) کسی کو باقی نہ چھوڑا اور ان سے پہلے قوم نوح (علیہ السلام) کو (ہلاک کیا) بیشک وہ سب سے بڑھ کر ظالم اور شریر تھے (کہ ساڑھے نو سو برس کی دعوت میں بھی راہ پر نہ آئے) اور (قوم لوط علیہ السلام کی) الٹی ہوئی بستیوں کو بھی پھینک مارا تھا پھر ان بستیوں کو گھیر لیا جس چیز نے کہ گھیر لیا (یعنی اوپر سے پتھر برسنا شروع ہوئے پس یہ شخص اگر ان قصوں میں غور کرتا تو دخامت کفر سے ڈرتا اور بے فکر نہ ہوتا۔ آگے ان سب مضامین پر تفریع فرماتے ہیں کہ اے انسان جب ایسے ایسے مضامین سے تجھکو آگاہ کیا جاتا ہے جو بوجہ ذریعہ ہدایت ہونیکے ہر مضمون بجائے خود ایک نعمت ربانی ہے) سو تو اپنے رب کی کون کون سی نعمت میں شک (وانکار) کرتا رہیگا (اور ان مضامین کی تصدیق کر کے منتفع نہ ہوگا) ف ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مضامین صحف ابراہیم و موسیٰ میں ہیں خواہ ہر واحد میں یا مجموعہ میں خواہ تفصیلا و جزئیا خواہ اجمالا و کلیا اور اگر یہ ثابت نہ ہو تو جہاں سے خارج صحف مضمون ہوگا وہاں انہ سے پہلے الامر مقدر کریں گے یعنی والامر انہ الخ اور مشرک پر ان صحف کا حجت ہونا بایں معنے ہے کہ مضمون انکا عقلی بھی ہے۔ اور تخصیص ابراہیم اور موسیٰ کی بایں وجہ ہے کہ قبل ابراہیم علیہ السلام کے لوگوں میں دستور خلاف مضمون لاتزر الخ کے جو کہ اصل مقصود مقام ہے جاری تھا ابراہیم نے اسکو مٹانے کی کوشش کی اور موسیٰ علیہ السلام نے بھی اسمیں انکا اتباع کیا۔ اور اضلال سے گناہ ہونا اور ثواب پہنچانے سے ثواب پہنچنا جو بظاہر آیت لاتزر اور لیس للانسان کے معارض معلوم ہوتا ہے تقریر ترجمہ سے وہ مندفع ہو گیا۔ اور عاد کی تحقیق مع تحقیق عاد اولےٰ کے سورۂ اعراف قصہ عاد میں گذری ہے۔ اور اولی کی ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بعینہٖ قدیم کے حقیقت واقعی ہو پس اسکے مقابلہ میں عاد اخری کا ہونا ضروری نہ ہوگا۔ اور فما ابقی یا تو عام ہے کل ثمود کو یا خاص ہے کفار کبار کے ساتھ ربط اوپر سورت میں توحید

هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولٰى ۝ أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝ أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ

یہ بھی پہلے پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر ہیں وہ جلدی آنے والی چیز قریب آپہونچی ہے کوئی غیر اللہ اسکا ہٹانے والا نہیں سو کیا تم لوگ اس کلام سے تعجب کرتے ہو

تَعْجَبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝ وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ۝ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۝ ع

اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو اور تم تکبر کرتے ہو سو اللہ کی اطاعت کرو اور عبادت کرو

سورۃ القمر مکیۃ وھی | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | خمس وخمسون ایۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ

قیامت نزدیک آپہونچی اور چاند شق ہوگیا اور یہ لوگ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو ابھی ختم ہوا جاتا ہے اور ان لوگوں نے جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی

وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّنَ الْأَنبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ

کی اور ہر بات کو قرار آجاتا ہے اور ان لوگوں کے پاس خبریں اتنی پہونچ چکی ہیں کہ انمیں عبرت یعنی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی ہے سو خوف لانیوالی چیزیں انکو کچھ فائدہ نہیں پہنچاتیں سو آپ ان سے

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝

کچھ خیال نہ کیجیے جس روز ایک بلانے والا فرشتہ ایک ناگوار چیز کی طرف بلاوے گا انکی آنکھیں جھکی ہوئی ہونگی قبروں سے اسطرح نکل رہے ہونگے جیسے ٹڈی پھیلجاتی ہے

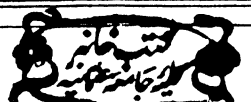

ورسالت ومجازاۃ کی تفصیل تھی آگے خاتمہ میں بھی تینوں مضامین مجملاً ومختلطاً ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

تلخیص مضامین ثلثہ توحید ورسالت وبعث

هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولٰى ۝ أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝ أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝

وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ۝ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۝ یہ (پیغمبر) بھی پہلے پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر ہیں (انکو مان لو کیونکہ) وہ جلدی آنے والی چیز قریب آپہونچی ہے (مراد قیامت ہے۔ اور جب وہ آویگی تو) کوئی غیر اللہ اسکا ہٹانے والا نہیں (پس کسی کے بھروسہ بیفکری کی گنجائش ہی نہیں) سو کیا (ایسی خوف کی باتیں سنکر بھی) تم لوگ اس کلام (الٰہی) سے تعجب کرتے اور (استہزاءً) ہنستے ہو اور (خوف عذاب سے) روتے نہیں ہو اور تم (اطاعت سے) تکبر کرتے ہو سو (اس کبر وغفلت سے باز آؤ اور حسب تعلیم ان پیغمبر کے) اللہ کی اطاعت کرو اور (اسکی بلا شرکت) عبادت کرو (تاکہ تمکو نجات ہو) ف مضامین ثلثہ کا ہونا ان آیات میں ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بحمداللہ تفسیر سورہ والنجم ختم ہوئی آگے انشاء اللہ تعالےٰ سورہ قمر آتی ہے وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

سُورَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَاٰيُهَا خَمْسٌ وَخَمْسُوْنَ كَذَا فِي الْبَيْضَاوِيِّ

ربط سورت سابقہ کے ختم پر ازفت الآزفۃ میں انذار کے واسطے قرب ساعت کا مضمون تھا اور اسی مضمون سے اسی غرض انذار کے لیے اس سورت کا افتتاح ہوا ہے اور اس کے بعد واقعہ شق القمر کا کہ قرب ساعت کے زاجر ہونے کا مثبت ومؤکد ہے اور اس کے ساتھ مکذبین کا عدم انزجار اور عدم انزجار پر آپکے تسلیہ اور ان کی تہدید احوال قیامت سے مذکور ہے۔

وعید غیر منزجرین باعظم اسباب انزجار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا

أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّنَ الْأَنبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ

الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝

اللغات کاشفۃ نفس قائمۃ عل کشفھا ای ازالتھا۔ قولہ ساھدون رفع الراس تکبرا او علارکذا فی القاموس مستمر ای مار ذاھب زائل متقرب علی ابنائھم ومنھا بالامانی الفارغۃ والی ذلک الاشی ذھب انس دیمان ومجاھد والکسائی والفراء واختارہ الخفاس قولہ نکرای فظیع تنکرہ النفوس وھم الھدد سلط النحو قولہ حکمۃ بالغۃ بدل من زجر۔ البلاغۃ قرآن یرویا آیۃ عام او قد ھی خیر بشیر ۱۲

مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝

بلانے والے کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہوں گے کافر کہتے ہوں گے کہ یہ دن بڑا سخت ہے

مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝ (ان کفار کے لیے زاجر تو اعلیٰ درجہ کا متحقق ہو چنانچہ) قیامت نزدیک آ پہونچی (جسمیں تکذیب پر بڑی مصیبت آویگی) اور (اس اخبار قرب ساعت کا مصدق بھی واقع ہو گیا چنانچہ) چاند شق ہو گیا (اور اسکا مصداق ہونا اس طرح ہے کہ شق قمر معجزہ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جس سے نبوت ثابت ہوتی ہے اور نبی کا ہر قول صادق ہے پس آپکا خبر دینا قرب وقوع قیامت کی نیز صادق ہے اس سے متحقق زاجر کا متیقن ہو گیا) اور (اسکا مقتضا یہ تھا کہ) یہ لوگ (اس سے منزجر ہوتے لیکن ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو ابھی ختم ہوا جاتا ہے (یہ کہنا یہ ہے باطل سے کہ اُس کا اثر اور بقاء معتد بہ نہیں ہوتا قال تعالیٰ وما یبدیٔ الباطل وما یعید وغیرہ فانظر۔ مطلب یہ کہ قیامت سے منزجر ہونا جس امر پر موقوف ہے یعنی اعتقاد نبوت محمد یہ یہ لوگ خود اُس کی دلیل ہی کو نظر تامل سے نہیں دیکھتے اور اُسکو باطل سمجھتے ہیں پھر کیا انزجار ہوتا) اور (اس اعراض اور بطلان دعوی معجزہ میں خود) ان لوگوں نے باطل پر مصر ہو کر حق کو) جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی (یعنی ان کا اعراض بوجہ کسی دلیل صحیح سے متمسک ہونیکے نہیں ہے بلکہ سبب اس اعراض کا اتباع ہوا اور عناداً تکذیب حق ہی) اور (یہ جو معجزات کو سحر ذاہب لاثر کہتے ہیں سو قاعدہ ہے کہ) ہر بات کو (بعد چندے اپنی اصلی حالت پر آکر) قرار آجاتا ہے (یعنی حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا اسباب و آثار سے عام طور پر متعین ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ گو تعین واقع میں تو فی الحال ہی ہو مگر کم فہموں کی سمجھ میں اگر اب نہیں آتا تو بعد چندے تو اُنکو بھی ظاہر ہو سکتا ہے بشرطیکہ غور سے کام لیں تو چند روز کے بعد تمکو معلوم ہو جاویگا کہ یہ سحر فانی ہے یا حق باقی ہے) اور (علاوہ اس زاجر مذکور کے جو حاکی ہے عقوبت آجلہ سے) ان لوگوں کے پاس (تو امم ماضیہ کی بھی) خبریں (وحاکی ہیں عقوبت عاجلہ سے) اُتنی پہونچ چکی ہیں کہ ان میں (کافی) عبرت (یعنی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی (حاصل ہو سکتی ہے سو (انکی یہ کیفیت ہے کہ) خوف دلانے والی چیزیں انکو کچھ فائدہ ہی نہیں دیتیں (اور جب یہ حال ہے تو آپ انکی طرف سے کچھ خیال نہ کیجیے (یہ تسلیہ ہے جب وہ وقت ساعت اور عقوبت کا جس سے انکو انذار کیا جاتا ہے آویگا خود معلوم ہو جاویگا۔ آگے اُس روز کا بیان ہے یعنی جس روز ایک بلانیوالا فرشتہ (انکو) ایک ناگوار چیز کی طرف بلاویگا اُنکی آنکھیں (مارے ذلت اور ہیبت کے) جھکی ہوئی ہونگی (اور) قبروں سے سطح نکل رہے ہونگے جیسے ٹڈی پھیل جاتی ہے (اور پھر نکلکر) بلانے والے کی طرف (یعنی موقف حساب کی طرف جہاں جمع ہونے کے لیے بلانے والے نے پکارا ہے) دوڑے چلے جا رہے ہونگے (اور وہاں کی سختیاں دیکھ کر) کافر کہتے ہونگے کہ یہ دن بڑا سخت ہے ف اور ایک آیت میں ہے مقتنی رؤسہم لایرتد الیہم طرفہم سو تطبیق یہ ہے کہ وہاں مختلف حالتیں ہونگی کبھی حیرت اور اس کے آثار کا غلبہ ہوگا کبھی ہیبت و ذلت اور اُن کے آثار کا غلبہ ہوگا۔ اور شق قمر کا معجزہ ہونا اور واقع ہو چکنا صحیحین وغیرہ صحیحین میں طرق مختلفہ کثیرہ سے بروایت علی و ابن مسعود و انس و ابن عباس و حذیفہ و جبیر بن مطعم و ابن عمر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم آیا ہے اور ابن مسعودؓ سے تصریحاً اُن کا اُس واقعہ کے وقت حاضر ہونا بھی بخاری میں ہے۔ کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنی یعنی ہم آپ کے ساتھ منیٰ میں تھے۔ اور بعض روایات میں جو بمکۃ آیا ہے اُس کے معنے یہ ہیں کہ یہ واقعہ آپ کے قیام بمکہ کے زمانہ میں یعنی قبل ہجرت واقع ہوا اور صحیح روایات سے اسکا ایک ہی بار وقوع ثابت ہے اور بعض روایات میں مرتین آیا ہے اس کے معنے قطعتین ہیں یا وہ قید رویت کی ہے یعنی اول بار دیکھنے کے بعد نظر ہٹا کر پھر دیکھا تو اُسی حالت میں پایا۔ اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ ایک ٹکڑا پہاڑ پر تھا اور ایک ٹکڑا اُس سے ہٹا ہوا تھا۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا اشہدوا اور ابونعیم کی روایت میں ہے کہ اُس روز چاند بدر تھا حقر کے نزدیک معنی یہ ہیں کہ قریب بدر کے تھا کیونکہ غالباً منیٰ میں اجتماع بتقریب حج ہوا ہوگا۔ اور وہ وقت بدر سے پہلے ہوتا ہے۔ اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ چہار اطراف کے سفر سے آنیوالوں سے پوچھا انھوں نے بھی اپنا دیکھنا بیان کیا (روایات کلہا من الروح اور بعض نے بلا دلیل محض استبعاد وہمی اور عدم نقل تواریخ کی بنا پر اس کو مؤول کیا ہے کہ قیامت میں ایسا ہوگا لیکن استبعاد منافی امکان نہیں اور عدم نقل اس لیے ہے کہ بعض جگہ تو بسبب اختلاف مطالع کے غائب ہوگا اور تھوڑی دیر کا قصہ تھا کوئی شخص ہر وقت چاند کو تکا نہیں کرتا اور اُس وقت تاریخ کا اس قدر اہتمام بھی نہ تھا۔ پھر استبعاد تو قیامت میں بھی مشترک ہے ایک کو ماننا دوسرے کو نہ ماننا تحکم ہے۔ اور صیغہ ماضی اور ان یروا الخ مرجح وقوع ہے۔ کیونکہ شق قیامت کے بعد اس کو کوئی سحر نہ کہے گا۔ مگر اس مؤول کی تکفیر نہ چاہیے۔ ربط اوپر لقد جاءہم من الانباء مافیہ مزدجر میں اخبار زاجرہ کا آنا ارشاد ہوا تھا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ۝ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَآ

ان لوگوں سے پہلے قوم نوح نے تکذیب کی یعنی ہمارے بندہ کی تکذیب کی اور کہا کہ یہ مجنون ہیں اور نوح کو دھمکی و گیدی تو نوح نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں درماندہ ہوں سو آپ انتقام لے لیجیے پس ہم نے

اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ

کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے پھر پانی اُس کام کے لیے مل گیا جو تجویز ہو چکا تھا اور ہم نے نوح کو تختوں اور میخوں والی کشتی پر

وَّدُسُرٍ ۝ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝

جو کہ ہماری نگرانی میں رواں تھی سوار کیا یہ سب کچھ اس شخص کا بدلہ لینے کے لیے کیا جس کی بیقدری کی گئی تھی اور ہم نے اس واقعہ کو عبرت کے واسطے رہنے دیا سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے پھر میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝

اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے عاد نے تکذیب کی سو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا

آگے بعض انبیاء سابقہ کا بیان ہے۔

قصہ قوم نوح علیہ السلام

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ ان لوگوں سے پہلے قوم نوح نے تکذیب کی یعنی ہمارے بندہ (خاص نوح علیہ السلام) کی تکذیب کی اور (انکی نسبت) کہا کہ یہ مجنون ہیں اور (محض اس قول سبیودہ ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اُن سے ایک بیہودہ فعل بھی سرزد ہوا یعنی) نوح (علیہ السلام) کو (انکی طرف سے) دھمکی (بھی) و (گیدی (جس کا ذکر سورہ شعراء میں ہے لئن لم تنتہ یا نوح لتکونن من المرجومین) تو نوح (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں (محض) درماندہ ہوں (ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا) سو آپ (ان سے) انتقام لے لیجیے (یعنی انکو ہلاک کر دیجیے کقولہ تعالیٰ ربِّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا) پس ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے پھر (آسمان اور زمین کا) پانی اُس کام کے (پورا ہونے کے) لیے ملگیا جو (علم الٰہی میں) تجویز ہو چکا تھا (مراد اس کام سے ہلاکت ہے کفار کی یعنی دونوں پانی ملکر طوفان بڑھا جسمیں سب غرق ہو گئے) اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو (طوفان سے محفوظ رکھنے کے لیے) تختوں اور میخوں والی کشتی پر جو کہ ہماری نگرانی میں (پانی کی سطح پر) رواں تھی (مع مؤمنین کے) سوار کیا یہ سب کچھ اس شخص کا بدلہ لینے کیلئے کیا جسکی بیقدری کی گئی تھی (مراد نوح علیہ السلام ہیں اور چونکہ رسول اور اللہ تعالیٰ کے حقوق میں تلازم ہے اسمیں کفر باللہ بھی آگیا پس یہ شبہ نہ رہا کہ کیا یہ غرق کفر باللہ کے عوض میں نہ ہوا تھا) اور ہم نے اس واقعہ کو عبرت کے واسطے (حکایات و تذکرون میں) رہنے دیا سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے (مقصود اس سے ترغیب ہے تذکر کی) پھر (دیکھو) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا (یعنی جس چیز سے ڈرانا واقع ہوا تھا وہ کیسا پورا پورا ہو کر رہا پس اس سے مراد بھی عذاب ہی ہے لیکن دو عنوان سے ایک عنوان عذاب ہونا دوسرا عنوان اُسکا مصداق وعدہ ہونا) اور ہم نے قرآن کو (جو کہ مشتمل ہے ایسے قصص مذکورہ پر) نصیحت حاصل کرنیکے لیے آسان کر دیا (سب کے لیے عموماً بوجہ وضوح بیان کے اور عرب کے لیے خصوصاً بوجہ عربیت لسان کے) سو کیا (اس قرآن میں ایسے مضامین نصیحت کے دیکھکر) کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے (یعنی کفار مکہ کو بالخصوص ان قصص سے انزجار چاہیے) **ف** بعض لوگوں کو تدبر القرآن پر سرسری نظر کرنے سے مجتہد بننے کی ہوس ہوئی ہے لیکن تیسیر للذکر تیسیر للاستنباط لازم نہیں اسکا تو سیدھا مطلب یہ ہے کہ ترغیب و ترہیب کے متعلق قرآن میں جو مضامین ہیں وہ نہایت جلی ہیں اور وجوہ استنباط کا دقیق ہونا تو خود ظاہر ہے

قصہ عاد كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝

اللغات منهمر منصب قولہ علی امر علی التعلیل قولہ دسر ساریہ ۱۲
النحو قولہ وازدجر عطف علی قولہ قالوا قولہ انی بانی۔ قولہ بماء الباء للآلۃ مثلہا فی فتحت ابواب بالمفتاح وفیہ تشبیہ تدفق المطر من السحاب بانصباب انہار انفتحت بہا۔۔۔ ابواب السماء والتنوین ایذان بکثرۃ قولہ عیونا تمییز من المفعول واصلہ وفجرنا عیون الارض فغیر لے التمییز للمبالغۃ بجعل الارض کلہا عیونا

مع الابہام والتفسیر ۱۲ قولہ جزاء حالہ فعلنا ذلک لنفعلہ ۱۲
البلاغۃ الماء ای ماء السماء وماء الارض والافراد لتحقیق ان التقاء الماءین لم یکن الا بطریق المجاورۃ بل بطریق الاختلاط والاتحاد ۱۲

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي

ہم نے اپر ایک تند ہوا بھیجی ایک دوامی نحوست کے دن میں وہ ہوا لوگوں کو سطح اُکھاڑ اُکھاڑ کر پھینکتی تھی کہ گویا وہ اُکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں سو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا

وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا

ہوا اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے ثمود نے پیغمبروں کی تکذیب کی اور کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کا اتباع کرینگے جو ہمارے

نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ

جنس کا آدمی ہے اور اکیلا ہے تو اس صورت میں ہم بڑی غلطی اور جنون میں پڑ جاویں کیا ہم سب میں سے اسی پر وحی نازل ہوئی ہے بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے انکو عنقریب معلوم ہو جاویگا کہ جھوٹا شیخی باز کون

الْأَشِرُ ۝ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ

تھا ہم اونٹنی کو نکالنے والے ہیں انکی آزمائش کے لیے سو انکو دیکھتے بھالتے رہنا اور صبر سے بیٹھے رہنا اور ان لوگوں کو یہ بتلا دینا کہ پانی بانٹ دیا گیا ہے ہر ایک باری پر باری والا حاضر ہوا کرے

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ

سو انھوں نے اپنے رفیق کو بلایا سو اُسنے وار کیا اور مار ڈالا سو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا ہم نے ان پر ایک ہی نعرہ مسلط کیا سو وہ ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ لگانیوالے کا چورا

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝

اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ عاد نے (بھی اپنے پیغمبر کی) تکذیب کی سو (اسکا قصہ سنو کہ) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا اور وہ قصہ یہ ہے کہ) ہم نے اُن پر ایک تند ہوا بھیجی ایک دوامی نحوست کے دن میں (یعنی وہ زمانہ اُن کے حق میں ہمیشہ کے لیے اس لیے منحوس رہا کہ اُس روز جو عذاب آیا وہ عذاب برزخ سے متصل ہو گیا پھر عذاب کفار کے لیے کبھی منقطع نہ ہوگا اور) وہ ہوا لوگوں کو اسطرح (اُنکی جگہ سے) اُکھاڑ اُکھاڑ کر پھینکتی تھی کہ گویا وہ اُکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں (اس تشبیہ میں علاوہ ان کے پھینکے جانے کے اشارہ اُنکے طول و عظم قامت کی طرف بھی ہے) سو (دیکھو) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا (ہولناک) ہوا اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے ف یوم سے مراد مطلق زمانہ پس دوسری جگہ جو ایام آیا ہے اُس سے معارض نہیں اور تحقیق نحوست کی سورہ صافات قصہ ابراہیم علیہ السلام میں گذری ہے۔ اور جملہ فکیف کان اور لقد یسرنا کئی قصوں میں آیا ہے جس میں تنبیہ ہے کہ ہر قصہ مستقلاً قابل تدبر و تذکر کے ہے اور قصہ عاد میں جو دو جگہ فکیف کان الخ آیا ہے اول سے مقصود تو طئہ قصہ کا اور متوجہ کرنا سامعین کا ہے اور ثانی سے تہویل عذاب کی مقصود ہے جیسا ترجمہ سے ظاہر ہے پس تکرار نہ رہا **قصہ ثمود** كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ۝ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ ثمود نے (بھی) پیغمبروں کی تکذیب کی (کیونکہ ایک پیغمبر کی تکذیب مستلزم ہے سب پیغمبروں کی تکذیب کو) اور کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کا اتباع کریں گے جو ہماری جنس کا آدمی ہے اور (حشم و خدم سے) اکیلا ہے (یعنی یا تو فرشتہ ہوتا تو ہم دین میں اتباع کرتے یا صاحب خدم و حشم ہوتا تو دنیوی امور میں اتباع کرتے جبکہ بشر ہے اور واحد ہے تو نہ اتباع فی الدنیا کو کوئی امر مقتضی ہے نہ اتباع فی الدین کا اور اگر ہم سچے

اللغات نحس مصدر مستمر دائم اعجاز نخل اصولہا ملا مفرد منقعر منقلع عن مغارسہ ساقط علی الارض السعر الجنون کذا فی القاموس القی انزل والتعبیر بذلک قیل للاثنین العجلۃ فی الفعل کذا فی الرمح قلت وبہ یتایید ماترجمت بہ قولہ تعالی والقی الالواح فی الآخر

فانظر وطبق۔ قولہ من سلون المراد مخرجون المحتظر صانع الحظیرۃ ۱۲

المبالغۃ قولہ واحدۃ اتاخیر عن الصفۃ الاولی لیعنی ما للتنبیہ علی ان کلا من الجنیۃ والوحدۃ ممانع الاتباع ولو قدم علیہا لفات ہذا التنبیہ ۱۲

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ۝ نِعْمَةً مِنْ عِنْدِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ۝

قوم لوط نے پیغمبروں کی تکذیب کی ہم نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا بجز متعلقین لوط کے کہ انکو اخیر شب میں بچا لیا اپنی جانب سے فضل کر کے جو شکر کرتا ہے ہم اسکو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں

وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ۝

اور لوط نے انکو ہمارے دار و گیر سے ڈرایا تھا سو انہوں نے اس ڈرانے میں جھگڑے پیدا کیے اور ان لوگوں نے لوط سے انکے مہمانوں کو برا رادہ بدلینا چاہا سو ہم نے انکی آنکھیں چوپٹ کر دیں کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ ۝ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝ ع ۲ ۱۸ ۹

اور صبح سویرے ہی انپر عذاب دائمی آ پہونچا کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے

اتباع کریں) تو اس صورت میں ہم بڑی غلطی اور (بلکہ) جنون میں پڑ جاویں کیا ہم سب میں سے (منتخب ہو کر) اسی (شخص) پر وحی نازل ہوئی ہے (ہرگز ایسا نہیں) بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے (شیخی کے مارے ایسی باتیں بڑائی کی کرتا ہے کہ لوگ مجکو سردار قرار دے لیں حق تعالیٰ نے صالح علیہ السلام سے فرمایا کہ تم انکو کہنے دو رنج مت کرو) انکو عنقریب (مرتے ہی) معلوم ہو جاویگا کہ جھوٹا شیخی باز کون تھا (یعنی یہی لوگ تھے کہ انکار نبوت میں کاذب تھے اور اتباع نبی سے جو شیخی کے مارے پہلو تہی کرتے تھے اور یہ لوگ جو اونٹنی کا معجزہ طلب کرتے تھے تو) ہم (انکی درخواست کے موافق پتھر میں سے) اونٹنی کو نکالنے والے ہیں انکی آزمائش (ایمان) کے لیے سو (اُن کی حرکتوں کو) دیکھتے بھالتے رہنا اور صبر سے بیٹھے رہنا اور ان لوگوں کو (جب اونٹنی پیدا ہو تو) یہ بتلا دینا کہ پانی (کنویں کا) بانٹ دیا گیا ہے (یعنی تمہارے مواشی اور اونٹنی کی باری مقرر ہو گئی ہے) ہر ایک باری پر باری والا حاضر ہوا کرے (یعنی اونٹنی اپنی باری میں پانی پیوے اور مواشی اپنی باری میں چنانچہ اونٹنی پیدا ہوئی اور صالح علیہ السلام نے اسطرح فرما دیا سو (اس باری سے وہ لوگ تنگ گئے اور) اُنہوں نے (اُس کے قتل کرنے کی غرض سے) اپنے رفیق (اقدار) کو بلایا سو اس نے (اونٹنی پر) وار کیا اور (اُسکو) مار ڈالا سو (دیکھو) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا (جسکا آگے بیان آتا ہے وہ یہ کہ) ہم نے اُنپر ایک ہی نعرہ (فرشتہ کا) مسلط کیا سو وہ (اُس سے) ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ لگانے والے (کی باڑ) کا چورا (یعنی کھیت یا مواشی وغیرہ کی حفاظت کے لیے جیسے کانٹوں وغیرہ کی باڑ لگا دیتے ہیں اور چند روز بعد سب چورا چورا ہو جاتا ہے اسطرح وہ ہلاک و تباہ ہو گئے۔ عرب کے لوگ اس مشبہ بہ کو شب و روز دیکھتے تھے تو وہ اس تشبیہ کو خوب سمجھتے تھے) اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے ف سورہ اعراف قصہ ثمود میں پورا قصہ گذرا ہے۔

قصہ قوم لوط علیہ السلام

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ۝ نِعْمَةً مِنْ عِنْدِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ۝ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ ۝ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝

قوم لوط نے (بھی) پیغمبروں کی تکذیب کی (کیونکہ ایک نبی کی تکذیب مستلزم ہے سبکی تکذیب کو) ہم نے اُنپر پتھر برسانیوالا مینہ برسایا بجز متعلقین لوط (علیہ السلام) کے (یعنی بجز مؤمنین کے) کہ اُنکو اخیر شب میں (بستی سے باہر کر کے عذاب سے) بچا لیا اپنی جانب سے فضل کر کے جو شکر کرتا ہے (یعنی ایمان لاتا ہے) ہم اسکو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ قہر سے بچا لیتے ہیں) اور (قبل عذاب آنے کے) لوط (علیہ السلام) نے اُنکو ہماری دار و گیر سے ڈرایا تھا سو انہوں نے اس ڈرانے میں جھگڑے پیدا کیے (یعنی یقین نہ لائے) اور جب لوط علیہ السلام کے پاس ہمارے فرشتے (بشکل مہمان) آئے اور اُن لوگوں کو حسین لڑکوں کا آنا معلوم ہوا تو یہاں آ کر) اُن لوگوں نے لوط (علیہ السلام) سے اُن کے مہمانوں کو برا رادہ بدلینا چاہا (جس سے لوط علیہ السلام اول گھبرائے کہ وہ فرشتے تھے) سو ہم نے اُن فرشتوں کو حکم دیکر اُنکی آنکھیں چوپٹ کر دیں (یعنی جبریل علیہ السلام نے اپنا پر اُنکی آنکھوں پر پھیرا جس سے اندھے بھٹ ہو گئے کذا فی الدر عن قتادۃ اور بزبان قال یا حال اُن سے کہا گیا) کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو (یہ تو اُسوقت واقعہ ہوا) اور (پھر) صبح سویرے ہی اُن پر عذاب دائمی آ پہونچا (اور ارشاد ہوا) کہ لو میرے عذاب اور ڈرانیکا مزہ چکھو اور (عذاب کی علامت یہ بتلائی گئی تھی کہ) عذاب اہلاک پر بس تکرار نہیں) اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے

اللغات حاصب الریح التی ترمی بالحجارۃ والمراد بہ ہہنا الحجارۃ التی رمیٰ بہا قولہ بالنذر معہ یعنی الانذار ہا ہ و ہو مصدر فواہ عن رائہ فہیم وطلبوا الغور بہم بکرۃ فحص عن الصباح فلیس فی ذکر ہا زیادۃ مستقر

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ

اور فرعون والوں کے پاس بھی ڈرانے کی بہت سی چیزیں پہونچیں اُن لوگوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلایا سو ہم نے انکو زبردست صاحب قدرت کا پکڑنا پکڑا کیا تم میں جو کافر ہیں اُن لوگوں سے کچھ فضیلت ہے

اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ

یا تمہارے لیے کتابوں میں کوئی معافی ہے یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری ایسی جماعت ہے جو غالب ہی رہیں گے عنقریب یہ جماعت شکست کھا دیگی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے بلکہ قیامت

مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ع ۱

ان کا وعدہ ہے اور قیامت بڑی سخت اور تلخ چیز ہے یہ مجرمین بڑی غلطی اور بے عقلی میں ہیں جس روز یہ لوگ اپنے مونہوں کے بل جہنم میں گھسیٹے جاوینگے تو ان سے کہا جاوے گا

ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ

کہ دوزخ کے لگنے کا مزہ چکھو ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے اور ہمارا حکم بس ایسا ایکبارگی ہوجاوے جیسے آنکھ کا جھپکنا اور ہم تمہارے ہم طریقہ لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۝ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝

سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے اور جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہیں سب اعمالناموں میں ہے اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے پرہیزگار لوگ باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ ع ۱

ایک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کے پاس

قصہ فرعون و قوم او

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ اور (فرعون[۱] اور) فرعون والوں کے پاس بھی ڈرانیکی بہت سی چیزیں پہونچیں (مراد موسیٰ علیہ السلام کے ارشادات اور معجزات ہیں کہ اول منذر تشریعی اور ثانی منذرات تکوینی ہیں مگر) اُن لوگوں نے ہماری تمام (اُن) نشانیوں کو (جو اُن کے پاس آئی تھیں جو آیات تسعہ مشہورہ ہیں) جھٹلایا (یعنی اُن کے مدلول و مقتضا کو کہ نبوت موسویہ و توحید الٰہی ہے جھٹلایا اور نہ واقعات کے وقوع کی تکذیب ہو سکتی تھی نہیں) سو ہم نے اُنکو زبردست صاحب قدرت کا پکڑنا پکڑا (یعنی جب ہم نے اُنکو قہر اور غلبہ سے پکڑا اُس پکڑ کو کوئی دفع نہیں کر سکا پس عزیز مقتدر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے ربط اوپر معاقبین کے قصص مذکورہ میں آگے خاتمہ میں استشراک علت سے کفار مکہ کا استحقاق عقوبت دنیویہ و اخرویہ مع مقدمات و متمات اس مضمون کے بیان فرمایا جاتا ہے اور اخیر میں بطریق مقابلہ متقین کی تبشیر بھی مختصراً ارشاد ہے۔

تہدید کفار بعقوبت و تبشیر ابرار بمثوبت

اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۝ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ یہ قصص کفار کے اور سبب کفر کے اُنکے معاقب ہونیکے تو تم نے سُن لیے اب جبکہ تم بھی اسی جرم کفر کے مرتکب ہو تو تمہارے معاقب نہ ہونے کی کیا وجہ) کیا تم میں جو کافر ہیں (اور چونکہ مخاطب کفار ہیں تو سب ہی کافر ہیں) اُن میں ان (مذکور) لوگوں سے کچھ فضیلت ہے (کہ تمہارا جرم کے سزایاب نہ ہونے کی وجہ ہو) یا تمہارے لیے (آسمانی) کتابوں میں کوئی معافی (لکھی) ہے

اللغات جمیع جماعۃ اشیاعکم مقعد صدق مکان مرضی علی ان الصدق مجاز مرسل فی لازم ارادۃ الاستقرار و افراد المقعد علی ارادۃ الجنس ۱۲

النحو قولہ اخذ ناصب علی المصدریۃ و فیہ وضع المظہر موضع المضمر ای اخذناہم اخذ و نحن ذو عودۃ و اقتدار۔ قولہ انا کل شیٔ خلقناہ علی شریطۃ التفسیر الکل مجرور علی القرأۃ بالنصب قولہ و کل شیٔ فعلوہ مبتدأ مع الصفۃ خبرہ فی الزبر و اجمعوا علی القرأۃ بالرفع ۱۲

البلاغۃ قولہ و لقد جاء اشیاعکم تقویۃ التفسیم بالتوکید القسمی لما برز کمال الاعتناء بشانہا غایۃ علم ما فیہا من الآیات و کثرۃ تہدیدہم یقولون فیہ التفات و النکتۃ الخامسۃ فیہ الایذان بانصراف حالہم الی الاعراض عنہم و اسقاطہم عن رتبۃ الخطاب حکایۃ بتاتہم لغیرہم انکارکم و الخطاب فیہ للکفار و ہذہ الاضافۃ انما مثلہا لتاتی الدراہم کلہا و طرسیناء ربوہم الاحد و لم یقل انتم للتعمیم علی کفرہم المقتضی لمماثلتکم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی بعض النسخ اور فرعون (اشارۃ الی ان ما سیاتی مذکر الکامل المعلم بان نفسہ اولی بذلک فافہم راس الطغیان ۱۲

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً

(اگر کوئی فضیلت نہو) یا (انمیں کوئی قوت دافعہ للعذاب ہی جیسا) یہ لوگ (باوجود اجتماع دلائل تیقن مغلوبیت کے) کہتے ہیں کہ ہماری ایسی جماعت ہی جو غالب ہی رہیں گے (اور دلائل مغلوبیت کے بعد ایسی بات کہنا اسکو مستلزم ہے کہ انمیں کوئی قوت دافعہ للعذاب ہی پس ان تینوں امروں سے کونسا امر دافع اور عذاب سے مانع ہی سو امرین اولین کا بطلان تو ظاہر باہر ہے، رہا تیسرا امر سو اسباب عادیہ کے اعتبار سے قطع نظر دلائل خارجیہ کے گو فی نفسہ ممکن ہی مگر بدلالت دلائل وقوع اُس کا نہ ہوگا بلکہ عکس کا وقوع ہوگا جس سے انکا کذب ظاہر ہو جاویگا اور وہ عکس کا وقوع اسطرح ہوگا کہ عنقریب (انکی) یہ جماعت شکست کھاویگی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے (اور یہ پیشین گوئی بدر و احزاب وغیرہ میں واقع ہوئی اور یہی نہیں کہ اس عقوبت دنیویہ پر بس ہو کر رہجاویگا) بلکہ (عذاب اکبر) قیامت (میں ہوگا کہ) انکا (اصل) وعدہ (وہی) ہو اور قیامت (کو کوئی ہلکی چیز نہ سمجھو بلکہ وہ) بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے (اور یہ موعود وہی وہ امر ضرور واقع ہونے والا ہو اور اُس کے وقوع کے انکار میں) یہ مجرمین (یعنی کفار) بڑی غلطی اور بے عقلی میں (پڑے) ہیں (اور وہ غلطی انکو عنقریب جب علم الیقین مبدل بہ عین الیقین ہوگا ظاہر ہو جاویگی (وہ اسطرح ہوگا کہ) جسروز یہ لوگ اپنے مونہوں کے بھل جہنم میں گھسیٹے جاوینگے تو ان سے کہا جاویگا کہ دوزخ (کی آگ) کے لگنے کا مزہ چکھو (اور اگر انکو اس سے شبہ ہو کہ ابھی کیوں نہیں واقع ہوتی تو وجہ اُس کی یہ ہو کہ) ہم نے ہر چیز کو (باعتبار زمان وغیرہ کے ایک خاص) اندازہ سے پیدا کیا ہو (جو ہمارے علم میں ہو یعنی زمانہ وغیرہ اُسکا اپنے علم میں معین و مقدر کیا ہو اسیطرح قیامت کے وقوع کیلئے بھی ایک وقت معین ہو پس اُسکا عدم وقوع فی الحال بوجہ اُسکے وقت نہ آنے کے ہو اس سے مطلقاً عدم وقوع لازم نہیں آیا) اور (جب اُسکا وقت آجاویگا تو اُسوقت) ہمارا حکم (اُس کے وقوع کے متعلق) بس ایسا یکبارگی ہو جاویگا جیسے آنکھ کا جھپکنا (غرض وقوع کی نفی تو باطل ٹھیری) اور (اگر تمکو یہ شبہ ہو کہ ہمارا طریقہ منجوض اے اللہ نہیں ہو تو اگر قیامت کا وقوع بھی ہو تب بھی ہم کو ضرر نہیں اور وہ وقوع وقوع علینا نہیں تو اس باب میں سن رکھو کہ) ہم تمہارے ہم طریقہ لوگوں کو (اپنے عذاب سے) ہلاک کر چکے ہیں (جو دلیل ہو اس طریقہ کے منجوض ہونے کی اور وہی تمہارا طریقہ ہو پس لامحالہ منجوض ہو اور یہ دلیل نہایت واضح ہو) سو کیا (اس دلیل سے) کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہو (یعنی اس دلیل سے استدلال کر و منجوضیت طریقہ کفریہ پر) اور (یہ بھی نہیں ہے کہ انکے اعمال علم الٰہی سے غائب رہجاویں تاکہ باوجود منجوضیت طریقہ کفر کے پھر بھی سزا سے بچنا محتمل ہو بلکہ) جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہیں سب (حق تعالیٰ کو معلوم اور الکلیت جمیعت کیلئے) اعمال ناموں میں (لکھی مندرج) ہو اور (یہ نہیں کہ کچھ لکھ لیا گیا ہو کچھ رہ گیا ہو بلکہ) ہر چھوٹی اور بڑی بات (اُسمیں) لکھی ہوئی ہو (پس وقوع عذاب میں کوئی شبہ نہ رہا یہ تو کفار کا حال ہوا اور جو) پرہیزگار لوگ (ہیں وہ بہشت کے) باغوں میں اور نہروں میں ہونگے ایک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کے پاس (یعنی جنت کیا قرب بھی ہوگا) بحمد اللہ تفسیر سورہ قمر کی ختم ہوئی اب عروس القرآن یعنی سورہ رحمٰن کی تفسیر آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

سورة الرحمٰن مكية او مدنية او متبعضة وآياتها ست وسبعون كذا في البيضاوي

ربط سورت سابقہ میں زیادہ مضمون نعم کا تھا گو بحیثیت اُن کے اسباب ہدایت ہونے کے وہ معنیً وحکماً نعم بھی ہوں اور کچھ اول و آخر میں مضمون نعم کا بھی تھا اور اس سورت میں زیادہ مضمون نعم کا ہو کچھ دنیویہ کچھ اخرویہ اور کچھ درمیان میں مضمون نقم کا بھی ہو گو بحیثیت مذکورہ وہ بھی نعم ہیں اور اسی بناء پر مثل نعم کے اُن نقم کے بعد بھی فبای آلاء ربکما تکذبان کو تقریر مضمون کے لیے متفرع فرمایا ہو اور یہ آیت تفریعیہ اس سورت میں اکتیس جگہ آئی ہو اور چونکہ ہر جگہ آلاء کا مصداق جدا ہو اس لیے یہ تکرار محض نہیں ہو محض لفظی تشارک ہو اور ایسی تکرار کا نام اصطلاح میں جہان مکرر ثانی کا متعلق مغایر متعلق اول کے اتقان میں تردید بتلایا ہو اور تکرار اظہری کی وجہ سے اسمیں افادہ تاکید بھی ہو اور اس قسم کا تکرار جو کہ فند مکرر سے شیر ترنج ہو سو فصیح عرب کے کلام منثور و منظوم میں بکثرت بلا نکیر مستعمل ہے چنانچہ مؤنہ کے لیے ۱۱ ایک نثر ایک نظم منقول ہے **نثر مشترک فی الالسنہ** ایک شخص دوسرے سے کہتا ہو الم احسن الیک بان خولتک الاموال الم احسن الیک بان فعلت بک کذا وکذا **النظم عربی** مہلہل شاعر کلیب کے مرثیہ میں کہتا ہے ۵ علی ان لیس عدلا من کلیب * اذا ما اعلنت نجوی الامور * علی ان لیس عدلا من کلیب * اذا اخرجت لعضاۃ من الدبور * علی ان لیس عدلا من کلیب * اذا اخرجت مخباۃ الخدور * علی ان لیس عدلا من کلیب * اذا اما اعلنت نجوی الامور * علی ان لیس عدلا من کلیب اذا خیف الخوف من المغتور * علی ان لیس عدلا من کلیب * غداۃ تاثل المال الکثیر علی ان لیس عدلا من کلیب * اذا ما عاد جاش المستجیر * او فد رسی اُدّ کے منظومات میں اسکی کثرت کسی پر مخفی نہیں پس اہل نعم فائضہ فی الدنیا کو اُنمیں کچھ ظاہری اور جسمانی اور کچھ باطنی اور روحانی ہیں بیان فرماتے ہیں کہ وقوع اول اسی مضمون میں ہو پھر نقم اخروی کو بحیثیت اُن کو فی التمہید معنے نعم میں فکر کیجاوینگی کہ وقوع دوم اسی مضمون میں ہے پھر نعم اخروی

ملحقات الترجمة

۱ قولہ فی کلمح بالبصر جھپکنا کا اشارۃ الی معنے الباء اخذ من الدایۃ علی قدر مایلمح احدکم ببصرہ"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَّالنَّجْمُ

رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی اُس نے انسان کو پیدا کیا اُسکو گویائی سکھلائی سورج اور چاند حساب کے ساتھ ہیں اور بے تنہ کے درخت

وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۝ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ

اور تنہ دار درخت دونوں مطیع ہیں اور اُسی نے آسمان کو اونچا کیا اور اُسی نے ترازو رکھ دی تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو

وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۙ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

اور تول کو گھٹاؤ مت اور اُسی نے خلقت کے واسطے زمین کو رکھ دیا کہ اسمیں میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جنپر غلاف ہوتا ہے اور غلہ ہے جسمیں بھوسہ ہوتا ہے

وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝

اور غذا کی چیز ہے سو ای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اُسی نے انسان کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی پیدا کیا اور جناب کو خالص آگ سے پیدا کیا

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝

سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے وہ دونوں مشرق اور دونوں مغرب کا مالک ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اُسی نے دو دریا بہلا دیئے

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

کہ باہم ملے ہوئے ہیں اُن دونوں کے درمیان میں ایک حجاب ہے کہ دونوں بڑھ نہیں سکتے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اُن دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـَٔاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

اور اُسی کے ہیں جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہیں سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

اور معنی دونوں طرح نعم میں مذکور ہوں گی اور رکوع سوم میں ختم تک یہی مضمون ہے۔

نعم جسمیہ و روحیہ فائضہ فی الدنیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۝ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۙ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـَٔاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

اللغات وضع المیزان خلقہ موزونا محفوظا علیٰ الارض فانہ جبلت بہ ہوا خذ ہا الحاصل للحب ہو مایتغذی بہ کالحنطۃ والشعیر ذو العصف قیل ہو ورق الزرع و قیدہ بعضہم بالیابس الریحان قال ابن عباس کل ریحان فی القرآن ہو الرزق کذا فی العروۃ ویاید بالقاموس الفخار الخزف اعنی الاحمر مما یطبخ من الطین حتی یتحجر من مارج من لہب خالص لا دخان فیہ کالیعفور احدہما علی الآخر ہا المزجۃ المرجان الخرز الاحمر اعنی البسہ کذا فی الروح عن ابن مسعود رض المنشئات ای المرفوعات من انشأہ اذا رفعہ ۱۲

النحو قولہ ان لا تطغوا بتقدیر اللام ای لئلا تطغوا۔ قولہ والنخل والحب والریحان کلہا معطوف علی فاکہۃ فدل علی کون کلہا فی الارض قولہ من نار یعنی نار مارج

البلاغۃ قولہ علمہ البیان قدمہ لانہ اعظم ما قدم الخلق علی تعلیم البیان لانہ اصل فی الروح عن الکشف اشمل الجمل ہی التی قبل الشمس والقمر بحسبان عن العاطف کان الغرض تعدید النعم وتبکیت المنکر کما یقال زید اغناک بعد فقر اغرک بعد ذل۔ کثرک بعد قلۃ فعل بک المنعم اعدد ما شئت فانکر من احسانہ کانہ لما عدد نغتہ حرک منہ حتی یتامل ہل شکر ما حق شکرہ ام لا ثم باخذہ فی الاخری وہو جمی بالعاطف صارت کواحدۃ وہکذا فی شئی وہلما قضی الوطر من التعدید الحرک والتبکیت بدء کرہا بہا اصل النعم علی نظیر ما قالہ علی سبیل الاجمال من تعداد النعم وعدہا بعد لغوی علی التسبب التقارب بحرف الجنس۔ قولہ والنخل فی الخازن اقتصر علی ذکر النخل من بین سائر الفاکہۃ لانہ اعظمہا واکثر برکۃ۔ قولہ والحب فیہ انما اخر ذکر الحب علی سبیل الارتقاء الی الاعلی لان الحب اتفع من النخل قولہ والریحان قلت وذکرہ تتما لاستیعاب الاقسام لان المستقل اما للتغذی او ہو الفاکہۃ او احد للتغذی ایضا وہو داخل فی النخل

رحمان (کی بیشمار نعمتیں ہیں اُن میں سے ایک روحانی نعمت یہ ہے کہ اُسی) نے (اپنے بندوں کو احکام قرآن کی تعلیم دی (یعنی قرآن نازل کیا کہ اُسکے بندے اُس سے اُسپر ایمان لاکر اُسکا علم حاصل کرکے اُسپر عمل کرکے منتفع ہوں اور اُسکی ایک نعمت جسمانی کہ موقوف علیہ روحانی کا ہے یہ ہے کہ) اُسی نے انسان کو پیدا کیا (پھر) اُس کو گویائی سکھلائی (جسپر ہزاروں منافع مرتب ہوتے ہیں منجملہ اُن کے قرآن کا دوسرے کی زبان سے پہونچنا اور دوسروں کو پہونچانا ہے اور ایک نعمت جسمانی آفاقی یہ ہے کہ اُسکے حکم سے) سورج اور چاند حساب کے ساتھ (چلتے) ہیں اور بے تنہ کے درخت اور تنہ دار درخت دونوں (اللہ کے) مطیع ہیں (سورج چاند کا چلنا تو اس لیے نعمت ہے کہ اس پر لیل و نہار و زمستان و تابستان اور عدد ایام و شہور مرتب ہوتا ہے اور ان کے منافع ظاہر ہیں۔ اور سجدہ نجم و شجر اس لیے نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں تکوینی منافع کی فرماتا ہے اور وہ سجدہ تکوینی یعنی اطاعت تسخیری سے ان منافع کے تکون کو قبول کرتے ہیں پھر وہ منافع استعمال میں آتے ہیں) اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اُسی نے آسمان کو اونچا کیا (جس سے علاوہ دوسرے منافع متعلقہ بالسماء کے بڑی منفعت استدلال علی الصانع ہے کما قال تعالیٰ یتفکرون فی خلق السمٰوٰت الخ) اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اُسی نے (دنیا میں) ترازو رکھدی تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نکرو اور (جب یہ ایسی بڑی منفعت کے لیے موضوع ہے کہ یہ آلہ ہر ایفاء و استیفاء حقوق کا جس سے ہزاروں مفاسد ظاہری و باطنی کا اندفاع ہوتا ہے تو تم اس نعمت کا خصوصیت کے ساتھ شکر کرو اور اُس شکریہ میں سے یہ بھی ہے کہ) انصاف (اور حق رسانی) کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول کو گھٹاؤ مت اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اُسی نے خلقت کے (فائدہ کے) واسطے زمین کو (اُسکی جگہ) رکھدیا کہ اُسمیں میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن (کے پھل پر غلاف (چڑھا) ہوتا ہے اور (اُسمیں) غلہ ہے جسمیں بھوسہ (بھی) ہوتا ہے اور (اُسمیں) اور غذا کی چیز (بھی) ہے (جیسے بہت سی ترکاریاں وغیرہ) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے جنمیں سے نعم مذکورہ بھی ہیں) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (یعنی منکر ہونا بڑی ہٹ دھرمی اور بدیہیات بلکہ حسیات کا انکار ہے اور ایک نعمت یہ ہے کہ) اُسی نے انسان (کی اصل اول یعنی آدم علیہ السلام) کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکری کی طرح (کھن کھن) بجتی تھی پیدا کیا (جسکا اجمالاً چند آیت میں اوپر ذکر آیا ہے) اور جنات (کی اصل اول) کو خالص آگ سے (جسمیں دھواں نہ تھا) پیدا کیا (اور پھر دونوں نوع میں توالد و تناسل کے ذریعہ سے نسل چلی شرح اسکی سورہ حجر کے رکوع دوم میں آچکی ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (مراد اس سے سورج اور چاند کے طلوع و غروب کا افق ہے اسمیں بھی وجہ نعمت ظاہر ہے کہ لیل و نہار کے اختلاف و اختتام کے ساتھ بہت سی اغراض متعلق ہیں) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی نے دو دریاؤں کو (صورۃً) ملایا کہ (ظاہر میں) باہم ملے ہوئے ہیں (اور حقیقۃً) اُن دونوں کے درمیان میں ایک حجاب (قدرتی) ہے کہ (اُس کی وجہ سے) دونوں (اپنے اپنے موقع سے) بڑھ نہیں سکتے (جسکی شرح سورہ فرقان کے ختم سے ڈیڑھ رکوع قبل گذری ہے اور آب شور و آب شیریں کے منافع بھی ظاہر ہیں اور دونوں کی تلافی میں نعمت استدلال بھی ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور بحرین کے متعلق ایک یہ نعمت ہے کہ) اُن دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے (موتی مونگے کے منافع اور وجہ نعمت ہونا ظاہر ہے اور جو لوگ ان کے خروج کو دریا کے شور کے ساتھ خاص کہتے ہیں اُن کے نزدیک منہا کے معنے من مجموعہما ہوں گے اور نکتہ اس تعبیر میں یہ ہوگا کہ التقاء کی وجہ سے دونوں مثل واحد ہو گئے اور پھر بھی حصر مقصود نہ ہوگا کیونکہ التقاء شرط خروج نہیں ہے بلکہ لؤلؤ و مرجان کے مخارج میں سے ایک مخرج کا بتلانا ہے جسمیں ایک صفت عجیبہ التقاء کی بھی پائی جاتی ہے وہذا کقولہ تعالیٰ وجعل القمر فیہن نورا مع قولہ تعالیٰ جعل فیہا سراجا وقمرا منیرا) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی کے (اختیار اور ملک میں) ہیں جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے (نظر آتے) ہیں (انکی منفعت بھی ظاہر ہے ملکا ظہر ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے ف تکذبان میں خطاب جن و انس کو ہونا ان دلائل سے ہے قولہ تعالیٰ خلق الانسان وخلق الجان قولہ تعالیٰ ایہا الثقلان قولہ تعالیٰ انس قبلہم ولا جان۔ اور اگر فلسفہ مروجہ حال کا یہ دعویٰ ثابت ہو جاوے کہ شمس کے گرد زمین کو حرکت ہے اور ارض کے گرد قمر کو تو بحسبان کا انطباق اس پر اس طرح ممکن ہے کہ شمس کا مدار ہونا اور قمر کا دائر ہونا حساب سے ہے **ربط** اور پر نعم دنیویہ کا ذکر تھا آگے نعم صوریہ کا کہ بحسب حیثیت مذکورہ فی التمہید نعم اخرویہ معنویہ ہیں ذکر ہے اور وہ سب احوال قیامت کے ہیں اور فناء کا مضمون اول میں بطور تمہید کے اور سوال وشان کا مضمون تابع مضمون جلال واکرام کے بطور تاکید کے ہے اور اسکو ماقبل سے خاص ارتباط یہ بھی ہے کہ اوپر نعم دنیویہ کا ذکر تھا جو مقتضی وجوب شکر و اطاعت و ایمان اور حرمت کفر و معصیت و طغیان ہے اور بعضے اس مقتضا پر عامل ہیں اور بعضے غیر عامل اس لیے دونوں فریق کا حال کہ نیران

ملحقات الترجمۃ

ف قولہ فی الاتقلعو: کمی مبنی لان الطغیان خروج عن الاعتدال: ہوالعم ۱۲

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

جتنے روئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جاویں گے اور آپ کے پروردگار کی ذات جو عظمت اور احسان والی ہے باقی رہیگی سو ای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اسی سے سب آسمان اور زمین والے

وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَاْنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

مانگتے ہیں وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اے جن و انس ہم عنقریب تمہارے لئے خالی ہوئے جاتے ہیں سو تم اپنی کون

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا

تو اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اے گروہ جن اور انسان کے اگر تمکو یہ قدرت ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حد دود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو نکلو

لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝

بدون زور کے نہیں نکل سکتے سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے تم دونوں پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جاویگا پھر تم ہٹا نہ سکو گے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے غرض جب آسمان پھٹ جاویگا اور ایسا سرخ ہو جاویگا جیسے سرخ نرمی سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ

تو اس روز کسی انسان اور جن سے اسکے جرم کے متعلق نہ پوچھا جاویگا سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے مجرم لوگ اپنے حلیہ سے پہچانے جاوینگے سر کے بال

بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ يَطُوْفُوْنَ

اور پاؤں پکڑ لیے جاوینگے سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے یہ ہے وہ جہنم جس کو مجرم لوگ جھٹلاتے تھے وہ لوگ دوزخ

وقفہ لازم ۲ ع ۲۰ ۱۲

بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

کے اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان دورہ کرتے ہونگے سوای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

و جنان ہر بیان فرماتے ہیں چنانچہ ولمن خاف الخ تک عقوبات کا اور وہاں سے آخر تک مثوبات کا ذکر ہے **انذار باہوال قیامت** كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَاْنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ (جتنی مخلوقات تم لوگوں نے سنی ہیں سب کو توحید و اطاعت سے انکا شکر ادا کرنا چاہیے اور کفر و معصیت سے انکا کفران نہ چاہیے کیونکہ اس عالم کے فنا کے بعد ایک دوسرا عالم آنیوالا ہے جہاں ایمان و کفر پر مجازاۃ واقع ہوگی جسکا بیان آیات آیندہ کے ضمن میں ہے پس ارشاد ہے کہ) جتنے (جن و انس) روئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جاویں گے اور (صرف) آپ کے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت (والی) اور (باوجود عظمت کے) احسان والی ہی باقی رہیگی (چونکہ مقصود تنبیہ کرنا ثقلین کو ہے اور وہ سب اہل ارض ہیں اس لیے یہاں میں اہل ارض کا ذکر کیا گیا اس تخصیص ذکری سے نفی فنا کی غیر اہل ارض سے لازم نہیں آتی اور دو صفتیں اس لیے لائے کہ ایک صفت ذاتی دوسری اضافی ہو حاصل اسکا یہ ہے کہ اکثر اہل عظمت دوسروں کے حال پر توجہ بھی نہیں کرتے ہیں مگر حق تعالےٰ باوجود اس عظمت کے وہ اپنے بندوں پر رحمت و فضل فرماتے ہیں اور چونکہ اس مضمون سے خبر دینا موجب ہدایت ہے جو کہ نعمت اخرویہ ہے اس لیے اس پر بھی مثل دوسری نعمتوں کے امتنان فرماتے ہیں۔

اللغات کل یوم ای وقت انتقلان الجن والانس لانہما متقلان بالتکلیف اقطار الاطراف والجوانب السلطان الحجۃ والبرہان الذی لا یخفی ان المخاطب للانسین لان فی کلیہما جماعات کثیرۃ قولہ یکذب بہا المجرمون نبذ وضع الشیء وراء الظہر والاضافۃ للاستہزاء

الاویم الآخر کذا فی الدر عن ابن عباس وکذا فی القاموس ناصیۃ مقاص الشعر ان باخ فی الحرارۃ البلاغۃ قولہ لکم ای ایہا الثقلان عن ابن عباس مشہد الشہود واشارۃ الزمخشری قولہ یکذب بہا المجرمون نبذ وضع الشیء وراء الظہر والاضافۃ للاستہزاء

کہ دیکھو منجملہ نعم کثیر الیہ کے ایک نعمت یہ ہی سوای جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (آگے ایک خاص طور پر اسکی عظمت واکرام کے متعلق مضمون ہے یعنی وہ ایسا باعظمت ہی کہ) اسی سے (اپنی اپنی حاجتیں) سب آسمان اور زمین والے مانگتے ہیں (زمین والوں کی حاجتیں تو ظاہر ہیں اور آسمان والے گو اکل وشرب کے محتاج نہ ہوں لیکن رحمت وعنایت کے تو محتاج ہیں اور اسکا دال ہونا عظمت پر ظاہر ہے کیونکہ یہ دلیل ہے محتاج الیہ ہونے کی اور محتاج الیہ ہونا موقوف ہے عظمت پر اور صاحب اکرام ہونا اس سے ظاہر ہے کہ) وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں رہتا ہی (یہ مطلب نہیں کہ صدور افعال کا اُس کے لوازم ذات سے ہے ورنہ قدم حادث کا لازم آویگا بلکہ مطلب یہ ہی کہ جتنے تصرفات عالم میں واقع ہو رہے ہیں وہ اُسی کے تصرفات ہیں پس ان تصرفات میں وہ تصرفات بھی آگئے جو دال ہیں اکرام واحسان وفضل پر جیسے ایجاد وابقاء کہ رحمت عامہ ہی اور اعطاء رزق وحافیت واولاد کہ سب دنیوی رحمتیں ہیں اور ہدایت واعطاء علم وتوفیق عمل کہ دینی رحمتیں ہیں پس باوجود عظمت کے ایسا اکرام واحسان فرمانا یہ بھی ایک نعمت عظیمہ ہی) سوای جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (یہ مضمون جلال واکرام کا بقاء خالق کے متعلق بیان فرما کر آگے پھر فناء خلق کے متعلق ارشاد ہے کہ تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ فناء ہو کر پھر وہ فناء مستمر رہیگا اور عذاب وثواب نہ ہوگا بلکہ ہم تمکو دوبارہ زندہ کرینگے اور جزا وسزا دیں گے اسی کو اس طرح ارشاد فرماتے ہیں کہ) ای جن وانس ہم عنقریب تمہارے (حساب وکتاب کے) لیے خالی ہوئے جاتے ہیں (یعنی حساب کتاب لینے والے ہیں مجازاً ومبالغۃً اسکو خالی ہونے سے تعبیر فرما دیا اور مبالغہ اسطرح ہے کہ سب کاموں سے خالی ہو کر کسی طرف متوجہ ہونا یہ توجہ تام ہے پس یہ عبارت ہی قصد وتوجہ تام سے اور اللہ تعالیٰ کا ہر قصد تام ہی ہوتا ہی اور حقیقی معنے اس لیے نہیں ہو سکتے کہ وہ مستلزم ہے اسکو کہ اُسکے قبل ایسی مشغولی ہو جو مانع ہو دوسری طرف متوجہ ہونے سے اور یہ ذات باری میں محال ہے۔ اور مثل سابق آگے ارشاد ہی کہ حساب کتاب کی خبر دینا بھی ایک نعمت عظمی ہے) سوای جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (آگے تاکید وقوع حساب کے لیے یہ بتلاتے ہیں کہ اُسوقت یہ بھی احتمال نہیں کہ کوئی کہیں بچکر نکل جائے چنانچہ ارشاد ہی کہ) ای گروہ جن اور انسانوں کے اگر تم کو یہ قدرت ہی کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو (ہم بھی دیکھیں) نکلو (مگر) بدون زور کے نہیں نکل سکتے اور زور ہی نہیں پس نکلنے کا وقوع بھی محتمل نہیں اور یہی حالت بعینہٖ قیامت میں ہوگی بلکہ وہاں تو یہاں سے بھی زیادہ عجز ہوگا غرض وہ احتمال مرتفع ہو گیا۔ اور یہ بات بتلا دینا بھی موجب ہدایت ونعمت عظمی ہے) سوای جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (آگے عجز عند العقاب کا ذکر فرماتے ہیں جیسا اوپر عجز عند الحساب کا ذکر تھا یعنی اے جن وانس کے مجرمو) تم دونوں پر (قیامت کے روز) آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جاویگا پھر تم لاکو ہٹا نہ سکوگے (یہ شعلہ اور دھواں غالباً وہ ہے جس کا ذکر سورہ والمرسلات میں ہے انطلقوا الی ظل ذی ثلث شعب اے قولہ انہا ترمی بشرر۔ فالظل ہو الدخان والشرر ہو الشواظ واللہ اعلم۔ اور اسکا بتلانا بھی بوجہ ذریعہ ہدایت ہونے کے ایک نعمت عظمی ہے) سوای جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے غرض (جب ہمارا حساب لینا اور تمہارا حساب وعقاب کے وقت عاجز ہونا معلوم ہو گیا تو اس سے قیامت کے روز حساب وعقاب کا وقوع ثابت ہو گیا جس کا بیان یہ ہے کہ) جب (قیامت آویگی جسمیں) آسمان پھٹ جاویگا (کما قیل فی الذات ہی) اور ایسا سُرخ ہو جاوے گا جیسے سُرخ نرمی (یعنی چمڑا اور یہ تغیر فی الوصف ہی شاید یہ رنگ اس لیے ہو کہ علامت غضب کی ہے کہ غضب میں چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ اور یہ وہ تشقق ہے جو شروع پارہ وقال الذین لا یرجون میں آیا ہے فی قولہ تعالیٰ ویوم تشقق السماء جس کی تفسیر وہاں گذر چکی ہے غرض اُسوقت ملائکہ کا نزول اور غمام میں تجلی حق ہوگی اور حساب کتاب شروع ہو جاوے گا کما مر فی قولہ تعالیٰ ویوم تشقق الخ اور یہ خبر دینا بھی نعمت ہی) سوای جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (یہ تو حساب کا وقوع اور اُسکا وقت بتلایا گیا آگے کیفیت حساب وطریق فیصلہ ارشاد فرماتے ہیں یعنی جس روز یہ واقعات ارسال شواظ ونحاس وانشقاق سماء وغیرہ ہوں گے) تو اُس روز (اللہ تعالیٰ کے معلوم کرنے کے لیے) کسی انسان اور جن سے اُس کے جرم کے متعلق نہ پوچھا جاوے گا (کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہی یعنی حساب اس غرض سے نہ ہوگا بلکہ خود اُنکو معلوم کرانے کا اور جتلانے کے لیے سوال وحساب ہوگا لقولہ تعالیٰ فوربک لنسئلنہم اجمعین اور یہ خبر دینا بھی ایک نعمت ہی) سوای جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (یہ تو حساب کی کیفیت ہوئی کہ بطور تحقیق نہ ہوگا بلکہ بطریق توبیخ ہوگا آگے یہ بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تو تعیین جرائم ومجرمین معلوم ہی اس لیے تحقیق کی ضرورت نہ ہوگی لیکن فرشتوں کو مجرمین کی تعیین کیسے ہوگی پس ارشاد فرماتے ہیں کہ) مجرم لوگ اپنے حلیہ سے (کہ سیاہی چہرہ ونیلگونی چشم لقولہ تعالیٰ وجوہ یومئذ زرقا) پہچانے جاوینگے سو (انکے) سر کے بال اور پاؤں پکڑ لیے جاوینگے اور اُنکو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جاویگا یعنی کسی کی نہ سنی جاویگی نہ حسب اعمال کبھی سر کبھی ٹانگ بغرض تعذیب انواع عذاب اور گو

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی فاذا انشقت الخ غرض فیہ توجیہ مضے الفاء الذی اوصحیح بقولہ اذ جب ہمارا حساب لینا الخ ۱۲

لہ قولہ ہنالک قیامت کے روز نہ یہ اشارۃ الی قولہ فاذا انشقت قام مقام قولہ فاذا وقعت القیامۃ وجوابہ محذوف ای یقع الحساب ولیس علیہ الانشقاق ایضا لان ہذا التشقق مقدمۃ لما کما ہو مذکور فی قولہ تعالیٰ ویوم تشقق السماء بالغمام الآیۃ ۱۲

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ

اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہتا ہو اُسکے لئے دو باغ ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے دونوں باغ کثیر شاخوں والے ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے ان دونوں باغوں میں

تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍ

دو چشمے جاری ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے ان دونوں باغوں میں ہر میوہ کی دو دو قسمیں ہونگی سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے وہ لوگ ایسے فرشوں

بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ

پر بیٹھے ہونگے جنکے استر دبیز ریشم کے ہونگے اور اُن دونوں باغوں کا پھل بہت نزدیک ہوگا سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے انمیں نیچی نگاہ والیاں ہوں گی کہ ان لوگوں سے پہلے اُن پر

اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ

نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

بھلا نیکی اطاعت کا بدلہ کچھ غیر نیکی غیر اطاعت کے کچھ اور بھی ہو سکتا ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اور اُن دونوں باغوں کے سوا دو اور باغ ہیں سو اے جن و انس تم اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ

کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے وہ دونوں باغ گہرے سبز ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اُن دونوں باغوں میں دو چشمے ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ

ان دونوں باغوں میں میوے اور کھجور اور انار ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے انمیں خوب سیرت خوبصورت عورتیں ہونگی سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

یہ پہچان موقوف علیہ تعیین مجرمین کی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کسی حکمت سے اسی طرح واقع کردیں گے اور یہ خبر دینا بھی ایک نعمت ہی) سوائے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (آگے اصلی عقاب بتلاتے ہیں گو ارسال شواظ بھی عقاب تھا یعنی مجرموں سے اُسوقت کہا جاوے گا کہ یہ ہے وہ جہنم جسکو مجرم لوگ (یعنی تم جھٹلاتے تھے وہ لوگ دوزخ کے اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان دورہ کرتے ہونگے (یعنی کبھی اس سے معذب ہونگے کبھی اُس سے جس کی تحقیق سورۂ مؤمن رکوع ہشتم میں گذر چکی ہے اور یہ خبر دینا بھی نعمت ہی) سوائے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (ربط تمہید سورت و تمہید رکوع دوم میں لکھ چکا ہوں۔

البشارۃ مؤمنین بالجنت

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾
فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ
هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾
فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ

اللغات الطلت اصله خروج الدم ولذلک یقال للحیض طلث ثم اطلق علی جماع الابکار لما فیه من خرسنه وج الدم ثم عمم لکل جماع مدهامتن سوداوان فی کثرة الری النضخ فوران الماء ۱۲

النحو ذواتا افنان صفة جنتان وکذا قوله مدهامتان وبانبنا اعتراض وسط بینهما تنبیها علی ان تکذیب کل من الموصوف والصفة موجب للانکار والتوبیخ وفی الوصف به تذکیر انهما ذواتا ثمار وظلال قوله متکئین حال من قوله لمن خاف ۱۲

حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾

وہ حوریں گھری ہوئی نگہت کی ہوں گی خیموں میں محفوظ ہوں گی سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے ان لوگوں سے پہلے انہیں نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن سے سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کا انکار ہو جاؤ گے

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

ع ۳ (۱۳) ۱۳

وہ لوگ سبز شجر اور عجیب خوبصورت گدیوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے بڑا بابرکت نام ہے آپ کے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا ہے

حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾ (ان آیتوں میں دو باغوں کا ذکر ولمن خاف سے شروع ہوا ہے اور دو باغوں کا ذکر ومن دونہما سے اور پہلے دو باغ خواص مقربین کے لیے ہیں اور پچھلے دو باغ عامہ مومنین کے لیے دلائل اس تعیین وتقسیم کے آگے لکھ دیے جاویں گے اب محرر تفسیر لکھی جاتی ہے یعنی حال مذکور تو باستثناء مضمون شروع رکوع دوم کے محرمین کا تھا) اور (اہل جنت کا حال یہ ہے کہ انہیں دو قسم ہیں خواص اور عوام پس) جو شخص (خواص میں سے ہو اور) اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے (ہر وقت) ڈرتا رہتا ہو (اور ڈر کر شہوات ومعاصی سے مجتنب رہتا ہو اور یہ شان خواص ہی کی ہے کیونکہ عوام پر تو گاہ گاہ خوف طاری ہو جاتا ہے اور اُن سے معاصی بھی سرزد ہو جاتے ہیں گو توبہ کر لیں غرض جو شخص ایسا متقی ہو) اُس کے لیے (جنت میں) دو باغ ہونگے (یعنی ہر متقی کے لیے دو باغ اور غالباً اس تعدد میں حکمت اُن کے تکرم اور تنعم کا اظہار ہوگا جسطرح دنیا میں اہل تنعم کے پاس اکثر چیزیں متعلقات وغیر متعلقات میں سے متعدد ہوتی ہیں) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور وہ) دونوں باغ کثیر شاخوں والے ہونگے (اسمیں سایہ کی گنجائی اور ثمرات کی ریزہ دانی کی طرف اشارہ ہے) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور) ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہوں گے کہ (دور تک) بہتے چلے جاوینگے سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور) اُن دو باغوں میں ہر میوہ کی دو دو قسمیں ہونگی (کہ اسمیں زیادہ تلذذ ہے کبھی ایک قسم کا مزہ لے لیا کبھی دوسری قسم کا) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور) وہ لوگ تکیہ لگائے ایسے فرشوں پر بیٹھے ہونگے جن کے استر دبیز ریشم کے ہونگے (اور قاعدہ ہے کہ ابرہ بہ نسبت استر کے زیادہ نفیس ہوتا ہے پس جب استر استبرق ہوگا تو ابرہ کیسا کچھ ہوگا) اور اُن دونوں باغوں کا پھل بہت نزدیک ہوگا (کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر طرح بلا مشقت ہاتھ آسکتا ہے) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور) اُن (باغوں کے مکانات اور قصروں) میں نیچی نگاہ والیاں (یعنی حوریں) ہونگی کہ ان (جنتی) لوگوں سے پہلے انہیں نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے (یعنی بالکل محفوظ وغیر مستعمل ہونگی) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور رنگت اُنکی اسقدر صاف وشفاف ہوگی کہ) گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں (اور ممکن ہے کہ تشبیہ سُرخی میں بھی ہو اور بعد وشبہ بہ کا غالباً اہتمام کے لیے ہے) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (آگے مضمون مذکور کی تقریر وتاکید ہے کہ) بھلا غایت اطاعت کا بدلہ بجز غایت عنایت کے کچھ اور بھی ہو سکتا ہے (انہوں نے غایت اطاعت کی صلہ میں غایت عنایت کے مورد ہوئے اور اس کو بدلالفرمانا اور بصورت استفہام اُس کے وجوب کی طرف اشارہ کرنا یہ سب بطور تفضل کے ہے نہ بمقتضائے حکم عقلی کے) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (یہ تو خواص کے باغوں کی صفت مذکور ہوئی) اور آگے عامۂ مومنین کے باغوں کا ذکر ہے یعنی) اُن (مذکورہ) دونوں باغوں سے کم درجہ میں دو باغ اور ہیں (جو عامۂ مومنین کے لیے ہیں اور ہر ایک کو دو دو ملیں گے) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور آگے اُن باغوں کی صفت ہے کہ) وہ دونوں باغ گہرے سبز ہونگے سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور یہاں ذواتا افنان کی تصریح نہ فرمانا اشارہ ہے کہ دونوں باغ اس صفت میں اُن مذکورہ باغوں سے کم ہیں یعنی ان کا سایہ اور بارور ہونا اتنا نہ ہوگا اور وہاں مدہامتان کی صفت کا ذکر نہ ہونا چاہیے یہ وہ صفت بقرینہ مقام مشترک ہے نیز وہاں من لہ الجنۃ کو من خاف کے عنوان سے ذکر فرمانا اور یہاں من لہ الجنۃ کو ذکر نہ فرمانا بھی قرینہ ہے کہ یہ عام مومنین کے لیے ہے اس لیے کسی خاص صفت کی تقیید کی ضرورت نہیں اور وہاں خوف بمعنی تقوے کامل کی قید ہے نیز وہاں اُسکو

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی فیہن مکانات اشارۃ الی ان ضمیر الجمع للبیوت والقصور المفہومۃ من الجنتین او للجنتین باعتبار ما فیہما مما ذکر ۱۲

اللغات مقصورات ملازمۃ لبیتہا لا تطوف فی الطرق، رفرف ما یطرح علی ظہر الفرش للنوم وقال الراغب ضرب من الثیاب مشبہۃ بالریاض کذا فی الروح قلت ومن ثم ترجمہ بالشجر عبقری منسوب الی عبقر زعم العرب انہ اسم بلد الجن فینسبون الیہ کل عجیب من الفرش وغیرہا الخ قولہ اخضر صفۃ لرفرف علی انہ للجنس وکذا قولہ حسان صفۃ لعبقری باعتبار معنی الجنسیۃ ۱۲

سورۃ الواقعۃ مکیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم وھی ست وتسعون ایۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اذا وقعت الواقعۃ لیس لوقعتھا کاذبۃ خافضۃ رافعۃ

جب قیامت واقع ہوگی جس کے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں تو وہ پست کردے گی بلند کردے گی

رفع لازم

جزای احسان بمعنے اخلاص فرمانا اور یہاں نہ فرمانا نیز اسکا قرینہ ہے اور) ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہونگے کہ جوش مارتے ہونگے سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے (جوش مارنا بوجہ اس کے کہ چشمہ کے لوازم میں سے ہے اوپر کے چشموں میں بھی یہ صفت مشترک ہے اور وہاں تجریان بھی ہے اور یہاں نہیں پس یہ قرینہ ہے اسکا کہ یہ چشمے صفت جریان میں اولین سے کم ہیں اور یہ باغ اُن باغوں سے کم ہیں اور) اُن دونوں باغوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہونگے سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے (یہاں مطلق فاکہہ اور پھر تفصیل میں نخل ورمان پر اکتفا فرمانا اور وہاں لفظ کل سے تصریح تعمیم فاکہہ اور پھر لفظ زوجان سے تصریح تعدد حور اور زیادہ دال علی الکثرت ہے تیر قرینہ ہے اسکا کہ جنتین اولین ان اخریین سے افضل واعلی ہیں اور) اُن (باغوں کے مساکن) میں خوب سیرت خوب صورت عورتیں ہوں گی (یعنی حوریں) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے وہ عورتیں گوری رنگت کی ہونگی (اور) خیموں میں محفوظ ہونگی سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے (اور) ان (جنتی) لوگوں سے پہلے اُنہیں نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے (یعنی غیر مستعمل ہونگی) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے (وہاں یاقوت ومرجان سے تشبیہ دینا جو کہ مفید مبالغہ ہے اور یہاں صرف حسان پر اکتفا فرمانا نیز قرینہ ہے کہ اولین افضل ہیں اخریین سے اور یہاں کے سب صفات وہاں صراحۃً یا اشارۃً مذکور ہیں مثلاً خوش سیرت ہونا قاصرات الطرف سے مفہوم ہوتا ہے جو ہونا قرینہ مقام سے معلوم ہے۔ مقصورات سے زیادہ صیانت وعفت پر قاصرات الطرف دال ہے کہ جو ایسی ہوگی وہ ضروری ہے کہ گھر میں رہیگی اور) وہ لوگ سبز مشجر اور عجیب خوبصورت کپڑوں (کے فرشوں) پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے (یہ بھی عند التامل اولیین کے فرش سے مفضول معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہاں تصریح ہے ریشمی ہونے کی اور پھر دوہرے ہونے کی اور یہاں نہیں ہے آگے خاتمہ میں حق تعالیٰ کی ثنا وصفت ہے جس میں ان تمام مضامین مفصلہ سورت کی تقریر بالبط واستدلال انی کے اوپر تقریع ہے یعنی اے پیغمبر یہ بیشمار نعمتیں فرع یا دلیل اسکی ہیں کہ) بڑا بابرکت نام ہے آپ کے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا ہے (نام سے مراد صفات جو کہ ذات کے غیر نہیں پس حاصل جملہ کا ثنا ہوئی کمال ذات وصفات کے ساتھ اور شاید لفظ اسم بڑھانے سے مقصود مبالغہ ہو کہ مسمّٰی تو کیسا کچھ کامل اور بابرکت ہوگا اُسکا تو اسم بھی مبارک اور کامل ہے ف ظاہراً آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اور انس دونوں جنتی ہیں اور حوریں بھی دونوں کو ملیں گی اور لم یطمثھن کی تقریر بالبط مجموعہ کے یہ ہوگی کہ جو حوریں انسان کے لیے خاص ہیں اُنکو کسی انسان نے قبل سے مس نہیں کیا اور جنکے مس کا توبوجہ اختصاص انسان کے احتمال ہی نہیں اور جو حوریں جن کے لیے خاص ہیں اُنکو کسی جن نے مس نہیں کیا اور اسیطرح انسان کے مس کا بوجہ اختصاص احتمال نہیں ف جنتین اولیین کے افضل ہونے کے قرائن تو اثنائے تقریر ترجمہ میں ساتھ ساتھ مذکور ہوگئے ہیں اب حسب وعدہ دلائل لکھتا ہوں فی الدر المنثور مرفوعاً فی قولہ ولمن خاف مقامہ ومن دونہما قال صلی اللہ علیہ وسلم جنتان من ذہب للمقربین وجنتان من ورق لاصحاب الیمین وعن البراء بن عازب موقوفاً قال العینان اللتان تجریان خیر من الضاختین اھ قلت ومعنی کونہما من ذہب او ورق کون بانائہما واوانیہما ومافیہما من ذہب او ورق باعتبار الغالب واللہ اعلم والحمد للہ کہ تفسیر سورۃ الرحمٰن کی ختم ہوئی اب سورہ واقعہ کی تفسیر آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ

سورۃ الواقعۃ مکیۃ وایھا ست وتسعون کذا فی البیضاوی

ربط یہ سورت باعتبار مضامین کے سورت سابقہ کے ساتھ قریباً متماثل ہے اور باعتبار ترتیب کے بطور الجزء علی الصد کے ساتھ قریباً متقابل ہے چنانچہ وہاں قرآن کا ذکر اول میں آیا ہے یہاں اخیر کے قریب۔ وہاں نعم دنیویہ کا جو دلائل قدرت بھی ہیں کر بعد قرآن کے آیا ہے یہاں ایسی امور کا ذکر قبیل قرآن کے آیا ہے وہاں نعم دنیویہ کے بعد قیامت وجنت کا ذکر آیا ہے یہاں نعم دنیویہ کے قبل ان امور کا ذکر آیا ہے اور بالکل ختم کے قریب معاد کی تفصیل کو اجمالاً لایا گیا ہے۔ سو اجمال وتفصیل متغائر نہیں اسمیں جدا گانہ تقریر ربط کی حاجت نہیں

قیامت وتفصیل ثواب وعقاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اذا وقعت الواقعۃ لیس لوقعتھا کاذبۃ خافضۃ رافعۃ

اللغات الواقعۃ جملت کالعلم للقیامۃ کاذبۃ مصدر بمعنی الکذب کالعافیۃ والعاقبۃ النحو قولہ لیس لوقعتھا اعتراض وخافضۃ رافعۃ قائم مقام جزاء اذا فکانہ قیل اذا وقعت الواقعۃ تحققت قیامتہا وعظمت قیامتہا

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ؕ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ

جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آدیگا۔ اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہوجاویں گے پھر وہ پراگندہ غبار ہوجاویں گے اور تم تین قسم ہوجاؤ گے سو جو داہنے والے ہیں

مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ؕ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ؕ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ

وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں اور جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں اور جو اعلیٰ ہی درجہ کے ہیں وہ تو اعلیٰ درجہ کے ہیں وہ خاص قرب رکھنے والے ہیں

فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۘ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۙ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۙ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۙ

یہ لوگ آرام کے باغوں میں ہونگے انکا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے ہونگے وہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۙ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۙ

ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لیکر آمد و رفت کیا کریں گے آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جاویگا نہ اس سے انکو دردِ سر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آویگا

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۙ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ؕ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۙ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

اور میوے جنکو وہ پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو اُن کو مرغوب ہو اور ان کے بیٹھنے کو بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہونگی جیسے پوشیدہ رکھا ہوا موتی یہ اُن کے اعمال کے صلہ میں

يَعْمَلُوْنَ ۙ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۙ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ؕ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ؕ

ملے گا وہاں نہ بک بک سنیں گے اور نہ اور کوئی بیہودہ بات بس سلام ہی سلام کی آواز آویگی اور جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں

فِىْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۙ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۙ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۙ لَّا مَقْطُوْعَةٍ

وہ اُن باغوں میں ہونگے جہاں بے خار بیریاں ہونگی اور نہ تہ کیلے ہونگے اور لمبا لمبا سایہ ہوگا اور چلتا ہوا پانی ہوگا اور کثرت سے میوے ہونگے جو نہ ختم ہونگے

وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ۙ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ؕ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۙ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۙ عُرُبًا اَتْرَابًا ۙ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۚ ع ۱ ۲۵ ۱۴

اور نہ اُنکی روک ٹوک ہوگی اور اونچے اونچے فرش ہونگے ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی ہم نے انکو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں محبوبہ ہیں ہم عمر ہیں یہ سب چیزیں اپنے داہنے والوں کو دیں

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ؕ

انکا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ؕ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۘ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۙ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۙ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۙ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۙ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۙ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۙ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ؕ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۙ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۙ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۙ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ؕ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ؕ فِىْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۙ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۙ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۙ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ۙ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ؕ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۙ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۙ عُرُبًا اَتْرَابًا ۙ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۚ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۙ

اللغات رجت زلزلت بست فتت ثلة الجماعة قلت او کثرت وحمل علی الکثرة لقرینة التقابل بقوله وقلیل موضونة من الوضن وهو نسج الدرع المکنون المستور یا یحفظ العرب النجیبة الی زوجها او العاشقة لذا کذا فی القاموس ۱۲

النحو قوله اذا رجت بدل من اذا وقعت قوله ما اصحب المیمنة مبتدأ وخبر الجملة خبر اصحاب المیمنة الاولی المبتدا۔ قوله والسابقون السابقون مبتدأ وخبر قوله ثلة ای هم۔ قوله جزاء ای جوزوا جزاء البلاغة قوله لکنکم فیه تغلیب للامة الحاضرة علی الامم الخالیة قوله فی جنت النعیم قدم جزاء من تاخر فی الذکر لشرفه ولاتصال فی الکلام ۱۲

اختلاف القراءة وحور عین فی قراءة یا بجر عطف علی جنت النعیم والقراءة الرفع فوجهه

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ ۝ وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۝ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِیْمٍ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ

اور جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں وہ لوگ آگ میں ہونگے اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش ہوگا وہ لوگ اس کے قبل بڑی خوشحالی

مُتْرَفِیْنَ ۝ وَكَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ۝ وَكَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝

میں رہتے تھے اور بڑے بھاری گناہ پر اصرار کیا کرتے تھے اور یوں کہا کرتے تھے کہ جب ہم گئے اور مٹی اور ہڈیاں رہ گئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جاویں گے

اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ۝ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا

اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی آپ کہدیجیے کہ سب اگلے اور پچھلے جمع کیے جاویں گے ایک معین تاریخ کے وقت پر پھر تم کو اے

الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۝ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۝ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ

گمراہو جھٹلانے والو درخت زقوم سے کھانا ہوگا پھر اس سے پیٹ بھرنا ہوگا پھر اوپر کھولتا پانی پینا ہوگا

الْحَمِیْمِ ۝ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ۝ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝

پھر پینا بھی پیاسے اونٹوں کا سا ان لوگوں کی قیامت کے روز یہ دعوت ہوگی

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ ۝ وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۝ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِیْمٍ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ ۝ وَكَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ۝ وَكَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ۝ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۝ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۝ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ۝ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ۝ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ جب قیامت واقع ہوگی جسکے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں بلکہ اسکا واقع ہونا بالکل صحیح اور حق ہے تو نہ چھوٹے کو اسکی کیا حالت ہوگی (وہ بعض کو پست کرنیوالی (اور بعض کو) بلند کردے گی (یعنی کفار کی ذلت کا اور مؤمنین کی رفعت کا اس وقت ظہور ہوگا) جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آویگا اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہوجاویں گے پھر وہ پراگندہ غبار (کی طرح) ہوجاویں گے اور تم (یعنی مجموعہ مکلفین ماضیین وموجودین ومستقبلین) تین قسم ہوجاؤ گے (جنکی تفصیل آگے آتی ہے خواص مؤمنین اور عوام مؤمنین۔ اور کفار کہ سورۂ رحمن میں بھی یہی تین قسمیں مذکور ہیں اور آئندہ آیات میں خواص کو مقربین اور سابقین کہا ہے اور عوام مؤمنین کو اصحاب الیمین اور کفار کو اصحاب الشمال اور ان آیات اذا وقعت سے ثلثہ تک میں بعض واقعات نفخہ اولیٰ کے وقت بیان فرمائے ہیں جیسے رجت جیسا شروع سورہ حجر میں آیا ہے اور لیست۔ اور بعض واقعات نفخہ ثانیہ کے وقت کے جیسے خافضۃ رافعۃ اور کنتم ازواجا اور بعض مشترک جیسے اذا وقعت اور لیس لوقعتہا سو چونکہ نفخہ اولیٰ سے نفخہ ثانیہ تک تمام وقت ممتد حکم میں وقت واحد کے ہے اس لیے ہر جزو وقت کو ہر واقعہ کا وقت کہا جاسکتا ہے آگے بعد تقسیم ان تینوں قسم کے احکام کی تفریق ہے اول اجمالاً پھر تفصیلاً کہ تین قسمیں جو مذکور ہوئیں) سو (انمیں ایک قسم یعنی) جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں (مراد اس سے جن کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جاویں گے اور گو یہ مفہوم مقربین میں بھی مشترک ہے لیکن صرف اسی صفت پر اکتفا کرنا مشیر اسطرف ہے کہ انمیں اصحاب الیمین سے زائد کوئی اور صفت قرب خاص کی نہیں پائی جاتی اسطرح مراد اس سے عوام مؤمنین ہوگئے اور اسمیں اجمالاً انکی حالت کا اچھا ہونا بتلادیا آگے فی سدر مخضود الخ سے اس اجمال کی تفصیل کیگئی ہے اور (دوسری قسم یعنی) جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں (مراد اس سے جنکے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جاویں گے یعنی کفار اور اسمیں اجمالاً انکی حالت کا برا ہونا بتلایا آگے فی سموم الخ سے اس اجمال کی تفصیل کی گئی ہے) اور (تیسری قسم یعنی) جو اعلیٰ درجہ کے ہیں وہ تو اعلیٰ ہی درجہ کے ہیں (اور) وہ (خدا تعالیٰ کے ساتھ) خاص قرب رکھنے والے ہیں (اسمیں تمام اعلیٰ درجہ کے بندے داخل ہیں انبیاء اور اولیاء وصدیقین اور کامل متقی اور اس میں اجمالاً انکی حالت کا عالی ہونا

اللغات سموم الناروانظرفی حواشی سورۃ الطور یحموم الدخان والاسود من کل شیء کذا فی القاموس کریم نافع لمن یادی الیہ من اذی الحر وذلک کریم فہناک استعارۃ

قولہ الی میقات یبعض فی او عدی بالی لتضمن الجمع معنی السوق الیہم جمع ہیم بالکسر الابل الذی یرد الہیام بضم الہاء جمع ہیماء کاحمر جمع احمر ۱۲

تبلادیا آگے فی جنات النعیم الخ سے اس اجمال کی تفصیل کی جاتی ہے یعنی یہ (مقرب) لوگ آرام کے باغوں میں ہونگے (جس کی مزید تفصیل علے سریر سے آتی ہے اور درمیان میں اس مفہوم کے مصداق کا تعدد بتلاتے ہیں کہ) اُن (مقربین) کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے (اگلوں سے مراد متقدمین ہیں آدم علیہ السلام سے لیکر حضور صلی اللہ علیہ السلام کے قبل تک اور پچھلوں سے مراد حضور کے وقت سے لیکر قیامت تک کذا فی الدر عن جابر مرفوعا اور متقدمین میں کثرت سابقین اور متاخرین میں قلت سابقین کی وجہ یہ ہے کہ خواص ہر زمانہ میں کم ہوتے ہیں اور متقدمین کا زمانہ بہ نسبت زمانہ امت محمدیہ کے کہ قرب ساعت میں پیدا ہوئے ہیں اطول ہے پس جسقدر خواص اس زمانہ طویل میں ہوئے ہیں جنمیں لاکھ یا دو لاکھ یا کم وبیش انبیاء بھی ہیں باقتضائے عادت زمانہ قصیرہ میں اُن سے کم ہی ہوں گے۔ آگے اس نعیم کی تفصیل ہے کہ) وہ (مقرب) لوگ سونے کے تاروں سے بُنے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے (کذا فی الدر فی تفسیر موضونۃ عن ابن عباس اور) اُن کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لیکر آمد و رفت کیا کرینگے آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جاویگا (و مرتحقیقہ فی الصافات) نہ اُس سے اُنکو دردسر ہوگا اور نہ اُس سے عقل میں فتور آویگا (و مرایضا فی الصافات) اور میوے جنکو وہ پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو اُنکو مرغوب ہو اور اُن کے لیے گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہونگی (مراد حوریں ہیں جنکی رنگت ایسی صاف شفاف ہوگی) جیسے (حفاظت سے) پوشیدہ رکھا ہوا موتی یہ اُنکے اعمال کے صلہ میں ملیگا (اور) وہاں نہ بک بک سنیں گے اور نہ کوئی بیہودہ بات (سنیں گے یعنی شراب پی کر یاویسے بھی یہ اُمور مکدر للعیش نہ پائے جاوینگے) بس (ہر طرف سے) سلام ہی سلام کی آواز آویگی (کقولہ تعالیٰ والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم۔ وقولہ تعالیٰ تحیتہم فیہا سلام جو کہ دلیل اکرام ہے غرض روحانی جسمانی ہر طرح کی لذت و مسرت اعلیٰ درجہ کی ہوگی یہ جزاء سابقین کا بیان کیا گیا) اور (آگے اصحاب الیمین کی جزاء کی تفصیل ہے یعنی) جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں (اس اجمال کا اعادہ تفصیل کے قبل اسلیے کیا گیا کہ اس اجمال کو فصل ہو گیا تھا آگے اُنکے اچھے ہونے کا بیان ہے کہ) وہ اُن باغوں میں ہونگے جہاں بے خار بیریاں ہونگی اور تہ بتہ کیلے ہونگے اور لمبا لمبا سایہ ہوگا اور چلتا ہوا پانی ہوگا اور کثرت سے میوے ہونگے جو نہ ختم ہونگے (جیسے دنیا کے میوے کہ فصل تمام ہونے سے تمام ہو جاتے ہیں) اور نہ اُنکی روک ٹوک ہوگی (جیسے دنیا میں باغ والے اُس کی روک تھام کرتے ہیں) اور اونچے اونچے فرش (کیونکہ جن درجوں میں وہ بچے ہیں وہ درجے بلند ہونگے اور چونکہ مقام خوش عیشی کے ذکر کا ہے اور خوش عیشی بدون عورتوں کے کامل نہیں ہوتی اسطور پر ان اسباب عیش کا ذکر دال ہو گیا عورتوں کے ہونے پر بھی لہذا آگے بہشتی عورتوں کی طرف انشاناہن کی ضمیر راجع کر کے اُنکا ذکر فرمایا جاتا ہے کہ) ہم نے (وہاں کی) ان عورتوں کو یہ عام ہے حوروں اور نساء دنیا کو کما فی الروح عن الترمذی وغیرہ مرفوعا ان المنشآت اللاتی کن فی الدنیا عجائز عمشا رمصا غرض ہم نے ان عورتوں کو) خاص طور پر بنایا ہے (جنکی تفصیل آگے ہے) یعنی ہم نے اُنکو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں (یعنی بعد مقاربت کے پھر کنواری ہو جاوینگی کذا فی الدر عن ابی سعید مرفوعا اور) محبوبہ ہیں (یعنی حرکات و شمائل و ناز و انداز و حسن و جمال سب چیزیں اُن کی دلکش ہیں اور اہل جنت کی) ہم عمر ہیں (مرتحقیقہ فی سورۃ ص) یہ سب چیزیں داہنے والوں کے لیے ہیں (آگے اس مفہوم کے مصداق کا تعدد بتلاتے ہیں یعنی) اُن (اصحاب الیمین کا) ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا (بلکہ متاخرین میں اصحاب الیمین متقدمین سے عدد میں اکثر ہونگے چنانچہ احادیث میں مصرح ہے کہ مجموعہ مؤمنین اس امت کا اہم سابقہ کے مجموع مؤمنین سے اکثر ہونگے اور اُس کی یہی صورت ہے کہ اصحاب الیمین زیادہ ہوں کیونکہ خواص مقربین کی اکثریت متقدمین میں خود آسیت بالا سے ثابت ہے اور جب اصحاب الیمین مرتبہ میں مقربین سے کم ہیں تو اُنکی جزا بھی کم ہوگی سو اُس کی توجیہ یہ ہے کہ مقربین کی جزا میں وہ سامان عیش زیادہ مذکور ہے جو اہل شہر کو زیادہ مرغوب ہے اور اصحاب الیمین کی جزا میں وہ سامان عیش زیادہ مذکور ہے جو اہل قریہ کو زیادہ مرغوب ہے پس اشارہ اسطرف ہو گیا کہ انمیں ایسا تفاوت ہوگا جیسا اہل شہر و اہل قریہ میں کذا فی الروح اور (آگے کفار کا اور اُن کے عقاب کا ذکر ہے یعنی) جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے بُرے ہیں (اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ) وہ لوگ آگ میں ہوں گے اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش ہوگا (یعنی سایہ سے ایک جسمانی نفع ہوتا ہے راحت برودت اور ایک روحانی نفع ہوتا ہے لذت و فرحت وہاں دونوں منفی ہونگے یہ وہی دھواں ہے جسکا ذکر اوپر سورہ رحمان میں آیا ہے ونحاس آگے اس عقاب کی وجہ ارشاد ہے کہ) وہ لوگ اس کے قبل (یعنی دنیا میں) بڑی خوش حالی میں رہتے تھے اور (اُس خوش حالی کے غرہ میں) بڑے بھاری گناہ (یعنی شرک و کفر) پر اصرار کیا کرتے تھے (مطلب یہ کہ ایمان نہیں لائے تھے) اور (آگے اُنکے ایک کفر کا بیان ہے جسکو زیادہ دخل ہے عدم طلب حق میں یعنی وہ) یوں کہا کرتے تھے کہ جب ہم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں (ہوکر) رہ گئے تو کیا (اس کے بعد) ہم دوبارہ

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ

ہم نے تمکو پیدا کیا ہے تو پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو منی پھینکتے ہو اسکو تم آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں ہم نے تمہارے درمیان میں موت کو

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى

ٹھیرا رکھا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری جگہ تو اور تم جیسے پیدا کردیں اور تمکو ایسی صورت میں بنادیں جن کو تم جانتے بھی نہیں اور تم کو اول پیدائش کا علم حاصل ہے

فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا

پھر تم کیوں نہیں سمجھتے اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو کچھ بوتے ہو اسکو تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو اسکو چوراچورا کردیں

فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ۝

پھر تم متعجب ہوکر رہجاؤ کہ ہم پر تاوان ہی پڑگیا بلکہ بالکل ہی محروم رہ گئے اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو

زندہ کیے جاویں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی زندہ ہوں گے۔ چونکہ منکرین قیامت میں بعض کفار پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھے اس لیے اس کے متعلق ارشاد ہوا کہ آپ کہدیجیے کہ سب اگلے اور پچھلے جمع کیے جاوینگے ایک معین تاریخ کے وقت پر پھر جمع ہونیکے بعد) تمکو ای گمراہو جھٹلانے والو درخت زقوم سے کھانا ہوگا پھر اس سے پیٹ بھرنا ہوگا پھر اسپر کھولتا پانی پینا ہوگا پھر پینا بھی پیاسے اونٹوں کا سا رغرض) ان لوگوں کی قیامت کے روز یہ دعوت ہوگی ف ولدان یعنی غلمان کے بارہ میں قول راجح جسکو خازن نے صحیح اور حق کو اسمیں منحصر کہا ہی یہ ہے کہ وہ ایک مستقل مخلوق ہیں مثل حور کے اور ولدان میں معنے ولادت کے ماخوذ نہیں اور حکمت انکے خادم بنانے میں محض فرحت ہی بلا شبہوت۔ اور مقربین و اصحاب الیمین کے باب میں جو اولین و آخرین آیا ہی اسکی تفسیر منصور وہی ہے جو تقریر ترجمہ میں مع دلیل اختیار کیگئی اور بعض روایات میں جو آیا ہے ہما جمیعا من ہذہ الامۃ یہ اسطور پر مؤول ہی کہ مقصود تفسیر آیت کی نہو بلکہ مطلب یہ ہو کہ جسطرح قرآن میں مذکور ہے کہ اولین میں مقربین زیادہ ہیں اور آخرین میں کم اسیطرح خود اس امت میں بھی یہی نسبت ہوگی کہ قرون اولے میں مقربین زیادہ ہونگے اور متاخرین میں کم گو یہ قرآن کا مدلول نہ ہو خوب سمجھ لو۔ اور اسیطرح قلیل من الآخرین کا مقربین کے بارہ میں ہونا اور ثلۃ من الآخرین کا اصحاب الیمین کی شان میں ہونا بھی صاف مدلول قرآنی ہی پس بعض روایات میں جو آیا ہے کہ جب قلیل من الآخرین نازل ہوا تو صحابہ کو شاق ہوا کہ امت محمدیہ میں سے قلیل ہی ہونگے اسپر ثلۃ من الآخرین نازل ہوا الخ اور اس روایت سے شبہہ ہوتا ہی کہ قلیل اور ثلۃ کا مصداق ایک ہی ہی تو یہ بھی اسطرح مؤول ہی کہ صحابہ نے اول مقربین کے بارہ میں جو قلیل من الآخرین سنا تو یہ گمان ہوا کہ شاید یہی نسبت امم سابقہ اور اس امت کے عوام مؤمنین میں بھی ہو کہ انہیں سے زیادہ ہوں اور اس امت میں کم اسلیے دوسری آیت میں بتلادیا گیا کہ وہ نسبت مقربین میں ہی اور اصحاب الیمین میں دوسری نسبت ہے اور اس روایت میں جو آیا ہی فنسخت و قلیل من الآخرین تو نسخ جیسا کہ اسکے بقرہ تفسیر آیت ما ننسخ من آیۃ الخ میں گذرا ہے سلف کی اصطلاح میں اصطلاح متکلمین سے عام معنے میں استعمال ہوتا تھا یعنی توضیح مراد اور رفع اشتباہ کو بھی نسخ کہتے تھے۔ اور جہنم و جحیم کے متعلق ایک تحقیق سورہ مؤمن کے اخیر میں گذری ہی۔ اور اتراب کی تحقیق سورہ ص میں گذری ہی ربط اور علت عقاب میں کفار کا شرک کفر و انکار بعث نقل فرمایا ہے آگے بعض تصرفات الٰہیہ کی تذکیر سے اس کفر و انکار کا ابطال اسطرح فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ تصرفات وجوہ نعمت بھی ہیں پھر کفر و شرک کیسے کرتے ہو اور یہ تصرفات دلائل قدرت بھی ہیں پھر امکان بعث کے کیسے منکر ہوتے ہو۔

تزییف انکار توحید و بعث ببیان بعض تصرفات الٰہیہ

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ۝

اللغات بمسبوقین عاجز ہیں و لما استلزم عدم المسبوقیۃ القلۃ والقدرۃ عدی بعلی تنقد بالکلام کذا ما نحن بمسبوقین بل نحن قادرون علی ان نبدل الخ الحرث العمل فی الارض الذی سمی الاثبات تفکھون تعجبون۔

البلاغۃ قولہ افرءیتم فرد بدیع فی مواضع۔ الغار للتعجیب فی السوال التقریری الناشی من قولہ خلقناکم قولہ افرءیتم ما تمنون الخ قدم امر خلق الانسان من نطفۃ لان النطفۃ فی ذلک قبل النعمۃ

فی الثلثۃ بعد ذکر بعدہ مایہ قوام الانسان من فائدۃ الحرث وہو الطعام الذی لایستغنی عنہ الحی فی الجملۃ بخلاف الماء الذی یجیز تیمم الحاج بعدہ وجود الماء لبعض الناس بعد الحصول الماء لبعض بہ فلذا ذکر بعدہ ذکر الماء الذی یجیز تیمم الحاج بعدہ وجود الماء وقال بعضہم ان تقدیم امر الماء علی امر النار لان الاحتیاج الیہ اشد واکثر والانتفاع بہ اعم وانفع منفعۃ کون النار تتاعا عن کونہ ثمانیۃ کرۃ للتنبیہ علی ان الاہم ہو النفع الاخروی کذا فی الروح بتغییر ترتیب ۱۲

ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ

اُسکو بادل سے تم برساتے ہو ۔۔۔ یا ہم برسانے والے ہیں ۔۔۔ اگر ہم چاہیں اُسکو کڑوا کر ڈالیں ۔۔۔ سو تم شکر کیوں نہیں کرتے ۔۔۔ اچھا پھر یہ تبلاؤ جس آگ کو تم

تُوْرُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۝ فَسَبِّحْ

سلگاتے ہو ۔۔۔ اُس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے ۔۔۔ یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ۔۔۔ ہم نے اُسکو یاد دہانی کی چیز اور مسافروں کے فائدہ کی چیز بنایا ہے ۔۔۔ سو اپنے

ع ۲ ۳۶ ۱۵ پنجم

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝

عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجیے

ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ (آیت ۷۴)

ہم نے تمکو (اول بار) پیدا کیا ہے (جسکو تم بھی تسلیم کرتے ہو) تو پھر تم (باعتبار اس کے نعمت ہونے کے توحید کی اور باعتبار اس کے دلیل قدرت علی الاعادہ ہونے کے بعث کی) تصدیق کیوں نہیں کرتے (آگے اس خلق کی پھر خلق اسباب بقاء کی تفصیل وتذکیر ہے یعنی) اچھا پھر یہ تبلاؤ تم جو (عورتوں کے رحم میں) منی پہونچاتے ہو اسکو تم آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں (اور ظاہر ہے کہ ہم ہی بناتے ہیں اور) ہم ہی نے تمہارے درمیان میں موت کو (معین وقت پر) ٹھیرا رکھا ہے (مطلب یہ کہ بنانا اور اُس بنائے ہوئے کو ایک وقت خاص تک باقی رکھنا یہ سب ہمارا ہی کام ہے آگے یہ تبلاتے ہیں کہ جیسا احداث وابقاء ذات ہمارا فعل ہے اسی طرح ابقاء تمہاری صورت کا جو کہ مدار ہے تمہارے انتفاع کا اپنی ذات سے نیز ہمارا ہی فعل ہے اور) ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری جگہ تو اور تم جیسے (آدمی) پیدا کردیں اور تم کو ایسی صورت میں بنادیں جنکو تم جانتے بھی نہیں (یعنی مثلاً آدمی سے جانور کی صورت میں مسخ کردیں جسکا گمان بھی نہو) اور (آگے تنبیہ ہے امر مذکور سے استدلال پر یعنی) تمکو اول پیدائش کا علم حاصل ہے کہ وہ ہماری قدرت سے ہے) پھر تم کیوں نہیں سمجھتے (کہ سمجھکر اس نعمت کا شکر یعنی توحید بجالاؤ اور بعث پر بھی استدلال کرو۔ آگے ایک دوسری تنبیہ ہے یعنی) اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو کچھ (تخم وغیرہ) بوتے ہو اُس کو تم اُگاتے ہو یا ہم اُگانے والے ہیں (یعنی زمین میں ڈالنے میں تو تمکو کچھ دخل ہے بھی لیکن اُسکو زمین سے نکالنا یہ کسکا فعل ہے۔ آگے اس ایجاد کے موقوف علی القدرۃ ہونے کے بعد اُس سے منتفع ہونے کا موقوف علی القدرۃ ہونا تبلاتے ہیں جیسا اوپر بھی فرمایا تھا یعنی) اگر ہم چاہیں تو اُس (پیداوار) کو چورا چورا کردیں (یعنی دانہ کچھ نہ پڑے پتی خشک ہو کر ریزہ ریزہ ہوجاوے) پھر تم متعجب ہو کر رہجاؤ کہ (ایکے تو) ہمپر تاوان ہی پڑگیا (یعنی سرمایہ میں نقصان آگیا اور نقصان کیا) بلکہ بالکل ہی محروم رہگئے (یعنی سارا ہی سرمایہ گیا گذرا۔ آگے تیسری تنبیہ ہے یعنی) اچھا پھر یہ تبلاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو اس کو بادل سے تم برساتے ہو یا ہم برسانے والے ہیں (آگے پھر اسی انتفاع کا موقوف علی القدرۃ ہونا ارشاد ہے کہ) اگر ہم چاہیں اُسکو کڑوا کر ڈالیں تو تم شکر کیوں نہیں کرتے (جسکی فرد اعظم توحید و ترک کفر ہے۔ آگے چوتھی تنبیہ ہے یعنی) اچھا پھر یہ تبلاؤ جس آگ کو تم سلگاتے ہو اسکے درخت کو (جسمیں سے یہ جھڑتی ہے جسکا بیان آخر سورہ یٰس میں آچکا ہے اور اسطرح جس ذرائع سے یہ پیدا ہوتی ہے اُن ذرائع کو) تمنے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ہم نے اُسکو (آتش دوزخ کی یا اپنی قدرت عجیبہ کی) یاد دہانی کی چیز اور مسافروں کے فائدہ کی چیز بنایا ہے (کہ اول دینی فائدہ اور دوسرا دنیوی اور تخصیص مسافر کی حصر کے لیے نہیں بلکہ سفر میں آگ کیاب ہونے سے ایک شئ عجیب ہوتی ہے اور متاعا میں اشارہ ہوگیا اُسی توقف انتفاع علی القدرۃ کی طرف) سو (جس کی ایسی قدرت ہے) اپنے (اُس) عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح (وتحمید) کیجیے (کہ کمال ذات وصفات مقتضی استحقاق حمد وثنا ہیں۔ اور نام کی تسبیح وغیرہ کی تحقیق آیہ اخیرہ سورہ رحمان میں گذر چکی) ف یہ سب امور نعم موجبہ للتوحید بھی ہیں اور دلائل موجبہ لاعتقاد القدرۃ علی البعث بھی ہیں ربط اوپر توحید وبعث پر دلائل عقلیہ بیان کیے گئے جن سے توحید کا وجوب اور بعث کا امکان ثابت ہوگیا چونکہ بعد امکان کے اصل مطلوب بعث وقوع ہے اور اُسمیں دلیل عقلی کے ساتھ دلیل نقلی دال علی الوقوع کے انضمام کی ضرورت ہے اور جن مضامین میں تنبیہ اُسکے امکان عقلی پر کیگئی ہے جسطرح قرآن اُنکو مشتمل ہے اسطرح نصوص علی الوقوع کو بھی مشتمل ہے کہ اُنکا انضمام دلالت علی الوقوع کے لیے کافی ہے مگر اُنکو قرآن میں بھی کلام تھا اس لیے آگے قرآن کی حقانیت اور پھر بعث ومجازاۃ کا وقوع

اللغات تورون فی القاموس وریت النار وریا انقدت للمقوین الداخلین فی القواء وہی القفراء الارض الخالیۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ لو نشاء جعلناہ اجاجا فلولا تشکرون اطنب فی الکلام من جواب لو لہذا لان الکلام المجرد التالیہ فانہ دلت فی آیۃ المطعوم ودون المشروب للدلالۃ علی ان المرہ ان لم یفقد بفقدہ اشد واصعب من قبل ان یفقد بفقدہ

فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُومِ ﴿۷۵﴾ وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿۷۶﴾ إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ﴿۷۷﴾ فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهُۥٓ

سو میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے چھپنے کی اور اگر تم غور کرو تو یہ ایک بڑی قسم ہے کہ یہ ایک بزرگ قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے کہ اسکو بجز پاک فرشتوں

إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿۷۹﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿۸۰﴾ أَفَبِهَٰذَا ٱلْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ

کوئی ہاتھ نہیں لگانے پاتا یہ رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے سو کیا تم لوگ اس کلام کو سرسری بات سمجھتے ہو اور تکذیب کو اپنی غذا

أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ ٱلْحُلْقُومَ ﴿۸۳﴾ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴿۸۵﴾

بنا رہے ہو سو جس وقت روح حلق تک آپہونچتی ہے اور تم اسوقت تکا کرتے ہو اور ہم اُس شخص کے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم سمجھتے نہیں ہو

فَلَوْلَآ إِن كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُونَهَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿۸۷﴾ فَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ ﴿۸۹﴾

تو اگر تمہارا حساب کتاب ہونے والا نہیں ہے تو تم اُس روح کو پھر کیوں نہیں لوٹا لیتے ہو اگر تم سچے ہو پھر جو شخص مقربین میں سے ہوگا اُس کے لیے تو راحت ہے اور غذا میں ہیں

وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿۸۹﴾ وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ﴿۹۰﴾ فَسَلَٰمٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ﴿۹۱﴾ وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ ٱلْمُكَذِّبِينَ

اور آرام کی جنت ہے اور جو شخص داہنے والوں میں سے ہوگا تو اُس سے کہا جاویگا کہ تیرے لیے امن وامان ہے کہ تو داہنے والوں میں سے ہے اور جو شخص جھٹلانے والوں

ٱلضَّآلِّينَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ﴿۹۳﴾ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿۹۴﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ ٱلْيَقِينِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ ﴿۹۶﴾

گمراہوں میں سے ہوگا تو کھولتے ہوئے پانی سے اسکی دعوت ہوگی اور دوزخ میں داخل ہونا ہوگا بیشک یہ یقینی یقینی بات ہے سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجیے

اور کسی قدر تفصیل مختصر جسپر سورت مبسوطاً مشتمل تھی ارشاد فرماتے ہیں اور دلالت علی البعث کے ساتھ یہ مضمون دال علے التوحید بھی ہے۔

حقیقت قرآن کریم وتحقیق وقوع یوم عظیم

فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ ٱلنُّجُومِ ﴿۷۵﴾ وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿۷۶﴾ إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ﴿۷۷﴾ فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿۷۹﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿۸۰﴾ أَفَبِهَٰذَا ٱلْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ ٱلْحُلْقُومَ ﴿۸۳﴾ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ إِن كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُونَهَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿۸۷﴾ فَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ ﴿۸۹﴾ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿۸۹﴾ وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ﴿۹۰﴾ فَسَلَٰمٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْيَمِينِ ﴿۹۱﴾ وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ ٱلْمُكَذِّبِينَ ٱلضَّآلِّينَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ﴿۹۳﴾ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿۹۴﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ ٱلْيَقِينِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ ﴿۹۶﴾ اور دلائل عقلیہ سے امکان بعث کے ثابت ہونے کے بعد قرآن سے جو اسکا وقوع ثابت ہے اور تم اُس قرآن کو

اللغات صراتع من الوقوع بمعنے السقوط مصدر میمی وجمع باعتبار کثرۃ النجوم۔ قولہ مدھنون متہاونون یکمن یدھن فی الامرای یلین جانبہ ولا یتصلب فیہ تہاونا بہ واصل الادہان کما قیل حمل الادیم ونحوہ مد ہونا لنبیٔ من الدہن ویراد بہ اللین المعنوی علی التجوز ۱۲

النحو انہ لقرآن راجع الے القرآن بقرینۃ المقام لا یمسہ وصف للکتاب مکنون۔ قولہ ای فلکم بتقدیر قبلہ مضاف ای فکم رزقکم وما حملتہ ہو بمعنے حق قولہ بلغت ای الروح اذ النفس دل علیہ المقام۔ قولہ فلولا ان کنتم فی المجالین فلولا الثانیۃ تاکید للاولی واذا ظرف لترجعون المتعلق بہ الشرط المحض بلا ترجعونہا ان تقیم البعث صادقین فی نفیہ۔ قولہ فروح ای فلہ روح مقولہ فسلام لک یقدر بالقول من اصحاب الیمین جبرا لمقدر فتقدیر الکلام ہکذا فیقال لہ سلام لک لانک من اصحاب الیمین۔ قولہ فنزل ای فلہ نزل۔ قولہ حق الیقین الاضافۃ بمعنے من کما فی المدارک ای الحق الثابت من الیقین ۱۲

البلاغۃ قولہ نحن اقرب ہو من اطلاق السبب وارادۃ المسبب فان القرب اقوی سبب للاطلاع والعلم کذا فی الروح۔ قولہ کان من اصحاب الیمین عبر عنہم بالعنوان السابق اولم یذکر لہم فیما سیئتی وصف مبنی عن شانہم کما ذکر للفریقین الآخرین ولذا عبر عن السابقین بالمقربین وعن اصحاب الشمال بالمکذبین الضالین جمعا وصفوا بہ عند بیان احوالہم لقولہ تعالی ثم انکم ایہا الضالون المکذبون ولما وقع ہنا الکلام بعد تحقیق تکذیبہم ورد ہ علی اتم وجہ لم یرجع الکلام السابق کذلک قدم وصف التکذیب ہنا علی عکس ما تقدم ۱۲

الروایات ذکر فی روایات عدیدۃ نزول آیۃ فلا اقسم الی تکذبون فی العالمین بظاہرہ کذا الکشف لیشکل علیہم العدم ملائمتہ بما قبلہ وتوجیہہ ان الآیۃ کما ہی دالۃ علے البعث والتوبیخ علے انکارہ کذلک ہی دالۃ علے التوحید والتوبیخ علے انکارہ فکان ملائما لکلا الامرین المقام وسبب النزول ۱۲

لطیفہ عجیبہ فی المدارک لیس فی ہذہ السورۃ الثلاث ذکر لفظ اللہ واقعت الرحمن الواقعۃ اہ واللہ اعلم بأسرارہ اقول ومن اللطائف ان سورۃ المجادلۃ لا تخلو آیۃ من آیاتہا عن لفظ اللہ واللہ اعلم بأسرارہ ۱۲

نہیں مانتے) سو میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے چھپنے کی اور اگر تم غور کرو تو یہ ایک بڑی قسم ہے (اور قسم اس بات پر کھاتا ہوں) کہ یہ (قرآن جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا ہے بوجہ منزل من اللہ ہونے کے) ایک مکرم قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں (پہلے سے) درج ہے (اور وہ لوح محفوظ ایسی ہے) کہ اسکو بجز پاک فرشتوں کے (کہ گناہوں سے بالکلیہ پاک ہیں) کوئی (شیطان وغیرہ) ہاتھ نہیں لگانے پاتا (اسکے مضامین پر مطلع ہونا چہ معنی پس وہاں سے یہاں خاص طور پر آنا فرشتے ہی کے ذریعہ سے ہے اور یہی نبوت ہے اور شیاطین اسکو نہیں لا سکتے کہ احتمال کہانت وغیرہ قادح نبوت ہو کقولہ تعالیٰ نزل بہ الروح الامین وقولہ تعالیٰ وما تنزلت بہ الشیاطین اس سے ثابت ہوا کہ) یہ رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے (جو کہ اشارۃ کریم کا مدلول تھا۔ یہاں ستاروں کے چھپنے کی قسم مفہوماً و توجیہاً ایسی ہے جیسے شروع سورہ والنجم میں جسکا وہاں بیان ہو چکا ہے جس میں ستاروں کا باعتبار غروب کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موصوف بالنبوۃ اور منار الہدی ہونے کا نظیر ہونا بھی بیان ہوا ہے جو کہ مقصود مقام ہے اور قسمیں جتنی قرآن میں ہیں بوجہ دلالت علی المطلوب کے سب ہی عظیم ہیں لیکن کہیں کہیں مطلوب کے خاص اہتمام اور اسپر زیادہ متنبہ کرنے کے لیے عظیم ہونے کی تصریح بھی فرمادی ہے کما ہنا والفجر حاصل مقام کا اجمالاً وہ ہے جو تفصیلاً اخیر رکوع سورۂ شعراء میں ارشاد ہوا ہی) سو (جب اسکا منزل من اللہ ہونا ثابت ہوا تو) کیا تم لوگ اس کلام کو سرسری بات سمجھتے ہو (یعنی اسکو واجب التصدیق نہیں جانتے) اور (اس مداہنت سے بڑھکر یہ کہ) تکذیب کو اپنی غذا بنا رہے ہو (اور اس لیے توحید و وقوع قیامت کا بھی انکار کرتے ہو) سو اگر یہ انکار حق ہو تو (حسوقت رمرنے کے قریب کسی شخص کی) روح حلق تک آ پہونچتی ہے اور تم اسوقت (بیٹھے حسرت آلود نگاہ سے) تکا کرتے ہو اور ہم (اسوقت) اس (مرنے والے) شخص کے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں (یعنی تم سے بھی زیادہ اس شخص کے حال سے واقف ہوتے ہیں کیونکہ تم تو صرف ظاہری حالت دیکھتے ہو اور ہم اُس کی باطنی حالت پر بھی مطلع ہوتے ہیں) لیکن (ہمارے اس قرب علمی کو بوجہ شوب جہل و کفر کے) تم سمجھتے نہیں ہو تو (فی الواقع) اگر تمہارا حساب کتاب ہونا نہیں ہے (جیسا تمہارا زعم ہے) تو تم اُس روح کو (بدن کی طرف) پھر کیوں نہیں لوٹا لاتے ہو (جسکی اُسوقت تمکو تمنا بھی ہوا کرتی ہے) اگر (اس نفی بعث و حساب میں) تم سچے ہو (مطلب یہ کہ قرآن صادق ہے اور وہ وقوع بعث کا ناطق ہے پس مقتضی وقوع متحقق ہوا اور مانع کوئی امر ہے نہیں پس وقوع ثابت ہو گیا اور اسپر بھی تمہارا انکار اور نفی کیے چلا جانا بدلالت حال اس کو مستلزم ہے کہ گویا تم روح کو اپنے بس میں سمجھتے ہو کہ گویا قیامت میں خدا دوبارہ روح ڈالنا چاہے جیسا مقتضی قرآن کا ہے مگر ہم نہ ڈالنے دینگے اور بعث نہ ہونے دیں گے جب ہی تو ایسی زور سے نفی کرتے ہو ورنہ جو اپنے کو عاجز جانے وہ دلائل وقوع کے بعد ایسے زور کی بات کیوں کہے سو اگر تم اپنے بس میں سمجھتے ہو تو ذرا اپنا زور اُسی وقت دکھلا دو جبکہ قریب الموت کے بقاء حیوۃ کے متمنی بھی ہوتے ہو اور دیکھ دیکھ کر رحم بھی آتا ہو دل گیر بھی ہوتے ہو اور وہ زور دکھلانا یہ کہ اس روح کو نکلنے نہ دو بدن میں لوٹا دو جب اسپر بس نہیں تو منع بعث پر بھی بس نہ ہوگا کیونکہ حق تعالیٰ کے ان دونوں تصرف میں امر مشترک واحد ہے فعل روح ایک میں من الداخل الی الخارج دوسرے میں من الخارج الی الداخل پس ایک میں تمہارا عاجز ہونا بعینہ دوسرے میں عاجز ہونا ہے پھر ایسے لاطائل دعوے کیوں کرتے ہو اور چونکہ مقام ہے نفی قدرت کا اور نفی علم مستلزم ہے نفی تعلق قدرت کو اس لیے سخن اقرب جملہ معترضہ میں اُنکے علم تام کی نفی فرمادی اور چونکہ یہ دلیل کافی اُنکے لیے شافی نہ ہوئی اس لیے لابتصرفون میں توبیخ بھی فرمادی اور چونکہ اس تقریر سے اثبات قدرت بھی ہوا اس لیے بعث کے ساتھ یہ توحید پر بھی دال ہے آگے کیفیت مجازاۃ کی ارشاد ہے یعنی یہ تو ثابت ہو چکا کہ قیامت اپنے وقت پر ضرور آوے گی) پھر (جب قیامت واقع ہوگی تو) جو شخص مقربین میں سے ہوگا (جنکا ذکر اوپر آیا ہے والسابقون الخ) اُس کے لیے تو راحت ہے اور (فراغت کی) غذائیں ہیں اور آرام کی جنت ہے اور جو شخص داہنے والوں میں سے ہوگا (جنکا ذکر اوپر آیا ہے اصحاب الیمین الخ) تو اُس سے کہا جاویگا کہ تیرے لیے (ہر آفت اور خطرہ سے) امن و امان ہے کہ تو داہنے والوں میں سے ہے اور یہ کہنا خواہ ابتداءً ہو اگر فضل باتوبہ کے سبب اول ہی مغفرت ہو جاوے یا انتہاءً ہو اگر بعد سزا کے مغفرت ہو اور یہاں روح و ریحان کا ذکر نہ فرمانا نفی کے لیے نہیں بلکہ اشارہ اسطرف ہے کہ یہ سابقین سے ان امور میں کم ہوگا) اور جو شخص جھٹلانے والوں (اور) گمراہوں میں سے ہوگا تو کھولتے ہوئے پانی سے اُسکی دعوت ہوگی اور دوزخ میں داخل ہونا ہوگا بیشک یہ (جو کچھ مذکور ہوا) تحقیقی یقینی بات ہے سو (جسکے یہ تصرفات ہیں) اپنے (اُس) عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح (و تحمید) کیجیے (و قد مر آنفا) ف لامیہ کی تقدیر میں خاص طور پر کی قید اس لیے ہے کہ مطلق اطلاع لوح محفوظ پر بواسطہ کشف یا اخبار ملک کے مستلزم نبوت نہیں اگر یہ مسلم ہو کہ غیر نبی کے لیے ایسا ہو سکتا ہے ورنہ اس قید ہی کی حاجت نہیں۔

الحمد للہ کہ تفسیر سورۂ واقعہ کی ختم ہوئی آگے سورۂ حدید کی تفسیر آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی ان القرآن جو پیغمبر الی منزل من اللہ الخ اشارۃ الی تغایر اسم ان وخبرہ بالعینیۃ بعید تکلم

سورۃ الحدید مدنیۃ وھی تسع وعشرون ایۃ | بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے اُسی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی وہی حیات دیتا ہے اور موت دیتا ہے

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور وہی ہر چیز پر قادر ہے وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے اور وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے وہ ایسا ہے کہ اُس نے آسمانوں

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ

اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر تخت پر قائم ہوا وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمان سے اُترتی ہے

السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو اور وہ تمہارے سب اعمال کو بھی دیکھتا ہے اُسی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

اور اللہ ہی کی طرف سب امور لوٹ جاویں گے وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور وہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دل کی باتوں کو جانتا ہے

سورۃ الحدید مدنیۃ الا صدھا الی قولہ مستخلفین الایۃ فانہ مکی کما فی الروح وھی تسع وعشرون ایۃ

ربط سورت سابقہ کا خاتمہ اور اس سورت کا فاتحہ دونوں تسبیح پر مشتمل ہیں وہاں امر تھا یہاں خبر ہے اور مقصود اس خبر سے مع خبر دوسرے افعال و صفات کے اثبات توحید ہے **اثبات توحید** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں (مخلوقات) ہیں (خواہ قالاً خواہ حالاً) اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے اُسی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی وہی حیات دیتا ہے اور (وہی ممات دیتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے وہی (سب مخلوق سے) پہلے ہے اور وہی (سب کے فنا ذاتی یا صفاتی سے) پیچھے (بھی رہیگا یعنی آئندہ عدم سابق طاری نہ ہوگا جیسا سب مخلوق پر وقوعاً ہوا ہے اور نہ عدم لاحق طاری ہوگا خواہ وقوعاً جیسا فنا عالم کے وقت مخلوق پر ہوگا خواہ مرتبہ ذات میں جو باوجود خلود اہل جنت و اہل نار کے بھی سب پر ہوگا کیونکہ مخلوق ابدی بھی ممکن ہی ہے اور ممکن مرتبہ ذات میں عاری ہے وجود سے اُس عدمی کے وقت بھی حق تعالےٰ کے لیے وجوب وجود ثابت ہے پس بایں معنے سب سے آخر وہی ہے) وہ (قدم بعض من ہذا فی قولہ تعالیٰ کل شئ ہالک) اور وہی (مطلق وجود کے اعتبار سے دلائل سے نہایت) ظاہر ہے اور وہی (کنہ ذات کے اعتبار سے نہایت) مخفی ہے (یعنی کوئی اُس کی ذات کا ادراک نہیں کر سکتا) اور (گو وہ خود تو ایسا ہے کہ مخلوق کو من وجہ معلوم ہے اور من وجہ غیر معلوم لیکن مخلوق سب من کل الوجوہ اسکو معلوم ہے اور) وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے (اور) وہ ایسا (قادر) ہے کہ اُس نے آسمان اور زمین کو چھ روز کی مقدار زمانہ میں پیدا کیا پھر تخت (شاہی) پر قائم ہوا (یہ کنایہ ہے تنفیذ احکام سے اور) وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے (مثلاً بارش) اور جو چیز اُس میں سے نکلتی ہے (مثلاً نباتات) اور

الروایات روی مسلم قال صلے اللہ علیہ وسلم انت الظاہر فلیس فوقک شئ و انت الباطن فلیس دونک شئ الحدیث۔ والمراد لیس فوقک شئ فی الظہور ای انت اظہر من کل شئ او انت الباطن فلیس دونک ای وراک واجد منک فی البطون شئ ای انت البطن من کل شئ لانہ لا یمکن اصلا معرفۃ حقیقتک ۱۲

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ

تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس مال میں تم کو اُس نے دوسروں کا قائم مقام بنایا ہے اُس میں سے خرچ کرو سو جو لوگ تم میں سے ایمان لے آویں اور خرچ کریں اُنکو بڑا ثواب ہوگا اور تمہارے

لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ

لیے اسکا کون سبب ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تمکو اس بات کی طرف بلا رہے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور خود خدا نے تم سے عہد لیا تھا اگر تمکو ایمان لانا ہو وہ ایسا ہے کہ اپنے بندہ پر صاف

عَلٰي عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا

صاف آیتیں بھیجتا ہے تاکہ وہ تم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاوے اور بیشک اللہ تعالےٰ تمہارے حال پر بڑا شفیق مہربان ہے اور تمہارے لیے اسکا کون سبب ہے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ سب آسمان اور زمین اخیر میں اللہ ہی کا رہیگا جو لوگ فتح مکہ سے پہلے خرچ کر چکے اور لڑ چکے برابر نہیں وہ لوگ درجہ میں اُن لوگوں سے

ع ۱۱ ۱۲ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

بڑے ہیں جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور لڑے اور اللہ تعالےٰ نے بھلائی کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب حال کی پوری خبر ہے

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝

کوئی شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض کے طور پر دے پھر خدا تعالیٰ اُسکو اس شخص کیلیے بڑا بناتا چلا جاوے اور اُس کے لیے اجر پسندیدہ ہے

جو چیز آسمان سے اُترتی ہے اور جو چیز اُس میں چڑھتی ہے (مثلاً ملائکہ کہ نزول و عروج کرتے ہیں اور مثلاً احکام جنکا نزول ہوتا ہے اور اعمال جنکا صعود ہوتا ہے) اور (جسطرح ان چیزوں کا اُسکو علم ہے اسیطرح تمہارے تمام احوال کا بھی اُسکو علم ہے چنانچہ) وہ (علم و اطلاع کے اعتبار سے) تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو (یعنی تم کسی جگہ اُس سے مخفی نہیں رہ سکتے) اور وہ تمہارے سب اعمال کو بھی دیکھتا ہے اُسی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف سب امور (جو بہر یہ وعرضیہ) لوٹ جاویں گے (یعنی قیامت میں سب پیش ہو جاویں گے اسمیں توحید کے ساتھ ضمناً بعث کا بھی اثبات ہو گیا اور اوپر لہ ملک السموات الخ سے تقریر احیاء و اماتت کے لیے ہوا اور یہاں تحقیق بعث و احادہ کے لیے پس تکرار نہیں ہے) وہی رات (کے اجزاء) کو دن میں داخل کرتا ہے (جس سے دن بڑھ جاتا ہے) اور وہی دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کرتا ہے (جس سے رات بڑی ہو جاتی ہے) اور (اس قدرت کے ساتھ اُسکا علم ایسا ہے کہ) وہ دل کی باتوں (تک) کو جانتا ہے ربط اوپر توحید کا اثبات تھا آگے آمنوا باللہ میں اس توحید کے قبول کرنے کا امر اور اُس کے ساتھ رسول پر ایمان لانے کا امر کہ بدون اُسکے رسول کی خبر سننے والوں کے لیے توحید منجی نہیں اور اس حکم اصلی کے ساتھ ایک حکم فرعی یعنی انفاق فی سبیل اللہ کا امر کہ علامت ہے کمال ایمان باللہ و بالرسول کی و نیز معین ہے اشاعۂ اسلام میں جو اعظم مقصود ہے انفاق فی سبیل اللہ بمعنے الجہاد کا جیسا انفق کے ساتھ قاتل کا لانا اسکا قرینہ ہے جس سے حاصل مقام یہ ہوگا کہ خود بھی ایمان لاؤ اور دوسروں کے ایمان لانے کے واسطے بھی کوشش کرو اور ان اوامر کے ساتھ ان کے فعل پر اجر و کرامت اور ترک پر ملامت ارشاد ہے۔

ایجاب ایمان باللہ والرسول وانفاق فی سبیل اللہ

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰي عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ * تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور (ایمان لاکر) جس مال میں تمکو اُسنے دوسروں کا قائم مقام بنایا ہے اُس میں سے (اُسکی راہ میں) خرچ کرو (اس عنوان استخلاف میں اسطرف اشارہ ہے کہ یہ مال تم سے پہلے اور کسی کے پاس تھا اور اسی طرح تمہارے بعد کسی اور کے ہاتھ میں چلا جاویگا پس جب یہ سدا رہنے والی

یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

جسدن آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دیکھیں گے کہ انکا نور انکے آگے اور انکی طرف دوڑتا ہوگا آج تم کو بشارت ہے ایسے باغوں کی جنکے نیچے سے نہریں جاری ہونگی

چیز نہیں تو اسکو اسطرح جوڑ جوڑ کر رکھنا کہ ضروری مصرف میں بھی خرچ نہ کیا جاوے حماقت محضہ ہی) سو (اس حکم کے موافق) جو لوگ تم میں سے ایمان لے آویں اور (ایمان لاکر اللہ کی راہ میں) خرچ کریں انکو بڑا ثواب ہوگا اور (جو لوگ ایمان نہ لاویں انسے ہم پوچھتے ہیں کہ) تمہارے لیے اسکا کون سبب ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے (اسی میں ایمان بالرسول آگیا) حالانکہ (دو داعی تو یہ ایمان لانے کے موجود ہیں وہ یہ کہ) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم جنکی رسالت دلائل سے ثابت ہے) تمکو اسبات کی طرف بلا رہے ہیں کہ تم اپنے رب پر (حسب تعلیم اُس رب کے) ایمان لاؤ (ایک داعی تو یہ ہوا) اور (دوسرا داعی یہ کہ) خود خدا نے تم سے (ایمان لانیکا میثاق الست میں) عہد لیا تھا (جسکا اجمالی اثر تمہاری فطرت میں بھی موجود ہے) اور رسل مؤیدین بالبراہین نے بھی اُسکی یاددہانی کی سو) اگر تمکو ایمان[۱] لانا ہو (تو یہ دو داعی کافی ہیں ورنہ پھر ایمان لانے کے لیے کس داعی کا انتظار ہے کقولہ تعالیٰ فبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یؤمنون۔ آگے اس مضمون وارسول الخ کی اور شرح ہے کہ) وہ ایسا (رحیم) ہے کہ اپنے بندہ (خاص محمد صلے اللہ علیہ وسلم) پر صاف صاف آیتیں بھیجتا ہے (جو دلالت علی المقصود میں بوجہ حسن عبارت و وصف حقیت میں بوجہ اعجاز نہایت واضح ہیں) تاکہ وہ (بندہ خاص) تمکو (کفر و جہل کی) تاریکیوں سے (ایمان اور علم حقائق کی) روشنی کی طرف لاوے (کقولہ تعالیٰ لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربہم) اور بیشک اللہ تمہارے حال پر بڑا شفیق مہربان ہے کہ اُس نے ایسا رسول مخرج من الظلمات تمہاری طرف بھیجا) اور (اس مضمون میں تو ایمان نہ لانے پر سوال تھا اب عدم انفاق پر ہم پوچھتے ہیں کہ) تمہارے لیے اسکا کون سبب ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ (اسکا بھی ایک قوی داعی متحقق ہے وہ یہ کہ) سب آسمان اور زمین آخیر میں اللہ ہی کا رہ جاویگا (جب سب مالک مرجاوینگے اور وہی رہ جاویگا پس جب سب مال ایک روز چھوڑنا ہے تو خوشی سے کیوں نہ دیا جاوے کہ ثواب بھی ہو۔ اور آسمان کا ذکر کرنا باوجودیکہ کوئی مخلوق اُسکی مالک نہیں شاید اس نکتہ کے لیے ہو کہ جیسے آسمان بلا شرکت اُسکی ملک ہے اسی طرح زمین بھی حقیقۃً تو فی الحال بھی اور مآل میں ظاہراً بھی۔ یہ مضمون متخلفین کی شرح کے طور پر ہو گیا آگے منفقین کے درجات کا تفاضل بتلاتے ہیں کہ گو خرچ کرنا بوجہ مامور بہ ہونے کے ہر ایک کے لیے جو ایمان لاکر خرچ کرے موجب اجر ہے لیکن پھر بھی تفاوت ہے وہ یہ کہ) جو لوگ فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور (فی سبیل اللہ) لڑ چکے (اور جو کہ بعد فتح مکہ کے لڑے اور خرچ کیا دونوں) برابر نہیں (بلکہ) وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے اور (یوں) اللہ تعالےٰ نے بھلائی (یعنی ثواب) کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے (اس لیے ثواب دونوں وقت کے عمل پر دینگے اس لیے جن لوگوں کو موقع فتح کے قبل خرچ کا نہیں ملا ہم انکو بھی ترغیبا کہتے ہیں کہ) کوئی شخص ہے جو اللہ تعالےٰ کو اچھی طرح (یعنی خلوص کے ساتھ) قرض کے طور پر دے پھر خدا تعالےٰ اُس (روئے ہوئے ثواب) کو اُس شخص کے لیے بڑھاتا چلا جاوے اور (مضاعفۃ کیساتھ) اُس کے لیے اجر پسندیدہ (تجویز کیا گیا) ہے (مضاعفۃ سے زیادۃ فی الکم اور کریم سے زیادۃ فی الکیف کی طرف اشارہ ہے) ف اور اس تفاوت قبل الفتح و بعد الفتح کی وجہ روح المعانی میں یہ لکھی ہے کہ قبل فتح نصرت بالنفس والمال کی احتیاج زیادہ تھی کیونکہ مسلمان کم تھے اور اعداء زیادہ تھے اور غنائم وغیرہ کی بھی امید نہ تھی اس لیے انفاق و قتال انفع و اشد علی النفس تھا اور بعد میں ان امور میں تفاوت ہو گیا ربط اوپر ایمان و انفاق فی سبیل اللہ کا امر تھا آگے دو باتیں بتلاتے ہیں ایک یہ کہ ایمان مطلوب و مامور بہ وہ ہے جو کامل ہو یعنی اُسمیں اقرار کے ساتھ تصدیق بھی ہو اور اعمال صالحہ بھی ہوں اس لیے ذکر مؤمنین کے بعد منافقین کا حال اور خسران جنکو تصدیق حاصل نہ تھی اور اُس کے بعد ترک خشوع پر کہ محصل ہے اخلال بالاعمال کا معاتبہ و تحذیر ارشاد ہے اور دوسرا امر اس ایمان کامل کی ادبمقتضائے مقام اُس ایمان کے فروع میں سے انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت اور اُسپر بشارت ذکر کرنا مقصود ہے چنانچہ آیات آیندہ کے اول و آخر میں یہی مضمون ہے اور ہر چند کہ اوپر بھی اجمالاً فضیلت اسکی مذکور ہے لیکن وہاں تبعاً و تقویۃً للامر ہے اور یہاں مقصوداً و استقلالاً ہے پھر عنوان بھی مختلف ہے پس تکرار بھی نرالا اور تعمیم مقابلہ کے لیے درمیان میں منافقین کے ساتھ اور آخر میں مؤمنین کے بعد کفار غیر مقرین و غیر مصدقین کی مذمت و عقوبت کا بیان ہے۔

بشارت مؤمنین و مصدقین و خسارت و مذمت منافقین و کافرین و مذمت غیر خاشعین

یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی ان کنتم موصنین ایمان لانا ہوا تو اخذہ من المدارک والخازن فلا یشکل کون الآیۃ مخاطبا للکفار کما دل علیہ قولہ تعالیٰ لھؤلاء الخ فافہم ۱۲

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ

جنمیں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے جس روز منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ

انکو جواب دیا جاویگا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر روشنی تلاش کرو پھر اُن کے درمیان میں ایک دیوار قائم کردیجاویگی جسمیں ایک دروازہ ہوگا اُسکے اندرونی جانب میں رحمت ہوگی اور بیرونی جانب کی طرف عذاب ہوگا

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ

یہ انکو پکاریں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کہ تھے تو سہی لیکن تمنے اپنے کو گمراہی میں پھنسا رکھا تھا اور تم منتظر رہا کرتے تھے اور تم شک کیا کرتے تھے اور تمکو تمہاری بیہودہ تمناؤں نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا یہانتک کہ حکم

اَمْرُ اللّٰهِ ؕ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ

خدا کا حکم آپہنچا اور تم کو دھوکہ دینے والے نے اللہ کے ساتھ دھوکہ میں ڈال رکھا تھا غرض آج نہ تم سے کوئی معاوضہ لیا جاویگا اور نہ کافروں سے تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی

مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

تمہاری رفیق ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے کیا ایمان والوں کے لیے سزاوار کا وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق نازل ہوا اُسکے سامنے عجز سے جھک جاویں اور اُن لوگوں کی طرح

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ

نہو جاویں جنکو ان کے قبل کتاب ملی تھی پھر اُن پر ایک زمانہ دراز گذر گیا پھر اُن کے دل سخت ہوگئے اور بہت سے آدمی اُنمیں کے کافر ہیں یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اُسکے خشک ہوئے

مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ

پیچھے زندہ کردیتا ہے ہم نے تم سے نظائر بیان کردیئے ہیں تاکہ تم سمجھو بلاشبہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جو اللہ کو خلوص کیساتھ قرض دیتے ہیں اُن صدقوں کے لیے

لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ

بڑھا دیا جاویگا اور اُنکے لیے اجر پسندیدہ ہے اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں اُن کے لیے

ع ۲ ۹ ۱۸

اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾

انکا اجر اور اُنکا نور ہوگا اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَاْوٰىكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلٰىكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾

(وہ دن بھی قابل یاد کرنیکے ہے) جسدن آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دیکھیں گے کہ اُن کا نور اُن کے آگے اور اُن کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا (یہ نور پل صراط پر سے گذرنے کے لیے اُن کے ہمراہ ہوگا

اللغات انظرونا انتظروا فتستقرض من القنية بمعنى الاضلال الامداد الغاية

النحو قوله يوم يقول بدل يوم السابق قوله اقرضوا الله جملة معترضة لبيان هذا الحكم ۱۲

اور ایک روایت میں ہے کہ بائیں طرف بھی ہوگا کذا فی الدر المنثور تو تخصیص داہنی طرف کی شاید اس لیے ہو کہ اُس طرف نور زیادہ قوی ہو اور نکتہ اس تخصیص میں شاید یہ ہو کہ شعار ہو ان کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جانیکا اور سامنے نور ہونا ایسے موقع پر عادت شائعہ ہے اور اُن سے کہا جاویگا کہ آج تم کو بشارت ہے ایسے باغوں کی جنکے نیچے سے نہریں جاری ہونگی جنمیں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے (یا تو یہ بات بھی اسی وقت کہی جاوے یا وقت اخبار کے کہی جارہی ہے اور بشر کہنے والے غالباً فرشتے ہیں بقولہ تعالےٰ تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا الخ یا حق تعالیٰ اس خطاب سے مشرف فرماوین اور یہ وہ دن ہوگا) جس روز منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے (پل صراط پر) کہیں گے کہ (ذرا) ہمارا انتظار کرلو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں (یہ اُسوقت ہوگا جبکہ مسلمان اپنے اعمال و ایمان کی برکت سے بہت آگے بڑھ جاویں گے اور منافقین جو کہ پلصراط پر مسلمانوں کے ساتھ چڑھائے جاوینگے پیچھے اندھیرے میں رہ جاویں گے خواہ انکے پاس پہلے ہی سے نور نہ ہو یا جیسا کہ درمنثور کی ایک روایت میں ہے کہ اُن کے پاس بھی قدرے نور ہو اور پھر وہ گل ہو جاوے اور حکمت عطا رنور میں یہ ہو کہ دنیا میں ظاہر میں باعتبار اعمال کے وہ مسلمانوں کے ساتھ رہا کرتے تھے مگر باعتبار اعتقاد کے دل سے جدا تھے اس لیے اُنکو اولاً بمقتضائے اُن اعمال ظاہری کے نور مل جاوے مگر بمقتضائے فقدان تصدیق پھر وہ مفقود ہو جاوے۔ دنیز اُنکے خداع کی جزا بھی ہو کہ اول اُنکو نور ملکر پھر خلاف گمان مفقود ہو گیا غرض وہ مسلمانوں سے ٹھہرنے کو کہیں گے) اُنکو جواب دیا جاویگا (یہ جواب دینے والے خواہ فرشتے ہوں یا مؤمنین ہوں) کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر (وہاں سے) روشنی تلاش کرو (حسب روایت درمنثور اس پیچھے سے مراد وہ جگہ ہے جہاں بعد ظلمت شدید پل صراط پر چڑھنے کے وقت نور تقسیم ہوا تھا یعنی نور تقسیم ہونے کی جگہ وہ ہے وہاں جاکر ڈھونڈو چنانچہ وہ اُدھر جاویں گے جب وہاں بھی کچھ نہ ملیگا پھر اِدھر ہی آوینگے) پھر (مسلمانوں کے پاس نہ پہونچ سکیں گے بلکہ) اُن (فریقین) کے درمیان میں ایک دیوار قایم کردیجاویگی جسمیں ایک دروازہ (بھی) ہوگا (جسکی کیفیت یہ ہے کہ) اُس کے اندرونی جانب میں رحمت ہوگی اور بیرونی جانب کی طرف عذاب ہوگا (حسب روایات درمنثور یہ دیوار اعراف ہے اور اندرونی جانب سے مراد مومنین کی طرف والی جانب اور بیرونی جانب سے مراد کافروں کی طرف والی جانب اور رحمت سے مراد جنت اور عذاب سے مراد دوزخ۔ اور شاید یہ دروازہ بات چیت کے لیے ہو یا اسی دروازہ میں سے جنت میں جانیکا رستہ ہو اور زیادہ تحقیق اعراف کے رکوع پنجم میں گذری ہے غرض جب انمیں اور مسلمانوں میں دیوار حائل ہو جاویگی اور یہ خود تاریکی میں رہ جاویں گے تو اُسوقت) یہ (منافق) اُن (مسلمانوں) کو پکاریں گے کہ کیا (دنیا میں) ہم تمہارے ساتھ نہ تھے (یعنی اعمال طاعات میں تمہارے شریک ہا کرتے تھے تو آج بھی رفاقت کرنا چاہیے) وہ (مسلمان) کہیں گے کہ (ہاں) تھے تو سہی لیکن (ایسا ہونا کس کام کا کیونکہ محض ظاہر میں ساتھ تھے اور باطنی حالت تمہاری یہ تھی کہ) تمنے اپنے کو گمراہی میں پھنسا رکھا تھا اور (وہ گمراہی یہ تھی کہ تم پیغمبر اور مسلمانوں سے عداوت رکھتے تھے اور اُن پر حوادث واقع ہونے کے) تم منتظر (اور متمنی) رہا کرتے تھے اور (اسلام کے حق ہونے میں) تم شک رکھتے تھے اور تمکو تمہاری بیہودہ تمناؤں نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا یہانتک کہ تم پر خدا کا حکم آپہونچا (مراد بیہودہ تمناؤں سے یہ کہ اسلام مٹ جاوے گا اور یہ کہ ہمارا مذہب حق اور موجب نجات ہے۔ اور مراد حکم خدا سے موت ہے یعنی عمر بھر ان ہی کفریات پر مصر رہے تو یہ بھی نہ کی) اور تمکو دھوکہ دینے والے (یعنی شیطان) نے اللہ کے ساتھ دھوکہ میں ڈال رکھا تھا (وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہم پر مواخذہ نہ کریگا حاصل مجموعہ کا یہ ہے کہ ان کفریات کی وجہ سے تمہاری معیت ظاہر یہ نجات کے لیے کافی نہیں) غرض آج نہ تم سے کوئی معاوضہ لیا جاویگا اور نہ کافروں سے (یعنی اول الم معاوضہ دینے کے واسطے تمہارے پاس کوئی چیز ہے نہیں لیکن بالفرض اگر ہوتی بھی تب بھی مقبول نہ ہوتی کیونکہ یہ دار الجزاء ہے دار العمل نہیں اور) تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہاری (ہمیشہ کے لیے) رفیق ہے اور وہ (واقعی) بُرا ٹھکانا ہے (یہ قول فالیوم الخ یا تو مؤمنین کا ہو یا حق تعالیٰ کا اس تمامتر بیان سے ثابت ہو گیا کہ جس ایمان میں تصدیق نہ ہو وہ کالعدم ہے آگے بتلاتے ہیں کہ جس ایمان میں طاعات ضرور یہ کی کمی ہو وہ گو کالعدم نہیں لیکن کامل بھی نہیں اسلیے اسکی تکمیل کے لیے بصورت عتاب کے مسلمانوں کو حکم فرماتے ہیں پس ارشاد ہوتا ہے کہ) کیا ایمان والوں (میں سے جو لوگ طاعات ضروریہ میں اخلال کرتے ہیں جیسے عصاۃ مؤمنین کی حالت ہوتی ہے تو کیا اُن) کے لیے (ابھی) اسبات کا وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق (منجانب اللہ) نازل ہوا ہے (کہ وہی نصیحت خداوندی ہے) اُسکے سامنے جھک جاویں (یعنی دل سے عزم پابندی طاعات ضروریہ و ترک معاصی کا کرلیں اور اسکو خشوع بمعنے سکون اسلیے کہا کہ دل کا حالت مطلوبہ یہ کہ مشابہ حالت اصلیہ کے ہے رہنا سکون ہے اور معصیت کی طرف جانا مشابہ حرکت کے ہے) اور (خشوع بالمعنی المذکور میں دیر کرنے سے جسکا حاصل تاخیر فی التوبہ ہے وہ) اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاویں جنکو انکے قبل کتاب (آسمانی) ملی تھی (یعنی یہود و نصاریٰ کہ انہوں نے بھی برخلاف مقتضائے اپنی کتابوں کے شہوات و معاصی میں

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی الذین آمنوا اخلال کرنے ہیں الخ شارہ الی ان المراد غیر الخ مسلمین بقرینۃ الم یان وتقدمہ الا ترجح عن ابن جاج فاقرت بہ الخ شرح متعدد بما فی الدر المنثور من تغیر ما بالا نقیاد التام للامر والنہی وہو الحکمۃ علی العمل بالخ سبب زول الکلام من غیر توان ولا فتور ویؤیدہ الروایۃ التی فی الدر عن الاعمش قال لما قدم اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃ فاصابوا من بعض العیش ما اصابوا بعد ما کان بلغہم من الجہد ذکرہم اللہ تعالیٰ بعض ما کانوا فیہ فنزلت الم یان للذین آمنوا الخ وایۃ فنہوا عن ان یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل الخ قاعدہ اعتقادیہ الاصل فی الامر للوجوب الا لقرینۃ تدل علی الندب والاصل فی النہی للتحریم الا لقرینۃ تدل علی الکراہۃ والامر الاول ہو المراد ہہنا لان المقام مقام الامر بالاعتقاد والامر الثانی ہو المراد ہہنا لان المقام مقام النہی عن ترک الاعتقاد کما ذکرت فی الحشر السورۃ بصفحۃ انہا ابتدءت وما کتبت ۱۲

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ

تم خوب جان لو کہ دنیوی حیات محض لہو و لعب اور زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال اور اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے جیسے مینہ ہے کہ اسکی پیداوار

نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا

کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہے سو اسکو تو زرد دیکھتا ہے پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں عذاب شدید ہے اور خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے اور

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ

دنیوی زندگانی محض دھوکہ کا اسباب ہے تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو اور ایسی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کی برابر ہے وہ ان لوگوں

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں یہ اللہ کا فضل ہے وہ اپنا فضل جس کو چاہیں عنایت کریں اور اللہ بڑے فضل والا ہے

انتہا کو شروع کیا پھر (اسی حالت میں) اُنپر ایک زمانہ دراز گذر گیا (اور توبہ نہ کی) پھر (اس توبہ نہ کرنے سے) اُن کے دل (خوب ہی) سخت ہو گئے (کہ ندامت و ملامت اضطراری بھی نہ ہوتی تھی) اور (اسکی نوبت یہانتک پہونچی کہ اُسی قساوت کی بدولت) بہت سے آدمی انمیں کے (آج) کافر ہیں (کیونکہ معصیت احیانا اعتیادا و اصرار و استحسان و عار قبول حق و عداوت نبی ناصح کی وجہ سے مفضی الی الکفر ہو جاتی ہے مطلب یہ کہ مسلمان کو جلدی توبہ کر لینا چاہیے کیونکہ بعض اوقات پھر توبہ کی توفیق نہیں رہتی اور بعض اوقات کفر تک نوبت پہونچ جاتی ہے آگے فرماتے ہیں کہ اگر تم لوگوں کے دلوں میں معاصی سے کوئی خرابی کم و بیش پیدا ہو گئی ہو تو اُسکو اس وہم سے معنے توبہ نہ سمجھو کہ اب توبہ سے کیا اصلاح ہو گی بلکہ) یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ (کی ایسی شان ہے کہ وہ) زمین کو اُسکے خشک ہونے پیچھے زندہ کر دیتا ہے (بس اسیطرح توبہ کرنے پر اپنی رحمت سے قلب مردہ کو زندہ اور درست کر دیتا ہے پس مایوس نہ ہونا چاہیے کیونکہ ہم نے تم سے (اس کے) نظائر بیان کر دیئے ہیں تاکہ تم سمجھو (نمونہ سے مراد جیسا مدارک میں ہے احیاء ارض ہے اور شاید جمع لانا بوجہ تکرار وقوع کے ہو یا جنسیت میں جمعیت ملحوظ نہ ہو۔ آگے فضیلت انفاق مذکور بالا کی (ارشاد ہے یعنی) بلاشبہہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور یہ (صدقہ دینے والے) اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہیں وہ صدقہ (باعتبار ثواب کے) ان کے لیے بڑھا دیا جاویگا اور (مضاعفۃ کے ساتھ) اُن کے لیے اجر پسندیدہ (تجویز کیا گیا) ہے (تفسیر اسکی ابھی گذر چکی ہے) اور آگے فضیلت ایمان مذکور بالا کی ارشاد ہے کہ) جو لوگ اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر (پورا) ایمان رکھتے ہیں (جسکا مطلوب ہونا اوپر معلوم ہوا ہے کہ اسمیں تصدیق اور پابندی طاعات علی وجہ الکمال ہو) ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں (جسکا بیان سورہ نساء کے کوع نہم میں آچکا ہے یعنی یہ مراتب کمال ایمان کامل ہی کی بدولت نصیب ہوتے ہیں اور شہید کا حاصل باذل نفس فی اللہ ہے کہ قتل ہونا اختیار سے خارج ہے) اُن کے لیے (جنت میں) اُنکا اجر (خاص) اور (صراط پر) اُنکا نور (خاص) ہوگا اور (آگے کفار کا مقابلہ کے لیے ذکر فرماتے ہیں کہ) جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں ف پل صراط پر کافروں کا حال اسلیے نہیں بیان کیا کہ وہ موافق ظاہر آیت اوخلوا ابواب جہنم الخ صراط پر نہ چڑھیں گے بلکہ در وازوں سے داخل ہونگے وسرح بہ الشاہ عبد القادر الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ و یؤیدہ بعض مافی الدر مہنار ربط اوپر آخرت کے مثوبات و عقوبات کا ذکر تھا آگے آخرت کا واجب الاہتمام اور باقی ہونا اور دنیا کا کہ جسکا اشتغال مانع ہوتا ہے اہتمام آخرت سے ناقابل التفات و فانی ہونا مذکور ہے بدل علی ہذا الغرض قولہ تعالیٰ سابقوا الخ۔

ترہید فی الدنیا و ترغیب فی العقبیٰ

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

تم خوب جان لو کہ (آخرت کے مقابلہ میں) دنیوی حیات (ہرگز قابل اشتغال مقصود نہیں کیونکہ) وہ محض لہو و لعب اور (ایک ظاہری) زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا (قوت و جمال اور دنیوی بہرہ و کمال میں) اور اموال اور اولاد میں

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝

کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں لکھی ہیں قبل اسکے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ ۝ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ

تاکہ جو چیز تمسے جاتی رہے تم اس پر رنج نہ کرو اور تاکہ جو چیز تمکو عطا فرمائی ہے اس پر اترایا نہیں اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا جو ایسے ہیں کہ خود بھی بخل کرتے ہیں

النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہیں اور جو شخص اعراض کریگا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں سزاوار حمد ہیں

ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے (یعنی مقاصد دنیا کے یہ ہیں کہ بچپن میں لہو ولعب کا غلبہ رہتا ہے اور جوانی میں زینت وتفاخر کا اور بڑھاپے میں مال دولت آل اولاد کو گنوانا اور یہ سب مقاصد فانی اور خواب وخیال محض ہیں جسکی مثال ایسی ہے) جیسے مینہ (برسنا) ہے کہ اسکی پیداوار (کھیتی) کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر وہ (کھیتی) خشک ہو جاتی ہے سو اسکو تو زرد دیکھتا ہے پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے (اسی طرح دنیا چند روزہ بہار ہے پھر زوال اضمحلال) تو دنیا کی حالت ہوئی) اور آخرت (کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں) (دو چیزیں ہیں ایک تو کفار کے لیے) عذاب شدید ہے اور (دوسرے اہل ایمان کے لیے) خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے اور یہ دونوں باقی ہیں پس آخرت تو باقی ہے اور دنیوی زندگانی محض (فانی ہے جیسے فرض کرو کہ ایک) دھوکہ کا اسباب ہے (اور مرتفیر فی آل عمران قریبا من الاخیر پس جب متاع دنیا فانی اور دولت آخرت باقی ہے جو ایمان کی بدولت نصیب ہوتی ہے تو تمکو چاہیے کہ) تم اپنے پروردگار کی مغفرت کیطرف دوڑو اور (نیز) ایسی جنت کی طرف جسکی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کے برابر ہے (یعنی اس سے کم کی نفی ہے زیادہ کی نفی نہیں اور) وہ ان لوگوں کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں (اور) یہ (مغفرت ورضوان) اللہ کا فضل ہے وہ اپنا فضل جسکو چاہیں عنایت کریں اور اللہ بڑے فضل والا ہے (اسمیں اشارہ ہے کہ اپنے اعمال پر کوئی مغرور نہ ہو اور اپنے اعمال پر استحقاق جنت کا مدعی نہ ہو یہ محض فضل ہے جسکا مدار مشیت پر ہے مگر ہم نے اپنی رحمت سے ان عملوں کے کرنیوالوں کے ساتھ مشیت متعلق کر لی اگر ہم چاہتے تو مشیت نہ کرتے کہ القدرۃ تتعلق بالضدین) اور ربط دنیا کی دو حالتیں ہیں مسرت اور مضرت اور یہ دونوں مختلف حیثیتوں سے اشتغال بالآخرت سے مانع ہو جاتی ہیں اور پر سراء ونعمت کا ذکر تھا کہ اس کے فنا کو پیش نظر رکھ کر مانع نہ ہونے دیا جاوے آگے ضراء ومصیبت کا ذکر ہے کہ اس کے مقدر ہونے کو پیش نظر رکھ کر مانع نہ ہونے دیا جاوے اور چونکہ سراء کا مانع ہونا اکثر ہے اس لیے مقدر ہونیکی صفت میں اسکو بھی شریک کر کے اسکی عدم مانعیت عن الآخرۃ کو مکرر فرما دیا اور چونکہ نعمت سے فخر وبخل وغیرہ صفات ذمیمہ پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ احیانا اعراض عن الحق تک مفضی ہو جاتے ہیں اس لیے ان ذمائم پر وعید بھی فرماتے ہیں۔

ذم جزع بر نقم وفرح بر نعم ودیگر ذمائم مانعہ عن الآخرۃ

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ ۝ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ (سب) ایک کتاب میں (یعنی لوح محفوظ میں) لکھی ہیں قبل اسکے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں (یعنی تمام مصیبتیں خارجی ہوں یا داخلی وہ سب مقدر ہیں اور) یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے (کہ قبل وقوع لکھدینا کیونکہ اسکو علم غیب حاصل ہے اور ہم نے یہ بات تبلا اسطے دی ہے) تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے (عافیت یا اولاد یا مال) تم اس پر (اتنا) رنج نہ کرو کہ مانع ہو جاوے اشتغال بالآخرۃ وابتغاء مرضاۃ حق سے اور رنج طبعی کا مضائقہ نہیں اور تاکہ جو چیز تم کو عطا فرمائی ہے (اسکی نسبت بھی یہی سمجھ کر کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت وفضل سے ہمارے لیے عطا فرمانا تجویز کر دیا تھا اور اسی نے ہمکو دی ہے) اس پر اترایا نہیں (کیونکہ اترانا وہ تو جسکا استحقاق ذاتی ہو اور جب دوسرے کی مشیت وحکم سے ایک چیز ملی ہے اس پر اترانے کا کیا استحقاق ہے) اور آگے اس اترانے پر وعید ہے کہ) اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا (اختیال اکثر فضائل داخلیہ پر اترانے میں اور فخر اکثر اشیاء خارجہ مال وجاہ وغیرہ پر اترانے میں مستعمل ہوتا ہے آگے بخل کی مذمت ہے کہ) جو ایسے ہیں کہ (حب دنیا کی وجہ سے) خود بھی (حقوق مرضیہ عند اللہ میں صرف

النحو قولہ لکیلا تفرحوا علۃ لما دل علیہ کون المصیبۃ مکتوبۃ وہو کون النعمۃ مکتوبۃ والاخبار عنہ

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ

ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دیکر بھیجا اور ہم نے اُنکے ساتھ کتاب کو اور انصاف کرنے کو نازل کیا تاکہ لوگ اعتدال پر قایم رہیں اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا جسمیں شدید ہیبت ہے

ع ۳ ۱۹

شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا

اور لوگوں کے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں اور تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ بے دیکھے اُس کی اور اُس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ قوی اور زبردست ہے اور ہم نے نوح اور

وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ

ابراہیم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے انکی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی سو اُن لوگوں میں بعضے تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے انمیں نافرمان نکلے پھر اُنکے بعد اور رسولوں کے بعد دیگرے

بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ

بھیجے رہے اور اُن کے بعد عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ہم نے اُنکو انجیل دی اور جن لوگوں نے اُنکا اتباع کیا ہم نے اُنکے دلوں میں شفقت اور ترحم پیدا کیا

صرف کرنے سے) بخل کرتے ہیں (گو اپنی شہوات و معاصی میں کتنا ہی اسراف کریں) اور (معصیت لازمہ کیساتھ معصیت متعدیہ کے بھی مرتکب ہوتے ہیں کہ) دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہیں (الذین الخ سے جو کہ ترکیب میں بدل ہر یہ مقصود نہیں کہ وعید مجموعہ افعال کے ساتھ متعلق ہے کیونکہ ظاہر ہر کہ ہر ہیمہ پر وعید ہے بلکہ اشارہ اسطرف ہے کہ حب دنیا ایسی چیز ہے جس سے اکثر صفات ذمیمہ پیدا ہو جاتے ہیں اختیال اور افتخار بھی اور بخل بھی وغیرذلک اور یہی حب دنیا گاہ منتہی الی الاعراض عن الحق ہو جاتی ہے جسکے حق میں یہ وعید ہے کہ) جو شخص (دین حق سے جسکی ایک فرع انفاق فی سبیل اللہ بھی ہے) اعراض کریگا تو اللہ تعالیٰ (کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ وہ سب کی عبادت اور اموال سے) بے نیاز ہیں (اور اپنی ذات و صفات میں کامل اور) سزاوار حمد ہیں (اس لیے استکمال بالغیر و ہاں محال ہے) ربط اور پر اعلوا سے حمید تک دنیا کا غیر مہتم بالشان ہونا اور اُس کے درمیان میں دنی الآخرۃ سے آخرت کا مہتم بالشان ہونا ارشاد ہوا ہے آگے بھی اُسکے اہتمام شان کو اسطرح بیان فرماتے ہیں کہ اصل میں ہم نے اسی آخرت کے درست کرنے کے لیے رسولوں کو بھیجا اور احکام مقرر کیے اور نصرت دین کیلیے بالخصوص حدید پیدا کیا اور تبعًا ان چیزوں میں تمہارے دنیوی منافع بھی رکھدیئے پس دنیا مقصود بالعرض اور آخرت مقصود بالذات ہوئی۔

مقصودیت اصلاح آخرت بالذات و اصلاح دنیا بالعرض

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ ۲۵ ہم نے (اسی اصلاح آخرت کے لیے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دیکر بھیجا اور ہمنے اُن کے ساتھ

کتاب کو اور (اُس کتاب میں بالخصوص) انصاف کرنے (کے حکم) کو (جسکا تعلق حقوق العباد سے ہے) نازل کیا تاکہ لوگ (حقوق اللہ و حقوق العباد میں) اعتدال پر قایم رہیں (اسمیں ساری شریعت آگئی کہ بین الافراط و التفریط) اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا جسمیں شدید ہیبت ہے (تاکہ اس کے ذریعہ سے عالم کا انتظام رہے کہ ڈر سے بہت سی بے انتظامیاں بند ہو جاتی ہیں) اور (اس کے علاوہ) لوگوں کے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں (چنانچہ اکثر آلات میں لوہے کا خرچ ہے) اور (اس لیے لوہا پیدا کیا) تاکہ اللہ تعالیٰ (ظاہری طور پر) جان لے کہ بے (اسکے کہ خدا کو) دیکھے اُسکی اور اسکے رسولوں کی (یعنی دین کی) کون مدد کرتا ہے (کیونکہ لوہا جہاد میں بھی کام آتا ہے تو یہ بھی اخروی نفع ہوا اور حکم جہاد اللہ تعالیٰ کی احتیاج کی وجہ سے نہیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ (خود) قوی زبردست ہے (بلکہ تمہارے ثواب کیلیے ہے) ربط اوپر رسل لغرض اصلاح خلق کے اجمالًا مذکور تھا آگے بعض خاص رسل کا ارسال لغرض اصلاح امم اور ان امم میں بعض کا اصلاح پذیر ہونا اور بعض کا نہ ہونا اور موجودین کو قبول اصلاح کا امر ارشاد ہے۔

احوال بعضے از رسل و امم سابقین و ایجاب ایمان بر لاحقین

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ۲۶ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ

اللغات انزلنا الحدید الاوّ خلقنا مجازا لکونہ سببا لکون کل شئ مقدرا فی اللوح لما خلق فکانہ نزل | **النحو** فیہ بأس صفۃ للحدید لانہ فی حکم النکرۃ۔ قولہ وسیعلم علۃ مقدرای وانزلہ علۃ لیعلم۔ قولہ فمنھم ای الذریۃ او من ھلک منھم

وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ

اور انھوں نے رہبانیہ کو خود ایجاد کر لیا ہم نے اُنپر اسکو واجب نہ کیا تھا لیکن انہوں نے حق تعالیٰ کی رضا کے واسطے اسکو اختیار کیا تھا سو انہوں نے جو اُن کی پوری طرح سے رعایت نہ کی سو جو لوگ ایمان لائے ہم نے

أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ

اُنکو اُنکا اجر دیا اور زیادہ اُن میں نافرمان ہیں اے ایمان رکھنے والو اللہ سے ڈرو اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تمکو اپنی رحمت سے دوھنے دیگا اور تم کو ایسا نور

نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ

عنایت کریگا کہ تم اُس کو لیے ہوئے چلتے پھرتے ہوگے اور تمکو بخشدیگا اور اللہ غفور رحیم ہے تاکہ اہل کتاب کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ اُن لوگوں کو اللہ کے فضل کے کسی جزو پر بھی دسترس نہیں

وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ ع ۲۰

اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسکو چاہے دیدے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ
فَاسِقُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝
لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ ۲۹ ع اور

ہمنے (اسی اصلاح آخرۃ خلق کے لیے) نوح (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے اُن کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی (یعنی اُنکی اولاد میں بھی بعضے پیغمبر اور اُنہیں بعضے صاحب کتاب بنائے سو جن جن لوگوں کے پاس یہ پیغمبر آئے) اُن لوگوں میں بعضے تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے اُنمیں نافرمان تھے (اور یہ مذکور پیغمبر تو صاحب شریعت مستقلہ تھے کہ اُنمیں بعضے خواہ صاحب کتاب ہوں جیسے موسیٰ علیہ السلام جو حضرت نوح اور ابراہیم دونوں کی اولاد میں تھے علیہم السلام خواہ صاحب کتاب نہ ہوں جیسے ہود اور صالح علیہما السلام کہ شریعت اُنکی مستقل تھی مگر صاحب کتاب ہونا اُنکا منقول نہیں اور اگر ہوں تب بھی آیت کے خلاف نہیں بہرحال بہت سے نبی تو صاحب شریعت مستقلہ بھیجے) پھر اُن کے بعد اور رسولوں کو (جو کہ صاحب شریعت مستقلہ نہ تھے) یکے بعد دیگرے بھیجتے رہے (جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد تابع توراۃ بہت سے پیغمبر آئے) اور اُن کے بعد پھر ایک صاحب شریعت مستقلہ کو یعنی) عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ہم نے اُنکو انجیل دی اور (اُن کی امت میں دو قسم کے لوگ ہوئے ایک انکا اتباع کرنے والے یعنی اُنپر ایمان لانیوالے اور دوسرے انکار کرنیوالے) اور جن لوگوں نے انکا اتباع کیا تھا (یعنی قسم اول) ہم نے اُن کے دلوں میں شفقت اور ترحم (یا ہمدگر جو کہ اخلاق حمیدہ میں سے ہے) پیدا کر دیا (کقولہ تعالیٰ فی الصحابہ رحماء بینھم اور شاید بوجہ اس کے کہ انکی شریعت میں جہاد نہ تھا اسکی مقابل کی صفت اشداء علی الکفار ذکر نہیں فرمائی غرض غالب اُن پر ترحم تھا) اور (رہا ہماری طرف سے تو اُن لوگوں کو صرف اتباع فی الاحکام کا امر ہوا تھا لیکن ان متبعین میں بعضے وہ ہوئے کہ) اُنہوں نے رہبانیہ کو خود ایجاد کر لیا (حاصل رہبانیہ کا ترک اختلاط و ترک نکاح و ترک لذات ہے اور سبب اس ایجاد کا یہ ہوا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جب لوگوں نے احکام کو چھوڑنا شروع کیا تو بعضے اہل حق بھی تھے کہ وہ اظہار حق کرتے رہتے تھے بہ بات اہل ہوا کو گراں گزری اور اُنہوں نے اپنے ملوک سے درخواست کی کہ ان لوگوں کو مجبور کیا جاوے کہ ہماری ہم مشرب بنکر رہیں جب اُنکو مجبور کیا گیا تو اُنہوں نے درخواست کی کہ ہمکو اجازت دیجاوے کہ ہم لوگوں سے کوئی تعلق و غرض نہ رکھیں اور آزادانہ زندگی بسر کریں خواہ گوشہ میں بیٹھکر یا سفر و سیاحت میں عمر گذار ہو کر چنانچہ اسی پر وہ چھوڑ دیئے گئے الدر المنثور اس مقام پر ان ہی کا ذکر ہے کہ اُنہوں نے اُسکو ایجاد کر لیا) ہم نے اُنپر اسکو واجب نہ کیا تھا لیکن اُنہوں نے حق تعالیٰ کی رضا کے واسطے (کہ اپنے دین کو محفوظ رکھیں) اسکو اختیار کر لیا تھا سو ان راہبوں میں زیادہ وہ ہوئے کہ) اُنہوں نے اُس (رہبانیت) کی پوری رعایت نہ کی (یعنی جس غرض سے اُسکو اختیار کیا تھا اور وہ غرض طلب رضاء حق تھی اسکا اہتمام نہیں کیا یعنی احکام کی بجاآوری نہ کی گو صورۃً رہبان رہے اور بعضے بجاآوری احکام میں سرگرم رہے پس ان رہبانوں میں دو قسم کے ہوگئے مراعی اور غیر مراعی اُنمیں جو مراعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللغات رهبانية الغلاة المنسوبة الى الرهبان وهو الخائف فعلان من رهب كخشيان من خشى كذا في الروح وهو منصوب بفعل مضمر يفسره الظاهر قوله الا ابتغاء بدل لكن فصلوا

لابتغاء الخ

النحو قوله لئلا يعلم لازائدة ۱۲

کے معاصر تھے اُن کے لیے حق رعایت کی شرط یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاویں سو رعایت کی اس فرد خاص کے اعتبار سے مراعی وہ ہوئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور غیر مراعی وہ ہوئے جو آپ پر ایمان نہیں لائے) سو اُنمیں سے جو لوگ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر) ایمان لائے ہمنے اُنکو اُنکا اجر (موعود) دیا (مگر ایسے کم تھے) اور زیادہ اُنمیں نافرمان ہیں (کہ آپ پر ایمان نہیں لائے اور بوجہ للاکثر حکم الکل کے کثیر کی عدم رعایت کو فارعوہا کہ تعبیر فرمادیا گیا پس یہ نفی باعتبار اکثر کے ہوا اور باعتبار نفی عن الاکثر کے یہی مارعوہا دال ہے رعایت بعض پر ایسے فاتینا الخ سے ان دونوں قسموں کی تفصیل صحیح ہوگئی۔ اور رہبانیت بالمعنی المذکور گو بدعت لغویہ تھی مگر بدعت شرعیہ نہ تھی کیونکہ اہل حق کسی شریعت کے اہل بدعت نہیں ہوئے پھر آیت میں اس ابتداع پر ملامت نہ ہونا بلکہ اسکی عدم رعایت پر ملامت فرمانا خود اسکی دلیل ہے۔ اور ایسی رہبانیت سی نہی اس شریعت محمدیہ میں بھی نہیں ہے جیسا کہ پارہ ستم آیت یا ایہا الذین آمنوا لاتحرموا طیبات الخ کی تفسیر میں بعض اکابر کے ترک لذات کی توجیہ میں گذر چکا ہے اور جو رہبانیت ممنوع ہے اُسکی حقیقت بھی اُسی آیت کی تفسیر میں گذر چکی ہے یعنی ترک حلال باعتقاد قربت اور اکثر مطلق رہبانیت کا اطلاق اسی پر آتا ہے اور اسی اصطلاح پر بعض روایات سے مطلق رہبانیت کی نہی معلوم ہوتی ہے اور بعض روایات سے جو نفی رہبانیت کی خاص اسلام سے معلوم ہوتی ہے سو اسکے یہ معنے نہیں کہ پہلی شرائع میں وہ جائز بھی بلکہ بایں معنے کہ غیر ملت اسلام والوں میں وہ زیادہ پائی جاتی تھی خوب سمجھ لیا جاوے پس امت محمدیہ میں اول دو قسم ہوئیں متبع یعنی مومن اور غیر متبع اور متبعین میں دو قسم ہوئیں متر ہب وغیر متر ہب اور متر ہب میں دو قسم ہوئیں مراعی یعنی مومن بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم وغیر مراعی آیت میں متبعین کا اور اُنمیں سے متر ہبین کا اور اُنمیں سے مراعین کا ذکر فرمایا گیا ہے اور دوسرے اقسام کا حکم ان ہی مذکورین کے احکام کی علل سے معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ غیر متبعین کا کافر ہونا اور اسیطرح غیر مراعین بالمعنے المذکور کا کافر ہونا خواہ متر ہب ہوں یا غیر متر ہب اسیطرح مراعین کا گو وہ متر ہب نہ ہوں مومن ہونا معلوم ہے۔ یہانتک تو اُن عیسائیوں میں سے آپ پر ایمان لانے والوں اور ایمان نہ لانے والوں کی خبر دیگئی ہے آگے ایمان لانے کا امر ہے کہ) ای (عیسے علیہ السلام پر) ایمان رکھنے والو تم اللہ سے ڈرو اور (اُس ڈر کے مقتضا پر عمل کرو یعنی) اُس کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تمکو اپنی رحمت سے (ثواب کے) دو حصے دیگا (کما مر فی القصص اولئک یؤتون اجرہم مرتین الخ اور تم کو ایسا نور عنایت کریگا کہ تم اُسکو لئے ہوئے چلتے پھرتے ہوگے (یعنی ایسا ایمان دیگا جو ہر وقت رفیق رہے گا یہاں سوصراط تک) اور تمکو بخشدیگا (لان الاسلام یہدم ماکان قبلہ) اور اللہ غفور رحیم ہے (اور یہ دولتیں تمکو اسلیے عنایت کریگا) تاکہ (جو وقت ان عطایا کا ظہور ہو یعنی قیامت کے روز اُسوقت) اہل کتاب کو (یعنی جو ایمان نہیں لائے اُنکو) یہ بات معلوم ہوجاوے کہ اُن لوگوں کو اللہ کے فضل کے کسی جزو پر بھی (حالت موجودہ عدم ایمان میں) دسترس نہیں اور یہ بھی معلوم ہوجاوے) کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہے دیدے (چنانچہ اُسکی مشیت اس فضل کے ساتھ مسلمانوں سے متعلق ہوئی تو اُن ہی کو عنایت فرمایا) اور اللہ بڑے فضل والا ہے (مطلب یہ کہ اُنکا غرہ اور زعم ٹوٹ جاوے کہ وہ حالت موجودہ میں اپنے کو مورد فضل ومحل مغفرت سمجھتے ہیں) ف اہل کتاب کے لیے ایمان لانے پر دو اجر کا وعدہ باعتبار بعض صورتوں کے محل اشکال ہے وہ صورت یہ ہے کہ آپ کی خبر سنکر اُس نے انکار کیا ہوا اور پھر ایمان لے آیا ہو اور اشکال یہ ہے کہ انکار کرنے پر وہ کافر ہوگیا اور حالت کفر کے اعمال بوجہ اشتراط ایمان کے قابل ثواب نہیں۔ جواب یہ ہے کہ سورہ بقرہ رکوع لیسلونک عن الشہر الحرام جلد دمن برتد منکم الخ کی تفسیر میں گذر چکا ہے کہ جب کافر مسلمان ہوجاتا ہے تو اُس کے سب حسنات سابقہ پر ثواب ملتا ہے پس حالت انکار بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ شخص اپنے پہلے پیغمبر پر جو ایمان رکھتا تھا اُسوقت تو وہ مقبول نہ تھا لیکن اسلام کے بعد وہ مقبول ہوگیا۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ اسمیں اہل کتاب کی کیا تخصیص ہے غیر کتابی بھی جب ایمان لاتا ہے تو آپ کے ساتھ پہلے انبیاء پر بھی ایمان لاتا ہے۔ تو اُس کو بھی مضاعف ملیگا۔ جواب یہ ہے کہ اسطرح کے ایمان بالانبیاء میں تو وہ کتابی بھی شریک ہے لیکن اس ایمان لانے سے پہلے دونوں میں جو فرق ہے کہ غیر کتابی تو کسی نبی پر ایمان نہ رکھتا تھا اور کتابی پہلے نبی پر ایمان رکھتا تھا اُس فرق کے اعتبار سے اس کتابی کا ثواب مضاعف رہے گا گو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کسی غیر کتابی کا ایک اجر کتابی کے دوسرے اجر سے کیفیۃً زیادہ فرمادے اور اس آیت میں جو اہل کتاب کو یا ایہا الذین آمنوا سے تعبیر فرمایا ہے باوجودیکہ عادۃ قرآنیہ اس لفظ سے صرف مسلمانوں کو خطاب کرنیکی ہوا سمیں نکتہ غالباً یہ ہے کہ چونکہ یہ ایمان انکا بعد ایمان بالرسول کے ایمان مقبول ہوجاویگا اس لیے اُسکو ایمان معتد بہ سے تعبیر فرمادیا اور لئلا یعلم اہل الکتاب میں چونکہ یہ لوگ ایمان لائے اس لیے اہل کتاب سے تعبیر کرنے میں اسطرف اشارہ کردیا کہ یہ صرف اہل کتاب ہیں انکا ایمان معتد بہ نہیں واللہ اعلم۔ الحمد للہ کہ بتاریخ ۱۰ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۴۵ھ کو تفسیر سورہ حدید کی ختم ہوئی اب آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورہ مجادلہ کی تفسیر آتی ہے

سورۃ المجادلۃ مدنیۃ وھی | بسم اللہ الرحمن الرحیم | اثنتا وعشرون ایاتھا

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ

بیشک اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا

بَصِیْرٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ

سب کچھ دیکھنے والا ہے تم میں جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں وہ اُنکی مائیں نہیں ہیں اُنکی مائیں تو بس وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے اور وہ لوگ

لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ

بلاشبہ ایک نامعقول اور جھوٹ بات کہتے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے بخشدینے والے ہیں اور جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں پھر

یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝

اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہتے ہیں تو انکے ذمہ ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے قبل اس کے کہ دونوں باہم اختلاط کریں اس سے تمکو نصیحت کیجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے

سورۃ المجادلۃ مدنیۃ وعن عطاء العشر الاول مکی وباقیھا مکی وقد انعکس ذلک علی البیضاوی وکذا فی الروح وھی اثنتان وعشرون ایۃ کذا فی الجلالین ربط سورت سابقہ کا خاتمہ مضمون رسالت پر اور اس سورت کا مفتح احاطہ سمع حق پر کہ مسائل توحید سے ہے مشتمل ہے اور دونوں کا تناسب ظاہر ہے ونیز خاتمہ مذکورہ میں اہل ایمان پر فضل اخروی کا بیان تھا اور اس کے فاتحہ میں اہل ایمان پر فضل دنیوی کا بیان ہے کہ مسئلہ ظہار میں شدت سابقہ کو رفع فرمادیا پس توجہ فضل دونوں میں مشترک ہے۔ اور سبب نزول آیات ابتدائیہ کا یہ ہے کہ اوس بن الصامت نے غصہ میں ایکبار اپنی بی بی خولہ کو یوں کہدیا کہ انت علی کظھر امی یعنی تو میرے حق میں ایسی ہے جیسی میری ماں کی پشت کہ مجھ پر حرام ہے اور بعثت نبویہ کے قبل اس لفظ سے تحریم ابدی طلاق سے بڑھکر سمجھی جاتی تھی خولہ تحقیق حکم کے لیے حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں آپ نے اس بنا پر کہ ابھی تک اُس قول مشہور کے خلاف وحی نازل نہیں ہوئی اُس قول مشہور کو قابل عمل خیال کرکے فرمادیا کہ ما ارک الا قد حرمت علیہ یعنی میری رائے میں تو حرام ہوگئی وہ یہ سنکر واویلا کرنے لگیں کہ پھر میرا اور میرے بچوں کا کیسے گذر ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ خولہ نے کہا کہ ماذکر طلاقا یعنی میرے شوہر نے صیغہ طلاق تو کہا نہیں پھر طلاق کیسے ہوگئی اور ایک روایت میں ہے کہ خولہ نے کہا اللھم انی اشکو الیک اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ما امرت فی شانک بشئی حتی الآن یعنی ابھی تک اسبارہ میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی الدالمنثور پس ان آیات میں ظہار کا حکم مذکور ہے اور اُس کے بعد مطلقاً احکام آلہیہ کا واجب التصدیق والعمل ہونا اور تصدیق پر بالخصوص وعید شدید کا مرتب ہونا ارشاد فرماتے ہیں۔

تحقیق حکم ظہار و وعید کفار بعذاب نار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝

اللغات قولہ یعودون المراد التدارک لان التدارک من اسباب العود الی الشیٔ ومنہ المثل عاد وغیث علی ما افسد ای لتدارکہ بالاصلاح فالمعنی یقولون ذلک القول المنکر ثم یتدارکہ بنقضہ وھو العزم علی الوطی ۱۲

البلاغۃ قولہ من نساءھم ھی الظھار من استعمۃ بمعنی التبعید قولہ لیقولون المقصود التاکید لکونہ زورا لا لقول فانہ مشاہد۔ قولہ وزورا عطف للتاکید۔ قولہ عفو غفور زید للتاکید ۱۲

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ ذٰلِكَ

پھر جس کو میسر نہو تو اُس کے ذمہ پیا پے دو مہینے کے روزے ہیں قبل اس کے کہ دونوں باہم اختلاط کریں پھر جس سے یہ بھی نہ ہوسکیں تو اُسکے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یہ حکم

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا

اس لیے ہے تاکہ اللہ اور رسول پر ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے سخت دردناک عذاب ہوگا جو لوگ اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسے ذلیل ہونگے جیسے

كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ

ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے اور ہم نے کھلے کھلے احکام نازل کیے ہیں اور کافروں کو ذلت کا عذاب ہوگا جس روز ان سب کو اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرے گا پھر انکو جتا

بِمَا عَمِلُوْا ۚ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ ع ۱

کیا ہوا انکو بتلادیگا اللہ تعالیٰ نے وہ محفوظ کر رکھا ہے اور یہ لوگ اُسکو بھول گئے ہیں اور اللہ ہر چیز پر مطلع ہے

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۚ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی (مثلاً یہ کہتی تھی کہ ماذکر طلاقا یعنی اُس نے طلاق کا صیغہ تو ذکر کیا نہیں پھر حرمت کیسے ہوگئی) اور (اپنی رنج و غم کی) اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی تھی (مثلاً یہ کہا تھا اللھم انی اشکو الیک) اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا (اور) اللہ تعالیٰ (تو) سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے (تو اُسکی بات کو کیسے نہ سنتا اور مقصود جملہ قد سمع اللہ سے اثبات سمع نہیں بلکہ مقصود تفریع کربت و قبول تضرع ہے اور مقصود جملہ لسمع تخاور کما سے تعلیل ہے حکم سابق تفریع کربت کی آگے بیان ہے حکم ظہار کا جسمیں تحقیق ہے قبول تضرع مشتکیہ کی یعنی) تم میں جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں (مثلاً یوں کہدیتے ہیں انت علی کظھر امی) وہ بیبیاں انکی مائیں نہیں ہیں انکی مائیں تو بس وہی ہیں جنہوں نے انکو جنا ہے (اور ان عورتوں کا انکو نہ جننا ظاہر ہے پس یہ انکی مائیں نہ ہوئیں تاکہ حرمت مؤبدہ مثل ماں کے ثابت ہوجائے اور کوئی دوسرا سبب بھی اسباب حرمت مؤبدہ سے کسی دلیل سے متحقق نہیں مثل تحریم نسبت یا رضاع یا مصاہرہ وغیرہ کے پس حرمت مؤبدہ منفی ہوئی) اور وہ لوگ (جو کہ بیویوں کو ماں کہتے ہیں) بلاشبہ ایک نامعقول اور جھوٹ بات کہتے ہیں (اس لیے گناہ ضرور ہوگا) اور (اگر اُس گناہ کا تدارک کردیا جائے تو وہ گناہ معاف بھی ہوجاویگا کیونکہ) یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے بخشدینے والے ہیں اور (آگے اُس تدارک کا بعض صورتوں کے اعتبار سے بیان ہے کہ) جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنی کہی ہوئی بات (کے مقتضا) کی (کہ تحریم زوجیہ) تلافی کرنا چاہتے ہیں (یعنی بیبیوں سے متمتع ہونا چاہتے ہیں) تو اُن کے ذمہ ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے قبل اسکے کہ دونوں (میاں بی بی) باہم اختلاط کریں (صحبت سے یا دواعی صحبت سے) اس (کفارہ کے حکم کرنے) سے تمکو نصیحت کیجاتی ہے (یعنی کفارہ سے علاوہ تکفیر سیئات کے یہ بھی نفع ہے کہ وہ تمہارے لیے آئندہ کو زاجر بنجاوے) اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے (کہ کفاوے کے متعلق پوری بجا آوری احکام کی کرتے ہو یا نہیں پس کفارہ میں دو حکمتیں ہوگئیں ایک تکفیر سیئہ جسکی طرف اشارہ ہے لعفو غفور میں دوسرے زجر جسکا تو عظوں میں بیان ہے اور یہ دوسری حکمت بھی مطلق کفارہ میں ہے لیکن تحریر قدرے جو نکہ انواع کفارہ میں ذکر اعتق مقدم ہے اس لیے اسکو اُسکے ساتھ ذکر کردیا گیا) پھر جسکو (غلام لونڈی) میسر نہ ہو تو اُسکے ذمہ پیا پے (یعنی لگاتار) دو مہینے کے روزے ہیں قبل اسکے کہ دونوں (میاں بی بی) باہم اختلاط کریں پھر جس سے یہ بھی نہوسکیں تو اُس کے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے (آگے اس حکم کا مثل دیگر احکام کے واجب التصدیق ہونا اس لیے بیان فرماتے ہیں کہ اس حکم میں نقض ہے حکم جاہلیت و رسم قدیم کا اس لیے اہتمام مناسب ہوا پس ارشاد ہے کہ) یہ حکم اس لیے (بیان کیا گیا) ہے تاکہ (تحصیل مصالح متعلقہ بالعمل کے علاوہ) اللہ اور رسول پر ایمان (بھی) لے آؤ (یعنی ان احکام میں انکی تصدیق بھی کرو کہ مصالح متعلقہ بالایمان بھی حاصل ہوں) اور آگے مزید تاکید کے لیے ارشاد ہے کہ) یہ اللہ کی حدیں (باندھی ہوئی) ہیں (یعنی خداوندی ضابطے ہیں) اور کافروں کے لیے (جو کہ ان احکام کی تصدیق نہیں کرتے بالخصوص) سخت دردناک عذاب ہوگا (اور مطلق عذاب)

البلاغۃ قولہ فمن لم یجد فصیام الخ اعتبر الوجدان فی الرقبۃ والاستطاعۃ فی الصیام لان الاول وظیفۃ مالیۃ والثانی بدنیۃ والوجدان انسب بالمال والاستطاعۃ انسب بالبدن ۱۲

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

کیا آپ نے اسپر نظر نہیں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے

مخل بالعمل کو بھی ہو سکتا ہے۔ اور کچھ اسی حکم کی تخصیص نہیں بلکہ (جو لوگ اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں (خواہ کسی حکم میں کریں جیسے کفار مکہ) وہ (دنیا میں بھی) ایسے ذلیل ہونگے جیسے ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے (چنانچہ کئی غزوات میں اسکا وقوع ہوا) اور (سزا کیلئے نہ ہو کیونکہ) ہمنے کھلے کھلے احکام بھیجکر صحت اعجاز آیات سے ثابت ہی) نازل کیے ہیں (تو اُنکا انکار لامحالہ موجب سزا ہوگا اور یہ سزا تو دنیا میں ہوگی) اور کافروں کو آخرت میں بھی) ذلت کا عذاب ہوگا (اور آگے اُس عذاب کا وقت بتلاتے ہیں کہ یہ اُس روز ہوگا) جسروز ان سب کو اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کریگا پھر انکا سب کیا ہوا انکو بتلادیگا کیونکہ) اللہ تعالےٰ نے وہ محفوظ کر رکھا ہے اور یہ لوگ اسکو بھول گئے ہیں (خواہ حقیقۃً یا باعتبار بفکری و بے التفاتی کے) اور اللہ ہر چیز پر مطلع ہی (خواہ انکے اعمال ہوں یا اور کچھ)

ف مسائل ۔ **مسئلہ** ظہار کے معنے ہیں اپنی بی بی کو کسی ایسی عورت کے جو اُس شخص پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو (جیسے ماں بہن بیٹی وغیرہا) کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف بلا ضرورت نظر کرنا حرام ہی جیسے ظہر اور بطن اور فخذ وغیرہا اور ظہار کہنا اسکو باعتبار اس کے ہی کہ اکثر عادت تھی اسطرح کہنے کی انت علی کظہر امی اور شاید اس کہنے کی زیادہ عادت اس لیے ہوگئی ہوگی کہ اکثر صحبت کے وقت عورت مکر پر لیٹی ہوتی ہی پس حاصل اس تشبیہ کا یہ ہوا کہ جیسے محرمہ کو مکر پر لٹانا بغرض ہم بستری کے حرام ہے اسیطرح تجھکو بھی حرام سمجھتا ہوں وقالوا الغیر ذلک **مسئلہ** منکم میں خطاب اہل ایمان بالغین کو ہی احرار ہوں یا غیر احرار پس کافر کا ظہار معتبر نہیں اور اسیطرح نابالغ کا بھی **مسئلہ** نسائہم سے مراد منکوحہ بیبیاں ہیں پس اپنی مملوکہ سے ظہار معتبر نہیں **مسئلہ** ظہار کرنیسے گنہگار ہوگا بلکہ بعض نے اسکو گناہ کبیرہ کہا ہی لقولہ تعالیٰ منکرا من القول وزورا **مسئلہ** بدون کفارہ ادا کیے ہوئے صحبت اور دواعی صحبت حرام ہی بقولہ تعالیٰ ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ الخ۔ ولقولہ علیہ السلام للمظاہر فلا تقربہا حتی تفعل ما امرک اللہ رواہ ابوداؤد والنسائی والترمذی وابن ماجۃ **مسئلہ** اگر صحبت یا دواعی صحبت کا کسی وجہ سے ارادہ نہو مثلاً اُس بی بی کو طلاق دیدی یا وہ مرگئی تو اس گناہ کی معافی کیلیے صرف توبہ کافی ہی لاشتراط وجوب الکفارۃ بالعود **مسئلہ** اگر بدون ارادہ وطی کو کفارہ ادا کردیا تو صحبت حلال ہوجاویگی کیونکہ سبب نفس وجوب کفارہ کا ظہار ہی اور عزم علی الوطی جو حاصل ہی عود لما قالوا کا وہ سبب وجوب ادا کفارہ کا ہی پس سبب نفس وجوب کے پائے جانے کے بعد کفارہ ادا ہوجاویگا البتہ واجب بدون عود نہ ہوگا بلکہ صرف توبہ بھی کافی ہوجاویگی جیسا اس ہی اوپر کے مسئلہ میں لکھا گیا پس قرآن میں تقیید بالعود کے معنے یہ ہیں کہ بدون کفارہ کے صحبت جائز نہیں نہ یہ کہ بدون عزم صحبت کے کفارہ جائز نہیں اور احقر نے والذین یظاہرون من نسائہم کے شروع ترجمہ میں جو کہا ہے کہ بعض صورتوں کے اعتبار سے وہ اسیطرف اشارہ ہے کہ عود کے وقت توبہ متدارک ہی اور بدون عود کے توبہ متدارک نہیں **مسئلہ** اگر درمیان تحریر رقبہ یا صیام کے صحبت کرلی تو از سر نو کفارہ ادا کرنا ہوگا لقولہ تعالیٰ من قبل ان یتماسا۔ اور اگر اطعام کے درمیان صحبت کرلی تو صرف گناہ ہوگا تجدید کفارہ نہ ہوگی لعدم تقیید الاطعام بکونہ قبل ان یتماسا۔ اور اعتاق کے درمیان صحبت واقع ہونے کے معنے یہ ہیں کہ نصف کو اول آزاد کیا پھر صحبت کرلی پھر نصف باقی کو بعد میں آزاد کردیا۔ یہ سب مسائل درمختار اور ہدایہ اور کفایہ اور روح المعانی سے نقل کیے گئے ہیں اور کچھ ضروری مسائل اعتاق اور صیام اور اطعام کے متعلق سورہ نساء کفارۂ قتل میں اور سورۂ مائدہ کفارۂ یمین میں گذرے ہیں۔ اور ماہن امہاتہم کے مضمون کی کچھ تقریر شروع سورہ احزاب جملہ ماجعل ازواجکم الخ کی تفسیر میں گذری ہی **ربط** اوپر ان الذین یحادون الخ میں مع اُسکے سیاق وسباق کے اللہ و رسول کے خلاف کرنے والوں کیلیے وعید ہی اور یہ خلاف کرنے والے دو قسم کے ہیں مجاہر اور منافق اوپر بقرینہ عنوان کافر کے مجاہرین کا بیان تھا آگے منافقین کے اور مجاہرین میں سے بالخصوص یہود کہ منافقین بھی اُن ہی میں سے تھے شنائع مذکورہ میں اول الم تر سے ختم رکوع تک شنائع متعلقہ بالمجلس جنمیں زیادہ مضمون تناجی کا ہی اور تھوڑا مضمون دوسرے باب کا اور پھر دوسرے الم تر سے ختم سورت تک اُن کے دوسرے شنائع کا ہے۔

احکام تناجی و دیگر بعض احکام متعلقہ مجالس متضمنہ ذم و وعید یہود و منافقین

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ

کوئی سرگوشی تین آدمیوں کی ایسی نہیں ہوتی جسمیں چوتھا وہ نہو　　اور نہ پانچ کی ہوتی ہے جسمیں چھٹا وہ نہو　　اور نہ اس سے کم　　اور نہ اس سے زیادہ مگر وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے

اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى

وہ لوگ کہیں بھی ہوں پھر انکو قیامت کے روز ان کے کیے ہوئے کام بتلا دیگا　　بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر بات کی پوری خبر ہے　　کیا آپ نے اُن لوگوں پر نظر نہیں فرمائی جنکو سرگوشی سے منع کر دیا گیا تھا

ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۭ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ

پھر وہ وہی کام کرتے ہیں جس سے انکو منع کر دیا گیا تھا اور گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں　　اور وہ لوگ جب آپ کے پاس آتے ہیں آپکو ایسے لفظ سے

يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

سلام کہتے ہیں جس سے اللہ نے آپکو سلام نہیں فرمایا اور اپنے جی میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمکو ہمارے اس کہنے پر سزا کیوں نہیں دیتا انکے لیے جہنم کافی ہے جسمیں یہ لوگ داخل ہونگے وہ بُرا ٹھکانا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنٰجَيْتُمْ فَلَا تَتَنٰجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ

اے ایمان والو جب تم سرگوشی کرو تو گناہ　　اور زیادتی　　اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں مت کرو اور نفع رسانی اور پرہیزگاری کی باتوں کی سرگوشیاں کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْـــًٔا اِلَّا

اور اللہ سے ڈرو جسکے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے　　ایسی سرگوشی محض شیطان کی طرف سے ہے تاکہ مسلمانوں کو رنج میں ڈالے اور وہ بدون خدا کے ارادہ کے انکو کچھ ضرر نہیں پہونچا

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ

سکتا　　اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے　　اے ایمان والو جب تم سے کہا جاوے کہ مجلس میں جگہ کھول دو تو تم جگہ کھول دیا کرو اللہ تعالیٰ تمکو کھلی جگہ دیگا

وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ

اور جب یہ کہا جاوے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہوا کرو اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں کے　　اور اُن لوگوں کے جنکو علم عطا ہوا ہے درجے بلند کر دیگا

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنٰجَيْتُمْ فَلَا تَتَنٰجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ

اللغات النجوی ان خصہ النحوی بما کان اکثر من اثنین کما قالہ ابن سیدہ فتسمیہ بامر الاثنین نجوی انما یقتضیہ العطف بقولہ و لا ادنی توسع وتجوز ۱۲

النحو مایلیون من کان الثامنۃ ومن زائدۃ وفاعل نجوی والاستثناء مفرغ من اعم الاحوال ۱۲

البلاغۃ قولہ ثلثۃ الا ھو رابعھم الخ تخصیص الثلاثۃ والخمسۃ بالذکر لانہ تصان بذکر اجزاء بالعادۃ من اعداد اہل النجوی والجالسین فی خلوۃ فقصدوی والمتدربون لذلک انما ہم طائفۃ مجتباۃ من اعالی الاعداد والنہی واول عدد ہم الاثنان فصاعدا الی ستۃ الی ما اقتضتہ الحال وحکم بہ الاستصواب فذکر غرد جل الثلاثۃ والخمسۃ وقال سبحانہ ولا ادنی من ذلک فدل علی الاثنین والاربعۃ وقال تعالیٰ ولا اکثر فدل علی ما یلی ہذا العدد دیقاء بہ ولما اوقرت الثلاثۃ بجی بالخمسۃ لتناسب الوتر بن مخصصا من الزوج قولہ یتناجون بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول ذکرہ علیہ السلام لعنوان الرسالۃ بین الخلائق

المتوجہین الی صلی اللہ علیہ وسلم لزیادۃ تشنیعہم واستعظام معصیتہم قولہ فی المجالس فی قراءۃ فی المجلس علی ارادۃ الجنس تعظیما لشان الجمع او ارادۃ العہد والمراد بہ مجلسہ صلی اللہ علیہ وسلم والجمع لتعدد بہ باعتبار من یحیی معہ صلی اللہ علیہ وسلم فان کل احد منہم مجلسا او علی ارادۃ تعمیم المجلس ۱۲

فائدہ فی الروح قال معظم السلف فی قولہ عزوجل رابعہم وسادسہم ومعہم ان المراد بہ کونہ تعالیٰ کذلک بحسب العلم مع انہم الذین لا یؤبہ لہم وکانہم لم یعبدوا ذلک تاویلا بغایۃ ظہورہ واحتقار فہ یمایدل علیہ ولالۃ لاخفاء فیہا۔ ویعلم من ہذا ان ما شاع من ان السلف لا یؤولون لیس علی اطلاقہ ۱۲

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ

اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے اے ایمان والو جب تم رسول سے سرگوشی کیا کرو تو اپنی اُس سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات دیدیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے

وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا

اور پاک ہونیکا اچھا ذریعہ ہے پھر اگر تمکو مقدور نہو تو اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے کیا تم اپنی سرگوشی کے قبل خیرات دینے سے ڈر گئے سو جب تم نہ کر سکے

وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع ۲ ۲

اور اللہ تعالےٰ نے تمہارے حال پر عنایت فرمائی تو تم نماز کے پابند رہو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور رسول کا کہنا مانا کرو اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

(اسباب نزول ان آیات کے یہ واقعات ہیں اول یہود اور مسلمانوں میں صلح تھی لیکن یہود جب کسی مسلمان کو دیکھتے تو اُسکے خیالات پریشان کرنے کے لیے آپس میں سرگوشی کرنے لگتے وہ مسلمان سمجھتا کہ میری ضرر رسانی کے لیے یہ سرگوشی ہو رہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اس سے منع فرمایا مگر وہ باز نہیں آئے اسپر آیت الم ترالی الذین نہوا عن النجوی الخ نازل ہوئی دوم اسیطرح منافقین بھی باہم سرگوشی کیا کرتے اسپر آیت اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم الخ اور آیت انما النجوے الخ نازل ہوئی سوم یہود آپ کے حضور میں آئے تو براہ شرارت بجائے السلام علیکم السام علیکم کہتے جو منجملہ موذی ہر چہارم منافقین بھی اسیطرح کہتے ان دونوں واقعوں پر جملہ واذا جاؤک حیوک الخ نازل ہوا اور ابن کثیر نے امام احمد سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہود اسطرح سلام کرکے خفیہ کہتے لولا یعذبنا اللہ بما نقول ہم ایکبار آپ صفۂ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور مجلس میں مجمع زیادہ تھا کچھ اہل بدر آئے تو انکو کہیں جگہ نہ ملی اور نہ اہل مجلس مل کر بیٹھ گئے کہ جگہ کھل جاتی آپ نے جب یہ دیکھا تو بعضے آدمیوں کو مجلس سے اُٹھنے کے لیے فرمادیا منافقین نے طعن کیا کہ یہ کونسی انصاف کی بات ہے اور آپ نے بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم کرے جو اپنے بھائی کے لیے جگہ کھول دے سو لوگوں نے جگہ کھولدی اسپر آیت یا ایہا الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا الخ نازل ہوئی رواہ ابن کثیر عن ابن ابی حاتم مجموعہ اجزاء روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اول آپنے جگہ کھولنے کے لیے فرمایا ہوگا سو بعضوں نے تو جگہ کھولدی جو کافی نہوئی ہوگی اور بعضوں نے جگہ نہیں کھولی آپ نے نادیا یا بقاعدہ تناوب فی اخذ العلم کے جیسا مدارس کے طلبہ میں ہوتا ہے انکو اُٹھ جانے کے لیے فرمایا جو کہ منافقین کو ناگوار ہوا واقعہ ششم بعض اغنیاء حضور میں حاضر ہو کر بڑی دیر تک آپ سے سرگوشی کیا کرتے اور فقراء کو استفادہ کا وقت کم ملتا آپکو ان لوگوں کا طول جلوس و طول مناجی ناگوار گذرتا اسپر آیت اذا ناجیتم الرسول الخ نازل ہوئی فتح البیان میں بن اسلم سے بلا سند نقل کیا ہے کہ یہود و منافقین بلا ضرورت آپ سے سرگوشیاں کرتے مسلمانوں کو اس خیال سے کہ شاید کسی مضرت رساں بات کی سرگوشی ہو ناگوار گذرتا اسپر انکو اس سے منع کیا گیا جسکا ذکر آیت نہوا عن النجوی میں ہے مگر وہ جب باز نہ آئے تو حکم نازل ہوا اذا ناجیتم الرسول الخ اس سے اہل باطل بوجہ جب مال و عدم حب دین کے اس سے رک گئے۔ فقیر کہتا ہے کہ یا تو وہ اغنیاء بھی منافقین ہونگے جیسا اُنکے طول جلوس کی ناگواری سے بظاہر معلوم ہوتا ہے اور یا مسلمان بھی خلوذہن کے ساتھ ایسا کرتے ہوں اور یہود و منافقین تخریب مومنین اور اپنے ترفع وغیرہ کے لیے ایسا کرتے ہوں **واقعہ ہفتم** جب یہ حکم تقدیم صدقہ کا ہوا تو بہت سے آدمی ضروری بات کرنے سے بھی رُک گئے اسپر آیت اَاَشْفَقْتُمْ الخ نازل ہوئی۔ فقیر کہتا ہے کہ ہر چند کہ تقدیم صدقہ کے حکم کیساتھ فان لم تجدوا میں ناداروں کو رخصت تھی لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ نہ تو بالکل نادار ہوتے ہیں اور نہ پورے با وسعت و صاحب ثروت ہوتے ہیں گو صاحب نصاب ہوں غالباً ایسوں کو تنگی پیش آئی ہوگی کہ کم وسعتی کی وجہ سے تو خرچ کرنا شاق ہوا اور اپنی ناداری میں بھی شبہ ہوا ایسلیے نہ صدقہ دیسکے نہ اپنے کو محل رخصت سمجھا اور تناجی کوئی عبادت نہ تھی کہ اُس کا ترک موجب ملامت ہو سکے

النحوء اشفقتم ان تقدموا مفعول بہ صورۃ ومفعول بہ معنے لان المعنے اأشفقتم الفقر لان تقدموا او ہو مفعول بہ صورۃ ومعنے والمعنی اأشفقتم تقدیم الصدقات لتوہم ترتب الفقر ۱۲

البلاغۃ قولہ صدقۃ ہی بالمفرد لانہا والجمع ثانیا لان الاول مقام الاجمال فناسب التعبیر بما یدل علی النفس والثانی مقام الانشقاق فناسب التعبیر بالشتیت علی النفس لیصیع الافراد بارادۃ الجنس والجمع بارادۃ تعدد الفاعل لانہا کان الذی ذکر اولا ہوا لکثۃ ۱۲

الروایات کلہا فی الدر المنثور الا ما صرح فیہ بالمنقول عنہ ان اسباب نزول سے فہم تفسیر میں اعانت وسہولت ہوگی اب تفسیر لکھی جاتی ہے ارشاد ہے کہ) کیا آپ نے اس پر نظر نہیں فرمائی (مطلب اوروں کو سنانا ہے جو تناجی منہی عنہ سے باز نہ آتے تھے) کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے (اور اسی میں انکی تناجی یعنی سرگوشی بھی داخل ہے پس) کوئی سرگوشی تین آدمیوں کی ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) نہ ہو اور نہ پانچ کی (سرگوشی) ہوتی ہے جس میں چھٹا وہ نہ ہو اور نہ اس (عدد) سے کم (میں ہوتی ہے جیسے دو یا چار آدمیوں میں) اور نہ اس سے زیادہ (میں ہوتی ہے جیسے چھ سات آدمیوں میں) مگر وہ (ہر حالت میں) اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے (خواہ) وہ لوگ کہیں بھی ہوں پھر ان (سب) کو قیامت کے روز انکے کیے ہوئے کام بتلا دیگا بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر بات کی پوری خبر ہے (اس آیت کا مضمون بعنوان کلی اگلے مدعا میں جزئیہ کی تمہید ہے یعنی یہ باطل سرگوشی کرنے والے خدا سے ڈرتے نہیں کہ خدا کو سب خبر ہے اور ان کو سزا دیگا آگے وہ جزئی مضامین ہیں یعنی) کیا آپ نے اُن لوگوں پر نظر نہیں فرمائی جنکو سرگوشی سے منع کر دیا گیا تھا (مگر) پھر (بھی) وہ وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو منع کر دیا گیا تھا اور گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں (یعنی ایسی سرگوشی کرتے ہیں جس میں بوجہ منہی عنہ ہونے کے گناہ لازمی بھی ہے اور بوجہ تخریب مسلمین کے عدوان یعنی ضرر متعدی بھی ہے اور بوجہ اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منع فرما چکے تھے معصیت رسول بھی ہے جیسا واقعہ اول و دوم میں بیان ہوا) اور وہ لوگ (ایسے ہیں کہ) جب آپ کے پاس آتے ہیں تو آپکو ایسے لفظ سے سلام کرتے ہیں جس سے اللہ نے آپکو سلام نہیں فرمایا (یعنی اللہ تعالیٰ کے الفاظ تو یہ ہیں سلام علی المرسلین۔ سلام علی عبادہ الذین اصطفٰے۔ صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور وہ کہتے ہیں السام علیک) اور اپنے جی میں (یا اپنے آپس میں) کہتے ہیں کہ (اگر یہ پیغمبر ہیں تو) اللہ تعالیٰ ہمکو ہمارے اس کہنے پر (جسمیں سراسر آپ کے ساتھ بے ادبی ہے) سزا (فوراً) کیوں نہیں دیتا (جیسا واقعہ سوم و چہارم میں گذرا آگے اُن کے اس فعل کی وعید اور اس قول کا جواب ہے کہ عذاب عاجل بعض حکمتوں کے سبب نہ آنے سے مطلقاً عدم تعذیب لازم نہیں آتی) ان (کی سزا) کے لیے جہنم کافی ہے اُسمیں یہ لوگ (ضرور) داخل ہونگے سو وہ بُرا ٹھکانا ہے (آگے ایمان والوں کو خطاب ہے جس سے منافقین کے ساتھ تشبہ سے انکو بھی ممانعت ہے اور منافقین کو بھی سنانا منظور ہے کہ تم تو مدعی ایمان ہو تو مقتضائے ایمان پر عمل کرو پس ارشاد ہے کہ) اے ایمان والو جب تم (کسی ضرورت سے) سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں مت کرو (تفسیر ان الفاظ کی ابھی گذری ہے) اور نفع رسانی اور پرہیزگاری کی باتوں کی سرگوشیاں کرو (یہ ہے مراد نفع متعدی مقابل عدوان کے اور تقوی مقابل اثم و معصیت الرسول کے) اور اللہ سے ڈرو جسکے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے ایسی سرگوشی محض شیطان کی طرف سے (یعنی اسکے بہکانے سے) ہے تاکہ مسلمانوں کو رنج میں ڈالے (جیسا واقعہ اول میں بیان ہوا) اور (آگے ان مسلمانوں کی تسلی ہے کہ رنجیدہ نہ ہوا کریں کیونکہ) وہ (شیطان) بدون خدا کے ارادہ کے اُن (مسلمانوں) کو کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتا (مطلب یہ کہ اگر بالفرض وہ باغوا شیطان تمہارے ضرر ہی کی تدبیریں کر رہی ہوں تب بھی وہ ضرر بدون مشیت ازلیہ کے تمکو نہیں پہونچ سکتا پھر کیوں فکر میں پڑتے ہو) اور مسلمانوں کو (ہر امر میں) اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے (آگے واقعہ پنجم کے متعلق حکم ہے اور سابق و لاحق میں مابالاشتراک ذم افعال منافقین و نہی مؤمنین عن التشبہ بہم ہے یا سابق ادب تھا خلوت کا اور یہ ادب ہے جلوت کا یا جسطرح نجوی مذکور موجب تکلیف ہے اسی طرح عدم تفسح و عدم نشوز بھی تکلیف دہ ہے پس ارشاد ہوتا ہے کہ) اے ایمان والو جب تم سے کہا جاوے (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماویں یا اولی الامر یا واجب الاطاعت لوگوں میں سے کوئی کہے) کہ مجلس میں جگہ کھول دو (جسمیں آنے والے کو بھی جگہ مل جاوے) تو تم جگہ کھول دیا کرو (اور آنے والے کو جگہ دیدیا کرو) اللہ تعالیٰ تمکو (جنت میں) کھلی جگہ دیگا اور جب (کسی ضرورت سے) یہ کہا جاوے کہ (مجلس سے) اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہوا کرو (خواہ اُٹھنے کے لیے اس غرض سے کہا جاوے کہ آنے والے کے لیے جگہ کھل جاوے پھر چاہے بالکل اُٹھ جانے سے ہو یا ایک جگہ سے اُٹھ کر دوسری جگہ جا بیٹھنے سے ہو اور خواہ اسوجہ سے کہا جاوے کہ صدر مجلس کو اسوقت کسی مصلحت مشورت خاصہ یا کسی ضرورت آرام یا عبادت وغیرہ سے انفراد اور تخلیہ کی حاجت ہو جو بدون خلوت کے مطلقاً حاصل نہ ہو سکیں یا کامل نہ ہو سکیں پس صدر مجلس کے امر بالقیام سے اُٹھ جانا چاہیے اور یہ حکم غیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی عام ہے کذا فی الروح و دل علیہ قبل پس صاحب مجلس کو حاجت کے وقت اسکی اجازت ہے البتہ آنے والے کو نہ چاہیے کہ کسی کو اُٹھا کر اُسکی جگہ بیٹھے۔ رواہ الشیخان۔ غرض صدر کے کہنے سے اُٹھ بھی کھڑے ہوا کرو) اللہ تعالیٰ (اس حکم کی اطاعت سے) تم میں ایمان والوں کے اور (ایمان والوں میں) اُن لوگوں کے (اور زیادہ) جن کو علم (دین) عطا ہوا ہے (اخروی) درجے بلند کر دیگا (یعنی اس امر کے امتثال کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں ایک غیر اہل ایمان جو کسی مصلحت دنیویہ سے مان لیں جیسے منافقین وہ تو بتقید مسلم کے اس وعدہ سے خارج ہیں

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

کیا آپ نے اُن لوگوں پر نظر نہیں فرمائی جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ نے غضب کیا ہے یہ لوگ نہ تو تم میں ہیں اور نہ اُن ہی میں ہیں اور جھوٹی بات پر قسمیں کھا جاتے ہیں اور وہ جانتے ہیں

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ

اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے بیشک وہ بُرے بُرے کام کیا کرتے تھے انہوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے پھر خدا کی راہ سے روکتے رہتے ہیں سو اُن کے

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

لیے ذلت کا عذاب ہونیوالا ہے ان کے اموال اور اولاد اللہ سے انکو ذرا نہ بچا سکیں گے یہ لوگ دوزخی ہیں وہ لوگ اُسمیں ہمیشہ رہنے والے ہیں

(دوسرے اہل ایمان غیر اہل علم اُن کے لیے نفس رفع درجات ہے تیسرے اہل ایمان اہل علم چونکہ بوجہ علم و معرفت کے اُنکے امتثال کا منشا زیادہ خشیت و زیادہ خلوص ہے جس سے عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے اُن کے لیے فریدہ رفع درجات ہے کما مر (علیہ التفصیل بعد التعمیم) اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے (کہ کس کا عمل غیر مقرون بالایمان ہے اور کسکا مقرون بالایمان پھر اسمیں کس کے عمل میں کم خلوص ہے اور کس کے عمل میں زیادہ خلوص اس لیے ہر ایک کی جزا و ثمرہ میں تفاوت رکھا۔ آگے واقعہ ششم کے متعلق حکم ہے جو واقعہ اول و دوم سے مربوط ہے یعنی) اے ایمان والو جب تم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سرگوشی (کرنے کا ارادہ) کیا کرو تو اپنی اُس سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات (مساکین کو) دیدیا کرو (جسکی مقدار آیت میں منصوص نہیں اور روایات میں مختلف مقداریں آئی ہیں ظاہراً غیر مقدر معلوم ہوتا ہے لیکن معتد بہ ہونا ضرور ہے) یہ تمہارے لیے (ثواب حاصل کرنے کے واسطے) بہتر ہے اور (گناہوں سے) پاک ہونیکا اچھا ذریعہ ہے کیونکہ طاعت سے تکفیر سیئات ہوتی ہے یہ مصلحت تو باعتبار اغنیاء مؤمنین کے ہے اور فقراء مؤمنین کے اعتبار سے یہ ہے کہ اُنکو نفع مالی پہونچے گا جیسا لفظ صدقہ دال ہے کہ اس کے مصارف وہی ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے یہ ہے کہ اسمیں آپ کی اجلال شان ہے اور منافقین و مترفعین کی تناجی سے جو آپکو اذیت ہوتی تھی اُس سے نجات اور استراحت ہے کیونکہ انکو ضرورت تو تناجی کی تھی نہیں اور بے ضرورت محض محبت سے خرچ کرنا انکو ازحد شاق تھا اور غالباً یہ صدقہ علانیہ ہوگا ورنہ ہر شخص دعویٰ تقدیم صدقہ کا کر سکتا۔ آگے فرماتے ہیں کہ یہ حکم تو مقدور کی حالت میں ہے) پھر اگر تمکو (صدقہ دینے کی) مقدور نہ ہو اور ضرورت پڑے تناجی کی) تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے (اس صورت میں اُسنے تمکو معاف کر دیا اس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صدقہ کا واجب تھا اور ناداری کی صورت میں باوجود عدم وجوب کے لفظ مغفرت فرمانا موہم ہے گناہ کو غالباً اس وجہ سے ہے کہ عدم وجدان مال بمنزلہ عدم وجدان اکثر من الحوائج امر اجتہادی ہے اس کی اندازہ کرنے میں غلطی ہو سکتی ہے لہذا مغفرت سے تسلی کر دی اور ہر چند کہ یہ حکم عام تھا لیکن خطاب میں یا ایہا الذین آمنوا اس لیے فرمایا کہ منافقین بھی مدعی ایمان تھے۔ آگے واقعہ ہفتم کے متعلق جو کہ واقعہ ششم سے مربوط ہے ارشاد ہے کہ) کیا تم (یعنی تم میں کے بعض جنکا بیان واقعہ ہفتم کے ذیل میں ہوا ہے) اپنی سرگوشی کی قبل خیرات دینے سے ڈر گئے سو (خیر) جب تم (اسکو) نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال پر عنایت فرمائی کہ بالکل اسکو منسوخ کر کے معاف فرما دیا جسکی حکمت ظاہر ہے کہ جس مصلحت کے واسطے یہ حکم واجب ہوا تھا وہ مصلحت حاصل ہو گئی کیونکہ مصلحت سد باب تھی جو بعد نسخ بھی باقی رہیگی کیونکہ پھر عود الی التناجی میں منافقین و مترفعین پر اعتراض و شبہ تطاول کا صریح لازم آتا ہے۔ غرض ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسکو منسوخ فرما دیا) تو تم (دوسری عبادات مامور بہا کے پابند رہو یعنی) نماز کے پابند رہو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور رسول کا کہنا مانا کرو (مطلب یہ کہ اس کے نسخ کے بعد تمہارے قرب و قبول و نجات کے لیے احکام قبلہ پر استقامت و استدامت ہی کافی ہے) اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی (اور اُنکی حالت ظاہری و باطنی کی) پوری خبر ہے ف یہ جو ارشاد فرمایا کہ اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم الخ اگر اسپر یہ شبہ ہو کہ منافقین بھی دعویٰ کر سکتے تھے کہ ہم بھی بر و تقویٰ کی تناجی کیا کرتے ہیں کیونکہ دونوں تناجی کی صورت میں کوئی امتیاز نہیں جواب یہ ہے کہ بر اور تقویٰ کے متعلق مضامین قابل تناجی و احتفاء کے بہت کم ہیں پس ایسی تناجی قلیل واقع ہوگی بخلاف ضرر رسانی کے کہ اسمیں تناجی بکثرت ہوتی ہے پس یہی ایک امتیاز کافی ہے اس لیے وہ دعویٰ مذکورہ نہیں کر سکتے و نیز دوسرے قرائن خارجیہ بھی ممیز ہوتے ہیں مثل خصوصیات احوال اہل تناجی و غیر ذالک تقریر اسکی اس سے اوپر کی آیات کی تمہید میں گذر چکی ہے۔

تتمہ ذم و وعید منافقین و اتمام بحث بر مدح و وعد مؤمنین

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ اسْتَحْوَذَ

جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا سو یہ اُسکے روبرو بھی نہیں کھا جاتے ہیں اور یوں خیال کریں گے کہ ہم کسی اچھی حالت میں ہیں جب سن لو یہ لوگ بڑی جھوٹے ہیں

عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَاهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

ان پر شیطان نے پورا تسلط کر لیا ہے سو اُس نے انکو خدا کی یاد بھلا دی یہ لوگ شیطان کا گروہ ہے　　خوب سن لو کہ یہ شیطان کا گروہ ضرور برباد ہونے والا ہے　　جو لوگ اللہ

يُحَادُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ۝ كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ

اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہ لوگ سخت ذلیل لوگوں میں ہیں　　اللہ تعالیٰ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبہ والا ہے　　جو لوگ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ

اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں آپ اُنکو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں گو وہ اُنکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہو

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اُنکو اپنے فیض سے قوت دی ہے اور انکو ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے جوئیں جاری ہونگی جنمیں وہ ہمیشہ رہیں گے

ع ۲ ۹ ۳

فِيهَا ۚ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانیوالا ہے

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَاهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ۝ كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ کیا آپ نے اُن لوگوں پر نظر نہیں فرمائی جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ نے غضب کیا ہے (پہلے لوگوں سے مراد منافقین ہیں اور دوسرے لوگوں سے مراد یہود و جمیع کفار مجاہرین اور منافقین چونکہ یہودی تھے اس لیے اُنکی دوستی یہود سے اور اسیطرح اور کفار سے بھی مشہور اور معلوم ہے یہ (منافق) لوگ نہ تو (پورے پورے) تم میں ہیں اور نہ (پورے پورے) اُن ہی میں ہیں (بلکہ ظاہر میں تو تم سے ملے ہوئے ہیں اور باطناً وعقیدۃً کفار کے ساتھ ہیں) اور جھوٹی بات پر قسمیں کھا جاتے ہیں (وہ جھوٹی بات یہی ہے کہ ہم مسلمانوں میں شامل ہیں کقولہ تعالیٰ ویحلفون باللہ انھم لمنکم وما ھم منکم) اور وہ (خود بھی) جانتے ہیں (کہ ہم جھوٹے ہیں۔ آگے اُن کے لیے وعید ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کیلیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے (کیونکہ) بیشک وہ بڑے بُرے کام کیا کرتے تھے (چنانچہ کفر و نفاق سے بدتر کون کام ہوگا اور ان ہی بُرے کاموں میں سے ایک بُرا کام یہ کہ) اُنہوں نے اپنی (ان جھوٹی) قسموں کو (اپنے بچاؤ کے لیے) سپر بنا رکھا ہے (جنمیں مسلمان سمجھکر ہماری جان و مال سے تعرض نہ کریں) پھر (اور دنکو بھی) خدا کی راہ (یعنی دین) سے روکتے رہتے ہیں (یعنی بہکاتے رہتے ہیں) سو (اسوجہ سے) اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہونے والا ہے (یعنی وہ عذاب بڑا شدید ہوگا کہ امر ایسا ہی مہین بھی ہوگا اور جب وہ عذاب ہونے لگے گا تو) ان کے اموال اور اولاد اللہ (کے عذاب) سے انکو ذرا نہ بچا سکیں گے (اور) یہ لوگ دوزخی ہیں (اسمیں تعیین فرما دی اُس عذاب شدید و مہین کی کہ دوزخ ہے اور) وہ لوگ اُس (دوزخ) میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (آگے وقت عذاب کا بتلاتے ہیں کہ وہ عذاب اُس روز ہوگا) جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو (مع دیگر مخلوقات کے) دوبارہ زندہ کرے گا سو یہ اُس کے روبرو بھی (جھوٹی) قسمیں کھا جاویں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھا جاتے ہیں (جیسا مشرکین کی

اللغات استحوذ الحوذ فی الاصل السوق والجمع وقید بھم بالسریع ثم اطلق علی الاستیلاء ومنہ الاحوذی للمشمر فی الامر القاھر لما الذی لایشذ عنہ شیء: ہو مما جاء علی الاصل فی عدم اعلالہ علی القیاس

سُوْرَۃُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً

جھوٹی قسم قیامت کے دن اس آیت میں مذکور ہے واللہ ربنا ما کنا مشرکین) اور یوں خیال کرینگے کہ ہم کسی اچھی حالت میں ہیں (کہ اس جھوٹی قسم کی بدولت بچ جاویں گے) خوب سن لو یہ لوگ بڑے ہی جھوٹے ہیں (کہ خدا کے سامنے بھی جھوٹ بولنے سے نہ چوکے اور انکی جو حرکات اوپر مذکور ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ) ان پر شیطان نے پورا تسلط کر لیا ہے (کہ اُس کے اضلال پر عمل کر رہے ہیں) سو اُسنے انکو خدا کی یاد بھلا دی (یعنی اسکے احکام کو چھوڑ بیٹھے واقعی) یہ لوگ شیطان کا گروہ ہے خوب سن لو کہ شیطان کا گروہ ضرور برباد ہونیوالا ہے (آخرت میں تو ضرور اور گاہے دنیا میں بھی اور انکی یہ حالت کیوں نہ ہو کہ یہ اللہ اور رسول کے مخالف ہیں اور قاعدہ کلیہ ہے کہ) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہ لوگ (اللہ کے نزدیک) سخت ذلیل لوگوں میں ہیں (جب اللہ کے نزدیک ذلیل ہیں تو آثار مذکورہ کا مترتب کیا مستبعد ہے اور جسطرح خدا تعالیٰ نے انکے لیے ذلت تجویز فرما رکھی ہے اسی طرح مطیعین کے لیے عزت کیونکہ وہ لوگ اللہ اور رسولوں کے متبع ہیں اور) اللہ تعالیٰ نے یہ بات (اپنے حکم ازلی میں) لکھ دی ہے کہ میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے (جو کہ حقیقت ہے عزت کی مقصود یہاں غلبہ بیان کرنا انبیا کا ہے اپنا ذکر تشریف انبیا کے لیے فرمایا پس جب رسل ذی عزت ہیں تو اُنکے متبعین بھی اور معنے غلبہ کے سورہ مائدہ آیت ان حزب اللہ ہم الغالبون اور سورہ مؤمن آیت لنتصر رسلنا الخ کے ذیل میں گذر چکے ہیں) بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبہ والا ہے (اس لیے وہ جسکو چاہے غالب کر دے آگے دوستی کفار میں منافقین کے حال کے خلاف اہل ایمان کا حال بیان فرماتے ہیں کہ) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ انکو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں گو اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہو ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اُنکے قلوب کو اپنے فیض سے قوت دی ہے (فیض سے مراد نور یعنی مقتضائے ہدایت پر ظاہراً عمل و باطناً سکون وہو المذکور فی قولہ تعالیٰ فھو علی نور من ربہ چونکہ یہ سبب ہے زیادۃ حیوۃ معنویہ کا اس لیے اسکو روح سے تعبیر فرمایا یہ دولت تو اُنکو دنیا میں ملی کقولہ تعالیٰ اولئک علی ہدی من ربہم) اور (آخرت میں اُنکو یہ نعمت ملے گی کہ) انکو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جنکے نیچے سے نہریں جاری ہونگی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہونگے یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سُن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے (کقولہ تعالیٰ اولئک ہم المفلحون بعد قولہ اولئک علی ہدی من ربہم) ف کفار سے دوستی رکھنے کی تحقیق سورہ آل عمران آیت لایتخذ المؤمنون کے ذیل میں گذر چکی ہے۔ الحمد للہ کہ تفسیر سورہ مجادلہ کی ختم ہوئی آگے تفسیر سورہ حشر کی آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سُوْرَۃُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّۃٌ وَّاٰیُھَا اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ کَذَا فِی الْبَیْضَاوِیِّ

ربط اوپر کی سورت کے اکثر حصہ اخیرہ میں منافقین کی مذمت اور اُنکا یہود سے دوستی رکھنا مذکور تھا اس سورت کے اکثر حصہ اولیہ میں یہود کی بعض عقوبت اور منافقین کی دوستی انکے کام نہ آنا مذکور ہے اور بمناسبت خصوصیت عقوبت مذکورہ کے کہ جلاء وطنی ہے درمیان میں بعض احکام فئی کے بیان کر دیئے گئے اور اخیر حصہ میں مسلمانوں کو امتثال افعال کفار مذکورین سے تنفیر و تحذیر کی غرض سے تہیۂ آخرت اور مخالفت احکام آلہیہ سے بچنے کا اور اس امر کی تقویت و تاکید کیلئے اپنے صفات جلال و جمال بیان فرمائے پس اس اخیر کے حصہ میں من وجہ تفصیل بھی ہو گئی اجمال فاعتبروا الخ کی۔ اور قصہ ان یہود کا اسطرح ہوا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہود سے معاہدہ صلح کا ہو گیا منجملہ اُن کے ایک قبیلہ بنی نضیر تھا اور اُن سے بھی صلح تھی اور یہ لوگ مدینہ سے دو میل پر رہتے تھے ایکبار آپ وہاں ایک خونہائی اعانت میں اُنکو شریک کرنے کے لیے تشریف لے گئے جسکا واقعہ یہ ہوا تھا کہ عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ سے دو خون ہو گئے تھے اُسمیں خونبہا اوا کرنا تھا آپ اس لیے تشریف لیگئے کہ اگر یہ لوگ بھی چندہ میں شریک ہونا چاہیں تو ہو جاویں اُنہوں نے آپکو ایک جگہ بٹھلا دیا کہ ہم اسکا انتظام کیے دیتے ہیں اور باہم خفیہ مشورہ کیا کہ کوئی شخص اوپر چڑھکر یہ پتھر کی چکی کا آپ پر چھوڑ دے کہ آپکا کام تمام ہو جاوے فوراً وحی آپکو معلوم ہو گیا آپ وہاں سے اُٹھ آئے اور کہلا بھیجا کہ تم نے نقض عہد کیا ہے دس روز کی تمکو مہلت ہے اس مدت کے اندر اندر جہاں چاہو چلے جاؤ ورنہ جو شخص اس مدت کے بعد نظر آویگا اسکی گردن ماری جاویگی اُنہوں نے چلے جانیکا ارادہ کیا تو عبداللہ بن ابی منافق نے اُن کے پاس کہلا بھیجا کہ تم کہیں مت جاؤ میرے ساتھ دو ہزار آدمیوں کی جمعیت ہے اپنی جان دیدینگے اور تمپر آنچ نہ آنے دیں گے اور روح میں ابن اسحٰق وغیرہ سے عبداللہ کے ساتھ دو اور عہ کا نام بھی نقل کیا ہے وہ لوگ ان کے کہنے میں آگئے اور آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم کہیں نہیں جاتے جو آپ سے ہو سکے کر لیجیے آپ صحابہ کے ساتھ چلے وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے اور منافقین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے وہی ہے جس نے کفار اہل کتاب کو اُن کے گھروں سے پہلی بار

مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ

اکٹھا کر کے نکالدیا تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور اُنہوں نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ اُنکے قلعے اُنکو اللہ سے بچالیں گے سو اُنپر خدا

لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۭ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا

ایسی جگہ سے پہونچا کہ اُنکو خیال بھی نہ تھا اور اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے بھی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی اوجاڑ رہے تھے سو اے دانشمندو عبرت

يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝

حاصل کرو اور اگر اللہ تعالےٰ اُنکی قسمت میں جلاوطن ہونا نہ لکھ چکتا تو اُنکو دنیا ہی میں سزا دیتا اور اُنکے لیے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ

یہ اس سبب سے ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹ ڈالے

اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

یا اُنکو اُنکی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا سو خدا ہی کے حکم کے موافق ہیں اور تاکہ کافروں کو ذلیل کرے

موقعہ چھپا کر بیٹھ رہے آپ نے اُنکا محاصرہ کر لیا اور اُن کے باغوں کے درخت جلوا دیئے کٹوا دیئے آخر تنگ ہو کر اُنہوں نے نکل جانا منظور کیا آپ نے فرمایا کہ جتنا اسباب لیجا سکو لیجانے کی اجازت ہے بجز ہتیار کے غرض وہ لوگ کچھ شام کو کچھ خیبر کو نکل گئے اور مارے حسد و حرص کے اپنے گھروں کی چوکھٹ بازو کڑیاں تختے تک لاولد کر گئے اور یہ قصہ بعد بدر کے ربیع الاول ۴ھ ہجری میں ہوا پھر حضرت عمر رضؓ نے اپنی خلافت میں اُنکو مع دیگر یہود کے ملک شام کیطرف نکال دیا دونوں جلاوطنی حشر اول، حشر ثانی کہلاتی ہیں کذا فی زاد المعاد وغیرہ۔ اور تمہید کے طور پر تسبیح سے افتتاح مضمون کیا گیا۔

افتتاح بتسبیح رب قدیر وقصہ اخراج بنی النضیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۭ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ آسمانوں اور زمین میں (مخلوقات) ہیں (خواہ قالاً خواہ حالاً) اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے (چنانچہ اُسکی علوشان اور قدرت اور حکمت کا ایک اثر یہ ہے کہ ادھی ہی جسنے (ان) کفار اہل کتاب (یعنی بنی نضیر کو) اُن کے گھروں سے پہلی ہی بار اکٹھا کر کے نکال دیا (یعنی بقول زہری اسکے قبل یہ مصیبت واقع نہ ہوئی تھی یہ مصیبت اب پہلی ہی بار آئی ہے جو انکی حرکات شنیعہ کا ثمرہ ہے اور اسمیں ایک لطیف اشارہ ہے ایک پیشین گوئی کی طرف کہ ان کے لیے پھر بھی ایسا اتفاق ہوگا چنانچہ دوبارہ حضرت عمرؓ نے تمام یہود کو جزیرہ عرب سے نکالدیا کذا فی الخازن اور اشارہ کو لطیف اسلیے کہا گیا کہ لفظ اول ہمیشہ مقتضی نہیں ہوتا وقوع ثانی کو

اللغات (لاول الحشر) ای الوقت الجلاء والاخراج او الحشر یقال جلا عنہا وجلا اعنہا ویقال ایضا جلاہم لغۃ النخلۃ من اللون یا دمن اللین کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ فی قطعتموہا وترکتموہا قائمۃ علی اصولہا تغایر فی التعبیر للتفنن فی الکلام وایضا لان القطع فی الاشجار اکثر منہ فی النخل فعبر عنہ بالفعل الدال علی الکثرۃ والتکریر بخلاف الترک فانہ یکون فی الکل فعبر عنہ بالفعل الدال علی الوقوع مرۃ واحدۃ

چنانچہ بولتے ہیں فلاں عورت کے پہلی ہی بار بچہ پیدا ہوا ہے آگے اس اخراج کے اثر قدرت وغلبہ ہونے کی تقریر ہے کہ اے مسلمانو! انکا سامان وشوکت دیکھ کر) تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ وہ (کبھی اپنے گھروں سے) نکلیں گے اور (خود) اُنھوں نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ اُن کے قلعے انکو اللہ (کے انتقام) سے بچالیں گے (یعنی اپنے قلعوں کے استحکام پر ایسے مطمئن تھے کہ اُنکے دل میں انتقام غیبی کا خطرہ بھی نہ آتا تھا پس انکی حالت مشابہ اُس شخص کے تھی جسکا یہ گمان ہو کہ اُن کے قلعے اللہ سے بچالیں گے اور اگر بنی نضیر کے قلعے متعدد نہ ہوں تو حصونہم کی ضمیر مطلق یہود کی طرف ہوگی اور انہم کی ضمیر بھی اور صرف فلنوا کی ضمیر کی طرف ہو جاوے گی یعنی بنی نضیر کا یہ خیال تھا کہ سب یہود کو اُن کے قلعے حوادث سے بچالیں گے ان سب یہود میں یہ بھی آ گئے کہ اپنے قلعہ کو اپنا محافظ سمجھتے تھے) سو اُن پر خدا (کا عقاب) ایسی جگہ سے پہونچا کہ انکو خیال (اور گمان) بھی نہ تھا (مراد اس جگہ سے یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکالے گئے جن کی بے سروسامانی پر نظر کر کے اسکا احتمال بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ بے سامان ان باسامانوں پر غالب آجاویں گے) اور ان کے دلوں میں (اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا) رعب ڈال دیا کہ (اُس رعب کی وجہ سے نکلنے کا قصد کیا اور اُسوقت یہ حالت تھی کہ) اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے بھی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی اُجاڑ رہے تھے (یعنی خود بھی کڑی تختہ لیجانے کے واسطے اپنے مکانوں کو نہدم کرتے تھے اور مسلمان بھی اُنکے قلب کو صدمہ پہونچانے کے واسطے منہدم کرتے تھے اور مسلمانوں کے منہدم کرنے کو اُن کی طرف اس لیے منسوب کیا کہ سبب اس انہدام کا اصل میں نقض عہد ہوا اور وہ فعل یہود کا ہے پس اسناد الی السبب ہوگئی اور مسلمانوں کا ہاتھ بمنزلہ آلہ کے ہوگیا) سو اے دانشمندو! (اس حالت کو دیکھکر) عبرت حاصل کرو (کہ انجام خدا ورسول کی مخالفت کا بعض اوقات دنیا میں بھی نہایت برا ہوتا ہے) اور اگر اللہ تعالیٰ اُن کی قسمت میں جلاوطن ہونا نہ لکھ چکتا تو اُن کو دنیا ہی میں (قتل کی) سزا دیتا (جس طرح ان کے بعد بنی قریظہ کے ساتھ معاملہ کیا گیا) اور (گو دنیا میں عذاب قتل سے بچ گئے لیکن) ان کے لیے آخرت میں دوزخ کا عذاب (تیار) ہے (اور) یہ (سزائے جلاوطنی دنیا میں اور سزائے نار آخرت میں) اس سبب سے ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرتا ہے (کہ وہی مخالفت رسول کی بھی ہے) تو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے (یہ مخالفت دو طرح ہوئی ایک نقض عہد سے جس سے کہ یہ سزائے جلاوطنی ہوئی اور دوسرے عدم ایمان ہے جو سبب عذاب نار کا ہے۔ آگے یہود کے ایک طعن کا جواب ہے جو درختوں کے کاٹنے اور جلانے کے باب میں کیا تھا کہ یہ فساد ہے اور فساد مذموم ہے کذا فی الدر نیز بعض مسلمانوں نے باوجود اجازت کے یہ سمجھکر کہ ترک جائز ہے اور آخر میں یہ درخت مسلمانوں ہی کے ہونگے تو انکا رہنا ہی بہتر ہے نہیں کاٹے اور بعض نے یہ سمجھکر کہ یہود کا دل دُکھے گا کاٹ دیئے کذا فی الدر۔ جواب کے ساتھ ان دونوں فعل کی بھی تصویب ہے پس ارشاد ہے کہ) جو کھجوروں کے درخت تمنے کاٹ ڈالے (اسی طرح جو جلا دیئے یا اُنکو انکی جڑوں پر (بحالہا) کھڑا رہنے دیا سو (دونوں باتیں) خدا ہی کے حکم (اور رضا) کے موافق ہیں (تاکہ مسلمانوں کو غزت دے) اور تاکہ کافروں کو ذلیل کرے (یعنی دونوں فعل میں مصلحت ہے چنانچہ ترک میں بھی مسلمانوں کی ایک کامیابی اور کفار کو غیظ میں ڈالنا ہے کہ یہ مسلمان اسکو برتیں گے اور قطع وحرق میں بھی مسلمانوں کی دوسری کامیابی یعنی ظہور آثار غلبہ اور کفار کو غیظ میں ڈالنا ہے کہ مسلمان ہماری چیزوں میں کیسے تصرفات کر رہے ہیں پس دونوں امر جائز اور بوجہ تضمن حکمت کے کوئی فیئ نہیں) ف مسئلہ اہل حرب کے اموال کا احراق یا افساد وقطع اشجار وغیرہ جب اسمیں مصلحت ہو جائز ہے کذا فی الہدایہ والدر وغیرہما مسئلہ کفار کے جلاء وطن کر دینے کو رخ العفو میں ابتداء اسلام میں مشروع اور اب منسوخ کہا ہے اور ہدایہ میں بحث فئی میں لکھا ہے الا راضی التی اجلوا عنہا اہلہا جس سے اس حکم کا بقاء معلوم ہوتا ہے۔ احقر کے نزدیک یہ ہے کہ جن لوگوں نے اسکو داخل من سمجھا ہے منسوخ کہا ہے اور جنہوں نے جائز کہا ہے غالباً مثل اسکے سمجھا ہے کہ کفار مقابلہ کے وقت بھاگنے لگیں اور کسی مصلحت سے اُنکا تعاقب نہ کیا جاوے کہ یہ جائز ہے مثل صلح کے فقط۔ ربط تمہید سورت میں گذر چکا البتہ فئی کے متعلق کچھ مضمون بطور مقدمہ کے تفسیر سے پہلے لکھ دینا اعانت فہم تفسیر کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے وھو ھذا (جو مال اہل حرب سے بلا قتال حاصل ہو وہ فئی ہے کذا فی الہدایہ اموال بنی نضیر اسی قبیل سے تھے اور فدک اور نصف خیبر بھی جسمیں کتیبہ وودیع وسلالم دو قلعہ بھی تھا اور بقیہ نصف خیبر یعنی شق اور نطاہ فئی نہ تھا بلکہ عنوۃ فتح ہوا تھا اخرجہ ابن مردویہ عن ابن عباس اور مال فئی میں امام صاحب کے نزدیک خمس نہیں ہے کذا فی الہدایہ۔ اور جو عنوۃ فتح ہوا اسمیں تقسیم کے وقت خمس نکالا جاتا ہے جس کے مصارف سورہ انفال میں گذر چکے ہیں۔ اور ان اموال کا حکم یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ روایات کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے اُسکے مالک تھے اور اُسمیں جو مصارف آپکو بتلائے گئے وجوباً یا ندباً وہ ایسا ہے جیسے اہل اموال پر زکوٰۃ وصدقہ ہے البتہ یہ اموال ملوکہ آپ کے بعد محل میراث نہ تھے بلکہ وقف تھے اور یہ خصوصیت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رواہ الشیخان چنانچہ آپ نے اموال بنی نضیر کا اکثر حصہ مہاجرین کو اور انصار میں سے بعض کو تقسیم فرما دیا رواہ البیہقی اور بقیہ میں سے اپنے اہل وعیال کو سال بھر کا خرچ دیکر جو بچتا وہ سامان جہاد سلاح وکراع میں صرف فرما دیا جاتا اخرجہ الشیخان وغیرہما۔ اور خیبر کی آمدنی سے فقراء مہاجرین کی اور فدک سے مسافروں کی امداد فرماتے

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو اُنسے دلوادیا سو تم نے اُسپر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جسپر چاہے مسلط فرما دیتا ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے لوگوں سے دلوادے وہ اللہ کا حق ہوا اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا

وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

اور مسافروں کا تاکہ وہ تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجاوے اور رسول تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تمکو روکدیں تم رُک جایا کرو

وقف لازم

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے

اخرجہ ابوداؤد وابن مردویہ آئندہ وما افاء الخ میں اسی تخصیص کا ذکر ہے جبکا نزول اس سبب سے ہوا کہ بعض لوگوں نے کہا تھا کہ یہ زمین تقسیم کیوں نہیں کی گئی فانزل اللہ عذرہ فقال ما افاء الخ اخرجہ ابن مردویہ عن ابن عباس اور بعد آپ کی حیات کے اُس کے مصارف صرف مصالح عامہ ہیں مثل سدِ ثغور وبنا رقناطیر وجسور اور قضاۃ وعلماء مسلمین وارزاق مقاتلین وذراری مقاتلین کذا فی الہدایۃ اور ان مصالح میں مصارف خمس غنیمت تیامی ومساکین وابن السبیل بھی داخل ہیں کما یفہم من عد المرضی والزمنی واللقیط من المصالح العامۃ فی ردالمحتار اور فقراء مہاجرین وانصار بھی سوقت داخل تھے اور بعد کی نسلیں بھی داخل ہیں کیونکہ مصالح عامہ مذکورہ سے جو نفع پہونچتا ہو وہ غیر موجودین کو بھی پہونچتا ہو غرض اسکے مصارف نہایت عام ہیں البتہ ایسی زمین کسی کی ملک کردینا امام کو اسکا اختیار ہونا یا نہونا مختلف فیہ ہو کما یفہم من الدرالمختار ورد المحتار قبیل فصل الجزیۃ چنانچہ دوسری۔ چوتھی۔ پانچویں۔ آیت میں یہ سب مذکور ہیں روی استیعاب الآیۃ للہولاء کلہم البیہقی وغیرہ عن عمر رض اور ان مصارف کی تحدید وتقدیر رائے امام پر ہے لیکن امام کو حاکمانہ اختیارات ہیں مالکانہ نہیں اور حضور کو مالکانہ اختیارات تھے مثل بیع وغیرہ اور حسب روایت درمنثور قتادہ کا قول یہ ہو کہ مصارف خمس پہلے مصارف فئی تھے پھر سورۂ انفال کی آیت سے یہ آیت سورۂ حشر کی منسوخ ہوگئی اور ان کیلئے خمس مقرر ہوگیا لیکن چونکہ ظاہر سورہ انفال کی آیت بدر میں نازل ہوئی اور بدر مقدم ہے لہذا یہ قول خلاف ظاہر ہے اور یہ تقریر مذکور حنفیہ کے مسلک پر ہے اور شافعی کے نزدیک فئی میں بھی خمس ہے اور چار اخماس مصارف مذکورہ میں صرف ہونگے لقولہ علیہ السلام کما فی الصحاح مالی مما افاء اللہ تعالیٰ علیکم الا الخمس والخمس مردود علیکم اور ظاہر ہے کہ خمس یعنی تمہ الخمس مقتضی تخمیس کو ہے تو فئی میں بھی خمس ہوا اور یہاں جو مصارف مذکور ہیں وہ مصارف اسی خمس کے ہیں اھ لیکن آیت میں ما افاء اللہ کی خبر میں فللہ وللرسول ولذی القربے الخ واقع ہونا ظاہر اسپر دال ہو کہ یہ مصرف جمیع ما افاء اللہ کا ہے نہ کہ اُس کے خمس کا۔ اور حدیث میں افاء کا بمعنے غنیمت مستعمل ہونا محتمل ہے واللہ اعلم۔ یہ مقام مثل سورہ برأۃ کے احقر کو بہت دشوار معلوم ہوا تفاسیر واحادیث وکتب فقہ کی مراجعت کے بعد غایت جد وجہد سے جو سمجھ میں آیا وہ لکھا گیا مثل سورہ برأت کے یہاں بھی عرض ہے کہ اگر اس سے احسن اور اتقن تفسیر ممکن ہو تو اُسکو ترجیح دیجاوے۔ والروایات کلہا من الخازن والدر المنثور۔

احکام فئی

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اللغات افاء اعاد والمراد نحولہا الیہ صلے اللہ علیہ وسلم وان لم یقبض سہم خصوصا لہ صلے اللہ علیہ وسلم نظیر ما قیل فی قولہ تعالیٰ او لتعودن فی ملتنا ظاہرہ ان من تقضی سبق الحصول کان فیہا ذکر مجازا وقیل للغنیمۃ التی لا تلحق فیہا مشقۃ قولہ دولۃ بالضم وکذا بالفتح ما یدور للانسان من الغنی والجد والغلبۃ وما ترجمتہ بہ ہو اخذ بالحاصل ۱۲

النحو قولہ ما افاء اللہ استیناف ای جواب سوال مقدر ناشئ مما فہم من الکلام السابق فکان قائلا یقول قد علمنا حکم ما افاء اللہ تعالیٰ من بنی النضیر فما حکم ما افاء عز وجل من غیرہم فقیل ما افاء اللہ الخ ولذا لم یعطف علی ما تقدم ولم یذکر فی الآیۃ قید الایجاف ولا عدمہ ۱۲

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ

اُن حاجتمند مہاجروں کا حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے جدا کر دیئے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اُس کے

وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ

رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں اور اُن لوگوں کا جو دارالاسلام میں اور ایمان میں ان کے قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو انکی پاس ہجرت کر کے آتا ہے اُس سے وہ لوگ

وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ

اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اُس سے یہ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ اُنہیں فاقہ ہی ہو اور جو شخص اپنی طبیعت

شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ

کے بخل سے محفوظ رکھا جاوے ایسے ہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں اور ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئے جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو بخشدے اور ہمارے اُن بھائیوں کو

سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجیے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

اوپر جو بیان ہوا وہ تو بنی نضیر کی جانوں کے ساتھ معاملہ ہوا) اور (اُن کے اموال کیساتھ جو معاملہ ہوا اُسکا بیان یہ ہے کہ) جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو اُن سے دلوا دیا سو (اُسمیں تمکو کوئی مشقت نہیں پڑی چنانچہ) تم نے اُسپر (یعنی اسکے حاصل کرنے کو) نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ (مطلب یہ کہ نہ سفر کی مشقت ہوئی کیونکہ مدینہ سے دو میل پر ہے اور نہ قتال کی اور برائے نام جو مقابلہ کیا گیا وہ غیر معتد بہ تھا کذا فی الروح اسلیئے اُسمیں تمہارا استحقاق تقسیم و تملیک کا نہیں جسطرح غنیمت کے چار خمس میں ہوتا ہے) لیکن اللہ تعالےٰ (کی عادت ہے کہ) اپنے رسولوں کو (اپنے دشمنوں میں سے) جسپر چاہے (خاص طور پر) مسلط فرما دیتا ہے (یعنی محض رعب سے مغلوب کر دیتا ہے جسمیں کسی کوشش کو کچھ مشقت واقع نہیں ہوتی چنانچہ اُن رسولوں میں سے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح مسلط فرما دیا اس لیے اُسمیں تمہارا کوئی حق نہیں ہے بلکہ اُسمیں مالکانہ تصرف کرنا آپکی رائے پر مفوض ہے) اور اللہ تعالےٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے (پس وہ جسطرح چاہے دشمنوں کو مغلوب کرے اور جسطرح چاہے اپنے رسول کو اختیار اور تصرف دے اور جیسا اموال بنی نضیر کا یہ حکم ہے اسی طرح) جو کچھ اللہ تعالےٰ (اسی طور پر) اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوا دے (جیسا فدک اور ایک جو خیبر کا اسیطرح ہاتھ آیا) سو اُسمیں بھی تمہارا کوئی استحقاق تملک کا نہیں بلکہ) وہ (بھی) اللہ کا حق ہے (یعنی وہ جسطرح چاہے اُسمیں حکم دے جیسا کہ اور سب چیزوں میں اُسکا اسیطرح کا حق ہے اور تخصیص حصر کے لیے نہیں) اور رسول کا (حق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی رائے پر اُسمیں مالکانہ تصرف مفوض کر دیا ہے) اور (آپکے) قرابت داروں کا (حق ہے) اور یتیموں کا (حق ہے) اور غریبوں کا (حق ہے) اور مسافروں کا (حق ہے) یعنی یہ سب حسب صوابدید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس کے مصرف ہیں جیسا کہ اور بھی اسکے مصارف ہیں پس تخصیص ذکری بنا بر رفع شبہہ کے ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ بدون شرکت جہاد کے بدرجہ اولےٰ مستحق نہ ہوں گے اس شبہ کو رفع کر دیا کہ انکا مصرف ہونا خاص اوصاف کے اعتبار سے ہے نہ بوجہ شرکت جہاد کے پس وہ وصف

اللغات تبوء واستقر او الاستقرار فی الدار اعمی و فی الایمان تمکن حاجة همه احتاج الکونه ناشئا عن الحاجة خصاصة حاجة و فاقة الشح الحرص و

النحو قوله للفقراء بدل من لذی القربی بدل خاص من عام ولذا اعاد اللام فی قوله ولذی القربی کما یاتی هم

البدایة من الله تعالیٰ عن ذلک اما عود ها فی الرسول فلان کون الفی حقا له صلی الله علیه وسلم آخر فکذا کونه للرسول له صلی الله علیه وسلم آخر فالاول للملک الحقیقی والتصرف المستفاد الثانی بمعنی الملک المجازی والتصرف المفوض من الله تعالیٰ والثالث کونهم مصارف قوله للذین تبوءوا معطوف علی الفقراء وکذا قوله والذین جاءوا من بعدهم

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ

کیا آپ نے ان منافقین کی حالت نہیں دیکھی کہ اپنے بھائیوں سے کہ کفار اہل کتاب ہیں کہتے ہیں کہ واللہ اگر تم نکالے گئے تو ہم تمہارے ساتھ نکل جاویں گے

جسمیں ہوگا وہ مصرف ہوگا اور ان مصارف میں سے یتامیٰ و مساکین و ابن السبیل میں تو حکم مطلقاً باقی ہے اور رسول و ذوی القربیٰ میں حیث نصرۃ الرسول کا سہم وفات نبوی سے مرتفع ہوگیا کما مر فی سورۃ الانفال۔ اور یہ حکم مذکور اس لیے مقرر کر دیا) تاکہ وہ (مال فئی) تمہارے تونگروں کی قبضہ میں نہ آجاوے (جیسا جاہلیت میں سب غنائم و محاصل جنگ فی اختیار لوگ ہی کھا جاتے تھے اور فقراء بالکل محروم رہ جاتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے رسول کی رائے پر کما اور مصارف بھی بتلا دیئے کہ آپ باوجود مالک ہونے کے پھر بھی اہل حاجت و مواقع مصلحت عامہ میں صرف فرما دینگے) اور (جب یہ معلوم ہوگیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر ہونے میں حکمت ہے تو) رسول تمکو جو کچھ دیدیا کریں وہ لیلیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تمکو روک دیں رک جایا کرو (اور بعموم الفاظ ہی حکم ہر افعال و احکام میں بھی) اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے (اور یوں فئی میں مطلقاً مساکین کا حق ہے لیکن) ان حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً و ظلماً) جدا کر دیئے گئے (یعنی کفار نے انکو اسقدر تنگ کیا کہ گھر بار چھوڑ کر ہجرت پر مجبور ہوئے اور اس ہجرت سے) وہ اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی جنت) اور رضامندی کے طالب ہیں (کسی دنیوی غرض سے ہجرت نہیں کی) اور وہ (لوگ) اللہ اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں اور (نیز) ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام (یعنی مدینہ) میں (جو کہ انکا وطن ہے) اور ایمان میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں (گو اس سے تقدم ایمان جمیع انصار کا ایمان جمیع مہاجرین سے لازم نہیں اور تبوؤ الدار کی صفت کو فضل میں دخل یہ ہے کہ اپنے وطن میں اکتساب کمال کا کرنا خصوص انقیاد و فرمان برداری کرنا کمال کی بات ہے کیونکہ وطن میں ان امور سے بہت موانع پیش آتے ہیں نیز اپنی ریاست و وجاہت کیوجہ سے عار بھی آتی ہے اور) جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو (مال غنیمت وغیرہ میں سے) جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار بوجہ محبت کے) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور (بلکہ اس سے بھی بڑھ کر محبت کرتے ہیں کہ) اطعام وغیرہ میں (انکو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ (انپر فاقہ ہی ہو (یعنی خود بسا اوقات فاقہ سے بیٹھ رہتے ہیں اور مہاجرین کو کھلا دیتے ہیں اور بسا اوقات اس لئے کہا گیا کہ قضیہ غیر مسورہ ہے) اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جاوے جیسے یہ لوگ ہیں کہ حرص اور اسکے مقتضا پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ نے انکو بری اور منزہ رکھا ہے) ایسے ہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں اور ان لوگوں کا (بھی اس فئی میں حق ہے) جو (اسلام میں یا ہجرت میں یا دنیا میں) ان (مہاجرین و انصار مذکورین) کے بعد آئے (یا آوینگے) جو (ان مذکورین کے حق میں اپنے ساتھ اسطرح) دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو بخشدے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں (خواہ نفس ایمان یا ایمان کامل کہ موقوف ہجرت پر تھا) اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیطرف سے کینہ نہ ہونے دیجیے (یہ دعا معاصرین کو بھی عام ہے مجموعہ کا حاصل یہ ہوا کہ متقدمین کے فضل کے معتقد رہیں اور محبت معاصرین کیلیے بھی عام ہو) اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں (ہماری دعا قبول فرما لیجیے مقصود اس قید سے یہ نہیں کہ جسمیں یہ صفت نہ ہو وہ فئی کا مصرف نہیں ہے بلکہ مقصود تقیید سوء رغبت ہے کہ بعد کے لوگوں کو ایسا ہونا چاہیے اور جو ان اسکے مصرف کامل و پسندیدہ نہیں گو نفس مصرف ہو کما قال عمر رض استوعبت ہذہ المسلمین عامۃ ولیس احد الا لہ فی ہذا المال حق رواہ فی الدر المنثور اور دیگر مصارف مصالح عامہ مذکورہ مقدمہ تفسیر آیت میں ملاردی فکانت حینا النوائیہ کذا فی الدر المنثور پس مجموعہ آیات و روایات سے ان مصارف کا مصارف ہونا اور مفوض بہ رائے نبوی ہونا معلوم ہوا چونکہ تفویض بالرائے بعد حیات کے ممکن نہیں لہذا وفات سے تفویض ختم ہوئی اور مصارف ہونا انکا باقی رہگیا جسکا اہتمام امام المسلمین پر واجب ہوگا اور تفویض بالمعنے المذکور یعنی مالکانہ تصرف نہ ہوگا گو تفویض بمعنے حاکمانہ تصرف یہ پابندی قانون شرعی اسکے لیے بھی حاصل ہو واللہ اعلم ف حرص طبعی و جبلی پر ملامت نہیں البتہ اس کے مقتضائے نامشروع پر عمل کرنا مذموم ہو ربط تمہید میں گذر چکا۔

خلاف کردن منافقین با یہود در وعدہ نصرت مع تشجیع مؤمنین

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ

اللغات اخوانھم الشائع استعارہ بمعنے الشارکین فی المشرب والحرفۃ بمعنے المتکافین فی النسب ۱۲ **البلاغۃ** یقولون عبر عن الماضی بصیغۃ المضارع استحضارا للصورۃ القول ۱۲

وَلَا يُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ

اور تمہارے معاملہ میں ہم کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے اور اگر تم سے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں واللہ اگر یہ لوگ نکالے گئے تو یہ انکے ساتھ نہیں نکلیں گے

وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ۝ لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي

اور اگر اُن سے لڑائی ہوئی تو یہ اُنکی مدد نہ کریں گے اور اگر انکی مدد بھی کی تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر اُنکی کوئی مدد نہ ہوگی بیشک تم لوگوں کا خوف ان کے دلوں میں

صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ

اللہ سے بھی زیادہ ہے یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھتے نہیں یہ لوگ سب ملکر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر حفاظت والی بستیوں میں یا دیوار کی آڑ میں

بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا

انکی لڑائی آپس میں بڑی تیز ہے اے مخاطب تو انکو متفق خیال کرتا ہے حالانکہ انکے قلوب غیر متفق ہیں یہ اسوجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے اُن لوگوں کی سی مثال ہے جو اُن سے کچھ ہی پہلے ہو چکے ہیں

ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ

جو اپنی کرتوت کا مزہ چکھ چکے ہیں اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے شیطان کی سی مثال ہے کہ انسان سے کہتا ہے کہ کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو کہدیتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ

إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝ ع ۲/۵

نہیں میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں سو آخری انجام دونوں کا یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں گئے جہاں ہمیشہ رہیں گے اور ظالموں کی یہی سزا ہے

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ قبل ان اخرجتم الخ اشارۃ الی ان اللام موطئۃ کما ہو معروف ۱۲

وَلَا يُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ
نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ۝ لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا
إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝ كَمَثَلِ الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ
رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝ کیا آپ نے ان منافقین (یعنی عبداللہ بن ابی وغیرہ) کی حالت نہیں دیکھی کہ اپنے (ہم مذہب) بھائیوں سے کہ کفار اہل کتاب میں (یعنی بنی نضیر سے) کہتے ہیں (یعنی کہتے تھے لان السورۃ علی ما یدل علیہ الفاظہا وعلی ما نقلہ فی الروح عن اہل الحدیث والسیر نزلت بعد الوقعۃ) کہ واللہ (ہم ہر حال میں تمہارے ساتھ ہیں پس) اگر تم (اپنے وطن سے جبراً) نکالے گئے تو ہم (بھی) تمہارے ساتھ (اپنے وطن سے) نکل جاویں گے اور تمہارے معاملہ میں ہم کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے (یعنی ہمکو خواہ کوئی کیسا ہی سمجھاوے کہ خروج وقتال میں جو آئندہ مذکور ہے تمہارا ساتھ نہ دیں لیکن ہم) نہ مانیں گے پس جملہ لا نطیع سیاق وسباق دونوں کے متعلق ہے) اور اگر تم سے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں یہ تو اُنکے کاذب ہونے کا اجمالاً بیان ہوا آگے تفصیلاً فرماتے ہیں کہ) واللہ اگر اہل کتاب نکالے گئے تو یہ (منافقین) اُن کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر اُنسے لڑائی ہوئی تو یہ اُنکی مدد نہ کریں گے اور اگر (بفرض محال) اُنکی مدد بھی کی (اور لڑائی میں شریک ہوئے) تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کے بھاگ جانیکے بعد) اُن (اہل کتاب) کی کوئی مدد نہ ہوگی (یعنی جو ناصر تھے وہ تو بھاگ گئے اور دوسرا بھی کوئی ناصر نہ ہوگا پس لامحالہ مغلوب ومقہور ہونگے۔ غرض منافقین کی جو غرض ہے کہ اپنے ان بھائیوں پر کوئی آفت نہ آنے دیں اسمیں ہر طرح ناکامی رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب آخر میں بنی نضیر نکالے گئے تو منافقین اُنکے ساتھ نکلے نہیں اور جب اُن کا محاصرہ کیا گیا جسمیں احتمال قتال کا تھا تو اسمیں انہوں نے نصرت نہیں کی اور بعد اخبار خداوندی لا ینصرونہم کے نصر وہم کا تو احتمال ہی نہ تھا محض بطور فرض محال کے فرمادیا کہ شقوق واقعیہ وفرضیہ سب پر ترتب مقصود یعنی عدم اغناء کا ہو جاوے کقولہ تعالٰی ولئن اتبعت اہواءہم الخ

اللغات رہبۃ مصدر مبنی للمفعول ۱۲

النحو قولہ فیما یتعلق بالصلۃ ای الذین کانوا من قبلہم فی زمن قریب ۱۲

اور بعد وقوع واقعہ کے اسطرح فرمانا لئن اخرجوا الخ یا تو استحضار صورت واقعہ ماضیہ کے لیے ہو تاکہ انکا خلف وعدہ اور انکا مخذول ہونا خوب پیش نظر ہو جاوے اور یا آئندہ جو احتمال موہوم تھا ساتھ دینے کا اُسکی نفی کر دی اور اگر قبل واقعہ کے نزول ثابت ہو جاوے تو توجیہ ظاہر ہے آگے اس ساتھ نہ دینے کا سبب فرماتے ہیں کہ) بیشک تم لوگوں کا خوف ان (منافقین) کے دلوں میں اللہ سے بھی زیادہ ہے (یعنی دعوے ایمان سے جو یہ اپنا ڈرنا اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں وہ تو خلاف واقع ہے ورنہ کفر کو کیوں نہ چھوڑ دیتے اور تمہارا واقعی خوف ہے پس اس خوف کی وجہ سے یہ لوگ اُن بنی نضیر کا ساتھ نہیں دیتے پس عدم خوف من اللہ کا حاصل عدم ایمان ہے ورنہ طبعًا مخلوق کا خوف خالق سے زیادہ ہونا محال نہیں اور) یہ (اُنکا تم سے ڈرنا اور خدا سے نہ ڈرنا) اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ (بوجہ کفر کے خدا تعالیٰ کی عظمت کو) سمجھتے نہیں (اور یہ یہود عام بنی نضیر وغیر بنی نضیر سے اور منافقین الگ الگ تو تمہارے مقابلہ کا کیا حوصلہ کرتے) یہ لوگ (تو) سب ملکر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر حفاظت والی بستیوں میں یا دیوار (قلعہ وشہر پناہ) کی آڑ میں (حفاظت سے مراد عام ہے خندق وغیرہ سے ہو یا قلعہ وغیرہ سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ منافقین نے کبھی قری محصنہ میں یا وراء جدار سے اہل اسلام کا مقابلہ کیا ہو کیونکہ مقصود یہ ہے کہ اگر کبھی یہود یا منافقین منفردًا یا مجتمعًا تمہارے مقابلہ میں آئے بھی تو قری محصنہ یا وراء جدار سے وہ مقابلہ ہوگا چنانچہ یہود بنی قریظہ و اہل خیبر اسیطرح مقابل ہوئے گو منافقین انکے ساتھ مجتمع نہ تھے اور منافقین کا کبھی اتنا حوصلہ بھی نہ ہوا پس مسلمانوں کی اسمیں تشجیع بھی ہے کہ اُنسے کچھ اندیشہ نہ رکھیں۔ اور ان کے بعض قبائل جیسے اوس وخزرج کے واقعات جنگ دیکھکر یہ اندیشہ نہ کیا جاوے کہ شاید اسیطرح اہل اسلام کے مقابلہ میں یہ کارنمایاں کر سکیں بات یہ ہے کہ) ان کی لڑائی پس (ہی) میں بڑی تیز ہے (مگر مسلمانوں کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہیں۔ اور اسیطرح یہ احتمال نہ کیا جاوے کہ گو بمقابلہ اہل اسلام کے یہ ضعیف ہوں مگر بہت سے ضعفاء ملکر قوی ہو جاتے ہیں شاید اسطرح یہ مسلمانوں سے عہدہ برآ ہو سکیں سو اُسکی نسبت یہ ہے کہ) اے مخاطب تو اُنکو (ظاہر میں) متفق خیال کرتا ہے حالانکہ اُنکی قلوب غیر متفق ہیں (یعنی گو عداوت اہل حق ان سب میں مابہ الاشتراک ہے مگر خود بھی تو انمیں اختلاف عقائد کیوجہ سے افتراق اور عداوت ہے کقولہ تعالیٰ فی المائدۃ وألقینا بینہم العداوۃ الخ ومر تفسیرہ پس اس سے وہ احتمال تقویت بالاجتماع کا بھی مرتفع ہو گیا اور یہ رفع احتمال زیادہ تاکید تقویت مقصود کے لیے ہے ورنہ جب جمعًا وتفرقًا کی مثبت ان کی مغلوبی ومقہوری کے ساتھ متعلق ہو چکی ہے تو اگر اتفاق بھی ہوتا تو کیا کام آتا۔ آگے اس نااتفاقی کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ) یہ (تشتت قلوب) اسوجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (دین کی) عقل نہیں رکھتے (اس لیے اہواء متشتتہ کے متبع ہیں اور تشتت اہواء کے لیے اختلاف قلوب لازم ہے۔ اور اسپر شبہ نہ کیا جاوے کہ بے دینوں میں بسا اوقات اتفاق قلوب دیکھا جاتا ہے بات یہ ہے کہ حرف بار سببیت پر داخل ہے خواہ فی الجملہ اور بعض کے اعتبار سے ہو یہاں مقصود قاعدہ کلیہ بیان کرنا نہیں بلکہ ان میں جو نا اتفاقی تھی اُسکا سبب بیان کرنا مقصود ہے کہ اُن کے لیے یہی امر سبب ہو گیا تھا چنانچہ ظاہر ہے۔ آگے بالخصوص بنی نضیر اور اُن منافقین کی جنہوں نے وعدہ نصرت کر کے اُنکو دھوکہ میں ڈالا اور عین وقت پر دغا دی حالت مذکورہ پس فرماتے ہیں کہ ان کے مجموعہ کی دو مثالیں ہیں ایک مثال خاص بنی نضیر کی اور دوسری منافقین کی پس بنی نضیر کی مثال تو) اُن لوگوں کی سی مثال ہے جو ان سے کچھ ہی پہلے ہوئے ہیں جو (دنیا میں بھی) اپنی کردار کا مزہ چکھ چکے ہیں اور (آخرت میں بھی) ان کے لیے دردناک عذاب (ہونے والا ہے (مراد ان سے یہود بنی قینقاع ہیں جنکا قصہ یہ ہوا کہ بعد واقعہ بدر کے انہوں نے آپ سے ۲ سنہ ہجری میں نقض عہد کر کے محاربہ کیا پھر مغلوب ومقہور ہوئے اور قلعہ سے آپ کے فیصلہ پر باہر نکلے اور سب کی مشکیں باندھی گئیں پھر عبد اللہ بن ابی کے الحاح سے انکی اس شرط پر جان بخشی کی کہ مدینہ سے چلے جائیں چنانچہ وہ اذرعات شام کو نکل گئے اور اُن کے اموال میں غنیمت کی طرح عمل ہوا کذا فی زاد المعاد اور ان منافقین کی مثال) شیطان کی سی مثال ہے (اول تو) انسان سے کہتا ہے کہ تو کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے اور کفر کے وبال میں گرفتار ہوتا ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں) تو (اُسوقت صاف جواب دیدیتا ہے اور) کہدیتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں (جیسے دنیا میں ایسی تبری کا قصہ سورہ انفال آیت واذ زین لہم الشیطان اعمالہم الخ میں گذر چکا ہے اور آخرت میں تبری مضلین کی ضالین سے آیات متعددہ میں مذکور ہے) سو آخری انجام دونوں کا یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں گئے جہاں ہمیشہ رہیں گے (ایک اضلال کیوجہ سے دوسرا ضلال کیوجہ سے اور ظالموں کی یہی سزا ہے پس جسطرح اس شیطان نے اُس انسان کو اول بہکایا پھر وقت پر ساتھ نہ دیا اور دونوں خسران میں پڑے اسیطرح ان منافقین نے اول بنی نضیر کو بری رائے دی کہ تم نکلو نہیں پھر عین وقت پر الگ دغا دی اور دونوں بلا میں پھنسے بنی نضیر تو بلائے اخراج میں اور منافقین ناکامیابی میں رطا بہ مبتلا میں گذر چکا

ترغیب تحصیل جنان وترہیب از موجبات نیران وتاکیدش بذکر علو شان قرآن وصفات کمال حضرت رحمان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل کے واسطے اُسنے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے اور تم اُن لوگوں کیطرح مت ہو

نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ

جنہوں نے اللہ سے بے پروائی کی سو اللہ تعالیٰ نے خود اُن کی جان سے اُنکو بے پروا بنا دیا یہی لوگ نافرمان ہیں اہل نار اور اہل جنت باہم برابر نہیں جو اہل جنت ہیں وہ کامیاب لوگ ہیں

الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تو اسکو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا اور ان مضامین عجیبہ کو ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ

تاکہ وہ سوچیں وہ ایسا معبود ہے کہ اُسکے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا وہی بڑا مہربان رحم والا ہے وہ ایسا معبود ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ

کہ اُس کے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ بادشاہ ہے پاک ہے سالم ہے امن دینے والا ہے نگہبانی کرنے والا ہے زبردست ہے خرابی کا درست کرنیوالا ہے بڑی عظمت والا ہے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے شرک سے پاک ہے

اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ع ۲ ۴ ۷

معبود ہی پیدا کرنے والا ہے ٹھیک ٹھیک بنانیوالا ہے صورت بنانے والا ہے اُس کے اچھے اچھے نام ہیں سب چیزیں اُسکی تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ

اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا

مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ

الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ

اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اے ایمان والو (تم نے نافرمانوں کا انجام سن لیا سو تم) اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اُس نے کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے (یعنی اعمال صالحہ میں کوشش کرو جو کہ ذخیرۂ آخرت ہیں) اور (جسطرح تحصیل طاعات و اعمال صالحہ میں تقوی کا حکم ہے اسیطرح سیئات و معاصی سے بچنے کے بارہ میں بھی تاکید حکم ہے کہ) اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے (پس معاصی کے ارتکاب سے اندیشۂ عقوبت ہے پس پہلا اتقوا اللہ طاعات کے متعلق ہے جسکا قرینہ قدمت لغد ہے اور دوسرا معاصی کے متعلق ہے جسکا قرینہ خبیر بما تعملون ہے) اور (آگے ان احکام کی مزید تاکید کے لیے ارشاد ہے کہ) تم اُن لوگوں کیطرح مت ہو جنہوں نے اللہ کے احکام سے بے پروائی کی (یعنی عمل بالاحکام کو ترک کر دیا اسطرح کہ اوامر کے خلاف کیا اور نواہی کا اقتراف کیا سو آخر اسکا یہ ہوا کہ) اللہ تعالیٰ نے خود اُنکی جان سے اُنکو بے پروا بنا دیا (یعنی اُنکی ایسی عقل ماری گئی کہ خود اپنے نفع حقیقی کو نہ سمجھا اور نہ حاصل کیا) یہی لوگ نافرمان ہیں (اور نافرمانی کی سزا بھگتیں گے اور اوپر جن دو قسم کے لوگوں کا

اللغات الباہرۃ فی الوجہ للاشیاء برئیۃ من تفاوت حسب ما تقتضیہ الحکمۃ۔

البلاغۃ نفس یراد کل نفس دانما لم یعبر بکلمۃ العموم اشارۃ ان کل نفس مستقلۃ و منفردۃ فی وجوب النظر علیہا فذا ساہ عذ التنبیہ علی الغرب قولہ لا یستوی نے الروح لعل تقدیم اصحاب النار نے الذکر لانہ ان من اول الامر بان المقصود الذی ہی عنہ عدم الاستواء من جہتہم لا من جہۃ مقابلہم فان مفہوم عدم الاستواء بین الشیئین

المتفاوتین زیادۃ و نقصانا و ان جاز اعتبارہ بحسب زیادۃ الزائد لکن المتبادر اعتبارہ بحسب نقصان الناقص و علیہ قولہ تعالے ہل یستوی الاعمی والبصیر ام ہل تستوی الظلمات والنور اے طیر ذلک ولعل تقدیم الفاضل فی قولہ تعالیٰ ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون لان صفۃ ملکۃ لصفۃ الفضول والاعدام مسبوقۃ بلکاتہا وللرد بعدم الاستواء عدم الاستواء فی الاحوال الاخرویۃ کما ینبئ عنہ التعبیر عن الفریقین بصیغۃ اسم الفاعل

سورۃ الممتحنۃ مدنیۃ وھی ثلث عشرۃ ایۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ

ای ایمان والو . تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ انسے دوستی کا اظہار کرنے لگو حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آچکا ہے وہ اُس کے منکر ہیں

يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم

رسول کو اور تمکو اس بنا پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے شہر بدر کر چکے ہیں اگر تم میرے رستہ میں جہاد کرنے کی غرض سے اور میری رضامندی ڈھونڈنے کی غرض سے نکلے ہو تم انکی

بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ ۚ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

چھپکے چھپکے دوستی کی باتیں کرتے ہو حالانکہ مجکو سب چیزوں کا خوب علم ہے تم جو کچھ چھپا کر کرتے ہو اور جو ظاہر کر کے کرتے ہو اور جو شخص تم میں سے ایسا کریگا وہ راہ راست سے بہک گیا

ذکر ہوا یعنی ایک وہ جو اہل تقوی ہوں اور دوسرے وہ جو تارک احکام ہوں انمیں ایک اہل جنت ہیں دوسرے اہل نار اور) اہل نار اور اہل جنت باہم برابر نہیں (بلکہ) جو اہل جنت ہیں وہ کامیاب لوگ ہیں (اور اہل نار کام ہیں ہیا اور پراولئک ہم الفاسقون سے معلوم ہوا پس تمکو اصحاب الجنۃ میں سے ہونا چاہیے اہل نار میں سے نہ ہونا چاہیے اور یہ مفید نصائح جس قرآن کے ذریعہ سے تمکو سنائے جاتے ہیں وہ ایسا ہے کہ) اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے (اور اُسمیں تمہکی مادہ رکھ دیتے اور شہوات کا مادہ نہ رکھتے) تو (اے مخاطب) تو اُس کو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا (یعنی قرآن فی نفسہ ایسا مؤثر اور قوی فاعل ہے مگر انسان میں بوجہ غلبۂ شہوات کے قابلیت فاسد ہوگئی جسکے سبب تاثر نہیں ہوتا پس انسان کو چاہیے کہ تحصیل طاعات و ترک معاصی سے اپنی شہوت کو مغلوب کرے تاکہ مواعظ قرآنیہ سے اسکو تاثر ہو اور احکام میں استقامت و استدامت اور ذکر و فکر نصیب ہو جسکا اوپر حکم ہوا ہے) اور ان مضامین عجیبہ کو ہم لوگوں کے (نفع کے) لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں (اور منتفع ہوں اسی لیے یہ مضمون تو انزلنا القرآن بیان کیا گیا آگے حق تعالے کے صفات کمال بیان کیے جاتے ہیں جس سے حق تعالی کی عظمت قلب پر نقش ہو کر معین ہو بجا آوری احکام کا پس ارشاد ہے کہ) وہ ایسا معبود ہے کہ اُسکے سوا کوئی اور معبود (بننے کے لائق) نہیں وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا وہی بڑا مہربان رحم والا ہے (اور چونکہ توحید نہایت مہتم بالشان چیز ہے اس لیے اُسکو تاکید کے لیے مکرر فرمایا کہ) وہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا کوئی اور معبود (بننے کے لائق) نہیں وہ بادشاہ ہے (سب عیبوں سے) پاک ہے (سب عیبوں سے) سالم ہے (یعنی نہ ماضی میں اُسمیں کوئی عیب آیا کہ حاصل ہو قدوس کا اور نہ آیندہ اسکا احتمال ہے کہ حاصل ہے سلام کا کذا فی الکبیر اپنے بندوں کو مخاوف سے) امن دینے والا ہے (اپنے بندوں کی مخاوف سے) نگہبانی کرنے والا ہے (یعنی آفت بھی نہیں آنے دیتا اور آئی ہوئی کو بھی دور کر دیتا ہے) زبردست ہے خرابی کا درست کر دینے والا ہے بڑی عظمت والا ہے اللہ تعالی (جسکی یہ شان ہے) لوگوں کے شرک سے پاک ہے وہ معبود (برحق) ہے پیدا کرنے والا ہے ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے (یعنی ہر چیز کو حکمت کی موافق بناتا ہے) صورت (شکل) بنانے والا ہے اُس کے اچھے اچھے نام ہیں (جو اچھی اچھی صفتوں پر دال ہیں) سب چیزیں اُسکی تسبیح (و تقدیس) کرتی ہیں (حالا یا قالا) جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے (پس ایسے باعظمت کے احکام کی بجا آوری ضرور اور نہایت ضرور ہے الحمد للہ کہ سورہ حشر کی تفسیر ختم ہوئی اب سورہ ممتحنہ کی آتی ہے انشاء اللہ تعالی۔

سورۃ الممتحنۃ مدنیۃ وایہا ثلث عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں منافقین کی یہود سے دوستی کرنے کی مذمت تھی اس سورت کے اول و آخر میں مسلمانوں کو کفار سے تعلقات دوستی اور خصوص مشرکات سے تعلق نکاح رکھنے کی ممانعت ہے اور مشرکات و مؤمنات میں امتحان کے لیے صرف اظہار ایمان پر اکتفا کرنیکا ارشاد ہے نہی از موالاۃ بالکفار

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ ۚ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ○

النحو تلقون تفسیر للموالاۃ او کسبنان والباء زائدۃ۔ قولہ ان کنتم خرجتم جواب الشرط محذوف دل علیہ ما تقدم کما قیل لا تتولوا اعدائی ان کنتم اولیائی۔ قولہ لکم من تمام الصفات او حال من تتخذون ۱۲

إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝ لَن تَنفَعَكُمْ

اگر الکو تم پر دسترس ہو جاوے تو اظہار عداوت کرنے لگیں اور تم پر ایذا کے ساتھ دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں اور وہ اس بات کے متمنی ہیں کہ تم کافر ہو جاؤ

ع ۱۶ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ

تمہارے رشتہ دار اور اولاد قیامت کے دن تمہارے کام نہ آویں گے خدا تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ تمہارے سب اعمال کو خوب دیکھتا ہے تمہارے لیے ابراہیم میں اور ان لوگوں

حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۚ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا

میں جو کہ اُنکے شریک حال تھے ایک عمدہ نمونہ ہے جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے کہدیا کہ ہم تم سے اور جنکو تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو اُن سے بیزار ہیں ہم تمہارے

بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ

منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ لیکن ابراہیم کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لیے

لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً

استغفار ضرور کرونگا اور تمہارے لیے نکو خدا کے آگے کسی بات کا اختیار نہیں ہے ہمارے پروردگار ہم آپ پر توکل کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف تو ہمارے ہمارے پروردگار ہمکو

لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ

کافروں کا تختہ مشق نہ بنا اور اے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر دیجیے بیشک آپ زبردست حکمت والے ہیں بیشک اُن لوگوں میں تمہارے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے عمدہ نمونہ ہے جو اللہ کا

ع ۱۷ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ

اور قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتا ہو اور جو شخص روگردانی کرے گا سو اللہ تعالیٰ بالکل بے نیاز اور ستودہ ہے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ تم میں اور اُن لوگوں میں جن سے تمہاری دشمنی ہے

عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم

ہے دوستی کر دے اور اللہ کو بڑی قدرت ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اللہ تعالیٰ تمکو اُن لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کی بارہ میں

مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝

نہیں لڑے اور تمکو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اللہ تعالیٰ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں

إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝ لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۚ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝

اللغات العداوۃ ضد الصداقۃ والبغض ضد الحب ۱۲

النحو قولہ یوم القیمۃ متعلق بلن تنفع قولہ الا قول ابراھیم استثناء منقطع متصل صورۃ۔

البلاغۃ کفرنا بکم اے بکم و بما تعبدون فیہ تغلیب ۱۲

إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ

صرف اُن لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے اللہ تعالےٰ تمکو منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارہ میں لڑے ہوں اور تمکو تمہارے گھروں سے نکالا ہو اور تمہارے نکالنے میں مدد کی ہو

وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○

اور جو شخص ایسوں سے دوستی کریگا سو وہ لوگ گنہگار ہونگے

(۹) إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

یہ آیتیں ایک قصہ کے متعلق ہیں اور وہ قصہ یہ ہے کہ جب آپنے فتح مکہ کے لیے جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے جو کہ اہل بدر سے ہیں اور رہنے والے یمن کے ہیں اور مکہ میں آرہے تھے اور ان کے بھائی اور والدہ اور اولاد و اہل و عیال و اموال اب بھی مکہ میں تھے اہل مکہ کے نام ایک خط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمپر چڑھائی کرنے والے ہیں اور یہ خط ایک عورت کو دیدیا کہ مکہ والوں کو پہونچادے آپکو وحی سے یہ بات معلوم ہوگئی آپ نے حضرت علی اور چند صحابہ کو حکم دیا کہ فلاں جگہ وہ عورت ملے گی اُس سے وہ خط لے آؤ یہ گئے اور وہ عورت ملی اور ان کے دھمکانے سے وہ خط اُسنے دیا اور یہ لائے آپ نے حاطبؓ سے پوچھا اُنہوں نے کہا کہ واقعی خط میرا ہی لکھا ہوا ہے لیکن خدانہ کرے میں نے مخالفت اسلام کے سبب یہ خط نہیں لکھا بلکہ میں جانتا تھا کہ اسلام کو تو اس سے کوئی ضرر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اُسکو ضرور غالب کرنے والا ہے اور آپ کو ضرور فتح ہوگی اور میرا نفع ہو جاویگا کہ اہل مکہ اسکا احسان مانکر میرے اہل و عیال و اموال کی حفاظت کرینگے اور انکو ایذا و ضرر نہ پہونچاویں گے کیونکہ میری اُنسے اور کوئی قرابت ہی نہیں جس کی وجہ سے وہ میری رعایت کرتے بلکہ میں محض اجنبی پردیسی آدمی تھا حضرت عمرؓ کو غصہ آیا اور آپ نے انکی گردن مارنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ یہ اہل بدر سے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے اہل بدر کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی الدر المنثور عن کتب الحدیث پس ارشاد ہوتا ہے کہ (اے ایمان والو تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ اُن سے دوستی کا اظہار کرنے لگو (یعنی گو دل سے دوستی نہ ہو مگر ایسا دوستانہ برتاؤ بھی مت کرو) حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آچکا ہے وہ اُسکے منکر ہیں (یہ بیان ہے عدوی کا اور) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور تم کو اس بنا پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے شہر بدر کر چکے ہیں (یہ بیان ہے عدوکم کا مع عدوی کے غرض ایسے لوگوں سے دوستی مت کرو اگر تم میرے رستہ میں جہاد کرنیکی غرض سے اور میری رضامندی ڈھونڈھنے کی غرض سے (اپنے گھروں سے) نکلے ہو (کہ دوستی کفار کی جبکا حاصل کفار کی رضامندی کی فکر ہے منافی ہے طلب رضا حق اور مباشرۃ اعمال موجبہ رضا حق کے) تم اُن سے چپکے چپکے دوستی کی باتیں کرتے ہو (یعنی اول تو دوستی ہی بُری چیز ہے پھر خفیہ پیغام بھیجنا بوجہ اس کے کہ موہم اختصاص و مزید دوستی ہے اور زیادہ بُرا ہے) حالانکہ مجکو سب چیزوں کا خوب علم ہے تو جو کچھ چھپا کر کرتے ہو اور جو ظاہر کرکے کرتے ہو (یعنی مثل دوسرے موانع مذکورہ کے یہ امر بھی مانع دوستی ہونا چاہیے) اور (آگے اسپر وعید ہے کہ) جو شخص تم میں سے ایسا کریگا وہ راہ راست سے بہک گیا (اور انجام ضالین کا معلوم ہی ہے آگے اُنکی دشمنی کا بیان ہے کہ وہ تمہارے ایسے سخت دشمن ہیں کہ) اگر انکو تمپر دسترس ہو جاوے تو (فوراً) اظہار عداوت کرنے لگیں اور (وہ اظہار عداوت یہ کہ) تمپر برائی (اور ضرر رسانی) کے ساتھ دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں (یہ تو دنیوی اضرار ہے) اور (دینی اضرار یہ کہ) وہ اس بات کے متمنی ہیں کہ تم کافر (ہی) ہو جاؤ (پس ایسے لوگ کب قابل دوستی ہیں اور اگر تم کو دوستی کے بارہ میں اپنے اہل و عیال کا خیال ہو تو خوب سمجھ لو کہ) تمہارے رشتہ دار اور اولاد قیامت کے دن تمہارے (کچھ) کام نہ آویں گے خدا (ہی) تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ تمہارے سب اعمال کو خوب دیکھتا ہے (پس ہر عمل کا فیصلہ ٹھیک ٹھیک کرے گا پس اگر تمہارے اعمال موجب عقوبت ہونگے تو اُس عقوبت سے ارحام و اولاد بچا نہ سکیں گے پھر انکی رعایت میں خدا کے حکم کے خلاف کرنا بہت مذموم امر ہے اور اس سے اموال کا قابل رعایت نہ ہونا اور ظہر ہے آگے حکم مذکور پر تحریض کے لیے ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ارشاد ہے کہ) تمہارے لیے ابراہیم (علیہ السلام) میں اور اُن لوگوں میں جو کہ (ایمان و اطاعت میں) اُن کے شریک حال تھے ایک عمدہ نمونہ ہے (یعنی اس بارہ میں کفار سے ایسا برتاؤ رکھنا چاہیے جیسا ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے متبعین نے کیا) جبکہ ان سب نے (اوقات مختلفہ میں) اپنی قوم (کے لوگوں) سے کہدیا کہ ہم تمسے اور جنکو تم اللہ سوا معبود سمجھتے ہو اُنسے بیزار ہیں (اوقات مختلفہ اسلیے کہا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے جسوقت اول یہ بات اپنی قوم سے کہی تھی اُسوقت وہ بالکل تنہا تھے پھر جو آپکے ساتھ ہوگئے کفار سے

قطع تعلق قولاً وفعلاً کرتے گئے۔ آگے اُس بیزاری کا بیان ہے کہ (ہم تمہارے (یعنی کفار اور اُن کے معبودین کے) منکر ہیں (یعنی تمہارے عقائد اور معبودات کی عبادت کے منکر ہیں یہ تو تبری باعتبار عقیدہ کے ہے) اور (تبری باعتبار معاملہ اور برتاؤ کے یہ ہے کہ) ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض (زیادہ) ظاہر ہو گیا (کیونکہ بناء عداوت کی اختلاف عقائد ہے اور اب اُسکا زیادہ اعلان ہو گیا تو عداوت کا بھی زیادہ اظہار ہو گیا۔ عداوت اور بغض متقارب ہیں اور دونوں کا جمع کرنا تاکید کے لیے۔ اور یہ عداوت ہمکو تم سے ہمیشہ رہے گی) جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ (غرض ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے متبعین نے کفار سے صاف قطع تعلق کر دیا) لیکن ابراہیم (علیہ السلام) کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی (جو ظاہر میں موہم تعلق کو ہے) کہ میں تمہارے لئے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لیے (استغفار سے زیادہ) مجکو خدا تعالیٰ کے آگے کسی بات کا اختیار نہیں (کہ دعا قبول ہی کرا لوں یا باوجود ایمان نہ لانے کے تم کو عذاب سے بچا لوں۔ مطلب یہ کہ اتنی بات تو البتہ ابراہیم علیہ السلام نے کہی تھی جبکا مطلب تم میں سے بعض لوگ مطلق استغفار سمجھ گئے حالانکہ یہاں استغفار کے دوسرے معنے ہیں یعنی طلب ہدایت جس کی سب کو اجازت ہے اور واقع میں وہ قطع تعلق کے خلاف کبھی نہیں مگر ظاہری صورت تعلق اور ظاہری معنے استغفار کے اعتبار سے صورۃً اسکو مستثنیٰ کیا جاتا ہے ورنہ مستثنیٰ لفظاً ہر چند کہ مجموعہ لاستغفرن اور ما املک الخ ہے لیکن استثناء مجموعہ کا باعتبار جزو اول کے ہے اور جزو ثانی تبعاً آ گیا ہے اور تحقیق اس استغفار کی آخر سورہ براءت میں گذری ہے۔ یہ گفتگو تو ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم سے ہوئی آگے اُن کی دعا کا مضمون ہے یعنی کفار سے قطع تعلق کر کے اُنہوں نے اس بارہ میں حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ) اے ہمارے پروردگار ہم (اس اظہار عداوت مع الکفار میں) آپ پر توکل کرتے ہیں اور (نہایت مہمات دارین وحفاظت شرور وآفات میں دنیز ایمان لانے میں) آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور (اعتقاد رکھتے ہیں کہ) آپ ہی کیطرف (سبکو) لوٹنا ہے (پس اس اعتقاد کی وجہ سے ہم نے جو کچھ تبری وغیرہ کی ہے محض خلوص سے کی ہے اُسمیں کوئی غرض دنیوی نہیں اور اس سبب سے مقصود تفاخر نہیں بلکہ عرض حال بغرض سوال ہے اور) اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر دیجیے بیشک آپ زبردست حکمت والے ہیں (اور ہر طرح کی آپکو قدرت حاصل ہے یہ دونوں دعائیں بمنزلہ غایت کے ہیں اوّل دعاؤں کے لیے ایک غایت باعتبار دنیا کے ایک باعتبار آخرت کے پس لاتجعلنا کو توکلنا سے زیادہ تعلق ہے اور واغفر لنا کو الیک المصیر سے اور اپنا مثل مشترک کے ہے آگے دوسرے عنوان سے اہتمام کے لیے تحریض مذکور کی تاکید ہے کہ) بیشک ان لوگوں میں (یعنی ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے متبعین میں) تمہارے لیے (یعنی ایسے شخص کے لیے عمدہ نمونہ ہے جو اللہ (کے سامنے جانے) کا اور قیامت کے دن (کے آنے) کا اعتقاد رکھتا ہو (یعنی یہ اعتقاد مقتضی ہے اس بارہ میں اتباع ابراہیمی کو اور سابق میں یہ مضمون بلحاظ حال مقتدی بہ کے ہے اور یہاں بلحاظ مقتضی اقتدار کے ہے پس تکرار نہیں) اور (آگے دوسرے طرز پر وعید ہے جیسے اس سے پہلے ومن یفعلہ میں وعید آچکی ہے یعنی) جو شخص (اس حکم سے) روگردانی کریگا سو (اسی کا ضرر ہو گا کیونکہ) اللہ تعالیٰ (تو) بالکل بے نیاز اور (بوجہ جامع الکمالات ہونے کے) سزاوار حمد ہے (پس وہاں اکمال بالغیر وانتفاع بعبادت المخلوق کا احتمال ہی نہیں اور چونکہ کچھ انکی عداوت سنکر مسلمانوں کو فکر ہو سکتی تھی کچھ قطع قرابات سے طبعاً ریخ ہو سکتا تھا اس لیے بطور بشارت کے آگے پیشین گوئی فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ سو امید ہے (یعنی اُدھر سے وعدہ ہے) کہ تم میں اور اُن لوگوں میں جنسے تمہاری عداوت ہے دوستی کر دے (گو بعض ہی سے سہی یعنی اُنکو مسلمان کر دے جس سے عداوت مبدل بہ صداقت ہو جاوے) اور (اسکو کچھ بعید نہ سمجھو کیونکہ) اللہ کو بڑی قدرت ہے (چنانچہ فتح مکہ کے روز بہت آدمی خوشی سے مسلمان ہو گئے مطلب یہ کہ اول تو اگر قطع تعلق ہمیشہ کے لیے ہوتا تب بھی بوجہ مامور بہ ہونے کے واجب العمل تھا پھر خاصکر جبکہ تھوڑی ہی مدت کے لیے کرنا پڑے اور پھر مشارکت فی الایمان سے دوستی اور تعلق بدستور عود کر آوے غرض ہر طرح قطع تعلق ضروری ہوا) اور (ابتک جو کسی سے اس حکم کے خلاف خطا ہو گئی ہو جس سے وہ اب تائب ہو چکا تو) اللہ تعالیٰ (اُس کے لیے) غفور رحیم ہے (اور یہانتک تو دوستانہ تعلقات کی نسبت حکم فرمایا تھا کہ اُنکا قطع واجب ہے آگے ممسانہ تعلقات کے حکم کی تفصیل فرماتے ہیں وہ یہ کہ) اللہ تعالیٰ تمکو اُن لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارہ میں نہیں لڑے اور تمکو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا (مراد وہ کافر ہیں جو ذمی یا مصالح ہوں یعنی محسنانہ برتاؤ اُن سے جائز ہے اور اسی کو منصفانہ برتاؤ فرمایا پس انصاف سے مراد خاص انصاف ہے یعنی خاص اُنکی ذمیت یا مصالحت کے اعتبار سے انصاف مقتضی اسکو ہے کہ اُن کے ساتھ احسان سے دریغ نہ کیا جاوے ورنہ مطلق انصاف تو ہر کافر بلکہ جانور کے ساتھ بھی واجب ہے آگے ترغیب اسی برتاؤ کی کہ) اللہ تعالیٰ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں (البتہ) صرف اُن لوگوں کے ساتھ دوستی (یعنی برد احسان) کرنے سے اللہ تعالیٰ تمکو منع کرتا ہے جو تم سے

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی لاالک خدا کے آگے اخذ بحاصل الترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ

اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کرکے آویں تو تم اُنکا امتحان کرلیا کرو اُن کے ایمان کو اللہ ہی خوب جانتا ہے پس اگر تم اُنکو مسلمان سمجھو تو اُنکو کفار کیطرف واپس

فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

مت کرو وہ عورتیں اُنکا فروں کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ کافر اُن عورتوں کے لیے حلال ہیں اور ان کافروں نے جو کچھ خرچ کیا ہو وہ اُنکو ادا کردو تمکو اُن عورتوں

اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ

نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہوگا جبکہ تم اُن کے مہر اُن کو دیدو اور تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو اور جو کچھ تمنے خرچ کیا ہو مانگ لو اور جو کچھ اُن کافروں نے خرچ کیا ہو وہ مانگ لیں

ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا

یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ بڑا علم اور حکمت والا ہے اور اگر تمہاری بیبیوں میں سے کوئی بی بی کافروں میں جا ملنے سے تمہارے ہاتھ نہ آوے پھر تمہاری نوبت آوے تو جنکی بیبیاں

الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ

ہاتھ سے نکل گئیں جتنا اُنہوں نے خرچ کیا تھا اُس کے برابر تم انکو دیدو اور اللہ سے کہ جسپر تم ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو ای پیغمبر جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آویں

يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ

کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور اپنے بچوں کو قتل کرینگی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لاوینگی جسکو اپنے

بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بنالویں اور مشروع باتوں میں وہ آپ کے خلاف نہ کریں گی تو آپ اُنکو بیعت کرلیا کیجیے اور اُنکے لیے اللہ سے مغفرت طلب کیا کیجیے بیشک اللہ غفور رحیم ہے

دین کے بارہ میں لڑے ہوں (خواہ بالفعل یا بالعزم) اور تمکو تمہارے گھروں سے نکالا ہو اور (اگر نکالا بھی نہ ہو لیکن) تمہارے نکالنے میں (نکالنے والوں کی مدد کی ہو یعنی اُن کے ساتھ شریک ہوں بالفعل یا بالعزم اسمیں سب حربی غیر مصالح آگئے اور مراد دوستی سے بقرینہ آیت اولے کے برواقساط ہو اسکو دوستی کہنا بنکتہ تنفیر بایں معنے ہے کہ یہ دشمنی نہیں پس دوستی کے ایک معنے وجودی ہیں وہ تو ہر کافر سے ممنوع ہے دوسرے معنی عدمی ہیں یعنی عدم مداوت وہ غیر اہل حرب سے جائز اور اہل حرب سے ناجائز) اور جو شخص ایسوں سے دوستی (کا برتاؤ بالمعنے المذکور) کریگا سو وہ لوگ گنہگار ہونگے تفصیل موالاۃ واحسان مع الکفار کی سورہ آل عمران آیت لایتخذ المؤمنون الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ربط تمہید میں گذر چکا۔

قطع تعلق مناکحت بین المؤمنین والمشرکین وامتحان ایمان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔـلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (یہ آیتیں بھی ایک خاص موقع کے متعلق ہیں اور وہ موقع صلح حدیبیہ کا ہے جسکا بیان آغاز سورہ فتح میں ہوا ہے۔

اللغات العصم جمع عصمة وہی ما یعتصم بہ من عقد وسبب والمراد النہی عن البقاء علقة من عقد الزوجیة اصلا فعاقبتم من العقبیٰ لان العقاب ہی فی الاصل النوبة فی الرکوب فجاءت عقبتکم

واخترت فی الترجمة وعن الزجاج ان معنے فعاقبتم غنمتم وحقیقتہ فاصبتم فی القتال لعقبة حتی غنمتم قولہ۔ بین ایدیھن ای الرزع عن الفراء وذلک ان الولد اذا ولدتہ الام سقط بین یدیھا وعند رجلیھا

منجملہ اُن شرطوں کے جو صلح نامہ میں لکھی گئی تھیں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص ہمارا نوں میں سے کافروں کیطرف چلا آوے وہ واپس نہ دیا جاوے اور جو شخص کافروں میں سے مسلمانوں کی طرف چلا جاوے وہ واپس دیدیا جاوے چنانچہ بعضے مسلمان مرد آتے اور وہ واپس کر دیئے گئے پھر بعضی عورتیں مسلمان ہو کر آئیں اُن کے اقارب نے اُنکی واپسی کی درخواست کی اسپر یہ آیتیں حدیبیہ میں نازل ہوئیں جس میں عورتوں کے واپس کرنے کی ممانعت کی گئی پس عموم مضمون صلح نامہ کا اس سے مخصوص اور منسوخ ہو گیا اور ایسی عورتوں کے باب میں کچھ خاص احکام مقرر کئے گئے اور اُن کے ساتھ کچھ احکام ایسی عورتوں کے باب میں مقرر ہوئے جو پہلے مسلمانوں کے نکاح میں تھیں مگر اسلام نہ لائیں اور مکہ ہی میں رہ گئیں اور چونکہ مدار اُن احکام کا ان عورتوں کا مسلمان ہونا ہے اس لیے طریق امتحان بھی بتلا یا گیا اور خلاصہ اُن احکام کا یہ ہے **حکم اول** جو عورت دار الحرب سے مسلمان ہو کر آجاوے اُسکا نکاح شوہر کافر سے فوراً ٹوٹ گیا، اسی طرح جس حربیہ کا شوہر مسلمان ہو جاوے اُسکا نکاح بھی معاً ٹوٹ جاویگا **حکم دوم** پہلی عورت کا نکاح مسلمان مرد سے جائز ہے اگر وہ حاملہ ہو تو بعد وضع حمل بالاجماع اور اگر غیر حاملہ ہو تو امام صاحب کے نزدیک بلا عدت اور صاحبین کے نزدیک بعد عدت اور دوسری عورت پر کسی کے نزدیک عدت نہیں اور یہ دونوں حکم اب بھی باقی ہیں **حکم سوم** پہلی عورت کو پہلے شوہر نے جسقدر مہر دیا ہو مسلمان وہ مہر اُس شوہر کافر کو واپس کر دیں اگر کوئی خاص شخص نکاح کرے تو وہ واپس کرے ورنہ بیت المال سے دیدیا جاوے یہ حکم خاص تھا اسی واقعہ کے ساتھ بلحاظ صلح کے کہ اہل صلح کا ضرر نہ ہو اور نیز اُنکو اشتعال نہ ہو جس سے صلح ٹوٹ جاوے اب یہ حکم باقی نہیں **حکم چہارم** اسیطرح کفار دوسری عورت کا مہر مسلمان شوہر کو ادا کریں یہ حکم بھی مخصوص تھا اُسی واقعہ کے ساتھ **حکم پنجم** اگر کفار ایسی عورتوں کا مہر اُن کے مسلمان شوہروں کو واپس نہ کریں تو جو مہر کفار کا مسلمانوں کے ذمہ واجب الادا ہے وہ اُن کفار کی جگہ ان مسلمان شوہروں کو دیدیا جاوے برابری کی صورت میں تو کچھ تکلف نہیں اور کمی و بیشی میں یہ حکم تھا کہ جو کفار کا بچے وہ کفار کو دیدیا جاوے اور جو اپنا رہے اُسکا مطالبہ اُن سے کیا جاوے اور یہ حکم بھی مخصوص تھا اُسی واقعہ کے ساتھ اور دلیل ان بعض احکام کے مخصوص ہونے کی اجماع ہے اور نیز یہ کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جگہ یہ برتاؤ نہیں کیا۔ اور بقیہ احکام ہدایہ وغیرہ سے اور روایات دفتور سے منقول ہیں البتہ حکم سوم میں جو بیت المال سے دلانے کو لکھا ہے یہ ایک اور تغیر سے منقول ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ اس تخصیص و نسخ سے عہد عام کا نقض ہو گیا اور نقض جائز نہیں۔ جواب یہ ہے کہ نقض بمعنے غدر جائز نہیں اور بلا غدر نقض صلح ہی کا رفع جائز تھا اور کسی خاص جزو کا رفع تو اُس سے اہون و اخف ہے اور فریق ثانی اسمیں مجبور نہیں کیا گیا وہ اگر نہ مانتے تو بیش بر بن نیست کہ صلح مرتفع ہو جاتی پھر اسمیں کوئی محذور لازم نہیں آتا لیکن جب فریق ثانی نے بھی مان لیا خواہ اپنی کچھ مصلحت سمجھکر خواہ اس خیال سے کہ مردوں کے اجتماع سے تو اندیشہ محاربہ کا ہے مگر عورتیں اگر واپس نہ کی گئیں تو اُنسے کوئی اندیشہ نہیں تو مان لینے کے بعد صلح متفق علیہ بھی ہو گئی پھر بعد واپسی حدیبیہ کے بھی بعض عورتیں آئی تھیں وہ بھی اس حکم میں شامل رہیں کذا فی الدر المنثور ایضاً پس بخطاب عام ارشاد فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں (دار الحرب سے) ہجرت کر کے آویں (خواہ مدینہ میں کہ دار الاسلام ہے خواہ حدیبیہ میں کہ معسکر اسلام حکم دار الاسلام میں ہے کذا فی کتاب الحدود من الہدایۃ) تو تم اُن (کے مسلمان ہونے) کا امتحان کر لیا کرو (جسکا طریقہ آگے خطاب خاص یا ایہا النبی میں آتا ہے اور اُس امتحان میں ظاہری ایمان پر اکتفا کیا کرو کیونکہ) اُن کے (حقیقی) ایمان کو (تو) اللہ ہی خوب جانتا ہے (تمکو تحقیق ہو ہی نہیں سکتا) پس اگر اُنکو (اُس امتحان کی بنا سے) مسلمان سمجھو تو اُنکو کفار کی طرف واپس مت کرو (کیونکہ) نہ تو وہ عورتیں اُن کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان عورتوں کے لیے حلال ہیں (کیونکہ مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد سے مطلقاً نہیں رہتا موافق حکم اول کے) اور (اس صورت میں) اُن کافروں نے جو کچھ (مہر کے باب اُن عورتوں پر) خرچ کیا ہو وہ اُنکو ادا کر دو (موافق حکم سوم) اور تمکو اُن عورتوں سے نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہ ہوگا جبکہ تم اُن کے مہر اُنکو دیدو (ادا یا التزاماً اور یہ قید بیان شرطیت کے لیے ہے نہیں کیونکہ جواز نکاح موقوف نہیں ہے ادا یا التزام مہر پر بلکہ بیان لزوم کے لیے ہے یعنی مہر لازم نکاح سے ہے خواہ مسمّٰی ہو یا نہ ہو اور خواہ بالمعنے المتبادر ہو یا کپڑوں کا جوڑہ ہو وہو المذکور فی قولہ تعالیٰ لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوہن او تفرضوا لہن فریضۃ ومتعوہن) اور (اے مسلمانو) تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو (یعنی جو تمہاری بیبیاں دار الحرب میں کفر کی حالت میں رہ گئیں اُنکا نکاح تم سے زائل ہو گیا اُن کے تعلقات کا کوئی اثر باقی مت سمجھو حتے کہ ایسے مرد کو فوراً ایسی عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے جن سے اُس نے قبل کی عدت میں جائز نہ ہوتا کیونکہ عدت بھی واجب نہیں ہے موافق جزو اخیر حکم دوم اور بعض صحابہ کا طلاق دینا باوجود عدم احتیاج الی الطلاق کے اور اُسپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر طیکہ آپکو اطلاع ہوا انکار نہ فرمانا شاید اس لیے ہو کہ طلاق بالمعنے اللغوی ہو جس کا حاصل اظہار متارکت ہے) اور (اس صورت میں) جو کچھ تم نے (اُن عورتوں کے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝ ع ۱۳

اے ایمان والو اُن لوگوں سے دوستی مت کرو جنپر اللہ تعالیٰ نے غضب فرمایا ہے کہ وہ آخرت سے ایسے ناامید ہو گئے ہیں جیسا کفار جو قبروں میں ہیں ناامید ہیں

مہر میں) خرچ کیا ہو (اُن کافروں سے) مانگ لو (موافق حکم چہارم) اور (اسیطرح) جو کچھ اُن کافروں نے (مہر کے بابت) خرچ کیا ہو وہ (تم سے) مانگ لیں (جیسا اوپر ارشاد ہوا ہے آتو ہم ما انفقوا شاید یہ تکریر مبنون باختلاف عنوان اس لیے ہو کہ تمہارے ذمہ جو دوسروں کا حق ہو اُسکو زیادہ موکد سمجھو) یہ (جو کچھ کہا گیا) اللہ کا حکم ہے (اسکا اتباع کرو) وہ تمہارے درمیان (ایسا ہی مناسب) فیصلہ کرتا ہے اور اللہ بڑا علم اور حکمت والا ہے (علم و حکمت سے مناسب احکام مقرر فرماتا ہے) اور اگر تمہاری بیبیوں میں سے کوئی بی بی کافروں میں رہجانے سے (بالکل ہی) تمہارے ہاتھ نہ آوے (یعنی نہ وہ ملے اور نہ اُسکا بدل کہ مہر ہے جو مقتضا تھا حکم چہارم کا اور) پھر (کافروں کو مہر دینے کی) تمہاری نوبت آوے (یعنی موافق حکم سوم کے تمہارے ذمہ کسی کافر کا حق مہر واجب الادا ہو) تو (تم وہ مہر اُن کافروں کو نہ دو بلکہ) جن (مسلمانوں) کی بیبیاں ہاتھ سے نکل گئیں (جنکا ابھی ذکر ہوا فاتکم میں) جتنا (مہر) اُنہوں نے (ان بیبیوں پر) خرچ کیا تھا اُسکی برابر (اس رقم واجب الادا میں سے تم اُنکو دیدو (موافق حکم پنجم) اور اللہ سے کہ جسپر تم ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو (اور احکام واجبہ میں خلل مت ڈالو آگے خطاب خاص میں طریق امتحان ایمان کا فرماتے ہیں کہ) اے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس (اس غرض سے) آویں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی شئے کو شریک نہ کرینگی اور نہ چوری کرینگی اور نہ بدکاری کرینگی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کرینگی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لاویں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (نطفہ شوہر سے جنی ہوئی دعوے کرکے) بنا لیویں (جیسا جاہلیت میں بعض عورتوں کا دستور تھا کہ کسی غیر کا بچہ اُٹھا لائیں اور کہدیا کہ میرے خاوند کا ہے اور یا کسی سے بدکاری کی اور اُس نطفہ حرام کو اپنے خاوند کا بتلا دیا کہ اسمیں علاوہ گناہ زنا کے الحاق ولد کا ہے غیر من لہ الولد کے ساتھ جسپر حدیث میں بھی وعید آئی ہے رواہ ابو داؤد والنسائی) اور (مشروع باتوں میں وہ آپ کے خلاف نہ کرینگی (اسمیں سب احکام شرعیہ آگئے پس وہ عورتیں اگر ان شرطوں کو قبول کرلیں جنکا اعتقاد شرط ایمان ہے اور التزام عمل شرط کمال ایمان ہے) تو آپ اُنکو بیعت کرلیا کیجیے اور اُن کیلیے اللہ سے (پچھلے گناہوں کی) مغفرت طلب کیا کیجیے بیشک اللہ غفور رحیم ہے (مطلب یہ کہ جب ان احکام کے حق اور واجب العمل سمجھنے کا اظہار کریں تو اُنکو مسلمان سمجھیے اور ہر چند کہ خود اسلام ہی سے مغفرت ذنوب ماضیہ ہو جاتی ہے مگر امر بالاستغفار یا تو کمال ترتب آثار مغفرت کے لیے ہے اور یا حاصل اسکا دعا ہے قبول ایمان کی جو ملزوم ہے مغفرت کا ربط اوپر اور یہانتک بیان تھا مطلق کفار سے تعلقات رکھنے کا جنمیں زیادہ مضامین متعلق مشرکین کے تھے آگے کفار یہود سے تعلق رکھنے کے بارہ میں کہ مدنیہ میں وہ بکثرت تھے ارشاد ہے۔

خاتمہ مناسب فاتحہ در نہی از موالاۃ یہود

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝ ۱۳ اے ایمان والو اُن لوگوں سے بھی دوستی مت کرو جنپر اللہ تعالیٰ نے غضب فرمایا ہے (مراد اس سے یہود ہیں لقولہ تعالےٰ فی المائدۃ من لعنہ اللہ وغضب علیہ وجعل منہم القردۃ والخنازیر) کہ وہ آخرت (کے خیر و ثواب) سے ایسے ناامید ہو گئے ہیں جیسا کفار جو قبروں میں (مدفون) ہیں (خیر و ثواب آخرت سے) ناامید ہیں (جو کافر مرجاتا ہے بوجہ اسکے کہ اُسکو معاً آخرت کا ہو جاتا ہے حقیقت امر پر یقین کے ساتھ مطلع ہو جاتا ہے کہ اب میری ہرگز بخشش نہوگی چونکہ حسب آیت یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم آپکی نبوت کو اور اسطرح مخالفت دین کے کفر اور غیر ناجی ہونے کو خوب جانتے ہیں گو عار و حسد کی وجہ سے اتباع نہ کرتے تھے اس لیے اُنکو دل سے یقین تھا کہ ہم ناجی نہیں ہیں گو شیخی کے مارے بظاہر اُس کے خلاف کرتے ہوں پس حاصل یہ ہوا کہ جن کی گمراہی ایسی مسلم ہے کہ وہ خود بھی اُسکو دل سے تسلیم کرتے ہیں ایسے گمراہ سے کسی تعلق رکھنا کیا ضرور اور یہ نہ سمجھا جاوے کہ جو گمراہ اشد درجہ کا نہو اُس سے دوستی جائز ہے جواز دوستی سے تو مطلق کفر مانع ہے مگر اس صفت سے وہ عدم جواز اور شدید ہو جاویگا۔ اور شاید تخصیص یہود کی اسجگہ اس لیے ہو کہ مدینہ میں یہود زیادہ تھے اور دوسرے شریر و مفسد بھی بہت تھے) الحمد للہ کہ آج بتاریخ ۲۲ جمادی الاولےٰ ۱۳۵۵ھ در پنجشنبہ وقت چاشت تفسیر سورہ ممتحنہ کی ختم ہونے سے گیارہویں جلد تفسیر کی ختم ہوئی اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے بارھویں جلد بھی پوری فرماوے۔ اب آگے سورہ صف کی تفسیر آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ واخوانہ من الانبیاء ہداۃ سبل اللہ۔

اللغات من اصحب القبور من بانیۃ ۱۲

منیہ اولے جلد ۱۱

ص ۵ س ۱۹ قولہ۔ یہ بھی مثل قدیمی الخ اقول لفظ مثل اسلیے بڑہایا کہ کفار جو قرآن کو ایک قدیم کہتے تھے ظاہر ہے کہ وہ ان کے نزدیک بھی یہ قدیم نہ تہا بلکہ قدیم کے ساتھ تشبیہ دینا مقصود تہا

ص ۷ س ۹ قولہ۔ ان معروضات کا الخ اقول ان جملوں کو لفظ معروضات سے اسلیے تعبیر کیا کہ یہ جملے دعا کے صیغہ سے مذکور ہوئے ہیں۔

ص ۱۲ س ۲۶ قولہ۔ وعظ جن اقول بالاضافۃ یعنی جنات کا وعظ۔

ص ۱۲ س ۱ احاشیہ تحتانی لیسار ۲ قولہ۔ بہدایۃ غیرہ الے الایمان اقول ایسان بہدی غیرہ کما قد ذکرنہ شان الکافر صدہ غیرہ عن الایمان۔

ص ۱۵ احاشیہ تحتانی لیسار ۶ س ۲ قولہ اے قولہ تمام الروایۃ لم اخرج منک فاعلق الاعدا من عنا علی اللہ فی عمرہ او قتل غیر قاتلا قتل بہ خوال الجاہلیۃ فانزل اللہ تعالیٰ وکاین الآیۃ کذا فی تفسیر ابن جریر

ص ۱۹ س ۲۰ قولہ۔ کفار کی مذمت اقول یہ مبتدا ہے اور اسکی خبر تہجین کفار کی تخصیص ہے اسی طرح بعد میں اطاعت کا حکم مبتدا اور تحسین مؤمنین پر لفظ تفریع خبر ہے۔

ص ۲۲ س ۱۳ قولہ۔ اور یہ چند کہ الے قولہ مضائقہ نہیں اقول مطلب یہ کہ اہل کو جو مخالفت سے تحذیر کی گئی ہے وہ مخالفت ظاہر ہی کہ از قبیل مخالفت کفار نہیں ہے کہ وہ ایمان ہی نہ تہی پھر لاتطلدا اعالکم ہیں یہ کیونکر کہا کہ از قبیل مخالفت کفار جواب یہ ہی کہ کفار کی یہ مخالفت مرتبہ بشرط شئی میں ہی اور مرتبہ بشرط شئی مستلزم ہوتا ہی لابشرط شئی کو بھی لہذا جو وعید دونوں مخالفتوں پر شترک ہی اسلیے ایک مخالفت کو دوسری مخالفت کے قبیل سے کہدینا مضائقہ نہیں بلکہ صحیح و موجہ ہے۔

ص ۲۹ س ۲۹ قولہ پہلے سے اس لیے کہا الخ اقول یہ جواب ہے سوال مقدر کا کہ قرآن مجید میں ہی کہ لکم قال اللہ من قبل۔ حالانکہ یہ قول کہیں قرآن مجید میں مذکور نہیں کہ انکو مت لیجانا جواب کی تقریر ظاہر ہے۔

ص ۳۰ س ۱۲ قولہ۔ وجہ بھی سمجھ لیتے اقول سمجھدار ہونے کا لازم ضروری تو تصدیق وحی تہا باقی سمجھدار ہونے پر وجہ سمجھ لینے کا ترتب گو ضروری نہیں لیکن غالب وقوع ہوتا

ص ۳۰ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین قولہ۔ لفتحۃ الخ اقول مؤنث الفتح یعنی الغلبۃ لما یقابل الضم والکسر۔

ص ۴۶ س ۲۶ قولہ اس پارہ کے الخ اقول یعنی پارہ نوزدہم کے

ص ۴۹ س ۲۲ قولہ مشیت اقول یعنی عباد کی جو پشاوں کا مدلول ہے۔

ص ۶۶ س ۲۸ قولہ اول بار میں بایں معنی پہچانا ضروری نہیں الخ اقول مطلب یہ کہ ہم جو کہتے ہیں کہ حضور نے اول ہی بار میں پہچان لیا تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ کسی کے اعلام بالکسر کو اعلام بالفتح کی حاجت نہ ہو اگر یہ مراد ہوتی تو بے شک یہ شبہ صحیح تہا کہ ایسی شناخت تو دوسری تیسری بار میں ہوتی ہی اول بار میں نہیں ہوتی الخ

ص ۸۳ س ۲۷ قولہ۔ اللہ تعالیٰ کے معلوم کرنے کے لیے اقول یعنی یہاں جو سوال کی نفی کی گئی ہی اس کا مطلب یہ ہی کہ وہ سوال اس غرض سے نہ ہوگا کہ جواب سے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جاوے باقی سوال ہونا ظاہر ہے جس کی وجہ احتجاج علی المجرمین ہی۔

ص ۱۵ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین قولہ۔ نظیر ما قیل الخ اقول لعل العبارۃ ہکذا فکونہ نظیر الخ وہو مبتدا وخبرہ ظاہر والجملۃ جزاء لقولہ وان لم یقتض۔

ص ۱۱۷ س ۱۲ قولہ۔ تقدم ایمان الخ اقول یعنی مہاجرین کے ایمان سے تقدم نہیں البتہ مہاجرین کے آنے سے تقدم ہی اسی کو من قبلہم فرمایا ہی۔

ص ۱۲۷ س ۲۸ قولہ۔ اور دوسرے شریر و مفسد بھی بہت تھے اقول یعنی وہ یہود شریر و مفسد بھی بہت تھے۔

منیہ ثانیہ جلد ۱۱

فہرست مضامین تفسیریہ

مضمون	صفحہ	سطر
ابطال استدلال بعض اہل ہوی بانکار استراق آیۃ فاما ما بعدہ والا مداء	۲۵ کے آخر سے ۲۶ کے اول تک	
احکام نقص بیعت متعارفہ و دیگر احکامش	ص۲۶ اول ص۳۳	
تحقیق مری و غیر مری بودن آسمان	ص۲۶	۲۱

اعلان واضح ہو کہ حضرت حکیم الامۃ شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی مؤلف تفسیر ہذا نے اسی سنہ کے دوران میں تفسیر بیان القرآن کی تصحیح الاغلاط تصنیف فرمائی ہی جسکے اندر دو قسم کی اغلاط کو صحیح فرمایا ہی (۱) اجزاء کی تعلق طباعت سے ہی (۲) دوفروگذاشتیں جبکا تعلق مضمون سے ہی ہے طباعت کی اغلاط کو طبع ثانی کے وقت خود کتاب میں بھی صحیح کر دیا ہی اور تصحیح الاغلاط میں بھی جو ہر جلد کی اسکے اخیر میں بطور ضمیمہ لگائی گئی ہی ان کا اندراج رکھا ہی تاکہ پہلی بار کی طبع شدہ جلدیں اس سے صحیح کر لیجائیں ہر جلد کا ضمیمہ کتاب سے علحدہ بھی ملتا ہے جن حضرات کے پاس پہلی بار کی مطبوعہ تفسیر ہوں ان کے لئے اس کا منگانا بہت ہی مفید بلکہ ضروری ہے تاکہ اپنی اغلاط اس سے صحیح کر لیں اور ان بیش قیمت مضامین سے بھی فائدہ اٹھالیں جو مولانا موصوف نے اضافہ فرمائے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو اس میں صرف اغلاط ہی کی تصحیح نہیں ہے بلکہ یہ ایک مستقل تالیف جو ایسی نادر اور بسیط الابحاث کو شامل ہے جن کی اہمیت محض مطالعہ سے متعلق ہے ہمنے اس کا حق تالیف بذریعہ رجسٹری محفوظ کرا لیا ہے

المشتہر

سید عبد المتین منیجر مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۲۸ء

(نوٹ) ناظرین کو چاہیے کہ تصحیح الاغلاط متعلق بیان القرآن جلد اول میں خطبہ ملاحظہ فرمالیں۔

تصحیح الاغلاط متعلق بیان القرآن جلد یازدہم از حضرت مفسر علام دامت برکاتہم

اصل ص ۳ س ۱۴ قال الخ آتیم الخ اصلاح میرے نزدیک انتخاب کی رائے اس مقام پر راجح ہے اور اراتیم تنبیہ ہے اور مامون استفہام تو نفی اور معنی یہ ہیں۔ جادو سوسی تم خدا کے سوا کس چیز کو پکارتے ہو اور وہ ہرگز اس قابل نہیں اور اگر ہیں تو) مجھے دکھلاؤ انہوں نے کونسی زمین پیدا کی ہے۔

(ر) اصل ص ۳ س ۲۳ اور ہو اصلاح بس اور ہی۔

اصل ص ۳ س ۱۳۔ ان افترینہ الخ اصلاح میرے نزدیک اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر میں نے خود اسکو تراشا ہے تو اسکا وبال جلد یا آجائے مجھ پر جائز ہوگا اور میں تم سے بچاؤ کی درخواست نہ کرونگا۔ کیونکہ تم مجھے خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ پس ایسی عذاب عاجل کی تخصیص نہیں۔ اور نہ یہ تو قول علینا کے قبیل سے ہے بلکہ یہ ان افترینہ فعلی اجرامی کے مثل ہے۔ پس اس مقام پر اسکی ضرورت نہیں کہ مدعی کاذب کے لیے عقوبت ہلاک کا لازم ثابت کیا جاوے واللہ اعلم۔

اصل ص ۴ س ۱۳ یعنی اول منفی ہے اصلاح ہماری تقریر بالا کی بنا پر یوں کہنا چاہیے یعنی اول پر اسکا ذمہ دار میں ہوں۔ اور نہیر کوئی بار نہیں جسکی کہ میں تم سے اسکی بھی درخواست نکرونگا کہ تم مجھے بچاؤ۔ کیونکہ تم مجھے نہیں بچا سکتے اور شق ثانی پر جو کہ واقع ہے تم خود ذمہ دار ہو۔ اور اس کی سزا تمکو بھگتنی ہوگی پس تم اسلم صورت کو اختیار کرو۔ اور میرا اتباع کرو اور مجھے جھوٹا نہ کہو۔

(ر) اصل ص ۵ س ۱۹ بتعاعا کا اصلاح تستعلیق ہونا چاہیے۔

اصل ص ۵ س ۲۹ حتی اذا بلغ اشدہ الخ اصلاح قال الطبری قد جنا فیما مضی الاشد جمع شدۃ وانہ تناہی قوۃ وکہولۃ وذا کان ذلک کذلک کان الثلاثۃ الاشد الخ ابا شبہ بن العلم ان المراد بلوغ فی حال جلد کمال قلۃ وغایۃ شدۃ فان العرب اذا وصفت مثل ہذا من الکلام فطفت بعض علی بعض جعلت کلا الوقتین قریبا احد ہما من صاحبہ الی آخرہ قال رضی اللہ عنہ وہو حسن واحسن منہ ان یقال قولہ بلغ اربعین سنۃ تفسیر لقولہ بلغ اشدہ واللہ اعلم۔

(ر) اصل ص ۷ س ۱۴ ہو جاتی ہے اصلاح ہو جاتے ہیں۔

(ر) اصل ص ۱۱ س ۱۴ پس مقصود اصلاح

پس یکمن ہو کہ مقصود۔

اصل ص ۱۵ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین اخرج عبدبن حمید الخ اصلاح قال ابن جریر حدثنا ابن عبدالاعلی قال ثنا المعتمر بن سلیمن عن ابیہ عن جویبر عن الکرمۃ عن ابن عباس۔

(ر) اصل ص ۱۶ س ۲۔ حاشیہ تحتانی یمین وبمعنی زمان الحال اصلاح وبمعنی زمان الحال۔

(ر) اصل ص ۲۶ س ۴ حاشیہ تحتانی نسیارا اصلاح یہ لفظ محذوف ہونا چاہیے۔

اصل ص ۲۳ س ۲۷۔ پس حدیث میں الخ اصلاح اخرجہ ابن جریر وقال حدثنا ابن بزیع البغدادی ابو سعید قال ثنا المحق بن منصور عن مسلم بن خالد عن العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ہریرۃ مرفوعا ایضا اخرجہ عن یونس قال اخبرنا ابن وہب قال اخبرنی مسلم بن خالد وایضا اخرجہ عن احمد بن محمد الترمذی قال ثنا عبداللہ بن الولید العدنی قال ثنا مسلم بن خالد۔

(ر) اصل ص ۲۳ س ۲۹ بذالک نفس الخ اصلاح تستعلیق لکھا جاوے۔

(ر) اصل ص ۲۶ س ۲۵ غائبہ اصلاح تستعلیق لکھنا چاہیے۔

اصل ص ۳۰ س ۳۲ وص ۳۱ س ۹ ایک گتے ہاتھ فتح اصلاح فتحا قریبا کا یہ ترجمہ نہیں کیونکہ گتے ہاتھ کا ہاتھ اردو میں صفت ہو کر مستعمل نہیں ہوتا پس اگر ترکیب توصیفی کا لحاظ کیا جاوے تب تو ترجمہ "ایک قریبی فتح" ہونا چاہیے اور اگر ترکیب توصیفی کا لحاظ نہ رکھا جاوے بلکہ اصل مقصود مدنظر ہو تو "گتے ہاتھوں ایک فتح" ہونا چاہیے واللہ اعلم۔

(ر) اصل ص ۳۳ س ۵ بیان ہوا اصلاح بیان ہوا۔

(ر) اصل ص ۳۳ س ۱۴۔ حرم کا موقع معہود والے اصلاح حرم کا موقع معہود والے مراد ہے

اصل ص ۳۳ س ۲۱ خازن اور مدارک میں

بلا سند الخ اصلاح اقول قال ابن جریر حدثنی یونس قال اخبرنا ابن وہب قال قال ابن زید فی قولہ لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق الی آخر الآیۃ قال قال لہم النبی انی قد رأیت انکم تدخلون المسجد الحرام محلقین رؤسکم ومقصرین فلما نزل بالحدیبیۃ ولم یدخل ذلک العام ظن المنافقون فی ذلک فقالوا این رؤیاہ فقال اللہ لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق فقرأ حتی بلغ ومقصرین لا تخافون الی لم یرہ یدخلہا ہذا العام ولکنہ کان ذلک وقال ایضا حدثنی محمد بن عمرو قال ثنا ابو عاصم قال ثنا ہبیرۃ وحدثنی الحارث قال ثنا الحسن قال ثنا ورقاء جمیعا عن ابی نجیح عن مجاہد فی قولہ الرؤیا بالحق قال ارے اللہ نبیہ انہ یدخل ہذہ واصحابہ المحلقین رؤسہم المقصرین لا یخافون الا ما فی نفس محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ والظاہر ہو ان المراد بما یعلم المنافقون او بدل علیہ ظاہرا قولہم این رؤیا محمد ان اصحابہ لم یکن رأہم التعبیر عنہ صلے اللہ علیہ وسلم باسم الشریف فتدبر۔

اصل ص ۳۳ س ۲۸ و ۲۹۔ ایک لگتے ایہ فتح اصلاح ایک فتح یا لگتے ہاتھ ایک فتح۔

اصل ص ۳۷ س ۱۵ جبط اعمال کی تقریر میں الخ اصلاح اس مقام کی ایک تحقیق رسالہ الاداۃ ماہ رجب ۱۳۳۲ھ میں بذیل مکتوبات خبرت شائع ہو چکی ہے۔

اصل ص ۴۷ س ۲۸۔ آپ نے حضرت کو خالد کراچی الخ اصلاح یہ بھی ایک روایت ہے اور دوسری روایتوں میں اسکا ذکر نہیں بلکہ ان میں یہ ہے کہ جب عقبہ والیں ہو گئے تو انکی واپسی سے نبی المصطفیٰ کو خیال ہوا کہ یہ کیوں واپس ہو گئے اور وہ تحقیق حال کیلیے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں حاضر ہوئے واللہ اعلم کونسا واقعہ صحیح ہے

(ر) اصل ص ۴۸ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین التعاعا اصلاح تستعلیق چاہیے۔

(ر) اصل ص ۴۸ س ۳ حاشیہ تحتانی اللقب اصلاح تستعلیق چاہیے۔

اصل ص ۴۳ س ۱۸ المن والتاجر اصلاح

دونوں تستعلیق میں ہونے چاہئیں۔

(ر) اصل ص ۴۵ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین فرمج اصلاح نمج میں ہونا چاہیے۔

(ر) اصل ص ۴۶ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین الورید عروق الحر اصلاح الاوردۃ۔

(ر) اصل ص ۴۷ س ۲ احاشیہ تحتانی یمین معنی التلقی والاخذ اصلاح من التلقے بمعنے الاخذ

(ر) اصل ص ۴۸ س ۳ تو اہنے والا اصلاح تو اہنے والا اسکو ضبط اور تحریر میں لاتا ہے۔

(ر) اصل ص ۴۸ س ۲۰ ان مضلین اصلاح تستعلیق لکھو۔

اصل ص ۴۹ س ۱۳ جواب یہ ہے الخ اصلاح صحیح جواب یہ ہے والمتن مجاز ہے اور مراد کثرت ہے اور مراد معنی عرفی ہیں یہ کہ حقیقی اور یہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی حاکم کہے کہ تم بغاوت کرو گے تو میں جیلخانوں کو تم سے بھر دونگا وہاں بھی معنی ہوتے ہیں کہ تم سب کو یا اکثر کو قید کرا دونگا خواہ جیلخانہ سب بھر جائیں یا نہ بھریں۔

(ر) اصل ص ۵۵ س ۸ کقولہ اصلاح لقولہ

اصل ص ۵۷ س ۱۵۔ الا یدینہم الخ اصلاح اسکا صحیح مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ میں نے اس کا طالب ہوں کہ وہ میرے لیے روزی حاصل کریں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے سامنے کھانا پیش غرض کہ میں ان سے اپنا کسی قسم کا نفع نہیں چاہتا اللہ خود ہی ہر ایک کو روزی دیتا ہے تو وہ کسی سے روزی کا خواہاں کیونکر ہوگا۔ بندہ قوت والا اور نہایت قوت والا ہے تو وہ کسی سے کسی قسم کی اعانت کیوں کریگا۔ پس انکو پیدائش کا مقصود خدا کو نفع رسانی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اسکا مقصود عبادت کے ذریعہ سے خود انکو نفع پہونچانا ہے ۵

من نہ کردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگان جودے کنم

اور کما قال تعالیٰ ما ارید منہم من رزق الخ یعنی میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھ پر کوئی قسم کی روزی کا بوجھ ڈالیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلائیں۔ اللہ ہی ہر ایک کو روزی دیتا ہے وہ کسی سے روزی مانگے روزی تو ہم ہی تجھے دینے ہیں تو تجھ سے کیا مانگیں گے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تو ہماری پرستش

(نوٹ) (ر) اس ..... جلد ۱۱ ص ۱۱۸ سطر ۱۹ کو قبل کہ آپ ہم پھر کر دیکھ لیں اور بہاں وہاں دو دو بھی کمیں رہ گئی ہیں۔ تاکہ طبع کی یہ اغلاط بیان سے صحیح کر لیا جاویں۔ یہ حضرت مولانا ظلہ کے قلم کی لکھی ہوئی تصحیح الاغلاط ہیں سے کچھ حذف نہ ہونے پائے (راقم صحیح غفرلہ)

کرے۔ تاکہ تجھے نفع ہو۔

اصل ص ۵۹ س ۱۷۔ روح المعانی میں ابن عباس سے نقل کیا ہے اصلاح اقول اخرجہ ابن جریر وقال حدثنی محمد بن سعد قال ثنی ابی قال قال ثنی عمی قال ثنی ابی عن ابیہ عن ابن عباس قولہ یوم تمور السماء مور اقال یوم تشقق السماء ولیست ما اخرجہ ابن جریر عن ابن عباس ہیئ قال حدثنی علی قال ثنا ابو صالح قال ثنی معاویۃ عن علی عن ابن عباس قولہ یوم تمور السماء مورا قال یقول تحرک۔

(ر) اصل ص ۶۰ س ۲۸۔ بھی بھی آیا ہے اصلاح بھی یہ ہی آیا ہے۔

اصل ص ۶۲ س ۷ جیسا درمنثور میں ہے الخ اصلاح اخرجہ ابن جریر قال حدثنی سعید بن یحیی الاموی قال ثنی ابی قال ثنا محمد بن اسحٰق عن عبد اللہ بن ابی نجیح عن مجاہد عن ابن عباس ان قریشا لما اجتمعوا فی دار الندوۃ فی امر النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال قائل منہم اجمعوا فی وثاق ثم تربصوا بہ المنون حتی یہلک کما ہلک من قبلہ من الشعراء زہیر ونابغۃ انما ہو کاحدہم فانزل اللہ فی ذلک من قولہم لم یقولوا شاعر نتربص بہ ریب المنون

(ر) اصل ص ۶۶ س ۱۷۔ تبدل صورت اصلاح تبدل صوت۔

(ر) اصل ص ۷۳ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین ای مار اصلاح تستعلیق میں لکھو۔

(ر) اصل ص ۷۴ س ۲۷ اول اصلاح مؤدل۔

(ر) اصل ص ۷۴ س ۳۰ اول اصلاح مؤدل۔

(ر) اصل ص ۷۶ س ۱۔ حاشیہ تحتانی یمین اعجاز اصلاح اعجاز نخل۔

(ر) اصل ص ۷۶ س ۲۔ حاشیہ تحتانی یمین الجنون اصلاح تستعلیق میں لکھو۔

(ر) اصل ص ۷۷ س ۱۔ حاشیہ تحتانی حاصب وتارد اصلاح دونوں لفظ نسخ میں ہونے چاہئیں۔

(ر) اصل ص ۷۷ س ۲۔ حاشیہ تحتانی مرفوعا عن ابیہم اصلاح مرفوعہ عن رایہ ہیم۔

(ر) اصل ص ۸۰ س ۱۶ و ص ۸۱ س ۲۵ اسی کے میں جہاز جو پہاڑوں کی طرح اصلاح اسی کے ہیں جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح

(ر) اصل ص ۸۰ س ۴ حاشیہ تحتانی یمین انحرف اصلاح تستعلیق ہونا چاہیے۔

(ر) اصل ص ۸۰ س ۴ حاشیہ تحتانی یمین مبارج اصلاح من مبارج۔

(ر) اصل ص ۸۰ حاشیہ تحتانی سطر طویل وجمیع اقسام الرزق الخ اصلاح الظاہر ان یقال والارکان المفسر بالرزق لجمیع ہذہ الاقسام للرزق کلہا

(ر) اصل ص ۸۲ س ۱ حاشیہ تحتانی النقلین اقطار الشواط اصلاح نونوں لفظ نسخ میں ہونے چاہئیں۔

اصل ص ۸۲ س ۲ حاشیہ تحتانی فامینہ الخ اصلاح الظاہر ان یقال المواصی جہنم اصیہ وہی مقاصف تقصم

(ر) اصل ص ۸۲ س ۳۔ حاشیہ تحتانی ان اصلاح نسخ میں لکھو۔

(ر) اصل ص ۸۴ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین سوعا وان فی کنزۃ الہدی اصلاح تستعلیق لکھو۔

(ر) اصل ص ۸۴ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین الفضخ اصلاح نسخ میں لکھو۔

(ر) اصل ص ۸۴ س ۱ حاشیہ تحتانی لیسار صفۃ جنتان وکذا قولہ مدہامتان اصلاح تستعلیق لکھو۔

(ر) اصل ص ۸۴ س ۳ حاشیہ تحتانی لیسار متکئین اصلاح نسخ میں لکھو۔

(ر) اصل ص ۸۶ س ۱ حاشیہ تحتانی خافضۃ رافعۃ اصلاح نسخ میں لکھو۔

اصل ص ۸۶ س ۱ حاشیہ تحتانی خافضۃ رافعۃ الخ اصلاح میرے نزدیک اذا وقعت کی جزا محذوف ہے اور وہ فلا تسأل عن حالہا ہے فتدبر

(ر) اصل ص ۸۷ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین زلزلت وقعت اصلاح دونوں لفظ تستعلیق میں ہونے چاہئیں۔

(ر) اصل ص ۸۷ س ۲۔ حاشیہ تحتانی یمین من الوضین اصلاح تستعلیق میں لکھو۔

(ر) اصل ص ۸۷ س ۱ حاشیہ تحتانی لیسار ثلۃ اصلاح نسخ میں ہونا چاہیے۔

(ر) اصل ص ۸۸ س ۱۴۔ تو وہ بعض کو الخ اصلاح عبارت یوں ہونی چاہیے (تو وہ پوچھ کہ

(ر) اصل ص ۸۸ س ۱۴ حاشیہ تحتانی یمین الثار اصلاح تستعلیق لکھو۔

اصل ص ۸۹ س ۱۸۔ ان الملتفات اللاتی الخ اصلاح رواہ موسی بن عبیدۃ الزبدی عن یزید بن ابان الرقاشی وکلاہما ضعیفان عن انس بن مالک مرفوعا اخرجہ ابن جریر واخرجہ ایضا من طریق جابر بن یزید الجعفی وہو کذاب عن یزید بن مرۃ عن سلمۃ بن یزید مرفوعا واخرجہ ایضا من طریق عمرو بن ہاشم عن سلیمان ابن کریمۃ عن ہشام ابن حسان عن الحسن عن رایۃ عن اسلمۃ مرفوعا وقال الذہبی بعد ایراد ہذا الحدیث فی ترجمۃ ابن ابی کریمۃ لا یعرف الا بہذا الاسناد وقال الحافظ فی اللسان قال العقیلی بعد ان اورد لہ ہذا الحدیث لا یتابع علیہ ولا یعرف الا بہ وقال فی اول ترجمتہ یحدث بما لا یعرف وقال الذہبی سلیمان بن ابی کریمۃ ضعفہ ابو حاتم وقال ابن عدی عامۃ احادیثہ مناکیر ولم ار للمتقدمین فیہ کلاما۔

(ر) اصل ص ۹۰ س ۱۸ اول اصلاح مؤدل

(ر) اصل ص ۹۰ س ۱۔ حاشیہ تحتانی یمین القلبۃ اصلاح الغلبۃ۔

اصل ص ۹۱ س ۲ حاشیہ تحتانی لیسار وان الفقد الخ اصلاح وان الوعید یفقدہ اشد واصعب من قبل ان المشروب تبع لہ کذا فی روح المعانی نقلا عن الزمخشری۔

(ر) اصل ص ۹۲ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین صہا کذوق اصلاح تستعلیق لکھو

(ر) اصل ص ۹۲ س ۴۔ حاشیہ تحتانی یمین انہ اصلاح نسخ میں ہونا چاہیے۔

اصل ص ۹۲ س ۵ حاشیہ تحتانی یمین دعا علیہ الخ اصلاح وما حملہ علیہ فی التفسیر یقول تکذیب کو اپنی غذا بنا رہے ہو اچھا ہو معنی حسن اقول لا یخفی حسنہ لو لا خلاف المأثور لنا در وتفسیر رزقکم بشکرکم

(ر) اصل ص ۵۲ س ۶ حاشیہ تحتانی لیسار ذکر اسم اصلاح ای ذکر لفظ اللہ

(ر) اصل ص ۹۳ س ۳۔ اور اس کے اصلاح لفظ "اور" قابل حذف ہے۔

(ر) اصل ص ۹۴ س ۹ و ۱۳ فکی اصلاح فانہ کی

اصل ص ۹۴ س ۱۳ الکافی الروح اصلاح قال فی الروح قال ابن عطیۃ لا خلاف ان فیہا (اسکی کیا حالت ہوگی) وہ (بعض کو) پست الخ

(ر) اصل ص ۸۸ س ۱۴۔ خاشیہ تحتانی یمین

(ر) اصل ص ۹۴ س ۹ حاشیہ تحتانی یمین ولکن مسیاتی بقاء اثمرہ فیہ) ما اخرج مسلم الخ ثم قال ولکن مسیاتی بقاء اثمرہ آثار تدل علی مدینۃ ماذکرہ ولعلہا (ای الآثار المذکورۃ) لا تصلح للمعارضۃ ای لمعارضۃ الروایۃ المذکورۃ الدالۃ علی کونہا بمکۃ) وہذا اعلمت ما فی النقل عن الروح من المقصود فتدبر۔

(ر) اصل ص ۹۴ س ۹ حاشیہ تحتانی لیسار اوانت اصلاح وانت

(ر) اصل ص ۱۰۲ س ۱۔ حاشیہ تحتانی یمین فعلان اصلاح فعلان من رہب کشیان من خشی (کذا فی الروح)

(ر) اصل ص ۱۰۵ س ۱۷۔ اور جو کہ الخ اصلاح اور وہ لوگ (جو کہ بیویوں کو ماں کہنے میں بلاشبہ ایک الخ۔

(ر) اصل ص ۱۰۶ س ۸ (جو الخ اصلاح قوس غلط ہے

(ر) اصل ص ۱۰۶ س ۸ جیسے ماں الخ اصلاح (جیسے ماں الخ

(ر) ص ۱۰۷ س ۲۶، حاشیہ تحتانی لیسار یاؤلون اصلاح یؤلون۔

(ر) اصل ص ۱۱۴ س ۲۶ یسالہ ودوحہ اصلاح سلالم ودوحہ (کذا فی الروح)

(ر) اصل ص ۱۱۹ س ۲۹۔ دونوں اصلاح دونوں۔

(ر) اصل ص ۱۱۹ س ۲۹ بڑے اصلاح بڑے۔

(ر) اصل ص ۱۲۰ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین غدا اصلاح نسخ میں لکھو۔

(ر) اصل ص ۱۲۲ س ۱ حاشیہ تحتانی لیسار ای بکو اصلاح تستعلیق میں لکھنا چاہیے۔

تمت بفضلہ تعالیٰ تصحیح اغلاط المجلد الحادی عشر

واضح ہو کہ ضمیمہ تصحیح الاغلاط جلد یازدہ کتابت سے علیحدہ بھی ملتا ہے۔ جو صاحب پہلی بار کی چھپی ہوئی تفسیر صحیح کرنے کے لئے لینا چاہیں وہ مطبع مجتبائی دہلی سے طلب کریں۔ (از محمد سبحانی غفرلہ)

سنہ

ه اقول ہذہ ما زادہ لسان المیزان ص فی تفسیر ابن علم ۱۲ منہ

بسم اللہ

قال اللہ تعالیٰ ان علینا جمعہ وقرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ

بیان القرآن

تصنیف حضرت العلام المفسر الشہیر ابو الکمالات محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ

است بیان برہان کامل حاوی آں طرز وعنوان آسان این جلد از ان ست بنا علیہ کتاب مذکور باحسن وجوہ آیات و اہل البیت و امثال صالح من قرآنی مع ترجمہ متین مشہور راول حصہ صفوۃ منکر متین مع تحریر ترجمہ بتقریر تفسیر بعبارتی بین ترجمہ و تفسیر دوم حصہ حواشی علیہ بسوی حصہ مبلغ صور بجوش مفید بیان و قاریان و شائقان درک معانی بہ سہولت و طالبان تحقیق مذہب خاصہ میان خاصہ آسان باہتمام شاہ محمد غفر اللہ عنہ

در مطبع واقع دہلی کلاں مقبول عام المسلمان طبع شد
۱۹۲۶

(کاپی رائٹ بذریعہ رجسٹری محفوظ ہے)

فہرست مضامین منصوصہ قرآنیہ تفسیر بیان القرآن جلد دوازدہم

صفحہ	مضمون
۲	ترغیب بر قتال کفار و تاکید بر توحید و اثبات رسالت و اشارہ باستحقاق کفار مرتکل را
۵	توحید و رسالت و دم و وعید بہود و کذبین
۷	امر باثبار آخرت بر دنیا بضمن احکام جمعہ
۸	شنائع منافقین
۱۰	ایثار عقبیٰ بر دُنیا
۱۱	تفصیل احوال و اعمال و مآل اہل ایمان و اہل ضلال
۱۴	بعضے از احکام مطلقات
۱۷	تاکید تقویٰ و وعدہ و وعید مطیع و عاصی
۱۹	خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم دربارہ یمین مناب
	باز واج مطہرات و راخلال بحقوق سید المرسلین
۲۱	ترغیب بصلاح و صلاح و ثمرات آں و تعیین بعضے
	از اہل سعادت و ترہیب بجزا و تعیین بعضے از اہل شقاوت
۲۴	توحید و جزائے سعداء موحدین و سزائے اشقیاء مکذبین
۲۷	صفات و افعال حق
۲۷	عقوبت منکرین توحید
۰	احاطہ علم باری باحوال فریقین مذکورین جزاً
″	تاکید جزا، ترغیب بذکر بعضے محن و نقم
۰	ترہیب بذکر بعضے محن و نقم
۳۸	بعضے دلائل توحید متعلق بحو
″	ابطال شرک
″	عدم تسویہ جہندی و ضال بطور تفریع
″	بعضے دلائل متعلق انفس
″	ذکر قیامت
″	تخصیص کفار بعذاب الیم و تہدید عصیان تو کل تفرد حق
	تعالیٰ بقدرت علے النعیم
۲۶	تحقیق رسالت و ذم و عید منکرین و ثنا سبات لہ
۳۱	دفع طعن کفار از ساحت نبوت
۳۲	تحذیر اہل مکہ از زوال کفر و کلیت قصہ

صفحہ	مضمون
۳۳	ابطال زعم کفار استحقاق مثوبت را
″	وقت کفار یوم قیامت
	تعریف اعتراف کفار بہال عن لعذاب مع تشہیر حضور پر نور
۳۴	تعجیب از انکار رجوت
″	تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
″	دفع طعن جنون بطرز دیگر
″	تحقیق قیامت و دخامت انکار آں و بعض صفات و احوال قیامت و حقیقت قرآن
۳۸	اثبات حقیت قرآن و رسالت
۰	مجازاۃ بعض موجبات آں
۴۰	وقوع واقعات قیامت
	استثناء مؤمنین صالحین از موجبات عقاب و تشریف ایشان
	بثواب
″	غرابت حال اہل عناد و دفع استبعاد معاد
۴۲	قصۂ نوح علیہ السلام با قوم او
۴۵	حکایت اقوال جن در توحید و رسالت و مجازاۃ
	باز تقریر ایشان در آیات
۵۰	امر بقیام اللیل الا قلیلا و الحث علی تلاوۃ القرآن و ذکر اسم ربہ و التبتل الیہ
″	امر برائے تسدید و تحقیق امور شاقہ از نسخ فریضۂ قیام لیل
۵۲	نسخ فریضیت قیام لیل
۵۳	امر بالانذار
۵۹	تفصیل احوال قیامت مع مضامین مختلفۃ الاوزان التی ہی ذیل
	بالقرآن و حالت قرب محن و حالت ابتدائے خلقت
۶۲	مقدوریت و مکلفیت انسان و تفصیل مجازاۃ بر کفر و ایمان
	و تسلیہ صاحب فرقان و وقوع بعث بعد الامکان
۶۶	وعید مکذبین و بشارت از و عد مصدقین
۷۹	تحقیق بعث امکاناً و وقوعاً
۷۱	وقوع و موجب قیامت مع تخویف مکذبین و تسلیہ رسول الثقلین
۷۴	آداب تذکیر و تشییع بر عدم تذکر و عقوبت بعذاب منکر
	و مثوبت متذکر و ساحت

صفحہ	مضمون
۷۷	بیان مجازاۃ قیامت و تاکید بتحقق خلق قرآن و فیہ
	استقامت
۸۹	بعث و جزا و تقریع بر عقلت
۸۱	وعید بر تطفیف خصوصاً و بیان مجازاۃ عموماً
۸۴	تفصیل مجازاۃ
۸۶	تسلیۂ مؤمنین و وعید مخالفین
۸۸	تحقیق وعید بحفظ اعمال صحت وقوع بعث و حقیت قرآن
۸۹	فنا دنیا و بقاء عقبے و امر باصلاح نفس و اصلاح غیر
۹۱	مجازاۃ فریقین و تصحیح بعث و تسلیۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
۹۲	ذکر اعمال موجب جزا، و سزا و اعمال تعیین آں بعضے
	از تفصیل او
۹۷	ترغیب بخیر و ترہیب از شر
۹۷	تخویف کفار بقصۂ ثمود و قصداً و بیان مقتضیات سعادت
	و شقاوت تبعاً
۹۹	اختلاف اعمال و اجزیہ
۱۰۱	بیان بعض نعم فائضہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر اقتضائیت
	مسئلہ نبوت و امر باوا، بالشکر علیہا
۱۰۲	تتمہ نعم و امر بالشکر مذکور و سورت بالا
۱۰۳	مبدأ و معاد انسان
۱۰۴	تعلیم وحی بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذم و رفع مخالف اصول
۱۰۷	حقیت و عظمت قرآن
۱۰۸	اثبات رسالت و مجازاۃ مصدق و مکذب
۱۰۹	واقعات قیامت
۱۱۰	ذم بعض را متابع
۱۱۱	مجازاۃ
″	ذم غفلت عن الآخرۃ
۱۱۲	ذم تضییع عمر
۱۱۳	بیان بعض خصال عذاب
۱۱۴	استدلال بر تحذیر از تمنائے عبرات آلہیہ بقصۂ اصحاب الفیل

صفحہ	مضمون
۱۱۴	امر بصلوات مفروضہ و ابرار بعض نعم
۱۱۵	ذم خصال کفار و منافقین
۱۱۶	عطائے کوثر برسول و اتہنیت مدلل ان محبوب و مقبول
۱۱۷	توحید و اظہار مخالفت با مشرکین
″	امر بتسبیح و تحمید و استغفار مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
	وسلم را بر قوت و شیوع اسلام
۱۱۸	فخار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱۹	توحید
۱۲۰	امر باستعاذہ از مضرات دنیویہ
۱۲۱	امر باستعاذہ از مضرات دینیہ یعنے وسوسۂ شیطانیہ
۱۲۲	قصیدہ متضمنہ تاریخ طبع تفسیر
″	ایضاً جملہ منثورہ عربیہ مشتملہ ختم تالیف تفسیر
۱۲۳	ایضاً مواد تاریخ اختتام تالیف تفسیر
″	قطعہ تاریخ طبع تفسیر
۱۲۴	خاتمۃ الطبع

ضمیمہ

ابانۃ البیان حاشیہ بیان القرآن از جلد ۳ تا ۱۲ تین جلدوں کا جلد ہذا کے ساتھ منضم ہے۔

یادداشت

یہ حاشیہ بیان القرآن کا اول کی تین جلدوں کا نویں جلد کے ساتھ منضم ہے اور ۳ سے ۱۰ تک تین جلدوں کا دسویں جلد کے ساتھ منسلک ہے اور ۴ تا ۱۲ تین جلدوں کا گیارہویں جلد کے ساتھ منضم ہے

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ | وَهِيَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں | اللہ کے نام سے | جو کہ نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○

سب چیزیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں | جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں | اور وہی زبردست حکمت والا ہے لے ایمان والو | ایسی بات کیوں کہتے ہو | جو کرتے نہیں ہو

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ

خدا کے نزدیک بات بہت ناراضی کی ہے | کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں | اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو پسند کرتا ہے | جو اس کے رستہ میں اس طرح ملکر لڑتے ہیں | کہ گویا

بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ○ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ فَلَمَّا زَاغُوْٓا

وہ ایک عمارت ہیں جس میں سیسہ پلایا گیا ہو | اور جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ کو کیوں ایذا پہنچاتے ہو | حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ پھر جب وہ لوگ ٹیڑھے ہی ہو

اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اور ٹیڑھا کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں کو | ہدایت نہیں دیتا | اور جبکہ عیسیٰ بن مریم نے فرمایا | کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا

اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

آیا ہوں | کہ مجھ سے جو پہلے تورات ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں | اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا میں ان کی بشارت دینے والا ہوں | پھر جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے | اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا | جو اللہ پر جھوٹ باندھے | حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو | اور اللہ ایسے ظالم لوگوں کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

ہدایت نہیں دیتا | یہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو | اپنے منہ سے بجھا دیں | حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہیگا گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں | وہ اللہ ایسا ہے جس نے

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ ع ۱ ۱۹ ۹

اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین دیکر بھیجا ہے | تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے | گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَاٰيُهَا اَرْبَعَ عَشْرَةَ كَذَا فِي الْبَيْضَاوِيِّ

اوپر کی سورت میں کفار سے دوستی نہ رکھنے کا ذکر تھا اس سورۃ میں کفار سے مقاتلہ کا ذکر ہے اور کچھ مضمون تعیت بین کو ہے

ترغیب در قتال کفار و تاکید بتوحید و اثبات رسالت مع اشارہ باستحقاق کفار مر قتال را

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ
اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ○ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ
تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ
مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○

البلاغۃ قولہ یا بنی اسرائیل لم تقیل یا قومی اشارۃ الی ما حامل بالتوراۃ وانہ مسلم فی انہ من قوم موسیٰ علیہ السلام ھنا نفسہ بانہ لا اتباع لہ ولا قوم ولیس بالاستطاف مافیہ ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ

اے ایمان والو کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے۔ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ

اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کریگا اور تم کو ایسے باغوں میں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا

داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور عمدہ مکانوں میں جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہونگے یہ بڑی کامیابی ہے اور ایک اور بھی ہے جو تم اس کو پسند کرتے ہو

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اللہ کی طرف سے مدد اور جلدی فتح یابی اور آپ مؤمنین کو بشارت دیجئے اے ایمان والو تم اللہ کے مددگار ہو جاؤ جیسا کہ عیسےٰ بن مریم نے حواریین

لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

سے فرمایا کہ اللہ کے واسطے میرا کون مددگار ہوتا ہے وہ حواری بولے ہم اللہ کے مددگار ہیں سو بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ

وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝

منکر رہے۔ سو ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی سو وہ غالب ہو گئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ

عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ

طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝ سب چیزیں اللہ کی پاکی بیان

کرتی ہیں (قالاً یا حالاً) جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے (پس جو ایسا باعظمت و شان ہو اس کی اطاعت ہر حکم میں ضرور

ہے جنمیں سے ایک حکم جہاد کا ہے جو اس سورت میں مذکور ہے جسکے نزول کا سبب موافق روایات مذکورہ یہ ہے کہ اکابر بعض مسلمانوں نے باہم تذکرہ کیا کہ اگر ہم کو کوئی

ایسا عمل معلوم ہو جو حق تعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب ہے تو ہم اس کو عمل میں لاویں اور اس کے قبل جنگ احد میں بعضے جہاد سے بھاگ گئے تھے جس کا قصہ سورۂ آل عمران میں ہے اور

نیز وقت نزول حکم جہاد کے بعض کو وہ حکم گراں گذرا تھا جس کا قصہ سورۂ نساء میں ہے فلا کتب علیهم القتال اذا فریق منهم یخشون الناس الخ سورۃ الصف فی النزول بعد آل

عمران والنساء کما فی الاتقان اسپر ارشاد ہوا کہ اے ایمان والو ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خدا کے نزدیک بات بہت ناراضی کی ہو کیا ایسی بات کہو جو کرتے نہیں اللہ تعالیٰ

تو ان لوگوں کو (خاص طور پر) پسند کرتا ہے جو اس کے رستہ میں اس طرح ملکر لڑتے ہیں کہ گویا وہ ایک عمارت ہے جس سیسہ پلایا گیا ہے (یعنی عمارت مستحکم بطریق الزوال ہوتی ہے

اسی طرح وہ مجاہدین دشمن کے مقابلہ سے ہٹتے نہیں مطلب یہ ہوا کہ تم جو کہتے ہو کہ ہم کو احب الاعمال معلوم ہوتا سو احب الاعمال تو جہاد ہے پھر اسکے نزول کے وقت گرانی

کیوں ہوئی تھی اور احد میں کیوں بھاگ گئے تھے باوجود ان تمام امور کے پیش نظر ہونے کے نہایت نازیبا بات اور خدا کو ناپسند ایسے دعوے کی باتیں کرنا جس کا خلاف

ہونا معلوم بھی ہو چکا ہے پس یہاں زجر تصلف اور لاف زنی پر ہے اور وعظ بلا عمل اس کے مفہوم سے خارج ہی اور آگے کفار کے مستحق قتل و قتال ہونے کی علت کا بیان اور تاکید و مخالفت

رسول کا بیان فرمانا مقصود ہے اور اسی کی مناسبت سے موسیٰ علیہ السلام و عیسےٰ علیہ السلام کا قصہ فرماتے ہیں پس ارشاد ہوا کہ وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے

النحو قولہ لبغیض جواب قسم محذوف علیہ الکلام والتقدیر ان تؤمنوا وتجاهدوا یغفر لکم۔ قولہ وفتح قریب لکم نعمتان اخریان قولہ نصر بدل ۱۲

البلاغة

قولہ تجارة سماها تجارة ترغیبا۔ قولہ انصاری الی الله ای من جنسی متوجها الی نصرة الله تعالیٰ لیلائم قولہ انصار الله کذا فی الروح ۱۲

۲ تحفات الرحیمیة

ع ۱ قولہ فی صفۃ الثناء ۲ الی قابل ان الاوراد ستوتیناهم فی الثبات کذا فی المدارک وفیہ تنبیہ علی استوار القلوب باستوار الابدان بواسطہ ورد یعنی مصنف

اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ کو کیوں ایذاء پہونچاتے ہو حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں (وہ ایذائیں مختلف طور پر تھیں جن میں سے بعض بعض قرآن مجید میں بھی خصوص سورہ بقر میں مذکور ہیں اور حاصل اُن سب کا عصیان اور مخالفت ہی) پھر جب (اس فہمائش پر بھی) وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے (اور راہ پر نہ آئے) تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو اور (زیادہ) ٹیڑھا کر دیا (یعنی ماوہ مخالفت اور عصیان کا اور زیادہ بڑھ گیا جیسا کہ قاعدہ ہے کہ دوام علی العصیان سے انابت اور اطاعت سے روز بروز بعد ہوتا جاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ (کا معمول ہے کہ وہ) ایسے نافرمانوں کو ہدایت (کی توفیق) نہیں دیتا (اسی طرح یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو انواع مخالفت سے ایذائیں پہونچاتے ہیں اس لئے ان کا زیغ اور فسق متزاید ہوتا جاتا ہے کہ امید اصلاح نہیں رہی پس ان کے فساد مٹانے کے لئے قتال کا حکم دینا مصلحت ہوا) اور (اسی طرح وہ وقت بھی قابل تذکرہ ہے) جبکہ عیسےٰ بن مریم (علیہ السلام نے (ارشاد) فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے جو پہلے توراۃ آچکی ہے میں اُس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام (مبارک) احمد ہوگا میں اُنکی بشارت دینے والا ہوں (مطلب اس سے اختر کے نزدیک اپنی شریعت کے احکام اور اسی شریعت کے بقاء کی غایت بتلانا ہے یعنی شریعت تو میری باستثناء بعض احکام کے جو کہ مدلول ارشاد وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ کے ہیں احکام توریت کے ہیں تصدیق بالتوراۃ سے یہی مراد ہے یعنی تصدیق مقرون بالعمل ورنہ نفس تصدیق میں توراۃ کی کیا تخصیص ہے سب انبیاء و صحف سابقہ کی تصدیق واجب ہے اور بعثت سے غایت اپنی شریعت کے بقاء کی بتلادی کہ جو رسول میرے بعد آویں گے اُن کے آنے تک میری شریعت رہیگی اور چونکہ وہ رسول مستقل ہونگے جیسا کہ اُس رسول کے جو اوصاف اس بشارت میں عیسےٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمائے ہیں جو اجمالاً آتے ہیں اُن سے اس رسول کا مستقل ہونا معلوم ہوتا ہے پس اُس کا رافع شرائع سابقہ ہونا ضروری ہے اور مقصود اس غایت کے بتلانے سے اپنی امت کی تکمیل ہدایت ہے کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ سر دست مجھ پر ایمان لاکر پھر اُس رسول کا انکار کرکے کافر ہو جاویں اور اس بشارت کا عیسےٰ علیہ السلام سے منقول ہونا خود اہل کتاب کے بیان سے حدیثوں میں ثابت ہے چنانچہ خازن میں بروایت ابوداؤد نجاشی بادشاہ حبشہ کا جو کہ نصاریٰ کے عالم بھی تھے یہ قول آیا ہے کہ واقعی آپ ہی ہیں جن کی بشارت عیسےٰ علیہ السلام نے دی تھی اور خازن ہی میں ترمذی سے عبداللہ بن سلام کا قول جو کہ علماء یہود سے تھے آیا ہے کہ توریت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت لکھی ہے اور یہ کہ عیسےٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے اور چونکہ عیسےٰ علیہ السلام توراۃ کے مبلغ تھے اس لئے توراۃ میں اس بشارت کا ہونا نیز عیسےٰ علیہ السلام سے منقول کہا جاوے گا اور مولانا رحمۃ اللہ صاحب نے اظہار الحق میں خود توراۃ کے موجودہ نسخوں سے متعدد بشارتیں نقل کی ہیں جلد دوم صفحہ ۶۴ مطبوعہ قسطنطنیہ اور ان مضامین کا اناجیل موجودہ میں نہ ہونا اس لئے مضر نہیں کہ حسب تحقیق علماء محققین اناجیل کے نسخے محفوظ نہیں رہے مگر تاہم جو کچھ موجود ہیں ان میں بھی اس قسم کا مضمون موجود ہے چنانچہ یوحنا کی انجیل ترجمہ عربی مطبوعہ لندن ۱۸۳۱ء و ۱۸۳۳ء کے چودھویں باب میں ہے کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی بہتر ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو فارقلیط تمہارے پاس آوے پس اگر میں جاؤں تو اُس کو تمہارے پاس بھیجدوں گا فارقلیط ترجمہ احمد کا ہے اہل کتاب کی عادت ہے کہ وہ ناموں کا بھی ترجمہ کر دیتے ہیں عیسےٰ علیہ السلام نے عبرانی میں احمد فرمایا تھا جب یونانی میں ترجمہ ہوا تو پیرکلوطوس لکھدیا جس کے معنی میں احمد یعنی بہت سراہا گیا یا بہت حمد کرنے والا پھر جب یونانی سے عبرانی میں ترجمہ کیا تو اُس کو فارقلیط کر دیا اور بعض عبرانی نسخوں میں اب تک نام مبارک احمد موجود ہے دیکھو پادری پارکہرست کی یہ عبارت دباد حمدہ ظل ہکوئیم از حمایت الاسلام مطبوعہ بریلی ۱۸۵۳ء صفحہ ۴۸۱ ترجمہ پالوجی کا وفری ہینگس مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء اور اس فارقلیط کی نسبت اُس انجیل یوحنا میں یہ الفاظ ہیں قولہ وہ تمہیں سب چیزیں سکھا دے گا قولہ اس جہان کا سردار آتا ہے۔ قولہ وہ آکر دنیا کو گناہ پر اور راستی پر اور عدالت پر متنبہ کرے گا۔ یہ ہیں وہ الفاظ جو بنی مستقل ہونے پر دال ہیں اور پوری بحث اس مقام کی تفسیر حقانی میں ہے اُس کا ایک شمہ نقل کیا گیا ہے غرض عیسےٰ علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا) پھر جب (یہ تمام مضامین ارشاد فرما کر اپنی نبوت کے اثبات کے لئے) وہ (یعنی عیسےٰ علیہ السلام) اُن لوگوں کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو وہ لوگ (ان دلائل یعنی معجزات کی نسبت) کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے (اور جادو بتا کر نبوت کی تکذیب کی کما فی المائدۃ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ الخ اسی طرح بعد عیسےٰ علیہ السلام کے پھر رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے دورہ رسالت میں کفار موجودین سے آپ کی تکذیب اور مخالفت کی اور یہ ظلم عظیم ہے پس اس ظلم کا تعدیہ مٹانے کے لئے قتال کا حکم دینا مصلحت ہوا اور (واقعی) اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اور اللہ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت (کی توفیق) نہیں دیا کرتا (اللہ پر جھوٹ باندھنا یہ کہ نبوت کی تکذیب کی کیونکہ آیات النفی اونفی المشیت دونوں افترا علی اللہ ہیں اور وھو بدعی اس لئے بڑھایا کہ اس سے زیادہ

سورۃ الجمعۃ مدنیۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وھی احدی عشرۃ اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ

سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو کہ بادشاہ ہی پاک ہی زبردست ہی حکمت والے ہے۔

تقبیح ہوگئی یعنی خود تو متنبہ نہ ہوا مگر تنبیہ کرنے سے بھی متنبہ نہیں ہوا۔ اور وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی اس لئے بڑھایا کہ اُن کی حالت موجودہ اصلاح سے بعید ہوگئی اس لئے سزائے قتال ہی تجویز کیا جانا مصلحت ہوا چنانچہ جس کو اب بھی اسلام کی خبر نہ پہونچی ہو اول اُس کو دعوت اسلام کرنا چاہئے جب اُس سے انکار کرے جو کہ ظاہراً علامت نا امیدی کی ہے تب جہاد مشروع ہے۔ آگے ترغیب جہاد کے لیے وعدۂ نصرت وغلبۂ حق اور مغلوبیت باطل ارشاد ہے کہ یہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کو (یعنی دین اسلام) کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں (یعنی تدبیر عملی کے ساتھ منہ سے بھی رد و اعتراض کی باتیں اس غرض سے کرتے ہیں کہ دین حق کو فروغ نہ ہو اور بعض اوقات قولی شبہات مؤثر تر ہوتے ہیں۔ یا یہ تمثیل ہے کہ ان کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی منہ سے نور الٰہی کو بجھانا چاہتا ہو یعنی ایسے طریقے سے بجھا دے جس میں ناکام رہے) حالانکہ اللہ اپنے نور (مذکور) کو کمال تک پہونچا کر رہیگا گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں چنانچہ) وہ اللہ ایسا ہی ہے جس نے (اسی اتمام نور کی) اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دیکر (دنیا میں) بھیجا ہے تاکہ اُس (دین) کو (کہ وہی نور مذکور ہے) تمام (قبیلہ) دینوں پر غالب کر دے (کہ یہی اتمام ہے) گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں (وقد تم تفسیر الاتمام والظہور فی سورۃ برائۃ فی مثل ہذہ الآیۃ۔ آگے جہاد کا ثمرۂ آخرت پھر ثمرہ دنیویہ کا وعدہ کر کے ترغیب دیتے ہیں کہ) اے ایمان والو کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے (وہ یہ ہے کہ) تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو (جب ایسا کرو گے تو) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کریگا اور تم کو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور عمدہ مکانوں میں (داخل کریگا) جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں (بنے) ہوں گے یہ بڑی کامیابی ہے اور (اس ثمرہ حقیقیہ اخرویہ کے علاوہ) ایک اور ثمرہ (دنیویہ) بھی ہے کہ تم اُس کو بھی خاص طور پر پسند کرتے ہو (یعنی) اللہ کی طرف سے مدد اور جلدی فتحیابی ہے اور (اس کا خاص طور پر محبوب ہونا اسلئے ہے کہ انسان طبعاً ثمرہ عاجلہ بھی چاہتا ہے) اور (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (ان تمام امور کی) مؤمنین کو بشارت دیدیجئے (چنانچہ فتح ونصرت کی پیشین گوئی کا ظہور اظہر من الشمس ہے۔ آگے اصحاب عیسے علیہ السلام کا قصہ یاد دلا کر نصرت دین کی ترغیب دیتے ہیں کہ) اے ایمان والو تم اللہ کے (دین کے) مددگار ہو جاؤ (اُس طریق سے جو تمہارے لیے مشروع ہے یعنی جہاد) جیسا کہ حواریین اپنی شریعت کے طریقے کے موافق ناصر دین ہوئے تھے جبکہ لوگ کثرت سے عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن اور مخالف تھے اور جبکہ) عیسے بن مریم (علیہ السلام) نے (اُن حواریین سے) فرمایا کہ اللہ کے واسطے میرا کون مددگار رہتا ہے وہ حواری بولے ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں (چنانچہ اُن حواریین نے دین کی یہ مدد کی کہ اُسکی اشاعت میں کوشش کی) سو (اس کوشش کے بعد) بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ منکر رہے (پھر اُن میں باہم اختلاف مذہبی سے عداوت اور فتنہ جنگیاں ہوئیں یا مذہبی گفتگو ہوئی) سو ہم نے ایمان والوں کی اُن کے دشمنوں کے مقابلے میں تائید کی سو وہ غالب ہو گئے (اسی طرح تم دین محمدی کے لئے کوشش اور جہاد کرو۔ اور اگر ابتداءً ان فتنہ جنگیوں کی کفار کی طرف سے ہو تو دین عیسوی میں جہاد کا ہونا لازم نہیں آتا) ف حواریین اور عموم بعثت کے متعلق ایک شبہہ کا جواب سورۂ آل عمران قصہ عیسے علیہ السلام کی تفسیر میں گذر چکا ہے

سورۃ الجمعۃ مدنیۃ واٰیاتہا احدی عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط اوپر کی سورت میں توحید و رسالت کا اثبات اور مکذبین کا مستحق عقوبت قتل ہونا مذکور تھا اس سورت اول میں توحید و رسالت کا اثبات اور مکذبین میں سے یہود کا جو بعنوان قوم موسیٰ اوپر کی سورۃ میں مذکور ہوئے ہیں مستحق مذمت و وعید ہونا مذکور ہے اور چونکہ ان یہود کا اصل مرض حب دنیا تھا اسلئے مسلمانوں کو اس سے بچانے کے لیے دوسرے رکوع میں بعض احکام جمعہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کا امر اور مکس سے نہی ارشاد ہے پس دونوں سورتوں کے آخر میں تجارت کا ذکر ہے اول میں دنیا کا دوسری میں عقبیٰ کا

توحید و رسالت و ذم و وعید یہود مکذبین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور اُن کو پاک کرتے ہیں اور اُن کو کتاب اور دانشمندی کی باتیں سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ پہلے سے

لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

کھلی گمراہی میں تھے اور دوسروں کے لیے بھی اُن ہی میں سے جو ہنوز ان میں شامل نہیں ہوئے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے وہ فضل جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ

بڑے فضل والا ہے جن لوگوں کو توراۃ پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اُن کی حالت اُس گدھے کی سی حالت ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہو۔ اُن لوگوں کی بُری حالت ہے

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ

جنہوں نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں پایا کرتا آپ کہہ دیجئے کہ اے یہودیو اگر تمہارا یہ دعویٰ ہو کہ تم بلا شرکت غیرے اللہ کے

النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ وَلَا یَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ

مقبول ہو تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو اور وہ کبھی اس کی تمنا نہ کریں گے بوجہ اُن اعمال کے جو اپنے ہاتھوں بھیج چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ظالموں کی خوب اطلاع ہے آپ کہہ دیجئے کہ

الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ع ۱۱

جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو آپکڑے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے کے پاس پہنچائے جاؤ گے پھر وہ تم کو تمہارے کیے ہوئے کام جتلا دیگا

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ

مُّبِیْنٍ ۙ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ مَثَلُ الَّذِیْنَ

حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ وَلَا یَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ

عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں (رقالاً حالاً) اسکی پاکی بیان کرتی ہیں جو کہ بادشاہ ہے (عیبوں سے) پاک ہے زبردست ہے حکمت والا ہے وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں اُن ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور اُن کو (عقائد باطلہ اخلاق ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں اور اُن کو کتاب اور دانشمندی (کی باتیں جس میں سب علوم ضروریہ دینیہ آگئے) سکھلاتے ہیں یہ لوگ (آپ کی بعثت کے) پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے (کہ وہ شرک وکفر ہے مراد اکثر ہیں کیونکہ جاہلیت میں بھی بعضے موحد تھے مگر تاہم تکمیل ہدایت کے وہ بھی محتاج تھے) اور (علاوہ ان موجودین کے) دوسروں کے لئے بھی ان میں سے (آپ کو مبعوث فرمایا) جو (اسلام لاکر ان میں سے ہونے والے ہیں لیکن) ہنوز ان میں شامل نہیں ہوئے (خواہ بوجہ اسکے کہ موجود ہیں مگر اسلام نہیں لائے یا بوجہ اسکے کہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے) سبھیں تمام امت قیامت تک عربی وعجمی سب کے اور اُن کو منجملہ باعتبار اسلام کے فرمایا کیونکہ مسلمان سب متحد ہیں کذا فی الخازن) اور وہ زبردست حکمت والا ہے (کہ اپنی قدرت اور حکمت سے ایسا نبی بھیجا اور رسالت میں فی نفسہ ان صفات کا اثبات مقصود تھا پس تکرار نہ رہا اور) یہ (رسول کے ذریعہ سے ضلال سے نکل کر کتاب وحکمت وہدایت کی طرف آنا) خدا کا فضل ہے وہ فضل جس کو چاہتا ہے دیدیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (اگر سب کو بھی عنایت کرے تو وسعت ہے مگر وہ اپنی حکمت سے جسکو چاہے اُسکی تخصیص فرماتا ہے اور جسکو چاہتا ہے بے بہرہ رکھتا ہے جیسا کہ اوپر یہود کے ایمان لانے سے اور کسی کے آیت میں علماء یہود کے ایمان نہ لانے سے یہ امر ظاہر ہے آگے بعض مکذبین رسالت کی تقبیح ہے کہ جن لوگوں کو توراۃ پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اُنکی حالت اُس گدھے کی سی حالت ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہے (مگر اُن کتابوں کے نفع سے محروم ہے اسی طرح اصل مقصود اور نفع علم کا عمل ہے جب یہ نہ ہوا اور صرف تحصیل

اللغات جمع امی منسوب الی الام ای علی حالۃ ولدتہ من عدم القراءۃ والکتابۃ وھی بالعبرانیۃ لکون الکل کذلک ۱۲ **النحو** قولہ واخرین معطوف علے الامیین ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اے ایمان والو جب جمعہ کے روز نماز کے لیے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد کی طرف چل پڑا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم کو کچھ سمجھ ہو۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً

پھر جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تاکہ تم کو فلاح ہو اور وہ لوگ جب کسی تجارت

اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ ع ۲ ۱۲

یا مشغولی کی چیز کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ جو چیز خدا کے پاس ہے وہ لہو و لعب سے اور تجارت سے بہرحال بہتر ہے اور اللہ سب سے اچھا روزی پہونچانے والا ہے۔

وحفظ علم میں تعب ہوا تو بالکل ایسی ہی مثال ہو گئی۔ اور گدھے کی تخصیص سے کہ وہ جانوروں میں بیوقوف مشہور ہے تو اس میں زیادہ تغیر ہو گئی غرض) ان لوگوں کی بری حالت ہے جنہوں نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا (جیسے یہ یہود ہیں) اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو توفیق ہدایت نہیں دیا کرتا (کیونکہ جان کر عناد کرتے ہیں اور اگر ہدایت ہو گی تو بعد ترک عناد کے ہو گی اور توراۃ پر عمل کرنے کے لوازم میں سے ہے ایمان لانا آپ پر جیسا کہ اس میں حکم ہے پس ایمان نہ لانا مستلزم ہے ترک عمل بالتوراۃ کو اور اگر یہ لوگ یہ کہیں کہ ہم باوجود اس حالت کے بھی اللہ کے مقبول ہیں تو) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اے یہود یو اگر تمہارا یہ دعوے ہے کہ تم بلا شرکت غیرے اللہ کے مقبول (و محبوب) ہو تو تم (اس کی تصدیق کے لئے ذرا) موت کی تمنا کرکے (دکھلا) دو اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو اور (ہم ساتھ ہی یہ بھی کہے دیتے ہیں کہ) وہ (خاص مدعی کبھی اس (موت) کی تمنا نہ کریں گے بوجہ (خوف سزا) اُن اعمال (کفریہ) کے جو اپنے ہاتھوں سے بیٹھے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے ان ظالموں (کے حال) کی (جب تاریخ مقدمہ کی آویگی قرار واقعی جرم مستلزم سزا کا حکم کر دیا جاوے گا اور اس وعدہ سزا کی تاکید کے لئے) آپ (ان سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو اور اس کی تمنا باوجود دعوی ولایت کے اس لئے نہیں کرتے ہو کہ سزا بھگتنا ہو گی) وہ (موت ایک روز) تم کو پکڑے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے (خدا) کے پاس لے جائے جاؤ گے پھر وہ تم کو تمہارے سب کئے ہوئے کام بتلا دیگا (اور سزا دیگا) ف تحقیق مضمون تمنی موت کی سورۂ بقرہ آیت قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ خالصۃ الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور آخر میں کی تفسیر جو بعض احادیث میں اہل فارس کے ساتھ آئی ہے مقصود اس سے حصر نہیں بلکہ ایک صنف مہتم بالشان کا ذکر فرما دیا ربط تمہید سورت میں گذر چکا۔ اور سبب نزول ان آیات میں سے اخیر آیت کا یہ ہے کہ ایک بار آپ جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے کہ مدینہ میں ایک قافلہ غلے کا آیا اور اس کے ساتھ اعلان کے لئے دف بجتا تھا بہت سے آدمی خطبہ چھوڑ کر غلہ خریدنے چلے گئے اور بارہ آدمی رہ گئے اس پر وہ آیت آئی کذا فی الصحاح اور در منثور وغیرہ میں مراسیل ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ اس وقت خطبہ بعد نماز کے ہوا کرتا تھا لوگوں نے سمجھ لیا کہ نماز اصل مقصود ہے وہ ہو ہی چکی ہے خطبہ اگر نہ سنا جاوے کچھ حرج نہیں اور اگر ثابت ہو جاوے کہ خطبہ مقدم تھا تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان لوگوں کا ارادہ فوراً واپس جانے کا ہو گا کہ نماز اصل مقصود ہے وہ ہو ہی چکی ہے خطبہ اگر نہ سنا جاوے کچھ حرج نہیں اور اگر ثابت ہو جاوے کہ خطبہ مقدم تھا تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان لوگوں کا ارادہ فوراً واپس جانے کا ہو گا

امر بایثار آخرت بر دنیا بضمن احکام جمعہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ اے ایمان والو جب جمعہ کے روز نماز (جمعہ) کے لیے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد (یعنی نماز و خطبہ) کی طرف فوراً چل پڑا کرو اور خرید و فروخت (اور اسی طرح دوسرے مشاغل مانعہ عن السعی کما فی روالمختار) چھوڑ دیا کرو (تخصیص بیع کی بوجہ زیادہ اہتمام کے ہے کہ اس کے ترک سے فوت نفع سمجھا جاتا ہے) یہ چل پڑنا مشاغل بیع وغیرہ کو چھوڑ کر تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم کو کچھ سمجھ ہو کیونکہ اس کا نفع باقی ہے اور بیع وغیرہ کا نفع فانی پھر جب نماز جمعہ کی پوری ہو چکے (اور اگر ابتدا میں خطبہ موخر تھا تو نماز پورا ہونے سے مراد اس کا مع متعلقات کے پورا ہونا ہے جس کا حاصل نماز اور خطبہ کا پورا ہو چکنا ہے) تو اس وقت تم کو اجازت ہے کہ تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو (یعنی اس وقت دنیا کے کاموں کے لیے چلنے پھرنے کی اجازت ہے) اور (اس میں بھی) اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو (یعنی اشتغال دنیویہ میں ایسے منہمک مست ہو جاؤ کہ احکام

اللغات من یوم الجمعۃ بمعنی فی یوم الجمعۃ نقضوہ ترکوہ کذا فی القاموس ۱۲

البلاغۃ ایہا الذین اٰمنوا الخ الہو والتجارۃ کشیء واحد فی کونہما عرضا معنی اکتفی بذکر احدہما عن الاٰخر لظہور الامر فیہ قولہ الہو من التجارۃ ای ہا لما کان الل

سورۃ المنفقون مدنیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ وھی احدی عشرۃ اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وقف لازم

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ

جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں ان لوگوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے پھر یہ لوگ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بے شک ان کے یہ اعمال بہت ہی برے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ

یہ اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے سو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو یہ نہیں سمجھتے اور جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے قد و قامت آپ کو خوشنما معلوم ہوں

وعبادات ضروریہ سے غافل ہو جاؤ تاکہ تم کو فلاح ہو اور (بعضے لوگوں کا یہ حال ہے کہ) وہ لوگ جب کسی تجارت یا مشغولی کی چیز کو دیکھتے ہیں تو اُس کی طرف دوڑ کے لیئے کھڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ جو چیز (از قسم ثواب قرب) خدا کے پاس ہے وہ ایسے مشغلہ اور تجارت سے بدرجہا بہتر ہے اور (اگر اس سے افزونی رزق کی طمع ہو تو سمجھ لو کہ) اللہ سب سے اچھا روزی پہونچانے والا ہے (اُس کی طاعات ضروریہ میں مشغول رہنے پر بھی رزق مقدر دیتا ہے پھر کیوں اس کے احکام کو ترک کیا جاوے) **ف** یا ایھا الذین اٰمنوا عام مخصوص البعض ہے کیونکہ بعض پر بالاجماع جمعہ فرض نہیں صلوٰۃ سے مراد صلوٰۃ جمعہ ہے پس الف لام عہد کا ہے۔ سعی سے مراد دوڑنا نہیں ہے صرف چلنا ہے اہتمام و مبالغہ کے لیے سعی فرمایا نووی سے مراد قرآن میں وہ اذان ہے جو نزول آیت کے وقت تھی یعنی جو امام کے سامنے ہوتی ہے کیونکہ یہ اذان اول صحابہ کے اجماع سے بعد میں مقرر ہوئی ہے لیکن حرمت بیع میں حکم اُس کا بھی مثل حکم اذان قدیم کے ہے کیونکہ اشتراک علت سے حکم میں اشتراک ہوتا ہے البتہ اذان قدیم میں یہ حکم منصوص و قطعی ہوگا اور اذان حادث میں یہ حکم مجتہد فیہ و ظنی ہوگا اس سے تمام اشکالات علیہ مرتفع ہو گئے۔ اور جو صحابہ اُٹھ کر چلے گئے تھے اُن کی ابتدائی حالت تھی پھر حسب نقل بعض زمانہ قحط و جوع کا تھا پھر کبار صحابہ سے اس کا صدور نہیں ہوا پھر اجتہادی غلطی تھی اس لئے اعتراض کی گنجائش نہیں

سورۃ المنفقین مدنیۃ وایھا احدی عشرۃ

ربط اوپر کی سورۃ میں یہود کا ذکر تھا اس صورت میں منافقین کا ذکر ہے اور اکثر منافق یہودی تھے اور سورت سابقہ کے اخیر میں ایثار عقبے علی الدنیا کا ذکر تھا وہی اس سورت کے اخیر میں ہے اور اس اخیر کے مضمون کو ذکر منافقین سے بھی مناسبت ہے کہ منافقین اپنے اموال پر گھمنڈ کر کے کہتے تھے لا تنفقوا الخ اور اپنے جتھے خدم پر بھی گھمنڈ کر کے کہتے تھے لیخرجن الاعز منھا الاذل اس لئے اموال و اولاد سے علو کے ساتھ قلب کو متعلق کرنے کی ممانعت فرمائی۔ اور بسبب نزول آیات متضمنہ ذکر منافقین کا یہ ہوا کہ کسی غزوہ میں انصار و مہاجرین میں تکرار ہو گیا اسپر عبداللہ بن ابی بگڑا کہ تم نے ان پردیسیوں کو روٹیاں کھلا کھلا کر لگا ڈیا اب مدینہ پہونچ کر ان لوگوں کو خرچ دینا بند کر دو خود ہی چلے جاوینگے اور یہ بھی کہا کہ ہم عزت والے ہیں ان ذلت والوں کو نکال دینگے یہ بات زید بن ارقم صحابی نے سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کہی آپ نے ابن ابی اور اُسکے رفقا کو بلا کر پوچھا وہ صاف مکر گیا اور قسمیں کھا گیا زید بن ارقم کو بڑا رنج ہوا اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی الصحاح۔ اور جن لوگوں کو اس کا کہنا معلوم تھا انہوں نے اس سے کہا کہ تو جا کر حضرت کے سامنے توبہ کر اُسنے انکار کر دیا کذا فی الدر المنثور اور چونکہ سب منافقین اس قول کے پسند کرنے میں شریک اور ہمراہی تھے لہذا اسکی طرف نسبت کر دی۔

شنائع منافقین

بسم اللہ الرحمن الرحیم اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ

وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ

اور اگر یہ باتیں کرے تو تم ان کی بات سن لیں گویا یہ لکڑیاں ہیں جو سہارے سے لگائی ہوئی ہیں ہر غل پکار کو اپنے ہی اوپر خیال کرتے رہتے ہیں یہی لوگ دشمن ہیں آپ ان سے ہوشیار رہیے خدا ان کو غارت کرے

اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝

کہاں پھرے چلے جاتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے لیے رسول اللہ مغفرت کی دعا کریں تو وہ اپنا سر پھیر لیتے ہیں اور ان کو تم دیکھو گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے بیرخی کرتے ہیں

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ هُمُ

ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں خواہ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا ان کے لیے استغفار نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہ بخشے گا بے شک اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ۔

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰي مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ خَزَاۗىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ

وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جاویں گے اور اللہ ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں اور زمین کے ولیکن

الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ

منافقین سمجھتے نہیں ہیں یہ یوں کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جاویں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دیگا اور اللہ ہی کی ہے عزت اور اس کے رسول کی

ع ۱ ۱۳

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ع

اور مسلمانوں کی ولیکن منافقین جانتے نہیں

وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰي مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ خَزَاۗىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ کو معلوم ہی ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (اس میں تو ان کے قول کی تکذیب نہیں کی بلکہ) اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین (اس کہنے میں) جھوٹے ہیں (کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کیونکہ وہ گواہی محض لسانی ہے اعتقاد قلب سے نہیں) ان لوگوں نے اپنی قسموں کو (اپنی جان و مال کے بچانے کے لئے) سپر بنا رکھا ہے (کیونکہ اظہار کفر سے ان کی حالت بھی مثل دوسرے کفار کے ہوتی کہ جہاد کیا جاتا اور قتل و غارت ہوتا) پھر (اس لازمی خرابی کے ساتھ ان میں متعدی خرابی بھی ہے کہ) یہ لوگ (دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بے شک ان کے یہ اعمال بہت ہی برے ہیں (اور ہمارا) یہ (کہنا انہوں نے اس لئے کیا) کہ یہ لوگ (اول ظاہر میں) ایمان لے آئے پھر (اپنے شیاطین کے پاس جا کر کلمات کفریہ کہہ کر) کافر ہو گئے (مطلب یہ کہ) ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو یہ (حق بات کو) نہیں سمجھتے اور (ظاہر میں یہ ایسے چکنے چپڑے ہیں کہ) جب آپ ان کو دیکھیں (تو شان و شوکت ظاہری کی وجہ سے) ان کے قد و قامت آپ کو خوشنما معلوم ہوں اور (باتوں ایسے ہیں کہ) اگر یہ باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی بات (غایت فصاحت و شیرینی کی وجہ سے) سن لیں (لیکن چونکہ اندر خاک بھی نہیں اس لیے قد و قامت ظاہری کے ساتھ خلو باطن کے سبب ان کی ایسی مثال ہے کہ) گویا یہ لکڑیاں ہیں جو (دیوار کے) سہارے سے لگائی ہوئی (کھڑی) ہیں کہ جثہ میں تو لمبی چوڑی موٹی موٹی مگر بیجان محض اور نیز بنا بر اس عادت کے کہ اکثر جو لکڑی فی الحال کام میں نہیں لگتی وہ اس طرح رکھدی جاتی ہے ایسی لکڑی بے نفع محض بھی ہے اسی طرح یہ لوگ ظاہری دیکھتے ہیں تو شاندار لیکن اندر سے محض بیکار اور چونکہ بوجہ عدم اخلاص و عدم ایمان کے

البلاغۃ قولہ ھم العدو افردہ للارادۃ الجنس ۔ قولہ مسندۃ شبہوا ایاھا فی الھیئۃ عن الخشب المسندۃ او انہم لتکن فی بناء اور عامۃ بشیٔ آخر ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پاویں اور جو ایسا کرے گا ایسے لوگ ناکام رہنے والے ہیں

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ

اور ہمنے جو کچھ تم کو دیا ہے اُس میں سے اس سے پہلے پہلے خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آکھڑی ہو پھر وہ کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھکو اور تھوڑے دنوں مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیر خیرات دے دیتا

وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع ۲ ۱۳ ۱۴

اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ کسی شخص کو جبکہ اُس کی میعاد آجاتی ہے ہرگز مہلت نہیں دیتا اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی پوری خبر ہے

ہر وقت ان کو اندیشہ رہتا ہے کہ کبھی مسلمانوں کو ہمارے حال کی اطلاع کسی قرینہ سے یا بذریعہ وحی کے نہ ہو جاوے اور مثل دیگر کفار کے ہم پر بھی چڑھ دوڑیں وغیرہ وغیرہ نہ ہونے لگے اس خیال سے ایسے خائف رہتے ہیں کہ) ہر غل پکار کو (گو وہ کسی وجہ سے ہو) اپنے ہی اوپر (پڑنے والی) خیال کرنے لگتے ہیں (یعنی جب کوئی شور و غل ہوتا ہے یہی سمجھتے ہیں کہ کہیں ہمارے ہی اوپر اُفتاد پڑنے والی نہ ہو حقیقت میں) یہی لوگ (تمہارے پورے) دشمن ہیں آپ ان سے ہوشیار رہیے (یعنی ان کی کسی بات کا اعتماد نہ کیجئے) خدا ان کو غارت کریں کہاں (دین حق سے) پھرے چلے جاتے ہیں (یعنی روزانہ دور ہی ہوتے جاتے ہیں) اور (ان کے کمال درجہ شرارت کی یہ کیفیت ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آؤ تمہارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) استغفار کریں تو وہ اپنا سر پھیر لیتے ہیں اور آپ اُن کو دیکھیں گے کہ وہ اُس ناصح سے اور تحصیل استغفار سے تکبر کرتے ہوئے بے رُخی کرتے ہیں (جب اُن کے کفر کی یہ حالت ہو تو اُن کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں خواہ آپ اُن کے لیے استغفار کریں یا اُن کے لیے استغفار نہ کریں اللہ تعالیٰ اُن کو ہرگز نہ بخشے گا (مطلب یہ کہ اگر وہ آپ کے پاس آتے بھی اور آپ اُن کی ظاہری حالت کے اعتبار سے استغفار بھی فرماتے تب بھی اُن کو کچھ نفع نہ ہوتا یہ تو ماضی کے اعتبار سے اُن کی حالت ہوئی اور آئندہ کے لیے یہ ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان لوگوں کو (توفیق) ہدایت (کی) نہیں دیتا یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس (جمع) ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو یہاں تک کہ یہ آپ ہی متفرق ہو جاویں گے اور ان کا یہ کہنا جہل محض ہے کیونکہ اللہ ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں اور زمین کے ولیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں (کہ رزق کا مدار اہل شہر کی نفقات کو سمجھتے ہیں اور) یہ (لوگ) یوں کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جاویں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دیگا (یعنی ہم ان مسافر پردیسیوں کو نکال کر دینگے) اور (اس قول میں جو اپنے کو عزت والا اور مسلمانوں کو ذلت والا کہتے ہیں یہ جہل محض ہے بلکہ) اللہ ہی کی ہے عزت (بالذات) اور اُس کے رسول کی (بواسطہ تعلق مع اللہ کے) اور مسلمانوں کی (بواسطہ تعلق مع اللہ والرسول کے) ولیکن منافقین جانتے نہیں (بلکہ مناط عزت امور فانیہ کو سمجھتے ہیں ربط تمہید سورت میں گذر چکا۔

ایثار عقبیٰ بر دنیا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد (مراد اس سے مجموعہ دنیا ہے) اللہ کی یاد (اور طاعت اسے (مراد اس سے مجموعہ دین ہے) غافل نہ کرنے پاویں (یعنی دنیا میں ایسے منہمک مت ہو جانا کہ دین میں خلل پڑنے لگے) اور جو ایسا کریگا ایسے لوگ ناکام رہنے والے ہیں (کیونکہ نفع دنیوی تو ختم ہو جاوے گا اور ضرر اخروی مستمر یا دائم رہ جاوے گا) اور (بمجملہ طاعات کے ایک طاعت مالیہ کا حکم کیا جاتا ہے کہ) تم میں سے (ہر) ایک کو (جو) ہم نے (مال) دیا ہے اُس میں سے (حقوق واجبہ کو) اس سے پہلے پہلے خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آکھڑی ہو پھر وہ (بطور تمنا وحسرت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھکو اور تھوڑے دنوں مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیر خیرات دے لیتا اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہو جاتا اور (اسکی یہ تمنا آخرت سے نیز فنیضہ کہ) اللہ تعالیٰ کسی شخص کو جبکہ اُسکی میعاد عمر کی ختم ہونے پر آجاتی ہے ہرگز مہلت نہیں دیتا اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی پوری خبر ہے (ویسی ہی آگے آسکتی ہے)

النحو قولہ واکن العطف علی موضع فاصدق کانہ قیل ان اخرتنی اصدق واکن کذا فی الروح ۱۲ | البلاغۃ قولہ الموالکم والاولادکم ای الدنیا عبر بہا عنہا لکونہا ارغب الاشیاء منہا کقولہ تعالیٰ انما اموالکم واولادکم

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَهِيَ ثَمَانَ عَشَرَةَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ

سب چیزیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں اُسی کی سلطنت ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا سو تم میں سے

كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

کافر ہیں اور بعضے تم میں مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اُسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا اور تمہارا نقشہ بنایا سو اچھا نقشہ بنایا

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

اور اُسی کے پاس تو لوٹنا ہے وہ سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ دلوں تک کی باتوں کا جاننے والا ہے

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ

کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے پہلے کفر کیا پھر انہوں نے اپنے عمال کا وبال چکھا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے دلالہ یہ اس سبب سے ہوا کہ ان لوگوں کے پاس ان کے پیغمبر دلائل واضحہ

بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

لے کر آئے تو ان لوگوں نے کہا کہ کیا آدمی ہم کو ہدایت کریں گے غرض انہوں نے کفر کیا اور اعراض کیا اور خدا نے پروا نہ کی اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ستودہ صفات ہے یہ کافر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہرگز دوبارہ زندہ کئے جاویں

اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

آپ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اللہ کی قسم ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے پھر جو کچھ تم نے کیا ہوگا تم کو سب جتلا دیا جاوے گا اور یہ اللہ کو بالکل آسان ہے سو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر یقین لاؤ اس کو پر جو ہم نے نازل کیا ہے

وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ

ایمان لاؤ اور اللہ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے جس دن کہ تم کو اس روز جمع ہونے کے دن جمع کریگا وہ بھی دن ہے سود و زیان کا۔

نتیجہ ربع

سورۃ التغابن مختلف فیہا وایہا ثمان عشرۃ کذا فی البیضاوی مدنیۃ عندہ الا کثر کذا فی الروح

ربط سورت سابقہ کے اخیر میں تحصیل آخرت کی ترغیب اور تعلیل آخرت سے ترہیب ہے اس سورۃ میں اہل تحصیل اور اہل تعطیل کی مجازاۃ کی تفصیل مضمون ترغیب کی تکمیل ہے اور چونکہ اوپر بھی سورۂ مجادلہ سے کئی سورتوں میں ان اہل تحصیل و اہل تعطیل کے مختلف گروہوں کا تذکرہ ہوا کسی میں منافقین کا کسی میں یہود کا کسی میں کچھ کچھ مومنین کا اسلئے یہ سورت ان سب کے ساتھ بھی خاص طور پر مربوط ہے۔

تفصیل احوال و اعمال و مآل اہل ایمان و اہل ضلال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ

اللغات التغابن فی القاموس ان یغبن بعضہم بعضا وان یاخذ منہم بالمجدۃ یعنی اہل السماء اہم قلت بل ذلک تغابنا مجازا والا فغبنہم من تقسیم ۱۲

النحو بجعکم معمول لاذکرنا ۱۲

البلاغۃ قولہ ابشر یھدوننا مع الضمیر باعتبار معنی الجنسیۃ ۱۲

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہوگا اور نیک کام کرتا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ دور کریگا اور اسکو ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ع

یہ بڑی کامیابی ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا یہ لوگ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

کوئی مصیبت بدون خدا کے حکم کے نہیں آتی اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو راہ دکھا دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے اور اللہ کا کہنا مانو

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

اور رسول کا کہنا مانو اور اگر تم اعراض کروگے تو ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر توکل

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا

رکھنا چاہیئے۔ اے ایمان والو تمہاری بعض بیبیاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں سو تم ان سے ہوشیار رہو اور اگر تم معاف کردو

وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور بخشدو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے تمہارے اموال اور اولاد بس تمہاری آزمایش کی چیز ہے اور اللہ کے پاس بڑا اجر ہے تو جہاں تک تم سے ہو سکے

مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنْ

اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور مانو اور خرچ کیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور جو شخص نفسانی حرص سے محفوظ رہا ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اگر

تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اللہ کو اچھی طرح قرض دوگے تو وہ اس کو تمہارے لیے بڑھاتا جاویگا اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور اللہ بڑا قدردان بردبار ہے پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے زبردست ہی حکمت والا ہے

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيْمٌ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ عٰلِمُ

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ سب چیزیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ کہ زمین میں ہیں اللہ کی پاکی (قالاً یا حالاً) بیان کرتی ہیں اسی کی سلطنت ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے (یہ تمہید ہوئی اگلے بیان کی کہ وہ ایسے صفات کمال کے ساتھ متصف ہے تو اسکی اطاعت واجب اور معصیت قبیح ہے) وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا (جو مقتضی اس کو تھا کہ سب ایمان لاتے) سو (باوجود اسکے بھی) تم میں بعضے کافر ہیں اور بعضے مؤمن ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال (ایمانیہ وکفریہ) کو دیکھ رہا ہے (پس ہر ایک کے مناسب جزا دیگا) اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر (یعنی پر حکمت و پر منفعت) پیدا کیا اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا (کیونکہ اعضاء انسانی کے برابر کسی حیوان کے اعضاء میں تناسب نہیں) اور اسی کے پاس (سب کو لوٹنا ہے) اور وہ سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سب چیزوں کو جانتا ہے جو تم پوشیدہ کرتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ دلوں تک کی باتوں کا جاننے والا ہے۔

(اور یہ تمام امور مقتضی اس کو ہیں کہ تم اُس کی اطاعت کیا کرو اور علاوہ ان مقتضیات کے کیا تم کو اُن لوگوں کی خبر نہیں پہونچی (کہ وہ خبر پہونچنا ہی مقتضی وجوب اطاعت کو ہے) جنہوں نے (تم سے) پہلے کفر کیا پھر اُنہوں نے اپنے (ان) اعمال کا وبال (دنیا میں بھی) چکھا اور (اس کے علاوہ آخرت میں بھی) اُن کے لئے عذاب دناک ہونے والا ہے یہ (وبال عاجل و عذاب آجل) اس سبب سے ہے کہ اُن لوگوں کے پاس اُن کے پیغمبر دلائل واضحہ لے کر آئے تو اُن لوگوں نے (اُن رسولوں کی نسبت) کہا کہ کیا آدمی ہم کو ہدایت کریں گے (یعنی بشر کہیں پیغمبر ہادی ہو سکتا ہے) غرض اُنہوں نے کفر کیا اور اعراض کیا اور خدا نے بھی اُن کی کچھ پروا نہ کی (بلکہ مقتضیٰ یہ کردیا) اور اللہ (سب سے) بے نیاز (اور) ستودہ صفات ہے (اُس کو نہ کسی کی معصیت سے ضرر اور نہ کسی کی طاعت سے نفع خود مطیع و عاصی ہی کا نفع اور ضرر ہے اور ہم یہ کافر) مضمون عذاب آخرت کا اس طرح بیان کرتے ہیں کہ زَعَمَ الَّذِیْنَ میں مذکور ہے) یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہرگز دوبارہ زندہ نہ کئے جاویں گے (جس کے بعد عذاب الیم کا وقوع بتلایا جاتا ہے) آپ کہدیجئے کہ کیوں نہیں واللہ ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے پھر جو جو کچھ تم نے کیا ہے تم کو سب جتلا دیا جاوے گا اور اُس پر سزا دی جاوے گی) اور یہ (بعث و جزا) اللہ کو (بوجہ کمال قدرت) بالکل آسان ہے سو (جب یہ مقتضیات ایمان کے مجتمع ہیں تو تم کو چاہئے کہ تم اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور اُس نور پر (یعنی قرآن پر) جو کہ ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ اور اللہ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے (اور اُس دن کو یاد کرو) جس دن تم سب کو اُس جمع ہونے کے دن میں جمع کریگا یہی دن ہے سود و زیان (کے ظاہر ہونے) کا (یعنی مسلمانوں کا نفع اور کافروں کا نقصان اُس روز علانیہ ظاہر ہو جاویگا) اور (بیان اس کا یہ ہے کہ) جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہوگا اور نیک کام کرتا ہوگا اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ دور کردیگا اور اُس کو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی جن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہینگے (اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا یہ لوگ دوزخی ہیں اُس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے (اور جس طرح کفر مانع عن فلاح الآخرۃ بالکلیہ ہے اسی طرح مصیبت میں ازواج و اولاد و اموال وغیرہ نعمت میں مشغول ہو کر خدا کے احکام میں کوتاہی کرنا بھی مانع عن فلاح الآخرۃ من وجہ ہے پس مصیبت میں تو یہ سمجھنا چاہئے کہ کوئی مصیبت بدون خدا کے حکم کے نہیں آتی (اور یہ سمجھ کر صبر و رضا اختیار کرنا چاہئے) اور جو شخص اللہ پر (پورا) ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے قلب کو (صبر و رضا کی) راہ دکھا دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (کہ کس نے صبر و رضا اختیار کیا اور کس نے نہیں کیا اور ہر ایک کو حسب حکمت جزا و سزا دیتا ہے) اور (خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر امر میں جس طرح یہی داخل ہیں) اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور اگر تم (اطاعت سے) اعراض کروگے تو (یاد رکھو کہ) ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہونچا دینا ہے جس کو وہ باحسن وجوہ کر چکے پس اُن کا تو کوئی ضرر نہیں تمہارا ہی ضرر ہوگا اور چونکہ اللہ کو ضرر ہونے کا احتمال ہی نہیں اس لئے اُس کو یہاں بیان نہیں کیا اور تم لوگوں اور خصوص اہل معصیت کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بننے کے قابل نہیں (پس اُسی کو معبود سمجھنا چاہئے) اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر مصائب وغیرہ میں توکل رکھنا چاہئے (اس میں ایمان کا مضمون جو کہ اوپر مذکور تھا اور صبر کا مضمون جو کہ بعد میں مذکور تھا دونوں آ گئے اور) اے ایمان والو (جیسا مصیبت میں تم کو صبر و رضا کا حکم کیا گیا ہے تاکہ وہ مانع عن الآخرۃ نہ ہو اسی طرح نعمت کے بارے میں تم کو عدم انہماک کا حکم کیا جاتا ہے تاکہ وہ بھی مانع عن الآخرۃ نہ ہو پس نعمت کے بارے میں یوں سمجھنا چاہئے کہ) تمہاری بعض بیبیاں اور اولاد تمہارے (دین کے) دشمن ہیں (جبکہ وہ اپنے نفع دنیوی کے واسطے تم کو ایسی بات کا امر کریں جو تمہارے لئے مضر آخرت ہو) سو تم اُن سے (یعنی ایسوں سے) ہوشیار رہو اور اُن کے ایسے امر پر عمل مت کرو) اور اگر تم کو ایسی فرمایشوں پر غصہ آوے اور تم اُن پر تشدد کرنے لگو اور وہ اُس وقت معذرت اور توبہ کریں اور) تم (اُس وقت اُن کی وہ خطا) معاف کردو (یعنی سزا نہ دو) اور درگذر کر جاؤ (یعنی زیادہ ملامت نہ کرو) اور بخش دو (یعنی اُس کو دل اور زبان سے بھلا دو تو اللہ تعالیٰ (تمہارے گناہوں کا) بخشنے والا (اور تمہارے حال پر) رحم کرنے والا ہے (اس میں ترغیب ہے عفو کی اور یہ بعض اوقات واجب ہے جبکہ عقوبت سے احتمال غالب بیباکی کا ہو اور بعض اوقات مندوب ہے آگے اولاد کے ساتھ اموال کے متعلق یہی اسی قسم کا مضمون ہے کہ) تمہارے اموال اور اولاد بس تمہارے لئے ایک آزمائش کی چیز ہے (کہ دیکھیں کون ان میں پڑ کر خدا کے احکام کو بھول جاتا ہے اور کون دل رکھتا ہے) اور (جو شخص ان میں پڑ کر اللہ کو یاد رکھے گا تو) اللہ کے پاس (اُس کے لیے) بڑا اجر ہے تو (ان سب باتوں کو سن کر) جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور (اُس کے احکام) سنو اور مانو اور (ہر) مخصوص مواقع حکم میں خرچ بھی (کیا کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا (غالباً اس کی تخصیص اس لئے ہے کہ یہ نفس پر زیادہ شاق ہے) اور جو شخص نفسانی حرص سے محفوظ رہا ایسے ہی لوگ (آخرت میں) فلاح پانے والے ہیں (آگے اُس کے بہتر اور موجب فلاح ہونے کا بیان ہے کہ) اگر تم اللہ کو اچھی طرح (یعنی خلوص کے ساتھ) قرض دوگے تو وہ اُس کو تمہارے لیے بڑھاتا چلا جاویگا اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور اللہ بڑا قدردان ہے (کہ عمل صالح کو مقبول فرماتا ہے)

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ | وَهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ

اے پیغمبر جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دینے لگو تو اُن کو عدت سے پہلے طلاق دو اور تم عدت کو یاد رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے۔ اُن عورتوں کو اُن کے گھروں سے مت نکالو

وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ

اور نہ وہ خود نکلیں مگر یہاں کوئی کھلی بے حیائی کریں تو اور بات ہے۔ اور یہ سب خدا کے مقرر کئے ہوئے احکام ہیں اور جو شخص احکام خداوندی سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا

لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

تجھ کو خبر نہیں شاید اللہ تعالیٰ بعد اس کے کوئی نئی بات پیدا کر دے۔ پھر جب وہ عورتیں اپنی عدت کے قریب پہونچ جاویں تو اُن کو دستور کے موافق نکاح میں رہنے دو یا دستور کے موافق ان کو رہا کر دو

وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ

اور اپنے میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ کر لو اور تم ٹھیک ٹھیک اللہ کے واسطے گواہی دو۔ اس مضمون سے اُس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ پر اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہو اللہ تعالیٰ اُس کے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اُس کو ایسی جگہ سے رزق پہونچاتا ہے جہاں اُس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

اور بڑا بردبار ہے (کہ عمل معصیت پر فی الفور مواخذہ نہیں فرماتا اور) پوشیدہ اور ظاہر (اعمال) کا جاننے والا ہے (اور) زبردست ہے (اور) حکمت والا ہے (تمکو سورۂ حکیم تک تمام سورت کے لئے بمنزلہ علل کے ہے کہ سب مضامین ان پر مرتب و متفرع ہو سکتے ہیں کما یظہر بالتامل) **ف** تعفوا و تصفحوا و تغفروا میں باوجود اُن خطاؤں کے حقوق اللہ ہونے کے عفو و صفح و مغفرت کی اسناد عباد کی طرف مجاز ہے جس کا حاصل منے لہ تعالیٰ قبولوا و لم تثریبوا و لم تحقدوا ہے اور ان کی اسناد عباد کی طرف حقیقی ہے۔ واللہ اعلم

سورۃ الطلاق مدنیۃ وایہا اثنتا عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ کے اخیر میں بعض ازواج و اولاد کا عدو ہونا مذکور تھا چونکہ بعض اوقات خیال عداوت مانع ہو جاتا ہے اُن کے حقوق واجبہ کے ادا کرنے سے ہی ضرور جبکہ بظاہری مفاسد ہی ہو جاوے۔ اس سورت میں احکام متعلقہ ازواج مطلقہ و اولاد رضیع سے اُس کی اصلاح ہو گئی کہ جب مفارقت میں بھی رعایت حقوق واجب ہے تو موافقت میں تو بدرجۂ اولے اس کا واجب ہو گا۔ اور چونکہ ان احکام کے ضمن میں چار جگہ تقوے کا امر اور ترغیب ہے دوسرے رکوع کا مضمون اُس کی تاکید میں ہے و نیز اُس سے اس پر بھی دلالت ہے کہ معاملات دنیویہ میں بھی رعایت احکام شرعیہ کی واجب ہے برخلاف زعم بعض جہلاء کے واللہ اعلم +

بعضے از احکام مطلقات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ

البلاغۃ قولہ یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فی الرد خص النداء بہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم الخطاب بالحکم للامۃ کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم امام امتہ کما یقال لرئیس القوم وکبیرہم یا فلان افعلوا کیت وکیت۔ وعمّ الحکم بعد ما خص تکثیرا لعمومہ لیدل علی ان کل واحد من امتہ یلزم تحصیل الحاصل اھ قولہ بیوتہن اضافہا الیہن وہی لازواجہن لتاکید النہی بیانہ کمال استحقاقہن سکناہا کما نہا املاکہن ۱۲

الروایات فی الروح اخرج الامامان مالک الشافعی وہاشیخان وابو داؤد والترمذی و النسائی وابن ماجۃ وآخرون عن ابن عمر انہ طلق امرأتہ وہی حائض فذکر ذلک عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتغیظ فیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال لیراجعہا ثم یمسکہا حتی تطہر ثم تحیض فتطہر فان بدا لہ ان یطلقہا فلیطلقہا طاہرا قبل ان یمسہا فتلک العدۃ التی امر اللہ تعالیٰ ان تطلق لہا النساء رواہ الشیخان وفی روایۃ لابی داؤد یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوہن فی قبل عدتہن وکان ابن عمر کما اخرج عنہ ابن المنذر وغیرہ یقرأ کذلک وکذلک ابن عباس رضی اللہ عنہما فی روایۃ عنہما انہما قرأ لقبل عدتہن ۱۲

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ

اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کرکے رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ اور تمہاری بیبیوں میں سے جو عورتیں

مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ

حیض سے ناامید ہو چکی ہیں اگر تم کو شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں اور اسی طرح جن عورتوں کو حیض نہیں آیا اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے

حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے ڈریگا اللہ تعالیٰ اس کے کام میں سہولت کر دیگا یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈریگا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ دور کر دیگا

وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ

اور اس کو بڑا اجر دیگا تم ان عورتوں کو اپنی وسعت کے موافق رہنے کا مکان وہیں تم رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف مت پہنچاؤ اور اگر وہ عورتیں

اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ

حمل والیاں ہوں تو حمل پیدا ہونے تک ان کو خرچ دو پھر اگر وہ عورتیں تمہارے لئے دودھ پلاویں تو تم ان کو اجرت دو اور باہم مناسب طور پر مشورہ کر لیا کرو

وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ۝ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ ؕ

اور اگر تم باہم مشکل کرو گے تو کوئی دوسری عورت دودھ پلا دیگی وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق خرچ کرنا چاہیئے اور جس کی آمدنی کم ہو اس کو چاہیئے کہ جتنا اس کو خدا نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے

ع ۱ ۱۲

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝

خدا تعالیٰ کسی شخص کو اس سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جتنا اس کو دیا ہے۔ خدا تعالیٰ تنگی کے بعد جلدی فراغت بھی دے دیگا۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ

ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ

اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ

وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ۝ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ

عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ اے پیغمبر (آپ لوگوں سے کہدیجئے کہ جب تم لوگ (ایسی) عورتوں کو طلاق دینے لگو (جو مدخول بہا ہیں یا ان کے ساتھ خلوت ہو چکی ہے کہ اس سے بھی عدت واجب ہو جاتی ہے و

دلیل التقیید قولہ تعالیٰ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ (تو ان کو (زمانہ) عدت (یعنی حیض) سے پہلے

(یعنی طہر میں) طلاق دو (اور یہ احادیث صحاح سے ثابت ہے کہ اس طہر میں صحبت نہ ہو اور یہ تفسیر ہے مذہب حنفی پر کہ ان کے نزدیک عدت حیض سے ہے

اور شافعیہ کے نزدیک یہ معنی ہونگے کہ ان کو شروع عدت میں طلاق دو یعنی طہر ہی سے عدت ہے طہر ہی میں طلاق دو پس یہاں سب کے نزدیک حسب

اللغات

بالغ امرہ ای یبلغ ما یریدہ ۱۲

النحو

قولہ واللائی فی محل جر ومحذوف ای کذلک ۱۲

البلاغۃ

قولہ ذلک امر اللہ انزلہ الیکم افراد الکاف مع ان الخطاب للجمع لعل نبہ بہ اشارۃ الی ان الانزال لکل واحد الی الجمیع وفیہ تعظیم الکلام بتصدیرہ وتستقل فی کونہ مامورا والله اعلم ۱۲

الروایات

قولہ تعالیٰ ان ارتبتم فی الروض الحث الحاکم وصححہ البیہقی فی سننہ وجاءت عن ابی بن کعب ان ناسا من اہل المدینہ قالوا لقد بقی من عدۃ النساء ما لم نذکر فی القرآن الصغار والکبار والحبالی فما انقضاء عدۃ من الحیض ذوات الحمل فانزل اللہ تعالیٰ فی سورۃ النساء القصری اللائی یئسن الآیۃ من ثم ذکر فیہا ان ارتبتم فلا مفہوم لہ ۱۲

روایت لعدتہن کے معنی بحذف مضاف فی قبل عدتہن ہیں پھر قبل کے معنی حنفیہ کے نزدیک استقبال اور آمد کے ہیں اور شافعیہ کے نزدیک ابتدار کے ہیں) اور طلاق دینے کے بعد (تم عدت کو یاد رکھو یعنی مرد و عورت سب یاد رکھیں لیکن تخصیص صیغہ مذکر کی خطاب میں جیسا کہ مدارک میں ہے اشارہ اس طرف ہے کہ عورتوں میں غفلت غالب ہوتی ہے تو مردوں کو بھی اس کا اہتمام رکھنا چاہئے) اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے (یعنی ان ابواب میں جو اس کے احکام ہیں اُن کے خلاف نہ کرو مثلاً یہ کہ بھی وارد احادیث تین طلاق دفعۃً مت دو اور یہ کہ حیض میں طلاق مت دو اور یہ کہ عدت میں) اُن عورتوں کے (رہنے کے) گھروں سے مت نکالو اور (کیونکہ سکنی مطلقہ کا مثل منکوحہ کے واجب ہے) اور نہ وہ عورتیں خود نکلیں (کیونکہ یہ سکنی محض حق العبد نہیں ہے کہ اُس کی رضا سے ساقط ہو جاوے بلکہ حق الشرع بھی ہے) مگر ہاں کوئی کھلی بیحیائی کریں تو اور بات ہے (یعنی مثلاً مرتکب بدکاری یا سرقہ کی ہوں تو سزا کے لئے نکالی جاویں یا بقول بعض علماء زبان دراز اور ہر وقت کا رنج و تکرار رکھتی ہوں تو اُن کو نکال دینا جائز ہے) اور یہ سب خدا کے مقرر کئے ہوئے احکام ہیں اور جو شخص احکام خداوندی سے تجاوز کرے گا (مثلاً اُس عورت کو گھر سے نکال دیا) اُس نے اپنے اوپر ظلم کیا (یعنی گناہگار ہوا آگے طلاق دینے والے کو ترغیب دیتے ہیں کہ طلاق میں بھی بہتر ہے پس ارشاد ہے کہ اے طلاق دینے والے) تجھکو خبر نہیں شاید اللہ تعالیٰ بعد اس (طلاق دینے) کے کوئی نئی بات (تیرے دل میں) پیدا کر دے (مثلاً طلاق پر ندامت ہو تو رجعی میں اُس کا تدارک ہو سکے گا) پھر (طلاق اور احصار عدت کے بعد) جب وہ (مطلقہ) عورتیں (جبکہ اُن کو طلاق رجعی دی ہو بقرینہ فامسکوہن) اپنی عدت گذرنے کے قریب پہونچ جاویں (اور عدت ختم نہیں ہوئی) تو (تم کو دو اختیار ہیں یا تو) اُن کو قاعدہ کے موافق (رجعت کر کے) نکاح میں رہنے دو یا قاعدہ کے موافق اُن کو رہائی دو (یعنی انقضائے عدت تک رجعت نہ کرو یہ مطلب یہ کہ تیسری بات ستر کر کر رکھنا بھی مقصود نہ ہو مگر تطویل عدت کے لئے رجعت کر لو) اور (جو کچھ بھی کرو مراقبت یا مفارقت اُس پر آپس میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ کر لو (یہ مستحب ہے کذا فی الہدایۃ والعنایۃ رجعت میں تو اس لیے کہ بعد انقضائے عدت کبھی عورت اختلاف نہ کرنے لگے اور مفارقت میں اسلئے کہ کبھی اپنا نفس شرارت نہ کرنے لگے کہ جھوٹا دعویٰ کرے کہ میں رجعت کر چکا تھا) اور (اے گواہو اگر گواہی کی حاجت پڑے تو تم ٹھیک اللہ کے واسطے (بلا روے و رعایت) گواہی دو اس مضمون سے اُس شخص کو نصیحت کیجاتی ہے جو اللہ پر اور یوم قیامت پر یقین رکھتا ہو (مطلب یہ کہ ایمان و اری نصائح سے منتفع ہوتے ہیں اور یوں تو نصائح سب کے لئے عام ہیں) اور (اوپر جو تقوے کا حکم ہے احکام کے درمیان اُس کی متعدد فضیلتیں ارشاد فرماتے ہیں اول فضیلت یہ کہ) جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے لئے (مضرتوں سے) نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور (منافع عطا فرماتا ہے چنانچہ ایک بڑی منفعت ہے کہ) اُس کو ایسی جگہ سے رزق پہونچاتا ہے جہاں اُس کا گمان بھی نہیں ہوتا (اگر نہ رونفع و رزق اخروی لیا جاوے تب تو یہ معنی ہونگے کہ عذاب سے نجات دیگا اور جنت کا رزق دیگا جسکی شان ہے لا خطر علی قلب بشر اسی کو یہاں لایحتسب کہدیا۔ اور اگر ضرر و نفع دنیوی مراد ہو تو اُس کے تحقق کی دو صورتیں ہیں ایک جسا گر کثری ہے کہ وہ بلا ٹل جاوے اور رزق وغیرہ کی فراغت ہو جاوے دوسرے باطناً کلی ہے کہ اُس بلا پر صبر ہو جاوے کہ یہی نجات ہے اُس کے اثر سے اور قلیل پر قناعت ہو جاوے کہ یہ بھی حکماً مثل رزق جمی کے ہے اثر سکون و طمانیت ہیں اور اسکو لایحتسب کہنا بایں معنی ہوگا کہ ظاہراً تو سکون نفس کا طریقہ فراخی رزق ہے قناعت سے سکون من حیث لایحتسب ہے اور مجموعہ صورتیں ..... مذکورتین کے احد الجزئین کا تحقق کلی و دائمی ہے) اور (ایک شعبہ اُس تقوے کا توکل ہے اُس کی یہ فضیلت ہے کہ) جو شخص اللہ پر توکل کریگا تو اللہ تعالیٰ اُس (کی اصلاح مہمات) کے لئے کافی ہے (یعنی اپنی کفایت کا اثر خاص اصلاح مہمات ظاہر فرماتا ہے ورنہ اُس کی کفایت تو تمام عالم کے لئے عام ہے اور یہ اصلاح مہمات بھی عام ہے حسًا ہو یا باطناً ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنا کام (جس طرح چاہتا ہے) پورا کر کے رہتا ہے اور اسی طرح اصلاح مہمات کا وقت بھی اُسی کے ارادہ پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا ایک اندازہ اپنے علم میں مقرر کر رکھا ہے (اور اُس کے موافق اُس کا ایقاع قرین حکمت ہوتا ہے اگے پھر عود ہے احکام کی طرف یعنی اوپر تو عدت کا اجمالاً ذکر تھا) اور تفصیل اُس کی آگے ہے وہ یہ کہ تمہاری (مطلقہ) بیبیوں میں سے جو عورتیں (بوجہ زیادت سن کے حیض سے) مایوس ہو چکی ہیں اگر تم کو (اُن کی عدت کی تعیین میں) شبہ ہو (جیسا کہ واقع میں شبہ ہوا تھا اور پوچھا تھا) تو اُن کی عدت تین مہینے ہیں اور اسی طرح جن عورتوں کو (ابتک بوجہ کم عمری) حیض نہیں آیا اُن کی عدت بھی تین مہینے ہیں) اور حاملہ عورتوں کی عدت اس حمل کا پیدا ہو جانا ہے (خواہ کامل ہو یا ناقص بشرطیکہ کوئی عضو بن گیا ہو تو ایک انگلی ہی سہی) اور (چونکہ تقویٰ خود بھی مہتم بالشان ہے اور احکام مذکورہ میں جو کہ متعلق بمعاملات دنیا ہیں عام طبائع میں خیال ہو سکتا ہے کہ ان دنیوی معاملات کو دین سے کیا تعلق ہم جس طرح چاہیں کر لیں اسلئے آگے پھر تقوے کا مضمون ہے یعنی) جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا (آخرت کی یا دنیا کی حسًا یا باطناً آگے پھر تاکید امتثال احکام کے لئے ارشاد ہے کہ) یہ (جو کچھ مذکور ہوا) اللہ کا حکم ہے جو اُس نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور جو شخص

(ان معاملات میں اور دوسرے امور میں بھی) اللہ تعالیٰ سے ڈریگا اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ دُور کردے گا (کہ مضرت غفیہ کا سلب ہونا اس کیلئے بڑا اجر دے گا (کما منفت نظیرہ کا چلے ہے۔ آگے پھر مطلقات کے احکام کا بیان ہے یعنی عدت میں علاوہ عدم تطویل عدت وسکنے کے اُن کے کچھ اور حقوق بھی ہیں وہ یہ کہ تم اُن مطلقہ عورتوں کو اپنی وسعت کے موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو (یعنی عدت میں سکنیٰ ہی مطلقہ کا واجب ہے البتہ طلاق بائن میں ایک مکان میں خلوت کے ساتھ دونوں کا رہنا جائز نہیں بلکہ حائل ہونا ضرور ہے) اور اُن کو تنگ کرنے کے لئے اسکنیٰ کے بارہ میں تکلیف مت پہنچاؤ (مثلاً کوئی ایسی بات کرنے لگو جس سے وہ پریشان ہو کر نکل جائیں) اور اگر وہ (مطلقہ) عورتیں حمل والیاں ہوں تو حمل پیدا ہونے تک اُن کو (کھانے پینے کا) خرچ دو (بخلاف غیر حمل والیوں کے کہ اُن کے انفاق کی غایت تین حیض یا تین ماہ ہیں غرض محط فائدہ خود انفاق نہیں ہے بلکہ حتی یضعن سے اس کی تخصیص ذکری ہیں یہ نکتہ ہے کہ ممکن ہے کہ ابتدا حمل میں طلاق ہوا ہو تو وضع حمل کی مدت غالباً بہ نسبت تین حیض یا تین ماہ کے اطول ہوگی اور اتنے دنوں تک انفاق نفس پر شاق ہوتا ہے اس لئے اس کو تصریحاً فرمادیا اور یہ سکنیٰ و انفاق مطلقات کا مطلقاً مذہب حنفیہ کا ہے اور بعض ائمہ کے نزدیک مطلقہ بائنہ غیر حاملہ کے لئے نہ سکنیٰ ہے نہ نفقہ اور انہوں نے اسکنوھن کی ضمیر مطلقات رجعیہ کی طرف عائد کی ہے لیکن ان کن اولات حمل کی ضمیر ان کے نزدیک بھی مطلق مطلقات کی طرف راجع ہے اور حنفیہ کے نزدیک بجز اسکنوھن کے سب ضمائر مطلق مطلقات کی طرف عائد ہیں اور حکم امساک کا قرینہ ہے خاص اُس کے مرجع میں وصف رجعیت کے لحاظ کا اور یہ احکام تو عدت کے متعلق تھے) پھر اگر (عدت کے بعد) وہ (مطلقہ) عورتیں (جبکہ پہلے سے بچہ والیاں ہوں یا بچہ ہی پیدا ہونے سے اُن کی عدت ختم ہوئی ہو) تمہارے لئے (بچہ کو اجرت پر) دودھ پلاویں تو تم اُن کو اُن کی اُجرت دو اور (اجرت کے بارہ میں) باہم مناسب طور پر مشورہ کرلیا کرو (یعنی نہ تو عورت اسقدر زیادہ مانگے کہ مرد کو دوسری اناؤ ڈھونڈنا پڑے اور نہ مرد اس قدر کم دینا چاہے کہ عورت کا کام نہ چل سکے بلکہ حتی الامکان دونوں اس کا خیال رکھیں کہ ماں ہی دودھ پلاوے کہ بچہ کی اس میں زیادہ مصلحت ہے) اور اگر تم باہم کشمکش کروگے تو کوئی دوسری عورت دودھ پلادے گی (مقصود اس جملہ سے امر ہے یعنی اور کسی انا کو تلاش کرلیا جاوے نہ ماں کو مجبور کیا جاوے نہ باپ کو اور صورۃ خبر میں یہ نکتہ ہے کہ مرد کو کم اُجرت تجویز کرنے پر عتاب ہے کہ آخر کوئی اور پلادے گی اور وہ بھی غالباً بہت کم نہ لیگی پھر یہ کمی ماں ہی کے لئے کیوں تجویز کی جاوی اور عورت کو زیادہ اُجرت مانگنے پر عتاب ہے کہ تو نہ پلاوے گی اور کوئی میسر ہو جاوے گی کیا دُنیا میں ایک تو ہی ہے جو اس قدر گراں منتی ہے آگے بچہ کے نفقہ کے بارہ میں ارشاد ہے کہ) وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق (بچہ پر) خرچ کرنا چاہئے اور جس کی آمدنی کم ہو اُس کو چاہئے کہ اللہ نے اُس کو جتنا دیا ہے اُس میں سے خرچ کرے (یعنی امیر آدمی اپنی حیثیت کے موافق خرچ اُٹھاوے اور غریب آدمی اپنی حیثیت کے موافق کیونکہ) خدا تعالیٰ کسی شخص کو اُس سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جتنا اُس کو دیا ہے (اور تنگدست آدمی خرچ کرتا ہوا اس سے نہ ڈرے کہ خرچ کرنے سے بالکل ہی نہ رہے گا جیسا بعضے آدمی اس خوف سے اولاد کو قتل کر ڈالتے تھے پس ارشاد ہے کہ) خدا تعالیٰ تنگی کے بعد جلدی فراغت بھی دیدے گا (گو بقدر ضرورت وحاجت روائی سہی وہذا کقولہ تعالیٰ ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم) ف کچھ مسائل متعلق عدت اور ارضاع کے سورہ بقرہ میں گذر چکے ہیں اور جتنے مسائل اثنا تفسیر یہاں لکھے گئے ہیں ہدایہ اور عنایہ اور درمختار و ردالمحتار سے لکھے گئے ہیں۔ اور لاتدری الخ میں جس طرح ترغیب ہے طلاق رجعی کی اسی طرح تفصیل ہی باقی احکام مذکورہ آیت کی تصریحاً یا اشارۃً مثلاً احصاء عدت کی علت اس طرح ہے کہ اگر عدت یاد نہ ہو تو عزم رجوع سے انتفاع نہیں ہو سکتا۔ اور مثلاً دفعۃ تین طلاق نہ دینے کی علت اس طرح ہے کہ اگر متفرقاً طلاق دے تو گنجائش رجعت تو ہے۔ اور حیض میں طلاق نہ دینے کی علت اس طرح کہ شاید اُس وقت نفرت اس کا باعث ہو پھر طہر میں جب وہ نفرت زائل ہو اور نکاح میں رکھنے کا ارادہ ہو تو اپنی حماقت پر تاسف و تندم و تحسر ہو پس گو رجعت سے حیض میں طلاق دینا مانع نہیں ہے لیکن لعل اللہ سے جس طرح تقدیر رجعت کی حفاظت نہی اسی طرح تحسر کی بھی حفاظت مقصود ہوگی۔ اور اخراج عن البیوت سے نہی کی علت اس طرح ہوگی کہ اخراج عن البیوت کی صورت میں بعض اوقات رجعت یا تجدید نکاح میں حسناً تعذر ہو جاتا ہے اور لایخرجن کی علت اس طرح کہ خروج عن البیوت میں بعض اوقات مرد کو نفرت بڑھ جاتی ہے اور ایک جگہ رہنے میں ممکن ہے کہ مرد کو رجعت یا تجدید نکاح کا خیال پیدا ہو جاوے پس لعل اللہ الخ ان سب کو عام ہو جاوے گا۔ اور استطالت لسان کا مسئلہ مفسرین و محدثین حنفیہ کے کلام میں تو دیکھا گیا ہے مگر کسی فقہ کی کتاب میں نہیں ملا تحقیق کر لیا جاوے البتہ تفسیر احمدی میں لکھا ہے۔ ربط تمہید میں گذر چکا ✦

تاکید تقوی و وعدہ و وعید و مطیع و عاصی

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ

اور بہت سی بستیاں تھیں جنہوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اُس کے رسولوں سے سرتابی کی سو ہم نے اُن کا سخت حساب کیا اور ہم نے اُن کو بڑی بھاری سزا دی غرض انہوں نے

وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ

اپنے اعمال کا وبال چکھا اور اُن کا انجام کار خسارہ ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ایک سخت عذاب تیار کر رکھا ہے تو اے سمجھدارو جو کہ ایمان لائے ہو

اٰمَنُوْا ۭ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

خدا سے ڈرو خدا نے تمہارے پاس ایک نصیحت نامہ بھیجا ایک ایسا رسول جو تم کو اللہ کے صاف صاف احکام پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو جو ایمان لاویں اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

عمل کریں تاریکیوں سے نور کی طرف لے آویں اور جو شخص اللہ پر ایمان لاویگا اور اچھے عمل کریگا خدا اُس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ

اُن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے بے شک اللہ نے اچھی روزی دی اللہ ایسا ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور اُن ہی کی طرح زمین بھی ان سب میں

الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تم کو معلوم ہو جاوے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ ہر چیز کو احاطہ علمی میں لئے ہوئے ہے

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا

خُسْرًا ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ

اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ

بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ اور بہت سی بستیاں تھیں جنہوں نے اپنے رب کے حکم (ماننے) سے اور اُس کے رسولوں سے سرتابی کی سو ہم نے ان (کے اعمال) کا سخت حساب کیا (مطلب یہ کہ اُن کے اعمال کفریہ میں سے کسی عمل کو معاف نہیں کیا بلکہ سب پر سزا تجویز کی اور پرسش کے طور پر حساب مراد نہیں) اور ہم نے اُن کو بڑی بھاری سزا دی (کہ وہ سزائے ہلاک بالعذاب ہے) غرض انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا اور اُن کا انجام کار خسارہ ہی ہوا (یہ تو دنیا میں ہوا اور آخرت میں) اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ایک سخت عذاب تیار کر رکھا ہے (اور جب بانجام نافرمانی کا یہ ہے) تو اے سمجھدارو جو کہ ایمان لائے ہو تم خدا سے ڈرو (کہ ایمان ہی اس کو مقتضی ہے اور ڈرنا یہ کہ اطاعت کرو اور اسی اطاعت کا طریقہ بتلانے کے لئے) خدا نے تمہارے پاس ایک نصیحت نامہ بھیجا اور وہ نصیحت نامہ دیگر ایک ایسا رسول (بھیجا) جو تم کو اللہ کے صاف صاف احکام پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو کہ جو ایمان لاویں اور اچھے عمل کریں (کفر و جہل کی) تاریکیوں سے (ایمان اور علم و عمل کے) نور کی طرف لے آویں (مطلب یہ کہ جو نصیحت اس رسول کے ذریعہ سے پہونچے اُس پر عمل کرنا ہی اطاعت ہے اور آگے ایمان و عمل صالح پر جو کہ اطاعت ہی وعدہ ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاویگا اور اچھے عمل کریگا خدا اُسکو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے بیشک اللہ نے (اُن کو بہشت) اچھی روزی دی (آگے اللہ کا واجب الاطاعت ہونا بیان کیا جاتا ہے یعنی) اللہ ایسا ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور اُن ہی کی طرح زمین بھی (سات پیدا کی جیسا ترمذی وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ ایک زمین کے نیچے دوسری زمین ہے اُس کے نیچے تیسری زمین اسی طرح سات زمینیں ہیں اور) ان سب (آسمانوں اور زمینوں) میں (اللہ تعالیٰ کے) احکام (تکلیفیہ یا تکوینیہ علی سبیل منع الخلو) نازل ہوتے رہتے ہیں (اور یہ اس لئے بتلا دیا گیا) تاکہ تم کو معلوم ہو جاوے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ ہر چیز کو (اپنے) احاطہ علمی میں لئے ہوئے ہے (اور اس سے اللہ تعالیٰ کا واجب الاطاعت ہونا ظاہر ہے) ف اُن سات

النحو قولہ رسولا ای مرسولا دل علیہ منزل ای ارسل۔ قولہ لیعلموا علۃ مقدرای خبرکم لتعلموا ۱۲ **البلاغۃ** لیخرج الذین امنوا ایرد بہ الذین قد ایسا نہم ۱۲

سورۃ التحریم مدنیۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وھی اثنتا عشرۃ اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے آپ اس کو کیوں حرام فرماتے ہیں اپنی بیبیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ

اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر فرما دیا ہے

زمینوں میں احتمال ہو کہ نظر آتی ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ نظر آتی ہوں اور لوگ اُن کو کواکب سمجھتے ہوں جیسا مریخ کی نسبت بعض کا گمان ہے کہ اس میں جبال و انہار و آبادی ہے اور حدیث میں جو اُن زمینوں کا اس زمین کے تحت میں ہونا وارد ہے وہ باعتبار بعض حالات کے ہو اور بعض حالات میں وہ زمینیں اس سے فوق ہو جاتی ہوں و نزول امر کو لازم یہ ضرور نہیں کہ وہ سب مکلفین سے آباد ہوں کیونکہ تصرف تکوینی غیر مکلفین کو بھی عام ہے اور آسمانوں میں نزول احکام کا ملائکہ پر ظاہر ہے اور اس کے متعلق عجائب امور ہیں جو حدیث معجم در منثور میں بروایت ابن جریر و ابن ابی حاتم و حاکم و بیہقی کے ابن عباس رض سے موقوفاً روایت کیا ہے اور حاکم و بیہقی نے اس کی تصحیح بھی کی ہے اُس حدیث کے الفاظ یہ ہیں سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم و آدم کآدمکم و نوح کنوح و ابراھیم کابراھیم و عیسی کعیسی اور ظاہر میں یہ حدیث مشکلات سے ہے اور فہم عامہ کا موافق سب سے احسن و اسہل تفسیر اس کی وہ ہے جو صاحب روح المعانی نے لکھی ہے والمراد ان فی کل ارض خلقا یرجعون الی اصل واحد رجوع بنی آدم فی ارضنا الی آدم علیہ السلام فہم فیہم مثلہ و ہم مثلہ و علی سائر ھم کنوح و ابراھیم و غیرھما فیہا اور شاید حضرت ابن عباس رض کا اس آیت کے باب میں یہ فرمانا لو حدثتکم بتفسیرھا لکفرتم لکفرتم بتکذیبکم بھا راہ فی الدر المنثور اسی ظاہری اشکال کی بنا پر ہو اور احقر اس مضمون کو متن تفسیر میں لکھتا لیکن چونکہ ہمارے زمانہ میں یہ حدیث عوام میں شائع ہو گئی اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کی سہل تفسیر بھی لکھ دی جائے اور اس سے زیادہ سمجھنے کے عقول عامہ متحمل نہیں لہٰذا عوام کو اس بحث میں نہ پڑنا چاہئے اور نہ علماء کی شان میں بدگمانی اور بدزبانی کرنا چاہئے واللہ الموفق و منہ علم کل محقق و مدقق اور بعض نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے نقلہ فی الروح عن ابی حیان لہٰذا علماء کو بھی زیبا نہیں کہ اس حدیث کے سنوانے میں عوام پر زور دیں کیونکہ خود سابقین میں بھی اس کی مختلف فیہ ہونا والد اعلم و علمہ تم و احکم اور فضائل تقوی میں جو آیتیں اس سورت میں آئی ہیں ان میں ایک ربط بلیغ یہ ہو سکتا ہے کہ اتقوا اللہ میں امر ہے پھر ومن یتق اللہ الخ جامع ہے اس کے برکات دنیویہ و اخرویہ کو اور ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا میں اس کی برکت دنیویہ مذکور ہے اور ومن یتق اللہ یکفر میں اس کی برکت اخرویہ مذکور ہے پس اس طور پر اول اجمال ہو گا پھر اس اجمال کی تفصیل۔

سورۃ التحریم مدنیۃ وایھا اثنتا عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط مثل سورت سابقہ کے اس میں بھی مضامین متعلقہ نساء کے ہیں مگر اس میں عام نساء کے متعلق تھے اور اس میں خاص نساء کے اور وہاں احکام مرتب علی الاطلاق تھے اور یہاں از واج مطہرات کو تخویف بالطلاق ہے اور جیسا سورۂ سابقہ کے خاتمہ میں اطاعت کی عام تاکید تھی اسی طرح بعد خطاب زواج کے عام طور پر رجوع الی اللہ کی تاکید ہے پس اجزاء دونوں سورتوں کے باہم گو متلاصق و متعلق ہو گئے اور سبب نزول اول کی آیتوں کا حضرت عائشہ رض سے صحیح بخاری وغیرہ میں اس طرح منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول شریف تھا کہ بعد عصر کھڑے کھڑے بیبیوں کے پاس تشریف لاتے ایکبار حضرت زینب رض کے پاس معمول سے زیادہ ٹھیرے اور شہد پیا تو مجھ کو شک آیا میں نے حفصہ سے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس تشریف لاویں وہ یوں کہے کہ آپ نے مغافیر نوش فرمایا ہے یہ ایک گوند ہے جو کریہ الرائحہ ہوتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے فرمایا کہ میں نے تو شہد پیا ہے اُن بی بی نے کہا کہ شاید کوئی مکھی اس کے درخت پر بیٹھ گئی ہو گی اور مکا عرق چوس لیا ہو گا آپ نے بقسم فرمایا کہ میں پھر شہد نہ پیونگا اور اس خیال سے کہ حضرت زینب رض کا جی برا نہ ہو اس کے اخفا کی تاکید فرمائی مگر اُن بی بی نے دوسری سے کہدیا اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت حفصہ رض شہد پلانے والی ہیں اور حضرت عائشہ اور حضرت سودہ اور حضرت صفیہ صلاح کرنے والی ہیں اور بعض روایات میں اور طرح یہی قصہ آیا ہے ممکن ہے کہ کئی واقعے ہوئے ہوں اور سب کے بعد آیتیں نازل ہوئی ہوں

خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم در بارہ بیمین و عتاب بازواج مطہرات در اخلال بحقوق سید المرسلین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ

اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے اور جبکہ پیغمبر نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے فرمائی پھر جب اس بی بی نے وہ بات (دوسری بی بی کو) بتلا دی اور پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے

عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

اس کی خبر کر دی تو پیغمبر نے تھوڑی سی بات تو جتلا دی اور تھوڑی بات کو ٹال گئے سو جب پیغمبر نے اس بی بی کو وہ بات جتلائی تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو اس کی کس نے خبر کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو بڑے جاننے والے خبر رکھنے والے نے خبر کر دی۔

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ

اے دونوں بیبیو اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کر لو تو تمہارے دل مائل ہو رہے ہیں اور اگر پیغمبر کے مقابلہ میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں تو پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبریل ہیں اور نیک

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ

مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے مددگار ہیں اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دیدیں تو اُن کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے اُن کو تم سے اچھی بیبیاں دیدیگا جو اسلام والیاں

مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰۗىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰۗىِٕحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝

ایمان والیاں فرمانبرداری کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں ہونگی کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں۔

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰۗىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰۗىِٕحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝

نے آپ کے لئے حلال کیا ہے آپ قسم کھا کر اس کو (اپنے اوپر) کیوں حرام فرماتے ہیں (پھر وہ یہی) اپنی بیبیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (یعنی گو کسی مباح کا ترک کر دینا مباح ہے اور اس ترک کا مؤکد بالقسم کرنا بھی کسی مصلحت سے مباح ہے لیکن تاہم خلاف اولیٰ ہے مخصوص جبکہ داعی بھی ضعیف ہو یعنی استغفار رضاء ازواج ایسے امر میں جس میں ان کا راضی کرنا ضرور نہ تھا) اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (کہ گناہ تک کو معاف کر دیتا ہے اور آپ سے تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوا اس لئے یہ عتاب نہیں بلکہ شفقۃً ورافۃً آپ سے کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایک تمتع مباح کو ترک کر کے کیوں تکلیف اٹھائی اور چونکہ آپ نے قسم کھائی تھی اس لئے عام خطاب سے قسم کا کفارہ دینے کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے تمہاری قسموں کا کھولنا (یعنی قسم توڑنے کے بعد اس کے کفارہ کا طریقہ) مقرر فرما دیا ہے اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے (اسلئے وہ اپنے علم وحکمت سے تمہاری مصلحتوں اور ضرورتوں کو جانکر تمہاری بہت سی دشواریوں کو آسان کر دینے کے طریقے مقرر فرما دیتا ہے چنانچہ کفارہ سے پابندی قسم کی کلفت کا علاج کر دیا) اور (آگے بیبیوں کو سناتے ہیں کہ وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے فرمائی (وہ بات یہی تھی کہ میں پھر شہد نہ پیونگا مگر کسی سے کہنا نہیں) پھر جب اس بی بی نے وہ بات (دوسری بی بی کو) بتلا دی اور پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے (بذریعہ وحی) اس کی خبر کر دی تو پیغمبر (نے اس ظاہر کر دینے والی بی بی کو) تھوڑی سی بات تو جتلا دی (کہ تو نے ہماری یہ بات دوسری سے کہدی) اور تھوڑی بات کو ٹال گئے (یعنی آپکا کرم

اللغات

تحلۃ: اصلہ تحللۃ یعنی التحلیل وتحیل ایمین یعنی رفع عقدہا قد یکون بالحنث وقد یکون بالبر اذا کان علی الشبث ومنہ۔ قولہ علیہ السلام فی حدیث الصراط الاتحاۃ القسم فورا۔ اظہرہ اللہ علیہ ای جعل اللہ تعالیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہرا علی الحدیث مطلعا علیہ من قولہ تعالیٰ لیظہرہ علی الدین کلہ وجعل اللہ تعالیٰ الحدیث ظاہرا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو نظیر ظہر فی ہذہ المسئلۃ وظہرت علی۔ قولہ تظاہرا علیہ استعانا علیہ صلی اللہ علیہ وسلم بما یسوءہ۔ قولہ سائحات مر تحقیقہ فی آخر سورۃ برءۃ ۱۲

البلاغۃ

قولہ بعضہ الخ ہو عندی تیمیم وتصریح باحد فہم من جبریل ومیکئیل الملائکۃ لہم تبعیۃ وفائدۃ التصریح بالبعدیۃ الاشارۃ الی کون المقصود تقدیم بنکرہم وان سائر اجزاء تقدیم ذکرہ واللہ اعلم قولہ ابکارا واورد الواو ہہنا دون ما قبلہا لانہ لا یجتمع مع قسیمہ بخلاف مالم یجئ فیہ الواو فانہا تجمع بینہما فافہم ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ

اے ایمان والو تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جس پر نہایت مضبوط فرشتے ہیں جو خدا کی نافرمانی

ع ۱ ۱۹ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

نہیں کرتے کسی بات میں جو اُن کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ اُن کو حکم دیا جاتا ہے اُس کو بجا لاتے ہیں۔ اے کافرو آج عذر مت کرو بس تم کو تو اُسی کی سزا مل رہی ہے جو کچھ تم کیا کرتے تھے

اس غایت تک ہے کہ اپنے حکم کے خلاف کرنے پر جو بی بی کی شکایت کرنے بیٹھے تو شکایت کے وقت بھی اُس کہی ہوئی بات کے پورے اجزا کا اعادہ نہیں فرمایا کہ تو نے میری یہ بات کہدی اور یہ بھی کہدی الخ کہ خجالت زیادہ ہوگی بلکہ کچھ اجزا کا ذکر کیا اور کچھ اجزا کا نہیں کیا تاکہ مخاطبہ کو گمان ہو کہ ان کو اتنی ہی بات کہنے کی خبر ہوئی ہے زائد کی نہیں ہوئی تو شرمندگی کم ہو ھذا اسہل الاقوال فی تفسیر ھذین البعضین ہو جب پیغمبر نے اُس بی بی کو وہ بات جتلائی تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو اسکی کس نے خبر کردی آپ نے فرمایا کہ مجکو بڑے جاننے والے بڑے خبر رکھنے والے (یعنی خدا نے خبر کردی (یہ بیبیوں کو شاید اسلئے سنایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پورے راز پر مطلع ہونا سن کر اپنے تکرم سے اپنی کارروائی پر زیادہ شرمندہ ہوں اور توبہ کریں چنانچہ انکے خود بیبیوں کو توبہ وغیرہ کا خطاب ہے کہ اے (پیغمبر کی) دونوں بیبیو اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو بہتر ہے کیونکہ مقتضی توبہ کا موجود ہے وہ یہ کہ تمہارے دل (اس طرف) مائل ہو رہے ہیں (کہ دوسری بیبیوں کو ہٹا کر آپ کو اپنا ہی بنالیں اور گو یہ امر باعتبار اس کے کہ اصل مقتضی اس کا حب رسول ہے قبیح نہیں ہے لیکن چونکہ اس میں دوسروں کے حقوق کا اتلاف و کسر قلوب لازم آتا ہے اور مستلزم قبیح قبیح ہوتا ہے اس اعتبار سے قبیح و موجب للتوبہ ہے) اور اگر (اسی طرح پیغمبر کے مقابلہ میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں تو یاد رکھو کہ پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبریل ہیں اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے (آپ کے) مددگار ہیں مطلب یہ کہ تمہاری ان سازشوں سے آپ کا کوئی ضرر نہیں ہے بلکہ تمہارا ہی ضرر ہے کیونکہ جس شخص کے ایسے حامی ہوں اُس کے خلاف مزاج کارروائیاں کرنے کا انجام ظاہر ہے کہ برا ہی برا ہے اور چونکہ بعضے اسباب نزول میں حضرت عائشہ وحفصہ کے علاوہ اور بیبیاں بھی شریک تھیں جیسے حضرت سودہ وصفیہ اس لئے آگے صیغہ جمع سے عام خطاب فرماتے ہیں کہ تم یہ وسوسہ دل میں نہ لانا کہ آخر تو مرد کو بیبیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم سے بہتر عورتیں کہاں ہیں اس لئے چارناچار ہماری سب باتیں سہی جاویں گی سو یہ سمجھ لو کہ اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دیدیں تو اُن کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے اُن کو تم سے اچھی بیبیاں دیدے گا جو اسلام والیاں ایمان والیاں فرمانبرداری کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں ہونگی کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں (بعض مصالح سے بیوہ ہی مرغوب ہوتی ہے جیسے تجربہ سلیقہ ہم عمری وغیرہ اس لئے اس کو بھی اوصاف مرغبہ میں فرمایا) **ف** تحریم حلال کے اقسام اور اُن اقسام کے احکام سورۂ مائدہ آیت یا ایھا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبات الخ کے ذیل میں گذر چکے ہیں آپ نے جو تحریم حلال فرمائی وہ تحریم ممنوع نہیں بلکہ یمین تھی جو حاجت کی وجہ سے کی گئی تھی مگر خلاف اولےٰ ہونے سے حق تعالےٰ نے قسم توڑ دینے کا حکم فرمایا اور شرائع سابقہ میں اس کا خلاف اولیٰ نہ ہونا پارہ لن تنالوا آیت کل الطعام کی تفسیر کے ذیل میں گذرا ہے اور یہ قسم یا تو اس صیغہ سے ہوئی ہو کہ میں عسل کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں کہ یہ صیغہ یمین ہے یا خص واللہ وغیرہ فرمایا ہو اور اُس کا اثر چونکہ تحریم کے معنے وجوب امتناع ہو گیا اس لئے تحریم سے تعبیر فرمایا۔ اور در منثور میں حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ آپ نے کفارہ میں ایک غلام آزاد فرمایا۔ اور قد صغت قلوبکما سے جو اعتراض ازواج مطہرات پر ہو سکتا ہے اُس کا جواب خود تقریر ترجمہ سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ اور خیر منکن سے یہ لازم نہیں آتا کہ بالفعل ان بیبیوں سے کوئی بہتر بی بی تھی بلکہ اگر تبدیل واقع ہوتی تو اللہ تعالیٰ اُن بیبیوں کو اُن سے بہتر بنانے پر قادر تھا۔ اور ان اللہ ھو مولاہ الخ میں جو سب کے رفیق فرمایا تو ہر ایک کی رفاقت جدا ہے حق تعالیٰ کی رفاقت تو حقیقی ہے اور جبریل علیہ السلام کی رفاقت بمعنی توسط فی الفیوض ہے اور ملائکہ کی رفاقت بمعنی انزال سکینہ ہے اور مؤمنین کی رفاقت بمعنی تائید ہے اور جو اس ارشاد سے غرض ہے وہ خود متن میں تقریر کر دی گئی۔

ترغیب باصلاح و صلاح و ثمرات آن و قصص بعضے از اہل سعادت و ترہیب ازجزا و قصص بعضے از اہل شقاوت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دیگا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

نیچے نہریں جاری ہونگی جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اور جو مسلمان اُن کے ساتھ ہیں اُن کو رسوا نہ کرے گا ان کا نور ان کے داہنے اور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

یوں دعا کرتے ہونگے کہ اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے اس نور کو اخیر تک کیجئے اور ہماری مغفرت فرما دیجئے۔ آپ ہر شئے پر قادر ہیں اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ

اور اُن پر سختی کیجئے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے نوح کی بی بی اور لوط کی بی بی کا حال بیان فرماتا ہے

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ

وہ دونوں ہمارے خاص بندوں میں سے دو بندوں کے نکاح میں تھیں سو ان عورتوں نے اُن دونوں بندوں کا حق ضائع کیا تو وہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلہ میں اُن کے ذرا کام نہ آسکے اور حکم ہو گیا کہ اور دوسرے داخل ہونیوالوں کے ساتھ

الدّٰخِلِيْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

تم دونوں بھی دوزخ میں جاؤ اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے فرعون کی بی بی کا حال بیان کرتا ہے جبکہ اُن بی بی نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میرے واسطے جنت میں اپنے قرب میں کوئی جگہ بنا دیجئے

وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ

اور مجھ کو فرعون کا اور اُس کے عمل سے محفوظ رکھئے اور مجھ کو تمام ظالم لوگوں سے محفوظ رکھئے اور عمران کی بیٹی مریم کا حال بیان کرتا ہے جنہوں نے اپنی ناموس کو محفوظ رکھا سو ہم نے اُن کے چاک گریباں میں

مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝

اپنی روح پھونک دی اور انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کی اور اُس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت والوں میں سے تھیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝ اے ایمان والو (جب رسول کی بیبیوں کو بھی عمل طاعت سے چارہ نہیں جیسا اوپر معلوم ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت اوپر کے مضمون کی تبلیغ کرانا جبکہ تبلیغ واجب کے مستلزم ہے اس کو کہ آپ پر ازواج کی نصیحت واجب ہے تو تم پر تو بدرجۂ اولےٰ اہتمام اپنے اور اپنی اہل و عیال کی اصلاح کا واجب ہوگا اس لئے تم کو یہی حکم دیا جاتا ہے کہ) تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن (اور سوختہ) آدمی اور پتھر ہیں (اپنے کو بچانا خود اطاعت کرنا اور گھر والوں کو بچانا اُن کو احکام الٰہیہ

وقف لازم ۲۵۰

اللغات نصوح فی القاموس صادقۃ سلانیوی الرجوع ۱۲

البلاغۃ قولہ احصنت فرجہا کنایۃ عن العفۃ نحو قولہم نقی الجیب طاہر الذیل

والفرج ہو جیب الدرع فالضمیر المجرور فی قولہ فنفخنا فیہ للفرج بمعنی الجیب کما شہد بہ الذوقی التفسیر ربویہ ہ مانی الدر المنثور عن قتادۃ قال فی جیبہا ۱۲

سکھلانا اور اُن پر عمل کرانے کے لئے زبان سے ہاتھ سے بقدر امکان کوشش کرنا۔ آگے اُس آگ کی دوسری حالت ہے یعنی جس پر تند خو (اور) مضبوط فرشتے (متعین) ہیں (کہ نہ وہ خود جرم کریں نہ اُن کا کوئی مقابلہ کرکے بچ سکے) جو خدا کی (ذرا) نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو اُن کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ اُن کو حکم دیا جاتا ہے اُس کو فوراً بجا لاتے ہیں (یہاں عصیاں سے مراد عصیاں بالقلب ہے جو مقابل طاعت کا کہ وہ بھی بالقلب ہے یعنی نہ دل میں خیال نافرمانی کا ہوتا ہے نہ فعلاً خلاف کرتے ہیں یا یوں کہا جاوے کہ بایں معنی نافرمانی بھی نہیں کرتے کہ کیے ہوئے کے خلاف کریں اور سستی اور دیر بھی نہیں کرتے پس دونوں تقریروں پر تکرار نہیں ہے غرض اُس دوزخ پر ایسے فرشتے مقرر ہیں اور وہ کافروں کو دوزخ میں داخل کریں گے اور اُس وقت کافروں سے کہا جاوے گا کہ) اے کافرو آج تم عذر (و معذرت) مت کرو (کہ بے سود ہے) بس تم کو تو اُسی کی سزا مل رہی ہے جو کچھ تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے (آگے دوزخ سے بچنے کا طریقہ بتلاتے ہیں اور وہی اہل و عیال کو بتلانا چاہیئے پس ارشاد ہے کہ) اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو (یعنی دل میں کامل ندامت ہو معصیت پر اور عزم علی الترک میں تحقیق یہ ہے کہ نیت عود کا عدم تو ضروری ہے اور عدم عود کی نیت بھی جبکہ وہ معصیت دل میں خطور کرے قدرت کے وقت ضروری ہے اور عدم قدرت کے وقت اس طور پر ضروری ہے کہ اگر قدرت بھی ہو جاوے جب بھی عود نہ کروں گا اور طریق وقایۃ عن النار میں صرف قسم کا ذکر اس لئے کہ غیر معصوم کا معصیت سے خالی ہونا نادر ہے اس لئے اس کی احتیاج اہم اور اہم ہوئی اور چونکہ ترک طاعت معصیت ہے اور توبہ میں ترک معصیت ضروری ہے پس اسی کے عموم میں فعل طاعت بھی آگیا پس یہ مفہوم ایتان بالطاعات واجتناب منہیات کو عام ہو گیا آگے توبہ کا ثمرہ فرماتے ہیں کہ (امید (یعنی وعدہ) ہے کہ تمہارا رب (اس توبہ کی بدولت) تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور یہ اُس روز ہو گا) جس دن کہ اللہ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اور جو مسلمان (دین کی رَو سے) اُن کے ساتھ ہیں اُن کو رسوا نہ کرے گا (مقصود صرف مؤمنین کا بیان کرنا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر ملا دینا تقویت حکم کے لئے ہے یعنی جیسا عدم خزی نبی یقینی ہے ایسا ہی عدم خزی مومنین ہی اور خزی سے مراد خزی مخصوص ہے جو کفر کی جزا ہے بقولہ تعالیٰ ان الخزی الیوم والسوء علی الکافرین اور مؤمنین سے مراد مطلق مومنین ہیں اور چونکہ عام رسوائی کا موقع میدان قیامت ہے اس لئے وہ بھی خزی میں ہی میدان قیامت کے اعتبار سے ان کی حالت کا بیان ہو گا آگے بالصراط کے اعتبار سے ان کی حالت کا بیان ہے کہ) ان کا نور ان کے داہنے اور ان کے سامنے دوڑتا ہو گا (کما مر فی الحدید اور) یوں دُعا کرتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے لئے اس نور کو اخیر تک رکھئے (یعنی راہ میں گل نہ ہو جاوے) اور ہماری مغفرت فرما دیجئے آپ ہر شے پر قادر ہیں (اور اس دعائے اتمام نور کی وجہ یہ ہو گی کہ قیامت میں مؤمنوں کو کچھ نہ کچھ نور عطا ہو گا جس وقت منافق کا نور بجھ جاوے گا جس کا ذکر سورۂ حدید میں گذرا ہے اُس وقت مؤمنین یہ دُعا کریں گے کذا فی الدر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ غرض مثل عدم خزی کے یہ اتمام نور بھی سب مؤمنین کے لئے عام ہے اور اس سے عصاۃ کا نار میں داخل نہ ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ممکن ہے کہ باوجود عدم انطفاء اُس نور کے پھر معصیت کی وجہ سے نار میں داخل ہوں رہا یہ کہ پھر عدم انطفاء سے کیا فائدہ سو اول تو ممکن ہے کہ وہ نور اصل میں صورت مثالیہ اُن کے ایمان کی ہو پس وجود ایمان کے لوازم میں سے بقاء اُس نور کا ہو گا اور لوازم میں غایت کا سوال ہی زائد ہے اور ممکن ہے کہ غایت اُس کی حصول انس ہو اُس نور سے جس سے عصاۃ مؤمنین کو کفار کی سی وحشت نار میں نہ ہو گی اور چونکہ اوپر آیت یا ایہا الذین کفروا الخ سے کفار کا منغوض ہونا اور مؤمنین کی حالت واقعہ علی الصراط سے منافقین کے نور کا عدم اتمام جس کی تفصیل سورۂ حدید کی آیت یوم یقول المنفقون الخ میں ہی ہو چکی ہے لہٰذا مقدم الحدید علی التحریم فی النزول کذا فی الاتقان اور اس عدم اتمام سے منافقین کا ممقوت ہونا مفہوم ہوا آگے بطور تفریع کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے اور اُن کے جہنمی ہونے کی ہی خبر ہے پس ارشاد ہوا کہ اے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کفار (سے بالسنان) اور منافقین سے (بالسان) جہاد کیجئے اور اُن پر سختی کیجئے (دنیا میں تو یہ اس کے مستحق ہیں) اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے (اور اوپر آیت قوا انفسکم واہلیکم الخ میں امر باصلاح الاہل سے دو امروں کا وجوب مستفاد ہوتا ہے ایک مطابقۃً اصلاح اہل کا صاحب اہل پر دوسرا التزاماً اصلاح اہل کا خود اہل پر چونکہ قوا انفسکم واہلیکم کے عموم میں مطابقۃً بھی داخل ہو سکتا ہے پس امر ثانی کے وجوب پر اہل کو جس کا مصداق غالب عورتیں ہیں دو وسوسوں کا منطنہ تھا ایک وسوسہ صلحاء کے اہل کو ہو سکتا تھا کہ اگر ہم صالح نہ بھی ہوں تب بھی ان صلحاء کے انتساب سے ہم کو آخرت میں فلاح ہو جاوے گی۔ دوسرا وسوسہ غیر صلحاء کے اہل کو ہو سکتا تھا کہ ہم گو صالح بھی ہو جاویں تب بھی ان غیر صلحاء کے تلبس سے کہیں ہماری فلاح میں خلل نہ پڑے۔ اور ایک تیسرا وسوسہ ان عورتوں کو جو بالفعل کسی کے اہل اور تو ابع میں داخل نہیں جیسے کنواری اور بیوہ عورتیں ہیں یہ ہو سکتا تھا کہ شاید صلاح کامل عورتوں کی مردوں کی اصلاح پر موقوف ہو اور اسی وجہ سے اُن کو اصلاح کا خطاب ہی ہوا ہو اس لئے اللہ تعالیٰ نے آگے چند عورتوں کے قصے اجمالاً بیان فرمائے پس نوح و لوط علیہما السلام کی بیبیوں کے قصے سے تو بیلا وسوسہ دفع ہو گیا اور فرعون

سورۃ الملک مکیۃ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○	وھی ثلثون اٰیۃ
	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں	

تبٰرک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیء قدیر ○ الذی خلق الموت والحیوٰۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا وھو العزیز الغفور ○

وہ بڑا عالیشان جو سب کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمایش کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے۔ اور وہ زبردست بخشنے والا ہے۔

الجزء التاسع والعشرون

بی بی کے قصہ سے دوسرا وسوسہ رفع ہو گیا اور حضرت مریم علیہا السلام کے قصہ سے تیسرا وسوسہ دفع ہو گیا اور چونکہ پہلے وسوسہ میں زیادہ ابتلا ہوتا ہے اس لئے شاید اس نے دو قصے بیان فرمائے ہوں اور تیسرے وسوسہ میں خطاب کا جواب یہ ہے کہ یہ خطاب تسہیل صلاح کے لئے ہے تو قف صلاح علے الاصلاح کے لئے نہیں پس ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کافروں (کی عبرت) کے لئے نوح (علیہ السلام) کی بی بی اور لوط (علیہ السلام) کی بی بی کا حال بیان فرماتا ہے وہ دونوں ہمارے خاص بندوں میں سے دو بندوں کے نکاح میں تھیں سو اُن عورتوں نے اُن دونوں بندوں کا حق ضائع کیا (یعنی بوجہ بیوی ہونے کے اُن کا یہ بھی حق تھا کہ دین میں اُن کی اطاعت کی جاتی سو انہوں نے اطاعت نہیں کی) تو وہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلہ میں اُن کے ذرا کام نہ آسکے اور ان دونوں عورتوں کو (بوجہ کافر ہونے کے) حکم ہو گیا کہ اور جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی دوزخ میں جاؤ (اور وسوسہ اول کا اندفاع اس سے ظاہر ہے اور الذین کفروا کے مفہوم عام سے علاوہ اہل کے دوسرے متنبیین کو بھی جن کو ایسا وسوسہ ہو سکتا تھا اطلاع کر دی اور اس تقریر تفسیر سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ دعویٰ کرنا کہ یہ قصہ ازواج مطہرات کو سنایا گیا ہے محض دعوےٰ بلا دلیل ہے کیونکہ یہ قصہ مضمون ازواج کے متعلق نہیں بلکہ مضمون آیت انتوا انفسکم واھلیکم کے متعلق ہے ورنہ اگر اس کو اس طور پر ازواج کے متعلق کہا جاوے گا کہ تمہاری عدم صلاحیت کے وقت شوہر کی صلاحیت نبوت نافع نہ ہوگی تو قصہ آئندہ کی یہ تقریر ہونا چاہئے کہ تمہاری صلاحیت کے وقت شوہر کی عدم صلاحیت مضر نہ ہوگی نعوذ باللہ کیا نبی میں اس کا احتمال ہو سکتا ہے) اور (آگے دوسرے تیسرے وسوسہ کا دفع ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں (کی تسلی) کے لئے فرعون کی بی بی (حضرت آسیہ) کا حال بیان کرتا ہے (اور خاص کر وہ حال عجیب جو اُس وقت واقع ہوا تھا جبکہ اُن بی بی کی دعا کی لئے میرے پروردگار میرے واسطے جنت میں اپنے قرب میں مکان بنا دیجئے اور مجھ کو فرعون (کے شر) سے اور اُس کے عمل (کفر کے ضرر اور اثر) سے محفوظ رکھئے اور مجھ کو تمام ظالم (یعنی کافر) لوگوں (کے ضرر جسمی و معنوی) سے محفوظ رکھئے (یا تو یہ دعا مطلق احوال میں کی تھی اور یا ایک خاص حالت میں جس کا قصہ یہ لکھا ہے کہ فرعون کو جب اُن کے مؤمن ہونے کی اطلاع ہو گئی تو حکم دیا کہ ان کو چوبیں کر دھوپ میں ڈال دیا جاوے اور ان کے سینہ پر چکی کا پتھر رکھا جاوے اُس تکلیف میں انہوں نے یہ دعا کی تو اُن کو بہشت میں اپنا مکان نظر آگیا جس سے وہ تکلیف خفیف ہو گئی کذا فی الدر المنثور اس سے دوسرے وسوسہ کا اندفاع ظاہر ہے) اور (تیسرے مسلمانوں کی تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ عمران کی بیٹی (حضرت) مریم (علیہا السلام) کا حال بیان کرتا ہے جنہوں نے اپنے ناموس کو (حرام اور حلال دونوں سے) محفوظ رکھا (اس میں بیان ہے اُن کی نزاہت مکتسبہ قصدیہ و موہوبہ غیر قصدیہ کا کہ اخلاق و احوال فاضلہ میں سے ہے) سو ہم نے اُن کے چاک گریبان میں (بواسطہ جبریل علیہ السلام کے) اپنی روح پھونک دی اور انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کی (جو اُن کو ملائکہ کے ذریعہ سے پہونچے تھے وہی المذکورۃ فی قولہ تعالیٰ واذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک الخ و فی قولہ تعالیٰ قال انما انا رسول ربک الخ) اور اُس کی کتابوں کی (جن میں سے توراۃ و انجیل بھی ہیں التصدیق کی (یہ بیان ہے اُن کے عقائد کا) اور وہ اطاعت والوں میں سے تھیں (یہ بیان ہو اُن کے اعمال کا۔ اور اس سے تیسرے وسوسہ کا اندفاع ظاہر ہے) ف قد تھجد اللہ الیوم الجزء الثامن والعشرون من القرآن ؛

سورۃ الملک مکیۃ وایھا ثلثون

ربط اوپر کی سورت میں حقوق رسالت کا بیان تھا اس سورت میں حقوق توحید کا اور ان کے ایفاء و اخلال پر جزا و سزا کا بیان ہے، نیز آخر سورت سابقہ میں بعض اہل سعادت و بعض اہل شقاوت کا ذکر تھا اس میں مطلقاً سعداء و اشقیاء کا ذکر ہے ؛

توحید و جزائے سعداء موحدین و سزائے اشقیاء منکرین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تبٰرک الذی بیدہ الملک ص وھو علی کل شیء قدیر ○ الذی خلق الموت والحیوٰۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا وھو العزیز الغفور ○

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ

جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے تو خدا کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا سو تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ کیا تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے پھر بار بار

كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا

نگاہ ذلیل اور درماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آوے گی اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کر کے کیا ہے اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے اور ہم نے

لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ

ان کے لئے دوزخ کا عذاب تیار کر کے رکھا ہے اور جو لوگ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بری جگہ ہے جب یہ لوگ اس میں ڈالے جاویں گے تو اس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ

تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ

جوش مار رہی ہوگی جیسے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ سے پھٹ پڑیگی جب کبھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جاوے گا تو اس کے نگہبان ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا وہ کہیں گے کہ ڈرانے والا ہمارے پاس ضرور آیا تھا

فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝

سو ہم نے جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ نازل نہیں کیا تم بڑی غلطی میں پڑے ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم اہل دوزخ میں نہ ہوتے

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

غرض اپنے جرم کا اقرار کریں گے سو اہل دوزخ پر لعنت ہو بے شک جو لوگ اپنے پروردگار سے بے دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے

ع ۱۱ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ هُوَ الَّذِيْ

اور تم لوگ خواہ چپکے بات کہو یا پکار کر کہو وہ دلوں تک کی باتوں سے خوب آگاہ ہے کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بین پورا باخبر ہے وہ ایسا ہے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ

جس نے تمہارے لئے زمین کو مسخر کر دیا سو تم اس کے رستوں میں چلو اور خدا کی روزی میں سے کھاؤ اور اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے کیا تم لوگ اس سے بیخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں ہے کہ وہ تم کو

بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝

زمین میں دھنسا دے پھر وہ زمین تھرتھرانے لگے یا تم لوگ اس سے بیخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں ہے کہ وہ تم پر ایک ہوا بھیجے سو تم عنقریب معلوم کر لو گے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے

الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝ وَ

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ

اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ

كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ هُوَ الَّذِيْ

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ

فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝

اللغات طباقا من طابقت الفعل بالفعل اذا احكمتها۔ تفاوت ای اختلاف وعدم تناسب من الفوت فان کلا من المتفاوتین یفوت منه بعض ما فی الآخر فطوری شقوق مع نظر بعضی الشق۔

خاسئا ذلیلا حسیرا کلیل حسقا بعدا منها کبها طردها ۱۲

الکلام قوله فی السماء تشبث باشارة الجسمیة والجواب اشیر الیه فی الرحمٰن ۱۲

وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۛ مَا يُمْسِكُهُنَّ

اور ان سے پہلے جو لوگ ہو گذرے ہیں جھٹلا یا تھا سو میرا عذاب کیسا ہوا کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کی طرف نظر نہیں کی کہ پر پھیلائے ہوئے ہیں اور پر سمیٹ لیتے ہیں بجز رحمان کے

اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ۭ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا

اُن کو کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے ہاں رحمن کے سوا وہ کون ہے کہ تمہارا لشکر بن کر تمہاری حفاظت کر سکے کافر تو نرے

فِيْ غُرُوْرٍ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۭ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ۝ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا

دھوکہ میں ہیں ہاں وہ کون ہے جو تم کو روزی پہونچاوے اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کرے بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت پر جم رہے ہیں سو کیا جو شخص منہ کے بل

عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

گرتا ہوا چل رہا ہو وہ منزل مقصود پر زیادہ پہونچنے والا ہوگا یا وہ شخص جو سیدھا ایک ہموار سڑک پر چلا جا رہا ہو آپ کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تم کو کان اور آنکھیں

وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ

اور دل دیئے تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو آپ کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلایا اور تم اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۡ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ

اگر تم سچے ہو آپ کہدیجئے کہ یہ علم تو خدا ہی کو ہے اور میں تو محض صاف صاف ڈرانے والا ہوں پھر جب اسکو پاس آتا ہوا دیکھیں گے تو کافروں کے منہ بگڑ جاویں گے اور کہا جاویگا

هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ

یہی ہے جس کو تم مانگا کرتے تھے آپ کہئے کہ تم یہ بتلاؤ کہ اگر خدا تعالیٰ مجھکو اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کرے یا ہم پر رحمت فرماوے تو کافروں کو عذاب دردناک سے کون

اَلِيْمٍ ۝ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ

بچا لیگا آپ کہئے کہ وہ بڑا مہربان ہے ہم اس پر ایمان لائے اور ہم اسی پر توکل کرتے ہیں سو عنقریب تم کو معلوم ہو جاویگا کہ صریح گمراہی میں کون ہے آپ کہدیجئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر

مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝

تمہارا پانی نیچے کو غائب ہی ہو جاوے سو وہ کون ہے جو تمہارے پاس میٹھا پانی لے آئے۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۛ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ۭ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۭ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ۝ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۡ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝ **صفات و افعال حق۔** وہ (خدا) بڑا عالی شان ہے

اللغات غورا فاسدا ذاہبا بالکلیۃ معینا جاریا ۱۲

البلاغۃ قولہ امن ھذا الذی ام منقطعۃ بمعنی بل والھمزۃ والالزم اجتماع امثالی ہذہ الدلائل الکونیۃ مستحضرۃ واللہ اعلم ۱۲

کلمتی الاستفہام ہذا للتحقیر قولہ ھو الذی الخ زیادۃ قل فی الدلائل الانفسیۃ لعلہا زیادۃ کرکت اکم

جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے (حسن عمل میں موت کا تو دخل یہ ہے کہ موت کے مشاہدہ سے انسان دنیا کو فانی اور بعث کے اعتقاد سے آخرت کو باقی سمجھ کر وہاں کے ثواب حاصل کرنے اور وہاں کے عقاب سے بچنے کے لئے مستعد ہو سکتا ہے۔ اور حیات کا دخل یہ ہے کہ اگر حیات نہ ہو تو عمل کس وقت کرے پس حسن عمل کے لئے موت بمنزلہ شرط کے اور حیات بمنزلہ ظرف کے ہے اور چونکہ موت عدم محض نہیں ہے اس لئے اُس پر مخلوقیت کا حکم صحیح ہے) اور وہ زبردست (اور) بخشنے والا ہے (کہ اعمال غیر حسنہ پر عقاب اور اعمال حسنہ پر مغفرت و ثواب مرتب فرماتا ہے) اس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے (جیسے حدیث صحیح میں ہے کہ ایک آسمان سے اوپر بعد فاصلہ دراز دوسرا آسمان ہے پھر اسی طرح اُس سے اوپر تیسرا وعلے ہذا۔ آگے آسمان کا استحکام بیان فرماتے ہیں کہ اے دیکھنے والے (تو خدا کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا سو تو (کی بار) پھر نگاہ ڈال کر دیکھ کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے (یعنی بلا تامل تو بہت بار دیکھا ہوگا اب کی بار تامل سے نگاہ کر) پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ (آخر کار) نگاہ ذلیل اور درماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آوے گی (اور کوئی) رخنہ نظر نہ آوے گا یعنی وہ جس چیز کو جیسا چاہے بنا سکتا ہے چنانچہ آسمان کو مضبوط بنانا چاہا تو کیسا بنایا کہ باوجود مرور زمان دراز تک اُس میں کوئی خلل نہیں آیا و ہذا کقولہ تعالےٰ فی ق وما لھا من فروج اسی طرح کسی شئے کو ضعیف و منفعل بنا دینا عز شانہ اسی طرح کی قدرت ہے) اور (ہماری قدرت کی دلیل یہ ہے کہ) ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں (یعنی ستاروں) سے آراستہ کر رکھا ہے اور ہم نے اُن (ستاروں) کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے جس کی حقیقت سورۂ حجر میں گذری ہے) اور ہم نے ان (شیاطین) کے لئے (علاوہ اس رجم بالشہب کے جو کہ دنیا میں ہوتا ہے آخرت میں بوجہ اُن کے کفر کی دوزخ کا عذاب (بھی) تیار کر رکھا ہے۔

عقوبت منکرین توحید

اور جو لوگ اپنے رب (کی توحید) کا انکار کرتے ہیں اُن کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بُری جگہ ہے جب یہ لوگ اس میں ڈالے جاویں گے تو اُس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتی ہوگی جیسے معلوم ہوتا ہے کہ (ابھی) غصہ کے مارے پھٹ پڑیگی (یا تو اللہ تعالیٰ اُس میں ادراک و غصہ پیدا کر دیگا کہ بمقتضائے حق تعالیٰ اُس کو بھی غیظ آویگا اور یا مقصود تمثیل ہے یعنی جیسے کوئی غصہ سے جوش میں آتا ہے اس طرح وہ شدت اشتعال سے جوش میں آویگی اور) جب اس میں کوئی گروہ (کافروں کا) ڈالا جاویگا تو اُس کے محافظ ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں آیا تھا (جس کے تم کو اس عذاب سے ڈرتے اور بچنے کا سامان کرتے۔ یہ سوال بطور توبیخ کے ہے یعنی پیغمبر تو آئے تھے) اور یہ سوال ہر نئے جانے والے گروہ سے ہوگا کیونکہ دوزخ میں حسب تفاوت مراتب کفر سب فرقے کفار کے یکے بعد دیگرے جاویں گے) وہ کافر (بطور اعتراف کے) کہیں گے کہ واقعی ہمارے پاس ڈرانے والا (پیغمبر) آیا تھا سو (ہماری شامت تھی کہ) ہم نے اُس کو جھٹلا دیا اور کہدیا کہ خدا تعالیٰ نے (از قبیل احکام وکتب) کچھ نازل نہیں کیا اور (ہم سے) تم بڑی غلطی میں پڑے ہو (یعنی ہماری مجموعہ جماعات نے مجموعہ نذر و رسل کو یوں کہدیا جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنے اپنے رسول کو ہر ایک نے جدا جدا کہدیا بلکہ وہ کافر فرشتوں سے بھی کہیں گے کہ ہم اگر سنتے یا سمجھتے (یعنی پیغمبروں کے کہنے کو قبول کرتے اور مانتے) تو ہم اہل دوزخ میں (شامل) نہ ہوتے غرض اپنے جرم کا اقرار کرینگے سو اہل دوزخ پر پھٹکار ہے

مثوبت مطیعین بیشک جو لوگ اپنے پروردگار سے بے دیکھے ڈرتے ہیں (اور ایمان و اطاعت اختیار کرتے ہیں) ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم مقرر ہے ✦

احاطۂ علم باری باحوال فریقین مذکورین برادائے تاکید جزا

اور تم لوگ خواہ چپکا کر بات کہو یا پکار کر کہو (اسکو سب خبر ہے کیونکہ) وہ دلوں تک کی باتوں سے خوب آگاہ ہے (اور بھلا) کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بین (اور) پورا باخبر ہے حاصل استدلال کا یہ ہے کہ وہ ہر شے کا خالق مختار ہے پس تمہارے احوال و اقوال کا بھی خالق ہے اور خلق بالاختیار مسبوق بالعلم ہوتا ہے پس علم ضروری ہوا اور تخصیص اقوال کی مقصود نہیں بلکہ حکم عام ہے تخصیص ذکری شاید اس بنا پر ہو کہ اقوال کثیر الوقوع ہیں غرض اُس کو سب علم ہے وہ ہر ایک کو مناسب جزا دیگا ✦

ترغیب بذکر بعضے من ونعم

وہ ایسا (منعم) ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مسخر کر دیا (کہ وہ تمہارے تصرفات کی قابلیت رکھتی ہے سو تم اُس کے رستوں میں چلو پھرو) اور (خدا کی روزی میں سے جو زمین میں پیدا کی ہے) کھاؤ پیو اور کھا پی کر اس کو نکلا در کھنا کہ) اُسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے (پس یہ اس کو مقتضی ہے کہ اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو کما ایمان و طاعت ہی)

ترہیب بذکر بعضے محن ونقم

کیا تم لوگ اُس سے بیخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں (بھی اپنا حکم اور تصرف رکھتا) ہے کہ وہ تم کو (شل قارون کے) زمین میں دھنسا دے پھر وہ زمین تھر تھرا کر اُلٹ پلٹ ہونے لگے (جس سے تم اور نیچے اُتر جاؤ اور زمین کے اجزاء تمہارے اوپر گر پڑیں) یا تم لوگ اُس سے بیخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں (بھی) اپنا حکم

تعلقات الترجمۃ

۱ قولہ فی فارجع یعنی بلا تامل (آہ) اقذفہ من البیضاوی ۱۲

۲ قولہ فی تنصر (آہ) حیث تم اور نیچے اقذفہ من البیضاوی ۱۲

اور تصرف رکھتا) ہو کہ وہ تم پر (مثل عاد کے) ایک ہوائے تند بھیجے (جس سے تم ہلاک ہو جاؤ یعنی مقتضا تمہارے کفر کا یہی) سو اگر کسی مصلحت سے عذاب عاجل تم پر نہ ڈال رہا ہے تو کیا ہوا) عنقریب (مرتے ہی) تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ میرا ڈرانا (عذاب سے) کیسا (واقع اور صحیح) تھا اور اگر بدون عذاب عاجل کے کفر کا مبغوض ہونا ان کی سمجھ میں نہ آوے تو اس کا نمونہ بھی موجود ہے چنانچہ (ان سے پہلے جو لوگ ہو گذرے ہیں انہوں نے (دین حق کو جھٹلایا تھا سو دیکھ لو اُن پر) میرا عذاب کیسا (واقع) ہوا (جس سے صاف معلوم ہوا کہ کفر مبغوض ہے پس اگر کسی حکمت سے یہاں عذاب ٹل گیا تو دوسرے عالم میں حسب وعید واقع ہوگا اور اوپر خلق سبع سموات الخ میں دلائل توحید کے متعلق سے ہیں کے مذکور تھے پھر ھوالذی جعل لکم الارض الخ میں متعلق ارض کے آگے متعلق جو یعنی فضائل میں السماء والارض کے ہیں)۔

بعضے دلائل توحید متعلق جو

کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کی طرف نظر نہیں کی کہ پر پھیلائے ہوئے (اُڑتے پھرتے) ہیں اور کبھی اُسی حالت میں پر سمیٹ لیتے ہیں (اور دونوں حالتوں میں باوجود ثقیل اور مائل الی المرکز ہونے کے بین السماء والارض روکے ہوئے ہیں اور بجز (خدا کے) رحمان ان کو کوئی تھامے ہوئے نہیں بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے اور جس طرح چاہتا ہے اُس میں تصرف کر رہا ہے۔

ابطال شرک

ہاں (خدا کے تصرفات تو تم نے سُن لئے اب تم بتلاؤ کہ) رحمان کے سوا وہ کون ہے کہ وہ تمہارا لشکر بنکر (آفات سے) تمہاری حفاظت کر سکے (اور) کافر (جو اپنے معبودوں کی نسبت ایسا خیال رکھتے ہیں تو (وہ) نرے دھوکہ میں ہیں (اور) ہاں (یہ بھی) بتلاؤ کہ) وہ کون ہے جو تم کو روزی پہونچاوے اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کرے (مگر یہ لوگ اس سے بھی متاثر نہیں ہوتے بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت عن الحق (پر جمے ہوئے ہیں (خلاصہ یہ کہ تمہارے معبودات باطلہ نہ دفع مضار پر قادر ہیں جو المراد بقولہ تعالیٰ بنصر کم اور نہ ایصال منافع پر قادر ہیں جو المراد بقولہ تعالیٰ یرزقکم پھر اُن کی عبادت محض سفاہت ہے۔

عدم تسویہ مہتدی وضال بطور تفریع

(یعنی جس کافر کا حال اوپر سُنا ہے (الکافرون الا فی غرور۔ بل لجوا فی عتو ونفور سو اسکو سُنکر سوچ کہ کیا جو شخص اوندھا ہو ہواری راہ کر ٹھوکریں کھاتا ہوا اور منہ کے بل گرتا ہوا چلا ہو وہ منزل مقصود پر زیادہ پہونچنے والا ہوگا یا وہ شخص (زیادہ منزل پر پہونچنے والا ہوگا) جو سیدھا ایک ہموار سڑک پر چلا جا رہا ہو (یہی حال ہے مومن کا مرکا کہ مومن کے چلنے کا رستہ یہی دین مستقیم کا رستہ ہے اور چلتا بھی ہے وہ سیدھا ہو کر اور افراط وتفریط سے بچکر اور کافر کے چلنے کا رستہ یہی ضلالت کا ہے اور چلنے میں بھی ہر وقت ہمارا مخالفت میں گرتا جاتا ہے پس ایسی حالت میں کیا منزل مقصود پر پہونچیگا۔ اور اوپر دلائل توحید متعلق آفاق کے تھے آگے متعلق انفس کے ارشاد ہیں +

بعضے دلائل متعلق انفس

آپ (ان سے) کہئے کہ وہی (ایسا قادر ومنعم) ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے (مگر تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو اور) آپ (یہ بھی) کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلایا اور تم اُسی کے پاس (قیامت کے روز) اکٹھے کئے جاؤ گے +

ذکر قیامت

اور یہ لوگ (جب قیامت کا ذکر سنتے ہیں کما فی ہذہ السورۃ من قولہ الیہ النشور ومن قولہ الیہ تحشرون تو) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اتباع صادقین سچے ہو تو بتلاؤ) آپ (جواب میں) کہدیجئے کہ یہ (تعیین کا) علم تو خدا ہی کو ہے اور میں تو محض (علی الاجمال مگر) صاف صاف ڈرانے والا ہوں پھر جب اس (عذاب موعود الیوم) کو پاس آتا ہوا دیکھیں گے (پاس آتا ہوا دیکھنا یہ کہ اعمال کا محاسبہ ہوگا دوزخ مہیا ہو جانے کا حکم ہوگا جس سے متیقن ہو جاویگا کہ اب عذاب سر پر آیا غرض جب اسکو پاس آتا ہوا دیکھیں گے) تو (اسوقت) مارے غم کے (کافروں کے) منہ بگڑ جاویں گے (کقولہ تعالیٰ وجوہ یومئذ علیہا غبرۃ ترھقھا قترۃ) اور (اُن سے) کہا جاویگا یہی وہ (چیز) تھی جسکو تم مانگا کرتے تھے (کہ عذاب لا وعذاب لاؤ اور یہ کفار ان مضامین حقہ توحید وبعث وغیرہ کو سُنکر جو ایسی باتیں کرتے ہیں شانکم تتربصون بہ ریب المنون۔ ان کاد لیضلنا عن آلھتنا لولا ان صبرنا علیہا جن کا حاصل انتظار اپنی ہلاکت کا اور انکو منجانب اللہ منسوب الی الضلال کرنا ہوا اُسکے جواب کی تعلیم ہے جس میں عذاب کفار کی تقریر اور دوسرے مضامین سے اُسکی تتمیم ہے +

تخلیص کفار بعذاب الیم وتتمیم بمضمون توکل وتفرد حق تعالیٰ بقدرت علی النعیم

(ارشاد ہوتا ہو کہ) آپ (انسے) کہئے کہ (تم یہ بتلاؤ کہ اگر خدا تعالیٰ مجھکو اور میرے ساتھ والوں کو (موافق تمہاری تمنا کے) ہلاک کر دے یا (حسب ہماری امید اور آپکے وعدے کے) ہم پر رحمت فرماوے تو دونوں حالت میں اپنی خیر اور یہ بتلاؤ کہ) کافروں کو عذاب دردناک سے کون بچا لیگا (یعنی ہماری تو جو حالت ہوگی دُنیا میں ہوگی اور انجام اسکا ہر حال میں اچھا ہے کقولہ تعالیٰ ھل تربصون بنا الا احدی الحسنیین الخ مگر آپ کہو کہ تمہیں جو مصیبت عظیمہ آنیوالی ہے اُسکو کون روکیگا اور ہماری دنیوی حوادث کے تمہاری وہ مصیبت کیسے ہے جاویگی تو اپنی فکر چھوڑ کر ہماری حوادث کا انتظار ایک فضول حرکت ہے جو اب بھی قریب آنیوالا ہے کا

ملحقات الاسرمتہ
لہ قولہ فی مکان بعید کہ یہ آنیوالا ہے من الروح ۱۲

سورۃ القلم مکیۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وھی اثنتان وخمسون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

ن ۚ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ۝ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۝ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ

ن قسم ہے قلم کی اور اُن کے لکھنے کی کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں اور بے شک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو ختم ہونے والا نہیں اور بیشک آپ اخلاق کے

عَظِيمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۝ بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝

اعلیٰ پیمانہ پر ہیں سو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کس کو جنون تھا آپکا پروردگار اُس شخص کو بھی خوب جانتا ہے جو اُس کی راہ سے بہک گیا ہے اور وہ راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ۝ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝

تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانئے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ ڈھیلے پڑ جائیں تو یہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو بے وقعت ہو طعنہ دینے والا ہو چغلیاں لگاتا پھرتا ہو

اور آپ (ان سے یہ بھی) کہئے کہ وہ بڑا مہربان ہے ہم اُس پر (اُس کے حکم کے موافق) ایمان لائے اور ہم اُس پر توکل کرتے ہیں (پس ایمان کی برکت سے تو وہ ہم کو عذاب آخرت سے محفوظ رکھے گا اور توکل کی برکت سے حوادث دنیویہ کو دفع یا سہل کر دے گا یہ بھی متربص کا تتمہ جواب ہے) سو (جب تم پر عذاب الیم آنے والا ہے اور ہم انشاء اللہ نعمائے ایمان کی برکت سے اس عذاب سے محفوظ رہنے والے ہیں تو عنقریب تم کو معلوم ہو جاوے گا (جب اپنے کو عذاب میں مبتلا اور ہم کو اُس سے محفوظ دیکھو گے) کہ (صریح گمراہی میں کون ہے (یعنی تم ہو جیسا کہ ہم کہتے ہیں یا ہم ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو یہ جواب ہے ان کادلیضلنا الخ کا آگے تقریر ہے مضمون بالا من یجیر الکافرین الخ کی یعنی ہاں جو کہ ہمارے تئیں عذاب الیم سے کوئی نہیں بچا سکتا ان کو اگر اپنے آلہ باطلہ کا گھمنڈ ہو کہ وہ بچا لیں گے تو اس زعم کے ابطال وازالہ کے لئے ان سے) آپ (یہ) کہہ دیجئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارا پانی (جو کنوؤں میں ہے) نیچے کو (اتر کر) غائب ہی ہو جاوے سو وہ کون ہے جو تمہارے پاس سوت کا پانی لے آئے (یعنی کنوئیں کی سوت کو جاری کر دے اور اعماق ارض سے اوپر لے آئے اور اگر کسی کو کھو دینے پر ناز ہو تو اللہ تعالےٰ اس پر قادر ہے کہ اُس کو اور نیچے غائب کر دے وعلیٰ ہذا پس جب خدا کے مقابلہ میں کسی کو اتنی بھی قدرت نہیں کہ معمولی طبعی واقعات میں تصرف کر سکے تو عذاب آخرت سے بچانے کی تو کیا قدرت ہو گی اف ظاہرا ماتری فی خلق الرحمن الی قولہ حسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان بلاحجاب اس سقف نیلگوں کے حجاب میں سے اس طرح نظر آتا ہے اگر اُس میں کوئی عیب وخلل ہوتا تو نظر آجاتا اور اگر شبہہ ہو کہ دروازے کیوں نظر نہیں آتے تو ممکن ہے کہ دروازے اتنے بڑے نہ ہوں کہ اتنی دُور سے نظر آویں اور اگر شبہہ ہو کہ شاید وہ شقوق وشگاف ہی چھوٹے ہوں تو جواب یہ ہے کہ عادۃً بڑی عمارت میں شگاف بھی بڑا پڑتا ہے پھر وہ روزانہ بڑھا کرتا ہے آخر اس قدر زمانہ دراز گذرنے پر تو اس میں ایسا اتساع ضرور واقع ہوتا جو مرئی بننے کے قابل ہوتا اور ایسے مواقع میں ملازمت عادیہ کافی ہے اور اگر سماء کا غیر مرئی ہونا ثابت ہو جاوے تو نظر عقلی کو مشبہ بالبصر قرار دے کر کلام کو تامل وفکر پر محمول کیا جاوے گا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ آیت مخصوص بالسماء نہیں ہے بلکہ عام ہے ہر مخلوق کو یعنی بہت امعان نظر سے یہی کوئی امر خلاف حکمت کسی شئے میں معلوم نہیں ہو گا اور جس کو اس کا وہم ہوتا ہے نشاء اُس کا عدم تعمق ہوتا ہے اس تفسیر پر تقریر مذکور کی حاجت نہ ہو گی واللہ اعلم۔

سورۃ ن مکیۃ وایھا اثنتان وخمسون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں منکرین توحید کی طرف زیادہ روئے سخن تھا اور اس سورت میں طاعنین فی النبوۃ کی طرف زیادہ روئے سخن ہے اور چونکہ انکار نبوت کفر ہے اس لئے کفار کی عقوبت دنیویہ واخرویہ کا بھی بعض آیات میں مضمون ہے

تحقیق رسالت وذم ومعید منکرین ومناسبات آن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ۝ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۝ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۝ بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ۝ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝

اللغات المفتون بمعنی الفتنۃ ای الجنون تدھن تلین ۱۲ الخوۃ فیدھنون ای فیلینون یتملقون فلیس ھو جوابا لقولہ لو تدھن ۱۲

مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ

نیک کام سے روکنے والا حد سے گذرنے والا بہودہ گفتار ہو سخت مزاج ہو اسکے علاوہ حرامزادہ ہو اس سبب سے کہ وہ مال اور اولاد والا ہو جب ہماری آیتیں اسکے سامنے پڑھکر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾

کے افسانے ہیں ہم عنقریب اسکی ناک پر داغ لگا دینگے ہم نے ان کی آزمائش کر رکھی ہے جیسا ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی جبکہ ان لوگوں نے قسم کھائی کہ اس کا پھل ضرور صبح کاٹ لیں گے

وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾

اور انہوں نے انشاء اللہ بھی نہیں کہا سو اس باغ پر آپکے رب کی طرف سے ایک پھیرنے والا پھر گیا اور وہ سو رہے تھے پھر صبح کو وہ باغ ایسا رہ گیا جیسے کٹا ہوا کھیت سو صبح کے وقت ایک دوسرے کو پکارنے لگے

اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ

کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا ہے پھر وہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے چلے کہ آج تم تک کوئی محتاج

مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ

نہ آنے پائے اور اپنے کو اس کے دینے پر قادر سمجھ کر چلے پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک ہم رستہ بھول گئے بلکہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی انمیں جو اچھا آدمی تھا وہ کہنے لگا

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا

کیا میں نے تم کو کہا نہ تھا اب تسبیح کیوں نہیں کرتے سب کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے بیشک ہم قصوروار ہیں پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ

کہ بیشک ہم حد سے نکلنے والے تھے شاید ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ بدلے میں دے ہم اپنے رب کی طرف رجوع ہوتے ہیں اس طرح عذاب ہوا کرتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑھکر ہے

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾

کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ جان لیتے بیشک پرہیزگاروں کے لئے اُن کے رب کے نزدیک نعمت کے باغ ہیں کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کی برابر کر دیں گے تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾

کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس کو تم پڑھتے ہو کہ تم کو اس میں وہ چیز ملتی ہے جو تم پسند کرتے ہو کیا ہمارے ذمہ کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہاری خاطر سے نبھانی گئی ہوں اور وہ قسمیں قیامت تک قائم رہنے والی ہوں کہ تم کو وہ چیز ملے جس کا تم حکم لگاؤ

وقف لازم ع ۳۳/۳

مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾

اللغات

الزنیم المستحق والدعی الخرطوم یطلق غالبا علی انف الفیل والخزیر وقیل من التحقیر

مالا یخفی لا یستثنون فی الروح قال الامام اصل الاستثناء من الثنی رد ہو الکف ومنہ الرذونی

التقیید باشتراط ردلانعقاد وذلک الیمین الصوریۃ فی القاموس ارض محصود زرعہا ۱۲

سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ۝ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ

ان سے پوچھ دیکھ ان میں اس کا کون ذمہ دار ہے کیا ان کے ٹھیرائے ہوئے کچھ شریک ہیں سو ان کو چاہئے کہ یہ اپنے ان شریکوں کو پیش کریں اگر یہ سچے ہیں جس دن کہ ساق کی کھلی زمانی جاوے گی

وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ

اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بلایا جاویگا سو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہونگی ان پر ذلت چھائی ہوگی اور یہ لوگ سجدہ کی طرف بلائے جایا کرتے تھے

وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۭ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ

اور وہ صحیح سالم تھے تو مجھکو اور جو اس کلام کو جھٹلاتے ہیں اُن کو رہنے دیجئے ہم ان کو بتدریج لئے جا رہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر ہی نہیں اور ان کو مہلت دیتا ہوں بیشک

كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ

میری تدبیر بڑی مضبوط ہے کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں کہ وہ اس تاوان سے دبے جاتے ہیں یا ان کے پاس غیب ہے کہ یہ لکھ لیا کرتے ہیں تو آپ اپنے رب کی تجویز پر

رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۝ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ

صبر سے بیٹھے رہئے اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جیئے جبکہ وہ غم سے گھٹ رہا تھا اگر خدا وندی احسان ان کی دستگیری نہ کرتا تو وہ میدان میں بد حال کی ڈالا جاتا

مَذْمُوْمٌ ۝ فَاجْتَبٰىهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا

پھر ان کے رب نے ان کو برگزیدہ کر لیا اور ان کو صالحین میں سے کر دیا اور یہ کافر جب قرآن سنتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ اپنی نگاہ سے پھسلا

الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں حالانکہ یہ قرآن تمام جہان کے واسطے نصیحت ہے

سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ۝ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا

يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۭ

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ

فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۝ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ

وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ۝ فَاجْتَبٰىهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ

لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

دفع طعن کفار از ساحت نبوت

ن (اس کے معنی اللہ کو معلوم ہیں) قسم ہے قلم کی (جس سے مقادیر خلق لوح محفوظ پر لکھے گئے) اور (قسم ہے) ان (فرشتوں) کے لکھنے کی (جو کاتب اعمال ہیں کذا فسر اللفظین ابن عباس رضہ کما فی الدر المنثور) آگے جواب قسم ہے) کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں (جیسا منکرین نبوت کہتے ہیں کذا فی الدر عن ابن جریج فی سبب النزول مطلب یہ کہ آپ نبی برحق ہیں اور یہ قسمیں اس مدعا کے نہایت مناسب ہیں کیونکہ منجملہ مقادیر کے نزول قرآن بھی ہے پس اس میں اشارہ ہے کہ نبوت آپ کی علم الٰہی میں پہلے ہی سے محقق و مؤکد ہے پس ثبوت اس کا متیقن ہوا اور کاتبان اعمال آپ کے مصدقین و منکرین کے اعمال کو لکھ رہے ہیں پس انکار نبوت پر منزاد ہوگی ہے دلائل ایمان لانا واجب ہے) اور بیشک آپ کے لئے (اس تبلیغ احکام پر) ایسا اجر (ملنے والا) ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں (اسمیں بھی تقریر ہے نبوت کی جو مستلزم ہے نفی مطاعن کو اور تقریر نبوت کے ساتھ متضمن ہے تسلیہ کو یعنی کہ آپ چندے برداشت کر لیجئے کہ انجام اس کا اجر عظیم ہے) اور بیشک آپ (کے) اخلاق (حسنہ کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں (کہ ہر فضل آپکا موصوف عند اللہ اور قرین رضائے ایزد متعال ہے) اور مجنون ہیں (ایسے) اخلاق کا کمال کہاں ہوتا ہے یہ بھی جواب ہے طعن مذکور کا آگے تسلیہ ہے یعنی یہ جو ایسے مہملات بکتے ہیں) سو (اسکا غم نہ کیجئے کیونکہ عنقریب آپ بھی دیکھ لینگے اور یہ لوگ بھی دیکھ لینگے کہ تم میں کسکو جنون (حقیقی) تہا (یعنی جنون کی حقیقت ہے زوال عقل اور عقل کی غایت ہے ادراک نفع و ضرر اور نفع و ضرر معتد بہ وہ ہے جو اہل دنیا میں بوجہ قلت میں ان کو

یہی معلوم ہو جاوے گا کہ عاقل اہل حق تھے جنہوں نے اس نفع کو حاصل کیا اور مجنون یہ خود تھے جو اس نفع سے محروم رہ کر ضرر ابدی میں مبتلا ہوئے اور چونکہ آپکا پروردگار اُس شخص کو بھی خوب جانتا ہے جو اُس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ راہ (راست) پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے (اس لئے ہر ایک کو اس کے مناسب جزا و سزا دے گا اور اُس جزا و سزا کے مناسب ہونے کو یہ منکرین بھی بوجہ انکشاف و تبیین عاقل و مجنون کے سمجھ لیں گے آگے **قوم منکرین** کا مضمون ہے کہ جب آپ حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر ہیں کما علم مما تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانیے (جیسا اب تک بھی نہیں مانا اور وہ کہنا وہ ہے جو آگے مفہوم ہوتا ہے یعنی) یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ (نعوذ باللہ اپنے منصبی کام میں کہ تبلیغ ہے ذرا) ڈھیلے ہو جاویں تو یہ بھی ڈھیلے ہو جاویں (آپ کا ڈھیلا ہونا یہ کہ بُت پرستی کی مذمت نہ کریں اور الوہیت کا ڈھیلا پن کہ آپ کی مخالفت نہ کریں کما فی الدر فی تفسیر سورۃ الکافرین عن ابن عباس رض قالوا کف عن شتم آلھتنا ولا تذکرھا بسوء) اور آپ (با خصوص کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو (مراد جھوٹی قسم کھانے والا ہے عادۃً اکثر جھوٹے آدمی قسمیں بہت کھایا کرتے ہیں۔ اور جو اپنی حرکات شنیعہ کی وجہ سے عند الناس و عند الخلق اب وقعت ہو (دل دُکھانے کے لئے طعنہ دینے والا ہو چغلیاں لگاتا پھرتا ہو نیک کام سے روکنے والا ہو حد (اعتدال) سے گذرنے والا ہو گنہگار ہوں کا (ارتکاب) کرنے والا ہو سخت مزاج ہو (اور) اس (سب) کے علاوہ حرامزادہ (بھی) ہو (مراد حرامزادہ سے یہ ہے کہ اور اخلاق و افعال بھی اُس کے خبیث ہوں چونکہ غالباً حرامزادہ کے اخلاق و افعال اچھے نہیں ہوتے اس لئے مجازاً اُس سے یہ مراد لیا گیا خلاصہ یہ کہ اول تو مطلقاً مکذبین کا پھر خصوص جبکہ وہ مکذبین ان ذمائم کے ساتھ بھی متصف ہوں جیسا کہ آپ کے مکذبین میں سے بعضے بڑے بڑے ایسے ہی تھے اور اُس درخواست میں شریک بلکہ اُسکے بانی تھے خود آپ ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے اور وہ بھی محض اس سبب سے کہ وہ مال اور اولاد والا ہو (یعنی دُنیا کی وجاہت رکھتا ہو اور ایسے شخص کی اطاعت سے اس لئے منع کیا جاتا ہے کہ اُس شخص کی یہ عادت ہے کہ) جب ہماری آیتیں اُس کے سامنے پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں (مطلب کہ آیات کی تکذیب کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اصل علت نہی عن الاطاعۃ کی تکذیب ہے اور اسی بنا پر اول لا تطع المکذبین فرمایا گیا ہے پھر بطور تخصیص بعد تعمیم کے اُن مکذبین میں سے اُن مکذبین کی اطاعت سے نہی کی گئی جو علاوہ تکذیب کے اور ذمائم بھی رکھتے ہوں ایسوں کی اطاعت سے نہی مطلق مکذبین کی اطاعت کی نہی سے اور زیادہ اشد ہوگی لیکن اصل علت نہی تکذیب رہیگی آگے ایسے شخص کی سزا کا بیان ہے کہ) ہم عنقریب اُس کی ناک پر داغ لگاویں گے (یعنی قیامت میں اُس کے چہرہ اور ناک پر اُس کفر کی وجہ سے کوئی علامت ذلت اور پہچان کی لگاویں گے جس سے وہ خوب رُسوا ہو کذا روی مرفوعاً فی الدر المنثور آگے اہل مکہ کو ایک قصہ سُنا کر اُن کے کفر کے لحوق وبال سے تحذیر ہے۔

تحذیر اہل مکہ از وبال کفر و حکایت قصہ

ہم نے (جو ان اہل مکہ کو سامان عیش دے رکھا ہے جس پر یہ مغرور ہو رہے ہیں تو ہم نے) ان کی آزمائش کر رکھی ہے (کہ دیکھیں یہ نعمتوں کے شکر میں ایمان لاتے ہیں یا ناشکری و بے قدری کر کے کفر کرتے ہیں) جیسا (ان سے پہلے نعمتیں دیکر) ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی (یہ باغ بقول ابن عباس رض حبشہ میں تھا اور بقول سعید بن جبیر رض یمن میں تھا کذا فی الدر اور یہ قصہ اہل مکہ میں معلوم تھا اور جن باغ والوں کا یہ قصہ ہے اُن کے باپ اپنے وقت میں معمول تھا کہ ایک بڑا حصہ اُس باغ کے پھل کا مساکین میں صرف کیا کرتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اُن لوگوں نے یعنی بعض نے کہا کہ ہمارا باپ احمق تھا کہ اس قدر آمدنی مسکینوں کو دے دیتا تھا اگر یہ سب گھر آوے کسقدر فراغت ہو چنانچہ اُن بیٹوں میں اُن کا بقیہ قصہ مذکور ہے یعنی یہ واقعہ آئندہ اُس وقت ہوا) جبکہ اُن لوگوں نے (یعنی اکثر یا بعض نے بقولہ تعالیٰ قال اوسطھم) قسم کھائی کہ اُس (باغ) کا پھل ضرور صبح چل کر توڑ لیں گے اور (ایسا وثوق ہوا کہ) اُنہوں نے انشاء اللہ بھی نہیں کہا سو اُس باغ پر آپ کے رب کی طرف سے ایک پھرنے والا (عذاب) پھر گیا (اور وہ ایک آگ تھی کذا فی الدر عن ابن جریج۔ خواہ خالص ہوا ہو یا میں ملی ہوئی ہو جیسے تو) اور وہ سو رہے تھے پھر صبح کو وہ باغ ایسا رہ گیا جیسے کٹا ہوا کھیت (کہ خالی زمین رہ جاتی ہے اور بعض جگہ کاٹ کر جلا بھی دیا جاتا ہے مگر ان کو اس کی کچھ خبر نہیں) صبح کے وقت (سو کر جو اٹھے تو ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا ہو تو یا تو جازماً کہدیا ہوگا اُس میں ایسی چیزیں ہی ہوں جو تنہ دار نہیں ہوتیں جیسے انگور وغیرہ یا کہ اُس باغ کے متعلق کھیت ہی ہو) پھر وہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے چلے کہ آج تم تک کوئی محتاج نہ آنے پاوے اور (بزعم خود) اپنے کو اس کے نہ دینے پر قادر سمجھ کر چلے (کہ سب پھل گھر لے آویں گے اور کسی کو نہ دیں گے کذا فی الدر عن ابن عباس) پھر جب (وہاں) پہونچے اور (اُس باغ کو (اس حالت میں) دیکھا تو کہنے لگے کہ بے شک ہم رستہ بھول گئے (اور کہیں نکل آئے کیونکہ یہاں تو باغ وغیرہ کچھ نہیں پھر جب موقع و حدود کو دیکھ کر یقین کیا کہ وہی جگہ ہے تو اُس وقت کہنے لگے کہ بھولے نہیں) بلکہ (جگہ تو وہی ہے لیکن) ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی (کہ باغ کا یہ حال ہو گیا) اُس

(کسی قدر) اچھا آدمی تھا وہ کہنے لگا کہ کیوں میں نے تم کو کہا نہ تھا کہ ایسی نیت مت کرو مساکین کے دینے سے برکت ہوتی ہے اسی لئے اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اچھا کیا مگر علانیہ شخص ہی بالجہر کی عادت قبیح کے سبب سے محاذ سے شریک حال ہو گیا تھا اس لئے احقر نے لفظ کسی قدر بڑھا دیا لان الاوسط امر اضافی پھر وہ پہلی بات یاد دلا کر اس شخص نے کہا کہ اپنی شامت اعمال تو بھگت لی مگر اب (توبہ اور) تسبیح (و تقدیس) کیوں نہیں کرتے تاکہ وہ گناہ معاف ہو اور اس سے زیادہ وبال نہ آجاوے) سب (توبہ کے طور پر) کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے یہ تنزیہ ہے جو استغفار کی تمہید ہے) بیشک ہم قصوروار ہیں (یہ استغفار ہے) پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے (جیسا کام بگڑنے کے وقت عادۃً غالب ہے کہ ہر شخص دوسرے کو بانی رائے فاسد بتلایا کرتا ہے پھر سب متفق ہو کر کہنے لگے کہ بیشک ہم (سب ہی) حد سے نکلنے والے تھے (کسی ایک کی خطا نہ تھی ایک دوسرے پر الزام عبث ہے سب ملکر تو بکر لو) شاید (توبہ کی برکت سے) ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ بدلہ میں دیدے (اب) ہم اپنے رب کی طرف رجوع ہوتے ہیں (یعنی توبہ کرتے ہیں اور بدلنا عام ہے خواہ دنیا میں نعم البدل ملجاوے خواہ آخرت میں اور ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مؤمن تھے مرتکب معصیت ہوئے تھے اور بسند یہ امر نظر سے نہیں گذرا کہ آیا اُس باغ کے عوض اُنکو دنیا میں کوئی باغ ملا یا نہیں لیکن بلا سند روح المعانی میں ابن مسعود رضہ کا قول لکھا ہے کہ اس سے اچھا باغ اُن کو عطا کیا گیا واللہ اعلم آگے قصہ کی غرض یعنی تحذیر کی تصریح ہے کہ خلاف حکم کرنے پر) اس طرح عذاب ہوا کرتا ہے جب ہوا کرتا ہے یعنی اے اہل مکہ تم ہی ایسے ہی عذاب کے مستحق ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ عذاب تو کو تو محض معصیت پر ہتا اور تم تو کفر کرتے ہو) اور آخرت کا عذاب اس (عذاب دنیوی) سے بھی بڑھ کر ہے کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ (اس بات کو) جان لیتے (تاکہ یہاں سے رتے گئے اُن مقولوں کی تحقیق کے لئے زعم کفار کا ابطال فرماتے ہیں کہ وہ کہتے تھے لئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنیٰ

ابطال زعم کفار استحقاق مثوبت را

یعنی) بے شک پرہیزگاروں کے لئے اُن کے رب کے نزدیک آسائش کی جنتیں ہیں (یعنی سبب دخول جنت کا تقویٰ ہے اور اُس سے کافر عاری ہیں تو اُنکو جنت کیسے ملے گی کیا ہم اُن کو فرمانوں کے برابر کر دینگے (یعنی اگر کافروں کو نجات ہو تو فرمانبرداروں کو فرمانوں پر نجات میں فضیلت نہ ہوگی اور حالانکہ یہ فضیلت ثابت ہے کقولہ تعالیٰ فی ص ام نجعل الذین امنوا و عملوا الصلحت کالمفسدین الخ تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو کہ اُس میں تمہارے لئے وہ چیز لکھی) ہو جسکو تم پسند کرتے ہو (یعنی اُس میں لکھا ہو کہ تم کو آخرت میں حسنی ملیگا کیا ہمارے ذمہ تم پر قسمیں پڑی ہوئی ہیں جو تمہاری خاطر سے کھائی گئی ہوں اور وہ قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں (جنکا یہ مضمون ہو کہ تم کو وہ چیز ملیں گی جو تم فیصلہ کر رہے ہو (یعنی ثواب اور جنت) ان سے پوچھئے اُن میں اس کا کون ذمہ دار ہے کیا اُن کے ٹھیرائے ہوئے کچھ شریک (خدائی) ہیں (کہ انہوں نے انکو ثواب دینے کا ذمہ لیا ہے) سو ان کو چاہئے کہ یہ اپنے اُن شریکوں کو پیش کریں اگر یہ سچے ہیں (غرض جب یہ مضمون کسی آسمانی کتاب میں نہیں جیسے بلا کتاب دوسرے طریق سے ہمارا وعدہ نہیں جو مثل قسم کے ہوتا ہے پھر ایسی حالت میں کوئی شخص ان میں سے ان کے شرکاء میں سے اُسکی ذمہ داری کر سکتا ہے ہرگز نہیں پھر دعویٰ کس بنا پر ہے آگے ان لوگوں کی قیامت کی رسوائی کا ذکر ہے +

ذلت کفار یوم قیامت

(یاد کرنے کے قابل ہے) جس دن کہ ساق کی تجلی فرمائی جاویگی اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بلایا جاویگا اس کا قضیہ حدیث صحیحین میں مروی ہوا اس طرح آیا ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے میدان میں اپنی ساق ظاہر فرما دیگا۔ ساق کہتے ہیں پنڈلی کو اور یہ کوئی خاص صفت ہے جس کو کسی مناسبت سے ساق فرمایا جیسا قرآن میں ہے تہا ہا ہے اور ایسے معنوں میں تہا ہا سے کہلاتے ہیں اور اسی حدیث میں ہے کہ اُس تجلی کو دیکھ کر تمام مؤمنین و مؤمنات گر پڑیں گے مگر جو شخص یا سے سجدہ کرتا ہوا اُسکی کمر تختہ سا بن جاویگی معانی الحدیث اور سجدہ کی طرف بلائے جانے سے یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وہ تو دار التکلیف نہیں ہے کیونکہ بلائے جانے سے مراد امر بالسجود نہیں ہے بلکہ اُس تجلی میں ایسا اثر ہوگا کہ سب لا اضطرار سجدہ کریں گے جن میں مؤمن ایسے قادر ہونگے اور اہل ریاء و نفاق قادر نہ ہونگے اور کفار کا قادر نہ ہونا اس سے بدرجہ اولیٰ مفہوم ہوتا ہے جس کا آگے ذکر ہے یعنی کفار بھی سجدہ کرنا چاہیں گے) سو یہ (کافر) لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے (اور) انکی آنکھیں (مارے شرمندگی کے) جھکی ہونگی (اور) اُن پر ذلت چھائی ہوگی اور (وجہ اُسکی یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا میں) سجدہ کی طرف بلائے جایا کرتے تھے (اس طرح کہ ایمان لاکر عبادت کریں) اور وہ صحیح سالم تھے (یعنی اسپر قادر بھی تھے چنانچہ ظاہر ہے کہ ایمان و عبادت فعل اختیاری ہے بس دُنیا میں تو تامل امر نہ کرنے سے آج اُن کو یہ رسوائی و ذلت ہوئی اور دوسری آیت میں جو نگاہ کا اوپر اُٹھا رہنا آیا ہے وہ اس کے معارض نہیں کیونکہ گاہے غلبہ حیرت سے ویسا ہوگا اور گاہے غلبہ ندامت سے ایسا ہوگا آگے کفار کے اس اعتراض کا رد ہے کہ (بحال عن العذاب کو اپنے مقبول ہونے کی دلیل سمجھتے تھے اور اُس کے ضمن میں آپ کا تسلیہ بھی ہے۔

ترزیف اعتراض کفار باہمال عن العذاب مع تسلیہ حضور پُر نور۔ یعنی جب اُن کا مستحق

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی لو کانوا تسبیحون (ای توبہ الخ اشارۃ الی ان المقول مقدر لو لا یحسن ترغیب مستانفا تمہید بمعانی الکبیر ۱۲

سُوْرَۃُ الْحَاقَّۃِ مکیّۃ | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | وھی اثنتان وخمسون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

عذاب ہونا اوپر کی آیتوں سے معلوم ہو چکا تو لاجواب ہو کر جھٹلاتے ہیں اُن کو (اس حال موجودہ پر رہنے دیجئے یعنی عذاب کے توقف سے رنج نہ کیجئے) ہم اُن کو بتدریج (جہنم کی طرف) لئے جا رہے ہیں اس طور پر کہ اُن کو خبر بھی نہیں اور (دنیا میں عذاب نازل کر ڈالنے سے) اُن کو مہلت دیتا ہوں بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے (قدم تفسیرہ فی آخر الاعراف اور حاصل فرنی کا بقول جار اللہ امر توکل و استکفا رہے کیونکہ جو شخص کسی کو کسی کام کے لئے کافی سمجھتا ہے وہ اُس کام کو اُسی پر چھوڑ دیتا ہے آگے اُنکے انکار نبوت پر تعجب ہے)

تعجب بر انکار نبوت

کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں کہ وہ اس تاوان سے دبے جاتے ہیں (اس لئے آپ کی اطاعت سے نفرت ہے) وہذا کقولہ تعالیٰ اَمْ تَسْئَلُھُمْ خَرْجًا فَخَرٰجُ رَبِّکَ خَیْرٌ (کیا آپ اُن سے کچھ مانگتے ہیں پس آپ کے پروردگار کا دیا ہوا بہتر ہے) یا اُن کے پاس غیب (کا علم) ہے کہ یہ اُسکو محفوظ رکھنے کے واسطے (لکھ لیا کرتے ہیں یعنی کیا انکو احکام خداوندی خود کسی طریقہ سے معلوم ہو جاتے ہیں جس سے وہ اتباع صاحب وحی سے مستغنی ہیں اور ظاہر ہے کہ دونوں امر منتفی ہیں پھر انکار نبوت عجیب ہے۔ آگے آپکا تسلیہ ہے)

تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جب ان کا استحقاق عذاب اور کفر موجب استحقاق ہونا معلوم ہو گیا اور یہ کہ ان کی مہلت استدراج ہے اور وقت موعود پر عذاب ہوگا تو آپ اپنے رب کی (اس تجویز پر صبر دیجئے رہئے اور) تنگدلی میں (مچھلی کے پیٹ میں جانے والے پیغمبر یونس علیہ السلام کی طرح نہ ہوجئے کہ وہ عذاب نازل نہ ہونے سے متململ ہوئے اور کہیں چلے گئے جسکا قصہ کئی جگہ تھوڑا تھوڑا آچکا ہے۔ مضمون مقصود تشبیہ کا تو ختم ہو چکا آگے بطور تتمیم قصہ کے ارشاد ہے کہ وہ وقت بھی یاد کیجئے) جبکہ یونس (علیہ السلام نے اپنے رب سے) دعا کی اور وہ غم کو گھونٹ رہے تھے (غم مجموعہ تباہی کئی غموں کا ایک قوم کے ایمان نہ لانے کا۔ ایک عذاب کے ٹل جانے کا۔ ایک بلا اذن صریح حق تعالیٰ کے وہاں سے چلے آنے کا۔ ایک مچھلی کے پیٹ میں محبوس ہو جانے کا اور وہ دعا یہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ جس سے مقصود استغفار اور طلب نجات من الحبس ہے چنانچہ اسپر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور مچھلی کے پیٹ سے نجات ہوئی اسی کی نسبت ارشاد ہے کہ) اگر خداوندی احسان اُنکی دستگیری نہ کرتا تو وہ (جس میدان میں مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ڈال دیئے گئے تھے اُس) میدان میں بدحالی کے ساتھ ڈالے جاتے (دستگیری سے مراد قبول توبہ ہے اور بدحالی سے مراد یہ کہ اُن کی اجتہادی غلطی پر منجانب اللہ اُن کو ملامت ہوتی۔ حاصل اس کا اور آیت سورۂ صافات کا یہ ہے کہ اگر یہ توبہ و استغفار نہ کرتے تب تو شکم ماہی سے نجات ہی نہ ہوتی کمال قال فلولا انہ کان من المسبحین لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اور اگر توبہ و استغفار کرتے۔ مگر اللہ تعالیٰ قبول نہ فرماتا تو اُس توبہ و استغفار کی اسقدر دنیوی برکت تو ہوتی کہ شکم ماہی سے نجات ہو جاتی اور میدان میں جس طرح اب ڈالے گئے اسی طرح ڈالے جاتے لیکن ایک ڈالا جانا غیر مذموم ہونے کی حالت میں ہوا تھا کیونکہ بعد قبول توبہ پھر خطاء پر ملامت نہیں ہوتی اور اُس وقت مذموم ہونے کی حالت میں ہوتا) پھر ان کے رب نے اُن کو اور زیادہ) برگزیدہ کر لیا اور اُن کو (زیادہ رتبہ کے) صالحین میں سے کر دیا (شاید اس تتمیم قصہ سے یہ بھی مقصود ہو کہ اپنے اجتہاد پر عمل کرنا اُن کو کیسا مضر ہوا اور توکل کیسا نافع ہوا اسی طرح عذاب کے بارہ میں آپ بھی اپنی رائے سے استعجال نہ کیجئے بلکہ اللہ پر توکل کیجئے کہ انجام بہتر ہوگا) اور (آگے آپ کی شان میں کفار کے اُس قول کا بطلان جس کا بطلان شروع سورت میں بھی ہے یعنی مجنون کہنے کا بطلان دوسرے انداز سے بیان فرماتے ہیں:

دفع طعن جنون بطرز دیگر

یعنی یہ کافر جب قرآن سنتے ہیں تو (شدت عداوت سے) ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا اپکو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دینگے (یہ ایک محاورہ ہے جیسے بولتے ہیں کہ فلاں شخص اس طرح دیکھتا ہے جیسے کھا جاویگا کافی رفع المعانی من قولہم نظر الی نظرا یکاد یصرعنی ویکاد یاکلنی مطلبش کہ شدت عداوت سے اپکو بری بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں) اور (اسی عداوت سے آپکی نسبت کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ مجنون ہیں حالانکہ یہ قرآن جسکے سنانے آپ کو مبعوث فرماتے ہیں تمام جہان کے واسطے نصیحت ہے (اور مجنون) وہی کہ متعلق ایسی اصلاح عام نہیں ہو سکتی اسمیں تو جواب جنون ظاہر ہے اور بیان عداوت سے بھی اُس طعن کی تزییف ہو گئی کیونکہ جس قول کا منشاء شدت عداوت ہو وہ قابل التفات نہیں)

سورۃ الحاقۃ مکیۃ وایہا احدی وخمسون کذا فی البیضاوی ربط اوپر کی سورت میں اثبات رسالت کے سات کفار کے مجازاۃ کا بیان تھا اس سورت میں مجازاۃ کی تحقیق اور اسکا وقوع اور اوقات مذکورہ میں اور ختم پر کفایت قرآن کا بیان ہے مجازاۃ کی یہی تقریر تحقیق ہے کیونکہ قرآن اسپر بھی دال ہے اور صدق مدلول لازم و نیز سورۂ گذشتہ کے مضمون رسالت سے بھی مناسب ہے

تحقیق قیامت و خامت انکار آن وبعض واقعات او وحقیقت قرآن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَآقَّةُ ۝١ مَا الْحَآقَّةُ ۝٢ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝٣ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝٤ فَأَمَّا ثَمُوْدُ فَأُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝٥

رہ ہونے والی چیز کیسی کچھ ہے وہ رہ ہونے والی چیز۔ اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ کیسی کچھ ہے وہ رہ ہونے والی چیز۔ ثمود اور عاد نے اس کھڑکھڑانے والی چیز کی تکذیب کی سو ثمود تو ایک زور کی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے

وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝٦ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ أَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَأَنَّهُمْ

اور عاد جو تھے سو وہ ایک تیز تند ہوا سے ہلاک کئے گئے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا سو تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا وہ

ربع

أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝٧ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝٨ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝٩ فَعَصَوْا

بڑی ہوئی کھجور کے تنے ہیں سو کیا تجھ کو ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے اور فرعون نے اور اس سے پہلے لوگوں نے اور الٹی ہوئی بستیوں نے بڑے بڑے قصور کئے سو انہوں نے

رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ۝١٠ إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝١١ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ

اپنے رب کے رسول کا کہنا نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سخت پکڑا ہم نے جبکہ پانی کو طغیانی ہوئی تم کو کشتی میں سوار کیا تاکہ ہم اس معاملہ کو تمہارے لئے ایک یادگار بنا دیں اور

أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝١٢ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝١٣ وَّحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝١٤

یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں پھر جب صور میں یکبارگی پھونک مار دی جاویگی اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جاویں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ میں ریزہ ریزہ کر دیئے جاویں گے۔

فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١٥ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝١٦ وَّالْمَلَكُ عَلٰى أَرْجَآئِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ

تو اس روز وہ ہونے والی چیز ہو پڑیگی اور آسمان پھٹ جاویگا اور وہ اس روز بالکل بودا ہوگا اور فرشتے اس کے کناروں پر جا ویٹھے اور اوپر تیرے پروردگار کا عرش کو

فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝١٧ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝١٨ فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِيْنِهِ فَيَقُوْلُ

اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے اس روز تم پیش کئے جاؤ گے تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ ہوگی پھر جس شخص کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جاویگا وہ تو کہیگا

هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝١٩ إِنِّيْ ظَنَنْتُ أَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝٢٠ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝٢١ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝٢٢ قُطُوْفُهَا

کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھو میرا اعتقاد رہتا کہ مجھکو میرا حساب پیش کرنے والا ہے غرض وہ شخص پسندیدہ عیش بینی بہشت بریں میں ہوگا جسکے میوے

دَانِيَةٌ ۝٢٣ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝٢٤

جھکے ہوئے کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے گذشتہ ایام میں کئے ہیں۔

الْحَآقَّةُ ۝١ مَا الْحَآقَّةُ ۝٢ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝٣ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝٤ فَأَمَّا ثَمُوْدُ فَأُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝٥ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝٦ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ أَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝٧ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝٨ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝٩ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ۝١٠ إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝١١ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝١٢ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝١٣ وَّحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝١٤ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١٥ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝١٦ وَّالْمَلَكُ عَلٰى أَرْجَآئِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝١٧ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝١٨ فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِيْنِهِ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝١٩ إِنِّيْ ظَنَنْتُ أَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝٢٠ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝٢١ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝٢٢ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝٢٣ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝٢٤

اللغات

طاغیۃ ای اوقعتہ المجاوزۃ للحد ربہا الصیحۃ عاتیۃ شدیدۃ الصوت صرصر قویۃ الصوت او الباردۃ تابعۃ من صرت اذا تبعت کہا علی الراجح ذکرہ فی الاتقان حسوما متتابعۃ من حسمتہ اذا تبعتہ قاضیۃ بالغۃ غایۃ بالغۃ نفس الحیۃ ھاؤم اسم فعل خذوا ۱۲

النحو

الحاقۃ مبتدا ما الحاقۃ مبتدا وخبر ثم الجموع خبر للمبتدا الاول ۱۲

الباقیۃ نفخۃ واحدۃ قال ابو السعود انما عبر عن بساطۃ الامر بالتثنیۃ والجمع تنبیہ علی ان القلیل والکثیر عند اللہ سواء ۱۲

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۚ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۚ

اور جس کا نامۂ اعمال اُس کے بائیں ہاتھ میں پکڑا جاویگا سو وہ کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ مجکو میرا نامۂ عمل ہی نہ ملتا اور مجکو یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے کیا اچھا ہوتا کہ موت ہی خاتمہ کر دیتی

مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۚ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۙ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا

میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا میرا جاہ مجھسے جاتا رہا اس شخص کو پکڑو اور اسکے طوق پہناؤ پھر دوزخ میں اسکو داخل کرو پھر ایک ایسی زنجیر میں

سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۙ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۚ فَلَیْسَ

جس کی پیمایش ستر گز ہے اس کو جکڑو یہ شخص خدائے بزرگ پر ایمان نہ رکھتا تھا اور غریب آدمی کے کھلانے کی ترغیب دیتا تھا سو آج

لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۙ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۙ لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ ۚ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ وَمَا لَا

اس شخص کا نہ کوئی دوستدار ہے اور نہ اس کو کوئی کھانے کی چیز بجز زخموں کے دھوون کے جس کو بجز بڑے گنہگاروں کے کوئی نہ کھاویگا پھر میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی بھی جنکو تم دیکھتے ہو اور

تُبْصِرُوْنَ ۙ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۚ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِیْلًا مَّا

ان چیزوں کی بھی جنکو تم نہیں دیکھتے۔ کہ یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا۔ اور کسی شاعر کا کلام نہیں ہے تم بہت کم ایمان لاتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے تم بہت کم

تَذَكَّرُوْنَ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ۙ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ۙ ثُمَّ لَقَطَعْنَا

سمجھتے ہو رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے اور اگر یہ ہمارے ذمہ کچھ باتیں لگا دیتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ہم

مِنْهُ الْوَتِیْنَ ۚ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ۚ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ۚ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِیْنَ ۚ

ان کی رگِ دل کاٹ ڈالتے پھر تم میں کوئی ان کا اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا اور بلاشبہہ یہ قرآن متقیوں کے لئے نصیحت ہے اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے تکذیب کرنے والے بھی ہیں

وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ۚ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْیَقِیْنِ ۚ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ۚ

اور یہ قرآن کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے اور یہ قرآن یقینی بات ہے سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۚ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۚ مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۚ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۙ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۙ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۚ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۙ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۙ لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ ۚ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۚ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ۙ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ۙ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ۚ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ۚ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ۚ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِیْنَ ۚ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ۚ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْیَقِیْنِ ۚ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ۚ وہ ہونے والی چیز کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز

اللغات

صلوہ من التصلیۃ بمعنی الادخال فاسلکوہ ادخلوہ وھو ان تلف علی جسدہ وتاوی علیہ من جمیع جہاتہ لیبقی لا تجرکم طعام المسکین اسم لاطعام کالعطاء بمعنی الاعطاء کذا فی الروح غسلین ما یجری من الجراح اذا غسلت اذا بین عرق فی القلب اذا انقطع مات صاحبہ کذا فی القاموس فی الروح عن مجاہد ہو الصدید الذی فی النھر وھو النحاع وقال بعضھم عرق بین العلباء وھی عصب العنق والحاقوم وقیل عرق غلیظ

تصاویر و شعرۃ الناجرہ ۱۲

التحو تولیلیتھا ای الموتۃ الاولی فلا اقسم اقرار للتعقیب لذکری ۱۲

البلاغۃ تؤمنون وتذکرون ذکر الایمان مع نفی الشاعریۃ والتذکر مع نفی الکاہنیۃ لمان بینھم مشابہۃ القرآن للشعر اظہر فی ابطال نفی الشاعریۃ والاشعار تخییلیۃ فلا یحتاج حال التامل الی تذکر بخلاف الکہانۃ فانہ یحتاج فیہ الی امور محققۃ واخبار آتیۃ فیحتاج فی الفرق بینھما وبین القرآن الی تامل ۱۲

(مقصود اس سے تفظیع شان قیامت ہے کہ وہ سخت ہولناک چیز ہے یہ استفہامات تہویل کے لئے ہیں) ثمود اور عاد نے اُس کھڑکھڑانے والی چیز (یعنی قیامت) کی تکذیب کی سو ثمود تو ایک زور کی آواز سے ہلاک کیے گئے اور عاد جو تھے سو وہ ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کئے گئے جس کو اللہ تعالیٰ نے اُن پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا سو (اے مخاطب اگر) تو (اس وقت) وہاں موجود ہوتا تو) اُس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا وہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے (پڑے) ہیں (لطول قامتھم) سو کیا تجکو اُن میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے (یعنی بالکل مستیصال ہو گیا کقولہ تعالیٰ ھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا) اور (اسی طرح) فرعون نے اور اُس سے پہلے لوگوں نے جن میں قوم نوح و عاد و ثمود سب آ گئے) اور (قوم لوط کی) اُلٹی ہوئی بستیوں نے بڑے بڑے قصور کئے (یعنی کفر و شرک سے باز نہ آئے جس میں تکذیب قیامت بھی داخل ہے) تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو بہت سخت پکڑا (جن میں سے عاد و ثمود کا قصہ تو ابھی آ چکا ہے اور قوم لوط کی عقوبت کی طرف بھی لفظ مؤتفکات سے اشارہ کر رہا ہے اور فرعون کی عقوبت بہت آیتوں میں مذکور ہے) اور قوم نوح کی عقوبت آگے بعض استثنان مذکور ہے (یعنی) ہم نے جبکہ (نوح علیہ السلام کے وقت میں) پانی کو طغیانی ہوئی تم کو (یعنی تمہارے بزرگوں کو کہ مؤمن تھے اور ان کا انجام تمہارے وجود کا سبب ہوا) کشتی میں سوار کیا (اور باقیوں کو غرق کر دیا تاکہ ہم اس معاملہ کو تمہارے لئے ایک یادگار اور عبرت بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اُس کو یاد رکھیں (کان یاد رکھنے والا مجازاً کہدیا حاصل یہ کہ اُس کو یاد رکھ کر موجبات عقوبت سے بچیں یہ قصے تو تکذیب قیامت کے ہوئے آگے قیامت کے احوال کا بیان ہے یعنی) پھر جب صور میں یکبارگی پھونک ماردی جاویگی (مراد نفخۂ اولیٰ ہے) اور (اُس وقت) زمین اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) اٹھائے جاویں گے (یعنی اپنی حیز سے ہٹا دئے جاویں گے) پھر دونوں ایک ہی دفعہ میں ریزہ ریزہ کر دیئے جاویں گے تو اُس روز وہ ہونے والی چیز ہو پڑیگی اور آسمان پھٹ جاویگا اور وہ (آسمان) اُس روز بالکل بودا ہو گا (چنانچہ پھٹ جانا دلیل ضعف ہے یعنی جیسا اس وقت وہ مضبوط ہے اور اُس میں کہیں فطور و شقوق نہیں اُس روز اُس میں یہ بات نہ رہیگی بلکہ ضعف و انشقاق ہو جاویگا) اور فرشتے (جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں جس وقت وہ پھٹنا شروع ہو گا) اُسکے کناروں پر آ جاویں گے (اس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ آسمان بیچ میں سے پھٹ کر چاروں طرف ہٹنا شروع ہو گا اسلئے فرشتے بھی بیچ میں سے کناروں پر آ رہیں گے پھر حسب آیت صعق من فی السموٰت ومن فی الارض الخ آخر ہی موت مسلط ہو جاویگی کذا فی الکبیر احد الوجہین اور یہ سب واقعات تو نفخۂ اولیٰ کے وقت کے ہیں) اور (آگے نفخۂ ثانیہ کے وقت کے واقعات ہیں کہ) آپ کے پروردگار کے عرش کو اُس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہونگے (حدیث میں ہے کہ اب عرش کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں قیامت کو آٹھ فرشتے اٹھاویں گے کذا فی الدر منہ فاگر وسوسہ ہو کہ اذا نفخ میں نفخۂ اولیٰ مراد ہے اور یومئذ اُس کا بدل ہو اور وقت مع اپنے معطوفات کے اُس میں عامل ہے تو اس بنا پر لازم آتا ہے کہ حمل عرش اور بعد کے واقعات جیسے تعرضون الخ یہ سب ہی نفخۂ اولیٰ کے وقت ہوں تو اس وسوسہ کا دفع یہ ہے کہ اس لازم کا ہم التزام کرتے ہیں اور تو جیہ اس کی یہ ہو گی کہ یوم قیامت ایک وسیع وقت ہے اور اُس کے سب اجزا حکماً مثل وقت واحد کے ہیں اس لئے نفخۂ ثانیہ کے واقعات کا ظرف نفخۂ اولیٰ کے واقعات کو بنا بر تجوز مذکور کہہ سکتے ہیں۔ غرض آٹھ فرشتے عرش کو اُٹھا کر میدان قیامت میں لاویں گے اور حساب شروع ہو گا جس کا آگے بیان ہے یعنی) جس روز تم (خدا کے روبرو حساب کے واسطے) پیش کئے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات (اللہ تعالیٰ سے) پوشیدہ نہ ہو گی پھر (نامۂ اعمال اڑا کر ہاتھ میں دیئے جاویں گے تو جس شخص کا نامۂ عمل اُس کے داہنے ہاتھ میں دیا جاوے گا وہ تو خوشی کے مارے اُس پاس والوں سے کہے گا کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھ لو میرا (تو پہلے ہی سے) اعتقاد تھا کہ مجھ کو میرا حساب پیش آنے والا ہے (یعنی میں قیامت و حساب کا معتقد تھا مطلب یہ کہ میں ایمان و تصدیق رکھتا تھا خدا تعالیٰ نے اُس کی برکت سے آج مجھکو نوازا) غرض وہ شخص پسندیدہ عیش (یعنی بہشت بریں میں ہو گا جسکے میوے (اسقدر) جھکے ہوئے (کہ جس حالت میں چاہیں گے لے سکیں گے اور حکم ہو گا کہ کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ اُن اعمال کے صلہ میں جو تم نے گذشتہ ایام (یعنی زمانۂ قیام دنیا) میں کئے ہیں اور جس کا نامۂ اعمال اُس کے بائیں ہاتھ میں دیا جاویگا سو وہ (نہایت حسرت سے) کہیگا کیا اچھا ہوتا کہ مجھکو میرا نامۂ عمل ہی نہ ملتا اور مجھکو یہ ہی خبر نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے کیا اچھا ہوتا کہ موت (اولیٰ) ہی خاتمہ کر چکتی (اور بعثت نہ ہوتا جسپر اعطاء کتاب بے حساب مرتب ہوا افسوس ہے میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا میرا جاہ (بھی) مجھ سے گیا گذرا (یعنی مال و جاہ سب بیکار ہیں ایسے شخص کے لئے فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اس شخص کو پکڑو اور اس کے طوق پہناؤ پھر دوزخ میں اس کو داخل کرو پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے اس کو جکڑ دو (اس گز کی مقدار خدا کو معلوم ہے کیونکہ یہ گز وہاں کا ہو گا۔ آگے اس عذاب کی وجہ بتلاتے ہیں کہ یہ شخص خدائے بزرگ پر ایمان نہ رکھتا تھا (یعنی جس طرح ایمان لانا حسب تعلیم انبیاء ضروری تھا وہ ایمان نہ رکھتا تھا) اور خود تو کسی کو کیا دیتا اوروں کو بھی اغریب آدمی کے کھلانے کی ترغیب نہ دیتا تھا (یہاں الطعام اور حض سے مراد مرتبہ واجبہ ہے اور اُس کے ترک سے مراد وہ ترک جس کا سبب عدم ایمان ہو۔ حاصل یہ کہ خدا کی عظمت اور مخلوق کی شفقت جو اصل عبادات متعلقہ حقوق اللہ و حقوق العباد ہیں یہ دونوں کا تارک و منکر تھا

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مكية	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	وهی اربع واربعون اٰية
	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں	

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ

ایک درخواست کرنے والا اُس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو کہ بڑے مرتبوں کا مالک ہے۔ فرشتے اور روح اُس کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝

ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہو سو آپ صبر کیجئے اور صبر بھی ایسا جس میں شکایت کا نام نہ ہو یہ لوگ اُس دن کو بعید دیکھ رہے ہیں اور ہم اُس کو قریب دیکھ رہے ہیں

اس لئے مستحق عذاب ہوا) سو آج اُس شخص کا نہ کوئی دوست دار ہے اور نہ اس کو کوئی کھانے کی چیز نصیب ہے بجز زخموں کے دھوون کے (یعنی بجز ایک ایسی چیز کے جو کراہت کی صورت میں مثل غسلین کے ہوگا اور یہ حصر اضافی ہے اور مقصود اس سے نفی ہے اطعمہ مرغوبہ کی ورنہ زقوم وغیرہ کا ہونا خود آیات سے ثابت ہے غرض اُن کا طعام غسلین ہوگا جسکو بجز بڑے گنہگاروں کے کوئی نہ کھاویگا) آگے قرآن کی حقانیت ارشاد فرمائی جاتی ہے جو ناطق ہے مجازاۃ مذکورہ بالا کے ساتھ اور اُسکی تکذیب ہی موجب نصیب مذکور ہے

اثبات حقیت قرآن و رسالت

پھر (بعد بیان مضمون مجازاۃ کے) میں قسم کھاتا ہوں اُن چیزوں کی بھی جن کو تم دیکھتے ہو اور اُن چیزوں کی بھی جن کو تم نہیں دیکھتے (کیونکہ بعض مخلوقات بالفعل یا بالقوہ مدرک بالبصر ہیں اور بعض محلوقات بالفعل یا بالقوہ مدرک بالبصر نہیں اس قسم کو مقصود سے ایک خاص مناسبت ہے کہ قرآن مجید کا لانے والا تو نظر آتا تھا اور جن پر قرآن اُترا تھا وہ نظر آتے تھے یعنی تمام مخلوق کی قسم ہے) کہ یہ قرآن (اللہ کا) کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا (پس جس پر لایا وہ ضرور رسول ہے) اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے (جیسا کفار آپ کو شاعر کہتے تھے مگر تم بہت کم ایمان لاتے ہو (یہاں قلت سے مراد عدم ہے) اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے (جیسا بعض کفار آپ کو کہتے تھے مگر تم بہت کم سمجھتے ہو (یہاں بھی قلت سے مراد عدم ہے غرض یہ نہ شعر ہے نہ کہانت ہے بلکہ) رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا کلام ہے اور آگے اس کی حقانیت کی ایک دلیل عقلی ارشاد ہوتی ہے کہ اگر یہ (پیغمبر) ہمارے ذمہ کچھ (جھوٹی) باتیں لگا دیتے (یعنی جو کلام ہمارا نہ ہوتا اُس کو ہمارا کلام کہتے اور جھوٹا دعویٰ نبوت کا کرتے) تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم انکی رگ دل کاٹ ڈالتے پھر تم میں کوئی ان کا اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا (رگ دل کاٹنے سے آدمی مرجاتا ہے مراد اس سے قتل ہے اور سورۃ حاقہ میں جان کو رگ گردن سے تعبیر فرمایا اور یہاں رگ دل سے جس سے ظاہر امر او شرائین ہیں جن کا منبت قلب ہے۔ بات یہ ہے کہ اُسی رگ قلب کی شاخیں گردن تک بھی پہونچی ہیں پس دونوں تعبیروں کا حاصل ایک ہی ہے۔ اور اگر وہ مراد ہوں جن کا منبت کبد ہے اور وہ دل میں کو ہو کر بدن میں پھیل گئی ہیں اور اس لئے اُس کو رگ دل کہدیا ہو تو اُس کی شاخ بھی گردن میں گئی ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ قتل کے وقت بلا دایک ہاتھ سے مجرم کا ہاتھ پکڑتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے گردن مارتا ہے اور چونکہ قتل کرتا ہے داہنے ہاتھ سے تو مجرم کا ہاتھ پکڑیگا بائیں ہاتھ سے اور اُس کے بائیں ہاتھ کے مقابل مجرم کا داہنا ہاتھ ہوگا تو وہی پکڑا جاویگا اور یہ کنایہ ہے اماتت سے نفسا یا حجۃ یعنی جھوٹا مدعی نبوت مؤید بالحجۃ نہیں ہوتا بلکہ یا ہلاک ہوتا ہے یا ظہور کذب سے رسوا و ذلیل ہوتا ہے پس مطلق ما کو لو بمعنی قطع وتین سے تشبیہاً تعبیر فرمادیا گیا کما فی الخازن فکان کمن قطع تینہ اور بلاشبہ یہ قرآن متقیوں کے لئے نصیحت ہے (یعنی فی نفسہ حق ہونا اُس کی صفت کمالیہ ذاتیہ ہے اور موجب نصیحت ہونا اُس کی صفت کمالیہ اضافیہ ہے) اور (آگے مکذبین کی وعید ہے کہ) ہم کو معلوم ہے کہ تم میں سے بعضے تکذیب کرنے والے بھی ہیں (پس ہم اُن کو اس کی سزا دینگے) اور (اس اعتبار سے) یہ قرآن کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے (کیونکہ اُن کے لئے بواسطہ تکذیب سبب تعذیب ہو گیا) اور یہ قرآن تحقیقی یقینی بات ہے سو (جس کا یہ کلام ہے) اپنے (اُس عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح (وتحمید) کیجئے (وقد مر فی الواقعۃ)۔

سورۃ المعارج مکیۃ وایہا اربع واربعون

ربط اس میں بھی مثل سورۂ حاقہ کے مجازاۃ کا اور بعض اعمال موجبہ مجازاۃ کا بیان ہے۔

مجازاۃ و بعض موجبات آں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَلَا يَسْئَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۝ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ

جس دن آسمان پگھلی کی طرح ہوجاویگا اور پہاڑ رنگین اُون کی طرح ہوجاویں گے۔ اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھیگا۔ باوجود یکہ ایک دوسرے کو دکھلا ہی دیئے جاوینگے مجرم اس بات کی تمنا کریگا

يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۝ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۙ

کہ اُس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دیدے

ثُمَّ يُنجِيهِ ۝ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ۝ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ۝ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ

پھر یہ اس کو بچالے یہ ہرگز نہ ہوگا۔ وہ آگ ایسی شعلہ زن ہو جو کھال اُتار دیگی وہ اُس شخص کو بلاویگی جس نے پیٹھ پھیری ہوگی اور مُنہ موڑا ہوگا اور جمع کیا ہوگا پھر اُسکو اُٹھا اُٹھا کر رکھا ہوگا انسان ایسا

هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۝ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝

پیدا ہوا ہے جب اُس کو تکلیف پہونچتی ہے تو جزع فزع کرنے لگتا ہے اور جب اُسکو فارغ البالی ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر برابر توجہ رکھتے ہیں

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۝ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَالَّذِينَ هُم

اور جن کے مالوں میں سوالی اور بے سوالی سب کا حق ہے اور جو قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتے ہیں اور جو

مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا

اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں واقعی ان کے رب کا عذاب ایسے خوف ہونے کی چیز نہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھنے والے ہیں بیشک

عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝

اپنی بیبیوں سے یا اپنی لونڈیوں سے کیونکہ اُن پر کوئی الزام نہیں ہاں جو اسکے علاوہ طلبگار ہو ایسے لوگ حد سے نکلنے والے ہیں

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝

اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا خیال رکھنے والے ہیں اور جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں

أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ۝ فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ۝ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ۝ ع ۱

ایسے لوگ بہشتوں میں عزت سے داخل ہوں گے تو کافروں کو کیا ہوا کہ آپ کی طرف کو داہنے اور بائیں سے جماعتیں بن بن کر دوڑے آرہے ہیں

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَلَا يَسْئَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۝ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ

بِبَنِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۝ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۙ ثُمَّ يُنجِيهِ ۝ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ۝

تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ۝ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۝

إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۝ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ

بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَالَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝

إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ۝ فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ۝ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ۝

اللغات العهن الصوف او المصبوغ الوانا شتوی جمع شواہ جلدۃ الراس ۱۲

النحو قولہ یوم تکون السماء بدل من فی یوم۔ قولہ یبصرونھم جملہ حال۔ قولہ انھا رابع جملا الاثنا الاول منھا ۱۲

باعذاب۔ قولہ اذا مسہ الشر متعلق بمدد ما قولہ قبلک معمول المھطعین کما فی المدارک ۱۲

البلاغۃ قولہ لا یسئل حمیم حمیما حذف مفعول الثانی ای عن حالہ ۱۲

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿١١﴾ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ

کیا ان میں ہر شخص اسی ہوس رکھتا ہے کہ اسے نعمت والی جنت میں داخل کر دیا جاوے گا۔ یہ ہرگز نہ ہوگا ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کی ان کو بھی خبر ہے۔ پھر میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی

إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿٤٠﴾ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي

کہ ہم بیشک قادر ہیں کہ ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں اور ہم عاجز نہیں ہیں تو آپ ان کو اسی شغل اور تفریح میں رہنے دیجئے یہاں تک کہ ان کو اپنے اس دن سے ملاقات ہو

يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے جس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے جیسے کسی پرستش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں ان کی نگاہیں نیچے کو جھکی ہوئی ہونگی ان پر ذلت

ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾ ع ۲ ۹ ۸

چھائی گئی یہ ہے ان کا وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿١١﴾ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿٤٠﴾
عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ
مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾ ع

وقوع مواقعات قیامت

ایک درخواست کرنے والا (براہ انکار) اُس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے (اور) جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں (اور) جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو کہ سیڑھیوں کا (یعنی آسمانوں کا) مالک ہے (جن سیڑھیوں سے) فرشتے اور (اہل ایمان کی) روحیں اسکے پاس چڑھ کر جاتی ہیں (اسکے پاس سے مراد یہ ہے کہ عالم بالا میں جو موقع انکے عروج کا منتہا مقرر کیا گیا ہے اور چونکہ اُس عروج کا رستہ آسمان ہیں اس لئے اُن کو معارج فرمایا اور وہ عذاب) ایسے دن میں (واقع) ہوگا جس کی مقدار دنیا کی پچاس ہزار سال کی برابر ہے (مراد قیامت کا دن ہے کہ کچھ امتداد سے کچھ اشتداد سے کفار کو اس قدر طول محسوس ہوگا اور چونکہ حسب تفاوت مراتب کفر اشتداد میں تفاوت ہوگا اسلئے ایک آیت میں کالف سنۃ آیا ہے اور کافروں کی تخصیص اسلئے کی کہ حدیث میں ہے کہ مومن کو وہ دن اسقدر ہلکا معلوم ہوگا جیسے فرض نماز پڑھ لینا ہے کذا فی الروح عن ابی سعید مرفوعاً بروایۃ احمد والبیہقی وغیرہما) سو (جب عذاب کا آنا ثابت ہے تو) آپ (ان کی مخالفت پر صبر کیجئے اور صبر بھی ایسا جس میں شکایت کا نام نہ ہو (یعنی ان کے کفر و خلاف سے ایسے تنگ نہ ہو جئے کہ شکایت حکایت زبان پر آجاوے بلکہ یہ سمجھ کر عمل کیجئے کہ ان کو سزا ہونے والی ہے اور اس یوم سزا کا جو ان کو انکار ہے سو) یہ لوگ اُس دن کو (بوجہ انعقاد نفی کے وقوع سے) بعید دیکھ رہے ہیں اور ہم (بوجہ تعلق علم بالوقوع کے) اُس کو (وقوع سے) قریب دیکھ رہے ہیں (اور وہ عذاب اُس روز واقع ہوگا جس دن (کہ آسمان (رنگ میں) تیل کی تچھٹ کی طرح ہو جاویگا (اور ایک آیت میں کالدہان ہے جس کی تفسیر ادیم احمر سے کی گئی ہے تو جمع دونوں میں یہ ہے کہ شدت حمرت سے سواد کے بعد رنگ پیدا ہوتا ہے پس احمر اور اسود دونوں کہنا صحیح ہے۔ یا اول ایک رنگ ہو پھر دوسرا بدل جاوے کما نقل ابن کثیر فی الرحمن عن الحسن تکون الواناً الآیۃ اسکی تفسیر بھی شاید اسی کے دردی زیت سے کیجاوے تو دونوں کا مفہوم متحد ہو جاویگا غرض آسمان سیاہ ہو جاویگا اور پہاڑ رنگین اُون کی طرح (جو کہ دُھنکی ہوئی ہو لقولہ تعالیٰ کالعہن المنفوش) ہو جاویں گے (یعنی اُڑتے پھریں گے اور رنگین سے تشبیہ اس لئے دی گئی کہ پہاڑ بھی مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں وہو المذکور فی قولہ تعالیٰ ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانہا وغرابیب سود) اور (اُس روز) کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا (کقولہ تعالیٰ لایتساءلون) باوجودیکہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جاویں گے (یعنی ایک دوسرے کو دیکھیں گے مگر کوئی کسی کی ہمدردی نہ کریگا اور سورہ صافات میں تساءل کا اثبات بمعنی اختلاف اسکے معارض نہیں اور اُس روز مجرم (یعنی کافر) اس بات کی تمنا کرے گا کہ اُس دن کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دیدے پھر یہ (فدیہ میں دیدینا) اُس کو (عذاب) سے بچالے (یعنی اُس روز ایسی نفسا نفسی ہوگی کہ ہر شخص کو اپنی فکر پڑ جاوے گی اور جن پر جان دیتا تھا اُن کو اپنے عوض میں پیش کر دینے کو گو اگر اس کے قابو کی بات ہو گوارا کرے گا لیکن) یہ ہرگز نہ ہوگا (یعنی نجات عن العذاب مطلقاً نہ ہوگی بلکہ) وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے جو کھال (تک) اُتار دے گی (اور) وہ اُس شخص کو (خود) بلاوے گی جس نے (دُنیا میں حق سے) پیٹھ پھیری ہوگی اور (طاعت سے) بے رُخی کی ہوگی اور

(دوسروں کا حق مار مار کر یا راہ حرص مال) جمع کیا ہوگا پھر اُس کو اُٹھا اُٹھا رکھا ہوگا (مطلب یہ کہ حقوق اللہ و حقوق العباد کو تلف کیا ہوگا یا اشارہ ہے مفاسد عقائد و فساد اخلاق کی طرف اور بُلا نا معنی حقیقی پر محمول ہو سکتا ہے خلاصہ یہ کہ ایسے صفات موجب استحقاق نار ہیں اور اس مجرم میں یہ صفات پائے جاتے تھے پھر نجات عن العذاب کیسے متصور ہے اور جمیع فاوعی سے کفار کا مکلف بالفروع ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ان رذائل سے کفار کو نفس عذاب نہ ہوگا بلکہ اشتداد عذاب ہوگا اور نفس عذاب کفر پر ہوگا بخلاف عصاۃ مؤمنین کے کہ اُن کو معاصی پر نفس عذاب بھی ہو سکتا ہے واللہ اعلم آگے دوسرے رذائل موجب للعقاب کا اور اُس سے استثناء اہل ایمان کا اور ثمرہ استثناء کا یعنی ثواب کا بیان ہے ✤

استثناء مؤمنین مطیعین از موجبات عقاب و تبشیر ایشاں بثواب

یعنی) الانسان کم ہمت پیدا ہوا ہے (مراد الانسان سے بعد انضمام استثناء کے کافر ہے اور پیدا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پیدائش کے وقت سے وہ ایسا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی حالت پر مجبول ہوا ہے کہ وہ اپنے وقت پر بیہودہ بیکار ہلوع ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہلوع ہونے کے جو اسباب ہیں وہ بوسائط مستند ہوتے ہیں امور خلقیہ کی طرف گو توسط اختیار کی وجہ سے عدم مواخذہ میں اُن کا حکم اور خلقیہ کا سا نہیں پس کم ہمتی سے مراد طبعی کم ہمتی نہیں ہے بلکہ کم ہمتی کے آثار رذیلہ اختیاریہ مراد ہیں جن کو آگے بیان فرماتے ہیں یعنی جب اُسکو تکلیف پہونچتی ہے تو (بدا باحت سے زیادہ جزع فزع کرنے لگتا ہے اور جب اُس کو فارغ البالی ہوتی ہے تو (حقوق ضروریہ سے) بخل کرنے لگتا ہے یہ نتیجہ ہوگیا موجبات للعقاب کا جو من اور جز سے شروع ہوئے ہیں اگر وہ نمازی (یعنی مؤمنان موجبات عقاب سے مستثنیٰ ہیں جو اپنی نماز پر برابر توجہ رکھتے ہیں (یعنی نماز میں ظاہراً یا باطناً دوسری طرف توجہ نہیں رکھتے) جیسا قد افلح المؤمنون میں خاشعون سے تعبیر فرمایا ہے کذا نقل ابن کثیر عن عقبۃ بن عامر یقول للدائم الساکن عنہ فی الذی امر اذا صلاتہم یلتفتون عن یمینہ و شمالہ اور جن کے مالوں میں سوالی اور بے سوالی سب کا حق ہے (اس کے متعلق مضمون سورہ ذاریات میں گذر چکا) اور جو قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں (اور واقعی ان کے رب کا عذاب بیخوف ہونے کی چیز نہیں (یہ جملہ معترضہ کے طور پر ہے) اور جو اپنی شرمگاہوں کو (حرام سے) محفوظ رکھنے والے ہیں لیکن اپنی بیبیوں سے یا اپنی (شرعی) لونڈیوں سے (حفاظت نہیں کرتے) کیونکہ اُن پر (اس میں) کوئی الزام نہیں ہاں جو اس کے علاوہ (اور جگہ شہوت رانی کا) طلبگار ہو ایسے لوگ حد شرعی سے نکلنے والے ہیں اور جو اپنی (سپردگی میں لی ہوئی) امانتوں اور اپنے عہد کا خیال رکھنے والے ہیں اور جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں (اُن میں کمی و بیشی نہیں کرتے) اور جو اپنی فرض نمازوں کی پابندی کرتے ہیں (ایسے لوگ) ایسے لوگ بہشتوں میں عزت سے داخل ہونگے (ان آیات کی تفسیر سورۂ مؤمنین میں دیکھ لیجاوے گے کفار کی حالت کا استغراب اور وقوع قیامت کا دفع استبعاد ارشاد فرماتے ہیں ✤

ملحقات الترجمۃ
لہ قولہ فی قائمون بیک ٹیک خود سے ادرج فقیہ مضمون لہا بالعدل ۱۲

غرابت حال اہل عناد و دفع استبعاد معاد

یعنی موجبات سعادت و شقاوت تو اوپر بدلالت واضحہ معلوم ہو چکے (تو معلوم) بالدلیل ہونے کے بعد پھر کافروں کو کیا ہوا کہ ان مضامین کی تکذیب کے لئے آپ کی طرف کو دوڑتے اور بائیں سے جماعتیں بن بن کر دوڑے آرہے ہیں (یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ ان مضامین کی تصدیق کرتے لیکن یہ لوگ متفق ہو ہو کر آپ کے پاس اس غرض سے آتے ہیں کہ ان مضامین کی تکذیب اور اُن کے ساتھ استہزار کریں جیسا کفار عرب نبوت کی خبریں سُن سُن کر اسی غرض سے آتے تھے اور اسلام کو باطل سمجھنے کے ساتھ اپنی حق پر سمجھتے تھے اور حق پر ہونے کا ثمرہ جنت میں جانا ہے پس اس بنا پر وہ اپنے کو مستحق جنت ہی سمجھتے تھے کقولہ تعالیٰ وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ اس لئے اس کے متعلق بطور انکار فرماتے ہیں کہ کیا ان میں ہر شخص اس کی ہوس رکھتا ہے کہ وہ آسائش کی جنت میں داخل کر لیا جاویگا یہ ہرگز نہ ہوگا کیونکہ موجبات نار کے ہوتے ہوئے جنت کیسے ملجاوے گی اور ان مضامین کی تکذیب میں نفس قیامت کی بھی تکذیب کرتے اور اُس کو مستحیل سمجھتے تھے۔ آگے اس کے متعلق ارشاد ہے کہ ان کا استبعاد سفہ محض ہے کیونکہ) ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کی ان کو بھی خبر ہے (پس جب ان کو معلوم ہے کہ نطفہ سے آدمی کو بنایا ہے اور ظاہر ہے کہ نطفہ سے کہ جس میں کبھی حیات نہیں آئی آدمی تک فبنا بعد ہٰذا اُس قدر اجزاء میت سے کہ جن میں ایک بار حیات آچکی ہے دوسری بار آدمی بننے تک بعد نہیں ہے تو اس کو مستحیل سمجھنا ان کی سفاہت ہے) پھر دوسرے طور پر دفع استبعاد و وقوع قیامت کے لئے یہ قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی (معنی اس کے سورۂ صافات کے شروع میں گذرے ہیں آگے جواب قسم ہے) کہ ہم بیشک قادر ہیں کہ (دنیا ہی میں) ان کی جگہ ان سے بہتر آدمی (یعنی پیدا کر دیں) اور ہم (اس سے) عاجز نہیں ہیں (پس جب نئی مخلوق اور وہ بھی ایسی جس میں صفات کمال زیادہ ہوں ممکن ہے زیادہ اشیاء پیدا کرنا پڑیں ہم کو پیدا کرنا آسان ہے تو تم کو دوبارہ پیدا کر دینا کون مشکل ہے۔ اول استدلال جحود ان منکرین کی حالت کے اعتبار سے ہے اور دوسرا استدلال ان کے امثال و نظائر کے امکان مخلوقیت سے اور جب باوجود موضوع حق مع الدلائل کے اپنے انکار و عناد سے باز نہیں آتے تو آپ ان کو اسی شغل اور تفریح میں رہنے دیجئے یہاں تک کہ ان کو اپنے اُس دن سے سابقہ واقع ہو جس کا ان سے وعدہ

سورۃ نوح مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ | وھی ثمان وعشرون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○

ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تھا کہ تم اپنی قوم کو ڈراؤ قبل اس کے کہ اُن پر دردناک عذاب آوے انہوں نے کہا کہ اے میری قوم میں تمہارے واسطے صاف صاف ڈرانے والا ہوں

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ○ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاۗءَ

کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اُس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو تو وہ تمہارے گناہ معاف کر دیگا اور تم کو وقت مقرر تک مہلت دیگا اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آجاویگا

لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ○ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاۗءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ○

تو پھیکا نہیں کیا خوب ہوتا اگر تم سمجھتے نوح نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی بلایا سو میرے بلانے نے اُنہیں اور زیادہ بھاگتے رہنے

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ○

اور میں نے جب کبھی ان کو بلایا تا کہ آپ ان کو بخشدیں تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں اور اپنے کپڑے لپیٹ لے اور اصرار کیا اور غایت درجہ کا تکبر کیا

ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ○ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ○ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ

پھر میں نے اُن کو باآواز بلند بُلایا پھر میں نے ان کو علانیہ بھی سمجھایا اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا اور میں نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ بے شک وہ

غَفَّارًا ○ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ○ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ

بڑا بخشنے والا ہے جس سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور بیٹے میں ترقی دیگا اور تمہارے لئے باغ لگا دیگا اور تمہارے لئے نہریں بہا دیگا تم کو کیا ہوا

اَنْهٰرًا ○ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ○ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ○

تم اللہ کی عظمت سے متوقع نہیں ہو حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا

کیا جاتا ہے جس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے جیسے کسی پرستش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں (اور) ان کی آنکھیں (مارے شرمندگی کے) نیچے کو جھکی ہوئی (اور) اُن پر ذلت چھائی ہوگی (بس) یہ ہے اُن کا وہ دن جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا تھا (جو کہ اب واقع ہوا) ✦

سورۃ نوح مکیۃ وایاھا تسع او ثمان وعشرون کذا فی البیضاوی

ربط سورہ سابقہ میں موجبات عقوبت کا بیان تھا اُن میں سے ایک رسول کی تکذیب ہے اس سورت میں بضمن قصہ نوح علیہ السلام اُس کا بیان ہے نیز عقوبت اخرویہ مذکورہ سورت سابقہ کے ساتھ اس سورت میں کفر پر استحقاق عقوبت دنیویہ کا بھی اثبات ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں تسلیہ بھی ہے کہ قوم نوح نے بھی تکذیب کی تھی

قصہ نوح علیہ السلام با قوم او

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاۗءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝

اللغات قولہ لکم نذیر بلام التقویۃ قولہ لا ترجون لا تعتقدون کما فی الروح برواۃ ابن ابی حاتم عن ابن عباس وغیرہ بالرجاء التابع لما فی الظن مبالغۃ ۱۲

النحو قولہ ان انذر اما موصول للقول المدلول علیہ بقولہ ارسلنا او کذا قولہ ان اعبدوا ۱۲

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ

کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے اور اُن میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا اور اللہ نے تم کو زمین سے

مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا

ایک خاص طور پر پیدا کیا پھر تم کو پھر زمین ہی میں لے جاوے گا اور تم کو باہر نکالے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا تاکہ تم اس کے

سُبُلًا فِجَاجًا ۝ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا

رستوں میں چلو نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا اور ایسے شخصوں کی پیروی کی کہ جن کے مال اور اولاد نے اُن کو نقصان ہی پہنچایا اور جنہوں نے بڑی بڑی

كُبَّارًا ۝ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۝ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا

تدبیریں کیں اور جنہوں نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق کو اور نسر کو چھوڑنا اور انہوں نے بہتوں کو

كَثِيْرًا ۝ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

گمراہ کر دیا اور ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دیجئے اپنے ان ہی گناہوں کے سبب وہ غرق کئے گئے پھر دوزخ میں داخل کئے گئے

اَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ

اور خدا کے سوا اُن کو کچھ حمایتی نہیں ملے ہوئے۔ اور نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پر ایک بھی مستقل رہنے والا نہ چھوڑ اگر آپ اُن کو چھوڑ دیں گے تو یہ آپ کے بندوں کو گمراہ ہی کریں گے

وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ

اور ان کے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی اے میرے رب مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخشدیجئے۔

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝

اور ان ظالموں کی ہلاکت اور بڑھا دیجئے

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۝ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۝ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝

ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اُن کی قوم کے پاس (پیغمبر بنا کر) بھیجا تھا کہ تم اپنی قوم کو (وبال کفر سے) ڈراؤ قبل اس کے کہ اُن پر دردناک عذاب آوے (یعنی اُن سے کہو کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب الیم آوے گا خواہ دنیوی یعنی طوفان یا اُخروی یعنی دوزخ غرض اُنہوں نے (اپنی قوم سے) کہا کہ اے میری قوم میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا ہوں (اور کہتا ہوں) کہ تم اللہ کی عبادت (یعنی توحید اختیار) کرو اور اُس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا (من ذنوبکم کی تحقیق سورۂ احقاف میں گذر چکی) اور تم کو وقت مقرر (یعنی وقت موت) تک (بلا عقوبت) مہلت دے گا

اللغات نباتا بمعنی انبتا کما قیل فی قولہ تعالیٰ واللہ انبتکم من الارض نباتا ای انباتا یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا من الارض یعنی زمین سے ۱۲

البلاغۃ قولہ ودا وسواعا الخ فی ھذہ وما قبلہ من قولہ ونسرا من الفنی الکثرۃ تکرار الاسم المجنس ۱۲

(یعنی ایمان نہ لانے پر جس عذاب کا مرنے سے پہلے وعدہ کیا جاتا ہے اگر ایمان لے آئے تو وہ عذاب نہ آوے گا اور باقی موت کے لئے جو اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت (ہے) جب (وہ) آجاوے گا تو ٹلیگا نہیں (یعنی موت تو آنا ہر حال میں ضروری ہے ایمان میں بھی اور کفر میں بھی لیکن دونوں حالتوں میں اتنا فرق ہے کہ ایک حالت میں ملا وہ عذاب آجل کے عذاب عاجل بھی ہوگا اور ایک حالت میں مثل عذاب آجل کے عذاب عاجل سے بھی محفوظ رہوگے اور تخصیص نفی عذاب عاجل میں یہ نکتہ ہے کہ ایمان پر عذاب آجل سے تو محفوظی رہتی ہی ہے مگر بعض اوقات باوجود ایمان کے بھی دنیوی کلفتیں پیش آجاتی ہیں پس اس کی نفی سے ایمان لانے پر مزید فضل کا وعدہ ہوگیا۔ اور (لن اجل اللہ اگر بہ باوجود اُس کے ظاہر ہونے کے متنبہ کرنے سے یہ تبلانا ہے کہ موت کے اشتراک سے کفر و ایمان کے ثمرات یکساں ہونے کا شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ موت تو بمقتضائے حکمت ضروری چیز ہے اس کا ٹلنا ثمرات ایمان سے نہیں پس اُس کا مترتب ضروری نہیں البتہ عقاب کا ارتفاع ثمرات سے ہے اور اس کا مترتب ہی ضروری ہے) کیا خوب ہوتا اگر تم (ان باتوں کو) سمجھتے (جب مدتہائے دراز تک ان نصائح کا کچھ اثر قوم پر نہ ہوا تو) نوح (علیہ السلام) نے (حق تعالیٰ سے) دعا (اور التجا) کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی (دین حق کی طرف) بلایا سو میرے بلانے پر (دین سے) اور زیادہ بھاگتے رہے اور (وہ بھاگنا یہ ہوا کہ) میں نے جب کبھی اُن کو (دین حق کی طرف) بلایا تاکہ (ان کے ایمان کے سبب) آپ اُن کو بخشدیں تو اُن لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں (تاکہ حق بات کو سنیں ہی نہیں اور یہ غایت نفرت ہے) اور (غیر قوی الاہمیت سے اُنہوں نے) اپنے کپڑے (اپنے اوپر) لپیٹ لئے (تاکہ حق بات کہنے والے کو دیکھیں ہی نہیں اور کہنے والا بھی ان کو نہ دیکھے) اور (انہوں نے اپنے کفر و انکار پر) اصرار کیا اور (میری اطاعت سے) غایت درجہ کا تکبر کیا (مگر باوجود اس تنفر و تکبر کے) پھر (بھی) میں ان کو مختلف طریقوں سے نصیحت کرتا رہا چنانچہ میں نے ان کو (دین حق کی طرف) ہانکا و از بلند بلایا (مراد اس سے خطاب و وعظ عام ہے جس میں عادۃً آواز بلند ہوتی ہے) پھر میں نے ان کو (خطاب خاص کے طور پر) علانیہ بھی سمجھایا اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا (یعنی جتنے طریقے قابل النفع تھے سب ہی طرح سمجھایا غرض اوقات میں بھی عموم کیا گیا کما قال لیلا و نہارا اور کیفیات میں بھی کما قال دعوتھم جھارا ثم اسررت لھم) اور اُس سمجھانے میں میں نے ان سے یہ کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ (یعنی ایمان لے آؤ تاکہ گناہ بخشے جاویں) بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے اگر تم ایمان لے آؤ گے تو علاوہ آخروی نعمت کے کہ مغفرت ہے دنیوی نعمتیں بھی تم کو عطا کرے گا چنانچہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دیگا اور تمہارے لئے باغ لگا دیگا اور تمہارے لئے نہریں بہا دیگا (ان نعمتوں کے ذکر سے شاید یہ فائدہ ہو کہ اکثر طبائع میں عاجل کی طلب زیادہ ہے پس یہ ادخل فی الترغیب ہے چنانچہ در منثور میں قتادہ کا قول ہے کہ وہ لوگ دنیا کے زیادہ حریص تھے اس لئے یہ فرمایا اور اس پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ بسا اوقات یہ موعود ایمان استغفار پر مرتب نہیں ہوتے بات یہ ہے کہ یا تو یہ وعدہ خاص اُن ہی لوگوں کے لئے ہوگا اور یا اگر عام ہو تو قاعدہ ہے کہ موعود سے افضل کوئی چیز نہ ہو تو یہ ایجاز وعدہ ہے بلکہ مع شئی زائد ہے پس ایمان کامل پر دونوں مسرت و قناعت و رضا بالقضا ضرور عطا ہوتے ہیں جو ان اشیاء سے بھی افضل و اکمل ہے بلکہ ان اشیاء کی غایت مقصودہ بھی یہی کیفیات ہیں۔ آگے نوح علیہ السلام کا تتمہ کلام ہے یعنی میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ) تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت سے معتقد نہیں ہو (ورنہ شرک نہ کرتے) حالانکہ (مقتضیات اعتقاد عظمت کے موجود ہیں چنانچہ) اُس نے تم کو طرح طرح سے بنایا (چنانچہ نطفہ سے پہلے عنصر پھر غذا کا مرتبہ ہے اور نطفہ کے بعد علقہ و مضغہ وغیرہ کا مرتبہ ہے اور یہ تو دلیل انفسی ہے آگے دلیل آفاقی فرماتے ہیں کہ) کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے (اس کی مرفی سورۃ الطلاق) اور ان میں چاند کو نور کی چیز بنایا اور سورج کو (مثل) چراغ (روشن کے) بنایا (اور چاند کو سب آسمانوں میں نیچے رکھا مگر فی الجملہ باعتبار محسوسیت کے قمر فرمادیا۔ اور اس کے متعلق کچھ سورۂ فرقان میں گذر چکا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا دیا تو اس طرح کہ حضرت آدم مٹی سے بنائے گئے اور یا اس طرح کہ انسان نطفہ سے بنا اور نطفہ غذا سے اور غذا عناصر سے بنی اور عناصر میں غالب اجزاء ارضیہ ہیں) پھر تم کو (بعد مرگ) پھر زمین ہی میں لیجا دیگا اور (قیامت میں پھر اُسی زمین سے) تم کو باہر لے آدیگا اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو (مثل) فرش (کے) بنایا تاکہ تم اُس کے کھلے رستوں میں چلو (کیونکہ اس میں چلنا موقوف ہے امکان استقرار پر ورنہ بجائے مشی کے خسف و غرق ہوتا۔ یہ تمام مترتبہ کلام ہے جس کی حکایت نوح علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے بطور فریاد کے کی اور یہ سب حکایت عرض کرکے نوح (علیہ السلام نے) (یہ) کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا اور ایسے شخصوں کی پیروی کی کہ جن کے مال اور اولاد نے اُن کو نقصان ہی زیادہ پہونچایا (مراد ان شخصوں سے رؤساء ہیں جن کا عوام اتباع کیا کرتے ہیں اور مال اور اولاد کا ان رؤساء کو نقصان پہونچانا بایں معنی ہے کہ مال و اولاد سبب زیادت طغیان کا ہوگیا) اور (انہوں نے جن کا اتباع کیا ہے وہ ایسے ہیں) جنہوں نے (حق کے مٹانے میں)

سُوْرَۃُ الْجِنِّ مَکِّیَّۃٌ | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | وَھِیَ ثَمَانٍ وَعِشْرُوْنَ اٰیَۃً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝

آپ کہئے کہ میرے پاس وحی کی ہوئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے۔ اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے

بڑی بڑی تدبیریں کیں اور جنہوں نے (اپنے تابعین سے یہ) کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ (بالخصوص) ودّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق کو اور نسر کو چھوڑنا (خصوصیت ان کے ذکر کی اس لئے ہے کہ یہ بت زیادہ مشہور تھے) اور ان (رئیس) لوگوں نے بہتوں کو (بہکا بہکا کر) گمراہ کر دیا (وہ مکر کبار یہی) ضلال اور الیصار بالضلال ہے) اور (چونکہ مجکو آپ کے ارشاد لن یؤمن من قومک الا من قد آمن سے معلوم ہو گیا کہ یہ اب ایمان نہ لاویں گے اس لئے یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ) ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دیجئے (تاکہ یہ لوگ مستحق ہلاکت ہو جاویں پس مقصود دعا کر نا زیادہ ضلال کی نہیں بلکہ استحقاق ہلاکت کی ہے اور تحقیق اس دعا کی سورۂ یونس قصہ موسیٰ علیہ السلام میں گذری ہے۔ غرض انجام ان لوگوں کا یہ ہوا کہ) اپنے ان ہی گناہوں کے سبب وہ غرق کئے گئے پھر (بعد غرق) دوزخ میں داخل کئے گئے اور خدا کے سوا ان کو کچھ حمایتی بھی میسر نہ ہوئے اور نوح (علیہ السلام نے یہ بھی) کہا کہ اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ (یعنی سب کو ہلاک کر دے اور عموم ہلاکت و عموم بعثت کی بحث سورۂ صافات میں گذری ہے آگے اس دعا کی علت ہے کیونکہ) اگر آپ ان کو رہنے زمین پر رہنے دینگے تو (سب شاذ و (لن یؤمن الخ) یہ لوگ آپ کے بندوں کو گمراہ کریں گے اور (آگے بھی) ان سے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی (دعا میں سب کے بیچ میں سے غرق کا حال بطور جملہ معترضہ کے بیان فرمانا شاید تعلیل بیان استجابت دعا یا استیجاب خطیات مذکورہ بالا للعقوبۃ کے لئے ہو۔ اور کافروں کے لئے بددعا کرنے کے بعد مؤمنین کے لئے دعا فرمائی کہ) اے میرے رب مجکو اور میرے ماں باپ کو اور جو مؤمن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو (یعنی اہل و عیال باستثناء زوجہ و کنعان) اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخشدیجئے اور (چونکہ مقصود مقام میں بددعا ہے کافروں کے لئے اور مؤمنین کے لئے محض مقابلہ کی مناسبت سے ہو گئی تھی اس لئے پھر مضمون مقصود بددعا کی طرف عود ہے جس میں لا تزد الظٰلمین الا ضلٰلا کی مقصود کی تفسیر ہے یعنی) ان ظالموں کی ہلاکت اور بڑھا دیجئے (یعنی ان کی نجات کی کوئی صورت نہ رہے ہلاکت ہی ہو جاوے اور یہی مقصود تھا دعائے ضلال سے جیسا گذرا۔ اور ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نوح علیہ السلام کے والدین مؤمن تھے اور اگر اس کے خلاف ثابت ہو جاوے تو والدین سے مراد باوا و داد ہائے بعیدہ لیں گے اور تثنیہ مفرد کا نہ ہوگا بلکہ جنس کا ہوگا یا بعید میں مؤمنین کا تحقق یقینی ہے۔ اول دعا اپنے نفس کے لئے کی پھر اصول کے لئے پھر اہل و عیال کے لئے پھر عام تابعین کے لئے)

ملحقات الرحیمیہ
قولہ (لن یؤمن الخ) اس سے یہی امر اشارۃ الی ان الوحی علی عہد سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نوح علیہ السلام کما ہو علی ظاہرہ و قولہ (والدی الخ) علی سبیم مما قررنا ۱۲

سورۃ الجن مکیۃ وایہا ثمان وعشرون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں قصہ کفر و عقوبت قوم نوح سے ترہیب تھی کفار معاصرین کے ایمان نہ لانے پر اور اس سورت میں قصہ ایمان جن اور انکی تقریر متضمن تقریر توحید و رسالت سے ہے تاکہ ترغیب ہے کفار معاصرین کو ان امور پر ایمان لانے کی اس طرح پر کہ ناری الاصل باوجود علو و غلو کے ایمان لائے تو ترابی الاصل باوجود انغماس دونوں کے کیوں نہیں ایمان لاتے پھر بعد حکایت کلام جن کے ان ہی مضامین ثلثہ کی تقریر ہے۔ اور سبب نزول ان آیات کا وہی ہے جو سورۂ احقاف کے خیر کلوع الخ اور صحیحین وغیرہما مالک القصۃ و فیہا فہنالک رجعوا الی قومہم فقالوا یا قومنا انا سمعنا قرانا عجبا یہدی الخ فانزل اللہ علی نبیہ قل اوحی الخ اور تفسیر آیات سے پہلے چند واقعات جاننے کے قابل ہیں جنکی ضرورت تفسیر میں واقع ہوگی واقعہ اول بعثت محمدیہ سے پہلے شیاطین آسمان تک پہونچکر فرشتوں کی باتیں سنتے تھے بعد بعثت کے آنکو رجوم بالشہب سے روکدیا گیا اور اسی حادثہ کی تحقیق اس جن میں ہے یہ بات آپ تک پہونچے جیسا سورۂ احقاف میں گذرا واقعہ ثانی جاہلیت میں عادت تھی کہ جب کسی وادی میں مقام کرتے تو اس اعتقاد سے کہ جنات کے سردار ہماری حفاظت کریں گے عوذ بغیر ہذا الوادی من شر سفہاء قومہ واقعہ ثالث مکہ میں آنحضرت کی بددعا سے قحط نمودار ہوا تھا اور کئی سال تک رہا واقعہ رابع جب آپنے دعوت اسلام شروع کی تو کفار مخالفین کا آپ پر ہجوم اور نرغہ ہوا۔ الاولان من الدر المنثور والاخیران من تفسیر ابن کثیر ۔

حکایت اقوال جن در توحید و رسالت و مجازاۃ با تقریر انہا و آیات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝

وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ

اور ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے اُس نے کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد اور ہم میں جو احمق ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں بہت بڑھ چڑھ کر باتیں بناتے تھے اور ہم یہ خیال کرتے تھے

تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝

انسان اور جنات کبھی خدا کی شان میں ایسی بات نہ کہیں گے اور بہت سے لوگ آدمیوں میں ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے بعضے لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے سو جنات نے اُن آدمیوں کی بددماغی اور بڑائی

وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝

اور جیسا تم نے خیال کر رکھا ہے ویسا ہی آدمیوں نے بھی خیال کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہ کریگا اور ہم نے آسمان کی تلاشی لینا چاہا سو ہم نے اُس کو سخت پہرہ اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا

وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ

اور ہم آسمان کے موقعوں میں سننے کے لیے جا بیٹھا کرتے تھے سو جو کوئی اب سننا چاہتا ہے تو اپنے لئے ایک تیار شعلہ پاتا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کو کوئی تکلیف پہنچانا

فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝ وَّاَنَّا

مقصود ہے یا اُن کے رب نے اُن کو ہدایت کرنے کا قصد فرمایا ہے اور ہم میں بعضے نیک ہیں اور بعضے اور طرح کے ہیں ہم مختلف طریقوں پر تھے اور ہم نے

ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ

سمجھ لیا ہے کہ ہم زمین میں اللہ تعالیٰ کو ہرا نہیں سکتے اور نہ بھاگ کر اُسکو ہرا سکتے ہیں اور ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی تو ہم نے تو اُس کا یقین کر لیا سو جو شخص اپنے رب پر ایمان لائیگا

فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا

تو اُس کو نہ کسی کمی کا اندیشہ ہوگا اور نہ زیادتی کا اور ہم میں بعضے تو مسلمان ہیں اور بعضے ہم سے پھرے ہوئے ہیں سو جو شخص مسلمان ہو گیا اُنہوں نے تو بھلائی کا رستہ ڈھونڈھ لیا اور جو

الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ

بے راہ ہیں وہ دوزخ کے ایندھن ہیں اور اگر یہ لوگ رستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم اُن کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے تاکہ اُس میں اُن کا امتحان کریں اور

يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝

جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کرے گا اللہ تعالےٰ اُس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔

وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى

اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا

رَّصَدًا ۝ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا

طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ

فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ

فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝

اللغات

الجن الملئت یعنی بھرا ہوا الشہب شھاب کی جمع ہے القاموس میں ہے والشھاب والشعلۃ وسیاتی فی الموضع الاول و فی الموضع الثانی وسیاتی فی الموضع الثالث طلبنا بلوغھا مجازا حرسا اسم جمع وزنا ووصفا بالجمع ورصدا

فی القاموس رصدہ رقبہ یترصدہ فی الموضع الاول بما صار فی الموضع الثانی بمعنی رصدین طرائق قددا ای مذاھب متفرقۃ من قدد اذا تقطع القاموس قد قددا کثیرا بحیث کہ یرد خلقا صعدا شدیدا ۱۲

التحرو فی الامر ض حال ھربا حال فلا یخاف ای فھو لا یخاف ۱۲

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝١٨ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝١٩ ع ۱۱

اور جتنے سجدہ کی جگہیں ہیں وہ سب اللہ ہی کا حق ہیں سو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو اور جب خدا کا خاص بندہ خدا کی عبادت کرنے کو کھڑا ہوتا ہے تو یہ لوگ اُس بندہ پر ہیٹر لگانے کو ہو جاتے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝٢٠ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝٢١ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ

آپ یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اُسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔ آپ کہہ دیجئے کہ مجھکو خدا سے کوئی

اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝٢٢ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ

نہیں بچا سکتا اور نہ میں اُسکے سوا کوئی پناہ پا سکتا ہوں لیکن خدا کی طرف سے پہونچانا اور اُسکے پیغاموں کا اور کرنا یہ میرا کام ہے اور جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً اُن لوگوں کے

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝٢٣ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ۝٢٤ قُلْ

آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہانتک کہ جب اُس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو اُس وقت جانیں گے کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے آپ کہہ دیجئے

اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ۝٢٥ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰي غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝٢٦ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى

کہ مجھکو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ نزدیک ہے یا میرے پروردگار نے اُسکے لئے کوئی مدت دراز مقرر کر رکھی ہے وہ غیب جاننے والا ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ ہاں مگر اپنے

مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝٢٧ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ

کسی برگزیدہ پیغمبر کو تو اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے محافظ فرشتے پہرہ دیتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جاوے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہونچا دیئے اور

بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝٢٨ ع ۹ ۱۲

اللہ تعالیٰ ان کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اُسکو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝١٨ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝١٩ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝٢٠ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝٢١ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝٢٢ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝٢٣ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ۝٢٤ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ۝٢٥ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰي غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝٢٦ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝٢٧ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝٢٨

کسی (جن) نے (اب) کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سُنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے سو ہم تو اُس پر ایمان لے آئے (قرآن ہونا تو اُس کے مضمون سے معلوم ہوا اور عجیب ہونا اس سے کہ مشابہ کلام بشر کے نہیں) اور ہم (اب) اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے (یہ تتمہ ہے اَمَنّا بہ کا) اور (انہوں نے ان مضامین کا باہم تذکرہ کیا جو ذیل میں آتے ہیں اور وہ یہ تھے کہ) ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے اُس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد (کیونکہ عقلاً محال ہیں یہ تتمہ ہے لن نشرک کا) اور ہم میں جو احمق ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتے تھے (مراد اس سے کلمات شرک اتخاذ صاحبہ وولد وغیرہ ہیں) اور ہمارا (پہلے) یہ خیال تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کی شان میں جھوٹ بات نہ کہیں گے (کیونکہ بڑی بیباکی کی بات ہے) اس میں وجہ اپنے مشرک ہونے کی بیان کی کہ چونکہ اکثر جن وانس شرک کرتے تھے ہم سمجھے کہ خدا کی شان میں اتنے شخصوں نے جھوٹ ہرگز اتفاق نہ ہوگا بس ہم نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کر لیا حالانکہ یہ مطلق اتفاق مجتہد ہے اور نہ ہر اتفاق کا اتباع عذر ہے اور یہ شرک مذکور تو مشترک تھا) اور (ایک شرک خاص تھا بعضے آدمیوں کے ساتھ جس سے جنات کا کفر اور بڑھ گیا تھا وہ یہ کہ) بہت سے لوگ آدمیوں میں ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے بعضے لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے (جیسا واقعہ ثانی میں مذکور ہوا) سو ان آدمیوں نے اُن جنات کی بدد ماغی اور بڑھا دی (کہ وہ اس وہم میں مبتلا ہو گئے کہ ہم جنات کے سردار تو

اللغات المساجد السجدات علی ان المسجد بفتح المیم مصدر میمی بلد ام بمعنی مترادفین وعلیہ قولہ تعالیٰ الخ الا بلاغا استثناء منقطع من رشدا او قولہ لن یجیرنی جملۃ معترضۃ ۱۲

پہلے سے تھے اب آدمی ہی ہم کو ایسا بڑا سمجھتے ہیں پس اس سے بدو ماغی بڑھی اور کفر و عناد پر اور زیادہ مصر ہوگئے۔ یہاں تک مضمون متعلق توحید کے تھا، اور (آگے بحث کے متعلق ہے یعنی اُن جنات نے باہم یہ بھی تذکرہ کیا کہ) جیسا تم نے خیال کر رکھا تھا ویسا ہی آدمیوں نے بھی خیال کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا مگر یہ مضمون ہی غلط ثابت ہوا اور بعث کا حق ہونا معلوم ہوا اور (آگے رسالت کے متعلق مضمون ہے یعنی اُن جنات نے باہم یہ بھی تذکرہ کیا کہ) ہم نے آسمان (کی خبروں) کی (موافق عادت سابقہ کے) تلاشی لینا چاہا سو ہم نے اُس کو سخت پہرہ (یعنی محافظ فرشتوں) اور شعلوں سے (کہ جن کے ذریعہ سے حفاظت کی جاتی ہے) بھرا ہوا پایا (یعنی اب پہرہ ہو گیا ہے کہ کوئی جن آسمانی خبر نہ لیجانے پائے اور جو جاوے شہاب ثاقب سے مارا جاوے) اور (اس سے قبل) ہم آسمان (کی خبر سننے کے موقعوں میں (خبر) سننے کے لئے جا بیٹھا کرتے تھے (اور یہ مواقع خواہ اجزاء آسمان ہی کے ہوں اور یا اجزاء ہوا یا کسی ملائی خلا کے ہوں جو کہ آسمان کے قریب ہوں اور جنات اپنی لطافت و عدم ثقل کی وجہ سے اُس پر مستقر ہو سکتے ہوں جیسے بعضے پرندے ہوا میں چلتے چلتے ٹھہر جاتے ہیں اسو جو کوئی اب سُننا چاہتا ہے تو اپنے لئے ایک تیار شعلہ پاتا ہے (تفصیل اس کی واقعۂ اوّل میں گذر چکی اور تحقیق مباحث شہاب کی سورۂ حجر کے رکوع دوم میں گذری ہے یہ مضمون رسالت کے متعلق ہوا مطلب یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رسالت دی ہے اور دفع التباس کے لئے باب کہانت بند کر دیا ہے اور اس استراق کا بند ہونا ہی سبب ہوا ان جنات کے پہونچنے کا آپکی خدمت میں جیسا واقعہ اوّل میں مذکور ہے) اور (آگے مضامین مذکورہ کے متمات ہیں کہ) ہم نہیں جانتے کہ (ان جدید پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث فرمانے سے) زمین والوں کو کوئی تکلیف پہونچانا مقصود ہے یا اُن کے رب نے اُن کو ہدایت کرنے کا قصد فرمایا ہے (یعنی اب (یعنی مقصود تکوینی ارسال رسول کا معلوم نہیں کیونکہ رسول کے اتباع سے رشد و ہدایت ہوتی ہے اور مخالفت سے مضرت و عقوبت اور اتباع اور مخالفت آیندہ کا ہم کو علم نہیں پس عقوبت و ہدایت کی تعیین کا بھی ہم کو علم نہیں۔ شاید مقصود اس سے انذار ہو اپنی قوم کا کہ ایمان نہ لانے سے عقوبت کا استحقاق ہوگا و نیز نفی علم غیب سے تقویت ہے مضمون توحید کی کہ دیکھو بعضے لوگ علم غیب کو جنات کی طرف نسبت کرتے ہیں مگر ہم کو تو اتنی بھی خبر نہیں) اور ہم میں (پہلے سے بھی) بعضے نیک (ہوتے آئے) ہیں اور بعضے اور طرح کے (ہوتے آئے) ہیں (غرض) ہم مختلف طریقوں پر تھے (اسی طرح ان نبی کی خبر سُنکر اب بھی ہم میں دونوں طریقے کے لوگ موجود ہیں) اور (نہ ہمارا طریقہ تو یہ ہے کہ) ہم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم زمین (کے کسی حصہ) میں (جا کر) اللہ تعالیٰ کو ہرا نہیں سکتے اور نہ (اور کہیں) بھاگ کر اُس کو ہرا سکتے ہیں (ہرب سے مراد ہرب فی غیر الارض ہو بقرینۂ مقابلہ فی الارض کے جیسا کقولہ تعالیٰ مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ شاید اس سے بھی مقصود انذار ہو کہ اگر کفر کرینگے تو خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ اور اپنے پہلے مختلف طریقوں کے بیان کرنے سے شاید یہ مقصود ہو کہ باوجود وضوح حق کے بعض کا ایمان نہ لانا حق کے حق ہونے میں شبہہ انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے) اور ہم نے جب ہدایت کی بات سُن لی تو ہم نے تو اُس کا یقین کر لیا سو (ہماری طرح جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آویگا تو اُس کو نہ کسی کمی کا اندیشہ ہوگا اور نہ زیادتی کا (کمی کا یہ کہ اُس کی کوئی نیکی لکھنے سے رہ جاوے اور زیادتی یہ کہ کوئی گناہ زیادہ لکھ لیا جاوے شاید مقصود اس سے ترغیب ہو) اور ہم میں بعضے تو (ہی مضامین انذار و ترغیب کے سمجھ کر) مسلمان (ہو گئے) ہیں اور بعضے ہم میں (بدستور سابق) بے راہ ہیں سو جو شخص مسلمان ہو گیا اُنہوں نے تو بہلائی کا رستہ ڈھونڈھ لیا (جس پر ثواب مرتب ہوگا) اور جو بے راہ ہیں وہ دوزخ کا ایندھن ہیں (یہاں تک کلام جنات کا ختم ہو گیا جو معمول ہے قالوا کا) اور (آگے اوحی لے کے دوسرے معمولات ہیں یعنی محکوان مضامین کی یہی وحی ہوئی ہے کہ اگر یہ لوگ (سیدھے) رستے پر قایم ہو جاتے تو ہم اُن کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے تاکہ اُس میں اُن کا امتحان کریں (کہ نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں یا ناشکری) فرمائی کرتے ہیں۔ یہ غایت لنفتنہم قید واقعی ہے کیونکہ ہر نعمت پر یہ حکمت مرتب ہوتی ہے مطلب یہ کہ اگر اہل مکہ شرک نہ کرتے جس کی بدولت اوپر بضمن کلام جنات آچکی ہے تو اُن پر قحط مسلط نہ ہوتا جیسا واقعہ ثالث میں مذکور ہے مگر اُنہوں نے بجائے ایمان کے اعراض کیا اس لئے مبتلائے قحط ہوئے) اور (عقوبت کفر میں کچھ تخصیص اہل مکہ کی نہیں بلکہ) جو شخص اپنے پروردگار کی یاد (یعنی ایمان و طاعت) سے روگردانی کریگا اللہ تعالیٰ اُسکو سخت عذاب میں داخل کریگا اور (اوحی شدہ مضامین میں سے ایک یہ ہے کہ) جتنے سجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہیں (یعنی یہ جائز نہیں کہ کوئی سجدہ اللہ کو کیا جاوے اور کوئی سجدہ غیر اللہ کو جیسا مشرکین کرتے تھے اسو اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت مت کرو (اس مضمون میں یہی توحید کی تقریر ہے جس کا اوپر ذکر تھا) اور (اُن وحی شدہ مضامین میں سے ایک یہ ہے کہ) جب خدا کا خاص بندہ (اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں) خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ (کافر لوگ) اُس بندہ پر ہجوم لگانے کو ہو جاتے ہیں (یعنی تعجب و عداوت سے ہر شخص اس طرح دیکھتا ہے جیسے اب حملہ کرنے کے لئے بھیڑ لگا چاہتی ہے یہ بھی تتمہ ہے مضمون توحید کا کیونکہ اسمیں مذمت ہے مشرکین کی توحید سے اُن کو عداوت اور نفرت ہے اسی سبب عداوت کے

متعلقات الترجمۃ
ف۱ قولہ الی اشوا بعد مبعوث فرمانے سے کذا فی الکبیر ۱۲
ف۲ قولہ لنفتنہم امتحان و استعمال الاستفہام یجیئ الامتحان طوعین و رفع فی قولہ و نسلک صعودا ۱۲

متعلق جواب دینے کے لئے آپ کو ارشاد ہے یعنی) آپ (ان سے) یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا سو یہ کوئی تعجب و عداوت کی بات نہیں یہ سب مضمون متعلق توحید تھا آگے رسالت کے متعلق مضمون ہے کہ) آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا (یعنی تم جو ایسی فرمایشیں کرتے ہو کہ اگر آپ رسول ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر دیں تو اُس کا جواب ہے کہ تمہارے اختیار میں نہیں اور اسی طرح جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک طرح ہم آپ کو رسول مان لیں کہ آپ مضامین توحید و قرآن میں کچھ تغیر و تبدل کر دیں تو اس کے جواب میں) آپ کہہ دیجئے کہ (اگر خدانخواستہ میں ایسا کروں تو) مجھکو خدا (کے غضب) سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ میں اُس کے سوا کوئی پناہ (کی جگہ) پا سکتا ہوں (مطلب یہ کہ نہ خود کوئی میرا بچانے والا ہوگا اور نہ میری تلاش سے مل سکے گا اور کفار کے ایسے اقوال استعجال عذاب و استبدال قرآن وغیرہ کے قرآن میں جا بجا مذکور ہیں۔ اور اوپر کا اِلّا بلٰغًا الخ مستثنا میں نفی اختیار نفع و ضرر کی فرمائی آگے اثبات منصب رسالت کا فرماتے ہیں کہ ملک ضرر و نفع تو لازمہ نبوت نہیں اور وہ تو منتفی ہے) لیکن خدا کی طرف سے پہونچانا اور اُس کے پیغاموں کا ادا کرنا یہ میرا کام ہے (بلاغ اور رسالت میں باعتبار تحقق کے عموم و خصوص من وجہ ہے اگر ایک حکم کا عام اعلان کیا جاوے اور دوسرے احکام کا اعلان نہ ہو اول متحقق ہوگا نہ ثانی اور اگر سب احکام خاص خاص لوگوں کو بتلائے جاویں مگر اعلان عام نہ ہو تو ثانی متحقق ہوگا نہ اول اس لئے دونوں کو جمع کیا گیا کہ نبی کے ذمہ تمام احکام کا علے التعمیم پہونچانا واجب ہے) اور آگے توحید و رسالت دونوں کے متعلق مضمون ہے کہ) جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً اُن لوگوں کے لئے آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (مگر کفار اِس وقت ان مضامین سے متاثر نہیں ہوتے بلکہ اُلٹا مسلمانوں کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں لے الفریقین خیر مقاما و احسن ندیا اور یہ اس مہلت سے باز نہ آویں گے) یہاں تک کہ جب اُس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اُس وقت جانیں گے کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے (یعنی کافر ہی ایسے ہونگے جن کے کوئی کام نہ آوے گا پس مراد جماعت سے جماعت مطیعہ ہے ناصر امیں نافع اعلے کی نفی ہوگئی اور عدد امین نافع ادنی کی۔ آگے بعث کے متعلق کلام ہے کہ یہ لوگ قیامت کا وقت بطور انکار کے دریافت کرتے ہیں تو) کہہ دیجئے کہ مجھکو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ نزدیک (آنے والی) ہے یا میرے پروردگار نے اُس کے لئے کوئی مدت دراز مقرر کر رکھی ہے (لیکن ہر حال میں وہ آویگی ضرور رہا علم تعیین کا سو وہ محض غیب ہے اور غیب کا جاننے والا بھی ہے سو (جس غیب پر کسی کو مطلع کرنا مصلحت نہیں ہوتا) وہ اپنے (ایسے) غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا اور علم تعیین قیامت ایسا ہی ہے کہ اس پر کسی کو مطلع کرنے میں کوئی مصلحت نہیں کیونکہ وہ علوم متعلقہ بالنبوۃ سے نہیں جن کو حصول قرب الٰہی میں دخل ہوتا ہے پس ایسے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو (اگر کسی ایسے علم پر مطلع کرنا چاہتا ہے جو کہ علم نبوت سے ہو خواہ مثبت نبوت ہو جیسے پیشین گوئیاں خواہ فرع نبوت ہو جیسے علم احکام) تو (اس طرح اطلاع دیتا ہے کہ اُس کے آگے اور پیچھے (یعنی جمیع جہات میں وحی کے وقت) محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے (تاکہ وہاں شیاطین کا گذر نہ ہو جو کہ وحی کو فرشتے سے سُن کر اور کسی سے جا کہیں یا کسی وسوسہ وغیرہ کا القا کر سکیں چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے پہرہ دار فرشتے چار تھے کذا فی روح المعانی بروایۃ ابن المنذر عن ابن جبیر و بروایۃ ابن مردویہ عن ابن عباس اور یہ انتظام اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ (ظاہری طور پر) اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جاوے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغام (رسول تک صحیح طور سے) پہونچا دیئے (اور اس میں کسی کا دخل و تصرف نہیں ہوا اور پہونچانے والا تو صرف وحی کا فرشتہ ہے لیکن معیت کی وجہ سے رصد کی طرف بھی اسناد فعل کی کر دی) اور اللہ تعالےٰ اُن (پہرہ داروں) کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہے (اسلئے پہرہ دار ایسے مقرر کئے گئے ہیں جو اس کام کے پورے پورے اہل ہیں) اور اُس کو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے (پس وحی کے سب اجزاء ایک ایک کر کے اُس کو معلوم ہیں اور وہ سب کی پوری حفاظت کرتا ہے ملائکہ اور انبیاء کے اذہان میں پس یہ حفاظت استراق الشیاطین سے ہوا اور احاطہ میں حفاظت باعتبار صلاحیت وسائط کے ہوئی اور اصلی میں حفاظت نسیان سے ہوئی پس اول سے آخر تک سب حفاظتیں مرعی ہوئیں۔ حاصل مقام یہ کہ علم ساعت علوم نبوت سے نہیں ہے اس لئے اس کا علم نہ ہونا قادح نبوت یا مستلزم عدم وقوع ساعت نہیں ہے البتہ علوم نبوت عطا کئے جاتے ہیں اور وہی مقصود بعثت سے ہیں اور ان میں احتمال خطا کا نہیں ہوتا تو ایسے علوم سے تم مستفید ہو اور زوائد کی تحقیق چھوڑ دو) ف انہ تعالیٰ سے اخیر تک ایک قرارۃ کسرہ کی ہے تو سب معمول قالوا کے ہیں اور ایک قرارۃ فتح کی ہے جس کی توجیہ احمر کے نزدیک یہ ہے کہ بقرینہ قالوا کے ذکر کیا مقدر ہو اور سب کے معمول ہیں تو حاصل دونوں قراءتوں کی توجیہ کا ایک ہی ہوگا یعنی یہ سب کلام جن سے ہوگا واللہ اعلم فقط۔ اور فمن یستمع الآن آخر پر اگر شبہ ہو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی تو شہاب کا تکون ہوتا تھا جواب یہ ہے کہ اسباب طبیعیہ سے تکون تو پہلے سے تھا مگر ملائکہ کے ذریعہ سے ہونا اور رسمیہ اثر خاص رجم شیاطین کا ہونا بعد بعثت ہوا ہے اور فلا یظہر علی غیبہ احد الخ سے مناسبۃ مضمون ہوئی

ملتقطات الترجمہ

لہ قولہ فی اصل مدت و رانکہ فی الخازن والقرطبی ھکذا وکونہ مقابلا لقولہ قریب ۱۲

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	وَهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً
	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں	

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ اِنَّا

اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات یا اس نصف سے کسی قدر کم کر دو یا نصف سے کچھ بڑھا دو اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو ہم

سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝

تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں بے شک رات کے اٹھنے میں دل اور زبان کا خوب میل ہوتا ہے اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے بے شک تم کو دن میں بہت کام رہتا ہے

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلٰى

اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں تو اسی کو اپنا کام سپرد کرنے کے لئے تجویز کر لو اور جو باتیں کافر

مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا

ان پر صبر کرو اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ اور مجھ کو اور ان جھٹلانے والوں ناز و نعمت میں رہنے والوں کو چھوڑ دو اور ان لوگوں کو تھوڑے دنوں اور مہلت دیدو ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں

وَّجَحِيْمًا ۝ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ

اور دوزخ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے جس روز کہ زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے اور پہاڑ ریگ رواں ہو جاویں گے ہم نے

اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝

تمہارے پاس ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہی دیگا جیسا ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا پھر فرعون نے اس رسول کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو سخت پکڑنا پکڑا۔

آل عمران آیت ما کان اللہ لیذر المؤمنین میں گذر چکا ہے

سورۃ المزمل مکیۃ وایھا تسع عشرۃ او عشرون کذا فی البیضاوی

ربط اوپر کی سورت میں کفار کو امور ثلثہ توحید و رسالت و مجازاۃ پر ایمان لانے کی ترغیب تھی اس سورت میں ان کے ایمان نہ لانے پر جناب رسول اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ اور تثبیت کے لئے مثل آیت فاصبر علی ما یقولون و سبح بحمد ربک وغیرہا کے آپ کو کثرت ذکر اور قیام لیل کا امر ہے اور اس مجموعہ کے ضمن میں امور ثلثہ مذکورہ کا اثبات بھی ہوا اور یہ امر منضم ہے اول کی آیتوں کا ہو اور اخیر کی آیت طویلہ میں جو کہ اول کی آیتوں سے ایک سال کے بعد نازل ہوئی قیام لیل کے امر کو جو کہ بطور فرضیت کے تھا منسوخ فرمایا گیا رواہ فی الدر عن مسلم وغیرہ خواہ صرف امت سے بعض اقوال پر اور یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بعض اقوال پر جیسا سورہ اسراء کی آیت ومن اللیل فتھجد بہ الخ کی تفسیر میں گذر چکا ہے۔

امر بقیام اللیل والذکر والصبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را برائے تسلیہ و تحقیق مؤمنہا بالنسخ فرضیۃ قیام اللیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا

ثَقِيْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ

وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ

رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝

اللغات

المزمل فی القاموس تزمل ازمل تلفف فی الثوب رتل الترتیل التبیین وتفصیل بعض الحروف من بعض

ناشئۃ مصدر بمعنی قیام وطأ مواطاۃ اقلب اللسان سبحا تقلبا او تصرفا فی مھماتک او التسبیح او طویلا

مھیلا ہال الرمل صب فسا وبیلا فی الجمالیں شدیدا ۱۲

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝ السَّمَاءُ مُنفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ

سو اگر تم کفر کرو گے تو اُس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دیگا جس میں آسمان پھٹ جاویگا بے شک اُس کا وعدہ ضرور ہو کر رہیگا یہ ایک نصیحت ہے

فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ ع ۱ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ ع ۱۹ ۱۳

سو جو کوئی چاہے اپنے پروردگار کی طرف رستہ اختیار کرے آپ کے رب کو معلوم ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے بعضے آدمی دو تہائی رات کے قریب اور آدھی رات اور تہائی رات

الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ

کھڑے رہتے ہیں اور رات اور دن کا پورا اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے اُس کو معلوم ہے کہ تم اُس کو ضبط نہیں کر سکتے تو اُس نے تم پر عنایت کی سو تم کو چاہئے کہ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو اُس کو معلوم

أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ ۙ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ

کہ بعضے آدمی تم میں بیمار ہونگے اور بعضے تلاش معاش کے لئے ملک میں سفر کریں گے اور بعضے اللہ کی راہ میں جہاد

اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا ع ۲ ۱۴

کریں گے سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو اچھی طرح قرض دو اور جو نیک عمل اپنے لئے

لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۚ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

آگے بھیجو گے اُس کو اللہ کے پاس پہنچ کر اُس سے اچھا اور ثواب میں بڑھا ہوا پاؤ گے اور اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝ السَّمَاءُ مُنفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ ۙ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۚ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اے کپڑوں میں لپٹنے والے (وجہ اس عنوان سے خطاب کرنے کی یہ ہے کہ ابتدائے نبوت میں قریش نے دار الندوہ میں جمع ہو کر آپ کے بارہ میں مشورہ کیا کہ آپ کی حالت کے مناسب کوئی لقب تجویز کرنا چاہئے کہ اُس پر سب متفق رہیں کسی نے کہا کہ کاہن ہیں پھر رائے قرار پائی کہ کاہن نہیں ہیں کسی نے مجنوں کہا پھر اُسکو بھی سب نے غلط قرار دیا پھر ساحر کہا پھر بعض نے اس کو بھی رد کیا لیکن پھر کہنے لگے کہ ساحر اس لئے ہیں کہ حبیب کو حبیب سے جدا کر دیتے ہیں آپ کو یہ خبر پہونچ کر رنج ہوا اور رنج کی حالت میں کپڑوں میں لپٹ گئے جیسا اکثر سوچ اور رنج میں مغموم آدمی اس طرح کر لیتا ہے پس تائیس و ملاطفت کے لئے اس عنوان سے خطاب فرمایا کہ صفت موجودہ سے اشتقاق کرنا اسم کا عادۃً موجب ملاطفت ہے جیسا حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت علیؓ کو ابو تراب فرمایا تھا غرض آپ کو خطاب ہے کہ ان باتوں کا رنج نہ کرو بلکہ حق تعالیٰ کی طرف دوام و زیادت کے ساتھ توجہ رکھو اس طرح سے کہ (رات کو نماز میں) کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات کم کر دو بلکہ آرام کرو) یا اُس نصف سے کچھ کم کر دو یعنی نصف سے کم قیام کرو اور نصف سے زیادہ آرام کرو اور اس نصف سے کم کا مصداق ایک ثلث ہے بقرینہ قولہ تعالیٰ فیما بعد ثلثہ) یا نصف سے کچھ

اللغات منفطر بہ ۱۲ الباء الآلۃ او للظرف ۱۲

البلاغۃ قولہ ادنی من ثلثی اللیل نصفہ بالنصب فی قراءۃ وبالجر فی قراءۃ فعلی الاول یکون قد نصفہ مقحما الثلثین علی الثانی لیکون عاطفا الثلثین والنصف والثلث والجمع بین القراءتین ان النصف کما تقدر بین الثلثین یمکن تقدیرہ بین الثلث والنصف وعلی الثانی یکون قد عبر عنہما او فی من النصف والثلث لمکان زیادۃ الادنی فی الثلثین فی الاول ان النصف یدنو بالثلثین والثلث یدنو بالنصف والثلث فی الثانی ان الثلثین یدنوان بالنصف والثلث فلا یقع اضطراب فی تقدیر ہما الا فی الاقص لقلۃ مقدارہا بخلاف الثلثین حیث لا یمکن فیہ شیء من ذلک الا نحو ما ذکرنا

الثلثان تحقیق فی ضمن الادنی فہما فافہم فہو من المواہب ۱۲

فائدۃ فی الروح استدل ابو حنیفۃ رح بقولہ تعالیٰ فاقرءوا ما تیسر من القرآن علی ان الفرض فی الصلوۃ مطلق القراءۃ لا الفاتحۃ بخصوصہا وہو ظاہر علی القول بانہ جبر فی من الصلوۃ برکنہا وہو القراءۃ کما جبر بالسجود والقیام والرکوع فی مواضع اہ قلت بہذا التقریر اندفع ما یتوہم من تفسیری لقولہ تعالیٰ فاقرءوا ما تیسر من القرآن بالقرآن من انہ لا یتأتی ان یخالف ذہب ابی حنیفۃ من فرضیۃ القراءۃ المتأ ... منزل الامر علی الوجوب ۱۲

بڑھا دو (یعنی نصف سے زیادہ قیام کرو اور نصف سے کم آرام کرو اور اس نصف سے زیادہ کا مصداق قریب ثلث کے ہے بقرینہ قولہ تعالےٰ فیما بعد ادنیٰ من ثلثی اللیل عرض قیام لیل تو امر وجوبی سے فرض ہوا مگر مقدار وقت قیام میں تین صورتوں میں تخییر ہے۔ نصف شب۔ ثلثین شب۔ ثلث شب۔ اور (اس قیام لیل میں)

قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو (کہ ایک ایک حرف الگ الگ ہو اور یہی حکم غیر صلوٰۃ میں بھی ہے اور تخصیص محض مقام کی وجہ سے ہے۔ آگے امر بقیام لیل کی تعلیل و تسہیل ہے یعنی) ہم تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں (مراد قرآن مجید ہے جو نزول کے وقت بھی آپ کی حالت کو متغیر کر دیتا تھا جیسا احادیث میں ہے کہ ایکبار آپ کی ران زید بن ثابت کی ران پر رکھی تھی اس وقت وحی نازل ہوئی تو زید بن ثابت رض کی ران پھٹنے لگی اور جب آپ نزول وحی کے وقت ناقہ پر سوار ہوتے تو گردن ڈال دیتی اور حرکت نہ کر سکتی رواہ فی الدر عن احمد وغیرہ اور رشدت کے جاڑوں میں آپ عرق عرق ہو جاتے رواہ الشیخان عن عائشہ رض پھر علاوہ اس کے اس کا محفوظ رکھنا پھر دوسروں تک پہونچانے میں کافتیں برداشت کرنا ان اعتبارات سے ثقیل کہا گیا۔ اور اس میں تسہیل تو یہ ہے کہ قیام لیل کو شاق نہ سمجھنا ہم تو اس سے بہاری بھاری کام تم سے لینے والے ہیں اور تعلیل یہ ہے کہ قیام لیل کا حکم اس لئے کرتے ہیں کہ آپ خوگر ہوں ریاضت کے جس سے استعداد نفس اکمل و اقوی ہو کیونکہ ہم آپ پر قول ثقیل نازل کرنے والے ہیں تو اس کے لئے اپنی استعداد کا قوی کرنا ضرور ہے آگے قیام لیل کی دوسری تعلیل ہے کہ) بیشک رات کے اٹھنے میں دل اور زبان کا خوب میل ہوتا ہے اور ادعا ہو یا قرارت ہو ظاہر اور باطناً (ظاہراً تو اس طرح کہ فرصت کا وقت ہوتا ہے الفاظ و دعا و قرارت کے خوب اطمینان سے ادا ہوتے ہیں اور باطناً اس طرح کہ جی خوب لگتا ہے اور موافقت دل و زبان کا یہی مطلب ہے اور اس کا علت ہونا ظاہر ہے آگے ایک تیسری تعلیل ہے جس میں تخصیص شب کی حکمت کا بیان ہے وہ یہ کہ بیشک تم کو دن میں بہت کام رہتا ہے (دینوی ہی جیسے تدبیر مہمات خانہ داری اور دینی ہی جیسے تبلیغ اس لئے ان کاموں کے لئے رات تجویز کی گئی) اور (علاوہ قیام لیل کے جس کا اوپر ذکر ہوا دوسرے اوقات میں بھی) اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو (یعنی ذکر و تبتل یہ ہر وقت کا فرض ہے اور قطع کرنے کا مطلب ہے کہ علائق دنیوی اور تعلقات پر غالب رہے اور ان سب امور کا تسلیہ و تسریہ میں مؤثر ہونا ظاہر ہے آگے توحید کے ساتھ اس کی تاکید اور تصریح ہے (یعنی) وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں تو اسی کو اپنے کام سپرد کرنے کے لئے قرار دیدے (ہو اور یہ لوگ جو جو باتیں کرتے ہیں ان پر صبر کرو اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ (الگ ہونا یہ کہ کوئی تعلق نہ رکھو اور خوبصورتی سے یہ کہ ان کی شکایت و انتقام کی فکر میں مت پڑو) اور (آگے ان کے عذاب کی خبر دیکر تسلیہ کی تقویت کرتے ہیں یعنی) مجھ کو اور ان جھٹلانے والوں نازو نعمت میں رہنے والوں کو (حالت موجودہ پر) چھوڑ دو (یعنی رہنے دو وسیجیء تفسیرہ فی ایۃ فذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث من سورۃ ن) اور ان لوگوں کو تھوڑے دنوں اور مہلت دیدو (یہ کنایہ ہے صبر و انتظار سے یعنی چندے اور صبر کرو یعنے عنقریب ان کو سزا ہونے والی ہے کیونکہ ہمارے یہاں ہتھکڑیاں ہیں اور دوزخ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے (وہذا کقولہ تعالیٰ نمتعہم قلیلا ثم نضطرہم الی عذاب غلیظ) اور (وہ ناگہ عذاب ہے (پس ان لوگوں کو ان چیزوں سے سزا دی جاویگی اور یہ سزا اس روز ہوگی) جس روز کہ زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے اور پہاڑ (ریزہ ریزہ ہو کر) ریگ رواں ہو جاوینگے (پھر اڑتے پھریں گے۔ آگے مکذبین مذکورین کو بطور التفات کے خطاب ہے جس میں اثبات رسالت و تحقیق وعید بھی ہے یعنی) بیشک ہم نے تمہارے پاس ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر (قیامت کے روز) گواہی دینگے (کہ ان لوگوں نے تبلیغ کے بعد کیسا برتاؤ کیا) جیسا ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا پھر فرعون نے اس رسول کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو سخت پکڑنا پکڑا سو اگر تم (بھی بعد ارسال رسول کے عصیان اور) کفر کرو گے تو (اسی طرح ایک روز تم کو بھی مصیبت بھگتنا پڑے گی چنانچہ وہ مصیبت کا دن آنے والا ہے سو تم (اس دن کی مصیبت) سے کیسے بچو گے جو (غایت اشتداد سے) بچوں کو بوڑھا کر دیگا (یہ کنایہ ہے شدت سے) جس میں آسمان پھٹ جاویگا بیشک اس کا وعدہ ضرور ہو کر رہیگا پس یہ بھی احتمال نہیں ہے کہ وہ وقت ٹل جاوے) یہ تمام مضمون) ایک (بلیغ) نصیحت ہے سو جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف رستہ اختیار کرے (یعنی اس تک پہونچنے کے لئے دین کا رستہ قبول کرے اس میں مجازاۃ کا ذکر بھی ہو گیا جس سے مضامین ثلثہ کی تکمیل ہو گئی آگے اس قیام لیل کی فرضیت کا نسخ ہے جو اول سورت میں مذکور تھا۔

نسخ فرضیت قیام لیل

یعنی (اے محمد) آپ کے رب کو معلوم ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے بعضے آدمی (کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) تہائی رات (نماز میں) کھڑے رہتے ہیں (اور رات اور دن کا پورا اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے) اس کو معلوم ہے کہ تم اس (تقدیر پر رات) کو ضبط نہیں کر سکتے اور اس وجہ سے تم کو سخت مشقت لاحق ہوتی ہے کیونکہ اندازہ سے تخمینہ کرنے میں تو شبہہ رہتا ہے کمی کا اور اندازہ سے زیادہ عمل میں تمام رات کے قریب صرف ہو جاتا ہے تاکہ وقت مقدر یقیناً پورا ہو جاوے اور ان دونوں امر میں مشقت شدید ہے روحانی یا جسمانی اور آلات معرفت اوقات کے موجود نہ تھے)

سورۃ المدثر مکیۃ وھی ست وخمسون اٰیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تو (ان وجوہ سے) اُس نے تمہارے حال پر عنایت کی (اور) اُس پہلے حکم کو منسوخ فرما دیا) سو (اب) تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو (مراد اس قرآن پڑھنے سے تہجد پڑھنا ہے کہ اُس میں قرآن پڑھا جاتا ہے اور یہ امر ندب کے لئے ہے مطلب یہ کہ تہجد کی فرضیت منسوخ ہوگئی اب جس قدر وقت تک سان ہو بطور ندب کے اگر چاہو پڑھ لیا کرو اور منسوخ ہونے کی اصل علت مشقت ہے جس پر علم ان لن تحصوہ دال ہے اور اس کے قبل کا مضمون اس کی تمہید ہے چنانچہ ظاہر ہے اور آگے اسی نسخ کی دوسری علت ہے کہ) اُس کو (یہ بھی) معلوم ہے کہ (بعضے آدمی تم میں بیمار ہونگے اور بعضے تلاش معاش کے لئے ملک میں سفر کرینگے اور بعضے اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے (اس لئے بھی اُس حکم کو منسوخ کر دیا کیونکہ ان حالتوں میں پابندی تہجد کی اور اوقات کی مشکل تھی) سو (اس لئے بھی تم کو اجازت ہے کہ اب) تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو (وقدم تفسیرہ آنفا اور ہر علت پر مستقلاً اُس کو مرتب کیا پس تکرار نہ رہا) اور (گو تہجد منسوخ ہو گیا مگر یہ احکام اب بھی باقی ہیں یعنی یہ کہ) نماز (فرض ہی کی) پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو (وقدم تفسیرہ فی اول المومنین) اور اللہ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص سے) قرض دو اور جو نیک عمل اپنے لئے آگے (ذخیرہ آخرت کا بنا کر) بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس پہونچا کر اُس سے اچھا اور ثواب میں بڑا پاؤ گے (یعنی وجوہی اغراض میں خرچ کرنے سے جو عوض اور نفع مرتب ہوتا ہے اُس سے بہتر اور اعظم نفقات خیر پر ملیگا) اور اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو بیشک اللہ غفور رحیم ہے (استغفار بھی اُن ہی احکام میں ہے) اف ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ فرضیت تہجد کی عام تھی اور طائفہ سے شبہہ تبعیض کا نہ کیا جاوے کیونکہ سن تحمل بیان بھی ہے یا یہ طائفہ آپ کے ساتھ قیام کرتے ہوں اور باقی بطور خود اور نسخ بھی ظاہراً عام معلوم ہوتا ہے آپ کے حق میں بھی وھو شیٔ منہ فی التمہید اور ظاہراً نصف وثلث وثلثین میں اول شب آخر شب میں تخییر تھی البتہ ناشئہ سے ظاہراً فضیلت آخر کی معلوم ہوتی ہے۔

سورۃ المدثر مکیۃ وایھا ست وخمسون کذا فی البیضاوی

ربط اوپر کی سورت میں تسلیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مقصود اور انذار تبعاً مذکور تھا اس سورت میں انذار مقصود اور تسلیہ تبعاً ارشاد ہے اسلئے وہاں تسلیہ کی آیات زیادہ اور انذار کی کم اور یہاں انذار کی زیادہ اور تسلیہ کی کم ہیں۔ اور اس سورت میں بعض واقعات کی طرف اشارہ ہے توضیح سورت کے لئے اُن کی تفصیل لکھی جاتی ہے **واقعہ اولیٰ** احادیث میں ہے کہ سب سے پہلے سورہ اقرا کے شروع کی آیتیں نازل ہوئیں بعض مکتوبوں سے چندے وحی نازل ہوئی پھر ایسا اشکل ہوا آپ کو ایک آواز سنائی دی اوپر نظر اُٹھا کر دیکھا تو جبریل علیہ السلام ایک تخت پر درمیان زمین و آسمان کے بیٹھے ہیں آپ ہیبت سے گھبرا کر گھر لوٹ آئے اور کپڑوں میں لپٹ گئے اس پر اول کی آیتیں نازل ہوئیں لفظ مدثر میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور یہ آیتیں شروع نبوت کی ہیں اور بقیہ سورت کا بعد میں نزول ہوا ہے اور اتقان سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ مزمل کے بعد نزول ہوا ہے یعنی بقیہ کا **واقعہ ثانی** ولید بن مغیرہ کا فربڑا مالدار تھا اور اُس کے دس بیٹے تھے جو اُس کے پاس رہتے تھے اور بوجہ فراغت معاش کے اُن کو تلاش معاش کے لئے کہیں جانا نہ پڑتا تھا وہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اُس کو قرآن پڑھ کر سنایا اور وہ کسی قدر متاثر ہوا مگر ابوجہل نے اُس کو ورغلانا اور قریش میں تذکرہ ہوا کہ اگر ولید مسلمان ہو گیا تو بڑی خرابی ہوگی غرض سب مجمع ہوا اور آپ کے بارہ میں گفتگو ہوئی کسی نے کہا کہ آپ شاعر ہیں کسی نے کہا کہ آپ کاہن ہیں ولید نے کہا کہ میں شعر میں خود بڑا ماہر ہوں اور کاہنوں کی باتیں بھی سب سنی ہیں قرآن شعر ہے نہ کہانت لوگوں نے کہا کہ تیری کیا رائے ہے اُس نے کہا کہ سوچ لوں چنانچہ سوچ ساچ کر کہنے لگا کہ مجھکو سحر معلوم ہوتا ہے جس کا یہ تفریق بین الاحبہ ہے جو شروع مزمل میں مذکور ہوا اور اسکے قبل یہ بھی کہہ چکا تھا کہ یہ سحر ہی نہیں اور مجنونانہ کلام بھی نہیں اور یہ کلام اللہ ہے مگر محض اپنی برادری کو خوش کرنے کو یہ بات بنائی ذرفنی ومن خلقت سے ما صلیہ سقر تک اُسی کے متعلق مضمون ہے کذا فی الدر المنثور **واقعہ ثالثہ** حبابیت علیہا تسعۃ عشر کو کفار نے سُنا تو ایک کافر تھا ابوالاشدین اسید بن کلاۃ الجمحی اور وہ بڑا قوی تھا اُس نے کہا کہ اے قریش تم اس قدر نامت میں دس فرشتوں کو تو داہنے شانہ سے اور نو کو بائیں شانہ سے ہٹا دونگا اور ایک امت میں سے کہ ابوجہل نے کہا کہ وہ فرشتے تو انیس ہی ہیں اور تم بہت سے ہو کیا دس دس آدمی بھی ایک ایک کو کافی نہ ہونگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وما جعلنا اصحٰب النار الا ملٰئکۃ الخ اللہ تعالیٰ اب تفسیر شروع ہوتی ہے۔

امر بالانذار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ

اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھ پھر ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور بتوں سے الگ رہو اور کسی کو اس غرض سے نہ دو کہ زیادہ ملے اور اپنے رب

فَاصْبِرْ ۝ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا

کے واسطے صبر کیجئے پھر جس وقت صور پھونکا جاویگا سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی مجھکو اور اس شخص کو چھوڑ دیجئے جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا

وَجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا

اور اس کو کثرت سے مال دیا اور پاس رہنے والے بیٹے اور سب طرح کا سامان اس کے لئے مہیا کر دیا پھر بھی اس لالچ کی ہوس رکھتا ہے کہ اور زیادہ دوں ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا

عَنِيْدًا ۝ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝

مخالف ہے میں اس کو عنقریب دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤنگا اس شخص نے سوچا پھر ایک بات تجویز کی سو اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی پھر اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی پھر دیکھا پھر منہ بنایا اور زیادہ منہ بنایا

ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝

پھر منہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا پھر بولا کہ یہ تو جادو ہے منقول بس یہ تو آدمی کا کلام ہے میں اس کو جلدی دوزخ میں داخل کرونگا اور تم کو کیا خبر ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے

لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ

نہ باقی رہنے دیگی اور نہ چھوڑیگی وہ بدن کی حیثیت بگاڑ دیگی اس پر انیس فرشتے ہونگے اور ہم نے دوزخ کے کارکن صرف فرشتے بنائے ہیں اور ہم نے جو ان کی تعداد صرف اتنی کی ہے

اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا ۙ وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ

تو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہو تو اس لئے کہ اہل کتاب یقین کریں اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جاوے اور اہل کتاب اور مؤمنین

اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ

شک نہ کریں اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے وہ اور کافر لوگ کہنے لگیں کہ اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصود ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا ۙ وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ

اللغات الدثر بالکسر اللحاف والفتح لغۃ والکسر لغۃ والضم لغۃ والقذر وعبادۃ الاوثان کذا فی القاموس نقر بمعنی التصویت والنبذ بہ النفخ لانہ نوع منہ تور ساد هقه فی القاموس رہقہ کمسرہ کاد علیہ صعود فی القاموس الصعود المشقۃ وجبل فی جہنم ورمت بکسر الجیم ہذہ یا لحاصل لواحۃ فی القاموس لوح غیر ۱۲

النحو قولہ فاذا نقر جزاء شرط محذوف اے فوت ذلک الخ قولہ فذلک الخ مبتدا ویومئذ بدل منہ مبنی علی الفتح لاضافتہ الی غیر متمکن او الجر بدل یوم عسیر وعلی الکافرین بعسیر غیر یسیر للتاکید قولہ ذرنی عطف علی فکر وقدر وما بینہما من الدعاء اعتراض ۱۲

البلاغۃ قولہ وما جعلنا عدتہم الخ قصر فی الروح ومعنی قولہ تعالیٰ وما جعلنا عدۃ اصحاب النار الا العدد الذی ہو تسعۃ عشر لانہ یستلزم ان یکون عدۃ الملائکۃ تسعۃ عشر فکان الاصل فی الجملۃ ان یقال وما جعلنا عدتہم الا تسعۃ عشر فعدل عن ہذا الاسلوب الی ما ذکر لنکتۃ وہی ان فی ہذا الاسلوب اشعارا بان عدتہم لیست مقصودۃ لذاتہا وانما ہی مقصودۃ لکونہا فتنۃ للکافرین وان ہذا العدد بخصوصہ ہو الذی یقتضیہ الحکمۃ الالہیۃ وفیہ ایضا اشعار بان عدتہم لیست بقلیلۃ بحیث یستہان بہا ولا بکثیرۃ بحیث یعجز عن عدہا کذا ذکرہ الشیخ عبد الحکیم رحمہ اللہ تعالیٰ وقولہ الا فتنۃ للذین کفروا استثناء مفرغ من اعم الاحوال ای ما جعلنا عدتہم فی حال من الاحوال الا فی حال کونہا فتنۃ للذین کفروا وقولہ لیستیقن الذین اوتوا الکتاب الخ تعلیل لمحذوف تقدیرہ لیعلم اہل الکتاب صحۃ نبوتک بموافقۃ ما عندہم ویزداد الذین آمنوا ایمانا بالتصدیق بما نطق بہ الکتاب الالہی من غیر ریب ولا ارتیاب ولا یرتاب الفریقان الخ ۱۲

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝

اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کر دیتا ہے اور تمہارے رب کے لشکروں کو خود اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور دوزخ صرف آدمیوں کی نصیحت کے لئے ہے

كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۝ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ۝ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۝ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝ لِمَنْ شَاۗءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ

باتحقیق قسم ہے چاند کی اور رات کی جب جانے لگے اور صبح کی جب روشن ہو جاوے کہ وہ دوزخ بڑی چیزوں میں سے ہے ہر انسان کے لئے ڈرانے والی ہے یعنی تم میں جو آگے بڑھنا چاہے اس کے لئے بھی

اَوْ يَتَاَخَّرَ ۝ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ ۚ يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ

یا جو پیچھے رہنا چاہے اس کے لئے بھی ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں محبوس ہوگا مگر داہنے والے کہ وہ بہشتوں میں ہوں گے مجرموں کا حال پوچھتے ہوں گے کہ تم کو دوزخ میں

فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَاۗىِٕضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

کس چیز نے داخل کیا وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور شغل میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی شغل میں پڑا کرتے تھے اور قیامت کے دن کو

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ

جھٹلایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کو موت آ گئی سو اُن کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دیگی تو اُن کو کیا ہوا کہ اس نصیحت سے روگردانی کرتے ہیں کہ گویا وہ وحشی

مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ

گدھے ہیں جو شیر سے بھاگے جا رہے ہیں بلکہ ان میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کو کھلے ہوئے نوشتے دیئے جاویں ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ آخرت سے

الْاٰخِرَةَ ۝ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاۗءَ ذَكَرَهٗ ۝ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝

نہیں ڈرتے ہرگز نہیں یہ قرآن نصیحت ہے سو جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ اور بدون خدا کے چاہے یہ لوگ نصیحت قبول نہیں کریں گے۔ وہی اس کا مستحق ہے جس سے ڈرنا چاہئے اور جو صاف کرتا ہے

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۝ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ۝ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۝ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝ لِمَنْ شَاۗءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ۝ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ ۚ يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَاۗىِٕضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاۗءَ ذَكَرَهٗ ۝ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝

لے کپڑے میں پہننے والے اٹھو یعنی اپنی جگہ سے اٹھو یا یہ کہ مستعد ہو پھر (کافروں کو ڈرا) ڈرا (جو کہ مقتضا منصب نبوت کا ہے) اور یہاں تبشیر کو اس لئے نہیں فرمایا کہ یہ آیت بالکل ابتدائے نبوت کی ہے اُس وقت باستثنا ایک دو کے کوئی مسلمان نہ تھا تو انذار ہی (نسب تھا) اور اپنے رب کی بڑائیاں بیان کر (کہ اول چیز تبلیغ کی توحید ہے) اور (آگے بعض ضروری اعمال و عقائد و اخلاق کی تعلیم ہے جس پر خود بھی عامل رہنا چاہئے کہ تبلیغ کے ساتھ اپنی تہذیب بھی ضروری ہے یعنی ایک تو اپنے کپڑوں کو پاک کیجئے (یہ اعمال میں سے ہے اور چونکہ بالکل ابتدا میں نماز نہ تھی اس لئے اُس کا حکم نہیں ہوا) اور (دوسرے یہ کہ بتوں سے الگ ہو (جس طرح کہ اب تک الگ ہو یہ عقائد میں سے ہے یعنی بدستور سابق توحید پر دوام رکھو اور باوجود دوسری شق کے احتمال نہ ہونے کے بامر فرمانا اشارہ ہے اہتمام شان توحید کی طرف کہ ایسی ضروری چیز ہے کہ معصوم کو بھی باوجود احتیاج نہ ہونے کے اس کی تعلیم کی جاتی ہے تو غیر معصوم تو بدرجہ اولے اس کا مکلف ہوگا اور کسی کو اس غرض سے مت دو کہ (دوسرے وقت) زیادہ معاوضہ جاوے یہ متعلق اخلاق کے ہے اور لوگوں اور روں کے لئے یہ امر جائز ہے اگرچہ خلاف اولے ہے جیسا سورہ روم کی آیت وما اتیتم من ربا الخ کی تفسیر سے

اللغات كلا بمعنی حقا تاکید و ردع زجر فی القرآن اکثر اساسہ التقی مصدر صحیح المعنی قد مصدر موصوف کما فی الدر المنثور

النحو نذیرا حال من احدی و اصل نہیما تمیز ای نہا شدیدۃ حال کونہا نذیرا و ذکرہا بمعنی الانذار لمن شاء بدل من البشر باعادۃ الجار و مفعول شاء محذوف ای یسألون عن المجرمین من ہم و رفع المضمر و وضع المظہر موضع المضمر

البلاغۃ قولہ احدی ای فظیعۃ یقال قد استہم الوجہ ای تغیر

معلوم ہو سکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان چونکہ ارفع ہے اس لئے آپ کو اس کی اطلاع کی گئی کما قال الروح والاصح ان النہی للتہییج وامتہن خواصہ علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور پھر (اندار پر جما دینا، پیش آوے اُس پر) اپنے رب (کی خوشنودی[۵۲] کے واسطے صبر کیجئے (یہ خاص اخلاق متعلقہ بالتبلیغ میں سے ہے پس آیتیں جامع ہوگئیں تہذیب نفس و تہذیب غیر کو) پھر (اس ڈرانے کے بعد جو کوئی ایمان نہ لاوے گا اُس کے لئے یہ وعید ہے کہ) جس وقت صور پھونکا جاوے گا سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی (آگے بعض خاص کفار کا ذکر ہے یعنی) مجھ اور اُس شخص کو (اپنے اپنے حال پر) رہنے دو (کہ ہم اُس سے بھگت لیں گے) جس کو میں نے (مال و اولاد سے خالی اور) اکیلا پیدا کیا (جیسا کہ پیدا ہونے کے وقت آدمی کے پاس نہ مال ہوتا ہے اور نہ اولاد اور مراد اس سے ولید ہے جس کا قصہ واقعہ ثانی میں مذکور ہوا ہے) اور اُس کو کثرت سے مال دیا اور پاس رہنے والے بیٹے (دیئے) اور سب طرح کا سامان اُس کے لئے مہیا کر دیا پھر بھی (باوجود اس کے اس مال و اولاد کا شکر بجا نہ لایا کہ ایمان لے آتا بلکہ اس نعمت وافرہ کو بواسطہ کفران و بے قدری قلیل سمجھ کر) اس بات کی ہوس رکھتا ہے کہ (اُس کو) اور زیادہ دوں ہرگز (وہ زیادہ دینے کے قابل) نہیں (کیونکہ) وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے (اور مخالفت کے ساتھ عدم قابلیت ظاہر ہے گو استدراجاً دیدی جاوے لیکن اتفاق سے اُس شخص کی روز نزول آیت سے ظاہراً ہی ترقی بند ہوگئی چنانچہ پھر نہ کوئی اولاد ہوئی اور نہ کچھ مال بڑھا گو ترقی ہونے پر بھی مضمون آیت کا صحیح رہتا کیونکہ مضمون مقصود زجر ہے طمع زیادت بلا مقتضی قابل زجر ہے اور یہ سزائے زجریا عدم زیادت تو دنیا میں ہے دنیا میں ہے اور آخرت میں) میں اُس کو عنقریب (یعنی مرنے کے بعد) دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا (حدیث ترمذی میں مرفوعاً ہے کہ صعود دوزخ میں ایک پہاڑ ہے ستر برس میں اُس کی چوٹی پر پہونچے گا پھر وہاں سے گر پڑے گا پھر اسی طرح ہمیشہ چڑھے گا اور گرے گا اور وجہ اس سزا کی وہی عناد ہے جو اوپر مذکور ہوا اور آگے بھی اُس کی کچھ تفصیل ہے وہ یہ کہ) اس شخص نے (اس بارہ میں) سوچا (کہ قرآن کی شان میں کیا بات تجویز کروں) پھر (سوچ کر) ایک بات تجویز کی (جس کا بیان آگے آتا ہے) سو اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی (اور) پھر (مکرر) اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی[۵۳] (یہ تعجب مکرر غایت ذم و استہزاء کے لئے ہے یعنی کیسی بے ہودہ بات تجویز کی جس کا احتمال ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ سحر امور عادیہ سے ہے اور ایک حد تک اُس کی قوت ہے اور اُس میں اتنی قوت نہیں کہ جمیع غائبین پر بھی مؤثر ہو جاوے اور ماضین و مستقبلین پر بھی اقرار کر جاوے کہ نہ ماضین کے کلام میں سے کوئی اُس کا مثل پیش کر سکے اور مستقبلین کی نسبت بھی دعویٰ کیا جاوے کہ کوئی اسکے مثل نہیں بنا سکتا اور کاذب کو ایسے دعوے کی اولاً جرأت کہاں پھر آئندہ چل کر بہت جلد اُس کی تکذیب ہو جاتی غرض نہایت مہمل بات تجویز کی) پھر (حاضرین کے چہروں کو) دیکھا (کہ وہ تجویز کی ہوئی بات ان سے کہوں) پھر منہ بنایا (تاکہ دیکھنے والے سمجھیں کہ اس کو قرآن سے بہت کراہت و انقباض ہے) اور زیادہ[۵۴] منہ بنایا پھر منہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا (جیسا عادت ہے کہ جس چیز کو قابل اعراض سمجھتے ہیں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی گردن پھیر لیتے ہیں اور اظہار تنفر کرتے ہیں) پھر بولا کہ بس یہ تو جادو ہے (جو اوروں سے منقول رہے) بس یہ تو آدمی کا کلام ہے (مطلب یہ کہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ بشر کا کلام ہے جس کو آپ کسی جادوگر سے نقل کر دیتے ہیں یا آپ خود مصنف ہیں لیکن مضامین مدعیان نبوت سابقین سے منقول ہیں اور اسلوب عبارت نعوذ باللہ آپ کے سحر کا اثر ہے۔ آگے اس عناد کی سزا تفصیلاً فرماتے ہیں جیسا اوپر سارہقہ صعود اس اجمالاً فرمایا تھا پس عنید میں جرم کا ذکر اجمالاً اور مرکاھا میں عقوبت کا ذکر اجمالاً اور انہ فکر عنید کی تفصیل ہے اور ساصلیہ۔ سقر ھقہ کی تفصیل ہے یعنی) میں اس کو جلدی دوزخ میں داخل کرونگا اور تم کو کچھ خبر ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے (مقصود اس سے تہویل ہے وہ ایسی ہے کہ) نہ تو (داخل ہونے کے بعد داخل ہونے والوں کی کوئی چیز جلانے سے) باقی رہنے دیگی اور نہ (داخل ہونے کے قبل جو کفار اُس وقت باہر ہونگے نہ ان میں سے کسی کو جب اپنے اندر لئے ہوئے) چھوڑے گی (اور) وہ جلا کر بدن کی حیثیت بگاڑ دیگی (اور) اس پر انیس[۵۵] فرشتے (جو اُس کے خازن ہیں جن میں ایک مالک ہے مقرر) ہونگے (جو کافروں کو انواع انواع عذاب دیں گے حاصل یہ کہ فرشتے جن کی قوت معلوم ہے باوجود یکہ ان میں کا ایک ہی تمام اہل جہنم کی تعذیب کے لئے بس ہے پھر انیس فرشتوں کے مقرر ہونے سے ظاہر ہے کہ عذاب کا بہت ہی اہتمام ہوگا اور نکتہ انیس کے عدد میں حقیقۃً اللہ ہی کو معلوم ہے لیکن اوروں نے جو ذکر کیا ہے ان سب میں اقرب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس حقیر کے قلب میں القاء فرمایا ہے وہ یہ کہ اصل تعذیب کفار کی عقائد حقہ کی مخالفت پر ہے اور عقائد قطعیہ جو عملیات کے متعلق نہیں حسب تفصیل رسالہ فروع الایمان تو[۵۶] ہیں۔ ایمان[۵۷] لانا اللہ تعالیٰ پر اعتقاد[۵۸] رکھنا کہ عالم حادث ہے۔ ایمان[۵۹] لانا فرشتوں پر۔ ایمان[۶۰] لانا اُس کی سب کتابوں پر۔ ایمان[۶۱] لانا پیغمبروں پر۔ ایمان[۶۲] لانا قیامت کے دن پر جنت[۶۳] کا یقین کرنا۔ دوزخ[۶۴] کا یقین کرنا۔ باقی ان کی طرف راجع ہیں اور عقائد قطعیہ جو عملیات کے متعلق ہیں دس ہیں پانچ مامورات کے متعلق یعنی انکے جو کرنے کا حکم ہے

ملحقات الترجمۃ

۵۲ قولہ فی رضاء خوشنودی کما فی الدارک و وجہ اللہ ۱۲

۵۳ قولہ فی قدر تجویز کما فی الدارک قدر فی نفسہ ۱۲

۵۴ قولہ فی بسر زاد فی التقبض والکلوح ۱۲

اور وہ پانچ امورات جو شعائر اسلام ہیں یہ ہیں تلفظ بالشہادتین۔ اقامت صلوٰۃ۔ ایتاء زکوٰۃ۔ صوم رمضان۔ حج بیت۔ اور پانچ منہیات کے متعلق یعنی انکی تحریم کا اعتقاد اور وہ پانچ منہیات جو کہ آیت امتحان وغیرہ میں مذکور ہیں یہ ہیں۔ تلفظ بکلمہ کفر۔ سرقہ۔ زنا قتل خصوص قتل اولاد۔ بہتان۔ عصیان فی المعروف جس میں غیبت و ظلم و اکل اموال یتامیٰ وغیرہ سب آگیا پس یہ سب عقائد ملاکر انیس ۱۹ ہوئے فاید ایک ایک عقیدہ کے مقابلہ میں ایک ایک فرشتہ معین ہو اور چونکہ ان سب میں ایک عقیدہ سب سے بڑا ہے یعنی توحید اس لئے ان فرشتوں میں بھی ایک فرشتہ سب سے بڑا مقرر ہوا ہو یعنی مالک واللہ اعلم بالسرارہ) اور (اس آیت کا مضمون سنکر جو کفار نے تمسخر کیا جس کا بیان واقعہ تالتہ میں ہے اُن پر اگلا مضمون نازل ہوا) کہ ہم نے دوزخ کے کارکن (آدمی نہیں بلکہ) صرف فرشتے بنائے ہیں (جن میں سے ایک ایک فرشتہ میں تمام جن وانس کی برابر قوت ہے کذا فی الدر مرفوعاً ولفظ کہنا لہم مثل قوۃ الثقلین) اور ہم نے جو ان کی تعداد (ذکر وحکایت میں) صرف ایسی رکھی ہے جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہو (مراد اس سے شمار انیس کا ہے) تو اس لئے (کہ غایات اس پر مرتب ہوں یعنی) تاکہ اہل کتاب (سننے کے ساتھ) یقین کرلیں اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جاوے اور اہل کتاب اور مومنین شک نہ کریں اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں (شک کا) مرض ہے وہ اور کافر لوگ کہنے لگیں کہ اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصود ہے (اہل کتاب کے یقین کی دو توجیہ ہوسکتی ہے ایک یہ کہ اُن کی کتاب میں بھی یہ عدد لکھا ہو تو فوراً مان لیں گے اور اگر اب اُنکی کتابوں میں یہ عدد نہو تو ممکن ہے کہ کتابوں کے ضایع ہونے سے ضائع ہوگیا ہو اور دوسری توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ عدد اُن کی کتاب میں نہو لیکن وہ فرشتوں کی قوت کے قائل تھے اور نیز بہت سے امور توقیفیہ ان کی کتابوں میں موجود تھے تو اُن کے پاس کوئی مبنی انکار نہ تھا پس استیقان سے مراد عدم انکار و عدم استہزاء ہوگا لیکن ظاہر توجیہ اول ہے۔ اور اہل ایمان کے ایمان کی زیادت کی بھی دو توجیہ ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ اہل کتاب کے استیقان کو دیکھکر ان کا ایمان کیفاقوی ہو کہ آپ باوجود عدم اختلاط اہل کتاب کے وحی سابق کی موافق خبر دیتے ہیں ضرور نبی برحق ہیں۔ دوسری توجیہ یہ کہ جب کوئی مضمون نیا نازل ہوتا تھا اس پر ایمان لاتے تھے پس ایک فرد تصدیق کی اور بڑھی پھر ایمان زائد ہوا اور لایزداد کو تاکید کے لئے بڑھایا کہ اثبات یقین اور نفی شک دونوں کی تصریح ہو جائے باوجود یہ بھی تلازم کے۔ اور مرض میں دو احتمال ہیں ایک شک کیونکہ ظہور حق کے بعد بعضے جاحد اور منکر ہوتے ہیں بعضے متردد ہوتے ہیں تو اہل مکہ میں بھی ایسے لوگ ہوں گے دوسرا نفاق تو اس میں پیشین گوئی ہوگی کہ مدینہ میں منافق ہونگے اور انکا یہ قول ہوگا اور مومنین اور اہل کتاب کے اثبات و نفی شک کو جدا جدا اس لئے فرمایا کہ اہل کتاب کا یقین و نفی شک لغوی ہے اور مومنین کا شرعی آگے فریقین کے حال پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے ان ایمان والوں کو اس باب میں خاص ہدایت کی اور ان کافروں کو اس باب خاص میں گمراہ کیا) اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کردیتا ہے اور (آگے تتمہ مذکور ہے مضمون سابق متعلق عدد خزنہ جہنم کا یعنی یہ انیس ۱۹ فرشتوں کا مقرر ہونا کسی حکمت سے ہے ورنہ) تمہارے رب کے (ان) لشکروں (کی یعنی فرشتوں کی تعداد اس کثرت سے ہے کہ اس) کو بجز رب کے کوئی نہیں جانتا (اگر وہ چاہتے تو بے انتہا فرشتوں کو خازن بنا دیتے اور اب بھی گو خازن نہیں ہیں مگر اُن کے اور اعوان وانصار بہت کثرت سے ہیں چنانچہ حدیث مسلم میں ہے کہ جہنم اس حال میں حاضر کیا جاویگا کہ اس کے ستر ہزار باگیں ہونگی اور ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوں) اور جو اصل مقصود ہے جہنم کا حال بیان کرنے سے وہ عدد کی قلت یا کثرت یا تعیین یا انکشاف حکمت تخصیص یا عدم انکشاف پر موقوف نہیں اور وہ اصل مقصود یہ ہے کہ) دوزخ کا حال بیان کرنا) صرف آدمیوں کی نصیحت کے لئے ہے (تاکہ وہاں کے عذاب کو سنکر ڈریں اور ایمان لاویں اور یہ مقصود کسی خاص خصوصیات پر موقوف نہیں پس مقتضا عقل کا بھی یہی ہے کہ اصل مقصود کو محفوظ ملحوظ رکھکر ان بالائی امور کے درپے نہوں آگے جہنم کی عقوبت کا کسی قدر بیان ہے جس کو ذکر لبشر کے اجمال کی تفصیل ہے پس ارشاد ہے کہ بالتحقیق قسم ہے چاند کی اور رات کی جب جانے لگے اور صبح کی جب روشن ہو جائے کہ وہ دوزخ بڑی بھاری چیز ہے جو انسان کے لئے بڑا ڈراوا ہے یعنی تم میں جو (خیر کی طرف) آگے کو بڑھے اس کے لئے بھی یا جو (خیر سے) پیچھے کو ہٹے اس کے لئے بھی (مطلب یہ کہ جمیع مکلفین کے لئے نذیر ہے اور چونکہ عواقب اس انداز کے قیامت میں ظاہر ہوں گے اس لئے قسم ایسی چیزوں کی کھائی گئی جو تیاسکے بہت ہی مناسب ہے چنانچہ قمر کا اول بڑھنا پھر گھٹنا نمونہ ہے اس عالم کے تشوونما اور پھر اضمحلال وفنا کا یہاں تک کہ چاند کے محاق کی طرح یہ بھی فانی محض ہو جاویگا اسی طرح اس عالم دنیا کو اس عالم آخرت کے ساتھ اختفاء وانکشاف حقائق میں ایسی نسبت ہے جیسے رات کو دن کے ساتھ پس اس عالم کا ختم ہو جانا مشابہ رات گذر جانے کے ہے اور اس عالم کا ظہور مشابہ اسفار صبح کے ہے آگے اس کے اور اس کے اہل کے بعض احوال کا بیان ہے یعنی) ہر شخص اپنے اعمال (کفریہ کے بدلے میں (دوزخ میں) محبوس ہوگا گرو اہنے والے جس کی تفسیر سورۂ واقعہ میں گذری ہے اور یہاں یہ مقابل اصحاب الشمال کے ہے پس مقربین کو بھی شامل ہے حاصل یہ کہ مومنین اس حبس سے

سورة القيٰمة مكية وهي اربعون اٰية

مستقبل ہیں) کہ وہ بہشتوں میں ہوں گے (اور) مجرموں (یعنی کفار) کا حال (خود ان کفار ہی سے) پوچھتے ہوں گے (اور کیفیت تکلم کی باوجود تباین دارین کے ان میں گفتگو کیونکر ہوگی سورۂ اعراف آیات ونادی اصحاب الجنة اصحاب النار الخ کی تفسیر میں گذری ہے اور یہ سوال تقریعًا ہوگا حاصل یہ کہ مومنین کفار سے پوچھیں گے کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا وہ کہیں گے کہ ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو جس کا کہ حق واجب تھا کھانا کھلایا کرتے تھے اور (جو لوگ دین حق کے ابطال کے مشغلہ میں رہتے تھے ان) مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی (اس مشغلہ (ابطال دین) میں رہا کرتے تھے اور قیامت کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے یہاں تک کہ (اسی حالت میں) ہمکو موت آگئی (اور ہم ان حرکات سے باز نہ آئے یعنی خاتمہ اسی نافرمانی پر ہوا اس وجہ سے ہم دوزخ میں آئے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفار مکلف بالفروع ہیں سقر میں دو چیزیں ہونگی تعذیب وزیادت تعذیب پس ممکن ہے کہ مجموعۂ اعمال مذکورہ سبب ہو مجموعہ تعذیب وزیادت تعذیب کا اس طرح کہ کفر تکذیب تو سبب ہو تعذیب کا اور ترک صلوٰۃ وغیرہ سبب ہو زیادت تعذیب کا اور غیر مکلف بالفروع ہونے کے معنے یہ کہے جاویں گے کہ ان فروع پر نفس تعذیب نہوگی اور زیادت تعذیب اس لئے ہو کہ ضمن اصول میں تو آخر ان فروع کے بھی مکلف ہیں پس تکلیف ضمنی سبب ہو جاوے زیادت کا) سو (حالت مذکورہ میں) انکو سفارش کرنیوالوں کی سفارش نفع ندیگی (اور اس عدم نفع کا تحقق عدم شفاعت کے تحقق سے ہوگا یعنی شفاعت ہی نہوگی لقولہ تعالیٰ فما لنا من الشافعین آگے ان کے اعراض پر تفریع ہے کہ جب کفر و اعراض کی بدولت انکی یہ گت بننے والی ہے) تو انکو کیا ہوا کہ اس نصیحت (قرآنی) سے روگردانی کرتے ہیں کہ گویا وہ وحشی گدھے ہیں جو تیر سے بھاگے جا رہے ہیں (اس تشبیہ میں کئی امر کی رعایت ہے اول تو گدھا بلادت وحماقت میں مشہور ہے دوسرے اس کو وحشی فرض کیا جس کو گورخر کہتے ہیں کہ وہ بعضے غیر مخوف چیزوں سے بھی طبعًا بدکتا بھاگتا ہے تیسرے تیر سے اس کا ڈرنا فرض کیا کہ اس صورت میں ان کا بھاگنا انتہا درجہ کا ہوگا اور اس بھاگنے کے اسباب میں ایک سبب یہ سمجھتی کہ یہ لوگ اس قرآن کو بزعم خود حجیت میں کافی نہیں سمجھتے) بلکہ ان میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے (آسمانی) نوشتے دیئے جائیں (جیسا دمنثرة فقاده سے مروی ہے کہ بعضے کفار نے آپ سے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کا اتباع کریں تو خاص ہمارے نام ایسے نوشتے آئیں جن میں آپ کے اتباع کا حکم لکھا ہوا ھ وہذا کقولہ تعالیٰ حتی تنزل علینا کتابا نقرءہ اور نشور کا بڑھانا تو فیہ مقصود کے لئے ہے یعنی جیسے معمولی خطوط ہوتے ہیں کہ کھولے جاتے ہیں اور پڑھے جاتے ہیں ایسے ہی نوشتے ہمارے پاس آنے چاہئیں آگے اس بیہودہ درخواست کا رد ہے کہ یہ ہرگز نہیں (ہو سکتا کیونکہ نہ اس کی ضرورت اور نہ ان لوگوں کو اس کی لیاقت اور خصوص اس وجہ سے کہ اس درخواست کا سبب یہ نہیں کہ دل میں ان کا ارادہ ہو کہ اگر ایسا ہوگا تو اتباع کریں گے) بلکہ سبب یہ ہے کہ) یہ لوگ آخرت (کے عذاب) سے نہیں ڈرتے اس لئے حق کی طلب نہیں ہے اور یہ درخواستیں محض تعنت سے ہیں حتیٰ کہ اگر یہ درخواستیں بالفرض پوری بھی ہو جاویں تب بھی یہ لوگ اتباع نہ کریں کقولہ تعالیٰ ولو نزلنا علیك كتابا فی قرطاس فلمسوہ بایدیهم لقال الذین کفروا ان هذا الا سحر مبین آگے بطور تسلی کے اس کردار پر زجر ہے کہ جب اس درخواست کا بیہودہ ہونا ثابت ہو گیا پس یہ) ہرگز نہیں (ہو سکتا بلکہ) یہ قرآن ہی نصیحت کے لئے کافی ہے سو (اور صحف کی حاجت نہیں) سو (اس حالت میں جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے (اور جس کا جی چاہے نہ کرے جہنم میں جاوے ہمکو کوئی ضرورت نہیں کہ صحیفے نازل کریں) اور (قرآن کے تذکرہ ہونے میں اس سے شبہ نہ کیا جاوے کہ بعض لوگوں کو اس سے تذکر نہیں ہوتا بات یہ ہے کہ قرآن گو فی نفسہ تذکرہ ہے لیکن) بدون خدا کے چاہے یہ لوگ نصیحت قبول نہیں کریں گے (اور اس نہ چاہنے میں بعضی حکمتیں ہیں لیکن قرآن فی نفسہ تذکرہ ضرور ہے پس اس سے تذکر حاصل کرو اور خدا کی اطاعت کرو کیونکہ) وہی ہے جس (کے عذاب) سے ڈرنا چاہئے اور (وہی ہے) جو (بندوں کے گناہ) معاف کرتا ہے کقولہ تعالیٰ ان ربك لسریع العقاب وانه لغفور رحیم ف ولید بن مغیرہ کو وحید کہنے میں ایک نکتہ کی بھی رعایت ہے وہ قریش میں بوجہ اس کے کہ اس قدر مال اور اولاد کوئی نہ رکھتا تھا وحید مشہور تھا اللہ تعالیٰ نے دوسرے معنے کے اعتبار سے وحید فرمایا جو اس کے عجز و درماندگی پر دال ہے اور اس قصہ سے قرآن میں تعرض ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ ماسوائے اول کی آیتوں کے بقیہ سورت ابتدائے نبوت سے عرصہ کے بعد نازل ہوئی کیونکہ اس کا یہ قصہ بعد ہی میں ہوا ہے کذا فی روح المعانی پس اتقان میں جو سورہ مدثر کا نزول بعد سورۂ نون اور سورۂ مزمل کے لکھا ہے وہ باعتبار اسی بقیہ کے ہے واللہ اعلم۔

سورة القيٰمة مكية وايها تسع وثلثون كذا فی البیضاوی۔

ملحقات الترجمة

لہ قولہ قبل فما لهم جب کفروا عراض الخ اشارۃ الی توجیہ نظائم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى

میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے ہم ضرور جمع کریں گے ہم تو اس پر قادر ہیں

اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝

کہ اس کی انگلیوں کی پوریوں تک درست کردیں۔ بلکہ بعضا آدمی یوں چاہتا ہے کہ اپنی آئندہ زندگی میں بھی فسق و فجور کرتا رہے۔ پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئیگا۔ سو جس وقت آنکھیں خیرہ ہوجاوینگی۔ اور چاند بے نور ہوجاویگا

وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ ۝

اور سورج اور چاند ایک حالت کے ہوجاویں گے اس روز انسان کہیگا اب کدھر بھاگوں ہرگز نہیں کہیں پناہ کی جگہ نہیں اس دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس ٹھکانا ہے

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ

اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا ہوا جتلا دیا جاویگا بلکہ انسان خود اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا گو اپنے حیلے پیش لاوے اے پیغمبر آپ قرآن پر

لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ

اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تاکہ آپ اس کو جلدی جلدی لیں ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کردینا اور اس کا پڑھوا دینا تو جب ہم اس کو پڑھنے لگا کریں تو آپ اس کے تابع ہوجایا کیجئے پھر اس کا بیان کرا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے اے منکرو ہرگز ایسا نہیں

الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ۝

بلکہ تم دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو بہت سے چہرہ تو اس روز بارونق ہوں گے اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے اور بہت سے چہرہ اس روز بدرونق ہوں گے

ربط سورت سابقہ کے قرب ختم پر ارشاد ہے لا یخافون الاخرۃ اور اس سورت میں کچھ احوال آخرت کے بھی مذکور ہوئے ہیں اس سورت میں آخرت کے احوال کی تفصیل ہے اور تبعاً مقدمہ آخرت یعنی موت کے وقت کا حال بھی اور تقریب بعثت کے لئے ابتدا خلقت کا حال بھی مذکور ہے اور یدبع الانسان الخ سے چونکہ حق تعالےٰ کا محصی ہونا باوجود انسان کے محصی نہ ہونے کے ثابت ہوتا ہے اس کے استطراد سے مضمون لا تحرک بہ لسانک الخ لایا گیا اور ایت لا تحرک بہ الخ یہ ارتباط مواقب سے ہے جس کی تقریر ترجمہ میں آویگی۔

تفصیل احوال قیامت مع مضامین استطرادیہ نہی از تعجیل بالقرآن و حالت قرب موت و حالت ابتدائے خلقت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ ۝ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ۝

اللغات لا وزر فی القاموس معقل۔ مجاز مقصم ۱۲

النحو قولہ قادرین حال من ضمیر نجمع المقدر الدال علیہ جملۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ الی ربہا ناظرۃ تقدیم المعمول، الالتفات من الغیبۃ الی الخطاب، الاضمار، الایذان بانتظار الی اللہ تعالیٰ بنیل عظیم ۱۲

الروایات قولہ تعالیٰ لا تحرک بہ لسانک الخ روی عن الصحیحین و السنن عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعالج من التنزیل شدۃ فکان یحرک بہ لسانہ و شفتیہ فاخذ ان یتلفظ فانزل اللہ تعالیٰ لا تحرک بہ لسانک الخ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحفظ ذلک جبریل علیہ السلام طرق فی نفسہ تتبع فاذا ذہب قراہ کما وعدہ اللہ عزوجل و فی من روایۃ الشیخین بہ جاءہ عنہ قال فی بیانہ ثم ان علینا ان نبینہ بلسانک

کتب خانہ حقانیہ

تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝ كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ۝ وَقِیْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝

خیال کرے کہ ہونگے کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جاویگا ہرگز ایسا نہیں جب جان ہنسلی تک پہونچ جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ کوئی جھاڑنے والا ہے اور یقین کرتا ہے کہ یہ مفارقت کا وقت ہے اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے

اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَىِٕذِ ِۨالْمَسَاقُ ۝ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی ۝ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤی اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰی ۝ اَوْلٰی لَكَ

اُس روز تیرے رب کی طرف جانا ہوتا ہے تو اُس نے نہ تو تصدیق کی نہیں اور نہ نماز پڑھی تھی لیکن تکذیب کی تھی اور منہ موڑا تھا پھر ناز کرتا ہوا اپنے گھر چل دیتا تھا تیری کم بختی ہو

فَاَوْلٰی ۝ ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ۝ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی ۝ اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً

کمبختی آنے والی ہے پھر تیری کمبختی ہو گھنتی آنے والی ہے کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جاویگا کیا یہ شخص ایک قطرہ منی نہ تھا جو ٹپکایا گیا تھا پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا

فَخَلَقَ فَسَوّٰی ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی ۝ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی ۝

پھر اللہ تعالےٰ نے بنایا پھر اعضاء درست کئے پھر اُس کی دو قسمیں کر دیں مرد اور عورت کیا وہ اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ مردوں کو زندہ کر دے

تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝ كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ۝ وَقِیْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰی رَبِّكَ

یَوْمَىِٕذِ ِۨالْمَسَاقُ ۝ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی ۝ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤی اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰی ۝ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ۝ ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ۝

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی ۝ اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ

وَالْاُنْثٰی ۝ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی ۝ میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے یعنی نیکی کرکے یہ کہے کہ میں نے کیا کیا ہے اس میں اخلاص نہ تھا کہیں فلانی خرابی رہ گئی تھی اور گناہ ہو جاوے تو بہت ہی نادم ہو کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس و الحسن پس اس معنی کے اعتبار سے نفس مطمئنہ کو بھی شامل ہے اور جواب قسم محذوف ہے یعنی تم ضرور مبعوث ہو گے اور ان دونوں قسموں کا مناسب مقام ہونا ظاہر ہے قیامت کا تو اس لئے کہ وہ ظرف بعث ہے اور نفس لوامہ کا اس لئے کہ ایسا نفس مصدق ہوتا ہے بعث کا۔ آگے منکرین بعث پر رد ہے یعنی) کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کرینگے انسان سے مراد کافر اور ہڈیوں کی تخصیص اس لئے کہ اصل عماد بدن یہی ہیں آگے اس انکار کا جواب ہے یعنی) ہم ضرور جمع کریں گے (اور یہ جمع کرنا ہم کو کچھ دشوار نہیں) کیونکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پوریوں تک درست کر دیں (پوریوں کی تخصیص ذکری دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ یہ اطراف بدن ہیں اور تکمیل ہر شے کے بننے کی اس کے اطراف پر ہوتی ہے چنانچہ ہمارے محاورہ میں بھی ایسے موقع پر یوں کہتے ہیں کہ میرے پور پور میں درد ہے یعنی تمام بدن میں۔ دوسرے یہ کہ پوریوں میں باوجود چھوٹی ہونے کے عجیب صنعت کی رعایت زیادہ ہے اور عادۃً یہ زیادہ دشوار ہے پس جو اس پر قادر ہوگا وہ آسان پر بدرجہ اولیٰ قادر ہوگا لیکن بعضا آدمی قدرت الٰہیہ میں غور نہیں کرتا اور قیامت کا قائل نہیں ہوتا) بلکہ (ایسا) بعضا آدمی (قیامت کا منکر ہو کر) یوں چاہتا ہے کہ اپنی آئندہ زندگی میں بھی (بے خوف خطر ہو کر) فسق و فجور کرتا رہے (اس لئے بطور انکار کے پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئیگا (یعنی چونکہ اپنی تمام عمر معاصی و شہوات میں گذارنے کا عازم ہے اس لئے اس کو طلب حق کی نوبت ہی نہیں آتی کہ قیامت کا ہونا اس کو ثابت ہو اس لئے انکار پر مصر ہے اور انکاراً پوچھتا ہے کہ کب آئیگی) سو جبوقت (مارے حیرت کے) آنکھیں خیرہ ہو جاوینگی (اور وجہ اس حیرت کی یہ ہوگی کہ جن کی تکذیب کرتا تھا وہ دفعتاً نظر آجاوینگی کذا فی الجلالین) اور چاند بے نور ہو جاویگا اور (چاند کی کیا تخصیص ہو بلکہ) سورج اور چاند (دونوں) ایک حالت کے ہو جاویں گے (یعنی دونوں بے نور ہو جاویں گے جیسا حدیث بخاری میں آیا ہے تکوران و معنی کورت قال ابن عباس اظلمت، و الحا فی الدر المنثور سورۃ التکویر اور چاند کو جدا بیان کرنا شاید اس لئے ہو کہ عرب کو بوجہ حساب رکھنے کے اس کا حال دیکھنے کا زیادہ اہتمام تھا) اس روز انسان کہیگا کہ اب کدھر بھاگوں (ارشاد ہوتا ہے کہ ہرگز بھاگنا ممکن) نہیں (ہوگا کیونکہ) کہیں پناہ کی جگہ نہیں (ہوگی) اس دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس ٹھکانا (جانے کا) ہے (پھر خواہ جنت میں بھیجیں یا دوزخ میں اور رب کے سامنے جانے کیوقت) اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا ہوا جتلا دیا جاویگا (اور انسان کا اپنے اعمال سے آگاہ ہونا کچھ اس جتلانے پر موقوف نہ ہوگا (بلکہ انسان خود اپنی حالت پر (بوجہ انکشاف ضروری کے) خوب مطلع ہوگا (باقتضائے طبیعت اس وقت بھی) اپنے حیلے (حوالے) پیش لاوے (جیسے کفار کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین مگر دل میں خود بھی جانیں گے کہ ہم جھوٹے ہیں غرض انسان اپنے سب حال کو خوب جانتا ہوگا اس لئے جتلانا، اعلام کیلئے نہ ہوگا بلکہ

اللغات قولہ اولیٰ مرتحقیقۃ فی سورۃ محمد قولہ فاولی لہم ۱۲ النحو قولہ اذا بلغت مقدر جزاؤہ لے تراقی دل علیہ قولہ یومئذ المساق ۱۲ البلائغۃ قولہ ثم ذہب للاستبعاد لان مقتضی العصیان الندم فالتفاخر علیہ مستبعد ای مستحیل

واتمام حجت وقطع جواب کے لئے ہوگا اور) اے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم ینبئ اور ربک) انسان سے دو مضمون مستفاد ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالے تمام شہیار کے عالم اور محیط ہیں دوسرا یہ کہ حق تعالے کی عادت ہے کہ جب حکمت مقتضی ہوتی ہے تو علوم غائبہ کو ذہن مخلوق میں حاضر کر دیتا ہے گو اُن علوم غائبہ کا حاضر ہو جانا خلاف عادت طبعی ہو جیسا کہ قیامت میں اس کا وقوع ہوگا جب بات یہ ہے تو آپ وحی کے نزول کے وقت جیسا کہ اب تک آپ کی عادت ہے اس قدر مشقت کہ سنتے ہی میں پڑتے ہیں ہیں ہیان بھی رہتے ہیں محض اس احتمال سے کیوں برداشت کرتے ہیں کہ شاید کچھ مضمون میرے ذہن سے نکل جائے کیونکہ جب ہم نے آپ کو نبی بنایا ہے اور آپ سے تبلیغ کا کام لینا ہے تو یہاں مقتضائے حکمت یہی ہوگا کہ وہ مضامین آپ کے ذہن میں حاضر رکھے جائیں اور ہمارا محصی ہونا تو ظاہری ہے اس لئے آپ یہ مشقت برداشت نہ کیا کیجئے اور جب وحی نازل ہوا کرے تو آپ (قبل وحی کے ختم ہو چکنے کے) قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تاکہ آپ اُس کو جلدی جلدی لیں (کیونکہ) ہمارے ذمہ ہے (آپ کے قلب میں) اُس کا جمع کر دینا اور (آپ کی زبان سے) اُس کا پڑھوا دینا (جب یہ ہمارے ذمہ ہے) تو جب ہم اُس کو پڑھنے لگا کریں (یعنی جبرائیل پڑھنے لگا کرے) تو آپ (اپنے ذہن سے اور فکر سے ہمہ تن) اُس کے تابع ہو جایا کیجئے (یعنی اُدھر ہی متوجہ ہو جایا کیجئے اور اُس کے دوہرانے میں مشغول نہ ہوا کیجئے کقولہ تعالیٰ ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ الخ پھر (آپ کی زبان سے لوگوں کے سامنے) اُس کا بیان کرا دینا (بھی ہمارے ذمہ ہے (یعنی آپ کو یاد کرا دینا اور آپ کی زبان پر جاری کرا دینا پھر تبلیغ کے وقت بھی اُس کا یاد رکھوانا اور لوگوں کے سامنے پڑھوا دینا یہ سب ہمارے ذمہ ہے اور یہ مضمون استطراداً آگیا تھا آگے پھر عود ہے خطاب منکرین کی طرف یعنی) اے منکرو (انسان کا اعمال متقدمہ ومتاخرہ پر مطلع کیا جانا قیامت میں ضرور ہے اور جیسا تم سمجھ رہے ہو کہ قیامت ہوگی ہرگز ایسا نہیں (اور نہ تمہارے پاس اس نفی کی کوئی دلیل ہے) بلکہ (صرف بات یہ ہے کہ) تم دُنیا سے محبت رکھتے ہو اور (اُس کی محبت میں منہمک ہو کر) آخرت سے غافل ہو اور غفلت کے سبب اُس (کو چھوڑ بیٹھے ہو پس بنا رہا تمہاری اس نفی کی محض فاسد ہے سو قیامت ضرور ہوگی اور ہر ایک کو اُس کے اعمال پر مطلع کر کے اُن اعمال کے مناسب جزا ہیگی جس کی تفصیل یہ ہوگی کہ) بہت سے چہرے اُس روز بارونق ہونگے (اور) اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے (جیسا احادیث کثیرہ صحیحہ صریحہ میں یہ مضمون آیا ہے۔ یہ تو مومنین کا حال ہوا) اور بہت سے چہرے اُس روز بدرونق ہوں گے (اور وہ لوگ) خیال کر رہے ہوں گے کہ اُن کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جاوے گا (یعنی اُس کو عذاب شدید ہوگا۔ آگے جب عاجلہ پر زور ہے کہ تم جو دُنیا کو محبوب اور آخرت کو متروک ہونے کے قابل سمجھ رہے ہو) ہرگز ایسا نہیں (کیونکہ دنیا سے ایک روز مفارقت ہونے والی ہے اور آخر کو آخرت میں جانا ہے جس کا بیان یہ ہے کہ) جب جان ہنسلی تک پہونچ جاتی ہے اور (نہایت حسرت سے اُس وقت) کہا جاتا ہے (کہ کوئی ہے جو اس کو) کہے (کہ ارے) کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہی ہے (مراد مطلق معالج ہے چونکہ عرب میں جہاڑ پھونک کا زیادہ چرچا تھا اس لئے راقی سے تعبیر کیا) اور (اُس وقت وہ (مرد) یقین کر لیتا ہے کہ یہ مفارقت (دنیا) کا وقت ہے اور (شدت سکرات موت سے) ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ جاتی ہے (مراد اس سے ظہور آثار سکرات موت ہے کچھ تخصیص التفات کی نہیں اس کا ذکر تمثیلاً ہے۔ جب یہ حالتیں پیش آتی ہیں تو اے شخص اُس روز تیرے رب کی طرف جانا ہوتا ہے (پس اس حالت میں جب عاجلہ وترک آخرت کس درجہ نادانی ہے پھر خدا کے پاس پہونچنے کے بعد اگر وہ کافر ہے تو اُس کا بُرا حال ہوگا کیونکہ) اُس نے نہ تو خدا اور رسول کی تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی لیکن (خدا اور رسول کی) تکذیب کی تھی اور (احکام سے) منہ موڑا تھا پھر (اس پر طرہ یہ کہ داعی حق سے منہ موڑ کر اس پر افتخار اور) نازکرتا ہوا اپنے گھر چل دیتا تھا (مطلب یہ کہ اوّل تو کفر وعصیان پھر اُس پر ندامت نہیں بلکہ اور اُلٹا فخر کرتا تھا کہ ہم نے اس طرح حق کو رد کیا اور باطل پر جمے رہے اور پھر اس طلب حق نہیں بلکہ اپنے خدم وحشم میں جا کر اور زیادہ مغرور اور غافل ہو جاتا تھا۔ آگے اس کافر کی بدحالی کا بیان ہے کہ ایسے شخص سے کہا جاوے گا کہ) تیری کمبختی پر کمبختی آنیوالی ہے پھر (مکرر سن لے کہ) تیری کمبختی پر کمبختی آنے والی ہے (تکریر مفرد سے زیادت کمیت مستفاد ہوئی اور تکریر مجموع سے زیادہ کیفیت اور چونکہ وقوع جزائے مذکور موقوف ہے دو امر پر ایک انسان کا مکلف ہونا دوسرے اُس کا مبعوث ہونا جس کا امکان میں اُن کو کلام تھا اس لئے آگے دونوں مضمون ہیں یعنی) کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جاوے گا (نہ اس پر امر ونہی متوجہ ہوگا اور نہ اُس سے حساب وکتاب ہوگا بلکہ مکلف ہونا جو یقینی ہے اور اُس پر بازپرس ہونا بھی یقینی۔ اور یہ جو بعثت کو مستحیل سمجھتا ہے یہ بھی اُس کی حماقت ہے) کیا یہ شخص (ابتدا میں محض) ایک قطرہ منی نہ تھا جو (عورت کے رحم میں) ٹپکایا گیا تھا پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا پھر اللہ تعالے نے (اس کو انسان) بنایا پھر اعضا درست کئے پھر اُس (انسان) کی دو قسمیں کر دیں مرد اور عورت (اور یہ فار تفسیر یہ ہے تو کیا وہ (خدا جس نے ابتدا میں اپنی قدرت سے یہ سب کچھ کیا) اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ (قیامت میں) مُردوں کو زندہ کر دے (حالانکہ اعادہ ہون ہے ابدار سے پس مقدمات مجازاۃ کے اثبات سے مجازاۃ کا اثبات ہو گیا) ✦

سورۃ الدھر مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وھی احدی وثلثون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ

بے شک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا ہم نے اس کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کیا

نَّبْتَلِیْہِ فَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝ اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا ۝ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا۠ وَ

اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنانے والے تھے سو ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا ہم نے اس کو رستہ بتلایا یا تو وہ شکر گذار ہو گیا یا ناشکرا ہو گیا ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں

اَغْلٰلًا وَّسَعِیْرًا ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا ۝ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَھَا

اور طوق اور آتش سوزاں تیار کر رکھی ہیں۔ جو نیک ہیں وہ ایسے جام شراب سے پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی یعنی ایسے چشمے سے جس سے خدا کے خاص بندے پئیں گے جس کو وہ

تَفْجِیْرًا ۝ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ۝ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا

بہا کر لیجائیں گے۔ وہ لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو

وَّاَسِیْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝

کھانا کھلاتے ہیں ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے بدلہ چاہیں اور نہ شکریہ ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت اور تنگ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں۔

فَوَقٰىھُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰىھُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰىھُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّۃً وَّحَرِیْرًا ۝ مُّتَّکِـِٕیْنَ فِیْھَا عَلَی

سو اللہ تعالیٰ اُن کو اُس دن کی سختی سے محفوظ رکھیگا اور اُن کی پختگی کے بدلہ میں اُن کو جنت اور ریشمی لباس دیگا اور ان کی تازگی اور خوشی عطا فرماویگا اس حالت میں کہ وہ وہاں مسہریوں پر

الْاَرَآئِکِ لَا یَرَوْنَ فِیْھَا شَمْسًا وَّلَا زَمْھَرِیْرًا ۝ وَدَانِیَۃً عَلَیْھِمْ ظِلٰلُھَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُھَا تَذْلِیْلًا ۝

تکیہ لگائے ہونگے نہ وہاں تپش پاویں گے اور نہ جاڑا۔ اور یہ حالت ہوگی کہ درختوں کے سایے اُن پر جھکے ہونگے اور اُن کے میوے اُن کے بالکل قابو میں ہونگے۔

سورۃ الانسان مکیۃ وایھا احدی وثلثون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں زیادہ مجازاۃ کا اثبات تھا اور یہاں مجازاۃ کی تفصیل ہے جس میں غالب فوائد بترغیب کے لئے جزائے ایمان کے اور اول الذکر میں کچھ بیان امکان واثبات ہو اُسی کے ساتھ لہٰذا انسان کا مکلف ہونا بھی ارشاد ہوا اور چونکہ کفار کے انکار مجازاۃ سے آپکو حزن ہوتا تھا اس لئے درمیان میں انا نحن نزلنا سے آپکی تسلیہ ہے ۱۲

مقدوریت ومکلفیت انسان وتفصیل مجازاۃ بر کفر وایمان وتسلیہ صاحب فرقان ووقوع بعث بعد الامکان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْہِ فَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝ اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا ۝ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا۠ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِیْرًا ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا ۝ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَھَا تَفْجِیْرًا ۝ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ۝ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝ فَوَقٰىھُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰىھُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰىھُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّۃً وَّحَرِیْرًا ۝ مُّتَّکِـِٕیْنَ فِیْھَا عَلَی الْاَرَآئِکِ لَا یَرَوْنَ فِیْھَا شَمْسًا وَّلَا زَمْھَرِیْرًا ۝ وَدَانِیَۃً عَلَیْھِمْ ظِلٰلُھَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُھَا تَذْلِیْلًا ۝ ۱۲

اللغات قولہ حین وقت محدود الدہر مرقت غیر محدود والمراد ھنا الزمان یعم ما مضی واما مستقبلہ فبحسب علم کل احد واخبارہ ۱۲ باعتبار الاخبار بالمختلفۃ فیھا قطعا ۱۲ شدیدا العبوس ۱۲

النحو تبتلیہ حال مقدرۃ قولہ اما شاکرا واما کفورا حالان من مفعول ھدیناہ اما تقسیم لہ باعتبار حالتیہ او تنویع لاختلاف الذوات والصفات ای ھدیناہ السبیل مقسوما الیھا۔ قولہ عینا بدل من محل من کاس او حال من ھم فی جزائھم والعامل جزی او یشربون حال ثانیۃ ودانیۃ معطوف علی الجملۃ دعالیھا حالیا ۱۲

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ

اور اُن کے پاس چاندی کے برتن لائے جاویں گے وہ شیشے چاندی کے ہونگے جن کو بھرنے والوں نے مناسب اندازے سے بھرا ہوگا اور وہاں اُن کو

فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ

ایسا جام شراب پلایا جاویگا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی یعنی ایسے چشمے سے جو وہاں ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا اور اُن کے پاس ایسے لڑکے آمد و رفت کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ اے مخاطب اگر تو

حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ۝ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ

تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں اور اے مخاطب اگر تو اُس جگہ کو دیکھے تو تجھکو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھلائی دے۔ اُن جنتیوں پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہونگے

وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ ع ۱۹

اور اُن کو چاندی کے کنگن پہنائے جاویں گے اور اُن کا رب اُن کو پاکیزہ شراب پینے کو دیگا یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے اُتارا ہے سو آپ اپنے پروردگار کے حکم پر مستقل رہئے اور ان میں سے کسی فاسق یا کافر کے کہنے میں نہ آیئے اور اپنے پروردگار کا

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ

صبح و شام نام لیا کیجئے اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اُس کو سجدہ کیا کیجئے اور رات کے بڑے حصہ میں اُس کی تسبیح کیا کیجئے یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے ایک بھاری دن کو

يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ

چھوڑ بیٹھے ہیں ہم ہی نے ان کو پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے جوڑ بند مضبوط کئے اور جب ہم چاہیں ان ہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں یہ نصیحت ہے

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ

سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف رستہ اختیار کرے اور بدون خدا کے چاہے تم لوگ کوئی بات چاہ نہیں سکتے خدا تعالیٰ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے وہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں

فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ ع ۲۰

داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کے لئے اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ۝ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۝ وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ ع ۱۹ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ ع ۲۰

اللغات تو رسلسبیلا فی الروح عن الزجاج ما کان من الشراب غایۃ فی السلاسۃ وسہولۃ المدخل فی الحلق قولہ ایاہم ہو ای امامہم قولہ الصوعجہ فی القاموس مفاصلہم ۱۲

النحو قدروہا الضمیر لے الطائفین المدلول علیہ بقولہ یطاف علیہم ۱۲

البلاغۃ تو ظہورا مصدر بمعنی الطاہر وصف بہ مبالغۃ اثما او کفورا المقصود واحد اطلق کل واحد منہما۔ قیل کیف وذکر کلہم کفرۃ واجیب بان التقسیم باعتبار ما یدعوان الیہ من الکفر والاثم المقابل للایمان باعتبار الذات متی کیون بعضہم آثما وبعضہم کفورا ۱۲

بیشک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا (یعنی انسان نہ تھا بلکہ نطفہ تھا اور اس سے قبل غذا اور اُس سے قبل جماد تھا) ہم نے اُس کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا (یعنی مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے کیونکہ عورت کی منی بھی اندر ہی اندر عورت کے رحم میں گرتی ہے پھر کبھی نہ کبھی رحم سے خارج ہو کر ضائع ہو جاتی ہے اور کبھی اندر رہ جاتی ہے اور مخلوط کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اجزاء مختلفہ سے مرکب ہے چنانچہ ترکیب منی کی اجزاء مختلفہ سے ظاہر ہے غرض ہم نے اُس کو ایسے نطفہ سے پیدا کیا) اس طور پر کہ ہم اُس کو مکلف بنائیں تو (اسی واسطے) ہم نے اُس کو سنتا دیکھتا (سمجھتا) بنایا (اور چونکہ محاورہ میں سمیع و بصیر استعمالاً مخصوص ہے عاقل کے ساتھ اس لئے عقل دینے کی جو کہ مدار ہے مکلف ہونے کا تصریح نہیں فرمائی گئی مگر مراد ہے مطلب یہ کہ ہم نے ایسی ہیأت و صفات کے ساتھ پیدا کیا کہ اُس میں مکلف بننے کی قابلیت ہو اس کے بعد جب مکلف ہونے کا وقت آگیا تو ہم نے اُس کو (بھلائی برائی پر مطلع کر کے) رستہ بتلایا (یعنی احکام کا مخاطب بنایا پھر) یا تو وہ شکر گذار (اور مؤمن) ہو گیا یا ناشکرا (اور کافر) ہو گیا (یعنی جس رستہ پر چلنے کو اُس کو کہا تھا جو اُس پر چلا وہ مؤمن ہو گیا جو بالکل نہ چلا کافر ہو گیا۔ آگے فریقین کی جزاء کا ذکر ہے کہ) ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور آتش سوزاں تیار کر رکھی ہیں (اور جو نیک (لوگ) ہیں وہ ایسے جام شراب سے (متمتع ہیں) پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہو گی یعنی ایسے چشمے سے (پئیں گے) جس سے خدا کے خاص بندے پئیں گے (اور) جس کو وہ (خاص بندے جہاں چاہیں گے) بہا کر لے جائیں گے (اور یہ بہشتیوں کی ایک کرامت ہو گی کہ انہار جنت ان کے تابع ہو گی جیسا در منثور میں ابن شوذب سے مروی ہے کہ بہشتیوں کے ہاتھ میں سونے کی چھڑیاں ہونگی وہ چھڑیوں سے جس طرف اشارہ کر دیں گے نہریں اُسی طرف چلنے لگیں گی اور یہ کافور دُنیا کا کافور نہیں ہے بلکہ جنت کا کافور ہے جو سپیدی اور خنکی اور تفریح و تقویت دل و دماغ میں اس کا مشارک ہے شراب میں خاص کیفیات حاصل کرنے کے لئے عادت ہے بعض مناسب چیزوں کے ملانے کی پس وہاں اُس کاس میں کافور ملایا جاوے گا اور وہ جام شراب ایسے چشمے سے بھرا جاوے گا جس سے مقرب بندے پیویں گے تو ظاہر ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا ہو گا سو اس سے ابرار کی بشارت میں تقویت ہو گئی اور گزرا ابرار وعباد اللہ کا مصداق ایک ہو تو دو جگہ بیان کرنے سے جدا جدا مقصود ہے ایک جگہ اُس کی آمیزش بتلانا ہے دوسری جگہ اس کا کیفور و مسخر ہونا کہ اسباب عیش کی کثرت پر طبیعت الذی العیش ہو۔ آگے اُن ابرار کی صفات مذکور ہیں کہ) وہ لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں اور (اوامر ہی کرتے ہیں فضول سے کیونکہ وہ) ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہو گی (یعنی سب پر کہ وہشت اس کی سختی کا اثر ہو گا مراد قیامت کا دن ہے الا من شاء اللہ تعالیٰ اور (وہ لوگ ایسے مخلص ہیں کہ عبادات مالیہ میں بھی جس میں غالباً اخلاص کم ہوتا ہو کمال درجہ کا اخلاص رکھتے ہیں چنانچہ) وہ لوگ (محض) خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (قیدی اگر مظلوم ہو کر ظلماً قید کر دیا گیا تب تو اُس کی اعانت کا مستحسن ہونا ظاہر ہے اور اگر ظالم ہے کہ جزاء ظلم میں قید ہوا ہے تو شدت حاجت کے وقت اُس کا اطعام بھی مستحسن ہے اور وہ لوگ کھانا کھلا کر زبان سے یا دل سے یوں کہتے ہیں کہ) ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے (اس کا فعلی) بدلہ چاہیں اور نہ (اس کا قولی) شکریہ (چاہیں اور ہم خدا کی رضامندی کے لئے اس واسطے تم کو کھانا کھلاتے ہیں کہ) ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت اور تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں (تو امید رکھتے ہیں کہ ان اعمال مقترنہ بالاخلاص کی بدولت اُس دن کی تلخی اور سختی سے محفوظ رہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ خوف آخرت سے کوئی کام کرنا خلاف اخلاص اور انتفاء مرضاۃ کے نہیں ہے) سو اللہ تعالیٰ نے اُن کو (اس طاعت و اخلاص کی برکت سے) اُس دن کی سختی سے محفوظ رکھیگا اور اُن کو تازگی اور خوشی عطا فرماوے گا (یعنی چہروں پر تازگی اور قلوب میں خوشی دے گا) اور اُن کی (استقامت فی الدین) کے بدلہ میں اُن کو جنت اور ریشمی لباس دے گا اس حالت میں کہ وہ وہاں (جنت میں) مسہریوں پر آرام و عزت سے تکیہ لگائے ہونگے (اور) نہ وہاں تپش (اور گرمی) پاویں گے اور نہ جاڑا (بلکہ فرحت بخش اعتدال ہو گا) اور یہ حالت ہو گی کہ (وہاں کے یعنی جنت کے) درختوں کے سائے اُن (بہشتیوں) پر جھکے ہوں گے (یعنی قریب ہوں گے اور سایہ اسباب تنعم سے ہے اور اسباب تنعم کا قرب خود موجب مزید تنعم ہے اور سایہ سے آفتاب کا ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ دوسرے اجسام نورانیہ سے بھی ظل حاصل ہو سکتا ہے اور فائدہ سایہ کا غالباً نفس ہے اسباب عیش کا کیونکہ ہر شئے میں جدا لذت ہے) اور اُن کے میوے اُن کے اختیار میں ہوں گے (کہ ہر وقت ہر طرح بلا مشقت لے سکیں گے) اور اُن کے پاس (کھانے پینے کی چیزیں پہونچانے کے لئے چاندی کے برتن لائے جاویں گے اور آبخورے جو شیشے کے ہوں گے (اور) وہ شیشے چاندی کے ہونگے جن کو بھرنے والوں نے مناسب اندازہ سے بھرا ہو گا (یعنی اُس میں مشروب ایسی اندازہ سے بھرا ہو گا کہ نہ اُس وقت کی خواہش میں کمی رہے اور نہ اُس سے بچے کہ دونوں میں بے لطفی ہوتی ہے۔ اور چاندی کے شیشے بہ معنی کہ سفیدی تو چاندی کی سی ہو گی اور شفافی شیشہ کی سی اور دُنیا کی چاندی میں آر پار نظر نہیں آتا اور شیشہ میں یہاں ایسی سفیدی نہیں ہوتی پس یہ ایک عجیب چیز ہو گی اور وہاں

اُن کو (علاوہ جام شراب مذکور بالا کے جس میں کافور کی آمیزش نہیں اور یہی) ایسا جام شراب پلایا جاوے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی (کہ انعناش حرارت عزیزی اور ہضمہ کا مزہ بدلنے کے لئے شراب میں اس کو بھی ملاتے ہیں) یعنی ایسے چشمے سے اُن کو پلایا جاوے گا جو وہاں ہوگا جس کا نام (وہاں) سلسبیل (مشہور) ہوگا (مجموعہ مقام بالا اور مقام ہذا سے معلوم ہوتا ہے کہ چشمہ مذکورہ بالا کی شراب میں آمیزش کافور کی ہوگی اور اس چشمہ مذکورہ بالا کی شراب میں آمیزش زنجبیل کی ہوگی واللہ اعلم باسرارہ) اور اُن کے پاس (یہ چیزیں لے کر) ایسے لڑکے آمد و رفت کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے (اور اس قدر حسین ہیں کہ) اے مخاطب اگر تو اُن کو (چلتے پھرتے) دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں (موتی سے تو تشبیہ صفائی اور اشراق میں اور بکھرے ہوئے کا وصف اُن کے چلنے پھرنے کے لحاظ سے جیسے بکھرے موتی منتشر ہو کر کوئی اِدھر جا رہا ہو کوئی اُدھر جا رہا ہو اور یہ اعلیٰ درجہ کی تشبیہ ہے) اور (اُن مذکورہ اسباب تنعم میں انحصار نہیں بلکہ وہاں اور بھی ہر سامان من الفواکہ اور رفعت کے ساتھ ہوگا کہ) اے مخاطب اگر تو اُس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھلائی دے (اور) اُن جنتیوں پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور دبیز ریشم کے کپڑے بھی (کیونکہ ہر لباس میں جدالطف ہے) اور اُن کو چاندی کے کنگن پہنائے جاویں گے (اس سورت میں ہمیں جگہ چاندی کے سامان کا ذکر آیا ہے اور دوسری آیات میں سونے کا مگر دونوں میں تعارض نہیں کیونکہ دونوں طرح کا سامان ہوگا اور حکمت اس کی وہی تفنن طبائع و تنعمات کا ہے اور یہ شبہہ کہ مردوں کو زیور معیوب ہے اس لئے منتفع ہے کہ ہر موطن کا مقتضا جدا ہے یہاں عیب ہونا وہاں عیب ہونے کو مستلزم نہیں) اور اُن کا رب (جو اُن کو شراب پینے کو دیگا جس کا اوپر ذکر آیا ہے یشربون من کاس ویسقون فیھا کاسا لان الکاس ھو القدح اذا کان فیہ الشراب تو وہ مثل شراب دنیا کے ناپاک اور مزیل عقل و موجب خمار نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ) اُن کو پاکیزہ شراب پینے کو دیگا (جس میں نہ نجاست ہوگی نہ کدورت وہذا اقول تعالیٰ لا یصدعون عنھا ولا ینزفون اور تین جگہ جو سورت میں ذکر شراب کا آیا ہے ہر جگہ غرض جدا ہے جیسا تقریر ترجمہ سے واضح ہے پھر اول میں یشربون ہے دوسری جگہ یسقون جو زیادت اکرام پر دال ہے تیسری جگہ سقاھم بھ میں نہایت ہی تشریف ہے پس تکرار کا شائبہ نہ رہا۔ اور ان سب نعمتوں کو دیکر اہل جنت سے مسرت روحانی بڑھانے کے لئے کہا جاوے گا کہ) یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش (جو دنیا میں کرتے تھے) مقبول ہوئی (آگے مجموعہ ذکر جزائے فریقین کے بعد بطور تفریع معنوی کے آپکا تسلیہ یعنی ان مخالفین کی سزا آپ نے سُن لی پس آپ ان کی مخالفت سے غم نہ کیجئے اور اپنی طاعت لازمہ اور متعدیہ میں لگے رہئے کہ علاوہ طاعت ہونے کے اس میں قالب کی بھی تقویت ہے اور بیان اُس طاعت کا یہ ہے کہ) ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اُتارا ہے (تاکہ تھوڑا تھوڑا لوگوں کو پہونچاتے رہیں اور اُن کو ابتداءً آسانی ہو کما تقدم فی آخر سورۃ الانعام سواء من قولہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ الخ سو آپ اپنے پروردگار کے حکم پر (کہ اُس میں تبلیغ بھی داخل ہی) مستقل رہئے اور ان میں سے کسی فاسق یا کافر کے کہنے میں نہ آئیے (یعنی یہ جو تبلیغ سے منع کرتے ہیں کما فی الدر المنثور سورۃ الکافرین اس کی موافقت نہ کیجئے مقصود اس سے اظہار اہتمام شان تبلیغ ہے گو احتمال موافقت بالیقین منعدم ہو یہ تو عبادت متعدیہ کا امر ہوا) اور (آگے عبادت لازمہ کا امر ہے یعنی) اپنے پروردگار کا صبح و شام نام لیا کیجئے اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اُس کو سجدہ کیا کیجئے (یعنی نماز فرض پڑھا کیجئے) اور رات کے بڑے حصہ میں اُس کی تسبیح (و تقدیس) کیا کیجئے (مراد اس سے تہجد ہے علاوہ فرائض کے اور آگے تقویت تسلیہ کے لئے ایک اور مضمون ہے جس میں کفار کی مذمت بھی ہے یعنی ان لوگوں کی مخالفت کی اصل وجہ آپ کے ساتھ یہ ہے کہ) یہ لوگ دُنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے (کے) ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں (پس حبِ دُنیا نے اندھا کر رکھا ہے اس لئے حق کہنے والے سے بغض رکھتے ہیں اور یوم ثقیل کا ذکر سُن کر چونکہ منکر اُس کے انکار کا تہا اس لئے آگے اُس یوم ثقیل کے استبعاد کو دفع فرماتے ہیں یعنی) ہم ہی نے ان کو پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے جوڑ بند مضبوط کئے اور (نیز) جب ہم چاہیں ان ہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں (اور امر اوّل تو مشاہد ہے اور دوسرا امر اُن کی تہدید سے معلوم ہو سکتا ہے پس دونوں امروں سے قدرت الٰہیہ ظاہر ہے پھر بعث ہی میں کون بات زیادہ مشکل ہے کہ اُس پر قدرت نہ ہو۔ آگے ان تمام مضامین سابقہ کا ذکر جزاءً و استدلالاً علی القدرت پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ) یہ (سب جو مذکور ہوا کافی نصیحت ہے سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف رستہ اختیار کرے (و قد مر فی المزمل) اور (قرآن کے تذکرہ ہونے میں اس سے شبہہ نہ کیا جاوے کہ بعض کو اس سے تذکر نہیں ہوتا بات یہ ہے کہ قرآن تو فی نفسہ تذکرہ کافی ہے لیکن) بدون خدا کے چاہے تم لوگ کوئی بات چاہ نہیں سکتے (اور بعض لوگوں کے لئے خدا کے نہ چاہنے میں بعض حکمتیں ہوتی ہیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے وہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور (جس کو چاہے کفر اور ظلم میں مبتلا رکھتا ہے پھر ظالموں کے لئے اُس نے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے)

سورۃ المرسلات مکیۃ وایھا خمسون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں قیامت کا وقوع اور تفصیل اسباب و کیفیات مجازاۃ مذکور تھی اس سورت میں بھی یہی مضمون ہے اتنا فرق ہے کہ وہاں ترغیب کا

سُوْرَةُ المرسلت مكية	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	وهي خمسون اٰية
	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان ہمیشہ رحم والے ہیں	

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝ عُذْرًا اَوْ
قسم ہے ان ہواؤں کی جو نفع پہنچانے کے لیے بھیجی جاتی ہیں۔ پھر ان ہواؤں کی جو تند چلتی ہیں۔ اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں۔ پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں پھر ان ہواؤں کی جو اللہ کی یاد القا کرتی ہیں

نُذْرًا ۝ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝ وَاِذَا الرُّسُلُ
ڈرانے کا الفا کرتی ہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے۔ سو جب ستارے بے نور ہو جاویں گے اور جب آسمان پھٹ جاوے گا اور جب پہاڑ اڑائے پھریں گے اور جب پیغمبر وقت معین پر

اُقِّتَتْ ۝ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ۝ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۝
جمع کیے جاویں گے کس دن کے لیے پیغمبروں کا معاملہ ملتوی رکھا گیا ہو۔ فیصلہ کے دن کے لیے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ فیصلہ کا دن کیسا کچھ ہے۔ اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی کیا ہم اگلے لوگوں کو ہلاک نہیں کر چکے

ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝
پھر پچھلوں کو بھی ان ہی کے ساتھ جا شامل کریں گے۔ ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی کیا ہم نے تم کو ایک قدر پانی سے نہیں بنایا

فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝
پھر ہم نے اس کو ایک مقرر تک ایک محفوظ جگہ میں رکھا۔ غرض ہم نے ایک ایک اندازہ ٹھیرایا۔ سو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھیرانے والے ہیں اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ۝ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کی بیٹھنے والی نہیں بنایا اور ہم نے اس میں اونچے اونچے پہاڑ بنائے اور ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا اس روز جھٹلانے والوں کی

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۝ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۝
بڑی خرابی ہوگی تم اس عذاب کی طرف چلو جس کو جھٹلایا کرتے تھے ایک سائبان کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں جس میں سایہ اور روکاوٹ ہے بچاتا ہے

مضمون زیادہ تر تہدید کا مضمون ہے اور اسی لئے اس میں دس جگہ ویل یومئذ للمکذبین مکرر آئی ہے اور چونکہ متعلق تکذیب متعدد ہوا اسلئے معنی تکرار نہیں اور تکریر ظاہری مفید تاکید بھی ہے جیسا سورۂ رحمٰن کی تمہید میں مفصلاً مذکور ہوا ہے ۔

وعید مکذبین و نذر از وعدہ مصدقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۝
اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ۝ لِيَوْمِ
الْفَصْلِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝ وَيْلٌ
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ۝ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۝ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۝

اللغات عرفا بالعرف والاحسان عن ابن عباس معنی متعارف وقیل متتابعۃ نذرا انذارا مصدر لبنیا للمفعول حاصلہ ما تنذرون بہ او اصلہ ذوات نذر

جمعت لبیقات یوم معلوم کذا فی الخازن کفاتا کفت تکفت ضم وجمع شاملہ حاصلہ جعلت جمیع اہل زمانہ یعنی

الجمع صفر سود وجمع بالصفر ان سواد الابل لغیرہا فی الصحاح ۱۲

النحو عذرا او نذرا بدل من ذکرا ۱۲

البلاغۃ قولہ والمرسلات الخ حلف وصفات والحلف للاشارۃ الی عظمۃ امرہا او صفاتہ سبحانہ وتعالیٰ فانہا تنادی بان وکذا الناشرات مع الفارقات قصد بہا بیان حالہا مع السحاب فہما متقاربان جدا فلذا جمع بینہما بالعطف والمجموع مع الجموع المتقابل فانہا لما کانت مستتبعۃ باعتبار القصد حلف علیہ او لوقوعہا لما کان العقبات مناسبا لان یشک فی ذلک الموعود حلف علی وقوعہ بالصفات الباقیۃ

بالخاء المعجمۃ فافہم فانہ من المواہب قولہ للعلل سمی الدخان لعلاقۃ ما بینہما تہکمیۃ۔ قولہ ان المتقین الخ عدی بان لتضمنہ معنی بشر ۱۲

إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ ۝ وَلَا

وہ انگارے برسائیگا جیسے بڑے بڑے محل جیسے کالے کالے اونٹ اُس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ لوگ نہ بول سکیں گے اور وہ

يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ۝ فَإِن كَانَ لَكُمْ

اُن کو اجازت ہوگی سو عذر بھی نہ کر سکیں گے اُس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی یہ ہے فیصلہ کا دن ہم نے تم کو اور اگلوں کو جمع کر لیا سو اگر تمہارے پاس

ع ۱ ۲۱ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ۝ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝ كُلُوا وَاشْرَبُوا

کوئی تدبیر ہو تو وہ بھی پیش کر ڈالو اُس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی پرہیزگار لوگ سایوں میں اور چشموں میں اور ہر طرح کے میووں میں ہونگے اپنے اعمال کے

هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُم

صلہ میں خوب مزہ سے کھاؤ پیو ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں اُس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی تم تھوڑے دن اور کھا لو پی لو تم

ع ۲ ۲۲ مُّجْرِمُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝

بے شک مجرم ہو اُس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جھکو تو نہیں جھکتے اُس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝

تو پھر اس کے بعد اور کون سی بات پر ایمان لاویں گے۔

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی واد المھلکات فقیل وھو واد فی جہنم اعاذنا اللہ منہ کما فی الخازن ۱۲

۵۲ قولہ ثم ما ادراک فیصلہ ہوگا اشارۃ الی تقدیر جواب اذا ۱۲

إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ ۝ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ۝ فَإِن كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ۝ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝

چلتی ہیں (جس سے خطرات کا احتمال ہوتا ہے) اور اُن ہواؤں کی جو بادلوں کو اُٹھا کر) پھیلاتی ہیں (جس کے بعد بارش ہونے لگتی ہے) پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں (جیسا بارش کے بعد ہوتا ہے) پھر اُن ہواؤں کی جو دل میں (اللہ کی یاد یعنی توبہ کا یا ڈرانے کا القاء کرتی ہیں (یعنی یہ ہوائیں مذکورہ بوجہ دال علی القدرۃ ہونے کے صانع کی طرف متوجہ ہونے کا سبب ہو جاتی ہیں اور وہ توجہ دو طور سے ہوتی ہے ایک خوف سے جبکہ اُن ہواؤں سے آثار خوف کے نمایاں ہوں اور دوسرا توبہ و معذرت سے اور یہ دونوں صورت میں ہو سکتا ہے اگر ہوائیں نفع بخش ہوں تب تو خدا کی نعمتوں کو یاد کر کے اُس کا شکر اور اپنی تقصیرات سے عذر کرتے ہیں اور اگر وہ ہوائیں خوفناک ہوں تو خدا کی نقمت سے ڈر کر اپنے معاصی سے توبہ کرتے ہیں آگے جواب قسم ہے (کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے (مراد قیامت ہے اور یہ سب قسمیں قیامت کے نہایت مناسب ہیں کیونکہ نفخہ اولیٰ کے بعد واقعہ افنا مشابہ واقعات ریح عاصف کے ہیں اور نفخہ ثانیہ کے بعد واقعہ احیاء مشابہ واقعات ہوائے نافع کے ہیں آگے اُس کے وقوع پر تفریع فرماتے ہیں) سو جب ستارے بے نور ہو جاویں گے اور جب آسمان پھٹ جاویگا اور جب پہاڑ اُڑتے پھرینگے اور جب سب پیغمبر وقت معین پر جمع کئے جاویں گے (اُس وقت سب کا فیصلہ ہوگا۔ آگے اُس یوم کی تہویل ہے کہ کیا معلوم ہے کس دن کے لئے پیغمبروں کا معاملہ ملتوی رکھا گیا ہے (آگے جواب ہے کہ فیصلہ کے دن کے لئے ملتوی رکھا گیا ہے مطلب اس سوال و جواب کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار جو رسولوں کی تکذیب کرتے آئے ہیں اور اب بھی اس امت کے کفار رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر رہے ہیں اور جب اس تکذیب پر عذاب آخرت سے ڈرائے جاتے ہیں تو آخرت کی بھی تکذیب کرتے ہیں اُس وقت یہ تکذیب فی نفسہ مقتضی اس کو ہے کہ رسولوں کا جو قصد کفار سے پیش آ رہا ہے اس کا فیصلہ بھی ہو جاوے اور اُس کی تاخیر سے کفار کو انکار استعجال اور مسلمانوں کو طبعی استعجال ہوتا ہے اس آیت میں اس استعجال کا جواب ہے کہ حق تعالیٰ نے

الخ انما اعود الی الضمیر باعتبار المذاب بقولہ فیعتذرون حلف علی ان یؤذن لھم فاضل ای فھم لا یعتذرون ۱۲

بعض حکمتوں سے اس کو مؤخر کر رکھا ہے لیکن واقع ضرور ہوگا) اور (آگے اُس فیصلہ کے دن کی تہویل ہے کہ) آپ کو معلوم ہے کہ وہ فیصلہ کا دن کیسا کچھ (یعنی بہت سخت ہے اور جو لوگ اس مرحق یعنی وقوع قیامت کو جھٹلا رہے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے تعذیب کی تنظیر ہے یعنی) کیا ہم اگلے (کافر لوگوں کو (عذاب سے) ہلاک نہیں کر چکے پھر پچھلوں کو بھی (عذاب میں) اُن (پہلوں) ہی کے ساتھ ساتھ کریں گے (یعنی آپ کی امت کے کفار پر بھی وبال ہلاک نازل کریں گے جیسا بدر وغیرہ غزوات میں ہوا) ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں (یعنی اُن کے کفر پر سزا دیتے ہیں خواہ دارین میں خواہ دار آخرت میں اور جو اس مرحق یعنی کفر پر مستحق عذاب ہونے کو جھٹلا رہے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے قدرت علی البعث کی تقریر ہے یعنی) کیا ہم نے تم کو ایک بے قدر پانی (یعنی نطفہ) سے نہیں بنایا (یعنی ابتدا میں تم نطفہ تھے پھر ہم نے اُس کو ایک مدت مقرر تک ایک محفوظ جگہ (یعنی عورت کے رحم) میں رکھا غرض ہم نے (ان سب تصرفات کا) ایک اندازہ ٹھہرایا سو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھہرانے والے ہیں (اور اس سے قدرت علی البعث ثابت ہوئی پھر جو لوگ اس امرحق یعنی قدرت علی البعث کو جھٹلا رہے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے اپنی بعض نعمتیں جن سے ترغیب طاعت وایمان ہو فرماتے ہیں یعنی) کیا ہم نے زمین کو (مُردوں اور مُردوں کی سمیٹنے والی نہیں بنایا (کہ زندگی اسی پر بسر ہوتی ہے مر کر بعد دفن یا بعد غرق یا بعد حرق آخر جزاء ارضیہ ہو کر اسی میں کھپ جاتے ہیں اور اس حالت بعد الموت کا نعمت ہونا اس طرح ہے کہ اگر مُردے خاک نہ ہو جایا کرتے تو زندے پریشان ہو کر مردہ سے بدتر ہو جاتے) اور ہم نے اُس (زمین) میں اونچے اونچے پہاڑ بنائے (جن سے بہت سے منافع متعلق ہیں) اور ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا (اس نعمت کو خواہ مستقل کہا جاوے یا زمین ہی کے متعلق کہا جاوے کیونکہ مستقر پانی کا یہی زمین ہی ہے اور ان نعمتوں کا مقتضا وجوب توحید ہے پس جو لوگ اس امرحق یعنی وجوب توحید کو جھٹلا رہے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے بعض عقوبات قیامت کا بیان ہے یعنی قیامت کے روز کفار سے کہا جاوے گا کہ) تم اُس عذاب کی طرف چلو جس کو جھٹلایا کرتے تھے (جس میں کی ایک عقوبت وہ ہے جس کا بیان اس حکم میں ہے کہ) ایک سائبان کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں جس میں نہ (ٹھنڈا) سایہ ہے اور نہ وہ گرمی سے بچاتا ہے (مراد اس سائبان سے ایک دھواں ہے جو جہنم سے نکلیگا اور چونکہ کثرت سے ہوگا اس لئے بلند ہو کر پھٹ کر کئی ٹکڑے ہو جاویگا فراغ حساب تک کفار اسی دھوئیں کے احاطہ میں رہیں گے جیسا مقبولیں ظل عرش میں ہونگے کذا فی الخازن آگے اُس دھوئیں کا اور حال مذکور ہے کہ) وہ انگارے برسا دیگا جیسے بڑے بڑے محل جیسے کالے کالے اونٹ قاعدہ ہے کہ جب چنگاری آگ سے جدا ہوتی ہے تو بڑی ہوتی ہے پھر بہت سے چھوٹے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرتی ہے پس پہلی تشبیہ بتدائی حالت کے اعتبار سے ہے اور دوسری تشبیہ انتہائی حالت کے اعتبار سے کذا فی الروح پھر جو لوگ اس امرحق یعنی اس واقعہ کو جھٹلا رہے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے اور واقعہ متعلق کفار کے ہے یعنی) یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ لوگ نہ بول سکیں گے اور نہ اُن کو اجازت (عذر کی) ہوگی سو عذر بھی نہ کر سکیں گے (کیونکہ واقع میں کوئی عذر نہ ہوگا اور جو لوگ اس واقعہ حقہ کو بھی جھٹلا رہے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے بھی اُسی یوم کا بیان ہے اُن لوگوں سے کہا جاوے گا (یہ ہے فیصلہ کا دن (جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے) ہم نے (آج) تم کو اور اگلوں کو (فیصلہ کے لئے) جمع کر لیا سو اگر تمہارے پاس (آج کے) فیصلہ سے بچنے کی) کوئی تدبیر ہو تو مجھ پر تدبیر چلا لو (اور یہ کفار اس واقعہ حقہ کی بھی تکذیب کرتے ہیں سو سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے کفار کے مقابلہ میں اہل ایمان کے مثوبت کا بیان ہے یعنی) پرہیزگار لوگ سایوں میں اور چشموں میں اور مرغوب میووں میں ہونگے (اور اُن سے کہا جاویگا کہ اپنے اعمال (نیک) کے صلہ میں خوب مزہ سے کھاؤ پیو ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (اور یہ کفار نعمار جنت کی بھی تکذیب کرتے ہیں سو سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (آگے پھر توبیخ ہے کفار کو یعنی اے کافرو) تم (دنیا میں) تھوڑے دن اور کھا لو برت لو (عنقریب کمبختی آنے والی ہے کیونکہ) تم بیشک مجرم ہو (اور مجرم کا یہی حال ہونے والا ہے) اور جو لوگ سزائے جرم کو جھٹلاتے ہیں سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (اور ان کافروں کی سرکشی اور جرم کی یہ حالت ہے کہ) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (خدا کی طرف) جھکو (یعنی ایمان اور عبدیت اختیار کرو) تو نہیں جھکتے (اور اس سے زیادہ کیا جرم ہوگا اور یہ لوگ اس کے جرم ہونے کو یہی جھٹلاتے ہیں سو سمجھ رکھیں کہ) اُس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (اور ان تقریعات وتہدیدات قرآنیہ کا مقتضا یہ تھا کہ یہ سنتے ہی ڈر کر ایمان لے آتے مگر جب اس پر بھی ان کو اثر نہیں) تو پھر اس (قرآن) (بلیغ الالفاظ و الانذار) کے بعد اور کون سی بات ہے جس پر ایمان لاویں گے (اس میں کفار پر توبیخ اور اُن کے ایمان سے آپ کا اقناط ہے) ف محمد سکہ انتیسواں پارہ تم ہوا اللہ الموفق بالخیر

سورۃ النبا مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ | وھی اربعون ایۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيْمِ ○ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ○ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ اَلَمْ نَجْعَلِ

یہ لوگ کس چیز کا حال دریافت کرتے ہیں اس بڑے واقعہ کا حال دریافت کرتے ہیں جس میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں ہرگز ایسا نہیں ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے پھر ہرگز ایسا نہیں ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کیا ہم نے

الْاَرْضَ مِهٰدًا ○ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ○ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ○ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ○ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ○

زمین کو فرش اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا اور ہم ہی نے تم کو جوڑا بنایا اور ہم ہی نے تمہارے سونے کو راحت کی چیز بنایا اور ہم نے رات کو پردہ کی چیز بنایا

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ○ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ○ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ○ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً

اور ہم ہی نے دن کو معاش کا وقت بنایا اور ہم ہی نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے اور ہم ہی نے ایک روشن چراغ بنایا اور ہم ہی نے پانی جھڑی والوں سے کثرت سے

ثَجَّاجًا ○ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ○ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ○ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ○ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ

پانی برسایا تاکہ ہم اس پانی کے ذریعہ سے غلہ اور سبزی اور گنجان باغ پیدا کریں بے شک فیصلہ کا دن ایک معین وقت ہے یعنی جس دن صور پھونکا جاوے گا پھر تم لوگ

اَفْوَاجًا ○ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ○ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ○ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ○ لِّلطّٰغِيْنَ

گروہ گروہ ہو کر آؤ گے اور آسمان کھول جاوے گا پھر اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ ہٹا دیئے جاویں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جاویں گے بے شک دوزخ ایک گھات کی جگہ ہے سرکشوں کا

مَاٰبًا ○ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ○ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ○ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ○ جَزَآءً وِّفَاقًا ○ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ

ٹھکانا جس میں وہ بے انتہا زمانوں رہیں گے اس میں نہ وہ کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ پینے کی چیز کا بجز گرم پانی اور پیپ کے یہ پورا بدلہ ملیگا وہ لوگ حساب کا اندیشہ

حِسَابًا ○ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ○ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ○ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ○ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ ع ۱

نہ رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو خوب جھٹلاتے تھے اور ہم نے ہر چیز کو گنکر ضبط کر رکھا ہے سو مزہ چکھو کہ ہم تم کو سزا ہی بڑھاتے چلے جائیں گے خدا سے ڈرنے والوں کے

مَفَازًا ○ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ○ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ○

بے شک کامیابی ہے یعنی باغ اور انگور اور نوخاستہ ہم عمر عورتیں

سورۃ النبا مکیۃ وآیہا اربعون کذا فی البیضاوی

ربط اس میں بھی مثل سورہ سابقہ متصل قیامت کا امکان و وقوع و واقعات جزا و سزا مذکور ہیں +

تحقیق بعث امکاناً و وقوعاً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيْمِ ○ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ○ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ

مِهٰدًا ○ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ○ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ○ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ○ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ○ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ○ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ

سَبْعًا شِدَادًا ○ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ○ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ○ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ○ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ○ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ

مِيْقَاتًا ○ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ○ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ○ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ○ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ○

لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ○ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ○ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ○ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ○ جَزَآءً وِّفَاقًا ○ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ○

وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ○ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ○ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ○ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ○ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ○ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ○

اللغات رھاج شق معنی زقاد معصرات من عصرت الجاریۃ اذا دنت ان تحیض سمیت السحاب لانہ یکون منہ المطر ثجاجا منصب کثرۃ الماء والمتتابع یصبہا بعض قیل واحد ثجوج وقیل ھو جمع ثجیج کصبور وصبر الفافا ملتفۃ متداخل بعضہا ببعض قیل واحدہ لف کصف وقیل لا واحد لہ کاوزاع وقیل واحدہ لفیف کرغیف وقیل واحدہ لفاء کحمراء کذا فی المفردات للراغب الاصبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ

مکاعا لصغار الوضع التی تصمر فرجہا للفحل مفعال کیکون مع کذا لکذا یکون مع کذا ای مع ضم وصدر ترقب تحیض ذات الکاعب التی یبدو ثدیہا للناہد الذی نہد ثدیہ ای ارتفع

کذا فی المفردات للراغب الاصبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ ع الیوم الفصل توجہ جزاہم وفاقا ای جوزوا جزاء وفاقا

وَكَاْسًا دِهَاقًا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور لبالب بھرے ہوئے جام شراب وہاں نہ تو کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ یہ بدلہ ملیگا جو کہ کافی انعام ہوگا آپ کے رب کی طرف سے جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا

وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ

اور ان چیزوں کا جو دونوں کے درمیان میں ہیں رحمٰن ہر کسی کو اس کی طرف سے اختیار نہ ہوگا کہ عرض معروض کر سکے جس روز تمام فرشتے صف بستہ کھڑے ہونگے کوئی بول نہ سکیگا بجز اس کے جس کو رحمٰن جانے دیوے

وَقَالَ صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ

اور وہ شخص ٹھیک ہی کہے یہ یقینی دن ہے سو جس کا جی چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنا رکھے ہم نے تم کو ایک نزدیک آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے جس دن ہر شخص اپنے اعمال کو دیکھ لیگا

مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝ ع ۱۰ ۲

جو اس نے اپنے ہاتھوں کئے ہونگے اور کافر کہیگا کاش میں مٹی ہو جاتا۔

وَكَاْسًا دِهَاقًا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝

یہ (قیامت کا انکار کرنے والے) لوگ کس چیز کا حال دریافت کرتے ہیں اس بڑے واقعہ کا حال دریافت کرتے ہیں جس میں یہ لوگ (اہل حق کے ساتھ) اختلاف کر رہے ہیں (مراد قیامت ہے اور دریافت کرنے سے مراد بطور انکار کے دریافت کرنا ہے اور مقصود اس سوال و جواب سے اذہان کا ادھر متوجہ کرنا اور تفسیر بعد الابہام سے اس کا اہتمام شان ظاہر کرنا ہے۔ آگے ان کے اختلاف کی تزییف اور ابطال ہے کہ جیسا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ قیامت نہ آویگی ہرگز ایسا نہیں بلکہ قیامت آویگی اور) ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے (یعنی جب بعد فراق دنیا کے ان پر عذاب واقع ہوگا تب حقیقت اور حقیت قیامت کی منکشف ہو جاویگی) اور ہم پھر (کر کہتے ہیں کہ جیسا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ قیامت نہ آویگی ہرگز ایسا نہیں (بلکہ آویگی اور) ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے (اور چونکہ وہ لوگ اس کو مستبعد یا مستحیل سمجھتے ہیں آگے اس کا امکان و صحت ارشاد ہے کہ اس کو ممتنع سمجھنے سے ہماری قدرت کا انکار لازم آتا ہے اور ہماری قدرت کا انکار نہایت بعید ہے کیونکہ) کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو زمین کی میخیں نہیں بنایا (یعنی مثل میخوں کے بنایا جیسا کسی چیز میں میخیں لگا دینے سے وہ چیز اپنی جگہ سے نہیں ہٹتی اسی طرح زمین کو پہاڑوں سے مستقر کر دیا جس کو دوسری آیت میں رواسی سے تعبیر فرمایا ہے وقد مر فی سورۃ النحل) اور (اس کے علاوہ ہم نے اور بھی دلائل قدرت ظاہر فرمائے چنانچہ) ہم ہی نے تم کو جوڑا جوڑا (یعنی مرد و عورت) بنایا اور ہم ہی نے تمہارے سونے کو راحت کی چیز بنایا اور ہم ہی نے رات کو پردہ کی چیز بنایا اور ہم ہی نے دن کو معاش کا وقت بنایا اور ہم ہی نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے اور ہم ہی نے (آسمان میں) ایک روشن چراغ بنایا (مراد آفتاب ہے کقولہ تعالیٰ وجعل الشمس سراجا) اور ہم ہی نے پانی بھرے بادلوں سے کثرت سے پانی برسایا تاکہ ہم اس پانی کے ذریعہ سے غلہ اور سبزی اور گنجان باغ پیدا کریں (اور ان سب سے ہمارا کمال قدرت ظاہر ہے پھر قیامت پر ہمارے قادر ہونے کا کیوں انکار کیا جاتا ہے یہ بیان تہا امکان کا آگے وقوع کا ذکر ہے کہ) بیشک فیصلہ کا دن ایک معین وقت ہے یعنی جس دن صور پھونکا جاوے گا پھر تم لوگ گروہ گروہ ہو کر آؤ گے (یعنی ہر امت جدا جدا ہوگی پھر مومن جدا کافر جدا پھر ابرار جدا فجار جدا سب ایک دوسرے سے ممتاز ہو کر میدان قیامت میں حاضر ہوں گے) اور آسمان کھل جاوے گا پھر اس میں دروازے ہی دروازے ہو جاویں گے (یعنی اس قدر بہت سا کھل جاوے گا جیسے بہت سے دروازے ملا کر بہت سی جگہ کھلی ہوتی ہے پس کلام مبنی ہے تشبیہ پر اب یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ دروازے تو آسمان میں اب ہی ہیں پھر اس دن دروازے ہونے کے کیا معنی اور یہ کھلنا نزول ملائکہ کے لئے ہوگا جیسا سورۂ فرقان میں تشقق السماء سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کی شرح وہاں گذر چکی) اور یہ پہاڑ اپنی جگہ سے اٹھا دیئے جاویں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جاویں گے (کقولہ تعالیٰ کثیبا مہیلا) اور یہ واقعات نفخہ ثانیہ کے وقت ہونگے یہ تو تیسرا حال ہے ان کے انکار کا۔

اللغات دهاقا ملاء خمسا کا ضیا ۱۲

المحتوی وعطاء بدل من جزاء قولہ منہ متعلق بیملکون وصلہ خطابا مقدرا ای فی الدنیا بیملکون راجع الی الرحمٰن بیملکون کذا فی الروح ۱۲

الروایات قولہ یوم یقوم الروح فی الدر عن ابن عباس تقوم ارواح المناس مع الملائکۃ تہ تقوم

لے اہل السموات والارض قولہ یوم یقوم عاملا لا تتکلمون ۱۲

ملحقات المترجمہ

۱ قولہ فی یتساءلون ای ہذا اشارۃ الی الآیۃ الیہ بیسالون کذا فی الروح ۱۲

۲ قولہ فی معاشا ای معاش کا وقت اشار الی ان المعاش کالمعاش کذا فی الروح مصدر میمی بمعنی العیش وہو الحیاۃ المختصۃ بالحیوان کذا

سورۃ النّٰزعٰت مکیۃ	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	وھی ست واربعون اٰیۃ
	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں	

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝

قسم ہے اُن فرشتوں کی جو جان سختی سے نکالتے ہیں۔ اور جو بند کھول دیتے ہیں۔ اور جو تیرتے ہوئے چلتے ہیں۔

اور جہاں جہاں واقع ہوا ہے دونوں احتمال ہیں یا تو نفخۂ ثانیہ کے بعد کہ اُس سے سب عالم ہیئۃ عود کر آوے گا جب حساب کا وقت آوے گا پہاڑوں کو زمین کے برابر کر دیا جاوے گا تاکہ زمین پر کوئی آڑ پہاڑ نہ رہے سب ایک ہی میدان میں نظر آویں کہ ادخل فی الھیبۃ ہے اور یا یہ نفخۂ اولیٰ کے وقت ہوگا جس سے خود فنا مقصود بالذات ہوگا پھر اس تقدیر پر یوم کو ان سب واقعات کا ظرف فرمانا اس بنا پر ہوگا کہ نفخۂ اولیٰ سے نفخۂ ثانیہ تک کا مجموعہ ایک یوم قرار دے لیا گیا واللہ اعلم۔ آگے اُس یوم الفصل میں جو فیصلہ ہوگا اُس کا بیان ہے یعنی) بیشک دوزخ ایک گھات کی جگہ ہے (یعنی عذاب کے فرشتے انتظار اور تاک میں ہیں کہ کافر آویں تو اُن کو پکڑتے ہی عذاب کرنے لگیں اور وہ) سرکشوں کا ٹھکانا (ہے) جس میں وہ بے انتہا زمانوں (پڑے) رہیں گے (اور) اُس میں نہ تو وہ کسی ٹھنڈک (یعنی راحت) کا مزہ چکھیں گے (اور اس سے زہریلی کی نفی نہیں ہوئی) اور نہ پینے کی چیز کا (جو کہ مسکن عطش ہو بجز گرم پانی اور پیپ کے یہ اُن کو) پورا بدلہ ملے گا (اور وہ اعمال جن کا یہ بدلہ ہے یہ ہیں کہ) وہ لوگ حساب (قیامت) کا اندیشہ نہ رکھتے تھے اور ہماری (اُن آیتوں کو جن میں حساب و دیگر امور متعلقہ کی خبر تھی) خوب جھٹلاتے تھے اور ہم نے (اُن کے اعمال میں سے) ہر چیز کو ان کے نامۂ اعمال میں (لکھ کر) ضبط کر رکھا ہے سو (ان) اعمال پر اُن کو مطلع کر کے کہا جاویگا کہ اب (اِن اعمال کا) مزہ چکھو کہ ہم تم کو سزا ہی بڑھاتے چلے جائیں گے (یہ تو کافروں کا فیصلہ ہوا آگے اہل ایمان کا فیصلہ مذکور ہے کہ) خدا سے ڈرنے والوں کے لئے بیشک کامیابی ہے (یعنی دکھلائے اور سیر کو) باغ (جن میں طرح طرح کے میوے ہوں گے) اور انگور (یہ تخصیص بعد التعمیم امتنانا، شان کے لئے) اور (دل بہلانے کو) نوخاستہ ہم عمر عورتیں ہیں اور پینے کو) لبالب بھرے ہوئے جام شراب (اور) وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ (کیونکہ یہ باتیں وہاں محض معدوم ہیں) یہ (اُن کو اُن کی نیکیوں کا) بدلہ ملیگا جو کہ کافی انعام ہوگا آپ کے رب کی طرف سے جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور اُن چیزوں کا جو دونوں کے درمیان میں ہیں (اور جو) رحمان ہے (اور کسی کو اُس کی طرف سے مستقل اختیار نہ ہوگا کہ (اُس کے سامنے عرض معروض کر سکے (یہاں کئی صفتیں ارشاد ہیں بعد اسمٰوٰت الخ جو حال ہے مالک تفرقات واقعہ یوم قیامت پر اور رحمان جو مناسب ہے جزائے مؤمنین اور لا یملکون الخ جو مناسب ہے تخویف کافرین کے اور مستقل کی قید پر آگے استثناء الا من اذن الخ دلیل ہے آگے تقریر ہے لا یملکون الخ کی یعنی) جس روز تمام ذی ارواح اور فرشتے (خدا کے روبرو) صف بستہ (خشوع و خضوع کے ساتھ) کھڑے ہوں گے (اُس روز) کوئی بول نہ سکے گا بجز اُس کے جس کو رحمان (بولنے کی) اجازت دیدے اور وہ شخص بات بھی ٹھیک کہے (ٹھیک سے مراد وہ بات جس کی اجازت دی گئی ہے یعنی بولنا بھی محدود و مقید ہوگا یہ نہیں کہ جو چاہے بولنے لگے اور مستقل اختیار سے اوپر یہی مراد ہے آگے اوپر کے تمام مضامین کا خلاصہ ہے کہ) یہ (دن جس کا اوپر ذکر ہوا) یقینی دن ہے سو جس کا جی چاہے (اُس کے حالات سُن کر) اپنے رب کے پاس (اپنا) ٹھکانا بنا رکھے (یعنی نیک عمل کرے کہ وہاں نیک ٹھکانا ملے آگے اتمام حجت ہے کہ لوگو) ہم نے تم کو ایک نزدیک آنے والے عذاب سے ڈرا دیا ہے (جو کہ ایسے دن میں واقع ہونے والا ہے) جس دن شخص اُن اعمال کو (اپنے سامنے حاضر دیکھ لیگا جو اُس نے اپنے ہاتھوں کئے ہوں گے اور کافر (حسرت سے) کہیگا کاش میں مٹی ہو جاتا (تاکہ عقاب سے بچتا اور یہ اُس وقت کہے گا جب بہائم مٹی کر دیئے جاویں گے رواہ فی الدر عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ او معنی مراد ہوں جو سورۂ نساء تو تسوی بھم الارض میں گذرے ہیں)۔

سورۃ النّٰزعٰت مکیۃ وایھا خمس وست واربعون کنانی البیضاوی

اس میں بھی مثل سورت سابقہ واقعات اور ءانتم اشد الخ میں امکان اور ھل اتٰک الخ میں کمذبین کی تخویف اور تکذیب پر آپ کا تسلیہ ہے۔

وقوع وصحت قیامت مع تخویف مکذبین وتسلیہ رسول رب العالمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝

اللغات غرقا ای اغراقا فی النزع فی قاضی لا جساد ۱۲	النحو تو والنازعٰت جواب اقسم مقدر ای لتبعثن و یوم العامل فی یوم ترجف ۱۲

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝

پھر تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں — پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں — قیامت ضرور آئیگی جس روز ہلا دینے والی چیز ہلا ڈالیگی جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آ لیگی — بہت سے دل اُس روز دہشت زدہ ہونگے

اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ

اُن کی آنکھیں جھکی ہونگی — کہتے ہیں کہ کیا ہم پہلی حالت میں پھر واپس ہونگے — کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جاویں گے پھر زندہ ہونگے — اس صورت میں یہ واپسی

خَاسِرَةٌ ۝ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ

بڑے خسارہ کی ہوگی — تو وہ بس ایک ہی سخت آواز ہوگی — جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں موجود ہونگے ۔ کیا آپ کو موسیٰ کا قصہ پہنچا ہے — جبکہ اُن کو اُن کے پروردگار نے

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝

پاک میدان یعنی طوٰی میں پکارا — کہ تم فرعون کے پاس جاؤ اُس نے بڑی شرارت اختیار کی ہے — سو اُس سے کہو کہ کیا تجکو اس بات کی خواہش ہے کہ تو درست ہو جائے — اور میں تجھ کو تیرے پروردگار کی طرف راہ بتلاؤں تو تو اُس سے ڈرنے لگے

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ

پھر اُس کو بڑی نشانی دکھلائی — تو اُس نے جھٹلایا اور کہنا نہ مانا — پھر جلد ہو کر کوشش کرنے لگا — اور جمع کیا — پھر آواز بلند فرمائی — اور کہا کہ میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں — سو اللہ تعالیٰ نے

نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا ۝ رَفَعَ سَمْكَهَا

اُس کو آخرت کے اور دُنیا کے عذاب میں پکڑا — بے شک اس میں ایسے شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو ڈرے — بھلا تمہارا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے یا آسمان کا اللہ نے اُس کو بنایا — اُس کی سقف کو بلند کیا

فَسَوّٰىهَا ۝ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝

اور اُس کو درست بنایا — اور اُس کی رات کو تاریک بنایا اور اُس کے دن کو ظاہر کیا — اور اسکے بعد زمین کو بچھایا — اُس سے اس کا پانی اور چارہ نکالا

وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۝

اور پہاڑوں کو قائم کر دیا — تمہارے اور تمہارے مواشی کے فائدہ پہنچانے کے لئے — سو جب وہ بڑا ہنگامہ آویگا — یعنی جس دن انسان اپنے کئے کو یاد کریگا۔

وقف لازم — وقف لازم — وقف لازم

ع ۱

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا ۝ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۝ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۝

اللغات

ترجف جفد، وکرکے تحریک دیا جفۃ مصدر تو حافرۃ من قولہم رجع فلان فی حافرتہ ای طریقتہ التی جاء فیہا

فحشر ای اثر فیہا بحشیہ والحشیہ ما یحشر بہ محمودۃ ہی فی بعض ذات حشر ساھرۃ وجلد الارض قشرتہا التی تکثر الوطء بہا لکنہا سہرت فی زلک سکمہا فی القاموس لسقف الطاقۃ من ثم اذا علا ۱۲

النحو قولہ اذا کنا جواب الشرط مقدر ای نرد ول علیہ مردودون خلقا تمیز قولہ فاذا جاءت جوابہ

فاما قولہ یوم یتن کر بدل من اذا ۱۲

البلاغۃ

قولہ فالسبقت اقسام فی الاخیرین للعدد لالۃ علی ترتبہا علی ما قبلہا بغیر واو بخلاف الیسع الذی ہو قطع لمسافۃ تحقیقا کرر لقصد النزع تدریجا قولہ ابصارہا ای ابصار ہا بہا فحذف الضمیر والاضافۃ بیانیۃ ای خاشعۃ ہی ای خلقہا مرفوعۃ من اول الامر قولہ اخرج ضحٰہا فی الخازن ما ظہر عن النہار بالعشی لانہ اکمل اجزاء النہار فی النور والضیاء ۱۲

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ

اور دیکھنے والوں کے سامنے دوزخ ظاہر کیجاوے گی تو جس شخص نے سرکشی کی ہوگی اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی سو دوزخ ٹھکانا ہوگا اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے

رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۝ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝

ڈرا ہوگا اور نفس کو خواہش سے روکا ہوگا سو جنت اس کا ٹھکانا ہوگا یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا اس کے بیان کرنے سے آپکا کیا تعلق

اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ۝ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝ ع ۲

اس کا مدار صرف آپکے رب کی طرف ہے آپ تو صرف اس شخص کے ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہو جس روز یہ اس کو دیکھ لیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا صرف ایک دن کے آخری حصہ میں یا اس کے اول حصہ میں رہے ہیں

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ

عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۝ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝ اِنَّمَآ اَنْتَ

مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ۝ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝ قسم ہے ان فرشتوں کی جو کافروں کی) جان سختی سے نکالتے ہیں اور جو مسلمانوں کی روح آسانی سے نکالتے ہیں گویا ان کا) بند کھول دیتے ہیں اور جو (روحوں کو لے کر زمین سے آسمان کی طرف اس طرح سرعت و سہولت سے چلتے ہیں (جیسے گویا) تیرتے ہوئے چلتے ہیں پھر (جب روحوں کو لے کر پہونچتے ہیں تو ان ارواح کے باب میں جو خدا کا حکم ہوتا ہے اس کے امتثال کے لئے) تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں پھر (ان ارواح کے متعلق ثواب کا حکم ہو یا عقاب کا دونوں امروں میں سے) ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں (ان سب کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ) قیامت ضرور آویگی جس روز ہلا دینے والی چیز ہلا ڈالے گی (مراد نفخہ اولیٰ ہے) جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آجاویگی (مراد نفخہ ثانیہ ہے) بہت سے دل اس روز دھڑک رہے ہونگے ان کی آنکھیں (مارے ندامت کے) جھک رہی ہونگی (مگر یہ لوگ قیامت کا انکار کر رہے ہیں اور) کہتے ہیں کہ کیا ہم پہلی حالت میں پھر واپس ہونگے (پہلی حالت سے مراد حیات قبل الموت ہے یعنی کیا بعد الموت پھر حیات ثانیہ ہوگی مقصود استبعاد ہے) کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جاوینگے پھر (حیات کی طرف) واپس ہونگے (مقصود استصعاب ہے اگر ایسا ہوا تو) اس صورت میں یہ واپسی (ہمارے لئے) بڑے خسارہ کی ہوگی (کیونکہ ہم نے تو اسکے لئے کوئی سامان کیا نہیں مقصود اس سے تسخر تھا اہل حق کے اس عقیدہ کے ساتھ یعنی ان کے عقیدہ پر ہم بڑے خسارہ میں ہونگے جیسے کوئی شخص کسی کو خیر خواہی سے ڈرائے کہ اس راہ مت جانا شیر ملیگا اور مخاطب تکذیب کے طور پر کسی سے کہے کہ بہائی ادھر مت جانا شیر کھا جاویگا مطلب یہ کہ وہاں شیر ویر کچھ بھی نہیں ہے۔ آگے استبعاد و استصعاب مذکور کا رد ہے کہ یہ لوگ جو قیامت کو مستبعد و مستصعب کہتے ہیں تو (یہ) سمجھ رکھیں کہ ہم کو کچھ مشکل نہیں بلکہ) وہ بس ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں موجود ہونگے (آگے مکذبین کی تخویف اور تکذیب پر آپ کے تسلیہ کے لئے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ فرعون کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے پس فرماتے ہیں کہ) کیا آپ کو موسیٰ (علیہ السلام) کا قصہ پہونچا ہے جبکہ ان کو ان کے پروردگار نے ایک پاک میدان یعنی طویٰ میں (یہ اس کا نام ہے) پکارا کہ تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے بڑی شرارت اختیار کی ہے سو اس سے (جا کر) کہو کہ کیا تجکو اس بات کی خواہش ہے کہ تو درست ہو جاوے اور (تیری درستی کی غرض سے) میں تجکو تیرے رب کی طرف (ذات و صفات کی) رہنمائی کروں تو تو (ذات و صفات کو سن کر اور ان سے) ڈرنے لگے (اور اس ڈر سے) درستی ہو جاوے غرض یہ حکم سنکر موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس گئے اور جا کر پیغام (دیا کیا) پھر (جب اس نے دلیل نبوت طلب کی تو) اس کو بڑی نشانی (نبوت کی) دکھلائی (مراد معجزہ عصا ہی یا بارادہ جنس مجموعہ عصا و ید بیضا تو اس (فرعون) نے (ان کو) جھٹلایا اور (ان کا) کہنا نہ مانا پھر (موسیٰ علیہ السلام سے) جدا ہو کر (ان کے خلاف) کوشش کرنے لگا اور (لوگوں کو) جمع کیا پھر (ان کے سامنے) بآواز بلند تقریر کی اور کہا کہ میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں (اعلیٰ قید واقعی کے طور پر کہا پس اصل معتدوا نا ربکم ہے اور علی صفۃ ما وحہ بڑہا دی اور احترازی نہیں تا کہ ارباب غیر اعلیٰ کے وجود کو مستلزم ہو) سو اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت کے اور دنیا کے عذاب میں پکڑا (دنیوی عذاب تو غرق ہے اور اخروی عذاب حرق ہے) بے شک

البلاغۃ

قولہ ضحٰھا بمنزلۃ الاضافۃ الی عشیۃ لانک لو قلت لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحٰی لم یحسن ان یکون العشیۃ من یوم والضحی من آخر فجیء

الا استمرار من ذلک لانہ یقال مثلا ان لی الیوم الا خرا ذا قلت عشیۃ نہارا وضحاہ لم یحسن ذلک الا بتاویل وفی توالک شیئ ای توالک العشیۃ ای فی من توالک عشیۃ ذلک النہار او ضحاہ کذا فی الرمح ۱۲

سورۃ عبس مکیۃ وھی اثنتان واربعون اٰیۃ

اس (واقعہ) میں ایسے شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے (اس قصہ کا افتتاح ھل اتیٰک شعر تسلیہ ہے اور اس کا اختتام ان فی ذٰلک شعر تخویف ہے اور اوپر جو کفار کا استبعاد و استصعاب قیامت کے متعلق اس قول میں مذکور تھا ءاذا کنا عظاما نخرۃ اور اُس کا نقلی جواب تو اوپر مذکور ہوا ہی فانما ھی زجرۃ واحدۃ عقلی جواب ہے یعنی) بھلا تمہارا (دوسری بار) پیدا کرنا (فی نفسہ) زیادہ سخت ہے یا آسمان کا (اور فی نفسہ اس لئے کہا کہ بالنسبۃ الی القدرۃ تو سب مساوی ہیں اور ظاہر ہے کہ آسمان ہی کا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے پھر جب اُس کو پیدا کر دیا تو تمہارا پیدا کرنا کیا مشکل ہے آگے آسمان کے پیدا کرنے کی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ) اللہ نے اُس کو بنایا (اس طرح سے کہ) اُس کی سقف کو بلند کیا اور اُس کو درست بنایا (کہ کہیں اُس میں شقوق و فطور نہیں) اور اُس کی رات کو تاریک بنایا اور اُس کے دن کو ظاہر کیا (رات اور دن کو آسمان کی طرف اس لئے منسوب کیا کہ رات اور دن آفتاب کے طلوع اور غروب سے ہوتے ہیں اور آفتاب آسمان میں ہے) اور اس کے بعد زمین کو بچھایا (اور بچھا کر) اُس سے اُس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو (اُس پر) قائم کر دیا تمہارے اور تمہارے مواشی کے فائدہ پہونچانے کے لئے ترتیب خلق سموت و ارض کی سورۃ بقرہ کے رکوع سوم آیت ھوالذی خلق لکم الخ کے ذیل میں گذر چکی ہے اور گو اصل استدلال خلق سماء سے تھا مگر زمین کا ذکر شاید اس لئے کر دیا کہ اس کے احوال ہر وقت پیش نظر ہیں اور گو سماء کی برابر نہ سہی لیکن فی نفسہ انسان کے خلق سے اسکی خلقت بھی اشد ہے پس حاصل استدلال کا یہ ہوا کہ جب ایسی ایسی چیزیں ہم نے بنا دیں تو تمہارا بعث کیا مشکل ہے۔ آگے بعث کے بعد جو واقعات مجازاۃ کے متعلق ہونگے اُن کی تفصیل ہے یعنی قیامت کا امکان اور صحت وقوع تو ثابت ہو گیا) سو جب وہ بڑا ہنگامہ آویگا یعنی جس دن انسان اپنے کئے کو یاد کریگا اور دیکھنے والے کے سامنے دوزخ ظاہر کی جاویگی تو (اُس روز یہ حالت ہوگی کہ) جس شخص نے (حق سے) سرکشی کی ہوگی اور (آخرت کا منکر ہو کر اُس پر) دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی سو دوزخ (اُس کا) ٹھکانا ہوگا اور جو شخص (دنیا میں) اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا ہوگا (کہ مستلزم ہے اعتقاد آخرت کو) اور نفس کو (حرام) خواہش سے روکا ہوگا (یعنی اعتقاد کے ساتھ عمل بھی صالح ہوگا) سو جنت اُس کا ٹھکانا ہوگا (اور عمل صالح طریق جنت ہے موقوف علیہ نہیں چونکہ کفار بقصد انکار قیامت کے اُس کا وقت پوچھا کرتے تھے آگے اُس کا جواب ہے یعنی) یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اُس کا وقوع کب ہوگا (سو) اُس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق (کیونکہ) بیان کا موقوف علیہ علم ہے اور وہ منتفی ہے اور انتفاء موقوف علیہ مستلزم ہے انتفاء موقوف کو (بلکہ) اُس (کے علم کی تعیین) کا مدار صرف آپ کے رب کی طرف ہے (اور) آپ تو صرف (اخبار اجمالی سے) ایسے شخص کے ڈرانے والے ہیں جو اُس سے ڈرتا ہو (اور ڈر کر ایمان لانے والا ہو اور یہ لوگ جو جلدی مچا رہے ہیں تو سمجھ لیں کہ) جس روز یہ اُس کو دیکھیں گے تو (ان کو) ایسا معلوم ہوگا کہ گویا (دنیا میں) صرف ایک دن کے آخری حصہ میں یا اسکے اول حصہ میں رہے ہیں (دنیا کی مدت طویلہ یعنی دنیا کی مدت طویلہ قصیر معلوم ہوگی اور سمجھیں گے کہ عذاب استعجال کے ساتھ آگیا جس کی یہ استدعا کرتے ہیں حاصل یہ کہ استعجال کیوں کرتے ہو وقوع کے وقت اُس کو مستعجل ہی سمجھو گے اور جس دیر کو اب دیر سمجھ رہے ہو یہ دیر معلوم نہ ہوگی) ف والنازعٰت والناشطٰت سے شبہ نہ کیا جاوے کہ بعض اوقات کفار کا نزع آسان اور مؤمنین کا سخت دیکھا جاتا ہے اصل یہ ہے کہ یہ سختی اور سہولت جسمانی ظاہری ہوتی ہے اور آیت میں شدت و سہولت روحانی و حقیقی مراد ہے۔

سُوْرَۃ عبس مکیۃ وایھا احدٰی واربعون کذا فی البیضاوی

ربط چونکہ اس سورت کے سباق و سیاق کی سورتوں میں قیامت ہی کا مضمون زیادہ ہے اس قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی زیادہ مقصود اخیر کا مضمون ہے جو قیامت پر مشتمل ہے اور چونکہ اُس میں کافر کی سزائے شدید مذکور ہے اُس کی تقریر کے لئے اوسط سورت یعنی قتل الانسان الخ میں جو مقتضیات شکر کو ارتفاع عوارض کے ذکر سے اُس کے کفر کی شدت بیان فرمائی ہے اور ایسے شدید الکفر لوگوں کی ہدایت میں جو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کو اہتمام اور کاوش فرماتے سے کوفت ہوتی تھی کہ کیا اسی بنا پر ایک نابینا صحابی کا ایسے موقع پر آکر بولنا موجب کلفت ہوا تھا اس لئے شروع سورت میں ایک محبوبانہ انداز کے ساتھ جسکو لوگ عتاب کہتے ہیں استدعاء اہتمام سے منہی اور طالبان صادق کے حال پر توجہ فرمانے کا امر فرماتے ہیں پس اول سورت اوسط سورت کی تمہید ہے اور اوسط سورت آخر سورت کی تمہید ہے اور آخر سورت مقصود ہے واللہ اعلم

آداب تذکیر و تسمیع بر عدم تذکر و عقوبت غیر متذکر و مثوبت متذکر در آخرت

لطائف الترجمۃ

ف۱ قولہ فی من یدری الخ یعنی واؤں اشارہ ہے اس موہوم سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝

سیر ہو چین جبیں ہو گئے اور متوجہ نہ ہوئے اس بات سے کہ ان کے پاس اندھا آیا۔ اور آپ کو کیا خبر شاید وہ سنور جاتا یا نصیحت قبول کرتا سو اس کو نصیحت کرنا فائدہ پہونچاتا تو جو شخص بے پروائی کرتا ہے

فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ كَلَّآ اِنَّهَا

آپ اس کی تو فکر میں پڑتے ہیں حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں کہ وہ نہ سنورے اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈرتا ہو آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں ہرگز ایسا نہ کیجئے قرآن

تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۝

نصیحت کی چیز ہے سو جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے وہ ایسے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے جو بڑے مکان والے ہیں مقدس ہیں جو ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں جو کہ بڑے معزز نیک ہیں

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝

آدمی پر خدا کی مار وہ کیسا ناشکرا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا نطفہ سے اس کی صورت بنائی پھر اس کو اندازہ پر بنایا پھر اس کو رستہ آسان کر دیا

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ۝ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۝ اَنَّا صَبَبْنَا

پھر اس کو موت دی پھر اس کو قبر میں لیگیا پھر جب چاہے گا اس کو دوبارہ زندہ کر دیگا ہرگز نہیں اس کو جو حکم کیا تھا اس کو بجا نہیں لایا سو انسان کو چاہئے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے کہ ہم نے عجیب طور پر

الْمَآءَ صَبًّا ۝ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۝ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۝ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۝ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۝ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۝

پانی برسایا پھر عجیب طور پر زمین کو پھاڑا پھر ہم نے اس میں غلہ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغ

وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۝ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝

اور میوے اور چارہ پیدا کیا تمہارے اور تمہارے مواشی کے فائدہ کے لئے پھر جس وقت کانوں کا بہرا کر دینے والا شور پیدا ہوگا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۝ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ۝ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۝ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۝ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۝ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۝ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۝ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۝ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۝ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۝ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝

اللغات التصدی التعرض اصله تصدد من صدد وهما استقبالک صدر انسان ای قابلک یقال ما زید صدد ذاک ای قبالته ومنه صدفا ای جبلین سافرا کل منهما فی جانب یقصد بالی الآخر ومنه الصدف لانه یقابل الآخر ومنه الصدف لانه یقابل الآخر ومنه الصدف لانه یقابل

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ

جس روز ایسا آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا اُن میں ہر شخص کو ایسا مشغلہ ہوگا جو اُس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دیگا بہت سے چہرے

يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ ع ۱

اُس روز روشن خنداں شاداں ہونگے اور بہت سے چہروں پر اُس روز غلبہ ہوگی اُن پر کدورت چھائی ہوگی یہی لوگ کافر فاجر ہیں

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ (شان نزول ان آیات کا یہ ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض رؤسار مشرکین کو سمجھا رہے تھے کہ اتنے میں عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی حاضر ہوئے اور کچھ پوچھا یہ قطع کلام آپ کو ناگوار ہوا اور آپ نے اُن کی طرف التفات نہیں کیا اور بعض روایات میں بعضوں کے نام بھی آئے ہیں ابوجہل بن ہشام - وعتبۃ بن ربیعہ - وابی بن خلف - وامیہ بن خلف - وشیبہ اور ناگواری کی وجہ سے آپ جبین بجبیں ہوئے جب اس مجلس سے اُٹھ کر آپ گھر جانے لگے آثار وحی کے نمودار ہوئے اور یہ آیتیں عبس وتولی الخ نازل ہوئیں اس کے بعد جب وہ آپ کے پاس آتے آپ بڑی خاطر کرتے ہذہ الروایات کلہا فی الدر المنثور - غرض واقعہ مذکورہ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) جبیں بجبیں ہوگئے اور متوجہ نہ ہوئے اس بات سے کہ اُن کے پاس اندھا آیا (یہاں تو غائب کے صیغہ سے فرمایا اور یہ غایت تکرم واستحیا متکلم کا اور غایت کرامت مخاطب کی ہے کہ روبرو رو اس امر کی نسبت نہیں فرمائی) اور (آگے خطاب کا صیغہ بطور التفات کے اس لئے اختیار کیا کہ شبہہ اعراض کا نہ ہو اور مضمون بھی سابق سے ایسوں ہے پس ارشاد ہوتا ہے کہ) آپ کو کیا خبر شاید وہ (نابینا آپ کی تعلیم سے پورے طور پر) سنورجاتا یا (اقل درجہ کسی خاص امر میں) نصیحت قبول کرتا سو اُس کو نصیحت کرنا (کچھ نہ کچھ) فائدہ پہونچاتا (مطلب یہ کہ اُس کی پوری اصلاح ہوتی یا کچھ اصلاح ہوتی بہرحال نفع ہی ہوتا اور ہر چند کہ ذکری مقدم ہے تذکر پر مگر نفع ذکری موخر ہے تذکر سے یعنی قبول موعظت سے اس لئے کلمۂ فا داخل ہوا اور بعد مبالغہ کے لئے فرمایا یعنی اس صحابی کی حالت سے اگر نظر تزکی یا تذکر ہی ہوتا تب بھی اس سے بے توجہی نہ چاہئے تہی چہ جائیکہ نفع متیقن ہو اور اعلیٰ سے تعبیر کرنا اشارہ ہے مقتضی توجہ وعطوفت کی طرف) تو جو شخص (دین سے) بے پروائی کرتا ہے آپ اُس کی تونگری میں پڑتے ہیں حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں کہ وہ نہ سنورے (وصف استغنار سے آپ کو اُس سے تنفر دلاتا ہے) اور جو شخص آپ کے پاس (دین کے شوق میں) دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ (خدا سے) ڈرتا ہے آپ اُس سے بے اعتنائی کرتے ہیں (ان آیات میں آپ کی اجتہادی لغزش پر آپ کو مطلع کیا گیا ہے منشا اُس اجتہاد کا یہ تھا کہ یہ امر تو متیقن اور ثابت ہے کہ اہم مقدم ہوتا ہے آپ نے کفر کی اشدیت کو موجب اہمیت سمجھا جیسے دو بیماروں میں ایک کو ہیضہ اور دوسرے کو کام ہو تو صاحب ہیضہ کا علاج مقدم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ اشتداد مرض اُس وقت موجب اہمیت ہے جب مریض علاج کا مخالف نہ ہو ورنہ طالب علاج ہونا موجب اقدمیت واہمیت ہوگا گو مرض خفیف ہو - آگے ان مشرکین کی طرف اس قدر توجہ ضروری نہ ہونے کو ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ آئندہ) ہرگز ایسا نہ کیجئے (کیونکہ) قرآن (محض ایک) نصیحت کی چیز ہے (اور آپ کے ذمہ صرف اُس کی تبلیغ ہے) سو جس کا جی چاہے اُس کو قبول کرے (اور جو قبول نہ کرے وہ جانے آپ کا کوئی ضرر نہیں پھر آپ اسقدر اہتمام کیوں فرماتے ہیں آگے قرآن کے اوصاف فرماتے ہیں کہ) وہ (قرآن لوح محفوظ کے) ایسے صحیفوں میں (ثبت) ہے جو عند اللہ مکرم ہیں (یعنی مرضی ومقبول ہیں اور) رفیع المکان ہیں (کیونکہ لوح محفوظ تحت العرش ہے کما فی الدر المنثور سورۃ البروج اور وہ) مقدس ہیں (شیاطین وشبہ کی وہاں تک رسائی نہیں کقولہ تعالیٰ لا یمسہ الا المطہرون) جو ایسے لکھنے والوں (یعنی فرشتوں) کے ہاتھوں میں (رہتے) ہیں کہ وہ مکرم (اور) نیک ہیں (یہ سب صفات آگے منجانب اللہ ہونے پر دال ہیں کما مر تقریرہ فی سورۃ الواقعۃ قولہ تعالیٰ لا یمسہ الا المطہرون اور لوح محفوظ ہر چند کہ شئی واحد ہے مگر اُس کے اجزار کو صحف سے تعبیر فرمادیا اور ان فرشتوں کو کاتب اسلئے کہا کہ یہ لوح محفوظ سے بام الٰہی نقل کرنے والے ہیں حاصل آیات کا یہ ہوا کہ قرآن منجانب اللہ نصیحت کے لئے ہے آپ نصیحت کرکے اپنے فرض سے ادا ہو جاویں گے خواہ کوئی ایمان لاوے یا نہ لاوے پس اس قسم کی تقدیم وتاخیر کی کوئی ضرورت نہیں یہاں تک آداب تذکیر کے ہوئے آگے عدم تذکر پر کفار کی تشنیع سے (منکر) آدمی پر (جو ایسے تذکر وتذکر سے حاصل کرے جیسے ابوجہل وغیرہ جن کو آپ سمجھاتے تھے اور وہ نہیں ہے تو ایسے شخص پر خدا کی مار پڑے کیسا ناشکرا ہے وہ دیکھتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو کیسی حقیر چیز سے پیدا کیا (آگے جواب ہے کہ) النطفہ سے (پیدا کیا آگے اُس کی کیفیت مذکور ہے کہ اول بعد انقلابات متعددہ کے اُس کی

سورۃ التکویر مکیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وھی تسع وعشرون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَاِذَا الْوُحُوْشُ

جب آفتاب بے نور ہو جاویگا اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور جب پہاڑ چلائے جاویں گے اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھپی پھریں گی اور جب وحشی جانور

حُشِرَتْ ۝٥ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝٧

سب جمع ہو جاویں گے۔ اور جب دریا بھڑکائے جاویں گے اور جب ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کئے جاویں گے

صورت بنائی پھر اُس رکے اعضاء) کو اندازہ سے بنایا رکما قال فی سورۃ القیامۃ منی تولی تعالے فخلق فسوی) پھر اُس کو (نکلنے کا) رستہ آسان کر دیا (چنانچہ ظاہر ہے کہ ایسے تنگ موقع سے اچھے خاصے تندرست بچہ کا نکل آنا صاف دلیل ہے اللہ تعالے کے قادر اور عبد کے مقدور ہونے کی) پھر (بعد عمر ختم ہونے کے) اُسکو موت دی پھر اُس کو قبر میں لے گیا (کقولہ تعالے فیہا نعیدکم خواہ اول ہی سے خاک میں رکھ دیا جاوے یا بعد چندے خاک میں ملجاوے) پھر جب اللہ چاہیگا اُسکو دوبارہ زندہ کر دیگا (مطلب یہ کہ یہ سب تصرفات دلیل ہیں انسان کے داخل قدرت آلہیہ ہونے کی اور نعمت بھی ہیں بعضے حسی بعضے معنوی جس کا مقتضا تہا وجوب اطاعت وایمان مگر اس نے) ہرگز (شکر) نہیں (ادا کیا اور) اس کو جو حکم کیا تہا اُس کو بجا نہیں لایا سو انسان کو چاہئے کہ (بعد اسباب مذکورہ حدوث کی نظر کرنے کے اسباب بقاء وتعیش مثلاً) اپنے کھانے کی طرف نظر کرے (تاکہ وہ باعث ہو حق شناسی واطاعت وایمان کا اور آگے نظر کرنے کا محل بتلاتے ہیں وہ یہ) کہ ہمنے عجیب طور پر پانی برسایا پھر عجیب طور پر زمین کو پھاڑا پھر ہم نے اُس میں غلہ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغ اور میوے اور چارہ پیدا کیا (بعضی چیزیں) تمہارے اور (بعضی چیزیں) تمہارے مواشی کے فائدہ کے لئے (اور یہ سب بہی نعمت اور دلیل قدرت ہیں اور اس مجموع میں ہر جزو مقتضی ہے وجوب شکر وایمان کو یہاں تک تشفی ہوگئی عدم تذکر پر آگے عدم تذکر پر عقوبت اور تذکر پر مثوبت آخرت میں مذکور ہے یعنی اب تو یہ لوگ ناشکری وکفر کرتے ہیں) پھر جب وقت کانوں کا بہرا کر دینے والا شور برپا ہوگا (اُس وقت ساری ناشکری کا مزہ معلوم ہو جاویگا آگے اُس دن کا بیان ہے کہ جس روز ایسا آوے (جس کا اوپر بیان ہوا) اپنے بھائی سے اور اپنے مال سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگیگا (یعنی کوئی کسی کی ہمدردی نہ کرے گا کقولہ تعالے لایسال حمیم حمیما وجہ یہ کہ) اُن میں ہر شخص کو (اپنا ہی) ایسا مشغلہ ہوگا جو اُس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دیگا (یہ تو کفار کا حال ہوا آگے مجموعہ مؤمنین وکفار کی تفصیل ہے کہ) بہت سے چہرے اُس روز (ایمان کی وجہ سے) روشن (اور مسرت سے) خنداں شاداں ہونگے اور بہت سے چہروں پر اُس روز (کفر کی وجہ سے) ظلمت ہوگی (اور اس ظلمت کے ساتھ) اُن پر (غم کی) کدورت چھائی ہوگی یہی لوگ کافر فاجر ہیں (کافر سے اشارہ فساد عقائد کی طرف اور فاجر سے فساد اعمال کی طرف)

ف صاحبہ ظاہر انفخہ اولی کی صفت زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے کہ وہ افناء کے لئے ہی لیکن یہ واقعات نفخہ ثانیہ کے ہیں تو کافروں کے اعتبار سے یہ صفت اسکی ہی ہے۔

سورۃ التکویر مکیۃ وایہا تسع وعشرون کذا فی البیضاوی

ربط اسمیں بھی مثل سوابق ولواحق واقعات قیامت کا بیان کرنا مقصود ہے اور اس کی تقویت کے لئے آخر میں قرآن کی حقانیت مذکور ہے کہ قیامت کے لئے مستعد ہو جاویں جیسا ان ھو الا ذکر للعلمین الخ سے معلوم ہوتا ہے۔

بیان مجازاۃ قیامت وتاکید شن باحقاق قرآن وترغیب استقامت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝٥ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝٧

الخ قولہ اذا الشمس الخ کما یہ علمت نفس ۱۲

الروایات اخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم عن ابی العالیۃ قال ستۃ ایات من ہذہ السورۃ فی الدنیا والناس ینظرون الیہا وہی فی الآخرۃ اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت فی الدنیا والناس ینظرون الیہا واذا الجبال سیرت فی الدنیا والناس ینظرون الیہا واذا العشار عطلت فی الدنیا والناس ینظرون الیہا واذا الوحوش حشرت فی الدنیا والناس ینظرون الیہا واذا البحار سجرت فی الدنیا والناس ینظرون الیہا واذا النفوس زوجت فی الدنیا والناس ینظرون الیہا واخرج ابن ابی الدنیا فی الاہوال وابن جریر وابن ابی حاتم عن ابی بن کعب قال ستۃ ایات قبل یوم القیامۃ بینما الناس فی اسواقہم اذ نبذت الشمس فی وسط السماء کما ہی فوقع الناس بعضہم علی بعض قال ابی الدنیا فی الاہوال وہی التی یقول اللہ تعالی اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت واذا الجبال سیرت واذا العشار عطلت واذا الوحوش حشرت واذا البحار سجرت واذا النفوس زوجت واذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت واذا الصحف نشرت واذا السماء کشطت واذا الجحیم سعرت واذا الجنۃ ازلفت فہذہ ستۃ ایات تکون قبل یوم القیامۃ

ملحقات الترجمۃ
قولہ فی متنا وشفا
جیسا بشارۃ قالی فائدۃ المصنف ۱۲

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ﴿۸﴾ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿۹﴾ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾

اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جاوے گا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی اور جب نامۂ اعمال کھول دیئے جاویں گے اور جب آسمان کھل جاوے گا اور جب دوزخ دہکائی جاویگی

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ اِذَا

اور جب جنت نزدیک کردی جاویگی ہر شخص اُن اعمال کو جان لیگا جو بھیجکر کیا ہے۔ تو میں قسم کھاتا ہوں اُن ستاروں کی جو پیچھے کو ہٹتے چلے رہتے ہیں چلتے چلتے چھپ جاتے ہیں اور رات کی جب جانے لگے اور قسم ہے صبح کی جب

تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾

وہ آنے لگے کہ یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا جو قوت والا ہے مالک عرش کے نزدیک ذی رتبہ ہے واں اس کا کہا مانا جاتا ہے امانت والا ہے اور یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے مجنوں نہیں ہیں

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور انہوں نے اس فرشتہ کو صاف کنارہ پر دیکھا بھی ہے اور یہ غیب کی باتوں پر بخل کرنے والے بھی نہیں اور یہ قرآن کسی شیطان مردود کی کہی ہوئی بات نہیں ہے تو تم لوگ کدھر کو چلے جا رہے ہو

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۹﴾

بس یہ تو دنیا جہان والوں کے لئے ایک بڑا نصیحت نامہ ہے ایسے شخص کے لئے جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے اور تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے ہو

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۹ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۱۰ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۱۱ وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ۱۲ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ۱۴ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۱۵ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۱۶ وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۱۷ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۱۸ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۱۹ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ۲۱ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۲۲ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ۲۳ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۲۴ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ۲۵ فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ ۲۶ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۲۷ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ ۲۸ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۲۹

جب آفتاب بے نور ہو جاوے گا اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور جب پہاڑ چلائے جاویں گے اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی اور جب وحشی جانور (مارے گھبراہٹ کے) سب جمع ہو جاویں گے اور جب دریا بھڑکائے جاویں گے (یہ چھ واقعہ تو نفخۂ اولے کے وقت ہوں گے جبکہ دنیا آباد ہوگی اور اُس نفخہ سے یہ تغیرات و تبدلات ہوں گے اور اُس وقت اونٹنیاں وغیرہ بھی اپنی اپنی حالت پر ہونگی جن میں بعضی وضع حمل کے قریب ہوں گی جو کہ عرب کے نزدیک اعزا اموال ہیں مگر اُس وقت ہل چل میں کسی کو کہیں کا ہوش نہ رہے گا اور وحوش بھی مارے گھبراہٹ کے سب اگٹھے ہو جاویں گے اور دریاؤں میں اول طُغیانی پیدا ہوگی اور زمین میں شقوق واقع ہو جاویں گے جس سے سب شیریں اور شور دریا ایک ہو جاویں گے جس کا ذکر آئندہ سورت میں واذا البحار فجرت میں فرمایا ہے پھر شدت حرارت سے سب کا پانی مستحیل باگنش ہو جاوے گا شاید اول ہوا ہو جاوے پھر ہوا آگ بن جاوے اس کے بعد عالم فنا ہو جاوے گا) اور (اگلے چھ واقعات بعد نفخۂ ثانیہ کے ہوں گے جن کا بیان یہ ہے کہ) جب ایک ایک قسم کے لوگ اگٹھے کئے جاویں گے (کافر الگ مسلمان الگ پھر اُن میں ایک ایک طریقہ کے الگ

اللغات

کشطت کشفت کذا فی الکبیر من کشطا لجلد اذا ازالہ وکشفہ عن الشاۃ الخنس الجوار الکنس فی النہار تخنس فی مجاریہا ای ترجع وراءہا فی الفلک وتکنس ای تستتر وقیل انہا تخنس ای تتاخر عن صواحباتہا فکانہ من تاخر وی مال کما تخنس الصبیۃ وہو الموضع الذی یاوی الیہ الوحش وقولہ تعالیٰ اذا تنفس ای قبل او دبر او اصبح وتنفس الصبح اضاء وحمۃ علی الاستعارۃ او علی ان الصبح یتنفس اذا اسفر ۱۲

البلاغۃ

قولہ سئلت وقولہ السوال الی الموؤدۃ دون الوائد میں ان اللہ تعالیٰ نبہ علی ان الموؤدۃ ہی المظلومۃ فہی احق بالسؤال والتفتیش والتوبیخ للوائد والقاتل وقولہ بای ذنب قتلت ولم یقل لم قتلت لان الغرض توبیخ القاتل لا سؤال المقتول عن سبب قتلہ وقولہ سئلت بصیغۃ المجہول للتہویل والتفظیع وقولہ نشرت ای فتحت لیقرأ ما فیہا وقولہ کشطت ای قلعت من مکانہا کما یکشط الجلد عن الشاۃ وقولہ سعرت ای اوقد علیہا حتی تصیر نارا وقولہ ازلفت ای قربت من اہلہا وقولہ علمت نفس ما احضرت ای علمت کل نفس ما عملت من خیر او شر وقولہ فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس ای فاقسم بالخنس الجوار الکنس وقولہ والصبح اذا تنفس ای اضاء وقولہ انہ لقول رسول کریم ای ان القرآن لقول رسول کریم وقولہ ذی قوۃ ای ذی قدرۃ علی ما یعجز عنہ غیرہ وقولہ عند ذی العرش مکین ای ذی منزلۃ رفیعۃ عند اللہ وقولہ مطاع ثم ای ہناک فی السموات یطیعہ الملائکۃ ویصدرون عن رایہ وقولہ امین ای علی الوحی وقولہ وما صاحبکم بمجنون ای لیس بہ ما یقولہ الکفار من الجنون وقولہ ولقد راہ بالافق المبین ای رای جبریل علیہ السلام وہو علی صورتہ الحقیقیۃ وقولہ وما ہو علی الغیب بضنین ای بمتہم فیما یخبر بہ عن اللہ تعالیٰ وقولہ وما ہو بقول شیطان رجیم ای ما ہو بقول شیطان مرجوم بالکواکب وقولہ فاین تذہبون ای فای طریق تسلکون بعد ہذا البیان وقولہ ان ہو الا ذکر للعالمین ای ما ہو الا عظۃ للخلق اجمعین وقولہ لمن شاء منکم ان یستقیم ای ہو ذکر لمن شاء منکم الاستقامۃ وقولہ وما تشاءون الا ان یشاء اللہ رب العالمین ای ما تشاءون الاستقامۃ الا ان یشاء اللہ ان یہدیکم وقولہ رب العالمین ای خالقہم ومدبر امورہم ۱۲

فوائد ما سقناہ من وجوہ المحاسن والبلاغۃ فی تحکیمہ فان المعنی علیہ اذا سئل بعضہم الجانی ونسبت الیہ الجنایۃ ودون الجانی کان ذلک ابلغ فی الجانی علیہ فتشکر فی حال نفسہ فعال المعنی علیہ غیری بمرأۃ ساحۃ وانا ہو فتحق علیہ العقاب فہذا فہم من الاستدلال واقع علی طریق التعریض کما فی قولہ تعالیٰ انت قلت للناس اتخذونی وامی الہین کذا فی المرموز قولہ علیہ نفسی اشکر تہم فی الالتفات بالقرائن قولہ وما علمتکم البلاغۃ فی فکر صریح علیہ السلام وترکہا فی شان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس لانہ افضل منہ بل لان الکلام مسوق لقصۃ المنزل واللائق بہا صدق ما کرہ فیہ ہو الذی تقتضیہ مقامات الاحوال من شان البلیغ ان یجری الکلام مساقا یلائم الحال لا یعدل عنہ الی غیرہ کذا مسوطا لا لخفاء ان الصفۃ الاتی بہا القول لیست من عضہ وذلک لیس بشیء وانما وصف بہ المنزل علیہ فظہر ان الحق ما قلنا من ان الامر فی الحال ما ذکرنا کذا فی المرموز قولہ ما کذب الفؤاد ما رای قولہ ولقد راہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہی وہی السماء السابعۃ او السادسۃ او الجنۃ او بیت المعمور او غیر ذلک من الاقوال المشہورۃ فی تعیین مکانہا وقولہ ما زاغ البصر وما طغی ای ما مال یمینا ولا شمالا ولا تجاوز ما رای ولا قصر عنہ بل اثبتہ علی ما ہو بہ وقولہ ولقد رای من آیات ربہ الکبری ای رای جبریل علیہ السلام فی صورتہ التی خلقہ اللہ علیہا وقولہ ان ہو الا وحی یوحی ای ما ہو الا وحی من اللہ تعالیٰ یوحیہ الی جبریل علیہ السلام وقولہ علمہ شدید القوی ای علم محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فی کل وحی ارسلہ الیہ جبریل علیہ السلام فافہم ۱۲

سُوْرَةُ الانفطار مکیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وھی تسع عشرۃ اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۙ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝

جب آسمان پھٹ جاوے گا اور جب ستارے جھڑ پڑیں گے اور جب سب دریا بہ پڑیں گے اور جب قبریں اُکھاڑ دی جاویں گی ہر شخص اپنے اگلے اور پچھلے اعمال کو جان لیگا

الگ) اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جاویگا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی (مقصود اس پوچھنے سے زندہ درگور کرنے والے ظالموں کا اظہار جرم ہے) اور جب نامۂ اعمال کھول دیئے جاویں گے (تاکہ سب اپنے اپنے عمل دیکھ لیں کقولہ تعالیٰ یلقاہ منشورا) اور جب آسمان کھل جاوے گا (اور اُس کے کھلنے سے آسمان کے اوپر کی چیزیں نظر آنے لگیں گی اور نیز اس کے کھلنے سے غمام کا نزول ہوگا جس کا ذکر پارہ وقال الذین لا یرجون آیت ویوم تشقق السماء الخ میں آیا ہے) اور جب دوزخ (اور زیادہ) دہکائی جاوے گی اور جب جنت نزدیک کردی جاوے گی (کما فی سورۃ ق وازلفت الجنۃ للمتقین جب یہ سب واقعات تفخیتین کے واقع ہوں گے تو اُس وقت) ہر شخص اُن اعمال کو جان لیگا جو اُس نے کر آیا ہے (اور جب ایسا واقعہ ہائلہ ہونے والا ہے) تو (میں منکرین کو اُس کی حقیقت بتلاتا ہوں اور مصدقین کو اُس کے لئے آمادہ کرتا ہوں اور یہ دونوں امر قرآن کی تصدیق اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں کہ اُس میں اس کا اثبات اور نجات کا طریق ہے اس لئے) میں قسم کھاتا ہوں اُن ستاروں کی جو (سیدھے چلتے چلتے) پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں (اور پھر پیچھے ہی کو) چلتے رہتے ہیں (اور کبھی پیچھے چلتے چلتے اپنے مطالع میں) جا چھپتے ہیں (ایسا امر پانچ سیاروں کو پیش آتا ہے کہ کبھی سیدھے چلتے ہیں کبھی پیچھے چلتے ہیں اور ان کو خنسہ متحیرہ کہتے ہیں۔ زحل۔ مشتری۔ عطارد۔ مریخ۔ زہرہ) اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے اور قسم ہے صبح کی جب آنے لگے (آگے جواب قسم ہے کہ یہ قرآن (اللہ کا) کلام ہے ایک معزز فرشتہ (یعنی جبریل علیہ السلام) کا لایا ہوا جو قوت والا ہے (کما فی النجم علمہ شدید القویٰ) اور (ملک عرش کے نزدیک ذی رتبہ ہے (اور) وہاں (یعنی آسمانوں میں) اُس کا کہنا مانا جاتا ہے (یعنی فرشتے اُس کا کہنا مانتے ہیں جیسا حدیث معراج سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے کہنے سے فرشتوں نے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے اور) (وہاں) امانت دار ہیں (کہ وحی کو صحیح صحیح پہونچا دیتے ہیں پس وحی کے لانے والے تو ایسے ہیں) اور (آگے جن پر وحی نازل ہوئی اُن کی) ارشاد ہے کہ) یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کا حال بخوبی تم کو معلوم ہے) مجنوں نہیں ہیں (جیسا منکرین نبوت کہتے تھے) اور (انہوں نے اُس فرشتہ کو (اصلی صورت میں آسمان کے) صاف کنارہ پر دیکھا بھی ہے (صاف کنارہ سے مراد بلند کنارہ ہے کہ صاف نظر آتا ہے کما فی النجم وھو بالافق الاعلی اور اس کا مفصل بیان سورۂ نجم میں گذرا ہے) اور پیغمبر (مبتلائی ہوئی) وحی کی (باتوں پر) بخل کرنے والے بھی نہیں (جیسا کاہنوں کی عادت ہے کہ رقم لے کر کوئی بات بتلاتے تھے اس سے نفی کہانت اور نفی اجر کی بھی ہوگئی) اور یہ قرآن کسی شیطان مردود کی کہی ہوئی بات نہیں ہے (اس سے نفی کہانت کی اور تاکید ہوگئی حاصل یہ کہ نہ آپ مجنون ہیں نہ کاہن نہ صاحب غرض اور وحی لانے والے کو پہچانتے بھی ہیں اور وحی لانے والا ایسا ہے پس لامحالہ یہ اللہ کا کلام اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور قسمیں مطلوب مقام کی نہایت مناسب ہیں چنانچہ ستاروں کا سیدھا چلنا اور لوٹنا اور چھپ جانا مشابہ ہے فرشتہ کے آنے اور واپس جانے اور عالم ملکوت میں جا چھپنے کے اور رات کا گذرنا اور صبح کا آنا سنانا ہے قرآن کے سبب ظلمت کفر کے رفع ہو جانے اور نور ہدایت کے ظاہر ہو جانے کے جب یہ بات ثابت ہے) تو تم لوگ (اس بارہ کو) کدھر کو چلے جا رہے ہو (کہ نبوت کے منکر ہو رہے ہو) یہ تو (بالعموم) دنیا جہاں والوں کے لئے ایک بڑا نصیحت نامہ ہے (اور بالخصوص) ایسے شخص کے لئے جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے (پہلوں کے لئے عموم بمعنی ارادہ طریق ہے اور دوسروں کے لئے خصوص بمعنی وصول الی المقصود ہے) اور (بعض کے نصیحت مند نہ ہونے سے اس کے نصیحت نامہ ہونے میں شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ تم بدون خلائے رب العالمین کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے ہو (یعنی فی نفسہ تو نصیحت ہے لیکن تاخیر اس کی موقوف مشیۃ پر ہے جو بعض لوگوں کے لئے متعلق ہوتی ہے اور بعض کے لئے کسی حکمت سے متعلق نہیں ہوتی۔

سورۃ الانفطار مکیۃ وآیھا تسع عشر کذا فی البیضاوی

ربط اس میں بھی مثل سوابق ولواحق قیامت و مجازاۃ کا بیان ہے اور درمیان میں غفلت پر تقریع ہے +

بعث وجزا اور تقریع بر غفلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۙ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۙ

اللغات انتثرت فی الدرع تساقطت متفرقۃ ۱۲ | **البلاغۃ** تولاذا۔ واذا فی الدرع تکریر للتہویل ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝

اے انسان تجھ کو کس چیز نے تیرے ایسے رب کریم کے ساتھ بھول میں ڈال رکھا ہے جس نے تجھ کو بنایا پھر تیرے اعضاء کو درست کیا پھر تجھ کو اعتدال پر بنایا جس صورت میں چاہا تجھ کو ترکیب دیدیا

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ

ہرگز نہیں بلکہ تم جزاء سزا کو جھٹلاتے ہو اور تم پر نگہبان مقرر ہیں عزت والے لکھنے والے جو تمہارے عمل کو جانتے ہیں نیک لوگ

لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا

بیشک نیکوں کار لوگ بیشک گنہگار ہیں روز جزا کو اس میں داخل ہونگے اور اس سے باہر نہ ہونگے اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ

يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝ ع

وہ روز جزا کیسا ہے پھر آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا کیسا ہے وہ ایسا دن ہے جس میں کسی شخص کے نفع کے لئے کچھ بس نہ چلیگا۔ اور تمام تر حکومت اس روز اللہ ہی کی ہوگی

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ

بِالدِّيْنِ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝

وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ

لِّلّٰهِ ۝ جب آسمان پھٹ جاوے گا اور جب ستارے (ٹوٹ کر) جھڑ پڑیں گے اور جب سب دریا (شور اور شیریں) یہ پڑیں گے (اور یہ کہ ایک ہو جاویں گے جیسا اوپر کی سورت میں بحرت کی تفسیر میں بیان ہوا ہے یہ تینوں واقعات تو نفخۂ اولیٰ کے ہیں آگے نفخۂ ثانیہ کے بعد کا واقعہ ہے یعنی) اور جب قبریں اکھاڑ دی جاویں گی (یعنی اُن میں کے مُردے نکل کھڑے ہونگے اُس وقت) ہر شخص اپنے اگلے اور پچھلے اعمال کو جان لیگا (اور ان واقعات کا مقتضا یہ تھا کہ انسان خواب غفلت سے بیدار ہوتا اس لئے آگے غفلت پر تقریع ہے کہ) اے انسان تجھ کو کس چیز نے تیرے ایسے رب کریم کے ساتھ بھول میں ڈال رکھا ہے جس نے تجھ کو (انسان) بنایا پھر تیرے اعضاء کو درست کیا پھر تجھ کو (مناسب) اعتدال پر بنایا (یعنی اعضاء میں تناسب رکھا اور یہ فا تفسیریہ ہے اور) جس صورت میں چاہا تجھ کو ترکیب دیدیا (یعنی باوجود اشتراک خلق وتسویہ وتعدیل کے پھر الگ الگ طور پر پیدا کیا۔ ماغرک سے پہلے معاد کا اور اسکے بعد مبدأ کا ذکر اشارہ ہے کہ دو امر مانع اغترار موجود ہیں پھر بھی اغترار سے باز نہیں آتا اور کریم کی صفت میں تلقین حجت نہیں بلکہ تقویت ہے مانع کی یعنی کریم ہونا مقتضی ہے کہ اُس کی طرف زیادہ توجہ کی جاوے بہرحال ان سب امور کا مقتضا یہ ہے کہ تم کو) ہرگز (مغرور) نہیں (ہونا چاہئے مگر تم اغترار سے باز نہیں آتے) بلکہ (اس درجہ اغترار میں بڑھ گئے ہو کہ) تم (خود) جزا و سزا (ہی) کو (وقوع فی اغترار سخت) جھٹلاتے ہو اور (یہ جھٹلانا تمہارا خالی نہ جاوے گا بلکہ ہماری طرف سے) تم پر (نہایت) نگہبان (تمہارے سب اعمال کے) یاد رکھنے والے (جو ہمارے نزدیک) معزز اور (تمہارے اعمال کے) لکھنے والے (ہیں) مقرر ہیں جو تمہارے سب افعال کو جانتے ہیں (اور لکھتے ہیں پس قیامت میں یہ سب اعمال پیش ہونگے جن میں تمہاری تکذیب بھی ہے اور سب پر مناسب جزا ملیگی جس کی تفصیل آگے ہے کہ) نیک لوگ بیشک (آسایش) میں ہوں گے اور بدکار (یعنی کافر) لوگ بیشک دوزخ میں ہوں گے روز جزا (ہی) کو اُس میں داخل ہوں گے اور (پھر داخل ہو کر) اس سے باہر نہ ہونگے (بلکہ اس میں خلود ہوگا) اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا کیسا ہے (اور ہم) پھر (کہتے ہیں کہ) آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا کیسا ہے (مقصود اس استفہام سے تہویل ہے آگے جواب ہے کہ) وہ ایسا دن ہے جس میں کسی شخص کا کسی شخص کے نفع کے لئے کچھ بس نہ چلیگا اور تمام تر حکومت اُس روز اللہ ہی کی ہوگی ف یعلمون ما تفعلون میں ظاہر اکلمہ ما کا عام ہے مگر ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عام مخصوص البعض ہے یعنی بعض اعمال حسیہ قلبیہ ملائکہ کاتبین اعمال سے بھی مخفی رہتے ہیں محض حق تعالیٰ ہی کو اُن کا علم ہے چنانچہ حوالی حصن حصین میں بحوالہ رقاۃ تخریج ابو یعلی بروایت حضرت عائشہ رضہ مدور سافرہ سیوطی سے حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ذکر خفی جس کو حفظہ بھی نہیں سنتے ستر درجے فضیلت میں زیادہ ہے الی آخر الحدیث اور اس سے مطلقاً اعمال قلبیہ کا اُن سے مخفی رہنا نہ سمجھا جاوے کیونکہ احادیث میں مصرح ہے کہ عزم حسنہ پر ثواب لکھا جاتا ہے اس سے زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی میری نظر سے نہیں گذری کہ کس قسم اعمال کی اُن کو اطلاع ہوتی ہے اور کس کی نہیں ہوتی اور یہ سب صحت حدیث کی تقدیر پر ہے ورنہ استثناء کی کوئی حاجت نہیں واللہ اعلم

سُوْرَةُ التَّطْفِيْف مكية بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وهي ست وثلثون اية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ

بڑی خرابی ہو ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں پورا لیتے ہیں اور جب اُن کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا دیتے ہیں کیا ان لوگوں کو

اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٥ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧ وَمَآ اَدْرٰىكَ

اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اُٹھائے جاویں گے جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے ہرگز نہیں بدکار لوگوں کا نامۂ عمل سجین میں ہیگا اور آپ کو کچھ معلوم ہے

مَا سِجِّيْنٌ ۝٨ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ

کہ سجین میں لکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے اُس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی جو کہ روز جزاء کو جھٹلاتے ہیں اور اُس کو تو وہی شخص جھٹلاتا ہے جو حد سے گزرنے والا ہو

اَثِيْمٍ ۝١٢ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٣ كَلَّا بَلْ سكته رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝١٤ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ

مجرم ہو جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاویں تو یوں کہہ دیتا ہو کہ یہ بے سند باتیں لوگوں سے منقول چلی آتی ہیں ہرگز ایسا نہیں بلکہ اُن لوگوں کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا ہے ہرگز ایسا نہیں یہ لوگ اس روز

يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝١٥ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝١٦ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝١٧ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ

اپنے رب سے روک دیئے جاویں گے پھر یہ دوزخ میں داخل ہونگے پھر کہا جاویگا کہ یہی ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ہرگز ایسا نہیں نیک لوگوں کا نامۂ عمل علیین میں ہیگا

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝٢٠ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٢١ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝٢٢ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝٢٣ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝٢٤

اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ علیین میں لکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے جس کو مقرب فرشتے دیکھتے ہیں نیک لوگ بڑی آسائش میں ہونگے مسہریوں پر دیکھتے ہونگے

سورۃ المطففین مختلف فیہا وایہا ست وثلثون کذا فی البیضاوی وفی الاتقان بعضہا مکیۃ وبعضہا مدنیۃ

ربط اس میں بھی مثل سورتہائے سابقہ ولاحقہ کے مجازاۃ اعمال کا بیان ہے اور ان میں سے اہتمام کے لئے بعض اعمال متعلقہ حقوق العباد پر جس کو مقام سے خاص مناسبت ہے بھی ہے کہ مقام بیان عدل کا ہے اور تطفیف کیل ووزن مخل عدل ہے شروع سورت میں بالتخصیص وعید ہے +

وعید بر تطفیف خصوصاً وبیان مجازاۃ عموماً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٥ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝٨ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝١٢ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٣ كَلَّا بَلْ سكته رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝١٤ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝١٥ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝١٦ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝١٧ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝١٨ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝١٩ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٢٠ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝٢١ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝٢٢ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝٢٣

اللغات قولہ للمطففین فی القاموس طفف تنقص المکیال فی الرزع کالتحسر فی الکیل والوزن تولہ کالوہم فی الرزکال یستقل باللام بدون تقدیر جار فی الاصل ثم حذف علی ما قیل کال لہ وکالہ بمعنی کال لہ وجعل ضمیر واحد کال من باب حذف الایصال علی ان الاصل کال لہ فحذف الجار واوصل الفعل کما فی القاموس الرزن فی القاموس معروف نقیض الکیل تولہ سجین فی القاموس سجین کعلیین فی الرزع وصف من السجن بفتح السین وکسر الجیم وتشدید النون وہو الحبس الشدید تولہ رقوم من رقم الکتاب اذا اعجمہ قال الزجاج ای علامۃ تقال الجوہری الرقم الخط

مرقوم ختوم بلغۃ حمیر یقال ہا ای بلغۃ حمیر ترجمہ من الشہود بمعنی الحضور وما ترجمت بہ ہو الظاہر الحاصل ۱۲

المحقوبون یقوم منصوب باضمار اعنی او ہو معمول لمبعوثون ۱۲

البلاغۃ قولہ علی الناس عدی بعلی لتضمین الاکتیال معنی الاستیلاء ۱۲

الروایات قد ذکرت فی ترجمۃ وال السورۃ وبدوہ تقیدنا اخرتہ فی کون فضل السورۃ مدنیۃ کما ہو ظاہر ۱۲

تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ

اے مخاطب تو اُن کے چہروں میں آسایش کی بشاشت پہچانے گا اُن کو پینے کے لئے شراب خالص مہر بند جس پر مشک کی مہر ہوگی اور حرص کرنے والوں کو ایسی چیز کی

الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا

حرص کرنا چاہئے اور اس کی آمیزش تسنیم سے ہوگی یعنی ایک ایسا چشمہ جس سے مقرب بندے پئیں گے جو لوگ مجرم تھے وہ ایمان والوں سے

يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا

ہنسا کرتے تھے اور جب اُن کے سامنے سے ہو کر گذرتے تھے تو آپس میں آنکھوں سے اشارے کرتے تھے اور جب اپنے گھروں کو جاتے تو دل لگیاں کرتے اور جب اُن کو دیکھتے تو یوں کہا کرتے

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ

کہ یہ لوگ یقیناً گمراہی میں ہیں حالانکہ یہ اُن پر نگرانی کرنے والے کر کے نہیں بھیجے گئے سو آج ایمان والے کافروں پر ہنستے ہونگے مسہریوں پر

يَنْظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ ع ۱

دیکھتے ہونگے واقعی کافروں کو اُن کے کئے کا خوب بدلا ملا

تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

ملتقطات الترجمة

لہ قولہ فی ما بعجبین سمیں میں رکھا ہوا ہے شاذ اے حذف المضاف ای الکتاب سمیں ۱۲

لے ہیں اور جب اُن کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیں دکو لوگوں سے اپنا حق پورا لینا مذموم نہیں ہے مگر اس کے لینے سے مقصود خود اس پر مذمت کرنا نہیں ہے بلکہ کم دینے پر مذمت کی تاکید و تقویت ہے یعنی کم دینا اگرچہ فی نفسہ مذموم ہے لیکن اُس کے ساتھ اگر دوسروں کی اصلاح رعایت نہ کی جاوے تو اور زیادہ مذموم ہے بخلاف رعایت کرنے والے کی کہ اگر اس میں ایک عیب ہے تو ایک ہنر بھی ہے اس لئے اصل نقص کا عیب شدید ہے اور چونکہ اصل مقصود مذمت ہے کم دینے کی اس لئے اُس میں ناپ اور تول دونوں کا ذکر کیا تاکہ خوب تصریح ہو جاوے کہ ناپنے میں بھی کم دیتے ہیں تولنے میں بھی کم دیتے ہیں اور چونکہ پورا لینا فی نفسہ لازم نہیں ہے اس لئے وہاں ناپ اور تول دونوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ ایک ہی کا ذکر کیا پھر تخصیص ناپ کی شاید اس لئے ہو کہ عرب میں زیادہ دستور کیل کا تھا خصوصاً اگر یہ آیت مدنی ہو جیسا روح المعانی میں بروایت نسائی وابن جریر وبیہقی اس کا نزول اہل مدینہ کے باب میں لکھا ہے تو اُس وقت اس تخصیص کی وجہ زیادہ ظاہر ہے کیونکہ مدینہ میں کیل کا دستور مکہ سے بھی زیادہ تھا اگلے مطففین کی تہدید ہے کہ کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اُٹھائے جاویں گے جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے (یعنی اُس روز سے ڈرنا چاہئے اور تطفیف سے توبہ کرنا چاہئے اس بعث وجزا کو سن کر جو مؤمن تھے وہ ڈر گئے اور جو کافر تھے وہ انکار کرنے لگے اس لئے آگے انکار پر ردع فرما کر تفصیل جزا فریقین فرماتے ہیں پس ارشاد ہے کہ جیسا کفار لوگ جزا وسزا کے منکر ہیں ہرگز (ایسا) نہیں (بلکہ جزا وسزا ضروری الوقوع ہے اور جن اعمال پر جزا وسزا ہوگی وہ بھی سب منضبط اور محفوظ ہیں اور اس مجموعہ کا بیان یہ ہے کہ) بدکار (یعنی کافر) لوگوں کا نامۂ عمل سجین میں رہیگا (وہ ایک مقام ہے سابع ارضین میں مستقر ارواح کفار کا ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر عن کعب فی الدر المنثور عن ابن عباس مجاہد وقتادہ وعبد الرحمن بن عمرو مرفوعاً اور کفار کے اعمال کا اس مقام پر رہنا نیز مجاہد وعبد الرحمن بن عمرو سے درمنثور میں مروی ہے) اور (آگے تہویل کے لئے سوال ہے کہ) آپ کو کچھ معلوم ہے کہ سجین میں رکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے وہ ایک نشان کیا ہوا

اللغات رحیق فی القاموس الخمر او الخالص منہا تسنیم سمیت التسنیم الذی ہو مصدر سمہ اذا رفعہ لان شرابہا ارفع شراب فی الجنۃ ۱۲

النحو قولہ فی ذلک الخ قیل الکلام علی تقدیر حرف الشرط والفعل ای وان اردت تعلم ذلک فی ذلک

التنافس الخ تقدیم الظرف لیکون عوضا عن الشرطی جیزہ وہو انفس مع تقدمہ کذا فی المفردات قولہ فیہ التفات الخ

البلاغۃ قولہ وما ارسلوا الخ تہکم واستہزاء بہم واشعار بان ما اجترؤا علیہ من القول من فظائع من ارسل من جہتہ تعالے ۱۲

(قبر ہے (نشان سے مراد مہر ہے کمافی الدر المنثور عن کعب الاحبار فیختم دیختم ای بعد الموت مقصود یہ ہوگا کہ اُس میں تغیر و تبدل کا کچھ احتمال نہیں پس حاصل اس کا اعمال کا محفوظ و منضبط ہونا ہے جس سے جزار کا حق ہونا ثابت ہوا آگے ان اعمال کی جزار کا بیان ہے کہ اُس روز یعنی قیامت کے روز) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی جو کہ روز جزار کو جھٹلاتے ہیں اور اُس (یوم جزار) کو تو وہی شخص جھٹلاتا ہے جو عہد (عبدیت) سے گذرنے والا ہو (اور) مجرم ہو (اور) جب اُسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاویں تو یوں کہدیتا ہو کہ یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں (مطلب یہ بتلانا ہے کہ جو شخص یوم دین کی تکذیب کرتا ہے وہ معتدی اثیم مکذب بالقرآن ہے جو حاصل ہے اذا تتلیٰ الخ کا آگے تکذیب روز جزار پر جو صراحۃً مذکور ہے روع ہے جیسا اوپر تکذیب بمفہوم من المقام پر روع تھا یعنی جیسا یہ لوگ اس کو غلط سمجھ رہے ہیں) ہرگز ایسا نہیں (اور کسی کو یہ شبہہ نہ ہو کہ شاید ان کے پاس کوئی دلیل نفی کی ہوگی جس سے یہ تمسک کرتے ہوں گے ہرگز نہیں) بلکہ (اصل وجہ تکذیب کی یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر ان کے اعمال (بد) کا زنگ بیٹھ گیا ہے (اُس سے استعداد قبول حق کی فاسد ہوگئی پس براہ عناد انکار کرنے لگے آگے پھر انکار پر روع ہے کہ جیسا یہ لوگ سمجھ رہے ہیں) ہرگز ایسا نہیں (آگے دلیل مجمل کی تفصیل ہے کہ وہ خرابی یہ ہے کہ) یہ لوگ اُس روز (ایک تو اپنے رب کا دیدار دیکھنے سے روک دیئے جاویں گے پھر (صرف اسی پر اکتفا نہ ہوگا بلکہ) یہ دوزخ میں داخل ہوں گے پھر (ان سے) کہا جاوے گا کہ یہی ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اور چونکہ یہ لوگ یوم دین کی تکذیب میں جس طرح اپنی سزار کو جھٹلاتے تھے اسی طرح مؤمنین کی جزار کو بھی جھٹلاتے تھے آگے اس پر روع فرماتے ہیں کہ یہ جو مؤمنین کے اجر و ثواب کے منکر ہیں) ہرگز ایسا نہیں (بلکہ اُن کا اجر و ثواب ضرور ہونے والا ہے جس کا بیان یہ ہے کہ) نیک لوگوں کا نامۂ عمل علیین میں رہے گا (وہ ایک مقام سماء سابعہ میں مستقر ارواح مؤمنین کا ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر عن کعب) اور (آگے تفہیم کے لئے سوال ہے کہ) آپ کو کچھ معلوم ہے کہ علیین میں رکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے جس کو مقرب فرشتے (شوق سے) دیکھتے ہیں (اور یہ مؤمن کے لئے کرامت عظیمہ ہے جیسا کہ روح المعانی میں تخریج عبد بن حمید حضرت کعب سے روایت ہے کہ جب ملائکہ مؤمن کی روح کو قبض کر کے لیجاتے ہیں تو ہر آسمان کے مقرب فرشتے اُس کے ساتھ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہونچ کر اُس روح کو رکھ دیتے ہیں پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم اس کا نامۂ اعمال دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ وہ نامۂ عمل کھول کر اُن کو دکھلایا جاتا ہے اھ مختصراً آگے ان کی جزار آخرت کا بیان ہے کہ) نیک لوگ بڑی آسایش میں ہوں گے مسہریوں پر (بیٹھے بہشت کے عجائب) دیکھتے ہوں گے اے مخاطب تو اُن کے چہروں میں آسایش کی بشاشت پہچانے گا (اور) اُن کو پینے کے لئے شراب خالص سربمہر جس پر مشک کی مہر ہوگی ملے گی اور حرص کرنے والوں کو ایسی چیز کی حرص کرنا چاہئے (کہ حرص کے لائق یہ ہے خواہ صرف شراب مراد لی جاوے خواہ کل نعار جنت یعنی لائق تحصیل یہ نعمتیں ہیں نہ کہ نعار دنیا اور اُن کی تحصیل کا طریق نیک اعمال ہیں پس اس میں کوشش کرنا چاہئے) اور اُس (شراب) کی آمیزش تسنیم (کے پانی) سے ہوگی (قاعدہ ہے کہ شراب میں پانی ملا کر پیتے ہیں تو اُس شراب کی آمیزش کے لئے تسنیم کا پانی ہوگا آگے تسنیم کی مشرح ہے) یعنی ایک ایسا چشمہ جس سے مقرب بندے پئیں گے (یعنی سابقین کو تو خالص پینے کو اس کا پانی ملیگا اور اصحاب الیمین کو اُس کا پانی دوسری شراب میں ملا کر ملے گا کذا فی الدر المنثور عن قتادۃ و مالک بن الحارث و ابن عباس وابن مسعود و حذیفۃ رض اور یہ مہر لگنا علامت اکرام کی ہے ورنہ وہاں حفاظت کی ضرورت نہیں اور مشک کی مہر کا مطلب یہ ہے کہ جیسے قاعدہ ہے کہ لاکھ وغیرہ لگا کر اُس پر مہر کرتے ہیں اور ایسی چیز کو ملین ختام کہتے ہیں وہاں شراب کے برتن کے مُنہ پر مشک لگا کر اُس پر مہر کر دی جاوے گی یہاں تک فریقین کی جزار جزوی کا الگ الگ بیان تھا آگے مجموعہ فریقین کا مجموعہ حال دنیا و آخرت مذکور ہے یعنی) جو لوگ مجرم (یعنی کافر) تھے وہ ایمان والوں سے (دنیا میں تحقیراً) ہنسا کرتے تھے اور یہ (ایمان والے) جب اُن (کافروں) کے سامنے سے ہو کر گذرتے تھے تو آپس میں آنکھوں سے اشارے کرتے تھے (مطلب یہ کہ اُن کے ساتھ استہزار و تحقیر سے پیش آتے تھے) اور جب اپنے گھروں کو جاتے تو وہاں بھی ان کا تذکرہ کر کے) دل لگیاں کرتے (مطلب یہ کہ غیبت و حضور ہر حالت میں اُن کی تحقیر و استہزار کا مشغلہ رہتا البتہ حضور میں اشارے چلا کرتے اور غیبت میں صراحۃً تذکرہ کرتے) اور جب اُن کو دیکھتے تو یوں کہا کرتے کہ یہ لوگ یقیناً غلطی میں ہیں (کیونکہ کفار اسلام کو غلطی سمجھتے تھے) حالانکہ یہ (کافر) اُن (مسلمانوں) پر نگرانی کرنے والے کر کے نہیں بھیجے گئے (یعنی ان کو اپنی فکر کرنا چاہیئے تھا اُن کے پیچھے کیوں پڑ گئے پس ان سے دو غلطیاں ہوئیں اول اہل حق کے ساتھ استہزار پھر اپنی اصلاح سے بے فکری) سو آج (قیامت کے دن) ایمان والے کافروں پر ہنستے ہوں گے مسہریوں پر بیٹھے اُن کا حال) دیکھ رہے ہوں گے (روز منشور میں قتادہ سے ہے کہ کچھ دریچے جہنم کے ایسے ہوں گے جن سے اہل جنت اہل نار کو دیکھ سکیں گے پس اُن کا بُرا حال دیکھ کر بطور انتقام کے اُن پر ہنسیں گے آگے تقریر ہے اس سزار کی یعنی واقعی کافروں کو اُنکے کئے کا خوب بدلا

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ خَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۲ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۳ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝۴ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا

جب آسمان پھٹ جاویگا اور اپنے رب کا حکم سن لیگا اور وہ اسی لائق ہے اور جب زمین کھینچ کر بچھا دی جاویگی اور اپنے اندر کی چیزوں کو باہر نکال دیگی اور خالی ہو جاویگی اور اپنے رب کا حکم سن لیگی

وَحُقَّتْ ۝ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ

اور وہ اسی لائق ہے اے انسان تو اپنے رب تک پہنچنے تک کام میں کوشش کر رہا ہے پھر اس سے جا ملیگا تو جس شخص کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیگا سو اس سے

حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝

آسان حساب لیا جاویگا اور وہ اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش جاویگا اور جس شخص کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیگا سو وہ موت کو پکارے گا

وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝ بَلٰۤى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝ ع ۱

اور جہنم میں داخل ہوگا یہ شخص اپنے متعلقین میں خوش خوش رہا کرتا تھا اس نے خیال کر رکھا تھا کہ اس کو لوٹنا نہیں ہے کیوں نہ ہوتا اس کا رب اس کو خوب دیکھتا تھا

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

سو میں قسم کھاتا ہوں شفق کی اور رات کی اور ان چیزوں کی جن کو رات سمیٹ لیتی ہے اور چاند کی جب پورا ہو جاوے کہ تم لوگوں کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے سو ان لوگوں کو کیا ہوا کہ ایمان نہیں لاتے

وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۝ فَبَشِّرْهُمْ ع ۱۲ ۱۳ السجدة

اور جب ان کے روبرو قرآن پڑھا جاتا ہے تو نہیں جھکتے بلکہ یہ کافر تکذیب کرتے ہیں اور اللہ کو سب خبر ہے جو کچھ یہ لوگ جمع کر رہے ہیں سو آپ ان کو

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ ع ۱۳ ۱۴

ایک دردناک عذاب کی خبر دیجئے لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی موقوف ہونے والا نہیں

سورۃ الانشقاق مکیۃ وایہا خمس وعشرون کذا فی البیضاوی

ربط اس میں بھی مثل سورہ سابقہ تفصیل مجازاۃ کی ہے

تفصیل مجازاۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝ بَلٰۤى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۝ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

(جب نفخۂ ثانیہ کے وقت) آسمان پھٹ جاوے گا تاکہ اس میں سے غمام وملائکہ کا نزول ہو جس کا ذکر پارہ ۰ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اٰيَاتِنَا وَيَوْمَ تَشَقَّقُ

الدفعات (وذنت) أصغت حقت جعلت حقيقة بالاستماع كادح جاهد ومجد وسعى ثم وسع (انشق) اتسع ونوره (المراد) المراد بالركوب الملاقاة (المطبق) في الأصل المطابق غيره ونص في المعرفة (حال) مطابقة لغيرها من مجاوزة (وسق) جمع ما فيه من مجاوزة (اتسق) اجتمع واستوى وتم نوره (لا يسجدون) أي تواضعا وخشوعا كما هو المعتاد عند سماع القرآن

(لتركبن) بفتح الباء على أنه مفعول به لمقدر أي لتقاسن حالا بعد حال أو بضم الباء على أنه خطاب للإنسان على الالتفات (طبقا) حالا بعد حال أو كلمة بعد كلمة أو سنة بعد سنة أو حالا من حالات الموت والبعث والحساب والجزاء (عن طبق) أي حالا بعد حالة أو كلمة بعد كلمة أو سنة بعد سنة أو حالا من حالات الموت والبعث والحساب والجزاء (يوعون) يجمعون في صحائفهم أو صدورهم من الكفر والتكذيب والحسد (فبشرهم) أخبرهم بما يسوءهم (غير ممنون) غير مقطوع أو غير منقوص

النحو (إذا السماء انشقت) جواب إذا محذوف أي لقي الإنسان عمله ونحوه مما دل عليه المذكور قوله (لا الذين) استثناء منقطع

سورۃ البروج مکیۃ وھی اثنتان وعشرون اٰیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

السماء الآخر میں ہے) اور اپنے رب کا حکم سن لیگا (اور سن لیگا یہاں حکم سے مراد حکم تکوینی انشقاق کا ہے اور ماننے سے مراد اس کا وقوع ہے) اور وہ (آسمان جو حکم قدرت ہونے کے) اسی لائق ہے (کہ جس امر کی مشیت اس کے متعلق ہو اس کا وقوع ضرور ہو جاوے) اور جب زمین کھینچ کر برابر کی جاوے گی (جس طرح چمڑا یا ربڑ کھینچا جاتا ہے) پس اس وقت کی مقدار سے اس وقت مقدار زیادہ ہو جاوے گی تاکہ سب اولین و آخرین اس میں سما جاویں جیسا در منثور میں بسند جید حاکم کی روایت سے مرفوعاً وارد ہے تمد الارض یوم القیمۃ مد الادیم الخ پس یہ انشقاق اور یہ امتداد دونوں حساب کے مقدمات میں سے ہیں) اور (وہ زمین) اپنے اندر کی چیزوں کو (یعنی مردوں کو) باہر اُگل دیگی اور (سب مردوں سے) خالی ہو جاوے گی اور (وہ زمین) اپنے رب کا حکم سن لیگی اور وہ اسی لائق ہے (اس کی تفسیر بھی مثل سابق ہے پس اس وقت انسان اپنے اعمال کو دیکھے گا جیسا آگے ارشاد ہے کہ) اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہونچنے تک (یعنی مرنے کے وقت تک) کام میں کوشش کر رہا ہے (یعنی کوئی نیک کام میں لگا ہوا ہے کوئی بُرے کام میں) پھر قیامت میں) اُس (کام کی جزا) سے جا ملے گا تو (اُس روز) جس شخص کا نامہ اعمال اُس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا سو اُس سے آسان حساب لیا جاوے گا اور وہ (اُس سے فارغ ہو کر) اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئے گا (آسان حساب کے مراتب مختلف ہیں ایک یہ کہ اُس پر اصلاً عذاب مرتب نہ ہو بعض نے تو یہ ہوگا اور حدیث میں سی کی تفسیر آئی ہے کہ جس حساب میں مناقشہ نہ ہو صرف پیشی ہو جاوے اور یہ غیر معذبین کے لئے ہوگا دوسرا یہ کہ اُس پر عذاب مخلد نہ ہو یہ عام مؤمنین کے لئے ہوگا اور مطلق عذاب اس کے منافی نہیں) اور جس شخص کا نامہ اعمال (اُس کے بائیں ہاتھ میں) اُس کی پیٹھ کے پیچھے سے ملے گا (مراد اس سے کفار ہیں اور پشت کی طرف سے ملنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ اُس کی مشکیں کسی ہوئی ہونگی تو بایاں ہاتھ بھی پشت کی طرف ہوگا دوسری صورت مجاہد کا قول ہے کہ اُس کا ہاتھ پشت کی طرف نکال دیا جاوے گا کذا فی الدر المنثور) سو وہ موت کو پکارے گا (جیسا مصیبت میں عادت ہے موت کی استدعا کی) اور جہنم میں داخل ہوگا (یعنی دنیا میں اپنے متعلقین (اہل و عیال و حشم و خدم) میں خوش خوش رہا کرتا تھا (یہاں تک کہ فرط خوشی میں آخرت کی تکذیب کرنے لگا تھا جیسا کہ آگے ارشاد ہے کہ) اُس نے خیال کر رکھا تھا کہ اُس کو (خدا کی طرف) لوٹنا نہیں ہے (آگے رد ہے اس ظن کا کہ لوٹنا) کیوں نہ ہوتا (آگے لوٹنے کے بعد جزا کا اثبات ہے کہ) اُس کا رب اُس کو خوب دیکھتا تھا (اور اُس کے اعمال پر جزا دینے کے ساتھ مشیت متعلق کر چکا تھا پس ایقاع جزا ضروری تھا) سو اس بنا پر میں قسم کھا کر کہتا ہوں شفق کی اور رات کی اور ان چیزوں کی جن کو رات سمیٹ کر جمع کر لیتی ہے (مراد وہ سب جاندار ہیں جو رات کو آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے ٹھکانے آجاتے ہیں) اور چاند کی جب وہ پورا ہو جاوے (یعنی بدر بن جاوے ان سب چیزوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں) کہ تم لوگوں کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہونچنا ہے (تفصیل ہے یا ایھا الانسان ما ملاقیہ کی پس وہاں جنس کو خطاب تھا یہاں جمیع افراد کو خطاب ہے وہاں تفاعل مجملاً فرمایا یہاں اس ملاقی مبنی للمفعول کی تفصیل ہے اور وہ حالتیں ایک موت ہے اس کے بعد احوال برزخ اُس کے بعد احوال قیامت پھر خود اُن میں بھی تعدد و تکثر ہے اور ان قسموں کا مناسب مقام ہونا اس طرح ہے کہ رات کے احوال کا مختلف ہونا کہ اول شفق ہوتی ہے پھر زیادہ رات آتی ہے تو سب سو جاتے ہیں اور پھر ایک رات کا دوسری رات سے نور و ظلمت کی زیادت و نقصان میں مختلف ہونا یہ سب مشابہ ہے اختلاف احوال بعد الموت کے و نیز موت سے عالم آخرت شروع ہوتا ہے جیسے شفق سے رات شروع ہوتی ہے پھر بسبب برزخ مشابہ لوگوں کے سو رہنے کے ہے اور چاند کا پورا ہونا بعث کے مشابہ ہے جو بعد قیامت کے بعد فنا عالم کے) سو (باوجود ان مقتضیات خوف اور ایمان کے اجتماع کے) ان لوگوں کو کیا ہوا کہ ایمان نہیں لاتے اور (خود تو ایمان اور حق کی کیا طلب کرتے ان کی عناد کی یہ حالت ہے کہ) جب ان کے روبرو قرآن پڑھا جاتا ہے تو (اُس وقت بھی خدا کی طرف) نہیں جھکتے بلکہ (بجائے جھکنے کے الٹے) تکذیب کرتے ہیں اور اللہ کو سب خبر ہے جو کچھ یہ لوگ (اعمال بد کا ذخیرہ) جمع کر رہے ہیں سو ان (اعمال کفریہ کے سبب) آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر دیدیجئے لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے اُن کے لئے (آخرت میں) ایسا اجر ہے جو کبھی موقوف ہونے والا نہیں (عمل صالح کی قید شرط کے طور پر نہیں سبب کے طریق پر ہے)

سورۃ البروج مکیۃ وایھا اثنتان وعشرون کذا فی البیضاوی

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ النَّارِ ذَاتِ

قسم ہے برجوں والے آسمان کی اور روز وعدہ کئے ہوئے دن کی اور حاضر ہونے والے کی اور اس کی جو حاضر کیا جاتا ہو گڑھے والے مارے گئے یعنی بہت سے ایندھن کی آگ والے

الْوَقُوْدِ ۝ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

معلوم ہوئے جس جماعت کو وہ لوگ اس پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے اور ان کا قصور ان میں سوا اس کے کوئی نہ تھا کہ وہ اللہ پر ایمان لائے تھے

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ

جو زبردست سزاوار حمد ہے ایسا کہ اسی کی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے جنہوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو

وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

تکلیف پہونچائی پھر توبہ نہیں کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے جلنے کا عذاب ہے بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۭ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۭ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝

باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی یہ بڑی کامیابی ہے آپ کے رب کی دار و گیر بڑی سخت ہے وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور دوبارہ پیدا کریگا

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝ بَلِ

اور وہی بڑا بخشنے والا بڑی محبت کرنے والا ہے عرش کا مالک عظمت والا ہے وہ جو چاہے سب کچھ کر گذرتا ہے کیا آپ کو لشکروں کا قصہ پہونچا ہے یعنی فرعون اور ثمود کا بلکہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ ع ۱۰

یہ کافر تکذیب میں ہیں اور اللہ ان کو ادھر ادھر سے گھیرے ہوئے ہے بلکہ وہ ایک باعظمت قرآن ہے جو لوح محفوظ میں ہے

ربط اوپر کی سورتوں میں فریقین کی مجازاۃ تھی اس سورت میں کفار کے معاملات مخالفت میں مسلمانوں کا تسلیہ اور تسلیہ کے بعد کفار کو عذاب کی وعید ہے۔

تسلیہ مؤمنین و وعید مخالفین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۭ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۭ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝

(ربط) اس سورت میں کفار کی مخالفت پر مسلمانوں کو تسلیہ دیا ہے جو صحیح مسلم میں مذکور ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ کوئی بادشاہ کافر تھا اس کے پاس ایک کاہن تھا اس نے بادشاہ سے کہا کہ مجھکو ایک ہوشیار لڑکا دیا جاوے تو اس کو اپنا علم سکھلا دوں چنانچہ ایک لڑکا تجویز کیا گیا اس کے رستہ میں ایک راہب رہتا تھا کہ دین حق اس وقت عیسوی تھا وہ لڑکا اس کے پاس بھی آنے جانے لگا اور خفیہ مسلمان ہو گیا ایک بار اس لڑکے نے دیکھا کہ کسی شیر نے رستہ روک رکھا ہے اور

اللغات الاخدود من الخد وہو الشق فی الارض والنار مع صفتہا بدل اشتمال من الاخدود ۱۲ المحقق جواب قسم تقدیرہ لعصدای اقد قتل کما فی الجلالین۔ قولہ اذ ھم قید لقتل وجملتہ ھذا الفعل ہو السبب ۱۲ منہم قولہ فعال غیر مستبد اعتدای ہو الا لہ المذکور ردوجہہ کما فی الروح عن الکشاف قولہ تعالی ضل الباری تحقیق صفتین یمشی الضال والمضر والوعد لیاء ویکمل طیبہ نفاست ہذہ الحکمۃ اھ قال صاحب الہ ہیچ چیز قول اللہ

البلاغۃ ذات الوقود وصف لہا بغایۃ الشدۃ مبالغۃ فی وصفہا بکونہا ذات وقود ۱۲ مایوجہ وجد مقابلۃ وذکر مذکر لم یقل موقودۃ بل جعلت ذات توقد ہا مکثۃ یعنی ہر قتنہ وفساد کثیر قطع ایسا وجہ الحصاصۃ قولہ تورا توقد منوانی الروح عن المتنبی ایضا قال سماء الاولین یموتون التعذیب ۱۲ کان واقعا علی الایمان مستقبل موکد فی ہر جہ ہر حال، معنی نگارد قال ہر جہل طیبہ ۱۲ من یدہ ہوا ہی یا ہم ۱۲

خلق پریشان ہے اُس نے ایک پتھر ہاتھ میں لیکر دعا کی کہ اے اللہ اگر راہب کا دین سچا ہے تو یہ جانور میرے پتھر سے مارا جاوے اور اگر کاہن سچا ہے تو نہ مارا جاوے اور یہ کہکر وہ پتھر مارا تو تیر کے لگا اور وہ ہلاک ہوگیا لوگوں میں شور ہوگیا کہ اس لڑکے کو کوئی عجیب علم آتا ہے کسی اندھے نے سُنا اگر درخواست کی کہ میری آنکھیں اچھی ہوجاویں تو کہا بشرطیکہ تو مسلمان ہوجاوے چنانچہ اُس نے قبول کیا لڑکے نے دُعا کی وہ اچھا ہوگیا اور مسلمان ہوگیا بادشاہ کو یہ خبریں پہونچیں تو اُس راہب کو اور لڑکے کو اور اُس اندھے کو گرفتار کرکے بُلایا اُس نے راہب اور اندھے کو قتل کردیا اور لڑکے کے لئے حکم دیا کہ پہاڑ پر سے گرا دیا جاوے مگر جو لوگ اُس کو لے گئے تھے وہ خود گر کر ہلاک ہوگئے اور لڑکا صحیح سالم چلا آیا پھر بادشاہ نے سمندر میں غرق کرنے کا حکم دیا وہ اس سے بھی بچ گیا اور جو لوگ اُس کو لے گئے تھے وہ سب ڈوب گئے پھر خود لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ مجھکو بسم اللہ کہکر تیر مارو تو مرجاؤں گا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور لڑکا مرگیا بس اس واقعہ عجیبہ کو دیکھکر یک لخت عام لوگوں کی زبان سے نعرہ بلند ہوا کہ ہم سب اللہ پر ایمان لاتے ہیں بادشاہ بڑا پریشان ہوا اور ارکان سلطنت کے مشورے سے بڑی بڑی خندقیں آگ سے بھروا کر اشتہار دیا کہ جو شخص اسلام سے نہ پھیرے گا اُس کو آگ میں جلادیں گے چنانچہ بہت آدمی جلائے گئے پس اس سورت میں اُس کے منضوب ہونے کو قسم سے بیان فرماتے ہیں کہ (قسم ہے برجوں والے آسمان کی (مراد برجوں سے بڑے بڑے ستارے ہیں کذا فی الدر المنثور مرفوعاً) اور (قسم ہے) وعدہ کئے ہوئے دن کی (یعنی قیامت کے دن کی) اور (قسم ہے) حاضر ہونے والے (دن) کی اور (قسم ہے) اُس دن کی جس میں (لوگوں کی) حاضری ہوتی ہے (حدیث ترمذی میں مرفوعاً ہے کہ یوم موعود قیامت کا دن ہے اور شاہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود عرفہ کا دن ہے۔ اور ایک دن کو شاہد اور دوسرے کو مشہود شاید اس لئے فرمایا کہ یوم جمعہ میں تو سب اپنی اپنی جگہ رہتے ہیں تو گویا دن خود آتا ہے اور یوم عرفہ میں حجاج اپنے اپنے مقامات سے سفر کرکے عرفات میں اس یوم کے قصد سے جمع ہوتے ہیں تو گویا وہ دن مقصود اور دوسرے لوگ حاضری کا قصد کرنے والے ہیں آگے جواب قسم ہے) کہ خندق والے (یعنی بہت سے ایندھن کی آگ والے ملعون ہوئے جس وقت وہ لوگ اُس (آگ) کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ (ظلم وستم) کر رہے تھے اُس کو دیکھ رہے تھے (اُن کے ملعون ہونے کی خبر دینے سے تسلی مؤمنین کی ظاہر ہے کہ اسی طرح جو کافر اس وقت مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں وہ بھی گرفتار لعنت ہوں گے جس کا اثر خواہ دُنیا میں بھی مرتب ہو جیسے بدر وغیرہ میں مقتول ومخذول ہوئے یا صرف آخرت میں جیسا عام کفار کے لئے تضمنی ہے اور دشمن کے عذاب کی خبر سے تسلیہ طبعی ہے اور اُن لوگوں کا بیٹھنا اس ظلم وستم کے انتظام اور نگرانی کے لئے تنہا اور شہود میں علاوہ نگرانی کے اشارہ ان لوگوں کی سنگدلی کی طرف بھی ہے کہ وہ کچھ کر بھی ترحم نہ آتا تھا اور اس کو حکم باللعن میں خاص دخل ہے کہ یہ سنگدلی علل لعنت سے ہے) اور اُن کافروں نے اُن مسلمانوں میں اور کوئی عیب نہیں پایا تھا بجز اس کے کہ وہ خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست (اور) سزاوار حمد ہے (ایسا کہ اُسی کی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی (یعنی ایمان لانے پر یہ معاملہ کیا اور ایمان لانا کوئی خطا نہیں جس سے خطا اُن پر ظلم کیا اس لئے وہ لوگ ملعون ہوئے) اور (آگے ظالموں کے لئے عام وعید اور مظلوموں کے لئے عام وعدہ ہے کہ) اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے (مظلوم کی مظلومیت سے بھی پس اُس کی نصرت کرے گا اور ظالم کی ظالمیت سے بھی پس اُس کو سزا دیگا خواہ یہاں خواہ وہاں چنانچہ آگے یہی مضمون ہے کہ جنہوں نے مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو تکلیف پہونچائی (اور) پھر توبہ نہیں کی تو اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور جہنم میں بالخصوص اُن کے لئے جلنے کا عذاب ہے (عذاب میں ہر طرح کی تکلیف داخل ہے۔ سانپ۔ بچھو۔ طوق۔ زنجیریں۔ حمیم۔ غساق وغیرہ اور سب سے بڑھکر جلنے کا عذاب ہے اس لئے اُس کو بالتخصیص فرمایا یہ تو ظالم کے حق میں فرمایا آگے مؤمنین کے حق میں جن میں مظلوم بھی آگئے ارشاد ہے کہ) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک عمل کئے اُن کے لئے (بہشت کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور) یہ بڑی کامیابی ہے (اور اوپر دو مضمون تھے کفار کے لئے جہنم ہونا اور مؤمنین کے لئے جنت ہونا آگے ان کے مناسب اپنے بعض افعال وصفات ان مضمونوں کی تقریر کے لئے ارشاد فرماتے ہیں کہ) آپ کے رب کی دار وگیر بڑی سخت ہے (پس کفار پر سزائے شدید کا واقع ہونا مستبعد نہیں اور نیز) وہی پہلی بار (بھی) پیدا کرتا ہے اور دوبارہ (قیامت میں بھی) پیدا کرے گا (پس یہ شبہہ بھی نہ رہا کہ گو بطش شدید ہے مگر قیامت ہی واقع نہ ہوگی جو وقت بطش کا ہو اس سے تقریر ہوگئی وعید کفار کی) اور (آگے تقریر ہے وعدۂ مؤمنین کی کہ) وہی بڑا بخشنے والا (اور) بڑی محبت کرنے والا اور عرش کا مالک (اور) عظمت والا ہے (پس ایمان والوں کے گناہ معاف کردے گا اور اُن کو اپنا محبوب بنالے گا اور ذوالعرش اور مجید گو تعذیب واثابت دونوں کے ساتھ متعلق ہوسکتا ہے کہ دونوں فرع ہیں صاحب سلطنت وکمال صفات کی لیکن یہاں مقابلہ کے قرینہ سے ان پر اثابت کا متفرع کرنا مقصود ہے اور آگے دونوں کے اثبات کے لئے ایک صفت ارشاد ہے کہ) وہ جو چاہے سب کچھ کر گذرتا ہے (آگے مؤمنین کی مزید تسلیہ اور کفار کی مزید تقریع کے لئے بعض خاص منضوبین کا حال بیان فرماتے ہیں کہ) کیا آپ کو اُن لشکروں کا قصہ پہونچا ہے یعنی فرعون (اور آل فرعون) اور ثمود کا (کس طرح کفر کیا اور کیونکر گرفتار عذاب ہوئے

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝۲ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝۳ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝۴ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ

قسم ہے آسمان کی اور اُس چیز کی جو رات کو نمودار ہونے والی ہو اور آپ کو کیا معلوم ہے وہ رات کو نمودار ہونے والی چیز کیا ہے وہ روشن ستارہ ہے کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی یاد رکھنے والا مقرر نہ ہو تو انسان کو دیکھنا چاہیے

مِمَّ خُلِقَ ۝۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝۶ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝۷ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝۹

کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ ایک اُچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے وہ اُس کو دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے جس روز سب کی تلاشی کھل جاوے گی

فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝۱۰ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝۱۱ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝۱۲ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝۱۳ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝۱۴

پھر اُس انسان کو نہ تو خود قوت ہوگی اور نہ اُس کا کوئی حمایتی ہوگا۔ قسم ہے آسمان کی جس سے بارش بار بار آتی ہے اور زمین کی جو پھٹ جاتی ہے کہ یہ قرآن ایک فیصلہ کردینے والا کلام ہے اور وہ کوئی لغو چیز نہیں ہے

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝۱۵ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝۱۶ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝۱۷ ع ۱۱

یہ لوگ طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں۔ تو آپ ان کافروں کو یوں ہی چھوڑ دیجئے ان کو تھوڑی ہی مہلت دیجئے۔

اس سے مؤمنین کو تسلی حاصل کرنا چاہیئے اور کفار کو ڈرنا چاہیئے مگر کفار بالکل عذاب سے نہیں ڈرتے بلکہ یہ کافر (خود قرآن کی تکذیب میں لگے ہیں پس اُس کے مضمون تعذیب کو بھی اور دیگر مضامین کو بھی جھٹلاتے ہیں) اور رانجام کار اس کی سزا بھگتیں گے کیونکہ اللہ اُن کو ادھر اُدھر سے گھیرے ہوئے ہے اُس کے قبضہ قدرت اور عقوبت سے بچ نہیں سکتے اور رانکا قرآن کو جھٹلانا حماقت محض ہے کیونکہ قرآن ایسی چیز نہیں جو جھٹلانے کے قابل ہو) بلکہ وہ ایک باعظمت قرآن ہے جو لوح محفوظ میں (لکھا ہوا ہے جس میں کوئی تغیر و تبدل محتمل نہیں ہاں سے نہایت حفاظت کے ساتھ صاحب وحی کے پاس پہونچایا جاتا ہے کما قال تعالیٰ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا پس ایسی حالت میں تکذیب قرآن کی بلاشک جہالت وموجب عقوبت ہے) ف اور ان قسموں کو جو اب قسم سے مناسبت یہ ہے کہ ان سب سے اللہ تعالیٰ کا مالک مکنہ وازمنہ ہونا ظاہر ہے اور ایسے مالک الکل کی مخالفت کرنے والے کا مستحق عذاب ہونا ظاہر ہے۔

سورۃ الطارق مکیۃ وھی اٰیاتھا سبع عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط اور پر تسلیہ مؤمنین کے ساتھ کفار کو وعید تھی اس سورت میں تحقیق وعید کے لئے اعمال کا محفوظ رہنا اور بعث کا امکان اور وقوع اور بعث کی دلیل یعنی قرآن کا حق ہونا مذکور ہے اور سورت سابقہ کے اخیر میں یہی حقیت قرآن کا مضمون تھا +

تحقیق وعید بحفظ اعمال وصحت وقوع بعث وحقیت قرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝۲ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝۳ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝۴ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝۶ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝۷ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝۹ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝۱۰ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝۱۱ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝۱۲ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝۱۳ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝۱۴ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝۱۵ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝۱۶ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝۱۷

اللغات الطارق بمعنی الضرب ثم صار اسما لکل طارق لانہ یضرب لطارق بقدمہ ثم شھق لاتی لیلا لانہ یضرب لباب الثاقب المخارق ثم صار بمعنی المضئی تصورا بثقب الظلام ان کل ثانیۃ لما بعنی مالا یاتی الدافق صب بمعنی المدفوق اوعلی النسب کلابن ای ذی دفق ہو صادق علی الفاعل والمفعول وماکونہ بمعنی مندفق فلم یسمع للترتیب جمع ترتیبۃ نظام المصدر او موضع انقلادۃ من الصدر رجعۃ الاعادۃ تبلی تتعرف ویمیز حاصلہ فاخبث واصلہ الاختبار والحق علی اللازم ذات الرجع ذات المطر الصدع التشقق لما یدا لتصویر رد بالضم ای ہل بمعنی قریبا وقلیلا وہو مصدر مؤکد لعامل اوقعت لمصدرہ الملفوظ ای امہالا

رعید۔ وفی الکشاف یقال المنحوتین رویدانی کلام العرب علی ثلثۃ اوجہ احدہا ان یکون اسما للامر کقولک ریدزیدا ولا تتعرف رویدنی ہذا الوجہ لانہ لیلا یعرف بہ الثانی ان یکون بمنزلہ سائر المصادر فیضاف الی مابعدہ کما تضاف المصادر کما تقول رویدزیدا بالجر اضافۃ المصدر الی مفعولہ ولذلک لم یجز ان یقال رویدا زیدا بالنصب علی ان یکون رویدا بمعنی ارود زیدا کما لا یجوز ان یقال ضربا زیدا بمعنی اضرب زیدا علی ان یکون ضربا بمعنی اضرب والثالث ان یکون رویدا بمعنی المصدر المنحوت من الفعل کانہ قیل ارود ارودا ای مہلہم ارویدا ثم قال الزمخشری وہذا عندی اعرض وابین لانہ جائز ان یکون مصدرا فی الانفراد اخری بان اضاف ہنا غیر مبنی ملائہ انما اضیف حال کونہ مبنیا وحینئذ فلا یدل علی ان المبنی کذا فی الروح ۱۲ البلاغۃ فصل ای فاصل قد بلغ الغایتین فلک حتی کانہ نفس الفصل ۱۲

(سورۃ الاعلیٰ مکیۃ وھی تسع عشرۃ اٰیۃ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں — اللہ کے نام سے — جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

قسم ہے آسمان کی اور اُس چیز کی جو رات کو نمودار ہونے والی ہے اور آپ کو کیا معلوم ہے وہ رات کو نمودار ہونے والی چیز کیا ہے وہ روشن ستارہ ہے (کوئی ستارہ ہو کقولہ تعالیٰ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح) آگے جواب قسم ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس پر کوئی (اعمال کا) یاد رکھنے والا (فرشتہ) مقرر نہ ہو کقولہ تعالیٰ وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون یہ کہ ان اعمال پر محاسبہ ہونے والا ہے اور اس قسم کو مقصود سے مناسبت یہ ہے کہ جیسے آسمان پر ستارے ہر وقت محفوظ ہیں مگر ظہور اُن کا خاص شب میں ہوتا ہے اسی طرح اعمال کا نامۂ اعمال میں اس وقت بھی محفوظ ہیں مگر ظہور اُن کا خاص قیامت میں ہوگا جب یہ بات نہ (تو انسان کو قیامت کی فکر چاہئے اور اگر اس کے استبعاد کا شبہ ہو تو اُس کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ ایک اُچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت اور سینہ (یعنی تمام بدن) کے درمیان سے نکلتا ہے مراد اس پانی سے منی ہے خواہ صرف مرد کی یا مرد و عورت دونوں کی اور عورت کی منی میں گو اندفاق مرد کی منی کی برابر نہیں ہوتا لیکن کچھ اندفاق ضرور ہوتا ہے اور دوسری تقدیر پر لفظ ماء کا صرف ظاہر اس بنا پر ہے کہ دونوں مادے مخلوط ہو کر مثل شئ واحد کے ہو جاتے ہیں اور پشت و سینہ چونکہ بدن کے دو طرفین ہیں اس لئے کنایہ جمیع بدن سے ہو سکتا ہے اور یہ اس لئے مراد لیا گیا کہ منی تمام بدن میں پیدا ہو کر پھر منفصل ہوتی ہے اور اس کنایہ میں تخصیص صلب و ترائب کی شاید اس لئے ہو کہ حصول مادۂ منویہ میں اعضاء رئیسہ کو خاص دخل ہے یعنی قلب و دماغ و کبد اور قلب کبد کا تعلق و تلبس ترائب سے اور دماغ کا تعلق بواسطہ نخاع کے صلب سے ظاہر ہے اور شاید صلب کا مظہر دلانا اور ترائب کا جمع لانا اسی نکتہ سے ہو کہ ترائب سے وہ چیز کہ جس کا تعلق ہے اور صلب سے ایک چیز کا اور بدن کے طرفین قدام و خلف سے بہ نسبت یمین و یسار کے چونکہ مسافت و مساحت میں زیادہ ہیں اس لئے یہاں تعبیر میں طرفین اخیرین پر رجوع ہوئی واللہ اعلم حاصل یہ کہ نطفہ سے انسان بنا دینا زیادہ عجیب ہے بہ نسبت دوبارہ بنانے کے پس جب یہ امر عجیب اُس کی قدرت سے واقع ہو رہا ہے (اس سے ثابت ہوا کہ) وہ اُس کے دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے (پس وہ استبعاد قیامت کا شبہ دفع ہو گیا اور یہ دوبارہ پیدا کرنا اُس روز ہوگا (جس روز سب کی قلعی کھل جاوے گی یعنی سب مخفی باتیں از قبیل عقائد باطلہ و نیات فاسدہ ظاہر ہو جاویں گی اور دُنیا میں جس طرح موقع پر جرم سے مکر جاتے ہیں اُس کو چھپا لیتے ہیں یہ بات وہاں ممکن نہ ہوگی) پھر اُس انسان کو نہ تو خود (مدافعت کی) قوت ہوگی اور نہ اُس کا کوئی حمایتی ہوگا (کہ دفع مدافعت عذاب کی کر دے اور اگر کہا جاوے کہ امکان قیامت کا تو عقلی ہے مگر وقوع تعلقی ہے اور دلیل نقلی اُس کی قرآن ہے اور وہ ہنوز محتاج اثبات ہے تو اُس کا متعلق) سنئے کی قسم ہے آسمان کی جس سے بارش ہوتی ہے اور زمین کی جو (بیج نکلنے کے وقت) پھٹ جاتی ہے (آگے جواب قسم ہے) کہ بیشک قرآن (حق و باطل میں) ایک فیصلہ کر دینے والا کلام اور دو ٹوک تعویذ چیز ہے ہے اور جس طرح وہ اپنی دلالت سے واقعیات میں فیصلہ کرنے والا ہے اسی طرح اپنی صفت اعجاز سے ان واقعاتوں کا بھی کہ یہ جانب اللہ ہے یا نہیں فیصلہ کر دینے والا ہے اور منجانب اللہ ہونے کی شق کو متعین کر دینے والا ہے پس دال اور مدلول دونوں کی واقعیت ثابت ہو گئی اور شبہہ عدم ثبوت کا مندفع ہو گیا مگر باوجود اثبات حق کے ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ یہ لوگ دفع حق کے لئے (طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی ان کی ناکامی و عقوبت کے لئے طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں (اور ظاہر ہے کہ میری تدبیر غالب آوے گی اور جب میرا تدبیر کرنا سن لیا) تو آپ ان کافروں (کی مخالفت سے گھبرائیے نہیں اور ان کے جلدی معذب ہونے کی خواہش نہ کیجئے بلکہ ان کو یوں ہی رہنے دیجئے (اور زیادہ دن نہیں بلکہ) تھوڑے ہی دنوں رہنے دیجئے پھر میں ان پر عقوبت نازل کروں گا خواہ قبل الموت یا بعد الموت (ف اخیر کی قسم کو اخیر کے مضمون سے یہ مناسبت ہے کہ قرآن آسمان سے آتا ہے اور میں قابلیت ہوتی ہے اُسکو مالا مال کرتا ہے جیسے بارش آسمان سے آتی ہے اور عمدہ زمین کو فیضیاب کرتی ہے +

سورۃ الاعلیٰ مکیۃ وایھا تسع عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں مجازاۃ آخرت کا ذکر تھا اس سورت میں بھی اصل مقصود فلاح آخرت کا مقصود ہونا اور اُس کا طریق کہ تسبیح اور معرفت ذات و صفات اور تزکیہ و ذکر و صلوٰۃ ہے بتلانا ہے اور مقصودیت آخرت کی تقریر کے لئے فنا و اضمحلال دنیا کا اور تعلیم طریق فلاح کے لئے مذکر یا القرآن کا ارشاد اور اسی ترتیب سے سورت سابقہ میں بھی حقانیت قرآن کی بیان کی گئی تھی

فنائے دُنیا و بقائے عقبیٰ و امر باصلاح نفس و اصلاح غیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی الصلب تمام بدن کذا فی الروح عن بعضہم ۱۲

۲؎ قولہ فی السرائر سب کی تفسیر بالجمع اولیٰ عند الضعاف ۱۲

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝١ الَّذِي خَلَقَ فَسَوّٰى ۝٢ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدٰى ۝٣ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝٤ فَجَعَلَهُ غُثَاءً

آپ اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح کیجئے جس نے بنایا پھر ٹھیک بنایا اور جس نے تجویز کیا پھر راہ بتلائی اور جس نے چارہ نکالا پھر اُس کو سیاہ کوڑا

أَحْوٰى ۝٥ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ۝٦ إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝٧ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝٨ فَذَكِّرْ إِنْ

نصف

کر دیا ہم قرآن آپ کو پڑھوا دیں گے پھر آپ نہیں بھولیں گے مگر جس قدر اللہ کو منظور ہو وہ ہر ظاہر اور مخفی کو جانتا ہے اور ہم آسان شریعت کے لئے آپ کو سہولت دیں گے تو آپ نصیحت کیا کیجئے

نَفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝٩ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَخْشٰى ۝١٠ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝١١ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝١٢ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا

اگر نصیحت کرنا مفید ہوتا ہو وہی شخص نصیحت مانتا ہے جو ڈرتا ہے اور جو سخت بدنصیب ہے اُس سے گریز کرتا ہے جو بڑی آگ میں داخل ہوگا پھر اُس میں نہ مرے گا جاوے گا اور

يَحْيٰى ۝١٣ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝١٤ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى ۝١٥ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝١٦ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقٰى ۝١٧

نہ جیئے گا مراد ہوا جو شخص پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا سا بلکہ تم اپنی دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر اور بڑا مدار ہے

إِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولٰى ۝١٨ صُحُفِ إِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى ۝١٩

یہ مضمون اگلے صحیفوں میں بھی ہے یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝١ الَّذِي خَلَقَ فَسَوّٰى ۝٢ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدٰى ۝٣ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝٤ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوٰى ۝٥ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ۝٦ إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝٧ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝٨ فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝٩ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَخْشٰى ۝١٠ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝١١ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝١٢ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيٰى ۝١٣ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝١٤ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى ۝١٥ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝١٦ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقٰى ۝١٧ إِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولٰى ۝١٨ صُحُفِ إِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى ۝١٩

ع ۱ ۱۶ ۱۲

ملحوظات الترجمة

(۱) قولہ صلے اللہ علیہ وسلم اور جو مؤمن ہو آپ کو علیہ الصلوٰۃ والسلام بارات اجلالی کہہ دیا ہے۔

اللغات

غثاء ما یقذف بہ السیل علی جانبہ لو اوی من العشیش المنبت احوی من الحوت وہی السواد المشبہ فی الروح ما ظہر قولا او فعلا اور غیرہا ونیسرک صیرک مہیأ لک قولہ تعالیٰ ارثنا اللہ جہرۃ۔ قولہ ان نفعت جعل علی الشرط کما ہو المشہور فالمقصود تاکید الامر بالتذکیر ای فذکر ان کانت الذکری نافعۃ ومعلوم انہا نافعۃ کما یقال ارحمہ ان کان بائکا کقولہ ان تغفر لہم تغفر جما وای عبد لک للمراد المقصود اغراء المخاطب بالفعل تجنیبہ علی ما تضمنہ الشرط فافہم ۱۲

البلاغۃ

قولہ سبح اسم ہو مقدم والمراد ان الاسم لما کان یجب تنزیہ فالمسمی بالاولی قولہ فسوی اعادہ تفسیریۃ قولہ ما یخفی آثر فیہ صیغۃ المضارع للاستمرار لان الاخبار یکون احیانا غالب الاحوال علی الاشیاء ہو اظہار لان المعنی واذا فہر تقضی ظہورہ ثم یصیر مخفیا فافہم فانہ من المواہب قولہ ونیسرک ییسر لک الیسری فی الروح تعلیق التیسیر بہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ان الشاریۃ تقیقۃ بالامور المتعرۃ لافعال لمانی قولہ تعالیٰ ونیسر لہ امری للذین ابقوۃ تکلیفہ علیہ السلام من ییسری والتصرف فیہا کیف شاء ذلک لکنہ اشعر کانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جبل علیہا قولہ تزکی کان الظاہر فاخرج عن تزکی الی آخرہ وضع من تزکی الی آخرہ موضع ضمیر من تزکی اشارۃ الی بیان الاستمرار بسبب ان الاستمرار من علامۃ الفلاح قولہ وذکر اسم ربہ فصلی ای اقام الصلوٰۃ فافہم

سورۃ الغاشیۃ مکیۃ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	وھی ست وعشرون اٰیۃ
	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں	

ھَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقٰى مِنْ

آپ کو اس بھلا دینے والے کی خبر پہنچی ہے کچھ چہرے اس روز ذلیل مصیبت جھیلے خستہ ہوں گے آتش سوزاں میں داخل ہوں گے کھولتے چشمے سے

عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا

پانی پلائے جائیں گے اُن کو بجز ایک خاردار جھاڑ کے اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا جو نہ فربہ کرے گا اور نہ بھوک کو رفع کرے گا بہت سے چہرے اُس روز بارونق اپنے کاموں کی بدولت

رَاضِيَةٌ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝ وقف لازم

خوش ہوں گے بہشت بریں میں ہوں گے جن میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے اُس میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے اُس میں اونچے اونچے تخت ہیں اور رکھے ہوئے آبخورے ہیں

وَنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝

اور برابر برابر لگے ہوئے گدے ہیں اور سب طرف قالین بچھے پڑے ہیں

جب آپ کے لئے وحی کے متعلق ہر بات کے آسان کر دینے کا ہم وعدہ کرتے ہیں) تو آپ جس طرح خود تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اسی طرح دوسروں کو بھی نصیحت کیا کیجئے اگرچہ نصیحت کرنا مفید ہونا ہو مگر جیسا کہ ظاہر اور معلوم ہے کہ وہ فی نفسہ مفید ہوتی ہے کما قال تعالیٰ فان الذکری تنفع المؤمنین پس حاصل یہ ہوا کہ چونکہ نصیحت نفع کی چیز ہے اس لئے آپ نصیحت کیا کیجئے اگرچہ باوجود فی نفسہ نافع ہونے کے یہ نہ سمجھئے کہ سب کو مفید ہوتی ہے اور سب ہی مان لیں گے بلکہ ہوتی شقی بہت سا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے اور جو بدبخت ہے وہ اس سے گریز کرتا ہے جو (آخرکار) بڑی آگ میں (یعنی آتش دوزخ میں کہ دنیا کی آگ سے بڑھ کر ہے) داخل ہوگا پھر نہ اُس میں مرے جاوے گا اور نہ (آرام کی زندگی جیسے گا یعنی گو شدت تو نہ پاوے گا لیکن کہیں تذکر کا تر نہ ہو لیکن تذکیر فی نفسہ نافع ہے اور رجوع کے لئے یہی کافی ہے خلاصہ اول سورت یہاں تک یہ ہوا کہ آپ اپنی یہی تبلیغ کیجئے اور دوسروں کو بھی اس کی تبلیغ کیجئے کہ یہ کام آپ کے معاون ہیں اور فی نفسہ وہ ضروری چیز ہی ہے آگے سبب ذکر کہ جن بختی کی تفصیل ہے کہ (بامراد ہوا جو شخص ذکر قرآن سنکر خیالات عقائد و اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا (مگر اے منکرو تم قرآن سنکر نہیں مانتے اور آخرت کا سامان نہیں کرتے بلکہ تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت (دنیا سے) بدرجہا بہتر اور پائدار ہے (یعنی کیفاً کما افضل ہے اور یہ مضمون صرف قرآن ہی کا دعویٰ نہیں بلکہ) یہ مضمون اگلے صحیفوں میں بھی ہے یعنی ابراہیم اور موسیٰ (علیہما السلام) کے صحیفوں میں (پس زیادہ تر موکد

ف روح المعانی میں عبد بن حمید کی روایت سے حدیث مرفوع مذکور ہے کہ ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے نازل ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام پر قبل توراۃ کے دس اور دو عدۃ سنقرئک تو ابتداء ہو یا آپ کی تعمیل بالوحی و تحریک لسان پر ہوا ہو واللہ اعلم +

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَاٰيُهَا سِتٌّ وَعِشْرُوْنَ كَذَا فِي الْبَيْضَاوِيِّ

ربط سورت سابقہ میں تہیید للآخرۃ کا امر تھا اس سورت میں آخرت کے لئے تہیہ کرنے والے اور نہ کرنے والے کی جزاء و سزا مقصوداً مذکور ہے اور اس بعث و جزاء کی تقریر کے لئے قدرت کا اثبات اور بعث و جزاء کے انکار کرنے پر آپ کے حزن کا ازالہ اور تسلیہ خیر میں ارشاد ہوا ہے۔

مجازاۃ فریقین و تصحیح بعث و تسلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝ وَنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝

اللغات	فاخرۃ قیل ہی الطنافس التی لہا رقیق وغلیظ مبسوطۃ او متفرقۃ فی مجالس ۱۲
ضریع الشبرق ایابس من شجر ذوات شوک لا ذیۃ بالارض غبراء وقیل ہو نبت منتن یصفر اذا یبس یرعاہ الابل	البلاغۃ جاریۃ وصف بہ ایذانا بانہا غیر منقطعۃ ۱۲

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَإِلَى الْأَرْضِ

تو کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے اور آسمان کو کہ کس طرح بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کو کہ کس طرح کھڑے کئے گئے ہیں اور زمین کو

كَيْفَ سُطِحَتْ ۝ فَذَكِّرْ ۖ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۝ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ

کہ کس طرح بچھائی گئی ہے تو تم نصیحت کرو کیجئے آپ تو بس صرف نصیحت کرنے والے ہیں آپ ان پر مسلط نہیں ہیں ہاں مگر جو روگردانی کرے گا اور کفر کرے گا تو خدا اس کو بڑی سزا

الْأَكْبَرَ ۝ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ۝ ع

دے گا۔ ہمارے ہی پاس ان کا آنا ہوگا پھر ہمارا ہی کام ان سے حساب لینا ہے۔

ع ۱ نصف ۱۳

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝ فَذَكِّرْ ۖ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۝ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ۝

(ربط) آپ کو اس محیط عام واقعہ کی کچھ خبر پہنچی ہے (مراد اس واقعہ سے قیامت ہے کہ تمام عالم کو اس کا اثر محیط ہوگا اور مقصود اس استفہام سے تشویق ہے جو مفید ہے اہتمام مستفہم عنہ کو آگے بصورت جواب اس خبر کی تفصیل ہے یعنی) بہت سے چہرے اس روز ذلیل (اور) مصیبت جھیلتے (اور مصیبت جھیلنے سے) خستہ (و درماندہ) ہوں گے (اور) آتش سوزاں میں داخل ہونگے (اور) کھولتے ہوئے چشمہ سے پانی پلائے جاویں گے (اور) ان کو بجز ایک خاردار جھاڑ کے اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا جو نہ (تو) کھانے والوں کو فربہ کرے گا اور نہ (ان کی) بھوک کو رفع کرے گا (یعنی نہ اس میں تغذی ہے نہ سد جوع) اور (مصیبت جھیلنے سے مراد حشر میں پریشان پھرنا اور دوزخ میں سلاسل واغلال کو لادنا و زقوم کے پہاڑوں پر چڑھنا اور آلام کے اثر سے خستگی ظاہر ہے اور کھولتا ہوا چشمہ یہی ہیں کو دوسری آیتوں میں حمیم فرمایا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اس کا ہی چشمہ ہوگا اور ضریع میں جو اطلاع کا اضافی ہے یعنی اطعمہ غیر لذیذ ہی کی نفی مقصود ہے پس زقوم و غسلین کے اثبات سے اس کا تعارض نہیں اور چہروں سے مراد اصحاب چہرہ ہیں یہ تو دوزخیوں کا حال ہوا آگے اہل جنت کا حال ہے یعنی) بہت سے چہرے اس روز بارونق (اور اپنے نیک) کاموں کی بدولت خوش ہونگے (اور بہشت بریں میں ہونگے جس میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے (و فیہا عین جاریۃ الغ) اور) اس (بہشت) میں بہتے ہوئے چشمے ہونگے (اور اس بہشت) میں اونچے اونچے تخت (رکھے) ہیں (اور رکھے ہوئے آبخورے (موجود) ہیں (یعنی یہ سامان ان کے سامنے ہی موجود ہوگا تاکہ جب پینے کو جی چاہے دیر نہ لگے) اور برابر برابر لگے ہوئے گدے (تکیے) ہیں (اور سب طرف قالین ہی قالین بچھے ہوئے ہیں کہ جہاں چاہیں آرام کر لیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہی نہ پڑے یہ تفصیل ہوگئی جزا کی اور ان مضامین کو منکر جو بعضے لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں جس میں سب واقعات نکل آتے ہیں تو ان کی غلطی ہے کیونکہ کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح عجیب طور پر پیدا کیا گیا ہے (کہ ہیئت اور خاصیت دونوں اور جانوروں کی نسبت اس میں عجیب ہیں) اور آسمان کو (نہیں) دیکھتے کہ کس طرح بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کو (نہیں) دیکھتے کہ کس طرح کھڑے کئے گئے اور زمین کو (نہیں) دیکھتے کہ کس طرح بچھائی گئی ہے (یعنی ان چیزوں کو دیکھ کر قدرت الٰہیہ پر استدلال نہیں کرتے تاکہ اس کی بعثت پر تیار ہوتا پھر ایسے اور ان جیسی ان پیاری چیزوں کی اس لئے ہے کہ عرب کے لوگ اکثر جنگلوں میں چلتے پھرتے رہتے تھے اس وقت ان کے سامنے اونٹ ہوتے تھے اور اوپر آسمان اور نیچے زمین اور اطراف میں پہاڑ اس لئے ان علامات میں غور کرنے کے لئے ارشاد فرمایا گیا اور جب یہ لوگ باوجود قیام دلائل کے غور نہیں کرتے تو آپ ہی ان کی فکر میں زیادہ پڑیئے بلکہ صرف نصیحت کر دیا کیجئے (کیونکہ) آپ تو بس صرف نصیحت کرنے والے ہیں (اور) آپ ان پر مسلط نہیں ہیں جو زیادہ فکر میں پڑیں) ہاں مگر جو روگردانی اور کفر کرے گا تو خدا اس کو (آخرت میں) بڑی سزا دیگا (کیونکہ) ہمارے ہی پاس ان کا آنا ہوگا پھر ہمارا ہی کام ان سے حساب لینا ہے (آپ زیادہ ہم و غم میں نہ پڑیئے)

سورۃ الفجر مکیۃ وایہا تسع وعشرون کذا فی المیضاوی

(ربط) سورت سابقہ میں مجازاۃ فریقین کا ذکر تھا اس سورت میں مفہم مقصود فریقین کے اعمال موجبہ مجازاۃ کا بیان ہے اور تمہید میں بعض امم ہلکا جن کے اعمال موجب سزا تھے اور اخیر میں بطور تتمیم کے بعض جزاء فریقین کا مضمون ہے۔

ذکر اعمال موجبہ جزاء ہذا و اعمال متحققین آن بعضے و ذکر تفصیل او

ملحقات الترجمہ
(۱) قولہ فی مبین چشمے (منہ عفی عنہ)

اللغات قولہ ان علینا ثم ان علینا للحشر فی الدنیا والآخرۃ والحساب للکون الحساب علی اللہ تعالیٰ لکن عبر بہ اشارۃ الی ان ہذا من شانہ ان یکون الحساب علیہ ولا یتاخر عن الایاب قولہ الا من تولی استثناء منقطع

الحساب لکون الحساب علی اللہ تعالیٰ لکن عبر بہ اشارۃ الی کون ہذا من شانہ ان یکون الحساب علیہ ولا یتاخر عن الایاب قولہ الا من تولی استثناء منقطع

سُورَةُ الفجر مكية | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وهي ثلثون اٰية

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالْفَجْرِ ۝١ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝٣ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝٤ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝٥ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت کی اور طاق کی اور رات کی جب چلنے لگے کیوں اس میں عقلمند کے واسطے کافی قسم ہی ہے کیا آپ کو معلوم نہیں

فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝٦ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝٧ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝٨ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝٩

کہ آپ کے پروردگار نے قوم عاد یعنی قوم ارم کے ساتھ کیا معاملہ کیا جن کے قد قامت ستون جیسے تھے جن کی برابر شہروں میں کوئی شخص نہیں پیدا کیا گیا اور قوم ثمود کے ساتھ جو وادی القریٰ میں پتھروں کو تراشا کرتے تھے

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝١٠ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝١١ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝١٢ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝١٣

اور میخوں والے فرعون کے ساتھ جنہوں نے شہروں میں سرکشی اختیار کی تھی اور ان میں بہت فساد مچا رکھا تھا سو آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝١٤ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝١٥ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ

بے شک آپ کا رب گھات میں ہے سو آدمی کو جب اس کا پروردگار آزماتا ہے یعنی اس کو اکرام انعام دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر بڑھا دی اور جب اسکو آزماتا ہے یعنی اس کی روزی

عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝١٦ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝١٧ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝١٨ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ

اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر گھٹا دی ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی قدر نہیں کرتے ہو اور دوسروں کو بھی مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے اور میراث کا مال سارا سمیٹ کر

اَكْلًا لَّمًّا ۝١٩ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝٢٠ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝٢١ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝٢٢ وَجِايْٓءَ

کھا جاتے ہو اور مال سے بہت ہی محبت رکھتے ہو ہرگز ایسا نہیں جس وقت زمین کو توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جاویگا اور آپ کا پروردگار اور خود جوق جوق فرشتے آویں گے اور اس روز

يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝٢٣ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝٢٤

جہنم کو لایا جاوے گا اس روز انسان کو سمجھ آویگی اور اب سمجھنے کا موقع کہاں رہا کہیگا کاش میں اس زندگی کے لیے کچھ عمل بھیج دیتا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْفَجْرِ ۙ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۚ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۗ
اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۚ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ
جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۚ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۙ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۙ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۙ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ
سَوْطَ عَذَابٍ ۚ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۚ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ
فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۚ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۚ كَلَّا بَلْ لَّا
تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّتُحِبُّوْنَ
الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۙ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۙ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ وَجِايْٓءَ
يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۚ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝٢٤

اللغات یسر اصلہ یسری حذفت الیاء تخفیفا للجزم والتقاء الساکنین اصلہ للمنع تراث اصلہ وراث قلبت الواو تاء لغۃ اہل الحجاز ای غذاہم ہو نفس الشیء علی ما یلیہ لقد ابعد ہما بین یدی عذاب الموت یعنی انکم تحبون ان یکون لکم الموت یعنی تتمنونہ لکراہتکم الحیاۃ لمکان الفقر والحاجۃ

النحو قولہ ارم بدل ہو عطف بیان من عاد وقری بالاضافۃ فیکون من قبیل باب تمیم حدی قولہ اذا دکت بدک بعد بدک للمبالغۃ قولہ صب علیہم ربک سوط عذاب ای ما ادرک مجازی من اتباع الاصل بہم علی ابلغ ما یجازی بہ المذنب

والسوط بزیادۃ قاف الاطام ای عذبہم بعذاب یعذب بہ الطوائف اما احد فی الروح الآیۃ سمی تعلیل قولہ تعالیٰ فاذا قلبہم لیاس الجوع اسوء قولہ فاکرمہ الخ تفسیر تیسیر کذا فی الروح قولہ اکرمن لما کان الاکرام والتنعیم فی حکم شیء واحد اقتصر علی قولہ اکرمن بضمیر الغیبۃ وفسر۔ قولہ قدر علیہ رزقہ لم یقل بسہولۃ فی تغییر الابتلاء غالبا۔ قولہ قدر علیہ رزقہ فیقول ربی اہانن فاقال بسہولۃ لعدم کونہ نعمۃ اصلا بخلاف التنعیم فانہ اکرام ولو من وجہ ۱۲

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۝ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ

پس اُس روز نہ تو خدا کے عذاب کی برابر کوئی عذاب دیگا اور نہ اُس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنا جکڑیگا۔ اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار کی طرف چل

رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝ ع

اس طرح سے کہ تو اُس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش پھر تو میرے بندوں میں شامل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۝ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝ قسم ہے فجر کے وقت کی اور (ذی الحجہ کی) دس راتوں (یعنی دس تاریخوں) کی (کہ وہ نہایت فضیلت والی ہیں گذا فی الحدیث) اور جفت کی اور طاق کی (جفت سے مراد دسویں تاریخ ذی الحجہ کی اور طاق سے نویں تاریخ کذا فی الحدیث اور ایک حدیث میں ہے کہ اس سے نماز مراد ہے کہ کسی کی طاق رکعتیں ہیں کسی کی جفت اور پہلی حدیث کو روایۃً بھی اصح کہا گیا ہے کذا فی الروح اور روایۃً بھی وہ الحج ہے کیونکہ بقیہ مقسم بہ ازمنہ میں سے ہیں اور یہ تطبیق ہی ہو سکتی ہے کہ شفع و وتر سے مراد شفع و وتر معظم ہو اور دونوں اُس کے مصداق ہو جاویں گے) اور (قسم ہے) رات کی جب وہ چلنے لگے (یعنی گذرنے لگے کقولہ تعالیٰ واللیل اذا یسر۔ آگے بطور جملہ معترضہ کے تاکید کے لئے اس قسم کی تفخیم فرماتے ہیں کہ) کیوں اس (قسم مذکور) میں عقلمند کے واسطے کافی قسم ہے (استفہام تقریر و تاکید کے لئے ہے یعنی ان مذکورہ قسموں میں ہر ہر قسم تاکید کلام کے لئے کافی ہے اور گو سب قسمیں ایسی ہی ہیں مگر اتمام کے لئے اس کا کافی ہونے کی تصریح فرما دی کما مر فی قولہ تعالیٰ فی سورۃ الواقعۃ وانہ لقسم لو تعلمون عظیم اور جواب قسم مقدر ہے کہ منکروں کو ضرور سزا ہو گی کما فی الجلالین جس پر آئندہ کلام قرینہ ہے جس میں منکرین سابقین کی تعذیب کا ذکر ہے یعنی کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے پروردگار نے قوم عاد یعنی قوم ارم کے ساتھ کیا معاملہ کیا جن کے قد و قامت ستون جیسے دراز تھے (اور جن کی برابر زور و قوت بیٹ دنیا بھر کے) شہروں میں کوئی شخص نہیں پیدا کیا گیا اس قوم کے دو لقب ہیں عاد اور ارم کیونکہ عاد بیٹا ہے عاص کا اور وہ ارم کا اور وہ سام بن نوح علیہ السلام کا پس کبھی ان کو عاد کہتے ہیں قسمیۃ الشیء باسم ابیہ اور کبھی ارم کہتے ہیں قسمیۃ الشیء باسم جدہ اور اس ارم کا ایک بیٹا عابر ہے اور عابر کا بیٹا ثمود جس کے نام سے ایک قوم مشہور ہے پس عاد اور ثمود دونوں ارم میں جا ملے ہیں عاد بواسطہ عاص کے اور ثمود بواسطہ عابر کے اور یہاں لفظ ارم اس لئے بڑھایا کہ اس قوم عاد میں دو طبقے ہیں متعدد میں جن کو عاد اولیٰ کہتے ہیں اور متاخرین جن کو عاد اخریٰ کہتے ہیں پس ارم بڑھا دینے سے اشارہ ہو گیا کہ عاد اولیٰ مراد ہے کیونکہ بوجہ قرب و قلت وسائط کے ارم کا اطلاق عاد اولیٰ پر ہوتا ہے کذا فی الروح وھذا التحقیق عندی قاض علی ما سبق فی الاعراف والفجر واللہ اعلم اور (آگے عاد کے بعد دوسرے مہلکین کا بیان فرماتے ہیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ) قوم ثمود کے ساتھ (کیا معاملہ کیا) جو وادی القریٰ میں (پہاڑ کے پتھروں کو تراشا کرتے تھے (اور مکانات بنایا کرتے تھے۔ وادی القریٰ اُن کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے جیسا ایک کا نام حجر ہے اور یہ سب حجاز اور شام کے درمیان میں ہیں اور سب میں ثمود رہتے تھے کذا فی بعض التفاسیر) اور میخوں والے فرعون کے ساتھ (اور ثمود میں ابن مسعود و سعید بن جبیر و مجاہد و حسن و سدی سے اس کی تفسیر میں منقول ہے کہ وہ جس کو سزا دیتا اُس کے چاروں ہاتھ پاؤں چار میخوں سے باندھ کر سزا دیتا۔ آگے سب کی صفت مشترکہ فرماتے ہیں کہ) جنہوں نے شہروں میں سر اُٹھا رکھا تھا اور جن میں بہت فساد مچا رکھا تھا سو آپ کے رب نے اُن پر عذاب کا کوڑا برسایا (یعنی عذاب نازل کیا پس عذاب کو کوڑے سے اور اُس کے نازل کرنے کو برسانے سے تعبیر فرمایا آگے اس عذاب کی علت اور موجودین کی عبرت کے لئے ارشاد ہے کہ) بیشک آپ کا رب (نافرمانوں کی) گھات میں ہے (جن میں سے مذکورین کو تو ہلاک کر دیا اور موجودین کو عذاب کرنے والا ہے) سو (اس کا مقتضا یہ تھا کہ کفار موجودین عبرت پکڑتے اور اعمال موجبہ للعذاب سے بچتے لیکن کافر) آدمی (کا) یہ حال ہے کہ اعمال موجبہ للعذاب کو اختیار کرتا ہے جن سب کی اصل حب دنیا ہے چنانچہ اُس کا جب اُس کا پروردگار آزماتا ہے یعنی اُس کو (ظاہراً) انعام اکرام دیتا ہے (مثل مال و جاہ وغیرہ جس سے مقصود اُس کی شکر گذاری کا دیکھنا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اُس کو آزمانے سے تعبیر فرمایا) تو وہ (فخراً و زعماً للاستحقاق) کہتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر بڑھا دی (یعنی میں اُس کا مقبول ہوں کہ مجھ کو ایسی ایسی نعمتیں دیں) اور جب اُسکو دوسری طرح (آزماتا ہے یعنی اُس کی روزی

ع ۱۴

ملحقات الترجمہ

۱۵ قولہ فی ھل فی ذلک کیوں اشارہ الی ان الاستفہام للتاکید کذا فی الخازن ۱۲

البلاغۃ

یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ علی ارادۃ القول کنایۃ لایذان بغایۃ الفظاعۃ بین بذہ والانسان لقائل یا تنبی

یذکر القول قولہ فادخلی فی عبادی ای قبل فی عبادہ افتقاراً لقدری لہ خول او لانی دنیا یدرہ نہلان المدخول فیہ کان ظرفا حقیقیا لقدری لہ بلا واسطۃ وان کان غیرہ فہو بواسطتہ وذلک فی الاعتداد فتفطن

(سُوْرَةُ البلد مكية وهي عشرون اٰية)

اُس پر تنگ کر دیتا ہے (جس سے مقصود اُس کے صبر و رضا کا دیکھنا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اُس کو اُزمانے سے تعبیر فرمایا) تو وہ (شکایۃً) کہتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر گھٹا دی (یعنی مجھ کو باوجود استحقاق اکرام کے اپنی نظر سے اجلّ گرار کھا ہے کہ دنیوی نعمتیں کم ہو گئیں۔ مطلب یہ کہ کافر دنیا ہی کو مقصود بالذات سمجھتا ہے کہ اُس کی فراخی کو دلیل مقبولیت اور اپنے کو اُس کا مستحق اور تنگی کو دلیل مطرودیت اور اپنے کو اُس کا غیر مستحق سمجھتا ہے پس اس میں دو مخدور ہیں ایک دُنیا کو مقصود بالذات سمجھنا جس سے ترک واکثار اُخرت ناشی ہوا دوسرے دعوی استحقاق جس سے نعمت پر افتخار و ترک شکر اور بلا پر شکوہ و ترک صبر ناشی ہوا اور یہ سب اعمال موجبہ للعذاب ہیں آگے اس پر رد ہے کہ) ہرگز ایسا نہیں (یعنی نہ تو دنیا مقصود بالذات ہے اور نہ اُس کا ہونا نہ ہونا دلیل مقبولیت و مطرودیت کی ہے اور نہ کوئی کسی اکرام کا مستحق ہے اور نہ کوئی صبر و شکر کے وجوب سے مستثنیٰ ہے آگے بصیغۂ خطاب بطور التفات کے فرماتے ہیں کہ تم لوگوں میں صرف یہی اعمال موجبہ للعذاب نہیں ہیں) بلکہ (تم میں اور اعمال بھی مذموم و نامرضی عند اللہ و موجب للعذاب ہیں چنانچہ) تم لوگ یتیم کی (رکھیہ) قدر (اور خاطر) نہیں کرتے ہو (مطلب یہ کہ یتیم کی اہانت اور اس پر ظلم کرتے ہو کہ اُس کا مال کھا جاتے ہو) اور دوسروں کو بھی مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے (یعنی دوسروں کے حقوق واجبہ نہ خود ادا کرتے ہو اور نہ اوروں کو حقوق واجبہ ادا کرنے کو کہتے ہو اور عملاً اس کے تارک اور اعتقاداً اُس کے منکر ہو اور ترک واجب کفر کے لئے موجب زیادت تعذیب اور فساد اعتقاد موجب نفس تعذیب ہے) اور (تم) میراث کا مال سارا سمیٹ کر کھا جاتے ہو (یعنی دوسروں کا حق بھی کھا جاتے ہو اور میراث بتفصیل موجود گو مکہ میں مشروع نہ تھی مگر نفس میراث شرع ابراہیمی و اسماعیلی سے متوارث چلی آتی تھی چنانچہ جاہلیت میں بچوں اور لڑکیوں کو میراث کا مستحق نہ سمجھنا اس کی دلیل ہے کہ میراث کا حکم پہلے سے بھی تھا جس کا بیان سورۂ نساء کے پہلے رکوع آیت للرجال نصیب الخ کے متعلق اس کا بیان گذر چکا ہے) اور (تم لوگ) مال سے بہت ہی محبت رکھتے ہو اور اعمال مذکورہ سب اسی کی فرع ہیں کیونکہ جب دنیا کل خطیئات کا راس ہے غرض یہ سب اعمال قولیہ و فعلیہ و حالیہ موجب تعذیب ہیں پس انسان کا یہ حال ہے کہ مضامین عبرت کو سن کر بجائے اس کے کہ عبرت پکڑتا ایسے اعمال اختیار کرتا ہے پس اللہ تعالےٰ ان کو عذاب دینے والا ہے کما قال تعالیٰ ان ربك لبالمرصاد آگے ان افعال کے غیر موجب للعذاب سمجھنے پر رد ہے کہ) ہرگز ایسا نہیں (جیسا تم سمجھتے ہو کہ ان اعمال پر عذاب نہ ہوگا ضرور ہوگا آگے مجازاۃ کا وقت بتلاتے ہیں جس میں اُن کو عذاب اور اہل اطاعت کو اجر و ثواب ہوگا پس ارشاد ہے کہ) جس وقت زمین (کے بلند اجزاء[1] رجبال وغیرہ) کو توڑ توڑ کر (اور) ریزہ ریزہ کر کے زمین کو برابر) کر دیا جاوے گا (کقولہ تعالیٰ لا ترى فيها عوجا ولا امتا كما في طه) اور آپ کا پروردگار اور (حق حق) فرشتے (میدان محشر میں) آویں گے (یہ حساب کے وقت ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا آنا متشابہات میں سے ہے) اور اُس روز جہنم کو لایا جاوے گا (جیسا سورۂ مدثر میں وما يعلم جنود ربك کے متعلق بیان ہو چکا ہے) اُس روز انسان کو سمجھ آوے گی اور اب سمجھ آنے کا موقع کہاں رہا (یعنی اب کیا فائدہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ دار الجزاء ہے دار العمل نہیں۔ آگے سمجھ آنے کے بعد جو اُس کا قول ہوگا اس کا بیان ہے کہ وہ) کہیگا کاش میں اس زندگی (اُخروی) کے لئے کوئی عمل (نیک) آگے بھیج لیتا پس اُس روز نہ تو خدا کے عذاب کی برابر کوئی عذاب دینے والا نکلے گا اور نہ جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلے گا (یعنی ایسی سخت سزا اور قید کرے گا کہ دنیا[2] میں کبھی کسی نے کسی کو نہ اتنی سخت سزا دی ہوگی نہ ایسی سخت قید کی ہوگی یہ سزا تو مرتکبین اعمال موجبہ للعذاب کی ہوگی اور جو اللہ کے فرماں بردار تھے اُن کو ارشاد ہوگا کہ) اے اطمینان والی روح (یعنی جس کو امر حق میں ایقان و اذعان تھا اور کسی طرح کا شک و انکار نہ تھا۔ اور تعبیر روح سے باعتبار جزء اشرف کے ہے) تو اپنے پروردگار کے جوار رحمت کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اُس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش پھر (اُدھر چل کر) تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو جا (کہ یہی نعمت دائمی ہے کہ اس کے لئے احباب سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں) اور میری جنت میں داخل ہو جا (لفظ مطمئنہ میں ان لوگوں کے اعمال کی طرف اشارہ ہو گیا جیسا کہ ظاہر ہے اور زیادہ تفصیل اعمال موجبہ عذاب کی شاید اس لئے ہو کہ زیادہ مقصود اہل مکہ کو سنانا ہے اور اسوقت وہاں ایسے اعمال کے مرتکب زیادہ تھے[3] ف قرینۂ مقام سے یہ خطاب (اَیتہا النفس الخ) یا اس کے روز معلوم ہوتا ہے اور بعض روایات میں جو آیا ہے کہ مرنے کے وقت مؤمن سے کہا جاتا ہے وہاں تفسیر آیت کی مقصود نہیں نہ وقت موت کی تخصیص ہے اور شروع سورت سے قسموں کو جواب قسم سے مناسبت یہ ہو سکتی ہے کہ یہ سب دلیل ہیں تصرفات الٰہیہ کی جو مقتضی وجوب ایمان و اطاعت کو ہیں اور ترک واجب پر عذاب کا مرتب ہونا ظاہر ہے +

سُوْرَةُ البلد مكية وايها عشرون كذا في البيضاوي

ملحقات الترجمة

[1] قولہ فی دکك الارض بلند اجزاء یا خاصۂ مافی الروح عن البراء الدك دك الجبل تفع بالبسط والتسویۃ ۱۲

[2] قولہ فی لا یعذب دنیا میں تو ماخذہ مافی الخازن ای لا یعذب احد فی الدنیا کعذابہ اللہ بالکافر لیس مقصودہ ان لکفیہ قال مقاتل فیہ منبہ لا یعذب عذاب اللہ احد من الخلق والمعنی لا یبلغ احد من الخلق کبلاغ اللہ فی العذاب لو تناقل قال ابو عبیدۃ ہذا التفسیر ضعیف لانہ یلیس یوم القیمۃ معذب سوی اللہ تعالیٰ فکیف یقال لا یعذب اللہ مثل عذابہ احد اجیب عن ہذا الاعتراض انہ علی تقدیر لا یعذب احد فی الدنیا عذاب اللہ الکافر یوم القیمۃ اللہ تعالیٰ الکبیر بعد ہذا اضعافا اضعافا فان من المعلوم لا یتولی یوم القیمۃ عذاب اللہ احد الی الملائکۃ ومنہم من ہو اکبر منہم ولا اقل منہم ولا شک ان یکون التعذیب بما یعذب ہو من الزبانیۃ مثل ما یعذبہ فالمنفی فی ہذہ الآیۃ ان لا یعذب احد مثل عذابہ الکافر لا یوثق وثاقہ الکسائی لا یعذب لا یوثق بفتح العین فیہما ای لا یعذب احد مثل عذاب اللہ احد فی شدۃ ونساوہ اھ ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ اَيَحْسَبُ

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور آپ کو اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے اور قسم ہے باپ کی اور اولاد کی کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے کیا وہ یہ خیال کرتا ہو

اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ؕ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ﴿۸﴾

کہ اس پر کسی کا بس نہ چلیگا کہتا ہے کہ بیچنے اتنا اور مال خرچ کر ڈالا کیا وہ یہ خیال کرتا ہو کہ اس کو کسی نے نہ دیکھا نہیں کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں

وقف لازم

وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ﴿۹﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ﴿۱۰﴾ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۚ﴿۱۱﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ؕ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ

اور زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے اور ہم نے اس کو دونوں رستے بتلا دیئے سو وہ شخص گھاٹی میں سیدھا نہ نکلا اور آپ کو معلوم ہے کہ گھاٹی کیا ہے وہ کسی گردن کا چھڑا دینا ہے - یا کھانا کھلانا

فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۙ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا

فاقہ کے دن میں کسی رشتہ دار یتیم کو یا کسی خاک نشین محتاج کو پھر ان لوگوں میں سے نہ ہوا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو

ع ۱ ۱۵

بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ؕ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ؕ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ؕ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

پابندی کی فہمایش کی اور ایک دوسرے کو ترحم کی فہمایش کی یہی لوگ داہنے والے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہیں وہ لوگ بائیں والے ہیں ان پر آگ محیط ہوگی

ربط سورت سابقہ میں اعمال موجبہ مجازاۃ کا بیان تھا اس سورت میں بھی ایسے ہی اعمال کا بیان ہے مگر وہاں کثرت تفصیلی اعمال شر کی تھی یہاں اعمال خیر کی ہے اور تمہید میں بعض مقتضیات اعمال خیر کے ازقبیل محسن ومنن مذکور ہیں اور ختم پر اعمال شر وخیر کی جزا وسزا مذکور ہے۔

ترغیب در خیر وترہیب از شر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ؕ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۚ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ؕ فَكُّ رَقَبَةٍ ۙ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۙ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۙ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ؕ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ؕ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۞

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور آپ کو اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے اور قسم ہے باپ کی اور اولاد کی کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے کیا وہ یہ خیال کرتا ہو کہ اس پر کسی کا بس نہ چلیگا کہتا ہے کہ بیچنے اتنا اور مال خرچ کر ڈالا کیا وہ یہ خیال کرتا ہو کہ اس کو کسی نے نہ دیکھا نہیں کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے اور ہم نے اس کو دونوں رستے بتلا دیئے سو وہ شخص گھاٹی میں سیدھا نہ نکلا اور آپ کو معلوم ہے کہ گھاٹی کیا ہے وہ کسی گردن کا چھڑا دینا ہے - یا کھانا کھلانا فاقہ کے دن میں کسی رشتہ دار یتیم کو یا کسی خاک نشین محتاج کو پھر ان لوگوں میں سے نہ ہوا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو پابندی کی فہمایش کی اور ایک دوسرے کو ترحم کی فہمایش کی یہی لوگ داہنے والے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہیں وہ لوگ بائیں والے ہیں ان پر آگ محیط ہوگی جس کو بند کر دیا جاویگا

اللغات حل حلال یحل یحل لک انتقال بنا ہذا الوجہ الراجح لذہاب السلف الیکمانی الدر المنثور کسبل تعب شقۃ تبکل من تبلد الغنی اذا اجتمع کاقفا اقتحم دخول بسرعۃ وضغط وشدۃ العقبۃ الطریق او عرفی اصلی قلت اولید بالاعمال الشاقۃ لانہا فی قولہ ما اقتحمتہ لان تقدیرہ مضاف ومعناہا اقتحامہم کما قدرہ بعضہم لان الفک انما ہی الاعمال ویلیہ بالاقتحام مباشرۃ للاعمال سغبۃ مصدر بمعنی المجوع مع التعب ترجمۃ مصدر میمی من ترب اذا افتقر والتصق بالتراب ۱۲ النجدین تثنیۃ نجد بمعنی الطریق المرتفع او الواضح والمراد ہما الخیر والشر کما فی قولہ وہدیناہ النجدین ای الطریق الکثری والسبیل الجلی قولہ ای بینا لہ الخیر والشر کما فی قولہ انا ہدیناہ السبیل اما شاکرا واما کفورا ۱۲ اقتحم تکرار لما قبلہ لفظا ومعنی وہی ہنا لکرۃ معنی نحو فلا اقتحم العقبۃ بعد تفسیرہا بفک رقبۃ واطعام فالمعنی قام مقام تکرار الکمانی قول الشاعر فما ادری اخیر الا ضاعۃ واما اتفنیف فلا تخفیف فیہا ۱۲ تخفیف مضارعہ ادرہ یدرہ ودرہ یدرہ ودری یدری ودرا یدرا ودرایۃ ودرا یدرا ودرایۃ بمعنی واحد ۱۲ ما ادراک ما ضمیر فصل ۱۲ مسغبۃ مجاعۃ ومقربۃ قرابۃ ومتربۃ مسکنۃ ۱۲ ثم تراخی رتبی لظہور کان تحت الفعل وانفصال الکلام علیہ قولہ ثم کان معطوف علی الفعل المنفی فکانہ قیل فلا اقتحم ولا آمن ولا یلزم منہ کون الایمان غیر داخل فی مفہوم العقبۃ لانہ یکفی فی صحۃ العطف کذا

الشکر اذا کونہ جزءا شرفا فی نفس ما اذکر علقا فہارت مصورۃ الشکر بایراد من الروح مخصصا ومقیدا وموخرا قالت سیم ان یکون قولہ ثم کان معطوفا علی فک رقبۃ لتاویلہ بالمصدر ای کونہ من الذین آمنوا الخ وہذا ہو اہل عندی فی قرارۃ فک بصیغۃ الماضی فہو تفسیر لاقتحم وکان معطوف علیہ بلا تکلف ۱۲

البلاغۃ قولہ اولئک اصحاب المیمنۃ وقولہ اصحاب المشئمۃ حرج بوجہ الکلام فی ہم یصرح بوعد المؤمنین لانہ اذا نسب بما سیق للکلام والاولی بالعرض والمرام ای التریکیا یوعظم مافی المسورۃ) ولذا جیء بضمیر الفصل لیہم افادۃ الحصر ای ہم اصحاب المیمنۃ دون غیرہم کما ہم بحیث لا یصلون بوجہ من الوجوہ الا یکونوا مشارا الیہم بہذا الاسم الکریم ۱۲ قولہ ای بینا لہ الخ فی شان النجدین کذا فی الروح ۱۲ الروایات اخرج احمد وابن جریر وابن مردویہ عن البراء رضی اللہ عنہ قال جاء اعرابی فقال یا رسول اللہ علمنی عملا یدخلنی الجنۃ قال لئن کنت اقصرت المسئلۃ فقد عظمت الرقبۃ قال اولیسا واحدا قال لا ان فک النسمۃ ان تفرد بعتقہا وفک الرقبۃ ان تعین فی عتقہا کذا فی الروح وفیہ یکون فی عتق النسمۃ مشارکۃ فی الاجر ومن ہنا یعلم ان ما فی الحدیث من ان فک النسمۃ یفک کل عضو منہا عضوا منہ من النار لا یلزم ان یکون کل واحد من المشارکین فی عتقہا کذلک بل یکفی ان یکون مجموع المشارکین کذلک ۱۲

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝

قسم ہے سورج کی اور اُسکی روشنی کی اور چاند کی جب وہ اُس کے پیچھے آئے۔ اور دن کی جب وہ اُس کو خوب روشن کردے

فرماتے ہیں کہ آپ کو اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے (چنانچہ فتح مکہ کے روز آپ کے لئے احکام حرم باقی نہیں رہے تھے) اور قسم ہے باپ کی اور اولاد کی (آدمی اور اولاد کے باپ آدم علیہ السلام ہیں پس آدم اور نبی آدم سب کی قسم ہوئی آگے جواب قسم ہے) کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے (چنانچہ ہر کہیں ہر وقت میں کہیں نہ کہیں فکر میں اکثر اوقات مبتلا رہتا ہے اور اس کا مقتضا یہ نہ تھا کہ اس میں عجز و درماندگی پیدا ہوتی اور اپنے کو بستہ حکم قضا سمجھ کر مطیع امر تابع رضا ہوتا لیکن انسان کا فکر یہ حالت ہے کہ گویا بالکل بھول میں پڑا ہے تو) کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہ چلیگا (یعنی کیا اللہ کی قدرت سے اپنے کو خارج سمجھتا ہے جو اس قدر بھول میں پڑا ہے اور) کہتا ہے کہ میں نے اتنا مال فرچ کر ڈالا (یعنی ایک تو شیخی بگھارتا ہے پھر عداوت رسول و مخالفت اسلام و معاصی میں خرچ کرنے کو ہنر سمجھتا ہے پھر جھوٹ بھی بولتا ہے کہ اس کو مال کثیر بتلاتا ہے) کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اُس کو کسی نے دیکھا نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے تو دیکھا ہے اور وہ جانتا ہے کہ معصیت میں خرچ کیا ہے پس اُس پر سزا دیگا نیز مقدار بھی دیکھی ہے کہ وہ اُس قدر نہیں ہے جس قدر وہ لوگوں کو یقین دلانا چاہتا ہے یہ خال مطلق کافر کا ہے کہ اُس وقت آپکے یہی اقوال و احوال تھے غرض یہ شخص نہ تو ممن سے متاثر ہوا اور نہ منن سے جس کا آگے بیان ہے (یعنی) کیا ہم نے اُس کو دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے اور (پھر) ہم نے اُس کو دونوں رستے (خیر و شر کے) بتلا دیئے (تاکہ طریق مضر سے بچے اور نافع پر چلے) سو (اس کا بھی مقتضا یہ تھا کہ احکام الٰہی کا تابع ہوتا مگر) وہ شخص (دین کی) گھاٹی میں سے ہو کر نہ نکلا (دین کے کاموں کو اس نے گھاٹی کہا کہ نفس پر شاق ہے) اور آپ کو معلوم ہے کہ گھاٹی (سے) کیا (مراد ہے وہ کسی دکی) گردن کا (غلامی سے) چھڑا دینا ہے یا کھانا کھلانا فاقہ کے دن میں کسی رشتہ یا یتیم کو یا کسی خاک نشین محتاج کو (یعنی ان احکام الٰہیہ کو بجا لانا چاہئے تھا) پھر (اس سے بڑھ کر یہ کہ) اُن لوگوں میں سے نہ ہوا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو (ایمان کی) پابندی کی اور ایک دوسرے کو ترحم (علی الخلق) کی (یعنی ترک ظلم کی فہمائش کی (ایمان تو سب سے مقدم ہے پھر امر بالثبات علی الایمان اور روس سے افضل ہے پھر ترک ظلم امر بالغیر سے اہم ہے پھر اُن اعمال کا رتبہ ہے جو فک رقبہ سے متر نگ شکر میں پس یہ ترتیب تقدیم رتبہ کے لئے ہے۔ مطلب یہ کہ جمیع اصول و فروع میں اطاعت کرنا چاہئے تھا۔ آگے الذین امنوا الخ کی جزا کا بیان ہے یعنی جو لوگ دلہنے والے ہیں (جن کی تفصیل جزا سورۂ واقعہ میں ہے۔ اور یہاں مراد مطلق اہل ایمان ہیں خواص و عوام) اور (آگے ان کے مقابلین کا بیان ہے کہ) جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہیں (خواہ اصول ہی میں مخالفت ہو یا بہ فروع چہ رسد) وہ لوگ بائیں طرف ہیں (یعنی) ان پر آگ محیط ہوگی جس کو بند کر دیا جاوے گا (یعنی دوزخیوں کو دوزخ میں بھر کر آگ سے دروازہ بند کر دیں گے کیونکہ خلود کی وجہ سے نکلنا تو ہے ہی نہیں) ف (فلک سورہ بلد میں بعض مخصصات تفصیلیات اہتمام کے لئے ہیں نہ کہ حصر کے لئے۔ اور قسم و جواب میں مناسبت یہ ہے کہ اس بلد میں اُس وقت افضل الخلق مشقت میں تھے جس کے رفع کی بشارت کے لئے جا معترضہ فرمایا گیا پس غیر افضل کی مشقت بدرجۂ اولیٰ ثابت ہو گئی) اور والد و ولد (خود محل مشقت ہیں اُن کا حال مشاہدہ کرنا خود دلیل جواب ہے)

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَاٰيَاتُهَا خَمْسَ عَشْرَةَ كَذَا فِي الْبَيْضَاوِيِّ

ربط سورت سابقہ میں اعمال ایمانیہ و کفریہ کی مجازاۃ اخرویہ کا بیان تھا اس سورت میں کذب نمود الخ سے بہتر لہ جواب قسم ہے قصداً اعمال کفریہ پر مجازاۃ دنیویہ کے احتمال کا بیان ہے، اور ضمناً بذیل قسم نفس اعمال کی تقسیم کفر و ایمان کی طرف مع دونوں کی مجازاۃ آخرویہ کے اجمالاً مذکور ہے اور قالہا مضمون اول کا مقصوداً اور مضمون ثانی کا ضمناً و تبعاً اتنا اسلئے ہو کہ مقصود اصلی تخویف کفار مکہ کی ہے۔

تخویف کفار بقصۂ ثمود قصداً و بیان مقتضیات سعادت و شقاوت تبعاً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝

اللغات ضحٰها ضوءہا، تلٰها تبعہا ۱۲

ملحقات الترجمۃ

ط قولہ فی التعمید بمنزلۃ قولہ مثلاً اعوذ بمعانی الحروف من الاخ مخشی بہ جمیل قد وقع لہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ فالہمہا الخ علی سبیل الاستطراد الی ان یکون جواب القسم صل الجواب فتدبر فانہ قولہ علیہ السلام ان اللہ قسم قبل ان یعلم خلقہ فلما فرغ قال انا الرحمٰن الخ کما رواہ علی شرط الشیخین ولکنہ سیجیء صحیحاً علیہ السلام ۱۲

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا

اور رات کی جب وہ اس کو چھپالے اور آسمان کی اور اسکی جسنے اسکو بنایا اور زمین کی اور اسکی جسنے اس کو بچھایا اور جان کی اور اسکی جسنے اسکو درست بنایا پھر اس کی بدکاری اور پرہیزگاری کا اس کو القا کیا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ۝ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝ فَقَالَ

بیشک اس مراد کو پہونچا جس نے اس کو پاک کرلیا اور نامراد ہوا جس نے اس کو دبا دیا قوم ثمود نے اپنی شرارت کے سبب تکذیب کی جبکہ اس قوم میں سب سے زیادہ بدبخت تیار ہوا تو

لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۝ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝

ان لوگوں سے اللہ کے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ کی اونٹنی کو اور اس کے پانی پینے سے قرار رہا سو انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا پھر اس اونٹنی کو مار ڈالا تو ان پر ان کے گناہ کے سبب ہلاکت نازل فرمائی پھر اس کو عام فرمایا

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝ ع

اور اللہ تعالیٰ کو اس ہلاکت کے آخر میں کسی قرابی کا ڈر نہیں ہوا

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ۝ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۝ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝

مراد اس سے وسط ماہ کی بعض شبوں کا چاند ہے کہ سورج کے چھپنے کے بعد طلوع ہوتا ہے اور یہ قید شاید اس لئے ہو کہ وہ وقت کمال نور کا ہوتا ہے جیسا ضحا میں اشارہ ہے کمال نور آفتاب کی طرف اور یا اس وقت دو آیۃ قدرت علی سبیل التعاقب والاتصال ظاہر ہوتی ہیں غروب شمس وطلوع قمر) اور (قسم ہے) دن کی جب وہ اس (سورج) کو خوب روشن کردے (اسناد مجازی ہے زمان کی طرف) اور (قسم ہے) رات کی جب وہ اس (سورج) کو (اور اس کے آثار وانوار کو بالکلیہ) چھپالے (یعنی خوب رات ہوجاوے کہ دن کی روشنی کا کچھ اثر نہ رہے اور یہ بھی اسناد مجازی ہے اور چاروں مقسم بہ کی قیود ان کے اعتبار کمال کے لئے ہیں یعنی ہر ایک کی قسم اس کی حالت کمال کے اعتبار سے ہے) اور (قسم ہے) آسمان کی اور اس (ذات) کی جس نے اس کو بنایا مراد اللہ تعالیٰ ہے اور اسی طرح ما طحاھا اور ما سوّٰھا میں بھی اور مخلوق کی قسم کو خالق کی قسم پر مقدم فرمانا انتقال ہے دلیل سے مدلول کی طرف کہ مصنوع دلیل ہے صانع پر پس اس میں استدلال علی التوحید کی طرف بھی اشارہ ہوگیا اور (قسم ہے) زمین کی اور اس (ذات) کی جس نے اس کو بچھایا اور (قسم ہے) انسان کی) جان کی اور اس (ذات) کی جس نے اس کو (ہر طرح صورت وشکل و اعضاء سے) درست بنایا پھر اس کی بدکرداری اور پرہیزگاری (دونوں باتوں) کا اس کو القا کیا (یہ اسناد باعتبار تخلیق کے ہے یعنی قلب میں جو نیکی کا رجحان ہوتا ہے یا جو بدی کی طرف میلان ہوتا ہے دونوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے مگر القاء اول میں فرشتہ واسطہ ہوتا ہے اور ثانی میں شیطان پھر وہ رجحان و میلان کبھی مرتبہ عزم تک پہونچ جاتا ہے جو کہ قصد واختیار سے صادر ہوتا ہے جس کے بعد صدور فعل تحقیق حق ہوتا ہے اور کبھی عزم تک نہیں پہونچتا۔ آگے تتمیم مضمون کے لئے اہل فجور اہل تقوی کا مآل بتلاتے ہیں کہ) یقیناً وہ مراد کو پہونچا جس نے اس (جان) کو پاک کرلیا (یعنی نفس کو فجور سے روک کر اس پر تقوے کو صدور میں ترجیح دی) اور نامراد ہوا جس نے اس کو (فجور میں) دبا دیا (اور فجور سے مغلوب کردیا اس کے بعد جواب قسم مقدر ہے یعنی اے کفار مکہ کہ اہل فجور ہوتم ضرور

اللغات

طحٰھا ودحاہا اصلہ طحیھا وھو کما فی القاموس الاخفاء والدفن طحی مصدر سمعی للطغیان ودمدم فی القاموس دمدم القوم علیھم فاطبق کدمدم وعلیھم والدمدمۃ التغضب ۱۲ تو لا عقبٰھا ای عاقبۃ وتبعۃ

النحو

ناقۃ اللہ منصوب علی التحذیر ای احذروا فی الروح ان شرطہ لیس تحریر للمحذر منہ او کونہ محذرا بہ بعد وقوعہ تحقیقا منصوب بتحذیر ذروا اہل شرطہ ذاک والعطف علیہ کما ہنا علی ما نص علیہ کثیر ۱۲

البلاغۃ تو لا یخاف عقبٰھا فی الروح حیی یا المضارع ہنا دون الماضی کما فی السابق بان یقال اذا

الروایات

خشیہا بر عایۃ للفاصلۃ ولم یقل عشا بالانہ یحتاج الی حذف احد المفعولین والتعدیۃ الیہا فانہ یقال عشیتہ کذا او الی ضمیرہا فی الروح ایضا راعی سن راۃ الوضیعۃ تنبیہا۔ تو لفجورہا معانی الروح قدم حق تقوی مراۃ لفاصلۃ لما ضیفالے غیر افضل شرۃ لما مر ان اللہ یلہم النفس فجورہ وتقوی قد استدرت بہا وعایۃ لقولہ الا یخاف عقبٰھا تکریر قد فی البیت الاعتنا بتحقیق مضمونہ ۱۲

ہنچہ ابخاری ومسلم وابوداؤد عن عمران بن حصین قال علیہ السلام فیہا من سال من سال عن تقضاء والقدر لاہل شی تقضی علیہم وعلی من یعملہ من تصدیق ذلک فی کتاب اللہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ ونفس وما سوّٰھا الخ وہذا الحدیث وہذا الحدیث فسر بہ فی تفسیر ودروی ہذا الحدیث ولم آخذ ہا التفاسیر التی لا تطبق علی ہذا الحدیث فافہم ۱۲

سُوْرَةُ اللَّيْلِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝

قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھپالے اور دن کی جبکہ وہ روشن ہوجائے اور اس کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا کہ بیشک تمہاری کوششیں مختلف ہیں سو جس نے دیا اور ڈرا

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝

اور اچھی بات کو سچا سمجھا تو ہم اس کو راحت کی چیز کے لئے سامان دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی اختیار کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کو تکلیف کی چیز کے لئے سامان دیں گے

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗ اِذَا تَرَدّٰى ۝ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝ لَا

اور اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آوے گا جب وہ برباد ہونے لگے گا۔ واقعی ہمارے ذمہ راہ کا بتلا دینا ہے اور ہمارے ہی قبضہ میں ہے آخرت اور دنیا تو میں تم کو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا چکا ہوں۔

يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ

اس میں وہی بدبخت داخل ہوگا جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جاوے گا جو بڑا پرہیزگار ہے جو اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہو جاوے۔ اور جس پر اس نے مال شان

مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى ۝ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝

پروردگار کی رضاجوئی کے اس کے ذمہ کسی کا احسان نہ تھا کہ اس کا بدلا اس کو دینا ہو اور یہ شخص عنقریب خوش ہو جاوے گا

ع ۱

ملحقات الترجمہ

لہ تولہٰی فسوی ہلاکت کو عام فی الخازن ای فسوی الدمدمۃ علیہم جمیعا وجمہم بہا ۱۲

غضب وہلاک ہوگے آخرت میں یقیناً اور دنیا میں احتمالاً جیسا قوم ثمود اس فجور کی وجہ سے مبتلائے غضب وہلاک ہوئے جن کا قصہ یہ ہے کہ قوم ثمود نے اپنی شرارت کے سبب (صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور یہ اس زمانہ کا قصہ ہے جبکہ اس قوم میں جو سب سے زیادہ بدبخت تھا وہ اونٹنی کے قتل کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا (یعنی آمادہ ہوگیا اور اس کے ساتھ اور لوگ بھی شریک تھے) تو ان لوگوں سے اللہ کے پیغمبر (صالح علیہ السلام) نے (جب ان کو اس عزم کی اطلاع ہوئی کذا فی الخازن) فرمایا کہ اللہ کی (اس) اونٹنی سے اور اس کی پانی پینے سے خبردار رہنا یعنی اسکو قتل مت کرنا اور نہ اس کا پانی بند کرنا چونکہ ارادہ قتل کا اصل سبب یہی پانی کی باری تھی اسلئے اس کی تصریح فرمائی اور اللہ کی اونٹنی اسلئے کہا کہ خدا تعالیٰ نے اس کو دلیل نبوت بنایا اور اس کے احترام کو واجب فرمایا سو انہوں نے پیغمبر کو اس مضمون میں جو ناقۃ اللہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ دلیل نبوت ہے اور واجب الاحترام ہے جھٹلایا (کیونکہ وہ ان کو نبی نہ سمجھتے تھے) پھر اس اونٹنی کو مار ڈالا تو ان کے پروردگار نے ان کے گناہ کے سبب ان پر ہلاکت نازل فرمائی پھر اس (ہلاکت) کو تمام قوم کے لئے عام فرمایا اور اللہ تعالیٰ کو اس ہلاکت کے بعد میں کسی (خرابی نکلنے) کا کسی سے اندیشہ نہیں ہوا جیسے لوگ دنیا کو بعض اوقات کسی قوم کو سزا دینے کے بعد احتمال ہوتا ہے کہ اس پر کوئی شورش وفتنہ ملکی مرتب ہو) ف مفصل قصہ ثمود کا اور اونٹنی کا سورۂ اعراف میں گذر چکا ہے۔

سورۃ اللیل مکیۃ وایہا احدی وعشرون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں اعمال اور اجزیہ کا اختلاف مذکور تھا اس سورت میں بھی یہی مضمون ہے۔

اختلاف اعمال واجزیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗ اِذَا تَرَدّٰى ۝ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى ۝ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝ قولہ تعالیٰ واللیل اذا یغشیٰ (قسم ہے رات کی جبکہ وہ اپنے اندھیرے سے ڈھانک لے اور دن کی جبکہ وہ روشن ہوجائے) قسم ہے رات کی جبکہ وہ اپنے اندھیرے سے ڈھانک لے اور دن کی جبکہ وہ روشن ہوجائے (قولہ تعالیٰ واللیل اذا یغشیٰ والنہار اذا تجلیٰ) (قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھپالے اور دن کی جبکہ وہ روشن ہوجائے)

(قسم ہے) اُس (ذات) کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا (مراد اللہ تعالیٰ ہے) آگے جواب قسم ہے) کہ بے شک تمہاری کوششیں (یعنی اعمال) مختلف ہیں (اور اسی طرح اُن کے ثمرات بھی مختلف ہیں) سو جس نے (اللہ کی راہ میں مال) دیا اور (اللہ سے) ڈرا اور (اچھی بات (یعنی ملت اسلام) کو سچا سمجھا (یعنی اسلام کو اختیار کیا) تو ہم اُس کو راحت کی چیز کے لئے سامان دیدیں گے (راحت کی چیز سے نیک عمل اور بواسطہ نیک عمل کے جنت مراد ہے کہ یسریٰ کا سبب محل ہے اسی لئے یسریٰ کہہ دیا گیا ورنہ یسریٰ کے معنے میں آسان چیز) اور جس نے (حقوق واجبہ سے) بخل کیا اور بجائے خدا سے ڈرنے کے (خدا سے) بے پروائی اختیار کی اور اچھی بات (یعنی ملت اسلام) کو جھٹلایا (یعنی اسلام قبول نہ کیا) تو ہم اُس کو تکلیف کی چیز کے لئے سامان دیدیں گے (تکلیف کی چیز سے بدعمل اور بواسطہ بدعمل کے دوزخ مراد ہے کہ عسریٰ کا سبب اور محل ہے اسی لئے اُس کو عسریٰ کہہ دیا گیا اور سامان دینے سے مراد دونوں جگہ یہ ہے کہ اچھے یا بُرے کام اُس سے بے تکلف سرزد ہوں گے اور ویسے ہی اسباب جمع ہو جاویں گے اور پھر نیک اعمال کا سامان جنت ہونا اور اعمال بد کا سامان دوزخ ہونا ظاہر ہی ہے حدیث میں ہے فاما من کان من اھل السعادۃ فسییسر لعمل اھل السعادۃ وکذا فی الشقاوۃ) اور (آگے اس صاحب عسریٰ کا حال مذکور ہے کہ) اُس کا مال اُس کے کچھ کام نہ آوے گا جب وہ برباد ہونے لگے گا (بربادی سے مراد جہنم میں جانا ہے) واقعی ہمارے ذمہ (حسب التزام تفضل واحسان) راہ کا بتلا دینا ہے (سو وہ ہم نے پوری طور سے بتلا دیا ہے پھر کسی نے ایمان وطاعت کا راہ اختیار کر لیا جس کا ذکر من اعطیٰ الخ میں ہوا ہے اور کسی نے کفر ومعصیت کا راہ اختیار کر لیا جس کا ذکر من بخل الخ میں ہوا ہے) اور (جیسا راہ کوئی شخص اختیار کرے گا ویسا ہی ثمرہ اُس کو دینگے کیونکہ) ہمارے ہی قبضہ میں ہے آخرت اور دُنیا (یعنی دونوں میں ہماری ہی حکومت ہے اس لئے دنیا میں ہم نے احکام مقرر کئے اور آخرت میں اُن کی مخالفت وموافقت پر سزا اور جزا دیں گے جس کا بیان دو جگہ فسنیسرہ میں ہوا ہے اور ایجاب احکام واتباع جزا دونوں فرع صاحب حکم ہونے کے ہیں پس ان علینا وان لنا دونوں آیتیں بطور تعلیل سابق کے ہیں۔ آگے بطور تفریع اور توضیح کے ارشاد ہے کہ میں نے جو تم کو اعمال مختلفہ کے اجزیہ مختلفہ بتلائے ہیں تو میں تم کو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا چکا ہوں (جس پر فسنیسرہ للعسریٰ دال ہے تاکہ ایمان وطاعت جن کا ذکر اعطیٰ الخ میں ہے اختیار کر کے اُس سے بچو اور کفر ومعصیت جن کا ذکر بخل الخ میں ہے اختیار کر کے اُس میں نہ جاؤ کیونکہ اُس میں جانے اور نہ جانے کے یہی اسباب ہیں چنانچہ آگے اس کی تصریح ہے کہ) اُس میں (ہمیشہ کے لئے) وہی بدبخت داخل ہوگا جس نے (دین حق کو) جھٹلایا اور (اُس سے) روگردانی کی اور اُس سے ایسا شخص دور رکھا جاوے گا جو بڑا پرہیزگار ہے جو اپنا مال (محض اس غرض سے دیتا ہے کہ (گناہوں سے) پاک ہو جاوے (یعنی محض رضائے حق اُس کا مطلوب ہے) اور (جزا اپنے عالی شان پروردگار کی رضا جوئی کے درکہ یہی اُس کا مقصود ہے) اُس کے ذمہ کسی کا احسان نہ تھا کہ (اس دینے سے) اُس کا بدلہ اُتارنا (مقصود) ہو (اس میں نہایت ہی مبالغہ ہے اخلاص میں کیونکہ کسی کے احسان کا بدلہ اُتارنا بھی فی نفسہ انفاق مندوب ومطلوب ہے مگر فضیلت میں احسان ابتدائی کی برابر نہیں پس جب اس شخص کا انفاق اس سے بھی مبرا ہے تو ریا وغیرہ معاصی کی آمیزش سے تو بدرجہ اولیٰ بری ہوگا اور یہ کمال اخلاص ہے) اور (ایسے شخص کے لئے اور پر صرف جہنم سے بچا مذکور رہتا آگے حصول رضاء آخرت کو فرماتے ہیں کہ) یہ شخص عنقریب خوش ہو جاوے گا (یعنی آخرت میں ایسی ایسی نعمتیں ملیں گی) ف ہر چند کہ الفاظ آیت کے عام ہیں مگر سبب اس کا قصہ حضرت ابوبکر کا کہ انہوں نے حضرت بلال وغیرہ کو کافروں سے خرید کر آزاد کر دیا تھا اور روح فی الدر المنثور باسانید متعددۃ اور مناسبت قسم وجواب قسم میں ظاہر ہے کہ لیل ونہار بھی مثل مساعی مختلف ہیں اور اسی سے خالق کی صفت بھی ایسی لائی گئی جس میں دو مختلف چیزیں مذکور ہیں۔

سورۃ والضحیٰ مکیۃ وآیاتہا احدیٰ عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط اور پر سورۂ واللیل کی آیت فاما من اعطیٰ الخ تک میں مہمات اصول وفروع کا عنوان کلی سے بیان اور اُن کی تصدیق وتمثال یا تکذیب وابطال پر وعید مذکور ہو چکا جو ماقبل کی سورتوں کی بلکہ تمام قرآن مجید کے لئے بمنزلہ تخصیص جامع کی بھی ہے اور اس سورۂ والضحیٰ سے سورۂ ناس تک کے لئے بمنزلہ تفصیل مختصر کے بھی ہے چنانچہ مہمات مذکورہ میں سے ایک مسئلہ رسالت کا بھی ہے جس کا بیان مقصود سر بعض مضامین مناسبہ کے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض انعامات کا فائض فرمانا اور جیسے ان کے شکریہ میں اُن کو بعض امور کا مخاطب فرمانا اس سورت میں پایا جاتا ہے اسی طرح بقیہ جمیع سورتوں میں اُن مہمات کلیہ کے خاص جزئیات اور اُنکے مناسب مضامین مذکور ہیں جیسا کہ ہر سورت کے شروع سورتوں کے مناسبات کی تعیین بھی معلوم ہو جاوے گی اور اس تقریر سے آئندہ تمام سورتوں کا ارتباط باہمی اور ماقبل کے ساتھ بھی واضح ہو گیا اب جدا جدا ہر سورت کے لئے مستقل تقریر ربط کی ضرورت نہ ہوگی صرف اسی تقریر کی طرف اشارہ کر دینا کافی ہوگا گو ہم سب سورتوں میں مستقل ربط بھی اونی تامل سے معلوم ہو سکتا ہے چونکہ آگے چھوٹی چھوٹی پاس پاس سورتیں

ملخصات الترجمۃ

۵ قولہ فی ۷ یصنعہا ہمیشہ ویلیا نصوص منفرۃ العصاۃ واللغۃ فقد نقل ابن المنیر کذا فی الروح عن ائمۃ اللغۃ ان اصلی ان یکفرا واخیرہ تفیہما فیہما بہمزۃ کثیرا ثم یعدوالی شاۃ قید سوء واسلم بین الطباقۃ اھ وظاہر ان الدخول بہذہ الاشیاء بہذہ الاشاعۃ لایکون للامن صبہ القرآن ۱۲

سورۃ الضحیٰ مکیۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | وھی احدیٰ عشرۃ اٰیۃ

شروع کرتا ہوں | اللہ کے نام سے | جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ

قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جبکہ وہ قرار پکڑے کہ آپکے پروردگار نے نہ آپکو چھوڑا اور نہ دشمنی کی اور آخرت آپکے لئے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ

رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ

آپکو دیگا سو آپ خوش ہو جاویں گے کیا اللہ تعالیٰ نے آپکو یتیم نہیں پایا پھر ٹھکانا دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپکو بے خبر پایا سو رستہ بتلایا اور اللہ تعالیٰ نے آپکو نادار پایا سو مالدار بنا دیا تو آپ یتیم پر

ع ۱ ۱۱ ۱۸

فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

سختی نہ کیجیے اور سائل کو مت جھڑکئے اور اپنے رب کے انعامات کا تذکرہ کرتے رہا کیجیے۔

رہ گئی ہیں اس لئے سب کا تقریر واحد میں منسلک کر دینا زیادہ مناسب معلوم ہوا جیسا امام رازی نے بھی تفسیر سورۂ کوثر میں والضحیٰ سے آخر تک کا ربط ایک ہی تقریر میں لکھا ہے لیکن وہ تقریر عالی اور غامض اور طویل ہے اور یہ تقریر اقرب و اخصر و اسہل ہے وللناس فیما یعشقون مذاھب قالوا وقلت الفضل للمتقدم

بیان بعض نعم فائضہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم برائے تقویت مسئلہ نبوت و امر باظہار الشکر علیہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ سبب نزول اس کا یہ ہے کہ آپ یکبارگی کسی بیماری کی وجہ سے دو تین شب نہیں اٹھے ایک کافرہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے شیطان نے تم کو چھوڑ دیا اور اتفاق سے وحی آنے میں بھی دیر ہو گئی تھی جس پر دوسرے مشرکین نے بھی کہا کہ ان کے رب نے ان کو چھوڑ دیا اس پر والضحیٰ آیہ کا نزول ہوا۔ الروایتان فی الدر المنثور عن الکتب المختلفۃ غرض ارشاد ہوتا ہے قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جبکہ وہ قرار پکڑے (قرار پکڑنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک حقیقی یعنی اس کی ظلمت کا کامل ہو جانا کہ اس کے قبل اس کا تزائد مثل حرکت کے تھا۔ دوسرے مجازی یعنی جانداروں کا اس میں سو جانا اور چلنے پھرنے اور بولنے چالنے کی آوازوں کا ساکن ہو جانا۔ آگے جواب قسم ہے کہ آپکے پروردگار نے نہ آپکو چھوڑا اور نہ (آپ سے) دشمنی کی (کیونکہ اول تو آپ سے کوئی بات ایسی نہیں ہوئی تھی یا حضرات انبیاء علیہم السلام کے واسطے یہ امر عادۃ اللہ میں محال ہے پس آپ کفار کے خرافات لغویات سے محزون ہو کر آپ امر نعمت وحی سے مشرف رہیں گے اور یہ شرف و کرامت تو آپکے لئے دنیا میں ہے اور آخرت آپکے لئے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے (پس وہاں آپکو اس سے زیادہ نعمتیں ملینگی) اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپکو (آخرت میں کثرت نعمتیں) دیگا سو آپ (انکے عطا ہونے سے) خوش ہو جاویں گے (اور مقسم بہ کو بشارت سے مناسبت یہ ہے کہ وحی کا تتابع و ابطاء شاید لیل و نہار کے تبدل کی طرح ہے اور دونوں متضمن حکمت کو ہیں پس جیسا ایک تبدل دلیل توزیع و عدالت کی نہیں اسی طرح دوسرا تبدل بھی۔ اور دوسری بشارات مکمل ہیں اسی عدم توزیع کی پس مقسم بہ کو بواسطہ اس کے سبب سے مناسبت ہوئی۔ آگے بعض نعمتوں سے مضمون مذکور پر استشہاد ہے یعنی) کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر (آپ کو) ٹھکانا دیا چنانچہ سیر میں ہے کہ آپ شکم مادر میں تھے کہ آپ کے والد کی وفات ہو گئی اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا سے پرورش کرایا پھر جب آپ آٹھ برس کے ہوئے اُن کی بھی وفات ہو گئی تو آپ کے چچا سے پرورش کرایا ٹھکانا دینے کا مطلب یہی ہے) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو (آپکو شریعت کا) رستہ بتلایا (کقولہ تعالیٰ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ الخ اور وحی سے پہلے شریعت کی تفصیل معلوم نہ ہونا کوئی منقصت نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے آپکو نادار پایا سو مالدار بنا دیا (اس طرح سے کہ حضرت خدیجہ کے مال میں آپ مضارب ہوئے اور اس میں نفع ملا پھر حضرت خدیجہ نے آپ سے نکاح کر لیا اور اپنا تمام مال

اللغات: یجی سکن کذا فی القاموس ما قلی ما بغض ۱۲

البلاغۃ: ما قلی وحذف المفعول للاستغناء عنہ بذکرہ من قبل مع ان فیہ مراعاۃ للفواصل

قولہ خیر لک الاختصاص الذی تقتضیہ اللام ہیں قصر بل للاہتمام تو یعطیک حذف احد المفعولین

ولا علی العموم قولہ فاوی و فھدی و فاغنی حذف فیہا المفعول غایۃ للاستغناء ورعایۃ

للفاصلۃ۔ قولہ الم یجدک ایرادہ بصورۃ الاستفہام الذی یدل علی زیادۃ تقریر لعل النکتۃ

فیہ ان المتکلم اکثر ما یکون فی سن یغلب فیہ الذہول فافتتاح لے زیادۃ التنبیہ ہذا من المواہب ۱۲

سورۃ الانشراح مکیۃ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	وھی ثمان ایات
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے	جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں	

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَاِنَّ

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا — اور ہم نے آپ پر لدا ہوا وہ بوجھ اُتار دیا — جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی — اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا سو بیشک

مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی ہے بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی ہے۔ تو آپ جب فارغ ہو جایا کریں تو محنت کیا کیجئے — اور اپنے رب ہی کی طرف توجہ کیجئے

ع ۱ ۵ ۱۹

عاجز کر دیا۔ مطلب یہ کہ آپ ابتداء سے مورد انعامات رہے ہیں آئندہ بھی رہیں گے اور آگے ان انعامات پر اوائے شکر کا حکم ہے کہ جب ہم نے آپ کو یہ نعمتیں دی ہیں) تو آپ (اس کے شکریہ میں) یتیم پر سختی نہ کیجئے اور سائل کو مت جھڑکئے (یہ تو شکر فعلی ہے) اور اپنے رب کے انعامات (مذکورہ) کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے (یعنی زبان سے بھی قولی شکر کیا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ فی وجہہ پر۔ احسان کیا ہے تو بھی بھولا نہ چاہئے اور حدث کو محبوعہ نعم پر مرتب کیا جاوے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ خالق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ احسان جسمانی و روحانی کیا ہے آپ اس کی مخلوق پر احسان کیجئے اور احسان بالمخلوق کے اقسام میں احسان روحانی تو آپ کا فرض منصبی تھا اُس کے بیان کی حاجت نہ تھی اس لئے صرف احسان جسمانی کو بیان میں خاص فرمایا۔ اور یا یہ مجموعہ اس مجموعہ پر تقسیم کیا جاوے یعنی الم یجدک یتیما پر اما الیتیم فلا تقھر کو اور ووجدک عائلا پر اما السائل فلا تنھر کو مرتب کیا جاوے اور وجہ ترتب ظاہر ہے اور ووجدک ضالا پر جو ہدایت خلق مرتب ہے اُس کو بنا بر فرض منصبی کے جیسا کہ اوپر گذرا ذکر نہیں فرمایا) ف مسائل کے زجر کی ممانعت اُس صورت میں ہے جب وہ زمی سوماں جاوے ورنہ اگر ازار کھڑا ہو جاوے اور کسی طرح نہ مانے تو زجر جائز ہے کذا فی روح المعانی واللہ اعلم اور در منثور میں بروایت حاکم و بیہقی حدیث مرفوع ہے کہ والضحیٰ سے آخر تک ہر سورت کے ختم پر اللہ اکبر کہو اور حکمت اس میں بعض نے یہ ذکر کی ہے کہ ابطاء وحی کے بعد جو یہ سورت نازل ہوئی تو آپ نے خوش ہو کر اللہ اکبر فرمایا تھا اور یہ شاید تناسب مضمون کی وجہ سے یہ سورت تجویز بھی تکبیر فرمائی ہو واللہ اعلم ۔

سورۃ الم نشرح مکیۃ وایھا ثمان کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ میں جو مضمون تھا یہ سورت بالکل اُس کا تتمہ ہے

تتمہ انعام واہم بالشکر مذکورہ سورت بالا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ (علم و حلم سے) کشادہ نہیں کر دیا (یعنی علم بھی بوسیع عطا فرمایا اور تبلیغ میں جو مخالفین کی مزاحمت سے ایذا پیش آتی ہے اُس میں تحمل اور حلم بھی دیا کذا قال الحسن کما فی الدر المنثور) اور ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ تار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی (اور زمرے مراد وہ امور مباحہ جو احیاناً آپ سے بنا بر تصور کسی حکمت کے صادر ہو جاتے تھے اور بعد میں اُن کا خلاف حکمت و خلاف اولیٰ ہونا ثابت ہوتا تھا اور آپ کے علو شان و غایت قرب کے اُس سے ایسے ہی معموم ہوتے تھے جس طرح گناہ سے کوئی معموم ہوتا ہے اس میں بشارت ہے اُن امور پر مواخذہ نہ ہونے کی کذا فی الدر المنثور عن مجاہد و شریح بن عبید الحضرمی) پس اس بنا پر یہ بشارت آپ کو دو بار ہوئی اول مکہ میں اس سورت میں دوسرے مدینہ میں سورہ فتح میں اس کی تاکید و تکمیل و تجدید و تفصیل کر دی) اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا (یعنی اکثر جگہ شریعت میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام مبارک مقرون کیا گیا ہے کذا فی الدر المنثور مرفوعاً قال اللہ تعالیٰ اذا ذکرت ذکرت معی جیسے خطبہ میں تشہد میں نماز میں اذان میں اقامت میں اور اللہ کے نام کی رفعت اور شہرت ظاہر ہے پس جو اُس کے قرین ہوگا رفعت و شہرت میں وہ بھی تابع رہیگا اور چونکہ مکہ میں آپ اور مؤمنین طرح طرح کی تکالیف و شدائد میں گرفتار تھے اس لئے اُن کے ازالہ کا بطریق تفریع علی السابق کے وعدہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے آپکو روحانی راحت دی اور روحانی کلفت رفع کر دی جیسا الم نشرح سے معلوم ہوا) سو اس سے دنیوی راحت و محنت میں بھی ہمارے فضل و کرم کا امیدوار رہنا چاہئے

البلاغۃ تو الم نشرح ایراد بصیغۃ الاستفہام لعل المتکلمۃ فیہ زیادۃ الاہتمام لانہ من اصول النعم التی ذکرت لیعلم قولہ زیادۃ ابطاء الوحی وتوسیط بین الفصل المقصود للایذان بان الشرح من متنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

وصلہ ساوقہ الی افضال الشرق قلبہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم وشنوقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی ما یتعلق بتکمیل عقیدۃ وقت درود نفصل الکوکب الخ عند تقدیم علی المعمول لیصیر تفصیل الدقۃ والتشویق الی المؤخر کذا فی رضاک لا یخفی لطف ذکر الرفع بعد

سُوْرَةُ التِّيْنِ مكية | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وهي ثمان آيات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی کہ ہم نے انسان کو بہت خوبصورت

تَقْوِيْمٍ ۖ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۭ﴿۶﴾ فَمَا

سانچہ میں ڈھالا ہے پھر ہم اس کو پستی کی حالت والوں سے بھی پست تر کر دیتے ہیں لیکن جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کے لئے اس قدر ثواب ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا پھر

يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۭ﴿۷﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۧ

کون چیز تجھکو قیامت کے بارہ میں منکر بنا رہی ہے کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھکر حاکم نہیں ہیں۔

ع ۱ ثلثۃ ارباع

چنانچہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ (بے شک موجودہ مشکلات کے ساتھ (یعنی بعد قریب کہ حکم میں مع کے ہے) آسانی (ہونے والی ہے اور چونکہ ان مشکلات کے انواع واعداد کثیر تھے اس لئے اس وعدہ میں تکریر اور تاکید فرماتے ہیں کہ) بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی (ہونے والی ہے (چنانچہ وہ مشکلات ایک ایک کے سب رفع ہوگئیں جیسا روایات احادیث وسیر وتواریخ متواترہ اس پر متفق ہیں۔ آگے ان نعمتوں پر امر بالشکر کو متفرع فرماتے ہیں یعنی جب ہم نے آپ کو ایسی ایسی نعمتیں دی ہیں) تو آپ جب (تبلیغ احکام سے کہ عبادت متعدیۃ النفع ہے) فارغ ہوجایا کریں تو (دوسری عبادات متعلقہ بذات خاص ہیں) محنت کیا کیجئے (مراد کثرت عبادت وریاضت ہے کہ آپ کی شان کے یہی مناسب ہے) اور جو کچھ مانگنا ہو اُس میں) اپنے رب ہی کی طرف توجہ رکھئے (یعنی اُسی سے مانگئے اور اس میں بھی من وجہ بشارت ہے زوال عسر کی کہ امر بالسوال وعدۂ اجابت ہے پس شکر کے لئے امر اول ہوگا اور دوسرا امر اس کا تتمہ اور دونوں کو بھی اس طرح شکر کہا جا سکتا ہے کہ دونوں میں امر مشترک توجہ الی اللہ ہے اور اصل شکر یہی ہے) ف ان مع العسر یسرا کی تفسیر مذکور پر یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ بعض عسر کے بعد بعض نہیں ہوتا

سُوْرَةُ والتين مكية وآيها ثمان كذا في البيضاوي وحد القولين وهو الراجح لمكان قوله تعالى هذا البلد الامين

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے انسان کا مبدأ اور معاد ہے اس سورۃ میں اُس کا بیان ہے۔

مبدأ ومعاد انسان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۚ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۭ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ قسم ہے انجیر کے درخت کی اور زیتون (کے درخت) کی اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر (یعنی مکہ معظمہ) کی کہ ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچہ میں ڈھالا ہے پھر (اُن میں سے) لوٹا دیا ہم اُسکو پستی کی حالت والوں کے بھی پست تر کر دیتے ہیں (یعنی وہ خوبصورتی اور رقوت مبدل بہ قبح وضعف ہوجاتا ہے اور بُرے سے بُرا ہوجاتا ہے مقصود اس سے بیان کمال قبح کا ہے جس سے قدرت علی الاعادہ پر کافی استدلال ہوتا ہے کقولہ تعالیٰ اللہ الذی خلقکم من ضعف الخ اور مقصود عند التامل اس سورت سے استدلال علی البعث معلوم ہوتا ہے جیسا کہ فما یکذبک الخ کی تفریع اس کا قرینہ ہے مگر چونکہ ردناہ اسفل سافلین سے ظاہراً اطلاق لفظ سے ضعفاء وشیوخ کی مطلقاً رواۃ کا شبہ ہوتا ہے جو موہم عموم رواۃ فی الآخرۃ کو بھی اُس ایہام کو دفع کرنے کو بطور استثناء کے فرماتے ہیں کہ بوڑھا آدمی بیشک رد ہی ہوجاتا ہے) لیکن جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو اُن کے لئے اس قدر ثواب ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا

ملتقطات الترجمۃ

ف قولہ فی العصر موجودہ مشکلات اشارۃ الی ان اللام فی العسر بہ لکن لا للعہد بل للجنس کما فی الجمع الی اخرہ ۱۲

اللغات سینین لیل اسم البقعۃ التی فیہا الجبال منیف ایہ الطور وقال الاعشش سینین جمع یعنی شجرۃ واحدہ سینۃ کاؤل اطور الاشجار کذا فی الروح واختار فی القاموس قول الاخفش تقویم بمعنی تقویل وتصنیف فمعنی کون الانسان کذلک انہ ملتبس بنظیر قولک فلان فی رنشاب یعنی انہ مرمی عنہ مجدہ ای جعلناہ اویکون بمعنی تصییر الحال فما یکذبک بعد بالدین ای فای شیء یجعلک کاذبا فان کل مکذب بالحق فہو کاذب التکذیب بمعنی جعل الرجل کاذبا قد یستعمل بمعنی نسبتہ الی الکذب قد یستعمل بمعنی حملہ علی الکذب فالباء بمعنی فی او السببیۃ ویقدر المضاف ای بسبب

تکملہ الدین ۱۲

۱۰ النحو

باسفل حال او مفعول ای قبح من کل قبیح والمراد بیان الکمال فی القبح قولہ الا الذین استثناء من المفہوم من السیاق ای رددناہ اسفل سافلین فکان ذہبنا قبیحا من کل قبیح الا الذین الخ فانہ لیس بہذہ السمۃ من کل الوجوہ ۱۲

سورۃ العلق مکیۃ	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَھِیَ تِسْعَ عَشْرَۃَ اٰیَۃً
	شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ

اے محمد پڑھا کیجئے آپ قرآن اپنے رب کا نام لیکر پڑھا کیجئے جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے پڑھا کیجئے آپ قرآن اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے تعلیم دی انسان کو

الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ

اُن چیزوں کی تعلیم دی جنکو وہ نہ جانتا تھا سچ مچ بیشک آدمی حد سے نکلا جاتا ہے اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے اے مخاطب تیرے رب ہی کی طرف سب کا لوٹنا ہوگا اے مخاطب بھلا اُس شخص کا

یَنْهٰى ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ۝ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝

حال تو بتلا جو ایک بندہ کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے اے مخاطب بھلا یہ تو بتلا کہ اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو یا وہ تقوے کی تعلیم دیتا ہو اے مخاطب بھلا یہ تو بتلا کہ اگر وہ شخص جھٹلاتا ہو اور روگردانی کرتا ہو

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰى ۝ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۝ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۝ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ فَلْیَدْعُ

کیا اُس شخص کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالےٰ دیکھ رہا ہے ہرگز نہیں اگر یہ شخص باز نہ آوے گا تو ہم پیشانی پکڑ کر جھکر دوزخ اور خطاوار آلودہ پیشے ہیں سو یہ اپنے ہم جلسہ لوگوں کو

نَادِیَهٗ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ۝	
بُلائے ہم بھی دوزخ کے پیادوں کو بُلا لیں گے	

سجدہ ۱۴

آگے خلقتا اور ھدٰی پر تفریع ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تخلیق و تقلیب احوال پر قادر ہیں تو اے انسان پھر کون چیز تجھکو قیامت کے بارہ میں منکر بنا رہی ہے یعنی وہ کون سی دلیل ہے جس کی بنا پر تو ان دلائل کے ہوتے ہوئے قیامت کا منکر ہو رہا ہے کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہیں للتصرفات دنیویہ میں ہی جن میں سے خلق اور رزق ہے اور تصرفات اخرویہ میں ہی جن میں سے بعث و مجازاۃ بھی ہے ف شروع سورت میں چار چیزیں مقسم بہ ہیں دو درخت کثیر النفع اور دو بقعہ کثیر البرکت کہ ایک مقام ہے تکلیم موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا آپ کا مولد و مسکن و محل نزول وحی۔ اور درختوں کی قسم کو مقصود سے مناسبت ظاہر ہے کہ درخت کو بھی اسی طرح نشو و نما ہوتا ہے پھر سوکھ کر کشتی کے قابل ہو جاتا ہے اور چونکہ یہاں بیان تھا اشرف المخلوقات کا اس لئے قسم بھی اشرف الاشجار کی مناسب ہوئی اور طور اور بلد امین دونوں محل وحی ہیں تو مجازاۃ اخرٰی سے بھی زیادہ مناسبت ہوئی کہ وحی سے علم مجازاۃ کا ہوا ہے واللہ اعلم۔ اور اسی طور سینین کو قرآن میں ایک جگہ طور سینا رفرمایا ہے۔

سورۃ العلق مکیۃ وایھا تسع عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے عطائے نبوت و تعلیم وحی ہے جو بعد توحید کے مبنی ہے جمیع مہمات کا اور اُس کے مناسب مضمون اور رد مخالف صاحب وحی کا ہے اس سورت میں اسکا بیان ہے +

تعلیم وحی بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم و ذم و رد مخالف رسول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ؕ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ؕ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ۙ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ؕ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰى ؕ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۙ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ۚ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ۙ

اللغات السفع الجذب بشدۃ لناصیۃ شعر الجبہۃ وتطلق علی مکان الشعر مجازا یۃ ای الملائکۃ العذاب یعبرو عالی النار وھو فی الاصل الشرط اعوان الولاۃ تقبل مع الواحد وقبل احدہ زبنیۃ لعصریۃ وقیل سمی من الزبن وھو الدفع ۱۲

النحو قولہ ارایت الذی الی ان الصیرورۃ ارایت فی المواضع یعنی اخبر فی والمقصود التعجیب لا السوال وارایت الثانی والثالث متعلقا بمعنا ان ما عتبار ان ما عتبار ان ما کشف عن حال المنہی الآخر عن حال المنہی وجوبا تاکید للاول والمفعول الاول للاول مذکور للاشارۃ الی الثالث محذوف وقیل الاول بعد التعریۃ ای ارایت نہیا ای ان کان المنہی علی الہدی والبیان کذب المنہی والمفعول الثانی للجمیع محذوف وھو الجواب الشرطی فی الجملۃ الثانیۃ والثالثۃ ای فما اعجب من قبائحہ تہیہ ایۃ وقیل ان الاولی زائدۃ والثانیۃ تاکید لہا وقیل الاولی بدل من الثانیۃ والجواب محذوف ای الم یعلم بان اللہ یراہ ۱۲ منہ

الغراء ولم یرد والوا دین اہل الکمال الاتحاد وقولہم اصلہ مستلحقہ حقیر یا قبلہا تاکید ۱۲

البلغۃ اغتہ قولہ (التعبیر بالفعل الاستحضار الصورۃ الماضیۃ لنوع غرابۃ ولذا اصلہ التعبیر بالماضی طریق بشر بن المعتمر عن المعتمل

كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ع

ہرگز نہیں آپ اس کا کہنا نہ مانئے اور نماز پڑھتے رہئے اور قرب حاصل کرتے رہئے

كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ع اقرأ سے مَا لَمْ يَعْلَمْ تک سب سے اول کی وحی ہے جس کے نزول سے نبوت کی ابتدا ہوئی جس کا قصہ حدیث صحیحین میں ہے کہ عطاء نبوت کے قریب زمانہ میں آپ کو از خود خلوت پسند ہو گئی آپ غار حرا میں تشریف لیجا کر کئی کئی شب رہتے ایک روز دفعۃً جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے کہا کہ اقرا کہئے پڑھئے آپ نے فرمایا ما انا بقاری یعنی میں کچھ پڑھا ہوا نہیں انہوں نے آپ کو خوب زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور پھر کہا اقرا آپ نے وہی جواب دیا اسی طرح تین بار ہوا پھر آخر میں دبانے کے بعد چھوڑ کر کہا اقرا الی ما لم یعلم روی ھذہ الغایۃ فی الدر المنثور عن محمد بن عباد و ابن عباس و الزھری و عمرو بن دینار وغیرھم یعنی اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم آپ (پر جو) قرآن (نازل ہوا کرے گا جس میں اس وقت کی نازل ہونے والی آیتیں بھی داخل ہیں) اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے (یعنی جب پڑھئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر پڑھا کیجئے جیسا اس آیت میں اذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ قرآن کے ساتھ اعوذ باللہ پڑھنے کا حکم ہوا ہے اور ان دونوں امر سے جو اصل مقصود ہے یعنی توکل و استعانت وہ تو واجب ہے اور زبان سے کہہ لینا مسنون و مندوب ہے اور گو اصل مقصود کے اعتبار سے اس آیت کے نزول کے وقت بسم اللہ کا آپ کو معلوم ہونا ضروری نہیں لیکن بعض روایات میں اس سورت کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا نازل ہونا بھی آیا ہے اخرجہ الواحدی عن عکرمۃ والحسن انھما قالا اول ما نزل بسم اللہ الرحمن الرحیم واول سورۃ اقرأ واخرجا بن جریر وغیرہ عن ابن عباس انہ قال اول ما نزل جبریل علیہ السلام علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یا محمد استعذ ثم قل بسم اللہ الرحمن الرحیم کذا فی روح المعانی اور ان آیتوں میں جو قرأۃ کو اسم الٰہی کے ساتھ افتتاح کرنے کا حکم ہوا ہے اس حکم میں خود ان آیتوں کا داخل ہونا ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص سرکس کو کہے کہ اسمع ما اقول لک یعنی میں جو کچھ تجھ سے کہوں تو اس کو سن تو خود اس جملہ کے سننے کا حکم کرنا بھی اس کو مقصود ہے پس حاصل یہ ہوگا کہ خواہ ان آیتوں کو پڑھو یا جو آیات بعد میں نازل ہونگی ان کو پڑھو سب کی قرأۃ اسم الٰہی سے ہونا چاہئے اور آپکو بعلم ضروری معلوم ہو گیا کہ یہ قرآن اور وحی ہے اور حدیثوں میں جو آپکا ڈر جانا اور ورقہ سے بیان کرنا آیا ہے وہ بوجہ شبہے کے نہ تھا بلکہ خوف تو ہیبت وحی سے ضبط اری تھا اور ورقہ سے بیان کرنا مزید اطمینان و زیادت ایقان کے لئے تھا نہ کہ عدم ایقان کے لئے اور حضرت جبریل کے کئی بار اقرأ کہنے سے باوجود آپ کے عذر کے مقصود یہ نہ تھا کہ جو پہلے سے یاد ہو وہ پڑھئے بلکہ مطلب یہ تھا کہ جو آئندہ کو بتلایا جاوے گا اس کو پڑھئے جیسا معلم متعلم سے ابجد شروع کرانے کے وقت کہتا ہے کہاں پڑھ پس اس سے تکلیف مالا یطاق لازم نہیں آتی اور آپ کا عذر فرمانا یا تو اس وجہ سے ہو کہ آپ کو اس جملہ کے معنی متعین نہ ہوئے ہوں اور یہ امر کوئی خلاف شان نہیں ہے یا باوجود تعیین مراد کے بایں معنی ہے کہ قرأۃ کا استعمال اکثر لکھی ہوئی چیز کو پڑھنے کے معنی میں آتا ہے تو آپ نے بوجہ حرف شناس نہ ہونے کے یہ عذر فرمایا ہو اور حضرت جبریل علیہ السلام کا دبانا بظن غالب اللہ اعلم بحقیقۃ الحال تقویت استعداد تلقی وحی کے ہوگا اور لفظ رب سے اشارہ اس طرف ہے کہ ہم آپ کی کمال تربیت کریں گے اور نبوت کے درجات قصوی پر پہونچا دینگے۔ آگے رب کی صفت ہے یعنی وہ ایسا رب ہے جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا (اس وصف کی تخصیص میں یہ نکتہ ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتوں میں اول ظہور اس نعمت کا ہوتا ہے تو تذکیر میں اس کا اوروں سے مقدم ہونا مناسب ہے اور نیز خلق دلیل ہے خالق پر اور رب سے اہم اور اقدم معرفت خالق ہے۔ آگے بطور تخصیص بعد تعمیم کے ارشاد ہے کہ جس نے (سب مخلوقات میں سے بالخصوص) انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا (اس تخصیص بعد تعمیم میں اشارہ ہے کہ نعمت خلق میں یہی عام مخلوقات سے زیادہ انسان پر انعام ہے کہ علقہ سے کہ جماد محض تھا اس کو کس درجہ تک ترقی دی کہ صورت کیسی بنائی عقل و علم سے کس طرح مشرف فرمایا پس انسان کو زیادہ شکر اور ذکر کرنا چاہئے مقصود اس سے نعمت عامہ کے بعد نعمت خاصہ نبوت صاحب جی کا یاد دلانا ہے اور تخصیص علق کی شاید اس لئے ہے کہ یہ ایک برزخی حالت ہے کہ اس کے قبل نطفہ اور غذا و عنصر ہے اور اس کے بعد مضغہ اور ترکیب عظام و نفخ روح ہے پس گویا وہ جمیع احوال متقدمہ و متاخرہ کی طرف ناظر اور مشیر ہے۔ آگے اقرأ مذکور کی تاکید ایجاب کے لئے و نیز اثبات مقصودیت قرأۃ کے لئے امر ہے کہ) آپ قرآن پڑھا کیجئے (حاصل یہ کہ امر اول اقرأ باسم ربک سے مقصودیت قید کا شبہہ نہ کیا جاوے بلکہ خود قرأۃ ہی فی نفسہا مقصود ہے کیونکہ تبلیغ کا ذریعہ یہی قرأت ہے اور تبلیغ ہی اصل کام صاحب وحی کا ہے پس اس تکریر تاکید میں اشعار آپ کی نبوت اور مامور بالتبلیغ ہونے کا بھی ہو گیا اور وہ امر مہم مقصود مقام ہے) اور آگے ایک کلام مستانف میں آپکے عذر مانعا نا تقدی کو جو کہ آپنے جبریل علیہ السلام کے اقرأ کہنے کے جواب میں پیش کیا تھا آئندہ کے لئے رفع فرمانے کے وعدہ کی طرف اشارہ ہو کہ

آپ کا رب بڑا کریم ہے (جو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور وہ ایسا ہے) جس نے (لکھنے پڑھنوں کو نوٹ ۱ قلم سے تعلیم دی (اور عموماً و مطلقاً) انسان کو (دوسرے ذرایع سے) اُن چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا (مطلب یہ کہ اول تو تعلیم کچھ کتابت میں منحصر نہیں دوسرے اسباب سے بھی تعلیم کا وقوع ہو رہا ہے ثانیاً اسباب مؤثر بالذات نہیں سب حقیقی و مفیض علوم ہم ہیں پس گو آپ لکھنا نہیں جانتے مگر ہم نے جب آپ کو قرأت کا امر کیا ہے تو ہم دوسرے ذریعہ سے آپ کو قرأت اور حفظ علوم وحی پر قدرت دیدیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا پس ان آیات میں آپ کی نبوت اور اُس کے مقدمات و تتمات کا پورا اقرار ہو گیا اور چونکہ صاحب نبوت کی مخالفت غایت درجہ کا قبیح اور شنیع امر ہے اس لئے آیندہ آیات میں جن کا نزول آیات اولی سے ایک مدت کے بعد ہوا ہے آپ کے ایک خاص مخالف یعنی ابوجہل کی بالفاظ عامہ جس سے ہر مخالف کو تناول ہو جا رہے مذمت اور زجر ہے جس کا سبب نزول یہ ہے کہ ایکبار ابوجہل نے آپ کو نماز پڑھتے دیکھا کہنے لگا کہ میں آپ کو اس سے بارہا منع کر چکا ہوں آپ نے اُس کو جھڑک دیا تو کہنے لگا کہ مکہ میں سب سے بڑا جمع میرے ساتھ ہے اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر ایکبار نماز پڑھتے دیکھوں گا تو نعوذ باللہ آپ کی گردن پر پاؤں رکھدوں گا چنانچہ ایکبار اس قصد سے چلا مگر قریب جا کر رُک گیا اور پیچھے ہٹنے لگا لوگوں نے وجہ پوچھی کہنے لگا مجھ کو ایک خندق آگ کی حائل معلوم ہوئی اور اُس میں کچھ پر اور چیزیں نظر آئیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ فرشتے تھے اگر اور آگے آتا تو فرشتے اُس کو بوٹی بوٹی کر کے نوچ ڈالتے پھر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی الدر المنثور عن الصحیحین وغیرھما من کتب الحدیث جن میں اول کلام سے مذمت ہے اور دوسرے کلام سے زجر ہے اور تیسرا کلام دوسرے کی تاکید ہے پس ارشاد ہوتا ہے کہ ۲ ہرگز بیشک (کافر) آدمی حد (ادب) سے نکل جاتا ہے اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو (ایسا) مستغنی دیکھتا ہے (کقولہ تعالیٰ ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا الخ حالانکہ اس استغنا پر طغیان حماقت محضہ ہے کیونکہ کسی کو کوئی مخلوق سے من وجہ استغنا ہو بھی جاوے لیکن حق تعالیٰ سے تو کسی حال میں استغنا نہیں ہو سکتا حتی کہ آخر میں) اے ۳ مخاطب (عام) تیرے رب ہی کی طرف سب کا لوٹنا ہوگا (اور اُس وقت بھی مثل حالت حیات کے اُس کی قدرت کے احاطہ میں گھرا ہوگا اور اُس حالت میں جو اُس کو طغیان کی سزا ہوگی اُس سے بھی کہیں بھاگ سکیگا پس ایسا عاجز ایسے قادر سے کب مستغنی ہو سکتا ہے تو زعم استغنا اور اُس بنا پر طغیان سفہ محض ہے آگے بصورت استفہام تعجیب اُس کے بعض طغیانی کا بیان ہے یعنی) اے مخاطب (عام) بھلا اُس شخص کا حال تو بتلا جو (ہمارے) ایک (خاص) بندہ کو منع کرتا ہے جب وہ (بندہ) نماز پڑھتا ہو (مطلب یہ کہ اُس شخص کا حال دیکھکر یہ تو بتلا کہ اُس سے زیادہ عجیب بات بھی کوئی ہے حاصل یہ کہ نماز سے روکنا نہایت عجیب اور قبیح بات ہے۔ آگے اسی تعجیب کی تاکید و تقویت کے لئے ایک قید بھی بیان اور ایک قید ناہی میں لگا کر مکرر اُنہی باتوں کو فرماتے ہیں کہ اے مخاطب (عام) بھلا یہ تو بتلا کہ اگر وہ بندہ (مہتدی) ہدایت پر ہو (جو کہ کمال لازمی ہے) یا وہ (دوسروں کو بھی) تقویٰ کی تعلیم دیتا ہو (یہ بطور منع خلو کے ہے اور شاید کلیتر دید لانے سے اشارہ اس طرف ہو کہ اگر ان میں سے ایک صفت بھی ہو تی تب بھی مذمت ناہی کے لئے کافی تھی چہ جائیکہ دونوں ہوں اور اے مخاطب (عام) بھلا یہ تو بتلا کہ اگر وہ شخص (ناہی دین حق کو جھٹلاتا ہو اور (حق سے) روگردانی کرتا ہو (یعنی نہ عقیدہ رکھتا ہو اور نہ عمل یعنی اول تو یہ دیکھو کہ نماز سے منع کرنا کتنا بُرا ہے پھر بالخصوص یہ دیکھو کہ جب منہی مہتدی کامل اور ناہی ضال کامل ہو اور پھر منع کیا جاوے تو کتنی عجیب بات ہے وجہ قبح عجب کی یہ ہے کہ نماز فعل حسن ہے قابل نہی کے نہیں اور وجہ زیادت عجیب کی یہ ہے کہ مہتدی کامل کی نماز زیادہ حسن ہوگی اور ضال کامل کی نہی زیادہ قبیح ہوگی خصوصاً جبکہ وہ نہی ایسے فعل سے ہو کہ غایت درجہ کا حسن ہو تو وہ قبح اور شدید ہوگا۔ آگے اس نہی پر اس کو وعید ہے یعنی) کیا اس شخص کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ (اس کے طغیان اور افعال ناشی عن الطغیان کو) دیکھ رہا ہے (اور ضرور سزا دیگا۔ آگے اس نہی پر زجر ہے یعنی) اس کو ہرگز (ایسا) نہیں (کرنا چاہئے اور) اگر یہ شخص (اپنی اس حرکت سے) باز نہ آویگا تو ہم (اُسکو) چھٹے پکڑ کر جو کہ دروغ اور خطا میں آلودہ ہیں (جہنم کی طرف) گھسیٹیں گے (ناصیہ کو کاذبہ خاطئہ مجازاً فرمایا اور اُس کو جو اپنے مجمع پر گھمنڈ ہے اور بھاگے پیغمبر کو دھمکاتا ہے) سو یہ اپنے ہم جلسہ لوگوں کو بُلا لے (اگر اس نے ایسا کیا تو) ہم بھی دوزخ کے پیادوں کو بُلا لیں گے (چونکہ یہ بُلانا اُس کے بُلانے پر مشروط بتہا شرط نہ پائے جانے سے مشروط نہیں پایا گیا آگے پھر زیادت زجر کے لئے اُس کو ردع ہے کہ اُس کو (ایسا) ہرگز (کرنا چاہئے مگر آپ (اس نالائق کی ان حرکتوں کی کچھ پروانہ کیجئے اور) اس کا کہنا نہ مانئے (جیسا ابتک بھی نہیں مانا) اور (بدستور) نماز پڑھتے رہیے اور (خدا کا) قرب حاصل کرتے رہیے (اس میں ایک لطیف وعدہ ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو ان لوگوں کے ضرر سے محفوظ رکھیگا کیونکہ نماز سے قرب ہوتا ہے اور قرب موجب عصمت ہے الا نکتہ خاصہ پس ایسے امور کی طرف ذرا التفات نہ کیجئے اپنے کام میں لگے رہیے) اف سورت میں جس نہی عن الصلوٰۃ کی مذمت ہے وہ وہ ہے جو مبغوضیت صلوٰۃ کی وجہ سے ہو ورنہ مقتضی شرعی سے نہی کرنا جائز بلکہ کہیں واجب بھی ہے جیسے اوقات مکروہہ میں منع کرنا کہ واجب ہے یا شوہر بی بی کو اور مالک غلام کو نوافل سے روکے یہ جائز ہے۔

سورۃ القدر مختلف فیہا وآیہا خمس کذا فی البیضاوی

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی بالقلم نوٹ اشارۃ الی اعتبار المعنی المجازی ای الکتابۃ بالقلم

۲ قولہ فی کلا الاولی ۱۲ منہ اشارۃ الی کونہ بمعنی حقاً کذا فی الحاشیۃ ۱۲

۳ قولہ فی الرجعی ای الرجعۃ الی مخاطب عام وکذا فی ضمائر الخطاب التی بعدہ فہی علی ما فی الروح انہم لما سمعوا ما ذکر للخطاب بالنہی صلی اللہ علیہ وسلم ولالتفاتہ الی ذلک قالوا انا نراہ یلتفت الی اسماعنا فنقتلہ فنزلت الایۃ الناہی والمنہی من مورد الخطاب ۱۲

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝٣ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ

بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے اور تم کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس رات میں فرشتے

وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝٤ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝٥

اور روح القدس اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لیکر اترتے ہیں سراپا سلام ہے وہ شب طلوع فجر تک رہتی ہے

ع ۵ ثلثۃ ارباع مع ۲۲

ربط ماقبل کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے حقانیت اور عظمت قرآن کی ہے اس سورت میں اس کا بیان ہے۔

حقیقت وعظمت قرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۚ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۚ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۚ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے (پس حق یہی ہے کہ ہمارا اتارا ہوا اور اسباب خارجیہ سے بھی اس میں عظمت ہے کہ زمانہ منعظم میں اترا ہے) اللہ تحقیق شب قدر میں نازل ہونے کی شروع سورۂ دخان میں گذری ہے اور زیادت تشویق کے لئے فرماتے ہیں کہ (اے مخاطب) تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے (آگے جواب ہے کہ) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جو ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے کذا فی الخازن) اور وہ رات ایسی ہے کہ) اس رات میں فرشتے اور روح القدس (یعنی جبریل علیہ السلام) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لیکر (زمین کی طرف) اترتے ہیں (اور وہ شب) سراپا سلام ہے (جیسا حدیث بیہقی میں حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ شب قدر میں جبریل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ میں اتے ہیں اور جس شخص کو قیام وقعود وذکر میں مشغول دیکھتے ہیں اس پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں یعنی اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور خازن نے ابن الجوزی سے اس روایت میں یسلمون بھی بڑھایا ہے یعنی سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور یصلون کا حاصل بھی یہی ہے کہ دعائے رحمت سلامتی میں تلازم ہے) اسی کو قرآن میں سلام فرمایا ہے اور امر خیر سے مراد وہی ہے اور نیز روایات میں اس میں توبہ کا قبول ہونا اور آسمان کا مفتوح ہونا اور ہر مومن پر ملائکہ کا سلام کرنا آیا ہے کذا فی الدر المنثور۔ اور ان امور کا بواسطہ ملائکہ کے ہونا اور موجب سلامت ہونا ظاہر ہے اور بامر سے مراد وہ ہو جس کو سورۂ دخان میں حکیم فرمایا ہے اور وہ امور مقدر کئے جاتے ہیں اور ان امور کے لئے نزول لغرض تعیین انفاذ ان امور کے لئے ہے۔ نقلہ فی الروح عن عصام اور) وہ شب (اسی صفت برکت کے ساتھ) طلوع فجر تک رہتی ہے (یہ نہیں کہ اس شب کے کسی حصۂ خاص میں یہ برکت ہو اور کسی میں نہ ہو) اف قدر کے معنی تعظیم کے ہیں چونکہ اس شب میں عظمت اور شرف ہوا اس لئے اس کو شب القدر کہتے ہیں۔ اور تخصیص ہزار مہینے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض عابدان بنی اسرائیل کا ذکر کیا تھا جنہوں نے ہزار مہینے یا ایک روایت میں اسی برس عبادت کی تھی صحابہ کو تعجب ہوا اس پر یہ سورت نازل ہوئی کذا فی الدر المنثور عن مجاہد وعلی بن عروۃ اور اسی برس اقرب یا ہزار مہینے ہوتے ہیں بحذف کسر۔ اور اس مقام پر دو اشکال ہیں ایک یہ کہ ہزار مہینے میں یہی شب قدر ضرور ہوگی کیونکہ وہ ہر سال میں ہوتی ہے اور آیت قرآنیہ کے موافق وہ ہی ہزار مہینے سے افضل ہوگی وہکذا ایسی رات سے لاتناہی مقدار کی لازم آتی ہے جواب بے تکلف یہ ہے کہ ان ہزار مہینوں میں جو لیالی قدر ہوں ان میں مضاعفت نہ ہونا ملحوظ ہے پس وہ ہزار مہینے سے افضل نہ ہوگی اس لئے تسلسل لازم نہیں آتا۔ پس حاصل یہ ہوا کہ جن اشہر میں مضاعفت نہ ہوا تو اور یہی جواب ہے ان احادیث کا کہ سورۂ یٰسین پڑھنا برابر دو قرآن کے ہے یا تین بار قل ہو اللہ پڑھنا برابر ایک قرآن کے ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور دوسرا اشکال یہ ہے کہ اختلاف مطالع ومغارب کی وجہ سے شب قدر کا ہر جگہ جدا ہونا لازم آتا ہے جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی محذور لازم نہیں آتا کہ یہ برکات کسی کو کسی وقت میں ملیں اور کسی کو کسی وقت میں۔ اسی طرح نزول ملائکہ کا ہر جگہ مختلف وقت میں ہو

ملحقات الترجمۃ

۵ قولہ فی ھی حق اسی صفت۔ اتم اشارۃ الی جواب السوال ہو ان ما فائدۃ تلک لغۃ یقال ان کل لیلۃ تکون کذلک لجواب ظاہر ۱۲

اللغات والمعلم

مصدر میمی ۱۲

النجم من کل امر متعلق تنزل ومن بمعنی الباء کما فی الدار ای بکل امر من الخیر والبرکۃ

تو اسلاما خبر لمبتدا محذوف ای ہی ۱۲

المبالغۃ سلام عمل المصدر علیہ مبالغۃ ۱۲

نکتہ قولہ الف شہر لما روعندی ان مقتضی مقابلۃ ہذہ الف شہر لتلک الف شہر ان یکون ہذا امر واقع صدر ہو اکثر من مائۃ الف قدر بالشہور اذ بین ابتداء الحساب عندہم بالتمر یوم واحد وہو فی کل شہر بالشمس اثنی عشر یوما فی السنۃ فصار حاصل المعنی ان الزمان الذی تحصل فیہ الخیر فیہ اکثر من کثیر فہ ۱۲ فبلیلۃ القدر افضل منہ کثیرا کما یدل علیہ خبر زہاء مائتہ التحصیل اتیۃ واما مائتہ تشخیص روایۃ فحذ کورۃ فی الاتقان ۱۲

سورۃ البیّنۃ مدنیۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وھی ثمان اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والے ہیں

لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ۙ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا

جو لوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے کافر تھے باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس واضح دلیل نہ آتی ایک اللہ کا رسول جو پاک صحیفے

مُّطَهَّرَةً ۙ فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ ؕ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ ؕ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا

پڑھ کر سنائے جن میں درست مضمون لکھے ہوں اور جو لوگ اہل کتاب تھے وہ اس واضح دلیل کے آنے ہی کے بعد مختلف ہو گئے حالانکہ ان لوگوں کو یہی حکم ہوا تھا

لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ؕ

اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ اسی کے لئے خالص رکھیں یکسو ہو کر اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ ہے ان درست مضامین کا جو

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ

لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہوئے وہ آگ دوزخ میں جاویں گے جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین خلائق ہیں بے شک جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ؕ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ لوگ بہترین خلائق ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے نزدیک ہمیشہ رہنے کی بہشتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ؕ ع

جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہیگا اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے۔ یہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا رہے

سورۃ لم یکن مختلف فیھا واٰیھا ثمان کذا فی البیضاوی

ربط۔ والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے مسئلہ رسالت اور اُس کے مصدقین و مکذبین کی مجازاۃ ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے۔

اثبات رسالت و مجازاۃ مصدق و مکذب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ۙ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ ؕ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ ؕ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ؕ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ؕ ع

اللہ کا رسول جو (لکھا) پاک صحیفے پڑھ کر سنائے جن میں درست مضامین لکھے ہوں (مراد قرآن ہے) مطلب یہ ہے کہ ان کفار کا کفر ایسا شدید تھا اور ایسی جہل میں مبتلا تھے کہ بدون رسول اعظم کے ان کی رہائی کی کوئی توقع نہ تھی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بحکمتہ اتمام الزام ہونیکے لئے قرآن کریم بھیجا اور اسپر چاہیے تھا کہ اسکو غنیمت سمجھتے اور سب ایمان لے آتے مگر جو لوگ اہل کتاب تھے (اور غیر اہل کتاب سے بدرجہا اولیٰ) وہ اس واضح دلیل کے آنے ہی کے بعد (دین میں) مختلف ہو گئے یعنی دین حق سے باہمی اختلاف کیا اور باہمی اختلاف جو پہلے سے تھے انکو بھی دین حق کا اپنا کر کوئی کیا۔ اور مشرکین کو بدرجہا اولیٰ اسلئے کہ اُن کے پاس تو پہلے سے بھی کوئی علم سماوی نہ تھا اور قرآن کو صحف اور اُس کے مضامین کو کتب فرمانا باعتبار بالقوہ کے ہو حاصل یہ کہ ایسے رسول اور ایسی کتاب عظیم الشان کا اتنا مقتضی تھا جتنا اھل الدین الحق کو مگر ان لوگوں نے سبب اجتماع کو سبب تفرق بنا لیا حالانکہ ان لوگوں کو (کتب سابقہ میں) یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت کو اُسی کے لئے خالص رکھیں (ادیان باطلہ شرکیہ سے) یکسو ہو کر اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ ہے ان درست مضامین (مذکورہ) کا (بتلایا ہوا)۔ حاصل تقریر یہ ہوا

ملحقات الرحمٰنیۃ

(۱) قولہ فی حتی یدرون ان الفاء الی ان ہذہ الغایۃ لا التفضی ضد الحکم المذکور وما بعد الغایۃ بل المتعدد فی الحکم الی الغایۃ وما بعد الغایۃ بخلافہ کما فی قولہ لا اکل السمک وحتی تشتھی رجلہ فاھر ان الکلام بدون الغایۃ یحتمل الحل فالغایۃ صورۃ جعل ما بعد الغایۃ شرطا لتقیید الحکم لافادۃ فاھم فاھم فالغایۃ ھی الذی ذکر المفسرون فی ہذہ الآیۃ من ایہام التعارض المنفی علی ما ظہر معنی للغایۃ فاھم فانہ من المواہب ۱۲

سورۃ الزلزال مدنیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم وھی ثمان اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ

جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جاوے گی اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی اور آدمی کہیگا کہ اس کو کیا ہوا اُس روز زمین اپنی سب خبریں

اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ

بیان کہنے لگے گی اس سبب سے کہ آپ نے کہا اُس کو یہی حکم ہوگا اُس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر واپس ہوں گے تاکہ اپنے اعمال کو دیکھ لیں سو جو شخص ذرہ برابر

ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ ع

نیکی کرے گا وہ اُس کو دیکھ لیگا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کریگا وہ اُس کو دیکھ لیگا۔

کہ ان اہل کتاب کو اُن کی کتابوں میں یہ حکم ہوا تھا کما قال تعالیٰ ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم الزکوٰۃ وامنتم برسلی الخ چنانچہ امنتم برسلی اخلاص دین اور حنیفیت کو شامل ہے جس میں ایمان بالقرآن بھی بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہے غرض یہ کہ اُن کتابوں میں یہ احکام تھے اور یہی تعلیم ہے قرآن کی جس کو اوپر کتب قیمہ سے تعبیر فرمایا ہے پس اس قرآن کے نہ ماننے سے خود اپنی کتب کی مخالفت بھی لازم آتی ہے پس وہ اہل کتاب کو ہوا اور مشرکین گو پہلی کتب کو نہیں مانتے مگر ابراہیم علیہ السلام کا حنیف یعنی ظاہر عن الشرک وغیرہ ہونا اور ان کے طریقہ کی صحت وحقانیت کا ان کے نزدیک مسلم ہونا اور کتب قیمہ یعنی قرآن کا اُس طریقہ کے ساتھ متوافق ہونا اُن پر حجت مذکورہ کے لازم ہونے کے لئے کافی ہے اور مراد ان متفرقین ومخالفین سے بعض وہ کفار ہیں جو ایمان نہ لائے تھے اور قرینہ مقابلہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جن لوگوں نے تفرق اور خلاف نہیں کیا وہ اہل ایمان ہیں۔ آگے بیان عمل کے بعد تصریحاً کفار کی دونوں قسموں یعنی اہل کتاب ومشرکین کی اور مؤمنین کی بھی مجازاۃ علی الاعمال کا مضمون ارشاد فرماتے ہیں یعنی) بیشک جو لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہوئے وہ آتش دوزخ میں جاوینگے جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ لوگ بدترین خلائق ہیں (اور) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے کام کئے وہ لوگ بہترین خلائق ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے نزدیک ہمیشہ رہنے کی بہشتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے (اور) اللہ تعالیٰ اُن سے خوش رہیگا اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے (یعنی نہ اُن سے کوئی معصیت ہوگی اور نہ اُن کو کوئی امر مکروہ پیش آویگا جس سے احتمال عدم رضا کا جا نبین سے ہو اور) یہ (جنت اور رضا) اُس شخص کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا رہے (جس پر ایمان وعمل صالح مرتب ہوتا ہے جس کو ایسا دار وخل جنت (وحصول رضا فرمایا ہے) ف خیر البریہ میں سہولت یہ ہے کہ بریہ سے مراد اکثر بریہ ہو اور مقصود اصلی اس سے اُن کا خیریت اور شریت میں کامل فی نفسہ ہونا ہو نہ کہ نفی بدو مساوی کے عدم تساوی کی پس ان کفار کا ابلیس سے بدتر ہونا یا جمیع مؤمنین کا جمیع ملائکہ سے افضل ہونا لازم نہیں آتا ہے ۔

سورۃ الزلزلۃ مختلف فیھا وایھا تسع کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے اعتقاد وقوع ومجازاۃ قیامت کا ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے ۔

واقعات قیامت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جاوے گی اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی (مراد بوجھ سے دفینے اور مُردے ہیں اور گو بعض روایات سے قبل قیامت بھی دفینوں کا زمین سے باہر آجانا معلوم ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ قیامت سے پہلے جو دفینے باہر نکل آئے تھے پھر مرور زمان سے اُن پر مٹی آگئی ہو اور وہ قیامت

اللغات الصلدا الرجع کذا فی القاموس ۱۲	النحو قرا لزلزلت وبدل منہ مفیدۃ تیعلقان بتحدث ۱۲	البلاغۃ زلزالھا الاضافۃ للعھد ھو الزلزال الواقع اشد الزلزال ۱۲

سورۃ العدیت مکیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم وھی احدی عشرۃ اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

والعدیت ضبحا فالموریت قدحا فالمغیرت صبحا فاثرن بہ نقعا فوسطن بہ جمعا ان

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں پھر پتھر پر اپنے ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں پھر صبح کے وقت تاخت تاراج کرتے ہیں پھر اُس وقت غبار اُڑاتے ہیں پھر اُس وقت جماعت میں جا گھستے ہیں بے شک

الانسان لربہ لکنود وانہ علی ذلک لشہید وانہ لحب الخیر لشدید افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور

آدمی اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے اور اُس کو خود بھی اس کی خبر ہے اور مال کی محبت میں بڑا مضبوط ہے۔ کیا اُس کو وہ وقت معلوم نہیں جب مُردے قبروں سے اُٹھائے جائینگے

وحصل ما فی الصدور ان ربہم بہم یومئذ لخبیر ع

اور سینوں کا بھید ظاہر کیا جاوے گا بے شک ان کا پروردگار ان کے حال سے اُس روز پورا آگاہ ہے۔

ع ۱۱ ۲۵

میں پھر نکلیں۔ اور یہاں زلزلے سے نفخۂ ثانیہ کے وقت کا زلزلہ مراد ہے اور اس زلزلہ سے پہاڑ وغیرہ سب گر کر زمین کی برابر ہو جاویں گے تاکہ میدان محشر بالکل ہموار اور صاف ہو جاوے کقولہ تعالیٰ اذا دکت الارض دکا دکا الخ اور روئیں یا ہرائے ہیں شاید یہ حکمت ہو گی جمعیان اموال اُس کا بیکار ہونا دیکھ لیں اور اس حالت کو دیکھکر کافر اقرار کے گا کہ اس کو کیا ہوا یہ خلاف معتاد و خلاف گمان زلزلہ و اخراج اثقال کیسے ہونے لگا وجہ اس کہنے کی یہ ہے کہ یہ قیامت کا اور اُس کے واقعات کا پہلے سے منکر تھا اب ان واقعات کو دیکھ کر حیرت کرنے لگے گا) اُس روز زمین اپنی سب (اچھی بُری) خبریں بیان کرنے لگے گی اس سبب سے کہ آپ کے رب کا اُس کی یہی حکم ہو گا (ترمذی وغیرہ میں اس کی تفسیر میں حدیث مرفوع آئی ہے کہ جس شخص نے روئے زمین پر جیسا عمل کیا ہو گا بھلا یا بُرا زمین سب کہدیگی بطور شہادت عند اللہ کے) اُس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر (موقف حساب سے) واپس ہونگے (یعنی دیاں کے حساب سے) جو فارغ ہو کر لوٹیں گے تو کچھ جماعتیں جنتی اور کچھ دوزخی قرار پاکر جنت اور دوزخ کی طرف چلے جاوینگے تاکہ اپنے اعمال (کے ثمرات) کو دیکھ لیں سو جو شخص (دُنیا میں) ذرہ برابر نیکی کریگا وہ (وہاں) اُسکو دیکھ لیگا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کریگا وہ (وہاں) اُسکو دیکھ لیگا بشرطیکہ اس وقت تک وہ غیر اور شرباقی رہی ہو ورنہ اگر کفر سے وہ غیر فنا ہو چکی ہو یا توبہ و ایمان سے وہ شر زائل ہو چکا ہو وہ اسمیں داخل ہی نہیں کیونکہ وہ خیر خیر نہ رہی اور وہ شر شر نہ رہا جب مدار حکم نہ رہا حکم ہی ثابت نہ ہو گا ✦

سورۃ العدیت مختلف فیہا وایہا احدی عشرۃ کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے اعمال قبیحہ سے بچنا ہے اس سورت میں اُس کی مذمت اور اُس پر جزاء کا ترتب مذکور ہے ✦

ذم بعض رؤس القبائح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعدیت ضبحا فالموریت قدحا فالمغیرت صبحا فاثرن بہ نقعا فوسطن بہ جمعا ان الانسان لربہ لکنود وانہ علی ذلک لشہید وانہ لحب الخیر لشدید افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور وحصل ما فی الصدور ان ربہم بہم یومئذ لخبیر قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں پھر پتھر پر اپنے ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں پھر صبح کے وقت تاخت تاراج کرتے ہیں پھر اُس وقت غبار اُڑاتے ہیں پھر اُس وقت دشمنوں کی جماعت میں جا گھستے ہیں (مراد اس سے لڑائی کے گھوڑے ہیں جہاد ہو یا غیر جہاد اور عرب کو اس سبب سے کہ وہ اہل رزم تھے ان قسموں سے نہایت مناسبت ہے) اور دشمنوں کے وقت ظاہر ہوا اور نعل اپنی پتھریلی زمین پر لگنے سے آگ کا جھڑنا یہی ظاہر ہے اور عرب میں اکثر عادت دشمنوں پر صبح کے وقت تاخت کرنیکی تھی تاکہ رات کے وقت جانے میں دشمن کو خبر نہ ہو تو گھوڑوں کا

الذخائر العادیات العدو والغارات من العدو ای تجری بسرعۃ نحو العدو ضبحا صوت الانفاس عند العدو

الموریات الایراء اخراج النار بالقدح یقال قدحت فاثرن من الاثارۃ وہو التہییج وتحریک النبات وقال الفراء

نقعا غبارا وصار وسطن جمعا من جموع الاعداء کنود کفور یعد غیر اشی من غیرہ

الکنود العاصی سمی بہ لانہ یجحد نعم ربہ ویمنعہا

نصب علی الظرفیۃ بہ ای بالصبح فاثرن عطف علی الاسم قبلہ لانہ اسم فاعل فی معنی الفعل ۱۲

البلاغۃ تورید فاثرن لحکایتہ الحال الماضیۃ ومجیئہا فعلا بعد اسم فاعل تصویر بذلک الفعل کما یرید الفعل لتصویر الاسم

اقامۃ الظاہر موضع المضمر للتسجیل علیہ بما ذکر ولتعلیل الحکم بہ

تجاہل العارف ای ہو عالم بحالہ فکیف یخفی علیہ وقت بعثرۃ ما فی القبور فالاستفہام للتقریر

سورۃ القارعۃ مکیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم وھی احدی عشرۃ اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ

وہ کھڑکھڑانے والی چیز کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز اور آپکو کچھ معلوم ہے کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز جس روز آدمی پریشان پروانوں کی طرح ہو جاویں گے اور پہاڑ دھنکی ہوئی

كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ

رنگین اُون کی طرح ہو جاویں گے پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا وہ تو خاطر خواہ آرام میں ہوگا اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا اُس کا ٹھکانا

ع ۱ ۱۱ ۲۴

هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

ہاویہ ہوگا اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ کیا چیز ہے ایک دہکتی ہوئی آگ ہے

اور رات کو حملہ نہ کرنے میں اظہار شجاعت سمجھتے تھے اور غبار کا اُڑنا ہر چند کہ ہر وقت ہوتا ہے مگر اُس کو مقید کرنا صبح کے ساتھ اشارہ ہے شدت حرکت کی طرف کہ بڑھنے کے وقت کہ غبار زیادہ ہوتا ہے اُن کے دوڑنے سے اُس وقت ہی غبار اُڑتا ہے اس قید صبح کے اعتبار سے ہی اس کا ترتب مغیرات پر صحیح ہو گیا ورنہ اثارۃ نقع ووسط دقات میں بھی ہوا کرتا ہے لیکن قید کے بعد ترتب ظاہر ہے کیونکہ اغارت فی الصبح کے بعد جو اثارت نقع ہوگا وہ صبح ہی کے وقت ہوگا۔ اور وسطن بہ میں قید صبح کی واقعی ہے کیونکہ اغارت صبح کے وقت ہوتی تھی۔ آگے جواب قسم ہے کہ) بیشک (کافر) آدمی اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے اور اُس کو خود بھی اس کی خبر ہے (کیونکہ اول ہی وہلہ میں کبھی بعد تامل اور وہ مال کی محبت میں بڑا مضبوط ہے (یہ بمنزلہ علت کنودیت کے ہے جیسا ظاہر ہے اور مناسبت قسم اور جواب قسم میں یہ ہے کہ جنگ و جدل کا سبب ایک فریق کی کنودیت ہوتی ہے خواہ عداً یا خطأً آگے اس کنودیت و بخل پر وعید ہے یعنی) کیا اُس کو وہ وقت معلوم نہیں جب زندہ کئے جاویں گے جتنے مُردے قبروں میں ہیں اور آشکارا ہو جاویگا جو کچھ دلوں میں ہے بیشک اُن کا پروردگار اُنکے حال سے اُس روز پورا آگاہ ہے (او مناسب جزا دیگا۔ حاصل یہ کہ اگر اُس وقت کی پوری خبر ہوتی جبکہ کنودیت و بخل کی جزا ملیگی تو اپنے قبائح سے باز آجاتا)

سورۃ القارعۃ مکیۃ وایھا عشر کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے ایک اُن میں سے اعتقاد مجازاۃ کا ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے۔

مجازاۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ وہ کھڑکھڑانے والی چیز کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز اور آپکو کچھ معلوم ہے کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز (مراد قیامت ہے کہ قلوب کو فزع اور اسماع کو صوت شدید سے کھڑکھڑا دیگی اور اُس کا کھڑکھڑانا اُس روز ہوگا جس روز آدمی پریشان پروانوں کی طرح ہو جاوینگے (وجہ تشبیہ تفرق ہے یا بعض تشبیہ ضعف کثرت بیع اور ہوگا کہ ضعف اور کثرت کے لئے عام ہے اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اُن کی طرح ہو جاوینگے (وجہ تشبیہ متفرق ہو کر اُڑ جانا ہے) پھر (روز اعمال کے بعد) جس شخص کا پلہ (ایمان کا) بھاری ہوگا (یعنی وہ مؤمن ہوگا) وہ تو خاطر خواہ آرام میں ہوگا (یعنی ناجی ہوگا) اور جس شخص کا پلہ (ایمان کا) ہلکا ہوگا (یعنی وہ کافر ہوگا) اُس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا اور آپکو کچھ معلوم ہے کہ وہ (ہاویہ) کیا چیز ہے (وہ) ایک دہکتی ہوئی آگ ہے ف ثقلت امواز ینہ وخفت موازینہ کی تحقیق شروع سورۂ اعراف میں گذر چکی ہے۔

سورۃ التکاثر مختلف فیھا وایھا ثمان کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہے ایک اُن میں سے غفلت عن الآخرت کا ترک کرنا ہے اس سورت میں اس کا بیان ہے۔

ذم غفلت عن الآخرۃ

النحو	اور نحوا الامر ماوی ھاویہ اطلق علیھا لغایۃ تمکنھا او بعد ھوایا ۱۲
یوم یکون ماالقرعۃ الدال علیہ القارعۃ اقتضاء اشتمل جملۃ اشتمالیۃ فی السیاق کذا فی القاموس للمفعول المقرع صاحب	البلاغۃ ماھیۃ بمعنی مرضیۃ اور راض صاحبھا ۱۲

سورۃ التکاثر مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وهی ثمان اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝

غرکرتا تم کو غافل کئے رکھتا ہے یہاں تک کہ تم مرستانوں میں پہونچ جاتے ہو ہرگز نہیں تم کو بہت جلد معلوم ہوجاویگا پھر ہرگز نہیں تم کو بہت جلد معلوم ہوجاویگا ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لیتے

ع ۱ ۸ ۲۸

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

واللہ تم لوگ ضرور دوزخ کو دیکھو گے پھر واللہ تم لوگ ضرور اس کو ایسا دیکھنا دیکھو گے کہ خود یقین ہو پھر اس روز تم سے نعمتوں کی پوچھ ہوگی۔

سورۃ العصر مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وهی ثلث اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

ع ۱ ۳ ۲۸

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

قسم ہے زمانہ کی کہ انسان بڑے خسارہ میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی فہمائش کرتے رہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ کو غفلت رکھتا ہے کہ اس سے انکار ہے یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہونچ جاتے ہو (یعنی مرجاتے ہو کذا فی تفسیر ابن کثیر مرفوعاً) آگے اس پر زجر ہے کہ ہرگز یہ چیزیں قابل فخر اور توجہ کے اور آخرت قابل غفلت وانکار کے نہیں تم کو بہت جلد قبر میں جاتے ہی یعنی مرتے ہی) معلوم ہوجاوے گا پھر (دوبارہ) تم کو تنبیہ کیا جاتا ہے کہ) ہرگز یہ چیزیں قابل فخر اور توجہ کے اور آخرت قابل غفلت وانکار کے نہیں تم کو بہت جلد قبر سے نکلتے ہی یعنی حشر میں) معلوم ہوجاوے گا (کذا فی فتح البیان مرفوعاً) اور سہ بارہ پھر تم کو تنبیہ کیا جاتا ہے کہ) ہرگز یہ چیزیں قابل فخر و توجہ کے اور آخرت قابل غفلت (وانکار کے) نہیں (اور) اگر تم یقینی طور پر (دلائل صحیحہ اور اجماع کی اتباع سے اس بات کو) جان لیتے (جیسا کہ یہی یقین تم کو بعد مرگ اور بعد حشر حاصل ہوگا تو کبھی اس فخر و غفلت میں نہ پڑتے آگے اس وعید کی تاکید اور تہدید کی تشدید کے لئے فرماتا ہے کہ) واللہ تم لوگ ضرور دوزخ کو دیکھو گے پھر (اس کو) تاکید کے لئے کہا جاتا ہے کہ) واللہ تم لوگ ضرور اس کو ایسا دیکھنا دیکھو گے جو کہ خود یقین ہے (یعنی وہ رویت ایسا استدلالیہ نہیں جس پر یقین کا ترتب گاہے دیر میں ہوتا ہے بلکہ رویت مشاہدہ ہے جس پر یقین کا ترتب فوری ہے) نیز مشاہدہ میں انکشاف بھی زیادہ ہے (اور) استدلالیات سے بھی اور ضروریات عقلیہ سے بھی اسلئے خود دیکھنے کو نفس یقین فرمایا جو کہ مراد ہے عین الیقین سے باوجود یکہ وہ سبب یقین ہی ہے پھر (ان مذکورہ) آیات سے اس روز تم سے نعمتوں کی پوچھ ہوگی (کہ نعمتوں کا حق ایمان اور طاعت بجا لائے یا نہیں اور پہلے خطابات خاص کفار کے ساتھ ہیں بقرینہ شروع سورہ یہ عام ہے بقرینہ حدیث جس میں آپ نے حضرات شیخین سے فرمایا لتسئلن عن هذا النعيم كذا في الصحاح اور اس بنا پر یہ ثم مفید ترقی کو ہوگا یعنی جب غیر مجرمین تک سے سوال ہوگا کہ کیا کوئی ضرر مرتب نہ ہو تو مجرمین تو کیوں بچ جاویں گے اور ان کے لئے وہ مضر ہی ہوگا) ۞

سورۃ العصر مکیۃ او مدنیۃ وهی ثلث کذا فی الجلالین

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے اپنی عمر کو تضیع سے بچانا اور اس کو اعمال و طاعات میں صرف کرنا ہے اس سورت میں اس کا بیان ہے ۞

ذم تضیع عمر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

اللغات علم الیقین یہ یقین ہے جو علم کے اضافہ کی طرف منسوب ہو اور علم کا اضافہ معلوم کی طرف ہو اور معلوم یقین ہے عین الیقین یہ یقین ہے جو عین کے اضافہ کی طرف منسوب ہو اور عین کا اضافہ یقین کی طرف ہو اور یقین بمعنی معلوم ہے حق الیقین یہ یقین ہے جو حق کے اضافہ کی طرف منسوب ہو اور حق کا اضافہ یقین کی طرف ہو اور یقین بمعنی معلوم ہے

بالرویۃ والمشاہدۃ فوق سائر الانکشافات فہو احق ان یکون عین الیقین لعمر الله کذا فی عقائد مولینا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ

لعمر کما فی اللہ للقسم وعمر بن کثیر اما مشہور ۱۲

النحو قولہ لتعلمون جوابہ مقدر ۱۲

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ تِسْعُ اٰيَاتٍ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَآ

بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لئے جو پس پشت عیب نکالنے والا ہو اور در و رد طعنہ دینے والا ہو جو مال جمع کرتا ہو اور اسکو بار بار گنتا ہو وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہیگا ہرگز نہیں وہ شخص ایسی آگ میں ڈالا جاویگا جسکو چکھ پر پڑے وہ اسکو توڑ پھوڑ دے اور آگ کیا ہے

اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

آپکو کیا معلوم ہے کہ وہ توڑنے پھوڑنے والی آگ کیسی ہے اللہ کی آگ ہے جو سلگائی گئی ہے۔ جو دلوں تک جا پہونچے گی وہ اُن پر بند کر دی جاویگی بڑے لمبے لمبے ستونوں میں

ع ۹ ۲۹

قسم ہے زمانہ کی (جس میں رنج اور خسران واقع ہوتا ہے) کہ انسان (بوجہ تضییع عمر کے) بڑے خسارہ میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے (کہ یہ کمال ہی) اور ایک دوسرے کو (اعتقاد) حق (پر قائم رہنے) کی فہمایش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو (اعمال کی) پابندی کی فہمایش کرتے رہے (کہ یہ تکمیل ہے) پس یہ لوگ البتہ نفع میں ہیں

ف قسم اور جواب میں مناسبت خود صفت عصر سے ظاہر ہے ✤

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَاٰيُهَا تِسْعٌ كَذَا فِي الْبَيْضَاوِيِّ

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے اپنے کو خصال عذاب سے بچانا ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے۔

بیان بعض خصال عذاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لئے جو پس پشت عیب نکالنے والا ہو (اور) رو در رو طعنہ دینے والا ہو جو (غایت حرص سے) مال جمع کرتا ہو اور (غایت حب اور فرح سے) اُس کو بار بار گنتا ہو (اُس کے برتاؤ سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا) وہ خیال کر رہا ہے کہ اُس کا مال اُس کے پاس سدا رہیگا (یعنی اُس میں اسقدر انہماک و اشتغال و استغراق رکھتا ہے جیسے معتقد خلود رکھتا ہو اور یہ ظاہر ہے اور ان صفات و افعال پر یہ خاص وعید اُس صورت میں ہے جبکہ منشأ اُن کا کفر ہو گو مطلق وعید مطلق صفات و افعال مذکورہ پر بھی دوسرے نصوص میں ہے) آگے اس خلود کے حسبان کی بریں زجر ہے کہ یہ مال اس کے پاس (ہرگز) نہیں (رہیگا پھر) اُس دیل کی تفسیر ہے کہ) والد وہ شخص ایسی آگ میں ڈالا جاوے گا جس میں جو کچھ پڑے وہ اسکو توڑ پھوڑ دے اور (آگے کچھ معلوم ہو کہ توڑنے پھوڑنے والی) آگ کیسی ہے وہ اللہ کی آگ ہے جو (اللہ کے حکم سے) سلگائی گئی ہے (اس اضافۃ تفخیم اور اس صفت میں اُس آگ کی تفخیم اور تہویل ہے اور وہ ایسی ہے) جو (کہ بدن کو لگتے ہی) دلوں تک جا پہونچیگی (یعنی اُس میں سرعت نفوذ اور سرایت ہونے سے اور اس کو محسوس ہوگا بخلاف آتش دنیا کے کہ بدن کے ساتھ ہی دل کو جلائیگی اور اس سے قطع نظر بھی کیا ہوگی تب بھی یہ بات ہے کہ دل تک پہونچنے کا الم بوجہ عدم عروض موت کے اس کو محسوس ہوگا بخلاف آتش دنیا کے کہ بدن سے دل تک پہونچتے پہونچتے بہت دیر لگتی ہے حتی کہ اس کے پہلے ہی روح نکل جاتی ہے اور دل تک پہونچنے کا الم مدرک ہونے کی نوبت نہیں آتی اور وہ (آگ) اُن پر بند کر دی جاویگی (اس طرح سے کہ وہ لوگ آگ کے) بڑے بڑے لمبے ستونوں میں (گھرے ہوئے ہونگے یعنی آگ کے اتنے بڑے بڑے شعلے ہونگے جیسے ستون اور وہ لوگ اُس آگ میں مقید ہونگے اور بند کرنے کی تفسیر سورۂ بلد میں گذر چکی کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس عمد من نار) ✤

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ وَاٰيُهَا خَمْسٌ كَذَا فِي الْبَيْضَاوِيِّ

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے عقاب الٰہی سے ڈرنا ہے اُس کے احکام کے ترک احترام پر اس سورت میں ترک احترام بیت کے وبال سے اُس پر استدلال ہے۔ اور قصہ اُس کا ابن کثیر و روح المعانی میں ملخصاً اس طرح ہے کہ بادشاہ حبشہ کی طرف سے یمن میں ایک حاکم تہا ابرہہ اُس نے ایک کنیسہ بنایا تھا کیونکہ سب لوگ نصرانی تھے اور اُس نے یہ چاہا کہ کعبہ کا حج کرنے والے لوگ یہاں آیا کریں اور اُس کا

اللغات فی اقاموس الھمزۃ الذی یعیبک فی وجھک واللمزۃ یعیبک فی الغیب ۱۲ | النحو علیھم یتعلق بموصدۃ او حال من النار لتخصیصہ بالوصف وعلیھم ای فی سورۃ البلد فتعلق علیھم بموصدۃ کما اشیر الیہ ترجمتی بناء علی ما ھو الظاھر

سورۃ الفیل مکیۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وھی خمس اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا معاملہ کیا کیا اُن کی تدبیر کو سرتاپا غلط نہیں کر دیا اور اُن پر غول کے غول پرندے بھیجے

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ ع ۳

جو اُن لوگوں پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے اُن کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا

سورۃ القریش مکیۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وھی اربع اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اعلان کر دیا عرب کو خصوصاً قریش کو بہت ناگوار ہوا اور کسی شخص نے رات کو اُس میں جا کر پاخانہ پھر دیا اور مقاتل نے کہا ہے کہ بعض عرب نے وہاں آگ جلائی تھی سو اُس میں آگ جا لگی اور وہ جل گیا ابرہہ کو غصہ آیا اور لشکر عظیم لیکر جس میں ہاتھی بھی تھے خانہ کعبہ کو منہدم کرنے چلا جب مغمس میں جو کہ طریق طائف میں ہے پہونچا عبد المطلب کے پاس حبر کہ اُس وقت مکہ میں کعبہ کا متولی تھا آیا اور کہا میں لڑنے نہیں آیا ہوں صرف کعبہ کو منہدم کرنے آیا ہوں اگر کوئی اُس کی حمایت کریگا اُس سے البتہ لڑونگا عبد المطلب نے جواب دیا کہ جس کا یہ گھر ہے وہ آپ حفاظت کریگا پھر عبد المطلب اُس کے بلائے ہوئے خود اُس کے پاس ہی گئے اور یہی گفتگو زبانی بھی ہوئی وہاں سے واپس آکر سب قریش کو لیکر پہاڑوں میں جا چھپے تاکہ لشکر کے شر سے محفوظ رہیں اور ابرہہ یہاں مکہ کی طرف چلا اور جب وادی محسر میں جو مزدلفہ کے قریب ہے پہونچا سمندر کی طرف سے کچھ سبز اور زرد رنگ کے پرندے کبوتر سے کچھ چھوٹے آئے اور اُن کے پنجوں اور چونچوں میں سورا سورا چنے کی برابر کنکریاں تھیں اور لشکر پر چھوڑنا شروع کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ گولی کی طرح لگتی تھی اور ہلاک کر دیتی تھی بعض تو اس عذاب سے ہلاک ہوئے اور بعضے بھاگ گئے اور دوسری بڑی بڑی کنکریاں اُٹھا کر مرے اور یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ سے پچاس روز پہلے ہوا آپ ربیع الاول کے اول میں پیدا ہوئے اور یہ واقعہ محرم کے آخر میں ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ انہوں نے بڑے ہاتھی کے قائد اور سائیس کو اندھے بھیک مانگتے دیکھا ہے اور نوفل بن ابی معاویہ سے منقول ہے کہ انہوں نے وہ کنکریاں دیکھی ہیں اور منقول ہے کہ بعض کو اُن کنکریوں کے لگنے سے خارش اور بعض کے چیچک نکل آئی اور زیادتی ہو کر ہلاک ہو گئے۔

استدلال بر تحذیر از ہتک حرمات الٰہیہ بقصہ اصحاب الفیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا معاملہ کیا (مقصود استفہم سے تہویل تعظیم واقعہ کی ہے) دیکھئے اللہ کے عظمت قدرت الٰہیہ پر آگے اُس معاملہ کا بیان ہے کہ کیا اُن کی تدبیر کو (جو کہ تخریب کعبہ کے بارہ میں تھی) سرتاپا غلط نہیں کر دیا (یہ استفہام تقریری ہے) اور اُن پر غول کے غول پرندے بھیجے جو اُن لوگوں پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے اُن کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح (پامال) کر دیا (وجہ تشبیہ پر گندگی اور ابتذال اور تسبیح مقصود غرض امور میں خواہ کنکریاں اس ہلاکت کا سبب قریب ہوں یا بواسطہ جدری وحکہ کے ہو اور اگر بعض مفسرین نے کنکریوں کا نہ پڑنا ثابت ہو تو یہ مضمون باعتبار اکثر کے ہوگا حاصل یہ کہ احکام الٰہیہ کی بے حرمتی کرنے والوں کو ایسے عقاب سے خواہ دنیا میں ہو یا آخرت میں ہو ڈرنا چاہئے)

سورۃ القریش مکیۃ وھی اربع کذا فی البیضاوی

ربط واضحی کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے شکر نعمت الٰہیہ میں عبادت کرنا ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے

امر بعبادت مر قریش را بر بعض نعم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللغات تفیل، ابطال ابیل جماعات جمع ابالۃ بکسر الہمزۃ وتشدید الباء وہی عزمۃ لحطب الکبیرۃ بشبہت بہا لجماعۃ من الطیر فی تضامہا ۱۲

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۝ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۝ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ

چونکہ قریش خوگر ہو گئے ہیں یعنی جاڑے اور گرمی کے سفر کے خوگر ہو گئے ہیں تو (اس نعمت کے شکریہ میں) اُن کو چاہیے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں جس نے اُن کو بھوک میں کھانے کو دیا

وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ ع

اور خوف سے اُن کو امن دیا

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ

کیا آپ نے اُس شخص کو دیکھا ہے جو روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے سو وہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور محتاج کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا سو ایسے نمازیوں کے لئے

لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ ع

بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھتے ہیں جو ایسے ہیں کہ ریاکاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ بالکل نہیں دیتے

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ

چونکہ قریش خوگر ہو گئے ہیں یعنی جاڑے اور گرمی کے سفر کے خوگر ہو گئے ہیں تو (اس نعمت کے شکریہ میں) اُن کو چاہیے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں جس نے اُن کو بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف سے ان کو امن دیا۔ خلاصہ یہ کہ مکہ میں غلہ وغیرہ پیدا نہیں ہوتا اس لئے قریش کی عادت تھی کہ سال بھر میں تجارت کے لئے دو سفر کرتے جاڑوں میں یمن کی طرف کہ وہ ملک گرم ہے اور گرمی میں شام کی طرف کہ وہ ملک سرد ہے اور لوگ ان کو اہل حرم وخادم بیت اللہ سمجھ کر ان کی حرمت کرتے اور ان کے مال وجان سے کوئی تعرض نہ کرتا اور خاطر خواہ ان کو نفع ہوتا کہ گھر بیٹھ کر کھاتے اور کھلاتے اس سورت میں اسی واقعہ کا ذکر ہے اور چونکہ بیت اللہ کے سبب ان کا احترام ہوتا تھا اس لئے رب کو ہذا البیت کی طرف مضاف کیا۔ اور جوع میں طعام دینا اشارہ ہے حصول نفع کی طرف اور خوف سے امن دینا اشارہ ہے عدم تعرض کی طرف سفر میں بھی اور حضر میں

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مختلف فيها وايها سبع كذا في البيضاوي

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن جہات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے کفر ونفاق سے بچنا ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے۔

سید جامعہ عثمانیہ

ذم خصال کفار ومنافقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کیا آپ نے اُس شخص کو دیکھا ہے جو روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے سو آپ اُس شخص کا حال سنا چاہیں تو سنئے کہ وہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور محتاج کو کھانا دینے کی (دوسروں کو بھی) ترغیب نہیں دیتا یعنی وہ ایسا سنگدل ہے کہ نہ خود احسان کرے اور نہ دوسرے کو احسان پر آمادہ کرے اور جب بندہ کا حق ضائع کرنا ایسا بُرا ہے تو خالق کا حق ضائع کرنا تو اور زیادہ بُرا ہی سو (اس سے ثابت ہوا کہ) ایسے نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھتے ہیں (یعنی ترک کر دیتے ہیں) جو ایسے ہیں کہ جب نماز پڑھتے ہیں تو ریاکاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ بالکل نہیں دیتے کیونکہ اسی اظہار ماسوا میں اسلام کو بھی کالعدم ترک کر دیتے ہیں

اللغات ماعون ہر وہ چیز جس سے کسی چیز کے کرنے میں مدد لی جائے تفسیر قرطبی صحیح مقاتل اسم لما یتعاون بہ الناس فی العادۃ کالدلو والقدر والفاس والفأس والقصعۃ والاناء ونحوہا ساہون یعنی تارکون لہا عن الزکوٰۃ کما فی الروح وعلیہ فالمراد بالصلوٰۃ الصلوٰۃ المفروضۃ وقیل عن اوقاتہا کما فی المدارک وقیل عن الخشوع فیہا وقیل عن الاخلاص فیہا وقیل عن الدعاء فیہا وقیل عن قراءتہا وقیل عن الوضوء لہا وقیل عن التکبیر الاول منہا وقیل عن الجماعۃ فیہا وقیل عن التواضع فیہا وقیل عن الالتفات فیہا وقیل عن الاحتلام فیہا وقیل عن الفکر فی امر الدنیا فیہا وقیل عن الحدیث بالدنیا فیہا وقیل عن الوسوسۃ فیہا وقیل عن الرعاف والقیء والتثاؤب فیہا وقیل عن الاشتغال بالنوافل دون الفرائض وقیل عن تاخیرہا عن اول وقتہا وقیل عن الاشتغال بالدنیا وقیل عن الاشتغال بالتجارۃ وقیل عن الاشتغال بالصنائع وقیل عن الاشتغال بالعلم وقیل عن الاشتغال بالحساب وقیل عن الاشتغال بالشعر وقیل عن الاشتغال بالغناء وقیل عن الاشتغال بالمعاصی وقیل عن الاشتغال بالسہو واللعب وقیل عن الاشتغال بالحدیث مع الناس وقیل عن الاشتغال بالاکل والشرب وقیل عن الاشتغال بالنوم وقیل عن الاشتغال بالطرب وقیل عن الاشتغال بالضحک وقیل عن الاشتغال بالمزاح وقیل عن الاشتغال بالسفر وقیل عن الاشتغال بالصید وقیل عن الاشتغال بالحرب وقیل عن الاشتغال بالمشی فی الطریق وقیل عن الاشتغال بالنظر فی المرآۃ وقیل عن الاشتغال بالتزین وقیل عن الاشتغال بالتبختر وقیل عن الاشتغال بالتکبر وقیل عن الاشتغال بالعبث وقیل عن الاشتغال بالاستہزاء وقیل عن الاشتغال بالتصنع وقیل عن الاشتغال بالتفکر وقیل عن الاشتغال بالتمنی وقیل عن الاشتغال بالتشہی وقیل عن الاشتغال بالتحدث وقیل عن الاشتغال بالتکلم وقیل عن الاشتغال بالتنحنح وقیل عن الاشتغال بالتمطی وقیل عن الاشتغال بالتمخط وقیل عن الاشتغال بالتفل وقیل عن الاشتغال بالتغوط وقیل عن الاشتغال بالتبول وقیل عن الاشتغال بالتغوط والتبول وقیل عن الاشتغال بالتغوط والتبول والتمخط والتفل والتنحنح والتمطی والتحدث والتکلم والتشہی والتمنی والتفکر والتصنع والاستہزاء والعبث والتکبر والتبختر والتزین والنظر فی المرآۃ والمشی فی الطریق والاشتغال بالصید والحرب والسفر والمزاح والضحک والطرب والنوم والاکل والشرب والسہو واللعب والمعاصی والغناء والشعر والحساب والعلم والصنائع والتجارۃ والدنیا والحدیث مع الناس والوسوسۃ والرعاف والقیء والتثاؤب والاحتلام والالتفات والتواضع والجماعۃ والاخلاص والدعاء والقراءۃ والوضوء والتکبیر الاول والفکر فی امر الدنیا والحدیث بالدنیا والاشتغال بالنوافل دون الفرائض وتاخیرہا عن اول وقتہا وقیل عن الاشتغال بالدنیا وقیل عن الاشتغال بالتجارۃ وقیل عن الاشتغال بالصنائع وقیل عن الاشتغال بالعلم وقیل عن الاشتغال بالحساب وقیل عن الاشتغال بالشعر وقیل عن الاشتغال بالغناء وقیل عن الاشتغال بالمعاصی وقیل عن الاشتغال بالسہو واللعب وقیل عن الاشتغال بالحدیث مع الناس وقیل عن الاشتغال بالاکل والشرب وقیل عن الاشتغال بالنوم وقیل عن الاشتغال بالطرب وقیل عن الاشتغال بالضحک وقیل عن الاشتغال بالمزاح وقیل عن الاشتغال بالسفر وقیل عن الاشتغال بالصید وقیل عن الاشتغال بالحرب وقیل عن الاشتغال بالمشی فی الطریق وقیل عن الاشتغال بالنظر فی المرآۃ وقیل عن الاشتغال بالتزین وقیل عن الاشتغال بالتبختر وقیل عن الاشتغال بالتکبر وقیل عن الاشتغال بالعبث وقیل عن الاشتغال بالاستہزاء وقیل عن الاشتغال بالتصنع وقیل عن الاشتغال بالتفکر وقیل عن الاشتغال بالتمنی وقیل عن الاشتغال بالتشہی وقیل عن الاشتغال بالتحدث وقیل عن الاشتغال بالتکلم وقیل عن الاشتغال بالتنحنح وقیل عن الاشتغال بالتمطی وقیل عن الاشتغال بالتمخط وقیل عن الاشتغال بالتفل وقیل عن الاشتغال بالتغوط وقیل عن الاشتغال بالتبول وقیل عن الاشتغال بالتغوط والتبول والتمخط والتفل والتنحنح والتمطی والتحدث والتکلم والتشہی والتمنی والتفکر والتصنع والاستہزاء والعبث والتکبر والتبختر والتزین والنظر فی المرآۃ والمشی فی الطریق والاشتغال بالصید والحرب والسفر والمزاح والضحک والطرب والنوم والاکل والشرب والسہو واللعب والمعاصی والغناء والشعر والحساب والعلم والصنائع والتجارۃ والدنیا والحدیث مع الناس والوسوسۃ والرعاف والقیء والتثاؤب والاحتلام والالتفات والتواضع والجماعۃ والاخلاص والدعاء والقراءۃ والوضوء والتکبیر الاول والفکر فی امر الدنیا والحدیث بالدنیا والاشتغال بالنوافل دون الفرائض وتاخیرہا عن اول وقتہا

النحو لایلاف متعلق بقولہ فلیعبدوا کما فی المدارک قولہ ایلافہم بدل رحلۃ مفعول ہ ایلاف ۱۲

الصلاۃ فاتحۃ ارزع کونہا متعددۃ کما من الالباس قولہ ایلافہم فی المدارک الحق الالتیاں ثم ابدل ہذا تفصیلا لاجمالہ ہو الظاہر من کنایۃ ساہون ای تارکون لہا عن الزکوٰۃ کما فی الروح وعلیہ فالمراد بالصلوٰۃ الصلوٰۃ المفروضۃ قولہ فذلک الخ فاء واقعۃ علی السبب من التشویق الذی دل علیہ الکلام السابق کما اشیر الیہ فی المرجوعۃ قولہ طعام ای بذل طعام اوحیثیۃ بذل من اطلاق اسم التعبیر للطعام دون الاطعام للاشعار بان المسکین کانہ ہالک لما یعطی فقولہ ویل اخبار جیئ بہ الکلام ترقی ای اذا کان دع الیتیم الخ بہذہ المثابۃ فما بال المصلی ۱۲

سورۃ الکوثر مکیۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وھی ثلث اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝ ع ۱ ۳۳

بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے سو آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔ البتہ یقین آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے۔

بخلاف نماز کے کہ اُس کا اظہار مامور بہ ہے اس لئے گاہ گاہ اظہار کے لئے پڑھ بھی لیتے ہیں اور جب نگاہ بچی چھوڑ دیتے ہیں (ف) یہاں مذمت اُن افعال کی ہے جن کا منشا تکذیب بالدین ہو کفراً جیسا نصف سورت میں ہے یا نفاقاً جیسا نصف آخر میں ہے اور اگر بلا تکذیب ہو تو گو اُس وقت بھی مذموم ہے مگر اس سے دوسرے درجہ میں ہے اور ویل للمصلین الخ کے ترجمہ کی تقریر سے اگر شبہہ ہو کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق اللہ اہم ہیں بہ نسبت حقوق العباد کے حالانکہ فقہا نے حقوق العبد کو حقوق اللہ پر مقدم کہا ہے۔ جواب یہ ہے کہ تقدیم حقوق العباد کی حقوق اللہ پر باعتبار لزوم ہونے کے ہے اور تقدیم حقوق اللہ کی باعتبار اعظم ہونے کے ہو اور ظاہر ہے کہ حقوق العباد خود حقوق اللہ ہی ہیں کہ اللہ ہی کے حکم سے مقرر ہوئے ہیں پس اعظم واہم واصل حقوق اللہ ہی ہیں ۔

سورۃ الکوثر مکیۃ وایھا ثلث کذا فی البیضاوی

ربط واضحی کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت اور محبت اور آپ کے مخالف کے ساتھ بغض وعداوت ہے اس سورت کے اول اور آخر کی آیتوں میں اسکے موجبات کا بیان ہے اور درمیان کی آیت میں بعد الآیۃ الاولی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ادائے شکر عطائے کوثر کا حکم ہوا ہے

عطائے کوثر پر رسول اور تربیت عدو ان محبوب ومقبول

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝ سب پر دال اس سورت کا یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے بڑے بیٹے حضرت قاسم تھے اُن کا مکہ میں انتقال ہو گیا تو عاص بن وائل سہمی نے اور اُس کے ساتھ دوسرے مشرکین نے یہ کہا کہ آپ کی نسل منقطع ہو گئی پس آپ نرینہ ذکور اولاد سے ابتر یعنی بے نام ونشان ہیں مطلب یہ تھا کہ ان کے دین کا چرچا چند روزہ ہے پھر یہ سب بکھیڑے پاک ہو جاویں گے اسپر آپ کی تسلیہ کے لئے یہ سورت نازل ہوئی کذا فی الدر المنثور جس میں ارشاد ہے کہ (۱) بیشک ہم نے آپ کو کوثر دیا ایک حوض کا نام بھی ہے اور ہر خیر کثیر بھی اُس میں داخل ہے عطا فرمائی ہے جس میں خیر دنیا یعنی یقاء دین وترقی اسلام جو سب سے بڑھ کر خیر ہے اور خیر آخرت یعنی مراتب قرب ودرجات علیا سب داخل ہیں پھر اگر ایک بیٹا فوت ہوا اور اسپر مخالفین شماتت کرتے ہیں اس سے غم نہ کیجئے کیونکہ اس سے بڑھ کر آپ کو وہ دولتیں عطا فرمائی ہیں اور ان متعلق کے شکر میں آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے (۲) اعظم نعم کے شکر میں اعظم عبادات مناسب ہے اور تکمیل شکر کے لئے عبادت بدنیہ کے ساتھ عبادت مالیہ یعنی اسی کے نام کی قربانی کیجئے وجیسا دوسری آیتوں میں جا بجا اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ اٰتوا الزکوٰۃ فرمایا گیا ہے نیز اس میں علاوہ شکر کے فعلی مخالفت بھی ہے مشرکین کی کہ وہ غیر اللہ کو سجدہ کرتے اور بتوں کے نام کی قربانی کرتے تھے۔ آگے اُس طاعن کے باب میں آپ کی مزید تسلیہ کے لئے فرماتے ہیں کہ آپ بفضلہ تعالیٰ بے نام ونشان نہیں ہیں بلکہ ایا یقین آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے خواہ ظاہری نسل اُس دشمن کی چلے یا نہ چلے لیکن دنیا میں اُس کا ذکر خیر باقی نہیں رہیگا بخلاف آپ کے کہ قیامت تک آپ کی امت اور آپکا دین اور آپ کی یاد نیک نامی محبت واعتقاد کے ساتھ باقی رہے گی کہ سب عموم مفہوم کوثر میں داخل ہیں اگر پسری اولاد کی نسل نہ ہونا بھی جو نسل سے مقصود ہے وہ آپ کو حاصل ہے یہاں تک کہ دنیا سے گذر کر آخرت میں بھی اور دشمن اُس سے محروم ہی (ف) کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں اور اُس خیر کثیر میں وہ حوض بھی داخل ہے جو اس نام سے مشہور ہے صحاح میں دونوں تفسیریں ہیں اور ایک تفسیر کا دوسری تفسیر میں داخل ہونا آیا ہے اور بعض حدیثوں سے اس نہر کا جنت میں ہونا اور بعض سے میدان حشر میں ہونا معلوم ہوتا ہے دونوں میں تطبیق ہو سکتی ہے کہ اصل نہر جنت میں ہے اور اُس کی ایک شاخ میدان حشر میں باذن الٰہی آجاوے گی دونوں کو کوثر کہہ دیا گیا اور آپ کے آنیوالوں کا میدان حشر میں اُس سے پینا اُس کی ترتیب دوسرے واقعات موقف کے اعتبار سے کہیں صریح اور صحیح طور پر نظر سے نہیں گذری۔ واللہ اعلم

اللغات اُلکوثر فوعل من الکثرۃ صیغۃ مبالغۃ الشیٔ الکثیر کثرۃ مفرطۃ ۱۲ | البلاغۃ قولہ انا اعطیناک الخ بنا علی تعظیم شانہ ونوع تعظیم قولہ لربک دنیا بالتفات ایذانا بانہ تولاہ بالعنایۃ قولہ الذی لا یعبد الخ بتعریض بالمشرکین

سورۃ الکفرون مکیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم وھی ست اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾

آپ کہدیجیے کہ اے کافرو نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرتے ہو اور نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرونگا

وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَ لِیَ دِیْنِ ۧ﴿۶﴾ ع ۱ ۳۴

اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کروگے تم کو تمہارا بدلہ ملیگا اور مجھکو میرا بدلہ ملیگا

سورۃ النصر مدنیۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم وھی ثلث اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾

جب خدا کی مدد اور فتح آپہونچے اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں

سورۃ الکفرون مکیۃ وایھا ست کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے مسئلہ توحید اور بری عن الشرک ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے۔

توحید و اظہار مخالفت با مشرکین

ملحقات الترجمۃ
۱ قولہ لا اعبد
مطلب کہ وہ زمان حال میں ہے ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَ لِیَ دِیْنِ ۝ سبب نزول اس سورت کا یہ ہے کہ ایکبار چند رؤسار کفار نے آپ سے عرض کیا کہ آیئے ہمارے معبودوں کی آپ عبادت کیا کیجیے اور آپ کے معبود کی ہم عبادت کیا کریں جس میں ہم اور آپ طریق دین میں شریک ہیں جو نسا طریقہ ٹھیک ہوگا اُس سے کچھ کچھ حصہ ملا لیگا اسپر یہ سورت نازل ہوئی کذا فی الدر المنثور یعنی آپ (ان کافروں سے) کہدیجئے کہ اے کافرو (میرا اور تمہارا طریقہ متحد نہیں ہوسکتا اور) نہ (تو فی الحال) میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرتے ہو اور (آیندہ استقبال میں) میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرونگا اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کروگے (مطلب یہ کہ حرکے نزدیک ہے کہ میں موحد ہو کر شریک نہیں کرسکتا ۱۲ آیندہ اور تم مشرک ہو کر موحد نہیں قرار دیئے جاسکتے نہ اپنے آیندہ یعنی توحید و شرک جمع نہیں ہوسکتے پس لا انتم عابدون ما اعبد بقرینہ مقام مفید بقرینہ لا انتم عابدون ما تعبدون کے ساتھ یعنی جب تک تم اپنے معبودوں کے عابد اور مشرک ہوگے اُس وقت تک میرے معبود کے عابد یعنی موحد نہ سمجھے جاؤگے پس اسکو بیشین گوئی پر محمول کرنے کی اور اُسپر جو سوال ہوتا ہے کہ یہ تو مسلمان ہوگئے تھے اسکے جواب انکا کفر دن کو معبود پر محمول کرنیکی ضرورت نہیں گے توحید و شرک کا انجام ارشاد ہے کہ تمکو تمہارا بدلہ ملیگا اور مجھکو میرا بدلہ ملیگا (یعنی اُنکے شرک وعید جیسی اُنکی بس سورت مشتمل ہے اظہار خلاف و وعید پر)

سورۃ النصر مدنیۃ وایھا ثلث کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُنکے شکر ہے افاضہ فیوض خصوص نعمت تکمیل فیوض کا اس سورت میں اسکا بیان ہے جسکا خطاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا ہے اور اُسکے ضمن میں آپکی نبوت کی تقریر بھی ہوگئی۔

امر بتسبیح و تحمید و استغفار رسول صلی اللہ علیہ وسلم از بروز و شیوع اسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۝ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝

اللغات الدین الجزاء تو یدعون ای تسئل کذا فی الروح ۱۲

النحو فجاء ستعلق بسبح الخ ما الظاہر کما فی الروح کان من یعلمنی یتعلق بالقدر والا لکان الکلام تحکم ۱۲ منہ قید الشرط فی قولہ کان توابا للاشعار بانہ لا یغفر الا لمن تاب عن کل ما یوجب المغفرۃ ۱۲ البلاغۃ تو ۱۵ انجام اور کل ما ظاہرہ یقتضی الخطاب ہیں تغلیب الخ ۱۲ منہ تعبدون ما تعبدون ما تعبدون ما تعبدون

اولی الجمان فی اہمیۃ التفسیر والقرآن الخ ۱۲ منہ کما یقتضیہ ظاہر ما قبلہ ۱۲ منہ ان اصحابہ یعنی من طبقۃ من بعدہم ۱۲ منہ ان الاستغفار لہ صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ ۱۲ منہ

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ع

تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اُس سے مغفرت کی درخواست کیجئے۔ وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے

سورۃ اللھب مدنیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وھی خمس اٰیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے نہ اُس کا مال اُس کے کام آیا اور نہ اُس کی کمائی وہ عنقریب ایک شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا وہ بھی اور اُس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لا لا کر ڈالتی ہے

فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝

اُس کے گلے میں پیوستہ رسی ہوگی خوب بٹی ہوئی

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جب خدا کی مدد اور (مکہ کی) فتح (فتح اپنے آثار کے اعتبار سے آپ ہی کو لیعنی واقع ہو جاوے) اور (آثار جو اُس پر مترتب ہونے والے ہیں یہ ہیں کہ) آپ لوگوں کو اللہ کے دین (یعنی اسلام) میں جوق جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں تو اُس وقت سمجھ لیجئے کہ مقصود دنیا میں پہنچنا کا اور بعثت کا یعنی تبلیغ دین کا ختم ہوا اور اس وجہ سے سفر آخرت کا قریب ہے پس اُس کے لئے تیاری کیجئے اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اُس سے مغفرت کی درخواست کیجئے یعنی ایسے امور سے جو خلاف اولیٰ واقع ہوئے ہیں جس کی تحقیق سورۂ ہمزہ آیت ناعلمانہ لا الٰہ الا اللہ واستغفر الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ آگے تعلیل ہے امر بالاستغفار کی کہ) وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے ف: حدیث کثیر مرفوعہ و موقوفہ میں اس سورت کی یہی تفسیر آئی ہے کہ اس میں خبر ہے قرب وفات کی اور فتح سے مراد فتح مکہ ہونا یہی صحاح میں ہے اور یدخلون فی دین اللہ الخ کو آثار فتح مکہ سے اس لئے کہا گیا کہ عام لوگ فتح مکہ کے منتظر تھے اور اب تک ایک ایک دو دو مسلمان ہوتا تھا فتح مکہ کے بعد قبائل کے قبائل اسلام میں داخل ہونے لگے جیسا سورۂ فتح کے اول میں بیان کیا گیا ہے۔ اور ظاہر لفظ اذا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت قبل فتح نازل ہوئی اور روح المعانی میں بحر سے اُس کے موافق ایک روایت یہی نقل کی ہے کہ خیبر سے لوٹتے ہوئے اس کا نزول ہوا ہے جو کہ فتح مکہ سے مقدم ہے لیکن اس روایت کی سند نہیں لکھی اور روح میں سنید بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر کے قتادہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کے نزول کے بعد دو سال زندہ رہے پھر وفات ہو گئی اھ پس اگر ان دو سال کو تخمین پر محمول نہ کیا جاوے تو اس سے یہ سند اس کا نزول قبل فتح ثابت ہوتا ہے کیونکہ فتح مکہ رمضان ۸ھ میں ہوا ہے اور وفات آپ کی ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ اس درمیان تقریباً دو سال سے کم ہے پس دو سال اس کے نزول کے بعد زندہ رہنا جب ہی ہو سکتا ہے کہ اس کا نزول قبل فتح مکہ ہوا ہو اور جن روایات میں اس کا نزول بعد فتح مکہ آیا ہے کما فی الدر المنثور یا تو اسکے معنی یہ ہیں کہ حکم منزل سابق کو مکرر بسبب لہ یاد دلایا گیا راوی نے اس کو نزول سے تعبیر کر دیا اور اگر کسی وجہ سے اس روایت کو ترجیح دی جاوے تو کہا جاوے گا کہ کلمہ اذا صرف فتح کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ مجموعہ کے اعتبار سے ہے جس کا ایک جزء یدخلون الخ بھی ہے اور اس سے پہلے نزول ہوا ہو۔ اور اگر اس کا نزول اس جزء یدخلون الخ کے بھی بعد ہو جیسا ایک روایت میں اس کا نزول حجۃ الوداع میں آیا ہے تو اذا کو بمعنی ماضی لے لیا جاوے گا یعنی چونکہ یہ امور ہو چکے ہیں اسلئے آپکو یہ حکم کیا جاتا ہے اور اذا کا ماضی کی لئے مستعمل ہونا صحاح میں مذکور ہے چنانچہ صحاح میں مصرح ہے کہ آپ آخر عمر میں ان کلمات کی کثرت فرماتے تھے۔

سورۃ اللھب مدنیۃ وایھا خمس کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے بیان ہے مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سورت میں اسی مخالفت کا وبال مذکور ہے۔

خسار مضادر سول صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝

الخانات اسم مضاف الحکم افعل	النحو والمعنی ما نافیۃ مستمرۃ لیصلی للفصل حالۃ لحمالۃ الخ	البلاغۃ فی جیدھا اثر ما یستعمل فی الحلی فاثرہ علی العنق تحکما

سورۃ الاخلاص مکیۃ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وھی اربع ایات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝

آپ کہدیجئے کہ وہ یعنی اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے

(سبب نزول اس کا صحیحین وغیرہما میں یہ آیا ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی اور آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر پکار کر سب کو جمع کر کے دعوت اسلام کی تو ابولہب بن عبد المطلب نے گستاخانہ کہا تبا لک سائر الیوم الھذا جمعتنا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تو برباد ہو جاوے کیا ہم کو اسی بات کے لئے جمع کیا تھا اس پر یہ سورت نازل ہوئی اور اس ابولہب کی ایک بیوی تھی خاردار لکڑیاں جمع کر کے لاتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں بچھاتی کذا فی الدر المنثور عن البیہقی وغیرہ اس سورت میں اُس کی بھی مذمت ہے اور زوجہ مشترک دونوں کی مذمت کی عداوت مع الرسول ہو پس ارشاد ہوا کہ ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے چنانچہ واقعہ بدر کے سات روز بعد اس کے طاعون کا دانہ جس کو عدسہ کہتے ہیں نکلا اور مرض لگ جانے کے خوف سے سب گھر والوں نے اُس کو الگ ڈال دیا یہاں تک کہ اسی حالت میں مر گیا اور تین روز تک لاش یوں ہی پڑی رہی جب سڑنے لگا تب مزدوروں سے اٹھوا کر دبوایا اُنہوں نے ایک گڑھا کھود کر اُس کو ایک لکڑی سے اندر ڈھکیلا کر اُوپر سے پتھر بھر دیئے کذا فی الروح اس تکلیف اور ذلت سے زیادہ دُنیا کی کیا بربادی ہوگی اور دونوں ہاتھوں سے کنایہ ذات سے ہوتا ہے پس اس تقدیر پر کلام مبنی ہوگا تاکید پر اور یا یوں کہا جاوے کہ اکثر اعمال ہاتھوں سے ہوتے ہیں پس اس سے ہلاک لعمال اور دوسرے جملہ سے ہلاک ذات مراد ہوگا اور حاصل یہ ہوگا کہ وہ اس طرح ہلاک ہوگا کہ اس کی تدبیریں سب بیکار جاویں گی اور ہر حال میں اس بددعا سے مراد اخبار عن ہلاکہ دبطور پیشین گوئی کے۔ اور تعبیر میں ہاتھوں کی تخصیص کا نکتہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہاتھوں سے آپ کو تکلیف پہونچاتا تھا چنانچہ روح المعانی میں بحوالہ مجمع طارق سے روایت ہے کہ میں نے ایکبار دیکھا کہ سوق ذی المجاز میں آپ آگے آگے دعوت اسلام کرتے ہوئے چلے جا رہے ہیں اور پیچھے پیچھے ابولہب پتھر مارتا ہوا آرہا ہے جس سے آپ کی ساق اور قدم لہولہان ہو گیا ہے اور روح میں بحوالہ بیہقی حضرت بن عباس سے روایت ہے کہ ایک بار لوگوں سے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد فلاں فلاں امور ہوں گے پھر ہاتھوں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ ان امور میں سے ان ہاتھوں میں تو کوئی چیز آئی نہیں پھر دونوں ہاتھوں سے خطاب کے کہا تبا لکما ما اراہ فیکما شیئا مما یقول محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس لئے ہاتھوں کی طرف تباب کی نسبت فرمائی اور مادہ تباب کا اختیار کرنا اس لئے ہوا کہ اُس نے بھی اپنے کلام میں اسی مادہ کا استعمال کیا تھا اور چونکہ بددعا سے مقصود خبر عن الاقناع ہوا اس لئے کلام مذکور اس قوت میں ہوا کہ وہ ہلاک ہوگا جس پر وہ یہ شبہہ کر سکتا ہو کہ میں اپنے مال و تدبیر کی بدولت بچ جاؤں گا اس لئے آگے ارشاد ہوا کہ نہ اُسکا مال اُسکے کام آیا اور نہ اُس کی کمائی (مال سے مراد سرمایہ اور مآل سے مراد اس سرمایہ کا رنج اور نفع یعنی کسی قسم کا مال اُس کو ہلاکت سے نہ بچا دیگا اور اس ماضی سے مراد مستقبل ہے یہ عذاب اس کی دُنیا میں ہوئی اور آخرت میں) اور عنقریب (مرنے کے متصل) ایک شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا وہ بھی اور اُس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لا لا کر لاتی ہے (مراد خار دار لکڑیاں ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اور دوزخ میں پہونچکر اُسکے گلے میں (دوزخ کی زنجیر طوق ہوگا کما قال تعالیٰ اذا الاغلال فی اعناقھم والسلاسل یسحبون (گویا وہ) ایک رسی ہوگی خوب بٹی ہوئی (شبیہ شدت اور استحکام میں ہے اور ہر چند کہ مشبہ اس صفت میں زیادہ معروف ہے لیکن اس اعتبار سے مشبہ بہ زیادہ معروف ہے کہ حالۃ الحطب کے معنی سوختنی مسد کی طرف جلدی ذہن منتقل ہوتا ہے اور اس شخص کا نام عبد العزی تھا ابولہب کنیت تھی بوجہ اشراق وحمرت لون وجہ کے اور کنیت کا اختیار کرنا برعایت اُس کے نار ذات لہب میں پہونچنے کے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حالۃ الحطب سے مراد چغلخور ہے وہ عورت چغلخور رہی تھی کذا فی الدر چنانچہ فارسی میں بھی ہیزم کش اس معنی میں مستعمل ہے ۔

سورۃ الاخلاص مختلف فیہا وایہا ارجح کذا فی البیضاوی

ربط والضحیٰ کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ اُن کے توحید ہے اس سورت میں اُس کا بیان ہے۔

توحید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝

النحو قولہ فی الروح جاز ابو البقاء ان یکون بدلا من ھو واحد خبرہ ۱۲

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

اس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے

سورۃ الفلق مدنیۃ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وھی خمس ایات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ

آپ کہئے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کی شر سے اور اندھیری رات کے شر سے جب دھمک جاوے اور گرہوں پر پھونک پڑھ پھونکنے والیوں کے شر سے اور

شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ کا (اس کا سبب نزول یہ ہے کہ ایک بار مشرکین نے آپ سے کہا کہ اپنے رب کا وصف اور نسبت بیان کیجئے اس پر یہ سورت نازل ہوئی کذا فی الدر المنثور باسانید متعددۃ یعنی (آپ ان لوگوں سے) کہدیجئے کہ وہ یعنی اللہ (اپنے کمال ذات اور صفات میں) ایک ہے کمال ذات یہ کہ واجب الوجود ہے اور کمال صفات یہ کہ علم و قدرت وغیرہ اس کے قدیم اور محیط ہیں اور) اللہ (ایسا) بے نیاز ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کے سب محتاج ہیں) اس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے ف منکرین توحید کئی قسم ہیں۔ منکر وجود۔ منکر کمال صفات۔ مشرک فی العبادۃ ان سب کا ابطال اللہ احد میں ہو گیا۔ مشرک فی الاستعانہ اس کا ابطال اللہ الصمد میں ہو گیا پس جملہ اولیٰ میں مضمون ایاک نعبد اور جملہ ثانیہ میں ایاک نستعین کا داخل ہو گیا۔ مدعی ابنار و بنات اس کا ابطال لم یلد میں ہو گیا۔ معتقد الوہیت بعضے بشر و جنات اس کا ابطال لم یولد میں ہو گیا یعنی یہ لوگ مولود ہیں اور حق تعالیٰ مولود نہیں کیونکہ مستلزم حدوث ہے معتقد مثالث جیسے مجوس کہ یزدان اور اہرمن کے قائل ہیں اس کا ابطال لم یکن لہ کفوا احد میں ہو گیا واللہ اعلم۔

سورۃ الفلق مدنیۃ علی الاصح کذا فی الروح ان نزولہا بسبب سحر الیہود وکان بالمدینۃ

ربط و انعقاد کی تمہید میں جن مہمات کا ذکر ہوا ہے منجملہ ان کے حق تعالیٰ پر توکل اور اس کے ساتھ استعاذہ ہے۔ اس سورت میں اور اس کے بعد والی سورت میں اس کا بیان ہے اور سبب نزول ان دونوں سورتوں کا جو کہ ساتھ ہی نازل ہوئی ہیں کذا فی الدلائل للبیہقی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لبید یہودی اور اس کی بیٹیوں نے سحر کر دیا تھا جس سے آپ کو مرض کی سی حالت عارض ہو گئی آپ نے حق تعالیٰ سے دعا کی اس پر یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں جن میں ایک کی پانچ آیتیں اور ایک کی چھ آیتیں ہیں مجموعہ گیارہ آیتیں ہیں اور آپ کو وحی سے اس سحر کا موقع بھی معلوم کرا دیا گیا چنانچہ وہاں سے مختلف چیزیں نکلیں جن میں سحر کیا گیا تھا اور اس میں ایک تانت تھی جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں حضرت جبریل علیہ السلام سورتیں پڑھنے لگے ایک ایک آیت پر ایک ایک گرہ کھل گئی چنانچہ آپ کو بالکل شفا ہو گئی اور مجموعہ سورتیں میں مختلف شرور سے استعاذہ کا اور سب امور میں حق تعالیٰ پر توکل کرنے کا حکم ہوا ہے اول سورت میں مضرات دنیویہ سے اور سورت ثانیہ میں مضرۃ دینیہ سے یہ حاصل ہے دونوں سورتوں کا اور یہ سب روایات روح المعانی و درمنثور میں ہیں۔

امر باستعاذہ از مضرات دنیویہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

اللغات الفلق الصبح غاسق اللیل واغاب النسق وغاسق اذا وقب ای اللیل اذا دخل وقب اذا تغیر للاقسام اتجاھا فی العظم ثم الجمع والاقبال وقب الغمر دخل فی الخوف ۱۲

سیقت امنی وغرض الحد وھو نفی المماثلۃ لان المماثل لولد الولد ولغیرھا لتغایر الاقسام اتجاھا فی العظم ثم العطف فیھا بالواو وکذا مقتضی المعانی ۱۲ الروایات

البلاغۃ قولہ کفوا اصل الھمزۃ والجمز ران یوخر الاتیان قدم للاھتمام لان المقصود نفی المکافاۃ عن ذاتہ عز وجل وللاھتمام ایضا قدم الجزء الاول من کل جملۃ علی الثانی وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ ومن شر النفاثات فی العقد من ھذا الشر السحرۃ لانھا

جاء فی الحدیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر الی القمر لیلۃ اربع عشرۃ فقال یا عائشۃ استعیذی باللہ من ھذا الغاسق اذا وقب اسود واللیل اذا عسعس یا فرت یا ان المقصود من الحدیث ھو الاستعاذۃ من ظلمۃ اللیل الذی یکمل اذا غاب الشفق ۱۲ منہ

سورۃ الناس مدنیۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	وھی ست اٰیات
شروع کرتا ہوں	اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں	

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ

آپ کہیئے کہ میں آدمیوں کے مالک — آدمیوں کے بادشاہ — آدمیوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں — وسوسہ ڈالنے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے — جو لوگوں کے دلوں میں

فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

وسوسہ ڈالتا ہے — خواہ وہ جن ہو یا آدمی

آپ (اپنے استعاذہ کے لیے بھی اور دوسروں کو استعاذہ سکھلانے کے لیے بھی جسکا حاصل قولی تعلیم قولی ہوگیا) کہو کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور (بالخصوص) انہیں شرور کے شر سے جب وہ رات آجائے (اور شب میں شرور کا احتمال ظاہر ہے) اور (بالخصوص) گنڈوں کی گرہوں پر پڑھ پھونکنے والوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے (شاید تخصیص مابعد تعمیم کے بمناسبت مقام یہ ہو کہ اکثر سحر کی ترتیب اور ترکیب شب کو ہوتی ہے کذا فی الخازن تا کسی کو اطلاع نہ ہو اطمینان سے سحر کی تکمیل کر سکیں اور گنڈ پر دم کرنے والی جانوں یا عورتوں کی مناسبت میں جگہ ظاہر ہو کہ سحر اسی طرح ہوا تھا خواہ مرد نے کیا ہو یا عورتوں نے پس نفاثات کا مصروف یا نفوس ہیں یا نساء اور حسدۃ سحر کا اصل منشاء تھا پس سحر کے متعلق سب چیزوں سے استعاذہ ہو گیا اور بقیہ شرور کی تعمیم کے لئے من شر ما خلق ذکر دیا اور شاید فلق کی تخصیص بمقابلہ ناس کے ہو اور اشارہ اس طرف ہو کہ جس طرح حق تعالیٰ لیل کا ازالہ کر دیتا ہے اسی طرح اظہار لیل یعنی سحر کا کر سکتا ہے واللہ اعلم

سورۃ الناس غیاما فی الفلق

ربط ابھی اوپر فلق میں گذرا ہے

امر باستعاذہ از مضرت دینیہ یعنی وسوسہ شیطانیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

آپ کہو کہ (جس طرح کہ فلق میں گذرا کہ میں آدمیوں کے مالک آدمیوں کے بادشاہ آدمیوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں وسوسہ ڈالنے پیچھے ہٹ جانے والے (شیطان) کے شر سے (پیچھے ہٹنے کا مطلب یہ کہ حدیث میں ہے کہ اللہ کا نام لینے سے وہ ہٹ جاتا ہے اور یہ شیطان جن میں تو ظاہر ہے اور شیطان الانس میں حسب تقریر کبیر اس طرح سے ہے کہ وسوسہ اپنے کو ناصح مشفق کی صورت میں ظاہر کرتا ہے لیکن اگر اس کی زجر کر دیا جاوے تو پھر وسوسہ سے باز آجاتا ہے اور ہٹ جاتا ہے اور اگر قبول کر لیا جاوے تو اور بہکاتا ہے اور یہ صفت اشارہ اس طرف ہے کہ اللہ کے ساتھ اس استعاذہ کو ساتھ اسی کا سبب عاذہ کا ہوگا کیونکہ اسکی خاصیت ہے تا خرج ذکر اللہ آگے وسواس کی تقریر کے لئے صفت ہے یعنی) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ وہ (وسوسہ ڈالنے والا) جن ہو یا آدمی (یعنی شیاطین الانس سے بھی پناہ مانگتا ہوں اور شیاطین الجن سے بھی کما قولہ تعالیٰ وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن) ف مراد اس وہ وسوسہ ہے جو مفضی الی المعصیت ہو جائے اور اسکا مضرت دینیہ ہونا ظاہر ہے اور ایک عجیب لطیفہ اس صورت میں جس سے قرآن کا حسن آغاز و انجام بھی ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ اس کے اور فاتحہ کے مضامین میں غایت درجہ کا تقارب ہے حکم اتحاد میں متحقق ہے چنانچہ رب الناس کے مناسب العلمین اور ملک الناس کے مناسب مالک یوم الدین اور الٰہ الناس کے مناسب ایاک نعبد اور استعاذہ کے مناسب ایاک نستعین اور الوسواس الخناس الخ کے مناسب اھدنا الخ ہے فیا اسفی کم ھرمہ منفق القرآن و مختتمہ وبہما ابدا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین یا رب العالمین۔ واصل فاتحتہا و خاتمتہا متفرقۃ بکل خیر و مصونۃ عن کل عیر وقد کمل و الحمد للہ الحمید تفسیر القرآن المجید فی یوم الخمیس المنتصف من ۳۲ من شہر ربیع الاول سنۃ ۱۳۵۵ من ہجرۃ سید العبید صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزید اعلی مزید۔ وقد رجاں اللہ ان یقبل بمنہ و کرمہ و یجعلہ ذخرا لی یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم و ان یغفر لی و لوالدی و لمشائخی و لجمیع المسلمین و المسلمات انہ ولی ذلک و القادر علیہ و ہو حسبنا و نعم الوکیل و صلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و سلم ابدا بابدین۔ و ختم لنا علی الاصح السعید فانہ بالاجابۃ جدیر۔ و ہو علی کل شئ قدیر و بالقبول ما یشاء و یختار و بہ التوفیق و الہدایۃ و ہو حسبنا و نعم الوکیل۔

اللغات الوسواس مصدر وصف بہ مبالغۃ الخناس الذی یتاخر

النحو من الجنۃ والناس بیان للوسواس

البلاغۃ ذکر رب الناس فی تعلیم ہذا الاستعاذۃ للاشعار بان من تکفل بامر احد من العالمین فہو یکفیہ و یحفظہ و یدفع عنہ کل ما یضرہ فی امر دینہ و دنیاہ و ذکر ملک الناس و الٰہ الناس للاشعار بان من التجا الی ملک بلیغ القدرۃ و الحکمۃ و الربوبیۃ للارشاد الی مناط الاستعاذۃ و الحقیقۃ فان التجاء بہ الی ربہ

قصیدہ متضمن تاریخ آغاز طبع تفسیر از جامع فضل و کمال صوری و معنوی حافظ عبد الغنی صاحب بودھانوی مقیم بھرائچ اودھ محکمہ نظامت سلیہ السلام

ہزار شکر عنایات و لطف یزدانی — کہ تا فت مہر منیر بیان قرآنی — بعون و نصرت و تائید حضرت باری — بعین رحمت و لطف رسول عدنانی

بفیض حضرت امداد و قاسم و یعقوب — بیمن مرشد کامل رشید حقانی — نوشت حضرت اشرف علی چہ خوش تفسیر — کشاد بر ہمہ باب کنوز عرفانی

چہ دولتست کہ از حضرتش رسید بما — فدائے دولت او دولت جہانبانی — چہ نعمتست کہ جان جہان تو بانش — بجنب نعمت باقی چہ دولت فانی

بتاب گوہر با آب و تاب تفسیرش — چہ آب گوہر و یاقوت و لعل رمانی — بتاب مہر بیان نور ہا شود خورشید — زمین چیرہ بود آسمان نورانی

ببین بدیدۂ بینا باین بیان مبین — کہ شرح صدر فزاید بنور ایقانی — زہے بیان کہ ندیدش ندید چشم جہان — زہے بیان عدیم المثیل و الثانی

زہے بیان دلاویز و دلپذیر فصیح — زہے بیان بلاغ بلیغ کلام مسیحانی — زہے بیان عزیز و کریم و مرفوع — مطہر از ہمہ اوہام و خل شیطانی

بیان ہبق آیات بینات کتاب — بیان روشن نور نجوم قرآنی — بیان محکم آیات محکمات حکیم — بیان ارشد ارشاد ہائے ربانی

بیان واضح سبع منازل تنزیل — بیان سبع مثانی منظم لآلانی — بیان شارح متن متین قرآنی — بیان فاتح فتح مبین فرقانی

بیان احسن و حسن بیان بطرز بدیع — بیان اہل و ایسر بحسن تبیانی — بیان قیم ذکر حکیم و سفر بلیغ — بیان موضح قرآن بفتح رحمانی

بیان رحمت و ذکری و حکمت بشری — بیان راحت ارواح و روح ریحانی — بیان حجت و برہان خالق اکبر — بیان ناطق فصل الخطاب یزدانی

بیان مکرم ابرار و مخزی اشرار — بیان منجی ناس از عذاب یزدانی — بیان رافع اعلام ملت اسلام — بیان دافع اوہام و حزب بطلانی

بیان قاطع برہان اہل کفر و جحود — بیان قامع مبنیان راہ طغیانی — بیان حامی توحید و سنت بیضا — بیان ماحی آثار شرک ظلمانی

دوائے شافی و اعضال فسق و فجور — شفائے کامل اسقام جہل و نادانی — بیان جامع و مانع بحسن ایجازش — کراتست کہ دریا بکوزہ گنجانی

زہے بیان زرینش کہ دور منثور ست — زہے کلام متین بر اصول اتقانی — ہمہ وجیز و سیط و بسیط و بر اوست — صحیفہ ایست کہ روح المعانیش خوانی

خزینہ ایست پر از دُر و گوہر نایاب — سفینہ ایست کہ بحر الجواہرش دانی — جریدہ ایست کہ ابن کثیر و ابن جریر — متاع خویش بہ پیشش بعد ابزانی

عجیب ضبط مضامین و ربط آیاتش — بوضع دلکش و طرز جدید آسانی — درین نسق لبیا قیکہ بہ ازو نتوان — سبق بجملہ تفاسیر بر دمیدانی

ہزار نکتۂ باریکتر ز مو یابی — اگر بفہم معانیش دارسی دانی — چہ نظم خوش کہ فدایش نظام روحانی

بوصف او ہمہ عالم زبان عجز و قصور — مرا چہ طاقت وصف بیان قرآنی — ہزار دسہ صد و بست و شش ز ہجرت بود — بادج طبع بر آمد چو ماہ نورانی

نگاہ دار الٰہی بیان قرآن را — ہمیشہ تا بجہان ست دور فرقانی — مفسرے کہ بمعجز بیانیش پرداخت — بمدح او نتواند کسے سخن رانی

جناب حضرت اشرف علی فاروقی — بدست او ست کلید کنوز عثمانی — درین زمان صفت ترجمان قرآنی

بفیض روح قدس ہمدم مسیحا شد — دمید روح و روان در قلوب ایمانی — چہ خضر تشنۂ آب لقائے او عالم — روان ز کوثر او جوئبار حیوانی

دم تلاوت قرآن بلحن داؤدی — کند ز لعل لب خویش گوہر افشانی — کلیم وار بذکر کلام ربانی

امام عامل قرآن و خازن تفسیر — نظام فقہ و حدیث و علوم عرفانی — امیر ناصب اعلام علم و فضل و کمال — عزیز مصر جمال و جلال روحانی

حکیم امت و قیوم ملت اسلام — کند بمنصب تجدید دین فخرانی — بیا بحضرت قدسیہ اش بمجز و نیاز — کہ بر دل تو کشاید رہ خداوانی

خطاب

نگر بحال من خستہ جان لوجہ اللہ — اسیر نفس زبونم بمکر شیطانی — دوائے درد دلم یک نگاہ لطف بس — برائے علت پنہانیم تو درمانی

خوش آن زمان کہ ز زین بوس مست تر شوم — بسوے خویش بخوانی و لب بجنبانی — ہزار جان گرامی فدائے پایت باد — جہان جانی و جان جہان و جانانی

کمال فضل تو محتاج مدحت ہمت — خدا بحرمت حمد حامیت باد — بفضل و رحمت و رضوان و عفو یزدانی

جملہ منثورہ عربیہ شعرہ ختم تالیف تفسیر از حافظ صاحب موصوف بیان القرآن ھو احسن التفاسیر

ایضاً مواد تاریخ اختتام تالیف از منشی رشید احمد صاحب ضیاء تبلیل صدیقی حنفی تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ العزیز العظیم :- تواریخ عجیب و باآب :- اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ بقدر حسنہ وجمالہ دائما ابدا

۱۴ فصلے ۱۳ ۱۴ فصلے ۱۳ ۷۶ ۱۳ اسفندار مسفطاہی

قطعہ اول

ہزاران سپاس خداوند عالم — کہ آورد ایام یمن و سعادت — شریعت پناہ و شرف اولیا را — رموز آشنائے نکات طریقت
جنید زمان شاہ اشرف علی آن — فرید جہان آیۂ فضل و رحمت — چہ تفسیر تحریر فرمودہ اند — کہ بیمثل و یکتاست اندر رسالت
معانی تنزیل را حل نادر — بطرز عجیب و باندازہ ندرت — چہ بر حاشیہ نکتہائے لطیفست — تمامی حواشی ست بحر لطافت
چہ دلبستگیہاست در ترجمہ اش — نثارش فصاحت تصدق بلاغت — رشید اندران دولت سرمدی ہست — ز سر تا بپا مجمع خیر و رحمت
سنینش مسیحی و ہجری نوشتم — زہے تحفۂ خیر و نیکو وطاعت

۲۵ ۱۳ ۱۳۴۹

قطعہ دیگر ایضاً

بہ نگر بہ نگر بہار گیتی — بشنو بشنو ترانۂ گل — محو ست بنغمائے توحید — قمری طوطی تدرو بلبل — دریائے حقائق و معارف
خوشبوئے کتاب ایزد پاک — زد خندہ بروی غنچہ و گل — تفسیر عجیب گشت تالیف — کشاف دقائق وجود و کل — از بسکہ رشید بہر تاریخ
جبریل امین ز سدرہ فرمود — تفسیر کتاب مالک کل — بود م بتفکر و تامل — موج شدہ بہر جزو و کل

۱۴ فصلے ۱۳

مدرسہ جامعہ مظہریہ کتب خانہ

قطعہ تاریخ طبع تفسیر

از نثر فصیح اللسان شاعر بلیغ البیان جناب منشی عبد الواحد صاحب فاروقی تھانوی نائب حاکم مال ریاست الور سلمہ اللہ تعالیٰ

یا اھل الایقان کجو یقین بس اپنا اسی پر ایمان ہے — مجموعۂ و اصل اصولِ دین لاریب کتاب فرقان ہے
یہ حق کا کلام محکم ہی اور حاوی کل احکام و حکم ہے — دین جن رکنوں سے مستحکم ہے یہ انکی دلیل و برہان ہے
تھین پہلی کتب بھی بے شبہ اللہ کی کلام ہی اہل صفا — ہی اس مین مگر یہ بات سوا اسکے لئے وعدۂ حفظان ہے
جس طرح سے پہلی کتابون کی تحریف سے صورت بدلی گئی — قرآن مین نہوگا ایسا کبھی جو وعدۂ حق کے شایان ہے
اطلاق کلام اہل ہنر ہے عام الفاظ و معانی پر — دونون کی حفاظت پر ہو نظر اسکے لئے کیا کیا سامان ہے
حفاظ کیے ہین وہ پیدا ہو وہ میلون نقطہ نقطہ کا — یہ پاک جماعت نام خدا الفاظ کی پکی نگران ہے
تاریخ نزول قرآن سے خود دیکھ لے جس کا جی چاہے — تھے جسے لفظ ہین اب بھی ویسے اور رسم الخط بھی یکسان ہے
مفہوم معانی قرآن جسکے پوری شریعت شاہ عرب — تو اُن کی حفاظت کا مطلب خلق علمائے ذی شان ہے
اب دیکھئے بہ و شریعت سے عالم ہوئے ہین کیسے کیسے — تا عمر وہ جو کچھ کرتے رہے کل خلق پر اُن کا احسان ہے
ہر عہد مین ایسے اہل اللہ موجود رہے ہین ماشاء اللہ — مصداق اولئک حزب اللہ جن مین کا ہر انسان ہے
گو قحط رجال اب عام ہی یان اور سامنے ہر کچھ ادبار ہے — لیکن وہ حفاظت کا سامان اب بھی موجود و نمایان ہے

ہین وہ علما راب بھی قائم بخدمتِ دین مین ہین دائم
جن کو نہین خوفِ لومۃ لائم حق جن کی زبان پہ ہر آن ہے
منجملہ اُنکے میرے وطن مین یعنی قصبہ تھانہ بھون مین
یا امداد اللہ بن مین ایک حق گو شیر مزدان ہے
جو حامیِ دین و ملت ہے اور ماحی شرک و طغیان ہے
جو جامع شرع و طریقت ہی اور شیخ و حکیم الامت ہے
وہ حضرت اقدس مولانا اشرف علی قطب زمان ہے
اس عہد مین جسکی ذاتِ والا ایک فیض کا چشمہ ہے گویا
اور کثرتِ تالیفات سے اب غزالی و رازیِ دوران ہے
یہ فاضلِ عصر بفضل ربِ عالم کی ہدایت کا ہی سبب
اسلام کا گویا حصن حصین اب اور بھی محکم بنیان ہے
صدہا وہ کتابین شائع کین ہی جنسے حفاظتِ دین متین
جو سب حکمون پر ہی حاوی اور جملہ حکم کی تبیان ہے
تفسیر بیان القرآن بھی تالیف شریف ہے آپ ہی کی
تیار ہوئی اب چھپ کے یہ بفضلِ خدا ہی مستان ہے
جو زیرِ طبع تھی مدت سے سب چشم براہ تھے جسکے لئے
اس کام کا اُسکے جزاہ اللہ مضمون ہر ایک مسلمان ہے
کیا پاک کتاب ہی اللہ اللہ اے صلِ علے سبحان اللہ
اتوارِ بیانِ روشن سے جو صفحہ ہے مہر درخشان ہے
حرف اُسکے ہین یا موتی ہین جڑے اور سلکِ گہر ہین ملے ہین
اب اُسکی بدولت نے کھٹکے علامۂ دین ہر اردو دان ہے
جو مسئلے سخت اور مشکل تھے کس سہل عبارت ہین ہین لکھے
ناواقفیت کا عذر بھلا اب کوئی کرے کیا امکان ہے
بدعاتِ رسومِ جہالت کا وہ کھول دیا ہی کچا چٹھا
حق ہو گیا ظاہر اب بحمدہٖ ہر اہلِ سنت شادان ہے
اسلام کے جملہ مسائل کا ہی فیصلہ اس بین القصہ
ہان ! اُشرف جملہ تفاسیر اب تفسیرِ حضرت یزدان ہے
آپ اُٹھ کر دیکھین گے جب کھلیگا یہ گلدستہ اے اہلِ ادب
ہر ایک مسلمان لیگا اسے یہ حافظِ دین و ایمان ہے
اس دین کے ہلال پہ جان سے جو نکلا ہی مطلع طبع سے
کہدے ایک ہادیِ دین ہدیٰ تفسیر بیان القرآن ہے
فاروقی سالِ طبع اُس کا گر پوچھتے ہین اخوانِ صفا

۱۳۴۲ھ

جلد اوّل مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۴۲ھ

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہی کہ تفسیر بیان القرآن کی یہ چوتھی جلد بھی تفسیر کی تکمیل کے بعد سات سال کے اندر ہی شائع ہو گئی اور اب یہ کام بھی تمام ہو گیا کہ اس تفسیر شریف کی اردو دلی ہوئی اور یہان طبع مجتبائی مین تمام پارہ کی تفسیر حضرت مولانا اسمٰعیل نے اختر کو مطالعہ کی بھی حضرت نے فرمایا کہ اور لوگون کو بھی دکھلا دی جائے اور بروی محمد عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی سے بھی کہا کہ چھاپنے کی نسبت استصواب کیا جائے حضرت نے اس تفسیر کو اپنے ملفوظ مین بھی لکھا ہی اور بہت کچھ اس کی مدح فرمائی ہی اور اختر کو بھی اس کا مطالعہ کرتا رہا بالآخر اختر کو اس کا ملازمت کا یہ کو معلوم ہوا ساتھ ہی اس کو یہ خیال بھی ہوا کہ اگر یہ احوال اس کو اس وقت تک نہ اٹھائے تھے تین پھر حضرت مولانا نے ارشاد فرمایا کہ ایک پارہ کی تفسیر تو لکھ کر بھیجے دیتا ہون اس سے اوپر پورا تفسیر لکھنا اندازہ معلوم ہو جائیگا۔ چنانچہ ایک مہینہ بھی نہ گذرا تھا کہ ایک پارہ کی تفسیر یہان آگئی بیان کیا اور اختر کو بہت ہی پسند آئی چونکہ ترجمہ جدید تھا اور اکثر مضامین تفسیر مختصر طور پر خلاصۃً حذاً ہی ترجمہ کے ساتھ ہی لکھے ہوئے تھے اس لئے اور بھی طور پر مطلب واضح ہوتا تھا اور یہ بات کہ ترجمہ اور تفسیر مین تداخل ہی پھر حضرت امام ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو بہت ہی پسند کیا چونکہ ترجمہ جدید تھا اور پھر حضرت کا ترجمہ بھی تھا اس لئے اختر نے ترجمہ کے ساتھ ہی لکھ لیا تھا اور اکثر مضامین تفسیر کو مختصر طور پر خلاصۃً حذاً ہی ترجمہ کے ساتھ ہی لکھ لیا تھا چونکہ ترجمہ کے ساتھ ہی تفسیر کا خلاصہ لکھا ہوا تھا اور یہ بات کہ ترجمہ اور تفسیر مین تداخل ہی پھر حضرت امام ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو بہت ہی پسند کی

منہیات ثلثہ جلد ۲ التفسیر

بیان القرآن

منہیہ اولی

ص ۵ س ۶ - قولہ جب اس سے انکار کرے الخ **اقول** اس عبارت میں جزیہ کا انکار نہیں ہے مقصود اس سے یہ ہے کہ اس کے قبل قتال مشروع نہیں نہ یہ کہ اس انکار کے ساتھ معاً ہی مشروع ہو بلکہ اس انکار کے بعد جبکہ دوسرے شرائط بھی پائے جاویں تب مشروع ہے۔

ص ۶ س ۴ - قولہ اور دوسروں کے لیے بھی ان میں سے جو ہو الخ **اقول** توضیح مقام کی یہ ہے کہ آخرین کا عطف الاولین پر ہو تو زیادہ ظاہر ہے تاکہ اور دوسروں میں بھی لیکن چونکہ ظرفیت آخرین کی بوجہ عدم موجودیت ان کے فوتا یا صفۃً یعنی بسبب انقطاع نہ تھی اور مقصود معنی فی سے حاصل کرنے کی فی ہرۃ۔ اس جا پر یہاں لفظ لینے سے ترجمہ کر دیا واقع فی الاولین میں بھی مقصود یہی ترجمہ تھا لیکن وہاں لفظ فیہ اس لیے اختیار کر لیا کہ ظاہری ظرفیت بھی ممتنع نہ تھی اور فیہ میں بھی یعنی لاحق آتا ہے پس وہاں لفظ اور مقصود دونوں کا لحاظ رکھا گیا اور آخرین کے بعد جو منتظم ہے وہ صفت ہے آخرین کی اور ربما یجتنب بھی اسی کی صفت ہے چونکہ یہ دوسری صفت جملہ تھی اس لیے ترجمہ کو لفظ جو سے شروع کیا ہے اور پہلی صفت مفرد تھی اس لیے وہاں صرف جار مجرور کا ترجمہ کر دیا مگر مراد وہاں بھی یہ صفت ہے یعنی ان دوسروں کے لیے بھی ثبوت فرما یا جو کہ ان امیین مذکورین سے ہیں باعتبار مسلمان ہونے کے کیونکہ مسلمان سب ایک ہی ہیں۔

ص ۹ س ۲۴ - قولہ اور سابق میں یعنی اول آیت میں ہی العزیز الحکیم آیا ہے۔

ص ۷ س ۱۱ - قولہ وہ خاص مدعی الخ **اقول** پس پیشہ نہ کیا جاوے کہ کیا یہ بھی اس زمانہ کے یہود یا کو بھی عام ہے۔

ص ۱۶ س ۲۲ - قولہ محمد وصہیب مذکورین الخ **اقول** مطلب یہ کہ طرفین دنیوی کی جو دو صورتیں مذکور ہیں ایک ایک جیسی دوسری باطنی ان میں سے ایک زائد ایک واقع فردی ہے دونوں سے خلو نہ ہوگا اور اجتماع ممکن ہے۔

ص ۲۳ س ۱۵ - قولہ میدان قیامت کے مقابلہ سے (یعنی جو کہ بعد حساب سے پہلے ہی حالت کی حالت کا بیان ہوگا (یعنی اس مقام پر اس بیان کو متعلق میدان قیامت کے کہا جاویگا)

ص ۲۹ - س ۱ - حاشیہ تحتانی یسأ - قولہ نظر ہو جواباً الخ نے لفظاً و ترکیباً دالا لفظ نون الاعراب جواباً فتمتنی

ص ۳۵ س ۱۰ قولہ یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں **اقول** اذن ہرچند کہ مفرد ہے لیکن چونکہ بقرائن مقام سے لگھے اثبات میں بھی عام ہو جاتا ہے یہ ترجمہ اس پر مبنی ہے کہ فی تو رتقائی و لفظ نفس ما قدمت عذ و قولہ تعالیٰ علمت نفس احضرت۔

ص ۴۰ س ۱۳ قولہ - ایک خواہش کرنے والا الخ **اقول** یاد نہیں کہ وقت تحریر تفسیر اس کا شان نزول لکھنے سے کیسے رہ گیا اب لکھا جاتا ہے۔ فی لباب النقول اخرج النسائی وابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ سأل سائل قال ہو النضر ابن الحارث قال اللھم ان کان ہذا ہو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء الآیۃ عامل توجیہ اس مقام کا یہ ہے کہ اس نضر بن الحارث نے بزعم گستاخی قرآن کے حق ہونے کی صورت میں عذاب کی درخواست کی تھی جس سے مقصود عذاب عامل تھا حق تعالیٰ نے اس مقام میں اول اس کی حکایت درج فرمائی پھر فی یوم کان مقدارہ الخ میں اس کا جواب اس طرح ارشاد فرمایا کہ یہاں کی سزا کیا کہنا خود وہ واقع ہو یا نہ ہو اصلی سزا کا انتظار کرو جیسے یوم میں واقع ہوگی جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی مراد یوم قیامت ہیں فی یوم کا عامل مقدمہ ہے۔ اے یقع العذاب بہم فی یوم الخ کذا فی الجلالین اور لباب میں جو بروایت ابن ابی حاتم سدی سے اسی قصہ نضر میں وارد ہے وکان عذابہ یوم بدر اہ تو وہ اس جواب کے منافی نہیں کہ عذاب اصلی کی تعذیبا لقیامت سے عذاب غیر اصلی کے وقوع قبل القیامۃ کی نفی لازم نہیں آتی غیر اصلی عاجلاً ہو گیا اور اصلی آجلاً

ص ۵۵ س ۲ حاشیہ تحتانی یسأ - قولہ مذکر و قولہ ضمیر **اقول** کلاہما بصیغۃ الماضی مجہول

ص ۶۹ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین قولہ الامامی علی المقید **اقول** ظاہراً حق عبارت یہ تھا اطلاقاً کالمقید علی المطلق اگر نقل میں غلطی نہیں ہوئی تو اس کی یہ توجیہ ہوگی کہ مفہوم مقید پر اطلاق کی صفت جاری و واقع کر دی یعنی مقید کو مطلق قرار دے لیا یعنی لفظ موضوع للمقید کو مفہوم مطلق پر اطلاق کر دیا۔

ص ۸۹ س ۲۷ - قولہ اسی کے قریب غرض سے الخ **اقول** یعنی ایسی ہی غرض سے اور ایسے ہی مقصود کے لیے جو کہ اس غرض کے قریب ہے۔

ص ۹۴ س ۲ حاشیہ تحتانی یمین قولہ لم نذکر الخ **اقول** یعنی غایت تفاوت کے سبب یہ احتمال ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ انسان قائل التمنی الخ کے متعلق ہوگا جس میں اس کہنے کی حاجت ہوتی کہ وقلنا لصاحب النفس المطمئنۃ الخ

ص ۱۰۵ س ۲۹ - قولہ وہ ازمنہ مقصود مقام الخ **اقول** یعنی جس کا ذکر اس سورت کے تقریر ردایہ میں ہے

ص ۱۰۶ س ۱۹ - قول ناہی **اقول** یہ صفت ہے شخص کی اور دین کی طرف مضاف نہیں۔

ص ۱۰۷ س ۱۸ - قولہ اور وہ امور مقدر کیے جاتے ہیں۔ **اقول** یہ عطف ہے جملہ سابقہ یعنی قولہ سورہ دخان میں الخ پر یعنی ۱۵ امور مراد ہیں جن کا ذکر سورہ دخان میں ہوا اور جو کہ مقدر کیے جاتے ہیں۔

ص ۱۱۱ س ۲۳ - قولہ وتشبیہ الخ **اقول** یہ مبتدا ہے اور قولہ اس کی ترتیب الخ خبر ہے یعنی یہ پینا ہم ثابت ہوا اس پینے کی ترتیب دوسرے واقعات سے تحقیق نہیں۔

منہیہ ثانیہ بعض مضامین بتفسیر جلد ہذا

مضمون	صفحہ	سطر
تحقیق عزم علی الترک در توبہ	۲۳	۷
دفع اشکال برامر نظر کردن بہ آسمان تعقیب	۲۹	۱۷ تا ۲۰
ثبوت عدم رویت		
تحقیق لطیف اختلاف تعبیرین اہم و قضٰی	۷۶	۱۸
عبداللہ بن ام مکتوم		

تتمات منہیات اولی جلد ہائے مختلفہ تفسیر ہذا

(۱۶) ص ۲۶ س ۲۳ - قولہ موتی علیہا الخ نے ایک ماہ وزہ رکھنے کے بعد کیس مسواک کر لی تھی الی قولہ تا کہ وہ رائحہ پھر پیدا ہو جاوے **اقول** وبنا علی المشہور لکھدیا تھا پھر بھی مولوی احسن صاحب سنبھلی نے محکم ایک رایت منقولا عن الدر المنثور دکھلائی جس میں حق تعالیٰ کا یہ سوال مذکور ہے لم افطرت یعنی تم نے کیوں افطار کر لیا انہوں نے ازالہ ریح عذر میں عرض کیا حق تعالیٰ نے اس عذر کو اس ارشاد سے رفع فرمادیا کہ وہ تو ہم کو پسند تھی اس کا ازالہ عذر کا فی نہیں تو وہ سوال لم افطرت پھر باقی رہا جس کا اور کوئی جواب نہ تھا پھر ارشاد ہوا کہ دس روزے اور رکھو انتہی ملخصاً اس روایت سے معلوم ہوا کہ ازالہ رائحہ موجب تکبر و سبب زیادہ صیام کا تھیں ہوا بلکہ خود افطار پر انکار ہوا اور پھر روزے رکھائے گئے تا کہ حالت صوم میں مکالمت ہو اور نقد و اجتماع برکات صیام کثیرہ کے لیے تھا۔ وہ روایت یہ ہے اخرج الدیلمی عن ابن عباس مرفوعاً لما اتی موسیٰ یہ واراد ان یکلم بعد ثلاثین یوما وقد صام لیلہن ونہارہن فکرہ ان یکلم ربہ بریح فم الصائم فتناول من نبات الارض فمضغہ فقال لہ ربہ لم افطرت وہو اعلم بالذی کان قال اے رب کرہت انی اکلمک الا وفی طیب الریح قال او ما علمت یا موسی ان ریح فم الصائم عندی اطیب من ریح المسک ارجع فصم عشرۃ ایام ثم ائتنی ففعل وہو الذی امرہ بہ فلما کلم اللہ موسیٰ قال تعالیٰ کذا فی الدر المنثور

(۱۷) ص ۳۳ س ۱۸ - قولہ ایک سبیل الخ **اقلت** دلیل اس کی حاشیہ میں موجود ہے اور یہی قول اور یہی استدلال اکلیل میں امام ابو المنصور رح سے منقول ہے اور تفسیر ابن کثیر میں بکر کی نسبت جو منقول ہے اور بقرا بحل کے ساتھ گیارہ علماء سے نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان علماء کی رائے میں وہ گائے تھی ممکن ہے کہ کثرت قائلین سے وہ رائے اس قول کو ترجیح دی جاوے اور قوت دلیل سے درایۃً پہلے قول کو اقرب سمجھا جاوے واللہ علم۔ عبارات دونوں کتب کی ذیل میں منقول ہیں فی الاکلیل حاشیہ المدارک لان الامام ابا المنصور رح استدل علی ان البقرۃ المذکورۃ کانت ذکرا

بقولہ تعالیٰ انہا بقرۃ لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث۔ بناءً علی ان اثارۃ الارض وسقی الحرث من عمل الثیران اھ وفی تفسیر ابن کثیر قال انہ یقول انہا بقرۃ لا فارض ولا بکر ای لا کبیرۃ ہرمۃ ولا صغیرۃ لم تفحل کما قالہ ابو العالیۃ والسدی ومجاہد وعکرمۃ وعطیۃ العوفی وعطاء الخراسانی، ووہب بن منبہ والضحاک والحسن وقتادۃ وغیر واحد من ابن عباس ایضاً اھ +

(ج ۱) ص ۶۲ س ۹۔ قولہ مقام ابراہیم مع حاشیۃ الفوقانی اس پر ایک سوال آیا تھا جو مع جواب منقول ہے۔

(سوال) قد اخترتم فی تفسیر قولہ تعالیٰ اتخذوا من مقام ابراہیم مصلی ان من زائدۃ علی قول الاخفش وان المراد من المقام الحجر فحینئذ یکون المعنی اجعلوا الحجر موضع صلاتکم وہذا غیر ممکن لصغرہ والمعمول ایضاً خلاف ذلک فان الناس یصلون خلفہ متوجہین الیہ لا علی الحجر نفسہ

(جواب) اس وقت تو یاد نہیں کہ اُس وقت اُس کے متعلق ذہن میں کیا تھا۔ باقی اس وقت یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اصل مصلے تو مقام ابراہیم ہی ہے اور صغر مصلے ہونے سے مانع نہیں کیونکہ اس پر صرف قدم رکھنے سے بھی مصلی ہونا صادق آتا ہے۔ باقی یہ بات کہ اب اُس پر نماز نہیں پڑھی جاتی تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اصل مقصود اُسی کو محل صلاۃ بنانا ہے۔ باقی اس کا محل مجاز بھی اُسی کے تابع ہونے اُس کے حکم میں ہے جیسا مسجد حرام یا مسجد نبوی میں جو زائد ہے وہ اُس کے تابع ہے۔

(ج ۲) ص ۱۲۱ س ۲۴۔ قولہ برص جذام اس پر ایک سوال آیا تھا جو مع جواب منقول ہے

(سوال) فلفظ جذام اما تفسیر للفظ ابرص فہذا غیر معروف فی کتب اللغۃ وما مر فہو فی الروایۃ ماخذہ۔

(جواب) مقصود تفسیر ہی ہے اور ماخذ اُس کا اُس وقت خدا جانے ذہن میں کیا ہوگا اس وقت یاد نہیں اور اُس وقت جو کتب جمع تھیں وہ اب نہیں ہیں۔ باقی اس وقت یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب و مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے یہی ترجمہ کیا شاید اس پر اعتماد کیا ہو نیز کریم اللغات میں بھی یہ معنی لکھے ہیں۔ البتہ ظاہراً یہ مجاز معلوم ہوتا ہے۔ اطلاقاً للسبب علی المسبب لکون بعض اقسام البرص مقدمۃ للجذام احیاناً کما فی شرح الاسباب والجلاء فی ص ۲۲۶ وہو لے البرص الاسود من مقدمات الجذام اذا اشتد وکثر من تقدہ الحکیم محمد ہاشم چونکہ اس میں اعجاز زیادہ ظاہر تھا اس لیے اس کو اختیار کیا ہوگا۔

(ضمیمہ مضمون بالا) کریم اللغات کی عبارت یہ ہے ابرص کو بڑھی چتلا چتکبرا۔ اس عبارت سے شبہ معنی مذکور کے حقیقی ہونے کا بھی ہوتا ہے جس سے لفظ برص مشترک ہو جاوے گا اور مرجع البلیغ فی الاعجاز ہوگا لیکن مختف النفاس میں یہ عبارت نظر پڑی کوڑھی مجذوم اور ابرص جس سے مجذوم ابرص کا تو مقابل ہونا اور لفظ کوڑھی کا اردو میں مجذوم و ابرص کے لیے عام ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعض اہل بلاد پورب سے معلوم بھی ہوا کہ کوڑھی کا اطلاق ابرص پر بھی آتا ہے۔ اس سے شاید ہیں دہلوی میں کے ترجمہ سے استدلال میں شبہ ہو گیا۔ ممکن ہے اُنھوں نے کوڑھی بمعنی ابرص لیا ہو نہ بمعنے مجذوم اور اس بنا پر عبارت کریم اللغات میں بھی یہ احتمال ہو گیا کہ شاید مراد اُن کی یہ ہو کہ ابرص کا ترجمہ سب لغتوں سے ہو سکتا ہے اور ابرص کے دو ہی معنی مشہور ہوں اور یہ تینوں ترجمے مترادف ہوں اور وجہ ترجیح میں کتب طبیہ میں اس مضمون کے دیکھنے سے شبہ پڑ گیا کہ اس مرض یعنی برص ابیض کا علاج دشوار ہے خصوص جبکہ مزمن ہو جاوے اور بڑھتا جاوے پس اس کے بعد اب ارجحان قلب زیادہ اسی طرف ہوتا ہے کہ برص کو بمعنی جذام لینا بے دلیل ہے اور اس لیے احقر اُس ترجمہ سے بوجوع کر کے لفظ برص کو ظاہری معنی پر محمول کرتا ہے طبع ثانی میں تصحیح کر دی جاوے۔

(ج ۳) ص ۱۲۳ س ۱۵۔ قولہ فرہ مراد کہر ہے آگے **اقول** یہاں کہر سے مراد وہ کہر ہے جو پٹھا ہوا نہ ہو جیسے گھوڑے کا جو کہ ہے کہ متصل و احد ہونے میں مشابہ ناخن کے ہوتا ہے جیسا ناخن پر متصل واحد ہوتا ہے تشبیہاً اُس کو ناخن فرما دیا جس کو عربی میں حافر کہتے ہیں اور وہ کُھر مراد نہیں جو پٹھا ہوتا ہے کہ وہ مشابہ ناخن کے نہیں ہوتا جیسے گائے بکری وغیرہ جس کو عربی میں ظلف کہتے ہیں سو گھوڑا اُن کی چربی اُن پر حرام تھی نہ گائے بکری حرام نہ تھی البتہ اُن کی چربی اُن پر حرام تھی جس کا اسی آیت میں نیز ذکر ہے ومن البقر والغنم الخ اور ایک تفسیر یہ ہے کہ ناخن کے متبادر معنی مراد ہیں۔ اُس میں دو قسم کے جانور داخل ہو گئے ایک اونٹ کہ اُس کے کچھ کچھ ناخن ہوتے ہیں اور ایک مرغی وبط وغیرہ کے کہ پنجہ دار ہوتے ہیں اور تیسری تفسیر یہ ہے کہ بطور عموم مجاز کے ان سب کو عام ہے و دلیل ہذا کلوا مما یاتی فی الجلالین قولہ تعالیٰ حرمنا کل ذی ظفر وہو ما لم یفرق اصابعہ کالابل والنعام فی الجمل قال ابن عباس ہو الخامۃ والبعیر ونحو ذلک من الدواب وکل ما لم یکن منشقوق الاصابع من البہائم والطیر فہو مثل البعیر والنعامۃ والاوز والبط قالہ القتیبی ہو کل ذی مخلب من الطیر وکل ذی حافر من الدواب وسمی الحافر ظفرا علی الاستعارۃ اھ خازن قول الجلالین کالابل والنعام الی والاوز والبط اھ مشیخنا۔

(ج ۴) ص ۹۰ س ۲۵۔ قولہ سورہ انفال کے بعد سورہ محمد نازل ہوئی آگے **اقول** یہ ایک قول ہوا وہ اسی پر تفسیر مذکور کی گئی ہے اور اگر دوسرا قول لیا جائے کہ سورہ محمد نزول میں سورۂ انفال پر مقدم ہے جیسا کہ بعض نے سورہ محمد کو مکیہ بھی کہا ہے تو اُس وقت تفسیر آیت کی سہل یہ ہو گی کہ ہم نے سورہ محمد میں اسارٰی کے جواز میں یا فداء کو مقید کیا ہے اثخان کے ساتھ فی قولہ تعالیٰ حتی اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء اور یہاں اثخان (تمام) ہوا نہ تھا تو اس صورت میں فداء کو اختیار نہ کرنا چاہیے تھا و ہذا معنی قولہ تعالیٰ ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض پھر وہ دوسری آیت میں صحابہ کا عذر مقتضی للعفو ارشاد فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہمارا ایک حکم پوشیدہ نہ ہو چکتا اور وہ یہ ہے کہ اجتہادی فی الاجتہاد کو عتاب نہیں ہوتا تو اس قصہ میں عذاب آتا اور یہ کتاب سابق من اللہ آیت مذکورہ فی البقرہ ہی لا یکلف نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔ جو عموم مدلول انتفاء تکلیف مالا یطاق و عدم مواخذہ علی الخطا والنسیان کے اعتبار سے خطاء اجتہادی یہ ہوئی کہ جو سترہ رساء قتل کیے گئے تھے وہ زیادہ ذی اثر تھے یوں خیال ہوا کہ ان کے قتل سے اثخان معتد بہ متحقق ہو گیا اور اگر زیادہ غور کرتے تو سمجھتے کہ اثخان تام کا تحقق اُن اسارٰی کے قتل پر بھی موقوف ہے اسی زائد غور نہ کرنے پر صورۃً عتاب متوجہ ہوا و ہذہ التوجیہ مما القی فی روعی عاشر ربیع الاول سنہ ۱۳۳۳ھ صباحاً و للہ الحمد فقط۔

(ج ۶) ص ۷۲ س ۲۳۔ قولہ وجہ تشبیہ مالی قلت رشد کے وقت واقع ہوتا ہے **قلت** اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ عالم غیب کا انکشاف کو بیداری میں ہوگا اُس میں عالم ناسوت سے غیبت ضرور ہوتی ہے۔ گو دونوں غیبت میں فرق عظیم ہے مگر نفس غیبت کے اشتراک سے یہ تشبیہ استیقاظ من النوم کے ساتھ دیکر استیقظت سے تعبیر کر دیا گیا اور اس کے چند سطر بعد جو قول عائشہؓ نقد حبسہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج کی بحث کی ہے اُس کی ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ فقدان کے معنی تلاش کرنے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ معراج کی واپسی اس قدر جلد ہوئی کہ کسی کو آپ کے جسد کے غائب ہونے کی خبر بھی نہ ہوئی کہ کوئی تلاش ہی کرتا کہ آپ کہاں تشریف لے گئے اور اگرچہ اس مضمون کو نقد محمد سے بھی تعبیر کر سکتے تھے لیکن جسد کی طرف نسبت کرنا اشارہ ہو تعلق معراج بالجسد کی طرف کہ آپ کی غیبت ایسی تھی کہ اگر تلاش ہوتی تو متعلق تلاش کا جسد ہوتا تو اس میں بالعکس اور تاکید ہوئی اثبات معراج بالجسد کی نہ کہ نفی فقط

تمت التعلیقات

یادداشت ضروری متعلق تتمہ منہیات

ناظرین تفسیر پر مخفی نہ رہے کہ تفسیر بیان القرآن کی ہر ایک جلد بعد طبع بغرض ملاحظہ و نظر ثانی و صحیحنامہ حضرت مولانا دامت برکاتہم کی خدمت میں بھیجی جاتی تھی حضرت مولانا موصوف ہر جلد کے متعلق تین قسم کے منہیات تحریر فرماتے رہے (۱) منہیہ اولیٰ توضیح بعض مقامات تفسیر (۲) منہیہ ثانیہ مضامین تفسیر یہ (۳) منہیہ ثالثہ صحت نامہ۔ سو جلد اول سے بارہویں جلد تک تینوں قسم کے منہیات ہر جلد کے ساتھ لگائے گئے ہیں ان کے علاوہ شائع شدہ جلدوں کے متعلق بھی بعض بعض منہیات کسی کسی جلد کے آخر میں بذیل منہیات اضافہ فرماتے رہے چنانچہ جو جلد اُس وقت طبع ہو کر مکمل ہونے کو ہوئی اُس کے منہیات کے ذیل میں ان منہیات جلدہائے سابقہ کو بھی بطور تتمہ منضم کر دیئے گئے اب ناظرین کی سہولت کے لیے نقشہ ذیل کی صورت میں ان کو پیش کیا جاتا ہے تاکہ اپنی اپنی جلدوں کو اس کے مطابق صحیح فرمالیں

نام اس جلد کا جس کے آخر میں تتمہ منہیات ہے	متعلق جلد اول	متعلق جلد دوم	متعلق جلد سوم	متعلق جلد چہارم	متعلق جلد پنجم	متعلق جلد ششم	متعلق جلد ہفتم	متعلق جلد ہشتم	متعلق جلد نہم	متعلق جلد دہم	متعلق جلد یازدہم	متعلق جلد دوازدہم
جلد سوم	تتمہ منہیہ اولے جلد اول	تتمہ منہیہ اولے جلد دوم										
جلد چہارم	تتمہ منہیہ اولے جلد اول	تتمہ منہیہ اولے جلد دوم										
جلد پنجم		تتمہ منہیہ ثالثہ جلد چہارم یعنی غلطنامہ		تتمہ منہیہ ثالثہ جلد چہارم								
جلد ششم	تتمہ منہیہ ثالثہ جلد اول	تتمہ منہیہ ثالثہ جلد دوم		تتمہ منہیہ ثالثہ جلد چہارم		تتمہ منہیہ ثالثہ جلد ششم						
جلد ہفتم	جزوے از تبیان البیان بعبارت مولوی سعید احمد صاحب مرحوم											
	تتمہ منہیہ اولی جلد اول سورہ فاتحہ و اوائل رکوع ۲ سورہ بقرہ از تبیان		تتمہ منہیہ اولی جلد ۲ سورہ مائدہ از تبیان				تتمہ منہیہ اولی جلد ۲ سورہ مریم ۱۲ رکوع سورہ طٰہٰ از تبیان					
جلد نہم	تتمہ منہیہ ثالثہ جلد اول		تتمہ منہیہ ثالثہ جلد سوم									
جلد دہم				تتمہ منہیہ ثالثہ جلد چہارم	تتمہ منہیہ ثالثہ جلد پنجم							
جلد یازدہم									تتمہ منہیہ ثالثہ جلد دہم متعلق متعلق منہیہ اولی جلد ۱			
جلد دوازدہم	تتمہ منہیہ ثالثہ جلد اول	تتمہ منہیہ اولے جلد دوم	قتمہ منہیات اولی جلد ۳	تتمہ منہیہ ثالثہ جلد سوم		تتمہ منہیہ اولی جلد ۶						

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربع چہارم ابانۃ البیان حاشیہ بیان القرآن

حاشیۃ المجلد العاشر من التفسیر

ص ۲ س ، قولہ ان امشوا فی ن ان مفسرۃ قال النحویون الانطلاق ہہنا مضمن معنے القول لان المنطلقین عن مجلس التفاول لا یدلہم من ان یتکلموا وینبغا وشوا فیما جرے لہم ایضا وفی اللباب اخرج احمد والترمذی وابو داؤد والنسائی والحاکم وصححہ عن ابن عباس قال مرض ابوطالب فجاءتہ قریش وجاء ہ ابن ابی اتریدون فوکتال ارید منہم کلمۃ واحدۃ تدین لہم بہا العرب وتؤدی الیہم العجم الجزیۃ کلمۃ واحدۃ قال ای ہی قال لا الہ الا اللہ انتہی قال

واللام فی الابواب بدلا من الاضافۃ کما قیل الجنۃ هی الماوی بلفظہا ہی ماواہ اھ

ص ۱۰ س ۱۴ اقول مخصوص تھا اعلم ان المسئلۃ مختلف فیہا بین علماء الحنفیۃ فہذا الذی اختارہ المفسر العلام ہو مختار العلامۃ الشامی والتفصیل فی عالمگیریۃ کتاب الحیل وفی ردالمحتار باب الایمان

ص ۱۱ س ۱ قولہ اتراب خبر مبتدا محذوف ای ہی سے یعنی تصرت الطرف

س ۵ قولہ جسیم وضساق قال الطبری ہذا جمیع وہو الذی قدأطلعک متی انتفخ حرہ وضساق شدۃ وجوہ الی انہ صفۃ من قولہم غسق یغسق غسوقا اذا سال وقالوا انما معناہ انہم یسقون الحمیم والغساق من حمد بدیہم

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ قد تموہ فی ان والضمیر لہم فیہ من عذاب اللہ لعلہ اے کمتم السبب فی اہمال الذی ہذا جزاؤہ فمجموعہ من مجازین لان الاتباع ہم الذین علموا اہمال السور لا رؤساہم والعمل ہو المقدم لاحداثہ اھ واقول التعبیر بتاخیر الرحمۃ فضاء اعدام الرحمۃ افادہ المفسر

حاشیہ تحتانی یمین س ۶ قولہ لیتکلہ فی ج لے مثل الذی ذکر من الحمیم والغساق وفی الطبری والعرب لا تجمع ان تخت الاسم اذا کان فعلا بالکثیر والقلیل والاثنین فتقول عذاب فلان انواع و نوعان فتلقان اھ ملخصا

حاشیہ تحتانی یمین س ۶ قولہ یامہنا معترض قلت الفاء ہناک لمحض العطف وافاد المفسر انہا للتعقیب ای ہذا حمیم وغساق مسماۃ لہم علیہ وقوہ وہو ظاہر س ۹ قولہ من الاشراط جمع شرط وشریر کما یفہم من الصراح وقولہ نجریانی ج ایاہ بالنسبۃ

ص ۱۱ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ لفعل فی نصب علی انہ مفعول بہ او مصدر ای اتیت رجعا لاضیفاہ وجبت بلادک رجا فاذا وقل علیہ لاصار دعاء الشوم اھ

ص ۱۲ س ۴ قولہ تخلیق الخ فی الطبری عن ابن عباس قال الملأ الاعلی السلکۃ یعنی شورای خلق آدم فاختصموا فیہ قال اللہ تعجل فی الارض خلیفۃ اھ

ص ۱۳ س ۱ قولہ من روحی قلت اضافۃ تشریفیۃ وکذا قولہ خلقت بیدی فہذہ تشریف لادم علیہ السلام ایضا

ص ۱۴ س ۱ قولہ زلفی فی الاعراب مصدر ادحال مؤکد لعاملہ اھ من حل

ص ۱۷ حاشیہ فوقانی س ۱۵ قولہ انزل لکم فی ان وقیل اراد انزال ما یرسب فی وجود وہو المطر الذی بقولہم النبات الذی یعیش الحیوان وقیل انزل بمعنی قضی وقسم لان قضایاہ قسمہ مکتوبۃ فی اللوح ومن ہناک ینزل وفی ہذہ العبارۃ نوع فخامۃ وتعظیم لما قد وتھا معنی الرفعۃ والاعلاء ولہذا یقال رفعت القصۃ الی الامیر وان کان الامیر فی سرب اھ

ص ۱۶ س ۱۳ قولہ ایکۃ تاریکی قولہ رطبا ہو یابسا قلت رواہ الطبری بسندہ عن ابن عباس وغیرہ

ص ۱۷ س ۱ قولہ للان اکون الخ فی ان وفیہ ازمہ صلے اللہ علیہ وسلم لیس مثل الملوک الجبابرۃ الذین یاخذون الناس باشیاء وہم لا یفعلونہا بل لہ سابقۃ فی کل ما یامر بہ وینہی عنہ وبین بین ان اللہ امرہ باخلاص القلب وباعمال الجوارح وکان الامر یحتمل الوجوب والندب بین ان ذلک للامر للوجوب فقال قل انی اخاف الآیۃ وذلک ان خوف العقاب لا یترتب الا علی ترک الواجب اھ

ص ۱۷ س ۵ قولہ ظلل سے فی ان قال الطبری سمی النار ظلۃ بلفظہا وکثافتہا فصارت محیطۃ بہم من جمیع الجوانب حائلۃ من النظر الی شیء آخر وقیل الظلۃ ما علا الانسان فمعنی لہم التہم بالظلۃ ظلالا فالاحد الضدین علی الآخر اولان التحتانیۃ تشتد للفوقانیۃ فی الحرارۃ والاحراق اھ ملخصا بلفظہ

ص ۱۸ س ۱ قولہ ان یعبدوہا فی ان ما عامل انہ بدل اشتمال من الطاغوت

ص ۱۸ س ۳ قولہ افمن حق علیہ کلمۃ العذاب فانت متقذہ نہی جملۃ شرطیۃ دخل علیہا الہمزۃ التقریر للانکار ذکرت الفاء الثانیۃ للجزاء تاکید المعنی الانکار

وروضع من فی النار موضع الضمیر تصریحا بجرہم وانہم احقاء بان یکونوا فی النار والاولی فی للعطف علی محذوف یدل علیہ سیاق الکلام تقدیرہ الانت مالک امرہم فمن حق علیہ الخ اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ سنۃ فی ان ومعنی قولہ سنۃ واللہ اعلم انحاء ینت بناء المنازل التی علی الارض وسویت تسویتہا وحلت متناولۃ فی اسباب النزاہۃ من الخبائث

والانہار لا مثل امینۃ الدنیا فان العوفانی منہا یکون اضعف من التحتانی واخف والتحتانی قد یجری من تحتہا الانہار دائما العوفانی فلا لکن فیہا ذاک اھ

حاشیہ فوقانی س ۱۱ قولہ یعنی حسن ظلمت یؤیدہ ما رواہ الطبری بسندہ عن قتادۃ وحسنہ طاقۃ اللہ اھ

ص ۱۹ س ۳ قولہ علی نور الخ فی ان ولا یخفی ما فی لفظۃ علی من فائدۃ الاستعلاء ولکن

س ۱۶ قولہ نجارات کا الخ اور یہ دونوں طریقے حکمار کی تحقیق میں بھی مسلم ہیں۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ یہیج فی ان اے یتم جفاۃ قال الاصمعی رجل ناء اذا تم جفاف جاز لان یشتر من مناہبۃ ویذہب اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ ثانی فی ان جمیع مثنی اوثنی بمعنی کرر اھ قلت اظہر ان احدہما بالتخفیف کما ورد فی القرآن مثنی وثلث وثانیہما بالتشدید علی نزنۃ اسم المفعول من التفعیل فاحفظ

حاشیہ تحتانی یسار س ۴ قولہ عدیل بالی قلت والاصل تعدیۃ باللام کما فی قولہ تعالی الذی خلقک فعدلک اھ

ص ۱۹ س ۱ قولہ تلوہم فی ان قال جار اللہ اتبا ذکرت الجلود دلالۃ واحدۃ لان الخشیۃ تدل علی القلوب فکانہ قیل تقشعر جلودہم بعد خشیۃ قلوبہم ثم اذا ذکروا اللہ ومبنی امرہ علی الرأفۃ والرحمۃ استبدلوا بالخشیۃ رجاء فی ظہورہما اھ

ص ۲۰ س ۱ قولہ افمن یتقی الخ فی ان والخبر محذوف وہو کمن امن العذاب

س ۷ قولہ سلما فی الطبری ان السلم مصدر من قول القائل سلم فلان للہ سلما یعنی خلص زخلوصا اھ وفیہ ایضا علی قولہ تعالی متشاکسون یعنی مختلفین متنازعین سیئۃ اخلاقہم قیل لہم رجل سلم اذا کان سیئ الخلق اھ

ص ۲۱ س ۳ قولہ اجاءہ فی ان ومعنی اجاءہ انہ لم یراع طریقۃ اہل الانصاف والتدبر لکنہ لما سمع بہ فاجاءہ بالانکار یہب اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ لیکفر فی ان علی احد الوجہین ظاہرہ تعلقہ بشاؤن فتکون لام العاقبۃ اھ وفیہ قال جار اللہ اللام هنا لیس للتعلیل وانما ہو کقولہم الاشج اعدل بنی مروان وفائدۃ صیغۃ التفضیل استعظامہم المعصیۃ من ان الصغائر عندہم اسوأ امنہا اھ قلت وقال المفسر العلام اذب لو یعلوم ہتا ہے کہ اسوأ عین تو مبالغہ ہے کہ اسود کا بھی کفارہ ہو جائیگا چہ جائیکہ یسیے۔ اور احسن عین اظہر حق ہے کہ ہم ان کے حسن کو بھی احسن قرار دیکر مسپر جزا دیں گے۔

ص ۲۱ س ۳ قولہ والذی جاء بالحق قال الطبری فی قراءۃ ابن مسعود والذین جاؤا بالصدق وصدقوا بہ وقد زعم بعض اہل العربیۃ من البصریین ان الذی فی ہذا الموضع جعل فی معنی جماعۃ بمنزلۃ من اھ ملخصا

ص ۲۲ س ۱ قولہ عبدہ فی تبارۃ مبدأ وانہا قراءتان مشہورتان کما فی الطبری

س ۷ قولہ علی مکانتکم فی الطبری علی تمکنکم من العمل الذی تعملون ومنازلکم اھ

ص ۲۳ س ۱ قولہ تیوفی الخ فی ان والحال انہ یتوفی الانفس مرتین مرۃ عند موتہا ومرۃ عند نومہا فتکون فی متعلقۃ بیتوفی والتوفی مستقبل فی قال حقیقۃ وفی الثانی مجازا ولم یجوزہ کثیرون ائمۃ الاصول وقال الفراء فی تتعلقۃ بالموت وتقدیرہ ویتوفی الانفس التی لم تمت فی منامہا عند انقضاء اجلہا اھ قلت والاول ہو الصحیح عندی وان لم یرتضہ کثیرون ائمۃ الاصول تامل وفی ان من دون اللہ ای من دون اذنہ

س ۵ قولہ جمیعا فی ان وانتصب جمیعا علی الحال ولو کان تاکید الشفاعۃ لقیل جمعا

ص ۲۴ س ۱ قولہ قل اللہم الخ فی ان ولما حکی عنہم ہذا الجہل الغلیظ والحق البعید ہو الامر بالاستعاذۃ عن ذکر من ذکرہ راس السعادات وعنوان الخیرات والاستبشار بذکر اضداد الاشیاء وہی الجمادات امر بہ ہذا الدعاء اللہم فاطر السمٰوٰت والارض

وہو وصفہ بالقدرۃ التامۃ عالم الغیب والشہادۃ وہو نعتہ بالعلم الکامل وانما قدم وصفہ بالقدرۃ علی وصفہ بالعلم لان العلم لکونہ قادرا متقدم علی العلم لکونہ عالما کما یتبع فی اصول الدین انت تحکم الخ لیعلم ان نظرہم عن التوجہ بہم وحکمہم بالشرک امر معلوم الفساد بدیہۃ العقل فلا حیلۃ فی ازالتہ الا بالاستعانۃ القدیر العلیم اھ قلت ہذا الدعاء فی الاصل لکفار

کما یدل علیہ ذکر صفاتہ تعالے فیہ لکن لما کان الثناء علے الکریم دعاء وقد دلت القرینۃ علے ان المراد بالثناء ہنا ہو الدعاء وہی الاستعانۃ بتجالی فی مقابلۃ الکفار اطلق علے الثناء لفظ الدعاء فمراد ہ صلے اللہ علیہ وسلم بہذا الدعاء طلب الغلبۃ علیہم فی فہم

ص ۲۶ س ۱ قولہ جمیعا ای حال کونہا مجموعۃ کذا فی **ن** **س ۵ قولہ** ان تقول فی ع وہو مقول لہ ای انذرہم اکفرتہ ان تقول اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ ہنا تم قال الطبری عن ابن زید بتقدیر تم قال (ابن زید) بہذا اھ **وفی ن** قال جار اللہ ویجوز ان یکون العمل الصالح فی نفسہ نعارۃ لانہ سببہا اھ قلت ہذا احسن عندی **وفی ن** ایضا ہی سفلۃ من الغوز فمن وجد فلانا مصدر دمن جمع فلا خلاف اجتماعہا فکلل متحد متفارۃ اھ

حاشیہ تحتانی یمین قولہ بل جواب الخ **فی ن** ہذا یصح جوابا للقولین الثانی والثالث ای بلے قد ہربت بالوحی فکذبت واستکبرت عن قبولہ فلانا فائدۃ فی الاخبرۃ فان عدم الغایۃ ذکرہ واتفاقی بانب القبرین یزکو عنہ اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ ہی التوبۃ الخ قلت الجواب رد علیہم ودفاع غیر قائلہ بخلاف القولین الثانی فان قائلہا راد الفداء المغفرۃ

ص ۲۷ س ۳ قولہ اغفر اللہ **وفی ن** ومنہ منصوب باعبد تامر دنہی اعتراض والمعنی اغفر اللہ عبد یامرکم

ص ۴۰ س ۱ قولہ فصعق الخ روی الطبری عن ابی ہریرۃ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونفخ فی الصور ثلاث نفخات الاولے نفخۃ الفزع والثانیۃ نفخۃ الصعق والثالثۃ نفخۃ القیام لرب العالمین تبارک وتعالی یارا اللہ اسرافیل بالنفخۃ الاولے فیقول النفخ نفخۃ الفزع فتشرع اہل السموات واہل الارض الامن شاء اللہ قال ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ فمن استثنی حین یقول ففزع من فی السموات ومن فی الارض الامن شاء اللہ قال اولئک الشہداء واما الصعق الفزع الی الاحیاء اولئک احیاء عند ربہم یرزقون وذا ہم اللہ فزع ذلک الیوم وامنہم ثم یامر اللہ اسرافیل بنفخۃ الصعق فیقول النفخ نفخۃ الصعق فیصعق اہل السموات والارض الامن شاء اللہ فاذا ہم خامدون ثم یاتی ملک الموت الی الجبار تبارک وتعالے فیقول یارب قد مات اہل السموات والارض الامن شئت فیقول لہ وہو اعلم فمن بقی فیقول بقیت انت الحی الذی لا تموت وبقی حملۃ عرشک وبقیت انا وبقی جبریل ومیکائیل فیقول اللہ اہلکت الی کتبت الموت علے من کان تحت عرشی ثم یاتی ملک الموت فیقول یارب قد مات جبریل ومیکائیل فیقول اللہ وہو اعلم فمن بقی فیقول بقیت انت الحی الذی لا یموت ولقی حملۃ عرشک وبقیت انا فیقول اللہ فلیمت حملۃ العرش فیموتون ویامر اللہ تعالے العرش فیقبض القصور فیقول ای رب قد مات حملۃ عرشک فیقول من بقی وہو اعلم فیقول بقیت انت الحی الذی لا تموت وبقیت انا قال فیقول اللہ انت من خلقی خلقتک لما رایت فمت لاحکم فیموت ثم قال الطبری بعد ہذا وہذا القول الذی روے فی ذلک عن رسول اللہ اولے بالصحۃ لان الصعقۃ فی ہذا الموضع الموت والشہداء روان کانوا عند اللہ احیاء کما اخبر اللہ تعالے ذکرہ فانہم قد ذاقوا الموت قبل ذلک بزمان ردہر طویل وذلک انہ لو جاز ان یکون المراد بذلک من قد ہلک وذاق الموت قبل وقت نفخۃ الصعق وجب ان یکون المراد بذلک من قد ہلک فذاق الموت من قبل ذلک لانہ ممن لا یصعق فی ذلک الوقت اذا کان لم یمت لا یجد ولہ موت آخر فی ذلک الحال اھ

س ۵ قولہ مراجع زمرۃ کما فی **ن** وہجال فی الموضعین کما فی ع س **۷ قولہ** خزنتہا جمع خازن کما فی **ن**

ص ۲۹ س ۲۲ قولہ اعتذارہ یعنی لیس لکم اگر اعتذار ہو تو الملکۃ اس کا رد کرتے اور وہ نقل بھی ہوتا۔ کما قال تعالی انظر کیف کذبوا علی انفسہم اور ایسا اقتراف دنیا میں بھی ہوتا ہے جہاں کوئی سو مجلس پر کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارے ایسا ہوا اور مقصد اس سے اپنی خطا کا اقرار ہوتا ہے نہ کہ اعتذار فافہم

ص ۲۹ حاشیہ تحتانی یمین قولہ ما فین من حول العرش قلت قال الطبری من زائدۃ للتاکید وفی الصراح حوالہ الرجل واحد قوابہ ای احاطوا بہ وقولہ باعفتہ فی الصراح خفاف باکسر سرگردانگرد سر اھ ضح

حفافان وذکرانہ ہر چہ بگرد چیزی دراھ

ص ۳۰ س ۳ قولہ فاذا فرائد نزلت قابل التوب الخ فی الجلالین شدید العقاب للکافرین الے شدیدہ ذی الطول ای الانعام الواسع وہو موصوف علی الدوام لکل من ہذہ الصفات فاقتضت المستحق منہا للتعریف کالاخیرۃ اھ **وفی ن** الطاء ہر ان التوب معدۃ قیل جمع توبۃ اھ

س ۵ قولہ تقلبہم ای تصرفہم فیہا بالتجارۃ ای فلا یغرنک تقلبہم وخروجہم من بلدالے بلد فان اللہ محیط بہم کما فی مجمع البحرین بعض اہل فارس قلت فظہر ان التقلب اعتبر فیہ التصرف ایضا مع السیر من بلد الی آخر لا محض السیر

حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ توسیط الواو الخ قلت ولہ توجیہ آخر حسن ایضا **فی ن** ونصہ قال الاشعری ذہب بعض عن الکبائر دون التوبۃ لکلا یرتکبہا ثم یتوب بقولہ قابل التوب ویبعد المدح المطلق ویؤیدہ اہمال الواو بین ہذین الوصفین فقط کما ذہب قبل الجامع بین المغفرۃ ان کانت بدون توبۃ وبین القبول ان کانت توبۃ فقد جمع للذنب بین رخصتین بحسب الحالتین اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ المغفران وقبول التوبۃ قلت لکل الاول ارتفاع اشمال العقاب عند وفائدۃ الثانی حصول الاجر علیہ فان التوبۃ من الحسنات فافہم وانما لم توسط الواو بین الصفات الاخری لکونہا المذکور لان صفتین منہا لا تتعلقان بالمکلف واحد بخلاف ہاتین الصفتین المذکورتین۔

ص ۳۱ حاشیہ فوقانی س ۶ قولہ اشار الخ **فی ن** وفی قولہ ربنا وسعت کل شیء رحمۃ اشارۃ الے ان الحمد والثناء ینبغی ان یکون مقدما علی الدعاء وفی تقدیم الرحمۃ علے العلم فائدۃ وہی ان طلب الملکۃ فی ہذا المقام برہان یرجم الوسیلۃ اھ ملخصا

ص ۳۲ س ۱ قولہ تلقت اللہ الخ **فی** الطبری و اختلف اہل العربیۃ فی وجہ دخول ہذہ اللام فی **قولہ** تلقت اللہ فبکر فقال بعض اہل العربیۃ من اہل البصرۃ ہی لام الابتداء کان یناودن یقال لہم لان الذداء قول قائل ویشد فی الاعراب یقال لہ ایہ فضل من عمرو وقال بعض نحوی الکوفۃ التعنی فیہ بناء ودن ان سقت لہ رایکم وکم للام یکفی من ان تقول فی الکلام تادیت ان زیدا قائم فقال وشدہ قولہ ثم بدا لہم من بعد ما رأوا الآیات لیسجننہ حتی حین اللام لیسجننہ ان فی کل کلام صنایع القول مثل بناء دون وبحرون وشباہہ ذلک وقال آخر غیرہ منہم ہذہ لام التبیین تدخل مع الحکایۃ وصنایع الحکایۃ لتدل علے ان ما بعدہا استیناف اھ

س ۱۷ قولہ ایک دنیا کی زندگی الخ قلت اخرج الطبری باسناد ہ عن ابن عباس وابی مالک والضحاک نحناہ ولم یذکر الاحیاء بعد الموت فی البرزخ لانہ یتقبل بالعین وتابع للحیات بنہا وانما قدم الاماتۃ دون الاحیاء لان الاماتتین ظاہرتان وکذلک الحیاۃ فی الدنیا وبین کذلک الحیاۃ فی الآخرۃ فانما خفیۃ محتاجۃ الی التامل والدلیل السمعی فترجیح جانب الاماتتین علی الاحیاء تین ہنا ارجح ص **۳۳ س ۱ قولہ** لا یخفی الخ **وفی ن** وہذا ان کان ما فی جمیع الاحوال وشاملا للدنیا والآخرۃ الا انہ مخصص بالآخرۃ لانہم فی الدنیا کانوا یظنون ان بعض الاعمال تنجی علے اللہ عند الاستنارۃ بالحجب کما قال ولکن ظننتم ان اللہ لا یعلم کثیرا مما تعملون فہو نظیر قولہ مالک یوم الدین

س ۳۴ قولہ روز قیامت قلت اخرجہ الطبری عن ابن زید وفسرہ بعضہم بیوم المنیۃ والاظہر ہو الاول فان الخوف والعذاب فی الکشف

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ التوبۃ فی **ن** سن ازت الامراذہ فاذا ذدتنی اھ وقولہ فاستہ فی **ن** قال (جار اللہ) ولا یحسن ان تکون الفاء صفۃ للامین مضافۃ الیہا لخروجہ قطیعۃ لے لعلم العین الخائنۃ للان قولہ ومالتخفی الصدور دلیلا احد علیہ یعنی ان عطف العرض علے الجوہر والمحل علے العین غیر مناسب اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ الراء الخ توضیحہ مانی **ن** ای لا شفاعۃ ولا اجابۃ وذلک انہ لا یشفع احد فی ذلک الیوم الا باذن اللہ فان اذن لہ اجیب والا فلا یوجد شیء من الامرین اھ ملخصا

ص ۳۴ س ۶ قولہ من آل زرعون قدروی الطبری عن السامری قال ہو ابن عم فرعون وقال آخرون کان الرجل اسرائیلیا اھ ملخصا قال الطبری وادلی القولین فی ذلک بالصواب عندی القول الذی قالہ السدی من ان الرجل المؤمن کان من آل فرعون

ص ۳۵ س ۳ قولہ ایکم فی الاعراب متعلق بمفعولین وہما الثالث مقدرا ی الطاغی ہدی وہو من الرای الذی یمشی الاحتقاد اھ وفی المنتخب ۱۲ منہ

نرون وشنا سانیدن اه قلت اریدبہ ہہنا المعنی الثانی من المعنیین المذکورین فی المنتخب لما سمعوا الخ فتدبر اه منہ اسے اراہ مناسبتہا عندی

ص ۴۵ حاشیہ تحانی بیسارس ۳ قولہ لعموم الضلال الخ نے الاعراب واما فی کل القلب براد بہا عموم القلب لاستیعاب کل قلب بالطبع وہو نے المعنی الکفر ارۃ من قرأ علی قلب کل متکبر اه وفی الطبری واختلف القراء فی قراءۃ ذلک فقرأتہ عامۃ قراء الامصار خلافا لابی عمرو بن العلاء علی کل قلب متکبر باضافۃ القلب الی المتکبر یعنی الجر عن ابن السید طبع علی قلوب المتکبرین کلہا ومن کان ذلک قراءتہ کان قولہ جبار نعت متکبر وقد روی عن ابن مسعود انہ کان یقرأ ذلک کذلک یطبع اللہ علی قلب کل متکبر جبار حدثنی بذلک ابن یوسف قال ثنا القاسم قال ثنی حجاج عن ہرون انہ کذلک فی حرف ابن مسعود وہذا الذی ذکر عن ابن مسعود من قراءتہ بتحقیق قراءۃ من قرأ ذلک باضافۃ قلب الی المتکبر لان تقدیم کل قبل القلب وتاخیر ہا بعدہ لا یغیر المعنی الذی لمعنی ذلک فی الحالتین واحد وقد حکی عن بعض العرب سماعا ہو رجل شعرہ یوم کل جمعۃ یعنی کل یوم جمعۃ اه

س ۱۳ قولہ الاسباب الطبری وقد بینا فیما مضی قبل ان السبب ہو کل ما تسبب بہ الی الوصول الی ایطلب من عمل وسلم وطریق وغیر ذلک فلا وجہ الا القول بالصواب فی ذلک ان یقال معناہ لعلی ابلغ من اسباب السموات اسبابا اتسبب بہا الی رویۃ الہ موسی طرقا کانت تلک الاسباب سمٰوات او ابوابا او منازل او غیر ذلک اه

ص ۴۶ س ۱۱ قولہ فمدوا وشیبانی الطبری واصل العدد والمنتہی مصادر جعلت اوقاتا اه

ص ۴۷ س ۲۸ قولہ دوزخ کی طرف الخ قلت قال العلامۃ الطبری قولہ یوم تولون مدبرین فتاویلہ علی التاویل الذی ذکرنا من الخبر عن رسول اللہ یوم یولون ہاربین فی الارض فحذار عذاب اللہ وعقابہ عند محاشتہم جہنم فتاویلہ علی التاویل الذی قالہ قتادۃ فی معنی یوم التناد۔ یوم تولون مدبرین عن موقف الحساب اه وفیہ ایضا واولی القولین فی ذلک بالصواب القول الذی روی عن رسول اللہ ان کان الذی قالہ قتادۃ غیر بعید اه قلت قد روی الطبری قبل ہذہ العبارات حدیثا مرفوعا

طویلا فی آخرہ وتشیب الولدان وتطیر الشیاطین ہاربۃ حتی تاتی الاقطار فتلقاہا الملئکۃ فتضرب وجوہہا فترجع ولتولے الناس مدبرین ینادی بعضہم بعضا وہو الذی یقول اللہ یوم التناد یوم تولون مدبرین الکم من اللہ من عاصم اه

س ۳۸ قولہ اظہار جلادت الخ اور یہ بھی ممکن ہے کہ استہزاً ایسا کہا ہو

ص ۴۸ س ۹ قولہ پھر خدا کو معلوم محل بتایا نہیں بتایا اه مگر ہلا ر طبری جو بہت طبری محدث اور مؤرخ ہیں اور جن کی تاریخ مع التواریخ ہے اُنکے ظاہر قول قبل سے جو انکی تفسیر میں ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ وہ محل تیار ہوا تھا۔ وقولہ کہذا و احتمال فسر عون الذی یحتمال للاطلاع الی آلہ موسی الا نے خسار و ذہاب مال وغبن لا ذہبت نفقتہ التی انفقہا علی السحر فلم ینل بہا النفق شیئا مما اراد وہ فذلک ہو الخسار والتباب اه

س ۲ قولہ سبع وشام الخ یہ مضمون حدیثین بھی سب اہل نار کے لئے آیا ہے فقد روی فی الصحیحین مرفوعا ان احدکم اذا مات عرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی ان کان من اہل الجنۃ فمن اہل الجنۃ وان کان من اہل النار فمن اہل النار فیقال ہذا مقعدک حتی یبعثک اللہ الیہ یوم القیامۃ اه

ص ۴۹ س ۳ قولہ فخزنۃ جہنم فی ان قال المفسرون انما لم یقل لخزنۃ نتہا لان جہنم اسم قصر النار فکان لخزنتہا رتبا من الصدور اعظم رتبۃ من سائر الخزنۃ فلذلک خصہم بالخطاب اه

س ۴ سورہ رعد الخ سورہ اعراف میں بھی یہ جملہ ہوا ور ابانۃ البیان میں اس پر تعجب کیا ہو دعاء کفار کی عمدہ تحقیق کی گئی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے

حاشیہ تحانی یمین قولہ لما دل علیہ الظہار قال ابو البقاء ونصبا منصوب بفعل دل علیہ منفون تقدیرہ ہل انتم دافعون عنا او مانعون اه قلت او یکون ان یقال ان اصل العبارۃ دافعون عنا دافعون عنا وقد قدم منفون عنا مقامہ وقولہ نصیبا مفعول لہ قولہ منفون وفی النہایۃ یقال اغن عنی مشرک ای اصرفہ وکفہ ومنہ قولہ تعالی لکل امرئ منہم یومئذ شان یغنیہ اه

ص ۵۴ س ۹ قولہ اعنی الخزن ان اکثر المفسرین علی ان الدعاء ہہنا بمعنی العبادۃ والاستجابۃ بمعنی الاثابۃ بقولہ سیدخلون الذین یستکبرون الخ اه وقد روی الطبری باسانید عدیدۃ عن النعمان بن بشیر قال سمعت النبی یقول الدعاء ہو العبادۃ وقال ربکم ادعونی استجب لکم اه وفیہ عن ابن عباس وحدہ فی انہ الخ اه

ص ۵۴ س ۳۴ قولہ اذ لا غلال فی ان لیس کقول القائل سوف اصوم ہس بناء علی ان سوف للاستقبال واذ للماضی لان اذ ہہنا بمعنی اذا لانہ یرد علی عادۃ اخبار اللہ بنحو سیق ونادی وقال الخبر اذ صارت زمانا قبل سوف لان اللہ لم یقع منہم بعد ثبوت الاغلال والمعنی علوا من الاغلال التی کانوا وعدوہ لبعدان حق بالوجود اه

س ۹ قولہ اما ترینک فی الجلالین فیہ ان الشرطیۃ مدغمۃ فی ما الزائدۃ لتوکید معنی الشرط اول الفعل والنون آخر الفعل اه

س ۱۱ قولہ منہم من لم تقصص علیک قلت اما اورد فی بیان عدد ہم فی الحدیث فاجیب عنہ انہ خبر واحد لا یوازی الآیۃ المتواترۃ فلا یعارضہا ولکن ہذا الجواب لم یبلغ مبلغ التحقیق عندی فلیتامل فی الجواب عنہ علی سبیل التحقیق ویتتبع طرق الحدیث لعلک تحصل لک جواب شاف محقق

س ۱۳ قولہ بنا لک المبطلون فی ان ای فی ذلک الوقت استعیر المکان للزمان المبطلون فی لے فی ذلک الوقت استعیر المکان للزمان المبطلون وہم اہل الادیان الباطلۃ اه قلت الا لابطال متعد کما فی الصراح فالمراد بہم الذین یبطلون الدین الحق لے یقولون یبطلانہ

س ۶۶ قولہ لغۃ قلت فی مفردات الراغب المرح شدۃ الفرح والتوسع فیہ اه

حاشیہ تحانی بیسارس ۲ قولہ لیقال الخ قلت العبارۃ الواضحۃ الدالۃ علی ہذا المعنی ما فی قال جارا مدانہم لیقل فبئس مثل المتکبرین حتی یکون مناسبا للقولہ ادخلوا کقولک زیدا مررت بہ فہم المرار الا ادخال الوقت بالمخلوق فی معنی الزوال اه

ص ۵۴ س ۳۳ قولہ علی ان الفلک انما قال بعلی الفلک ولم یقل وفی الفلک مع صحتہ اذ ہی کالوعاء از دوا جا لقولہ وعلیہا وانما حمل محمول علی الظاہر اذ قبل ہو من قول العرب حملت فلانا علی الفرس اذا وہبتہ لہ

کذا فی النیسابوری

ص ۵۵ س ۵ قولہ فلم یکن شعرہم الخ فان قلت لم لم یقل فلم یفہم مع کونہ اخصر قلت لفظہ لکن زائدۃ تاکیدا

ص ۵۶ س ۵ قولہ نماذ ہون فی الاعراب ہو محمول علی المعنی لان معنی فی اکنۃ مجموعۃ عن سماع ما ندعوا الیہ والایکون لہم نفتا لاکنۃ الخ فان قیل کیف یصح ہذا الاعتذار وقد اخبر اللہ سبحانہ فی قولہ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم وان ثبوت الاستثناء آمنون من العذاب قلنا الاغلال غیر ثابتۃ وہذہ کیمیۃ اه قلت والاحسن فی الجواب ما حمل المفسر علیہ الصاعقۃ

س اقولہ ان لا تعبدوا الی ان وجوز ان تکون ان المفسرۃ او مخففۃ وضمیر الشان مقدرا اه

س ۵ قولہ ہو اسند بسہم فی ن لان الفاعل والعلۃ اقوی من القابل والمعلول والقوۃ فی الانسان نتیجۃ صحۃ البہیمۃ والاعتدال حقیقتہا زیادۃ القدرۃ فلہ ذلک جاز ان یقال امدہ اقدرہ اکبروان کان لانسبۃ للمتناہی الی غیر المتناہی اھ

س ۷ قولہ نحسات فی ع بکسر الحاء وہو اسم فاعل مثل نصب ونصبات اھ مصححا

حاشیہ تحتانی یسار قولہ من بین ایدیہم (فائدہ) فی ن وحقیقۃ بین یدیہ ان یستعمل للشئی الحاضر ومجازہ ان یستعمل للماضی بزمان قریب اھ

س ۴۹ س ۱ قولہ ولعذاب الآخرۃ اخزی فی ن من اسناد المجازی فان الذل والہوان لصاحبہ اھ

س ۷ قولہ ان یشہد فی ع ای من ان یشہد لان تستتر لایتعدی بنفسہ اھ

ص ۵۱ س ۳ قولہ اسوأ الذی فی ن المضاف فی قولہ اسوأ محذوف ای جزاء اسوأ الذی ولذلک اشار الیہ بقولہ ذلک جزاء اعداء اللہ اھ

س ۳ قولہ بما کانوا الخ فی ن وقد وضع قولہ بما کانوا الخ موضع لان لو قال بما کانوا یفعلون اقامۃ للسبب مقام السبب اھ **س ۷ قولہ** الاتی فواد والاخر فؤاد والاشہر قلت نفی المصدرین واثبت نعتہ واحدۃ للدلان مدفع المضار ہو من جلب المنافع فافہم

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ اللغو فی ع یقرأ بفتح الغین من الغایتی وبضمہما من الغایۃ والمعنی سواء اھ وقولہ النطق نفی الصریح بالقصر شنگ خواروفی فرہنگ شنگ خوارنام مرغیست کوچک وسیاہ رنگ وکاکل دارکہ شنگ ریزہ می خورد اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ لازیدۃ فی ان قال زجاج اھ ومن جعل لازیدۃ قال القیاس علی تفسیر قولہ ان یقال ادفع بالتی ہی احسنۃ ولکنہ وضع احسن موضع الحسنۃ لیکون ابلغ لان من دفع بالحسنی ہان علیہ الدفع بما ہو دونہا اھ (فائدہ) فی مفردات الراغب الحسنۃ یعبر بہا عن کل ما یسر من نعمۃ تنال الانسان فی نفسہ وبدنہ واحوالہ والسیئۃ تضاد ہا وہما من الالفاظ المشترکۃ والفرق بین الحسن والحسنۃ والحسنی ان الحسن یقال فی الاعیان والاحداث وکذلک الحسنۃ اذا کانت وصفا واذا کانت اسما فتتعارف فی الاحداث والحسنی لا یقال الا فی الاحداث دون الاعیان الخ

ص ۵۲ حاشیہ تحتانی قولہ متلاشتہ ای ساکنۃ نفی الصراح یا مت منہ سکت

ص ۵۲ س ۳ قولہ خلقہن فی ن والضمیر للآیات ولم یغلب المذکر لان ذلک قیاس مع العقلاء اھ محصلا

ص ۵۲ س ۹ قولہ دہر علیہم بمعنی فی ع مصدر عے مثل صدی صدے فعلی لا یتعلق بالمقدر مہا علیہ ولکن یجوز ان یکون علی التبیین ادحالا من ہما محصلا

ص ۵۵ س ۱۱ قولہ فی الآفاق فی ن ردد الآفاق افق وہو الناحیۃ من نواحی الارض والسماء وعند المحققین الآیات الآفاقیۃ ہی الخارجۃ عن حقیقۃ الانسان وبدنہ کالافلاک والکواکب الخ

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ بل من ربک قلت لوانہم التفصیل انی ع قولہ تعالی بربک الباء زائدۃ وہو فاعل یکف والمفعول محذوف ای الم یکفک ربک فعلی ہذا فی موضع البدل من الفاعل اما علی اللفظ او علی الموضع ای الم یکفک ربک شہادتہ اھ

ص ۵۵ س ۳ قولہ آذنک الخ فی ع ہذا افعل یقتدی لہ مفعول بنفسہ والی آخر بحرف جر وقد وضع المنتہی ومافی خبرہ موضع الجار والمجرور اھ

س ۵۷ س ۹ قولہ لاریب فیہ فی ن اعتراض لامحل لہ او صفۃ للجمع بناء علی ان التعریف الجنسی قریب من النکرۃ اھ

ص ۵۸ س ۸ قولہ معانی مانگتے ہیں فی ن طعامی قوتہ الکفار والفساق سنہم اھ

س ۲۴ قولہ احسار الخ اجسام سے مراد اجسام المیتۃ ہیں مثل ہرے کے مگر وہ عنصری بھی ہیں یا فادہ الشرنبلالی اھ

ص ۵۹ س ۱۱ قولہ یذرہم کی فی ن والضمیر فی یذرہم راجع الی الخاطبین وہم من سیوجد الی یوم القیمۃ وتغلیب الحاضرین علی الغائبین وہم من سیوجد الی یوم القیمۃ وتغلیب الحاضرین علی الغائبین وہم من سیوجد الی یوم القیمۃ وتغلیب العقلاء علی غیرہم وعلۃ الاول الخطاب وعلۃ الثانی العقل

س ۵ قولہ ان اقیموا الدین فی ن ومحل نصب لانہ من مفعول شرع وفیہ فقیل ہو اقامۃ الدین یعنی اقامۃ اصولہ من التوحید والنبوۃ والمعاد ونحو ذلک دون الفروع التی تختلف بحسب الاوقات لتوافق الکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا س ۷ قولہ ادیۃ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الخ قلت معناہ عندی واللہ تعالیٰ اعلم ان اللہ یصطفی لنفسہ من یشاء ویہدی الخ ای لتتوہموا ان لا دخل للارادۃ العبدیۃ والقدرۃ المکلفۃ الصحیحۃ فی الآیۃ بالاناۃ بل لہ دخل ایضا فی الہدایۃ وان کان الاصل ہو المشیئۃ ولما لم تورد المشیئۃ والارادۃ العبدیۃ ہہنا لم یہتد والفلا یکون یا محمد علیہم فانہم وما اشتہر عند الصوفیۃ من الفرق بین الاجتباء والہدایۃ والاستدلال علیہ بہذہ الآیۃ فبعیدہ قلبی من ہذا السیاق ولہذا لم یذکر المفسر تفسیرہ علیہ۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۴ قولہ سوا قلت لعلہ اہم اھ

حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ ایذانا بان الجعل الذری فی ن لم یقل بہ لانہ جعل اللہ بیرا فی الذر منہا ومعدا للتکثیر کقولہ ولکم فی القصاص حیاۃ اولان حروف الجر تقام بعضہا مقام البعض اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ کشاہد فی ن ومعنی لیس کشاہد نفی المشیئۃ عنہ بطریق الالتزام وذلک انہ لو کان لہ مثل واللہ تعالیٰ شئی فلہ مثل شئی وہو خلاف نص المخبر الصادق وہذا المحال انما لزم من فرض وجود المثل لہ فوجود المثل محال وہو المطلوب ولعل ہذا التقریر مختص بنا اھ

ص ۶۰ س ۱ قولہ لاعدل فی الطبری ان الاسم عادل فی معنی لاعدل لان معناہ وامرت بالعدل بینکم اھ

س ۲۹ قولہ ان تبلیغ الخ اگر مشیہ ہو کہ تبلیغ میں تو بحث ہوتی ہی ہو پس باوجود تبلیغ کے نفی بحث کی کس طرح صحیح ہوگی تو جواب یہ ہے کہ بحث سے مراد خصومۃ وجدال ہے اور نفس تبلیغ بطریق احسن جدال نہیں جو منفی ہے دیوبندی مانے الطبری قال ابن زید فی قول اللہ عزوجل لاحجۃ بیننا وبینکم لا خصومۃ بیننا وبینکم وترک ذکر ولا تجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن الی آخرہ اھ

ص ۶۱ حاشیہ تحتانی یسار س قولہ العدل قلت رواہ الطبری عن مجاہد وقتادۃ

ص ۶۲ س ۶ قولہ یبشرہ اللہ قلت ای یبشرہ اللہ بہ **س ۱ قولہ** ام لہم الخ فی ن ہے المعادلۃ الالف الاستفہام تقدیرہ ایتخذون ما شرعوا لہم من الدین ام لہم آلہۃ شرعوا لہم من الدین ما لم یاذن بہ اللہ اھ

س ۷ قولہ فی القلب الخ فی ن جعلوا مکانا للمودۃ ومقرا لہا ولہذا لم یقل مودۃ القربی المودۃ للتقرب وہی مصدر یعنی القرابۃ ای فی اہل القربی وفی حقہم اھ قلت ففیہ ادخال فی علی القلب لیفید تاکید المودۃ فی القربی فان المودۃ تدخل فی الترغیب الحاصل من التثنیۃ دخولا ولیا لذکرہا بعدہ

حاشیہ فوقانی قولہ متصلا فی ن الاستثناء متصل ولکنہ من قبیل تاکید المدح بما یشبہ الذم کقولہ ولا عیب فیہم غیر ان سیوفہم بہن فلول من قراع الکتائب والمعنی لا تطلبن منکم اجرا الا ہذا وہو فی الحقیقۃ لیس اجرا اھ قلت کلام حسن ونکتۃ نفیسۃ

ص ۶۴ س ۱ قولہ یستجیب قال الطبری قال بعض نحوی الکوفۃ ویستجیب الذین آمنوا یکون الذین فی موضع نصب بمعنی ویجیب الذین آمنوا وقد جاء فی التنزیل فاستجاب لہم ربہم والمعنی فاجاب لہم ربہم الا انک اذا قلت استجاب ادخلت اللام فی المفعول واذا قلت اجاب حذفت اللام ویکون استجابہم بمعنی استجاب لہم اھ

ص ۶۴ س ۹ قولہ ما اصابکم الخ فی ع ما شرطیۃ فی موضع رفع بالابتداء وفما کسبت جوابہ والراجع محذوف ای فہو بما کسبت والاستقبال الاستقبال ہہنا لاستمرار التعریفۃ بیان عادۃ تعالیٰ لعبادہ فافہم

س ۱۱ قولہ کالاعلام یعنی کالجبال واحدہا علم کذا فی الطبری

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ لمشیت یعنی فزیادۃ س وقولہ جاریۃ فقال الطبری وہی السائرۃ فی البحر ثم نقل عن مجاہد قولہ الجواری فی البحر قال السفن

ص ۶۵ س ۲۸ قولہ انبیاء واولیاء الی قولہ مانع موجود ہے احقر کہتا ہے کہ انبیاء واولیاء بین مانع مختلف ہیں یعنی انبیاء میں اس ثروت کا سبب بغاوت نہوا بوجہ ان حضرات کے ذاتی صبر

ہذہ من تقریرات والدی المرحوم وقد قرأتہا علیہ مرارا وربما کنت اراجعہ فی بعض ما فیہا

ہوئے کے ہے اور اولیاء بین عصمت کے سبب نہیں بلکہ حفظ حق کے سبب ہے پس اولیاء پر اس کا اثر نہ ہونا گویا بعید نہیں لیکن لازم بھی نہیں لعدم وجوب عصمتہم بستنبط ذلک ایضا حافی لباب النقول بن سبب النزول ونصہ واخرج الحاکم وصححہ عن علی رض قال فان نزلت ہذہ الآیۃ فی اصحاب الصفۃ ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکنہ انہم قالوا لو ان لنا فتمتعوا الدنیا واخرج الطبرانی عن عمر بن حریث مثلہ اھ ولا یخفی ان الصحابۃ رض افضل من جمیع الاولیاء غیر الانبیاء علے ما قالوا اس اخیر قولہ وجدوہ فی الارض فی ن لان الشی قد یجب لے جمیع المذکور وان کان متلبسا ببعضہ کما یقال بنو فلان فعلوا کذا ولعلہ قد فعلہ واحد منہم فقط اھ

ص ۶۶ س ۱۳ قولہ حرف خطب بین تخصیص کی اور پھر حقیقۃ کی قید لگانی احقر کہتا ہے کہ مقصود کل واحد من العقدین سے حاصل ہے پس ہر قید مستقل جواب ہوا اور مطلوب نہیں ہو کہ دو رکن قیدین اجتماعا جواب ہیں جیسا کہ ترجمہ وتفسیر سے شاید کسی کو ایہام ہو جاوے۔

(فائدہ) فی ن قال ابن التمانی لو لا ان الاطفال والبہائم لہم حالۃ کانوا علیہا قبل ہذہ الحالۃ لکانوا لیست بالملوم فانہم لا ذنوب لہم الآن واجیب بان الخطاب فی الآیۃ لذوی العقول البالغین وبانہا فی البالغین عقوبۃ او زیادۃ درجۃ وفی الاطفال مثوبۃ لہم او لوالدیہم اھ ملخصا بلفظہ

ص ۶۶ س ۵ قولہ سیئۃ مشہا فی ن وہی الثانیۃ مسیئۃ ازدواجا للکلام الطان السیئۃ ہی التی یکرہ بہا الانسان طبعا کالفضاص والقلع وسائر الحدود اھ

حاشیہ تحتانی قولہ شوری فی ن مصدر کالفتیا ص ۶۷ س ۱۲ قولہ آپس کے مشورے اھ یعنے وقت مشورہ واجب ہی ہے جیسے کسی مسئلہ میں علماء کا مشورہ جب کہ وہ مسئلہ بغیر مشاورت حل نہ ہو سکے اور ہو بھی ضروری اگر استخراج مسئلہ مستحب ہو تو مشورہ بھی مستحب ہوگا اور امور دینیہ میں بھی مشورہ لینا ثابت ہے عادت نبویہ کی بلکہ اگر وہ دنیوی کام جس میں مشورہ لیا جاتا ہے مباح ہے تو مشورہ بھی مباح اور اگر وہ معصیت ہے تو مشورہ بھی گناہ اور آیت میں مدح شے فی احد الدلیلین کی ہے خواہ باعتبار اصالۃ وہ دین

میں داخل ہوں یا تبعا فافہم

ص ۶۸ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ ای من میں کہ فلت تغیر یعنی الانکار مصدر نحو ہنا بمعنی اسم الفاعل اوذو مقدر فی اولہ

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ للاتمام فی ن وفائدتہ التسجیل علے ان ہذا الجنس من شانہ ذلک اھ وہذا اوضح

ص ۶۷ س ۳ قولہ خاشعین فی الطبری قال ابن زید الخشوع الخوف والمخبتہ للہ عز وجل وقرأ قول اللہ عز وجل لمار أوا العذاب الے قولہ خاشعین من الذل قال فداء المخوف الذی نزل بہم وخشوعہم اھ واما ما ورد من حشر الکفار اعمی فہو اما مخصوص بوقت الحشر او محمول علے حالۃ البعض وہذا علے حال الآخرین والاول اوجہ واللہ تعالے اعلم

ص ۶۹ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ وذکرانا الخ فی ن وانتصبہما علی المفعولیۃ والضمیر لمن یشاء الذی یجمع لہم کلا الصنفین اھ

ص ۷۰ س ۴ قولہ کفاحا یعنی مشافہۃ

ص ۷۱ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ الغراب جمع غرتبۃ وہی الابل الوحشی افادہ الفیہ

حاشیہ تحتانی یمین س ۵ قولہ ثلثۃ فی ن من قرأ ان بکسر الہمزۃ فلکقول الاجیران کنت حملت ذلک فوفی متفق بخیل فی کلام ان لفظ فی الخروج عن عہدۃ الاجر فضل من یشدد فی الاحتیاط مع تحققہ فی الخارج اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۵ قولہ لصفاتہ الخ ای قلت احترازا عن افعال الباری تعالی فانہا لا تقرب من ذاتہ تعالی کقرب صفاتہ وہو ظاہر

ص ۷۲ س ۳ قولہ متجانفا فی ن مزیلا تجانف المکان۔

ص ۷۳ قولہ علی ظہورہ فی الطبری فان قیل فہلا قلت لتستووا علے ظہرہ فجئت بالظہر واحدا اذا اضفتہ الے واحد قلت ان الواحد فیہ معنی الجمع قوت الظہر الی المعنے راد یقال ظہرہ فیکون کالاقل الذی معناہ ولفظہ واحد وکذلک تقول تذکرت نساء الجند وقلت ورفع الجند اعینہ والمقال عینہ

ص ۳ قولہ شہدا وتنہ فی مفردات الراغب والشہادۃ قول صادر عن علم حصل بشاہدۃ بصیرۃ او بصر وقولہ شہدوا شاہدتہم یعنی مشاہدۃ البصر ثم قال فتکتب شہادتہم تنبیہا علی ان الشہادۃ تکون عن شہود اھ یعنی عن حضور ومشاہدۃ

ص ۳ س ۳ قولہ مقتدون فی ن وانما قال اولا مہتدون وبعدہ مقتدون لان العرب کانوا یتحاصمون رسول اللہ ویزعمون لانہتدی بہ ولعل الامم قبلہم لم یزیدوا الاقتداء بالآباء ودین الانبیاء اھ

ص ۳ س ۲۸ قولہ مباحثۃ الخ فی ن قالت العقلاء فلما تکلمت امرأۃ فارادت ان تعرب عن جمیتہا الا نطقت بما ہو حجۃ علیہا اھ

ص ۴ س ۱ قولہ مما تعبدون فلت من للصلۃ

س ۱ قولہ جعلہا فی ن ولا ریب ان قولہ انہی براء مما تعبدون بمنزلۃ لا آلہ وقولہ الا الذی فطرنی بمثابۃ الا اعبد وہی کلمۃ التوحید فلذلک انث الضمیر فی قولہ وجعلہا اھ

س ۳ قولہ عقبہ فی الصراح عقب الرجل ولدہ ولد ولدہ اھ

س ۳ قولہ حتی جاء ہم الحق فی المجلیین بالمعقبۃ ہؤلاء (المشرکین) وآبائہم ولم اعاجلہم بالعقوبۃ حتے جاء الحق ونحوہ فی الطبری وفی ن قال جار اللہ اما دلیل استغفاره عن التوحید حتی جاء ہم الحق وہو القرآن ورسول مبین الرسالۃ وانما فعل ذلک لینہ الغایۃ انہم تنبہوا عندہا من غفلتہم لانتفاء اتباعہا التنبیہ ثم ابتدأ فقضیتہ عندہم الحق قالوا ولما جاءہم الحق جاروا بہا ہو شر من غفلتہم وہو ان صموا الی شرکہم معاندۃ الحق ومکابرۃ الرسول وانکار القرآن اھ

ص ۷۵ س ۵ قولہ لیسوءوا فی ن ہو جواب استفہام (ای من لمن کیفر بالرحمن) وقیل ہما کقولک وہبت لہ ثوبا لتقمصہ فی ان اللام للغرض

س ۵ قولہ نفانی الطبری وقرأہ بعض قراء المدینۃ وعامۃ قراء الکوفۃ سقفا بضم السین والقاف اوجہ الی انہا جمع سقیفۃ او سقوف واذا وجہت الے انہا جمع سقوف کانت جمع الجمع لان السقوف جمع سقف فہو جمع السقوف سقفا اھ وفیہا یضا قد زعم بعضہم ان السقف بضم السین والقاف جمع سقف والرہن بضم الراء والہاء جمع رہن فانظر وجہ الصواب فی ذلک وذلک انہ غیر موجود فی کلام العرب اسم علے تقدیر اصل بفتح الفاء وسکون العین مجموعا علے فعل فجعل السقف والرہن کشاۃ اھ وفیہ ایضا وانما المعارج فانما جمعت علے مفاعل وواحدہا معراج علے جمع معرج کما یجمع المفتاح مفاتیح علے جمع مفتح لانہا نقتان معرج ومفتح ولو جمع معارج کان صوابا کما یجمع المفتاح مفاتیح اذا کان واحدہ معراج اھ

س ۵ قولہ ان کل ذلک لما بلغ فی المجلیین ان (مخففۃ من الثقیلۃ) کل ذلک لما بلغ التخفیف فما زائدۃ وبالتشدید یعنی الا فان نافیۃ اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ اخیر قولہ علے عمل الخ قلت ہذا علے تقدیر جعل فضۃ مفعولا ثانیا لجعلنا لبعد تعلقہ بکائنۃ متقدرۃ وان جعل لفظ من فضۃ لغتا لسقفا وعدی الجعل الے مفعول واحد فرفرفا منصوب بنزع الخافض ای ومن زخرف ففی ن وہو ان کون معطوفا علی قولہ من فضۃ الا انہ نصب بنزع الخافض اھ

(فائدہ) اعلم ان قولہ تعالے لیسوءوا تہم المشافی علے تقدیر کون لیسوءوا تہم الاول بدل الاشتمال معطوف علی الادل ولفظ اذا بادسرا وسطوا فان علے سقفا ومعارج من حیث المجموع

ص ۷۹ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ یعیش فی الطبری واصل العیش النظر الخیر یشت لعلہ فی العین اھ وفی ن وفیہ معنی الاعراض فلہذا عدی بعن اھ وفیہ ایضا عشی بالکسر ویعشی بالفتح اھ ملخصا

ص ۷۷ س ۵ قولہ من ارسلنا من قبلک روی الطبری بسندہ عن مجاہد قال فی قراءۃ عبد اللہ بن مسعود واسئال الذین ارسلنا الیہم قبلک وسلنا الیہم اھ ثم اخرج نحوہ من قتادۃ والضحاک

حاشیہ تحتانی قولہ شرت قلت رواہ الطبری عن ابن عباس

ص ۷۸ س ۹ قولہ فاستفت قومک ای تخیف عقولہم کما فی ن

ص ۷۹ س ۶ قولہ عارہ ہی فی ن کما قال الحماسی من تلق منہم تقل لاقیت سید ہم

ہ یہ پارہ حضرت مولانا حاجی الحرمین الشریفین حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ کی ملک ہے

النجوم الیتہ یسری بہا السارے

ص ۸۰ حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ مثلاً فی ع مفعول ثمان لضرب اے جعل مثلاً اھ

ص ۸۲ س ۵ قولہ تجرون فی ن والجور السرور

س ۹ قولہ لا یفترفی ن لا یکفف من الفتور

حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ صحاف فی الطبری وہی جمع للکثیر من الصحفۃ والصحفۃ القصعۃ وفی مفردات الراغب والصحفۃ مثل قصعۃ عریضۃ اھ قولہ الجفنۃ ثم القصعۃ ثم الصحفۃ ثم الکیلجۃ قلت ترجم صاحب الصراح الثلاثۃ الاول بالفظہ کاسہ بزرگ وقال کیل پیمانہ و یہودن لے ان قال کیال پیمانہ والاسم کیلۃ و یقال انہ لحسن الکیلۃ مثل الجلۃ والرکبۃ اھ فظہر ان الکیلجۃ اسم مصدر وقال صاحب الصراح ایضا قال الکسائی الاعظم القصاع الجفنۃ ثم القصعۃ ثم الصحفۃ ثم المیکلۃ تشبیع الاشرۃ تشبیع الرجلین و الثلاثۃ ثم بصیغۃ تشبیع الرجل اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ روۃ بالضم رستہ ولہ وکوزہ وجزآن کذا فی المنتخب وقولہ اولاخرطوم لہ قال بعضہم خرطوم یقال لہ بالہندیۃ لونڈی وفی ن ان العروۃ المذکورۃ امر ذا علی مصلحۃ الشرب وانما ہو لدفع حاجۃ کتقلیس و تعلق واہل الجنۃ منہا برآء من امثال ذلک فلعلہا کانت اکواز ا اکوابا اھ

ص ۸۴ حاشیہ تحتانی یسار س ۳ قولہ اتصال العصا بالحبا فی الصراح لحاب بالکسر والمد لوست درخت وغیرہ فی الاصل بین العصا والحائط

ص ۸۶ حاشیہ تحتانی یسار قولہ مفعول مطلق الخ فی ن لانہ اذا حکم بالشیٔ و فصلہ کتبہ فقیر ادجبہ وامربہ اھ

ص ۸۷ س ۱ قولہ یوم تاتی الخ منصوب فاذکر یقدر کذا فی ع

س ۳ قولہ الذکری فی ع مبتدأ وبہم الخبر والی ظرف یعمل فیہ الاستقرار ویجوز ان یکون الی الخبر وبہم تبیین اھ وقولہ ثم تولوا فی ن ومعنی ثم تبعید الحالین۔

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ الاول الخ فی ن فان بابعدان لا یعمل فیما قبلہ اھ

ص ۸۸ س ۵ قولہ رہوا فی الطبری عن عکرمۃ فی قولہ رہوا اقال یابسا کہیئۃ بعلان ضربہ یقول لا تامرہ یرجع ازکر حتی یفعل آخر ہم اھ وفیہ ان الرہو فی کلام العرب السکون اھ

س ۳ قولہ ان ترجمون فی ع ای من ان یرجموا وفی الطبری واولے الاقوال فی ذلک الصواب ماول علیہ ظاہر الکلام وہو ان موسی علیہ السلام استعاذ بالمدمن ان یرجمہ عدوہ وقومہ والرجم قد یکون قولا باللسان وفعلا بالید والصواب ان یقال استعاذ موسی بربہ من کل معانی رجمہم الذی یفصل منہ الی المرجوم اذی ومکروہ شتما کان ذلک باللسان او رجما بالحجارۃ بالید اھ

س ۱۹ قولہ بعد زوال دخان الخ اس تقدیر پر اس آیت کا پیشینگوئی ہونا صحیح ہوگا سو اگر اسکے جواب میں یہ کہا جاوے کہ اس کا نزول تو قبل زوال دخان کے تھا لیکن بعد زوال آپ نے یہ آیت پڑھدی اور راوی کو اس وقت نزول کا شبہ ہو گیا جیسا کہ اوپر اسکی مثل تقریر گذر چکی ہے تو اس میں بھی خدشہ ہے کیونکہ احتمال رہے گا کہ قبل زوال دخان کہ میں آیت نازل ہوئی یا مدینہ میں فافہم اور اگر انا کا شفوا العذاب میں اکم فاعل بمعنے ماضی لیا جاوے اور مطلب یہ ہو کہ ہم نے عذاب تو موقوف کر دیا لیکن تم بفقار وعدہ کرو گے تو گو کشف عذاب پیشین گوئی ہوگا لیکن روایت در منثور پر اشکال نہ رہیگا۔

ص ۹۰ س ۱ قولہ الا موتتنا الاولے فی ن یؤل الے ماحکی عنہم ان ہے الا الحیاتنا الدنیا وفیہ ایضا ولیست اثباتا لموتۃ ثانیۃ انما ہو تقریر لک جمع فلان الحجۃ الاولے وما نحن بمنشرین انشہ اللہ الموتی احیاء ہم اھ

ص ۹۱ س ۵ قولہ رجعہم الخ اختلفوا فی ان ہذا اللفظ ہل یدل علی حصول عقاب ترجیح ام لا والاکثرون علی نفیہ وان المراد تہاجم بعض وقبل زوجتہ امرأۃ وزوجتہ بامرأۃ لعنتان اھ

س ۷ قولہ لا یذوقون الخ ہذا کقولہ تعالی کل نفس ذائقۃ الموت والتعبیر فی الموضعین من لفظ الموت ذوقہ تعلقۃ بقاء حال الموت فلا بناسب لفظ یہی فی ترجمتہ

س ۲۵ قولہ یعنی کاف بی ن والاتیم مبالغۃ الآثم

ص ۹۲ حاشیہ تحتانی قولہ فانما جواب شرط محذوف قلت لیس المراد بالشرط ہو الشرط الاصطلاحی بل اطلق ذلک علی لفظ الامر المقدر للتناسب بینہ وبین الشرط باعتبار ذکر جوابہما فافہم

ص ۹۳ س ۲۱ قولہ اور کونسی بات الخ مطلب یہ ہو کہ جب یہ لوگ اپنی نجات وفلاح دارین کے لئے حق تعالے کی آیات پر ایمان نہیں لاتے تو اور کونسی ایسی بات ہے جس پر یہ ایمان لاکر ناجی ومفلح ہوں اور یہ استبعاد ہے ان کے ایمان کا یعنی ان لوگوں کا ایمان لانا مستبعد ہے اور نجات پانا محال ہے

ص ۹۴ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ اسم مدح علے ما یرشد الیہ الاشتقاق قلت یعنی انہ مشتق من قلم بالام افادہ المفسر

ص ۹۵ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ موضع الورود فی الاثناء قلت یقال لہ بالہندیۃ گھاٹ و ہو موضع غسل الناس الواحد علے شاطی النہر

ص ۹۷ س ۱ قولہ ختم علے سمعہم الخ فی ن قال بعض العلماء قدم السمع علے القلب فی ہذہ الآیۃ وبالعکس فی البقرۃ لان کفار مکۃ کانوا یبغضونہ بقلوبہم وما کانوا یستمعون الیہ وکفار المدینۃ کانوا یلقون الے الناس ان النبی شاعر وکاہن وانہ یطلب الملک والریاسۃ اذا سمعوا ذلک انبغضوہ ونفرت قلوبہم عنہ ففی ہذہ السورۃ علی ہذا التقدیر کان الاثر یصعد من البدن الے جوہر النفس الے قوۃ النفس فتزداد الرین فوقہ ما فی کل سورۃ علے ترتیبہ اھ قلت حسن ان صح النقل بعمل الکفار بالطریق المذکورۃ والا فالتفنن کاف فی تبدیل العنوان

ص ۹۷ س ۵ قولہ الاان قالوا الخ فی ن وجہ الاستثناء انہ فی اسلوب قولہ ؎

تحیۃ بینہم ضرب وجیع ؎

ص ۹۸ حاشیہ تحتانی قولہ فلا اشکال قلت تقریر الاشکال وازالتہ مافی ن قال ابو علی والانحض ہذا الکلام جاء علے غیر الظاہر لان کل من یظن فانہ لا یظن الا الظن فتدبر ولیہ ای ینوی بہ التقدیم ای یا یحسن الا الظن ظنا اھ

تمت

حاشیۃ المجلد الحادی عشر من التفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

ص ۲ س ۷ **قولہ** اثرہ قال الطبری واولی الاقوال فی ذلک بالصواب قول من قال الاثارۃ البقیۃ من علم لان ذلک ہوالمعروف من کلام العرب وہی مصدر من قول القائل اثرالشیء اثارۃ مثل سمع سماحۃ وقبح قباحۃ اھ

س ۹ **قولہ** الی یوم القیمۃ فی ن تابید علی عادۃ العرب یحتمل ان یکون توقیتا بدلیل قولہ واذ اخترنا انک کانوا لہم اعداء وہذا النبری والتخالط نوع من الانتجاۃ اھ

س ۹ **قولہ** عن دعائہم الخ فی الطبری واتمانی بوصفہا بالفظۃ تشیلہا بالانسان الساہی عما یقال اھ

ص ۳ **قولہ** تیفیضون ای تقولون کما فی ط عن مجاہد وفی ن من افاض فی الوحی ونسیبۃ سحر تارۃ وافتراء اخری اھ وقولہ بدعائی ع ای اذا ابدع یبدع زان یکون بمعنی وصفاہ ملخصا قلت یعنی بمعنی البدیع

ص ۴ س ۲ **قولہ** بہی مضمون الخ خصوصا من لئے کہ یہ مضمون قدری نظری ہے اور اصل مستقل دلیل کا واضح ہونا اہند ہوتا ہے بخلاف اعجاز قرآن وغیرہ کہ وہ معجزات واضحہ ہیں **قولہ** بین بینن جاتا الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذاتہ بلا اخبار وحی کے امور مذکورہ کا علم نہیں اور یہ غرض نہیں ہم کہ آپکو اپنے خاتم پیغمبر قیامت میں جو آپ سے حق تعالی کا معاملہ ہوگا اسکا علم نہ تھا اور یہ سطرح جن لوگوں سے خطاب ہے آخرت کے متعلق انکے معاملات کا علم نہ تھا اور ظاہر ہے کہ یہی آیت کو منکر اللہ تا تقدم الخ سے منسوخ کہنے کی حاجت نہیں قال الامام الطبری وآیات کتاب اللہ عز وجل فی تنزیلہ ووحیہ الیہ قضی اللہ بان المشرکین فی النار مخلدون والمومنون بہ فی الجنان منعمون وہذا ذلک بریہم مرۃ وبرغبہم اخری ولو قال لہم ذلک ای ما یفہم من ظاہر الآیۃ علیہ السلام لا یدری ما یفعل بہ وبمن اتبعہ تعالوا الی ما انزل اللہ وتعالوا الی ما ندری الی ای حال تصیر عذابی الخ ہاستہ ای خفض ورفع ام آسے شدۃ وعذاب وانما انبا عنا ایاک ان اتبعناک ہ

ص ۹ س ۱ **قولہ** فلما ارادہ الخ فی ن والضمیر فی قولہ للما رادہ عائد الی الموعود اور موہم فرجیہ قولہ عارض ای سحاب عارض فی نواحی السماء او الاضافۃ فی قولہ مستقبل اودیتہم ومطرنا علیہ

ولہذا صح وقوعہا صفۃ للنکرۃ

س ۳ **قولہ** فیہا ان کنتم قال البیرو اموصولۃ وان نافیۃ کما فی ن

ص ۱۰ س ۳ **قولہ** نفرا فی ن ہو معنی ضرنا الملتہم الیک والنفر ما دون العشرۃ وجمع علی انفار

س ۱۵ **قولہ** انسان ہو کر یعنی جنون میں جو غلبہ عنصر نار شان تجرد کا زیادہ ہے اور قوت میں بھی وہ لوگ انسان سے زیادہ ہیں پس ان امور کا مستقضیہ یہ تھا کہ تم لوگ یعنی انسان اطاعت حق میں استحوال کرتے نہ کہ جنکو سوائے لوگ بڑی سرشی اور سرکشی کی بات ہو جو تم ایسا ارتکاب کرتے ہو

حاشیہ تہانی یسار س ۱ قولہ فرہانا فی ن ای متقررین الی اللہ والقربان مصدر او اسم لما یتقرب بہ الی اللہ عز وجل اھ ملخصا

ص ۱۱ س ۲ **قولہ** الا المغفرۃ والاجارۃ الخ قلت الصحیح عندی ما علیہ الجمہور ولما کان طلب المغفرۃ متاخرا عن دفع المضرۃ ذکر والمغفرۃ والاجارۃ فقط

حاشیہ تہانی یمین س ۱ قولہ قراۃ عبداللہ الخ قلت ہذہ القراۃ تعلہا الطبری

حاشیہ فوقانی س ۵ قولہ اطلاقا الخ اسکی احتیاج اسلئے ہوئی کہ اس نداء کے ساتھ اوامر ہورہی تھے جسکی انہوں نے اپنی قہم کر اطلاع کی مثل احکام وغیرہ فانہم قوم یحیلون

حاشیہ تہانی یمین س ۱ قولہ المعجز فی ن ان من اقوی قف الشیء اذا اعوج وتصد یقا بما تدعونا الیہ رغبۃ فی نعمتہ و کرامتہ نصیبہا اورہبۃ من عقوبتہ و عذابہ نہرب منہا اھ

ص ۵ س ۱ **قولہ** واذلم یہتدوا فی ن العامل فی قولہ واذلم یہتدوا بمحذوف وہو ظہر عنادہم وذلک ان اذ للمضی والیسین للاستقبال وہینما تدافع

س ۳ **قولہ** لسانا عربیا فی ن حال من ضمیر الکتاب فی مصدق ای لما بین یدیہ وہو العامل فیہ ویجوز ان یکون حالا من کتاب لانہ موصوف والعامل معنے الاشارۃ قولہ فلا خوف فی الاعراب وخلت الفاء فی خبران لما فی الذین من الابہام وبقاء معنی الاستہار شائبۃ المبتدأ وتدخل الفاء علی الجزاء وکذلک فی خبر المبتدأ الذی یشبہ الشرط ولیست ہنا تجعلان الجملۃ کالشائبۃ فلا تشابہ الشرط فافہم

ص ۶ س ۳ **قولہ** احسن فی ن اما بمعنی الحسن او المراد الواجب والمندب دون المباح

حاشیہ تہانی یمین س ۲ قولہ الخ من الاجازۃ بمعنی الایفاء

حاشیہ تہانی س ۳ قولہ وخبرہ اولئک فی ن والمراد بالذی جنس القائل فلذلک اور والخبر مجموعہ ہا ویجوز ان یکون الخبر عائدا فی الفاعل دفعے امثالہ

حاشیہ تہانی یسار س ۱ قولہ ان لکما ای الزم لاجلکما ومعنی الیمین الی قولہ لکما قال الفسر

ص ۸ س ۵ **قولہ** لکنی الخ قلت استدراک عما عسی ان یتوہم شوہم بانہم اسلوبہ بمقتضی التبلیغ فدفعہ بان الامر لیس کذلک فانہم قوم یجہلون

حاشیہ تہانی یمین س ۱ قولہ المعجز فی ن ان من اقوی قف الشیء اذا اعوج

ثبت علیہا کالعضلۃ من الابل لا رب لہا یحفظہا ضالۃ فی کفرہم ومعاصیہم شغلونہ بہا کما یفعل الہار فی البین ص ۱۳ س ۱ **قولہ** بانہم قال الطبری و البال کالمصدر مثل الشان لا یعرف منہ فعل ولا تکاد العرب تجعلہ الا فی ضرورۃ الشعر فاذا جعوہ قالوا بالات اھ

ص ۱۳ **حاشیہ تہانی یسار س ۱ قولہ** تنوین الخ فی ن وہذا اعلی رتبہ حذف فعل المفعول المطلق لانہ وقع المفعول تفضیلا لاثر مضمون جملۃ متقدمۃ

ص ۱۴ س ۳ **قولہ** عرفہا لہم فی ع ای قد عرفناہم حال ویجوز ان یستانف س ۵ **قولہ** تقسالہم فی ع وخلت الفاء تفیدہا علی الجزد فی ن وہو من المعاد الذی یعیب حذف فعلہا سماعا والتقدیر یقسمہم اللہ فتقسو القسا ولہذا عطفت علیہ قولہ وافل اعمالہم ص ۵ س ۵ **قولہ** واتبعوا اہواء ہم فی ن وہو تاکید للتنزین کما ان کون الیمینۃ من الربۃ تاکید لہا اھ

ص ۱۶ **حاشیہ تہانی یسار س ۱ قولہ** فلا یعونہ ای فلا یحفظونہ من الوعی

ص ۱۶ س ۵ **قولہ** قالوا الذین الخ فی الدر المنثور فی نظیرہ فی سورۃ الحجر وقعت الواو زائدۃ عند قوم لان الکلام جواب حتی اھ ص ۱۷ س ۳ **قولہ** فاعلم اذا لخ فی ن والفاء ات فی ہذہ الآیۃ وما قبلہا عطف جملۃ بینہما اتصال

حاشیہ تہانی یمین س ۱ قولہ انی خبر مقدم قلت والمجرد جواب الشرط

ص ۱۸ س ۱ **قولہ** تعالی بالا نزال الخ فی ن قال ابن البرہان نزل بالتشدید ابلغ من انزل فمن انزل فمن انزل لکون اول علی مرحومتین الخ فی باب التضعیف اھ قلت ذلک لان الانزال یکون دفعۃ والتنزیل تدریجا افادہ بعض الاساتذہ فلما اظہر ارتبۃ المولات الکثیرۃ بالجمع فی العرض ثم لم یحملوا مرۃ واحدۃ

حاشیہ تہانی یمین س ۱ قولہ اولی لہم فی ن والاصح ان فعل متعد من الولی وہو القرب

س ۲ فوقانی بلک علامت ہے کہ یہ حاشیہ مفتی صاحب کا ہے

ان اولاد المکروہۃ فاقتصر لکثرۃ الاستعمال (اے علی المفعول الواحد)

ص ۱۸ س ۵ قولہ ہل عسیتم فی ن فنقل الکلام من المخیبۃ الی الخطاب لیکون ابلغ فی التوبیخ اھ وفیہ ایضا وفی سلوک طریقۃ الاستخبار لہم فی غیر المقرآن تجاہل العارف امالہم الی طریق الانصاف وبث لہم علی المستدبر وترک العصبیۃ والجدال اھ

ص ۱۹ س ۱ قولہ اتفاقہا جمیع تقل کما فی م و ادبارہم جمیع وبر بضمتین کما فی م ایضا

س ۷ قولہ ما اسخط اللہ فی ن وانما قال اسخط اللہ ولم یقل ما اغضی اللہ لان رحمتہ سبقت غضبہ فلا یرضا کالامر الحی فصل والاسخاط کالعلم المترتب علی شیٔ اھ

حاشیہ تحتانی بسار س ۳ والاذن لا تدخل الخ فی ن لان الاذن عبارۃ عن الاسحۃ الحلقیۃ

ص ۲۱ س ۱۱ قولہ بلا سند الخ قلت لم اطلع علیہ انا ایضا لکن فی الطبری بسندہ عن ابن زید فی قولہ ونشأ لارینکم فلعلہم تہتم بسیاہم قال ہؤلاء المنافقون قال وقد ارادہ اللہ ایاہ ہؤلاء امر ہم ان یخرجوا من المسجد قال فابوا الا ان یسکنوا بلالہ الا اللہ فلما ابوا الا ان یسکنوا بلالہ الا اللہ حقت علیہم ولعنوا اھ

س ۳ قولہ تعالی لا تبطلوا الخ (فائدہ) فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم ومحمد بن نصر المروزی فی کتاب الصلوۃ عن ابی العالیۃ (التابعی من رجال الصحیح) قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرون انہ لا یضر مع لا الہ الا اللہ ذنب کما لا ینفع مع الشرک عمل فنزل الہیکم اللہ واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تبطلوا اعمالکم فخافوا ان یحبط الذنب العمل اھ قلت حاصلہ ان الذنب یغفر فدفع بہ زعمہم بان الذنب لا یضر افادہ المفسر رحمہ اللہ قال المحافظ ابو عمر بن عبد البر رح ان اکثر العلماء علی ان المراد بالابطال ہنا ہو الابطال بالریاء وکما قال تقدم فی فتح الباری

ص ۲۲ س ۳ قولہ ثم لا یکونوا امثالکم فی ن ثم للتراخی فی الرتبۃ اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ الجعل فیہ الخ فی ن من الکشاف یقال جعلت علیہ دینا اھ

ص ۲۴ حاشیہ تحتانی س ۳ قولہ الثقات الخ قلت لفرقہا بین السبب والمسبب ونحوہا

ص ۲۵ س ۱ قولہ لیس زاد والخ (فائدہ) قد اخرج الطبری بسند عن ابن عباس رض قال ان اللہ جل ثناؤہ نبیہ محمدا ﷺ بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ فلما صدقوا بہا زادہم الصلوۃ فلما صدقوا بہا زادہم الصیام فلما صدقوا بہ زادہم الزکوۃ فلما صدقوا بہا زادہم الحج ثم اکمل لہم دینہم فقال الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

حاشیہ تحتانی یمین قولہ السوء مصدر قلت معناہ اندیشہ کردن کما فی ص والمستثنی علی الاضافۃ کما ہنا لا علی البدلیۃ کما فی ص ایضا

حاشیہ تحتانی یسار قولہ خاتمۃ الخ قلت حاصلہ ان لفظ خاتمۃ کما اجری فی اول الخاتمۃ کذلک اجری فی آخرہا وہذا احسن لفظی لتناسق الخاتمۃ والخاتمۃ لفظا

ص ۲۷ س ۱ قولہ وتفسیرہ الآیۃ فی ن قال جار اللہ العلامۃ کلما للہ عز وجل اھ قلت ونقل الطبری بمعنی ذلک عن ابن زید وقد نقل ایضا عن قتادۃ بسندین فی بعض القراءۃ وسیجوا اللہ بکرۃ واصیلا اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ رفع لانہ فی المنتخب رض بالفتح اندک بخشیدن اھ وقولہ متعلق بمقدر الخ فی الاعراب التوا منوا بالتاء علی الخطاب لان المعنی ارسلناہ الکم وبالیاء لان قبلہ غیبا اھ قلت قرأ بعضہم لتؤمنوا الی آخر الآیۃ کلہا بالتاء وبعضہم کلہا بالیاء وہما قراءتان معروفتان صحیحتا المعنی کما فی الطبری

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ الشائع قلت لتجانس ما قبلہا من الیاء کما فی الاعراب فی س ۳ قولہ ہو بضم الاول وسکون الثانی وفتح الاعراب الاصل فی ہذہ الہاء الضم لانہا ضمیر الغیبۃ والفتحۃ والسکون اھ وقد عقد صاحب الاعراب بابا فی التحقیق ذلک واطال فیہ فی ص ج ۱

ص ۲۸ س ۱ قولہ المخلفون فی ن ثم تبل سموا مخلفین لان التوفیق خلفہم ولم یعتد بہم اھ قلت فیہ تقریع علیہم اشارۃ فکانہ تعالی لم یعبأ بہم وترکہم فیما ہم فیہ لبالی کفرہم فافہم

ص ۲۸ س ۹ قولہ بیعتہ یعنی والیکا الخ قلت لکن استعانہ ظاہرۃ کل ہیئۃ کما لا یخفی

ص ۲۹ س ۱ اخیر قولہ حکم ہو گیا نہا قلت قالہ قتادۃ کما فی الطبری

ص ۲۹ س ۷ قولہ لیس علی الاعمی الخ فی ن وقدم الاعمی لان عذرہ مستمر ولو حضر القتال والاعرج قد یمکنہ الرکوب والرمی ونحو ذلک نعم یتبعہ المرب ما شیا وکذا اجودۃ الکر والفر بالکبا اھ

ص ۳۰ س ۱ قولہ فعلم قلت الفاء لبیان شدۃ التعلق بین ما قبلہ وبین ما بعدہ

ص ۳۱ س ۱ قولہ معرۃ فی ن شعاعۃ من العبر العیب کالحرب ونحوہ

س ۳ قولہ من یشاء اختار اللفظ العام مع ان سورہ الخاص اشارۃ الی عموم الرحمۃ بشرط المشیۃ وقولہ الحمیۃ فی الطبری نحیلۃ من قول القائل حمی فلان الفقہ حمیۃ ونجیۃ وقال حمیۃ الجاہلیۃ للان الذی فعلوا من ذلک کان حمیۃ من اطلاق اہل الکفر ولم یکن شیٔ منہ مما اذن اللہ لہم بہ فلا احد من رسلہ اھ ملخصا

س ۵ قولہ کلمۃ التقوی فی ن ومعنی الاضافۃ انہا سبب التقوی واساسہا اھ وفی الاتقان اخرج الترمذی وابن جریر عن ابی بن کعب ابن سمع رسول اللہ ﷺ یقول والزمہم کلمۃ التقوی قال لا الہ الا اللہ اھ

ص ۳۳ س ۳ قولہ ان شاء اللہ اعتراض کما فی ع والتعلیق محلہ عندی ہو التحقیق لکن علی دین الملوک کما مر فی تفسیر البقرۃ من الکشاف من حل لعل علیہ

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ من برکۃ قلت یعنی صدقی فی عمرہ وبکرہ وبکرہ بالکسر ناقۃ کیک شکم بیش نزادہ باشد وبالفتح شتر جوان کذا فی م فافہم

ص ۳۴ س ۳ قولہ اشارۃ الخ شدید کما فی الکشاف وقولہ مسیاہم فی الطبری عن ابن عباس قال لما رأیس بالذی ترون ولکنہ سیما الاسلام وسمتہ وہیئتہ وخشوعہ اھ وفیہ عنہ ایضا صلاتہم تبدو فی وجوہہم یوم القیمۃ اھ وفیہ ایضا واولی الاقوال فی ذلک بالصواب ان یقال ان اللہ تعالی ذکرہ اخبر عنہم بسیاہم ہؤلاء القوم الذین وصف صفتہم فی وجوہہم من اثر السجود ولم یخص ذلک علی وقت دون وقت واذا کان ذلک کذلک فذلک علی کل الحالات فکان سیماہم الذی کانوا یعرفون فی الدنیا اثر الاسلام وذلک خشوعہ وہیئتہ وزہدہ وسمتہ وآثارہا وافرۃ فاضۃ بطوعہ فی الآخرۃ ما اخبرہم یعرفون بہ وذلک العفرۃ فی الوجہ والتجمیل فی الاہدی واللہ اجل من اثر الوضوء ہیئاض الوجہ من اثر السجود اھ قلت قول حسن لطیف وفی الاحزاب ہو قول من سامہ یسومہ وہو یعنی العلامۃ من قولہ تعالی سومین اھ وفی الطبری عن قتادۃ فی قولہ سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود ذلک مثلہم فی التوراۃ ومثلہم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ وذکرہ عن الضحاک وابن زید ومن مجاہد ذلک مثلہم فی التوراۃ والانجیل واحد اھ ورجح الطبری الاول س ۵ قولہ فآزرہ فی ن من المؤازرۃ المعاونۃ ویجوز ان یکون افعل من الازر القوۃ والسوق جمع ساق اھ ملخصا

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ شطأہ فی الطبری یقال منہ اشطأ الزرع اذا فرخ فہو شطیٔ اشطاء اھ

ص ۳۶ س ۱ قولہ بین یدی اللہ قال جار اللہ حقیقتہ قولہم جلست بین یدی فلان ان یجلس بینہ وبین المجلس المتاخمین لیمینہ وشمالہ حتی یتظر الیک من غیر تفلیت جفۃ اھ کذا فی ن قلت لیس مراط منہ ہناک ولکن الکریم یحب التعظار عند قدومہم کمون کذلک وینبغی ایضا فلذلک عبر بہ فافہم س ۳ قولہ ان یخطہ اسحاقہ فی ن الفعل لتعلیق بالفعل الاول فی الظاہر عند الکوفیین وبالعکس عند البصریین (فائدۃ) فی ن یحکی عن ابی عبیدۃ وہو الاشہر بالعلم والزیادۃ وثقۃ الروایۃ انہ قال ما دفنت بباب عالم قط حتی یخرج فی وقت خرجہ اجاد وقد نقل الغسر العلامۃ عن المقتفی فی فروع الایمان انہ لا ترفع الصوت عند قراءۃ الحدیث

س ۷ قولہ الحجرات فی ن الحجرۃ البقعۃ التی یحجر بالمرء نفسہ کیلا یشارکہ فیہ غیرہ ومن الحجر وہو المنع فعلۃ بمعنی مفعولۃ وہو جمعت لان کلا من امہات المؤمنین لہا حجرۃ اھ

ص ۳۶ س ۱ سورۃ الحجرات قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم الخ قولہ تعالی ان یحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ان ہذہ الآیۃ کے متعلق خود مفسر رحمہ اللہ نے یہ عبارت لکھ کر دی وہی ہذہ اعترضے اپنی تفسیر میں اس مقام پر لا کر یہ لکھا تھا اس کا مطلب یہ ہو کہ بعض اوقات رفع صوت اسے قول کو اور معاصی موجب حبط اعمال ہیں لیکن ایسا ہر عام میں سے مخصوص ہے ثم اسے قولہ لا تشعرون کے یہی معنی ہیں لیکن اس تقریر پر یہ حوشیہ ہو سکتا تھا کہ ایسا ہر عام میں سے مخصوص ہے تو معتزلہ کو خوارج کے استدلال کی گنجائش نکلتی ہے جس کا جواب اس تقریر سے تفسیر میں لکھا تھا کہ اس سے معتزلہ خوارج کے استدلال کی بھی گنجائش نہ رہی الی قولہ غائب

محمد اشرف سندھو کراچی

مانی الباب ایک معصیت کو بھی حابط اعمال کہنا پڑیگا سو اس موجبہ جزئیہ کی نقیض کوئی سالبہ کلیہ منصوص نہیں ثم انے قولہ قائل ہونا ارجح ہے یہ بھی تقریر مقام کی جو تفسیر میں اختیار کی گئی تھی مگر بعد میں اس میں یہ جرح قلب میں گھسکنے لگا کہ اہل سنت کے اس قاعدہ کو جو ظاہراً عام معلوم ہوتا ہے کہ معاصی حابط اعمال نہیں مخصوص کہنا پڑے گا جسپر بجز ضرورت توجیہ قرب آیت کے اور کوئی دلیل نہیں اور چونکہ دوسری توجیہات بھی محتمل ہیں اس لئے احتمال کے ہوتے ہوئے اس ظاہر کا دلیل بننا مشکل ہے اور بلا دلیل تخصیص کا دعوی مشکل اسلئے ایسی توجیہ کی تلاش ہوئی۔ جس میں تخصیص کا بھی قائل ہونا نہ پڑے اور آیت میں بھی کسی بعید تاویل کا ارتکاب کرنا نہ پڑے پس متعدد تفاسیر میں بھی تلاش کیا گیا اور وہ دسرے جواب سے بھی مشورہ کیا گیا مگر میرے قلب کو کسی توجیہ سے شفاء ہوئی آخر حضرت مولانا وحی کے کلام سے جناب باری تعالی میں دعا کرکے سہارا کی کہ ان کے کلام میں کوئی ایسا مضمون ظاہر فرما دیجئے جو اس آیت کی تفسیر میں معین ہوجاوے یہ دعا کرکے جو مثنوی کھولی تو دو سے اشعار مناسبہ کے ساتھ یہ شعر نکلا ؎

چون ل ان شاء زین سان خون بود پس نصت انف فہیم چون بود

جس میں بہت ہی تھوڑا تامل کرنے سے فوراً قلب میں تقریر ذیل وارد ہوئی وہ یہ کہ بے ادبی اور گستاخی سے جیکہ بقصد ایذاء رسول سوء خت گناہ ہی ہوگا مگر چونکہ یہ سبب ہوگا ایذاء رسول کا (منطبق علے قول مولانا زین سان خون بود) اور ایذاء رسول حق تعالی کے نزدیک اسقدر مبغوض ہے کہ بعض اوقات وہ سبب ہوجاتا ہے غذلان وعدم توفیق وعدم تقبل (منطبق علے قول مولانا معصت چون بود) اور یہ غذلان سبب قریب ہوجاتا ہے وقوع فی الکفر الاختیاری کا اور کفر کا حابط اعمال ہونا معلوم ہو پس معنی یہ ہوئے کہ اے مخاطبین جو ایمان لائے ہو پس معنی یہ ہوئے کہ تم رفع صوت وجہر بالقول مت کرو کبھی ایسا ہو کہ آپکو تکلیف پہونچے جس سے تم غذلان ہوجاؤ اور اس غذلان کے سبب خدانخواستہ تم مقتضی کفر کے اعمال کرلے لگو اور جو وقت تم رفع صوت وجہر بالقول کے مرتکب ہوئے تھے تمکو اس تسبب رفع وجہر للکفر بواسطہ تاذی رسول و غذلان جن کی خبر اور اس کا احتمال بھی نہ تھا کیونکہ ایسے کے احتمال پر صحابہ سے کیسے ارتکاب کا کب احتمال ہوسکتا تھا پس میں نے جو کہا ہے کہ کبھی ایسا ہونا الخ۔ یہ حال ہے ان بخط بتاویل مخانۃ ان بخط کا اور یہ جو کہا ہے اس وقت تم کو الی قولہ خبر اور اس کا احتمال بھی نہ تھا یہ حال ہو دانتہ لاتشعرون کا پس پس اس تقریر پر کسی معصیت کا حابط بلا واسطہ ہونا بھی لازم نہ آیا اور اسی حبط بلا واسطہ ہی کی نسبت نے نعی فرمائی ہے اور اس معصیت کا دوسرے معاصی سے اشد ہونا بھی جو کہ مفہوم من المقام ہوا ثابت ہوگیا کہ وہ سب معاصی میں اس شان کی وعید نہیں آئی الحمد للہ اس تقریر سے سب عبارات صاف ہوگئے اور بفضلہ بھی کسی تکلف کا ارتکاب کرنا نہیں پڑا و ہذا من فضل ربی تعالی ثم من برکات مولانا وہ نیز اشرف علی عاصی سے کہ تقریر بالا میں جو حالیہ وانتم لاتشعرون کی مقارنت عامل کے ساتھ تکیہ ہوگی اسکے بعد ایک تقریر اس حال کی مقارنت حقیقیہ کی ذہن میں آئی جسکو ہنوز ضبط نکرنے پایا کہ مشفقی مولوی حبیب احمد صاحب نے مجھکو لکھکر دکھلائی جو نکہ وہ بالکل وہی تقریر تھی جس کو میں لکھنا چاہتا تھا اسلئے میں اسمیں بالکلیہ متنفق ہوا اور فیصل میں اس کو نقل کیا جاتا ہے و ہذا چونکہ انتم لاتشعرون حال ہے ان بخط اعمالکم سے اسلئے مجھے اچھا معلوم ہوتا ہو کہ عنوان بیان یہ ہو پس معنی یہ ہوئے کہ تم رفع صوت وجہر بالقول مت کرو مبادا اسکی شامت سے معاذ اللہ اعمال ضبط ہوجائیں (اسطرح کہ رفع صوت وجہر بالقول موجب ایذاء رسول ہو کر مقتضی اسکے الخذلان ہو اور خذلان سبب بکفر اختیاری اور کفر اختیاری موجب حبط اعمال ہو جاوے) اور تمکو اس احساس بھی نہو کہ اس کا اصلی سبب تمہارا رفع صوت وجہر بالقول ہی معاذ اللہ تمہارے اس لاابالی پن نے تم کو یہ روز بد دکھلایا۔ اس عنوان میں پورا مقصود بھی آگیا اور انتم لاتشعرون کی حالیت بھی ظاہر ہی انتہے تقریر الشیخ الکبیر

ایضا توجیہ آخر منہ سلمہ

نحمدک اللہم علی ما قدمات تعینک علی درک المقصود بالتقریر الاولے ان رفع الصوت والجہر بالقول للرسول صلی اللہ علیہ وسلم کون علی انحاء متفاوتۃ فی الظہر کالرفع والجہر علے وجہ الاستخفاف سواء کان الرافع والجاہر عالما بکون ذلک الرفع والجہر کفرا مستحقا لہ او غیر مستحق لذلک العلم او غیر مستحق لہ او لم یکن عالما بہ اصلا او کالرفع والجہر علی سبیل المطایبۃ مع الاصحاب کقول البعض للبعض ایہا الجاہل او قاتلک اللہ او تبا لک ونحو ذلک وغیرہا سواء کان ذلک الجاہر والرافع عالما بکونہا کفرا مستحقا لذلک العلم او غیر مستحق لہ او لم یکن عالما بہا اصلا او ما لا یکون کفرا کرفع الصوت والجہر بالقول من غیر قصد الاستخفاف والایذاء فبیان ہذا التعلیق بہا غرض شرعی صلاۃ رب العلمین وغیرہ سوء احصال ایہا الناس علیہ السلام ثم الحصیل والمقدمۃ الثانیۃ ان المومنین فی زمن الرسول صلعم الخاطبین بہذین العنوین صلی مراتب من العلم والایمان فمنہم من تکامل علیہم وایاہم بالمایلیۃ ہم من تکامل ایاہم دون علیہم کمخافۃ الاعراب عموما وخصوصا علی ما یعلمہ اللہ والمقدمۃ الثالثۃ ان المومنین الذین تکامل علیہم وایاہم ہم فمنہم من یصد منہم الرفع والجہر المرجبان للکفر لقصد او بدونہ اما امتناعا عادیا فقط کغیر المشہور لہم بالحبۃ او شرعیا وعادیا معا کالمشہور لہم بالحبۃ والذین لم یتکامل ایمانہم وعلمہم بالمتبع عادۃ والاسطر ہم الذین یصد منہم الرفع والجہر المرجبان للکفر ولکن یستبعد منہم ایضا ان ترتکبوا لہم العلم بکونہما کفرا واستحضار ذلک العلم فی الحال المقرب فیہم ان یقولوا فی الکفر من دون ان یشعروا بہ والذین تکامل ایمانہم دون علیہم یمتنع منہم التعمد للکفر دون الوقوع فیہ من غیر ان یشعروا بہ اذا تمہد لک ہذہ المقدمات فاعلم ان اللہ عز وجل نہی المومنین عن رفع الصوت والجہر بالقول مطلقا اذ الام یتعلق بہ غرض شرعی وقال بنکیر مہما فخافہ ان تقولوا فی الکفر برفع الصوت والجہر بالقول مخبطۃ اعمالکم حال کونکم غیر شاعرین بذلک الکفر والحبط الا لانکم لم تقصدوا کون ذلک الرفع والجہر موجبا للکفر بعد تکامل علمکم بعدہ والانکم ذہلتم عنہ بسبب من الاسباب بعد کمال ایمانکم وانما قلنا حال کونکم غیر شاعرین لان العلم الکفر بعینہ بکفر غایۃ البعد فالتخلیف بالکفر راجع الی البعض منہم فی الحقیقۃ دون الکل والوجہ فی صوغ التعلیم ہو المبالغۃ فی الہتے

ص ۳۸ س ۱ قولہ واعلم الخ فی لیس ہذا الامر مقصورا بظاہرہ الخ معلوم مشاہد فلا حاجۃ الے التنبیہ علیہ وانما المراد ما یستلزمہ کونہ فہیما کما یقال لمن یخاطئ فی مسئلۃ ارتقی فیہا برأیہ اعلم ان الشیخ حاضر اعد وفیہ ایضا عن الکشاف فائدۃ تقدیم خبر ان ہو ان یعلم ان التوبیخ منصب الے ہذا الغرض و فائدۃ قولہ لیحبط بلفظ الاستقبال الدلالۃ علے ما اراد ہ من استمرار طاعتہ لہم اہ وفیہ ایضا قال اہل اللغۃ الطاعۃ موافقۃ الداعی فیما یرسم المستعل فی حق الاکابر الاجابۃ وفی حق الاصاغر الطاعۃ وقد ورد القرآن علے وفق اہل اللغۃ اہ س ۳۴ قولہ مناسب الخ لقولہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انتم اعلم بامور دنیاکم وقد کان اعقل الخلق وکان لایحتاج الی السورۃ او فور العقل لکن بعض الامور یتعلق بکثرۃ التشغل فی الدنیا والتجربۃ بہا ولم یکن کذلک لکون الدنیا غیر مقصودۃ لہ ولایخفی انہ لو صدر عنہ الخطائی امر الدنیا ایضا لایستقر علیہ لسہلا یکون عوضا للطاعنین والمستہزئین فافہم

حاشیہ تحقانی یمین س ۳۴ قولہ تعلیل لکون والعامل فیہا صاحب وکرہ وکون یحبون منصوبین عن الراشدین والرشد عبارۃ عن التجنیب والعکس للمہتدین الے اللہ وکان الرشد ایضا فعلہ فاحتج الفاعل فی الفعل والمفعول لہ بہذا الاعتبار اہ

ص ۳۹ س ۱ قولہ ان طائفتان الخ فی المواقف المطائفۃ الجماعۃ وہی اقل من الفرقۃ لتقلہ فلو لم تقدر من کل فرقۃ منہم طائفۃ وارتفاعہا بالمضروب علیہ بالمدہای ان اقتتلت طائفتان واختیر ان دون اذ مع کثرۃ وقوع القتال بین المومنین لبعد علی انہ مما ینبغی ان لایقع الا نادرا وعلی سبیل الفرض والتقدیر ولہذہ النکتۃ یعینہا قال طائفتان ولم یقل فریقان تحقیقا للتقلیل کما قلنا و فی تقدیر الفاعل علے الفعل اشارۃ ایضا الی ہذا المعنی لان کون ہما الی یقین مومنین یقتضی ان لایقع القتال بینہما ولہذا اختیر المضی فی الفعل ولم یقل یقتتلون لمثل ہذا المعنی عن الاستمرار وفیہ ایضا من التقابل ما یعنہ عما تقدم الفعل فی قولہ ان جاءکم فاسق بنبأ یعلم الی المجئ بالنبأ الکاذب یورث کون المجئ بہ فاسقا سواء کان قبل ذلک فاسقا ام لا ولو اخر الفعل لم تتناول الآیۃ الاالمشہور المتنن قبل المجئ بالنباء وانما قال فان جئت ولم یقل فان اذا بناء علی ان احدا ہما یصلح الاخری کما نادر کذا قولہ فان فاءت لان الفئۃ الباغیۃ مع جہلہا وعنادہا واصرارہا علے حقد ہا کالا ما ن راہ المخصما بلفظہ

حاشیہ تحقانی یمین س ۳۴ قولہ تعمیر دون فی ان فانہ تتحقق کلہ کل طائفۃ واللہ تعالی یحقق الصلح فکان کلا

من الطائفتین کنفس واحدۃ فکانت اثنتیتہم اھ ص بہم حاشیہ تحتانی یمین س۲ قولہ المقدس فی ن واللقب من الاعلام اوّل علی مرح اذ ذم وھو ھنا خص من الہلم اھ محصلا

ص ۱۴ س۱ قولہ کثیر فی ن قال اہل المعانی نکر کثیر الید بمعنی البغضۃ المصرح بہا فی قولہم بعض الظن اثم ولو عرف لاوہم ان المعنی عند ہو الظن الموصوف بالکثرۃ والذی یتصف بالقلۃ مرخص فیہ والہزۃ فی الاثم عوض عن الواو کانہ یثلم اذا عمال لے یکسر ہا باحاطۃ اھ وفیہ ایضا یقال تحاتہ واحتاتہ بمعنی والاسم الحتیتۃ بالکسر اھ وفیہ ایضا والاحتساء ہذا الادب کالسبب اوّل فلما نہی عن ذلک نہی عن سببہ ایضا اھ ملخصا

س ۳ قولہ فکروہ فی ن اما الفارق قولہ فکروہ فقضیتہ انتہیۃ لا ہا للالزام ای ہل عاندتہ فتکرہ فکروہ واشتہیتہ واتحققت لوجوب الافراز وحکم العقل بدواعی الطبع کراہتکم للاکل او اللحم او لیست علیہ تحقق ایضا ان تکرہوا ما ہو نظیرہ وہی الخبیثۃ

س ۱۹ قولہ مشابہت کی وجہ الخ فی ن اما تمثیل بالاکل لان العرب تعقل من ذکر بالسوء ان الناس یاکلون فلانا ویغتابونہ وفلان مضغۃ للاضغ شبہوا ادارۃ ذکرہ فی الفم بالاکل اھ قلت مختصر حسن والمذکور فی التفسیر مفصل احسن

ص ۴۲ س۱ قولہ اما خلقکم الخ فی ن لا یلزم ان الخلق لیستعمل فی الاصول الکبار والجعل یستعمل فیما یتفرع علیہ ولہذا قال خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور وقال فی الآیۃ خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل ولکنہ قال فی موضع آخر وما خلقت الجن والانس الخ فبین ان الاصل فی الخلق والغرض الاقدم ہو العبادۃ لیعلم منہ ان اعتبار النسب وغیرہ موقوف عن اعتبار العبادۃ اھ

حاشیہ تحتانی یمین س۱ قولہ الشعب فی ن بالفتح اھ

حاشیہ تحتانی یمین س۱ قولہ ولا یدخل الخ فی ن ثم اکد نفی المذکور بقولہ ولا یدخل الخ وفیہ فائدۃ زائدۃ ہی ان یعلم ان الایمان متوقع منہم لان لما حرف فیہ توقع وانتظار

س ۵ قولہ الصادقون فی ن تعریض بان المذکورین اولا کاذبون ولہذا قال فلم تؤمنوا اشارۃ الخ کذبہم فی دعواہم ورب تعریض لایقاد مہ التصریح

س ۶ قولہ اسلاما فی ن وفی اضافۃ الاسلام الیہما زور ارباسلامہم وفی ایراد الایمان مطلقا غیر مضاف اشارۃ الی ان الایمان المعتبر الذی یجب ان یکون المکلف علیہ وجواب الشرط محذوف ای ان کنتم صادقین فی ادعاء الایمان الحقیقی فللہ المنۃ علیکم ثم عرض بانہم غیر صادقین فقال ان اللہ الخ

ص ۴۵ س ۳ قولہ من فروج فی ن ولیس فی الآیۃ دلالۃ علی امتناع الخرق علی السماوات الاخبار عن عدم الوقوع لا ینافی امکانہ اھ وفروج جمع فرج بالفتح بمعنی شگاف کمافی ج

س ۷ قولہ نضید فی ن نضد بعضہ فوق بعض اھ قلت فہو فعیل بمعنی مفعول

س ۱۱ قولہ لبس الخ فی ن وتنکیر اللبس والخلق الجدید للتعظیم ای لبس عظیم وخلق لہ شان حق مثلہ ان یہتم بہ ولا یغفل عنہ

ص ۴۶ حاشیہ تحتانی یسار س۲ قولہ اقرب الیہ الخ فی ن کقولہم موسی مقفیا لقابلہ ومقعد الازار ومافی الآیۃ اول علی الافراط فی القرب لان الورید عرق بین بدن الانسان یرید ان علمہ یتغلغل فی بواطن الاشیاء نفوذ الدم فی العروق والورید العرق الحامل للدم سوی الشریان سمی وریدا لان الروح والدم یردہ والوریدان عرقان یکتنفان صفحتی العنق فی مقدمہا یتشعبان من الراس یتصلان بالرئتین اھ

ص ۴۷ س۱ قولہ من الیمین فی ع قعید متبدا وعن الشمال خبرہ اھ قلت والجملۃ حال من المتلقیین وقولہ سکرۃ الموت بالحق ای تتلبسا بالیقین

س ۳ قولہ سہما الخ فی ع او حال من کل وجاز لانہ من العموم اھ

س ۵ قولہ نکشفنا الخ الفاء للاتصاق بما بعدہ بما قبلہ لا للترتیب ولا للتعقیب والمقصود من الجملۃ الزام الحجۃ بیان حیث لم تبد برفی الدنیا فیفکشف لہ الحق عینا اکتسابا کما انکشف فی الآخرۃ اضطرارا وانما اختار ہذا الاسلوب لیدل علی انہ کان یمکن ان یکذب بالیوم بالنظر الی ذاتہ وقد ظہر صدقہ فواحسرتاہ فذکر السبب والنتیجۃ معا فافہم وزاد فی ترجمۃ حدیہ بری بقرینۃ المقام فان ذلک الیوم محل کرال الانکشاف علی انہ الزم

س ۷ قولہ قال قرینہ فی ن جاء علی طریقۃ الاتیان بکلام ماتقدم فانہ جاء علی طریق العطف کان قرینہ وہو الفاجر قال یارب انہ اطغانی فاجاب القرین الخ

س ۹ قولہ بالرعید فی ن الباء زائدۃ مزیدۃ للتاکید وفیہ ایضا عن الزمخشری فان قلت ان قولہ فقد قدمت حال من ضمیر لاتختصموا فاجتمعا ہما فی زمان واحد واجیب ولیس کذلک قلت معناہ لاتختصموا لدی وقد صح عندکم انی قد قدمت الیکم بالوعید اھ ملخصا قلت ولک ان تحمل الجملۃ علی کونہ استینافا تعلیلیا

حاشیہ تحتانی یمین قولہ والاخذ قلت عطف تفسیری وقولہ عتید لدی حاضر کمافی ج ولیس بمتعد

حاشیہ تحتانی یسار قولہ تعید فی الخروج جلیل ان فعیلا یستوی فیہ الواحد والاثنان والجمع وقیل انہا لم تقل قعیدان رعایۃ لفواصل السورۃ اھ ملخصا

ص ۴۸ س ۱۲ قولہ حدیث الخ اگر حدیث ضعیف بھی ہو جب بھی وہ دوسرے قول پر راجح ہوگی اسلئے کہ وہ قول کسی دلیل کی طرف مستند نہیں

س ۱۶ قولہ ابن جبیر قلت ہو من معاصری اتباعین ثقۃ ولہ راحد من الصحابۃ رضہ کمافی التقریب

ص ۴۹ س ۱ قولہ من مزید لے زیادۃ

س ۳ قولہ من مبتدا الخ فی ن قال ابو البقاء ان ترکیب ع ش ش ہی یلزمہا الہیئۃ ومنہ الشیخ للسید والکبیر السن وترکیب الخوف یدل علی الضعف ومنہ الخفاء وکل موضع ذکر فیہ الخشیۃ اردیدیا معنی عظمۃ الخ ملخصا وکل موضع ذکر فیہ الخوف فانہ یرید ضعف الخائف لقولہ یخافون ربہم من فوقہم او ضعف المخوف منہ کقولہ لاتخف ولاتحزن یرید بہ الامۃ کلہم وقال انا نخاف من ربنا یوما الخ حکایۃ الیوم بالنسبۃ الی حکایۃ الیوم بعینہ اھ

ص ۵۰ حاشیہ تحتانی یسار س۲ قولہ لرد علی الیہود قلت لم یعلم ما قالوہ ولا بینہ لایضاح المقام فعن ابن عباس ان الیہود قالت ان اللہ خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش فانزل اللہ تصدیقا لما قالوا الخ ملخصا من الدر المنثور

س ۳ قولہ الا تاکلون الاستفہام للانکار ترک الاکل او لحث علیہ کذا فی ن قلت فما العوض کقول القائل الا تنزل بنا فتصیب خیرا وقولہ فقربہ الخ فی ن دلالۃ علی ان نقل الطعام الی الضیف اولی من العکس لسلا تشوش الکان علیہم

حاشیہ تحتانی قولہ فراغ فی ن فذہب الیہم غضبا شدیدا فنزلت ولقد خلقنا الی قولہ علی مایقولون اھ

ص ۵۱ س ۷ قولہ فالحلت الخ فی ن ومعنی الغار فیہما ظاہر لانہ لتعالی اقسم بالریاح فبالسحاب الذی یسوقہ فبالفلک تجریہا بہبوبا انہا کان مارا لبحار مرورہ من السحاب فلذلک اخر ثم اقسم بالملئکۃ التی تقسم الارزاق اھ

س ۹ قولہ غمرۃ تفسیر وشدۃ حیرۃ کمافی ج فالمضاف الیہ محذوف والتنوین عوض عنہ ویجئ الغمرۃ الشدۃ فافہم

س ۹ قولہ علی النار یفتنون فی ع کواہ یعلی لان المعنی یحرقون علی النار وقیل ہو بمعنی فی اھ

حاشیہ تحتانی یسار س۱ قولہ نزوا مفعول المرتفع ع العامل فیہ اسم الفاعل

ص ۵۲ س۱ قولہ آخذین نے ع حال من الضمیر فی الظرف والظرف خبر ان فان قیل کیف جاز الظرف ہنا خبرا وآخذین حالا وعکس ذلک فی قولہ ان المجرمین فی عذاب جہنم خالدون قیل الخبر مقصود بالجملۃ والغرض فی ذکر المجرمین الاخبار عن خلودہم لان المؤمن قد یکون فی النار ولکن لایخرج منہا فاما ان المتقین فمحل الظرف فیہا خبر لانہم یامنون الخروج منہا فمحل آخذین نصب علی الحال اھ

س ۵ قولہ انہ حق الخ قال الطبری حدثنی محمد بن بشار قال ثنا ابن ابی عدی عن عوف عن الحسن فی قولہ فورب السماء والارض انہ لحق مثل انکم تنطقون قال یقسم ان رسول اللہ ﷺ قال قال اللہ تعالی اقسم لہم بربہم انہ لحق لیصدقوہ اھ وفیہ ایضا ان الذی قلت لکم ایہا الناس ان فی السماء رزقکم وما توعدون لحق الخ

ص ۵۳ س ۱ قولہ ہل اتاک تفخیم لشان الحدیث کذا فی ن قلت وذاک لاستفہام الدال علی الترغیب فی سماع القصۃ

س ۳ قولہ الا تاکلون الاستفہام للانکار ترک الاکل او الحث علیہ کذا فی ن قلت فما العوض کقول القائل الا تنزل بنا فتصیب خیرا وقولہ فقربہ الخ فی ن دلالۃ علی ان نقل الطعام الی الضیف اولی من العکس لسلا تشوش الکان علیہم

حاشیہ تحتانی قولہ فراغ فی ن فذہب الیہم

فی خفیۃ من ضعیوفہ وہو نوع ادب للضعیف کیسلا یستحیی منہ ولا یبادروا بالاعتذار والمنع من الضعیف اھ وفی البطرسی عدل الی الہاء ورجع وکان القراء یقفون الروع وان کان علی ہذا الحسن فانہ لا یظن بہ حتی یکون صاحبہ مخفیا اذا بہ او مجیبہ اھ

ص ۵۶ س ۱۱ قولہ مبنیانی ن وشی لفظ البنار الخ کوہ مخالحکیۃ البنیان وشی فی قولہ وانا لموسعون مزیدۃ کید والمعنی لقادرون من الوسع الطاقۃ والوسع القوی علی الانفاق اھ ملخصا وفیہ وانما اطلق الفرش علی الارض ولم یطلق البناء لانہا محل المتعبدات کالبساط یفرش ویطوی اھ

ص ۵۹ س ۷ قولہ دعانی ن للدفع الضعیف وقولہ السجنی ن والاستفہام للتقریع والتھکم والفاء للتاکید لہ

ص ۵۹ س ۱۴ قولہ مراد آسمان ہے قلت اخرجہ الحاکم فی المستدرک بسند صحیح عن علی رضہ کما فی کنز العمال

س ۱۷ قولہ روح المعانی عن ابن عباس سے الخ رواہ الطبری بسندہ عنہ وذکر ایضا روایات المختلفۃ عنہ

ص ۶۰ حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ رہن بمعنے مرہون کما فی ن

ص ۶۱ س ۹ قولہ مغرم فی ن ان یلتزم الانسان مالیس علیہ وفی المنتخب تاوان وانچہ ادا کنند آن را واجب باشد والمراد ہناک کما یظہر من التفسیرین فان ما وجب علی المرء لا یثقل علیہ فی الاکثر

ص ۶۲ س ۱۱ قولہ باعیننا فی ن ہو مجاز عن الکلاءۃ التامۃ والجمع (روحہ الامین) المتنظیر والمبالغۃ

س ۶۴ س ۳ قولہ یرے فی ن یرمی بتحقیق الحقیقۃ کقولہ ولا طائر یطیر بجناحیہ فان النفرس الشدید العدد ربما یقال انہ طائر فاذا قیل یطیر بجناحیہ زال جواز ذلک المجاز

فکذلک ہہنا ربما یقال للکلام الصادق الفصیح ہو وحی او سحر حلال فلما قیل یرمے اندفع التجوز اھ فان قلت الملک اعلم للنبی ینبغی ان یکون افضل منہ قلت للعلم للانبیاء ہو اللہ عزوجل وانما الملک یعلمہ بامرہ وغیرہ السفیر لا یکون استاذا فلا یکون افضل من ارسل الیہ

ص ۶۵ س ۱۱ قولہ افحرونہ فی ن یقال ماریتہ فمریتہ ولما فیہ مشی الطلبۃ عدی بعلی اھ قلت و الاقصاء یعنی قال تعالی ولا تمار فیہ

س ۳ قولہ سدرۃ المنتہی فی ن من اضافۃ المحل الی الحال

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ اخیر قولہ مرۃ فانتصبت علی الظرف لان النقطۃ صیغۃ المرۃ کذا فی ن

ص ۶۸ س ۳ قولہ ماتہوی الانفس فی ن وفائدۃ العدول عن صریح المصدر الی العبارۃ الموجودۃ ان القائل اذا قال اعجبنی صنعتک لم یعلم ان الاعجاب من امر متحقق ام من امر متوہم واذا قال اعجبنی ما صنعت مثل الحال والاستقبال اھ قلت لان المضارع یدل علی التجدد والاستمراری فی الحال والاستقبال

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ ضیزی فی ن من ضازہ یضیزہ اذا ضامہ وہی فعلی بالضم وکان یکون ان تقلب الیاء واوا لتسلم الضمۃ الا انہ فعل بالعکس لانے قلبت الضمۃ کسرۃ لتسلم الیاء فان البقاء الحرف اولے من بقاء الحرکۃ اھ وفی البطرسی والعرب تقول ضزتہ حقہ کمسر الضاد وفتحہ بضمہا فانا اضیزہ واضوزہ وذلک اذا نقصتہ حقہ ومنعتہ اھ قلت وہی صفۃ کما فی الجمل علی احد الوجوہ

ص ۶۸ س ۳ قولہ بہا ایاہا للمبالغۃ قالہ المفسر

ص ۶۸ س ۷ قولہ ان الذین لا یؤمنون الخ قی ن فالمراد بمثل ہذا التراکیب (ای اطلاق العموم وارادۃ الخصوص) المبالغۃ والتوکید کما تقول الامساک زینۃ

ص ۷۰ س ۳ قولہ کبیر الاسم فی ن اضافۃ الموصوف الی الجنس اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ اللمم فی الصراح زلت وفروگی گذاشتہ اھ

ص ۷۱ س ۳ قولہ وفی قلت فی ن الشدید فی قولہ وفی المبالغۃ فی الوفاء اھ وفیہ ایضا الازدر وازرۃ وہی مخففۃ من المثقیلۃ ولہذا لم یضعف الفعل وضمیر الشان محذوف اھ قلت وکذلک ان لیس ای انہ لیس الخ وقولہ الا ما سعی فی ن فی صیغۃ المعنی اشارۃ الی ان لا یعذب الانسان الا الذی قد حصل فیہ وجد جدا ما وجد الیقین مع التوانی والتراخی مما لا اعتماد علیہ اھ وفیہ ایضا دمن لطائف الآیۃ انہ قال فی حق السعی لا تزر وازرۃ وزر اخری ولا یلزم منہ ان یبقی الوزر علی المذنب بل یجوز ان یسقط عنہ بالعفو والتجاوز ولو قال کل وازرۃ تزر وزر نفسہا لم یکن بد من بقاء وزرہا علیہا وقال فی حق المحسن لیس لہ الا ما سعی لم یقل لیس لہ مالم یسع اذ العبارۃ الثانیۃ لا یلزم فیہا ان لہ ما سعی والعبارۃ الاولی یلزم فیہا ذلک لانخفاء قوۃ کلام من اثبات شیء ونفی ما عداہ فی حق السعی بعبارۃ لا تقطع رجاءہ وفی حق المحسن بعبارۃ توجب رجاءہ کل ذلک لان رحمتہ سبقت غضبہ اھ

س ۵ قولہ وانہ ہو اضحک الخ فی ن ففی آیات الضحک والبکاء والاماتۃ والاحیاء وسط الفصل للتوہمات المذکورۃ حتی قال مزوجا ما اجری ولات وما ما خلق الذکر والانثی فلم یتوہم احد انہ یفعل الخلوقین فلو اکد بالفعل وعلی ہذا القیاس اھ

س ۷ قولہ کتفی ای تدفن فی الرحم یقال منی دامنی وقال الاخفش تخلق والمعنی التقدیر اھ قلت وعلی المعنی الاول ففیہ اشارۃ الی اصالۃ ما رالرجل فی الخلق فان مارالمرأۃ لا دخل فیہا ظاہرا وقولہ انہ ہو اغنی الخ فی ن وانما وسط الفصل لان کثیرا من الناس یزعم ان الفقر والغنی بکسب الانسان واجتہادہ اھ وفیہ ایضا الشعری وہو شعریان شامیۃ ویمانیۃ وہذہ انور بہا اھ

ص ۷۲ س ۱ قولہ اظلم واطغی فی ن وانما وصف قوم نوح انہم کانوا اظلم واطغی فنابع جوسیط الفصل وبناء التفصیل لان لو حاء کان اول الرسل الی اہل الارض وکان قومہ اول من سن التکذیب وایذاء المنبی والباوی اظلم الخ

ص ۷۳ س ۹ قولہ مزدجر فی ن ای ازدجار ام مصدر ازدجار بنظمہ اذ کار فہو ظرف وعلی الاول مصدر) وہو افتعال من الزجر قلبت التاء والا اھ

س ۱۱ قولہ نکر صفۃ یعنے منکرا کذا فی ع وقولہ فشعا فی ن ولیس قراءۃ من قرأ خشعا علی الجمع من باب الکوفی البراغیث کما ظن فی الکشاف ولکنہ حسن من ذلک ولہذا تواترت قراءۃ تعدم مشابہۃ الفعل صورۃ

التقول فی السنۃ قام رجل تعود فلما نہ وضعف قاعدون و اضعف منہ یقعدون لان زیادۃ الحرف لیست فی قوۃ زیادۃ الاسم اھ وفی ع البصار ہم مرفوع بخشعا وجازان یعمل الجمع لانہ کسر ص ۷۵ س ۵ قولہ مکررفی ن اصلہ تذکر افتعال من الذکر اھ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ دسر فی ن ہی السفینۃ وہی من الصفات التی تؤدی معنی الموصوف فتنصب بنفسہا وہذا الایجاز من فصیح الکلام وبلیغہ والدسر المسامیر (جمع مسمار بالکسر یعنے میخ کمافی مفرع وسمار من دسرہ اذا دفعہ لانہ یدسر فی الشیء اھ وقولہ بمرأی الخ ای بحیث یراکما یقال فی المطر الوابل عبرت میازیب المسار وفتحت افواہ القرب ص ۷۶ س ۵ قولہ سعر جمع سعیر للمبالغۃ کذا فی ن س ۹ قولہ فتعاطی فی البطرسی عن ابن عباس تناول بعضہ بعد بعض س ۱۹ قولہ ایام الخ فی ن وصف المستمر الخ عن مجاہد اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ تنفس العجانۃ فی ن کانہم قالوا الملک جسم والسمار بعدۃ تکیف منزل فی لحظۃ واحدۃ اھ ص ۷۷ س ۱ قولہ بکرۃ فی ن وقت الصبح من یوم غیر معین ولو اریدہ عین لمنع الصرف للعلمیۃ ومعرفۃ معدولۃ عن البکر لان حقہ ان یستعمل فی المعرفۃ بال اھ س ۵ قولہ یعنہم فی ن وانما قال فی نبی ولم ننشأ للسنا علی یعنہم زیادۃ حرف الجلالۃ ارادۃ انطباق الجنین علی الیمین وہو امر کثیر الوقوع ترتیب الامکان بخلاف مارتع المراد بین من قوم لوط فانہ اندرد ا بعدہ الکل بالاضافۃ الی قدرۃ اللہ تعالی واحدا الا انہ حین علق الطمس بالمشیۃ ذکر ما ہو اکثر الوقوع کیلا یکون للمنکر مجال کثیر اھ

حاشیہ تحتانی س ۱ قولہ حاصب فی ن ولعل التذکیر بتاویل العذاب اھ قلت فہو لغت لمحذوف وہی الریح وانما ایدہ بالحجارۃ لان غذابہم فی القرآن ذکر ذلک ولک ان تحمل حاصبا فی ہذا الموضع علی حقیقتہ کما فعلہ الجلال المحلی وقصہ حاصبا ریحا ترمیہم بالحصبار وتجمع بین ان العذاب کان بمطر الحجارۃ وبین انہ کان ریحا بان الریح کانت سببا فافہم

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ للانذار قلت فالمنفی ذو قوا مذابی وعاقبۃ انذاری وفی ع قیل التقدیر بنذری

ص ۷۸ س ۵ قولہ ادہی وامر فی

ان والداہیۃ اسم فاعل من رماہ اذا رمکنہ اذا القاہ وتخصیص بامر صعب کالحادثۃ والنازلۃ والامر المرارۃ اھ س ۷ قولہ وقد قرء الطبری کما یقال وجدت مس الحمی یرید اول ما تلقی منہا اھ قلت فالمراد کانہ قیل ذوقوا اول العذاب وما بعدہ اشد وفیہ تحکم ومبالغۃ من جہۃ الذوق والمس وقد الطبری ایضاً وما سقر فما ہنا اسم باب من ابواب جہنم وترک اجراؤہا (ای لم یصرف) لانہا اسم لمؤنث معرفۃ (وہی جہنم فان الباب نے کہا) س ۹ قولہ نہر فی ان اسم جنس ارید بہ الانہار اکتفی بہ للمقابلۃ ولما سلف مثلہ مرارا کقولہ ان المتقین فی جنات وعیون اھ (فائدہ) فی الباب النقول اخرج مسلم والترمذی عن ابی ہریرۃ قال جاء رشہ کواقریش یحکمون رسول اللہ فی القدر فنزلت ان المجرمین فی ضلال وسعر الے قولہ انا کل شیء خلقناہ بقدر اھ

ص ۷۹ حاشیہ فوقانی س ۳۰ قولہ سنے البار تلت یعنی القدیۃ

ص ۷۹ س ۲۶ قولہ فیہم ای ظلم وجیران جمع جار ورجف ای زلزل والعرصاء ذرخان بلند باخارد دبور بالفتح باد پس پشت یعنی باد یکہ از مغرب بطرف مشرق رود بخلاف صبا وازین جہت صبا را قبول گویند وغبآء مسترۃ وخمر وجوہ ہم خمر بالکسر پردہ وتفور جمع تفر سرحد کفار قاتل عظم وخاز ضعف وجاش بالفتح وسکون ہمزہ سینہ انسان

ص ۸۰ س ۶ قولہ الاکام جمع کم بالکسر کرانی مدن

ص ۱۵ قولہ الجوار جمع جاریۃ وموصوفہ محذوف للعلم بہ والاعلام جمع العلم بالتحریک

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ الفخار فی ان بیانا لغایۃ یبس طینۃ وکوازۃ والترکیب یدل علیہ ومنہ الفخور ولولا یبس دامغۃ لم یفخر اھ وفی س ۵ قولہ عن ابن مسعود تلت اخرج الطبری عنہ المرجان حجر

ص ۸۱ س ۱۴ قولہ خالص آگ الخ خالص آگ لطیف ہوتی ہے اور نارِیت کا اثر اس میں بہ نسبت دھوئیں والی آگ کے زیادہ ہوتا ہے اور معنے یہ ہیں کہ جن کی پیدائش میں عنصر نار غالب اور باقی عناصر مثلہ مغلوب ہیں جیسا کہ انسان میں عنصر خاک غالب ہے اور باقی عناصر مثلہ مغلوب ہیں وصوبہ المفسر العلام اور ملئکہ کی پیدائش نور سے ہے حدیث میں لفظ من نور کا لفظ وارد ہے اور ہم کو اس کا علم نہیں ہے کہ نور کے سوا ان کی خلقیت میں نور کے ساتھ اور کوئی شے بھی ممزوج ہے یا نہیں اور چونکہ ملئکہ کو مجردین اس لئے کہ مجردات لشست وبرخاست وغیرہ خواص جسم کے ساتھ عقلاً موصوف نہیں ہو سکتے اور ملئکہ اسکے ساتھ موصوف ہیں جس سے معلوم ہوا کہ وہ مادی اور متحیز ہیں پس نور اگر عرض ہے جیسا قدماء فلاسفہ کا یہی مسلک ہے تو ضرور کسی مادی چیز کا ملئکہ کا مادہ کہنا پڑیگا اور اگر نور خود جسم ہے جیسا آج کل کے فلاسفہ کی بھی یہی تحقیق ہے کہ نور جسم ہے تو صرف نور ہی کو مادہ اجسام ملئکہ کا کہہ سکتے ہیں اور ظاہر حدیث خلقوا من نور سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ صرف نور اس کا مادہ ہے افادہ المفسر العلام

س ۲۲ قولہ من بحموما فی ان تقلل خرجت من البلاد ولم تخرج الا من محلۃ بل من دار اھ

حاشیہ فوقانی س ۲ قولہ کی بیشی نکرالخ بیش کرنا یعنی مقدار سے زیادہ وبنا بلا کسی حائض کے محمود ہے لمذا اس سے مخالفت مقصود نہیں ہے پس معنے یہ ہیں کہ دوسرے کو کم نہ دو اور خود استحقاق سے زیادہ نہ لو فی النموذج جلیل (فان قیل) قولہ تعالے الا تطغوا فی المیزان لے لاتجاوزوا فیہ للعدل منہ عما بعدہ من الجملتین فما فائدتہما (قلنا) ایراد بالطغیان فیما خذ الزائد وبالاخسار فیہ اعطاء الناقص وامر بالتوسط الذی ہو اقامت الوزن بالقسط ونہی عن الطرفین المذمومین اھ وہذا ایضا وجہ علے الاول یکون ہذا تاکیدا وخص الاخسار لمزید الاہتمام بہ فانہ اکثر وقوعا بخلاف اخذ الزائد علی عکسہ

ص ۸۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ کالدہان نے الطبری وقال آخرون معنے بذلک فکانت وردۃ کالدہان کالادیم وتمارا الدہان جمع واحدہ دہن اھ قلت التی بالجمع تتعدد السمار اد لتعدد الاجزاء المنشقۃ

ص ۸۴ س ۱ قولہ انسان فی ان جمع الثقلین وہو الغلیظ المستقیم طولا وانما خصہما بالذکر لانہما ہی التی تورق وتثمر وتظل والساق للاجل ضرورۃ القیام اھ ص ۶ قولہ بطائہا جمع بطانۃ بالکسر بمعنے ستر وقولہ بمنے بیوہ جیدہ کما فی ص

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ سوادان الخ فی ان وذلک ان کل نبت اخضر تمام خضرتہ من الریی (سیراب شدن) ان یقتضی الے السواد اھ

ص ۸۴ س ۱۳ قولہ نخل ورمان فی ان وانما خص النخل والرمان بالذکر بعد اندراجہما فی الفاکہۃ لفضلہما وشرفہما فالنخل فاکہۃ وطعام والرمان فاکہۃ ودواء کامل اھ وفیہ ایضا قال فی الموضعین عند ذکر المحررین وفی سائر المواضع فیہما والسر فیہ ان تمام اللذۃ عند اجتماع النسوان للرجل الواحد ہوان یکون لکل منہن مسکن علے حدۃ متباعدین مسکن الاخرے واسع بحیث یسع ما یلیق بحالہ او الجواری والغلمان وسائر الاسباب لیحصل بذلک تنزہات کثیرۃ کل منہا نجانبۃ ورکان فی ضمیر الجمع اشارۃ الے ذلک واما العیون والفواکہ فلو یکن منہ شیء منہا بہذہ المثابۃ من کمال اللذۃ فاکتفی فیہا یعود الضمیر الے الجنتین فقط اھ

ص ۸۵ س ۱ قولہ لم یطمثہن الجان قلت کنی عن الجماع فی الدنیا بنحو قولہ من قبل ان تمسوہن وذکر الجماع فی الآخرۃ بلفظ یقرب من الصریح وہو الطمث فہالحکمۃ فی ذلک قلت سنوجہ ان الاول منہما ان الدنیا دار التکلیف فاوہب الانسان خالق المؤدبین فی ہذا الباب بان التصریح لا ینبغی بمثل ذلک علے ان الزمانی یستحی حق الاستحیاء اذا تامل فیہ بانی کیف اجترأ علے الفاحشۃ حیث لم یصرح باللفظ تعالے شانہ فی الجماع الحلال والثانی منہما نبہ یہ اشارۃ علے ان لا تنوہم بان الجنۃ محل الجماع الحقیقی لا یحصل فیہ مع ذلک لاحظ فیہ الاسلوب الحکیم حیث صرح بما یقرب من الجماع لا بنفہ فافہم

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ مقبری فی ان وعن ابی عبیدۃ کل شیء من البسط عقبری وہو جمع دراج عقبریۃ اھ وکذا فی الطبری

حاشیہ تحتانی یسار یہ عمار فی الطبری الطبرانی وزرنب نوع من شاہم کقولک زید مازید سمابذلک لانہم لو کان کالغیر

ص ۸۶ حاشیہ تحتانی یسار قولہ غافقہ خبر مبتدا محذوف ای ہی کذا فی ع

ص ۸۷ س ۱ قولہ فاصب الینہ فی ان وہو تعجب

بانیا نہم او لانہم اہل المنزلۃ السنیۃ من قولہم فلان سنی بالیمین اذا وصفتہ بالرفعۃ عندک اھ یمینہ منتہے راست کما فی الغیاث س ۷ قولہ فخلدون فی ان لے انہم لا یہرمون ولا یموتون قال الفراء والعرب تقول للرجل اذا کبر ولم یشط انہ لمخلد

س ۷ قولہ باکواب فی ان الاقداح المستدیرۃ الافواہ ولا آذان لہا ولا عری جمع کوب کما فی ط) والاباریق ذوات الخراطیم الواحد برق وہو الذی یہرق لونہ من صفائہ اھ

س ۹ قولہ کامثال فی ان والکلام للمبالغۃ فی التشبیہ اھ ملخصا س ۱۳ قولہ مخضود فی ان الذی لا شوک لہ کانہ خضع (قطع) شوکہ

ص ۸۸ س ۶ قولہ من شجر فی ان ہو للتبعیض من زقوم ہو للبیان فما لون منہا البطون انث الضمیر باعتبار الشجر قال جار اللہ عطف الاشارۃ بین علے الشارۃ بین لاختلافہما اعتبارا وذلک ان شرب الماء المتناہی الحرارۃ عجیب وشرب یکشرب الہیم اعجب اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ بہم فی ان یفعول من الاہم وہو الا سوداد وفیہ ایضاً قال الفراء العرب تجعل الکریم تابعا لکل شیء یرونہ بہ المدح فی الاثبات او الذم فی النفی تقول ہو سمین کریم وما رأیتہ الا سمینا کریما اھ

ص ۹۰ س ۱ قولہ انتم تخلقونہ الخ فی ان وجہ الاستدلال ان الحق اتما یحصل من فضلہ الہضم الرابع وہو کالطل المنبت فی جمیع الاعضاء ولہذا نشترک کل الاعضاء فی لذۃ الوقاع ویجب اغتسال کلہا لحصول الانحلال منہا جمیعا فالذی قدر علی جمع تلک الاغذیۃ فی بدن الانسان ثم علی جمع تلک الاجزاء الطلیعۃ فی اوعیتہا ثم علی تحکیمہا فی الرحم الے ان یکون انسانا کاملا یقدر علے جمعہا بالموت الاقدر بہ یہم بحیث لا یفوتہ شیء منہا اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ نجبون فی ان کانہ تکلف الفکاہۃ

ے ۵ نے الدراج شمشیر سپیدی موے بسیاہی مہ آمیختہ سین بمین مہ

ص ۹۱ حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ المؤکد الخ وفی ن لان شرطیۃ لو غیر واضحۃ لیس الا ان الثانی امتنع لامتناع الاول وھذا ذھبی فاصبح فی الربط الی اللام التوکیدی اھ

ص ۹۲ س ۱ قولہ فلا اقسم فی ن والعرب تزید لا قبل فعل اقسم کانہ ینفی ما سوی المقسم علیہ فیفید التاکید اھ

س ۵ قولہ اذا بلغت الحلقوم فی ن الحلقوم الحلق وھو مجری النفس والواؤ والمیم زائدان اھ دانتم حینئذ منتظرون الخ اعتراض وتبیین بکمال

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ یعنی من فی ن وھذا فی الحقیقۃ لا یفید سوی التاکید اھ وفیہ ایضا وھو علم یحصل بتتبع الصدر وبسبی یجرد الیقین اھ

ص ۹۵ س ۱ قولہ الکم استفہام توبیخ وقدم علی الفعل المذموم تخویفا لھم واظہارا للتنغیص علیھم کما قدم العفو فی قولہ تعالی عفا اللہ عنک علی ما مر عند ترحم صلی اللہ علیہ وسلم واظہار اللتعنت الخاصۃ بہ والحب الازلی لہ

ص ۹۷ س ۱ قولہ مقتبس فی ن الاقتباس اخذ القبس ای الشعلۃ من النار وھو ھنا کما مر اھ ملخصا

س ۳ قولہ بسور الباء صلۃ کذا فی ن **س ۷ قولہ** ولا من الذین کفروا فی ن فالحاصل لا تفرقی بین اظہر والکفر منکم وبین الذین اضمروہ اھ قلت وھو وجہ زیادۃ زھرۃ البھارۃ لیعلموا ان مدار الایمان علی التصدیق

س ۱۵ قولہ والشھداء الخ ای کما تفسیر اس آیت کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ الصدیقون پر کلام ختم ہو اور الشھداء عندربھم جملہ مستقلہ ہو اور اس صورت میں لفظ شہید ثہ سے ملنے پر محمول ہوگا وھو الطبری احقر کہتا ہے کہ پہلے انفاق اور قتال کا ذکر ہو چکا ہے اور یہاں پھر انفاق کی فضیلت بیان کیگئی ہے تو اس مناسبت سے تفسیر مذکور پر قتال کی فضیلت بھی بیان ہوگئی اور حضرت مفسر علام کی تفسیر پر شہید کو معنی غیر معروف پر محمول کرنا ہوگا یعنی حسن و صالح اور صدیق اور شہید دونوں کا ذکر باعتبار اختلاف مراتب کے مناسب ہوگا۔

حاشیہ تحتانی یمین قولہ انظر قلت لہ تفسیر آخر لطیف ایضا وھو فی ن ونصہ لا ینھم اذا نظروا الیھم والنور قدامھم استئنافا وابتلاء تلک الانوار قال الفارسی حذف الجار واوصل الفعل والشاہد ابو الحسن ۵ ظاھرات الجمال والحسن یا ینظرن کما ینظر الاراک الظباء والمعنی ینظرن الی الاراک اھ

ص ۹۸ حاشیہ فوقانی س ۱۹ قولہ لا یلام الخ قلت قد یکون المستحب مؤکدا وترکہ علی الدوام قد یفضی الی المحذور فیستحق منہ النصیر یقون ولا عجب ان یحذر امد منہ الصحابۃ باعتبار درجاتھم الرفیعۃ فان المقرب یلام علی ترک الادب والمندوب وفی لباب النقول اخرج ابن ابی شیبۃ فی المصنف عن عبد العزیز ابن ابی رواد ان اصحاب النبی ظھر فیھم المزاح والضحک فنزلت الم یان للذین آمنوا الآیۃ اھ وفیہ نحوہ عن روایۃ ابن ابی حاتم فافھم

ص ۹۹ س ۱ قولہ الکفار اے الزراع و انما اثر ذلک علیہ رعایۃ لما ھو المقصود من المثل وھم الکفار المجبون بالدنیا وفیہ تشنیع عظیم حیث لم یجعلوا المثل ایضا ومن ذھبھم

ص ۱۰۰ س ۱ قولہ فی للاظرف فی ن وانما قید المصائب بکونھا فی الارض والانفس لان الحوادث المطلقۃ کلھا لیست مکتوبۃ فی اللوح لان حرکۃ اھل الجنۃ والنار غیر متناھیۃ فانا ثبتھا تھا فی الکتاب محال ولھذا قال تعالی لنبینا علیہ وسلم اجعل علما بما ھو کائن الی یوم الدین ولم یقل الی الابد اھ قلت قد ورد لفظ الابد فی روایۃ الترمذی ولفظ الی یوم الدین لم ارہ وانما ورد ذلک فی الترمذی بسند حسن صحیح غریب مرفوعا ان اول ما خلق اللہ القلم فقال لہ اکتب فجری بما ھو کائن الی الابد اھ وفی حاشیۃ عن المرقاۃ ثم رأیت فی الدر المنثور ان المراد ما ھو کائن الی یوم القیمۃ نقلا عن ابن عباس وکذا روی ابو ھریرۃ مرفوعا وھو لک ان تقول ان کل ارض والانفس مطلوب المقام ولا تکون المصائب فی الجنۃ فھو قید واقعی فافھم

س ۱۳ قولہ یعنی اس سے کہ کمی الخ احقر کے نزدیک عبارت عرضہا الخ مبالغہ وسعت پر محمول ہے نہ اس میں کمی کی نفی ہے اور نہ زیادہ سے تعرض ہے اور نہ مساواۃ کا دعوی ہے واللہ تعالی اعلم

ص ۱۰۱ س ۱ قولہ دائرۃ لنا سھم الکتاب فی ن ان مدار التکلیف علی فعل ما ینبغی وترک ما لا ینبغی والثانی لا تھم الا بالحدید الذی فیہ باس شدید والاول اما ان یکون من باب الاعتقادات وان یتم الا بالکتاب السماوی ولا سیما اذا کان معجزا او اما ان یکون من باب المعاملات ولا ینتظم الا بالمیزان فاشرف الاقسام ما یتعلق بالقوۃ النظریۃ الروحانیۃ ثم ما یتعلق بالعلیۃ الجسمانیۃ ثم ما یتعلق بالزوجیۃ وقد روی فی الآیۃ ھذا المعنی اھ

س ۵ قولہ فسقون قلت یعم الکفر ایضا ولا دلیل ھنا علی تخصیصہ بمرتکبی الکبائر دون الکفر قلت بناء علی ان اللام للجنس وحملہ فی الاعراب حالا وھو اھل

ص ۱۰۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ رھبانیۃ ھی مصدر کما فی ن

ص ۱۰۳ س ۲۹ قولہ ایمان معتد بہ حقیر کہتا ہے کہ اس میں تالیف قلب بھی ہے۔

ص ۱۰۴ س ۳ قولہ تحامد کما فی ن الترجیح فی الکلام (فائدہ) قال الفقہاء رد لما شیع من الکفارات بجر علیہ ویحبس الا کفارۃ الظہار لان ترک التکفیر اضرار بالمرأۃ وامتناع من الفیء حققہ اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ یعودون لما قالوا فی ن قال اھل اللغۃ اذا قال قائل عاد لما فعل جاز ان یرید انہ فعلہ مرۃ اخری وھذا ظاھر وجاز ان یرید انہ نقض ما فعل لان التصرف فی الشیء بالاعدام لا یکون الا بالعود الیہ اھ قلت والمراد ھنا کل ھو الثانی ولا تصح ارادۃ الاول لان الاجماع انعقد علی ان الوطی لا یجوز الا بعد اداء الکفارۃ وقد قال تعالی فی شان الظہار من کم ان القبل وزوروا فلو اشترط العود الیہ لجواز الوطی باداء الکفارۃ لزم ان یا مرتعالی شانہ باداء تکاب المنکر والزور وقد نفی عنہ وانیفہ قال تعالی ان اللہ لا یأمر بالفحشاء فلا یصح المعنی الثانی ھنا فک افادہ المفسر فاحفظ فانہ مھم

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ من قلت لا حاجۃ الیہ فان الظہار یعدی بمن فعلی الجعل وقولہ من نسائکم صلۃ یظاھرون اھ

ص ۱۰۵ س ۳ قولہ یحادون فی ن والمحادۃ المشاقۃ من الحد بمعنی الطرف کان کلا من المتخاصمین فی طرف آخر کالمشاقۃ من الشق وقال ابو مسلم ھی من الحدید کان کلا منھما یکلف ما یستقل الحدید اھ

ص ۱۰۸ س ۱۳ قولہ ابن کثیر فی امام احمد الخ ظاھر عبارت سے شبہ ہوتا ہے کہ یہ امام صاحب کا قول ہے لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ یہ صحابی کا قول ہے امام صاحب نے اس کو روایت کیا ہے فعن لباب النقول اخرج احمد والبزار والطبرانی بسند جید عن عبد اللہ بن عمر ان الیھود کانوا یقولون لرسول اللہ صلعم سام علیکم ثم یقولون فی انفسھم لو لا یعذبنا اللہ بما نقول فنزلت الخ **س ۱۰ قولہ** فتح بالبیان الخ او بما بعنوان اول بیان کیا گیا ہے کہ نھوا عن النجوی عن نہی یہود کی باہمی سرگوشی سے تھی نہ کہ رسول اللہ کے ساتھ سرگوشی سے پس یہ روایت باوجود بے سند ہونے کے اس بامسند روایت کے معارض ہے۔

اور تطبیق کی حاجت نہیں نیز خود اس آیت افاذا جاءوک الخ کا شان نزول لباب النقول میں زید بن اسلم کی روایت کے خلاف مذکور ہے وتضمہ اخرج ابن ابی حاتم من طریق ابن ابی طلحۃ عن ابن عباس قال ان المسلمین اکثروا المسائل علی رسول اللہ حتی شق علیہ فاراد اللہ ان یخفف عن نبیہ فانزل اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم الآیۃ الخ

س ۱ قولہ خیرکم والاحسن تقدیم صدقۃ کو اعم تفضیل سے موصوف کرنا مبالغہ ہے

ص ۱۱۲ س ۷ قولہ تقذف فی ن رفع لفظ القذف زیادۃ تاکید وھذا قالوا فی صفۃ الاسد مقذف نکاد تمانقذف بالظلم قذفا لا کتفاء وتدخل اجواء اھ وقولہ فاعتبروا فی ن ھو العبور والمجاوزۃ من شیء الی شیء والعبرۃ لانہا تنقل من العین لہ الحذاء **س ۱۱ قولہ** ذلک بانھم فی ن قالت الفقھاء فیہ دلیل علی ان تخصیص العلۃ المنصوصۃ لا یقدح فی عمتھا فلیس ایضا حصلت ھذہ المشاقۃ تحصل التعزیب اھ

حاشیۃ المجلد الثانی عشر الآخر من التفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ص ۲ س ۵ قولہ مقاتی فی ن المقت اشد من البغض

س ۷ قولہ قد تعلمون فی ن فائدۃ قد تاکید العلم لا التقلیل اھ قلت وان کان ھو اصلہ فانہ اذا دخل علی المضارع یفید التقلیل **س ۱۱ قولہ** مصدقا ومبشرا فی ن حالان والعامل فیھما معنی الارسال فی الرسل فلا یجوز ان یکون الکم عاملا لانہ ظرف لغو

س ۱۵ قولہ لیطفؤا فی ن ثم ذکر عرضھم من الافتراء بقولہ یریدون لیطفئوا ولذا خص ھذہ السورۃ باللام کما قال یریدون الافتراء لاجل ھذہ الارادۃ کما زیدت اللام فی لا ابالک لتاکید معنی الاضافۃ وباقی الآیتین بسبق تفسیرہ فی برأۃ وانما قال ھھنا واللہ متم نورہ لامکان الفصل بالواو کما قال یریدون الافتراء لغرض الطفاء نور اللہ والحال ان اللہ متم نورہ وانما ھنا لک فانہ عطف قولہ ویابی علی قولہ یریدون فلم یدخل اھل الایمان علی العمل کما قال ان اللہ اشتری الی قولہ فاستبشروا بہ یعلم قال اھل المعانی فائدۃ اتباع الخبر موقع الامر ھی التنبیہ علی وجوب الامر وتاکیدہ کانہ امتثل فھو بخبرہ بہ اھ قلت قولہ تؤمنون باللہ الخ فامر فیہ اھل الایمان بالایمان فالمراد بالاول مطلق الایمان وبالثانی کمال الایمان فکانہ قال تعالی کملوا ایمانکم ثم جئ علی طریقۃ التحبیل اشارۃ بقولہ وتجاھدون الخ وھذا فرع من فروع الایمان والعمل بالفروع یزید الایمان (ای التصدیق شدۃ وبالاخلال فیھا تنقص ضعفا وعلی العمل بالفروع بعد الامر بالاصول صرحۃ اویقال المراد بقولہ تؤمنون ای تدیمون علیہ فافھم

ص ۳ س ۳ قولہ کما قال عیسی الخ فی ن قال اھل البیان فیہ تشبیہ کونھم انصار اللہ بقول عیسی انہ لا یصح علی اظاھرہ لان الکون یشبہ بالکون للقول فوجہ ان یحمل التشبیہ علی المعنی وبیانہ ان کون المخاطبین انصار اللہ یعرف من سیاق الآیۃ بعدہ اذ ھو قول الحواریین نحن انصار اللہ وارد بطریق الاستیناف کان سائلا سأل فما قال الحواریون ج فاجیب وقولھم لا یخالف کونھم فیھود مضمون الآیۃ الی قول القائل کونوا انصار اللہ مثل کون الحواریین انصار عیسی وقت قولہ من انصاری علی ان ما مصدریۃ والمصدر یستعمل مقام الظرف اتساعا کقولک جئتک قدوم الحاج وخفوق النجم ای وقت القدوم والخفوق والسر فی العدول عن العبارۃ الواضحۃ الی العبارۃ الموجوۃ ھو ان سوق الکلام بطریق الکنایۃ حیث جعل المشبہ بہ لازما ما ھو المشبہ بہ ابلغ من التصریح وان بناء الکلام علی السوال والجواب اوکد وان المجاز ھو استفادۃ کونھم من قولھم ابلغ من الحقیقۃ اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ جواب الخ فی ن عن الفراء قولہ لیغفر لکم جواب ھل ادلکم بتاویل من یحقق الدلالۃ ھو التجارۃ وانتجارۃ مفسرۃ بالایمان و الجھاد یغفر لکم یعنی ما ذکرین الایمان والجھاد اھ

ص ۶ س ۵ قولہ ملوانی فی ن کلفوا الفعل بانبعاث وفی الجمل عن الخازن ولیس ھو من الحمل علی المظنون بل ھو من المحالۃ والتجھیل ھو التفضیل اھ **ص ۷ س ۱ قولہ** فاسجوا فی الطبری بسندہ عن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعا قراءۃ فامضوا فامضوا فاسعوا وفیہ ایضا کذلک عن ابی العالیۃ التابعی اھ قلت فھی مفسرۃ للقراءۃ فاسعوا وقولہ فاسعوا فالسعی فیہ اطلق علی المضی للاشتراک یکملا یتاخرا و یؤیدہ ما فی الصحیحین مرفوعا اذا اقیمت الصلوۃ فلا تاتوھا وانتم تسعون الخ **س ۸ قولہ** فانتشروا وابتغوا فی ن اباحۃ بعد خظراھ وکذا فی فتح الباری وامامی الطبری عن عمی العباس بن ابی طالب قال حدثنا علی بن المبارک بن یعقوب الموصلی قال ثنا ابو عاصم الصائغ عن ابن لھیعۃ عن ابی خلف عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ فاذا قضیت الصلاۃ فانتشروا فی الارض فان ذکر ذلک یکاد یقرب من ترک الاذن فلیس من الادب ان یقول القائل ملک البلدیس بحانک و لاجام فان نفی الوجود یکاد یلزمھم امکان الوجود وفی ذلک الایھام نقص الخ

ص ۴ س ۴ مصری اور سلام کے لفظ سے تاکید مقصود ہے لیکن قدوس میں مبالغہ ہے اور اعلے کے بعد عالی کا استعمال تاکید کے لئے اسواسطے ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اعلے اور عالی صفات سب خدا تعالی ہی کی ہیں اور مخلوق کی صفات ناقص ہیں واللہ تعالی اعلم

ص ۱۲ س ۱ قولہ ودانی ن قال علماء المعانی انما عطفت قولہ ود داد ہو ماض لفظا علی ما تقدمہ وہو مضارع تنبیھا علی ان وداد ھم کفرھم السبق شیء عندھم لعلمھم ان الدین اعز علی المؤمنین من الازواج والاموال واھم شیء عند العدو ان یقصد اعز شیء عند صاحبہ اھ

س ۱۷ قولہ تقنطوا الیسم فی ن عدی بالی لتضمنہ معنی الاحسان اھ

ص ۱۲ س ۴ قولہ عرض حال الخ یعنی دعاء کے وقت اپنے کسی نیک عمل کا پیش کرنا بطریق وسیلہ مسنون ہے

ص ۱۳ س ۷ قولہ فاکم شیء فی ن قال اھل المعانی فائدۃ ایقاع شیء فی ھذا التراکیب التلفظ فی الحکم والتشدید فیہ ای لا ینبغی ان یترک شیء من ھذا الجنس وان قل وحقیر یعوض عنہ

س ۱۱ قولہ یبایعنک فی ن المبایعۃ ھی المعاھدۃ علی کل ما یقع علیہ التفاق کالاسلام اھ

س ۱۳ قولہ فی معروف قلت قید واقعی فلا مفھوم لہ

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ من ازواج الخ قلت قال المعنی علی ھذا کما فی ن فالذی عجوبۃ زوجتہ کان یعطی من الغنیمۃ المھر اھ وھو غیر ما اختارہ المفسر العلام وقال بہ الزھری نافی الطبری والثانی ورد فیہ حدیث ثلاثان مرفوعان کما فی الطبری ایضا واللہ تعالی اعلم

حاشیہ تحتانی یسار ۱ قولہ بین ایدیھن فی ن لان بطنھا الذی تحملہ بین الیدین فی زجھا الذی تلد بین الرجلین

تمت

وابتغوا من فضل اللہ قال لطلب دنیا ولکن عیادۃ مریض وحضور جنازۃ وزیارۃ اخ فی اللہ اھ وفی سنن نظر قوی نفی الیتامی ولسان المیزان ابو عاصم الضحاک قال الازدی کان یضع الحدیث وفی شرح الاحیاء اخرج ابن مردویہ عن ابن عباس قال لم یؤجروا لشیئ من طلب الدنیا ولکن عیادۃ مریض وشہود جنازۃ وزیارۃ اخ فی اللہ اھ فان ثبت مرفوعا او موقوفا فمرادہ واللہ تعالٰی اعلم ان مطلوب الاصل طلب الدنیا فقط بل ہو اجازۃ واباحۃ لطلبہا المستلزم لیسا او لمن شارد لامور اخرے ایضا مطلوبۃ فی الشریعۃ من الخیرات فحاصل ان کل ما منع عنہ فی قولہ ذروا البیع فصادقا بما اجیز لہا فی قولہ فانتشروا وابتغوا الخ

س ۱۹ ق۱ ارادہ فوراً الخ اسلئے کہ نماز سے قبل واپس نہ ہونے کا قصد العبد ہے ان حضرات کی شان سے اور غالباً خطبہ کی فرضیت ان کو معلوم نہ ہوئی ہو لیکن چونکہ بلا تامل ایسا کیا اسلئے خطاء اجتہادی پر محمول ہے۔

ص ۸ س ۳ ق۱ شہد الخ شہد فی ن ان الکذب توجہ الی ادعائہم ان القول قول عن صمیم القلب (حیث عبر واعنہ بجملۃ مؤکدۃ) ومما یدل علی ان جمع کون الخبر صدقا الی اقلنا (ای الی ان قولہم عن صمیم القلب) وہو واقع للمطابق فی دعواہم قالہ المصنف الی ادلۃ اعتقاد الخبر وظنہ والا فی عدم طلبہ لہ ذلک الاعتقاد والظن بتکذیبنا الیہودی اذا قال الاسلام باطل مع انہ مطابق لاعتقادہ وتصدیقا اذا قال الاسلام حق مع انہ غیر مطابق لاعتقادہ وقاعدۃ اقحام قولہ واللہ یعلم انک لرسولہ للتخصیص علی التاویل المذکور والا لکن ذہاب الوہم الی ان نفس قولہم انک لرسول اللہ کذب ثم اخبر عن استشہادہم بالایمان الکاذبۃ کما مر فی المجادلۃ وجوز فی الکشاف ان تکون الیمین الکاذبۃ ہہنا اشارۃ الی قولہم نشہد لان الشہادۃ بخبری فی افادۃ التاکید مجری الحلف وبہ استدل ابوحنیفۃ علی ان الشہود یمین اھ

ص ۹ س ۱ ق۱ صحۃ فی ن کمندار المنادی فی العسکر ونحو ذلک

حاشیہ تحتانی قولہ شہدوا الخ فی ن ثم شہدوا فی استنادہم وما ہم الا اجرام فارغۃ عن الایمان والخیر بالخشب المستندۃ الی الحائط ویجوز ان یکون الخشب اصناما منحوتۃ شبہوہا فی حسن صورہم وقلۃ جدواہم قال فی الکشاف ویجوز ان یکون وجہ التشبیہ مجرد عدم الانتفاع لان الخشب المنتفع بہا ہی التی تکون فی سقف او جدار او غیرہما فاما المسندۃ للفارغۃ المتروکۃ فلا ینفع فیہا قلت فعلی ہذا لا یکون للتخصیص بالخشب بالذکر فائدۃ لاشتراکہا فی ہذا الباب مع الحجر والمدر المتروکین وغیرہما والخشب جمع خشبۃ

ص ۱۰ س ۱۴ ق۱ ماضی اقول ہذا مقابل المستقبل فیعم الحال ایضا فافہم

حاشیہ تحتانی یمین ق۱ لکن الخ قلت فی الطبری ولکن جزما عطفا بہا علی تاویل قولہ فما یضرہم لو لم یکن فیہ الفرار

ص ۱۱ حاشیہ تحتانی یمین س۲ ق۱ بمجازاتی فی ن ما محصلہ قال جار اللہ انا نسلم بالاستقبال لان خسران احد الفریقین مبنی علی ربح الآخر ولا ربح فی التحقیق فیلزم اللہ ان نسلم مثل فیہ راہم الخ فی ن یجوز ان یکون یوم ہبنایا علی الفتح ومحلہ ابتداء والخبر جملۃ قولہ ذلک یوم التغابن اھ

ص ۱۴ س ۳ ق۱ لعدہن اللام عندی بمعنی فی ثم رأیت فی الجمل ما نصہ فی البیضاوی اللام للتوقیت ای فی وقتہا وہو الظہر اھ وقولہ النسائی فی ن قال جار اللہ اللام فی قولہ النساء للبعض وقد علم بقولہ فطلقوہن لعدتہن انہ مطلق علی بعض من ذوات الاقراء الدخول بہن فلا عموم ولا خصوص اھ

س ۵ ق۱ الا الخ استثناء من قولہ لا تخرجوہن لا من قولہ ولا یخرجن

س ۷ ق۱ اذا بین فی ن ای شارفن انقضاء عدتہن اھ قلت الاجماع علی حرمۃ الامساک بعد العدۃ بالنکاح الاول

ص ۱۵ س ۷ ق۱ من وجہ کما ای من سنکرم روہ الطبری عن ترجمان القرآن

س ۹ ق۱ وامرانی ن قال اہل اللغۃ الامار بمعنی الامر کالاشوام بمعنی الشاور اھ

س ۳ ق۲ عدت حیض سے ہے قلت یدل علیہ ما رواہ الحاکم مرفوعا بسند صحیح وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ طلاق الامۃ تطلیقتان وعدتہا حیضتان کما فی الجامع الصغیر

ص ۱۶ س ۱۸ ق۱ اگر ضرر نفع الخ قلت فی اسباب النزول اخرج الحاکم عن جابر قال نزلت ہذہ الآیۃ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا فی رجل اسمہ عوف کان فقیرا ضعیف ذات الید کثیر العیال فاتی رسول اللہ ﷺ فسالہ فقال لہ اتق اللہ واصبر فلم یلبث الا یسیرا حتی جاء ابنا لہ فغنم وکان العدو اصابوہ فاتی رسول اللہ ﷺ فاخبرہ فخبرہ فقال کلما فنزلت قال الذہبی حدیث منکر اھ وشاہدہ واخرج ابن جریر شبہ عن سالم بن ابی الجعد والسدی وسمی الرجل عوفا الاشجعی واخرج الحاکم ایضا من حدیث ابن مسعود وسماہ کذلک اھ اور بر تقدیر ارادہ رزق ظاہری من حیث لا یحتسب کا یہ مطلب ہے کہ اس کو زیادہ تلاش اور سخت مشقت نہ کرنی پڑے اور انتظار کی فکر سے بچے اور اس رزق میں مصلحت یہ ہو سکتی ہے کہ بندہ کی توجہ خاص طور پر حق تعالٰی ہی کی طرف رہے جس کو رزق جس تکلف کا نہایت سخت اہتمام کیا جاتا ہے اسمیں بھی توغل اور تفکر اور زیادہ نظر اسباب کی جانب ہو اور سہولت کا ہونا تو ظاہر ہی ہے وقد مر

ص ۱۹ س ۱۴ ق۱ والاولاد الخ قلت ہذا علی سبیل الاحتمال ولا یبعد للعموم الشامل فیہ فلما نبات بہ فی ن وانما ذکر المفعول ولم یقل فلما نبات بہ بعضہن وعنہا بعضہ لان ذلک لیس بمقصود وانما الغرض ذکر خیانۃ حفصۃ فی وجود الانباء بہ وان رسول اللہ ﷺ لم یوجد منہ الا الاعلام بالبعض اھ وفیہ ایضا لما کان المقصود فی قولہ من انبأک ہذا ذکر المنبأ بہ اتی بالمفعولین وبینہما اھ (تنبیہ) لم اطلع بسند صحیح بہ علی مقدار ما اظہرہ صلی اللہ علیہ وسلم ومقدار ما اعرض عنہ فلتتبع

س ۵ ق۱ صالح فی ن ہو واحد فی سنن الجمع لانہ اراد بہ الجنس الشامل لمن ہو اتقی منہم وعمل صالحا وجوز ان یکون جمعا وقد اسقط الواو فی الخط لسقوطہ فی اللفظ

س ۹ ق۱ شنعت فی ن قال جار اللہ شبہ الصالم فی اسماکہ لہ ان یحیی وقت اظہارہ بالسیف الذی لازاد معہ فلا یزال ممسکا لہ ان یحیی وقت اظہارہ اھ

ص ۲۲ س ۹ ق۱ عبدین من عبادنا فی ن اشارۃ الی ان سبب المزیۃ والرجحان عند اللہ لیس الا الاصلاح

کائنا من کان اھ

س ۱۱ ق۱ عندک قلت طلبت القرب مصرحۃ لہ ولم تکتف علی طلب لذات الجنۃ فقط وان کان حصول الجنۃ یستلزم القرب عند اللہ وکانت عارفۃ کاملۃ

س ۳۱ ق۱ من فرعون وعملہ فی ن کتوالک ہجمینی زیدو کرسہ اھ قلت ففیہ مبالغۃ فی طلب النجاۃ التامۃ منہ

حاشیہ تحتانی یمین س۱ ق۱ صادقۃ قلت وصفت التوبۃ بذلک مجازا فان الصفۃ فی الحقیقۃ ہو التائب

ص ۲۴ س ۱۹ ق۱ حرام وحلال الخ حضر کے نزدیک بیان پر انکی عفت عن الحرام کی مدح ہے جو باوجود مشوہر نہونے کے اختیار کی کہ یہ بہت بڑا کمال ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور ترک نکاح پر جو زاہت عن الحلال مترتب ہوئی اس سے تعرض نہیں وہ کمال ملکی ہے اور نکاح کمال انسی ہے اور اسی لئے افضل الخلق جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کا بہت زیادہ اہتمام فرمایا ہے گو کسی کی خاص حالت کے اعتبار سے مناسب نہو یا امر دیگر ہے لیکن قطع نظر عوارض کے اصل فضیلت نکاح کے کرنے میں ہے نہ کہ ترک میں جیسا کہ تامل سے ظاہر ہے لہذا احفاظت عن الحلال محل مدح نہیں ۵

ومن عادتی حب الدیار لاہلہا
وللناس فیما یعشقون مذاہب

ص ۲۴ س ۴ ق۱ خلق الموت والحیاۃ فی العنایۃ قال بعض المتکلمین ہما صفتان وجودیتان لقولہ تعالٰی خلق الموت والحیوۃ والمخلوق لا یکون عدما وفی الکفایۃ وفی لکاتبی قولہم (ای الفقہاء) الموت زوال الحیوۃ مع انہ وجودی داخل تحت الخلق بالنص مؤول ای الموت حالۃ یلزم منہ زوال الحیوۃ فیکون ہذا التعریف للشئ بلازمہ المختص قلت فی حالۃ عدمیۃ مسبوقۃ بالحالۃ الوجودیۃ والذی لا یکون مخلوقا ہو العدم المحض الاصلی لم یسبق مادہ وجود فافہم

وفی ن قال جار اللہ انما قدم الموت لان اقوی الناس داعیا الی العمل من نصب موتہ بین عینیہ فیقدم لانہ فیما یرجع الی الغرض السوق لہ الآیۃ اھم اھ وفیہ ایضا

قولہ اکیم احسن علما مفعول ثان لیبلوکم علی انہ متضمن معنی العلم ولیس ہذا من باب التعلیق لان التعلیق ہو ان یکون الاستفہامیۃ سادۃ مسد المفعولین جمیعا نحو علمت ازید منطلق اھ

ص ۲۵ س ۱ قولہ ما ترے فی خلق الرحمن فی ن والاصل ما ترمی فمین فعدل الی العبارۃ الموجودۃ تعظیما لحقہ تعالیٰ وتنبیہا علی انہ سبب تناسبین کقولہ خلق الرحمن فلو علم للمکلفین النفع من ہذا الخلق لفعل اھ قلت وقد وقع ہناک مراتب ثلثۃ للنظر وذلک لان الثالث یحصل بہا العلم علم سبیل الکمال او لفظ کرتین محمول علی التکثیر کما قالوا فافہم

س ۳ قولہ رجوعا فی ن جمع رجم مصدر سمی بہ ما یرجم بہ س ۷ نکاۃ تمیز من الغیظ فی ن یقال فلان تمیز غیظا وغضبا فطارت عنہ شقۃ فی الارض ودشقۃ فی السماء اذا وصفوہ بالاوج فیہ وہل السبب فی ہذا المجاز ہو ان الغضب حالۃ تحصل عند غلیان دم القلب والدم عند الغلیان یصیر اعظم حجما ومقدارا فیمد الاوعیۃ حتی کادت تتشقق وتتخرق فحصل ذکر ہذا اللازم کنایۃ عن شدۃ الغضب اھ

س ۱۵ قولہ ذلولا فی ن انہ اجلہا خشنۃ یمتنع المشی علیہا ولا صلبۃ یعیث لایکون حفر بہا والبناء علیہا والاحرکۃ علی الاستقامۃ والاستدارۃ بل جعلہا ساکنۃ فی جوا الہواء عند المرکز فال جار اللہ المشی فی مناکبہا مثل لفرط التذلیل لان المنکبین وملتقاہما من الغارب ارق شئ من البعیر وابتاہ عن ان یطاء ہ الراکب بقدمہ ویعتمد علیہ فاذا کان ہذا الموضع ذلولا فما ظنک بغیرہ اھ محصلا منہ ومن الکشاف وقولہ قامشوہ وکلوا عندی بمعنی تمشون وتاکلون

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ طبا فانی ن او ہو وصف بالمصدر مبالغۃ ای مطابقۃ بعضہا فوق بعض **ص ۲۶ س ۱ قولہ** بکیرای الکلوی والمراد بہ جزء الانکار وقولہ صفت الخ ای باسطات اجنحتہن لانہن اذا بسطنہا صففن ثم اذا ضربن بہا جنوبہن قبضن ودون قابضات علی خوصافات لان الطیران فی الہواء کالسباحۃ فی الماء والاصل فی کل منہما ہو الاطراف وبسطہا والقبض

طارئ علی البسط لاجل الاعانۃ فالمعنی انہن صافات ویکون منہن القبض فی بعض الاوقات کما یکون من السابح وانما قال فی الثقل ما یمسکہن الا الرحمن ان الرحمن للتسخیر فی جو السماء محض الالہیۃ وامساکہ ایاہن بالصافات وقابضات فکان الامساک بکیفیۃ البسط والقبض علی الوجہ المطابق للصنعۃ من رحمۃ الرحمن اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ نوازی ن مصدر بمعنی الفاعل للمبالغۃ وفی **س ۵ قولہ** اسن فی ع من مبتدأ وہذا خبرہ والذی وصلت لغت لہذا او عطف بیان اھ وفی ن من المجموع وفی ع بعضکم لغت جند محمول علی اللفظ والجمع علی المعنی لجاز اھ

ص ۲۹ س ۳ قولہ والقلم قلت اللام للجنس و قولہ وانک لعلی خلق عظیم فی ن والخلق الکلمۃ نفسانیۃ یقدر بہا علی الاتیان بالفعل الجمیل بالطبع وسہولۃ فاذا وصفہ مع ذلک بالعظم وہو کونہ علی الوجہ الاجمل والنہج الافضل لم یکن خلق احسن منہ وفی قولہ تعالیٰ اشارۃ الی انہ مستقل علی احسن الاخلاق الفاضلۃ لا یزعزعہا وانزع اھ ملخصا وفی لباب النقول اخرج ابونعیم فی الدلائل والواحدی بسندہ رواہ عن عائشۃ رضہ قالت ما کان احد احسن خلقا من رسول اللہ ما دعاہ احد من اصحابہ ولا من اہل بیتہ الا قال لبیک فلذلک انزل اللہ وانک لعلی خلق عظیم **س ۷ قولہ** ہازموشار من ابنیۃ المبالغۃ ونیم نفی ن مصدر

حاشیہ تحتانی یمین قولہ الفتنۃ قلت ہو مصدر علی زنۃ المفعول

حاشیہ تحتانی بیسار فلیس الخ فی ع فما اثبت النون لانہ عطفہ علی تدہن ولم یجعلہ جواب التمنی (المفہوم من ودوا) وفی بعض النسخ بغیرون علی الجواب اھ وفی ع لو مصدریۃ

ص ۳۰ س ۱ قولہ مناع وائم من اوزان المبالغۃ وقولہ بعد ذلک ای مع ذلک کما فی الطبری

س ۷ قولہ علی حرکم فی ن وفی نسخۃ بمعنی الاجتمال فلہذا احدی بمعنی ای اجملوا علی حرکم باکرین ادعبر عن الغدو لان الاجمل بالصرم بالغدو علیکما یقال غدا علیہم العدو اھ

س ۹ قولہ علی حردای علی منع **س ۱۷ قولہ** نحرکم فی تخیر الشئ واختارہ اذا اخذ خیرہ اھ وفیہ ایضا وقولہ ای یوم القیمۃ یجوز ان یتعلق بباغۃ ای ہذہ الایمان فی قولہا وکما لہا بحیث تنتہی الی یوم القیمۃ لم تبطل منہا یمین علی ان یحصل القسم علیہ اھ وقولہ ان لکم لما تحکمون مقسم علیہ وہو فی التراکیب بدل اشتمال من قولہ ایمان او بیان لہا

حاشیہ ثانی یمین قولہ الف فی ن ثم الالف اکرم موضع من الوجہ ولہذا قیل الجمال فی الالف ولذا قدم ولذلک جعلوہ سکان الغرو الحیۃ واشتقوا منہ الانفۃ وقالوا فی الذلیل جدع انفہ ورغم انفہ اھ

ص ۳۱ س ۱ قولہ ساق فی ن عن الزمخشری وانما جاءت منکرۃ فی التمثیل للدلالۃ علی انہ امر فظیع وفی الطبری والعرب تقول کشفت ہذا الامر عن ساق اذا صار الی شدۃ اھ

ص ۳۲ س ۹ قولہ مراد حمزہ ازادہ الخ قلت یدل علیہ ما فی الاتقان اخرج ابن جریر عن زید بن اسلم قال قال رسول اللہ تبکی السماء من عبد ما رحمہ وارحب جوفہ واعطاہ من الدنیا مقنعا فکان للناس ظلوما قال فذلک العتل الزنیم رسل لرشوا حمد اھ

ص ۳۴ س ۲۵ قولہ نظر الی الخ قلت فی ن ای لو امکنہ بنظرہ الصرع او الاکل لفعلہ

ص ۳۵ س ۱ قولہ الحاقۃ فی ن قال ابو مسلم ہی الفاعلۃ من حقت کلمۃ ربک ای لساقۃ واجبۃ الوقوع لا ریب فی وقوعہا وفی الطبری عن ابن عباس الحاقۃ من اسماء یوم القیمۃ الخ

وفی ن قال جار اللہ ما یعنی فی ما الحاقۃ الثانیۃ فی موضع الرفع علی الابتداء واوراک بعلی عنہ للتضمین معنی الاستفہام قلت ولولا ذلک لنصب الجزاءین علی انہما مفعول ثان وثالث کقولک اعلمتک زیدا قائما اھ

س ۳ قولہ سخرہا علیہم ای سلطہا بلیل علیہم کرہا فی ن یعنی میث لم یقل لہم **س ۷ قولہ** تبصرہا فی ن قال اہل اللغۃ کل ما حفظتہ فی نفسک فقد وعتہ وما تعیہ فی غیر نفسک فقد اوعیتہ یقال اوعیت المتاع فی البیت قال جار اللہ انما قیل اذن واعیۃ علی التوحید والتذکیر للایذان بان للواعاۃ منہم قلۃ ولتوبیخ الناس لقلتہ من یعنی منہم

وللدلالۃ علی ان الاذن الواحدۃ اذا وعت فہی عند اللہ بمکان وما سواہا لا یلتفت الیہ وان ملأ العالم اھ

س ۱۱ قولہ والملک فی ن جنس ولہذا کان اعم من الملئکۃ لشمولہ الواحد والاثنین وہنا والارجاء الجوانب جمع رجا مقصورا

س ۱۵ قولہ ہاؤم فی ن وہو ارشل باع للواحد المذکر وہاؤما بطرح الہمزۃ للتنشیۃ ہاؤم بضم الہمزۃ وبعدہ میم ساکنۃ لجمع المذکر والہاء فی کتابیہ وحسابیہ وما اسکت ومن ہنا ثبتت فی الوقف وتسقط فی الوصل للفظ اشبہ التلفظ بہا فی الوصل عند جماعۃ اتباعا لوجودہا فی المصحف اھ ملخصا **س ۱۵ قولہ** عیشۃ راضیۃ فی ن فعلۃ من العیش للنوع وراضیۃ منسوبۃ الی الرضا کالذراع والدابل للمنسوب الی الذرع والنبل وہو من النسبۃ بالصفۃ ویجوز ان یکون من للاسناد المجازی کقولک نہارہ صائم والمقطوف جمع تطفا بالکسر وہو المقطوف کالملعن بمعنی الملعون اھ ملخصا

س ۱۷ قولہ کلوا واشربوا فی ن والغرض من ہذا الامر التوبیخ والعرض للاتکلیف ومتقابل بالاخرۃ لیست بتکلیف فلا اشکال اھ وفی ن والاسلاف فی اللغۃ تقدیم ما ترجوان یعود علیک بخیر فہو کالاقراض اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ حسوما جمع حاسم کما فی ن وقولہ شدیدۃ بالعصف فی ن قال جار اللہ العتو استعارۃ قلت لانہ مستعمل فی مجاوزۃ الانسان حد الطاعۃ والانقیاد اھ

ص ۳۶ س ۳ قولہ ثم فی سلسلۃ الخ فی ن انما لم یقل فاسلکوا السلسلۃ فیہا لانہ اراد ان السلسلۃ تکون ملتفۃ علی جسدہ بحیث لا یقدر علی حرکۃ ومعنی ثم التراخی فی الرتبۃ اھ قلت الفاء عندی لمحض الالصاق لما قبلہا بما بعدہا

س ۱۱ قولہ الاقاویل فی ن قال جار اللہ فی اللفظ تصغیر وتحقیر کالاعاجیب والاضاحیک کما جمع الاقوال علی الافعل اھ وفیہ ایضا قیل وہو مخلوف القول من غیر ان یکون لہ حقیقۃ اھ **س ۱۳ قولہ**

فرامنکم الخ فی ع من زائدۃ واحد مبتدأ وفی الخبر وجہان احدہما جاز ہن وجمع علی معنی احد دلالۃ فی معنی الجمع ہہنا لانہ فی سیاق النفی کما فی ن وجر علی لفظ احد وقبیل ہو منصوب باولم یعتد بکم فصلا وا مامنکم نعلی ہذا فحال من احد وقیل تبین والثانی الخبر منکم ومن یتعلق بکاجرین اھ

س ۱۵ قولہ محل الیقین اے حق یقین لان الریب فیہ فاضیف احد الوصفین الی الآخر للتاکید اھ

ص ۳۷ س ۱۹ قولہ دسیج وقت ہی الخ فی ن کما تقول جئتہ عام کذا وانما جئت فی وقت واحد من اوقاتہا اھ

ص ۳۸ س ۳ قولہ سائل یعنی دعا والمعنی عدی بالباء دون عن ولان الذم لائق بالتعجیل دون السؤال عن حال العذاب ان کان بدون العناد

ص ۳۹ س ۵ قولہ ثم بمعنی فی ن یعنی ثم استبعاد الاتخاذ عن الاقتدار اھ وفیہ ایضا بحث

قولہ فی احد الاقوال ان الدعاء بمعنی الاہلاک کقول العرب دعاہ اللہ ای اہلکہ اھ

س ۱۷ قولہ عزین فی ع جمع عزۃ والمحذوف منہ الواو وقیل الیاء وہو من عزہ تعالے ایمنہ وعزیتہ لان العزۃ الجماعۃ وبعضہم منضم الے بعض کان المنسوب مضموم الے المنسوب الیہ اھ وفی ن جمع بالواو والنون عوضا عن المحذوف اھ

ص ۴۲ س ۳ قولہ مرارا فی ن الکثیر الدیستوری فیہ المذکر والمؤنث والوقار التوقیر فعال بمعنی تفعیل اھ ملخصا

ص ۴۳ س ۱ قولہ جعل الشمس الخ فی ن وشبہ الشمس بالسراج لان نورہ ذاتی کہا والقمر بالقمر لان نورہ ذاتی کہا والظلمۃ لیل عبارۃ عن ظل الارض والشمس سبب لزوالہ قال جار اللہ استعیر الاثبات للانشاء لیکون ادل علی الحدوث اھ

س ۵ قولہ کرونی فی ن وانما سمی مکرا لانہم دلسوا علیہم بانہ دین آبائکم وآبا راعوت من الابناء الخ

س ۹ قولہ ما خطبکم فی ن ما صلۃ للتوکید وقد یستدل بقیام التعقیب لا سیما وقد دخل علی ماض معطوف علی شیء علی اثبات عدالۃ المخبر فی قولہ فسلم بحمد واتہکم بہم

ص ۴۵ س ۳ قولہ رب فی ن مصدر وضع موضع الوصف للمبالغۃ اھ

س ۱۳ قولہ کانہ دن کے لیے الخ اور ایک لطیف مناسبت یہ بھی ہے کہ حضرت نوح نے تو اضافیہ سمجھا شاید یہ دعا کفار مین شائبہ انتقام کا ہو اسلئے استغفار فرمائی تاکہ آپ کا یہ فعل محض للہی ہو جائے اور مزید امید استجابت کے لئے دوسرون کو بھی اس دعا مین شامل فرمالیا و للہ الحمد

ص ۴۶ س ۱ قولہ شطط فی ن مجاوزۃ الحد فی الظلم وغیرہ مصدر وفی ع لغت لمصدر محذوف ای قولا شططا اھ

س ۷ قولہ تقاعد فی ن اشارۃ الی ان الجن کانوا یجدون بعض المقاعد خالیۃ عن الشہب والحرس (حیث کن مقاعد) والآن لمئت المقاعد کلہا

س ۱۳ قولہ تحروا فی ن قال المبرد اصل التحری من قولہم احری واحق واقرب وفی العدل عن الحقیقۃ الے المجاز فی باب الوحدۃ بشارۃ واشارۃ الے تحقیق الثواب لما عرفت مرارا ان المجاز ابلغ من الحقیقۃ اھ

س ۱۷ قولہ عذابا صعدا وانتصب علی حذف الجار ای سنے عذاب صعدا وعلی تضمین معنی الادخال والصعد مصدر بمعنی الصعود ووصف بہ العذاب لانہ یتصعد المعذب الے یعلوہ ویغلبہ فلا یطیقہ اھ وفی المنجد سلک راہ رفتن ودر آمدن بجائے اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ طلبنا الخ فی ن لان الماس طالب الشرف اھ قلت اختیر ہذا المجاز للمبالغۃ فی قرب السماء کانہا السنا

حاشیہ تحتانی یسار س ۳ قولہ فلا یخاف ای فہو لا یخاف فی ن والاقبل بالجزم جزم جواب الشرط

ص ۴۸ س ۲۸ قولہ سجدا الخ اختیر ذلک نظرا الی ان المساجد لفظ مساجد بمعنی ظاہری پر محمول ہے اور روایت ذیل سے اسکی تاکید ہوتی ہے فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم من طریق ابی صالح عن ابن عباس قال قالت الجن لان لن نفہم معک الصلوۃ فی مسجد فکانوا یاتہ وان المساجد للہ الخ

حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ فی الکبیر حقر کے نزدیک ظاہر اس آیت کا تعلق ماقبل سے ہونا انسب ہے واختارہ الطبری پس اس تقدیر پر مطلب یہ ہوگا کہ اخبار غیب کا جو بند وبست کیا گیا ہے معلوم نہین کہ اس مین کیا راز ہے۔ آیا وہان خبر لینے کے لئے جانے والون کو عذاب دینا مقصود ہے بذریعہ شہب کے یا ان کی ہدایت مقصود ہے اس طرح کہ یہ لوگ اس قصہ سے برطرف ہو کر حق تعالی کی قدرت مین غور کرین کہ اسنے اپنی قدرت سے اخبار غیب کے علم سے محروم کر دیا اھ ہم عاجز ہو گئے بلکہ مرجوم ہوئے اور پھر اسکے راستہ کی تلاش کرین اور اسلام لے آوین واللہ تعالے اعلم

ص ۴۹ س ۵ قولہ باعتبار تحقق کے الخ یہ مضمون جنی ہے بلاغ اور رسلت کے اختلاف صیغ اور اختلاف معنی پر سو بلاغ کے معنے پہونچا دینا اور رسلت بصیغہ جمع بمعنی پیغامہا لیکن بلاغ اور تبلیغ سے قرآن مجید مین اعلان کے ساتھ پہونچانا مقصود ہوتا ہے اب اس توضیح کے بعد تقریر مقصود کی ظاہر ہے

افادہ المفسر العلام والاسہل مافی الحل قولہ عطف علی بلغا ای کانہ قیل لا املک لکم الا التبلیغ والرسالۃ والمعنی الا ان ابلغ عن اللہ فاقول قال اللہ کذا اما سیاقولہ الیہ وان ابلغ رسالاتہ التی ارسلنی بہا من غیر زیادۃ ولا نقصان فاٰت فی الکشاف واما قد ران ابلغ لکونہ معطوفا علی مصدر اما بلغ المضمر فیدل الاول علیہ ایجاد التبلیغ علی التاکید والثانی علی تبلیغ اشیاء واجبتہ الارسال وہذا من باب العطف علی التقدیر لا الانسحاب لئلا یلزم عطف الفعل علی المصدر ولا علی المقول المطلق والظاہر انہ معطوف علی اللہ ای الا ان ابلغ عن اللہ ومن رسالاتہ اھ کرخی ص ۱۹۴ ج ۴ مصری

ص ۵۰ س ۵ قولہ قوم قبیلا ای اقوم قولا فان قبیلا مستعمل بمعنی القول وفی الطبری حدثنا یحیی بن داؤد الواسطی قال ثنا ابو اسامۃ عن الاعمش قال قرأ انس ہذہ الآیۃ ان ناشئۃ اللیل ہی اشد وطأ واصوب قیلا فقال رجل قوم واصوب ما ہیا لہا حمزۃ انما ہی اقوم قال اقوم واصوب ما ہیا لہا واحد اھ وقال المحقق النیسابوری فالواجب ان یحمل النقل لو صح علی انہ فسر احد اللفظین بالآخر لا انہ زعم ان تفسیر لفظ القرآن جائز اس قولہ قیل الیہ تبتیلا فی ن وانما لم یقل تبتل نفسک الیہ تبتیلا لان المقصود بالذات ہو التجتل فبین اولا ما ہو المقصود ثم اشار اخیرا الی سببہ التاکید اھ رجایۃ الفاصلۃ اھ

س ۹ قولہ الکافی فی ن جمع نکل بالکسر او نکل بالضم والتنوین فی ہذہ الالفاظ للتعظیم والنوع اھ ملخصا

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ المزمل فی ن اصلہ المتزمل فادغمت التاء فی الزاء ونحوہ المدثر اھ

قولہ س احاشیہ تحتانی یسار بمعنی قیام قلت فی الجلالین القیام بعد النوم وفی الطبری لکل ساعۃ من ساعات اللیل ناشئۃ من اللیل اھ وکذلک یفہم من مفردات الراغب واھل المعانی الحاصلین بمعنی علی معنے التجہد لکن للاویل علیہ فافہم

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ کثیبا ای مہیل معنی مفعول کذا فی ن

ص ۵۱ س ۱ قولہ شیبا جمع اشیب مثل فی الشاۃ کما قیل یوما یشیب نواصی الاطفال والاصل فیہ فی قول الحمار ان الہموم والاحزان تسرع الشیب اھ ملخصا وقولہ والسماء منفطر بہ فی ن ای ذات انفطار بسبب ہول ذلک الیوم او تنقل بہ الاقدام یؤدی الی انفطارہا کقولہ ثقلت فی السموات والارض اھ

س ۳ قولہ اودی فی ن قال اہل المعانی و البیان انما استعیر اللادنی للاقل لان المسافۃ بین الشیئین اذا دنت قل ما بینہما من الاحیاز اھ وقولہ طائفۃ فی ن عطف علی المستتر فی تقوم وجاز بین فیزا کید للفصل اھ س ۱۰ قولہ ہون فی ن صیغۃ التفضیل

ص ۵۱ حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ بالنصب ای بنصب نصفہ وثلثہ وکذا بجر ہما ص ۵۲ س ۳۰ الآت معرفت الخ اور باوجود ان الآلات کے موجود ہونے کے بھی باعتبار اکثر لوگون کے امرد کہ بین مشتبہ ہے کیونکہ ہر شخص کو ان الآلات کا جمع کرنا پھر انکی صحت اوقات کی معرفت کا حاصل کرنا دشوار ہے۔

ص ۵۳ س ۴ قولہ بطور ندب کے اگر جایا ہو الخ ظاہر قرآن کا مقتضا تو یہ ہے کہ جتنا پڑھنا سہولت ہو اسقدر پڑھنا اب بھی فرض ہے لیکن دوروں سے اس سخنے سے عدول کیا گیا اول یہ کہ فرض کی مقدار معین کی جاتی ہے اور محض ہر شخص کے تخمینہ پر فرائض نہیں چھوڑے جاتے تاکہ تساہل نفس سے امن رہے دوسرے احادیث قولیہ صحیحہ دالہ علے استحباب التخفیف بین معناہا اخرجہ البخاری یا عبادالله لا تبغضوا الی انفسکم فان احدکم اذا کان منبتا عنہ فکلما سہا معا ادلے للان زیادۃ الشر شر ولہذا قال الفراء لا تقطع واحدا منہا (علے التنویع) سوا کان آتما او کفورا ولو کان العطف بالواو کان نصا فی النہی عن طاعتہما معا ولا یلزم منہ النہی عن طاعۃ کل منہما علی الانفراد اھ

ص ۶۶ س ۱۳ قولہ اجیارا وموآتا فی ن دانتصب اجیارا وموآتا بفعل مضمر دل علیہ ہذا الاسم ای تکفحت اجیارا علے ظہرہا واموآتا فی بطنہا والتکثیر للتفخیم لا اختلاف اجناسہم اموآتا لا تعدد ولا تحصی

ص ۱۵ قولہ نفل ذوی ثلث شعب فی ن کرسنا من فوقہم ومن تحت ارجلہم وحیلۃ بہم وقال فی الکشاف ہو عبارۃ عن عظم الدخان فالہ خان العظیم تراہ یتفرق ذوب اھ

حاشیہ تحتانی بیمن س ۲ قولہ کفاتا فی ن ویجوز ان یکون اسما لما یکفت بہ مثل للمفعل کالشاذ والصمام یشد بہ راس القارورۃ

ص ۶۷ حاشیہ تحتانی قولہ فہو اہل الخ فی ن انما لم یقل فیعتذروا بسقوط النون للنصب لانہ لو نصب لاوہم انہم انما لم یعتذروا لاجل انہم لم یؤذنوا فی الاعتذار ولو لا المنع لاعتذروا ہذا غیر جائز ولکن المراد انہ لا عذر لہم فی بعض الاحوال لا فی کل فالفعل المطلق المنسحب للتسبیب ہذا مع انہ فیہ رعایۃ الفاصلۃ وہی من جملۃ الفصاحۃ اللفظیۃ اھ ملخصا

ص ۶۸ س ۱۵ قولہ مراد الخ یہ مضمون طبری نے قتادہ سے جو تابعی مفسر ہیں نقل کیا ہے لیکن اس میں بجائے کسی ماکرون کے تین کوٹ بین اور فراخ حساب الخ یہ تمام مضمون اس روایت میں نہیں ہے واللہ تعالے اعلم بہ وذلک لا یدل علی نقلی وصاحب الخازن لیس من المحدثین علی

قراءتان متواترتان

س ۵ قولہ رہینۃ فی ن من النجاۃ اتانیت للتانیث لان فعیلا بمعنے مفعول یستوی فیہ الذکر والمونث وانما ہی اہم یعنے الرہن کالشتیمۃ بمعنے الشتم واقول ایضا یحتمل ان تکون التاء للمبالغۃ اھ ملخصا

حاشیہ تحتانی بیمن س ۱ قولہ الاسد فی ن اسم جمع

حاشیہ تحتانی بیسار س ۲ قولہ تولدا نظیرۃ لمانی ن قال اہل المعانی اراد انعامہن بین الدوا ہی واحدۃ فی العظم لا نظیر لہا کما تقول ہی احدی النساء عفافا اھ ملخصا قلت وفیہ ایضا لاحدی البلایا اولدا وہی الکبک فظہر اسقاط التاء ومنعونہ مجاورت

ص ۵۹ س ۴ قولہ فلا اقسم اعترض لبعض ان لا زائدۃ فی وسط الکلام لانی اولہ واجیب بالمنع لانہ ان امر القیس کیف زاد انی مستہل تصیتہ ۵ لاوابیک ابنۃ العامری اکما فی ن وفیہ ایضا وفی الاقسام بیوم القیامۃ علے وقوع یوم القیمۃ مزید تقریر وتاکید لوقوعہ فان الاقسام بالمعدوم لا یعقل معناہ وفی فہم النفس اللوامۃ الیہ تنبیہ علے ان النفس من القیامۃ ہو اظہار احوال النفس ومراتبہا فی السعادۃ وضدہا

س ۹ قولہ بصیرۃ فی ن قال ابوعبیدۃ التاء للمبالغۃ قال الاخفش جملہ فی نفسہ بصیرۃ کما یقال فلان جود وکرم قال الواحدی والمرتحشر علی المعاذیر اہم جمیع المعذرۃ کما لمناکیر للمنکر ولو کان جمعا لقیل معاذیر بغیر یاء اھ ملخصا س ۱۳ قولہ وجوہ یومئذ فی اعراب القرآن وجوہ مبتدا وناضرۃ خبرہ وجاز الابتداء بالنکرۃ لحصول الفائدۃ ویومئذ ظرف الخبر اھ وفی الجمل وسوغ الابتداء بالنکرۃ ہنا العطف علیہا او کون الوضع موضع تفصیل کقولہ ۵ فثوب لبست وثوب اجرہ

ص ۶۰ س ۱ قولہ ظن فی ن وفی التعبیر عن الیقین ہہنا بالظن تہکم بالیست واشارۃ الے ان الانسان لمہا لکہ علے الدنیا وحرصہ علی الحیاۃ العاجلۃ لا یکاد یقطع حلول الاجل وان لم یشک منہ لاحاشیۃ یسیرۃ اھ

س ۵ قولہ سنی فی ن فعیل بمعنی مفعول من السنی بالسکون وہو الدفق فلب علے الماء الخ ملخصا اھ

ص ۶۱ س ۱ قولہ یمضون استظرف الزمخشری ہذا التفات قد ذکرا المحقق التفتازانی وجوہ عدیدۃ لارتباط ہذہ الآیۃ بما قبلہ سوی ما ذکرہ المفسر فراجع للوافض حیث زعموا ان ہذا القسم آن قدیر فان ہذہ الآیۃ لا ترتبط بما قبلہا

ص ۶۲ س ۵ قولہ سلسل واغلالا فی ن والسلاسل للارجل والاغلال للایدی والاوابار جمع بازور والمزاج ایمزج بقبل کان زائدۃ و الاظہر انہا مفیدۃ ولکنہما مسلوبۃ الدلالۃ علے المضی کقولہ وکان اللہ سمیعا علیما اھ ملخصا

س ۹ قولہ یطعمون الخ فی ن لان المقصود الاعظم من انواع الاحسان الطعام الذی بہ قوام البدن یقال اکل فلان مال فلان اذا اتلفہ ای جبہ کان وان لم یکن الاکل نفسہ

س ۱۵ قولہ لا یرون شمسا الخ فی ن والاظہر ان الہم والما ہمہتان لعدم النظیر لو جعل احدہما زائدا اھ وفیہ ایضا من باب علفتہا تبنا وماء باردا وذلک لان الزمہریر لا یری اھ

حاشیہ تحتانی بیمن س ۱ قولہ تداعتے قلت لان الاستفہام بہل اما ان یکون حقیقیا او تقریریا والانکار انما فالاول محال علے اللہ تعالی والثانی لا یکون ارادتہ ہہنا فانہ یخالف الواقع فاشانی تعین وفی ن معنے الآیۃ قد اتے فالاستفہام لیفید التقریر وقد تفید التقریب فیکون حاصلہ انہ اتے علے الانسان قبل زمان قریب حین من الدہر اھ

ص ۶۳ س ۱ قولہ کانت فی ن ومعنے کانت کما مر فی قولہ وکان مزاجہا کافورا وقال فی الکشاف ہو من قولہ کن فیکون ای کونت قویا بر تکوین اللہ اھ

س ۵ قولہ سندس جنس کما فی ن

حاشیہ تحتانی بیمن س ۱ قولہ سلسبیلا فی ن والمائدۃ فی تسمیتہا بالسلسبیل بعد تسمیتہا بالزنجبیل اخفائی علوم الزنجبیل ولذتہ ولکن لیس ضمنہا اللذع الذی ہو مناف للسلاسۃ اھ وفیہ ایضا والعرب تحب علوم الزنجبیل فی المشروب وتستلذہ ولذلک وصف الخمر بہ فی الآخرۃ بذلک اھ وفیہ ایضا والظاہر منع صرفہ للعلمیۃ والتانیث (للانہ علم عین وہی مونثۃ) ولکن لم یقرا بہ الا فی الشواذ والمتواترۃ التنوین ووجہہا مر فی سلسلا

علت وانما یعتبر فی المنقل مثل الدر المنثور والطبری وابن کثیر فافہم

ص ۶۹ س ۳ قولہ ہم فیہ مختلفون فی ن وتقدیم الضمیر وبناء الکلام علیہ لتقوی الکلام والاختصاص فان غیرہم قریش ایضا مختلفون فی امر البعث افہم من ثبوت الرد حانی فی المعاد فقط وہم من یشک فیہ ومنہم من یقطع بعدم البعث اھ ملخصا

س ۵ قولہ سباتا نے الطبری والسبت والسبات ہوالسکون ولذلک سمی السبت سبتا لانہ یوم راحۃ ودعۃ

س ۱۱ قولہ فکانت ابوابا فی ن واصغیر فی نکانت للسمار کانہا لکثرۃ ابوابہا المفتوحۃ لنزول الملئکۃ صارت بکثیتہا ابوابا کقولہ وفجرنا الارض عیونا ویحتمل ان یعود الی مقدر دل علیہ الکلام ای فکانت تلک المواضع المفتوحۃ ابوابا

س ۱۱ اکانت فی ن ای فی علم اللہ وہی سابقۃ الدلالۃ علی المفتح اھ وقولہ احتاجا بالفی الاتقان الخ یرجع الی الزاجر عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال واللہ لایخرج من النار احد حتی یمکث فیہا احقابا والحقب بضع وثمانون سنۃ کل سنۃ ثلثمائۃ وستون یوما مما تعدون اھ والمراد بالاحقاب ہوالزمان الغیر المتناہی فی الدولۃ الاخرے وقال الطبری وقد یحتمل ان یکون معنی ذلک لابثین فیہا احقابا نفی ہذا النوع عن العذاب وہو انہم لایذوقون فیہا بردا ولا شرابا الا حمیما وغساقا فاذا انقضت تلک الاحقاب صاروا بعدہم من العذاب لنزاع غیر ذلک کما قال جل ثناؤہ فی کتابہ وان للطاغین لشر مآب جہنم یصلونہا فبئس المہاد ہذا فلیذوقوہ حمیم وغساق وآخر من شکلہ ازواج وہذا الفول عندی اشبہ بمعنی الآیۃ اھ

س ۱۵ قولہ فذوقوا اے فذوقوا العذاب الجزاء ثم رفع شبہۃ القطاع العذاب فقال قولہ فلن نزیدکم الا عذابا وقولہ کواعب فی ن جمع کاعب کطالق وطوالث وہی التی ظہر ثدیہا کالکعب لہا نہود طفیل

ص ۷۰ س ۱ قولہ جزاء ابن ربک عطاء حسابا جزاء لکونہ اس اعتبار سے ہے کہ انکے اعمال پر مترتب ہے اور عطاء اس اعتبار سے کہ مقدار حسنات سے بہت زیادہ جزاء مرحمت ہوگی دوسرے یہ کہ عمل صالح توفیق ہے پس عبد کا عمل اس میں

نہایت ضعولی ہے جو کان لم یکن ہے سو تفضل من اللہ تعالے ہے تیسرے یہ کہ مجموعہ جزاء کو مجموعہ اعمال سے بوجوہات کچھ بھی نسبت نہیں اور حسابا کے معنے کثیرا کے اخذ کے نزدیک مناسب ہیں کیونکہ عطاء بین کفایت اور حساب ایسے کریم سے مناسب نہیں اور طبری نے یہ معنی قتادہ تابعی سے روایت کئے ہیں اور نیساپوری نے ابن قتیبہ سے نقل کئے ہیں اور استشہاد بھی نقل کیا ہے احسبت فلانا ای اکثرت لہ وفی الطبری عن قتادہ عطاء حسابا عطاء کثیرا واللہ تعالی اعلم

حاشیہ فوقانی ص ۳ قولہ یسألون قلت لاحاجۃ الیہ فالتساءل محمول علی اصلہ وہو یرہ مارووی فی سبب النزول ففی لباب النقول اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن الحسن قال لما بعث النبی ﷺ جعلوا یتساءلون بینہم فنزلت عم یتساءلون عن النبأ العظیم اھ قلت وہذا مرسل متصل

ص ۳ س ۱۱ قولہ برزت الجحیم فی ن کقولہم قدبین الصبح لذی عینین وہو مثل فی الامر المنکشف الذی لایخفی علی احد وفعل یاتی لکون استعارۃ ولایجب ان یراد کل احد للاخبار انما وقع عن کونہا بحیث لاتخفی علی ذی بصر لاعن وقوع البصر اھ قلت لکن لابد من رویۃ الکفار لہا لقولہ تعالی وبرزت الجحیم للغوین

ص ۳ س ۱۱ قولہ ہی المأوی فی ن ای ہی المأوی لہ لابد من ذلک لیعود علی من من الجر ضمیر اھ وفی ن واللام فی المأوی للعہد الذہنی ای مأواہ اللائق بہ ولہذا استغنی عن العائد ولاحاجۃ الی تکلف ان الالف بدل من الاضافۃ اھ

س ۵ قولہ منتہانی الطبری ای الیہ ینتہی علم الساعۃ للایعلم وقت قیامہا غیرہ اھ قلت ہو مصدر بمعنی الانتہاء وفی ن ذکانہم حین اراد التعبیر عن بعض الیوم قالوا ان کان المبتدأ من نصف النہار فحین لم تلبث الاعشیۃ ومن مابعد الزوال الی الغروب وان کان المبتدأ من اول الفجر فلم تلبث الا حین العجر الی العشی اھ

اومعنی قدام اھ **س ۲۶ س ۳ قولہ** علیہا فی ن علی بمعنی عند **ص ۸۷ س ۵ قولہ** محکمۃ بسم اللہ الخ بطفا ہر اس لڑکے نے لوگوں کی رہنمائی کے لئے ایسا کیا کہ لوگ اس نام کی برکت دیکھکر ایمان لے آویں تو میری جان جاتی رہے اور ایسا کرنا یا تو اس شریعت میں جائز ہو یا لڑکے سے اجتہادی غلطی ہوئی ہو بہرحال ہماری شریعت میں جائز نہیں ولا تقولوا ایدیکم الخ ولا تقتلوا انفسکم الخ (فائدہ) فی الاتقان اخرج الطبرانی عن ابن عباس مرفوعا ان اللہ خلق لوحا محفوظا من درۃ بیضاء صفحاتہا من یاقوتۃ حمراء قلمہ نور ولہ کتاب نور للہ تعالی فیہ کل یوم ستون وثلثمائۃ لحظۃ یخلق ویرزق ویمیت ویحی ویعز ویذل ویفعل ما یشاء اھ

ص ۸۸ س ۷ قولہ ذات الرجع فی الطبری عن ابن عباس ذات الرجع قال السحاب فیہ المطر اھ وفیہ عن عکرمۃ وجاہد نحوہ

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ والمرضی الفقاد قلت صوبہ الامام الطبری وقال لان ذلک ہوالمعروف فی کلام العرب اھ وترجمۃ بالہندیۃ۔

حاشیہ تحتانی یسار س ۵ قولہ لانہ التفسیر اوعامل الخ توضیحہ ان قولہ تعالی فقادرا عامل فی قولہ تعالے علی رجعہ ان جوزنا تاخیر العامل او ہوتفسیر للعامل المقدر قبل قولہ علی رجعہ ان لم نجز تاخیر العامل ویکون تقدیر العبارۃ انہ لقادر علی رجعہ فحذف العامل وفسر بقولہ لقادر اوآخر من قولہ علی رجعہ وعلی کل تقدیر القادر لیس اجنبیا فلا یرد کونہ فاصلا بین قولہ العامل وبین قولہ یوم تبلی المعمول فقط فافہم المفسر

ص ۸۸ س ۹ قولہ اسلم ورد انی ع تاکید حسنہ نخالفۃ اللفظ قلت ہو عندی من اول البحث من المجملۃ السابقۃ المشتمل علی التاکید ولیس مجرد التاکید فان معنی المؤکد لایزید علی معنی المؤکد وہہنا زیادۃ معنی وہی القلۃ۔ تامل

ص ۹۰ س ۱ قولہ ربک الاعلی فی ن ومن الملاحدۃ من طعن فی القرآن بانہ یقتضی ان یکون للعالم ربان احدہما خیر وہو فی قولہ تسبح اسم ربک الاعلی والآخر شر فی قولہ اعلی منہ وہو قولہ ربک الاعلی والجواب انہ للتفضیل فی نفسہ واعلی واجل من جمیع المکنات والصفۃ کما شفہ علامیرزۃ وغیرہ صفۃ ذلک الرب

والا کبر الخ

س ۵ قولہ ثم لا یموت الخ فی ن ویحی ثم تترا خی الرتبۃ للان ہذا النوع من الحیاۃ اقطع من نفس الدخل فی النار اھ

حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ تعلم فی ان کقولہ ثم انتم ایھا السلام علیکما اھ

ص ۹۱ س ۱۶ قولہ اپنے رب کا نام لیتا الخ اقصر کے نزدیک فصلی تفسیر ہے ذکر اسم ربہ کی دے فی ذیل الاوطار وقد ثبت ان قولہ تعالے قد افلح من تزکی نزلت فی زکوۃ الفطر کما روی ذلک ابن جریر الخ (اے فی صحیحہ) فلا جمۃ فیہ لمن استدل بظاہر التعقیب علے افتراض تکبیرۃ التحریم ودلالۃ لفظ تزکے علے زکوۃ الفطر وان کانت محققۃ لکن بعد ثبوت سبب النزول المقررۃ لکون تعلیۃ فیلزم علیہ اقتراض صدقۃ الفطر وہو خلاف المذہب فتدبر

ص ۹۱ س ۳ قولہ وجوہ فی ن والمراد بالوجہ الذات ووجہ حسن ہذا المجاز ان المشرع والاحسار والذل واضدادہا یتبین اکثر انی الوجاہ وانما فقد العاطف خلاف مافی سورۃ القیمۃ لانہ کان ہنا ذکر احوال الآخرۃ فناسب ذکر المجازاۃ مقصودا واما ہناک فمقصود السورۃ ذکر المجازاۃ فلہذا اظہر غایۃ التباین بین الجزاءین وقال القرطبی الواو مقدرۃ

س ۷ قولہ لا غیثنی فی ن مصدر کالعافیۃ

حاشیہ تحتانی یمین س ۲ قولہ ضریع فی ن وفیہ ان طعامہم لیس من جنس طعام الانس ولکن من جنس المسوک المذکی ترعا والابل ما دام طریا فاذا یبس نفرت لانہ سم قاتل وانما قدم المشرب علے الضریع المطعوم للان المار بنا سب المار مناسبۃ الضدین حر النار وغلب علیہم العطش وکان المار عندہم ہم اذا اشتد بہم الحر اتوا دانا دانا یرعوا المراعی الاماکن بہا مایزید العذاب علے البدان مع ان الواو لمجرد الترتیب اھ وفیہ ایضا والنار فی واحدہا مؤنثۃ یقیم التوین ورد وی القراء بکسرہا والزبادی واحدہا زبرۃ بکسر الباء اھ ملخصا

ص ۹۲ س ۳ قولہ کیف سطحت فی ن ولیس فی السطح دلالۃ علے عدد کرویۃ الارض لاحتمال ان تکون مسطحۃ وقد تکون فی الحقیقۃ کرۃ الا انا خفاء عظمہا لا تدرک کرویتہا اھ

س ۲۸ قولہ ہیئت اور خاصیت الخ فی ن المراد ترکب فیہا من الثقل علے دوام السیر مع کثرۃ الاثقال ومن البروک حتے تحمل ثم تناہوض بہا حملت ومن الصبر علی العطش وعلی العطف الجلیل ایاہا مع شرب الماء الکثیر اذا وجدت ومن تذللہا لصبی اوضعیف اھ

حاشیہ فوقانی س ۳ قولہ جنے الخ طبت اجتمع الیہا نہ جاء ذکر اطہارہا فی القرآن فی مواضع

آخر ص ۹۳ س ۳ قولہ ولیال عشر فی ن قال اہل المعانی ولو عرفت بناء علی انہا لیال معلومۃ جازالان التعظیم المستفاد من التنکیر یفوت للتناسب بین اللامات او ذاک تعدم اللام خیر من وجودہ خلافا للبیاتیہ اھ

س ۵ قولہ المعاد فی ن جمع معاد اھ

س ۹ قولہ لبالمرصاد فی ن المکان الذی یرتقب فیہ الرصد والباء بمعنی فی وہو شامل للعدم والاحوال

حاشیہ تحتانی یمین س ۳ قولہ ارم فی ع لا یعرف للتعریف والتانیث قیل ہو اسم قبیلۃ الخ وقولہ اذا دکت الخ ویومئذ الثانیۃ بدل منہ کذا فی ن

ص ۹۶ س ۲ قولہ ووالد ما ولد فی ن وقد یخص الاقسام بالصالحین للان غیر الصالحین لاحرمۃ لہم وانما المقسم بہ الفاعل ومن ولد للفائدۃ المذکورۃ فی قولہ والد اھل بما وضعت ای بشیء وضعت وہو مولود عجیب الشان اھ ملخصا **س ۹ قولہ** مقررۃ مصدر علے مفعلۃ من قررتہ فی النسب کما فی ن وفیہ ایضا فی الآیۃ نکتۃ لطیفۃ وہی انہ سبحانہ ذکر فی باب الکمال امرین ذکر ارقبۃ والاطعام ثم للایمان وذکر فی باب التکمیل شیئین التواصی بالصبر علی الوظائف الدینیۃ والتواصی بالتراحم وکل من النوعین مشتمل علے التنظیم للامر والشفقۃ علے خلق اھ ملخصا الا انہ فی الاول قدم جانب الحق وفی الثانی قدم جانب الخلق فتفی الفاصل اشارۃ الے کمال رحمۃ ربنا وعنایۃ بالخلوقات فان رعایۃ مصالح الغیر عندہ اہم وفی الآخر علے حسن الادب وتعلیم للمکلفین ان یعرفوا مراتب الاقدم الاہم فی نفس الامر اھ

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ لبدا فی ن والبناء للمبالغۃ والکثرۃ یقال رجل حطم اذا کان کثیر الحطم اھ **وقولہ** فی س ۳ الخ ہیج فی جوابہ الے تقدیر مضاف قلت فی ع فک رقبتہ وہو فعل سواء کان بلفظ الفعل او بلفظ المصدر والبقیۃ بین فلا تقدیر بالفعل فمن قرأ فک ومن قرأ فک رقبۃ او اطعام کان التقدیر ہو ذلک رقبتہ والمصدر مضاف الے المفعول والطعام غیر مضاف والضمیر فیہما للان المصدر لا تحمل الضمائر ہو ذلک ان قال النحویون ان فی ناصب اذا تالہا وما بعدہ اشکالا للان ما سوی العامل الاول ان کن للمقسم لزم اجتماع اقسام کثیرۃ علے مقسم بہ واحد وہو مستنکر عند الخلیل وسیبویہ لان استیناف قسم آخر دلیل علے ان المقسم دون کن عاطفۃ لزم العطف علی المعنیین بحرف واحد وذلک ان حروف العطف نائب عن واو القسم المقتضی للجر دون العامل الذی ہو حقیقی انتصاب الظرف والجواب امتناع الثانی لملازم العطف علے عاملین ممنوع للان حروف العطف نائب عن واو القسم النائب عن الفعل المتعدی بالباء وکما ان واو القسم تعمل الجر فی القسم والنصب فی الظرف اذا قامت مثلا بتظار دلیل ان ذا لیشتی فکذا حروف العطف النائب منابہ کنظیرہ قولک ضربت زیدا وعمرا وبکرا وخالدا فترفع بالواو وتنصب لقیامہ مقام ضرب اھ

ص ۹۸ حاشیہ تحتانی یسار س ۲ قولہ بہا لبالغ الخ فی ن علے انہ قد جاء مستعملا فی من کقولہم سبحان ما سخرکن لنا اھ وزیادۃ ایضا ان اللہ عز وجل یرسل الملائکۃ بالمعجزات الی الانبیاء ومن المعجزات ما کان من قبیل المحسوسات الے المعقولات ومن ما لمضموعات الی الصامت اھ

ص ۹۹ س ۳ قولہ الا الاشتی الخ فی ن قال جار اللہ رحمہ ہذا الکلام وارد علی سبیل المبالغۃ فجعل الاشقی مختصا بالصلی کان النار لم تخلق الا لہ وجعل الاتقی مختصا بالنجاۃ کان الجنۃ لم تخلق الا لہ اھ

ص ۱۰۱ س ۳ قولہ والضحی الخ فی ن ولا ریب ان بسجو اللیل وقت استیلاء الظلام سنۃ لائکۃ فہو بمنزلۃ الصحی من النہار

ص ۱۰۱ س ۳ قولہ والسوف الخ فی ن واللام فی والسوف خالصۃ للتاکید دون الحال اھ

س ۵ قولہ فان الیتیم فی ن وانتصب الیتیم بالفعل بعدہ والفاء لتلازم الشرط بالجزاء قبلہا اھ وفی ع کالزائدۃ (ای الفاء)

ص ۱۰۲ س ۱۲ قولہ فرض منصبی الخ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اما بمعنے ربک فحذف اسپر مرتب ہوای فحدث بالنبوۃ کما رواہ الطبری عن مجاہد اور اس لفظ عام یعنی نعمت کا اختیار کرنا دلالت علے العموم کے لئے ہو کہ نبوت کے مقاصد بھی بیان فرمائے جاویں اور جو معنے تفسیر میں اختیار کئے ہیں ان کا ذکر بھی کیا جاوے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بالنعمت سے فقط بالنبوۃ ہی مراد ہو اور اس کو بطریق ابہام نیز لفظ نعمت بتغییر فرمانے میں اس کے اہتمام کا قصد ہو کہ اصل نعمت وقابل باعتبار نعمت دینیہ ہے جس میں نبوت اور زیادہ مہتم بالشان ہے۔

ص ۱۰۲ س ۳ قولہ المشرح فی ن قال جار اللہ استفہم عن انتفاء الشرح علے وجہ الانکار فافاد اثبات الشرح وایجابہ فکانہ قیل شرحنا لک صدرک ولذلک عدی علیہ وضعنا اعتبارا للمنے قلت اعتبار المعنے من جانب وضعنا اصوب وانسب لیکون الکل واخلا فی الاستفہام الانکاری کانہ قیل الم نشرح ولم نضع ولم نرفع ومثلہ الم نربک وانما فی وانعمنے الم یجدک الخ وفیہ ایضا واصل الاصل فی الانقاض ان یظہر اثقالہ الحمل سمع لہ نقیض اے صوت خفی کصوت الحامل والرحال وکل ما فیہ انتقاض وانفکاک اھ وقولہ ان مع العسر الخ فی عین العسر فی الموضعین واحد للان الالف واللام توجب تکریر الاول والمایسر انفی الموضعین فاثنان للان المنکرۃ اذا اریدت تکریرا بحی بغیرہا او بالالف واللام من ہنا قیل لن یغلب عسر یسرین اھ وفی لباب النقول اخرج ابن جریر عن الحسن (مرسلا مقبولا) کل ما نزلت ہذہ الآیۃ ان مع العسر یسرا قال رسول اللہ ﷺ ابشروا اتاکم الیسر لن یغلب عسر یسرین اھ

ص ۱۰۳ س ۳ قولہ والتین والزیتون فی ن من خواص التین انہ غذاء وفاکہۃ ودواء

لانہ طعام لطیف سریع الہضم یلین الطبع ویخرج بطریق المرفق ویقلل البلغم ویطہر الکلیتین ویزیل مافی المثانۃ من الریل ویسین البدن ویصلح السام والکبد والطحال والمراد بالزیتون فانہ من الشجرۃ المبارکۃ وہو فاکہۃ من وجہ ودواء من وجہ اھ ملخصا

ص ۱۰۴ س ۵ قولہ الرجعی فی ان اے ارجع اھ ایضا نکتۃ وہی ان اول السورۃ دلت علی فضیلۃ العلم وبعدہا دل علی عدۃ المال فختم ذلک مرغبا فی العلم ومنفرا عن الدنیا اھ

س ۷ قولہ عبدا فی ان وفیہ تفخیم شان النبی ﷺ کانہ من شہرتہ بالعبودیۃ لا یحتاج الی سبق الذکر کقولہ اسری بعبدہ انزل بعبدہ اھ

س ۹ قولہ للسفاقی ان وذکر کتب فی المصحف بالالف علی حکم الوقف للان النون الخفیفۃ المتروکۃ یوقف علیہا بالالف

ص ۱۰۶ س ۲۵ چونکہ یہ بلانا الخ فی الطبری حدثنا ابن عبد الاعلی قال حدثنا ابن ثور عن معمر عن قتادۃ فی قولہ سندع الزبانیۃ قال النبی ﷺ لو فعل ابو جہل لاخذتہ الزبانیۃ الملئکۃ عیانا اھ قلت مرسل

ص ۱۰۷ س ۳ قولہ انزلنہ فی ان بالضمیر فی انا انزلنا بالمتکلم اما ان القرآن کلہ فی حکم سورۃ واحدۃ واما الشہرۃ ومن بناحتہ شانہ کا: مستغنی عن التصریح بذکرہ اھ وفیہ وجہ حسن المجاز اذا قد انزل الی السماء الدنیا فقد شارت النزول الی الارض فیکون من فوائدہ التشویق اھ وفیہ ایضا والاکثرون علی انہ ابتدی انزالہ فی رمضان لقولہ تعالی شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن وقولہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر فیجب ان یکون لیلۃ القدر فی رمضان اھ

ص ۱۰۸ س ۳ قولہ منفکین الخ فی ان قال صاحب الکشاف ان ہذہ حکایۃ کلام الکفار کانہ قیل انہ ان الکفار من الفریقین اہل الکتاب وعبدۃ الاوثان کانوا یقولون قبل مبعث النبی ﷺ لا ننفک عما نحن علیہ من دیننا وانت تسبہ حتی یبعث النبی الموعود الذی ہو مکتوب فی التوراۃ والانجیل وہو محمد فحکی اللہ تعالی ما کانوا یقولونہ ثم قال وما تفرق الخ یعنی انہم کانوا یعدون ارتفاع الکلفۃ والاتفاق علی الحق اذا جاءہم الرسول ثم ما فرقہم عن الحق الا ما قہرہم علی الکفر الا مجیء الرسول وظہورہ من کلام البشر ان یقول الفاسق لمن یعظہ لست بمنتہ عما انا فیہ من الافعال القبیحۃ حتی یرزقنی اللہ الغنی فاصل رزقہ الغنی فاذا فسقا فیقول واعظہ لم تکن منتہکا عن الفسق حتی توسروا ما غنیت راسک فی الفسق الابعد الیسار تذکر ما کان یعتولہ توبیخا والزاما الخ

س ۱۱ قولہ وعملوا الصلحت فی ان مقابلۃ الجمع بالجمع فلا مکلف بان یعمل الصالحات بل کل مکلف بخصوصہ الغنی الاعطار وخلط الفقیر الاخذ اھ

س ۱۰۹ س ۳ قولہ اثقالہا فی ان قال ابو عبیدۃ والاخفش اذا کان البیت فی باطن الارض فہو ثقل لہا واذا کان فوقہا فہو ثقل علیہا ومعقول تحدث مخذوف ای تحدث الناس او متروک للان المقصود تحدیثہا لا ان تحدثہ او ہی بان تتحدث اھ وہی الہاویۃ واشتاتا جمع شت او شتیت والذرۃ اصغر النمل او ہی الہباۃ اھ ملخصا

س ۵ قولہ فمن یعمل الخ فی الطبری حدثنی علی قال ثنا ابو صالح قال حدثنی معاویۃ عن علی ابن عباس فی قولہ فمن یعمل الخ قال لیس مؤمن ولا کافر عمل خیرا ولا شوا فی الدنیا الا اتاہ اللہ ایاہ فاما المؤمن فیری بہ حسناتہ وسیئاتہ فیغفر اللہ سیئاتہ واما الکافر فیرد حسناتہ ویعذبہ بسیئاتہ اھ

حاشیہ تحتانی یسار قولہ الاضافۃ الخ قال الطبری واضیفت الزلزال الی الارض وہو صفتہا کما یقال لاکرمتک کرامتک یعنی لاکرمتک کرامۃ وحسن ذلک فی زلزالہا لموافقتہا سائر رؤس الآیات التی بعدہا وفی ان قال اہل المعانی ہو کقولک اکرم التقی اکرامۃ واہن الفاسق اہانۃ یرید ما یستوجبانہ من الاکرام والاہانۃ اھ

ص ۱۱۰ س ۳ قولہ فالموریات الخ ہذہ الفاءات کلہا لمحض الصوق ما بعدہا من الصفۃ لما قبلہا من الصفۃ للاعتقریب ولا للتعقیب

س ۷ قولہ ان ربہم الخ فی ان ومعنی تقیید العلم بذلک الزمان وہو عالم بما وہم ازلا وابدا للتوبیخ وکانہ تعالی قال ان من یکن عالما فی الازل فانہ یصیر بعد الاختبار عالما فالذی ہو عالم فی الازل کیف لا یکون خبیرا بہم فی الابداء اھ ملخصا

ص ۱۱۲ حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ مسلم الیقین فی ان فاضیف الموصوف الی الصفۃ واضافۃ العلم الی بعض انواعہ جائزۃ کعلم الطب اھ ملخصا

ص ۱۱۲ س ۹ قولہ ان الخ فی ان وہو بمضمر انہ قال فی التبیین لقد خلقنا الخ فائدۃ ان الکمال الی النقصان وقال ہہنا انی حسنا الخ فعکس الغضیۃ للان ذلک مذکور فی احوال البدن وہذا مذکور فی احوال النفس قلت یمکن ان یقال ان کلا الآیتین فی شان النفس لما انہ اراد فی الاولی ذکر استعدادہ الفطری وہو کراس المال وہہنا اراد حکایۃ معاملتہ بعد اما علی راس المال ولاریب ان الکثیر ہم متمکنون الخ وفیہ ایضا وفی لفظ التواصی دون الدثار او المضمضۃ تاکید بلیغ کانہ امر بہم بہ کالوصیۃ اھ قلت وفیہ وجہ آخر وہو انہم یہتمون فی جمیع ازمنۃ الحیاۃ فاشد اہتمامہم متی یتواصوا عند اللمات وہذا من الرہیب بغیر تفکر

ص ۱۱۳ س ۳ قولہ لینبذن فی ان والنبذ الطرح وفیہ اشعار بانہا نبذۃ وفی الاعراف لافذۃ جمع قلۃ استعمل فی موضع الکثرۃ

ص ۱۱۴ س ۳ قولہ الم ترنی ان انما لم یقل الم تعلم لانہ لما کان یعلم علما کالمشاہد للمری لتواتره وتقرب عہدہ به اھ ملخصا وفیہ ایضا والتنکیر فی طیر للتحقیر لانہا کانت صغار البخۃ اھ ملخصا

ص ۱۱۵ س ۷ قولہ یدع فی ان فی لفظ الدع بالتشدید رحمۃ من اللہ علی عبادہ وارشاد الی انہ لان صدرا فی استخدام لہ اوشئ مما یکرہ الطبع کان معفوا اھ ملخصا

س ۹ قولہ صلاتہم قلت فی اضافتہا الیہم دون اللہ تعالی لتقریع بہم وتحقیر لہم حیث ترکوا نفعہم وامرہم الذی یوئل نفعہ الیہم کذلک یعنی فی رؤی وفی ان اما معون ہو فاعول من المعن وہو الشئ القلیل اھ ملخصا وفی باب النقول اخرج ابن المنذر عن طریف ابن ابی علۃ عن ابن عباس رض فی قولہ فویل للمصلین الآیۃ قال نزلت فی المنافقین کانوا یراؤن المؤمنین بصلاتہم اذا حضروا ویترکوا نہا اذا غابوا ویمنعونہم العاریۃ اھ ولا یعدہان یلام مکلف علی اختیار العادۃ الخمسۃ وان لم یکن الذی یلام علیہ واجبا علیہ لتثبت بالآیۃ الکراہۃ المنفرۃ بہیئۃ وہذا کما ورد النہی عن منع الماء وغیرہ مرفوعا وہو فی سنن ابی داؤد وقد سکت عنہ فالزکوۃ تدخل فی الوعید بالطریق الاولی بخلاف الماعون فانہا لم تبلغ الزکوۃ فالعاریۃ المندوبۃ لا تدخل فیہا فہذا اشمل واوفق بسبب النزول وہم نقل اوجب العاریۃ مطلقا لان الکلیۃ الشرعیۃ تاباہ فافہم وحقق

حاشیہ تحتانی یمین س ۱ قولہ تصغیر ان وفی الکلام معنی الشرط وفائدۃ الفاء تقدیم الجار ان نعم اللہ تعالی لا تحصی فکانہ قیل ان لم علیہ وہ لسائر نعمہ فلیعبدہ لہذہ الواحدۃ التی ہی نعمۃ ظاہرۃ اھ وفی الطبری لان ہذا اللام بمعنی التعجب وان معنی الکلام اعجبوا لایلاف قریش رحلۃ الشتاء والصیف وزکرہم عبادۃ رب ہذا البیت الذی اطعمہم من جوع وآمنہم من خوف فلیعبدوا رب ہذا البیت والعرب اذا جارت بہذہ اللام فادخلوہا فی الکلام للتعجب بہا کما تنوا بہا دلیلا علی التعجب من الامر الجلل الذی یکلبہا اھ وقولہ رحلۃ فی ان اسم من الارتحال اھ وقولہ متعودۃ یعنی حتی تین

ص ۱۱۶ حاشیہ تحتانی یسار س ۱ قولہ النفات الخ فی ان وافادۃ النوع من التعلیم کقول الخلفاء یرسم امیر المومنین اھ وہو فیہا ایضا والتبرء فی اللغۃ استیصال القطع ومنہ الابتر المقطوع الذنب فاستعیر للذی لا عقب لہ الخ

ص ۱۱۷ س ۳ قولہ لا اعبد الخ فی ان فان قیل لما کان المقام مقام اثبات کیف جاء بالجملۃ المنفیۃ واکد بالحرف المؤکد اجیب بان الکافرین لما کانوا یعبدون الصنم ولا یعبدون اللہ تعالی کما قال اصحاب الکہف لن ندعو من دونہ الہا قلت ان اصحاب الکہف کانوا متہمین بعبادۃ الاصنام ولذا قد صرحوا بنہم ذلک قبل ان ارشدہم اللہ وان محمدا لم یکن متہما بذلک قط فلم یحتج الی المبالغۃ بمن اھ

ص ۱۱۸ س ۱ قولہ واستغفرہ احتقر کنتا ہے کہ

تسبیح کو استغفار پر مقدم کرنے میں اشارہ ہے کہ طلب مغفرت سے پہلے کچھ عبادت کی جاوے تاکہ وہ ذریعہ ہو جاوے قبول استغفار کا جیسے حدیث میں نماز توبہ وارد ہوئی ہے اور یا یہ وجہ ہو کہ تسبیح وغیرہ میں جو کچھ کوتاہی ہو جاوے اس سے استغفار کیجئے اور اپنی عبادت کو ناقص شمار فرمایئے۔

ص ۱۱۸ س ۵ قولہ تبت یدا الخ ان قال اہل الطائفۃ انہ لم یقل فی اول ہذہ السورۃ قل تبت کما قال قل یا ایہا الکفرون لسلاسۃ ہذا فنبہ بمالثۃ فضیہ رعایۃ للجزمۃ وتحقیقا لقولہ نماجۃ من اللہ لعنت بہم وایضا ان الکفار فی تلک السورۃ طغوا فی اللہ فقال اللہ یا محمد اجہر عنی قل یا ایہا الکفرون فی ہذہ السورۃ طغوا فی حق محمد فقال اللہ تعالی اسکت انت فانی اشتہم تبت یدا ابی لہب اھ وفی الطیبی رحمہ وتب فانہ خبرہ یذکر ان ذلک فی قراءۃ عبداللہ تبت یدا ابی لہب وقد تب وفی دخول الفیہ والالتفات علی ہذا خبر قبل ذلک یقبل القائل لآخر اھلاک وقد اہلک وہلک صالحا وقد صلحک

ص ۱۱۹ س ۳ قولہ الصمد فی الطبری قال ابو جعفر الصمد عند العرب ہو السید الذی یصمد الیہ فی الذی لا احد فوقہ وکذلک یسمی اشراف الناس فاذا کان کذلک فالذی ہو اولی بتاویل الآیۃ المعنی المعروف من کلام من نزل القرآن بلسانہ اھ ملخصا وفی ان بمعنی مفعول من صمدہ اذا قصدہ اھ وفیہ ایضا قال الازہری لا یوصف شئ بالاحدیۃ غیر اللہ تعالی الخ وفیہ ایضا قدم قولہ لم یلد علی قولہ ولم یولد لان المنزاع اتما وقع فی کونہ والدا فکان نفیہ اہم وایضا کون الشخص مولودا اعتبار المعلولیۃ وکونہ والدا اعتبار العلیۃ وہو اریب ان الاول مقدم بالذات علی الثانی اھ ملخصا وفیہ ایضا وانما اقتصر علی لفظ الماضی لان المنزاع کان واقعا فی المسیح وعزیر ونحوہما فوقع قولہم ابدا جوابا عما وجوہ علیہ واما قولہ ولم یولد فلم یکن مستقرا الی ہذا التوجیہ لان کل مرجو ازالہ یکن مولودا فی سبد الحجۃ فلن یکون مولودا بعد ذلک اھ

ص ۱۲۰ س ۵ قولہ من شر فاسق الخ فی ان وعرفت النفثت لان کل نفاثۃ بشریرۃ وذکر فاسق وحاسد لانہ لیس کل فاسق وحاسد باللیل بشرہ ولیس کل حسد مذموما بہذا خیر کما قال صلے اللہ علیہ وسلم لا حسد الا فی اثنین الخ وفائدۃ الظرف وہو قولہ اذا حسد انہ لا استعاذ من کل الشر من جہات اخوی ولکن من ہذہ الجہۃ اھ ملخصا وفی ع النافثات والنفثت بمعنی واحد فصلا

ص ۱۲۱ س ۳ قولہ من شر الوسواس الخ فی ان المضاف محذوف ای من شر ذی الوسواس وہو اسم بمعنی الوسوسۃ واما الصار فوسواس بالکسر اھ ملخصا ولم یقل فی قلوبہم وانما قال فی صدور الناس لشرفہا للقلب فانہ محل المعرفۃ ومنبع الایمان ولم یخل لمثل ہذا وان کان یدخل فیہ الشیطان لعدم خلط الماء وقولہم عرفہ فہو من حسن التعبیر حیث عبر عن المظروف بالظرف کما قال تعالی العلم بالتی فی الصدور وہذا من المعاجب

س ۱۱ قولہ نسار فی ان وجہ التانیث الحاجۃ لان اجتماع السحرۃ علی عمل واحد بلیغ تاثیرا ما لان ہذہ الصنعۃ انما تعرف بالنساء لانہن یتعلقن وینفثن وذلک لان الاصل للکثیر فی ذلک الفن ہو ربط القلب وتعلیق الوہم بذلک الامر وانہ فی النساء اوفر لقلۃ علمہن وشدۃ شہوتہن اھ

ص ۱۲۰ حاشیہ تحتانی یسار

س ۳ قولہ مقتضی المعانی یعنی علم المعانی

تمت

تتمہ ابانۃ البیان حاشیہ بیان القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(تتمہ الربع الاول من ابانۃ البیان) بیان القرآن ج ۱ ص ۱ س ۴ سورۃ فاتحہ قولہ ملک یوم الدین فی اعراب القرآن وتقریرا لالف والجر ہو علی ہذا نکرۃ لان اسم الفاعل اذا اردبہ ذلک او الاستقبال لا یتعرف بالاضافۃ فعلی ہذا یکون جرہ علی البدل (من اللہ) لا علی الصفۃ لان المعرفۃ لا توصف بالنکرۃ اھ فان قلت صفۃ الباری تعالی قدیمۃ مستمرۃ فکیف یستمر ہنا لک تخصیص زمن دون زمن قلت ہذا امر آخر یعرف بالقرینۃ ولا یتبدل بہ احکام اللفظ وظاہرہ ہہنا مع الاستقبال ج ۳ ص ۱۰۳ س ۷ قولہ عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح الخ قلت لا بد لک من مطالعۃ جبارۃ لباب النقول وہی ہذہ اخرج ابن جریر عن مکرمۃ فی قولہ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا الآیۃ قال اوحی الیہ شئ ولم یوح الیہ شئ ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ قال نزلت فی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کان یکتب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فملی علیہ عزیز حکیم فکتب غفورا رحیما (خطأ وغلطا) ثم یقرہ علیہ (ای علیہ عبداللہ علی انہ وحی) فکذلک) فیقول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نعم (لان الآیۃ السابقۃ تمنع وما قرأہ الا کاتب تعلیم مقاسہ بالوحی وفیہ الفتح قبل المیلوع الی الاعتدال وہو قیاس بہ وہذا مثل الصلوۃ المنصوخۃ فی المعراج قبل بلوغہا الی الاعتدال سواء فرج عن الاسلام ولحق بقریش (وقائل بہ حیث زعم انی ینزل الوحی علی کما ینزل علی محمد) واخرج عن السدی نحوہ وزاد قال ان کان محمد یوحی الیہ فقد اوحی الی وان کان اللہ ینزل فقد انزل مثل ما انزل اللہ قال محمد سجعا ہیا فقلت انا علیما حکیما اھ وشرح العبارۃ من اقامات العشر الطلم

(تتمہ الربع الثانی من ابانۃ البیان) بیان القرآن ج ۵

ص ۱۰ س ۵ قولہ للذین احسنوا الخ فی ان فی مثل ہذہ الآیۃ فی موضع اخری قال اہل التحقیق ذکر الزیادۃ فی حق المحسن فی قولہ للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ولم یذکر فی حق السیئی لان جزاء سیئۃ سیئۃ بمثلہا فذکر السبب یعلم المعلوم وہو قولہ لان کذبا ولم یذکرہ فی الآیۃ لیعلم ان احسانہ لا یوقف علی السبب بل فضلہ کان فیما ہو وقد القی فی روعی بغیر تفکر وصوبہ المفسر العلام ان لفظ زیادۃ فی الآیۃ اشارۃ الی ان روایۃ اللہ تعالی لیس فیہا تاثیر للعمل مثل تاثیرہ فی الآخرۃ اخری حیث قوبلت الحسنی بالاحسان الذکور ضمنا فی الآیۃ فی قولہ للذین احسنوا وبدئت الزیادۃ عن السبب صراحۃ وضمنا وان کان حصول الروایۃ لا لکنہا من اثرہا لا عمل فیہ کما ثبت بالادلۃ الشرعیۃ اھ

ج ۶ ص ۲۳ سطر اقولہ لکن من شرح الخ فی التنوی حاشیۃ البیضاوی (قولہ لکن من شرح بالکفر صدرا اعتقدہ وطاب بہ نفسا) من شرح بالکفر استدراک مما سبق لئلا یتوہم ان الاکراہ لا یضر فی تغیر عقیدۃ قاصر بین وان کان من اعتقد الکفر فی وقت الاکراہ (فخرج یخرج عن الایمان ودخل فی الکفر وعلیہم غضب کائن من اللہ وقولہ وقلبہ مطمئن بالایمان الخ دفع لما یتوہم یستثنی من الاستدراک لانہ حال من ضمیر کفر ویجوز ان یکون قلبہ مطمئنا بالایمان فی حال الاکراہ ثم نزول ہذا الاطمینان ومع قلبہ یقبل بالکفر اھ کتبہ المولوی ظفر احمد ابن اخت شیخی المدرس فی خلا ہو اعلم بالصواب وقع فی السہار نفور وکتب لی ایضا ما نصہ انا یہ

بعض الحواشی المتعلقۃ بتفسیر بیان القرآن من المولوی حبیب احمد الکرانوی المدرس فی امداد العلوم

سوال کہ من کفر اور من شرح کا مصداق ایک ہی ہے یا متغائر تو صراحۃً تو اس کو کسی مفسر نے بیان نہیں کیا حضرت سے (یعنی مولانا شاہ علامہ خلیل احمد صاحب مدرس اول سے) دریافت کیا تھا فرمایا کہ من کفر کا مصداق عام ہے خواہ لفظاً بالکفر اکراہ سے کرے یا بغیر اکراہ سے اور مع اعتقاد کے کرے یا بلا اعتقاد کے اور من شرح بالکفر صدراً کا مصداق خاص ہے جو کفر کا راسخ ہے کیونکہ کفر کے بھی مراتب ہیں جیسے ایمان کے مراتب ہیں اشارۃً یہ مضمون حل وبیضاوی وغیرہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ سب نے کفر کے معنے لفظ بکلمۃ الکفر بیان کئے ہیں تاکہ استثنار متصل ہو جائے ورنہ اگر من کفر کے معنے من اعتقد الکفر لئے جائینگے تو استثنار من اکرہ استثنار منقطع ہوگا اھ

عشی کہتا ہے کہ اس صورت میں لکن من شرح بین کفر کی فرد اعظم کو ذکر کرنا اور باقی افراد کفر سے سکوت فرمانا اہتمام کے لئے ہے نہ اسلئے کہ باقی جمیع افراد کفر کے غیر مضر ہیں

ج ۶ ص ۱۱۷ اس قولہ بجمع بینہما قال العشی نے حاشیہ علے البیضاوی وحاصل مجمع بینہما کما قال تعالے اطلع مجمع البحرین باسقاط لفظۃ بین ومقتضاہ کون لفظۃ بین تحریفہ کما قال اولا حتی اتی مجمع مجمع البحرین ومجمع اسم مکان والاضافۃ بیانیۃ اھ لیس مکان الاجتماع اولا یقرب منہ وقیل المراد بمجمعانے وسط البحرین فیکون کالتفصیل لمجمع البحرین وہذا اناسب تفسیر المجمع بطنجۃ اواذربیجان اھ من منشی

بحری فارس والروم من المحیط وہو ہناک اھ وفی الحمل بینہما ظرف الیہ علے الاتساع او بمعنے الوصل اھ قال العشی فعلی الاتساع یکون غیر رونق الکلام وزینتہ لفظاً وعلی معنے الوصل یکون تاکیداً لمعنے فافہم

تتمہ الجزء الثالث من ابانۃ البیان

ج ۸ بیان القرآن ص ۱۷ اس ۱ قولہ لکنا تبوہم قلت ورد فی الجزء الثالث حدیثاً استدل بہ علے حمل صیغۃ الامر علے الاستحباب وکنت لم اطلع علے ان الحدیث حسن او صحیح او ضعیف والآن اطلعت علی ان الحدیث الصحیح المذکور یدل علیہ وہو فی الترغیب والترہیب عن ابی حمید الساعدی مرفوعاً بلفظ اذا سمع احدکم المؤذن فلیقل مثل ما یقول ثم صلوا علی فانہ من صلی علی صلوۃ صلی اللہ علیہ بہا عشرا ثم سلوا اللہ لی الوسیلۃ فانہا منزلۃ فی الجنۃ لا تنبغی الا لعبد من عباد اللہ وارجو ان اکون انا ہو فمن سال لی الوسیلۃ حلت علیہ الشفاعۃ رواہ مسلم وابن حبان فی صحیحہ اھ

تنبیہ ابانۃ البیان میں اکثر جگہ بجائے اسمار کتب معتبرہ منقول منہا کے ان کے رموز بغرض اختصار تحریر کئے گئے ہیں

(جن کی تفصیل حسب ذیل ہے)

ج جلالین ط تفسیر طبری

م منتخب اللغات

غ غیاث اللغات

ص صراح

ن نیشاپوری

ع اعراب القرآن

الحمد للہ تعالے کہ رسالہ ابانۃ البیان ربع چہارم مع خاتمہ آج ۲۲ محرم ۱۳۴۳ھ روز چہارشنبہ کو بوقت ۹ بجے شب تمام ہوا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ علی سید المرسلین علیہ وآلہ واصحابہ افضل الصلوۃ واتم التسلیم

کتبہ احمد حسن عفی عنہ

جلد اول ص ۶۷ سطر ۱۴ قولہ الادریسی طرح الخ بین نے حضرت مصنف مجدد والملۃ والدین طال بقاہ سے دریافت کیا کہ اولاً مفسرین نے کما ارسلنا کی ترکیب میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے اس کو ماقبل سے متعلق ٹھیرایا ہے اور بعض نے مابعد سے جن لوگوں نے ماقبل سے متعلق مانا ہے انھوں نے اس میں مختلف احتمالات پیدا کئے ہیں

(۱) یہ کہ اس کا تعلق لاتم سے ہو

(۲) یہ کہ نعمت سے ہو (۳) یہ کہ تہتدون سے ہو۔ اور جو لوگ مابعد سے متعلق کہتے ہیں وہ فاذکرونی سے متعلق مانتے ہیں اور مجاہد اور ابن ابی نجیح کاف کو بمعنے شرط کہتے ہیں۔ ثانیاً اتم نعمت کی تفسیر بیان شرائع اور ہدایت الے دین ابراہیم م وقبول دعاء ابراہیم م بقولہ ربنا واجعلنا مسلمین لک الخ سے کی ہے اور بعضوں نے ہدایت الے القبلہ سے اور بعضوں نے صرف ہدایت الی معالم الدین سے۔ ثالثاً لاتم کے عطف وتعلق میں اختلاف کیا بعضوں نے لاوفکم مقدر کا معطوف علیہ بنایا اور اخشونی سے متعلق کہا اور بعضوں نے ولاتکفرون کو معطوف علیہ کہا اور فعلت وامرت وغیرہ کو متعلق ٹھیرایا

جناب والا نے لاتم کا متعلق وفکم لتقبول الحق والعمل بہ فرمایا ہے اور ولاتکفرون کے متعلق مقدر پر معطوف ٹھیرایا ہے اور تمام نعمت کی تفسیر ادخال جنت سے کی ہے۔ اور ابتدا کی تفسیر استقامت علے دین الاسلام سے فرمائی اور کما ارسلنا کا متعلق مخذوف مانا چنانچہ منیہ میں فرمایا ہے قولہ اس طرح تحویل الخ اشارۃ الی تعیین المشبہ بہ ہو العامل فی الکاف ای استجبنا دعاء ابراہیم فی قبول بنائہ بجملہ قبلۃ مستمرۃ کما استجبنا دعاءہ فی بعثۃ ہذا الرسول الذی ہو صاحب ہذہ القبلۃ بارسالنا ایاہ۔ اس میں چند خدشے ہیں اول یہ کہ اس تعیین عامل پر کوئی قرینہ واضحہ معلوم نہیں ہوتا دوسرے یہ کہ اس وقت لازم ہے کہ تہتدون پر بھی وقف ہو اور تعلمون پر بھی حالانکہ کچھ لوگ تہتدون پر وقف کرتے ہیں اور کچھ تعلمون پر اور رموز وقف سے ترجیح وقف تعلمون ہی کو معلوم ہوتی ہے کیونکہ تہتدون پر یہ صورت ۵ لا یا لاہ لکھی ہے اور تعلمون پر ۵ فقط۔ اس سوال کے جواب میں حضرت ممدوح نے حسب ذیل افادہ فرمایا۔ اول اس مقام کے لکھتے وقت میرے پاس زیادہ تفاسیر نہ تھیں بعد میں جمع ہوئیں چنانچہ میں نے اس کو کسی جلد کے ٹائٹل میں ظاہر بھی کر دیا ہے ممکن ہے کہ اس وقت اگر تفاسیر متعددہ ہوتیں شاید کچھ اور رائے ہوتی دوسرے میں نے تفاسیر کے آنے کے بعد بھی اسکا التزام تو کیا ہے کہ عربیت وسطریت کے خلاف نہ ہو اور اسی طرح مواضع منقولہ میں سلف کے خلاف نہ ہو۔ باقی تراکیب وغیرہ کے مواقع میں توسع رکھا ہے اور اپنے مسلح صدر وذوق کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ اس مقام پر لاتم تعتدون اور ولعلکم کا عطف لعلکم پر اسلئے پسند نہ آیا کہ اس کو تحویل قبلہ کی علت میں کوئی خاص دخل نہیں معلوم ہوتا اور چونکہ تحویل قبلہ کے مخاطب ایسے لوگ ہیں جنکی شان میں اسی مقام پر فرمایا ہے ولکن لک جعلناکم امۃ وسطا الآیہ جس سے اطاعت انکی مفہوم ہوتی ہے جو موقوف ہے توفیق پر اسلئے اس کا عامل وفکم مقدر مانا کہ جس کی نظیر قرآن مجید میں بکثرت ہے مضمون کا عطف مضمون پر قرار دیا اور کما ارسلنا کا عامل استجبنا فی القبلۃ الخ باقتضائے مقام مقدر مانا کہ اس سے اوپر کعبہ کے قبلہ بننے کا

ذکر تھا۔ اور اُس سے اوپر دعا ابراہیمی بحث الرسول و بقبول بنا والکعبۃ بجعلہا قبلۃ مذکور تھی اس مجموعہ کے بعد کہ اسلنا کا آنا جو دال ہے ایک دعا کے قبول پر ذو قا مقتضی ہوا کہ اس قبول دعا کو تشبیہ دیجاوے دوسری دعا کے قبول کے ساتھ چنانچہ میری تقریر بروجہ ربط بین اس پر دال ہے یا بعنوان دیگر یوں کہو کہ بعلکم تہتدون تک تحویل قبلہ کا ذکر تھا جس کے مجموعہ سے حولنا القبلۃ لکذا و کذا مفہوم ہوا آگے اُسی حولنا کا معمول ہے کہ ارسلنا یعنی یہ تحویل ہم نے ایسی ہی کی جیسے ارسال رسول کیا اور دونوں بین وجہ جامع ترتب علے دعا ابراہیم ہے ہر چند کہ دعا ابراہیمی بعنوان تحویل نہ تھی مگر جعل قبلہ کی تو بکنایۂ قبول بنا دعا تھی اور رد موقوف تھا تحویل قبلہ الی الکعبہ پر اور ارسال رسول کی تو دعا مریح تھی اور چونکہ حاصل اس تشبیہ کا دونوں امر کا ایقاع بدعا ابراہیمی تھا اسلئے بین نے اس عبارت سے تعبیر کر دیا ای استجبنا دعا ابراہیم الخ یہ عنوان پہلے عنوان سے اسہل اور احسن ہے ذا تامل اس مقام پر ایک توجیہ اور ہے کہ وہ بھی حضرت ممدوح کی پسندیدہ اور ارجح ہے شاید اس کے فیوض سے ہمیں بھی اس کو بھی درج کرتا ہوں وہ یہ کہ لعلکم یکون کو دو امر متعلق کہا جاوے اور تلاتم اور یعلکم کو اس پر معطوف قرار دیا جاوے اور کما ارسلنا کو فاذ کرونی سے متعلق کہا جاوے اور کاف کو تعلیل کے لئے مانا جاوے جیسا کہ قاموس میں ہے یکون للتشبیہ والتعلیل عند قوم ومنہ کما ارسلنا یعنی کہ رسولا اے لاجل ارسالی وقولہ اذکروہ کذا حکم کے کاف کو تعلیل کے لئے لکھا ہے اور جعل نے اس کو قائم رکھا ہے مجاہد وابن ابی نجیح نے جو کاف کو بمعنے مشروطا در فاذ کرونی کو اسکی جزا کہا ہے غالبا اسکی مراد بھی یہی ہو کہ کاف تعلیل کے لئے ہے اور چونکہ علت و معلول، شرط و جزا میں بنا یہ مناسبت ہے کہ جس طرح معلول اپنی علت پر مرتب ہوتا ہے یوں ہی جزا شرط پر مرتب ہوتی ہے

اسلئے اُنہوں نے تعبیر میں تسامح کیا اور مشروط و جزا سے تعبیر کر دیا واللہ اعلم

اس تقریر پر حاصل آیت شریفہ یہ ہوگا کہ تم جہاں کہیں بھی ہوا پنا رخ اُسی کی طرف رکھو تمہارے ایسا کرنے میں چند مصلحتیں ہیں اول تو لوگوں کو تمہارے مقابلہ میں مجال گفتگو نہ رہے گی دوسرے تم ہماری کامل انعام کے مستحق ہو گے تیسرے اس اطاعت سے تمہارے لئے فی نفسہ ایک صفت کمال یعنے صفت اہتداء حاصل ہوگی (یہاں تک خاص امر قبلہ میں اطاعت کی ترغیب تھی وہ بھی اُسکے مصالح بیان کر کے آگے اپنا منعم با نعام عظیم ہونا ظاہر فرما کر عام اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور فرماتے ہیں) چونکہ ہمنے تمہارے پاس ایسا ایسا رسول بھیجکر تم پر بیحد انعام کیا ہے اس لئے تمہارا فرض ہے کہ ہمیں ہر وقت اور ہر کام میں یاد رکھو اور کوئی کام ہمارے خلاف حکم نہ کرو اگر تم ایسا کرو گے تو ہم بھی متہیں مزید عنایت سے یاد رکھیں گے الخ اما رہا اشکال دونوں جگہ وقف و وصل ہونے کا سو حقیقت یہ ہے کہ ترکیب و تفسیر تابع نہیں اوقات کے بلکہ اوقات خود تابع ہیں ترکیب و تفسیر کے چنانچہ یہ اوقات نہ توقیفی ہیں اور نہ سب کے سب سلف سے منقول ہیں سجاوندی وغیرہ متاخرین نے جو ترکیب کچھ اُسکے موافق تفسیر فرید دیکر وقف لکھدیئے پس اُن کا اتباع واجب یعنی البتہ جواز کے لئے ان کا خلاف بوجہ محتمل ہونے فساد ترکیب کے ناجائز ہے لیکن اوقات کے غیر توقیفی ہونے کا شبہہ نہ کیا جاوے۔ آیات سب توقیفی ہیں اور آیت و اوقات میں تلازم نہیں۔ یعنے نہ ہر آیت پر وقف ہی جیسا کہ اکثر اوقات بعض فرق مستحدثہ نے دعوی کیا ہے جسکے بطلان کی ایک مختصر کافی شافی دلیل یہ ہے کہ سورہ یروج میں ذو العرش المجید میں دو قرارت ہیں دال کا ضمہ اور کسرہ اور دونوں قراءتیں متواتر ہیں تو اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس آیت پر ہمیشہ وقف فرماتے ہوتے تو یہ دونوں قراءتیں کیسے ثابت ہوتیں

اور محض احتمال پر تواتر کا دعوی ناجائز ہے پس صاف معلوم ہوا کہ آپنے کبھی وقف کیا ہے اور کبھی نہیں کیا اور اس صورت میں کبھی ضمہ پڑھا ہے علے انہ صفۃ للمضاف اور کبھی کسرہ پڑھا ہے علی انہ صفۃ للمضاف الیہ غرض ہر آیت پر وقف ثابت نہیں اور نہ ہر وقف پر آیت ہی ہو پس اوقات کی عدم توقیفیت سے آیات کی عدم توقیفیت لازم نہ آئی اسی طرح آیات کی توقیفیت سے اوقات کی توقیفیت لازم نہیں ہذا ما عندی والا مراد اسع فے ترکیب الآیتین وکل وجہۃ ہو مولیہا وللناس فیما یعشقون مذاہب۔

جلد ثالث صفحہ ۱۰۵ اس ۱۹ قال الشیخ المفسر فے ترجمۃ الستقر ایک جگہ زیادہ رہنے کی وفسرہ بالرجم وقال فی ترجمۃ المستودع ایک چندے رہنے کی وفسرہ بصلب الاب فسالتہ عم فیضہ عن وجہ کون مکث الولد فی الرحم اکثر منہ فی الصلب فاجابنی طال بقارہ بما یوضح ان اصل الولد ہو المنی وقال البقراط ومتابعوہ ان اصل مادۃ منزل من الدماغ الی النخاع من طریق العرقین الواصلین الیہ من خلف الاذنین وینضم الیہما ساک مادۃ اخری متولدۃ فی جمیع الاعضاء الرئیسۃ وغیرہا من طریق العروق الواصلۃ بین تلک الاعضاء وبین النخاع وتنزل تلک المادۃ المجتمعۃ من النخاع الی الکلیتین وتجری منہما الی العرق الواصل بینہما وبین الانثیین وتنضج ہناک الی ان تنصب الی البیاض ثم منہ الی الانثیین وتنضج ہناک نضجا تاما تصیر منیا بالفعل وقال الجزمان مادۃ المنی تخرج من جمیع البدن من غیران یکون لہا اصل فی عضو معین تجتذب منہ والا الی الکلیتین ثم تخرج منہما الی الکلیتین من طریق شعب الاجوف فینفصل ہناک صفا ما یتحاذی بہتی غلیظہا ثم منہا الی الانثیین فتنضج ہناک نضجا تاما وتصیر منیا بالفعل فعلی ما قال البقراط کمث المنی فی الصلب لیس الازمان بقائہ فی النخاع والکلیتین وہو اصل قلیل بالنسبۃ الی المکث فی الرحم وما علی ما قال الجزمان فالمکث فیہ لیس الا زمان بقائہ فی الکلیتین فقط لان الکلیتین واقعتان فی اصل الصلب وہو اقل من الزمان الاصل ایضا ہذا اذا کان المراد بالصلب الظہر مجازا والا فالصلب لیس محلا للمنی علی ہذا القول وعلے القول للاول لکنہ فیہ لیس الا زمان بقائہ فی النخاع فقط والاقرب الی الصواب ہو ما قال البقاط لان العرقین المارین من خلف الاذنین انما قطعا النقع المتماسل

جلد ثالث صفحہ ۱۰۷ اس ۱۱ سالت الشیخ المفسر عم فیضہ بان جار اللہ الزمخشری فی الکشاف فسر اللطیف بالذی یلطف عن ان تدرکہ الابصار والشیخ سلیمان الجمل نقلا عن البیضاوی بالذی لا یدرک بالحاسۃ والذی یظہر بما وجدتہ بعبارات بین والظاہر ما قالہ صاحب الکشاف والجمل لانہ علے ہذا التقدیر یکون قولہ تعالے ہو اللطیف دلیلا لقولہ عز اسمہ لا تدرکہ الابصار وقولہ تعالے وہو یدرک الابصار دلیلا لقولہ ہو یدرک الابصار وعلی ما ترجمتہ یتبقے الدعوی للادلۃ دلیل مع ان الفیروزآبادی قال فی معناہ او العالم بخفایا الامور ودقائقہا والظاہر عدم الجزم بہذا المعنی فاجابنی طال بقارہ بما محصلہ ان الادلۃ تعتبر القرآن بالقرآن وقال عز وجل فی موضع الآخر الا یعلم من خلق وہو اللطیف الخبیر ولا یخفی علی من لہ ذوق صحیح ان معناہ ہناک ہو ما ترجمتہ ہہ فی ہذا المقام واظہر منہ ما قال جل مجدہ فی سورۃ لقمان انہا قلہ یا بنی انہا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بہا اللہ ان اللہ لطیف خبیر لان ہذا المقام مقام بیان احاطۃ علمہ بادق شئے واخفاہ ولا مناسبۃ للکوۃ غیر مبصر بالمقام وہو اظہر من ان یخفی واقول ظاہر عدم جزمہ صاحب القاموس بہ ویؤیدہ ایضا ما قال فی الکشاف فی تفسیر قولہ تعالے وہو یدرک الابصار من ادرکہ الطعم او ادرکہ للمدرکات تلک بالجواہر اللطیفۃ التی ہی ایضا لو کان یصح الذی لا یدرک بالحاسۃ او الذی یلطف عن ان یدرکہ الابصار لزم ان لا یری فی الآخرۃ ایضا لانہ تعالے لطیف ازلا وابدا ولا یبعد ان یکون الباعث للزمخشری علے تفسیرہ بالذی یلطف عن ان تدرکہ الابصار تائیدہ للاعتزال بنفی الرؤیۃ بالطف اشارۃ کما ہو عادتہ علا ان المقصود من قولہ تعالے لا تدرکہ الابصار کما یظہر بالتامل فی المقام وادمجتہ بالتم

بیان فی التفسیر امران احدھما نفی امکان احاطۃ البصر ایاہ وثانیھما اختصاص ھذا الوصف بہ واللطیف اذا اُرید بہ معنی غیر المحسوس بحاسۃ البصر لایستلزم شیئا منھا واما عدم استلزامہ للاول فلان غیر المبصر اعم حالا یمکن احاطۃ البصر بہ وبصدق الاول بدون الثانی علی الجواہر اللطیفۃ کالروح وغیرہ والاعم لایستلزم الاخص وامّا عدم استلزامہ الثانی فظاہر لعدم العلاقۃ (اقول ھذا اذا اُرید باللطیف غیر المبصر مطلقا من غیر نظر الی امکان ابصارہ واستحالتہ اوتوجہ وجودہ او امکان احاطۃ البصر ایاہ وامتناعہ کما ھو الظاہر من عبارۃ البیضاوی التی نقلھا الجمل حیث قال یجوز ان یکون ھذا من باب اللف والنشر المرتب ای لاتدرکہ الابصار لانہ لطیف وھو یدرک الابصار لانہ بالتغییر فیکون اللطیف مستعارا من مقابل الکثیف وھو الذی لایدرک بالحاسۃ ولا ینطبع فیھا اھ واما اذا اُرید بہ فرد من افرادہ فامکان یراد الغیر المبصر الذی لا یمکن ابصارہ اصلا او الذی یمکن ابصارہ من غیرہ قولہ مع قطع النظر عن امکان احاطتہ بالبصر وامتناعہ او الذی یمکن ابصارہ بدون وقوعہ ویستحیل احاطتہ بالبصر او الذی یمکن ابصارہ ویستحیل احاطتہ بالبصر او الذی یکون ابصارہ واقعا فی الجملۃ ویستحیل احاطتہ بالبصر او الذی یکون ابصارہ واقعا فی الجملۃ ولا یستحیل احاطتہ بالبصر الکل باطل اما الاربعۃ الاول فلعدم صدق واحد منھا علیہ عز وجل واما الخامس فلزوم الصادقۃ بحسنۃ یئۃ الدعوی من الدلیل واما السادس فلمنافضتہ الدعوی) وایضا کونہ یستحیل الاحاطۃ بالابصار واختصاصہ بالمقصود بقولہ لاتدرکہ الابصار لایحتاج الی دلیل لانہ لیس مقصودا بالذکر بالذات بل بالاصالۃ ہو مذکور استطرادا ناشئ من قولہ تعالی ہو یدرک الابصار من انہ کیف یدرک الابصار من لایدرک بصا ہو نفسہ واما الاحتاج الیہ ہو قولہ جل مجدہ ہو یدرک الابصار لکونہ مقصودا اصلیا لبیان کمال علمہ کما لایخفی علی من لہ ذوق سلیم فتفسیر اللطیف بلطیف الادراک لم یرتکبہ ہو الا ولے لیکون ابلغ واکد فی اثبات ما ہو المقصود ولا یکون اشتغالا باثبات ما لیس بمقصود بشئ لایشتہ اصلا کما لایخفی بالبسط وجہ واللہ اعلم

تمت

کتبہ حبیب احمد عفی عنہ

محرم ۱۳۳۴ ہجری

تتمۂ اُولیٰ

از سنہ ۱۳۲۶ھ لغایۃ سنہ ۱۳۳۰ھ

پانچ سال ۲۵۶ صفحہ

مجموعۂ فتاوائے امدادیہ

سات سال ۴۰۷ صفحہ

از سنہ ۱۳۲۶ لغایۃ سنہ ۱۳۳۲

تتمہ ثانیہ

از سنہ ۱۳۳۱ھ لغایۃ سنہ ۱۳۳۲ھ

دو سال ۲۱۶ صفحہ

حوادث الفتاویٰ صفحہ ۱۶۷

حصہ اول سنہ ۱۳۳۱ حصہ دوم سنہ ۱۳۳۲

ابھی تھوڑا عرصہ گذرا کہ فتاوائے اشرفیہ المسمی بہ فتاوائے امدادیہ کی چاروں جلدیں سنہ ۱۳۲۵ ہجری تک دو جلدوں میں مطبع ہذا میں طبع ہوئی تھیں اسکے بعد سات سال کے فتوے اشرف العلماء مولانا تھانوی مدظلہم کے اور بھی جمع ہو گئے

تتمۂ اولیٰ سنہ ۱۳۲۶ھ لغایۃ سنہ ۱۳۳۰ھ پانچ سال کے حصے پانچ تھے کہ اسی اثنا میں یہ رائے قرار پائی کہ تتمۂ ثانیہ کے نام سے سنہ ۱۳۳۱ و سنہ ۱۳۳۲ھ دو سال کے اور فتوے بھی اسی کے ساتھ شامل کر دیئے جائیں اور اسی کے ساتھ حوادث الفتاویٰ حصہ اول سنہ ۱۳۳۱ حصہ دوم سنہ ۱۳۳۲ھ کے بھی منضم کر دیئے جاویں تاکہ یہ بھی ایک مجموعہ ہو جائے چنانچہ تتمۂ اولیٰ امداد الفتاویٰ بہ ترتیب ابواب فقہیہ ۳۵۶ تک مرتب ہو کر چار حصوں میں طبع ہوا اور ہر ایک حصہ سابق کے ہر جلد کا تتمہ کیا گیا اور رسالہ منوع من معتقدات بعض اہل العوج رسالہ بست مسائل استفتا بعض علماء مصر و تحریرات حضرات علمائے دیوبند و دیگر مضامین وغیرہ اسی کے ساتھ شامل کئے گئے

تتمۂ ثانیہ دو سال کے فتاوے جو صفحہ ۲۱۶ پر ختم ہے غیر مرتب ہیں جسکی وجہ دیباچہ میں درج ہے اسکی فہرست بہ ترتیب ابواب فقہیہ حضرت مولانا سلمہ نے مرتب فرما دی ہے لہذا یہ دوسرا تتمہ بھی سابق کی چاروں جلدوں کا تتمہ ہوا۔

حوادث الفتاویٰ جو خاص احکام واقعات جدیدہ عصریہ پر مشتمل ہے اور ۱۶۷ صفحہ پر ختم ہے اسکی فہرست بھی بہ ترتیب ابواب فقہیہ مرتب کر دی گئی ہے اور یہ علیحدہ ہے مگر بکل مجموعہ ۴۰۷ صفحہ کا ایک جلد اور ایک مائل بیچ کے تحت میں ہے جسکی قیمت ۴ روپیہ رکھی گئی ہے۔

سید عبد المتین ابن مولوی حافظ عبد الاحد

منیجر مطبع مجتبائی دہلی۔ ماہ صفر سنہ ۱۳۳۶ھ

تصحیح الاغلاط متعلق بیان القرآن حصہ دوازدہم از حضرت مفسر علام دامت برکاتہم

اصل ص ۳ س ۲۷ قصہ فرماتے ہیں **اصلاح** قصہ ذکر فرماتے ہیں۔

اصل ص ۵ س ۱۳ ترکہ **اصلاح** ترکہ

اصل ص ۹ س ۱ حاشیہ تحتانی بقیہ **اصلاح** الشئ

اصل ص ۱۸ س ۱ حاشیہ تحتانی یسالونک

اصلاح تستعلیق لکھو

اصل ص ۳۴ س ۱۲ آگے بطور الخ **اصلاح** ذاتی ہے ان قولہ اذا دی الخ مصنف ولہ مشرح صدری نے ہذا الفہم فلیتدبر **اصل** ص ۳۵ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین متتابعات **اصلاح** تستعلیق لکھو **اصل** ص ۳۹ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین جمع شواہ **اصلاح** جمع شاہد

اصل ص ۴۱ س ۱۰ اور خلیفہ **اصلاح** اور خلیفہ **اصل** ص ۴۳ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین یعسال **اصلاح** تستعلیق لکھو **اصل** ص ۴۹ س ۲۸ اخیر تک **اصلاح** اخیر تک (تحقیق) سوال چونکہ بنا مطالعہ تفسیر بیان القرآن کے خاوند کے نہ ہونے کا قصہ میں بعض شبہات لاحق ہوئے (یہ جنین خدمت والا میں پیش کرتا ہوں اور التماس کرتا ہوں کہ حضرت جواب تشفی زا دیں (۱) بیان القرآن جلد ۱۲ صفحہ ۵۰ سورہ مرسل حاشیہ تحتانی یسار سطر ۱ یمین ہو وطاموا طاۃ انقیاد للسامع معالم یمین ہو قراءت ابن عامر بالوعظم وطاء بکسر الواو بمعنی مواطاۃ والموافقۃ وقراءۃ الآخرون بفتح الواو وسکون الطاء ۱۲ پس معلوم ہوا کہ مواطا جو کہ ہمنے یہ ہے بالکسر والمد ہو جو حضرت کی قرات نہیں ہے پس اس تعلم پر حضرت کی قرات ترک کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ تفسیر میں دوسرا قول آخرہ نبی ہو حضرت کی قرات پر شاید جلالین کی عبارت سے وہم ہوا ہو کہ اس میں شاید طا بجائے قرات مواطاۃ الشئ کے معنی لکھدیئے ہیں۔

(۲) بیان القرآن جلد ۱۲ صفحہ ۵۳ سطر ۱۳ سورہ مرسل یمین ہو لہ بسبب لفظ ناشرہ سے ظاہرا فضیلت آخر کی معلوم ہوتی ہو لعلہ قاس یمین ہو اہو دعی دای منشئہ) مصدر رائے فاعلیۃ واول النہار واللیل اول اول ساعات اللیل اور کل ساعۃ فانہا تالی اللیل اول القرنۃ بعد القرنۃ اھ اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہو کہ ناشرہ بمعنی اول ہو اول ہونا اور آخر ہونا کو اور یہی وجہ ہو کہ سلف مختلف تفسیریں کی ہین چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے روایت کی ہو کہ ان اللیل کلہا ناشرۃ اور مجاہد نے روایت کی ہو کہ اول شئ بدا للعشا فہو ناشرۃ پس فہم ناقص یمین لفظ ناشرہ سے وجہ فضیلت کی سمجھ نہیں سکتی۔

الجواب اسوقت بحکم تفسیر بیان القرآن یمین بن شاء اس کو دیکھکر کچھ زیادہ لکھ سکتا ہو دست جو خیال یمین آتا ہے عرض کرتا ہون (۱) کیا ہمچو ہے جو جلالین سے وہم ہوا ہو جیسا سوال یمین لکھا ہو مفتی داؤد کی قرات یمین کہ حفص کی بھی یہی قرات ہی ترجمہ ہونا چاہیے کہ رات کا اکھڑنا خوب موثر ہو (نفس کے) کھلنے یمین۔ الخ

(۲) غالبا بعض اقوال پر اول سوال کا یہ معنی کیا ہو العزنۃ بعد العزنۃ یمین ہو کما فی الکشاف عن عائشہ رضہ جو ما سنتے

اصل ص ۵۱ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین ان النصف کانتا **اصلاح** یا لفظ قابل حذف ہو **اصل** ص ۵۳ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار التعاد یر منہ الخ **اصلاح** الان المتبادر منہ حمل الامر علی الوجوب۔ اقول ہذا التعلیل لعلۃ قالہ تعالی الا لاند فاع وجہ الا لاند فاع ان یکون منشأ استدلالہم حمل الامر علی الوجوب فقط فیحتمل الاحتمال ان یکونوا استدلوا بقطعیۃ الصلوۃ قرآنا لکریمۃ فلابناء قرآنیۃ الاستدلالیہم وعلی القرآن الذی ہو المقروء لیس کل للصلوۃ بل الرکن ہو القرآۃ فافہم

اصل ص ۵۴ س ۲۲ سنی یمین **اصلاح** بہت سنی یمین **اصل** ص ۵۴ س ۵ حاشیہ تحتانی یسار اقتنا ہم **اصل** اقتنا ہم **اصل** ص ۵۶ یمین جمعت

اصلاح تستعلیق یمین ہونا چاہیئے **اصل** ص ۵۷ س ۲۰ اسوقت یہ تکذیب الخ **اصلاح** اور یہ تکذیب الخ **اصل** ص ۵۹ س ۳ اس آیت یمین الخ **اصلاح** پس اس آیت یمین الخ **اصل** ص ۶۲ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین الوطا **اصلاح** الوطاء

اصل ص ۶۵ س ۵ اپہونچا ہو تو یمین **اصلاح** پہونچا دیتا ہے **اصل** ص ۸۰ س ۱۶ اور دان **اصلاح** اور ان **اصل** ص ۸۰ س ۱۲ یہ فار تفسیر یہ ہو **اصلاح** تفسیر یہ نہیں بلکہ تسفیہیہ ہے تفصیل اسکی یہ ہو کہ خلق سے مراد ایجاد واحداث ہو اور تسویہ سے مراد تہ کرنا اور اجزاء کو باہم پیوستہ کرنا اور عدل سے مراد ان اجزاء کا درمیان تناسب خلقیہ کو ملحوظ رکھنا اور یہ تینون اصل باہم جدا گانہ اور ذاتا مقتضا ہین **اصل** ص ۸۵ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین بمعنی الضرب **اصلاح** بمعنی اضاب **اصل** ص ۸۵ حاشیہ تحتانی یمین رجعۃ **اصلاح** رجعہ **اصل** ص ۸۸ س ۵ جو پشت اور سینہ الخ **اصلاح** جس بجائے نہ ہین یمین الصلب والترائب کی کوئی تفسیر نہین فرمائی۔ اور نہ بیان سوا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی کچھ شرح فرمائی ہو اور نہ اسکی ضرورت تھی کیونکہ یہ مسئلہ طبعی سے تعلق رکھتا ہو نہ کہ شریعت سے اسلئے اسکی تحقیق کے درپے ہونے کی ضرورت نہین اور نہ کسی قطعی کو اسپر کوئی اعتراض کرنیکا حق ہو کر نہ کسی کے اعتراض کا محال ہو کہ ہمین الصلب والترائب اسکا مخرج نہین بلکہ اسکا مخرج دوسرا ہو اور ایسا ہونا ممکن ہو اولا اس لئے صحیح نہین کہ ہمین الصلب والترائب کی ایک تفسیر طبرانی نے روایت کی اس کو غلط کہا گیا ہو خدا ورسول نے اس کی کوئی تردید نہین ہمین کی پس اعتراض تو جبلیا ہو اور ثانیا اصلی کو جو مخرج اس شخص نے جبلیا ہو اسکو کوئی دلیل قطعی قائم نہین ہو سکتا **اصل** ص ۹۰ س ۵ حاشیہ تحتانی یمین تنبیہ

اصلاح تنبیہ **اصل** ص ۹۱ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار الفاء تفسیریۃ **اصلاح** قد ذکر سلفنا الکرام فیہ فی **اصلاح** تفسیریۃ لا فظا فقد ذکر **اصل** ص ۹۲ س ۱۰ یہ کہ یہ لوگ **اصلاح** جب یہ لوگ ہماری ان دلائل قدرت میں غور نہین کرتے) تو آپ (اکم) نصیحت کیجئے (اور ان دلائل قدرت کی طرف توجہ دلائیے) اور اگر اسپر بھی یہ لوگ نہ مانین تو آپ پروا نہ کیجئے (کیونکہ) آپ تو بس صرف نصیحت کرنیوالے ہین اور آپ مسلط نہین ہین (کہ زبردستی) انکے ذمہ پر پس ان کے داخنے سے آپ پر کوئی باز پرس نہوگی) ان (کو مجبور کرکے) کیلئے (اس کو ضرور باز پرس ہوگی اور جب واقعہ یہ ہے) تو (جاننا چاہیئے کہ) خدا انکو (آخرت مین) بڑی سزا دیگا **اصل** ص ۹۵ س ۲۲ نہ کہ بدلنے کے الخ **اصلاح** نہ ہو سکے جگہ بدلنے کے **اصل** ص ۹۶ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین لبد **اصلاح** لبد **اصل** ص ۹۶ س ۵ حاشیہ تحتانی یسار اولذا **اصلاح** ولذا **اصل** ص ۹۹ س ۱۹ فروع **اصلاح** فروع **اصل** ص ۱۰۲ س ۱ ہدایت خلق پر **اصلاح** ہدایت خلق **اصل** ص ۱۰۴ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین العدل ۱۲ **اصلاح** تستعلیق ہونا چاہیئے **اصل** ص ۱۰۷ س ۲ حاشیہ تحتانی یسار تم **اصلاح** تم **اصل** ص ۱۱۰ س ۳ حاشیہ تحتانی یمین بعث **اصلاح** تستعلیق ہونا چاہیئے

اصل ص ۱۱۲ س ۲۵ تقیض **اصلاح** تقیض **اصل** ص ۱۱۳ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین تشیقۃ نہ **اصلاح** تستعلیقۃ نہ **اصل** ص ۱۱۳ س ۱۰ تقیض **اصلاح** تقیض **اصل** ص ۱۱۳ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین لیعیبک **اصلاح** یعیبک **اصل** ص ۱۱۴ س ۳ سائین **اصلاح** خیلیان **اصل** ص ۱۱۸ س ۱۱ یا لو **اصلاح** لفظ ۱۲ یا قابل حذف ہو **اصل** ص ۱۱۸ س ۱۲ اور اگر کسی وجہ سے الخ **اصلاح** اور اگر کسی وجہ سے نیوجیہ صحیح نہو سکے **اصل** ص ۱۲۱ س ۹ بسبت **اصلاح** نسب

اصل ص ۱۲۱ س ۱ حاشیہ تحتانی یمین اللیل **اصلاح** تستعلیق ہونا چاہیئے **اصل** ص ۱۲۱ س ۲۶ فلانس **اصلاح** فلانس بصیغہ المتکلم مع الغیر المجہول تطارح الفقہاء من زلۃ الکاتب لان المراد التعبیر بہ لیس مجرد الاثبات او المبالغۃ والصحیح قدم علی طاوالصدق والراجح المصرح الثانی **اصل** ص ۱۲۱ س ۱ حاشیہ تحتانی یسار فی ملک **اصلاح** فی سلک

قدرت اللہ الثانیۃ من الجلد الاول **تصحیح الاغلاط**

واضح ہو کہ حضرت مولانا مدظلہ العالی مؤلف تفسیر ہذا نے تصحیح الاغلاط و تنقیح الاغلاط میں جو اغلاط طباعت کی نشانی تھی ان کی تصحیح مذکورہ ذیل حصوں میں طبع ثانی کے وقت کتاب ہی میں کر دیگئی ہو کیونکہ باقی حصے مولانا کی تصحیح آنے سے پہلے ہی طبع ہو چکے تھے ۱۲

۲۹۷۶۱۳
۸-ب
۲۹۷۱۳
آخری درج کردہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا ۲۱۹۲